

تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد پنجم

حضرت عمر بن عبدالعزیز تا خلیفہ ہادی

تصنیف:

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۲۰ھ

نفس اکبر الایطیری



تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد پنجم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۲۰ھ
عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروان ثانی تک حصہ اول
(۹۹ھ تا ۱۳۲ھ)

ترجمہ: سید محمد ابراہیم (ایم۔ اے) ندوی

جس میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور حکومت کے مکمل حالات، اموی خلفاء کی لغزشوں کے رد عمل کا ظہور، ابو مسلم خراسانی کی فتنہ سامانیاں، بنو امیہ اور بنو عباس کے نسلی تعصبات اور اموری دور حکومت کے خاتمے کے حالات تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔

نفسِ اک اُردو بازار کراچی طبعی

تاریخ طبری تاریخ الامم الملوک

اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت و طباعت دہائی
تصحیح و ترتیب و تبویب

چوہدری طارق اقبال گاہنری
مالک نفیس اکیڈمی۔ اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: تاریخ طبری تاریخ الامم الملوک
مصنف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری
ناشر: نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: جدید کمپیوٹر ایڈیشن اپریل ۲۰۰۴ء
ایڈیشن: آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

اموی دور حکومت کا زوال

از

محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ طبری کی یہ چھٹی جلد عظیم الشان عہد بنو امیہ کے آخری چونتیس سال کے عبرت انگیز حالات پر مشتمل ہے۔ یہ دور وسعت پذیری اور کمالی عروج کے بعد زوال کا دور ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جنہیں بجا طور پر ثانی ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے ان کے دور سے شروع ہو کر مروان ابن محمد سلسلہ مروانیہ کے آخری فرمان روا کے حالات پر مشتمل ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بانی دولت مروانیہ مروان اول کے پوتے عبدالعزیز کے نامور فرزند عبدالملک ابن مروان کے بھتیجے اور دنیا کے سب سے بڑے فرمانروا ولید بن عبدالملک کے چچا زاد بھائی تھے دوسری طرف ان کے نسبی سلسلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملتے ہیں۔ یہ ایک زمانہ میں مدینہ کے والی رہے۔ انہی نے سب سے پہلی مرتبہ مسجد نبوی کو وسعت دی، یہ علم و فضل، زہد اتقاء، خدا ترسی اور خلق دوستی میں اپنی مثال آپ تھے ان کی انصاف پروری تبلیغ اسلام میں ان کا انہماک اور احادیث نبوی کی تدوین میں ان کا اہتمام اصلاح اور اخلاقی قدروں کو خدا ترسی پر قائم رہنے کی مساعی تاریخ کے ماتھے پر چمکتے ہوئے ستارے ہیں افسوس کہ ان کا دور حکومت صرف تین سال رہا۔ ورنہ شاید تاریخ کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔ ان کے بعد تحزب ہی تحریکوں نے اسلام کی ہمہ گیری کے خلاف ابومسلم خراسانی کی شکل میں ظہور کیا اور عرب وغیر عرب کی وہ تحریکیں شروع ہوئیں جن کی زہرناکیوں سے آج بھی جسد اسلامی پوری طرح پاک نہیں۔

اسلام نسل اور وطن کے خلاف انسانی برادری اور اخوت کی ایک عالمگیر تحریک ہے اور اس تحریک کے خلاف پہلی منظم کوشش ابومسلم خراسانی اور اس کے ساتھیوں نے عجمیت کے نعرے لگا کر شروع کی تھی۔ جس کا نتیجہ بنی امیہ کا زوال اور بنی عباس کا قیام ہوا۔

آپ اس حصہ میں ان واقعات اور تفصیلات کا مطالعہ کریں گے جو شیرازہ اسلام کے بکھیرنے میں مدد و معاون ہوئے۔ اس حصہ میں وہ واقعات پڑھئے جو مسلمانوں کو باہم بھائی بھائی کی بجائے علاقائی بنیادوں پر اور نسلی عصبیتوں پر تقسیم کرنے کے لیے پیدا

کیے گئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس دور کے بعد ایک دن کے لیے بھی سارا عالم اسلام ایک جھنڈے تلے کبھی جمع نہ ہو سکا۔ اگرچہ آخری فرمانروا مروان ثانی نے بڑی کوششیں کیں کہ اسلامی مرکز کو پارہ پارہ ہونے سے بچائے۔ انہی کوششوں میں اپنی جان عزیز قربان کر دی، بہادری و شجاعت کے انمٹ نقوش صفحہ تاریخ پر ثبت کیے۔ لیکن وقت کے دھاروں کا رخ موڑ دینا ان کے بس کی بات نہ تھی چنانچہ جو کچھ ہوا وہ تاریخ اسلام کا اندوہناک باب ہے۔ تاریخ آئینہ ماضی ہے۔ بنیاد حال ہے۔ اور نقش مستقبل ہے۔ اس حصہ کے مطالعہ سے اندازہ ہوگا کہ قومیں کیسے بنتی اور بگڑتی ہیں۔

ہمیں فخر ہے کہ نفیس اکیڈمی اردو زبان میں اس نایاب تاریخی دستاویز کو یونیورسٹی کے اساتذہ تاریخ کے طلباء عام اہل ذوق اور کتب خانوں کے لیے قابل حصول بنا رہی ہے اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ جلد از جلد اس عظیم کتاب کو مکمل طور پر پیش کرنے میں کامیاب ہوں گے۔

و ما توفیقی الا باللہ



فہرست مضامین

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۳۲	یزید بن مہلب کی اسیری	۲۵	حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا فرمان	۲۵	باب ۱ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ
۳۳	مخلد بن یزید کی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے درخواست	۲۶	عبدالعزیز بن ولید کا اعلان خلافت	۲۶	۹۹ھ کے واقعات
۳۳	مخلد بن یزید کی تجاویز	۲۷	حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور عبدالعزیز بن خالد کی گفتگو	۲۷	سلیمان بن عبدالملک کا استخارہ
۳۳	یزید بن مہلب کی روانگی دہلک	۲۸	عبدالعزیز بن خالد کی اطاعت	۲۸	حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی نامزدگی
۳۳	یزید بن مہلب کی واپسی	۲۹	مسلمہ بن عبدالملک کو مراجعت کا حکم	۲۹	یزید بن عبدالملک کی ولی عہدی
۳۳	یزید بن مہلب کی گرفتاری کی دوسری روایت	۳۰	عمال کا تقرر	۳۰	سلیمان بن عبدالملک کا فرمان
۳۳	جراح بن عبداللہ الحکمی	۳۰	امیر ج ابو بکر بن محمد وعمال	۳۰	آل عبدالملک سے فرمان
۳۳	جہم بن زحر	۳۱	۱۰۰ھ کے واقعات	۳۱	سلیمان کے لیے بیعت
۳۳	جراح اور جہم بن زحر میں سخت کلامی	۳۱	خوارج کی شورش	۳۱	حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی نامزد خلیفہ کا نام جاننے کی خواہش
۳۳	قتل کی مہم	۳۱	شوذب خارجی کی بغاوت	۳۱	ہشام بن عبدالملک کی رجا بن حیوہ سے درخواست
۳۳	خراسان کا وفد اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ	۳۱	عبدالحمید بن عبدالرحمن کو احکامات	۳۱	سلیمان بن عبدالملک کی وفات
۳۳	نو مسلموں سے جزیہ وصول کرنے کی ممانعت	۳۱	حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بسلام کو پیغام	۳۱	نامزد خلیفہ کی آل سلیمان سے بیعت
۳۵	جراح اور ابو جحلو کی طلبی	۳۱	بسلام کا وفد	۳۱	ہشام بن عبدالملک کی مخالفت و اطاعت
۳۵	جراح کی خراسان سے روانگی	۳۱	وفد بسلام کی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے گفتگو	۳۱	حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور ہشام
۳۵	خراسان میں عبدالرحمن بن نعیم کی نیابت	۳۱	آل مردان کو خوف	۳۱	سلیمان بن عبدالملک کی تدفین
۳۵	جراح کا حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے نام خط	۳۱	یزید بن مہلب کی گرفتاری	۳۱	حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا اپنے مکان میں قیام
۳۵	حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی	۳۲	حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور یزید بن مہلب	۳۲	یزید بن مہلب سے مال غنیمت کی طلبی

جراح کو ہدایات	فرمان پر ابو عیینہ کی رائے	کی تقرری	//
جراح کے قرض کی ادائیگی	عبدالرحمن بن نعیم کے نام فرمان	فہری کے مقدمہ میں ابوبکر بن محمد کی	//
جراح بن عبداللہ کی معزولی	سلیمان بن ابی السری کو ہدایات	طلبی	//
حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور	وفد اہل سمرقند کی حضرت عمر بن	ابن حیان کی ابوبکر بن محمد کے خلاف	//
ابومجبلو کی گفتگو	عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے شکایات	شکایات	۴۷
ابومجبلو کی عبدالرحمن بن نعیم کے متعلق	اہل سمرقند کے متعلق حضرت عمر بن	ابن حیان کا انتقام	//
رائے	عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا فرمان	عبدالحمید بن عبدالرحمن کی خوارج پر	//
امارت خراسان بن عبدالرحمن بن نعیم	اہل سغد کا فیصلہ	فوج کشی	//
کا تقرر	علاقہ ماوراء النہر کے مسلمانوں کو واپسی	محمد بن جریر کا خوارج پر حملہ و پسپائی	۴۸
عبدالرحمن بن نعیم کو ہدایات	کا حکم	شوذب خارجی کے قاصدوں کی	//
محمد بن علی بن عبداللہ	عقبہ بن زرعۃ الطائی کے نام فرمان	واپسی	//
محمد بن علی کی جماعت	عبدالحمید بن عبدالرحمن کے نام فرمان	تمیم بن الحباب اور خوارج کی جنگ	//
امیر حج ابوبکر بن محمد و عمال	وظائف کی تقسیم	محمدہ اور شہاج کی خوارج سے جنگ	//
انہ کے واقعات	اہل شام کے نام فرمان	اور شکست	۴۳
یزید بن مہلب کا فرار	ابومجبلو سے حضرت عمر بن عبدالعزیز	ثبہ بن عمر کی خوارج پر فوج کشی	//
حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی	رضی اللہ عنہ کی گفتگو	شوذب خارجی کا اپنی جماعت سے	//
عدالت	حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا	خطاب	۴۹
یزید بن مہلب کا حضرت عمر بن	تاریخی خطبہ	شوذب خارجی اور اس کی جماعت کا	//
عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے نام خط	تعزیت نامہ	خاتمہ	//
ہذیل بن زفر کا یزید بن مہلب سے	حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے	یزید بن مہلب کی بغاوت	//
حسن سلوک	پند و نصائح	یزید بن مہلب کے خاندان کی اسیری	//
حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی	غیر مسلموں کے متعلق ہدایات	یزید بن مہلب کی بصرہ پر فوج کشی	۵۰
وفات	زوجہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا	محمد بن مہلب	//
مدت خلافت	بیان	عدی بن ارطاة کے فوجی دستے	//
حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی عمر	باب ۲	یزید بن مہلب کی بصرہ میں آمد	۵۱
بنی امیہ کا اشج	یزید ثانی بن عبدالملک	یزید بن مہلب کی جانب اہل بصرہ کا	۴۶
یزید بن مہلب کے نام فرمان	ابوبکر بن محمد کی معزولی	رجحان	//
حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے	امارت مدینہ پر عبدالرحمن بن ضحاک	عمران بن عامر کی یزید بن مہلب کی	//

اطاعت	یزید بن مہلب کی مجلس مشاورت	مسلمہ بن عبد الملک کی جنگی تربیت	۵۸
یزید بن مہلب اور عدی کی جنگ	حبیب کا کوفہ پر قبضہ کرنے کا مشورہ	یزید بن مہلب کی صف بندی	۵۹
یزید بن مہلب کے بھائیوں کی احتیاطی تدابیر	حبیب کی جزیرہ کی جانب پیش قدمی کی تجویز	محمد بن مہلب اور حیان النبطی کا مقابلہ	۶۰
عدی بن ارطاة کی گرفتاری	امیر حج عبد الرحمن بن ضحاک و عمال ۱۰۲ھ کے واقعات	اہل کوفہ کا میدان جنگ سے فرار	۶۱
عدی بن ارطاة اور یزید بن مہلب کی گفتگو	یزید بن مہلب کی عقر میں آمد	یزید بن مہلب اور یزید بن الحکم کی گفتگو	۶۲
عدی بن ارطاة کی اسیری	مغرب کے سوار	یزید بن مہلب اور سمید ع کی گفتگو	۶۳
سمید ع الکندی خارجی	عبد الملک بن مہلب کی شکست و فرار	یزید بن مہلب کی پیش قدمی	۶۴
سمید ع الکندی اور یزید بن مہلب میں اتحاد	عبد الملک بن مہلب کی مراجعت عقر	ابو روتہ کا یزید بن مہلب کو مراجعت کا مشورہ	۶۵
حواری بن زیاد	مفضل بن مہلب کی سپہ سالاری	سمید ع اور محمد بن مہلب کا قتل	۶۶
مسلم بن عبد الملک باہلی	علاء بن زہیر کا بیان	قتل بن عیاش کا یزید پر حملہ	۶۷
عبد الرحمن کی یزید بن عبد الملک سے درخواست	یزید بن مہلب کا فوج سے خطاب	یزید بن مہلب کا قتل	۶۸
عبد الحمید بن عبد الرحمن اور خالد بن یزید کی گرفتاری	عامر کی یزید بن مہلب کی اطاعت	یزید بن مہلب کے سر کی شناخت	۶۹
قطامی بن الحصین	یزید بن مہلب کی بیعت کی شرائط	مفضل بن مہلب کی شجاعت	۷۰
یزید بن مہلب کا حیرہ پر قبضہ	کوفہ کی ناکہ بندی	مفضل کی بنی ربیعہ کو حملہ کی ترغیب	۷۱
مدرک بن مہلب کی پیش قدمی	مسلمہ بن عبد الملک کی کمک	مفضل کی مراجعت واسط	۷۲
بنی تمیم اور بنی ازد	عبد الحمید بن عبد الرحمن کی معزولی	مفضل کی مراجعت واسط	۷۳
بنی ازد کی مدرک بن مہلب سے گفتگو	یزید بن مہلب کا شیخوں مارنے کا قصد	اسیران جنگ کا قتل	۷۴
یزید بن مہلب کا اہل بصرہ سے خطاب	سمید ع خارجی کی مخالفت	محمد بن عمرو کا حکم امتناعی	۷۵
یزید بن مہلب کی حسن بصری رضی اللہ عنہ کی مخالفت	حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا یزید بن مہلب کے خلاف طرز عمل	پچاس قیدیوں کی جان بخشی	۷۶
حسن بصری رضی اللہ عنہ کے شامیوں کے خلاف تاثرات	مروان بن مہلب کی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو دھمکی	معاویہ بن یزید بن مہلب کا انتقام	۷۷
	حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی اپنے متبعین کو تلقین	ربیع بن زیاد کی جان بخشی	۷۸
	متبعین حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ پر سختیاں	معاویہ بن یزید بن مہلب اور مفضل بن مہلب کی بصرہ میں آمد	۷۹
		یزید بن مہلب کی وداع بن حمید کو ہدایت	۸۰
		بنی مہلب کی بصرہ سے روانگی	۸۱

مفضل بن مہلب کی امارت	۶۹	مسیب بن بشر کا مجاہدین سے خطاب	//	خراسان میں تحریک عباسیہ کا
مدرک کا مفضل بن مہلب پر حملہ	//	مسیب کے دو قاصد	۷۵	آغاز یزید بن ابی مسلم کا قتل
ورد بن عبداللہ کو امان	//	قاصدوں کی عبدالملک بن وثار سے گفتگو	//	امیر حج عبدالرحمن بن ضحاک و عمال
مالک بن ابراہیم بن الاشر کی جاں بخشی	//	مسیب بن بشر کی پیش قدمی	//	۱۰۳ھ کے واقعات
بنی مہلب کی قنڈائیل میں آمد	۷۰	مسیب کی مجاہدین کو ہدایت	//	سعید خزینہ کی معزولی
وداع کی بنی مہلب سے علیحدگی	//	مسیب بن بشر کا ترکوں پر حملہ	۷۶	سعید بن عمرو کی ہجو
مروان بن مہلب کا اپنی عورتوں کو قتل کا ارادہ	//	بختری ابو عبداللہ کی شجاعت	//	عبدالرحمن بن ضحاک عامل مدینہ و مکہ
خاندان مہلب کی روانگی حیرہ	//	ترکوں کی شکست و فرار	//	امیر حج ابن ضحاک و عمال
خاندان مہلب کی فروختگی	۷۱	مجاہدین و محصورین کی مراجعت	۷۷	سعید بن عمرو الحارثی کا امارت خراسان پر تقرر
خراسان کو فہرہ بصرہ کی امارت پر مسلمہ کا تقرر	//	ابو سعید معاویہ بن الحجاج	//	حارثی کا خطبہ جہاد
عبدالرحمن بن سلیم عامل بصرہ کی معزولی	//	ابو سعید اور شداد بن خلید	//	اہل سفد کا حارثی سے خوف
سعید بن خذینہ بن عبدالعزیز عامل خراسان	//	اہل سفد کی شورش	//	اہل سفد کی شاہ فرغانہ سے امداد طلبی
شعبہ بن ظہیر عامل سمرقند	۷۲	اہل سفد پر فوج کشی	//	شاہ فرغانہ کی مشروط اعانت
شعبہ کا اہل سفد سے خطاب	//	شکست خوردہ ترکوں کا تعاقب	۷۸	ابن ہبیرہ کی اہل سفد کو پیشکش
عبدالرحمن بن عبداللہ کے عمال کی گرفتاری	//	شعبہ بن ظہیر کی شہادت	//	کارزج کا اہل سفد کو مشورہ
جہم بن زحر پر عتاب	//	ایک لونڈی کا نوحہ	//	۱۰۴ھ کے واقعات
جہم اور اس کے ساتھیوں کے متعلق دوسری روایت	۷۳	عبداللہ بن زہیر کی شہادت	//	حارثی کی اہل سفد پر فوج کشی
شعبہ بن ظہیر کی معزولی	//	خلیل بن اوس کا ترکوں پر حملہ	//	نیلان کا حارثی کو مشورہ
قصر الباہلی کا واقعہ	۷۴	سعید بن خذینہ کی ترکوں کے تعاقب کی ممانعت	۷۹	حارثی کا اشروسنہ میں قیام
کورصول ترک کے قلعہ کا محاصرہ	//	سورہ بن الحر اور حیان النبطی کی عداوت	//	حارثی کی فحندہ کی جانب پیش قدمی
عثمان بن عبداللہ کا اعلان جہاد	//	حیان النبطی کا خاتمہ	//	محاصرہ فحندہ
		سعید خذینہ کا جبر و تشدد	۸۰	اہل سفد کی حارثی سے امان طلبی
		مسلمہ بن عبدالملک کی طلبی	//	حارثی اور ترکوں میں مصالحت
		مسلمہ بن عبدالملک کی معزولی	//	ثابت الاشجینی کا قتل
		عمرو بن ہبیرہ کا رویوں پر جہاد	۸۱	جلج کا قتل
				مسلمان قیدیوں کی شہادت
				اہل سفد کا قتل عام

مال غنیمت کی تقسیم	ابن ہبیرہ سے حرشی کے متعلق معقل	ہشام بن عبد الملک کی دمشق میں آمد	۱۰۱
ثابت بن قطنہ کے اشعار	کی گفتگو	بکیر بن ماہان کی معزولی	۱۰۲
علباء بن احمر	معقل کی حرشی سے بدکھائی	امیر حج ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل	۱۰۳
دیو اشنی کا محاصرہ	معقل کے خلاف حرشی کی انتقامی	عمر بن یزید کی اہل یمن کی مخالفت	۱۰۴
حرشی کی دیو اشنی سے مصالحت	کاروائی	زیاد بن عبد اللہ اور خالد بن عبد اللہ القسری	۱۰۵
اہل کس کی اطاعت	مسلم بن سعید بن اسلم	امارت عراق پر خالد بن عبد اللہ	۱۰۶
سورہ بن الحر کی برطرفی	امارت خراسان پر مسلم بن سعید کا تقرر	القسری کا تقرر	۱۰۷
قلعہ خزار کی تسخیر	مسلم بن سعید کی خراسان میں آمد	زیاد بن عبد اللہ کی روانگی کوفہ	۱۰۸
سبقری کا قتل	حرشی کی گرفتاری	زیاد بن عبد اللہ بحیثیت عامل رے	۱۰۹
حضرت فاطمہ بنت امام حسین علیہ السلام	ابن ہبیرہ کا حرص	زیاد بن عبد اللہ کی مراجعت کوفہ	۱۱۰
کی ابن ضحاک کے خلاف شکایت	سرکاری واجبات کے متعلق مسلم کو	عمال	۱۱۱
یزید بن عبد الملک اور ابن ہرمز	مشورہ	۱۰۶ھ کے واقعات	۱۱۲
قاصد حضرت فاطمہ بنت امام حسین	مہزم بن جابر اور ابن ہبیرہ	عبدالواحد بن عبد اللہ النضری کی برطرفی	۱۱۳
بنی ہاشم کی باریابی	امیر حج عبدالواحد بن عبد اللہ و عمال	حجاج بن عبد الملک کی لان پر فوج کشی	۱۱۴
عبدالرحمن بن ضحاک کی معزولی	۱۰۵ھ کے واقعات	سالم بن عبد اللہ کی وفات	۱۱۵
ابن ضحاک کی مسلمہ بن عبد الملک	جراح بن عبد اللہ کا لان پر جہاد	مضری اور یمنی عربوں کی باہمی عداوت	۱۱۶
سے درخواست امان	مسلم بن سعید کی ترکوں پر فوج کشی	نصر بن سیار اور عمرو بن مسلم	۱۱۷
عبدالرحمن بن ضحاک کا انجام	مسلم بن سعید کی شاہ افشین سے	عمرو بن مسلم کا نصر بن سیار پر حملہ	۱۱۸
امام زہری کا ابن ضحاک کے متعلق	مصالحت	عمرو بن مسلم کی شکست و امان	۱۱۹
بیان	یزید بن عبد الملک کی وفات	معمر بن قحان	۱۲۰
بلخ کے قلعوں کی تسخیر	یزید کی عمرو مدت حکومت	مسلم بن سعید کی ترکوں پر فوج کشی	۱۲۱
ابوالعباس کی پیدائش	یزید بن عبد الملک کی موت پر سلامہ	مسلم بن سعید کی فرغانہ کی جانب پیش	۱۲۲
حرشی کے خلاف تحقیقات	کے اشعار	قدی	۱۲۳
حرشی کی معزولی	یزید بن عبد الملک اور حبابہ	مسلم بن سعید کی فرغانہ میں آمد	۱۲۴
حرشی پر عتاب	حبابہ کا انتقال	عبد اللہ بن ابی عبد اللہ کا ترکوں پر حملہ	۱۲۵
حرشی کی برطرفی کی وجہ	باب ۳	عامر بن مالک کی علمبرداری	۱۲۶
حرشی کی معقل کو حوالگی	ہشام بن عبد الملک	مجاہدین کی پسپائی و مراجعت	۱۲۷
ابن ہبیرہ اور حرشی	عائشہ بن ہشام بن اسماعیل	حمید بن عبد اللہ کا ترکوں پر حملہ	۱۲۸

مجاہدین پر تشنگی کا غلبہ	عمار العبادی کا انجام	۱۱۰ھ کے واقعات	مجاہدین پر تشنگی کا غلبہ
حوشہ بن یزید اور نصر بن سیار کی شجاعت	اسد بن عبد اللہ کی قتل پر فوج کشی	مسلمہ بن عبد الملک اور خاتان کی جنگ	حوشہ بن یزید اور نصر بن سیار کی شجاعت
عمر بن ہبیرہ کی مسلم بن سعید کو ہدایت	مسلم بن احمد کا کارنامہ	اہل سمرقند و ماوراء النہر کی دعوت اسلام	عمر بن ہبیرہ کی مسلم بن سعید کو ہدایت
توبہ بن ابی اسید	ترکوں کی شکست	ابو الصیداء صالح بن طریف	توبہ بن ابی اسید
ایمان توبہ	اسد کی قتل پر فوج کشی	اہل سمرقند کا قبول اسلام	ایمان توبہ
ہشام بن عبد الملک اور سعید بن عبد اللہ کی گفتگو	امیر حج ابراہیم بن ہشام	نومسلموں سے خراج کا مطالبہ	ہشام بن عبد الملک اور سعید بن عبد اللہ کی گفتگو
ابراہیم بن محمد کی ہشام سے درخواست	۱۰۹ھ کے واقعات	ابو الصیداء کی گرفتاری	ابراہیم بن محمد کی ہشام سے درخواست
امارت خراسان پر اسد بن عبد اللہ کا تقرر	عبد اللہ بن عقبہ کا بحری جہاد	عجمی سرداروں کی اہانت	امارت خراسان پر اسد بن عبد اللہ کا تقرر
عبد الرحمن بن نعیم کی وابستگی کا حکم	عمر بن یزید، اسیدی کا قتل	نصر بن سیار کا ثابت سے حسن سلوک	عبد الرحمن بن نعیم کی وابستگی کا حکم
عبد الرحمن بن نعیم کی مراجعت	اسد بن عبد اللہ کی معزولی	اشرس کی آمل میں آمد	عبد الرحمن بن نعیم کی مراجعت
حسن بن ابی العمرطہ عامل سمرقند	اسد بن عبد اللہ کا مضریوں پر جبر و تشدد	اشرس اور ترکوں کی جنگ	حسن بن ابی العمرطہ عامل سمرقند
حسن بن ابی العمرطہ پر تنقید	تمیم بن حمان کی طلبی	مجاہدین پر تشنگی کا غلبہ اور بلاکت	حسن بن ابی العمرطہ پر تنقید
سمرقند میں ثابت قطنہ کی نیابت	نصر بن سیار اور اس کے ساتھیوں کی روانگی عراق	ثابت قطنہ کا ترکوں پر شدید حملہ	سمرقند میں ثابت قطنہ کی نیابت
عمال	اسد بن عبد اللہ کا اہل بلخ سے خطاب	وجہہ البنانی کا بیان	عمال
۱۱۰ھ کے واقعات	زیاد ابو محمد داعی بنی عباس	وجہہ البنانی کی شہادت	۱۱۰ھ کے واقعات
معاویہ بن ہشام کی قبر میں آمد	زیاد اور غالب میں مباحثہ	ثابت بن قطنہ کی شہادت	معاویہ بن ہشام کی قبر میں آمد
ابو عمرہ اور اس کے ساتھیوں کا انجام	زیاد ابو محمد کی طلبی	غوزک کی علیحدگی	ابو عمرہ اور اس کے ساتھیوں کا انجام
مسلم بن سعید سے حسن سلوک	زیاد اور اس کی جماعت کا قتل	غوزک کی علیحدگی کی وجہ	مسلم بن سعید سے حسن سلوک
نمرون کا قبول اسلام	زیاد اور اس کی جماعت کے متعلق دوسری روایت	اشرس کا بوادرہ میں قیام	نمرون کا قبول اسلام
اسد بن عبد اللہ کی غور پر فوج کشی	کثیر کو فی اور خداش	سیاہ کا مسلمانوں کو مشورہ	اسد بن عبد اللہ کی غور پر فوج کشی
بروقان کی فوج کی بلخ میں منتقلی	امارت خراسان پر اشرس بن عبد اللہ کا تقرر	ترکوں کا مجاہدین پر حملہ	بروقان کی فوج کی بلخ میں منتقلی
امیر حج ابراہیم بن ہشام	اشرس اور حیان البظلی کی گفتگو	خسرو بن یزید جرد کی پیشکش	امیر حج ابراہیم بن ہشام
۱۰۸ھ کے واقعات	یحییٰ بن حصین کا بیان	بازغری کی سفارت	۱۰۸ھ کے واقعات
مسلمہ بن عبد الملک کی فتوحات	امیر حج ابراہیم بن ہشام و عمال	یزید بن سعید الباطلی کی تجویز	مسلمہ بن عبد الملک کی فتوحات
		یزید بن سعید کی تجویز کی مخالفت	
		مسلمان قیدیوں کے زرفدیہ کی پیشکش	

۱۳۶	غوزک کا خاقان کو مشورہ	مضری عربوں کی تقرری	۱۲۹	بازغری کا خاتمہ
۱۳۳	عبادہ کی حملہ کرنے کی تجویز	امیر حج ابراہیم بن ہشام وعمال	۱۲۹	مسلم قیدیوں کی شہادت کا انتقام
۱۳۴	سورہ بن الحر کا حملہ	۱۱۲ھ کے واقعات	۱۳۰	جنگ کرجہ
۱۳۴	جلیس بن غالب الشیبانی	فتح خرشنہ	۱۳۰	ملک تار بند کا قتل
۱۳۵	غوزک کی بد عہدی	ترکوں کا اردبیل پر قبضہ	۱۳۱	ملک تار بند کا قتل
۱۳۵	سورہ بن الحر کا خاتمہ	سعید بن عمرو الحرشی کی روانگی	۱۳۱	خاقان کی اہل کرجہ کی پیشکش
۱۳۶	جنید کا حملہ اور خاقان کی پسپائی	جراح بن عبد اللہ کی شہادت کی وجہ	۱۳۱	غالب بن مہاجر الطائی کی روانگی
۱۳۶	جنید کی روانگی سمرقند	مسلمہ کا ترکوں کا تعاقب	۱۳۱	سمرقند
۱۳۷	جنید کا ہشام کے نام خط	سورہ بن الحر کی جنید سے امداد طلبی	۱۳۱	کورصول کی بطور یرغمال طلبی
۱۳۷	تہار بن توسعہ کا بیان	جنید کی پیش قدمی	۱۳۱	محصورین کرجہ کی روانگی
۱۳۸	ہشام کا جبری بھرتی کا اعلان	جنید کی کس میں آمد	۱۳۱	خاقان کی مراجعت
۱۳۸	نصر بن سیار کی شجاعت	بجشر بن مزاحم کا مشورہ	۱۳۱	اہل دیوسیدہ کے حملہ کا کورصول کو خطرہ
۱۳۸	عبد اللہ بن حاتم کا بیان	جنید کی حرب سے گفتگو	۱۳۲	محصورین کا دیوسیدہ میں استقبال
۱۳۸	جنید کی گھائی میں قیام گاہ	جنید کی سمرقند کی جانب پیش قدمی	۱۳۲	یرغمالوں کا تبادلہ
۱۳۹	خاقان کی بخارا کی جانب پیش قدمی	مجاہدین کی صف بندی	۱۳۳	اہل کردر کی بغاوت
۱۳۹	عبد اللہ بن ابی عبد اللہ کا جنید کو مشورہ	یوم الشعب	۱۳۳	امیر حج ابراہیم بن ہشام وعمال
۱۳۸	عبد اللہ بن الشخیر کی سمرقند میں نیابت	ترکوں کا جوابی حملہ	۱۳۳	باب ۲
۱۳۸	جنید کی سمرقند سے روانگی	بنی ازود کی شجاعت	۱۳۳	جنید بن عبد الرحمن
۱۳۹	عطاء الدبوسی کی جنید سے درخواست	یزید بن المفصل کی شہادت	۱۳۳	۱۱۱ھ کے واقعات
۱۳۹	خاقان کی پیش قدمی کی اطلاع	محمد بن عبد اللہ کی شجاعت و شہادت	۱۳۳	عبد اللہ بن ابی مریم کی بحری جنگ
۱۳۹	جنید اور خاقان کی جنگ	نصر بن راشد العبدی کی شہادت	۱۳۳	اشرس کی معزولی
۱۳۹	عبد اللہ بن ابی عبد اللہ کی تجاویز	عبد اللہ بن معمر کی شہادت	۱۳۳	جنید بن عبد الرحمن کا امارت خراسان پر تقرر
۱۳۹	عبد اللہ بن ابی عبد اللہ کا فوج سے خطاب	خاقان کی پسپائی	۱۳۳	جنید کی خراسان میں آمد
۱۳۹	ترکوں کی شکست و پسپائی	عبید اللہ بن حبیب کا جنید کو مشورہ	۱۳۳	عامر بن مالک الجہانی کی روانگی
۱۵۰	امدادی فوج کی خراسان میں آمد	سورہ بن الحر کی طلبی	۱۳۳	خاقان پر عامر بن مالک کا حملہ
۱۵۰	امیر حج ابراہیم بن ہشام	سورہ بن الحر کا عذر	۱۳۳	ترکوں کی شکست
۱۵۰	۱۱۳ھ کے واقعات	خاقان کی مزاحمت	۱۳۳	جنید کے وفد کی روانگی دمشق

عبدالوہاب بن بخت کی شہادت	حارث بن سرتخ کا مرو پر حملہ	امیر حج خالد بن عبدالملک و عمال	۱۶۳
مسلمہ بن عبدالملک کی فوجات	محمد بن مسلم کی سفارت	بنی عباس کے داعیوں کی گرفتاری	۱۶۴
بنی عباس کے داعیوں کی خراسان میں آمد	حارث و عاصم کی جنگ	سلیمان بن کثیر کا عذر	۱۶۵
امیر حج سلیمان بن ہشام	حارث بن سرتخ کی شکست و فرار	موسیٰ بن کعب اور لابر بن قریط کا انجام	۱۶۶
۱۱۳ھ کے واقعات	۱۱۳ھ کے واقعات	۱۱۸ھ کے واقعات	۱۶۷
قسططین کی گرفتاری	رومی علاقوں پر فوج کشی	عمار خداش کی دعوت بیعت	۱۶۸
ابراہیم بن ہشام کی معزولی	عاصم بن عبداللہ کی معزولی	عمار کا انجام	۱۶۹
امیر حج محمد بن ہشام و عمال	عاصم بن عبداللہ کا ہشام کے نام خط	قلعہ ہوشکان کی فتح	۱۷۰
۱۱۵ھ کے واقعات	حارث بن سرتخ اور عاصم میں مصالحت و اتحاد	اسد بن عبداللہ کی انتقامی کارروائی	۱۷۱
امیر حج محمد ہشام و عمال	عاصم بن سلیمان کا یحییٰ کو مشورہ	بشر بن اثیف کی اہل قلعہ سے غداری	۱۷۲
خراسان میں قحط	عاصم کے نقیب کا اعلان	کرمانی کا اہل بلخ سے خطاب	۱۷۳
۱۱۶ھ کے واقعات	ابوداؤد اور حارث کا مقابلہ	محصورین کا انجام	۱۷۴
جنید کی معزولی کی وجہ	ایک شامی کا حارث پر حملہ	خالد بن عبد الملک بن حارث کی معزولی	۱۷۵
امارت خراسان پر عاصم بن عبداللہ کا تقرر	یحییٰ بن حصین	علی بن عبداللہ بن عباس کا انتقال	۱۷۶
جنید بن عبدالرحمن کا انتقال	اسد بن عبداللہ کا خالد کے نام خط	امیر حج محمد بن ہشام و عمال	۱۷۷
جنید کے عمال پر جبر و تشدد	عاصم بن عبداللہ کی گرفتاری	باب ۵	۱۷۸
حارث بن سرتخ کی بغاوت	اسد بن عبداللہ کی آمل پر فوج کشی	اسد اور خاقان کا محرکہ عظیم	۱۷۹
حارث بن سرتخ کا بلخ پر قبضہ	۱۵۴ھ آمل کی اطاعت	۱۱۹ھ کے واقعات	۱۸۰
تجسسی کا قتل	اسد بن عبداللہ کی روانگی ترمذ	ولید بن القعقاع کا جہاد	۱۸۱
حارث کی جوڑ جان میں آمد	حارث کا محاصرہ ترمذ	اسد بن عبداللہ اور خاقان	۱۸۲
حارث کی مرو کی جانب پیش قدمی	۱۵۵ھ سبل کی حارث سے علیحدگی	خاقان کی جنگ کی تیاری	۱۸۳
عاصم کا مرو چھوڑنے کا ارادہ	اصغر بن عینا اور داؤد الاعر کی جنگ	ابن الساجی کی اسد بن عبداللہ سے درخواست	۱۸۴
طلاق کی شرط پر بیعت	اہل ترمذ کی شکست و فرار	مال و متاع کی روانگی	۱۸۵
حارث بن سرتخ کی جماعت	اسد بن عبداللہ کا یثیم الشیبانی کو پیغام	اسد کی شہادت کی افواہ	۱۸۶
پلوں کا انہدام	۱۵۶ھ اسد بن عبداللہ کی یثیم کو امان	داؤد اور وراصغ	۱۸۷
محمد بن شہن اور حماد بن عامر	اسد کا بلخ میں قیام		

اسد بن عبد اللہ کی تلخ سے روانگی	۱۷۰	اسد بن عبد اللہ کے نقیب کا اعلان	//	مغیرہ بن سعید	//
عثمان بن عبد اللہ کا اسد کو مشورہ	//	اسد بن عبد اللہ کی روانگی	۱۷۷	مغیرہ بن سعید کی ساحری	//
خاقان کی آمد	۱۷۱	سالم بن منصور کا ترکوں پر حملہ	//	مغیرہ اور بیان کا قتل	//
اشتنجن کی تجویز	//	ریحان بن زیاد کی معزولی	//	مالک بن امین کی معافی	۱۸۵
خاقان کی پیش قدمی و مراجعت	//	اسد بن عبد اللہ کی خریستان میں آمد	//	علی بن محمد کا بیان	//
اسد بن عبد اللہ کی مجلس مشاورت	//	خاقان کی حارث سے جواب طلبی	۱۷۸	بہلول ابن بشر خارجی	//
اسد بن عبد اللہ کو قیام کا مشورہ	۱۷۲	سالم بن جنار کی بخبری	//	بہلول خارجی کی جماعت	۱۸۶
نصر بن سیار کی تجویز	//	اسد بن عبد اللہ کی فوج کی ترتیب	//	خالد بن عبد اللہ کو قتل کرنے کا مشورہ	//
اسد بن عبد اللہ کا ابراہیم کے نام خط	//	خاقان کی صف بندی	۱۷۹	بہلول بن بشر کا خروج	//
اسد بن عبد اللہ کے قاصد کی روانگی	//	جنگ خریستان	//	خوارج کے خلاف قینی کی روانگی	//
خاقان کا ابراہیم پر حملہ	۱۷۳	خاقان کی شکست	//	بہلول خارجی کا قینی پر حملہ	۱۸۷
خاقان کی حکمت عملی	//	خاقان کا فرار	//	قینی کا قتل اور شامی دستہ کی پسپائی	//
ترکوں کا عقبی حملہ	//	جنگ خریستان کا مال غنیمت	۱۸۰	بہلول خارجی کی انتقامی کاروائی	//
اسد بن عبد اللہ کی آمد	//	اسد بن عبد اللہ کی مراجعت تلخ	//	عامل موصل کی ہشام سے امداد طلبی	۱۸۸
رئیس صنعان کی بیوی کا نوہ	//	خاقان کا تعاقب کرنے والا فوجی دستہ	//	کھیل پر ہشام کی فوج کا اجتماع	//
مصعب بن عمر الخزاعی کا تعاقب کا ارادہ	۱۷۴	مروالروز میں مقیم ترکوں کا قتل	//	شامی فوج پر بہلول کا حملہ	//
اسد بن عبد اللہ پر طنزیہ فقرے	//	خراہرہ کا خاقان سے حسن سلوک	۱۸۱	شامی فوج کی پسپائی	//
ایک ترک سردار کا بیان	//	خاقان کا قتل	//	بہلول خارجی کا خاتمہ	۱۸۹
اسد بن عبد اللہ کی مراجعت تلخ	//	ترکوں میں خانہ جنگی کا آغاز	//	عمر و البشکری خارجی اور غزنی خارجی	//
اسد بن عبد اللہ کا اہل تلخ کو خطبہ	۱۷۵	ہشام بن عبد الملک کو نوید فتح	//	کا خروج	//
اسد بن عبد اللہ کا عزم	//	مقاتل بن حیان کی طلبی	۱۸۲	وزیر اسخیانی کا خروج	//
افواج خاقان کا خلم کی گھائی پر اجتماع	//	مقاتل بن حیان کا بیان	//	وزیر خارجی کو قتل کرنے کا حکم	//
مرو جانے کی تجویز	//	مقاتل بن حیان کا مطالبہ	۱۸۳	وزیر خارجی کا قتل	۱۹۰
خاقان کی پیش قدمی	۱۷۶	اسد کے وفد کو خلعت و انعام سے	//	اسد بن عبد اللہ کی قتل پر فوج کشی	//
بختری بن مجاہد کا اسد کو مشورہ	//	سرفرازی	//	اسد بن عبد اللہ کی بدر طر خان سے	//
تلخ پر کرمانی بن علی کی قائم مقامی	//	شاہ سبل کی ابن السامی کی نصیحت	//	گفتگو	//
اسد بن عبد اللہ کی دعا	//	سبل کی ابن السامی کو مسلمانوں سے	//	سلمہ اور ابوالاسد کی بدر طر خان کے	//
	//	لڑنے کی ممانعت	۱۸۴	متعلق گفتگو	۱۹۱

۲۰۸	جعفر بن خطلہ کی برطرفی	//	خالد بن عبد اللہ کی برطرفی کا فیصلہ	۱۹۱	اسد بن عبد اللہ کی پیش قدمی
//	کرمانی کا امارت خراسان پر تقرر و معزولی	//	یوسف بن عمر کو عراق جانے کا حکم	//	اسد بن عبد اللہ پر بھڑکے کی تنقید
//	باب ۶	//	یوسف بن عمر اور شعیب کی گفتگو	۱۹۲	اسد بن عبد اللہ کی پشیمانی
۲۰۹	نصر بن سیار	//	خالد بن عبد اللہ اور طارق بن زیاد کی گرفتاری	//	بدر طرخان کا قتل
//	امارت خراسان پر نصر بن سیار کا تقرر	//	ربیع بن سابور کا بیان	۱۹۳	فاضلہ بنت یزید بن مہلب کو طلاق
//	نصر بن سیار کے نام فرمان تقرر	۲۰۲	بشیر بن ابی طلحہ کا عیاض کے نام خط	//	صحاری بن شعیب خارجی
//	نصر بن سیار اور بختری	//	طارق بن ابی زیاد کی روانگی واسطہ	//	صحاری بن شعیب خارجی کا خروج
//	ہشام سے عبد الکریم کی بنی ربیعہ اور یمنی سرداروں کی سفارش	//	طارق بن ابی زیاد کا خالد بن عبد اللہ کو مشورہ	۱۹۴	امیر حج ابو شاکر مسلمہ بن ہشام و عمال
۲۱۰	سفارش	۲۰۳	طارق بن ابی زیاد کی مراجعت	//	۱۲۰ھ کے واقعات
۲۱۱	حفص کا نصر بن سیار کے نام خط	//	یوسف کے قاصدوں کی یمن میں آمد	//	فتح سندھ
//	نصر بن سیار اور ابو حفص بن علی الخطی کی گفتگو	۲۰۴	یمن میں صلت بن یوسف کی قائم مقامی	۱۹۵	عید مہرجان پر اسد بن عبد اللہ کے لیے تحائف
//	نصر بن سیار کے عمال	//	حسان البطحی کا بیان	//	رئیس ہرات کی تقریر
۲۱۲	نصر بن سیار کی تقریر	//	طارق بن ابی زیاد کی طلبی	//	عید مہرجان کے تحائف کی تقسیم
//	امیر حج محمد بن ہشام و عمال	//	طارق بن ابی زیاد کی گرفتاری	۱۹۶	اسد بن عبد اللہ کا انتقال
//	۱۲۱ھ کے واقعات	۲۰۵	عطاء بن مقدم کی روانگی حمہ	//	خراسانی شیعہ یان بنی عباس سے محمد بن علی کی ترک مراسلات
//	فتح مطامیر	//	یوسف بن عمر کا اہل کوفہ سے خطاب	//	محمد بن علی کی اظہار ناراضگی
//	یزید بن علی بن حسین بن علی	//	خالد بن عبد اللہ کی گرفتاری و ضمانت	//	بکیر بن بابان کی روانگی خراسان
۲۱۳	یزید بن خالد القسری کا زید بن علی پر دعویٰ	//	ابان بن الولید کی ضمانت سے دستبرداری	۱۹۷	خالد بن عبد اللہ اور حسان البطحی میں کشیدگی
//	ہشام بن عبد الملک کی یوسف بن عمر کو ہدایات	۲۰۶	خالد بن عبد اللہ کی دولت و جائداد	//	حسان البطحی کی خالد کے خلاف شکایت
//	یزید بن علی کی برأت	//	عریان بن الہیثم کا خالد کو مشورہ	//	خالد بن عبد اللہ کا اظہار تفرخ
۲۱۴	یزید بن علی کا عراق جانے سے گریز	۲۰۷	خالد بن عبد اللہ کی ضد	//	ابن عمرو کی اہانت
//	یزید بن علی کی طلبی	//	بلال بن ابی بردہ کی خالد بن عبد اللہ سے درخواست	۱۹۹	ہشام کا خالد کے نام اہانت آمیز خط
//		//	بلال بن ابی بردہ کی مراجعت بصرہ	۲۰۰	ہشام کا ابن عمر کے نام خط
					خالد بن عبد اللہ کے خلاف ہشام سے شکایات

زید بن علی کی الزامات سے تردید	//	زید بن علی کی مراجعت کوفہ	//	سلیمان بن صول اور شاہ فرغانہ کی
زید بن علی اور عبدالرحمن بن حسن بن حسن کی مقدمہ بازی	۲۱۵	سلمہ بن کہیل کا زید بن علی کو مشورہ	//	کفتگو
زید بن علی اور عبداللہ بن حسن میں جھڑپ	//	سلمہ بن کہیل کی رواگئی پیامہ	//	شاہ فرغانہ سے مصالحت ۲۲۹
عبداللہ بن حسن اور زید بن علی میں مصالحت	//	عبداللہ بن حسن کی زید بن علی کو نصیحت	۲۲۱	مادر شاہ فرغانہ اور نصر کی گفتگو
زید بن علی اور خالد بن عبدالملک میں نوک جھونک	۲۱۶	زید بن علی کے متعلق ہشام کا یوسف کے نام خط	//	امیر حج محمد بن ہشام وعمال ۲۳۰
زید بن علی کی ندامت و پشیمانی	//	زید بن علی کی بیعت	۲۲۳	۱۲۲ھ کے واقعات
زید بن علی کی اپنے دعویٰ سے دست برداری	//	ہشت عبداللہ بن ابی العنس سے زید بن علی کی بیعت	//	زید بن علی کا خروج ۲۳۱
عمرو بن حزم انصاری کی وریدہ بنی ابن واقد بن عبداللہ بن عمر کی زید کی حمایت	۲۱۷	بن علی کا نکاح	//	زید بن علی کی حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے متعلق رائے
زید بن علی اور ہشام بن عبدالملک کی ملاقات	//	زید بن علی کی بیعت کی شرائط	۲۲۴	کوفیوں کی زید بن علی سے علیحدگی
زید بن علی کی ہشام بن عبدالملک کو ہمسکی	//	نصر بن سیار کا اہل مرو سے خطاب	//	جعفر بن محمد بن علی
زید بن علی کا کوفہ میں قیام	۲۱۸	اہل مرو کا ادائیگی خراج	//	اہل کوفہ کی مسجد اعظم میں محصوری
زید بن علی کی کوفہ سے رواگئی و مراجعت یزید بن خالد القسری کی دعویٰ سے دست برداری	//	نصر بن سیار کی شاش کی جانب پیش قدمی	//	قاسم اتغی کا قتل ۲۳۲
ابوعبیدہ کا بیان	۲۱۹	کورصول کا شبنوں	۲۲۵	کوفہ کی ناکہ بندی
یوسف بن عمر کا زید بن علی اور ہشام بن عبدالملک کو ہمسکی	//	عاصم بن عمیر کا کورصول کے رسالہ پر حملہ	//	زید بن علی کے ساتھیوں کی تعداد
زید بن علی کو کوفہ سے اخراج کا حکم	//	کورصول کی گرفتاری	//	نصر بن خزیمہ کا عمرو بن عبدالرحمن پر حملہ ۲۳۳
زید بن علی کی قاوسیہ میں آمد	//	کورصول کا قتل	۲۲۶	زید بن علی کا شامی دستہ پر حملہ
داؤد بن علی کی کوفیوں کی مخالفت	۲۲۰	کورصول کی لاش کا انجام	//	زید بن علی اور انس بن عمرو
		حارث بن سرتج پر حملہ کرنے کا حکم	//	زید بن علی اور شامیوں میں جھڑپیں
		یحییٰ بن حصین کا نصر کو مشورہ	//	زید بن علی کی مسجد اعظم کی جانب پیش قدمی ۲۳۴
		اخزم ترک کا قتل	۲۲۷	عبداللہ بن عباس کا حملہ و پشپائی
		بخارا خذہ اور واصل بن عمر کا قتل	//	زید بن علی اور ریان بن سلمہ میں جنگ
		نصر بن سیار کی رواگئی شاش	۲۲۸	عباس بن سعید اور زید بن علی کی جنگ
		شاہ شاش کی نصر کی اطاعت	//	نصر بن خزیمہ کا قتل ۲۳۵
		محمد بن المثنیٰ کی کارگزاری	//	شامی فوج کی پشپائی
		سلیمان بن صول کی سفارت	//	زید بن علی کی جماعت پر تیر اندازی

زید بن علی کا خاتمہ	۲۳۳	حملہ بن نعیم کی تردید	۲۳۳	ہشام بن عبد الملک اور عمال	۲۳۳
سلمہ بن ثابت کا بیان	۲۳۶	مغراء پر نصر بن سيار کے احسانات	۲۳۶	ہشام کے آزاد غلام کا بیان	۲۳۶
زید بن علی کی تدفین	۲۳۷	بنی قیس کی ہانت	۲۳۷	ہشام بن عبد الملک اور زید کا تب	۲۳۷
بجی بن زید کا نہر بن جانے کا قصد	۲۳۸	امیر حج زید بن ہشام	۲۳۸	ولید بن خلید کا بیان	۲۳۹
بجی بن زید کی روانگی نینوا	۲۳۹	۱۲۳ھ کے واقعات	۲۳۹	ہشام بن عبد الملک اور ابرش	۲۳۹
زید بن علی اور ساتھیوں کے سروں کی قیمت	۲۴۰	کبیر بن مہان کی ابو مسلم سے ملاقات	۲۴۰	علیاء بن منظور سے ہشام کا حسن سلوک	۲۴۰
زید بن علی کے متعلق دوسری روایت	۲۴۱	تحریک خلافت بنی عباس میں	۲۴۱	ہشام بن عبد الملک اور محمد بن زید بن عبد اللہ	۲۵۰
زید بن علی کی لاش کا انجام	۲۴۲	ابو مسلم کی شرکت	۲۴۲	ہشام بن عبد الملک کا رصافہ میں قیام	۲۵۱
بجی بن زید کو عبد الملک بن بشر کی امان	۲۴۳	امیر حج محمد بن ہشام	۲۴۳	ہشام اور حدی خوان	۲۵۲
بجی بن زید کی روانگی خراسان	۲۴۴	۱۲۵ھ کے واقعات	۲۴۴	معاویہ بن ہشام کی وفات	۲۵۱
یوسف بن عمر کا اہل کوفہ سے خطاب	۲۴۵	نعمان بن زید کا جہاد	۲۴۵	یوسف بن عمر کا تحفہ	۲۵۱
کلثوم اور عبد اللہ البطل کی شہادت	۲۴۶	ہشام کی مدت حکومت	۲۴۶	عمر بن علی کا بیان	۲۵۱
امیر حج محمد بن ہشام	۲۴۷	ہشام بن عبد الملک کی علالت	۲۴۷	باب ۷	۲۵۲
۱۲۳ھ کے واقعات	۲۴۸	ہشام بن عبد الملک کی وفات	۲۴۸	ولید بن زید بن عبد الملک	۲۵۲
اہل سفد اور نصر کی صلح	۲۴۹	ہشام بن عبد الملک کے عادات و خصائل	۲۴۹	یزید بن عبد الملک کا ہشام کی ولی	۲۵۲
نصر بن سيار کی حکمت عملی	۲۵۰	ہشام کی کفایت شعاری	۲۵۰	عہدی پر مال	۲۵۲
نصر بن سيار کی معزولی کی سفارش	۲۵۱	ہشام بن عبد الملک کا عدل	۲۵۱	ولید بن زید کی شراب نوشی	۲۵۲
مقاتل بن علی العدی	۲۵۲	مسلمہ بن عبد الملک کو اردلی رکھنے کی اجازت	۲۵۲	مسلمہ بن ہشام کو ولی عہد بنانے کا منصوبہ	۲۵۲
مغراء کی سفارت	۲۵۳	بنی مروان کے لیے جہاد کی شرط	۲۵۳	ولید بن زید کا مسلمہ بن ہشام پر طنز	۲۵۳
نصر بن سيار کے خلاف شکایت	۲۵۴	ہشام کا تنخواہ میں اضافہ کرنے سے انکار	۲۵۴	ہشام کی مسلمہ بن ہشام پر خفگی	۲۵۳
شہیل کی نصر بن سيار کے متعلق رائے	۲۵۵	ہشام بن عبد الملک کا حسن انتظام	۲۵۵	مسلمہ بن ہشام اور خالد بن عبد اللہ	۲۵۳
ابراہیم بن ہشام اور یوسف بن عمر	۲۵۶	ہشام بن عبد الملک اور غیلان	۲۵۶	القصری	۲۵۳
مغراء کا نصر پر الزام	۲۵۷	ہشام کے آزاد غلام بشر کا بیان	۲۵۷	ولید بن زید کی ہشام بن عبد الملک سے معذرت	۲۵۳
مغراء کے الزام کی تردید	۲۵۸	ہشام بن عبد الملک کا حلم	۲۵۸	ابن سہیل یحییٰ کی اہانت	۲۵۳
مغراء کا عراق میں قیام	۲۵۹				
نصر پر پیرانہ سالی کا الزام	۲۶۰				

ولید بن یزید کا ہشام بن عبد الملک	اسود بن بلال کا قبر جس جانے کا حکم	خالد بن عبد اللہ کا قتل	۲۷۳
کے نام خط	محمد بن علی کی وفات	ولید بن یزید اور اہل یمن میں کشیدگی	۲۷۴
ہشام بن عبد الملک اور ابو الزبیر کی گفتگو	امیر حج یوسف بن محمد	آل عتقار کی ولید بن یزید سے	۲۷۵
ہشام بن عبد الملک کا ولید کے نام خط	یحییٰ بن زید و خالد بن عبد اللہ القسری	یزید بن ولید سے اہل یمن کی درخواست	۲۷۶
ولید بن یزید کے اشعار	حزلیش بن عمرو کی گرفتاری کا حکم	یزید کی عباس بن ولید سے گفتگو	۲۷۷
سالم بن عبد الرحمن کا قاصد	حزلیش بن عمرو کی گرفتاری	یزید بن ولید کی خفیہ بیعت	۲۷۸
عیاض بن مسلم کی کارگزاری	یحییٰ بن زید کی گرفتاری و امان	عباس بن ولید کی مخالفت	۲۷۹
ہشام کے خاندان اور خدام کی گرفتاری	یحییٰ بن زید کا سرخس سے اخراج	عباس بن ولید کی قطن کو ہدایات	۲۸۰
مروان بن محمد کا ولید بن یزید کے نام خط	ابو فضل اور یحییٰ کی گفتگو	معاویہ بن عمرو کی ولید بن یزید سے گفتگو	۲۸۱
معذور شامیوں کے وظائف	عمر بن زرارہ کو یحییٰ پر حملہ کرنے کا حکم	مروان بن محمد کا سعید بن عبد الملک کے نام خط	۲۸۲
ولید کا مجاہدین و حجاج سے حسن سلوک	عمر بن زرارہ اور یحییٰ بن زید کی جنگ	عباس بن ولید کی یزید بن ولید کو دھمکی	۲۸۳
حکم اور عثمان کی ولی عہدی	سلم بن احوز کا تعاقب	عباس بن ولید کا بنی مروان کو انتباہ	۲۸۴
یوسف بن عمر کا نصر بن سيار کے نام خط	یحییٰ بن زید کا قتل	یزید بن ولید کی روانگی دمشق	۲۸۵
ولید بن یزید کا نصر بن سيار کے نام	خراس بن حوشب کا انجام	یزید بن ولید کی دمشق میں آمد	۲۸۶
فرمان	۱۲۶ھ کے واقعات	مسجد کے محافظوں کی گرفتاری	۲۸۷
نصر بن سيار کی طلبی	ولید بن یزید کے خلاف عام نفرت	یزید بن ولید کے عمال کی گرفتاری	۲۸۸
ولید بن یزید کے لیے تحائف	سلیمان بن ہشام کی جلا وطنی	یزید بن ولید کا اسلحہ پر قبضہ	۲۸۹
ارزق بن قرۃ المسمعی	عمر بن حبیس کی گرفتاری	یزید بن ولید کے ساتھیوں کا مسجد میں اجتماع	۲۹۰
نصر بن سيار کی طلبی پر یوسف بن عمر کا اصرار	ولید کی خالد بن عبد اللہ سے ناراضگی	عبد الملک بن محمد کی اطاعت	۲۹۱
نصر بن سيار کی عمال کو ہدایات	عمر بن شراحیل کا بیان	عبد العزیز بن الحجاج کو باب الجابیہ پر قیام کا حکم	۲۹۲
نصر بن سيار کی روانگی عراق	خالد بن عبد اللہ کی گرفتاری	یزید بن ولید کے فوجی دستوں کی ترتیب	۲۹۳
سلم بن احوز کا نصر کو مشورہ	یوسف بن عمر کی دمشق میں طلبی	ابو محمد بن عبد اللہ کی یزید کی اطاعت	۲۹۴
ابراہیم اور محمد بن ہشام کا قتل	حسان النہطلی کا یوسف بن عمر کو مشورہ		
	یوسف بن عمر کی بحالی		

۲۹۲	طلبی	معاویہ بن ابی سفیان کے مطالبہ کی	عبداللہ بن عتبہ کا ولید بن یزید کو مشورہ
..	خالد بن عبداللہ کا ہشام کے نام خط	منظوری	ولید بن یزید کی روانگی
..	خالد بن عبداللہ کی دمشق میں طلبی	ولید بن یزید کے قتل کا واقعہ	ولید بن یزید کا قلعہ نجران میں قیام
..	خالد بن عبداللہ کو عمارہ بن ابی کلثوم کا مشورہ	ولید بن یزید کے سر کی تشہیر	عبدالعزیز بن الحجاج کا ولید کے مال پر قبضہ
۲۹۳	خالد کی ولید کے دربار میں حاضری	عبدالرحمن بن مصاد کی روایت	عباس بن ولید کا ولید بن یزید کو پیغام
..	خالد سے یزید کے متعلق جواب طلبی	ولید بن یزید کے قتل کے مدعی	عبدالعزیز بن الحجاج کا حملہ
..	خالد بن عبداللہ کی گرفتاری	ولید بن یزید کی مدت حکومت	عباس بن ولید اور منصور بن جہور
۲۹۴	خالد بن عبداللہ کی فروختگی	ولید بن یزید کی عمر	عباس بن ولید کی گرفتاری اور یزید کی اطاعت
..	خالد بن عبداللہ پر جبر و تشدد	ابوالزناد کا بیان	ولید بن یزید کی شجاعت
..	خالد بن عبداللہ کا صبر و استقلال	ابوالزناد اور ولید بن یزید کی گفتگو	ولید بن یزید اور یزید بن عتبہ کی گفتگو
۲۹۵	یزید بن ولید کی بیعت	ولید بن یزید کی مے نوشی	ولید بن یزید کا قتل
..	سلیمان بن ہشام کی بغاوت	خالد بن عبداللہ القسری کی حیرہ میں	یزید بن ولید اور یزید بن عتبہ کی گفتگو
..	اہل حمص کی بغاوت	اسیری	نوح بن عمرو کا بیان
..	آل عباس بن ولید کی گرفتاری	یوسف بن عمرو اور خالد بن عبداللہ میں تلخ کلامی	ولید کی فوج کے میسرہ کا جنگ کرنے سے گریز
۲۹۶	سلیمان بن ہشام کی اطاعت	خالد بن عبداللہ کی رہائی	شعی بن معاویہ کا بیان
..	مروان بن عبداللہ کا قتل	یوسف بن عمر کا خالد پر الزام	عبدالرحمن بن ابی جنوب کی طلبی
..	ابومحمد السفیانی کی دمشق کی جانب پیش قدمی	حکم بن حزن کی اہانت	عبدالعزیز بن الحجاج کے لولوتا میں قیام کی اطلاع
۲۹۷	اہل حمص اور سلیمان بن ہشام کی جنگ	کلثوم کی خالد کے خلاف شکایت	عباس بن ولید کو منصور کی دھمکی
..	عبدالعزیز بن الحجاج کا حملہ	خالد کے خاندان و موالیوں کی گرفتاری کا حکم	جنگ کا آغاز
۲۹۸	اہل حمص کی شکست	خالد بن عبداللہ کی حمص میں آمد	ولید بن یزید کی خالد کو پیشکش
..	ابومحمد السفیانی اور یزید بن خالد کی گرفتاری	خالد بن عبداللہ کی ہشام کو دھمکی	ولید بن خالد اور عبدالعزیز کا معاہدہ
..	سلیمان بن ہشام اور عبدالعزیز کی مراجعت و مشق	ابوالخطاب کی روایت	
..	فلسطین میں شورش	خالد بن عبداللہ کی رہائی	
..		ہشام کی خالد بن عبداللہ سے جواب	

۳۱۶	کرمانی کی انتقامی خواہش	//	یوسف بن عمر کی محمد بن سعید کو پیشکش	۲۹۹	اہل اردن کی بغاوت
//	کرمانی کے قتل کا مطالبہ	۳۰۷	یوسف بن عمر کی ابانت و تذلیل	//	محمد بن عبدالملک کی اطاعت
//	نصر بن سیار کی کرمانی سے نفلی	//	اہل عراق کے نام یزید بن ولید کا	//	طبریہ پر فوج کشی
۳۱۷	نصر بن سیار اور کرمانی میں کشیدگی	//	فرمان	۳۰۰	اہل طبریہ کی اطاعت
//	نصر کی کرمانی سے جواب طلبی	//	نصر بن سیار کو منصور کی امارت کی	//	یزید بن ولید کا اہل رملہ سے بیعت لینے کا حکم
//	کرمانی کی اسیری	۳۰۹	اطلاع	//	یزید بن ولید کا خطبہ
//	کرمانی کی اسیری پر ازدیوں کا	//	امیر عراق منصور کی اطاعت سے نصر کا	//	یزید بن ولید کی بیعت کی تجدید
۳۱۸	احتجاج	//	انکار	۳۰۱	قیس بن ہانی کا قتل
//	کرمانی کا جیل خانہ سے فرار	۳۱۰	عالم خوارزم عبدالملک بن عبداللہ	۳۰۲	امارت عراق پر منصور بن جہور کا تقرر
//	کرمانی کے فرار کے متعلق دوسری	//	ایک بلقیسی کا قصاص	//	یوسف بن عمر کا فرار
//	روایت	//	قدامت بن مصعب اور نصر بن سیار کی	//	منصور بن جہور
۳۱۹	کرمانی کے خلاف نصر کی تقریر	//	گفتگو	//	یزید بن حجرہ کا منصور کی تقرری پر احتجاج
//	نصر بن سیار اور کرمانی میں مصالحت	//	مروان بن محمد کا عمر بن یزید کے نام	//	یمنی قیدیوں کی رہائی
//	نصر کا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی تقرری کا	۳۱۱	خط	۳۰۳	یوسف بن عمر کی گرفتاری کا حکم
۳۲۰	خیر مقدم	//	یزید بن ولید کا مروان سے مطالبہ زر	//	یوسف بن عمر کی گرفتاری کا حکم
//	کرمانی کی طلبی	۳۱۲	مسلم بن ذکوان اور مروان بن محمد	//	عالم واسط کی گرفتاری
//	سلم اور عصہ کی ناکامی	//	مسلم کا جعلی خط	//	عمر بن محمد والی سندھ کا انجام
۳۲۱	قدید کی کرمانی کو نصیحت	//	مسلم بن ذکوان اور مروان بن محمد کی	//	سلیمان بن سلیم کا یوسف بن عمر کو مشورہ
//	عقیل بن معقل کا نصر کو مشورہ	//	ملاقات	۳۰۴	یوسف بن عمر کو ابن محمد بن سعید بن العاص کی امان
//	عقیل بن معقل اور کرمانی کی گفتگو	۳۱۳	مسلم بن ذکوان کی روانگی دمشق	//	ایوسف بن عمر کا کوفہ سے فرار
۳۲۲	حارث بن سربج کی معافی کا واقعہ	//	باب ۹	//	منصور بن جہور کی کوفہ میں آمد
//	یزید بن ولید سے حارث کی امان طلبی	۳۱۴	عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ	//	یوسف بن عمر کی گرفتاری
//	حارث بن سربج کو امان نامہ	//	منصور بن جہور کی معزولی	۳۰۵	یوسف بن عمر سے جواب طلبی
//	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے خالد کی	//	امیر عراق عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	//	
۳۲۳	شکایت	//	یمنی اور زاری مناقشت	//	
//	حارث کی روانگی مرو	۳۱۵	اہل خراسان کا نصر سے مطالبہ	//	
//	امام ابراہیم بن محمد	//	نصر کا اہل خراسان سے خطاب	۳۰۶	
	ابراہیم بن ولید اور عبدالعزیز بن	۳۱۶	کرمانی کی بغاوت	//	

الحجاج کی ولی عہدی کی بیعت	۳۲۴	عبداللہ بن معاویہ کا خروج	۳۳۱	مروان بن محمد کی بیعت	//
یوسف بن محمد کی برطرفی	//	عبداللہ بن معاویہ کا علاقہ	//	سلیمان بن ہشام کی اطاعت	//
مروان بن محمد کی بغاوت	//	حیال پر قبضہ	//	مروان کے خلاف بغاوت	۳۳۹
ثابت بن نعیم کی قید سے رہائی	۳۲۵	جنگ جہانہ	//	مروان کی اہل حمص پر فوج کشی	//
حمید بن عبداللہ النخعی	//	ابو عبیدہ کی روایت	//	اہل غوطہ کا محاصرہ دمشق	//
ثابت بن نعیم کی سرکشی	//	اسماعیل بن عبداللہ اور ابن عمر	۳۳۲	ثابت بن نعیم کا خروج و شکست	۳۴۰
مروان کی ثابت کے ساتھیوں کو دھمکی	۳۲۶	جعفر بن نافع اور عثمان بن الحخیری کی	//	ثابت بن نعیم کی روپوشی	//
ثابت بن نعیم کی گرفتاری	//	ابن عمر سے کشیدگی	//	رفاعہ بن ثابت کا انجام	//
مروان بن محمد کی اطاعت	//	ابن عمر کی جعفر و عثمان سے مصالحت	//	ثابت بن نعیم کی گرفتاری و تشہیر	//
یزید بن ولید کی وفات	//	عبداللہ بن معاویہ کی بیعت	۳۳۳	عبید اللہ اور عبداللہ کی ولی عہدی کی	
یزید الناقص کی وجہ تسمیہ	۳۲۷	عبداللہ بن عمر کی اطاعت کی دعوت	//	بیعت	۳۴۱
امیر حج عبدالعزیز بن عمر و عمال	//	عبداللہ بن معاویہ اور عمر بن الغضبان	۳۳۴	مروان کی دیر ایوب سے مراجعت	
باب ۱۰		عباس بن عبداللہ الہاشمی کا قتل	//	دمشق	//
ابراہیم بن ولید و جنگ جہانہ	۳۲۸	عبداللہ بن معاویہ کی شکست و		مروان کی باغیوں پر فوج کشی	//
ابراہیم بن ولید	//	مراجعہ کوفہ	//	اہل تہذیب کی اطاعت	//
مدت حکومت	//	عبداللہ بن معاویہ کی ابن عمر کو اطلاع	//	مروان کی رصافہ میں آمد	۳۴۲
۱۲ھ کے واقعات	//	عبداللہ بن عمر کی ابن معاویہ سے جنگ	۳۳۵	سلیمان بن ہشام کی رتہ میں قیام کی	
مروان بن محمد کی سفارت	//	عبداللہ بن معاویہ کی روانگی علاقہ جبل	//	درخواست	//
ابن علاقہ کی طلبی	//	حارث بن سرتج کی مرو میں آمد	۳۳۶	سعید بن بہدل شیبانی خارجی	۳۴۳
مروان بن محمد کی پیش قدمی	۳۲۹	محمد بن حارث اور الوف بنت حارث		سعید بن بہدل اور بسطام البہینی کی	
اہل حمص کی اطاعت	//	کی رہائی	//	جنگ	//
سلیمان بن ہشام اور مروان بن محمد کی		نصر اور حارث کی ملاقات	//	ضحاک بن قیس الشیبانی خارجی	//
جنگ	//	نصر کی حارث بن سرتج کو پیشکش	۳۳۷	ضحاک بن قیس خارجی کا کوفہ پر قبضہ	//
سلیمان بن ہشام کی شکست و فرار	//	حارث کا کرمانی کے نام خط	//	ضحاک خارجی کا محاصرہ واسط	//
پسران ولید بن یزید اور یوسف بن عمر		بنو تمیم کو حارث کی دعوت	//	ضحاک کے خلاف ابن عمر اور نصر بن	
کا خاتمہ	۳۳۰	باب ۱۱		سعید الحرشی کا اتحاد	۳۴۴
ابراہیم بن ولید کا فرار	//	مروان بن محمد	۳۳۸	ضحاک اور ابن عمر کی جنگ	//
عبداللہ بن معاویہ	//	عبدالعزیز بن الحجاج کا قتل	//	عاصم بن عبداللہ کا قتل	//

عبداللہ بن عمر کی شکست	نضر بن سعید کی مراجعت ہشام	نصر کی فوج پر سنگباری	۳۶۰
امارت کوفہ پر عمر بن عبدالحمید کا تقرر	عادل عراق یزید بن عمر بن ہبیرہ	حارث بن سرتج کی جنگ سے علیحدگی	۳۶۱
عمر بن عبدالحمید کی برطرفی	ابن عمرو رضاک کا معاہدہ	نصر کی مراجعت مرو	۳۶۲
ملحان الشیبانی کا قتل	یوم العین	نصر کا نیشاپور میں استقبال	۳۶۳
عبداللہ بن عمر کی مراجعت واسط	جنگ خراہ	نضر اور عبدالکیم بن سعید العوذی کی گفتگو	۳۶۴
ابن عمرو نضر کی جنگ	ابو مسلم اور ابراہیم بن محمد کی ملاقات	ابو جعفر علی جرز کی پیشگوئی	۳۶۵
نضر بن سعید الحارثی کا مطالبہ	ابو مسلم کی خراسان میں آمد	کرمانی کا مرو پر قبضہ	۳۶۶
ضحاک کے خلاف ابن عمرو نضر کا دوبارہ اتحاد	۱۲۸ھ کے واقعات	بشر بن جرموز انصہ کی حارث سے علیحدگی	۳۶۷
ضحاک کا باب الزاب میں آگ لگانے کا حکم	حارث بن سرتج کی مخالفت	تیم بن نصر اور مضری عربوں کی حارث کی اطاعت	۳۶۸
عبدالملک بن علقمہ کا قتل	حارث بن سرتج کا خروج	حارث کا قتل	۳۶۹
منصور بن جہور کا ابن عمر کو مشورہ	نصر کی عمال کو ہدایات	حارث کے ساتھیوں کا کرمانی کو پیغام	۳۷۰
عبداللہ بن عمر کی ضحاک خارجی کی اطاعت	نصر کا حارث بن سرتج کو مشورہ	منخل بن عمرو الازدی کا قتل	۳۷۱
سلیمان بن ہشام کی بغاوت	حارث و نصر میں مناظرہ	حارث بن سرتج اور کرمانی کی جنگ	۳۷۲
مروان کی تقریباً سے مراجعت	حارث کی نصر کے خلاف کاروائی	حارث بن سرتج کا قتل	۳۷۳
سلیمان بن ہشام اور مروان بن محمد کی جنگ	مشتبہ عہدیداروں کی مذمت	حارث بن سرتج کے متعلق دوسری روایت	۳۷۴
سلیمان بن ہشام کی شکست و پساپی	حارث بن سرتج کی پیش قدمی	مرشد بن عبداللہ الجاشعی	۳۷۵
ابراہیم بن سلیمان اور خالد بن ہشام کا قتل	حارث کا مرو میں داخلہ	مرو پر یمنی عربوں کا تصرف	۳۷۶
قلعہ کامل پر مروان کا حملہ تسخیر معاویہ السکسی اور عییب کا مروان پر حملہ	حارث بن سرتج اور سلم کی جنگ	ابو مسلم کی رواگی خراسان و مراجعت	۳۷۷
سکسی کی گرفتاری	حارث بن سرتج کو شکست	ابو مسلم خراسانی کو امیر مقرر کرنے کی وجہ	۳۷۸
مروان کا محاصرہ حص سکسی کا قتل	نصر اور کرمانی کی ملاقات	ابراہیم بن محمد کی عبدالرحمن کو ہدایات	۳۷۹
	جہم بن صفوان کا قتل	باب ۱۲	۳۸۰
	حارث بن سرتج اور کرمانی کی ملاقات	ضحاک بن قیس خارجی	۳۸۱
	نصر اور کرمانی کی جنگ	ضحاک کی مروان پر فوج کشی	۳۸۲
	عصمہ بن عبداللہ الاسدی کا قتل	ضحاک خارجی کا موصل پر قبضہ	۳۸۳
	عقیل بن معقل کا محمد بن المثنی کو مشورہ		۳۸۴

۳۸۰	خازم کا مرو روڈ پر قبضہ	۳۷۳	شیبان خارجی کی روانگی عمان	//	ضحاک کا محاصرہ نصیبین
//	ابو مسلم خراسانی کے متعلق دوسری روایت	۳۷۴	باب ۱۳	۳۶۷	خوارج کا رقبہ پر حملہ
//	ابوداؤد خالد کی ابو مسلم خراسانی کی حمایت میں تقریر	//	ابو مسلم خراسانی کی مراجعت خراسان	//	مروان اور ضحاک خارجی کی جنگ
۳۸۱	ابو مسلم خراسانی کی واپسی	//	ابو مسلم کا اسید بن عبداللہ الخزاعی کو پیغام	۳۶۸	ضحاک بن قیس خارجی کا قتل
//	ابو مسلم خراسانی کی طلبی	//	ابو مسلم اور اسید بن عبداللہ الخزاعی کی ملاقات	//	خیبری خارجی کا مروان پر حملہ
//	ابو مسلم کو خراسان جانے کا حکم	۳۷۵	ابو مسلم کی بیس بن ہدیل سے ملاقات	//	محمد بن سعید کا تب کا انجام
//	ابو مسلم خراسانی اور عاصم بن قیس	//	ملاقات	//	امیر حج عبدالعزیز بن عمرو عمال
۳۸۲	الحزوری	//	۱۲۹ھ کے واقعات	۳۶۹	ابوجزہ خارجی اور عبداللہ بن یحییٰ کی ملاقات
//	ابو مسلم خراسانی کا مرو میں قیام	//	ابو مسلم کی عاصم بن قیس السہمی کو دعوت	//	سلیمان بن ہشام کا خوارج کو مشورہ
//	ابو مسلم خراسانی کی شعیان بنی عباس کو دعوت	//	ابراہیم بن محمد کا سلیمان بن کثیر کے نام خط	//	خوارج کی روانگی موصل
//	ابو مسلم خراسانی کی روانگی ماخون	//	ابو مسلم کو پہلی فتح کی اطلاع	۳۷۰	مروان اور خوارج کی جنگ
//	ابو مسلم خراسانی کی فقہ کے طالب علموں سے گفتگو	۳۷۶	خلافت بنی عباس کی تحریک کا اعلان	//	امیہ بن معاویہ بن ہشام کا قتل
۳۸۳	نصر بن سیار کی شعیان خارجی کو پیشکش	//	ابراہیم بن محمد کے دو علم ظل و سحاب	//	یزید بن عمر کو خوارج پر حملہ کرنے کا حکم
//	نصر بن سیار کا شعیان خارجی کو انتہاء	۳۷۷	ظل و سحاب کے ناموں کی تاویل	//	عامر بن حبارہ کا خوارج پر حملہ
۳۸۴	یحییٰ بن نعیم کا شعیان خارجی کو مشورہ	//	ابو مسلم خراسانی کا ظہور	//	خوارج کی شکست و روانگی فارس
//	شعیان خارجی اور نصر بن سیار میں مصالحت	۳۷۸	سلیمان بن کثیر کی امامت نماز	۳۷۱	سلیمان بن ہشام کی روانگی سندھ
//	نصر بن سیار اور کرمانی کی جنگ	//	ابو مسلم کا نصر بن سیار کے نام خط	//	عبیدہ بن سوار خارجی کا قتل
//	ابو مسلم خراسانی اور کرمانی کی ملاقات	//	نصر کے آزاد غلام یزید کی ابو مسلم خراسانی پر فوج کشی	۳۷۲	سلیمان بن حبیب پر حظلہ کی فوج کشی
۳۸۵	ابو مسلم خراسانی کا ماخون میں قیام	۳۷۹	یزید کا ابو مسلم خراسانی پر حملہ	//	شیبان خارجی کا فرار
//	ابو مسلم خراسانی کے عمال	//	یزید کی شکست و گرفتاری	//	عامر بن حبارہ کا تعاقب
//	غلاموں کا موضع شوال میں قیام	//	یزید کی رہائی	//	عامر بن حبارہ اور ابن معاویہ کی جنگ
//	مضریٰ ربیعہ اور خطانی قبائل کا اتحاد	//	نصر بن سیار اور یزید کی گفتگو	//	جون بن کلاب خارجی اور ابن ہبیرہ کی جنگ
//		//	خازم بن خزیمہ کا خروج	//	جون بن کلاب خارجی کا قتل
				//	خوارج میں باہمی اختلاف

ابولذیال کی سرکوبی	۳۸۶	باب ۱۲	ابو مسلم کا علی بن کرمانی اور شیعیان	//
مسلم بن احوذ اور محمد بن شہن کی جنگ	//	ابوترہ خارجی	خارجی سے حسن سلوک	۳۰۰
عصمتہ بن عبداللہ الاسدی کی شکست	//	ابوترہ خارجی کا خروج	ابو مسلم خراسانی کی نصر کو بیعت کی	//
مالک بن عمرو اور محمد بن شہن کا مقابلہ	۳۸۷	عبدالواحد کی ابوترہ سے عارضی صلح	دعوت	//
ابو مسلم خراسانی کی حکمت عملی	//	ابوترہ خارجی کا پابندی عہد	نصر بن سیار کی طلبی	//
نصر بن سیار کا مروان کے نام تاریخی خط	//	ابوترہ خارجی کا مکہ میں داخلہ	ابو مسلم کو نصر کی فراری کی اطلاع	۳۰۱
نصر بن سیار کی ابن ہبیرہ سے امداد طلبی	۳۸۸	عبدالواحد بن سلیمان کی روانگی مدینہ	نصر کے ساتھیوں کا قتل	//
ابراہیم بن محمد کی گرفتاری	//	امیر حج عبدالواحد بن سلیمان و عمال	لابز بن قریظ کا قتل	//
نصر کی کرمانی کو مصالحت کی پیشکش	//	۱۳۰ھ کے واقعات	علی بن جدیع اور شیبان خارجی	//
کرمانی کا قتل	//	عربوں میں نفاق	شیبان خارجی کو بیعت کی دعوت	//
علی بن جدیع الکرمانی کی ابو مسلم کی اطاعت	۳۸۹	مضری و قحطانی عربوں کی ابو مسلم خراسانی سے درخواست	شیبان خارجی کا قتل	۳۰۲
عبداللہ بن معاویہ کا فارس پر قبضہ	//	مضری اور قحطانی وفود	ابوداؤد کا بلخ پر قبضہ	//
محارب بن موسیٰ اور ثعلبہ بن حسان	//	بنی مضر کے خلاف تقاریر	زیاد بن عبدالرحمن اور یحییٰ بن نعیم کا اتحاد	//
مسلم بن المسیب عامل شیراز کا قتل	//	مضری وفد کی ناکامی	ابوداؤد اور زیاد بن عبدالرحمن کی جنگ	۳۰۳
عامل فارس یزید بن معاویہ	//	ابو مسلم خراسانی کا مرو پر قبضہ	زیاد بن عبدالرحمن کو شکست	//
سلیمان بن حبیب کا ساہور پر قبضہ	۳۹۰	ابو منصور طلحہ کو بیعت لینے کا حکم	علی و عثمان پسران جدیع کرمانی کے قتل	//
سلیمان بن حبیب کی طلبی	//	محمد بن علی کے بارہ نقیب	کا منصوبہ	۳۹۷
محارب بن موسیٰ کی سرکشی و قتل	//	بنی ہاشم کے لیے بیعت	عثمان بن جدیع کرمانی کا قتل	//
ابن ضیارہ کی عبداللہ بن معاویہ پر فوج کشی	//	نصر کی ابو مسلم کو مصالحت کی پیشکش	علی بن جدیع کا قتل	۳۰۴
عبداللہ بن معاویہ کی شکست	۳۹۱	نصر بن سیار کا مرو چھوڑنے کا فیصلہ	قطبہ بن شیبہ کی خراسان میں آمد	//
حصین بن دعلجہ السدوسی کا قتل	//	نصر بن سیار کا فرار	عاصم بن عمیر اور جمہور بن سرار کی جنگ	//
عبداللہ بن علی کو امان	//	ایاس بن طلحہ کی روایت	معرکہ طوس	//
عبداللہ بن علی کی ابن معاویہ کے عیوب کی تصدیق	۳۹۲	نصر بن سیار کا نیشاپور میں قیام	قاسم بن مجاشع کی طلبی	۳۰۵
ابن خبارہ کے خلاف شکایت	//	ابو مسلم خراسانی کا علی بن کرمانی کی حمایت کا فیصلہ	اسید بن عبداللہ کی قطبہ سے امداد طلبی	//
	//	ابو مسلم خراسانی کا مرو میں استقبال	قطبہ بن شیبہ اور تمیم بن نصر کی جنگ	//

تمیم بن نصر کا قتل	نصر بن سیار کی مروان سے امداد طلبی	انتقام	۴۰۶	قطبہ بن شیبہ کی نیشاپور میں آمد	۴۰۶	قطبہ بن شیبہ کی نیشاپور میں آمد	۴۰۶
نہاتہ بن حنظلہ کلانی	باب ۱۵	۱۳۲ھ کے واقعات	۴۰۷	قطبہ بن حنظلہ کلانی	۴۰۷	قطبہ بن حنظلہ کلانی	۴۰۷
قطبہ بن شیبہ کی جرجان کی جانب	معمر کہ زاب یا قطبہ بن شیبہ	خازم بن خزیمہ کو دریائے دجلہ پار	۴۰۸	قطبہ بن شیبہ کی جرجان کی جانب	۴۰۸	قطبہ بن شیبہ کی جرجان کی جانب	۴۰۸
پیش قدمی	۱۳۱ھ کے واقعات	کرنے کا حکم	۴۰۹	پیش قدمی	۴۰۹	پیش قدمی	۴۰۹
قطبہ بن شیبہ کا فوج سے خطاب	ابو کاہل کی ابو مسلم سے علیحدگی	حوشہ بن سہیل کا ابن ہبیرہ کو مشورہ	۴۱۰	قطبہ بن شیبہ کا فوج سے خطاب	۴۱۰	قطبہ بن شیبہ کا فوج سے خطاب	۴۱۰
ابو مسلم خراسانی کا قطبہ کے نام خط	نصر بن سیار کی ابن ہبیرہ سے برہمی	قطبہ کی ایک دیہاتی سے ملاقات	۴۱۱	ابو مسلم خراسانی کا قطبہ کے نام خط	۴۱۱	ابو مسلم خراسانی کا قطبہ کے نام خط	۴۱۱
قطبہ اور نہاتہ بن حنظلہ کی جنگ	نصر بن سیار کا انتقال	قطبہ کا الحارہ میں قیام	۴۱۲	قطبہ اور نہاتہ بن حنظلہ کی جنگ	۴۱۲	قطبہ اور نہاتہ بن حنظلہ کی جنگ	۴۱۲
سالم بن راویہ کی شجاعت	زیاد بن زرارہ کی ابو مسلم سے علیحدگی	قطبہ کا ابن ہبیرہ پر حملہ	۴۱۳	سالم بن راویہ کی شجاعت	۴۱۳	سالم بن راویہ کی شجاعت	۴۱۳
معمر کہ قید	میتب بن زہیر اور زیاد بن زرارہ کی	حمید بن قطبہ کی بیعت	۴۱۴	معمر کہ قید	۴۱۴	معمر کہ قید	۴۱۴
مدینہ منورہ میں مقتولین کا ماتم	جنگ	قطبہ کی لاش کی تدفین	۴۱۵	مدینہ منورہ میں مقتولین کا ماتم	۴۱۵	مدینہ منورہ میں مقتولین کا ماتم	۴۱۵
ابو حمزہ خارجی کے اشعار	ابو مسلم خراسانی کا نیشاپور میں قیام	قطبہ اور معن بن زائدہ کی جنگ	۴۱۶	ابو حمزہ خارجی کے اشعار	۴۱۶	ابو حمزہ خارجی کے اشعار	۴۱۶
ابو حمزہ خارجی کا اہل مدینہ سے خطاب	عامر بن ضبارہ کی قطبہ کی جانب پیش قدمی	سلیم بن محمد اور محمد بن نہاتہ کی جنگ	۴۱۷	ابو حمزہ خارجی کا اہل مدینہ سے خطاب	۴۱۷	ابو حمزہ خارجی کا اہل مدینہ سے خطاب	۴۱۷
خوارج اور اہل مدینہ کی جنگ	عامر بن ضبارہ کی شکست	ابن ہبیرہ کا فرار	۴۱۸	خوارج اور اہل مدینہ کی جنگ	۴۱۸	خوارج اور اہل مدینہ کی جنگ	۴۱۸
ابو حمزہ کی ہشام بن عبد الملک پر تنقید	عامر بن ضبارہ کا قتل	حسن بن قطبہ کی بیعت	۴۱۹	ابو حمزہ کی ہشام بن عبد الملک پر تنقید	۴۱۹	ابو حمزہ کی ہشام بن عبد الملک پر تنقید	۴۱۹
ابو حمزہ خارجی کا خطبہ	مال غنیمت	محمد بن خالد کا کوفہ میں خروج	۴۲۰	ابو حمزہ خارجی کا خطبہ	۴۲۰	ابو حمزہ خارجی کا خطبہ	۴۲۰
ابو حمزہ خارجی کا مدینہ میں قیام	عاصم کا حسن پر حملہ کرنے کا ارادہ	حوشہ کے ساتھیوں کی علیحدگی	۴۲۱	ابو حمزہ خارجی کا مدینہ میں قیام	۴۲۱	ابو حمزہ خارجی کا مدینہ میں قیام	۴۲۱
ابن عطیہ کو خوارج پر فوج کشی کا حکم	مالک بن اذہم کی قطبہ سے مصالحت	محمد بن خالد کا کوفہ پر قبضہ	۴۲۲	ابن عطیہ کو خوارج پر فوج کشی کا حکم	۴۲۲	ابن عطیہ کو خوارج پر فوج کشی کا حکم	۴۲۲
علاء بن ارح کا بیان	قطبہ کی اہل خراسان اور شامیوں کو	ابو سلمہ کی وزیر آل محمد سے بیعت	۴۲۳	علاء بن ارح کا بیان	۴۲۳	علاء بن ارح کا بیان	۴۲۳
ابن عطیہ کی خوارج سے جنگ	امان	حسن بن قطبہ کی سپہ سالاری	۴۲۴	ابن عطیہ کی خوارج سے جنگ	۴۲۴	ابن عطیہ کی خوارج سے جنگ	۴۲۴
مدینہ میں خوارج کا قتل	عاصم بن عمیر کا قتل	ابو مسلمہ کے اعمال	۴۲۵	مدینہ میں خوارج کا قتل	۴۲۵	مدینہ میں خوارج کا قتل	۴۲۵
ابن عطیہ کی روانگی مکہ	قطبہ کا نہادہ پر قبضہ	مسلم بن قتیبہ اور سفیان بن معاویہ کی	۴۲۶	ابن عطیہ کی روانگی مکہ	۴۲۶	ابن عطیہ کی روانگی مکہ	۴۲۶
ولید بن عروہ کی مدینہ میں قائم مقامی	ابو عون کا شہر زور پر قبضہ	جنگ	۴۲۷	ولید بن عروہ کی مدینہ میں قائم مقامی	۴۲۷	ولید بن عروہ کی مدینہ میں قائم مقامی	۴۲۷
ابن عطیہ کا قتل	مروان بن محمد کی زاب میں آمد	سفیان بن معاویہ کی شکست	۴۲۸	ابن عطیہ کا قتل	۴۲۸	ابن عطیہ کا قتل	۴۲۸
قطبہ بن شیبہ کا اہل جرجان پر عتاب	قطبہ کی ابن ہبیرہ پر فوج کشی	ابن قتیبہ کا بصرہ پر تسلط	۴۲۹	قطبہ بن شیبہ کا اہل جرجان پر عتاب	۴۲۹	قطبہ بن شیبہ کا اہل جرجان پر عتاب	۴۲۹
نصر بن سیار کے قاصدوں کی گرفتاری	امیر حج ولید بن عروہ	سفیان بن معاویہ کا امارت بصرہ پر	۴۳۰	نصر بن سیار کے قاصدوں کی گرفتاری	۴۳۰	نصر بن سیار کے قاصدوں کی گرفتاری	۴۳۰
	ولید بن عروہ کا قاتلین ابن عطیہ سے	تقرر	۴۳۱		۴۳۱		۴۳۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب ۱

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

۹۹ھ کے واقعات

یوم جمعہ ۱۰/ ماہ صفر ۹۹ ہجری بمقام وابق عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے۔

سلیمان بن عبدالملک کا استخارہ:

رجا بن حیوۃ کہتے ہیں کہ ایک جمعہ کے دن سلیمان نے باریک ریشم کا لباس زیب تن کیا۔ آئینہ میں اپنی صورت دیکھ کر کہا کہ میں کیسا بہادر جوان فرماؤں ہوں۔ جمعہ کی نماز پڑھا کر گھر واپس نہ آ سکا تھا کہ بخار چڑھ آیا۔ جب طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو اپنے ایک کمسن نابالغ لڑکے کے لیے عہد خلافت لکھ دیا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ منجملہ اور باتوں کے جو ایک خلیفہ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھتی ہیں یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بعد خلق اللہ پر ایک نیک اور قابل شخص کو اپنا جانشین مقرر کرے سلیمان کہنے لگا کہ میں اللہ سے استخارہ کر رہا ہوں۔ اور اس معاملہ پر غور کر رہا ہوں اس سے زیادہ میں نے اس وقت کسی بات کے لیے زور نہ ڈالا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نامزدگی:

ایک یاد دہن کے بعد سلیمان نے اس فرمان کو چاک کر ڈالا اور مجھے بلایا اور داؤد بن سلیمان کے متعلق میری رائے دریافت کی۔ میں نے کہا وہ اس وقت قسطنطنیہ میں ہیں۔ اور یہ بھی آپ کو معلوم نہیں کہ اس وقت وہ زندہ بھی ہیں۔ یا نہیں۔ سلیمان نے پھر مجھ سے یہ کہا کہ تم کسی کا نام پیش کرو۔ میں نے اس خیال سے کہ دیکھوں کہ کس کا نام خود لیتے ہیں عرض کیا کہ: ناب ہی کی رائے رائے ہے آپ خود ہی انتخاب فرمائیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اچھا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کیا کہتے ہو۔ میں نے کہا کہ میں انہیں نہایت ہی نیک عالم و فاضل اور اس بارگراں کے اٹھانے کا اہل سمجھتا ہوں۔ سلیمان کہنے لگے کہ بس تو وہی میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔

یزید بن عبدالملک کی ولی عہدی:

اس کے بعد ہی پھر سلیمان کہنے لگا کہ اگر میں صرف انہیں کو اپنا ولی عہد نامزد کر دوں اور کسی اور کو نہ کروں تو اس سے فساد ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ میرے خاندان والے اس وقت تک ان کی ولی عہدی کو تسلیم نہیں کریں گے جب تک ان کے بعد اس کا

ولی عہد بھی میں ہی نامزد نہ کر جاؤں۔ اور میں یزید بن عبدالملک کو ان کے بعد کا جانشین کیے دیتا ہوں۔ اس طریقہ سے میرے خاندان والے خاموش ہو رہیں گے اور اسے پسند کر لیں گے (یزید بن عبدالملک اس وقت جہاد کے لیے باہر گئے ہوئے تھے) میں نے کہا کہ جناب والا کی رائے انسب ہے، ایسا ہی کیجیے۔

سلیمان بن عبدالملک کا فرمان:

پھر انہوں نے حسب ذیل فرمان لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”حمد ثناء کے بعد! یہ فرمان سلیمان کی جانب سے عمر بن عبدالعزیز کے نام لکھا جاتا ہے کہ آپ کو میں اپنے بعد خلیفۃ المسلمین مقرر کرتا ہوں اور آپ کے بعد یزید بن عبدالملک اس منصب پر فائز ہوں گے، تمام لوگوں کو چاہیے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی اطاعت و فرمانبرداری کریں۔ اللہ سے ڈرتے رہیں۔ پھوٹ نہ ڈالیں کہ مبادا دشمن کو تمہارے خلاف کارروائی کرنے کی جرات ہو۔“

آل عبدالملک سے فرمان سلیمان کے لیے بیعت:

فرمان پر مہر ثبت کر کے کعب بن حامد العنسی اپنے محافظ دستہ کے افسر اعلیٰ کو بلا کر حکم دیا کہ میرے تمام خاندان والوں کو ایک جا جمع ہونے کا حکم دو، جب سب لوگ جمع ہو گئے۔ تو سلیمان نے مجھ سے کہا کہ تم میرے اس خط کو ان کے سامنے لے جا کر کہہ دو کہ یہ میرا فرمان ہے جس شخص کو میں نے اپنے بعد اپنا جانشین نامزد کیا ہے اس کا نام اس میں لکھ دیا ہے آپ سب صاحب اس کے لیے حلف و فاداری اٹھائیں۔ جب میں نے سر بمہر فرمان ان کے سامنے پیش کیا تو سب کہنے لگے کہ ہم امیر المومنین کے پاس جا کر انہیں سلام کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا بہتر ہے۔ تشریف لے چلے۔ یہ سب کے سب سلیمان کے پاس آئے، سلیمان نے اس فرمان کی طرف اشارہ کر کے اس کے متعلق کچھ گفتگو کی اور کہا کہ رجا بن حیوۃ کے ہاتھ میں جو سر بمہر فرمان ہے، یہ میرا فرمان ہے، آپ سب لوگ اس کی تعمیل کریں اور جس شخص کو میں نے اپنا جانشین مقرر کیا ہے آپ اس کیلئے حلف و فاداری کیجئے۔ چنانچہ ہر شخص نے فرداً فرداً حلف و فاداری کیا، اور میں نے سلیمان کے حکم سے وہ سر بمہر فرمان ان سب کے سامنے کر دیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی نامزد خلیفہ کا نام جاننے کی خواہش:

جب سب لوگ چلے گئے تو عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ شاید اس بار گراں کو میرے کندھوں پر ڈالا گیا ہے؟ اس لیے میں خدا اور اپنے ذاتی دوستانہ تعلقات کا واسطہ دلا کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اسی وقت بتا دیں تاکہ اگر یہ میرا خیال درست نکلے تو میں اسی وقت اس عہدہ سے دست کش ہو جاؤں، ورنہ شاید پھر مجھے اس بات کا موقع نہ ملے جو اس وقت مجھے حاصل ہے۔ میں نے کہا کہ بخدا میں ایک حرف نہیں بتا سکتا۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ ناراض ہو کر چلے گئے۔

ہشام بن عبدالملک کی رجا بن حیوۃ سے درخواست:

پھر ہشام بن عبدالملک مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ آپ کے اور میرے قدیم دوستانہ مراسم ہیں اور میں آپ کا بے حد شکر

گزار ہوں گا اگر یہ بات آپ مجھے بتادیں۔ اگر یہ فرمان میرے متعلق ہے تو مجھے معلوم ہو جائے گا اور اگر کسی اور کے متعلق ہے۔ تو آپ فرما دیجیے مجھ جیسے شخص سے کم از کم یہ بات تو آپ دریغ نہ رکھیں مجھے بتا دیجیے اور میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ کسی اور سے ہرگز اس کا تذکرہ نہ کروں گا، میں نے صاف انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ یہ ایک راز ہے جو میرے سپرد کیا گیا ہے میں ایک حرف نہیں بتا سکتا۔ ہشام مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ کف افسوس ملتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ اگر میں نہ ہوتا تو اور کون ہوگا، کیا عبدالملک کی اولاد سے خلافت نکل جائے گی؟

سلیمان بن عبدالملک کی وفات:

میں پھر سلیمان کے پاس آیا۔ اب ان کا دم واپس تھا، جب ان پر سکرات طاری ہوئی تو میں نے قبلے کی طرف ان کی کروٹ کر دی۔ جب پھر آنکھ کھولی تو کہا کہ رجا ابھی وقت نہیں آیا۔ میں نے دوسرے یہ ہی کیا مگر تیسری مرتبہ سلیمان نے کہا کہ ہاں اب میرا دم واپس ہے، لو اب میں تمہارے سامنے پڑھتا ہوں:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

اس کے بعد ہی ادھر میں نے قبلے کی طرف ان کا رخ کر دیا ادھر سلیمان نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ میں نے ان کی دونوں آنکھیں بند کر دیں، ایک سبز چادر انہیں اڑھا دی اور دروازہ بند کر دیا ان کی بیوی نے مجھ سے ان کی خیریت دریافت کرائی، میں نے کہا کہ سو رہے ہیں اس وقت چادر اوپر پڑی ہوئی تھی۔ قاصد نے یہ دیکھ کر بیان کر دیا اور اس نے اس بیان کو سچ مچ سمجھ لیا، اور یہی خیال کیا کہ وہ سو رہے ہیں۔ میں نے دروازہ پر اپنے ایک خاص معتمد شخص کو بٹھا دیا، اور حکم دیا کہ جب تک میں نہ آ جاؤں تو یہاں سے کہیں مت جانا اور نہ کسی کو سلیمان کے پاس اندر جانے دینا۔

ناظر خلیفہ کی آل سلیمان سے بیعت:

سلیمان کے پاس سے نکل کر میں نے کعب بن حامد العنسی کو بلایا۔ اس نے سلیمان کے تمام خاندان والوں کو واپس کی مسجد میں جمع کیا۔ میں نے ان سب سے درخواست کی کہ آپ بیعت کیجیے وہ کہنے لگے کہ ایک مرتبہ تو ہم بیعت کر چکے ہیں اور دربارہ پھر کریں، میں نے کہا کہ جی ہاں امیر المومنین کا یہ سر بہر فرمان ہے جس شخص کو انہوں نے اپنا جانشین ناظر کیا ہے اس کے لیے آپ لوگ بیعت کریں چنانچہ ہر شخص نے فرداً فرداً پھر بیعت کی۔

جب میں نے دیکھ لیا کہ سلیمان کی موت کے بعد بھی یہ لوگ بیعت کر چکے تو میں نے خیال کیا کہ اب میں نے معاملہ کو پختہ کر دیا ہے اب امیر المومنین کی موت کا اعلان کر دینا چاہیے۔

ہشام بن عبدالملک کی مخالفت و اطاعت:

چنانچہ میں نے سلیمان کی موت کا اعلان کر دیا سب نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا۔ پھر میں نے فرمان چاک کر کے سب کے سامنے پڑھا۔ جب میں عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے نام پر پہنچا تو ہشام نے چلا کر کہا کہ میں ہرگز ان کے ہاتھ پر بیعت نہیں کروں گا۔ میں نے ڈانٹا اور کہا کہ میں ابھی تمہاری گردن مار دوں گا، کھڑے ہو جاؤ اور بیعت کرو، ہشام لڑکھڑاتے ہوئے اٹھے اور بیعت کی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور ہشام:

میں نے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو دونوں بازو سے پکڑ کر انہیں منبر پر بٹھایا۔ عمر رضی اللہ عنہ اس بارگراں کی ذمہ داریوں کے خیال سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے جاتے تھے اور ہشام اپنی ناکامی پر۔ چنانچہ جب ہشام بیعت کرنے کے لیے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو عمر رضی اللہ عنہ اس بات پر اظہارِ افسوس کر رہے تھے کہ اپنی مرضی کے خلاف میں اس مصیبت میں گرفتار ہوا اور ہشام اپنی ناکامی پر متاسف تھے۔

سلیمان بن عبدالملک کی تدفین:

پھر سلیمان کو غسل دیا گیا۔ کف نایا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھی، سلیمان کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہونے کے بعد اس کے تمام سواری کے جانور معہ ایک ایک سائیکس کے عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیے گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ کہا گیا کہ خلیفہ المسلمین کی سواری کے جانور ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میرا جانور ہی میرے لیے زیادہ مناسب ہے اور پھر اپنے ہی گھوڑے پر سوار ہوئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا اپنے مکان میں قیام:

یہ تمام جانور واپس کر دیئے گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ وہاں سے آگے آئے، لوگوں نے کہا کہ اسی مکان میں چلے جہاں سابق خلیفہ المسلمین فروکش تھے، فرمانے لگے کہ اس میں ابویوب کے اہل و عیال ہیں جب تک وہ اس مکان کو خالی کریں میرے لیے میرا یہ خیمہ ہی کافی ہے، چنانچہ وہ اپنی ہی فرودگاہ میں بیت الامارہ کے خالی ہونے تک قیام پذیر رہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا فرمان:

شام کے وقت مجھ سے کہا کہ منشی کو بلواد، سواری کے جانوروں اور جائے قیام کے متعلق جو طرزِ عمل آپ نے اختیار کیا تھا اس سے مجھے بے حد خوشی ہوئی تھی۔ میں اپنے دل میں کہنے لگا کہ دیکھیں اب کیا کرتے ہیں آیا ایک ہی خط سب کے نام لکھتے ہیں یا مختلف خطوط۔ جب منشی سامنے آیا تو امیر المومنین نے اپنے منہ سے بول کر ایک خط جو نہایت ہی جامع و مانع اور بلیغ تھا لکھوایا اور فرمایا کہ اس کا ایک ایک نسخہ تمام شہروں کو بھیج دیا جائے۔

عبدالعزیز بن ولید کا اعلانِ خلافت:

عبدالعزیز بن ولید کو جو اس وقت وابق میں تھے، جب سلیمان کے مرنے کی خبر ہوئی تو انہیں یہ بات تو معلوم نہ تھی کہ اس طرح عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے ہیں اور خود سلیمان نے انہیں نامزد کر دیا تھا، انہوں نے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا، مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ تمام لوگ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں تو یہ آپ سے ملنے آئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا ہے اور آپ زبردستی دمشق میں داخل ہونا چاہتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور عبدالعزیز بن خالد کی گفتگو:

عبدالعزیز بن کہنے لگے کہ بے شک یہ صحیح ہے مگر مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ سلیمان نے کسی کو اپنا جانشین نامزد نہیں کیا ہے اس بنا پر میں

نے خیال کیا کہ اگر میں اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان نہ کروں گا، تو ہمارا تمام مال و متاع لوٹ لیا جائے گا۔ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، خیر کیا ڈر ہے اگر آپ بیعت لے لیتے اور حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لیتے تو میں آپ سے اس معاملہ میں جھگڑا نہ کرتا بلکہ خود اپنے گھر میں بیٹھ جاتا۔

عبدالعزیز بن خالد کی اطاعت:

عبدالعزیز کہنے لگے کہ کاش! سوائے تمہارے کوئی اور خلیفہ مقرر کیا جاتا تو میں دیکھ لیتا۔ پھر انہوں نے بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

رجاء کہتے ہیں کہ پہلے ہی سے اس بات کی توقع کی جاتی تھی کہ سلیمان عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ہی کو اپنا جانشین نامزد کریں گے اور اپنے بیٹوں کو اس حق سے محروم کر دیں گے۔

مسلمہ بن عبدالملک کو مراجمت کا حکم:

اسی سنہ میں عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے مسلمہ بن عبدالملک کے پاس قاصد بھیجا اور حکم دیا کہ تمام مسلمانوں کے ساتھ واپس چلے آؤ۔ عہدہ عہدہ گھوڑے اور بہت سا سامان خوراک بھی ان کے لیے بھیجا۔ لوگوں کو ان کی امداد کی ترغیب و تحریص دلائی۔ بیان کیا گیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے پانچ سو اعلیٰ درجے کے گھوڑے مسلمہ کو بھیجے تھے۔ اسی سال ترکوں نے آذربائیجان پر غارتگری کر کے مسلمانوں کی ایک جماعت کو لوٹ لیا اور انہیں قتل کر ڈالا، امیر المومنین نے ابن حاتم بن العثمان الباہلی کو ان کی سرزنش کے لیے روانہ کیا، ابن حاتم نے ان میں سے اکثر کا صفایا کر دیا، بہت تھوڑے ان میں سے بچ کر بھاگ سکے اور پچاس قیدی مقام خناصرہ میں عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس لائے گئے۔

عمال کا تقرر:

امیر المومنین نے یزید بن المہلب کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا۔ بصرہ اور اس کے ماتحت علاقہ پر عدی بن ارطاة الفزاری کو عامل بنادیا اور کوفہ پر عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ الاعرج القرشی متعلقہ بنی عدی بن کعب کو عامل مقرر کیا، ابوالزناد کو عبدالحمید کا میرمنشی مقرر کر کے ان کے ساتھ کیا۔ عدی نے موسیٰ بن وجیہ الحمیری کو یزید کی تلاش میں بھیجا۔

امیر حج ابو بکر بن محمد و عمال:

ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم جو عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی جانب سے مدینہ کے عامل تھے اس سال امیر حج تھے، مکہ کے عامل اس سال عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھے، کوفہ اور اس کے ماتحت علاقہ کے عامل عبدالحمید بن عبدالرحمن تھے اور بصرہ کے عدی بن ارطاة جراح بن عبداللہ خراسان کے گورنر تھے، ایاس بن معاویہ بن قرۃ المزنی بصرہ کے قاضی تھے، پہلے امیر المومنین نے حسن بن ابی الحسن کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا تھا، جب لوگوں نے ان کی شکایت کی تو پھر آپ نے معاویہ بن قرۃ کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا، بیان کیا گیا ہے کہ عامر الشیبی اس سال کوفہ کے قاضی تھے۔



۱۰۰۰ کے واقعات

خوارج کی شورش:

اسی سند میں عراق میں خارجیوں نے پھر سراٹھایا۔ جب ان کی شورش کی اطلاع دربار خلافت میں ہوئی تو امیر المومنین نے عبد الحمید کو لکھا کہ تم خارجیوں کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ پر کاربند ہونے کی دعوت دو، عبد الحمید نے اس حکم کی تعمیل کی اور پھر ان کے مقابلہ کے لیے ایک فوج روانہ کی، خارجیوں نے اس فوج کو شکست دی۔ جب امیر المومنین کو اس واقعہ کا علم ہوا، آپ نے مسلمہ بن عبد الملک کو شام کی ایک فوج کے ساتھ جو مقام رتہ سے تیار کر کے روانہ کی گئی، خارجیوں کی سرکوبی کے لیے بھیجا اور عبد الحمید کو لکھ دیا کہ مجھے تمہاری قابل نفیس فوج کی درگت کی خبر معلوم ہو چکی ہے۔ اب میں مسلمہ کو خارجیوں کی سرکوبی کے لیے اہل شام کی فوج کے ساتھ ترک خارجیوں سے جنگ کی اور تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ نے انہیں خارجیوں کے مقابلے میں فتح دی۔

شوذب خارجی کی بغاوت:

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جس خارجی نے اس زمانہ میں شورش برپا کی تھی وہ شوذب تھا اور اس کا نام بسطام الیشکری تھا۔ سب سے پہلے مقام جوزفی میں اسی شہسواروں کے ساتھ اس نے علم بغاوت بلند کیا۔ یہ شہسوار زیادہ تر قبیلہ بنی ربیعہ کے تھے۔

عبد الحمید بن عبد الرحمن کو احکامات:

امیر المومنین نے اس واقعہ کی خبر پاتے ہی عبد الحمید کو لکھ بھیجا کہ تاوقتیکہ خارجی خود کسی کو قتل نہ کریں یا کوئی اودھم نہ مچائیں تم خود ان سے چھیڑ مت کرنا، البتہ جب وہ کوئی ایسا فعل کریں تب تم ان کی مزاحمت کرنا۔ ایک بہادر تجربہ کار آدمی کو منتخب کر کے اس کی زیر قیادت کچھ فوج بھیج دو، اور اسے بھی یہی احکام دے دینا جو میں نے تمہیں لکھے ہیں۔ عبد الحمید نے محمد بن جریر بن عبد اللہ الجلی کو دو ہزار کوفیوں کے ساتھ اس ہم کا سردار مقرر کیا، اور امیر المومنین کی ہدایات انہیں پہنچا دیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا بسطام کو پیغام:

امیر المومنین نے بسطام کو لکھا کہ آپ بتائیے کہ آپ کی بغاوت کا کیا مقصد ہے اور میں آپ کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔

اس خط کے آنے سے پہلے ہی محمد بن جریر خارجیوں کے مقابلہ پر آ گئے تھے، مگر اس وقت تک چپ چاپ تھے، امیر المومنین نے اپنے خط میں بسطام کو لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر میدان کارزار میں آئے ہو، مگر اس بات کے لیے تم مجھ سے زیادہ کسی طرح مستحق نہیں ہو۔ آؤ ہم تم سے بحث کریں، اگر تم حق و صداقت پر نہیں تو پھر تم بھی عامۃ المسلمین کی طرح دائرہ اطاعت میں شریک ہو جاؤ، اگر تم حق پر ہو گے تو اس وقت ہم اس معاملہ پر غور کر لیں گے۔

بسطام کا وفد:

بسطام نے ابھی کوئی کارروائی نہیں کی اور امیر المومنین کو لکھا کہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ انصاف پر مبنی ہے۔ میں دو شخص کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں تاکہ یہ اس معاملہ میں آپ سے گفتگو کر لیں۔

ان دو شخصوں میں سے ایک توبی شیبان کا آزاد غلام مخر و ج تھا اور دوسرا بنی یشکر کا ایک صحیح النسب شخص تھا۔ مگر اس واقعہ کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بسطام نے کئی شخص اس غرض سے بھیجے تھے اور ان میں یہ دونوں مذکور الصدور بھی تھے جب امیر المومنین نے ان سے کہا کہ صرف دو شخصوں کو منتخب کر کے بھیج دیا جائے تو انہی دونوں کا انتخاب اس کام کے لیے کیا گیا۔

وفد بسطام کی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے گفتگو:

بہر حال اب یہ دونوں امیر المومنین کے سامنے آئے اور ان سے بحث کرنے لگے اور امیر المومنین سے سوال کیا کہ یزید کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کیوں وہ آپ کے بعد خلیفہ ہو؟ امیر المومنین نے فرمایا کہ میں نے نہیں بلکہ میرے پیشرو نے اس کو ولی عہد کیا ہے۔ خارجیوں نے کہا اچھا آپ ہی بتائیے کہ کیا یہ مناسب ہے کہ آپ کو کسی دوسرے کے مال کے امین بنائے جائیں پھر اس مال کو آپ ایسے شخص کے سپرد کر دیں جو غیر معتبر ہو تو ایسی صورت میں کیا آپ نے اس امانت کے فرض کو اس ذات کے سامنے جس نے آپ کو امین بنایا تھا پورا کیا۔

آل مروان کو خوف:

امیر المومنین فرمانے لگے کہ اس کے جواب کے لیے مجھے تین دن کی مہلت دو، خارجی اٹھ کر چلے آئے مگر اب مروانیوں کو یہ خوف دامن گیر ہوا کہ مبادا ہمارے خاندان سے یہ حکومت اور دولت نکل جائے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ امیر المومنین یزید کو ولی عہد سے محروم کر دیں۔ اس لیے ان لوگوں نے امیر المومنین کو چپکے سے زہر دلوادیا۔ اور اس واقعہ کے تین ہی دن بعد آپ نے وفات پائی۔ نیز اس سال امیر المومنین نے ولید بن ہشام المعیطی اور عمرو بن قیس الکندی کو ایک حمص کی فوج کے ساتھ موسم گرما میں کفار سے جہاد کے لیے بھیجا۔ اسی سال عمرو بن ہبیرۃ الفزاری عامل جزیرہ مقرر کر کے جزیرہ بھیجے گئے اور یزید بن المہلب عراق سے قید کر کے امیر المومنین کی خدمت میں لایا گیا۔

یزید بن المہلب کی گرفتاری:

یزید بن المہلب کی گرفتاری کے اسباب و واقعات میں ارباب سیر کا اختلاف ہے۔ اس کے متعلق ایک بیان یہ ہے کہ جب یزید بن المہلب خراسان سے آکر واسط آئے اور وہاں سے بصرہ کے ارادہ سے کشتیوں میں سوار ہوئے تو عمر بن عبدالعزیزؒ نے عدی بن ارقطہ کو بصرہ کا عامل مقرر کر کے بھیجا۔ اور عدی نے موسیٰ بن وجیہ الحمیری کو اپنے آگے روانہ کیا۔ موسیٰ نے یزید کو نہر معقل میں بصرہ کے پل کے پاس جالیا اور گرفتار کر کے پڑیاں پہنا دیں۔ عدی نے یزید کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیج دیا۔ موسیٰ بن وجیہ انہیں لے کر آئے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے انہیں سامنے بلوایا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور یزید بن مہلب:

امیر المومنین خود یرید اور اس کے خاندان والوں کو اچھا نہیں سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ بڑے ظالم استبدادی خیال کے لوگ

ہیں میں ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح یزید آپ کو اچھا نہیں سمجھتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ میں انہیں مکار اور ظاہر داری برتنے والا خیال کرتا ہوں، مگر جب آپ خلیفہ ہوئے تو یزید کو بھی معلوم ہو گیا کہ یہ مکار اور ظاہر داری سے کوسوں دور ہیں۔

یزید بن مہلب سے مال غنیمت کی طلبی:

امیر المومنین نے یزید سے بلا کر کہا کہ وہ رقم ادا کرو جو تم نے سلیمان کو لکھی تھی، یزید کہنے لگا آپ کو خود معلوم ہے کہ سلیمان کو میزری خوشنودی کتنی طوطا خاطر تھی۔ میں نے اس رقم کا اظہار صرف اور لوگوں کو جتانے کے لیے کر دیا تھا اور میں خوب جانتا تھا کہ وہ نہ اس رقم کا مجھ سے کبھی مطالبہ کریں گے اور نہ کوئی اور حکم دیں گے جو میری طبیعت کے خلاف ہو۔

یزید بن مہلب کی اسیری:

امیر المومنین نے فرمایا کہ مجھے تمہارے معاملہ میں سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا کہ تمہیں قید کردوں، اللہ سے ڈرو اور جو مطالبہ تم پر ہے اسے ادا کر دو، یہ مسلمانوں کا حق ہے اور میں اسے کسی طرح نہیں چھوڑ سکتا۔ غرض کہ یزید کو آپ نے جیل خانہ بھیج دیا، اور جراح بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کا گورنر مقرر کر کے خراسان روانہ کر دیا۔

مخلد بن یزید کی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے درخواست:

یزید کے صاحبزادے مخلد خراسان سے آئے جس پر گنہ سے گذرتے دل کھول کر لوگوں کو داد دہش کرتے، امیر المومنین کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد عرض پر داز ہوئے کہ امیر المومنین کی خلافت سے اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے مگر ہمیں آپ کی ذات سے تکلیف و مصیبت اٹھانی پڑی۔ تو یہ تو کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ ہم ہی آپ کے عہد مبارک میں سب سے زیادہ بد قسمت رہیں، آپ میرے والد کو ناحق محبوس کرتے ہیں۔ جس قدر مطالبہ ان پر واجب الادا ہے وہ ان کی جانب سے ادا کیے دیتا ہوں۔ آپ جو کچھ ان سے مطالبہ کرتے ہیں اس کے بارے میں مجھ سے سمجھوتہ کر لیجیے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اس وقت تک میں ان سے کوئی مصالحت نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ ایک ایک پائی بے باق نہ کر دیں۔

مخلد بن یزید کی تجاویز:

مخلد نے کہا کہ اگر جناب والا کے پاس کوئی تحریری ثبوت ہے تو خیر اس کے مطابق مطالبہ کیجیے ورنہ یا تو مجرمان کے بیان کو صحیح مان لیجیے یا ان سے حلف لے لیجیے اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو پھر آپ ان سے کوئی سمجھوتہ کر لیجیے۔ امیر المومنین نے کہا: اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی کہ وہ کل رقم مطالبہ ادا کر دیں۔ جب مخلد آپ کے سامنے سے اٹھ آیا تو فرمانے لگے کہ یہ اپنے باپ سے تو زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے، مگر مخلد اس واقعہ کے بعد چند ہی روز اور زندہ رہا۔

یزید بن مہلب کی روانگی دہلک:

جب یزید نے انکار کر دیا کہ وہ ایک پیسہ بھی نہیں دے گا تو امیر المومنین نے حکم دیا کہ اون کا جبہ پہنایا جائے اور اونٹ پر سوار کر کے دہلک لے جایا جائے۔ جب لوگ قید خانہ سے نکال کر یزید کو تمام لوگوں کے سامنے لے جانے لگے تو یزید کہنے لگا: کیا میرا خاندان ہی نہیں ہے، مجھے دہلک کیوں لے جاتے ہیں۔ دہلک تو وہ شخص جاتا ہے جس نے کوئی جرم کیا ہو یا بغاوت کی ہو، یہ کیا عجیب و غریب بات ہے؟ کیا میرا خاندان باقی نہیں رہا؟

یزید بن مہلب کی واپسی:

یہ سن کر سلامۃ بن نعیم الخولانی امیر المومنین کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مناسب یہ ہے کہ جناب والا یزید کو قید خانہ ہی واپس بھیج دیجیے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر آپ نے اپنے ارادہ کی تکمیل کی تو اس کے خاندان والے اسے چھڑا لے جائیں گے کیونکہ میں نے خود دیکھا ہے اس بات سے لوگوں میں جوش و غضب پیدا ہو گیا ہے۔

امیر المومنین نے یزید کو پھر جیل خانہ واپس بھیج دیا یزید اس وقت تک جیل خانہ ہی میں رہا جب تک کہ اسے آپ کی علالت کی اطلاع نہیں ملی۔

یزید بن مہلب کی گرفتاری کی دوسری روایت:

یزید کی گرفتاری کی متعلق ایک اور روایت یہ ہے کہ امیر المومنین نے عدی بن ارقطہ کو حکم دیا کہ یزید کو بھیج دو اور عین التمر میں جو فوج متعین ہے یزید کو اس کے سپرد کر دو۔

عدی نے یزید کو کعب بن ابی اسود اسمعی کے ہمراہ بیڑیاں پہنا کر ایک کشتی میں بٹھا کر روانہ کیا جب یزید نہر ابان پہنچا تو بنی ازد کے کچھ لوگ یزید کو چھڑانے کے لیے کعب پر حملہ کرنے کے لیے آمادہ ہوئے۔ کعب جھپٹا اپنی تلوار نیام سے باہر کی۔ کشتی کے شامیانے کو کاٹ ڈالا یزید کی تلوار بھی چھین لی اور قسم کھا کر کہا کہ اگر تم لوگ منتشر نہ ہو جاؤ گے تو میری بیوی پر طلاق ہے اگر میں یزید کو قتل نہ کر ڈالوں۔ یزید نے ان لوگوں سے چلا کر کہا کہ آپ لوگ چلے جائیں کعب نے اس قسم کی قسم کھائی ہے چنانچہ وہ لوگ یہ سنتے ہی واپس چلے گئے اور کعب نے یزید کو لا کر اس فوج کے حوالے کر دیا جو عین التمر میں متعین تھی۔ کعب تو عدی بن ارقطہ کے پاس واپس چلا گیا اور یہ فوج یزید کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئی آپ نے یزید کو قید کر دیا۔

جراح بن عبداللہ الحکمی:

اسی سال امیر المومنین نے جراح بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کی صوبہ داری سے موقوف کر دیا اور ان کی جگہ عبدالرحمن بن نعیم القشیری کو مقرر کیا۔ اسی طرح جراح ایک سال پانچ ماہ خراسان کا صوبہ دار رہا۔ ۹۹ھ ہجری میں خراسان آیا اور ماہ رمضان ۱۰۰ھ ہجری کے ختم ہونے میں کچھ روز باقی تھے کہ اس نے خراسان چھوڑا۔

جہم بن زحر:

جرجان سے روانہ ہونے کے وقت یزید نے جہم بن زحر کو جرجان کا عامل مقرر کر دیا تھا مگر جب یزید گرفتار کر کے دربار خلافت میں بھیج دیا گیا تو عراق کے عامل نے اپنی جانب سے ایک دوسرے شخص کو جرجان کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا۔ یہ صاحب جرجان آئے جہم نے انہیں اور ان کے ساتھ جو لوگ آئے ان سب کو پکڑ کر قید کر دیا اور پھر پچاس بمینی سواروں کو لے کر جراح کے ارادہ سے خراسان روانہ ہوا اب اہل جرجان نے اپنے اس نوامور عامل کو قید سے رہا کر دیا۔

جراح اور جہم بن زحر میں سخت کلامی:

اس فصل پر جراح نے جہم سے کہا کہ اگر تم میرے چچا زاد بھائی نہ ہوتے تو میں کبھی تمہاری اس حرکت کو گوارا نہ کرتا اس پر جہم نے جواب دیا کہ آپ سے اگر میری یہ قربت نہ ہوتی تو میں کبھی آپ کے پاس نہ آتا جہم اور جراح دونوں ہم زلف بھی تھے۔ کیونکہ

ان دونوں کی بیویاں حصین بن الحارث کی بیٹیاں تھیں اور چچیرے بھائی بھی تھے۔ کیونکہ حکم اور جعفی دونوں سعد کے بیٹے تھے۔ جراح نے جہم سے کہا کہ تم نے اپنے امام کی مخالفت کی ہے اور سرکش ہو گئے ہو اب یہ ہی چارہ کا تمہارے لیے باقی ہے کہ تم جہاد کے لیے جاؤ شاید تم فتح حاصل کرو اور اس طرح پھر تمہاری بات خلیفۃ المسلمین کے پاس بن جائے۔

قتل کی مہم:

چنانچہ جراح نے جہم کو قتل پر جہاد کے لیے بھیجا، جہم روانہ ہوا جب اس کے قریب پہنچا تو اپنی فوج کو چھوڑ کر تین آدمیوں کو ساتھ لے کر بادشاہ قتل کے پاس چلا گیا اور کہا کہ میں آپ سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، تخلیہ ہوا۔ جہم نے اپنی خاندانی شرافت و عزت کا اظہار کیا۔ بادشاہ تخت سے نیچے اتر آیا اور جو اس نے کہا اسے منظور کر لیا۔

لوگ بیان کرتے ہیں کہ قتل نعمان کے آزاد غلاموں سے تھے۔

جہم کو بہت سامان غنیمت ملا۔ جراح نے اس کے متعلق حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو لکھا اور ایک وفد ان کی خدمت میں روانہ کیا جس میں دو آدمی تو عرب تھے اور ایک آزاد غلاموں میں سے تھا، جس کا تعلق بنی صفیہ سے تھا۔ ابوالصید اکنیت کرتا تھا صالح بن طریق اس کا نام تھا اور اپنے مذہب کے عالموں میں سے تھا۔

خراسان کا وفد اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ:

بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ آزاد غلام خالد کے بھائی سعید تھے یا یزید الخوی تھے، غرضیکہ یہ وفد دربار خلافت میں حاضر ہوا، پہلے دونوں عربوں نے گفتگو کی اور تیسرا شخص چپ بیٹھا ہوا، اس پر امیر المومنین نے پوچھا کہ کیا تم اس وفد کے رکن نہیں ہو؟ اس نے کہا کہ جی ہاں میں بھی ہوں تو امیر المومنین فرمانے لگے کہ پھر تم کیوں خاموش ہو؟ اس نے کہا کہ جناب والا خیال کرنے کی بات ہے کہ بیس ہزار موالی بغیر تنخواہ اور روزیہ کے جہاد کر رہے ہیں اور اسی قدر زہمی مسلمان ہو چکے ہیں مگر پھر بھی اسی سابقہ مقدار کے موافق مال گزاری لی جا رہی ہے، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ ہمارے صوبہ دار صاحب سخت متعصب اور ظالم ہیں۔ ہمارے ہی ملک میں برسرِ منبر فرماتے ہیں کہ جب میں آیا تھا تب بہت ہی رحم دل تھا، مگر اب میں سخت گیر ہوں اور بخدا میری قوم کا ایک فرد تمہارے سو آدمیوں سے زیادہ میرے نزدیک وقیع ہے، اس کے ظلم و تکبر کا یہ حال ہے کہ اس کے کرتے کی آستین ہمیشہ باز و تک چڑھی رہتی ہے یہ بھی ظلم میں حجاج سے کم نہیں بلکہ اس کا جانشین ہے۔

نومسلموں سے جزیہ وصول کرنے کی ممانعت:

امیر المومنین یہ سن کر فرمانے لگے کہ واقعی تم جیسے آدمی کو ضرور وفد میں آنا چاہیے تھا، اور جراح کو حکم دیا کہ دیکھو جو شخص تمہارے سامنے تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھے اس سے جزیہ نہ لو۔ اس حکم کے پہنچنے ہی لوگ دھڑا دھڑا مسلمان ہونے لگے۔

یہ حالت دیکھ کر جراح سے کسی نے کہا کہ یہ لوگ اسلام کی خوبیوں کی وجہ سے مسلمان نہیں ہو رہے ہیں بلکہ جزیہ سے بچنے کے لیے۔ اس لیے بہتر ہے کہ ذرا سختی کرنے کا حکم دے کر ان کا امتحان تو کیجیے۔

جراح نے اس معاملہ کو بارگاہ خلافت میں منظوری کے لیے بھیجا۔ امیر المومنین نے اس کے جواب میں لکھا کہ اللہ نے رسول کو داعی بنا کر مبعوث کیا تھا، سختی کرنے والا مقرر نہیں کیا تھا۔

جراح اور ابو مجلز کی طبی:

امیر المومنین نے اپنے درباریوں سے پوچھا کہ کوئی ایسا صادق القول شخص بتاؤ جس سے میں خراسان کی اصل حالت دریافت کروں، لوگوں نے عرض کیا کہ انی مجلز سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے۔ امیر المومنین نے جراح کو لکھا کہ تم یہاں آؤ اور ابو مجلز کو بھی ساتھ لاؤ۔ جراح کی خراسان سے روانگی:

جراح نے عبد الرحمن بن نعیم الغامدی کو خراسان کا سپہ سالار مقرر کیا، عبید اللہ یا عبید اللہ بن حبیب کو مال گزاری کا افسر اعلیٰ مقرر کیا اور آپ روانہ ہونے کے لیے تیار ہوا۔ روانگی سے پیشتر تقریر کی اور کہا کہ اے اہل خراسان میں اپنے انہی کپڑوں میں جو میرے بدن پر ہیں اور اپنے گھوڑے پر یہاں آیا تھا، میں نے تمہارے روپیہ سے صرف اپنی تلوار کے قبضہ کو مرصع کیا ہے۔ اور واقعی جراح کے پاس سوائے ایک گھوڑے اور ایک مادہ فخر کے جو دونوں بوڑھے ہو گئے تھے اور کوئی سواری نہ تھی۔ خراسان میں عبد الرحمن بن نعیم کی نیابت:

غرضیکہ جراح عبد الرحمن بن نعیم کو خراسان پر اپنا جانشین مقرر کر کے ماہ رمضان المبارک میں خراسان سے روانہ ہوا۔ جب امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے پوچھا کہ تم خراسان سے کب روانہ ہوئے تھے۔ جراح نے کہا کہ رمضان میں۔ یہ جواب سن کر امیر المومنین فرمانے لگے تو اس سے ثابت ہوا کہ تمہارے ظلم و جور کی روایت بالکل درست ہے۔ تم سے یہ نہ ہو سکا کہ رمضان میں وہیں قیام کرتے اور ماہ صیام گزر جانے کے بعد آتے۔ خود جراح کہا کرتا تھا کہ میں ضرور بڑا سخت خود رائے اور سخت سزا دینے والا شخص ہوں۔

جراح کا حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے نام خط:

خراسان پہنچ کر جراح نے امیر المومنین کو لکھا تھا کہ میں نے خراسان آ کر ایسے لوگ دیکھے جو بغاوت و فساد کی وجہ سے ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے ہیں، ان میں جتنا بندی ہے اور ہر وقت کوئی نہ کوئی شائسانہ ایسا نکالتے ہیں جس سے پھر ایک عام ہڑ بونگ اور غیر آئینی حالت پیدا ہو جائے تاکہ وہ خراج وغیرہ نہ دے سکیں، تلوار اور کوڑا یہی دونوں چیزیں انہیں درست رکھ سکتی ہیں، مگر میں نے اس امر کو برا سمجھا کہ بغیر آپ کی اجازت کے اس طریقہ کار پر عمل پیرا ہوں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی جراح کو ہدایات:

امیر المومنین نے اس کے جواب میں لکھا کہ تمہارے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ باشندگان خراسان سے زیادہ خود تم فتنہ و فساد کے دلدادہ ہو یا درکھو کہ کسی مومن یا ذمی شخص کے بلا وجہ ایک کوڑا نہ لگانا اور خون کے قصاص سے ڈرتے رہو کیونکہ تمہیں ایسی ہستی کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا جو تمام ظاہر و باطن باتوں کو جانتی ہے اور تم خود وہ اپنا نامہ اعمال پڑھو گے، جس میں بڑی اور چھوٹی تمام باتیں درج ہوں گی۔

جراح کے قرض کی ادائیگی:

جب جراح نے خراسان سے روانگی کا ارادہ کیا تو بیس ہزار درہم ایک یا دوسرے بیان کے مطابق دس ہزار درہم خزانہ عامرہ سے اخراجات سفر کے لیے بطور قرض لے لیے اور کہا کہ میں اسے امیر المومنین کو ادا کر دوں گا۔ چنانچہ جب جراح دربار خلافت میں

حاضر ہوا تو امیر المومنین نے اس سے دریافت کیا کہ خراسان سے تم کب چلے تھے، جراح نے کہا کہ ماہ رمضان کے آخر میں روانہ ہوا تھا، اور مجھ پر کچھ سرکاری مطالبہ بھی واجب الادا ہے، وہ آپ وصول کر لیجیے، امیر المومنین نے فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا کہ تم ماہ صیام کے ختم ہونے کے بعد وہاں سے روانہ ہوتے تو میں اس قرضہ کو بھی معاف کر دیتا۔

بعد میں اس رقم کو اس کی قوم والوں نے اپنی تنخواہوں میں سے وضع کرا کے ادا کر دیا۔

جراح بن عبداللہ کی معزولی:

جب جراح کی دربار خلافت میں شکایت پیش ہوئی تو امیر المومنین نے انہیں اپنے پاس بلالیا اور معزول کر دیا۔ اب انہیں ان کے جانشین کی ضرورت ہوئی تو آپ نے اپنے خاص لوگوں سے کہا کہ ایک ایسا راست باز شخص بتاؤ، جس سے میں خراسان کے متعلق دریافت کروں۔ لوگوں نے کہا کہ ابوجبلز لاحق بن حمید ایسے شخص ہیں۔ امیر المومنین نے انہیں اپنے پاس بلایا۔ یہ ایسے شخص تھے کہ سرسری طور پر دیکھنے سے پہچانے نہیں جاتے تھے، کمزور تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور ابوجبلز کی گفتگو:

ابوجبلز بہت سے لوگوں کے ساتھ امیر المومنین کے پاس آئے، مگر آپ نے انہیں شناخت نہیں کیا، اور وہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ دربار سے اٹھ کر چلے گئے، جب امیر المومنین نے انہیں پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ وہ آئے تھے، اور پھر چلے گئے، امیر المومنین نے انہیں پھر بلوایا اور فرمانے لگے کہ میں نے تمہیں نہیں پہچانا۔ ابوجبلز کہنے لگے کہ اگر جناب والا نے مجھے پہچانا نہ تھا تو اب انکار تعارف کے کیا معنی؟ امیر المومنین نے پوچھا اچھا کہئے عبدالرحمن بن عبداللہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ ابوجبلز نے کہا کہ وہ ایسے سردار ہیں جو اپنے ہمسروں کے مقابلہ کے لائق ہیں، دشمنوں سے لڑتے ہیں مگر اسی کے ساتھ خود رائے ہیں، اور اگر کوئی ان کی مساعدت کرے تو اور بھی بہت کچھ کرنے کے لیے یہ تیار ہو جائیں۔

ابوجبلز کی عبدالرحمن بن نعیم کے متعلق رائے:

امیر المومنین نے پوچھا کہ عبدالرحمن بن نعیم کیسے ہیں؟ ابوجبلز نے کہا کہ وہ کمزور نرم دل آدمی ہیں، عیش آرام کو پسند کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہر شخص ان کے احکام کی بلاپون و پرائمیل کر دے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ مجھے ایسا آدمی زیادہ پسند ہے۔

امارت خراسان پر عبدالرحمن بن نعیم کا تقرر:

چنانچہ آپ نے انہیں خراسان کا فوجی گورنر اور امام مقرر کر دیا اور عبدالرحمن القشیری (از بنی اغور) کو مال گذاری کا افسر اعلیٰ بنادیا، اور باشندگان خراسان کے نام خط لکھا کہ میں نے عبدالرحمن کو تمہارا فوجی گورنر مقرر کیا ہے، اور عبدالرحمن بن عبداللہ کو مال گذاری کا افسر اعلیٰ مقرر کیا ہے، نہ میں نے خود ان کا انتخاب کیا اور نہ میں ان سے ذاتی طور پر واقف تھا البتہ اور لوگوں نے مجھے ان کے حالات سے مطلع کیا۔ پس اگر یہ دونوں آپ لوگوں کے حسب مرضی کام کریں، تو آپ خدا کا شکر بجالائیں، اور اگر یہ ایسے ثابت نہ ہوں تو آپ خدا سے طالب امداد ہوں، کیونکہ تمام طاقت اور قدرت صرف اسی کو حاصل ہے۔

عبدالرحمن بن نعیم کو ہدایات:

امیر المومنین نے عبدالرحمن کو لکھا کہ تم خلق اللہ کے خیر خواہ رہنا اور اللہ کے راستہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے

متاثر نہ ہونا۔ کیونکہ انسانوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے اور اس کا حق اور بھی زیادہ ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔ ہمیشہ مسلمانوں کو نیک کام کی ہدایت کرتے رہنا اور نیز شفقت کرنا جو امانت تمہارے سپرد کی جائے اسے پورا کرنا اور یہ سمجھ لو کہ کوئی بات ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ رہ سکے اور اس سے بچ کر تم کہیں جا بھی نہیں سکتے کیونکہ آخر کار اسی کے پاس جانا ہے۔

امیر المومنین نے عبدالرحمن کی خراسان و سجستان کی سپہ سالاری کا فرمان عبداللہ بن مخرقریشی کے ہاتھ بھیجا تھا، عبدالرحمن امیر المومنین کی وفات کے بعد یزید بن المہلب کے قتل تک خراسان کے گورنر رہے اور ان کے بعد مسلمہ نے سعید بن عبدالعزیز بن الحارث بن الحکم کو خراسان بھیجا اس طرح ڈیڑھ سال سے زیادہ عبدالرحمن خراسان کے گورنر رہے۔ رمضان ۱۰۰ ہجری میں مقرر ہوئے اور یزید بن المہلب کے قتل کے بعد ۱۰۲ ہجری میں برطرف ہوئے۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن سولہ ماہ خراسان کے گورنر رہے۔

محمد بن علی بن عبداللہ:

اسی ۱۰۰ ہجری میں محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے خارجیوں کے علاقہ سے میسرہ کو عراق بھیجا۔ محمد بن حمیش، ابو عکرمۃ الراح (جس کا نام ابو محمد الصادق تھا) اور ہیان العطار ابراہیم بن سلمہ کے ماموں کو خراسان روانہ کیا، اس وقت جراح بن عبداللہ الحاکمی عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی طرف سے خراسان کا صوبہ دار تھا۔

محمد بن علی نے ان لوگوں کو حکم دیا تھا کہ تم وہاں جا کر میرے اور میرے خاندان کی حمایت اور اعانت پر لوگوں کو برا بھلا نہ کرو۔ چنانچہ یہ اکثر لوگوں سے مل کر اور ان لوگوں کے خطوط لے کر جنہوں نے اپنی اعانت کا وعدہ کیا تھا محمد بن علی کے پاس واپس چلے آئے۔

محمد بن علی کی جماعت:

ابو محمد الصادق نے محمد بن علی کے لیے مندرجہ ذیل بارہ بڑے مقتدر اور بارسوخ شرفا کی حمایت حاصل کر لی۔ ان کے نام یہ ہیں۔ سلیمان بن کثیر الخزاعی، لاہز بن قریط النمکی، قطبہ بن شعیب الطائی، موسیٰ بن کعب النمکی، خالد بن ابراہیم ابوداؤد متعلقہ قبیلہ بنی عمرو بن شیبان بن ذہل، قاسم بن مجاشع النمکی، عمران بن اسماعیل ابوالنجم خاندان ابومعیط کے آزاد غلام مالک بن الہیثم الخزاعی، ظلفہ بن رزیق الخزاعی، عمرو بن اعین ابو حمزہ خزاعہ کے آزاد غلام شبل بن طہمان ابو علی الہروی بنی حنیفہ کے آزاد غلام اور عیسیٰ بن اعین خزاعہ کے آزاد غلام۔

اسی طرح ستر اور آدمی منتخب کیے گئے جنہیں محمد بن علی نے خطوط لکھ کر دیئے تاکہ وہ ان کے لیے سند کا کام دیں اور جو ہدایات ان میں مرقوم تھیں اس پر عمل کریں۔

امیر حج ابو بکر بن محمد و عمال:

ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ اس سال وہی تمام لوگ مختلف صوبہ جات کے ناظم و صوبہ دار تھے جو سنہ ماقبل میں تھے اور جن کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں البتہ اس سنہ کے آخر میں خراسان پر عبدالرحمن بن نعیم فوجی گورنر اور پیش امام تھے اور عبدالرحمن بن عبداللہ مال گذاری کے افسر اعلیٰ تھے۔

۱۰۔ اھ کے واقعات

یزید بن مہلب کا فرار:

اسی سنہ میں یزید بن المہلب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی قید سے نکل بھاگا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب آپ نے یزید کو دہلک لے جانے کا حکم دیا اور پھر آپ سے کہا گیا کہ ممکن ہے کہ اس کے خاندان والے اسے چھڑالے جانے کی کوشش کریں تو امیر المومنین نے یزید کو پھر جیل خانہ واپس کر دیا۔ یزید امیر المومنین کے علییل ہونے تک چپ چاپ جیل خانہ میں پڑا رہا۔ مگر جب اسے امیر المومنین کی علالت کا علم ہوا تو اب اس نے بھاگ نکلنے کی فکر کی اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ چونکہ یزید بن المہلب نے خاندان ابی عقیل کو اپنے زمانہ اقتدار و عروج میں طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی تھیں اور یہ لوگ یزید بن عبدالملک کی بیوی کے رشتہ دار تھے کیونکہ محمد بن یوسف حجاج کے بھائی کی بیٹی ام الحجاج یزید بن عبدالملک کی بیوی تھیں اس لیے یزید بن عبدالملک نے قسم کھائی تھی کہ اگر میں نے کبھی یزید بن المہلب پر قابو پایا تو اسے قتل ہی کر ڈالوں گا اس وجہ سے یزید بن المہلب یزید بن عبدالملک سے خوفزدہ تھا اسی خوف کے مارے یزید بن المہلب نے اپنے مولیوں سے کہلا بھیجا کہ میرے بھاگنے کے لیے سواریوں کا انتظام کر دیں چنانچہ انہوں نے اونٹ تیار رکھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی علالت:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ دیر سمعان میں بیمار پڑے جب ان کے مرض میں شدت ہوئی تو یزید بن المہلب نے اونٹ منگوائے اور جب اسے معلوم ہوا کہ ان کے آنے میں دیر ہے تو جیل خانہ سے نکل کر اس جگہ آیا جہاں کہ اس کے مولیوں نے اس سے ملنے کا وعدہ کیا تھا مگر اس جگہ آ کر دیکھا کہ اب تک کوئی نہیں آیا ہے اس پر اس کے اور ساتھی پریشان ہوئے اور گھبرا گئے۔ یزید بن المہلب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں پھر جیل خانہ واپس چلا جاؤں تو یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا میں اب قیامت تک واپس نہ جاؤں گا۔

اسی اثنا میں اونٹ آ گئے یزید سوار ہو کر روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ محمل کے دوسرے حصہ میں اس کی بیوی عاتکہ قرات بن معاویہ العامریہ متعلقہ قبیلہ بنی بکال کی بیٹی بھی تھی۔

یزید بن مہلب کا حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے نام خط:

شہر سے دور گزر جانے کے بعد یزید نے امیر المومنین کو لکھا کہ اگر میں جانتا کہ آپ ابھی اور زندہ رہیں گے تو ہرگز جیل خانہ سے نہ بھاگتا۔ مگر کیا کروں کہ مجھے یزید بن عبدالملک سے خوف لگا ہوا تھا اس پر آپ نے فرمایا کہ اے خداوند! اگر اس حرکت سے یزید کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں فتنہ و فساد کی آگ روشن کرے تو اس کے خیالات کو اسی پر پلٹ دے اور مسلمانوں کو ان سے محفوظ رکھ۔

ہذیل بن زفر کا یزید بن مہلب سے حسن سلوک:

چلتے چلتے یزید مقام حفت الزقاق پہنچا ہذیل بن زفر یہاں مقیم تھا اور بنی قیس کے لوگ بھی یہاں تھے جب یزید کا قافلہ ان کے

پاس سے گزرا تو ان لوگوں نے اس کا تعاقب کیا اور اس کا کچھ سامان اور کچھ شاگرد پیشہ غلام لوٹ لے گئے، مگر پھر بذیل نے ان لوگوں کو اپنے سامنے پکڑ بلوایا اور سفر کا سامان وغیرہ واپس کر دیا اور پوچھا کہ بتاؤ تم یزید بن المہلب یا اس کے خاندان والوں میں سے کیوں کسی شخص کے پیچھے پڑتے ہو یا تمہیں ان سے کوئی قصاص لینا ہے؟ بنی قیس بولے کہ جی نہیں ہمیں کوئی قصاص تو نہیں لینا اس پر بذیل نے کہا تو بس اب پھر کیا چاہتے ہو وہ بیچارہ جیل خانہ میں پڑا ہوا تھا جب اسے اپنی جان کا خوف ہوا تو بھاگ نکلا اس میں کیا قباحت ہے؟

واقعی کا یہ بیان ہے کہ یزید بن المہلب حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی قید سے بھاگ کر گیا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی وفات:

اسی ۱۰۱ ہجری کے ماہ رجب کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا۔ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہ رجب ۱۰۱ ہجری کے ختم ہونے میں دس راتیں باقی تھیں کہ آپ نے انتقال کیا۔ اس کے متعلق ایک بیان یہ ہے کہ آپ نے بروز جمعہ ابھی ماہ رجب ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ مقام دیر سمعان میں انتالیس سال اور کچھ ماہ کی عمر اور دو سال پانچ ماہ خلافت کرنے کے بعد انتقال کیا۔

مدت خلافت:

یثم بن واقد کہتے ہیں کہ میں ۹۷ ہجری میں پیدا ہوا تھا اور ۹۹ ہجری کے ماہ صفر کے ختم ہونے میں ابھی دس راتیں باقی تھیں کہ مقام وابق میں عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے چنانچہ خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے جو روپیہ تقسیم کیا اس میں سے تین دینار میرے حصہ میں بھی آئے اور مقام خناصرہ میں بروز چہار شنبہ ابھی ماہ رجب ۱۰۱ ہجری کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ آپ نے انتقال کیا۔ بیس روز غلیل رہے دو سال پانچ ماہ اور چار روز خلافت کی، انتالیس سال چند ماہ کی عمر ہوئی اور دیر سمعان میں دفن کیے گئے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی عمر:

بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جس روز آپ نے انتقال کیا ہے اس روز آپ کی عمر انتالیس سال اور پانچ ماہ تھی بعضوں نے چالیس سال کی عمر بتائی ہے، ہشام کی روایت کے مطابق آپ کی عمر چالیس سال ایک ماہ ہوئی۔ ابو حفص کنیت تھی۔ ام عاصم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پوتی اور عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ان کی ماں تھیں، انہیں بنی امیہ کا شج کہا جاتا تھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے باپ کے کسی جانور نے ان کی پیشانی پر لات رسید کر دی تھی جس سے زخم ہو گیا تھا۔

بنی امیہ کا شج:

نافع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اکثر یہ کہتے سنا ہے کہ کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں وہ کون شخص ہے جس کی پیشانی پر ایک علامت ہوگی اور جو روئے زمین کو عدل و انصاف سے پر کر دے گا۔

دمشق میں ایک جانور نے آپ کے لات ماری لوگ انہیں ان کی ماں کے پاس لائے، ماں کی ماتا بری ہوتی ہے انہوں نے فوراً اپنے سینہ سے لگا لیا اور آپ کے چہرہ سے خون پونچھنے لگیں، اتنے میں ان کے باپ بھی وہاں آ گئے اب ان کی ماں نے اپنے

خاوند کو بکنا جھکنا شروع کیا اور کہا کہ تم نے میرے بچہ کو ہلاک کر ڈالا اور کسی خدمت گار یا محافظ کو اس کے ساتھ نہیں کیا جو اس کی نگرانی رکھتا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے باپ کہنے لگے اے ام عاصم چپ بیٹھو تمہیں مبارک ہو کہ تمہارا لڑکا تمام خاندان بنی امیہ میں اشیخ ہے۔

یزید بن مہلب کے نام فرمان:

آپ نے خلیفہ ہوتے ہی حسب ذیل خط یزید بن المہلب کو لکھا:

”حمد و ثنا کے بعد سلیمان بھی اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ تھے۔ نیز اللہ نے اپنا انعام فرمایا پھر اسے واپس لے لیا“ انہوں نے مجھے اور میرے بعد یزید بن عبدالملک کو (اگر وہ اس وقت تک زندہ رہیں) اپنا جانشین چھوڑا، جس اہم خدمت کا جو اللہ نے میرے کندھوں پر ڈال دیا ہے اس کا اٹھانا کچھ آسان کام نہیں ہے، اس منصب پر فائز ہونے سے میرا مقصد زور و زن کا شوق نہیں ہے۔ اگر یہ ہوتا تو جو اس سے پہلے مجھے میسر تھا وہی اس قدر رہے کہ روئے زمین پر اور کسی کو نہیں، میں ہر وقت ڈرتا رہتا ہوں کہ جو کام میرے سپرد ہے اس کا مجھ سے سخت حساب لیا جائے گا، اور باز پرس کی جائے گی، جو باتیں اللہ معاف کر دے، یہاں کے تمام مسلمانوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اب تم بھی بیعت کرو۔“

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے فرمان پر ابو عیینہ کی رائے:

جب یہ خط یزید کو ملا اس نے اسے عیینہ کو دیا۔ ابو عیینہ نے اسے پڑھ کر کہا کہ میں اس وقت سے اس کے حمایتوں میں نہیں ہوں۔ یزید نے اس کی وجہ دریافت کی، ابو عیینہ کہنے لگا کہ یہ تحریر اس کے خاندان کے پیشروں کی سی نہیں ہے یہ شخص ان کے طرز عمل پر کار بند نہیں ہونا چاہتا۔

خیر پھر یزید نے تمام باشندوں کو بیعت کی دعوت دی اور سب نے آ کر بیعت کی۔ بعد ازاں امیر المومنین نے یزید کو لکھا کہ خراسان پر کسی شخص کو اپنا جانشین مقرر کر کے تم خود میرے پاس آؤ۔ یزید نے اپنے بیٹے محمد کو اپنا قائم مقام بنایا اور خود دربار خلافت میں حاضری کے لیے روانہ ہوا۔

عبدالرحمن بن نعیم کے نام فرمان:

امیر المومنین نے عبدالرحمن بن نعیم کو لکھا کہ عمل و علم دونوں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، تمہیں چاہیے کہ تم اللہ کو جانو اور اسی کے لیے عمل کرو، کیونکہ اور بہت سی قومیں ایسی گزری ہیں کہ جو علم کی حامل تھیں مگر ان میں عمل نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا علم ان کے لیے وبال جان ہو گیا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے عبدالرحمن کو لکھا تھا کہ تم اس شخص کے جیسے اعمال کرو جو یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفسدین کی کارروائیوں کو کبھی بار آور نہیں ہونے دیتا۔

سلیمان بن ابی السری کو ہدایات:

آپ نے سلیمان بن ابی السری کو لکھا کہ تم اپنے ماتحت علاقہ کے تمام شہروں میں مسافروں کے لیے سرائیں بناؤ جو مسلمان تمہارے علاقہ سے گزریں ایک دن اور ایک رات ان کی مہمانداری کرو ان کی سواری کے جانوروں کو دیکھ بھال لو اگر کوئی بیمار ہو تو دو دن اور دو راتیں اسے مہمان رکھو اور اگر اس کی سواری کا جانور ہلاک ہو جائے اور اس کے پاس روپیہ نہ ہو کہ وہ دوسرا خرید سکے تو تم اپنے پاس سے اسے اس قدر دے دو کہ جس سے وہ اپنے شہر کو پہنچ جائے۔

وفد اہل سمرقند کی حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے شکایت:

جب آپ کا خط سلیمان کے پاس پہنچا تو اہل سمرقند نے ان سے کہا کہ قتیہ نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا تھا اور ہم پر ظلم کیا تھا اور دھوکہ سے ہمارے شہروں پر قبضہ کیا تھا اب اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف کو ظاہر کر دیا ہے۔ آپ اجازت دیجیے کہ ہمارا ایک وفد امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی شکایتیں پیش کرے۔ اگر ہمارا حق ہوگا تو ہمیں مل ہی جائے گا۔ کیونکہ ہمیں اس کی سخت ضرورت ہے۔ سلیمان نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ اہل سمرقند کا ایک وفد امیر المومنین کی خدمت میں باریاب ہوا۔

اہل سمرقند کے متعلق حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا فرمان:

امیر المومنین نے سلیمان کو لکھا کہ اہل سمرقند نے مجھ سے ان مظالم کی شکایت کی ہے جو قتیہ نے ان پر ڈھائے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے علاقہ سے بھی انہیں نکال دیا تھا۔ جب تمہیں میرا یہ خط ملے تم فوراً ان کے فیصلہ کے لیے ایک قاضی مقرر کر دو تا کہ وہ ان کی شکایتیں سنیں اگر وہ حق پر ہوں تو تم انہیں ان کے فوجی قیام گاہ میں چلے جانے کی اجازت دے دینا تا کہ وہی حالت پیدا ہو جائے جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان قتیہ کے ان پر فتح پانے سے پہلے تھی۔

سلیمان نے جمیع بن حاضر القاضی التاجی کو اس معاملہ کے لیے قاضی مقرر کیا جمیع نے یہ فیصلہ کیا کہ عرب سمرقند سے نکل کر اپنے فوجی پڑاؤ میں چلے جائیں اور پھر برابر کا مقابلہ ہو خواہ اس میں تجدید صلح ہو یا بزور شمشیر فتح حاصل کی جائے۔

اہل سغد کا فیصلہ:

مگر اس فیصلہ پر اہل سغد نے کہا کہ ہم اپنی موجودہ حالت سے خوش ہیں دوبارہ آتش جنگ و جدال مشتعل نہیں کرنا چاہتے۔ چنانچہ فریقین نے اسی بات کو تسلیم کر لیا ان سے جواب ملے انہوں نے کہا کہ اب ہم عربوں کے ساتھ رہنے بسنے لگے ہیں ایک دوسرے سے تعلقات پیدا ہو گئے ہیں انہوں نے ہمیں امان دی ہے اور ہم نے انہیں امان دے دی ہے اگر ہمارے موافق فیصلہ یا گیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر لڑائی ہوگی اور ہمیں معلوم نہیں کہ فتح ہوگی مگر بہر حال اگر ہمیں فتح نہ ہوئی تو اس طرح ایک نئی عداوت ہم اور عربوں سے مول لیں گے اور یہ بات دانشمندی کے خلاف ہے چنانچہ ان لوگوں نے اسی حالت کو برقرار رکھا اور پھر کسی قسم کا جھگڑا نہیں کیا۔

علاقہ ماوراء النہر کے مسلمانوں کو واپسی کا حکم:

امیر المومنین نے عبد الرحمن بن نعیم کو لکھا کہ علاقہ ماوراء النہر میں جس قدر مسلمان ہیں انہیں مع ان کے اہل و عیال کے واپس لے آؤ مگر ان مسلمانوں نے واپس آنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مرو ہماری ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا عبد الرحمن نے بارگاہ خلافت میں اطلاع دے دی اس کے جواب میں امیر المومنین نے عبد الرحمن کو لکھا اے اللہ جو مجھ پر فرض تھا وہ میں بجالا یا مگر

پھر بھی عبدالرحمن تم اب مسلمانوں کو لے کر جہاد کے لیے اور آگے نہ جانا کیونکہ جس قدر ملاقات اللہ نے انہیں دیا ہے، یہی ان کے لیے کافی ہے۔

عقبہ بن زرعۃ الطائی کے نام فرمان:

امیر المومنین نے عقبہ بن زرعۃ الطائی کو جنہیں آپ نے قیشری کے بعد خراسان کے محکمہ مال گزاری کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا تھا، لکھا کہ حکومت کے یہ چار رکن ہیں جن کے بغیر سلطنت کی عمارت ٹھہر نہیں سکتی، صوبہ دار، قاضی، افسر خزانہ اور چوتھا میں خود۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ خلافت اسلامیہ کے تمام سرحدی صوبہ جات میں جو میرے خیال میں سب سے زیادہ اہم خراسان کا صوبہ ہے، آپ خراج کو پوری طرح وصول کیجئے اور بغیر کسی شخص کے حق کے غصب کرنے کے اسے حفاظت سے جمع رکھئے اور وہاں کا خراج فوجی و ملکی اخراجات کے لیے کافی ہو تو فبہا ورنہ مجھے لکھئے تاکہ میں یہاں سے مزید روپہ ارسال کر دوں اور اس سے مسلمان فوج کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیجئے!

جب عقبہ خراسان آئے تو معلوم ہوا کہ آمدنی خرچ سے زیادہ ہے، بارگاہ خلافت میں اس کی اطلاع دی، وہاں سے جواب ملا کہ جس قدر روپیہ زیادہ ہے وہ بھی حاجت مندوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ امیر المومنین نے حسب ذیل خط عبدالحمید عامل کو فہ کو لکھا۔

عبدالحمید بن عبدالرحمن کے نام فرمان:

یہ خط عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عبدالحمید کو لکھا جاتا ہے، السلام علیکم۔ حمد و ثناء کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اہل کوفہ پر گزشتہ سخت گیر اور ظالم حاکموں نے ضرورت سے زیادہ سختیاں اور ظلم کیے ہیں، حالانکہ مذہب کی بنیاد عدل و نرمی پر ہے، سب سے زیادہ تم خود اپنے نفس کی روک تھام رکھنا، کیونکہ یہ کچھ چھوٹا موٹا گناہ نہیں ہے، غیر مزروعہ زمین پر وہ لگان مت لگانا جو آباد زمین پر لگایا جاتا ہے۔ اور نہ آباد زمین کی تشخیص لگان غیر مزروعہ زمین کے لگان کی شرح سے کرنا۔ جو غیر مزروعہ زمین ہو اسے دیکھ کر اس کی حیثیت کے مطابق لگان لگانا۔ اور پھر اس کی آبادی اور اصلاح کی کوشش کرنا۔ زیر کاشت رقبہ زمین سے صرف زر لگان ہی وصول کرنا اور وہ بھی نرمی اور دل جوئی سے اور اس طرح کہ کاشتکار خوش رہیں، اور خراج میں ہمیشہ پیداوار کا ساتواں حصہ وصول کرو جس کے لیے کوئی خاص ضابطہ نہیں ہے۔ لگان تشخیص اور وصول کرنے والوں کی تنخواہیں رعایا سے وصول نہ کرنا اور نہ نوروز اور مہرجان کا نذرانہ لینا، نہ خطوط اور پتہ رسالے کی اجرت لینا، نہ مکانات کا کرایہ اور نکاح پڑھانے کے معاوضہ کے درہم وصول کرنا، اسی طرح جو شخص مسلمان ہو جائے اس سے خراج نہ لیا جائے۔ ان تمام امور میں تم میری ان ہدایات پر عمل کرو، کیونکہ جو کام اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی نگرانی کا میرے متعلق لیا ہے اس میں سے ان امور کا میں تمہیں منصرم مقرر کرتا ہوں، میرے مشورہ اور حکم کے بغیر کسی شخص کو نہ قتل کرنا اور نہ سولی پر چڑھانا۔ رعایا میں سے جو شخص حج کرنے جائے، اسے اخراجات حج کے لیے سودرہم پیشگی دے دینا۔ والسلام

وظائف کی تقسیم:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے منصب داروں کی اولاد کے مناصب مقرر کرنے میں یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ قرعہ ڈالا جاتا تھا جس کے نام قرعہ نکل آتا تھا اس کو سودرہم منصب مقرر ہوتا تھا اور جس کے نام قرعہ نہیں نکلتا تھا اس کے چالیس درہم ہوتے تھے۔ بصرہ کے تمام فقراء کے تین تین درہم مقرر کر دیئے تھے، البتہ جو لوگ اپنا حج اور معذور تھے ان کے پچاس پچاس مقرر کیے، دودھ چھوٹے

کے وقت سے منصب ایصال ہوتا تھا۔

اہل شام کے نام فرمان:

خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے اہل شام کے نام یہ فرمان شائع کیا:

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ! حمد وثنا کے بعد آپ لوگوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے جو شخص موت کو اکثر یاد کرتا ہے وہ باتیں کم کرتا ہے اور جو شخص اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ موت ایک دن ضرور آکر رہے گی وہ تھوڑے پر بھی راضی ہو جاتا ہے۔ والسلام“

ابو بکر سے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی گفتگو:

ایک مرتبہ ابو بکر نے آپ سے کہا کہ آپ نے ہمیں ریگستان کے کنارے رکھا ہے اس لیے آپ ہمارے لیے نقد و جنس منگوائیے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ ابو بکر تم نے تو معاملہ کو الٹ دیا۔ ابو بکر کہنے لگے کہ امیر المومنین یہ خراج ہمارے لیے ہے یا آپ کے لیے۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اگر آپ لوگوں کے مقررہ وظائف و مناصب سے خراج کم وصول ہوتا بھی تو اس کا فائدہ آپ ہی لوگوں کو ہوگا ابو بکر کہنے لگے کہ پھر اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ ہم نہ خراج ادا کریں اور نہ آپ ہماری تنخواہیں دیں حالانکہ آپ نے بعض لوگوں کی تنخواہیں اور دوسروں سے زیادہ مقرر کی ہیں۔ اس پر امیر المومنین نے فرمایا کہ انشاء اللہ اب میں زر خراج وصول کر کے آپ لوگوں کو دیا کروں گا مگر جس دن یہ گفتگو ہوئی اسی رات آپ بیمار پڑے اور اسی مرض سے جاں بحق تسلیم ہوئے۔

عبدالرحمن بن نعیم سولہ ماہ خراسان کا والی رہا۔ نیز اسی سال عمارۃ بن اکیمۃ اللیشی نے جن کی کنیت ابو لید تھی اناسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا تاریخی خطبہ:

مقام خنصرہ میں امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے حسب ذیل خطبہ لوگوں کے سامنے دیا: ”آپ حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ فضول پیدا نہیں کیے گئے اور نہ یوں ہی چھوڑ دیئے جائیں گے آپ کے لیے ایک جاء بازگشت ہے جہاں اللہ تعالیٰ آپ کا فیصلہ کرنے کے لیے نزول اجلال فرمائے گا جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی اس رحمت سے جو ہر شے پر حاوی ہے خارج ہو گیا اور اس جنت الفردوس سے جس کا عرض تمام آسمان اور زمین ہے محروم کر دیا گیا وہ بلاشبہ گھائے اور نقصان میں رہا کل قیامت کے دن صرف اسی شخص کو امان ملے گی جو اللہ سے ڈرا اور جس نے ختم ہونے والی دنیا کو ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت کی خاطر تھوڑی سی کو بہت سی کے لیے اور اندیشہ کی چیز کو محفوظ شے کے لیے بیچ ڈالا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ ان لوگوں کی اولاد ہیں جو ہلاک ہو گئے۔ اسی طرح اور لوگ آکر آپ کے جانشین ہو جائیں گے یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا یہاں تک کہ پھر سب کے سب اس ذات کی طرف عود کریں گے جو ہر شے کا بہترین وارث ہے روزانہ صبح و شام اللہ کی طرف آپ لوگ چلے جا رہے ہیں جو اپنی مقررہ معیاد زندگی پوری کر لیتا ہے اسے آپ زمین کے شکاف میں دفن کر دیتے ہیں نہ اس کے سر کے نیچے تکیہ رکھتے ہیں اور اس کے لیے فرش بچھاتے ہیں وہ متوفی اپنے دوستوں اور تمام دوسری دنیاوی اشیاء سے قطع تعلق کر کے زمین میں بود و باش اختیار کر لیتا ہے اور اپنے اعمال کے حساب و کتاب کا سامنا کرتا ہے بس صرف اس کے اعمال اس کے لیے زر رہن ہوتے ہیں جو کام اس نے اپنی زندگی میں کر لیے ہیں

ان کا وہ محتاج رہتا ہے اور جو مال و متاع پیچھے چھوڑ جاتا ہے اس سے بالکل بے پروا ہوتا ہے۔ اس لیے موت کے آنے سے پہلے آپ لوگ اللہ سے ڈرتے رہیے، خدائے برتر کی قسم ہے کہ جب کہ یہ باتیں میں آپ سے کہہ رہا ہوں اسی کے ساتھ مجھے یہ بھی احساس ہے کہ مجھ سے زیادہ اور کوئی شخص گنہگار نہ ہوگا، اس لیے میں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی کا خواستگار ہوں اور توبہ کرتا ہوں، جب کبھی آپ لوگوں کی کسی ضرورت کا مجھے علم ہوتا ہے میں اسے مقدور بھر اس کے رفع کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اسی طرح اگر کوئی بات مجھے پیش آ جائے تو مجھے آپ سے بھی یہی توقع ہے کہ آپ لوگ میرے ساتھ ہمدردی کریں گے اور میرا ہاتھ بٹائیں گے تاکہ ہم اور آپ دونوں عیش و آرام سے زندگی بسر کریں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میرے اس بیان سے میرا مقصد اس کے سوا کچھ عیش و آرام کرنا مقصود ہوتا تو خود میرا ضمیر چونکہ مجرم ہوتا، اسی لیے میری زبان ان باتوں کو ادا کرتے ہوئے لڑکھاتی، مگر اب تو کلام ربانی موجود ہے جس میں سچا قانون منضبط ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف رہبری کرتا ہے اور اس کی نافرمانی سے روکتا ہے۔

اس تقریر کے بعد آپ نے اپنی چادر کا کونا اٹھا لیا خود رونے لگے، روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں اور دوسرے لوگوں کو بھی رلا دیا۔ بعد ازاں منبر سے اتر آئے اور پھر آپ نے ایسا موثر خطبہ اپنی بقیہ زندگی میں کبھی نہیں دیا۔

تعزیت نامہ:

امیر المومنین کا ایک لڑکا مر گیا تو آپ کے ایک عامل نے تعزیت کا خط لکھا آپ نے اپنے میرمنشی سے فرمایا کہ میری طرف سے جواب لکھ دو۔ میرمنشی قلم تراشنے لگا، امیر المومنین اس سے کہنے لگے کہ قلم باریک بناؤ کیونکہ باریک قلم کے حروف کا غلغلہ پر دیر تک رہتے ہیں اور خوب گھٹے ہوئے لکھے جاتے ہیں، اور میری طرف سے یہ لکھو:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم! موت ایک ایسی شے ہے کہ جس کے لیے ہم نے اپنے نفسوں کو پہلے سے تیار کر رکھا ہے، اس لیے جب وہ آتی ہے تو ہم اس کا تذکرہ نہیں کیا کرتے۔“ والسلام

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پسند و ناصح:

ایک مرتبہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ جس شخص نے اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو کوئی ایسا نیک مشورہ دیا جو اس کے دینی و دنیاوی معاملات میں مفید ثابت ہو تو اس نے اپنی اسلامی اخوت کے حق کو ادا کر دیا، اللہ سے ڈرو یہ تمہارے ایمان کی بہتری کے لیے ایک مفید مشورہ ہے اس پر عمل پیرا ہو، اور ایک ایسی نصیحت ہے جو انجام میں تمہیں ساحل نجات پر پہنچانے والی ہے، ہر شخص کے لیے رزق کی ایک خاص مقدار مقدر ہو چکی ہے، جس کا جتنا مقصود ہے، وہ ضرور اسے مل کر رہے گا۔ اس لیے طلب رزق میں کوئی بدنما بات یا کوشش نہ کرنا چاہیے۔ اور قناعت خود ایک بڑی دولت ہے، جسے یہ میسر ہوا سے کسی اور شے کی ضرورت نہیں۔ تمہیں دنیا سے ایک دن ضرور کوچ کرنا ہے، سامنے دوزخ ہے، جو شے سامنے ہے مٹنے والی ہے اور جو فنا ہو گئی اس کا تو گویا کس وجود ہی نہ تھا، اور ہم سب کے سب بہت جلد مرنے والے ہیں، مرنے والے کی درگت تو خود دیکھ ہی چکے ہو، کہ حالت نزاع کی تکلیف سے جب اسے نجات مل جاتی ہے اور اس روح جسد غصری سے پرواز کر جاتی ہے تو اور لوگ کہتے ہیں کہ اللہ اس پر اپنی رحمت کرے مصیبت سے چھٹکارا ہوا، پھر فوراً اسے گھر لے جاتے ہیں، اور خود بھی دولت پیچھے چھوڑ جاتا ہے، اس کی تقسیم شروع ہو جاتی ہے، اب نہ اس کی صورت دکھائی دیتی ہے بلکہ کوئی ذکر تک بھی نہیں کرتا، اب اس کا دروازہ ارباب غرض سے خالی نظر آتا ہے۔

گویا کبھی وہ آبادیوں میں رہا ہی نہ تھا اس لیے اب اسی دن کے خطرات سے ڈرتے رہے جس روز کہ چھوٹی سے چھوٹی بات بھی میزانِ عمل میں کچھ نہ کچھ وزن رکھتی ہے۔

امیر المومنین نے اپنے ہی صاحبزادہ کو حکم دیا تھا کہ میرے لیے قبر کی زمین بھی خرید کر لی جائے چنانچہ ایک راہب سے زمین خریدی گئی۔

امیر المومنین فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص بغیر اچھی طرح جانے بوجھے کوئی کام کرتا ہے اس کام میں بھلائی سے برائی زیادہ ہوتی ہے اور جو شخص کہتا ہے اور پھر عمل سے اپنے کہے کی تائید نہیں کرتا اس کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں دنیا میں خوشی کی مقدار بہت تھوڑی ہے اور مومن کی جائے بازگشت صبر ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو کوئی نعمت عطا فرمائی اور پھر اسے واپس لے لیا مگر اس کے معاوضہ میں اسے صبر دے دیا تو یہ صبر اس شے سے بہتر اس کا معاوضہ ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پاک تلاوت فرمائی:

﴿ إِنَّمَا يُؤَفِّقُ الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾

”صبر کرنے والوں کو ان کے صبر کا معاوضہ بے حساب دیا جاتا ہے۔“

غیر مسلموں کے متعلق ہدایات:

امیر المومنین نے عبدالرحمن بن نعیم کو لکھا کہ کسی ایسے گرجا یا یہودیوں کی خانقاہ یا آتش خانہ کو منہدم نہ کرنا جس کے قائم رکھے جانے کا عہد نامہ صلح میں وعدہ کیا گیا ہو مگر اس کے ساتھ ہی نئے معاہدہ بنانے دینا۔ اسی طرح بکریاں آگے سے کھینچ کر ذبح نہ کرنا لے جائیں اس کی بھی ممانعت کر دو کہ کوئی شخص ذبح ہونے والے جانور کے سر پر چھری تیز نہ کرے اور بغیر کسی عذر شرعی کے دو وقت کی نماز ایک وقت میں ادا نہ کرنا۔

زوجہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بیان:

امیر المومنین کی بیوی کا بیان ہے کہ جب مرض کی وجہ سے رات میں آپ کو بے چینی زیادہ ہوئی تو آپ رات بھر جاگتے رہے اور ہم لوگ بھی جاگتے رہے صبح کے وقت میں نے آپ کے خادم مرشد سے کہا کہ تو امیر المومنین کے پاس رہنا اگر کوئی ضرورت ہو تو ہم قریب ہی ہیں ہمیں فوراً اطلاع کر دینا۔ یہ حکم دے کر ہم وہاں سے چلے آئے چونکہ رات بھر کے جاگے ہوئے تھے اس لیے سو رہے دن چڑھے جب میں بیدار ہوئی تو امیر المومنین کے پاس گئی دیکھا کہ مرشد آپ کے پاس نہیں ہے بلکہ کمرہ سے باہر پڑا سو رہا ہے۔ میں نے اسے اٹھایا اور اس سے پوچھا کہ کیوں باہر چلا آیا۔ مرشد نے کہا کہ خود امیر المومنین نے مجھ سے کہا کہ تو باہر چلا جا کیونکہ بخدا میں ایسی شکل دیکھ رہا ہوں جو نہ انسان ہے اور نہ جن ہے میں باہر چلا آیا اور میں نے آپ کو یہ آیت پڑھتے سنا:

﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فُسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴾

”یہ آخرت ہے ہم نے اسے ان لوگوں کے لیے بنایا ہے جو دنیا میں نہ نمود چاہتے ہیں اور نہ خرابی ڈالنا چاہتے ہیں اور

عاقبت اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہی ہے۔“

میں جب آپ کے پاس پہنچی تو دیکھا کہ سیدھے لیٹے ہوئے ہیں آنکھیں بند ہیں اور روح جسدِ عنصری سے پرواز کر چکی

ہے۔ برکت

باب ۲

یزید ثانی بن عبدالملک

اسی سنہ میں یزید بن عبدالملک بن مروان جس کی کنیت ابو خالد تھی ۲۹ سال کی عمر میں تخت خلافت پر متمکن ہوا۔
ابوبکر بن محمد کی معزولی:

یزید نے خلیفہ ہوتے ہی ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو مدینہ کی عاملی سے برطرف کر کے اس کی جگہ عبدالرحمن بن الضحاک بن قیس الفہری کو مقرر کیا۔ وادی کے بیان کے مطابق عبدالرحمن بن الضحاک بدھ کے دن ابھی ماہ صیام کے ختم ہونے میں چند دن باقی تھے کہ مدینہ آیا اور اس نے سلمۃ بن عبداللہ بن عبدالاسر المخزومی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔

امارت مدینہ پر عبدالرحمن بن ضحاک کی تقرری:

ابوبکر بن حزم کہتے ہیں کہ میری برطرفی کے بعد جب عبدالرحمن بن الضحاک مدینہ آئے تو میں ان کے پاس گیا اور سلام کیا، انہوں نے میری طرف کچھ توجہ نہیں کی، اس پر میں نے کہا کہ یہ طرز عمل تو کبھی قریش بھی انصار مدینہ کے ساتھ اختیار نہیں کرتے، میں اپنے گھر چلا گیا اور اس کی طرف سے ڈرتا رہا۔ عبدالرحمن ایک منچلانو جوان تھا، اسی اثناء میں مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ عبدالرحمن یہ کہہ رہا تھا کہ ابن حزم غرور کی وجہ سے مجھ سے ملنے نہیں آتا، اور میں جانتا ہوں کہ اس نے سرکاری روپیہ میں خیانت بھی کی ہے۔ ان باتوں کے معلوم ہوتے ہی مجھے اس کی جانب سے جو خطرہ تھا اس کا یقین ہو گیا۔ جو شخص میرے پاس یہ پیام لایا تھا میں نے اس سے کہا کہ تم جا کر کہہ دو کہ نہ میں خائن ہوں اور نہ بددیانت لوگوں کو پسند کرتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے دل کو شاید یہ دھوکہ دیا ہے کہ آپ ہمیشہ حکومت کی اس کرسی پر سرفراز رہیں گے، اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ آپ سے پہلے معلوم نہیں کتنے حاکم اور خلیفہ یہاں آئے اور چل بے جن کا صرف تذکرہ لوگوں کی زبانوں پر باقی رہ گیا ہے، اگر وہ اچھے تھے تو لوگ بھی اچھائی سے ان کا نام لیتے ہیں، اگر برے تھے برائی سے یاد کرتے ہیں، اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہیے، کسی ظالم یا حاسد کی بات پر کان نہ دھریئے۔

فہری کے مقدمہ میں ابوبکر بن محمد کی جلی:

غرض کہ اسی طرح ان دونوں کے تعلقات کشیدہ ہوتے چلے گئے کہ اتنے میں ابن ازد کا ایک شخص اور دوسرا بنی بخار کا شخص اپنا مقدمہ عبدالرحمن کے سامنے لائے، ان دونوں کے درمیان ایک مشترکہ زمین کے متعلق جھگڑا ہوا تھا، اور ابوبکر نے بخاری کے حق میں فیصلہ دے دیا تھا، فہری نے بخاری اور ابوبکر کی حاضری کا مطالبہ کیا، اور عبدالرحمن نے ان دونوں کو سامنے بلوایا، اب فہری نے عبدالرحمن سے کہا کہ ابوبکر نے میرے اوپر ظلم کیا ہے کہ میری جائیداد کو میرے قبضہ سے نکال کر اس بخاری کے حوالے کر دی۔ اس پر ابوبکر نے کہا: اے اللہ! میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں، کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے تمہارے اور تمہارے خصم کے معاملہ میں بہت دنوں تک لوگوں سے استصواب رائے کیا اور سب نے اسی بات پر اتفاق کیا کہ متنازع فیہ زمین تمہارے قبضہ سے نکال کر ان کے حوالے کر دی جائے۔ میں نے تمہیں سعید بن المسیب، یزید اور ابوبکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام کے پاس بھی

جنہوں نے تمہارے خلاف فتویٰ دیا تھا دریافت حقیقت کے لیے بھیج دیا تھا اور تم نے خود ان دونوں صاحبوں سے دریافت کر لیا تھا۔ فہری کہنے لگا کہ بے شک یہ ٹھیک ہے مگر مجھ پر ان دونوں کے قول کی پابندی لازمی نہیں ہے یہ مہمل جواب سن کر ابن الضحاک بہت خفیف ہوا اور سب سے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابن الضحاک نے فہری سے کہا کہ تم خود اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ تم نے ان لوگوں سے جنہوں نے تمہارے خلاف فتویٰ دیا تھا دریافت کر لیا ہے اور پھر بھی تم اس زمین کا مطالبہ کرتے ہو چلو یہاں سے تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔ تم بڑے جھکی ہو۔

ابن حیان کی ابو بکر بن محمد کے خلاف شکایت:

مگر اب بھی ابو بکر برابر ابن الضحاک سے کھلتا رہا، اتنے میں ابن حیان نے یزید سے کہا کہ چونکہ ابو بکر نے میرے دو حدیں لگوائی ہیں۔ اس لیے آپ مجھے ان کا معاوضہ ابو بکر سے دلوائیے۔ یزید نے کہا کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا، کیونکہ اس شخص نے ہمارے خاندان والوں پر احسان کیا ہے اب یہ مناسب ہے کہ اس کے ساتھ کوئی بے جا حرکت کی جائے۔ البتہ اگر چاہو تو میں تمہیں مدینہ کا والی مقرر کر دوں۔ ابن حیان نے کہا کہ میں یہ تو نہیں چاہتا کیونکہ اگر میں خود برسر اقتدار آ گیا تو پھر بدلہ لینا کیا معنی؟ اس پر یزید نے ابن الضحاک کو لکھا کہ تم اس معاملہ پر جس کی پاداش میں ابو بکر نے ابن حیان کو حد شرعی کی سزا دی تھی نظر ثانی کرو اگر جرم بالکل ثابت وعیاں ہو تو مداخلت نہ کرنا، اور اگر کوئی امر مشتبہ بھی ہو تب بھی توجہ مت کرنا البتہ اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہو تو بے شک ابو بکر سے اس کا عوض دلوانا۔

ابن حیان کا انتقام:

ابن حیان یہ خط لے کر ابن الضحاک کے پاس آیا۔ خط دیکھ کر ابن الضحاک نے کہا کہ واہ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ اس سے تو تمہاری مقصد براری نہیں ہو سکتی۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ابن حزم نے بغیر کسی ادنیٰ وجہ کے تمہاری حد لگوائی ہوگی؟ عثمان نے کہا کہ جناب والا بات تو کچھ بھی نہیں ہے۔ مگر آپ چاہیں تو مجھ پر اسان فرما کر عوض دلا سکتے ہیں، ابن الضحاک نے کہا کہ ہاں یہ بات دوسری ہے۔ اب تم نے اپنا صحیح مطلب بتایا۔

ابن الضحاک نے ابن حزم کو بلایا اور خیر پوچھے گچھے ایک ہی جگہ میں اسے دو حدیں لگوا دیں، اب ابو الحضر ابن حیان اپنا عوض لے کر نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ اپنی شخصیت جتنا ہوا واپس پلٹا اور کہنے لگا کہ بخدا جس روز سے کہ ابن حزم نے میرے حدیں ماری تھیں میں عورت کے پاس نہیں گیا، البتہ آج کے دن میرا یہ عہد ٹوٹ گیا۔

عبدالحمید بن عبدالرحمن کی خوارج پر فوج کشی:

اسی سنہ میں شوزب الخارجی قتل کیا گیا۔ ہم اس سے پہلے یہ بیان کر چکے ہیں کہ شوزب نے اپنی مخالفت کے وجہ پر مناظرہ کرنے کے لیے ایک وفد امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا تھا، آپ کی وفات کے بعد عبدالحمید بن عبدالرحمن نے یزید کے سامنے اپنی کارگزاری پیش کرنے اور تقرب حاصل کرنے کے لیے خارجیوں کے خلاف کارروائی کرنا چاہی اور اس لیے محمد بن جریر کو خارجیوں سے لڑنے کا حکم دیا۔ مگر اب تک شوزب کے دونوں قاصد واپس نہیں آئے تھے اور نہ اسے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی وفات کا علم تھا، اس لیے جب خارجیوں نے محمد بن جریر کو جنگ کی تیاری کرتے دیکھا تو شوزب نے قاصد کے

ذریعہ محمد سے پچھوایا کہ وقت معبود کے ختم ہونے سے پہلے تیاری میں غلٹ کے کیا معنی؟ کیا ہمارے اور آپ کے درمیان یہ بات طے نہیں پائی تھی کہ جب تک ہمارے دونوں قاصد واپس نہ آجائیں گے دونوں فریق جنگی کارروائیاں بند رکھیں گے۔ محمد نے جواب دیا کہ ہم تمہیں اس حالت پر کسی طرح نہیں چھوڑ سکتے۔

محمد بن جریر کا خوارج پر حملہ و پسپائی:

ابوعبیدہ کے ماسوا اور اباب سیر نے اس موقع پر یہ بات بھی بیان کی ہے کہ اس وقت خارجیوں نے یہ کہا 'معلوم ہوتا ہے کہ یہ نقش عہد انہوں نے ضرور اس لیے کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا جو ایک نیک آدمی تھے انتقال ہو چکا ہے، بہر حال شوذب بھی مقابلہ کے لیے میدان مصاف میں آیا، دونوں حریفوں میں جنگ ہوئی، کچھ خارجی کام آئے مگر کوفہ والوں کا بہت زیادہ جانی نقصان ہوا۔ اور وہ شکست کھا کر بھاگے، خارجی انہیں قتل کرتے ہوئے ان کے تعاقب میں چلے اور بڑھتے بڑھتے کوفہ کی جھونپڑیوں تک پہنچ گئے، اہل کوفہ نے عبدالحمید کے پاس جا کر پناہ لی، اس جنگ میں محمد بن جریر کے بھی چوڑے زخم لگے۔

شوذب خارجی کے قاصدوں کی واپسی:

شوذب پلٹ کر پھر اپنی قیام گاہ چلا آیا اور اپنے دونوں ساتھیوں کا جو دربار خلافت میں بھیجے گئے تھے انتظار کرنے لگا، وہ دونوں آئے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے جو گفتگو ہوئی تھی اس کی پوری کیفیت سنائی اور ساتھ ہی ان کی وفات کی بھی اطلاع دی۔

تمیم بن الحباب اور خوارج کی جنگ:

یزید نے خلیفہ ہو کر عبدالحمید ہی کو بدستور کوفہ کا عامل رکھا، اور اپنے پاس سے تمیم بن الحباب کو دو ہزار سواروں کے ساتھ خارجیوں کے مقابلہ کے لیے بھیجا، طرفین میں قاصدوں کا تبادلہ ہوا۔ تمیم نے خارجیوں سے کہلا بھیجا کہ اب یزید کی خلافت کا دور ہے۔ یہ ایسا شخص نہیں جو تمہیں چھوڑ دے گا، جیسا کہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے چھوڑ دیا تھا، خارجیوں نے اس کے جواب میں اس پر اور یزید دونوں پر لعنت بھیجی۔ تمیم خارجیوں سے لڑا مگر خارجیوں نے اسے قتل کر ڈالا، اس کی فوج شکست کھا کر بھاگی، اس میں کچھ لوگوں نے کوفہ میں پناہ لی۔ اور کچھ یزید کے پاس شام واپس چلے گئے۔

نجدہ اور شجاج کی خوارج سے جنگ اور شکست:

دوسری مرتبہ یزید نے نجدہ بن الحکم الازدی کو معتد بہ فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ خارجیوں نے نجدہ کو بھی قتل کر ڈالا اور اس کی فوج کو ہزیمت دی۔ پھر یزید نے شجاج بن وداع کو دو ہزار سواروں کے ساتھ ان کے مقابلہ پر روانہ کیا، طرفین میں نامہ و پیام کا تبادلہ ہوا، جنگ ہوئی خارجیوں نے اسے بھی قتل کر ڈالا اور اس نے بھی کچھ خارجیوں کو جن میں ہدبتہ العسکر کی بسطام کا چچازاد بھائی جو ایک عابد آدمی تھا، اور ابوشمیل مقاتل بن شیبان خارجیوں کا ایک فاضل شخص تھا قتل کیا۔

نحبہ بن عمر کی خوارج پر فوج کشی:

جب مسلمہ کوفہ آیا تو اہل کوفہ نے اس سے درخواست کی کہ شوذب ہمارے بالکل قریب ہی مقیم ہے اور ہمیں ہر وقت اس سے خط لگا ہوا ہے، آپ اس کا استیصال کیجیے، مسلمہ نے نحبہ بن عمر الحارثی کو جو ایک مشہور بہادر آدمی تھا بلایا اور دس ہزار فوج پر اسے سردار

مقرر کر کے شوذب کے مقابلہ پر بھیجا۔

شوذب خارجی کا اپنی جماعت سے خطاب:

شوذب اس وقت تک اپنی جگہ پر مقیم تھا جب اسے معلوم ہوا کہ اس قدر بے شمار فوج جس کا مقابلہ اس کی طاقت سے باہر ہے اس کے مقابلہ پر آرہی ہے تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو شخص واصل بحق ہونا چاہتا تھا اس کے لیے تو اب نعمت شہادت موجود ہے اور جو محض دنیا کے لالچ سے ہمارے ساتھ شریک تھا تو اسے بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اب دنیا اس کے لیے ختم ہوگئی بقاء و دوام تو صرف عاقبت ہی میں نصیب ہو سکتی ہے۔ اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ تمام خارجیوں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالے اور اس بے جگری سے حملہ کرنے لگے کہ کئی مرتبہ سعید اور اس کی فوج کو پیچھے ہٹا دیا، بلکہ جب سعید کو ذلیل شکست کا خطرہ پیدا ہو گیا تو اس نے اپنے آدمیوں کو ذرا سنبھالا اور ان سے کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ اس مٹھی بھر حقیر جماعت کے سامنے سے بھاگتے ہو! اسی طرح لڑو جس طرح کہ تم ہمیشہ گزشتہ معرکوں میں لڑتے آئے ہو۔

شوذب خارجی اور اس کی جماعت کا خاتمہ:

اب کیا تھا سب نے مل کر ایک ہی حملہ میں انہیں آٹے کی طرح پیس کر رکھ دیا کہ کوئی تنفس ان میں سے نہ بچ سکا۔ شوذب جس کا نام بسطام تھا، اور اس کے تمام بڑے بڑے بہادر تلواریں، جن میں الریان بن عبد اللہ الشکری جو اپنی جماعت کا کڑکیت بھی تھا موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔

یزید بن مہلب کی بغاوت:

اسی سنہ میں یزید بن المہلب نے بصرہ پر آ کر قبضہ کر لیا۔ اور یزید بن ارطاة انفراری کو جو یزید بن عبد الملک کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا گرفتار کر کے قید کر دیا اور یزید کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ یزید کا حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی قید سے بھاگ جانے کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے، اب اس ۱۰۱ ہجری میں جو کارروائیاں اس سے سرزد ہوئیں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی وفات ہی کے دن یزید بن عبد الملک خلیفہ ہوا اور اسے معلوم ہوا کہ یزید بن المہلب قید سے بھاگ گیا ہے، یزید نے عبد الحمید بن عبد الرحمن کو حکم بھیجا کہ تم اس کی جستجو رکھو اور مقابلہ کرو، اسی طرح عدی بن ارطاة کو یزید کے بھاگ جانے کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ اس کے مقابلہ کے لیے تیار ہو جاؤ، اور بصرہ میں جو اس کے خاندان والے ہوں انہیں قید کر دو۔

یزید بن مہلب کے خاندان کی اسیری:

عدی نے ان سب کو پکڑ کر قید کر دیا۔ ان میں مفضل، حبیب اور مروان مہلب کے بیٹے بھی تھے، جب چلتے چلتے یزید کا گزر سعید بن عبد الملک بن مروان پر ہوا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کیوں نہ ہم اس پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیں اور اپنے ساتھ لیتے چلیں، مگر اس کے ساتھی اس بات پر آمادہ نہ ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں لے کر چلے چلے اور اس کا ارادہ ترک کر دیجیے۔ یزید بڑھتے بڑھتے موضع قطقطانہ پہنچا تھا کہ عبد الحمید بن عبد الرحمن نے ہشام بن مساحق بن عبد اللہ بن مخرمہ بن عبد العزیز بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی القرشی کو کوفہ کی جنگی پولیس اور دوسرے بہت سے معزز اور بہادر اشخاص کی ایک کافی جماعت کے ساتھ یزید کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ کیا اور حکم دیا کہ تم جا کر اس کا مقابلہ کرو، آج وہ مقام غزیب سے گزر رہا ہوگا۔

یزید بن مہلب کی بصرہ پر فوج کشی:

ہشام تھوڑی دور چل کر واپس آیا اور عبدالحمید سے پوچھنے لگا کہ ہاں یہ تو فرمائیے کہ کیا اسے زندہ گرفتار کر لاؤں یا اس کا سر کاٹ لاؤں۔ عبدالحمید نے کہا جیسا تم چاہو۔

جن لوگوں نے اس کے اس دعویٰ کو سنا وہ اس پر تعجب کرتے تھے۔ ہشام کوفہ سے چل کر عذیب آیا۔ اس کے تھوڑے ہی فاصلہ سے یزید گزرا، مگر اسے اس پر بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی اور یزید بغیر کسی مزاحمت کے بصرہ کی طرف چل دیا۔

جب یزید بصرہ کی طرف چل دیا تو ہشام اپنا سامنہ لے کر عبدالحمید کے پاس چلا آیا، مگر بصرہ میں عدی بن ارطاة نے اس کے مقابلہ کی تیاری کی تھی۔ شہر کے سامنے خندق کھودی تھی، اور اہل بصرہ کی ایک جماعت کو اس کے مقابلہ کے لیے آگے روانہ کر دیا تھا۔ بصرہ کے رسالہ پر مغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل، شقی کو سردار مقرر کیا۔ عدی کا تعلق قبیلہ بنی فزارہ سے تھا۔

عبدالملک بن المہلب نے عدی سے کہا کہ تم میرے بجائے میرے بیٹے حمید کو قید کر دو اور میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ میں یزید کو بصرہ نہ آنے دوں گا، وہ فارس چلا جائے گا، وہاں سے اپنے لیے امان کا خواست گار دگا اور تمہارے قریب بھی نہ آئے گا، مگر عدی نے اس درخواست کو مسترد کر دیا۔

محمد بن مہلب:

اب یزید جماعت کے ساتھ بصرہ پر بڑھا۔ ادھر سے بصرہ والوں نے بصرہ کو اپنی حفاظت میں ڈھانپ رکھا تھا، محمد بن المہلب نے بھی جو قید نہیں ہوا تھا، کچھ دوسرے لوگوں، اپنے خاندان کے نو جوانوں اور اپنے مولیوں کا ایک دستہ مرتبہ کیا تھا۔ یہ یزید کے استقبال کے لیے بڑھا۔ اس کے ساتھ ایک ایسا دستہ تھا جسے دیکھا کہ لوگوں کے دلوں میں خوف اور ہیبت طاری ہو جاتی تھی۔

عدی بن ارطاة کے فوجی دستے:

عدی نے تمام اہل بصرہ کو بلوایا ان کے پانچ دستہ ترتیب دیئے ہر دستہ پر ایک سردار مقرر کیا۔ مغیرہ بن زیاد بن عمر العتقی کو بنی ازد کے دستہ کا، حمز بن حمران العدی متعلقہ بنی منقر کو بنی تمیم کے دستہ کا، اور عمران بن عامر بن مسمع متعلقہ بنی قیس بن ثعلبہ کو بکر بن وائل کے دستہ کا سردار مقرر کیا۔

مگر ایک شخص ابو منقر متعلقہ بن قیس ثعلبہ نے عدی سے کہا کہ بکر بن وائل کے دستہ کا سردار عامر بن مسمع کے بیٹوں کے بجائے مالک بن مسمع کا کوئی بیٹا ہونا چاہیے اس پر عدی نے نوح بن شیبان بن مالک بن مسمع کو بلا کر بکر بن وائل کے دستہ کا سردار مقرر کر دیا، عدی نے منذر بن الجارود کو عبدالقیس کے دستہ کا سردار مقرر کیا، اور عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر القرشی کو اہل العالیہ کے دستہ کا سردار مقرر کیا۔

قریش، کنانہ، ازد، بجیلہ، نضیم، تمام قیس عیلان اور بنی مزینہ اہل العالیہ کہلاتے تھے، کوفہ میں جو اہل العالیہ تھے ان کے دستہ کا نام ربح اہل المدینہ تھا، اور بصرہ میں خمس اہل العالیہ تھا، پہلے یہ لوگ کوفہ میں بھی انھاس تھے بعد میں زیاد بن عیینہ نے انہیں ارباع کر دیا تھا۔

یزید بن مہلب کی بصرہ میں آمد:

جب یزید نے بصرہ پر بڑھنا شروع کیا تو ہور سالہ یا قبیلہ اس کے سامنے آتا تھا وہ اس کے گزرنے کے لیے راستہ سے ہٹ جاتا تھا۔ البتہ مغیرہ بن عبداللہ الشنقی نے رسالہ کے ساتھ یزید کو روکنا چاہا، مگر محمد بن المہلب نے اپنے رسالہ کی مدد سے اسے اور اس کے ساتھیوں کو راستہ سے ہٹا دیا۔ یزید اپنے گھر میں آ کر اترے۔ تمام لوگ اس سے آ کر ملنے لگے، عدی بن ارطاة سے کہلا بھیجا کہ میرے بھائیوں کو میرے حوالے کر دو، میں بصرہ کو تمہارے حوالے کیے دیتا ہوں اور یزید بن عبدالملک سے اپنے حسب منشاء مراعات حاصل کر کے بصرہ چھوڑ دوں گا مگر عدی نے اس خواہش کو مسترد کر دیا۔

یزید بن مہلب کی جانب بل بصرہ کا رجحان:

حمید بن عبدالملک بن المہلب یزید بن عبدالملک کے پاس گیا، یزید نے خالد بن عبداللہ القسری اور عمرو بن یزید الحکمی کو یزید بن المہلب اور اس کے خاندان والوں کو وعدہ امان دے کر حمید کے ساتھ بھیجا، اب بصرہ میں یزید بن المہلب کا یہ حال تھا کہ جو شخص اس سے ملنے آتا تھا اسے سونے اور چاندی کے ٹکڑی دیتا تھا۔ اس طرح تمام لوگ اسی کی طرف جھک پڑے۔

عمران بن عامر کی یزید بن مہلب کی اطاعت:

چونکہ عدی بن ارطاة نے بکر بن وائل کا جھنڈا عمران بن عامر بن مسمع سے چھین کر اس کے چچا زاد بھائی کے حوالہ کر دیا تھا۔ اس فعل سے ناراض ہو کر عمران بھی یزید بن المہلب سے آ ملا، اسی طرح بنی ربیعہ، تمیم اور قیس کے بقیہ لوگ اور دوسرے اور بہت سے لوگ جن میں عبدالملک اور مالک مسمع کے دونوں بیٹے بھی تھے۔ یزید بن المہلب سے آ ملے۔ اس کے علاوہ سے بھی یزید کے ہمراہ شام کے بھی کچھ لوگ تھے، یزید کی اسی سخاوت کے مقابلہ میں عدی کا یہ حال تھا کہ صرف دو دو درہم دیتا اور کہتا کہ یزید بن عبدالملک کے حکم کے بغیر میں بیت المال سے تمہیں ایک درہم بھی نہیں دے سکتا ہوں، یہ تو اب لے لو پھر جب بارگاہ خلافت سے حکم آئے گا دیکھا جائے گا۔

یزید بن مہلب اور عدی کی جنگ:

عمر بن تمیم کے خاندان والے جو عدی کے طرفداروں میں سے تھے وہ بصرہ سے نکل کر مریدیش مورچہ زن ہو گئے۔ یزید بن المہلب نے ان کے مقابلہ کے لیے اپنے آزاد غلام ذارس کو بھیجا۔ ذارس نے انہیں شکست دے کر بھگا دیا۔ جب یزید کے جھنڈے تلے ایک معتد بہ جمعیت آ گئی تو وہ بنی یشکر کے قبرستان کے پاس آیا (یہ مقام اس کے اور بصرہ کے قلعہ کے درمیان نصف مسافت پر واقع تھا) یہاں بنی تمیم، قیس اور ابل شام اس کے مقابل ہوئے اور وہیں دونوں حریفوں میں معرکہ جہاد و قتال گرم ہوا، محمد بن المہلب نے ان پر حملہ کیا، مسور بن عباد الجطلی پر تلوار کا وار کیا، تلوار خود کی ناک کو کاٹی ہوئی اس کی ناک تک اتر گئی، محمد نے ہریم بن ابی طہمہ بن ابی نہشل بن دارم پر حملہ کر کے اسے اس کے پٹکے سے پکڑ کر گھوڑے سے زمین پر گرا دیا۔ ہریم محمد اور اپنے گھوڑے کے درمیان زمین پر آ رہا۔ اس وقت محمد نے اس سے کہا تیری حالت پر افسوس ہے تجھ سے تو تیرا چچا وزن میں زیادہ ہے۔ اس کے بعد یہ تمام حملہ آور بھاگے، یزید ان کا تعاقب کرتا ہوا قلعہ کے قریب پہنچ گیا، اور یہاں ان سب کا صفایا کر دیا۔ اب عدی خود قلعہ سے نکل کر مقابل ہوا۔ یہاں اس کے ساتھیوں میں سے حارث بن مصرف الادوی جو ہشام کے عمائدین میں سے تھا، اور حجاج کا ایک بہادر

سردار تھا کام آیا۔ موسیٰ بن وجیہہ الحمری ثم الکلاعی اور راشد الموزن بھی جنگ میں کام آئے اور عدی کے طرف دار شکست کھا کر بھاگے۔

یزید بن مہلب کے بھائیوں کی احتیاطی تدابیر:

جب یزید کے بھائیوں نے جو عدی کی قید میں تھے، حریفوں کی آوازیں قریب آتے سنیں اور تیر قلعہ میں آ کر گرنے لگے تو عبدالملک بن المہلب نے اپنے دوسرے بھائی بندوں سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تیر قلعہ میں آ کر گر رہے ہیں اور آوازیں قریب آتی جاتی ہیں، جس کے یہ ہی معنی ہیں کہ یزید کو فتح ہوئی ہے اس لیے اب مجھے یہ خوف دامن گیر ہے کہ قبل اس کے کہ یزید ہمیں آ کر اس زندان بلا سے رہائی دلائے عدی کے ہمراہی عرب اور شامی ضرور ہمیں آ کر قتل کر ڈالیں گے اس لیے فوراً دروازہ بند کر دو اور اس پر کپڑے ڈال دو۔

سب نے مل کر اس تجویز پر عمل کیا، تھوڑی ہی دیر کے بعد عبداللہ بن دینار بن عاصر کا آزاد غلام اور عدی کے محافظ دستہ کا سردار اپنے دستہ فوج کے ساتھ قید خانہ کے دروازہ کی طرف بھاگتا ہوا آیا مگر یہاں مہلب کے بیٹوں نے پہلے ہی سے انتظام کر رکھا تھا۔ یہ دروازہ اندر سے بند کر کے سب نے کپڑے اور دوسرا سامان دوازے سے اڑا دیا تھا اور سب کے سب ان پر ٹیکہ دیئے انہیں روکنے کے لیے تیار تھے۔ حملہ آوروں نے دروازہ کھولنے کی ہر چند کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی، اتنے میں یزید کے طرف دار وہاں پہنچ گئے اور یہ لوگ قیدیوں کو چھوڑ کر چلتے بنے۔

عدی بن ارطاة کی گرفتاری:

مہلب سالم بن زیاد بن ابی سفیان کے مکان میں جو قلعہ کے ایک پہلو میں واقع تھا آ کر مقیم ہوا، اور اب سیڑھیاں اس کے پاس لائی گئیں، مگر عثمان نے تھوڑی ہی دیر بعد قلعہ کو فتح کر لیا اور عدی بن ارطاة کو یزید کے سامنے لایا۔ عدی جب یزید کے سامنے آیا تو مسکرا رہا تھا یزید نے اس کی وجہ دریافت کی اور کہا کہ تمہیں تو ان دو باتوں کی وجہ سے ہنسنا چاہیے، ایک تو یہ کہ تم باعزت سپاہی کی موت سے بھاگے اور اس طرح تم نے اپنے تئیں ہمارے حوالے کر دیا جس طرح کہ عورت اپنے تئیں کسی کے سپرد کر دیتی ہے دوسرے یہ کہ تم اس طرح میرے سامنے کھینچ کر لائے گئے ہو جس طرح ایک مغرور غلام اپنے آقا کے سامنے لایا جاتا ہے۔ علاوہ بریں میں نے تم سے کسی قسم کا عہد یا وعدہ امان بھی نہیں کیا، اس لیے تم ہی بناؤ کہ میں تمہارے قتل کرنے سے کیوں باز رہوں؟

عدی بن ارطاة اور یزید بن مہلب کی گفتگو:

عدی نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے کہ میں جناب کے قبضہ قدرت میں ہوں، مگر جان لیجیے کہ میری زندگی سے آپ کی زندگی ہے اور میری ہلاکت اس شخص کی ہلاکت کی باعث ہوگی جس کا ہاتھ مجھ پر اٹھے گا۔ شام کے مجاہدین کی قابلیت سے آپ خود ہی واقف ہیں اور ہر ایک بغاوت یا شورش کے موقع پر انہوں نے جس شجاعت اور وفاداری کا ہمیشہ ثبوت دیا ہے اسے بھی آپ خوب جانتے ہیں۔ اس لیے موقع کے ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے ہی آپ اس کا انتظام کر لیں، قبل اس کے کہ سمندر اپنی موجوں سے آپ پر حملہ کر دے آپ اپنی لغزش کے خطرات سے بچ سکتے ہیں، مگر اس کے بعد اگر آپ اپنے جرم کا اعتراف بھی کریں اور خواستگار معافی ہوں تو کوئی فائدہ نہیں۔

آپ کے خلاف اگر فوج نے پیش قدمی شروع کر دی اور پھر آپ نے صلح کی درخواست کی تو یہ درخواست رائیگاں جائے گی، البتہ اگر اس کے پہلے ہی آپ کوئی کارروائی کریں گے تو وہ آپ کے خاندان کی جان و مال کو امان دینے میں دریغ نہ کریں گے۔

یزید نے کہا تم نے یہ جو دعویٰ کیا ہے کہ میری زندگی سے آپ کی زندگی ہے اگر یہ حقیقت پر مبنی ہے تو میں خدا سے دعا کروں گا کہ وہ مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی زندہ نہ رہنے دے اور تمہارا یہ کہنا کہ میری موت کا تمنا زیادہ ضرور اس شخص کو جھگلتا پڑے گا جو اس کا ارتکاب کرے گا تو میں قسمیہ کہتا ہوں کہ اگر میرے ہاتھ میں اس وقت دس ہزار تم سے کہیں زیادہ مرتبہ والے شامی سردار ہوں اور میں ان سب کو ایک ہی مقام پر قتل کر ڈالوں تو اہل شام کے دلوں میں اس قتل عام کا اس قدر خوف نہ ہوگا جتنا کہ میری مخالفت انہیں دہشت ناک معلوم ہوگی، اگر میں ان کے خلاف جنگ کرنے سے باز آ جاؤں اور پھر اپنے فائدے کے لیے انہیں کٹوانا چاہوں، ان کے خزانوں پر قبضہ کر لوں اور ان سے کہوں کہ کسی بڑے صوبہ کی حکومت میرے تفویض کر کے مجھے وہاں کا بادشاہ بنا دیا جائے تو وہ ضرور ان امور کے لیے تیار ہو جائیں گے اور ایسا کر دیں گے، تم اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر انہیں ہمارے نیک ارادوں کا علم ہو جائے تو وہ تمہاری مطلقاً پروا نہ کریں گے اور جو کچھ وہ کریں گے یا جو تدبیر اختیار کریں گے اس سے انہیں کو فائدہ پہنچے گا۔ اس وقت وہ نہ تمہیں یاد کریں گے اور نہ تمہاری پروا کریں گے۔ تمہارا یہ کہنا کہ اپنے کیے کی اصلاح کر لو اور معافی چاہو اور ضرور ایسا کرو تو میں نے تم سے اس بارہ میں نہ مشورہ لیا تھا اور نہ تم میرے دوست اور مشیر ہو، اس سے تم نے خود اپنی عاجزی اور طلب احسان کا اظہار کیا ہے۔

عدی بن ارطاة کی اسیری

یزید نے حکم دیا کہ عدی کو یہاں سے لے جاؤ، جب لوگ اسے تھوڑی دیر تک کے لیے اس کے سامنے سے ہٹا لے گئے تو یزید نے اسے پھر اپنے سامنے بلوایا۔ اور کہا کہ اگرچہ میں تمہیں قید کیے دیتا ہوں مگر میری قید ایسی سخت اور تکلیف دہ نہ ہوگی جیسا کہ تم نے میرے بھائیوں کو قید کیا تھا اور ان پر سختیاں کی تھیں، اور باوجودیکہ ہم تم سے اس بات کی درخواست کرتے رہے کہ ان پر جو سختیاں اور مظالم ہو رہے ہیں، انہیں کم کر دو مگر تم نے مطلقاً اس پر کان نہ دھرے بلکہ اس کے خلاف ہی کرتے رہے۔

اس گفتگو کے سننے کے بعد عدی کو اپنی جگہ یہ خیال ہو گیا کہ میری جان بخشی کر دی گئی اور اس کے بعد جو شخص اس سے ملنے جاتا عدی ہمیشہ یزید کے اس احسان کا امتنان کے لہجہ میں ذکر کرتا۔

سمیدع الکندی خارجی

اسی دوران میں عمان کے ایک باشندے سمیدع الکندی متعلقہ قبیلہ بنی مالک بن ربیعہ نے جو خارجی ہو گیا تھا سر اٹھایا اور بصرہ پر چڑھائی کی غرض سے روانہ ہوا مگر جب دیکھا کہ عدی اور یزید کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف بستہ ہیں اپنے ارادہ سے باز رہا اور ایک طرف کو ہولیا، اسے دیکھ کر طرفین کے بعد لوگوں نے یہ تجویز پیش کی کہ سمیدع کو حکم بنایا جائے جو وہ فیصلہ کرے گا ہم اس پر عمل کریں گے۔

سمیدع الکندی اور یزید بن مہلب میں اتحاد

یزید نے سمیدع کو بلا بھیجا اور اسے اپنا طرفدار بنانے میں کامیاب ہو گیا، یزید نے اسے اہلہ کا عامل مقرر کر دیا۔ اب اس میں امیروں کی شان پیدا ہو گئی، خوشبو لگاتا، عیش و آرام کی زندگی بسر کرتا، لوگوں سے مصنوعی خلقت سے پیش آتا، یزید بن المہلب کو جب فتح

ہو گئی تو بصرہ میں قبائل قیس اور تمیم کے جو جو سربراہ و مردہ لوگ تھے بصرہ سے بھاگ کر عبد الحمید بن محمد الرحمن کے پاس کوفہ چلے گئے اور بعضوں نے شام کا رخ کیا اور مالک بن المنذر حواری بن زید بن عمرو العتقی یزید بن المہلب سے بھاگ کر اور یزید بن عبد الملک کے پاس پہنچنے کے ارادہ سے شام روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں خالد بن عبد اللہ القسری اور عمرو بن یزید الحکمی جن کے ساتھ حمید بن عبد الملک بن المہلب بھی تھا اسے یہ لوگ یزید بن عبد الملک کی جانب سے یزید بن المہلب کے لیے امان اور تمام ان باتوں کی جس کی وہ خواہش کرے منظوری لے کر یزید بن المہلب کے پاس جا رہے تھے۔

حواری بن زیاد:

حواری ان دونوں کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا کہ کوئی خبر سناؤ، حواری نے جب دیکھا کہ حمید بن عبد الملک بھی ان کے ہمراہ ہے انہیں ایک طرف کو لے گیا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو دونوں نے کہا کہ یزید بن المہلب کے پاس جا رہے ہیں اور جوہ چاہے اس کی منظوری لے کر آئے ہیں۔ حواری نے کہا کہ اب تم کو اس کے ساتھ احسان کرنے کا موقع رہا اور نہ اسے تمہارے ساتھ اس نے اپنے دشمن عدی بن ارطاة پر فتح پائی ہے بہت سوں کو تہ تیغ کر ڈالا ہے اور عدی کو قید کر دیا ہے۔ اس لیے آپ دونوں واپس چلے جائیں۔

مسلم بن عبد الملک باہلی:

ایک باہلی جس کا نام مسلم بن عبد الملک تھا راستہ سے گذر رہا تھا مگر وہ ان دونوں کے پاس ٹھہرا نہیں اور گزرتا ہوا چلا گیا۔ ان دونوں نے اسے آواز دی اور ٹھہرایا مگر وہ نہ ٹھہرا اس پر قسمی نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ تم اسے لوٹا لاؤ اور سو کوڑے لگاؤ، مگر اس کے ساتھی نے کہا کہ جانے بھی دو دور کرو، مگر یہ امید کی کہ وہ خود واپس آئے گا۔

حواری بن زیاد تو یزید بن عبد الملک کی طرف سے چلتا بنا۔ اور یہ دونوں حمید بن عبد الملک کو لے کر آئے اس پر حمید نے کہا کہ میں خدا کا واسطہ دلا کر کہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو یزید نے جو حکم دیا ہے اس کی خلاف ورزی نہ کیجیے یزید بن المہلب ان باتوں کو آپ کی جانب سے بہ خوشی قبول کر لے گا، اور یہ شخص جس نے آپ سے یہ باتیں کہی ہیں وہ اور اس کا خاندان ہمیشہ سے ہمارے دشمن رہے ہیں آپ خدا کے لیے اس کے کہے کو یاد نہ کیجیے مگر ان دونوں نے اس کی درخواست کو رد کر دیا اور اسے لا کر عبد الرحمن بن سلیمان الحکمی کے حوالے کر دیا۔

عبد الرحمن کی یزید بن عبد الملک سے درخواست:

اس عبد الرحمن بن سلیمان کو یزید بن عبد الملک نے خراسان کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا تھا۔ جب اسے یزید بن المہلب کی بغاوت کا علم ہوا تو اس نے یزید بن عبد الملک کو لکھا تھا کہ میں آپ کے مخالفین سے جہاد کرنے کو خراسان کی عاملی پر ترجیح دیتا ہوں میں اب خراسان نہیں جانا چاہتا، آپ مجھے بھی ان لوگوں کے ساتھ جو یزید بن المہلب کے مقابلہ پر بھیجے گئے ہیں بھیج دیجیے۔ عبد الرحمن نے حمید بن عبد الملک کو یزید بن عبد الملک کے پاس بھیج دیا۔

عبد الحمید بن عبد الرحمن اور خالد بن یزید کی گرفتاری:

عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید بن الخطاب نے خالد بن یزید بن المہلب کو جو کوفہ میں مقیم تھا اور جمال بن زحر الجعفی کو اچانک

جا کر گرفتار کر لیا یہ لوگ ایک لفظ بھی موجودہ حالت کے متعلق اپنی زبان سے نہیں نکالتے تھے، البتہ اس عداوت سے واقف تھے جو عبدالحمید بن عبدالرحمن اور مہلب کی اولاد کے درمیان تھی۔ عبدالحمید نے انہیں بیڑیاں پہنا کر یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ یزید نے ان سب کو قید کر دیا، مرتے دم تک انہیں رہائی نہ ملی۔ یہ لوگ جیل ہی میں راہی ملک عدم ہو گئے۔

قطامی بن الحصین:

اس واقعہ سے بہت پہلے یہ ہوا تھا کہ یزید نے چند لوگوں کو اس غرض سے کوفہ بھیجا تھا کہ وہ وہاں جا کر لوگوں کو تسلی دلا دیں، خلیفہ وقت کی اطاعت کی خوبیاں بیان کریں اور ان کے مناصب و وظائف میں زیادتی کر کے انہیں ممنون بنائیں، ان لوگوں میں ایک شخص قطامی بن الحصین بھی تھا (جو شرقی کا باپ تھا اور اس شرقی کا اصلی نام ولید تھا) جب اسے یزید کی بغاوت کا علم ہوا تو اس نے اس کی تعریف میں چند شعر کہے اور ان میں یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ کاش میں بھی اس کے ساتھ شامل ہوتا، کچھ عرصہ کے بعد یہ شخص مقام عقربہ چلا گیا تھا اور وہاں مسلمہ بن عبدالملک کے ہمراہ یزید بن المہلب کے خلاف شریک جنگ ہوا۔ اس پر یزید نے کہا کہ دیکھو قطامی کا فعل اس کے قول سے کس قدر منافی ہے۔

یزید بن مہلب کا حیرہ پر قبضہ:

بصرہ کے واقعہ کے بعد یزید بن عبدالملک نے عباس بن الولید کو چار ہزار منتخب سواروں کے ساتھ یزید بن المہلب کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ یہ فوج ابھی حیرہ نہ پہنچی تھی کہ یزید نے ان سے پہلے پہنچ کر حیرہ پر اپنا تسلط جمالیا۔ بعد ازاں جب مسلمہ بن عبدالملک اور شامیوں کی زبردست فوج بصرہ پر بڑھی اور انہوں نے فرات کے کنارے کنارے علاقہ ملک جزیرہ سے پیش قدمی شروع کی، تو تمام اہل بصرہ پوری طرح سے یزید بن المہلب کے احاطہ اطاعت میں آ گئے۔

یزید بن المہلب نے اپنے عمال اہواز، فارس اور کرمان بھیجے۔

مدرک بن مہلب کی پیش قدمی:

کرمان پر ایک زمانہ میں جراح بن عبداللہ الحکمی عامل تھا۔ یہ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس واپس چلا آیا تھا۔ اسی طرح عبدالرحمن بن نعیم الازدی بھی کرمان کا عامل تھا، مگر صرف امام تھا، بعد میں یزید بن عبدالملک نے عبدالرحمن القشیری کو محکمہ خراج کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے بھیجا۔ جب مدرک بن المہلب صحرا کے کنارے پہنچا تو عبدالرحمن بن نعیم نے بنی تمیم کو خفیہ طور پر اطلاع دی کہ مدرک بن المہلب آ رہا ہے، یہ تمہارے آپس میں جنگ کرانا چاہتا ہے، حالانکہ تم اس وقت نہایت اطمینان و عافیت اور اتفاق و یک جہتی سے زندگی بسر کر رہے ہو۔

بنی تمیم اور بنی ازد:

بنی تمیم کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ ایک رات کو اس کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو کر نکلے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس سازش کی خبر بنی ازد کو بھی ہو چکی تھی۔ ان کے دو ہزار شہسواروں نے بنی تمیم کو ان کے صحرا کے کنارے پہنچنے سے پہلے ہی جالیا اور پوچھا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو؟ بنی تمیم نے ادھر ادھر کی باتیں بنانا شروع کیں اور اس بات کا اقرار نہیں کیا کہ ہم مدرک بن المہلب کو ہلاک کرنے آئے ہیں۔ مگر پھر دوسرے ازادیوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ تمہارے یہاں آنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ تم ہمارے سردار کا جو یہاں

سے بالکل قریب مقیم ہے مقابلہ کرنا چاہتے ہو اس کے سوا اور کیا تمہارا مقصد ہو سکتا ہے۔

بنی ازد کی مدرک ابن مہلب سے گفتگو:

اس گفتگو کے بعد بنی ازد آگے بڑھ کر صحرا کے سرے پر مدرک سے ملاقی ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کو محبوب رکھتے ہیں اور معزز سمجھتے ہیں۔ آپ کے بھائی مقابلہ پر نکل آئے ہیں اور دونوں فریق کھلم کھلا ایک دوسرے سے نبرد آزما ہیں اگر اللہ نے انہیں غلبہ دیا تو ہم تو دل سے یہ ہی چاہتے ہیں سب سے پہلے ہم آپ کے جھنڈے کے نیچے آ جائیں گے کیونکہ آپ ہمارے مرشد زادے ہیں اور ہم پر حکومت کرنے کے زیادہ اہل ہیں البتہ اگر خدا نخواستہ اس کے خلاف کوئی اور بات پیش آئی تو اس صورت میں بخدا اس بات سے آپ کو بھی کوئی راحت نہ ہوگی کہ ہم اس وقت کسی مصیبت یا تکلیف میں مبتلا کر دیئے جائیں۔ اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ مدرک نے واپسی کا مستقل ارادہ کر لیا۔

یزید بن مہلب کا اہل بصرہ سے خطاب:

جب تمام بصرہ نے یزید بن المہلب کی اطاعت قبول کر لی تو یزید اہل بصرہ کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا۔ حمد و ثناء کے بعد لوگوں کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دینے لگا۔ اور اہل شام سے جہاد کے لیے آمادہ کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اہل شام سے جہاد کرنے میں ترک اور دیلم سے جہاد کرنے کے مقابلہ میں زیادہ ثواب ہے۔

معاذ بن سعد اس واقعہ کے راوی کہتے ہیں کہ میں اور حسن بصری رضی اللہ عنہ دونوں جامعہ بصرہ میں داخل ہوئے حسن رضی اللہ عنہ میرے شانے پر ہاتھ رکھے تھے اور مجھ سے کہتے جاتے تھے کہ ذرا دیکھو تو سہی تم کسی ایسے شخص کو بھی یہاں دیکھ رہے ہو جسے تم پہچانتے ہو میں نے کہا کہ یہاں تو میرا کوئی بھی شناسا نظر نہیں آتا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ”بخدا یہ حد سے گزرنے والے استبدادیوں کا جھٹکا ہے۔“ یزید بن مہلب کی حسن بصری رضی اللہ عنہ کی مخالفت:

ہم دونوں بڑھتے ہوئے منبر کے قریب جا پہنچے میں نے سنا کہ یزید وہی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کر رہا تھا حسن رضی اللہ عنہ سے رہانہ گیا اور انہوں نے بلند آواز سے کہا کہ ہم تجھے حاکم اور محکوم دونوں حیثیتوں میں دیکھ چکے ہیں اس لیے تمہارے منہ سے یہ باتیں زبان نہیں معلوم ہوتیں۔ یہ سنتے ہی ہم نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑا اور منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور بٹھا دیا اور اگرچہ مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یزید نے ضرور ان جملوں کو سنا مگر وہ ان سنی کر کے تقریر کرتا رہا۔

جب ہم مسجد کے دروازہ پر پہنچے تو ہم نے نصر بن انس بن مالک کو وہاں کھڑا پایا یہ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ کے بندو! تم کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے میں کیوں پس و پیش کر رہے ہو بخدا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد سوائے ان ایام کے اپنے وقت پیدائش سے نہ تم نے یہ باتیں سنی ہوں گی اور نہ ہم نے سنیں۔

حسن بصری رضی اللہ عنہ یہ سن کر بولے خدا کی قدرت ہے کہ نصر بن انس بھی یہاں موجود ہیں۔ تمام لوگ باقاعدہ و وصفوں میں کھڑے نشانات علم لیے نیزے بلند کیے یزید کے استقبال کے لیے اس کی آمد کے منتظر تھے جب حسن بصری رضی اللہ عنہ ادھر سے گزرے تو لوگ آپس میں یہ باتیں کر رہے تھے کہ یزید ہمیں حضرت عمرؓ اور عمر بن عبد العزیزؓ کی سنت کی طرف بلا رہا ہے اس پر حسن بصری کہنے لگے یہ وہی یزید ہے کہ جو کل انہی لوگوں کی جو تمہارے سامنے استاد ہیں گردنیں مارتا تھا اور قیدی بنا کر مروانیوں کے پاس لے جاتا

تھا اور ان کو قتل کر کے خاندان امیہ کی خوشنودی کا جویاں رہتا تھا، آج وہ چونکہ ان سے ناراض ہے تو اس نے بھی ڈیڑھ اینٹ کی اپنی مسجد علیحدہ بنائی اور علم بغاوت بلند کیا، اور اب کہتا ہے کہ چونکہ میں ان کا مخالف ہوں اس لیے تم بھی ان کی مخالفت کرو۔ یہ بیوقوف راضی ہو گئے اور کہتا ہے کہ میں تمہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے طریقہ کار کی طرف دعوت دیتا ہوں، حالانکہ ان دونوں حضرات کے آئین کے مطابق تو یہ ہونا چاہیے کہ اسے بیڑیاں پہنا کر پھر عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے اسی قید خانہ میں ڈال دیا جائے جس میں صاحب موصوف نے اسے قید کیا تھا۔ یزید کے طرفداروں میں سے جنہوں نے حسن بصری رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ سنے ایک شخص کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اے ابوسعید اتم شامیوں سے خوش ہو۔

حسن بصری رضی اللہ عنہ کے شامیوں کے خلاف تاثرات:

حسن بصری رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ”میں اور شامیوں سے خوش ہوں؟ اللہ ان کا برا کرے اور تباہ کرے“ کیا یہ وہی لوگ نہیں ہیں جنہوں نے حرم رسول اللہ ﷺ کو حلال کر لیا، اور تین شب و روز ان کے اہل بیت کو قتل کرتے رہے اور اپنے بھٹی اور قبطی غلاموں کے لیے انہیں مباح کیا، جو نیک اور باعصمت شریف زادیوں کو لے گئے اور عصمت دری تک سے باز نہ رہے پھر خود خانہ کعبہ تک کو جا کر منہدم کر دیا، اور غلاف کعبہ اور حجر اسود کو نذر آتش کر دیا۔ ان پر اللہ کی لعنت ہو، اور جہنم نصیب ہو۔“

یزید بن مہلب کی مجلس مشاورت:

یزید نے مروان بن المہلب کو بصرہ کا عامل مقرر کیا، اور خود تمام اسلحہ اور خزانہ لے کر واسط آیا، جب واسط کا رخ کیا تو اپنے ساتھیوں سے صلاح و مشورہ لینے لگا اور کہا کہ چونکہ اہل شام تمہارے مقابلہ پر بڑھ رہے ہیں اس لیے بتاؤ اب کیا کرنا چاہیے اس پر حبیب نے کہا (حبیب کے علاوہ اور کسی شخص نے بھی یہی مشورہ دیا تھا) کہ ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ یہاں سے فارس چلے تاکہ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور دروں میں ہولیں اور خراسان سے قریب ہوتے جائیں اور دشمن کو جنگ میں طول دے کر پریشان کر دیں۔ اس طرح بہت سی پہاڑی قومیں بھی آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گی اور پہاڑ اور قلعے بھی آپ کے قبضہ میں رہیں گے۔

یزید نے کہا کہ اس مشورہ کو میں پسند نہیں کرتا تم چاہتے ہو کہ میں ایک پرندہ بن کر پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہوں۔

حبیب کا کوفہ پر قبضہ کرنے کا مشورہ:

حبیب نے کہا کہ سب سے بہتر طریقہ عمل جس پر آپ کو کار بند ہونا چاہیے تھا اس کا تو موقع اب ہاتھ سے جاتا رہا۔ جب آپ نے بصرہ پر فتح پائی تھی میں نے اسی وقت آپ سے باصرہ کہا تھا کہ آپ رسالہ کے ایک زبردست دستہ کو اپنے خاندان کے کسی آدمی کی زیر سرکردگی کوفہ روانہ کیجیے تاکہ آپ اس پر بھی قابض ہو جائیں، اس مہم میں کامیابی اس لیے یقینی تھی کہ کوفہ کا عامل عبدالحمید بن عبدالرحمن ہے جس کی حالت یہ ہے کہ جب آپ صرف ستر سواروں کی معیت میں اس کے قریب سے گزرے تب بھی وہ آپ کا کچھ بگاڑ نہ سکا، تو اس رسالہ کا کیا مقابلہ کرنا۔ اس طرح ہم کوفہ میں شام کی فوجوں کے وہاں پہنچنے سے پہلے پہنچ جاتے اور میں خوب جانتا ہوں کہ کوفہ کے تمام سربراہ اور وہ لوگ آپ کے طرفدار ہیں اور وہ شامیوں کی حکومت سے آپ کی حکومت کو زیادہ پسند کرتے، مگر میرے اس مشورہ کو بھی آپ نے نہ مانا۔

حسب کی جزیرہ کی جانب پیش قدمی کی تجویز:

اب یہ ایک اور طریقہ کار باقی ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کیے دیتا ہوں کہ آپ اپنے خاندان کے کسی شخص کی زیر قیادت رسالہ کا ایک زبردست دستہ ملک جزیرہ بھیج دیجیے تاکہ بہ رسالہ شامیوں سے پہلے وہاں پہنچ کر کسی قلعہ میں مورچہ زن ہو جائے اور پھر آپ اس کے پیچھے ہی پیش قدمی کیجیے۔ اس طرح جب شامی آپ کی جانب پیش قدمی کریں گے تو وہ کبھی اس بات کو گوارہ نہ کریں گے کہ اپنی پشت پر آپ کی کسی فوج کو یونہی چھوڑ دیں وہ ضرور جب آپ پر بڑھیں گے تو پہلے قلعے کی فوج کا محاصرہ کریں گے۔ تو گویا یہ جماعت انہیں وہیں روک لے گی پھر آپ ان پر پیش قدمی کیجیے گا۔ اس اثناء میں موصل میں جو آپ کے ہم قوم ہیں وہ اور دوسرے عراقی اور سرحدی باشندے موجودہ حکومت کو چھوڑ چھوڑ کر آپ کے جھنڈے کے نیچے آ جائیں گے۔ اس طرح آپ کو یہ موقع ہمدست ہو جائے گا۔ کہ آپ شامیوں سے ایک زرخیز اور آباد قصبہ ملک میں نبت لیں گے اور گویا سارا عراق آپ کی پشت پر ہوگا۔ مگر یزید نے کہا کہ میں اسے اچھا نہیں سمجھتا کہ اپنی طاقت کو تقسیم کر دوں یزید چند روز واسط میں مقیم رہا۔

امیر حج عبدالرحمن بن ضحاک وعمال:

اس سال عبدالرحمن بن الضحاک بن الفہری امیر حج تھا، یہ یزید بن عبدالملک کی جانب سے مدینہ کا عامل تھا اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کا عامل تھا۔ عبدالحمید بن عبدالرحمن کوفہ کا عامل تھا۔ اور شعبی کوفہ کے قاضی تھے۔ بصرہ پر یزید بن المہلب نے قبضہ کر لیا تھا، عبدالرحمن بن نعیم خراسان کا گورنر تھا۔

۱۰۲ھ کے واقعات

یزید بن مہلب کی عقر میں آمد:

اس سنہ میں یزید بن عبدالملک نے عباس بن الولید عبدالملک اور مسلمہ بن عبدالملک کو یزید بن المہلب کے مقابلہ کے لیے بھیجا، اور نیز اسی سنہ کے ماہ صفر میں یزید بن المہلب قتل ہوا۔

جب یزید بن المہلب، عباس بن الولید بن عبدالملک اور مسلمہ بن عبدالملک سے جنگ کرنے کے لیے واسط سے روانہ ہونے لگا تو اس نے اپنے بیٹے معاویہ کو واسط پر اپنا جانشین مقرر کیا اور تمام سرکاری خزانہ اور دوسرا بیش قیمت مال و اسباب اور جنگی قیدی اس کے تفویض کر دیئے، اور اپنے بھائی عبدالملک کو اپنے آگے روانہ کیا۔ ان انتظامات کے بعد خود یزید بن المہلب واسط سے آگے بڑھا، نیل کوفہ کے دہانہ پر سے گزرتا ہوا عقر پہنچا۔

دوسری جانب سے مسلمہ دریائے فرات کے کنارے بڑھتا ہوا انبار آیا، یہاں اس نے دریائے فرات پر پل باندھا اور فارط نامی ایک موضع کے پاس سے دریا کو عبور کر کے یزید بن المہلب کے مقابلہ پر آ گیا۔

معرکہ سورا:

یزید نے اس سے پہلے ہی اپنے بھائی کو کوفہ کی جانب روانہ کر دیا تھا، مقام سورا پر عباس بن الولید نے اس کا مقابلہ کیا، حریفوں نے اپنی اپنی فوج کی صف بندی کی، اب لڑائی شروع ہوئی بصرہ والوں نے شامیوں پر ایک ایسا سخت حملہ کیا کہ انہیں سامنے

سے بنادیا، عباس کے ساتھ بنی تمیم اور بنی قیس کی بھی ایک کافی جماعت تھی جو یزید بن المہلب کے مقابلہ میں شکست کھا کر بصرہ سے بھاگ کر آئے تھے ان میں ہریم بن ابی طہمة المجاشعی بھی تھا۔

عبدالملک بن مہلب کی شکست و فرار:

جب شامی اہل بصرہ کے سامنے سے پیچھے ہٹے اور عبدالملک کی فوج نے انہیں ایک ندی کی جانب پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تو ہریم بن ابی طہمة نے انہیں لاکار اور کہا اے شامیو! اللہ سے ڈرو۔ بھلا اس طرح تم ہمیں دشمن کے نرغہ میں چھوڑ کر چلے جا رہے ہو۔ اس پر شامی کہنے لگے کہ آپ خوف نہ کریں آپ کسی خطرہ میں نہیں ہیں۔ شامی ہمیشہ ابتداء جنگ میں اسی طرح پلٹ جاتے ہیں آپ کو ابھی مدد پہنچتی ہے چنانچہ پھر شامیوں نے فوراً ہی جوابی حملہ کر کے عبدالملک کی فوج کو شکست دی اور بصریوں نے راہ فرار اختیار کر کے میدان جنگ صاف کر دیا۔

اس جنگ میں بنی بکر کا آزاد غلام تنوف کام آیا اور مسمع کے دونوں بیٹے مالک اور عبدالملک بھی کام آئے ان کو معاویہ بن یزید بن المہلب نے قتل کیا تھا۔

عبدالملک بن مہلب کی مراجعت عقر:

اس شکست کے بعد عبدالملک اپنے بھائی یزید بن المہلب کے پاس مقام عقر چلا آیا یزید نے عبداللہ بن حیان العبدي کو حکم دیا کہ تم دریا کو عبور کر کے مقام حراۃ کی انتہائی حد پر پہنچ جاؤ۔ چنانچہ عبداللہ بن حیان نے اس حکم کی تعمیل کی اب اس کے اور یزید کے درمیان پل ہو گیا۔ عبداللہ بن حیان اپنی فوج اور نیز یزید کی خاص فوج کے ایک دستہ کے ساتھ ایک جگہ ٹھہر گیا اور اس نے اپنے گرد خندق کھود لی۔

مسلمہ نے دریا کے پانی کو ان کی جانب کاٹ دیا اور نیز سعید بن عمرو الحارثی کو اس جماعت کے مقابلہ کے لیے علیحدہ کر دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وضاح ان کی طرف دریا عبور کر کے گیا اور ان کے مقابل خیمہ زن ہو گیا۔

مفضل بن مہلب کی سپہ سالاری:

کوفہ اور علاقہ جبال کے بہت سے لوگ یزید کے پاس چلے آئے اور کچھ لوگ سرحدی علاقوں سے بھی یزید کے پاس آئے۔ یزید نے ان کو فنیوں اور اہل مدینہ کے دستہ پر عبداللہ بن سفیان بن یزید بن المغفل الازدی کو سردار مقرر کیا بنی مذحج اور اسد کے دستہ پر نعمان بن ابراہیم بن الاشتر النخعی کو سردار بنایا۔ کندہ اور ربیعہ پر محمد بن اسحق بن محمد بن الاشعث کو اور تمیم وعد ہمدان ان پر حنظلہ بن عتاب بن ورقاء امیمی کو سردار مقرر کیا اور ان تمام سرداروں اور فوج پر مفضل بن المہلب کو سپہ سالار مقرر کیا۔

علاء بن زہیر کا بیان:

علاء بن زہیر کہتے ہیں کہ میں ایک روز یزید کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ یزید نے پوچھا کہ آیا ہماری اس فوج میں ایک ہزار تلواریں ہوں گی؟ حنظلہ نے جواب دیا کہ جی ہاں جناب والا بلکہ چار ہزار تلواریں موجود ہیں۔ اس پر یزید نے کہا کہ یہ عراقی کبھی ایک ہزار تلوار کے ساتھ نہیں لڑے میرے دفتر میں ایک لاکھ تیس ہزار چہرے درج ہیں مگر میں خدا سے چاہتا ہوں کہ کاش! ان کے بجائے اس وقت میرے وہ ہم قوم ہوتے جو خراسان میں ہیں۔

یزید بن مہلب کا فوج سے خطاب:

ابو مخنف کہتے ہیں کہ ایک روز یزید تقریر کرنے کھڑا ہوا ہمیں جنگ کی ترغیب و تحریص دلاتا رہا اور کہنے لگا کہ جب تک ان دشمنوں کی آنکھوں میں نیزے اور ان کی کھوپڑیوں پر تلواریں نہ پڑیں گی یہ اپنی اس گمراہی سے باز نہ آئیں گے۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ یہ زردنڈی یعنی مسلمۃ بن عبد الملک اور ناقہ شمود کی کوچیں کاٹنے والا یعنی عباس بن الولید (عباس نیکوؤں چشم، سرخ رنگ کا آدمی تھا) اس کی ماں ایک رومن تھی جس کو کہ سلیمان چاہتا تھا کہ اپنا بیٹا ہی تسلیم نہ کرے مگر میں نے اس کے بارہ میں سلیمان سے بہت کچھ کہا سنا اس پر اسے سلیمان نے اپنا بیٹا تسلیم کر لیا ہاں اب تو مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان دونوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ میں ان کے سامنے سے فرار ہو جاؤں اور ادھر ادھر آوارہ گرد پڑا بھروں، حالانکہ بخدا اگر وہ تمام دنیا کے باشندوں کو بھی میرے مقابلہ پر لے آئیں گے تو بھی میں میدان جنگ سے اس وقت نہ ہٹوں گا جب تک کہ کلیتہً میرے یا ان کے حق میں جنگ کا فیصلہ نہ ہو جائے۔

اس تقریر پر اس کی فوج نے کہا، مگر ہمیں آپ سے یہ ڈر ہے کہ مبادا آپ بھی ہمیں اسی طرح تکلیف پہنچائیں جیسا کہ عبد الرحمن بن محمد نے کہا تھا۔ اس پر یزید نے کہا کہ عبد الرحمن نے تو اپنے مواعید کو پس پشت ڈالا اپنی عزت کو رسوا کیا، اور یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اپنی میعاد زندگی سے زیادہ زندہ رہتا یہ کہہ کر یزید منبر سے اتر آیا۔

عامر کی یزید بن مہلب کی اطاعت:

عامر بن العثمیل الازدی جس نے کچھ جمعیت بھی اکٹھی کر لی تھی یزید کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

یزید بن مہلب کی بیعت کی شرائط:

یزید کی بیعت کے شرائط یہ ہوتے تھے: ”کہ ہم سب کلام پاک اور سنت رسول ﷺ پر عمل کریں گے، فوج ہمارے علاقہ اور املاک کو روند کر تباہ نہ کرے گی نہ ہم پر فاسق حجاج کی طرح حکومت کی جائے گی، جو ان شرائط کو قبول کر لے ہم اس کی بیعت لے لیں گے، اور جو ان باتوں کو نہ مانے ہم اس سے لڑیں گے اور اللہ کو اپنے اور اس کے درمیان حکم بنائیں گے، ان الفاظ کے بعد یزید لوگوں سے پوچھتا کہ آیا یہ شرائط آپ کو منظور ہیں، جو شخص انہیں مان لیتا اس سے بیعت لے لیتا۔

کوفہ کی ناکہ بندی:

اس وقت عبد الحمید بن عبد الرحمن نے کوفہ سے نکل کر مقام نخیلہ پر پڑاؤ کیا، اور آس پاس کے جس قدر تالاب اور نہریں تھیں ان کے کنارے توڑوا دیئے۔ اسی طرح یزید اور کوفہ کا تمام درمیانی علاقہ سیلاب زدہ ہو گیا، تاکہ یزید کوفہ نہ پہنچ سکے۔ علاوہ بریں عبد الحمید نے کوفہ کے چاروں طرف چوکیاں اور پہرے بٹھا دیئے تاکہ کوئی کوفی یزید کے پاس نہ جاسکے۔

مسلمۃ بن عبد الملک کی کمک:

یزید عبد الحمید نے کوفہ سے کچھ فوج بھی سیف بن ہانی الہمدانی کی زیر قیادت مسلمۃ کی امداد کے لیے بھیجی، مسلمۃ نے اس فوج کی بہت آؤ بھگت کی، ان کی وفاداری اور اطاعت شعاری کی تعریف و توصیف کی اور پھر کہنے لگا کہ اہل کوفہ کی یہ بہت تھوڑی جماعت ہماری امداد کے لیے آئی ہے۔ عبد الحمید کو ان الفاظ کی خبر ہوئی، اس نے اس مرتبہ اور زیادہ فوج سبرہ بن عبد الرحمن بن مخنف الازدی

کے زیر قیادت مسلمہ کے پاس بھیج دی، جب سبرہ مسلمہ کے پاس آیا مسلمہ نے اس کی تعریف کی اور کہا کہ یہ اس خاندان کا شخص ہے کہ جس نے خاندان خلافت کی بہت کچھ خدمات انجام دی ہیں اور ہمیشہ اطاعت شعار رہا ہے اس لیے ہماری فوج میں اس وقت جس قدر اہل کوفہ ہوں وہ سب اسی کے ماتحت کر دیئے جائیں۔

عبدالحمید بن عبدالرحمن کی معزولی:

مسلمہ نے عبدالحمید بن عبدالرحمن کو ایک قاصد کے ذریعہ حکم بھیج کر معزول کر دیا۔ اور اس کی جگہ محمد بن عمرو بن الولید بن عقبہ (ذوالشامہ) کو کوفہ کا عامل مقرر کر کے بھیجا۔

یزید بن مہلب کا شہنشاہ مارنے کا قصد:

اب یزید بن المہلب نے اپنے تمام دستوں کے سرداروں کو مشورہ کے لیے بلایا، اور کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ میں بارہ ہزار فوج محمد بن المہلب کی زیر سرکردگی مسلمہ پر شب خون مارنے کے لیے علیحدہ کر دوں، اور ان لوگوں کو حکم دوں کہ وہ اپنے ساتھ ندے کوڑا کرکٹ اور زینیں لیتے جائیں، اور دشمن کی فوج کے گرد جو خندق ہے اسے پاٹ دیں اور بقیہ شب میں وہیں اور اس کے اصل لشکر گاہ میں دشمن سے لڑتے رہیں اس اثناء میں میں کچھ اور فوج بھی ان کی امداد کے لیے بھیج دوں گا، صبح تک وہ اسی طرح دشمن سے گتھے رہیں اور صبح ہوتے ہی پھر میں خود اپنی پوری طاقت کے ساتھ اس سے دودو ہاتھ کر لوں گا، اس طرح مجھے توقع ہے کہ خداوند عالم مجھے فتح دے دے گا۔

سمیدع خارجی کی مخالفت:

سمیدع نے کہا کہ ہم نے شامیوں کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کی دعوت دی تھی اب ان کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے لہذا اب ہمارے لیے تو یہ زیبا نہیں کہ ہم ان سے کوئی دھوکا کریں۔ ہم نہ ان سے بدعہدی کریں گے اور نہ کوئی اور برائی تا وقتیکہ وہ خود اپنے وعدہ کی تکذیب اپنے کسی فعل سے کریں، اس پر ابو رزبہ نے جو مرجیہ کے ایک گروہ کا سردار تھا، اور اس وقت بھی اس کے پیرواس کے ہمراہ تھے کہا کہ تم نے بالکل سچ کہا اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیے یزید نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ اس بات کو سچ سمجھتے ہو۔ کہ بنی امیہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے اپنے ابتدائی زمانہ عروج سے ان چیزوں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ جب تم سے انہوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ ہم تمہاری ان باتوں کو منظور کرتے ہیں تو ان کا دلی منشاء یہ نہ تھا کہ وہ اپنے اقتدار و جبروت کی مدد پر جو کچھ کریں گے وہ وہی ہوگا جس کے متعلق آپ کہیں گے یا جس کی آپ کو دعوت دیں گے، بلکہ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ آپ کو اپنے خلاف کارروائی کرنے سے روک دیں، اور پھر خود جس طرح مکرو فریب سے چاہیں کام کریں۔ اس لیے میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ یہ نہ ہونے دیجیے کہ وہ اپنے مطمع نظر کو آپ سے پہلے پہنچ جائیں اور اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جائیں، بلکہ اس سے پہلے ہی آپ ان کے خلاف کارروائی شروع کر دیجیے۔ مروانیوں کو میں خوب جانتا ہوں مگر اس زردندی یعنی مسلمہ سے زیادہ میں نے کسی کو گہرا اور مکار نہیں پایا۔

خارجیوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ کچھ بھی ہو ہم تو اب اس وقت تک ان کے خلاف کوئی بات نہ کریں گے جب تک کہ وہ خود اپنے اس وعدہ سے جو انہوں نے ہم سے کیا ہے پھر نہ جائیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا یزید بن مہلب کے خلاف طرز عمل :

مروان بن المہلب جو اس وقت بصرہ میں تھا وہ لوگوں کو اہل شام کے لیے خلاف جنگ کرنے کے لیے ابھارتا تھا اور ان کو یزید کی امداد کے لیے بھیجتا تھا اس کے مقابلہ میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو یزید کے پاس جانے سے روکتے تھے۔ عبدالحمید بصری کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ اے لوگو! اپنے پیروں کو قابو میں رکھو اور اپنے ہاتھوں و رو کے رکھو اپنے مالک خداوند عالم سے ڈرو جلد چلے جانے والی دنیا اور تھوڑی سی امید کی خاطر ایک دوسرے کو قتل نہ کرو دنیا کسی کے پاس ہمیشہ رہنے والی نہیں اور جو لوگ ایسا کریں گے اللہ تعالیٰ ان کے اس فعل کو کبھی خوشنودی کی نظر سے نہیں دیکھے گا جو فتنہ اٹھتا ہے اس میں مقررین، شعراء، تاجر بہ کار اور اہل نخوت و غرور بیشتر شریک ہوتے ہیں اس قسم کے فتنہ سے صرف دو ہی آدمی الگ رہتے ہیں۔ ایک تو وہ جو بالکل گمنامی میں ہو دوسرے وہ جو شہرت بھی رکھتا ہے مگر متقی ہے۔ اس لیے تم میں سے جو شخص ایسا ہو جسے کوئی نہ جانتا ہو تو اسے لازم ہے کہ حق کو اختیار کرے اور ان لوگوں کی شرکت سے اپنے آپ کو بچائے رکھے جو محض دنیا کی خاطر ایک دوسرے سے دست و گریبان ہیں تو اس فعل سے وہ اللہ کی بھی خوشنودی حاصل کرے گا اور دنیا میں بھی ایک اچھی یادگار اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا۔ اور جو شخص کہ ایک مشہور اور شریف آدمی ہو جو تمام امور سے واقف ہو وہ اگر ایسی بات کو محض اللہ کی خاطر ترک کر دے جس کے لیے دنیا کے بندے ایک دوسرے کے مقابل ہو رہے ہیں تو اس کا تو کیا ہی کہنا ہے وہ ایک نہایت ہی نیک بخت اور صحیح راستہ پر چلنے والی ہستی ہوگی جسے بڑا اجر ملے گا اور فردائے قیامت اس کی آنکھ ٹھنڈی اور اللہ کے نزدیک اس کی جائے بازگشت اعلیٰ ہوگی۔

مروان بن مہلب کی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو دھمکی :

جب مروان بن المہلب کو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے اس طرز عمل کا علم ہوا تو وہ بھی اپنے حسب معمول لوگوں میں تقریر کرنے کھڑا ہوا۔ اور لوگوں کو سعی اور اجتماع کے لیے کہتا رہا اور کہنے لگا کہ مجھے خبر ہوئی ہے کہ یہ گمراہ اور مکار بڑھا (ان کا نام نہیں لیا) لوگوں کو روکتا ہے حالانکہ اس کی یہ حیثیت ہے کہ اگر اس کا پڑوسی اس کی جھونپڑی کے چھپر میں سے پھوس کا ایک ٹھٹھا بھی نکال لے تو ناک رگڑنے لگے گا۔ کیا وہ اس وجہ سے کہ ہم اپنی بھلائی چاہتے ہیں اور جو مظالم ہم پر ہوئے ہیں انہیں دور کرنا چاہتے ہیں ہمیں اور ہمارے ہم وطنوں کو برا سمجھتا ہے بخدا! یا تو وہ ہمارا تذکرہ چھوڑ دے اور اہلہ کے نکموں اور فرات و بصرہ کے دہقانوں کو ہمارے پاس نہ آنے دے کیونکہ یہ لوگ نہ ہمارے ہم قوم ہیں اور نہ ہمارے کسی فرد نے ان پر کوئی احسان کیا ہے ورنہ وہ یاد رکھے کہ میں اس کی بری طرح خبر لوں گا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے متبعین کو تلقین :

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس دھمکی کا علم ہوا تو فرمانے لگے کہ میں اسے برا نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی توہین کی وجہ سے میری تکریم کرے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین میں سے بعض لوگوں نے کہا بھی کہ اگر وہ آپ کے خلاف کوئی کارروائی کرے اور آپ چاہیں گے تو ہم آپ کی حمایت کریں گے مگر آپ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کروں تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ جس بات سے میں تمہیں منع کرتا ہوں اسے خود میں کروں میں تو تمہیں منع کرتا ہوں کہ تم کسی اور کے ساتھ ایک دوسرے کی جان کے دشمن نہ ہو اور پھر میں خواہ

یہ چاہوں کہ میرے ہی ساتھ تم ایک دوسرے کو قتل کرو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

متبعین حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ پر سختیاں:

مروان بن المہلب کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ اس نے پیروان حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ پر سختیاں کیں، انہیں ڈرایا دھمکایا تلاش و جستجو رکھی آخر کار وہ لوگ تو منتشر ہو گئے، اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ برابر لوگوں کو وہی مشورہ دیتے رہے، مگر مروان بن المہلب نے بھی ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی، آٹھ روز تک تو یزید اور مسلمہ ایک دوسرے کے مقابل ڈیرے ڈالے پڑے رہے۔ آخر کار ۱۴ صفر یوم جمعہ کو مسلمہ نے وضاح کو حکم بھیجا کہ تم اپنے دستہ اور کشتیوں کو لے آؤ اور پھر پل جلا ڈالو۔ وضاح نے اس حکم کی تعمیل کی۔

مسلمہ بن عبدالملک کی جنگی ترتیب:

اب مسلمہ میدان جنگ میں آیا۔ پہلے اس نے اپنی شامی فوج کو ترتیب دیا اور پھر انہیں لے کر یزید بن المہلب کی جانب بڑھا۔ مسلمہ نے اپنے میمنہ پر جبکہ بن مخرمۃ الکندی کو، میسرہ پر ہندیل بن زفر بن الحارث العامری کو مقرر کیا تھا۔ اسی طرح عباس نے سیف بن ابی الہمدانی کو اپنے میمنہ پر اور سوید بن قعقاع انصاری کو اپنے میسرہ کا افسر اعلیٰ بنایا۔ مگر اس تمام فوج کا سپہ سالار اعظم مسلمہ ہی تھا۔

یزید بن مہلب کی صف بندی:

یزید نے بھی مقابلہ کی تیاریاں کیں، اپنے میمنہ پر حبیب بن المہلب کو اور میسرہ پر مفضل بن المہلب کو سردار مقرر کر دیا۔ مفضل کے ساتھ اہل کوفہ تھے اور مفضل ہی ان کا سردار تھا، نیز اس کے ہمراہ بنی ربیعہ کے سواروں کی بھی ایک اچھی خاصی جماعت تھی، اور یہ عباس بن الولید کے متصل متبعین تھے۔

محمد بن المہلب اور حیان النبطی کا مقابلہ:

غنوی بیان کرتے ہیں کہ ایک شامی مبارزت کے لیے میدان میں آیا، جب اہل عراق کی طرف سے کوئی شخص اس کے مقابلہ پر نہیں نکلا، تو محمد بن مہلب اس کے مقابلہ کے لیے باہر آیا اور اس پر حملہ آور ہوا۔ اس شخص نے محمد کے وار کو اپنے ہاتھ پر لیا، جس پر وہ فولادی دستانے چڑھائے ہوئے تھا۔ مگر تلوار ان کی آہنی دستانوں کو قطع کرتی ہوئی کف دست تک جا اتری اور وہ شخص اپنے گھوڑے سے چھٹ گیا۔ اب محمد سامنے آ کر اس پر تلوار مارتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ یہ درانتی ہی تجھ پر زیادہ دلیر ہے، اس شخص کے متعلق مجھ سے بیان کیا گیا کہ یہ حیان النبطی تھا۔

اہل کوفہ کا میدان جنگ سے فرار:

وضاح نے پل کے پاس پہنچتے ہی اس میں آگ لگا دی، جس سے دھوئیں کا ایک بادل اٹھا۔ فریقین اگرچہ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو گئے تھے اور باقاعدہ جنگ شروع ہو چکی تھی، مگر ابھی اس نے زیادہ شدید صورت اختیار نہیں کی تھی کہ عراقیوں نے دھواں دیکھا اور ان سے کہا گیا کہ پل جلا ڈالا گیا ہے، یہ سنتے ہی شکست کھا کر بھاگے، یزید کو جب اس ہزیمت کی اطلاع دی گئی تو اس نے پوچھا کہ یہ لوگ کیوں بھاگے؟ ابھی تو جنگ بھی کوئی ایسی سخت نہیں ہوئی تھی کہ اس سے بھاگتے، مگر جب اس سے کہا گیا کہ چونکہ پل جلا ڈالا گیا ہے اس لیے کسی کے پاؤں میدان جنگ میں نہ جم سکتے تو کہنے لگا کہ خدا ان کا برا کرے ان کی مثال مکھیوں جیسی ہے کہ

دھوکے کے ساتھ ہی اڑ جاتی ہیں۔ اب خود یزید اپنے خاص دوستوں رشتہ داروں اور موالیوں کو لے کر میدان جنگ میں آیا اور حکم دیا کہ جو شخص دشمن کے مقابلہ سے بھاگ کر آئے اس کے چہرہ پر ضربیں لگاؤ۔ اس کے حکم کی تعمیل کی گئی اور اس طرح بہت سے لوگ یزید کے پاس جمع ہو گئے اور جب ایک پہاڑ کا پہاڑ اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا تو اس نے اپنے خاص لوگوں سے کہا کہ انہیں جانے دو کیونکہ مجھے خدا سے یہ توقع ہے کہ دوبارہ اب کبھی ایسا موقع نہیں آئے گا کہ میں اور یہ ایک مقام میں جمع ہوں انہیں جانے دو اللہ ان پر رحم کرے ان کی مثال ان بکریوں کے گلے جیسی ہے۔ جس کے چاروں طرف بھیڑینے ڈوڑر رہے ہوں، مگر خود یزید کو بھاگنے کا خیال تک نہ تھا۔

یزید بن مہلب اور یزید بن الحکم کی گفتگو:

مقام غفر آنے سے پہلے یزید بن الحکم بن ابی العاص اور اس کی ماں زہرقان العدی کی بیٹی یزید بن المہلب کے پاس آئے تھے اور یزید بن الحکم نے یہ شعر پڑھا تھا:

ان بنی مروان قد بادل ملکہم فان كنت لم تشعر بذلك فاشعر

”کوئی شک نہیں کہ مروانیوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اگر اب تک تجھے اس حقیقت کا علم نہ تھا تو اب معلوم ہو جانا چاہیے۔“

یزید نے کہا کہ مجھے تو اب تک اس بات کا علم نہیں ہے اس پر یزید بن الحکم نے یہ دوسرا شعر پڑھا:

فعلش ملکاً اومت کریماً وان تمت و سيفك شهور بكفك تعذر

”بادشاہ بن کر جمی یا عزت سے جان دے اور اگر تو اس حال میں مرا کہ تیری تلوار کی شہرت تیرے ہاتھ کی قوت کی وجہ سے برقرار رہی تو لوگ تجھ پر کوئی الزام نہیں رکھیں گے بلکہ تجھے معذور سمجھیں گے۔“

اس شعر کو سن کر یزید نے کہا کہ ”ہاں! شاید یہ ہو جائے۔“

یزید بن مہلب اور سمید ع کی گفتگو:

غرض کہ جب یزید اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور اس کی ہزیمت خوردہ فوج اس کے سامنے آئی تو اس نے سمید ع سے کہا کہ بولو تمہاری رائے صحیح ہوئی یا میرا خیال ٹھیک نکلا میں نے تم سے دشمن کے ارادہ کا اظہار نہیں کر دیا تھا۔ سمید ع نے کہا کہ بے شک آپ ہی کی رائے درست ہے میں اب آخر دم تک آپ کے ساتھ ہوں جو مناسب سمجھئے مجھے حکم دیجیے۔ اس پر یزید نے کہا اب کیوں نہ میں گھوڑے سے اتر پڑوں۔ چنانچہ یزید اپنے لوگوں میں گھوڑے سے اتر پڑا اور اسی وقت کسی آنے والے نے اسے یہ خبر دی کہ حبیب مارا گیا۔

یزید بن مہلب کی پیش قدمی:

زہیر بن مسلمۃ الازدی کا آزاد غلام ثابت بیان کرتا ہے کہ جس وقت حبیب کی موت کی خبر یزید کو معلوم ہوئی اسے میں نے یہ کہتے سنا کہ حبیب کے بعد اب جینے کا مزہ نہیں رہا شکست کے بعد تو میں زندگی کو پہلے ہی اچھا نہیں سمجھتا تھا اور اب تو اور بھی زیادہ مجھے زندگی تلخ معلوم ہوتی ہے پس اب آگے بڑھو۔ اس جملہ سے ہم نے سمجھ لیا کہ یزید بغیر قتل ہوئے میدان جنگ سے ہٹنے والا نہیں

چنانچہ جو لوگ لڑنا نہ چاہتے تھے۔ وہ میدان جنگ چھوڑ کر واپس جانے لگے اور وہاں سے کھسنے لگے، مگر اب بھی یزید کے ساتھ مرنے مارنے کے لیے ایک اچھی خاصی جماعت موجود تھی۔

ابوردبتہ کا یزید بن مہلب کو مراجعت کا مشورہ:

اب یزید نے پیش قدمی شروع کی شامیوں کے سواروں پر حملہ آور ہوا تو انہیں پیچھے دھکیل دیا، یا اگر پیدل فوج سے اس کا مقابلہ ہوا تو وہ بھی اس سے اور اس کے ہمراہی جانبازوں کے نیزوں کی تاب نہ لا کر کائی کی طرح پھٹ گئے۔ اسی اثناء میں ابوردبتہ المرجئی نے یزید کو آ کر کہا کہ تمہاری فوج میدان چھوڑ کر بھاگی جا رہی ہے، ساتھ ہی اس کے ہاتھ کے اشارے سے بھی بتا دیا، اور اس لیے اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ واسطہ واپس چلے، واسطہ ایک قلعہ بند مقام ہے وہاں ٹھہر کر دشمن کا مقابلہ کیجیے۔ اس اثناء میں بصرہ اور عمان و بحرین سے کشتیوں کے ذریعہ آپ کو کمک بھی پہنچ جائے گی، مزید احتیاط کے لیے اپنے گرد خندق بھی کھدوا لیجیے گا۔

یزید نے یہ تقریر سن کر کہا: ”خدا تیرا برا کرے“ مجھ سے تم یہ بات کہتے ہو؟ میں موت کو اس سے زیادہ آسان سمجھتا ہوں۔“ اس پر ابوردبتہ نے کہا مجھے آپ کی جان کا خطرہ ہے۔ کیا آپ یہ نہیں دیکھتے (اس کی طرف اشارہ کر کے) کہ آپ کے سامنے لوہے کے پہاڑ کھڑے ہیں، یزید نے کہا کہ میں ان کی بالکل پروا نہیں کرتا چاہے یہ لوہے کے پہاڑ ہوں یا آگ کے، اگر تم میرے ساتھ ہو کر لڑنا نہیں چاہتے ہو تو جاؤ یہاں سے چلے جاؤ۔ اس کے بعد یزید نے اٹھنی کے دو شعر پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ بہادر اور شریف موت سے کبھی نہیں ڈرتے۔

سمیدع اور محمد بن مہلب کا قتل:

یزید اپنے ایک سرنگ ٹٹو پر سوار مسلمہ کی طرف چلا۔ جب اس کے قریب پہنچا تو مسلمہ نے اپنا گھوڑا اپنے قریب کر لیا تاکہ اس پر سوار ہو جائے، مگر اسی اثناء میں شامیوں کے رسالہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو گھیرے میں لے کر حملہ کر دیا۔ یزید اور اس کے ساتھ سمیدع اور محمد بن مہلب اس موقع پر مارے گئے۔

قتل بن عیاش کا یزید پر حملہ:

قبیلہ کلب کے خاندان بنی جابر بن زہیر بن جناب الکلی کے ایک شخص قتل بن عیاش نامی نے جب یزید کو دیکھا تو کہا، اے شامیو! بخدا یہ بھی یزید ہے یا تو میں اسے ہلاک کر دوں گا یا وہ مجھے قتل کر ڈالے گا، مگر چونکہ اس کے سامنے اور بھی لوگ ہیں، اس لیے اگر کچھ اور لوگ میرے ساتھ ہو جائیں تو وہ ان سے نپٹ لیں تاکہ میں یزید تک پہنچ جاؤں۔

یزید بن مہلب کا قتل:

اس کے ساتھیوں میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ حملہ کرنے کے لیے تیار ہیں، چنانچہ سب نے ایک ساتھ حملہ کیا۔ تھوڑی دیر تک فریقین میں تلوار چلی، مگر غبار کے پردہ میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ جب دونوں مقابل علیحدہ ہو گئے تو معلوم ہوا کہ یزید مقتول پڑا ہے اور قتل بن عیاش میں صرف رقت باقی ہے۔ مگر قتل نے اس حالت میں بھی اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر کے بتایا کہ دیکھو وہ یزید مقتول پڑا ہے اور میں نے ہی اسے قتل کیا ہے۔ اسی طرح اس نے اشارہ سے یہ بھی بتا دیا کہ مجھے بھی یزید نے قتل کر ڈالا۔ جب مسلمہ قتل بن عیاش کے پاس سے گزرا جو یزید کے پہلو میں پڑا ہوا تھا تو اس نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اسی نے مجھے قتل کیا ہے۔

یزید بن مہلب کے سر کی شناخت:

بنی مرہ کا ایک آزاد غلام یزید کا سر لایا، جب اس سے پوچھا کہ کیا تو نے قتل کیا ہے تو اس نے کہا نہیں، جب یہ سر مسلمہ کے سامنے لایا گیا تو وہ نہ اسے شناخت کر سکا اور نہ اس سے انکار کر سکا، اس پر حواری بن زیاد بن مرہ الحنفی نے کہا کہ پہلے اسے آپ غسل دلوائیے تاکہ یہ کپڑے میں لپیٹا جائے۔ جب ایسا کیا گیا تو مسلمہ نے اسے شناخت کر لیا اور خالد بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط کے ہاتھ یزید بن عبد الملک کی خدمت میں بھیج دیا۔

مفضل بن مہلب کی شجاعت:

ثابت بن زہیر کا آزاد غلام راوی ہے کہ اب جنگ کی یہ حالت تھی کہ اگرچہ یزید قتل اور اس کی فوج شکست کھا چکی تھی، مگر مفضل بن المہلب برابر شامیوں سے لڑ رہا تھا۔ اسے یزید کے مارے جانے کی اطلاع نہ تھی اور نہ وہ یہ جانتا تھا کہ ہماری فوج شکست کھا کر بھاگ چکی ہے۔ وہ ایک پستہ قد مضبوط ٹوپر سوار تھا۔ اور اس کے ساتھ اس کے آگے ایک گروہ تھا جو زربیں پہنے ہوئے تھے اسی صورت سے جب وہ شامیوں پر حملہ کرتا تھا تو پیدل گروہ کا جو دستہ سامنے تھا وہ اس کے لیے راستہ صاف کر دیتا تھا، شامی اس کے سامنے سے ہٹ جاتے تھے اور کائی کی طرح پھٹ جاتے۔ یہ اپنی جماعت کو لے کر بڑھتا اور دشمن کی صفوں میں جا گھستا اور پھر واپس آ کر اپنی فوج کے پیچھے اپنے مقام پر ٹھہر جاتا، جس شخص کو میدان جنگ سے روگرواں دیکھتا اسے اشارے سے باز رکھتا تاکہ وہ دشمن کا مقابلہ کرے اور صرف یہ یہی خیال اسے رہے۔

مفضل کی بنی ربیعہ کو حملہ کی ترغیب:

تھوڑی دیر تک ہم اسی طرح لڑتے رہے۔ میں نے عامر بن العمیش الازدی کو دیکھا کہ رجزیہ شعر پڑھتا جاتا ہے اور تلوار مار رہا ہے، تھوڑی دیر تک ہم اسی طرح اور شمشیر زنی کرتے رہے کہ اس کے بعد بنی ربیعہ کے سواروں کا گروہ پیچھے ہٹا۔ اور سچ بھی یہ ہے کہ میں نے کوفہ والوں کو اس روز دیکھا کہ وہ نہ کچھ ایسے زیادہ استقلال سے میدان میں جمے اور نہ لڑے، بنی ربیعہ کو واپس جاتے دیکھ کر مفضل تلوار لے کر ان کے سامنے آیا اور کہنے لگا اے بنی ربیعہ دوبارہ حملہ کرو، جوابی حملہ کرو، بخدا! تم تو کبھی بھاگنے والے نہ تھے نہ تم ذلیل و بزدل ہو اور نہ یہ تمہاری عادت ہے، تم عراقیوں کے سامنے آج یہ بری مثال نہ پیش کرو۔ میں تم پر سے قربان ہو جاؤں، تھوڑی دیر استقلال دکھاؤ۔

مفضل کی مراجعت واسط:

غرضیکہ اس کے کہنے اور غیرت دلانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ بنی ربیعہ اس کے گرد جمع ہو گئے اور پھر پلٹ کر اس کے پاس آئے، اور اب ہم سب جوابی حملہ کے لیے ایک جا جمع ہو گئے، مگر اتنے ہی میں کسی شخص نے آ کر کہا کہ اب آپ کیا کرتے ہیں، یزید حبیب اور محمد سب کے سب مارے گئے اور عرصہ ہوا کہ ہماری فوج کو شکست ہو گئی، اس خبر کو لوگوں نے ایک دوسرے سے بیان کیا۔ یہ سنتے ہی سب کے سب متفرق ہو گئے، اور مفضل نے بھی واسط کا راستہ لیا۔

اسیران جنگ کا قتل:

راوی کہتا ہے کہ میں نے مفضل سے زیادہ اپنے نفس کو جنگ کے خطرات میں ڈالنے والا زیادہ تلوار مارنے والا اور بہترین

اسلوب پر فوج کا انتظام اور اس کی ترتیب دینے والا اور کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ میں خندق پر سے گزرا تو دیکھا کہ اس پر ایک دیوار ہے اور اس دیوار پر کچھ لوگ تیر انداز کھڑے ہیں۔ چونکہ میں اس دستہ فوج میں تھا جن کے گھوڑوں پر فولادی زرہیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس لیے انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے زرہ والے کہاں جاتے ہو؟ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اس وقت اس فولادی جھول کا بوجھ سب سے زیادہ مجھ پر گراں گزر رہا تھا۔ جیسے ہی میں ان سے آگے نکل گیا اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور اس کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لیے اس جھول کو اتار ڈالا اب شامیوں نے آکر یزید کے لشکر گاہ پر حملہ کیا یہاں ابو ردیہ صاحب المرجبہ دن کے کچھ عرصہ تک ان کی روک تھام کرتا رہا۔ اس طرح یزید کی فوج کا بیشتر حصہ لشکر گاہ سے صحیح و سلامت واپس جاسکا۔ البتہ تین سو قیدی شامیوں نے گرفتار کیے مسلمہ نے ان کو محمد بن عمرو بن الولید کے پاس بھیج دیا۔ محمد نے انہیں قید کر دیا۔ عریان بن ابیہشم محمد کا کوتوال تھا یزید بن عبدالملک نے محمد بن عمرو کو لکھا کہ ان قیدیوں کی گردن مار دو اس پر محمد نے عریاں سے کہا کہ انہیں بیس بیس اور تیس تیس کی تعداد میں جیل خانہ سے نکالو۔ اس حکم کے مطابق بنی تمیم کے تیس آدمی باہر نکلے اور کہنے لگے کہ چونکہ ہم نے میدان جنگ سے اور لوگوں کے ساتھ منہ پھیرا اور بھاگے اس لیے ہم آپ کو خدا کا خوف دلا کر کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمیں قتل کیجیے۔ عریاں نے کہا اچھی بات ہے خدا کا نام لے کر انہیں کو سب سے پہلے باہر نکالو۔ چنانچہ حسب الحکم یہ لوگ چبوروہ پر لائے گئے عریاں نے قاصد کے ذریعہ ان کے قتل کے لیے نکلے جانے اور جو بات انہوں نے کہی تھی اس کی اطلاع محمد بن عمرو کو کی محمد نے انہیں قتل کا حکم بھیج دیا۔

محمد بن عمرو کا حکم امتناعی:

ابو عبداللہ زہیر کا آزاد غلام اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتا ہے کہ قتل کے وقت یہ لوگ کہہ رہے تھے افسوس ہم بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ شکست کھا کر بھاگے اور اسی کی یہ سزا ہمیں مل رہی ہے۔ عریاں ان کے قتل سے فارغ ہوا تھا کہ محمد بن عمرو کا دوسرا امتناعی حکم پہنچا، مگر اب کیا ہو سکتا ہے حاجب بن ذبیان متعلقہ قبیلہ بنی مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم نے چند شعر کہہ کر اپنے دل کا بخار نکال لیا۔ خود عریاں ان کے قتل کے متعلق کہا کرتا تھا کہ میرا ارادہ ان کے قتل کرنے کا نہ تھا مگر جب کہ خود انہوں نے کہا کہ ہمیں سے ابتداء کی جائے میں مجبور تھا کیا کرتا؟ جب میں نے انہیں باہر نکالا تو میں نے ان کی اطلاع اس شخص کو دی جو ان کے قتل پر مامور تھا ان کی توجیہ قابل پذیرائی نہیں ہوئی اور اس نے ان کے قتل کا حکم دے دیا، مگر بخدا! اس میں یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ ان کی جگہ میری قوم کا ایک شخص بھی مارا جائے۔ اگر اس پر انہوں نے مجھے برا بھلا کہا تو مجھے اس کی کچھ پروا نہیں اور نہ میں اسے کچھ اہمیت دیتا ہوں۔

پچاس قیدیوں کی جاں بخشی:

اب مسلمہ نے حیرہ میں آکر قیام کیا یہاں اس کے پاس پچاس قیدی پیش ہوئے یہ قیدی ان میں نہ تھے جنہیں اس نے کوفہ بھیج دیا تھا، بلکہ انہیں مسلمہ خود اپنے ساتھ لایا تھا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ مسلمہ ان سب کو قتل کرنا چاہتا ہے تو حصین بن حماد الکلمی نے اس سے ان تین شخصوں زیاد بن عبدالرحمن القشیری، عتبہ بن مسلم اور اسمعیل بن عقیل بن مسعود کے آزاد غلام کی جاں بخشی چاہی، مسلمہ نے اس کی درخواست کو منظور کر لیا اور ان تینوں کو اس کے حوالے کر دیا۔ اسی طرح مسلمہ کے اور دوستوں نے بقیہ قیدیوں کو مانگ لیا اور مسلمہ نے ان سب کو معاف کر دیا۔

معاویہ بن یزید بن مہلب کا انتقام:

جب یزید کی ہزیمت خوردہ فوج واسط پہنچی تو معاویہ بن یزید بن المہلب نے ان بتیس آدمیوں کو جو اس کے پاس قید تھے قتل کر دیا۔ ان لوگوں میں عدی بن ارطاة، محمد بن عدی بن ارطاة، مالک بن مسع اور عبدالملک بن مسع، عبداللہ بن عزیۃ البصری، عبداللہ بن وائل، اور ابن ابی حاضر امحی متعلقہ قبیلہ بنی اسید بن عمرو بن تمیم بھی تھے۔

ربیع بن زیاد کی جاں بخشی:

جب معاویہ نے ان قیدیوں کے قتل کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے باپ مارے گئے، مگر ہمارے قتل کرنے سے دنیا میں تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا، بلکہ عقلی میں تو اور نقصان ہوگا۔ مگر معاویہ نے ان کی ایک نہ سنی سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔ البتہ ربیع بن زیاد بن الربیع بن انس بن الرمان کو چھوڑ دیا۔ اس پر لوگوں نے اس سے کہا کہ شاید آپ انہیں بھول گئے۔ معاویہ نے کہا انہیں میں انہیں بھولا نہیں میں نے جان کر انہیں قتل نہیں کیا، اس لیے کہ وہ میری قوم کے ایک مغرور و مشہور سردار ہیں۔ نہ اب مجھے ان کی دوستی پر شبہ ہے اور نہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ وہ ہمارے مخالف ہو جائیں گے۔

معاویہ بن یزید بن مہلب اور مفضل بن مہلب کی بصرہ میں آمد:

اس کارروائی کے بعد معاویہ تمام مال و نقدی کے ساتھ بصرہ آیا۔ مفضل بن مہلب بھی بصرہ آ گیا، یہاں مہلب کے خاندان کے تمام لوگ جمع ہوئے۔ اور چونکہ انہیں یزید بن عبدالملک کی جانب سے خطرہ تھا کہ وہ ان کے ساتھ برا سلوک کرے گا، اس لیے انہوں نے سمندر کے سفر کے لیے جہاز مہیا کر لیے اور سفر کے تمام انتظامات مکمل کر لیے۔

یزید بن مہلب کی وداع بن حمید کو ہدایت:

یزید بن المہلب نے اپنے دور اقتدار میں وداع بن حمید الازدی کو شہر قناتیل کا امیر مقرر کر کے بھیجا تھا اور اس سے یہ کہہ دیا تھا کہ میں اپنے دشمن مسلمہ کے مقابلہ پر جا رہا ہوں، جب میرا اس کا سامنا ہوگا تو میں ہمیشہ کے لیے جنگ کا آخری تصفیہ کر کے ہی میدان سے ہٹوں گا۔ اگر مجھے فتح حاصل ہوئی تو تمہیں اور ترقی دوں گا۔ اور اگر کوئی دوسری شکل ہوئی تو تم قناتیل میں رہنا، تاکہ میرے اہل و عیال اور خاندان والے تمہارے پاس آ جائیں اور یہاں قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہیں تاکہ وہ اپنے لیے امان حاصل کر سکیں۔ میں نے تمہیں اپنی قوم والوں میں سے اپنے خاندان کی حفاظت و جاں نثاری کے لیے انتخاب کیا ہے۔ اس لیے تمہیں چاہیے کہ تم میری توقعات کو پورا کرو۔

اس کے علاوہ یزید نے اس سے اس معاملہ کے لیے سخت قسم بھی لے لی تھی کہ اگر میرے خاندان والوں کو کبھی اس کے پاس آنے اور پناہ لینے کی ضرورت داعی ہوئی تو وہ ان کے ساتھ خیر خواہی کرے گا۔

بنی مہلب کی بصرہ سے روانگی:

غرض کہ جب تمام بنی المہلب اس شکست کے بعد بصرہ میں جمع ہو گئے تو انہوں نے اپنے تمام مال و متاع اور بال بچوں کو جہازوں میں سوار کیا اور سمندر میں روانہ ہوئے۔ انارہ میں ہرم بن القرار العبدی کے پاس جسے یزید نے بحیرین کا حاکم مقرر کیا تھا پہنچے۔ اس نے ان سب کو یہ مشورہ دیا کہ آپ کی سلامتی اس میں ہے کہ جہازوں سے اتر کر خشکی میں قدم نہ رکھیے گا۔ کیونکہ مجھے اندیشہ

ہے کہ لوگ بنی مروان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے آپ پر ٹوٹ پڑیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ بدستور بحری سفر کرتے ہوئے مضافات کرمان پہنچے وہاں انہوں نے جہازوں کو چھوڑا اور اب اپنے مال و متاع اور اہل و عیال کو خشکی کے سفر کے لیے سواری کے جانوروں پر سوار کیا۔

مفضل بن مہلب کی امارت:

معاویہ بن یزید بن المہلب جب بصرہ آیا تو اس کے ساتھ تمام نقد و جنس اور بیت المال ساتھ تھا اس سے گویا اس کا یہ ارادہ تھا کہ وہ بھی اپنی تمام جماعت کا امیر ہو۔ اس بات کو محسوس کر کے مہلب کے تمام خاندان والے ایک جا جمع ہوئے اور سب نے مفضل سے کہا کہ آپ ہی ہم میں سب سے بڑے ہیں اور ہمارے سردار ہیں اور معاویہ سے کہا کہ تم اپنے خاندان کے اور نوجوانوں کی طرح ابھی بالکل نوجوان ہو اس خدمت کے اہل نہیں ہو۔

غرض کہ اب مفضل ان کی ساری جماعت کا سردار تھا۔ اسی کی سرداری میں یہ سب لوگ کرمان پہنچے۔ کرمان میں ان کی شکست خوردہ فوج کے اور بہت سے لوگ موجود تھے وہ سب کے سب مفضل کے جھنڈے تلے آ گئے۔

مدرک کا مفضل بن مہلب پر حملہ:

دوسری جانب سے مسلمہ نے مدرک بن ضب الکھی کو ان کی تلاش اور مفرو د دشمن کے تعاقب میں روانہ کیا۔ مدرک نے مفضل کو مقام فارس میں جا لیا۔ مگر اس سے پہلے ہی اس کے علم کے نیچے بہت سی شکست خوردہ فوج جمع ہو چکی تھی۔ مدرک نے ان کا تعاقب کیا اور ایک گھاٹی میں انہیں جا لیا۔ دشمن مدرک پر پلٹ پڑا لڑائی چھیڑ دی اور نہایت سخت لڑائی اس سے لڑا۔ مفضل کے ساتھ نعمان بن ابراہیم بن الاشتر النخعی محمد بن اسحاق بن محمد بن الاشعث سمیدان میں کام آئے بادشاہ کو ہستان کا بیٹا قید ہوا۔ مفضل کی ایک لوٹری عالیہ بھی گرفتاری ہوئی۔ عثمان بن اسحاق بن محمد الاشعث شدید زخمی ہوا، مگر بھاگ کر حلو ان پہنچا۔ وہاں کسی نے اس کی بخبری کر دی، قتل کیا گیا، اور اس کا سر مسلمہ کے پاس حیرہ میں پیش کیا گیا۔

ورد بن عبداللہ کو امان:

یزید کے ساتھیوں میں بعض لوگ واپس بھی چلے آئے۔ انہوں نے امان مانگی انہیں امان دے دی گئی۔ ان لوگوں میں مالک بن ابراہیم بن الاشتر اور ورد بن عبداللہ بن حبیب السعدی التمیمی بھی تھے۔ ورد وہ شخص ہے جو عبدالرحمن بن محمد کے ساتھ اس کے تمام واقعات اور جنگوں میں شریک رہا تھا۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالملک بن مروان نے اپنے چچا مسلمہ سے اس کی سفارش کی، اور چونکہ محمد مسلمہ کا داماد بھی تھا اس لیے اس نے اس کی سفارش مان لی اور ورد کو امان دے دی۔ جب ورد اس کے سامنے آیا تو مسلمہ نے اسے اپنے سامنے کھڑا کر کے خوب گالیاں دیں اور لعن طعن کیا اور کہا کہ تو ہمیشہ سے فتنہ اور بغاوت میں شریک رہا ہے کبھی تو کندہ کے جلاہے کے ساتھ ہوتا، کبھی توازد کے ملاح کا ساتھ دیتا ہے تو اس بات کا مستحق تو نہ تھا کہ تجھے امان دی جاتی، پھر وہ چھوڑ دیا گیا۔

مالک بن ابراہیم بن الاشتر کی جاں بخشی:

مالک بن ابراہیم بن الاشتر کی حسن بن عبدالرحمن بن شراحیل نے سفارش کی، (شراحیل کو رستم الحضرمی کہتے ہیں) جب مالک مسلمہ کے سامنے آیا اور اس سے دو چار ہوا تو حسن کہا کہ یہ ہی مالک بن ابراہیم بن الاشتر ہے۔ مسلمہ نے اس سے کہا کہ جاؤ

تمہیں معاف کر دیا۔ حسن نے مسلمہ سے پوچھا کہ آپ نے انہیں کیوں اسی طرح برا بھلا نہیں کہا۔ جب کہ اس کے دوسرے ساتھی کو آپ کہہ چکے تھے۔ مسلمہ نے کہا کہ میں نے تم لوگوں کو ان باتوں سے مستثنیٰ کر دیا ہے میں تمہاری دوسرے لوگوں سے زیادہ تعظیم و تکریم کرتا ہوں اور تمہاری اطاعت و وفاداری دوسروں سے بڑھ چڑھ کر رہی ہے۔ حسن نے کہا تو اسی وجہ سے تو ہم چاہتے ہیں کہ آپ انہیں لعن طعن کرتے۔ کیونکہ وہ اپنے باپ دادا کے اعتبار سے اشراف ہے اور شامیوں میں سے اس نے ورد بن عبداللہ سے کہیں زیادہ اعلیٰ خدمات انجام دی ہیں۔ اس واقعہ کے کئی ماہ بعد حسن کہا کرتا تھا کہ مسلمہ نے محض حسد کی وجہ سے ہمارے قبیلہ کے ایک سردار کو یوں ہی چھوڑ دیا تاکہ ہمیں بتا دے کہ اس کی کوئی وقعت اس کی نظروں میں نہ تھی جو اسے اپنا مخاطب بناتا۔

بنی مہلب کی قذائیل میں آمد:

بنی مہلب اور اس کے دوسرے شکست خوردہ ساتھی قذائیل پہنچے مسلمہ نے مدرک بن صب الکھی کو واپس بلا لیا اور ہلال بن احوز التیمی متعلقہ قبیلہ بنی مازن بن عمرو بن تیم کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ہلال نے قذائیل پر انہیں جالیا۔ مہلب کے خاندان والوں نے قذائیل میں داخل ہونا چاہا، مگر وداع بن حمید نے انہیں شہر کے اندر نہ آنے دیا۔

وداع کی بنی مہلب سے علیحدگی:

ہلال بن احوز نے وداع سے مراسلت کر کے اسے خفیہ طور پر اپنے ساتھ ملا لیا، مگر وداع نے اب تک کوئی بات ایسی نہیں کی جس سے بنی المہلب یہ سمجھ جاتے کہ یہ ہم سے الگ ہو گیا ہے۔ مگر جب دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ تب ان پر یہ راز آشکارا ہوا کہ وداع دشمن سے مل گیا ہے۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب حریفوں نے میدان جنگ میں صف بندی کی تو وداع تو مہینہ پر رہا اور عبدالملک بن ہلال میسرہ پر۔ یہ دونوں ازدی تھے۔ میدان میں مقابلہ ہوتے ہیں ہلال بن احوز نے نشان امان بلند کر دیا، اسے دیکھتے ہی وداع بن حمید اور عبدالملک بن ہلال دونوں کے دونوں دشمن سے جا ملے۔ یہ دیکھ کر اور لوگ بھی بنی المہلب کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے۔

مروان بن المہلب کا اپنی عورتوں کے قتل کا ارادہ:

مروان بن المہلب پر جب یہ بات ظاہر ہوئی، تو اس نے عورتوں کی طرف پلٹنے کا ارادہ کیا۔ مفضل نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو؟ مروان نے کہا کہ میں اپنے حرم میں جاتا ہوں کہ انہیں قتل کر دوں، تاکہ ان فاسقوں کی ان پر دسترس نہ ہو سکے، مفضل نے کہا نہایت افسوس کی بات ہے کہ تم اپنی ہی بہنوں اور خاندان والیوں کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ ایسا ہرگز مت کرو۔ مجھے مطلقاً اس بات کا خوف نہیں ہے کہ وہ لوگ کوئی بات ہماری عورتوں کے خلاف شان کریں گے۔

خاندان مہلب کی روانگی حیرہ:

غرض کہ مفضل نے مروان کو اس ارادہ سے باز رکھا۔ اب یہ سب کے سب تلواریں لے کر میدان جنگ میں دشمن کی طرف چلے اور لڑتے لڑتے سب کے سب مارے گئے۔ صرف ابو عنیبہ بن المہلب، اور عثمان بن مفضل نے اپنی جانیں بچائیں۔ بھاگ کر خاقان دورتیل کے پاس پناہ لی۔ ہلال نے ان عورتوں اور بچوں کو مسلمہ کے پاس حیرہ میں بھیج دیا۔ نیز ان کے سر بھی مسلمہ کے پاس بھیج دیے۔ مسلمہ نے ان سروں کو یزید بن عبدالملک کے پاس بھیجا اور یزید نے انہیں عباس بن ولید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔

عباس اس وقت حلب کا گورنر تھا۔ جب یہ تمام سرشہر کے بڑے دروازہ پر نصب کر دیئے گئے، تو عباس ان کے دیکھنے کے لیے اپنے حشم و خدم کے ساتھ نکلا۔ ایک ایک سر کو دیکھتا اور اپنے ہمراہیوں سے کہتا کہ یہ عبدالملک کا سر ہے، اور یہ منفل کا ہے۔ اسے دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرے ساتھ بیٹھتا ہوں کر رہا ہے۔

خاندان مہلب کی فروختگی:

خاندان مہلب کی عورتیں اور بچے سرکاری بھندار خانہ میں مقیم تھے، مسلمہ نے قسم کھا کر کہا کہ میں انہیں بیچ ڈالوں گا۔ اس پر جراح بن عبداللہ نے کہا کہ لائیے میں آپ کی قسم کو پورا کرنے کے لیے انہیں خریدے لیتا ہوں، چنانچہ ایک لاکھ پر انہیں خرید لیا۔ مسلمہ نے رقم کا مطالبہ کیا۔ جراح نے کہا جب چاہے لے لیجیے، مگر مسلمہ نے اس سے کچھ نہ لیا۔ ان سب کو چھوڑ دیا۔ البتہ نوبالکل نوجوان لڑکے تھے۔ انہیں یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ جراح انہیں لے کر یزید کے پاس آیا۔ یزید نے انہیں قتل کرادیا۔ خراسان، کوفہ و بصرہ کی امارت پر مسلمہ کا تقرر:

جب مسلمہ یزید بن المہلب کے قضیہ سے فارغ ہو گیا تو یزید نے اسی سال میں کوفہ، بصرہ اور نیز خراسان کا گورنر مسلمہ ہی کو بنا دیا۔ اس عہدہ پر فائز ہونے کے بعد مسلمہ نے ذوالشامہ محمد بن عمرو بن الولید بن عقیقہ بن ابی معیط کو کوفہ کا والی مقرر کیا۔ بصرہ کی کیفیت یہ ہوئی کہ جب مہلب کے خاندان والے بصرہ چھوڑ کر چلے گئے تو شعیب بن حارث اسمعی نے بصرہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ مگر جب بصرہ بھی مسلمہ کے تحت آ گیا تو مسلمہ نے عبدالرحمن بن سلیم الکنتی کو اس کا عامل مقرر کر کے بھیجا اور عمرو بن یزید اسمعی کو بصرہ کا کو تو ال مقرر کیا۔

عبدالرحمن بن سلیم عامل بصرہ کی معزولی:

عبدالرحمن بن سلیم نے ارادہ کیا کہ تمام بصرہ والوں کو سامنے بلا کر انہیں ڈانسنے اور برا بھلا کہے۔ اس نے اپنا یہ خیال عمرو بن یزید سے ظاہر کیا۔ عمرو نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ مقام کو یفہ میں ابھی ایک قلعہ فتح ہونا باقی ہے، جس کی تمہیں ضرورت ہے اس لیے بخدا! اگر تم نے ایسا کیا اور بصرہ والوں نے صرف پتھروں ہی سے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو مارا تو وہ تم سب کو ہلاک کر ڈالیں گے۔ اگر یہ کرنا ہی ہے تو ذرا کچھ دن خاموش بیٹھے رہو اس اثناء میں ضروری انتظام کیے لیتا ہوں، مگر اس کے ساتھ عمرو نے ایک قاصد کے ہاتھ اس واقعہ کی مسلمہ کو خبر کر دی۔ مسلمہ نے عبدالرحمن کی جگہ عبدالملک بن بشر بن مروان کو بصرہ کا والی مقرر کر کے بھیج دیا مگر عمرو کو بدستور اس کی خدمت پر بحال رکھا۔

سعید خذینہ بن عبدالعزیز عامل خراسان:

اسی سنہ میں مسلمہ نے سعید بن عبدالعزیز بن الحارث بن الحکم بن ابی العاص جسے سعید خذینہ کہا جاتا تھا خراسان بھیجا تھا۔ اس لقب کی وجہ یہ تھی کہ یہ ایک نہایت ہی نازک اندام، نرم دل، ناز و نعم میں پرورش یافتہ شخص تھا۔ ایک سختی اونٹنی پر سوار ہو کر خراسان آیا۔ کمر کے ٹپکے میں ایک چھری لگی ہوئی تھی، ملک الغمر اس سے ملنے گیا تو اس وقت سعید پر تکلف رنگین لباس پہنے بیٹھا تھا۔ اس کے گرد رنگین گاؤ تکیے رکھے تھے، ملک الغمر جب اس سے ملاقات کر کے واپس نکلا تو لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تم نے امیر کو کیسا پایا، تو جواب میں اس نے کہا کہ وہ خذینہ ہے اور اس کے زلف کیکنہ ہے۔

(خزینہ اصل میں وہ دیوی ہے جو خاندان کی سرپرست اور مالک ہوتی ہے)

سعید کے خراسان کا والی مقرر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ سعید مسلمۃ کا داماد تھا، مسلمۃ کی ایک بیٹی سعید سے منسوب تھی۔

شعبہ بن ظہیر عامل سمرقند:

جب مسلمۃ نے سعید خزینہ کو خراسان کا والی مقرر کیا تو اس نے اپنی روانگی سے پہلے سورۃ بن الحر الدارمی کو خراسان بھیج دیا۔ ارباب سیر کے بیان کے مطابق سورۃ سعید کے آنے سے ایک ماہ پہلے خراسان پہنچا۔ سورۃ نے شعبہ بن ظہیر انہشلی کو سمرقند کا عامل مقرر کر کے بھیجا۔ اپنے خاندان کے بچپس آدمیوں کو لے کر شعبہ سمرقند روانہ ہوا۔ آمل کے راستہ سے بخارا آیا۔ یہاں سے دو سو آدمی اس کے ساتھ ہو گئے، سعد پہنچا۔ سعد کے باشندوں نے عبدالرحمن بن نعیم الغامدی کے دور ولایت میں بغاوت کر دی تھی۔ عبدالرحمن اٹھارہ ماہ سعد کا والی رہا۔ بعد میں باشندگان سعد نے اطاعت قبول کر لی اور فرمان بردار ہو گئے تھے۔

شعبہ کا اہل سعد سے خطاب:

شعبہ نے اہل سعد کو مخاطب کر کے ایک تقریر کی جس میں سعد کے عرب باشندوں کو خوب لعنت ملامت کی، انہیں بزدل ٹھہرایا اور کہا کہ میں نے تم میں کسی شخص کو مجروح نہیں دیکھا اور نہ کسی کے منہ سے کراہنے کی آواز سنتا ہوں۔ عربوں نے اس کے سامنے معذرت کی اور کہا کہ ہمیں ہمارے فوجی گورنر علیاء بن حبیب العبدی نے بزدل بنا دیا۔

عبدالرحمن بن عبداللہ کے عمال کی گرفتاری:

جب سعید خراسان آیا تو اس نے عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری کے ان تمام عمال کو جو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مقرر کیے گئے تھے، گرفتار کر کے قید کر دیا۔ عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری نے ان کی سفارش کی، سعید نے ان سے کہا کہ مجھ سے شکایت کی گئی ہے کہ ان کے پاس خراج کا روپیہ ہے۔ عبدالرحمن نے کہا کہ میں اس روپیہ کی ضمانت کرتا ہوں۔ اور ان کی طرف سے سات لاکھ درہم کی ضمانت کر لی۔ مگر سعید نے اس رقم کا پھر کوئی مطالبہ نہیں کیا۔

علی بن محمد کے بیان کے مطابق سعید سے شکایت کی گئی کہ جہم بن زحر الخثعمی، عبدالعزیز بن عمرو بن الحجاج الزبیدی، منتجع بن عبدالرحمن الازدی اور القعقاع الازدی نے جو یزید بن المہلب کے مقرر کردہ عمال تھے ان میں کچھ اور بھی تھے۔ اس طرح یہ کل آٹھ آدمی تھے، مسلمانوں کی مال گزاری کے روپیہ سے کچھ روپیہ خورد برد کیا ہے۔ سعید نے ان سب کو بلا بھیجا اور قہند زمرہ میں قید کر دیا۔

جہم بن زحر پر عتاب:

سعید سے کہا گیا کہ جب تک ان لوگوں پر سختی نہ کی جائے گی یہ روپیہ نہ دیں گے۔ سعید نے جہم کو بلوایا۔ لوگ اسے ایک گدھے پر سوار کر کے قہند زمرہ سے لائے۔ جب اسے فیض بن عمران کے پاس لے گئے تو فیض اس کے پاس گیا اور ناک پر ایک مکار سید کیا۔ اس پر جہم نے کہا اے فاسق تو نے یہ کیوں کیا۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب ایک مرتبہ شراب کے نشہ کی حالت میں لوگ تھے میرے پاس لائے تھے تو میں نے تجھ پر حد جاری کی تھی، سعید یہ بات سن کر بہت برہم ہوا اور اس نے دو سو کوڑے جہم کے مارے۔ جس وقت جہم پٹ رہا تھا تو بازار والوں نے تکبیر کہی۔ سعید نے جہم اور ان آٹھ آدمیوں کے قتل کا حکم دے دیا، جو قید تھے یہ سب ذرقا

بن نصر الباہلی کے حوالے کر دیئے گئے مگر پھر ورتانے ان کی سفارش کی اور ان کی معافی دلوا دی۔

جہم اور اس کے ساتھیوں کے متعلق دوسری روایت:

مگر عبدالحمید بن وثار یا عبدالملک بن وثار اور زبیر بن شیط بابلہ کے آزاد غلام نے جو کہ اس سعید خذینہ کی ماں کا شوہر تھا۔ سعید سے کہا کہ آپ ان لوگوں کو ہمارے سپرد کر دیجیے۔ سعید نے یہ درخواست منظور کر لی۔ ان لوگوں نے جہم عبدالعزیز بن عمرو اور متقی کو طرح طرح کی تکلیفیں دے کر مار ڈالا۔ اور قعتاع اور دوسرے لوگوں کو بھی اس قدر اذیتیں پہنچائیں کہ وہ بھی ہلاکت کے قریب پہنچ گئے۔

یہ لوگ اسی طرح جیل میں پڑے سڑتے رہے۔ البتہ جب ترکوں اور اہل سفد سے جہاد شروع ہوا تو ان لوگوں میں سے جو باقی بچے تھے سعید نے ان کی رہائی کا حکم دیا۔ سعید کہا کرتا تھا کہ خدا زبیر کا برا کرے کہ اس نے جہم کو مار ڈالا۔ اس سنہ میں مسلمانوں نے اہل سفد اور ترکوں سے جہاد کیا اور اسی جنگ کے دوران میں قصر الباہلی کا مشہور واقعہ پیش آیا۔ نیز اسی سنہ میں سعید نے شعبہ بن ظہیر عامل سمرقند کو موقوف کر دیا۔

شعبہ بن ظہیر کی معزولی:

جب سعید خراسان آیا تو اس نے وہاں کے چند مقامی روساء کو بلایا اور مشورہ کیا کہ کن شخصوں کو ضلع پر بھیجا جائے۔ اس جماعت نے چند عربوں کے نام پیش کیے سعید نے انہیں لوگوں کو مامور کر دیا مگر جب ان نو مامور لوگوں کی شکایتیں ان کے پاس پہنچیں تو سعید نے ایک دن لوگوں سے جو اس کے دربار میں اس روز آئے تھے کہا کہ جب میں اس شہر میں آیا تھا۔ یہاں کے لوگوں سے ناواقف تھا۔ میں نے لوگوں سے مشورہ لیا اور جب انہوں نے چند نام میرے سامنے پیش کیے تو میں نے ان کے تفصیلی حالات ان سے دریافت کیے اور ان کی تعریف کی گئی۔ اسی بنا پر میں نے انہیں مختلف مقامات کا عامل مقرر کر دیا۔ اب میں سختی سے تم سے جواب طلب کرتا ہوں کہ تم نے کیوں مجھے میرے عمال کی حالت سے آگاہ نہیں کیا۔ اس پر تمام لوگوں نے ان کی تعریف کی اس پر عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری نے کہا کہ اگر آپ تحکمانہ طریقہ پر ہم سے نہ پوچھتے تو میں خاموش رہتا مگر اب اس صورت میں تو میں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ نے صرف مشرکین سے مشورہ کیا تھا اور انہوں نے صرف ایسے لوگوں کے نام لیے جو ان کے مخالف نہ تھے یا جن کی مخالفت کا انہیں اندیشہ نہ تھا بس ہم تو ان کے متعلق صرف اتنا ہی جانتے ہیں۔ سعید نے تکیہ کا سہارا لیا پھر بیٹھ گیا اور کہنے لگا:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾

”عفو اختیار کرو نیک کام کا حکم دو اور جاہلوں سے اعراض کرو“۔

اچھا جاؤ دربار برخواست۔

سعید نے شعبہ کو سمرقند کی عامل سے موقوف کر دیا۔ اس کی جگہ عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن السخیر کو سپہ سالار اور سلیمان بن ابی السریٰ بنی عوفہ کے آزاد غلام کو تحصیلدار مقرر کر دیا۔ نیز معقل بن عروۃ القشیری کو ہرات کا عامل مقرر کیا اور معقل اپنے حتمقر کو رو نہ ہو گیا۔

قصر الباہلی کا واقعہ:

لوگ سعید کی کچھ زیادہ پروا نہ کرتے تھے اسے کمزور سمجھتے تھے اور خدینہ کہا کرتے تھے اسی بنا پر ترکوں کو بھی ہمت ہوئی کہ اس کا مقابلہ کریں۔ خاقان نے ترکوں کی ایک بڑی فوج جمع کی کہ اسے فتح بھیج دی اور وصول ترکوں کا سپہ سالار تھا ترک بڑھتے ہوئے قصر الباہلی پر آدھنکے۔

مگر بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ اس علاقہ کے ایک بڑے زمیندار نے بنی باہلہ کی ایک عورت سے جو اس قلعہ میں تھی شادی کرنا چاہی ایک قاصد کے ذریعہ سے اس عورت کے پاس پیام شادی بھیجا مگر اس عورت نے انکار کر دیا اس پر زمیندار بہت برہم ہوا اور یہ امید لگا لی کہ قلعہ کے جس قدر آدمی ہیں سب کو گرفتار کر لے اس طرح وہ عورت بھی اس کے ہاتھ آ جائے گی۔

کور وصول ترک کا قلعہ کا محاصرہ:

کور وصول نے آ کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ قلعہ میں ایک سو خاندان والے مع اپنے اہل و عیال کے مقیم تھے اور عثمان بن عبد اللہ اس وقت سمرقند کا عامل تھا۔ محصورین نے اس ڈر سے کہ ہمیں مدد دینے والی فوج کے آنے میں تاخیر ہو جائے۔ چالیس ہزار درہم کے وعدہ پر ترکوں سے صلح کر لی اور اپنے سترہ آدمی بطور یرغمال ترکوں کے حوالے کر دیئے۔

عثمان بن عبد اللہ کا اعلان جہاد:

دوسری طرف عثمان بن عبد اللہ نے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے لوگوں میں منادی کر دی، مسیب بن بشر الریاحی اور ان کے ساتھ تمام قبائل کے چار ہزار بہادر اس مہم کے لیے تیار ہو گئے۔ اس پر شعبہ بن ظہیر نے کہا کہ اگر یہاں خراسان کے سوار ہوئے تو وہ اپنے مقصد کو حاصل نہ کر سکیں گے۔

بنی تمیم میں سے جو لوگ اس پر جانے کے لیے آمادہ ہوئے ان میں شعبہ بن ظہیر، انہشلی، بلعا بن مجاہد العنزی، عمیرہ بن ربیعہ (متعلقہ قبیلہ بنی العجیف اور یہی عمیرۃ الثرید ہے) غالب بن المہاجر الطائی (یہ ہی ابو العباس الطوسی ہے) ابوسعید معاویہ بن الحجاج الطائی، ثابت قطن، ابو المہاجر بن دارۃ غطفانی، حلیم الشیبانی حجاج بن عمرو الطائی، حسان بن معدان الطائی اشعث ابو حطامۃ الطائی اور عمرو بن حسان الطائی قابل ذکر ہیں۔

مسیب بن بشر کا مجاہدین سے خطاب:

جب سب لوگ فوجی میدان میں روانگی کے لیے تیار ہو گئے تو مسیب نے فوج کے سامنے ایک تقریر کی جس میں اس نے کہا کہ تم لوگ خوب سمجھ لو کہ تم ترکوں اور خاقان وغیرہ کے بہترین سواروں پر پیش قدمی کر رہے ہو۔ اگر تم نے مقابلہ میں صبر و استقلال سے کام لیا تو اس کے معاوضہ میں جنت ملے گی اور اگر بھاگے تو جہنم۔ اس لیے جس شخص کا ارادہ جہاد اور جہاد میں صبر و استقلال ظاہر کرنے کا ہو صرف وہ ہمارے ساتھ چلے۔ اس تقریر کا سن کر تیرہ سو آدمی واپس پلٹ گئے اور اب مسیب باقی ماندہ فوج کے ساتھ آگے بڑھا۔ ایک فرسخ مسافت طے کرنے کے بعد اس نے پھر وہی تقریر کی جو پہلے کر چکا تھا۔ اس مرتبہ اور ایک ہزار آدمی واپس چلے گئے۔ اس مقام سے ایک فرسخ آگے بڑھ کر پھر اس نے وہی تقریر کی اور اس مرتبہ ایک ہزار اور کم گئے۔ غرض کہ اب یہاں سے بھی آگے بڑھا۔ اشہب بن عبید اللہ الحظلی اس مہم میں رہبر تھا بڑھتے بڑھتے جب مسیب ترکوں نے دو فرسخ کے فاصلہ پر رہ گیا تو قی کا

رہیں اس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس علاقہ کے تمام رؤساء نے سوائے میرے ترکوں کی اطاعت کا حلف اٹھالیا ہے۔ میرے ساتھ یہ تین سو جنگ جو ہیں جو آپ کے جلو میں مرنے مارنے کے لیے ہیں۔ علاوہ بریں مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ محصورین قلعہ نے ترکوں سے چالیس ہزار درہم کے وعدہ پر صلح کر لی ہے اور ضمانت کے طور پر اپنے سترہ آدمی ان کے حوالے کیے ہیں۔ اس لیے جب ترکوں کو یہ علم ہوگا کہ آپ ان کی امداد ہی کے لیے آئے ہیں وہ فوراً ان سترہ آدمیوں کو قتل کر ڈالیں گے۔

ان سترہ آدمیوں میں جو ترکوں کے ہاتھ میں بطور ضمانت اسیر تھے ہنشل بن یزید البالی بھی تھا یہ بچ کر بھاگ آیا اور مارا نہیں گیا۔ اور نیز اشہب بن عبید اللہ الحظلی بھی تھا اور قرار داد یہ تھی کہ یا تو کل لڑو یا قلعہ کا دروازہ کھول دو۔

مسیب کے قاصد:

مسیب نے دو آدمیوں کو جن میں ایک عرب اور ایک عجمی تھا اسی رات گھوڑوں پر سوار کر کے روانہ کیا اور ان سے کہا کہ دشمن کے قریب پہنچ کر اپنے گھوڑوں کو کسی درخت سے باندھ دینا اور ان کی حالت کی خبر لگنا یہ دونوں شخص تارک رات میں اپنے کام پر روانہ ہوئے ترکوں نے قلعہ کے اطراف پانی بہا دیا تھا اور اس لیے کوئی شخص قلعہ کے پاس نہیں پہنچ سکتا تھا۔ بہر حال یہ دونوں قلعہ کے قریب پہنچے پہرہ والے نے انہیں ٹوکا انہوں نے اسے چلانے سے منع کیا اور کہا کہ عبدالملک بن وثار کو ہمارے پاس بلا لاؤ۔ پہرہ والا عبدالملک کو بلا لایا۔

قاصدوں کی عبدالملک بن وثار سے گفتگو:

ان دونوں نے اس سے کہا کہ ہمیں مسیب نے بھیجا ہے اور آپ کے لیے مکہ آگئی ہے۔ عبدالملک نے پوچھا کہ مسیب کہاں ہیں؟ ان دونوں نے کہا کہ یہاں سے دوفرسخ کے فاصلہ پر خیمہ زن ہیں۔ کیا آپ یہ کر سکتے ہیں کہ آج رات اور کل کا دن کسی طرح دشمن کو روکے رکھیں۔ عبدالملک نے کہا کہ ہم نے تو اس بات کا اب فیصلہ کر لیا ہے کہ اپنے سامنے ہی اپنی عورتوں کو ہلاک کر دیں تاکہ کل ہم سب کے سب ہی اس دنیائے فانی سے رحلت کر جائیں۔ وہ دونوں شخص پلٹ آئے مسیب سے سارا ماجرا بیان کیا یہ سن کر مسیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں تو کل دشمن پر حملہ کروں گا جس کا جی چاہے میرے ساتھ چلے مگر کسی شخص نے اس موقع پر اس کا ساتھ نہیں چھوڑا اور سب نے آخر دم تک لڑنے کے لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

مسیب بن بشر کی پیش قدمی:

اب مسیب روانہ ہوا۔ اس اثنا میں شہر کی حفاظت کے لیے اس کے چاروں طرف جو پانی چھوڑ دیا گیا تھا وہ اور بھی چھوڑ گیا تھا۔ جب مسیب دشمن سے نصف فرسخ کے فاصلہ پر رہ گیا گھوڑے سے اتر پر اشب خون مارنے کا تہیہ کر لیا اور رات ہونے کے ساتھ ہی اپنے ساتھیوں کو تیاری کا حکم دیا۔ سب کے سب گھوڑوں پر جم گئے مسیب بھی سوار ہوا اپنے ساتھیوں کو صبر و استقامت پر ابھارتا رہا اور کہنے لگا کہ جس طرح اشراف و جوانمرد ایسے نازک موقع پر صبر و استقامت سے کام لیتے ہیں اسی طرح تم بھی رہنا۔ اور ایسے ہی لوگوں کو فتح کی صورت میں اخلاقی اور مالی دونوں فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

مسیب کی مجاہدین کو ہدایات:

مسیب نے انہیں حکم دیا کہ گھوڑوں کے توبرے چڑھا دو اور آگے سے ان کی لگام پکڑ کر چلو پھر جب دشمن کے بالکل قریب

پہنچ جاؤ فوراً گھوڑوں پر سوار ہو جانا۔ اور انتہائی شجاعت اور عزم سے حملہ کرنا، تکبیر کہتے جانا ”یا محمد“، نعرہ جنگ بلند کرنا، اور کبھی پیٹھ موڑنے والے کی تقلید نہ کرنا، دشمن کے جس قدر جانور ملیں سب کو تہ تیغ کر ڈالنا۔ کیونکہ جانوروں کے ہلاک کا نقصان تمہارے مقابلہ میں انہیں زیادہ محسوس ہوگا۔ ایک چھوٹی ثابت قدم جماعت ایک بڑی بزدل جماعت سے زیادہ اچھی ہے اور تم تو کچھ ایسے تھوڑے بھی نہیں ہو، کیونکہ سات سوتلواریں جس لشکر پر پڑیں اس کا تمام کس بل نکال دیں۔ اگرچہ اس لشکر کی تعداد کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ اس تقریر کے بعد مسیب نے انہیں باقاعدہ طریقہ جنگ پر تقسیم کیا۔ کثیر الدبوسی کو مہینہ کے حوالے کیا، بنی ربیعہ کے ایک شخص کو جس کا نام ثابت قطن تھا میسرہ کا سردار بنایا، اور اب اس ترتیب سے یہ جماعت دشمن کی طرف بڑھی۔

مسیب بن بشر کا ترکوں پر حملہ:

صبح نمودار ہو چکی تھی کہ یہ جماعت دشمن سے دوسو گز کے فاصلہ پر پہنچ گئی اور ایک دم تکبیر کی آواز سے ایک تہلکہ برپا کر دیا۔ ترک سراہمگی کی حالت میں اٹھے مگر اس وقت تک تو مسلمان ان کے پڑاؤ میں جا گھسے تھے۔ مسلمانوں نے ان کے جانوروں کو ذبح کر ڈالا، مگر ترکوں نے بھی نہایت ثابت قدمی سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا بلکہ مسلمانوں کی ترتیب جاتی رہی اور شکست کھا کر مسیب کی طرف پلٹے، ترک بھی تعاقب میں برابر بڑھتے چلے آئے اور انہوں نے مسیب کی سواری کے جانور کے پچھلے حصہ پر تلوار کا وار کیا۔

بختری ابو عبد اللہ کی شجاعت:

اس نازک موقع پر مسلمانوں میں سے بختری ابو عبد اللہ المرائی، محمد بن قیس الغنوی، (یا محمد بن قیس الغمری) زیادہ الاصبہانی، معاویہ بن الحجاج اور ثابت قطن گھوڑوں سے اتر کر دشمن سے دست و گریباں ہو گئے۔ لڑتے لڑتے بختری کا دایاں ہاتھ کٹ گیا، انہوں نے بائیں ہاتھ میں تلوار لے لی اور اسی سے لڑتے رہے وہ بھی کٹ گیا، تو اپنے دونوں مقطوع ہاتھوں ہی سے بچاؤ کرتے رہے آخر کار اسی طرح شہید ہوئے۔

ترکوں کی شکست و فرار:

محمد بن قیس الغمری یا غنوی اور شعیب بن الحجاج الطائی بھی شہید ہوئے مگر یہ مشرک شکست کھا کر پیچھے ہٹے۔ ثابت قطن نے ترکوں کے ایک بڑے سردار کو قتل کیا۔ مسیب نے یہ منادی کر دی کہ مسلمان مشرکین کا تعاقب نہ کریں کیونکہ کفار کو رعب کی وجہ سے یہ معلوم نہیں کہ آیا ہم ان کا تعاقب کریں گے یا نہیں۔ قلعہ کا رخ کرو۔ سوائے نقدی کے اور کوئی چیز اپنے ساتھ نہ اٹھاؤ، اور جو شخص پیدل چل سکتا ہے اسے سواری پر سوار مت کرو۔ مسیب نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ جو شخص حسبہ علی اللہ کسی عورت، بچے یا ضعیف العمر کو سوار کرا لے گا اس کا اجر خدا دے گا۔ اور جس کسی نے انکار کیا اسے چالیس درہم دیئے جائیں گے اگر قلعہ میں کوئی ایسا شخص ہو جس کی حفاظت جان کا مسلمانوں نے ذمہ لیا ہو تو اسے بھی سوار کرا لیا جائے، غرض کہ مسلمان قلعہ میں جا گھسے، اور جس قدر آدمی اس میں تھے سب کو سوار کرا لیا۔

بنی فقیہ کا ایک شہسوار ایک عورت کے قریب پہنچا، اس عورت نے اس سے مدد مانگی، شہسوار ٹھہر گیا، اور کہا کہ میرے گھوڑے کے پچھلے حصہ پر آ جاؤ، یہ تمہارے لیے موجود ہے، وہ عورت ایک ہی چھلانگ میں گھوڑے کی پشت پر آ بیٹھی، معلوم ہوا کہ یہ تو اس مرد سے بھی اچھی شہسوار ہے، شہسوار نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس عورت کے ایک ننھے بچے کو بھی اٹھا کر اپنے سامنے بٹھالیا۔

دوسری طرف ترک پسپا ہو کر خاقان کے پاس پہنچے خاقان نے انہیں قلعہ میں فروکش کیا کھانا کھلایا اور کہا کہ تم سمرقند چلے جاؤ، مسلمان تمہارا تعاقب نہ کریں گے۔ چنانچہ ترک سمرقند چلے گئے۔

مجاہدین و محصورین کی مراجعت:

اس طرف مسیب نے دریافت کیا کہ قلعہ میں کوئی شخص باقی تو نہیں رہا، لوگوں نے ہلال الحریری کا نام لیا۔ مسیب نے کہا کہ میں تو انہیں نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ خود مسیب اس کے پاس آیا دیکھا کہ کچھ اوپر تیس زخم انہیں آئے ہیں، مسیب نے انہیں سوار کر لیا، ہلال ان زخموں سے اچھا ہو گیا، البتہ اس کے بعد جنید کے ساتھ جنگ شعب میں مارا گیا۔

دوسرے دن ترکوں نے واپس آ کر دیکھا تو قلعہ میں کسی کو بھی نہ پایا اور اپنے مقتولین کو دیکھ کر کہنے لگے کہ جو لوگ آئے تھے وہ انسان نہ تھے۔

ابوسعید معاویہ بن الحجاج:

اس رات کی جنگ میں ابوسعید معاویہ بن الحجاج الطائی کی ایک آنکھ جاتی رہی اور ایک ہاتھ بھی لجا ہو گیا۔ بعد میں یہ سعید کی جانب سے کسی مقام کے حاکم بھی مقرر کیے گئے تھے، مگر ان پر کچھ سرکاری مطالبہ نکلا جس کے مواخذہ میں گرفتار کیے گئے، اور سعید نے انہیں شداہ بن خلیلہ الباہلی کے سپرد کیا کہ وہ حساب نمبی کر کے واجب الادا وصول کر لیں۔

ابوسعید اور شداہ بن خلیلہ:

شداہ نے ان پر طرح طرح کی سختیاں شروع کیں۔ انہوں نے بنی قیس کو مخاطب کر کے کہا کہ سنو میں قصر الباہلی کی جنگ میں شریک ہوا۔ میری گرفت شدید اور میری نظر بہت تیز تھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک آنکھ جاتی رہی اور ایک ہاتھ بیکار ہو گیا۔ دوسرے نبرد آزماؤں کے ساتھ میں نے بھی دادرمانگی دی اور بنی ہابلہ کو ایسے خطرہ سے نکال لیا کہ وہ اس کے قریب پہنچ گئے تھے کہ قتل کیے جاتے، قید کیے جاتے اور لونڈی غلام بنالیے جاتے، مگر دیکھو کہ تمہارا یہ ایک بھائی میرے ساتھ اس قسم کی بدسلوکی کر رہا ہے اس سے میرا پیچھا چھڑاؤ، چنانچہ شداہ نے انہیں پھر چھوڑ دیا۔

ایک وہ شخص جو اس رات خود قلعہ کے اندر تھا بیان کرتا ہے کہ جب فریقین کا مقابلہ ہوا تو لوگوں کی آواز ہتھیاروں کی کھٹکھٹ اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے ہم سمجھے کہ قیامت برپا ہو گئی۔

اہل سفد کی شورش:

اسی سنہ میں سعید خذینہ نے دریائے بلخ کو عبور کر کے سفد پر اس لیے جہاد کیا کہ اہل سفد نے خلاف معاہدہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ترکوں کو امداد دی تھی۔

اس مہم کی وجہ جیسا کہ بیان کی گئی ہے یہ تھی کہ ترک سفد کی طرف پلٹے، لوگوں نے سعید سے کہا کہ تم نے جہاد ترک کر رکھا ہے اور ترکوں نے لوٹ مار مچا رکھی ہے اور اہل سفد بھی باغی ہو گئے ہیں۔

اہل سفد پر فوج کشی:

اس بنا پر سعید نے دریا کو عبور کر کے سفد کا قصد کیا، ترکوں اور اہل سفد کی ایک جماعت سے سعید کا مقابلہ ہوا، مسلمانوں نے

انہیں شکست دے کر بھگا دیا۔ سعید نے حکم دیا کہ تعاقب نہ کیا جائے۔ کیونکہ سعد امیر المؤمنین کا باغ ہے، تم نے انہیں شکست دے کر بھگا دیا ہے کیا اب تم چاہتے ہو کہ انہیں بالکل نیست و نابود کرو۔ اے عراقیو! تم نے بارہا خلفاء سے جنگ کی مگر کیا انہوں نے تمہیں مایا میٹ کر دیا۔

شکست خوردہ ترکوں کا تعاقب:

مسلمان آگے بڑھ کر ایک ندی پر پہنچے جو اہل سعد اور مرج کے درمیان تھی۔ یہاں عبدالرحمن بن صبح نے کہا کہ ڈھالوں والے اور پیدل اسے عبور نہ کریں ان کے علاوہ اور فوج اسے عبور کرے۔ حسب الحکم فوج نے ندی کو عبور کیا، مگر ترکوں نے بھی انہیں دیکھ لیا تھا، اور اسی لیے وہ کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ رہے۔ مسلمانوں کا رسالہ ان سے دو چار ہوا۔ جنگ ہوئی، ترک پیچھے ہٹے، مسلمان ان کے تعاقب میں بڑھتے چلے گئے جب کمین گاہ سے آگے نکل گئے تو پیچھے سے اور کفار نکل پڑے اور مسلمانوں کو پسپا ہو کر پھر اسی ندی کے کنارے آنا پڑا۔ اس نازک موقع پر عبدالرحمن بن صبح نے مسلمانوں سے کہا کہ آگے بڑھ کر ان کا مقابلہ کرو اور ابھی دریا کو عبور نہ کرو۔ کیونکہ اگر اسی حالت میں تم نے دریا کو عبور کیا تو وہ تمہیں تباہ کر ڈالیں گے اس حکم کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کیا۔ ترک ان سے ہٹ کر چلے گئے، اور پھر انہوں نے مسلمانوں کا پیچھا نہیں کیا۔

شعبہ بن ظہیر کی شہادت:

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اس روز شعبہ بن ظہیر اور اس کے ساتھی شہید ہوئے، مگر بعض دوسرے ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ اس روز تو ترک جن کے ساتھ اہل سعد کی ایک جماعت تھی شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئے۔ دوسرے دن مسلمانوں کا طلایہ جس میں بنی تمیم تھے گردآوری کے لیے نکلا۔ ان کی بے خبری کی حالت میں ترکوں نے ایک جھاڑی سے نکل کر بنی تمیم کو آلیا۔ بنی تمیم کے رسالہ کا سردار شعبہ بن ظہیر تھا۔ شعبہ ترکوں سے مقابل ہوا، مگر قبل اس کے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہو سکے ترکوں نے اسے شہید کر ڈالا۔ ایک لونڈی کا نوحہ:

اس جھڑپ میں ایک اور عرب شہید ہوا۔ اس کی ایک لونڈی جس نے مہندی لگا رکھی تھی، بین و بکا شروع کیا، کہ میں کب تک تیرے لیے مہندی لگاؤں حالانکہ اب تو تو خون میں رنگین ہے اسی طرح اس نے اور بہت سے درد انگیز جملے کہے کہ سارے لشکر سے اشکوں کا خراج وصول کیا۔ پچاس آدمی اس موقع پر کام آئے۔ مسلمانوں کے طلایہ کو شکست ہوئی اور اصل فوج کو صحیح واقعہ کی اطلاع ہوئی۔

عبداللہ بن زہیر کی شہادت:

عبدالرحمن بن المہلب العدوی بیان کرتا ہے کہ خبر ملنے کے بعد سب سے پہلے میں ان لوگوں کے پاس پہنچا۔ میں اس وقت ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار تھا۔ مقام جنگ میں پہنچ کر میں نے عبداللہ بن زہیر کو ایک چھوٹے درخت کے پہلو میں پڑا پایا۔ اس کے جسم پر اس قدر تیر لگے تھے کہ وہ سمجھ معلوم ہوتے تھے، اور روح پرواز کر چکی تھی۔

خلیل بن اوس کا ترکوں پر حملہ:

خلیل بن اوس العنسی متعلقہ قبیلہ بنی ظالم جو ایک نوجوان شخص تھا گھوڑے پر سوار میدان کارزار میں پہنچا، اور اس نے بنی تمیم کو

لکارا کہ میں خلیل بنوں میری طرف آؤ، کچھ لوگ اس کے پاس آ گئے انہیں لے کر وہ دشمن پر حملہ آور ہوا اور اسے اپنے لوگوں کی طرف بڑھنے سے روک دیا۔ اتنے میں خود امیر اور پوری فوج آپہنچی اور دشمن نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی۔ اسی روز سے خلیل بنی تمیم کے رسالہ کا سردار ہو گیا اس کے بعد نصر بن سیار سردار ہوا۔ اس کے بعد بنی تمیم کی سرداری پھر خلیل کے بھائی حکم بن اوس کو ملی۔ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی جنگ کے دوران میں سورہ بن الحر نے حیان سے کہا کہ اے حیان واپس چلو حیان نے کہا کہ یہ خدا کی راہ کی بازی ہے کیا میں اسے چھوڑ دوں اور واپس چلا جاؤں سورہ نے کہا ”اے نبطی“ حیان نے جواب دیا خدا تیرے چہرہ کو سفید کر دے۔

حیان النبطی کی کنیت جنگ میں ابوالہیان تھی۔

سعید خذینہ کی ترکوں کے تعاقب کی ممانعت:

سعید نے دو مرتبہ دریا عبور کیا، مگر سر قند سے آگے نہیں بڑھا، پہلی مرتبہ دشمن کے مقابل فروکش ہوا، مصقلہ بن ہبیرہ الثیبانی کے آزاد غلام حیان نے اس سے کہا کہ جناب والا اہل سفد پر حملہ آور ہوں۔ سعید نے کہا نہیں۔ یہ امیر المومنین کا خاص علاقہ ہے۔ یہ گفتگو ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ دھواں اٹھا، دریافت حقیقت سے معلوم ہوا کہ اہل سفد نے سرکشی اور بغاوت کر دی ہے اور ان کے ہمراہ کچھ ترک بھی ہیں۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں نے انہیں جاد بوجا۔ اہل سفد شکست کھا کر بھاگے، مسلمان بھی ان کے تعاقب میں برابر بڑھتے گئے۔ مگر پھر سعید نے اعلان کر دیا کہ ان کا تعاقب نہ کیا جائے۔ کیونکہ سفد امیر المومنین کا باغ ہے تم نے انہیں شکست دے کر بھگا دیا اب کیا انہیں بالکل نیست و نابود کرنا چاہتے ہو، اے عراقیو! تم بھی کئی مرتبہ امیر المومنین سے بغاوت کر چکے ہو، مگر انہوں نے تم سے درگزر کیا اور تمہارا استیصال نہیں کیا۔ اس کے بعد سعید واپس چلا آیا۔

دوسرے سال سعید نے بنی تمیم کے کچھ لوگوں کو ورغسر بھیج دیا۔ انہوں نے اپنے دل میں آرزو کی کہ کاش دشمن سے ہمارا آنا سامنا ہو جائے تو ہم اسے مزہ چکھائیں۔

سعید کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی سر یہ بھیجتا تھا اور یہ لشکر مال غنیمت اور لوٹڈی غلام جہاد سے اپنے ساتھ لاتا تو سعید قیدیوں کو چھوڑ دیتا اور لشکر کو اس حرکت پر زبرد تو شیخ کرتا۔ اس پر ہجری نام ایک شاعر نے چند طنزیہ شعر بھی کہے۔

سورہ بن الحر اور حیان النبطی کی عداوت:

”خدا تیرے چہرہ کو سفید کرے“ اس جملہ کے کہنے پر سورہ بن الحر کے دل میں حیان النبطی کی عداوت جاگزیں ہو گئی تھی، اسی بنا پر سورہ نے ایک دن سعید سے اس کی شکایت کی اور کہا کہ اس غلام نے عام باشندوں کو عربوں اور سرکاری عمال کا دشمن بنا دیا ہے۔ اسی نے قتیبہ بن مسلم کی راہ میں خراسان کی حکومت کرنے میں مشکلات پیدا کر دی تھیں اور یہ تمہارے ساتھ بھی ایسا بھی ایسا ہی کرے گا اور پھر کسی قلعہ میں جا کر بیٹھ رہے گا۔

حیان النبطی کا خاتمہ:

سعید نے کہا اے سورہ یہ بات کسی اور کو ہرگز نہ سنانا اس بات کو سن کر سعید چند روز خاموش رہا۔ ایک دن اپنے دربار میں دودھ منگوا یا، سونا منگوا یا اسے کھرل کیا گیا، اور وہ حیان کے پیالہ میں ڈال دیا گیا، حیان نے اسے پی لیا۔ اس کے بعد سعید اور

دوسرے لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر مقام بارکٹ تک جو چار فرسخ کے فاصلہ پر تھا اس طریقہ پر گئے گویا کہ دشمن کی تلاش میں جا رہے ہیں۔ بارکٹ تک جا کر سب واپس آ گئے۔ اس دودھ کے پینے کے بعد حیان چار روز اور زندہ رہا اور چوتھے روز اس نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

سعید خذینہ کا جبر و تشدد:

اب سعید نے لوگوں پر سختیاں شروع کیں اور لوگوں نے سعید کی تضعیف کی، بنی اسد کا ایک شخص اسمعیل نامی تھا جو مروان بن محمد سے جا ملتا تھا۔ ایک دن کسی شخص نے اسمعیل اور مروان سے اس کی دوستی کا تذکرہ سعید کے سامنے کیا۔ سعید نے اس پر کہا، اس دو غلے کا کیا تذکرہ کرتے ہو۔ اسمعیل نے بھی سعید کی ہجو میں چند شعر کہہ کر اپنے دل کا بخار نکال لیا۔

مسلمہ بن عبدالملک کی طلبی:

اسی سنہ میں مسلمہ بن عبدالملک عراق و خراسان کی صوبہ داری سے معزول کر دیا گیا اور شام واپس آ گیا۔

مسلمہ نے جب سے وہ عراق و خراسان کا صوبہ دار ہوا تھا خراج کا ایک پیسہ امیر المومنین کو نہیں بھیجا یزید بن عاتکہ نے (یزید بن الولید) اس کی برطرفی کا ارادہ کیا، مگر بعد میں مروت مانع آئی، اس لیے پذیر نے مسلمہ کو لکھا کہ تم کی شخص کو اپنا جانشین بنا کر میرے پاس آؤ۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسلمہ نے عبدالعزیز بن حاتم بن نعمان الباہلی سے مشورہ کیا کہ میں امیر المومنین کی ملاقات کو جانا چاہتا ہوں۔ عبدالعزیز نے کہا کہ ابھی حال میں تو تم ان سے مل چکے ہو، پھر ایسا کون سا ان سے ملنے کا تمہیں شوق پیدا ہوا ہے جس کی وجہ سے بے تاب ہو۔ مسلمہ نے اپنے ارادہ پر اصرار کیا۔ اس پر عبدالعزیز نے کہا تو اچھا پھر سمجھ لو کہ ادھر تم اپنے علاقہ سے باہر نکلو گے ادھر دوسرا شخص صوبہ دار ہو کر تمہاری جگہ آتا ہوا تمہیں ملے گا۔

مسلمہ بن عبدالملک کی معزولی:

غرضیکہ مسلمہ روانہ ہوا۔ دور نہیں پہنچا تھا کہ عمرو بن ہبیرہ ملا جو ڈاک کے پانچ گھوڑوں پر منزلیں طے کر رہا تھا۔ ابن ہبیرہ مسلمہ سے ملے گیا۔ مسلمہ نے اس سے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ ابن ہبیرہ نے کہا کہ امیر المومنین نے مہلب کی اولاد کے مال و متاع پر قبضہ کرنے کے لیے مجھے بھیجا ہے۔

ابن ہبیرہ کے جانے کے بعد مسلمہ نے عبدالعزیز کو بلا کر کہا لیجیے دیکھئے یہ ابن ہبیرہ ہمیں راستہ میں ملا ہے۔ عبدالعزیز نے کہا، ہاں میں تو آپ کو پہلے ہی خبر کر دی تھی۔ مسلمہ نے کہا مگر اسے تو امیر المومنین نے مہلب کی اولاد کے مال و متاع کی ضبطی کے لیے بھیجا ہے، عبدالعزیز نے کہا آپ کا یہ کہنا پہلے سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے، کیا یہ قیاس میں آنے والی بات ہے کہ محض بنی المہلب کے املاک پر قبضہ کرنے کے لیے ایسے شخص کو جزیرہ سے عراق بھیجا گیا ہو اور واقعہ بھی یہی ہوا۔ چند ہی روز کے بعد مسلمہ کو معلوم ہوا کہ ابن ہبیرہ نے اس کے مقرر کردہ تمام عمال کو برطرف کر دیا ہے اور ان پر سختیاں شروع کر دی ہیں۔ اس پر فرزدق نے یہ شعر بھی کہے۔

فارعی فزارۃ لاهناک المرتع؟

راحت بمسلمۃ الרכاب مودعا

واخسوہرۃ لمثلها یتوقع؟

عزل ابن بشر و ابن عمر قبلہ

ان سوف یطمع فی الامارۃ اشجع؟

و لقد علمت لئن فزارۃ امرت

من خلق ربك ما هم و مثلهم فی مثل ما نالت فزاره يطمع؟
 تنزیحاً: ”سواریاں مسلمہ کو رخصت کر کے لے گئیں۔ پس چرا یا فزارہ نے تو خوشگوار ہو تجھے چراگاہ ابن بشر موقوف کر دیا گیا اور ابن عمر اس سے پہلے اور ہر اہل البھی ایسی ہی توقع رکھتا تھا اور میں تو پہلے ہی جاننا ز تھا کہ اگر فزارہ امیر ہو گیا تو عنقریب امارۃ کی آرزو وہ شخص کرے گا جو مخلوقات میں سے سب سے زیادہ بہادر ہوگا۔ اور نہ وہ اور ان جیسے اس چیز کی آرزو کرتے ہیں جسے کہ فزارہ نے پالیا۔“

ابن بشر سے مراد بشر بن عبد الملک بن بشر بن مروان ہے اور ابن عمرو سے مراد محمد و الشامہ بن عمرو بن الولید اور انہی ہر اہل سے سعید خزینہ بن عبد العزیز مراد ہے جو خراسان کا مسلمہ کی طرف سے عامل تھا۔

عمر و بن ہبیرہ کا رومیوں پر جہاد:

اسی سنہ میں عمرو بن ہبیرہ نے آرمینیا میں رومیوں سے جہاد کیا۔ انہیں شکست دی بہت سے قیدی گرفتار کیے بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے سات سو قیدی گرفتار کیے تھے۔

خراسان میں تحریک عباسیہ کا آغاز:

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سنہ میں میسرہ نے عراق سے اپنے قاصدوں کو خراسان بھیجا۔ اور خراسان میں بنی عباس کی حمایت کی تحریک شروع ہوئی بنی تمیم کے ایک شخص عمرو بن بکیر بن ورقاء السعدی نے سعید خزینہ سے آکر کہا کہ یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ہمارے مفاد کے خلاف باتیں کی ہیں۔ سعید نے ان لوگوں کو بلوا کر پوچھا کہ تم کون؟ انہوں نے کہا کہ ہم تاجر ہیں۔ سعید نے ان سے پوچھا کہ ان باتوں کی کیا حقیقت ہے۔ جو تمہارے متعلق بیان کی گئی ہیں۔ انہوں نے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ سعید نے کہا کہ تم لوگ داعی بن کر آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ خود ہمارے اپنے اور ہماری تجارت کے کاروبار ہی سے ہمیں فرصت نہیں ہم بھلا یہ باتیں کیونکر کرنے لگے۔ پھر سعید نے پوچھا کہ ان لوگوں کو کون جانتا ہے اس پر خراسان کے بہت سے متوطن جن میں زیادہ تر بنی ربیعہ اور اہل یمن تھے سعید کے پاس آئے اور کہا کہ ہم انہیں جانتے ہیں اور اس بات کے ضامن ہیں کہ کوئی ایسی بات جو آپ کے ناگوار خاطر ہو آپ ان کی جانب سے نہ نہیں گے۔ اس پر سعید نے انہیں چھوڑ دیا۔

نیز اسی سنہ میں یزید بن ابی مسلم افریقیا (قیروان) کا صوبہ دار افریقیا میں قتل کیا گیا۔

یزید بن ابی مسلم کا قتل:

یزید کے قتل کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یزید نے یہاں بھی وہی طریقہ اختیار کرنا چاہا جو حجاج بن یوسف نے عراق میں ان دیہات کے رہنے والے ذمیوں کے ساتھ کیا تھا جو شہروں میں آباد ہو گئے تھے۔ بعد ازاں عراق میں وہ لوگ جنہیں حجاج نے ان کے دیہات اور ان قصبات میں جہاں بازار لگتا تھا واپس بھیج دیا اسلام لے آئے مگر اس پر بھی حجاج نے ان پر وہی جزیہ عائد کیا جو ان سے کفر کی حالت میں لیا جاتا تھا۔ اسی طرز عمل کو یزید نے اپنے علاقہ میں بھی جاری کرنا چاہا باشندوں نے مشورہ کیا کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے سب کی صلاح ہوئی کہ اسے قتل کر ڈالو۔ چنانچہ اسے قتل کر کے اس کی جگہ محمد بن یزید انصار کے آزاد غلام کو جو یزید بن ابی مسلم سے پہلے افریقیا کا صوبہ دار بھی رہ چکا تھا اور جو اس کی فوج میں بھی تھا خود ہی اپنا صوبہ دار مقرر کر لیا اور امیر المومنین یزید

بن عبدالملک کو لکھا بھیجا کہ ہم آپ کی اطاعت اور بیعت سے منحرف نہیں ہوئے ہیں۔ مگر چونکہ یزید بن ابی مسلم نے ہم پر ایسی بات عائد کی جسے نہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور نہ مسلمان اس لیے ہم نے اسے قتل کر ڈالا اور آپ کے سابق صوبہ دار کو پھر اپنا صوبہ دار بنالیا ہے۔

اس پر یزید نے لکھا کہ جو کچھ یزید بن ابی مسلم نے کیا تھا اس پر میں نے رضا مندی ظاہر نہیں کیا اور یزید نے بھی محمد بن یزید کو افریقہ کی صوبہ داری پر بحال رکھا۔

امیر حج عبدالرحمن بن ضحاک وعمال:

اسی سن میں عمر بن ہبیرہ بن معیہ بن سکین بن خدیج بن مالک بن سعد بن عدی بن فزارہ عراق وخراسان کا ناظم اعلیٰ مقرر ہوا۔ عبدالرحمن بن ضحاک اس سال امیر حج تھے یہ مدینہ کے عامل تھے۔ عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کے عامل تھے محمد بن عمرو بن ذوالشامہ کوفہ کا عامل تھا۔ قاسم بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود کوفہ کے قاضی تھے۔ عبدالملک بن بشر بن مروان بصرہ کا عامل تھا۔ سعید خذینہ خراسان کا صوبہ دار تھا۔ اور اسامہ بن زید مصر کے صوبہ دار تھے۔

۱۰۳ھ کے واقعات

سعید خذینہ کی معزولی:

اس سال عمر بن ہبیرہ نے سعید خذینہ کو خراسان کی صوبہ داری سے معزول کر دیا۔ اس کی وجہ اس باب سیر نے یہ بیان کی ہے کہ بمشور بن مزاحم السلمی اور عبداللہ بن عمیر اللیشی دونوں عمر کے پاس آئے اور سعید کی شکایت کی۔ عمر نے سعید کو برطرف کر دیا اس کی جگہ سعید بن عمرو بن الاسود بن مالک بن کعب بن وقدان بن الحریش بن کعب بن ربیعہ بن عامر صعصعہ کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔ سعید خذینہ اپنی برطرفی کے وقت سمرقند کے دروازہ کے سامنے جہاز میں مصروف تھا جب لوگوں کو اس کی برطرفی کا علم ہوا تو سعید واپس پلٹ آیا اور ایک ہزار شہسوار سمرقند میں چھوڑ دیئے اس پر نہار بن توسعہ نے یہ دو شعر کہے:

فمن ذا مبلغ فتیان قومی بان السبل ریش کل ریش

بان اللہ ابدل من سعید سعیدا الا المخنث من قریش

ترجمہ: ”کون شخص ہے جو میری قوم کے نوجوانوں کو یہ خبر پہنچا دے کہ اب تیر میں پورے طور پر لگ گئے ہیں اس لیے کہ اللہ نے سعید کی جگہ ایک ایسے دوسرے سعید کو بھیج دیا ہے جو مخنث نہیں ہے اور قریش سے ہے۔“

سعید بن عمرو کی ہجو:

سعید نے سعید خذینہ کے جس قدر مقرر کردہ عمال تھے انہیں بدستور بحال رکھا۔ ایک شخص نے اپنے فرمان تقرر کو بہت ہی خوش الہانی سے پڑھنا شروع کیا۔ اس پر سعید نے کہا کہ چپ ہو جاؤ جو کچھ تم نے سنا ہے یہ کاتب کی طرف سے ہے امیر اس سے بے تعلق ہے۔ اس بات کے کہنے پر ایک شاعر نے سعید کی ہجو میں یہ شعر کہا:

تبدلنا سعیدا من سعید لجد السوء والقدر المتاح

نفر چھڑا: ”ہماری بدبختی اور بد قسمتی کی وجہ سے ایک سعید کے عوض دوسرا یہ سعید آیا ہے۔“

اس سال عباس بن الولید نے رومیوں سے جہاد کیا اور شہر رسلخ فتح کیا۔ نیز اسی سنہ میں ترکوں نے لان پر غارت گری کی۔
عبدالرحمن بن ضحاک عامل مدینہ و مکہ:

اسی سنہ میں مکہ بھی مدینہ کے ساتھ عبدالرحمن بن ضحاک الفہری کے ماتحت کر دیا گیا۔ عبدالرحمن بن عبداللہ النضری طائف کا عامل مقرر کیا گیا۔ اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا گیا، اور نیز عبدالرحمن بن ضحاک کو حکم دیا گیا کہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور عثمان بن حیان المری کے درمیان صلح کرا دے۔ ان کے باہمی نزاع کا قصہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

امیر حج ابن ضحاک و عمال:

عبدالرحمن بن ضحاک ہی اس سال امیر حج تھا، جو یزید بن حاکمہ کی طرف سے مکہ و مدینہ کا عامل تھا، طائف پر عبدالواحد بن عبد اللہ النضری عامل تھا۔ عمرو بن ہبیرہ عراق و خراسان کے ناظم اعلیٰ تھے اور ان کی طرف سے سعید بن عمرو الحارثی خراسان کا صوبہ دار تھا، قاسم بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود کوفہ کے قاضی تھے، اور عبدالملک بن یعلیٰ بصرہ کے قاضی تھے۔
سعید بن عمرو الحارثی کا امارت خراسان پر تقرر:

اسی سنہ میں عمرو بن ہبیرہ نے سعید بن عمرو الحارثی کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔

ابن ہبیرہ جب عراق کا والی ہوا تو اس نے یزید بن عبدالملک کو ان لوگوں کے نام خط میں لکھے جنہوں نے جنگ عقر میں شجاعت و جوان مردی کا اظہار کیا تھا۔ خط کو پڑھ کر یزید نے کہا کہ ابن ہبیرہ نے حرثی کا ذکر کیوں نہیں کیا اور پھر اسے لکھا کہ حرثی کو خراسان کا عامل مقرر کر دو۔ چنانچہ ابن ہبیرہ نے اس حکم کی تعمیل میں حرثی کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔

حرثی کا خطبہ جہاد:

۱۰۳ھ میں حرثی نے اپنے مقدمۃ الحیش پر مجشر بن مزاحم السلمی کو اپنے آگے روانہ کیا۔ جب حرثی خراسان آیا اس وقت مسلمان دشمن کے مقابلہ پر تھے اور انہیں دشمن کے مقابلہ میں ناکامیابی کا منہ بھی دیکھنا پڑا تھا۔ حرثی نے ان کے سامنے تقریر کی اور جہاد پر براہیختہ کیا اور کہا کہ تم دشمنان اسلام سے محض تعداد اور سامان کی وجہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور اسلام کی عزت کی وجہ سے اس لیے لاقوۃ الا باللہ صرف اللہ ہی کو قوت و طاقت حاصل ہے۔

اہل سفد کا حرثی سے خوف:

اسی سال سعید بن عمرو الحارثی کے خراسان آنے پر اہل سفد اپنے شہروں کو چھوڑ کر فرغانہ چلے گئے اور وہاں کے بادشاہ سے مسلمانوں کے مقابلہ میں امداد کے طالب ہوئے۔

اہل سفد نے سعید خذینہ کی لڑائیوں میں ترکوں کی امداد کی تھی۔ جب حرثی خراسان کا صوبہ دار ہوا تو انہیں اپنی جانوں کا خوف ہوا اور ان کے سرداروں نے اپنے ملک سے چلے جانے کا ادارہ کر لیا۔ مگر ان کے بادشاہ نے کہا کہ تم ایسا نہ کرو، یہیں رہو، گزشتہ سنہین کا خراج حرثی کے پاس لے جاؤ، آئندہ سالوں کی ضمانت دے دو، اور وعدہ کر لو کہ زمینوں کو آباد کریں گے، اور اگر وہ چاہے تو ہم اس

کے ساتھ جہاد میں بھی شریک ہوں گے اپنے گزشتہ طرز عمل کی معذرت کرو اور اپنے ریغمال اس کے حوالے کر دو۔
اہل سفد کی شاہ فرغانہ سے امداد طلبی:

مگر رعایا نے کہا کہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ خوش نہ ہوگا اور نہ ہی ہماری ان باتوں کو قبول کرے گا۔ ہم بخندہ جاتے ہیں اس کے بادشاہ کے پاس پناہ لیں گے اور پھر قاصد کے ذریعہ امیر سے اپنی گزشتہ خطاؤں کی معافی کی درخواست کریں گے اور یہ وعدہ کریں گے کہ اب ہماری جانب سے وہ کوئی ایسی بات نہیں دیکھے گا جو اس کے ناگوار خاطر ہو۔ بادشاہ نے کہا کہ میں بھی تم ہی میں سے ہوں اور جو مشورہ میں نے دیا تھا وہ تمہاری بھلائی کے لیے تھا، مگر ان لوگوں نے بادشاہ کا کہا نہ مانا اور خندہ کی طرف چلے۔ کارزنج۔ کشین۔ بمارکت اور ثابت باشندگان اشتین کو لے کر نکلے۔ فرغانہ کے بادشاہ طاؤ کو لکھا کہ آپ ہماری حفاظت کیجئے اور ہمیں اپنے شہر میں فرد کش کیجئے پہلے تو اس کا ارادہ ہو گیا کہ ایسا ہی کرے مگر پھر اس کی ماں نے کہا کہ ان شیطانوں کو اپنے دار السلطنت میں نہ ٹھہرنے دو۔ اگر ایسا ہی ہے تو کوئی اور قصبہ خالی کر دو تا کہ یہ لوگ اس میں رہیں۔

شاہ فرغانہ کی مشروط اعانت:

بادشاہ نے اس بات کو پسند کیا اور ان سے کہا بھیجا کہ کسی قصبہ کو تم بتاؤ میں اسے تمہارے لیے خالی کر دیتا ہوں اور چالیس دن کی مجھے مہلت دو (بعض راویوں نے بیس روز کی مہلت بیان کی ہے) اور اگر تم چاہو تو میں عصام بن عبد اللہ الباہلی کا درہ تمہارے لیے خالی کر دوں۔ (قتیبہ نے عصام کو ان میں اپنا جانشین بنایا تھا) ان لوگوں نے اس تجویز کو پسند کیا اور بادشاہ سے کہا بھیجا کہ آپ اس درہ کو ہمارے لیے خالی کر دیجئے بادشاہ نے اسے منظور کر لیا مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ جب تک تم لوگ اس درہ میں داخل نہ ہو جاؤ گے تمہارا مجھ پر کوئی حق حفاظت نہیں ہے اور اگر اس درہ میں داخل ہونے سے پہلے عربوں نے تمہیں آ لیا تو میں تمہاری حفاظت کے لیے ان کی مدافعت نہ کروں گا۔ ان لوگوں نے اسے بھی منظور کر لیا اور درہ ان کے لیے خالی کر دیا گیا۔

ابن ہبیرہ کی اہل سفد کو پیشکش:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قبل اس کے کہ یہ لوگ اپنے شہروں کو خیر باد کہیں ابن ہبیرہ نے ان سے کہا تھا کہ تم اپنے شہروں میں رہو جسے تم چاہو تمہارا معاملہ بنا دیا جائے مگر انہوں نے اسے بھی نہ مانا اور خندہ چلے گئے۔

درہ عصام یہ اسفرہ کا جو اس وقت فرغانہ کا ولی عہد تھا رستاق تھا اور فرغانہ کے بادشاہ کا نام بلادیلاڈ ابوانو جو تھا۔

کارزنج کا اہل سفد کو مشورہ:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کارزنج نے ان سے کہا تھا کہ یہ تین باتیں میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں انہیں اختیار کرو اگر ان پر عمل نہ کرو گے تو تباہ ہو جاؤ گے پہلے یہ کہ سعید عرب کا مشہور بہادر ہے اور اس نے اپنے مقدمۃ النجیش پر عبد الرحمن بن عبد اللہ القشیری کو اپنے خاص منتخب شہسواروں کے ساتھ روانہ کیا ہے اس پر شب خون مارو اور قتل کر ڈالو کیونکہ جب حرشی کو اس کے قتل کی اطلاع ملے گی وہ تمہارے خلاف فوج کشی کرنے سے رک جائے گا۔ مگر اس تجویز کو انہوں نے نہ مانا۔

پھر کارزنج نے کہا کہ اچھا یہ کرو کہ دریائے شاش کو عبور کر کے اہل شاش کے پاس چلو اور جو چاہتے ہو اس کی ان سے درخواست کرو اگر وہ مان لیں فہماور نہ سویاب چلے چلو۔ اسے بھی انہوں نے نہ مانا۔ تیسری بات کارزنج نے یہ کہی کہ تو پھر اپنے آپ

کو مسلمانوں کے حوالے کر دو۔

غرض کہ اب کارزنج اور جلیج اہل قی کو لے کر ہار بن ماخون اور ثابت اہل اشنجین کو لے کر چلے۔ اہل بیارکٹ اور اہل سہلسٹ بزماجن کے رئیسوں کے ساتھ ایک ہزار آدمی جن پر سونے کے چٹکے تھے لے کر روانہ ہوئے، دیواشنی اہل بنجیکٹ کو لے کر قلعہ الغیر کی طرف چلا اور کارزنج اور اہل سفد خندہ میں آئے۔

۱۰۴ھ کے واقعات

حرش کی اہل سفد پرفوج کشی:

اسی سنہ میں حرش نے اہل سفد سے جنگ کی اور اس کے اکثر رؤسا کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔ ۱۰۴ھ ہجری میں حرش جہاد کے لیے روانہ ہوا، اس نے دریا کو عبور کر کے فوج کا باقاعدہ معائنہ کیا۔ یہاں سے روانہ ہو کر قصر الریح پر آیا۔ جو دیوسیہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ہے۔ مگر اب تک اس کی فوج اس کے پاس جمع نہ ہوئی تھی۔ مگر حرش نے فوج کو کوچ کا حکم دے دیا۔ اس پر ہلال بن علیم الحظلی نے کہا کہ آپ بہ نسبت امیر ہونے کے وزیر زیادہ اچھے ہوتے ابھی یہیں قیام کیجئے، جنگ سامنے ہے اور باوجودیکہ ابھی کل فوج جمع نہیں ہوئی ہے۔ آپ نے کوچ کا حکم دے دیا۔ حرش نے کہا تو اب میں کیا کروں، ہلال نے کہا کہ کوچ منسوخ کر دیجیے اور قیام کا حکم دے دیجیے۔ حرش نے اسی تجویز پر عمل کیا۔

نیلان کا حرش کو مشورہ:

نیلان بادشاہ فرغانہ کا چچیرا بھائی حرش کے پاس جب کہ حرش معنوں کے خلاف نبرد آزما تھا، آیا اور کہنے لگا کہ اہل سفد خندہ میں فروکش ہیں۔ قبل اس کے کہ وہ درہ میں داخل ہوں آپ ان پر حملہ کر دیجیے کیونکہ اس وقت ہم پر ان کا کوئی حق حفاظت نہیں ہے تا وقتیکہ مدت معہود گزر نہ جائے۔

حرش کا اشروسنہ میں قیام:

حرش نے نیلان کے ہمراہ عبدالرحمن القشیری اور زیاد بن عبدالرحمن القشیری کو ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا، مگر ان کے جاتے اپنے کیے پر نادم ہوا اور کہنے لگا کہ ایک کافر نے آکر مجھ سے یہ سب کچھ بیان کیا مگر معلوم نہیں کہ اس نے سچ کہا یا جھوٹ، اور مجھ واس کے بیان پر میں نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو خطرہ میں ڈال دیا۔ اس خیال کے آتے ہی حرش خود بھی اس جماعت کے پیچھے روانہ ہوا، اشروسنہ میں آکر قیام کیا اور باشندوں سے تھوڑے سے زرتاوان پر صلح کر لی۔

حرش کی خندہ کی جانب پیش قدمی:

حرش رات کا کھانا کھا رہا تھا کہ کسی نے اطلاع دی کہ عطاء الدبوسی حاضر ہیں۔ یہ صاحب بھی قشیری کے ہمراہیوں میں تھے۔ ان کا نام سنتے ہی حرش گھبرا گیا، لقمہ ہاتھ سے گر گیا فوراً عطاء کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ کیا کسی سے تمہاری جنگ ہوئی؟ عطاء نے کہا نہیں۔ حرش نے اس پر خدا کا شکر ادا کیا، اور اطمینان سے کھانے سے فراغت کی۔ عطاء نے حرش سے اپنے آنے کی غرض بیان کی، اور پھر حرش شتاب روی کے ساتھ اپنی منزل مقصود کو روانہ ہو گیا، اور تیسرے دن قشیری سے جا ملا۔

محاصرہ خجندہ:

حشری اس مقام سے روانہ ہو کر خجندہ پہنچا اور فضل بن بسام سے پوچھا کہ اب تمہاری کیا رائے ہے۔ فضل نے کہا کہ میں تو مناسب سمجھتا ہوں کہ فوراً دشمن پر حملہ کر دیا جائے حشری نے اس رائے سے اختلاف کیا اور کہا کہ اگر کوئی شخص زخمی ہوا تو اسے کہاں لے جائیں گے یا کوئی مقتول ہوا تو کس کے پاس لے جائیں گے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ یہاں قیام کر دو جنگ میں ڈھیل دو اور لڑائی کی تیاری کرو۔

حشری نے قیام کر دیا، عمارتیں بنوائیں اور جنگ کی تیاری کرنے لگا، مگر دشمن کے ایک شخص کی بھی صورت نظر نہ آئی، لوگوں نے حشری کو بزدل ٹھہرایا اور کہنے لگے کہ عراق میں تو اس شخص کے حسن تدبیر اور شجاعت کا چرچا تھا مگر خراسان آ کر بالکل بزدل ہو گیا۔ اہل سعد کی حشری سے امان طلبی:

ایک دن ایک عرب نے خجندہ کے پھانک کو گرز کی ضربوں سے توڑ کر کھول دیا۔ اہل خجندہ نے یہ ترکیب کی تھی کہ شہر کے اگلے دروازہ کے نیچے چھتہ میں ایک خندق کھود کر اسے سرکنڈوں سے پاٹ کر اس پر مٹی بچھا دی تھی تاکہ اگر انہیں شکست ہو تو وہ معلوم راستہ سے پسپا ہو کر شہر کے اندر چلے جائیں گے اور مسلمان لاعلمی میں اس خندق میں گر پڑیں گے مگر یہ تدبیر انہیں پرالٹی پڑی کہ جب کفار نے شہر سے نکل کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور شکست کھا کر پسپا ہوئے تو راستہ بھول گئے اور اسی خندق میں گر پڑے۔ چالیس آدمی اس خندق سے نکالے گئے جن پر دو دوزر ہیں تھیں، حشری نے کفار کا محاصرہ کر لیا۔ محنتیں نصب کر دیں۔ محصورین نے بادشاہ فرغانہ کے پاس پیام بھیجا کہ تم نے ہمارے ساتھ بے وفائی کی اور اب تم ہماری مدد کرو بادشاہ نے جواب دیا کہ نہ میں نے تمہیں دھوکا دیا اور نہ تمہاری امداد کروں گا۔ تم خود ہی اپنی خبر گیری کرو، کیونکہ مدت معہود سے پہلے عربوں نے تم پر حملہ کر دیا ہے اور تم میری پناہ میں نہیں۔ کفار جب ان کی امداد سے مایوس ہو گئے تو صلح کے خواہاں ہوئے اور امان کے خواستگار اور یہ بھی درخواست کی کہ ہمیں سعد واپس کر دیا جائے۔

حشری اور ترکوں میں مصالحت:

حشری نے ان پر یہ شرائط عائد کیے کہ عربوں کی جو عورتیں اور بچے تمہارے پاس ہیں انہیں واپس کر دو اور تمام وہ زرخراج جو اب تک تم نے ادا نہیں کیا ہے ادا کرو، کسی شخص پر دھوکہ سے حملہ نہ کرو اور تم میں سے کوئی شخص خجندہ میں نہ رہے۔ اگر اس کے بعد کوئی بات تمہاری طرف سے خلاف معاہدہ ہوگی تو تمہارے خون ہمارے لیے حلال ہو جائیں گے، کفار اور مسلمانوں کے درمیان صلح کے مراتب طے کرنے کے لیے موسیٰ بن مشکان آل بسام کا آزاد غلام سفیر تھا۔ کارزنخ نے موسیٰ سے آ کر کہا کہ میں ایک بات آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس میں آپ میری سفارش فرمائیں۔ موسیٰ نے پوچھا کیا؟ کارزنخ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اگر ان لوگوں میں سے کوئی شخص کسی خطا کا صلح کے بعد ارتکاب کرے تو آپ اس کا مجھے ذمہ دار نہ ٹھہرائیے گا۔ اس پر حشری نے کہا کہ میری بھی آپ سے ایک خواہش ہے اسے آپ پورا کریں، کارزنخ نے کہا کہ فرمائیے، حشری نے کہا کہ میرے شرائط میں آپ کوئی ایسی بات میرے سامنے پیش نہ کریں جسے میں ناپسند کروں۔

غرض کہ اب صلح ہو گئی اور شہر کے شرق کی جانب سے ان کے رؤساء اور تجار باہر نکالے گئے البتہ خجندہ کے اصلی باشندوں کو ان

کے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ کارزنخ نے حرشی سے پوچھا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں، حرشی نے کہا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ ہماری فوج تم پر دست درازی نہ کرے۔

ثابت الاشتمنی کا قتل:

کفار کے تمام بڑے بڑے رئیس مسلمانوں کے لشکرگاہ میں حرشی کے پاس تھے اور اپنے اپنے درجہ اور فوج کے اعتبار سے علیحدہ علیحدہ فروکش تھے۔ البتہ کارزنخ ایوب بن ابی حسان کے پاس مقیم تھا۔ حرشی کو اطلاع ملی کہ کفار نے ان عورتوں میں سے جو ان کے پاس تھیں ایک عورت کو قتل کر ڈالا ہے۔ اس نے ان کے سرداروں سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ثابت الاشتمنی نے ایک عورت کو قتل کر کے دیوار میں دفن کر دیا ہے۔ سب نے اس واقعہ سے انکار کر دیا۔ حرشی نے فحشہ کے قاضی کو تحقیقات کا حکم دیا۔ انہوں نے جا کر دیکھا تو واقعی عورت کی لاش ملی۔ حرشی نے ثابت کو اپنے دربار میں حاضری کا حکم دیا۔ یہ سنتے ہی کارزنخ نے اپنے ایک غلام کو حکم دیا کہ خیمہ کے دروازہ پر جا کر کھڑا ہو اور جو واقعہ گزرے اس کی اطلاع دے۔ حرشی نے ثابت اور دوسرے لوگوں سے اس مقتولہ عورت کے متعلق دریافت کیا۔ ثابت نے بالکل انکار کیا۔ مگر حرشی کو یقین ہو گیا کہ اسی نے اسے قتل کیا ہے۔ اس کی پاداش میں حرشی نے ثابت کو قتل کر ڈالا۔ کارزنخ کے غلام نے آکر کارزنخ سے ثابت کے قتل کی خبر دی۔ یہ سن کر کارزنخ نے اپنی ڈاڑھی پکڑ لی اور دانتوں سے کانٹے لگا، اور دل میں ڈرا کہ حرشی اب سب کو قتل کر دے گا۔ ایوب سے کہا کہ میں تمہارا مہمان اور دوست ہوں یہ تمہارے لیے مناسب نہیں کہ تمہارا دوست پھٹے پرانے کپڑوں میں قتل کیا جائے۔ ایوب نے کہا کہ یہ میرے کپڑے حاضر ہیں انہیں لے لو۔ کارزنخ نے کہا یہ بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ تمہارے کپڑے پہنے ہوئے قتل کیا جاؤں، میرے بھتیجے جلج کے پاس اپنا غلام بھیج دو کہ وہ نئے کپڑے میرے لیے لے آئے۔

جلج کا قتل:

واقعہ یہ تھا کہ کارزنخ نے اپنے بھتیجے سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جب میں تم سے کپڑے منگوؤں تم سمجھ لینا کہ اب میں قتل کر دیا جاؤں گا۔

جلج نے کپڑے بھیج کر سبز فرندہ کا تھان نکلوایا۔ اس کی پٹیاں کاٹیں اور انہیں اپنے خدام کے سروں پر باندھا اور ان سب کو لے کر نکلا۔ مسلمان سامنے آئے، بہتوں کو اس نے شہید کر ڈالا، یحییٰ بن حصین کے پاس پہنچا، اس کے پاؤں پر تلوار کا وار کیا، جس کی وجہ سے یحییٰ ہمیشہ لنگ کرنے لگا، اہل لشکر میں اس جماعت نے ایک ہلچل ڈال دی اور ان کا بہت سا نقصان کیا ہوتے ہوتے جلج کا ایک تنگ مقام میں ثابت بن عثمان بن مسعود سے مقابلہ ہوا، ثابت نے اسے عثمان بن مسعود کی تلوار سے قتل کر ڈالا۔

مسلمان قیدیوں کی شہادت:

اہل سفد کے پاس جو مسلمان قیدی تھے ان میں سے انہوں نے ایک سو پچاس شہید کر ڈالے (بعض راویوں نے چالیس بیان کیے ہیں) ان کے ایک غلام نے بھاگ کر حرشی کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اس سے آکر سارا ماجرا بیان کیا۔ حرشی نے رواساء سفد سے دریافت کیا ان سب نے انکار کیا، اس پر حرشی نے ایک شخص جو ان کی حالت سے بخوبی واقف تھا دریافت حال کے لیے بھیجا۔ اس نے اس واقعہ کی تصدیق کی۔ اس پر حرشی نے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا۔ البتہ تاجران

سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ چار سو تاجرتھے اور ان کے پاس کثیر مقدار میں مال و اسباب تھا جو وہ چین سے لائے تھے۔
اہل سفد کا قتل عام:

بتھیار نہ ہونے کی وجہ سے اہل سفد نے ڈنڈوں اور لکڑیوں سے مسلمانوں کی مزاحمت کی مگر سب کے سب مارے گئے۔ دوسرے دن حرشی نے دوسرے کاشنکاروں کو بلوایا۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ ان کے اور ساتھیوں نے کیا حرکت کی ہے۔ ہر شخص کی گردن میں داغ دیا جاتا تھا۔ مسلمان ایک فسیل سے دوسری فسیل تک اسے لے جاتے اور قتل کر دیتے ان کی تعداد تین ہزار تھی۔ بعض راویوں نے سات ہزار بیان کی ہے۔

مال غنیمت کی تقسیم:

حرشی نے جریر بن ہیمان حسن بن ابی العمرطہ اور یزید بن ابی زینت کو بھیجا کہ تاجروں کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیں۔ یہ تاجر اور دشمنوں سے علیحدہ ہو گئے تھے اور انہوں نے مسلمانوں سے لڑنے سے انکار کر دیا تھا۔ حرشی نے سفد کے تمام مال و متاع عورتوں اور بچوں پر قبضہ کر لیا۔ ان میں سے جو چیز اسے پسند آئی پہلے خود لے لیے پھر مسلم بن بدیل العدوی عدی الرباب کو بلا کر حکم دیا کہ اس مال کی تقسیم تمہارے سپرد کی جاتی ہے۔ مسلم نے کہا کہ آپ اب مجھے یہ کام سپرد کرتے ہیں جب کہ ایک رات کامل آپ کے کارندے اس میں عمل دخل کر چکے ہیں۔ یہ کام کسی اور کے سپرد کیجیے۔

حرشی نے عبید اللہ بن زہیر بن حیان العدوی کو مقرر کیا، انہوں نے فہس نکال کر بقیہ مال غنیمت کو تقسیم کر دیا۔ حرشی نے اس واقعہ کی ساری کیفیت براہ راست یزید بن عبدالملک کو لکھ بھیجی، اور عمر بن ہبیرہ کو نہ لکھی، یہ واقعہ بھی منجملہ اور باتوں کے ہے جن کی وجہ سے عمر بن ہبیرہ حرشی کا مخالف ہوا۔

ثابت بن قطنہ کے اشعار:

ثابت قطنہ نے اپنے ان دو شعروں میں اہل سفد کے ان بڑے بڑے سرداروں کا ذکر کیا ہے جو اس واقعہ میں قتل ہوئے:

اقر العین مصرع کا رزنج و کشین و مالا قی بیار

و دیواشنی و مالا قی جلنج بحصن ححنده اذ دمر و فباروا

ترجمہ: ”کار رزنج کشین بمیار دیواشنی اور جلنج کی موت نے جو قلعہ خندہ میں ہوئی جب کہ وہ تباہ اور ہلاک ہو گئے، میری آنکھ کو ٹھنڈا کر دیا۔“

بیان کیا جاتا ہے کہ دیواشنی اصل میں ایک سمرقند کا رئیس تھا، اس کا نام دیواشن تھا، دیواشنی اس کا معرب بنا لیا گیا ہے۔

علیاء بن احمر:

بیان کیا گیا ہے کہ خندہ کے مال غنیمت پر قبضہ کر لینے کے لیے علیاء بن احمر لیشکری مقرر تھا، ایک شخص نے اس سے دو درہموں کو ایک چمڑے کی تھیلی خریدی، اور اس شخص نے اس میں سونے کی سلاخیں پائیں۔ وہ واپس آیا، ڈاڑھی پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ اسے آشوب چشم ہے۔ اس نے تھیلی واپس کر دی، اپنے دو درہم واپس لے لیے، جب اس کی تلاش کی گئی تو اس کا پتہ نہ چلا۔

دیواشنی کا محاصرہ:

حشری نے سلیمان بن ابی السری بنی عوفہ کے آزاد غلام کو ایک ایسے قلعہ کی طرف روانہ کیا جس کے صرف ایک سمت سے دریائے سفد بہتا تھا۔ سلیمان کے ساتھ شوکر بن حمیک خوارزم شاہ، عورم رئیس آخرون اور شومان تھے۔ سلیمان نے اپنے مقدمہ الحیش پر مسیب بن بشر الریاحی کو روانہ کیا۔ کفار نے قلعہ سے باہر ایک فرسخ کے فاصلہ پر کوم نام ایک موضع میں مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ مسیب نے انہیں شکست دے کر قلعہ میں واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ سلیمان نے اس قلعہ اور اس کے رئیس کا جس کا نام دیواشنی کہا جاتا ہے محاصرہ کر لیا۔

حشری کی دیواشنی سے مصالحت:

حشری نے سلیمان کو لکھا کہ اگر لکھو تو کچھ فوج امداد کے لیے بھیج دی جائے، سلیمان نے لکھا کہ ہم دشمن سے ایک تنگ حلقہ میں نہر آ رہے ہیں۔ جہاں زیادہ فوج کی ضرورت نہیں۔ آپ کس جانیے اور ہم ان شاء اللہ خدا کی حفاظت اور نگرانی میں ہیں۔ دیواشنی نے درخواست کی کہ میں اپنے آپ کو حشری کے حکم پر حوالے کرتا ہوں۔ مجھے مسیب کے ساتھ حشری کے پاس بھیج دو۔ سلیمان نے ایسا ہی کیا اور دیواشنی کو سعید الحشری کے پاس بھیج دیا۔ سعید نے دکھلاوے کے لیے اس کی بہت خاطر مدارات کی اور عنایت و مہربانی سے پیش آیا۔ اس کے جانے کے بعد قلعہ والوں نے اس شرط پر صلح کی درخواست کی کہ ان کے سو خاندان والے آدمیوں کو منع ان کے جو روپوں کے چھوڑ دیا جائے تو وہ قلعہ مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔ سلیمان نے حشری کو لکھا کہ بعض معتمد علیہ دیانتدار لوگوں کو بھیج دیئے تاکہ وہ قلعہ کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیں۔ حشری نے محمد بن عزیز الکندی علیاء بن احمر الیشکری کو اس غرض سے بھیج دیا۔ ان دونوں نے تمام مال غنیمت کو ہراج کر دیا۔ اور خس لے کر باقی مال فوج پر تقسیم کر دیا۔

اہل کس کی اطاعت:

حشری کس آیا۔ اہل کس نے دس ہزار اس پر صلح کر لی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کس کے رئیس نے جس کا نام دیک تھا، چھ ہزار اس پر صلح کر لی اور ادائی کے لیے چالیس دن کی مہلت لی اس شرط پر کہ حشری اب اس پر حملہ نہ کریں۔ کس سے فارغ ہونے کے بعد حشری نے ربیع بن کارخ کیا۔ دیواشنی کو قتل کر کے اسے ایک دھمہ پر رسول پر لٹکا دیا اور اعلان کر دیا کہ اگر یہ اپنی جگہ نہ پایا گیا تو تمام باشندوں کے سو کوڑے لگائے جائیں گے۔

سورہ بن الحر کی برطرفی:

حشری نے نصر بن سيار کو کس کے تاوان کو وصول کرنے کے لیے متعین کیا۔ پھر سورہ بن الحر کو موقوف کر کے اس کی جگہ نصر بن سيار کو حکم مقرر کیا اور سلیمان بن ابی السری کو کس اور نسف کا فوجی اور ملکی عامل مقرر کیا۔ حشری نے دیواشنی کے سر کو عراق بھیج دیا اور اس کا بایاں ہاتھ سلیمان بن ابی السری کے پاس ملخارستان بھیج دیا۔

قلعہ خزار کی تسخیر:

قلعہ خزار بہت ہی بلند اور ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ مجشر بن مزاحم نے سعید بن عمرو الحشری سے کہا کہ میں آپ کو ایسا شخص بتاتا

ہوں جو بغیر لڑے بھڑے اس قلعہ کو فتح کر لے۔ سعید نے کہا: ہاں! ضرور بتائیے۔ بختر نے سر بل الخریث بن راشد الناجی کا نام لیا۔ سعید نے اسے خزاں بھیج دیا۔ سر بل بادشاہ خزاں کا جس کا نام سبقری تھا دوست تھا۔ وہاں کے تمام لوگ سر بل سے محبت کرتے تھے۔ سر بل نے بادشاہ سے جا کر جو کچھ سعید نے اہل نجدہ کے ساتھ کیا تھا بیان کیا اور اسے سعید کی طرف سے ڈرایا۔ بادشاہ نے کہا پھر تمہاری کیا رائے ہے۔ سر بل نے کہا کہ امان لے کر اپنے دوست سعید کے والدہ کو بادشاہ نے کہا مگر میں اپنی رعایا کے ساتھ کیا کروں۔ سر بل نے کہا انہیں بھی اپنے عبد امان میں شریک کر لو۔ چنانچہ بادشاہ نے مسلمانوں سے صلح کی درخواست کی، مسلمانوں نے اسے اور اس کے شہروں کو وعدہ امان دے دیا۔

سبقری کا قتل:

اب حشری مرو آیا۔ اس کے ساتھ سبقری بھی تھا جب آسنان آیا تو یہاں سے اس نے مہاجر بن یزید الحشری کو اپنے آگے روانہ کیا اس ہدایت کے ساتھ کہ ابن کشانیشاہ کا گھوڑا لے کر مجھ سے ملے اور پھر اس مقام پر حشری نے سبقری کو قتل کر ڈالا اور سولی پر لٹکا دیا، باوجودیکہ اس کے ساتھ عبد نامہ صلح تھا جس میں وعدہ امان کیا گیا تھا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمیندار کا نام ابن ماجر تھا۔ ابن ہبیرہ کے پاس آیا تھا۔ اور اس نے اہل سفد کے لیے وعدہ امان لے لیا تھا۔ مگر حشری نے اسے قہنہ زمرہ میں قید کر دیا اور جب مرو آیا تو اسے سامنے بلا کر قتل کر دیا اور میدان میں اسے سولی پر لٹکا دیا۔

حضرت فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہما کی ابن الضحاک کے خلاف شکایت:

اس سنہ میں یزید بن عبد الملک نے عبد الرحمن بن الضحاک بن قیس الفہری کو مدینہ اور مکہ کی ولایت سے برطرف کر دیا۔ یہ اس سنہ کے نصف ماہ ربیع الاول کا واقعہ ہے، عبد الرحمن مدینہ پر تین سال سے عامل تھا۔ اور نیز اسی سنہ میں یزید نے عبد الواحد الضری کو مدینہ کا عامل مقرر کیا۔

عبد الرحمن بن الضحاک بن قیس الفہری نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی فاطمہ کو نکاح کا پیام دیا۔ آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نکاح ہی نہیں کرنا چاہتی اور میں تو اب اپنے ان بیٹوں پر بیٹھی ہوئی ہوں۔ اور اب آپ اس سے بچتی تھیں اور اس خوف کی وجہ سے جو انہیں ان کی جانب سے پیدا ہو گیا۔ اس کے سامنے آنے کو برا سمجھتی تھیں، مگر عبد الرحمن آپ سے برابر اصرار کرتا رہا اور یہ دھمکی بھی دی کہ اگر تم ایسا نہ کرو گی تو میں تمہارے بڑے بیٹے کو شراب نوشی کے الزام میں کوڑے لگواؤں گا (بڑے بیٹے سے مراد عبد اللہ بن حسن ہیں) یہ سلسلہ جاری تھا کہ اس زمانہ میں ابن ہرمز ایک شامی مدینہ کے دفتر کا میر نشی تھا یزید بن عبد الملک نے اسے لکھا کہ میرے پاس آ کر حساب پیش کرو اور دفتر عبد الرحمن کے سپرد کرو۔ ابن ہرمز فاطمہ سے رخصت ہونے کے لیے گیا اور پوچھا کہ اگر کوئی ضرورت ہو تو فرمائیے۔ آپ نے کہا کہ ابن الضحاک جس طرح مجھ سے پیش آیا ہے اور جو بات مجھ سے چاہتا ہے اس کی اطلاع امیر المومنین کو کر دینا۔ اس کے علاوہ آپ نے ایک قاصد بھی یزید کے پاس اپنا خط دے کر بھیجا جس میں اپنی قربت اور رشتہ داری کا ذکر کرنے کے بعد آپ نے لکھا تھا کہ ابن الضحاک مجھ سے اس قسم کی خواہش رکھتا ہے اور اس بنا پر اس نے مجھے یہ دھمکی دی ہے۔

یزید بن عبدالملک اور ابن ہرمز:

ابن ہرمز اور یہ قاصد دونوں ایک ساتھ یزید کے دربار میں پہنچے۔ ابن ہرمز یزید کے سامنے گیا، یزید نے اس سے مدینہ کی حالت پوچھی اور کہا کوئی اور عجیب خبر بھی ہے؟ ابن ہرمز نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے واقعہ کا تذکرہ نہیں کیا کہ اتنے میں حاجب نے عرض کی کہ فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا کا قاصد دروازہ پر حاضر ہے۔ اب ابن ہرمز نے امیر المومنین سے عرض کی کہ جناب والا جس روز میں مدینہ سے روانہ ہوا تھا فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا نے مجھے ایک پیام آپ کے نام دیا تھا اور وہ یہ ہے۔ یہ سنتے ہی یزید مسند خلافت سے اتر آیا اور کہنے لگا خدا تمہارا برا کرے کیا میں نے تم سے سوال نہیں کیا تھا کہ کوئی اور عجوبہ خبر ہو تو بیان کرو مگر تم نے بیان نہیں کی۔ ابن ہرمز نے کہا۔ جناب والا معاف فرمائیں میں بھول گیا تھا۔

قاصد حضرت فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہ کی باریابی:

یزید نے قاصد کو اندر آنے کی اجازت دی، قاصد سامنے آیا۔ یزید نے خط لے لیا اور خود پڑھا۔ اس وقت اس کے ہاتھ میں ایک بید تھا اسے زمین پر مارتا جاتا تھا اور کہتا تھا، اللہ اکبر، ابن الضحاک اور یہ جرأت۔ کیا کوئی ایسا شخص ہے کہ وہ اسے ایسی سخت سزا دے کہ اس کے چیخنے کی آواز میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا سن لوں۔ لوگوں نے عبدالواحد بن عبداللہ بن بشر انصاری کا نام لیا۔ عبدالرحمن بن ضحاک کی معزولی:

یزید نے کاغذ منگوا لیا اور اپنے ہاتھ سے عبدالواحد کو لکھا جو اس وقت طائف میں تھا۔ ”سلام علیک! اما بعد۔ میں نے تمہیں مدینہ کا والی مقرر کر دیا۔ جس وقت تمہیں میرا یہ خط ملے تم اسی وقت ابن الضحاک کو معزول کر دو اور چالیس ہزار دینار اس پر جرمانہ عائد کرو، اور اسے ایسی سخت تکلیف اور سزا دو کہ میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا اس کی آواز سن لوں۔“

پہرے رساں خط لے کر مدینہ آیا البتہ ابن الضحاک کے پاس نہیں گیا۔ مگر ابن الضحاک کے دل میں خطرہ پیدا ہو گیا تھا اس نے پہرے رساں کو بلوایا اپنی مسند کا ایک کونہ ہٹا کر بتایا تو وہاں ایک ہزار دینار رکھے ہوئے تھے۔ ابن الضحاک نے اس سے کہا کہ اگر تم وہ بات مجھے بتا دو جس کے لیے بھیجے گئے ہو تو میں تمہیں یہ ایک ہزار دینار دوں گا اور یہ بھی حتمی وعدہ کرتا ہوں کہ کسی شخص سے اس کا ذکر نہ کروں گا۔ ابن ضحاک کی مسلمہ بن عبدالملک سے درخواست امان:

پہرے رساں نے ابن الضحاک کو اپنے آنے کی غرض بتا دی۔ ابن الضحاک نے پہرے رساں کو تین دن تک اس لیے ٹھہرایا کہ وہ مدینہ سے چلا جائے۔ پہرے رساں ٹھہر گیا۔ پھر ابن الضحاک مدینہ سے روانہ ہوا، تیز رفتاری سے منزلیں طے کرتا ہوا مسلمہ بن عبدالملک کے پاس پہنچا۔ اور کہا کہ میں آپ کی حمایت میں ہوں آپ میری مدد کیجیے۔ مسلمہ دوسرے دن یزید کے پاس گیا۔ ادھر ادھر کی میٹھی میٹھی باتیں کرنے کے بعد عرض پر داز ہوا کہ میں ایک غرض لے کر حاضر ہوا ہوں۔ یزید نے کہا ابن الضحاک کے علاوہ تمہاری ہر درخواست مجھے منظور ہے۔ مسلمہ نے کہا مجھے ابن الضحاک ہی کے بارہ میں عرض کرنا تھا۔ یزید نے کہا اس نے ایسی ناشائستہ بات کی ہے کہ میں اسے کبھی معاف نہیں کر سکتا۔

عبدالرحمن بن ضحاک کا انجام:

یزید نے اسے انصاری کے پاس مدینہ بھیج دیا۔ عبداللہ بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے اسے مدینہ میں اس حالت میں دیکھا کہ پشیمین

کا جب پہننے لوگوں سے بھیک مانگتا پھرتا تھا۔ نصری نے اس پر طرح طرح کی سختیاں کی تھیں اور اس کا بہت ہی برا حال ہو گیا تھا۔
نصف ماہ شوال ۱۰۲ھ بروز شنبہ نصری مدینہ آیا۔

امام زہری رضی اللہ عنہ کا ابن ضحاک کے متعلق بیان :

امام زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن الضحاک سے کہا تھا کہ تم اپنی قوم کے مقابلہ میں جرأت کرتے ہو۔ حالانکہ وہ ایسی بات کو جو ان کے طرز عمل کے خلاف ہو برا سمجھتے ہیں 'لہذا تم اجماع امت کی پیروی کو اپنے اوپر لازم کر لو اور قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ سے مشورہ لے لیا کرو۔ کیونکہ یہ دونوں بزرگ ایسے ہیں جو تمہیں ٹھیک راستہ سے نہ بھٹکنے دیں گے۔ مگر امام زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: 'اس شخص نے اس مشورہ سے ذرا سا بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ تمام انصار سے دشمنی پیدا کر لی۔ ایک بالکل جھوٹے الزام کی بنا پر ابوبکر بن حزم کو محض ظلم و زیادتی کی وجہ سے پٹوایا۔ چنانچہ انصار کا کوئی شاعر ایسا نہ بچا جس نے اس کی جو نہ کہی ہو۔ اور نہ کوئی نیک شخص بچا جس نے اسے برا بھلا نہ کہا ہو۔ ہشام کے دور خلافت میں میں نے اسے نہایت ذلیل و خوار حالت میں دیکھا تھا۔ اس کی جگہ عبدالواحد بن عبداللہ بن بشر مدینہ کا والی مقرر ہوا۔ اس نے مدینہ میں ایسی عمدہ حکومت کی کہ کسی شخص نے اس سے پہلے نہیں کی تھی۔ اور جس قدر مدینہ والے اسے محبوب رکھتے تھے اس سے پہلے کسی کو انہوں نے ایسا نہ سمجھا تھا۔ ہمیشہ نیکی کے راستہ پر چلتا تھا اور بغیر قاسم اور سالم سے مشورہ کیے کوئی کام نہیں کرتا تھا'۔

بلخچ کے قلعوں کی تسخیر :

اس سال جراح بن عبدالحکم آرمینیا اور آذربائیجان کے عامل نے ترکوں کے علاقہ پر جہاد کیا، قلعہ بلخچ اس کے ہاتھوں مسخر ہوا۔ اس نے ترکوں کو شکست دی اور انہیں اور ان کے متعلقین کو پانی میں غرض کر دیا۔ بہت سے لوٹڈی غلام قید کیے اور وہ قلعے بھی جو بلخچ کے قریب تھے اس نے فتح کر لیے اور ان کے باشندوں کو جلاوطن کر دیا۔
ابوالعباس کی پیدائش :

اسی سنہ میں ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی ربیع الاول کے مہینہ میں پیدا ہوا، اسی سنہ میں ابو محمد الصادق اور ان کے چند خراسان کے دوست محمد بن علی کے پاس آئے ابوالعباس اس ملاقات سے پندرہ روز پہلے پیدا ہو چکا تھا۔ محمد بن علی ایک خرقہ میں ابوالعباس کو ان کے پاس لائے اور کہا بخدا اس کام کو یہ لڑکا پورا کرے گا، یہاں تک کہ تم اپنے دشمنوں سے اپنا بدلہ لے لو گے۔ اسی سنہ میں عمرو بن ہبیرہ نے سعید بن عمرو الحارثی کو خراسان کی صوبہ داری سے موقوف کر دیا۔ اور اسی کی جگہ مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعة الکلابی کو مقرر کیا۔

حارثی کے خلاف تحقیقات :

عمرو بن ہبیرہ نے سعید کو حکم دیا تھا کہ دیوانہ کو چھوڑ دو مگر اس نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس بنا پر عمرو سعید سے ناراض ہو گیا۔ علاوہ بریں سعید ابن ہبیرہ کے حکم کی پروا نہیں کرتا تھا۔ جب کوئی قاصد یا پھر رساں عراق سے آتا تو اس سے پوچھتا کہ اے ابوالہشٹی کیسا ہے اور اپنے کاتب سے جب کوئی خط لکھواتا تو کہتا لکھو ابوالہشٹی کو اور یہ نہ کہتا کہ امیر کو لکھو۔ اور اکثر کہا کرتا 'ابوالہشٹی نے کہا اور ابوالہشٹی نے کہا'۔ ابن ہبیرہ کو ان واقعات کا علم ہوا اس نے جمیل بن عمران کو بلا کر کہا کہ مجھے حارثی کی کچھ باتیں معلوم ہوئی ہیں تم ان کی

تحقیقات کے لیے خراسان جاؤ اور ظاہریہ کرنا کہ دفاتر کی تنقیح کے لیے آئے ہو اور پھر آ کر مجھ سے اصل حقیقت بیان کرو۔
حشری کی معزولی:

جیل خراسان آیا۔ حشری نے اس سے پوچھا کہ ابوالہشبی کو تم نے کس حال میں چھوڑا جیل دفاتر کی تنقیح کرنے لگا۔ مگر حشری سے کسی نے کہا کہ دفاتر کی تنقیح کے لیے نہیں آیا ہے۔ بلکہ اصل میں وہ تمہاری حالت دریافت کرنے آیا ہے۔ حشری نے غر بوزہ مسموم کر کے جیل کو تحفہ بھیجا۔ جیل نے اسے کھایا اور پیار پڑ گیا اس کے سارے بال گر پڑے۔ جیل ابن ہبیرہ کے پاس واپس چلا آیا اس کا علاج کیا گیا اور وہ اچھا ہو گیا۔ جیل نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ صورت حال اس سے زیادہ نازک ہے جتنا کہ آپ کو معلوم ہوئی ہے حشری تو آپ کو اپنا ایک عامل سمجھتا ہے یہ سنتے ہی ابن ہبیرہ حشری پر برہم ہوا اور اسے برطرف کر دیا اور اسے سخت تکلیفیں دیں اور اس کے پیٹ میں چوئیاں بھر دیں۔

حشری پر عتاب:

حشری نے اپنی معزولی کے وقت کہا تھا کہ اگر عمرو نے آنکھ میں لگانے کے لیے بھی ایک درہم مجھ سے طلب کیا تو میں ہرگز نہ دوں گا، مگر جب اسے طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں۔ تو جرمانہ ادا کر دیا۔ اس پر ایک شخص نے اس سے کہا کہ تمہارا تو یہ دعویٰ تھا کہ تم اسے ایک درہم بھی نہ دو گے۔ حشری نے کہا کہ اب تم اس بات پر مجھے طعنہ نہ دو۔ جب مجھ پر سختیاں کی گئیں تو میں گھبرا گیا۔
حشری کی برطرفی کی وجہ:

علی بن محمد لکھتے ہیں کہ ابن ہبیرہ حشری سے اس لیے ناراضی ہوا تھا کہ اس نے معقل بن عروہ کو ہرات کامل بنا کر یا کسی اور کام کے لیے بھیجا۔ معقل حشری سے ملے بغیر سید ہرات آیا۔ مگر جس کام کے لیے ہرات آیا تھا اس کام کو وہ اس لیے پورا نہ کر سکا کہ کسی نے اس کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ معقل نے حشری کو اس کی شکایت لکھی۔ حشری نے اپنے عامل ہرات جانے سے پیشتر تم کیوں میرے پاس نہ آئے۔ معقل نے کہا کہ میں ابن ہبیرہ کا عامل ہوں اس نے مجھے عامل مقرر کیا ہے جس طرح کہ اس نے تمہیں عامل مقرر کیا۔ حشری نے اس کے دوسو کوڑے لگوائے اور اس کا سر منڈوا ڈالا۔ اس بنا پر ابن ہبیرہ نے حشری کو موقوف کر دیا اور اس کی جگہ مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اور حشری کو ایک خط میں گالیاں دیں کہ تو بد بو والی عورت کا بیٹا ہے۔ خط پڑھ کر سعید نے کہا کہ خود وہ بد بو والی عورت کا بیٹا ہے۔

حشری کی معقل کو حوالگی:

ابن ہبیرہ نے مسلم کو لکھا کہ معقل بن عروہ کے ہمراہ حشری کو میرے پاس بھیج دو۔ ابن ہبیرہ نے حشری کو معقل کے حوالے کر دیا۔ معقل اس کے ساتھ بد سلوکی اور سختی کرنے لگا۔ ایک دن ابن ہبیرہ نے معقل کو حشری کے متعلق حکم دیا، معقل نے اسے خوب زدو کوب کیا، ابن ہبیرہ نے اس سے کہا کہ اسی طرح اسے تکلیفیں دیتے دیتے مار ڈالو۔ رات کو ابن ہبیرہ نے قصہ کہانی سننا شروع کیا اور درباریوں سے پوچھا کہ قیس کا سردار کون ہے سب نے کہا خود امیر ابن ہبیرہ نے کہا تم غلط کہتے ہو۔ اس خیال کو چھوڑ دو قیس کا سردار کوثر بن زفر ہے اگر وہ کسی رات میں بگل بجائے تو میں ہزار قیس کے جو انمرد فوراً اس کی دعوت پر لبیک کہیں گے اور یہ بھی نہ پوچھیں گے کہ آپ نے ہمیں کیوں بلایا ہے اور یہ گدھا جو قید میں ہے اور جس کے قتل کا میں نے حکم دیا ہے یہ قیس کا شہسوار اور بہادر

ہے۔ البتہ شاید میں خیر سگال کہا نے کا مستحق ہوں گا کیونکہ جب کبھی کوئی بات مجھ سے ایسی کہی گئی ہے جس میں ان کا نفع ہوتا ہو اور اسے میں کر بھی سکتا ہوں تو میں نے اس کے کرنے میں کبھی دریغ نہیں کیا۔ اس پر بنی فزارہ کے ایک اعرابی نے کہا کہ آپ ایسے نہیں ہیں جیسا کہ آپ دعویٰ کر رہے ہیں اگر ایسے ہی ہوتے تو کبھی قیس کے بہادر ترین آدمی کے قتل کا حکم نہ دیتے۔ یہ سنتے ہی ابن ہبیرہ نے معقل سے کہا ابھیجا کہ مناسب یہ ہے کہ جو حکم میں نے تمہیں دیا تھا اب اس پر عمل نہ کرو۔

ابن ہبیرہ اور حرشی:

پھر ایک وہ زمانہ آیا جب کہ ابن ہبیرہ نے راہ فرار اختیار کی اور خالد نے سعید بن عمرو والحارثی کو اس کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ابن ہبیرہ ایک مقام سے کشتی میں بیٹھ کر دریائے فرات کو عبور کر رہا تھا کہ حرشی نے اسے آلیا۔ کشتی کے صدر میں ابن ہبیرہ کا غلام قعیص بیٹھا ہوا تھا، حرشی نے اسے پہچان لیا اور پوچھا کہ تم قعیص ہو؟ قعیص نے کہا جی ہاں! حرشی نے پوچھا کیا کشتی میں ابوالہشٹی ہے؟ غلام نے کہا جی ہاں! ہیں۔ اب خود ابن ہبیرہ حرشی کے پاس آیا۔ حرشی نے اس سے پوچھا تم میرے متعلق کیا خیال کرتے ہو۔ ابن ہبیرہ نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ اپنے ایک ہم قوم کو ایک قریش کے حوالہ نہ کریں گے۔ حرشی نے کہا ہاں یہی ہے ابن ہبیرہ نے کہا تو بس اب میرے لیے سلامتی ہے۔

ابن ہبیرہ سے حرشی کے متعلق معقل کی گفتگو:

جب ابن ہبیرہ نے حرشی کو قید کر دیا تو معقل بن عروۃ القشیری ابن ہبیرہ کے پاس گیا اور عرض پر داز ہوا کہ جناب والا نے قیس کے بہادر ترین شخص کو قید کیا۔ اس کی رسوائی اور تذلیل کی۔ اگرچہ میں خود بھی اس سے خوش نہیں ہوں، مگر یہ بھی نہیں چاہتا کہ آپ اسے ایسی سخت سزا دیتے جو دے چکے ہیں۔ ابن ہبیرہ نے کہا کہ تم میرے اور اس کے درمیان میں رہے ہو۔ تمام واقعات سے واقف ہو۔ جب میں عراق آیا۔ میں نے اسے بصرہ کا عامل مقرر کیا، پھر خراسان کا صوبہ دار بنایا۔ اس نے میری توہین کے لیے مجھے ایک بڑھانا کا رہ گھوڑا بھیجا۔ میرے حکم کی کبھی پروا نہیں کی، خیانت کی، میں نے اسے معزول کر دیا۔ جب میں نے اسے ابن سعہ کہا تو اس نے بھی مجھے الٹ کر ابن بسرہ کہا۔ اس پر معقل نے کہا کہ یہ تو اس فاحشہ کے بیٹے نے بے شک برا کیا۔

معقل کی حرشی سے بدگلامی:

اس گفتگو کے بعد معقل حرشی کے پاس جیل خانہ میں آیا اور اس نے کہا، اے سعہ کے بیٹے تیری ماں فاحشہ تھی، میں نے اسے اسی خارشتی بھینٹوں کے عوض میں خریدا تھا، وہ چرواہوں کے ساتھ رہا کرتی تھی، جس سے باری باری ہر ایک متمتع ہوتا تھا اور ہر آئے اور جانے والے کے لیے وہ وقف تھی تو اسے حارث بن عمرو بن حرجہ کی بیٹی کے مماثل پیش کرتا ہے اور تو نے ابن ہبیرہ پر بہتان باندھا ابن ہبیرہ معزول ہوا۔ اور خالد عراق آیا۔

معقل کے خلاف حرشی کی انتقامی کارروائی:

خالد نے حرشی کو معقل بن عروۃ پر مسلط کر دیا، حرشی نے شہادت پیش کی کہ اس نے مجھے حرام زادہ کہا تھا۔ خالد نے حرشی کو حکم دیا کہ اسے کوڑے لگاؤ۔ معقل پر حد جاری کی گئی۔ حرشی نے کہا کہ اگر ابن ہبیرہ نے میرے بازو کو زخمی نہ کر دیا ہوتا تو میں تیرے دل میں سوراخ کر دیتا۔ اس پر بنی کلاب کے ایک شخص نے جب اسے درے لگائے جارہے تھے، معقل سے کہا کہ تو نے یہ برا کیا کہ اپنے ایک

بھائی سے بدسلوکی کی اور اسے حرام کا ٹھہرایا۔ یہ سنتے ہی معتقل نے اس وقت پھر حرشی کو حرام زادہ کہا۔ خالد نے حکم دیا کہ اس پر دوبارہ حد شرعی جاری کی جائے مگر قاضی نے حکم دینے سے انکار کر دیا۔ عمرو بن ہبیرہ کی ماں بسرہ بنت حسان قبیلہ عدی الرباب کی ایک عدوی عورت تھی۔

مسلم بن سعید ابن اسلم:

اس سنہ میں عمرو بن ہبیرہ نے مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ بن عمرو بن خویلد الصعق کو سعید بن عمرو الحرشی کو موقوف کرنے کے بعد خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا۔ جب سعید بن اسلم مارا گیا، تو حجاج نے مسلم بن سعید کو اپنے بیٹوں کے ساتھ رکھ لیا۔ مسلم نے حجاج کی صحبت میں اچھی تعلیم حاصل کی، رموز سیاست اور دستور حکومت سے آگاہ ہو گیا اور ممتاز قابلیت حاصل کی۔ جب عدی بن ارطاة عراق آیا تو اس نے ارادہ کیا کہ اسے کسی جگہ کی نظامت دے۔ اس بارہ میں اپنے کاتب سے مشورہ لیا۔ اس نے کہا کہ ایک چھوٹی نظامت پر اسے سرفراز کر دیجیے۔ اور پھر ترقی دے دیجیے گا۔ چنانچہ عدی نے مسلم کو کسی جگہ کا عامل بنادیا۔ مسلم نے اپنے علاقہ کا نہایت اچھا انتظام کیا اور پوری فرض شناسی سے کام کیا۔

امارت خراسان پر مسلم بن سعید کا تقرر:

یزید بن المہلب کی بغاوت کے زمانہ میں مسلم تمام سرکاری خزانہ لے کر شام چلا گیا تھا۔ جب عمرو بن ہبیرہ عراق آیا تو اس نے مسلم کو کسی جگہ کا صوبہ دار بنانے کا ارادہ کیا اور اسے اپنے پاس بلایا۔ اب مسلم جوان نہ رہا تھا۔ جب ابن ہبیرہ نے اسے دیکھا تو اس کی ڈاڑھی میں سفید بال نمایاں تھے۔ ابن ہبیرہ نے یہ دیکھ کر تکبیر کہی۔ ایک رات ابن ہبیرہ قصے سن رہا تھا اور مسلم بھی اس صحبت میں موجود تھا، داستان گو تو چلے گئے مگر مسلم ابن ہبیرہ کے پاس بیٹھا رہا ابن ہبیرہ کے ہاتھ میں ایک امرود تھا اسے اس نے مسلم کی طرف پھینکا اور کہا۔ کیا تم اسے پسند کرتے ہو کہ میں تمہیں خراسان کا صوبہ دار بنادوں۔ مسلم نے کہا جی ہاں! ابن ہبیرہ نے کہا کل ان شاء اللہ۔ صبح کو دربار منعقد ہوا۔ درباری حاضر ہوئے، ابن ہبیرہ نے مسلم کے خراسان کا صوبہ دار مقرر کیے جانے کا اعلان کیا۔ اور پروانہ تقرر لکھ دیا۔ اور حکم دیا کہ خراسان روانہ ہو جاؤ۔ ابن ہبیرہ نے اپنے تحصیل داروں کو احکام جاری کر دیئے کہ آئندہ وہ مسلم سے مراسلت کریں۔ اسی طرح ابن ہبیرہ نے حیلہ بن عبدالرحمن ہابلہ کے آزاد غلام کو بلایا اور اسے کرمان کی صوبہ داری عطا کی۔ اس پر جبلہ نے کہا ان تقررات میں میرے ساتھ انصاف نہیں برتا گیا۔ مسلم کو یہ آرزو کرنا زیب تھا کہ میں کسی بڑے علاقہ کا حاکم بنایا جاؤں گا اور پھر میں مسلم کو کسی پرگنہ کا عامل مقرر کر دوں گا، مگر معاملہ اس کے بالکل برعکس ہوا کہ اسے تو خراسان کی صوبہ داری عطا ہوئی اور مجھے کرمان کی عطا کی۔

مسلم بن سعید کی خراسان میں آمد:

غرض کہ مسلم آخر ۱۰۰ ہجری میں خراسان دو پہر کے وقت پہنچا، دارالامارۃ کے دروازہ پر آیا، اسے بند پایا۔ پھر اصطلب آیا۔ اس کا دروازہ بھی بند پایا۔ مسجد میں آیا۔ مسجد کا چھوٹا دروازہ بھی بند تھا۔ مسلم نے نماز پڑھی۔ مسجد کے چھوٹے دروازے سے ایک خدمت گار داخل ہوا۔ اس سے لوگوں نے کہا کہ امیر آئے ہوئے ہیں۔ خادم ان کے آگے آگے چلا۔ صوبہ دار کی نشست گاہ میں پہنچایا اور حرشی کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس سے پچھوایا کہ آیا صوبہ دار ہو کر آئے ہو یا وزیر کی حیثیت یا محض سیر کی غرض سے مسلم نے

جواب میں کہلا بھیجا کہ مجھ ایسا شخص خراسان میں نہ محض سیر کی خیر سے آیا کرتا ہے اور نہ وزیر کی حیثیت سے۔
حشر کی گرفتاری:

حشر اس کے پاس آیا۔ مسلم نے اسے گالیاں دیں اور اسے قید کرنے کا حکم دے دیا درباریوں نے کہا کہ اگر آپ اسے اس حالت میں دن میں باہر نکالیں گے تو وہ قتل کر ڈالا جائے گا مسلم نے حکم دیا کہ میرے ہی پاس قید رہنے دو۔ جب شام ہوئی تو رات کو جیل خانہ میں ڈال دیا اور بیڑیاں پہنا دیں۔ مہتمم مجلس کو حکم دیا کہ اسے اور بیڑیاں پہنا دو۔ حشر مہتمم مجلس کے پاس آیا اور اس کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا کہ مجھے ایسا ہی حکم دیا گیا ہے۔ حشر نے مہتمم مجلس کے منشی سے کہا کہ مسلم کو لکھو کہ تمہارے مہتمم مجلس نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ تم نے اسے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میرے زیادہ بیڑیاں ڈالی جائیں۔ اگر یہ آپ کے افسر بالادست کا حکم ہے تو اس کے سامنے سر تسلیم خم ہے اور اگر یہ خود تمہاری تجویز ہے تو یہ تمہاری فطرت اصلیہ کا مقتضی ہے۔ اس نے یہ شعر اس وقت پڑھا۔

هم ان یثقفونى یقتلونى و من اثقف فلیس الی خلود

ترجمہ: ”انہوں نے اگر مجھے پکڑ لیا وہ مجھے قتل کر ڈالیں گے، مگر جو پکڑے گا وہ بھی تو ہمیشہ رہنے والا نہیں ہے۔“

مسلم نے اپنے ضلع پر ایک شخص کو اپنی جانب سے عامل مقرر کر کے بھیج دیا۔

ابن ہبیرہ کا حصر:

ابن ہبیرہ بڑا حریص تھا اس نے یزید بن المہلب کے دروغ کو جو خراسان اور خراسان کے عمائد سے بخوبی واقف تھا، گرفتار کر کے اپنے پاس رکھا اور ایک اشراف وہاں کا ایسا نہ بچا جس پر ابن ہبیرہ نے خیانت و قلعہ کا الزام نہ لگایا ہو۔ ابوعبیدہ غنبری اور ایک اور شخص خالد نام کو حشر کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ جن جن لوگوں کے نام میں نے لکھے ہیں انہیں ابوعبیدہ کے حوالے کر دو تا کہ یہ ان سے سرکاری مطالبہ وصول کر لے۔

سرکاری واجبات کے متعلق مسلم کو مشورہ:

حشر نے اس حکم کی تعمیل نہیں کی اور اس کے قاصد کو واپس کر دیا۔ مگر جب ابن ہبیرہ نے مسلم کو خراسان کا صوبہ دار بنایا تو حکم دیا کہ یہ رقیب وصول کی جائیں۔ خراسان پہنچنے کے بعد مسلم نے چاہا کہ ان لوگوں کو جن پر یہ سرکاری رقیب واجب الادا ٹھہرائی گئی تھیں گرفتار کر لے۔ مگر لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ ایسا ہرگز نہ کرنا ورنہ ایک دن خراسان میں چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوگا۔ اور اگر آپ نے ہمارا کہا نہ مانا اور ان سے مطالبہ نہ چھوڑ دیا تو آپ کے خلاف بغاوت ہو جائے گی انہیں پر خراسان کا دار و مدار ہے۔ اس لیے کہ یہ لوگ جنہیں آپ ان مطالبات کی وجہ سے پکڑنا چاہتے ہیں یہاں کے سربراہ وردہ اور با اثر لوگ ہیں۔ اور جو مطالبہ ان پر عائد کیا گیا وہ غلط ہے، جابر بن مہزم پر تین لاکھ درہم واجب الادا تھے۔ اس میں ایک لاکھ کی زیادتی کر دی گئی اور اس طرح چار لاکھ ہو گئے۔ جن لوگوں کے نام آپ کے سامنے لیے گئے ہیں ان میں سے اکثر ایسے ہی ہیں جن پر ان کی حیثیت کی وجہ سے زیادہ مطالبہ کیا گیا ہے۔

مہزم بن جابر اور ابن ہبیرہ:

یہ معاملہ مسلم نے ابن ہبیرہ کو لکھا اور ایک وفد بھی اس کے پاس بھیجا جن میں مہزم بن جابر بھی تھا۔ مہزم نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ جناب والا کے علم میں جو بات لائی گئی ہے وہ بالکل غلط ہے۔ ہرگز ہمارے ذمہ یہ رقم واجب الادا نہیں جو ہم پر عائد کی گئی ہے اور

اگر ہوگی بھی تو بہت تھوڑی جس کی ادائی کے لیے مطالبہ کی صورت میں ہم بالکل آمادہ ہیں۔ ابن ہبیرہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾

”بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم دے دو امانتوں کو ان کو جن کی وہ امانتیں ہیں۔“

مہزم نے کہا کہ اس کے آگے بھی تو پڑھیے:

﴿وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ﴾

”اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔“

مگر ابن ہبیرہ نے کہا کہ یہ رقوم تو میں ضرور وصول کروں گا۔ مہزم نے کہا کہ اگر تم ان مطالبات کو وصول کرو گے تو ایسے لوگوں سے لو گے جو بڑے دب دہ والے تمہارے دشمنوں کے حق میں سخت جنگ جو ہیں اور اس طرح تم خراسان کے باشندوں کو نقصان پہنچاؤ گے ان کی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد اور مقطع سب خطرہ میں پڑ جائیں گے۔ ہم ایسے سرحدی علاقہ میں ہیں جہاں ہمیشہ دشمن سے برسرِ معرکہ رہتے ہیں جب ہم زرہ زیب تن کرتے ہیں تو اس کے اتارنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ بلکہ یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کا زنگ ہماری کھال میں پیوست ہو جاتا ہے اور فولاد کے زنگ کی بو سے ہمارے خادم بھی اپنا منہ ہم سے پھیر لیتے ہیں۔ برخلاف اس کے آپ اپنے علاقہ میں تنہا امن و عافیت کی حالت میں عیش و آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ علاوہ بریں جن لوگوں پر یہ مطالبات عائد کیے گئے ہیں وہ خراسان کے سربراہ و ردہ لوگ ہیں بڑے بڑے مستاجر ہیں اور جہاد کے لیے فوج اور مال کے بڑے بڑے سربراہ کار ہیں یہاں ہمارے سامنے وہ لوگ ہیں جو تنگ و دشوار گزار درہ سے ہمارے پاس سرخ اونٹنیوں پر آئے مختلف مقامات کے حاکم و عامل بنائے گئے اور خوب روپیہ کمایا جو ان کے پاس کثیر مقدار میں موجود ہے۔

ابن ہبیرہ نے مسلم بن سعید کو اس وفد کی ساری گفتگو لکھی اور حکم دیا کہ ان سے اتنا روپیہ وصول کر لو جتنا یہ بیان کرتے ہیں کہ

ان پر واجب الادا ہے۔

امیر حج عبدالواحد بن عبداللہ و عمال:

جب مسلم کے پاس ابن ہبیرہ کا خط آیا تو اس نے مستاجروں سے اس روپیہ کا مطالبہ کیا اور حاجب ابن عمرو الحارثی کو حکم دیا کہ ان پر سختیاں کرے حاجب نے ان سے سرکاری مطالبات جو ان پر باقی نکالے گئے تھے وصول کر لیے۔ اس سال عبدالواحد بن عبداللہ الضری کی امارت میں جو مکہ مدینہ اور طائف کا اس سنہ میں صوبہ دار تھا حج ہوا۔ عمرو بن ہبیرہ عراق و مشرق کا ناظم اعلیٰ تھا۔ حسین بن الحسن الکندی اس سال کوفہ کے قاضی تھے اور عبدالملک بن یعلیٰ بصرہ کے قاضی تھے۔



۱۰۵ھ کے واقعات

جراح بن عبداللہ کا لان پر جہاد:

اس سنہ میں جراح بن عبداللہ الحنملی نے لان پر جہاد کیا اور اس سے بھی آگے بڑھ کر ان شہروں اور قلعوں پر حملہ کیا جو ماوراء النہر واقع تھے ان میں سے بعض کو اس نے فتح کر لیا، اور وہاں کے بعض باشندوں کو جلا وطن کر دیا اور بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا۔ اسی سنہ میں سعید بن عبدالملک نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ ایک ہزار سپاہ کی ایک مہم بھیجی جو سب کے سب دشمن کے ہاتھ سے مارے گئے۔

مسلم بن سعید کی ترکوں پر فوج کشی:

مسلم بن سعید نے ترکوں سے جہاد کیا مگر کوئی فتح حاصل نہیں کی اور واپس چلا آیا۔ اس کے بعد افشینہ پر جو سعد کا ایک شہر ہے چڑھائی کی اور اس کے بادشاہ اور باشندوں سے صلح کر لی۔

مسلم بن سعید نے بہرام سیس کو مرزبان کے درجہ پر ترقی دی اور اسے فوج کا پیشتر و مقرر کیا۔ اس سنہ کے آخری موسم گرما میں مسلم ترکوں سے جہاد کرنے گیا مگر بغیر کسی کامیابی کے واپس پلٹ آیا۔ ترکوں نے اس کا تعاقب کیا، اور جب اس کی فوج دریائے بلخ کو عبور کر رہی تھی، سعید کو آ لیا، اس وقت بنی تمیم ساتھ لشکر پر تھے، عبید اللہ بن زبیر بن حیان بنی تمیم کے رسالہ کا سردار تھا۔ بنی تمیم نے دشمن کے بلغار کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور مسلمانوں نے حفاظت کے ساتھ دریا کو عبور کر لیا۔

مسلم بن سعید کی شاہ افشین سے مصالحت:

اس اثناء میں یزید نے انتقال کیا اور ہشام خلیفہ ہو گیا، مسلم نے افشین پر چڑھائی کی۔ افشین کے بادشاہ نے چھ ہزار اس پر صلح کر لی اور قلعہ کو مسلم کے حوالہ کر دیا۔ مسلم ۱۰۵ ہجری کے اختتام پر اس مہم سے فراغت کر کے اپنے دار الحکومت کو واپس آیا۔

یزید بن عبدالملک کی وفات:

اس سنہ میں یزید بن عبدالملک نے ماہ شعبان کے ختم ہونے میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ انتقال کیا۔ واقدی کہتے ہیں کہ یزید نے اٹھتیس سال کی عمر میں مقام بلقاء نواح دمشق میں انتقال کیا۔ بعض راویوں نے یزید کی عمر چالیس سال بیان کی ہے۔ اور بعض نے چھتیس سال کہے ہیں۔ ابی معشر، ہشام بن محمد اور علی بن محمد کے نزدیک یزید کی مدت خلافت چار سال ایک ماہ مگر واقدی کے بیان کے مطابق صرف چار سال۔ ابو خالد یزید کی کنیت تھی۔

یزید کی عمر و مدت حکومت:

علی بن محمد کہتے ہیں کہ یزید بن عبدالملک نے ۳۵ یا ۳۴ سال کی عمر میں بروز جمعہ ۱۰۵ ہجری ماہ شعبان کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ انتقال کیا، مقام اربد واقعہ علاقہ بلقاء میں اس کی موت وقوع پذیر ہوئی۔ اس کے پندرہ سالہ لڑکے ولید نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ہشام بن عبدالملک اس روز جمص میں تھا۔

ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ یزید نے ۳۳ سال کی عمر میں وفات کی۔

علی کہتے ہیں کہ ابو ماویہ یا کسی اور یہودی نے یزید سے کہا تھا کہ تم چالیس سال خلافت کرو گے۔ اس پر کسی اور یہودی نے کہا حد اس پر لعنت کرے اس نے جھوٹ کہا، اصل میں اس کا خیال تھا کہ یہ چالیس قصبہ خلافت کرے گا، اور قصبہ ایک مہینہ کی مدت کو کہتے ہیں۔ اس طرح اس نے ایک ماہ کو ایک سنہ قرار دیا۔

یزید بن عبدالملک کی موت پر سلامہ کے اشعار:

یزید بن عبدالملک ایک رنگیلانہ جوان تھا ایک روز حالت سرور و نشاط میں حبابہ اور سلامہ سے جو اس کے پاس اس وقت تھیں کہنے لگا کہ مجھے چھوڑ دو میں اڑوں گا۔ اس پر حبابہ نے کہا اور امت محمدی کو کس پر چھوڑ دو گے۔ جب یزید کا انتقال ہو گیا، تو سلامۃ القس نے یہ اشعار پڑھے:

لا تلمنا ان خشعنا او هممنا بالخشوع

ترجمہ: ”اگر ہم روئے دھوئے یا ایسا کرے گا ارادہ کیا تو اس پر ہمیں ملامت نہ کر۔“

قد لعمری بت لبلی کساخی البداء الوجیع

ترجمہ: میری عمر کی قسم میں نے اپنی رات اس مریض کی طرح حالت کرب و بے چینی میں گزاری جو کسی تکلیف دہ مرض میں مبتلا ہو۔

ثم بات الهم منی دون من لی من ضجیع

ترجمہ: پھر چلا گیا درد میری طرف سے قریب اس شخص کے جو میرا ہم بستر تھا۔

للذی حل بنا الیو م من الامر الفظیع

ترجمہ: اس اندوہناک مصیبت کی وجہ سے جو آج ہم پر پڑی ہے۔

کلما ابصرت ربعا خالیا فاضت دموعی

ترجمہ: جب میں خالی مکان کو دیکھتی ہوں میرے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

قد خلا من سید کا ن لنا غیر مضیع

ترجمہ: ایسا سردار گزر گیا جو ہمارے لیے غیر سودمند نہ تھا۔“

ان اشعار کو پڑھ کر وہ چلاتی امیر المومنیناہ۔ (یہ شعر کسی انصاری کے ہیں)

یزید بن عبدالملک اور حبابہ:

یزید سلیمان بن عبدالملک کے عہد خلافت میں حج کرنے گیا تھا۔ وہاں اس نے حبابہ کو جس کا اصل نام عالیہ تھا چالیس ہزار دینار کے عوض عثمان بن سہل بن حنیف سے خریدا۔ سلیمان نے ارادہ کیا کہ یزید کو اس سے تمتع حاصل کرنے سے حکماً منع کر دے۔ یہ دیکھ کر یزید نے حبابہ کو واپس کر دیا اور اسے ایک مصر کے رہنے والے نخرید لیا۔ ایک دن سعدہ نے یزید سے کہا کہ کیا اب بھی امیر المومنین کے دل میں دنیا کی کوئی آرزو باقی ہے۔ یزید نے کہا: ہاں! حبابہ۔ سعدہ نے ایک شخص کو بھیج کر چار ہزار دینار کے عوض

حبابہ کو خرید منگوایا، اسے نہایت آسائش اور راحت پہنچائی۔ جب اس کی سفر کی تکان جاتی رہی تو یزید کے پاس لے کر آئی مگر پہلے اسے پس پردہ بٹھایا اور پھر یزید سے پوچھا کہ کیا امیر المومنین کے دل میں دنیا کی کوئی خواہش پوری ہونے کے لیے باقی ہے؟ یزید نے کہا۔ یہی سوال تم پہلے بھی ایک مرتبہ کر چکی ہو اور میں نے تمہیں اپنی تمنا بتا دی تھی۔

حبابہ کا انتقال:

اب سعدہ نے پردہ اٹھایا اور کہا لیجیے یہ حبابہ موجود ہے۔ یہ کہہ کر اس کے کمرہ سے نکل آئی اور حبابہ کو یزید کے پاس خلوت میں چھوڑ آئی۔ اس بات سے یزید کے دل میں سعدہ کی بڑی گنجائش پیدا ہو گئی اور اسے بہت کچھ انعام و اکرام دیا۔ سعدہ یزید کی بیوی تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھی۔ ایک دن حبابہ نے یہ شعر گایا:

بین التراقی واللہاء حرارة ماتطمئن و ماتسوغ فترد

ترجمہ: ”میں نے اور حلق کے درمیان ایک ایسی سوزش ہے کہ جو نہ دہتی ہے اور نہ برداشت کی جاتی ہے کہ ٹھنڈی پڑ جائے۔“

یہ سن کر یزید پر ایک حالت طاری ہوئی کہ اس نے اڑ جانا چاہا۔ حبابہ نے کہ امیر المومنین ابھی ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔ اس واقعہ کے بعد خود حبابہ بیمار پڑی اور اس کی حالت خراب ہو گئی۔ یزید نے پوچھا حبابہ کیسی ہو اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ یزید رو پڑا اور اس نے یہ شعر پڑھا:

لئن تسئل عنک النفس او تذہل الہوی فبالیاس یسلو القلب لا بالتجدد

ترجمہ: ”اگر مجھے تمہارا صبر آجائے یا محبت کم ہو جائے تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ ناامیدی سے دل کو تسلی ہو جائے گی نہ یہ کہ میں خود تمہاری یاد کو فراموش کرنا چاہتا ہوں۔“

حبابہ کی ایک خادمہ لونڈی اس شعر کو پڑھ کر اپنے جذبات کا اظہار کر رہی تھی:

کفی حزنا بالہائم الصب ان یری منازل من یہوی معطلۃ قفرا

ترجمہ: ”عاشق فریفتہ کے رنج و غم کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی بیاری معشوقہ کے مکانات کو خالی دیکھے۔“

یزید نے یہ شعر سنا اور پھر یہی اس کی زبان پر بھی ورد ہو گیا۔

حبابہ کی موت کے بعد یزید کل سات روز زندہ رہا۔ دربار بھی موقوف کر دیا۔ کسی سے ملتا جلتا بھی نہ تھا۔ مسلمہ نے اس بات کی طرف اسے توجہ بھی دلائی تھی، مگر اسے یہ نہ تھا کہ ممکن ہے کہ فرط غم سے مجھ پر جو بے خودی طاری ہے اس کی وجہ سے لوگوں کے سامنے مجھ سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے جو میری خفت عقل پر دلالت کرے۔



باب ۳

ہشام بن عبدالملک

اسی سنہ کے ماہ شعبان کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں کہ ہشام بن عبدالملک ۳۴ سال کچھ ماہ کی عمر میں خیفہ ہوا۔
عائشہ بنت ہشام بن اسماعیل:

جس سال مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ قتل ہوئے یعنی ۲ ہجری۔ اسی سال ہشام پیدا ہوا۔ اس کی ماں کا نام عائشہ بنت ہشام بن اسماعیل بن ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔ یہ ایک پاگل عورت تھی۔ اس کے لوگوں نے اسے منع کر دیا تھا کہ تاوقتیکہ تیرے بچہ نہ پیدا ہو جائے عبدالملک سے بات نہ کرنا۔ یہ گاوٹکیوں کو دوہرا کر دیتی اور ان پر سوار ہو کر بچوں کی طرح ہنکاتی۔ گویا کوئی سواری ہے۔ لوہان خرید کر اسے چباتی اس سے مورتیں بناتی اور مورتوں کو تکیوں پر رکھتی۔ اور ہر مورت کا نام اپنی لونڈیوں کے نام پر رکھتی اور ان مورتوں کو ان ناموں سے پکارتی۔ عبدالملک نے اس کے پاگل ہونے کی وجہ سے اسے طلاق دے دی۔ اس واقعہ کے بعد ہی عبدالملک مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے گیا اور انہیں قتل کیا۔ انہیں قتل کرنے کے بعد ہی اسے ہشام کی ولادت کی خبر ملی۔ عبدالملک نے اس کا نام تقاؤل کے طور پر منصور رکھا۔ مگر اس کی ماں نے اس کا نام اپنے باپ کے نام پر ہشام رکھا اور عبدالملک نے اس کی مخالفت بھی نہ کی۔ ہشام نے ابوالولید اپنی کنیت قرار دی تھی۔

ہشام بن عبدالملک کی دمشق میں آمد:

ہشام زیتونہ میں اپنے مکان کے ایک کمرہ میں تھا کہ اس سے کہا گیا آپ خلافت کے منصب جلیلہ پر سرفراز ہوئے۔ جس مکان میں ہشام اس وقت مقیم تھا وہ بہت ہی چھوٹا سا تھا۔ قاصد نے عصا اور خاتم خلافت ہشام کے حوالے کی اور خلیفہ کہہ کر اسے سلام کیا۔ ہشام رصافہ سے سوار ہو کر دمشق آیا۔
بکیر بن ماہان کی معزولی:

اسی سنہ میں بکیر بن ماہان سندھ سے آیا یہ سندھ میں جنید بن عبدالرحمن کا ترجمان تھا۔ جب جنید معزول کر دیا گیا تو بکیر کوفہ میں چلا آیا۔ اس کے پاس چار چاندی کی اینٹیں تھیں اور ایک سونے کی اینٹ تھی۔ یہ ابو بکر صدیق میسرہ۔ محمد بن حنیس سالم الاعمین اور ابوبکی بنی سلمہ کے آزاد غلام سے ملا۔ ان لوگوں نے اس سے کہا کہ بنی ہاشم کے لیے جو تحریک کی جا رہی ہے اس میں تم شریک ہو جاؤ۔ بکیر نے اسے قبول کر لیا۔ اور جو کچھ اس کے پاس تھا اسے انہیں لوگوں پر خرچ کر دیا۔ اور محمد بن علی کے پاس آیا۔ اس اثناء میں میسرہ نے انتقال کیا۔ محمد بن علی نے اسے میسرہ کے بجائے تمام عراق کا داعی مقرر کر دیا۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل:

اس سنہ میں ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل امیر حج تھا۔ نصری مدینہ کا والی تھا۔ جب ابراہیم حج کرنے گیا تو اس نے عطاء بن رباح سے پچھوایا کہ میں کس وقت مکہ میں خطبہ پڑھوں۔ عطاء نے کہا بعد ظہر ماہ ذی الحج کی دسویں تاریخ سے ایک دن پہلے مگر ابراہیم

نے ظہر سے پہلے ہی خطبہ پڑھ دیا۔ اور کہا کہ میرے قاصدے ذریعہ عطاء نے مجھے ایسا ہی حکم دیا تھا۔ مگر عطاء نے کہا۔ نہیں! میں نے بعد ظہر خطبہ کے لیے کہا تھا۔ اس روز اس واقعہ سے ابراہیم جھینپ گیا۔ لوگوں نے اس کے فعل کو ناواقفیت پر محمول کیا۔ اسی سنہ میں ہشام نے عمر بن ہبیرہ کو عراق اور تمام مشرقی علاقہ کی صوبہ داری کے عہدہ سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ خالد بن عبداللہ القشیری کو ماہ شوال میں مقرر کیا۔

عمر بن یزید کی اہل یمن کی مخالفت:

عمر بن یزید بن عیمرة الاسیدی کہتا ہے کہ ایک دن میں ہشام سے ملنے گیا خالد بن عبداللہ بھی اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اہل یمن کی اطاعت و فرمانبرداری کا تذکرہ کر رہا تھا۔ مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے زور سے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا کہ بخدا ایسی جھوٹی بات میں نے کبھی نہیں سنی اور نہ ایسا دھوکہ باز دیکھا۔

اسلام میں جس قدر فتنے اٹھے ان کے بانی مہابی ہمیشہ اہل یمن ہی تھے۔ انہیں لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، انہیں نے عبدالملک سے بغاوت کی اور آل مہلب کی بغاوت کا واقعہ تو ابھی تازہ ہے۔ جب میں دربار سے واپس آنے لگا تو خاندان مروان کا ایک شخص جو دربار میں اس وقت موجود تھا میرے پیچھے پیچھے آیا اور کہنے لگا، اے بھائی تمہی تم نے میرے دل کی بات کہہ دی۔ میں نے تمہاری بات سنی۔ امیر المؤمنین خالد کو عراق کا والی مقرر کر رہے ہیں۔ اب تمہاری خیر نہیں۔

زیاد بن عبداللہ اور خالد بن عبداللہ القسری:

زیاد بن عبداللہ راوی ہے کہ میں شام گیا اور وہاں جا کر مقروض ہو گیا، ایک دن میں ہشام کے دروازہ پر کھڑا تھا کہ ایک شخص ہشام کے پاس سے ہو کر میرے پاس آیا۔ اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ اے نوجوان تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ میں نے کہا یمنی ہوں۔ اس شخص نے میرا نام پوچھا۔ میں نے کہا زیاد بن عبید اللہ بن عبدالمدان۔ یہ سن کر اس شخص کے لبوں پر مسکراہٹ آئی اور مجھ سے کہا کہ میری جمعیت کے پاس جا کر کہہ دو کہ روانہ ہو جائیں۔ کیونکہ امیر المؤمنین مجھ سے خوش ہو گئے ہیں اور انہوں نے مجھے روانگی کا حکم دے دیا ہے اور ایک آدمی متعین کر دیا ہے جو مجھے روانہ کر دے۔ میں نے پوچھا جناب والا کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں خالد بن عبداللہ القسری ہوں۔ اور اے جوان میرے آدمیوں کو یہ حکم پہنچا دو کہ وہ تمہیں میرے کپڑوں کی منڈیل اور میرا زرد رنگ کا گھوڑا دے دیں۔ میں ان سے رخصت ہو کر تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ پھر مجھے بلایا اور کہا اے نوجوان اگر تم کبھی میرے متعلق یہ سنو کہ میں عراق کا والی مقرر کیا گیا ہوں تو تم ضرور میرے پاس آ جانا۔

امارت عراق پر خالد بن عبداللہ القسری کا تقرر:

غرض کہ جب میں نے اس کے لشکر میں جا کر کہا کہ امیر نے مجھے آپ لوگوں کو یہ اطلاع کرنے کے لیے بھیجا ہے کہ امیر المؤمنین ان سے خوش ہو گئے ہیں اور انہوں نے تمہارے امیر کو روانگی کا حکم دے دیا ہے تو فرط محبت سے کوئی تو مجھ سے بغل گیر ہوا اور کسی نے میری پیشانی کو بوسہ دیا۔ جب میں نے ان کی خوشی کا یہ عالم دیکھا تو میں نے کہا کہ امیر نے اپنی منڈیل اور اپنا زرد رنگ کا گھوڑا مجھے دیئے جانے کا حکم دیا ہے۔ سب لوگوں نے کہا: ہاں! ضرور لیجیے بڑی خوشی سے۔ چنانچہ وہ چیزیں مجھے دے دی گئیں۔ اور اس شام کو اس سارے لشکر میں مجھ سے زیادہ عمدہ لباس فاخرہ کسی کے دن پر نہ تھا۔ اور نہ مجھ سے زیادہ عمدہ گھوڑا کسی کے پاس سواری

کے لیے تھا۔ تھوڑی ہی عرصہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ خالد عراق کے والی مقرر ہوئے۔ اس خبر سے مجھے ایک فکری دامن گیر ہوئی۔ میرے ایک دوست نے پوچھا۔ میں آپ کو متفکر پاتا ہوں۔ میں نے کہا جی ہاں! اس کا سبب ہے۔ خالد عراق کے والی ہو گئے۔ یہاں میری کچھ معاش ہو گئی ہے جو ذریعہ زندگی ہے۔ میں اسی شش و پنج میں ہوں کہ اسے چھوڑ کر عراق جاؤں تو ممکن ہے کہ وہ مجھ سے بدل جائے اور محض امید ہی امید میں یہاں کی روزی بھی ہاتھ سے جائے اسی ادھیڑ بن میں ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔

زیاد بن عبد اللہ کی روانگی کو فہ:

میرے دوست نے کہا۔ اچھا ایک بات ہے کیا آپ اسے منظور کرتے ہیں؟ میں نے کہا کیا؟ اس نے کہا کہ یہاں کی آمدنی کا تم مجھے مختار کر جاؤ اور اگر عراق میں کامیابی ہو جائے تو یہ آمدنی میری ہو جائے گی اگر تمہیں وہاں نا کامیابی کا منہ دیکھنا پڑے تو واپس چلے آنا میں یہ واپس کر دوں گا۔ میں نے اس بات کو منظور کر لیا اور عراق روانہ ہوا۔ کوفہ آیا اچھے کپڑے زیب تن کیے اور دربار میں گیا۔ لوگ آنا شروع ہوئے۔ میں نے ان سے کوئی سروکار نہ رکھا۔ جب سب اپنی اپنی نشستوں میں بیٹھ گئے تو میں محل میں داخل ہوا اور دروازہ پر کھڑے ہو کر میں نے امیر کو سلام کیا اسے اپنی طرف متوجہ کیا اور تعریف کی۔ خالد نے سراٹھا کر مجھے دیکھا اور اپنی خوشنودی کا اظہار کیا۔ میں اپنی جائے قیام پر ابھی واپس نہیں پہنچا تھا کہ مجھے چھ سو دینار نقد و جنس کی شکل میں خالد کی طرف سے موصول ہوئے اس کے بعد سے میں اس کے پاس آنے جانے لگا۔

ایک دن خالد نے مجھ سے پوچھا تمہیں لکھنا آتا ہے؟ میں نے کہا پڑھ لیتا ہوں لکھنا نہیں آتا۔ خالد نے اظہار تا سفسف کے طور پر اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ کہنے لگا۔ افسوس! میں جو کچھ تمہارے ساتھ کرنا چاہتا تھا اس میں سے نوحہ جاتا رہا۔ اب تمہارا صرف ایک حصہ باقی ہے خیر یہ بھی اتنا ہے کہ تمہاری مدت العمر کے لیے کفایت کرے گا۔ میں نے عرض کی کیا اس ایک حصہ میں ایک غلام کی قیمت ہے۔ خالد نے کہا تو پھر کیا کرو گے میں نے کہا جناب والا ایک غلام خرید کر میرے پاس بھیج دیں جو مجھے لکھنا سکھا دے خالد نے کہا نہیں یہ بات تمہاری شان سے گری ہوئی ہے۔ میں نے کہا جی نہیں اس میں کیا مضائقہ ہے۔ غرض کہ خالد نے ایک لکھنے والا حساب دان غلام ساٹھ دینار میں خرید کر میرے پاس بھیج دیا اور اب میں ہمدن کتابت کے سیکھنے میں منہمک ہو گیا۔ البتہ رات ہی کے وقت اس کے پاس آتا تھا۔ پندرہ راتیں گزری تھیں کہ مجھے اچھی طرح لکھنا پڑھنا آ گیا۔

زیاد بن عبد اللہ بحیثیت عامل رے:

ایک رات میں خالد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہو کچھ اس بات کو حاصل کیا۔ میں نے کہا جی ہاں! جو چاہتا ہوں لکھ دیتا ہوں اور جو چاہتا ہوں پڑھ لیتا ہوں۔ خالد نے کہا تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ شدید بدھونے لگی ہے بس اسی پر اترانے لگے میں نے کہا جی نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ خالد نے گدایا اٹھایا وہاں ایک لپیٹا ہوا کاغذ رکھا تھا۔ خالد نے مجھ سے کہا اسے پڑھو۔ میں نے جو کچھ اس میں تحریر تھا پڑھ دیا یہ اس کے عامل رے کا خط تھا۔ خالد نے کہا اچھا تم رے جاؤ میں نے تمہیں وہاں کا عامل مقرر کر دیا۔ میں رے آیا افسر مال گزاری سے کہا کہ جائزہ دو اس نے کہلا بھیجا معلوم ہوتا ہے کہ تم پاگل ہو امیر نے کبھی ایک اعرابی کو افسر مال گزاری مقرر نہ کیا ہوگا اور تم ناظم فوج داری اور کو تو والی مقرر ہو کر آئے ہو گے مجھے میرے عہدہ پر بحال رکھو تین لاکھ تمہارے لیے نذرانہ موجود ہے۔

زیاد بن عبداللہ کی مراجعت کوفہ:

اب میں نے اپنے فرمان تقرر کو پڑھا تو واقعی میں ناظم فوجداری اور کوٹوالی مقرر کیا گیا تھا۔ میں نے کہا میں تو اس توہین کو گوارا نہ کروں گا۔ میں نے خالد کو لکھا کہ آپ نے مجھے رے کا عامل مقرر کیا تو میں نے خیال کیا تھا ہر محکمہ میرے ماتحت ہوگا، مگر یہاں آ کر وہ خیال غلط ثابت ہوا۔ افسر مال گزاری نے مجھ سے کہا بھیجا ہے کہ میں اسے اس کے عہدہ پر بحال رکھوں تو وہ تین لاکھ دینے کے لیے تیار ہے۔ اس کے جواب میں خالد نے مجھے لکھا جو وہ دیتا ہے اسے قبول کر لو، معلوم ہوتا ہے کہ تم بالکل بے وقوف ہو۔ میں کچھ روز تو وہاں رہا، پھر میں نے خالد کو لکھا کہ میں آپ سے ملنے کا مشتاق ہوں آپ مجھے بلا لیجیے۔ اس نے بلا لیا۔ جب میں اس کے پاس آ گیا تو اب اس نے مجھے اپنی فوج خاصہ کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔

عمال:

اس سنہ میں مکہ مدینہ اور طائف کا عامل عبدالواحد بن عبداللہ النضری تھا۔ حسین بن حسن الکندی کوفہ کے قاضی تھے، موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہشام نے خالد بن عبداللہ القسری کو ۱۰۶ ہجری میں خراسان و عراق کا والی مقرر کیا اور اس ۱۰۵ھ میں عمر بن عبیدہ ہی اس تمام علاقہ کا والی تھا۔

۱۰۶ھ کے واقعاتعبدالواحد بن عبداللہ النضری کی برطرفی:

اس سنہ میں ہشام نے مکہ مدینہ اور طائف کی حکومت سے عبدالواحد بن عبداللہ النضری کو برطرف کر دیا اور اس کی جگہ اس تمام علاقہ پر اپنے ماموں ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل الخزومی کو والی مقرر کیا۔ ابراہیم ۱۷ جمادی الآخر ۱۰۶ ہجری بروز جمعہ مدینہ میں داخل ہوا۔ اس طرح نضری مدینہ پر ایک سال آٹھ ماہ والی رہا۔

حجاج بن عبدالملک کی لان پر فوج کشی:

اس سال سعید بن عبدالملک موسم گرما کی مہم لے کر جہاد کے لیے گیا، اور نیز حجاج بن عبدالملک نے لان پر فوج کشی کر کے اس کے باشندوں سے صلح کر لی اور انہوں نے جزیہ ادا کر دیا۔ اسی سنہ کے ماہ رجب میں عبدالصمد بن علی پیدا ہوا، امام طاؤس بخیر بن ربیع الحیمری کے آزاد غلام نے مکہ میں اور سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں انتقال کیا۔ ہشام نے ان دونوں بزرگوں کی نماز جنازہ پڑھائی۔

سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی وفات:

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ۱۰۵ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے آخر میں انتقال کیا۔ ہشام بن عبدالملک نے بقیع میں نماز جنازہ پڑھائی۔ قاسم بن محمد بن ابی بکر ایک کرتہ پہنے قبر کے پاس بیٹھے تھے۔ ہشام قاسم کے پاس جا کر کھڑا ہوا اور انہیں سلام کیا۔ قاسم اٹھ کر اس کے پاس آئے۔ ہشام نے ان کی خیریت مزاج دریافت کی، قاسم نے جواب میں کہا خدا کا فضل ہے میں اچھا ہوں۔ ہشام کہنے لگا۔ بخدا! میری بیوی آرزو ہے کہ اللہ تمہیں خیریت سے رکھے۔ ہشام نے مدینہ میں جب

لوگوں کی کثرت دیکھی تو حکم دیا کہ یہاں سے چار ہزار فوج بھرتی کی جائے اسی بنا پر اس سنہ کا نام چار ہزاری سال ہو گیا۔
 نیز اسی سنہ میں ابراہیم بن ہشام نے محمد بن صفوان الجمعی کو قاضی بنایا۔ پھر انہیں معزول کر کے صلت الکندی کو قاضی بنایا۔
مضری اور یمنی عربوں کی باہمی عداوت:

اسی سنہ میں مضری، یمنی اور ربیعہ عربوں میں مقام بروقان علاقہ بلخ میں ہنگامہ آرائی ہوئی۔
 مسلم بن سعید نے جب جہاد کے ارادہ سے دریا کو عبور کیا تو کچھ لوگوں نے دیدہ و دانستہ اس کے ساتھ شامل ہونے میں دیر لگائی۔ ان میں بختری بن درہم بھی تھا۔ جب مسلم بن سعید دریا پر آیا تو اس نے نصر بن سیار، سلیم بن سلیمان بن عبداللہ بن خازم، بمعاء بن مجاہد بن بلعاء العنبری، جفص بن وائل الحظلی، عقبہ بن شہاب المازنی اور سالم بن ذواشبہ کو بلخ واپس بھیجا۔ ان سب پر نصر بن سیار کو حاکم مقرر کیا اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد میں شرکت سے گریز کی ہے میرے پاس روانہ کرو۔ نصر نے بختری اور زیاد بن طریف الباہلی کے دروازہ کو جلا ڈالا۔ اس پر عمرو بن مسلم حاکم بلخ نے ان لوگوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔
نصر بن سیار اور عمرو بن مسلم:

اب اس اثنا میں مسلم بن سعید نے دریا کو عبور کر لیا۔ اور نصر مقام بروقان میں آ کر فروکش ہوا۔ باشندگان صنعانیان اس کے پاس آئے، مسلمۃ العصفانی، یحییٰ اور حسان بن خالد الاسدی پانچ پانچ سو کی جمعیت کے ساتھ نصر سے آئے۔ اسی طرح سنان الاعرابی، زرعۃ بن علقمہ سلمۃ بن اوس، اور حجاج بن ہارون النمری اپنے خاندان کے ساتھ نصر سے نصف فرسخ کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالا۔ نصر نے اہل بلخ سے کہلا بھیجا کہ آپ لوگوں نے اپنی تنخواہیں وصول کر لی ہیں اب امیر کے ساتھ جا کر شامل ہو جاؤ، کیونکہ انہوں نے دریا کو عبور کر لیا ہے مگر مضری نصر کے پاس چلے آئے اور ربیعہ اور از عمرو بن مسلم کے پاس جمع ہو گئے، بنی ربیعہ کے بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ چونکہ مسلم بن سعید امیر المومنین سے بغاوت کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے وہ ہمیں اپنے ساتھ لے جانے پر مجبور کر رہا ہے۔ بنی تغلب نے عمرو بن مسلم سے کہا دیا کہ تم ہم میں سے ہو اور ایک شعر یاد دلایا جو کسی شخص نے کہا تھا اور اس میں باہلہ کو بنی تغلب سے منسوب کیا تھا، اور چونکہ بنو تغلبہ باہلی تھے۔ اس لیے انہوں نے کہا کہ ہم تغلمی ہیں۔ مگر بنی بکر نے تغلمی ہونا پسند نہ کیا، تا کہ بنی تغلب کی تعداد زیادہ نہ ہو سکے۔

بیان کیا گیا ہے کہ بنی معن جو قبیلہ ازد سے تھے باہلہ کہلاتے تھے۔
 یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عمرو بن مسلم بنی معن کے مجالس میں آ کر کہتا تھا کہ اگر میں تم میں سے نہیں ہوں تو میں عرب ہی نہیں ہوں۔ جب ایک تغلمی نے اس کی نسبت بھی تغلب کی جانب کی تو عمرو بن مسلم نے کہا کہ میں قرابت کو تو نہیں جانتا البتہ میں تمہاری حمایت اور حفاظت ضرور کروں گا۔

عمرو بن مسلم کا نصر بن سیار پر حملہ:

جب دونوں فریق ایک دوسرے کے سامنے آجئے اور خطرہ یقینی ہو گیا، تو ضحاک بن مزاحم اور یزید بن المعقل الحدادی سفیر بن کر نصر کے پاس آئے اس سے گفتگو کی اور خدا کا واسطہ دلایا، نصر واپس جانے لگا، مگر عمرو بن مسلم اور بختری کی فوج نے اس پر حملہ کر دیا اور پکارنے لگے۔ کون ہے جو بنی بکر کو سمجھ لے۔ بنی بکر پریشان ہو گئے۔

مگر نصر نے حملہ آوروں پر جوابی حملہ کیا اور سب سے پہلے اس معرکہ میں ایک بابلی مارا گیا۔ عمرو بن مسلم کے ہمراہ بختری اور زیاد بن طریف البابی بھی تھے۔ اس معرکہ میں عمرو بن مسلم کے اٹھارہ آدمی کام آئے۔

کردان فراقصہ کا بھائی مسعدہ اور ایک شخص بنی بکر بن وائل کا اہلک نام بھی مارے گئے یہ ان لوگوں کے علاوہ ہیں جو راستوں میں مارے گئے۔

عمرو بن مسلم کی شکست و امان:

عمرو بن مسلم نے شکست کھا کر قلعہ کی راہ لی اور نصر سے کہلا بھیجا کہ بلعاء بن مجاہد کو میرے پاس بھیج دے دیتے ہیں۔ بلعاء عمرو کے پاس آیا۔ عمرو نے اس سے درخواست کی کہ آپ نصر سے میرے لیے امان حاصل کر لیجئے نصر نے اسے امان دے دی اور کہنے لگا کہ چونکہ میں تیری جاں بخشی کر کے بکر بن وائل پر اپنا اور احسان کرنا چاہتا ہوں اس لیے تجھے چھوڑ دیتا ہوں ورنہ اگر یہ خیال نہ ہوتا تو ضرور قتل کر دیتا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لوگوں نے عمرو بن مسلم کو ایک چکی گھر میں پکڑا اور اس کے گلے میں رسی ڈال کر نصر کے پاس لائے۔ نصر نے اسے امان دے دی اور اس سے اور زیاد بن طریف اور بختری بن درہم سے کہا کہ اچھا تم لوگ اپنے امیر سے جا ملو۔

معرکہ بروقان:

بیان کیا گیا ہے کہ جب نصر اور عمرو کا مقام بروقان میں مقابلہ ہوا تو بکر بن وائل اور یمینوں کے تیس آدمی مارے گئے اس پر بنی بکر نے کہا کہ ہم اپنے بھائیوں اور اپنے امیر سے کیوں لڑیں۔ ہم نے اس شخص سے اپنی قرابت جتائی اس نے اس سے بھی انکار کیا اس لیے انہوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ ازدی لڑے انہیں شکست ہوئی اور وہ قلعہ میں جا گھسے۔ نصر نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

بنی عمار کے ایک شخص نے عمرو بن مسلم۔ بختری اور زیاد بن طریف البابی کو پکڑ لیا۔ نصر نے ان کے سوسو کوڑے لگوائے ان کے سر اور ڈاڑھیاں منڈوا دیں اور کبل کے کپڑے پہنا دیئے یہ بھی بیان کیا گیا ہے بختری ایک جھاڑی میں جا چھپا تھا۔ وہاں سے گرفتار کر کے نکالا گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب عمرو بن مسلم اور نصر بن سيار کی جنگ ہوئی تو نصر کو اس نے شکست دی اس پر عمرو نے ایک تمیمی سے جو اس کے پاس تھا پوچھا کہو بھائی تمیمی تمہاری قوم کیسی بری طرح فرار ہوئی۔ اس بات کو اس نے بنی تمیم کی شکست پر طعن کرنے کے لیے اس سے کہا۔ مگر اس کے بعد ہی بنی تمیم نے جوابی حملہ کیا۔ عمرو کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اور جب غبار دور ہوا تو دیکھا کہ بلعاء بن مجاہد بنی تمیم کی ایک جماعت کو لیے ہوئے عمرو کے ساتھیوں کو میدان جنگ سے ڈھوروں کو طرح مار مار کر بھگا رہا ہے۔ اب اس تمیمی شخص نے عمرو سے کہا دیکھو میری قوم کا فرار ایسا ہوتا ہے۔

عمرو و شکست کھا کر بھاگا۔ بلعاء نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ قیدیوں کو قتل مت کرو انہیں زندہ کر دو اور ان کے پائے سرینوں پر سے قطع کر دو۔

مسلم بن سعید کی ترکوں پر فوج کشی:

اسی سنہ میں مسلم بن سعید ترکوں سے جہاد کرنے گیا تھا اور دریا کو عبور بھی کر چکا تھا کہ اسے خالد بن عبد اللہ کی طرف سے نراسان کی صوبہ داری سے اپنی برطرفی اور اسد بن عبد اللہ کے تقرر کا حکم ملا۔

مسلم نے اس سال جہاد کا ارادہ کیا، میدان یزید میں تمام لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا اور کہنے لگا ”مجھے سب سے زیادہ ان لوگوں کی وجہ سے فکر دامن گیر ہے جو ارادنا پیچھے رہ گئے اور میرے ساتھ شامل نہیں ہوئے، یہ لوگ گلے کاٹنے والے ہیں۔ مجاہدین کی عورتوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے لیے دیواروں کو پھاندیں گے۔ اے خداوند! تو انہیں سزا دے اور میں بھی انہیں سزا دوں گا۔ میں نے فھر کو حکم دے دیا ہے کہ جس کے پیچھے رہنے والے کو وہ دیکھے اسے قتل کر ڈالے اور مجھے عمرو بن مسلم اور اس کے ساتھیوں پر اس عذاب کی وجہ سے جو ان پر نازل کرے گا کوئی ترس نہیں آتا۔

مسلم بن سعید کی فرغانہ کی جانب پیش قدمی:

بخارا میں مسلم کو خالد بن عبداللہ القسری کا خط ملا۔ جس میں عراق کی صوبہ داری پر اپنے تقرر کا ذکر تھا اور لکھا تھا کہ تم اس جہاد کو پورا کر لو۔ مسلم نے فرغانہ کی راہ لی۔ اس موقع پر ابو الضحاک الزواحی، بخشی فوج نے جو قبیلہ بنی عبس کے خاندان رواحہ سے تھا اور جن کا شمار ازدیوں میں تھا اعلان کر دیا کہ اس سال جو شخص پیچھے رہ جائے گا اس پر کوئی جرم نہیں۔ اس موقع سے چار ہزار سپاہیوں نے فائدہ اٹھایا اور مسلم کا ساتھ چھوڑ کر پیچھے رہ گئے۔

مسلم بن سعید کی فرغانہ میں آمد:

جب مسلم بن سعید فرغانہ پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ خاقان اس کے مقابلہ کے لیے بڑھ آیا ہے۔ شمل یا شمیل بن عبدالرحمن المازنی نے مسلم سے کہا کہ میں نے فلاں فلاں مقام میں خاقان کی فوج کو ہچشم خود دیکھا ہے۔ مسلم نے عبداللہ بن ابی عبداللہ الکرمانی بنی سلیم کے آزاد غلام کو بلا کر حکم دیا کہ رواگنی کی تیاری کرو، صبح ہوتے ہی اپنے لشکر کو لے کر مسلم نے کوچ کیا۔ ایک دن میں تین منزلیں طے کیں، دوسرے دن پھر روانہ ہوئے، وادی سیوح کو عبور کیا تھا کہ خاقان سامنے آ گیا اور اس کا رسالہ مسلم کے قریب آ پہنچا۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ پر ترکوں کا حملہ:

عبداللہ بن ابی عبداللہ نے مشہور شہسواروں اور موالیوں کو دشمن کو روکنے کے لیے اتار دیا۔ ترکوں نے اس جماعت پر حملہ کیا، سب کو شہید کر ڈالا، اور مسلم کی سواری کے جانوروں کو لوٹ لے گئے۔ مسیب بن بشر الریاحی اور براء جو مہلب کے مشہور بہادر سرداروں میں سے تھے اس معرکہ میں کام آئے، غوزک کا بھائی بھی میدان جنگ میں مارا گیا۔

عامر بن مالک کی علمبرداری:

مگر اب سب لوگ ترکوں پر جھپٹ پڑے اور انہیں مسلمانوں کے فرد گاہ سے نکال باہر کیا۔ مسلم نے اپنا جھنڈا عامر بن مالک الحمسانی کے حوالے کیا اور فوج کو لے کر واپس روانہ ہو گیا۔ آٹھ روز برابر چلتے رہے۔ مگر ترک بھی برابر مسلمانوں کو گھیرے رہے جب نویں شب ہوئی مسلم نے قیام کرنے کا ارادہ کیا۔ اور لوگوں سے اس بارہ میں مشورہ لیا۔ سب نے قیام کا مشورہ دیا۔ اور کہا کہ صبح کے وقت ہم ان قریب کے پانی پر جا اتریں گے، اور اگر آپ نے پہاڑ کے درے میں پڑاؤ ڈالا تو آپ کے ساتھی میوہ توڑنے چلے جائیں گے اور دشمن آپ کے فرد گاہ کو لوٹ لے جائے گا۔ مسلم نے سورہ بن الحمر سے پوچھا کہ ابو العلاء تمہاری کیا رائے ہے۔ سورہ نے کہا کہ جو سب لوگوں کی رائے ہے وہی میں بھی مناسب سمجھتا ہوں۔ چنانچہ اب سارا لشکر قیام کے لیے اتر پڑا۔

مجاہدین کی پسپائی و مراجعت:

شکر کے قیام گاہ میں کوئی عمارت وغیرہ نہیں بنائی گئی بلکہ لوگوں نے برتنوں اور دوسرے سامان کو جن کی وجہ سے بوجھ بڑھ گیا تھا جلا ڈالا۔ اسی طرح انہوں نے دس لاکھ کی قیمت کا سامان جلا ڈالا۔ صبح ہوتے ہی اس مقام سے بھی فوج نے کوچ کیا اور پانی کے قریب پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ اہل فرغانہ اور شاش دریا کے آگے مزاحمت کے لیے مستعد ہیں۔ اس وقت مسلم بن سعید نے اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ تلواریں نیام سے باہر نکالیں۔ سب نے اس حکم کی تعمیل کی۔ جہاں تک نظر جاتی تھی تلواریں ہی تلواریں نظر آتی تھیں۔ پانی کو چھوڑ کر آگے بڑھے اس روز مسلم نے اپنی فوج کو ٹھہرایا اور دوسرے دن دریا کو عبور کیا۔ خاقان کے ایک بیٹے نے مسلمانوں کا تعاقب کیا۔

حمید بن عبداللہ کا ترکوں پر حملہ:

حمید بن عبداللہ نے جو مسلمانوں کے ساتھ فوج پر تھا مسلم سے کہلایا کہ آپ تھوڑی دیر ٹھہر جائیے میرے پیچھے دوسو ترک ہیں۔ میں ذرا ان سے نیٹ لوں۔ حمید اس وقت اگرچہ زخموں سے چورتھا مگر فوج کے ٹھہرتے ہی ترکوں پر پلٹ پڑا۔ اہل سغد اور ان کا سردار اس جھڑپ میں قید کر لیے گئے۔ سردار کے ساتھ سات آدمی اور تھے۔ بقیہ ترکوں نے واپسی کی راہ لی اور حمید آگے بڑھا۔ ایک تیر اس کے گھٹنے میں آکر لگا اور اس نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

مجاہدین پر تشنگی کا غلبہ:

تمام فوج کو پیاس سے سخت تکلیف ہو رہی تھی عبدالرحمن بن نعیم العامری نے اپنے اونٹ پر بیس چھانگلیں پانی سے بھری ہوئی بار کر لی تھیں لوگوں کی اس تکلیف کو دیکھ کر اس نے انہیں نکالا اور سب نے ایک ایک گھونٹ پانی پیا۔ مسلم بن سعید نے بھی پانی مانگا ایک برتن میں اس کے لیے پانی لایا گیا جابر یا حارثہ بن کثیر، سلیمان بن کثیر کے بھائی نے اس برتن کو اس کے منہ سے چھین لیا۔ مسلم نے کہا اسے چھوڑ دو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اندرونی جدت سے بے تاب ہو کر اس نے اس پانی کو چھینا ہے۔ بہر حال بھوک اور راستہ کی مشقتوں کو چھیلنے کے بعد مسلمان بخمد آئے اور ادھر ادھر متفرق ہو گئے۔ اسی اثناء میں دوسو عبدالرحمن بن نعیم کو پوچھتے ہوئے چھاؤنی میں آئے اور اسد بن عبداللہ کی طرف سے عبدالرحمن کو خراسان کی ولایت کا فرمان تقرر لا کر دیا عبدالرحمن نے اسے مسلم کو پڑھ کر سنایا، مسلم نے بے چون و چرا اس کی تعمیل کے لیے آمادگی ظاہر کی۔

عبدالرحمن ہی سب سے پہلے آمل کے بیابان میں خیمے لگائے۔ اسحق بن محمد الغدانی نے ”پیاس والے دن میں“ سب سے پہلے صبر و استقامت کا ثبوت دیا۔ عبدالرحمن بن نعیم کے بیٹوں میں نعیم، شدید، عبدالسلام، ابراہیم اور مقداد تھے۔ ان میں سے نعیم اور شدید بڑے ہی سخت جنگجو تھے۔

حوثرہ بن یزید اور نصر بن سیار کی شجاعت:

مسلم بن سعید کی معزولی کے بعد خزرج التغلی نے کہا کہ جب ہم ترکوں سے جہاد کرنے گئے تو انہوں نے مسلمانوں کو گھیر لیا اور سب کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا ان کے چہرے خوف کی وجہ سے زرد ہو گئے تھے۔ مگر حوثرہ بن یزید بن الحر بن الحسیف بن نصر بن یزید بن جمعونہ نے چار ہزار فوج کے ساتھ ترکوں پر حملہ کیا اور تھوڑی دیر تک ان سے لڑنے کے بعد واپس چلا آیا۔ پھر نصر بن سیار

نے تیس شہسواروں کے ساتھ ترکوں پر اسی دلیری سے حملہ کیا کہ انہیں ان کی جگہوں سے پیچھے ہٹا دیا۔ اب تمام فوج نے عام حملہ کر دیا اور ترکوں کو شکست ہوئی (یہ جوثرہ رقبہ بن الحمر کا بھتیجا ہے) عمرو بن ہبیرہ کی مسلم بن سعید کو ہدایات:

مسلم کرخراسان کا والی مقرر کرنے کے وقت عمرو بن ہبیرہ نے مسلم کو نصیحت کی تھی کہ تمہارے مولیوں میں سے جو بہترین شخص ہو اسے اپنا حاجب مقرر کرنا کیونکہ حاجب تمہاری زبان ہے اور وہ جو کہے گا وہ تمہاری ہی جانب سے سمجھا جائے گا، اپنے محافظ دستہ کے افسر کو حکم دینا کہ وہ اپنے فرائض نہایت دیانت داری سے انجام دے، عمال عذر مقرر کرنا۔ مسلم نے پوچھا کہ عمال عذر کیا ہیں۔ عمرو بن ہبیرہ نے کہا کہ ہر شہر کے باشندوں کو حکم دینا کہ وہ خود اپنا عامل تجویز کریں اور جس شخص کو وہ اختیار کریں اسی کو ان کا عامل بنا دینا اگر وہ اچھا ثابت ہو تو اس کا فائدہ تم کو پہنچے گا اور اگر وہ برا ثابت ہو تو اس کا نقصان باشندوں کو اٹھانا پڑے گا۔ تم اس کے ضرر سے بھی محفوظ رہو گے اور تم پر کوئی ذمہ داری بھی عائد نہ ہوگی۔

توبہ بن ابی اسید:

مسلم بن سعید نے خراسان سے ابن ہبیرہ کو لکھا کہ آپ توبہ بن ابی اسید بنی العنبر کے آزاد غلام کو میرے پاس بھیج دیجئے۔ ابن ہبیرہ نے اپنے عامل بصرہ کو حکم لکھا کہ تم توبہ بن ابی اسید کو میرے پاس روانہ کر دو۔ عامل بصرہ نے حسب الحکم توبہ کو ابن ہبیرہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

توبہ ایک وجیہ بلند آواز اور خوش تحریر شخص تھا۔ جب وہ ابن ہبیرہ سے ملنے گیا تو ابن ہبیرہ کہنے لگا کہ واقعی ایسا ہی شخص اہم خدمت کا اہل ہے۔ ابن ہبیرہ نے اسے مسلم کے پاس بھیج دیا مسلم نے اپنی مہر اس کے حوالے کر دی اور کہا جیسا تم مناسب سمجھو کرو۔ اسید بن عبداللہ کے خراسان آنے تک توبہ مسلم کے ساتھ رہا۔ جب مسلم خراسان سے روانہ ہونے لگا تو توبہ نے بھی اس کے ساتھ چلے آنے کا ارادہ کیا مگر اسد نے اسے روک لیا اور کہا کہ مسلم کو تمہاری خدمات کی اتنی ضرورت نہ تھی جتنی مجھے ہے۔ غرض کہ اسد کے کہنے سے توبہ بدستور اپنی خدمت پر کام کرتا رہا، تمام لوگوں کے ساتھ نیکی کرتا، نہایت اخلاق و تواضع سے پیش آتا۔ فوج والوں کی تنخواہیں اور وظائف برابر دیتا رہتا۔

ایمان توبہ:

اسد نے توبہ سے کہا کہ تم فوج سے طلاق کی قسم لے لو تا کہ کوئی شخص جہاد میں جانے سے پیچھے نہ رہے اور نہ اپنی جگہ کسی اور کو بھیج سکے مگر توبہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ توبہ کے بعد جو اور لوگ اس کی خدمت پر آئے انہوں نے پھر فوج سے یہی قسم لینا شروع کر دی تھی۔ جب عاصم بن عبداللہ خراسان آیا تو اس نے بھی فوج سے طلاق کی قسم لینا چاہی مگر فوج نے اس قسم کے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ توبہ جو قسم ہم سے لیا کرتا تھا اس کے لیے ہم اب بھی تیار ہیں۔ وہ خاص قسم ان لوگوں میں اس قدر مشہور ہو گئی تھی کہ وہ ”ایمان توبہ“ کے نام سے مشہور ہو گئی۔

ہشام بن عبدالملک اور سعید بن عبداللہ کی گفتگو:

اس سال خود ہشام بن عبدالملک کی امارت میں حج ہوا۔ ابوالزناد کے باپ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں داخل ہونے سے

پہلے ہشام نے مجھے لکھا کہ آپ مجھے حج کے تمام ارکان و مناسک لکھ دیجیے میں نے انہیں لکھ دیا اور ابو الزناد نے ہشام سے جا کر ملاقات کی۔ ابو الزناد لکھتے ہیں کہ اس روز میں ہشام کے پیچھے شکاری میں شریک تھا اتنے میں سعید بن عبداللہ بن الولید بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہشام سے آکر ملا۔ چونکہ ہشام پیدل چل رہا تھا اس لیے سعید بھی سواری سے اتر پڑا اور اس نے ہشام کو سلام کیا۔ اور اس کے پہلو میں چلنے لگا۔ اتنے میں ہشام نے مجھے آواز دی میں آگے بڑھ آیا اور میں اس کے دوسرے پہلو میں اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ سعید نے ہشام سے کہنا شروع کیا (میں اس گفتگو کو خوب سنتا رہا) امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ ہمیشہ امیر المؤمنین کے خاندان پر اپنا انعام و اکرام کرتا رہا ہے اور خلیفہ مظلوم کی امداد کرتا رہا ہے۔ ان مقدس مقامات میں ہمیشہ سے امیر المؤمنین کے خاندان والے ابو تراب پر لعنت بھیجتے آئے ہیں۔ اس لیے آپ کو بھی چاہیے کہ آپ اس مقدس جگہ میں ان پر لعنت بھیجیں یہ بات ہشام کو نہایت ناگوار گزری اور وہ کہنے لگا کہ ہم یہاں کسی کو گالیاں دینے یا اس پر لعنت بھیجنے نہیں آئے بلکہ ہم حج کی غرض سے آئے ہیں۔ پھر بات کاٹ کر ہشام میری طرف متوجہ ہوا اور مجھ سے پوچھا کہ ابو عبداللہ بن ذکوان جس معاملہ کے متعلق میں نے تمہیں لکھا تھا اسے پورا کر دیا میں نے کہا جی ہاں چونکہ میں نے سعید کی اس بات کو سن لیا تھا اس وجہ سے میری موجودگی اس گفتگو کے موقع پر سعید کو بہت شاق گزری چنانچہ پھر جب کبھی وہ مجھے دیکھتا تو مجھ سے جھینپ جاتا۔

ابراہیم بن محمد کی ہشام سے درخواست:

اسی سنہ میں ہشام مقام حجر میں نماز پڑھنے کے بعد کھڑا ہوا تھا کہ ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے ہشام سے کہا کہ آپ کو اللہ اور بیت اللہ اور اس شہر کی جس کی تعظیم کے لیے آپ آئے ہیں حرمت کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے اس حق کو جو ظلماً مجھ سے چھین لیا گیا ہے مجھے واپس دے دیں۔ ہشام نے پوچھا کیا؟ ابراہیم نے کہا میرا مکان۔ ہشام نے کہا کہ تم نے امیر المؤمنین عبدالملک کے زمانہ میں کیوں چارہ جوئی نہ کی۔ ابراہیم نے کہا بخدا! اس نے جھ پر ظلم کیا۔ ہشام نے کہا سلیمان سے کہنا تھا۔ ابراہیم نے کہا اس نے میرے ساتھ نا انصافی کی۔ ہشام نے کہا عمرو بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے کہا ہوتا ابراہیم نے کہا کہ اللہ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے بے شک انہوں نے میرا مکان مجھے واپس دے دیا تھا ہشام نے کہا یزید بن عبدالملک سے کیوں نہ کہا۔ ابراہیم نے کہا اس نے مجھ پر ظلم کیا اور مکان پر میرا قبضہ ہو جانے کے بعد اس نے پھر مجھ سے چھین لیا اور اب وہ تمہارے قبضہ میں ہے۔

ہشام نے کہا بخدا اگر تمہیں مارا جاتا تو میں ضرور تمہیں مارتا۔ ابراہیم نے کہا بخدا میرے جسم پر تلوار کے زخم اور کوڑوں کے نشان موجود ہیں۔ ہشام پلٹ گیا۔ ابرش اس کے پیچھے تھا۔ ہشام نے اس سے پوچھا کہ ابو مجاشع یہ زبان تمہیں کیسی معلوم ہوئی؟ ابو مجاشع نے کہا اس زبان کے کیا کہنے ہشام نے کہا۔ یہ قریش ہیں اور یہ ان کی زبان ہے اس کی یاد لوگوں میں ہمیشہ رہے گی میں نے ایسی عمدہ زبان کبھی نہیں سنی۔

امارت خراسان پر اسد بن عبداللہ کا تقرر:

اس سنہ میں خالد بن عبداللہ القسری عراق کا والی مقرر ہو کر کوفہ آیا اور اس نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا اسد جب خراسان آیا تو اس وقت سعید بن مسلم فرغانہ میں جہاد میں مصروف تھا جب عبور کرنے کے لیے دریا پر آیا تو اشہب بن عبید اللہ الغالبی نے جو آمل میں کشتیوں کی نگرانی پر متعین تھا اسے روکا۔ اسد نے اس سے کہا کہ مجھے دریا کے پار کرادو۔

اشبہ نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے ممانعت کر دی گئی ہے۔ اسد نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ خوشامد اور لالچ دلا کر کام نکالو مگر اس نے پھر بھی انکار ہی کیا۔ اب اسد نے کہا کہ میں امیر ہوں۔ اشبہ نے کہا اب آپ عبور کر سکتے ہیں۔ اسد نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس شخص کو پہچان لو اسے ہم اپنے معتمد علیہ لوگوں میں شریک کر لیں گے۔ اسد دریا کو عبور کر کے سفد آیا اور اس کی گھاٹی پر آ کر ٹھہر گیا۔ بانی بن ہانی جو سمرقند کی مال گزاری کا افسر اعلیٰ تھا لوگوں کو لے کر اسد کے استقبال کو آیا۔ اسد ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا جب یہ جماعت اس کے سامنے آئی۔ لوگوں نے تفاول کے طور پر کہا اسد علی حجر (شیر پتھر پر بیٹھا ہے) یہ کچھ بھلا آدمی نہیں معلوم ہوتا۔ بانی نے اس سے پوچھا کہ اگر جناب والا امیر ہو کر آئے ہیں تو ہمیں بتا دیجیے تاکہ ہم آپ کا اسی طرح استقبال کریں جیسا کہ ہم اپنے امیروں کا کیا کرتے ہیں۔ اسد نے کہا ہاں میں امیر ہو کر آیا ہوں۔ پھر اسد نے کھانا منگوایا اور اسی مقام پر کھانا کھایا اور لوگوں سے کہا کہ جو شخص میرے جلو میں چلنا چاہے اسے چار درہم یا دوسری روایت کے مطابق تیرہ تیرہ درہم دیئے جائیں گے جو میری آستین میں ہیں۔ اسد اپنے اس استقبال کو دیکھ کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ میں بھی تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں۔

عبدالرحمن بن نعیم کی واپسی کا حکم:

بہر حال اب باقاعدہ جلوس کے ساتھ سوار ہو کر اسد سمرقند میں داخل ہوا دو شخصوں کو عبدالرحمن بن نعیم کے سپہ سالاری کے حکم تقرر کو دے کر روانہ کیا۔ یہ دونوں شخص عبدالرحمن بن نعیم کے پاس جو اس وقت وادی افشین میں مسلمانوں کی فوج کے پچھلے حصہ پر تھا آئے فوج کے پچھلے حصہ میں زیادہ تر اہل سمرقند جو موالی تھے اور اہل کوفہ تھے ان دونوں نے لوگوں سے عبدالرحمن کو پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ ساتھ لشکر میں ہیں یہ دونوں اس کے پاس پہنچے اور حکم تقرر اسے سنایا اور ایک خط دیا جس میں حکم تھا کہ واپس چلے آؤ اور تمام فوج کو بھی واپسی کی اجازت ہے۔ عبدالرحمن نے خط پڑھا۔ اس خط کو اور اپنے تقرر کے حکم کو مسلم کو لا کر دیا۔ مسلم نے کہا میں بلا پس و پیش تعیل کے لیے تیار ہوں۔

عبدالرحمن بن نعیم کی مراجعت:

جب اس رد و بدل کی خبر عام ہوئی تو عمرو بن ہلال السدوسی یا تیمی نے آ کر مسلم کے دو کوڑے اس زیادتی کی وجہ سے جو اس نے مقام بروقان میں بکر بن وائل کے ساتھ کی تھی مارے اور حسین بن عثمان بن بشر بن مختضر نے اسے گالیاں دیں مگر عبدالرحمن بن نعیم ان کی اس حرکت پر سخت برہم ہوا انہیں ڈانٹا ان پر سختی کی اور حکم دیا کہ انہیں میرے سامنے سے نکال دو۔ چنانچہ وہ لوگ سامنے سے ہٹا دیئے گئے۔ اب عبدالرحمن تمام فوج کو لے کر واپس ہوا اور مسلم بھی اس کے ہمراہ روانہ ہوا۔

حسن بن ابی العرطہ عامل سمرقند:

یہ تمام لشکر اسد کے پاس سمرقند میں آیا۔ اسد سمرقند سے مرو آیا۔ بانی کو معزول کر کے اس کی جگہ سمرقند پر حسن بن ابی العرطہ الکندی کو جو آکل الزرار کی اولاد میں تھا عامل مقرر کیا۔ حسن کی بیوی جنوب بنت القعقاع بن الاعلم سردار بنی ازد اس کے پاس آئی یعقوب بن القعقاع اس وقت خراسان کے قاضی تھے۔ حسن اپنی بیوی کو لینے کے لیے شہر سے باہر گیا۔ اسی زمانہ میں ترکوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ لوگوں نے حسن سے کہا کہ ترک آگئے ہیں۔ ترکوں کی تعداد سات ہزار تھی حسن نے سن کر کہا وہ ہم پر نہیں آئے بلکہ ہم نے ان پر جارحانہ کارروائی کی ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا انہیں غلام بنایا مگر باوجود اس کے بخدا! میں تمہیں ان سے

قریب کروں گا۔ اور تمہارے گھوڑوں کی پیشانیوں کو ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں سے ملا دوں گا۔

حسن بن ابی العمرطہ پر تنقید:

غرض کہ اب حسن ترکوں کی مدافعت کے لیے روانہ ہوا۔ مگر اس نے اتنی دیر لگا دی کہ ترک اپنا کام کر کے چلتے بنے۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں کہ یہ شخص اپنی بیوی کی ملاقات کو تو اس قدر شوق و ذوق سے جلدی جلدی گیا، مگر دشمن کے مقابلہ میں جاتے ہوئے اس قدر دیر لگا دی۔ حسن کو بھی اس کا نا پھوسی کی خبر ہوئی۔ لوگوں کو مخاطب کر کے تقریر کی اور کہنے لگا کہ تم یہ باتیں کہتے ہو اور عیب لگاتے ہو۔ اے اللہ! تو ان کا نشان مٹا دے ان کی موتوں کو جلد بھیج دے ان پر مصیبت اور تنگی نازل کر دے اور خوشی اور فارغ البالی کو ان سے اٹھالے۔ یہ تقریر سن کر لوگوں نے دل ہی دل میں اسے خوب گالیاں دیں۔

سمرقند میں ثابت قطنہ کی نیابت:

جب حسن ترکوں کے مقابلہ پر گیا تھا اس نے ثابت قطنہ کو سمرقند پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا تھا۔ ثابت لوگوں میں تقریر کرنے کھڑا ہوا تو اس کی زبان میں لکنت پیدا ہو گئی اور بول نہ سکا۔ کہنے لگا مَنْ يُطِيعُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ. جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ گمراہ ہوا۔ اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ زبان بند ہو گئی اور ایک لفظ پھر زبان سے نہ نکل سکا۔ جب منبر سے اتر آیا تو اس نے یہ شعر پڑھا:

ان لم اکن فیکم خطیباً فانیئ بسیفی اذا جدا الوغی الخطیب

ترجمہ: ”اگر میں تمہارے سامنے زبان سے تقریر نہ کر سکا تو مجھے کیا پرواہ ہے۔ کیونکہ میں جنگ کی شدت کی حالت میں اپنی تلوار کے ذریعہ بڑا گویا ہوں۔“

اس پر سامعین کہنے لگے کاش آپ نے یہ شعر منبر پر پڑھ دیا ہوتا تو واقعی آپ خطیب ہوتے۔

عمال:

اسی سنہ میں عبدالصمد بن علی ماہ رجب میں پیدا ہوا۔ اس سال مکہ مدینہ اور طائف کا عامل ابراہیم بن ہشام المخزومی تھا۔ عراق و خراسان کا ناظم اعلیٰ خالد بن عبداللہ القسری تھا اور بصرہ میں نماز پڑھانے کے لیے خالد کی طرف سے عقبہ بن عبداللہ اعلیٰ مقرر تھے مالک بن المہذربن الجارود کو تو ال تھا۔ ثمامہ بن عبداللہ بن انس بصرہ کے قاضی تھے۔ اسد بن عبداللہ خراسان کا صوبہ دار تھا۔

۷۰۷ھ کے واقعات

اسی سنہ میں عباد الریعی خارجی نے یمن میں خروج کیا۔ یوسف بن عمر نے اسے اور اس کے تین سوسا تھیوں کو قتل کر ڈالا۔

معاویہ بن ہشام کی قبرص میں آمد:

معاویہ بن ہشام موسم گرما کی مہم لے کر جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ میمون بن مہران شام کی فوج کا سپہ سالار تھا۔ معاویہ سمندر کو طے کر کے قبرص آیا۔ اس کے ساتھ وہ امدادی فوج بھی تھی جس کی بھرتی کا ہشام نے اپنے ۱۰۶ ہجری کے حج میں حکم دیا تھا، یہ جمعیت ۱۰۷ ہجری میں جن کی باقاعدہ تنخواہیں مقرر کی گئی تھیں شام آئی، اس میں سے نصف لوگ جہاد کے لیے گئے اور نصف وہیں رہے۔

ابو عکرمہ اور اس کے ساتھیوں کا انجام:

مسلمہ بن عبدالملک نے خشکی میں کفار سے جہاد کیا۔ اسی سال شام میں شدید مرض طاعون پھیل گیا۔ نیز اس سال بکیر بن مابان نے ابو عکرمہ، ابو محمد الصادق، محمد بن حنیس اور عمار العبادی کو کچھ اپنے اور طرف داروں کے ساتھ جن کے ہمراہ زیادہ ولید الارزق کاماموں بھی تھا۔ اپنے اغراض کی اشاعت و تبلیغ کے لیے خراسان بھیجا بنی کندہ کے ایک شخص نے اسد سے ان کی چغلی کھائی۔ ابو عکرمہ محمد بن حنیس اور ان کے تمام ساتھی گرفتار ہو کر اسد کے پاس لائے گئے۔ البتہ عمار بیچ کر نکل گیا۔ جو لوگ اس کے قبضہ میں آ گئے۔ اسد نے ان کے دست و پا کو قطع و برید کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ عمار بکیر بن مابان کے پاس آیا، ساری سرگذشت سنائی۔ بکیر نے تمام ماجرا محمد بن علی کو لکھ بھیجا۔ محمد بن علی نے جواب دیا کہ تمام تعریف اسی ذات کو سزاوار ہے جس نے تمہاری خبر اور تمہاری دعوت کو سچ کیا ہے، تم میں سے جو بیچ گئے ہیں وہ بھی عنقریب مارے جائیں گے۔

مسلم بن سعید سے حسن سلوک:

اسی سن میں مسلم بن سعید خالد بن عبداللہ کے پاس لایا گیا۔ جب تک وہ خراسان میں رہا اسد بن عبداللہ نے اس کی ہمیشہ تعظیم و تکریم کی۔ کسی قسم کی بدسلوکی نہیں کی اور نہ اسے قید کیا۔ مسلم عراق آ گیا، ابن ہبیرہ نے بھاگ جانے کا ارادہ کیا، مگر مسلم نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔ اور کہا کہ یہ یمنی ہمارے متعلق اس سے زیادہ اچھی رائے رکھتے ہیں جیسا کہ ہم ان کے متعلق رکھتے ہیں۔

نمرون کا قبول اسلام:

اسی سال اسد نے نمرون کے پہاڑوں اور علاقہ غر شستان پر جو طالقان کے پہاڑوں سے متصل تھے جہاد کیا، نمرون نے اس سے صلح کر لی اور اسی کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا۔ یہاں کے باشندے آج تک یمینیوں کے موالی ہیں۔

اسد بن عبداللہ کی غور پر فوج کشی:

نیز اسد نے اس سال غور پر جو ہرات کا پہاڑی علاقہ ہے جہاد کیا۔ جب اسد نے غور پر چڑھائی کی تو باشندوں نے اپنے تمام مال و متاع کو ایک ایسے عمیق غار میں ڈال دیا جہاں تک پہنچنا غیر ممکن تھا۔ اسد نے صندوق بنوائے اور ان میں آدمیوں کو بٹھا کر رسوں کے ذریعہ نیچے اتارا۔ یہ لوگ جس قدر مال و متاع نکال سکے نکال لائے۔

بروقان کی فوج کی بلخ میں منتقلی:

اسی سال اسد نے بروقان کی متعینہ فوج کو بلخ میں منتقل کر دیا، اور جن جن لوگوں کے بروقان میں مکان تھے انہیں بلخ میں مکانات بنوا دیئے۔ اور جن کے نہ تھے انہیں بھی بنوا دیئے، اور ارادہ کیا کہ بلوائی فوج کو پانچ حصوں پر تقسیم کر کے ہر حصہ کو علیحدہ علیحدہ بسا دے مگر اس کے دوستوں نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا کہ اس طرح ان میں دھڑے بندی ہو جائے گی جس سے جھگڑے پیدا ہوں گے۔ اس بنا پر اسد نے ان سب کو خلط ملط کر کے بسا دیا۔ شہر کی تعمیر کے لیے اسد نے معمار و مزدور مقرر کر دیئے۔ ہر پرگنہ پر اس کے محاصل کے اعتبار سے ان کے اخراجات کا بار ڈال دیا، اور برک خالد بن برک کے باپ کو شہر کی تعمیر کا مہتمم مقرر کر دیا۔

بروقان میں زیادہ تر امراء اور رؤسا بود و باش رکھتے تھے، اس کے اور بلخ کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ تھا۔ اور بلخ اور نو بہار کے درمیان دو سو قدم کا فاصلہ تھا۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام:

اس سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف مقامات پر وہی لوگ حاکم تھے جو سنہ گزشتہ میں تھے جن کا ذکر ۱۰۶ ہجری کے واقعات میں ہو چکا ہے۔

۱۰۸ھ کے واقعات

مسلمہ بن عبدالملک کی فتوحات:

اس سال مسلمہ بن عبدالملک نے جہاد کیا رو میوں کے شہر قیساریہ تک جو جزیرہ کے متصل واقع ہے جا پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو اس کے ہاتھوں مسخر کر دیا۔ نیز اس سال ابراہیم بن ہشام نے بھی جہاد کیا اور رو میوں کے ایک قلعہ کو فتح کیا۔
عمار العبادی کا انجام:

اس سال بکیر بن ماہان نے چند آدمیوں کو جن میں عمار العبادی بھی تھا۔ خراسان بھیجا۔ ایک شخص نے اسد بن عبداللہ سے ان لوگوں کی چغلی کھائی۔ اسد نے عمار کو پکڑ کر اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے، اس کے ساتھی البتہ بچ کر نکل آئے، اور بکیر بن ماہان سے آ کر تمام ماجرا سنایا۔ بکیر نے اس واقعہ کی اطلاع محمد بن علی کو لکھی بھیجی۔ محمد بن علی نے جواب میں لکھا تمام تعریف اسی خدا کو ثابت ہے جس نے تمہاری دعوت کو سچا کیا اور تمہارے طرف داروں کو بچایا۔

اسی سال میں مقام والق میں آگ لگی، جس سے تمام چراگاہ نیز جانور اور آدمی جل گئے۔

اسد بن عبداللہ کی فوج کشی:

نیز اسی سال اسد بن عبداللہ نے فحل پر جہاد کیا۔ علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ خاقان نے اسد کو آیا لیا۔ مگر اسد قواریان کی طرف واپس پلٹ آیا تھا اور دریا کو بھی عبور کر آیا تھا، اس لیے دونوں میں اس موقع جہاد پر کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ مگر ابو عبیدہ بیان کرتے ہیں کہ ترکوں نے اسد کو شکست دی اور ان کا سخت نقصان کیا۔ اس پر لونڈوں نے یہ شعر گانا شروع کیا:

ازختلان آمدی برو تباہ آمدی

”تو ختلان سے تباہ ہو کر آیا۔“

اگرچہ سب اس وقت خاقان سے برسر پیکار تھا مگر خاقان نے اس سے دوستی پیدا کر لی تھی۔

اسد بن عبداللہ کی مراجعت بلخ:

والپسی میں اسد نے یہ ظاہر کیا کہ وہ مقام سرخ درہ میں موسم سرما بسر کرنا چاہتا ہے مگر پھر اسد نے لوگوں کو کوچ کا حکم دیا اور سب نچل پڑے۔ اسد نے اپنے جھنڈے سامنے بڑھادیئے اور ایک رات میں سرخ درہ کی طرف روانہ ہوا۔ فوج نے تکبیر کہنا شروع کی۔ اسد نے پوچھا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا عربوں کا یہ شیوہ ہے کہ جب وہ واپس پلٹتے ہیں تو تکبیر کہتے ہیں۔ اس پر اسد نے فوج کے نقیب عروہ سے کہا کہ اعلان کر دو کہ امیر غورین جانا چاہتے ہیں۔ اسد روانہ ہوا، جب مسلمان غورین پہنچ گئے تب خاقان آیا۔ اسد نے دریا کو عبور کر لیا مگر نہ مسلمانوں نے ترکوں کا سامنا کیا اور نہ ترکوں نے انہیں چھیڑا۔

سلم بن احوز کا کارنامہ:

غرض کہ اسد تو بخ آ گیا اور دوسرے مسلمان مقام غوریان چلے گئے ترکوں سے ان کا مقابلہ ہوا۔ ایک دن تو وہ ان سے نہایت ثابت قدمی سے لڑے۔ اثنائے جنگ میں ایک مشرک اپنی صفوں میں سے آ کر میدان جنگ میں نیزہ گاڑ کر کھڑا ہو گیا۔ ایک سبز کپڑا اس کے سر پر لپٹا ہوا تھا جس سے اس کا تیا ز ظاہر تھا۔ سلم بن احوز نصر بن سیار کے پاس کھڑا ہوا تھا سلم نے نصر سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اسد مجھ سے ناراض ہے۔ میں اس کا فر پر حملہ کرتا ہوں۔ شاید میں اسے قتل کر دوں اور اس طرح اسد مجھ سے خوش ہو جائے۔ نصر نے کہا تمہاری مرضی۔ سلم نے اس پر حملہ کیا اور نیزہ کی ایک ہی حرکت سے اس پر قابو پا کر نیزہ کا کاری وار کیا۔ مشرک ایک ہی وار میں گھوڑے کے سامنے آ رہا اور گھوڑے نے اسے اپنی ٹاپوں سے روند ڈالا۔

سلم نصر کے پاس واپس چلا آیا، مگر پھر نصر سے کہنے لگا کہ میں دوبارہ حملہ کرتا ہوں۔ چنانچہ جب سلم بڑھتا ہوا دشمن کے قریب پہنچ گیا تو ایک مشرک مقابلہ کے لیے نکلا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار کے وار کیے سلم نے اسے قتل کر ڈالا۔ پھر خود بھی زخمی واپس آیا۔

ترکوں کی شکست:

اب کے نصر نے سلم سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو اس مرتبہ میں حملہ کرتا ہوں۔ چنانچہ نصر بڑھا، دشمن میں جا کر گھس گیا اور دو کا فروں کو موت کے گھاٹ اتار کر خود بھی زخمی ہو کر واپس آیا اور اپنی جگہ ٹھہرا رہا۔ اور سلم سے کہنے لگا کیا تم سمجھتے ہو کہ ہماری اس کارگزاری سے وہ خوش ہو جائے گا؟ اللہ تعالیٰ اسے کبھی خوش نہ کرے۔ سلم نے کہا ہاں میرا بھی یہی گمان ہے اتنے میں اسد کا قاصدان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ امیر تم سے فرما رہے ہیں کہ صبح سے تمہاری کارروائیوں کو دیکھ رہا ہوں اور اس بات سے واقف ہوں کہ تم نے مسلمانوں کی مطلق خدمت نہیں کی خدا تم دونوں پر لعنت کرے دونوں نے ایک ساتھ جواب دیا۔ اگر ہم ایسے ہو جائیں تو خدا ہی ایسا کرے۔ اس روز دشمن پیچھے ہٹ گیا، دوسرے دن پھر میدان کارزار گرم ہوا، مگر تھوڑی دیر میں مشرکوں کو شکست ہوئی، مسلمانوں نے ان کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ ان کے شہروں پر تسلط جمالیا۔ لونڈی غلام اور قیدی اور بہت سال مال غنیمت ان کے ہاتھ آیا۔

اسد کی قتل پر فوج کشی:

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسد ۱۰۸ھ میں قتل سے شکست کھا کر واپس آیا، جس پر اہل خراسان نے یہ شعر کہے:

از ختلان آمدی برو تہا آمدی

بیدل فراز آمدی

اس قتل کی مہم میں فوج کو بھوک کی سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ اسد نے اپنے ایک غلام کے ہاتھ دو مینڈھے بازار میں بچنے کے لیے بھیجے اور حکم دیا کہ پانسو سے کم میں نہ بیچنا جب غلام انہیں لے کر چلا گیا تو اسد نے کہا کہ انہیں صرف ابن الشخیر خریدے گا (یہ اس وقت بیرونی چوکی میں تھا) شام کے وقت ابن الشخیر شہر میں آیا تو بازار میں دو مینڈھے دیکھے انہیں فوراً پانچ سو درہم میں خرید لیا۔ ایک کو ذبح کر ڈالا اور دوسرا اپنے بعض احباب کو بھیج دیا۔ غلام نے واپس آ کر اسد سے سارا قصہ سنایا۔ اسد نے اسے ایک ہزار درہم بھیج دیئے۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام:

ابن الشخیر اصل میں عثمان بن عبداللہ بن الشخیر ہے جو مطرف بن عبداللہ بن الشخیر الحرشی کا بھائی ہے۔ ابراہیم بن ہشام جو مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا اس سال امیر حج تھا۔ اور نیز اس سال مختلف مقامات اور مختلف عہدوں پر وہی لوگ فائز تھے جو ستہ گذشتہ میں تھے اور جن کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔

۱۰۹ھ کے واقعاتعبداللہ بن عقبہ کا بحری جہاد:

اس سال عبداللہ بن عقبہ بن نافع القہری نے ایک بحری جہاد کیا اور معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ پر حملہ کر کے ان کے ایک قلعہ طیبہ نام کو مسخر کیا اس کے ساتھ جو اہل انطاکیہ تھے ان میں سے اکثر لوگ میدان جنگ میں کام آئے۔
عمر بن یزید الاسیدی کا قتل:

اسی سال مالک بن المہذر بن الجارود نے عمر بن یزید الاسیدی کو قتل کر ڈالا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ خالد بن عبداللہ عمر بن یزید کے ساتھ یزید بن المہلب کی باغیانہ جنگ میں شریک تھا۔ اس کی کارگزاری سے یزید بن عبدالملک بہت خوش ہوا اور کہنے لگا یہ عراق کا جواں مرد ہے۔ یہ تعریف خالد کو بہت بری معلوم ہوئی۔ خالد نے مالک بن المہذر کو قوال بصرہ کو حکم دیا کہ تم عمر بن یزید کو بہت وقعت کرنا اور ان کے کسی حکم سے سرتابی نہ کرنا تاکہ لوگ تمہارے اس حسن سلوک کو اچھی طرح جان جائیں اور پھر کسی بہانہ سے اسے قتل کر ڈالنا۔ مالک نے یہی طریقہ اختیار کیا۔ ایک دن عمر بن یزید نے عبداللہ بن عبید اللہ بن عامر کا تذکرہ کیا مالک نے اس کے خلاف کوئی بات کہی۔ عمر نے کہا کیا تم عبدالاعلیٰ ایسے شخص پر الزام قائم کرتے ہو؟ اس کے سنتے ہی مالک نے اس پر سختیاں کرنا شروع کر دیں۔ کوڑے لگوائے اور قتل کر ڈالا۔

اسد بن عبداللہ کی معزولی:

اسی سنہ میں اسد بن عبداللہ نے غورین پر جہاد کیا۔ نیز اسی سنہ میں ہشام نے خالد بن عبداللہ کی نگرانی سے خراسان کا صوبہ نکال لیا اور اس کے بھائی اسد کو موقوف کر دیا۔ اس کارروائی کی وجہ یہ ہوئی کہ خالد کے بھائی اسد نے خراسان میں سخت تعصب برتنا شروع کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام لوگوں میں دھڑے بندی ہو گئی۔ مثال کے طور پر یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن ابوالبرید نے ایک ازدی سے کہا کہ مجھے تم اپنے ہم قبیلہ عبدالرحمن بن صبح کے پاس لے چلو (عبدالرحمن اسد کی جانب سے بلخ کا عامل تھا) اس ازدی نے عبدالرحمن سے جا کر کہا کہ یہ ابوالبرید الیشکری ہمارا بھائی معاون اور اہل مشرق کا شاعر جس نے یہ اشعار کہے آپ کی ملاقات کے لیے حاضر ہوا ہے:

فی سالف الدھر عباد و مسعود

ان تنقض الازد حلفا کان اکده

لما تجرد فیہا ای تجرید؟

و مالک و سویدا کداه معا

و فی الجلود من الایقاع تقصید

حتى تنادوا اناک اللہ ضاحیہ

تقریباً: ”اگر بنی ازد اس عہد کو توڑ دیں جسے گذشتہ زمانہ میں عباد اور مسعود نے استوار کیا تھا اور جس کی توثیق بعد میں مالک اور سوید نے بھی کی تھی تو اس میں کسی قسم کی خرابی واقع نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ صبح کے وقت چلا آئیں خدا انہیں رسوا کرے اس حال میں کہ ان کی کھالیں اسلحہ کی مار سے خوب ٹھیک کر دی گئی ہوں۔“

یہ سنتے ہی ابوالبرید نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اور کہا اللہ تعالیٰ تجھ ایسے جھوٹے سفارش کرنے والے پر لعنت کرے اے امیر خدا آپ کو نیک توفیق دے میں نے تو یہ شعر کہا ہے:

الازوا خوتنا و ہم حلفاؤنا ما بیننا نکث و لا تبدل

بترجمہ: ”بنی ازد ہمارے بھائی اور حلیف ہیں نہ ہمارے درمیان بد عہدی ہوئی ہے اور نہ تعلقات میں کسی قسم کی تبدیلی۔“

عبداللہ نے ہنس کر کہا آپ سچ فرماتے ہیں۔

ابوالبرید خاندان علیا بن شیبان بن ذہل بن ثعلبہ سے تھا۔

اسد بن عبداللہ کا مضریوں پر جبر و تشدد:

اسد نے نصر بن سیار اور بعض دوسرے مضری لوگوں پر سختیاں شروع کر دیں۔ ان کے کوڑے بھی لگوائے۔ ایک مرتبہ جمعہ کے دن اس نے خطبہ میں کہا خدا ان چہروں کو ذلیل و رسوا کرے یہ چہرے فتنہ پردازوں، منافقوں اور مفسدوں کے ہیں اے اللہ! تو ان میں اور مجھ میں تفریق کر دے۔ اے اللہ تو مجھے میرے مرزوم اور وطن کو پہنچا دے۔ اور جو شخص میرے مخالف کسی بات کا قصد کرے یا بڑبڑائے اسے ذلیل کر دے، امیر المومنین میرے ماموں ہیں خالد بن عبداللہ میرا بھائی ہے اور میرے ساتھ بارہ ہزار یمنی تلواریں ہیں۔ یہ تقریر کر کے اسد منبر سے اتر آیا۔

نماز کے بعد لوگ اس کی ملاقات کے لیے آنے شروع ہوئے۔ ہر شخص اپنی اپنی جگہ بیٹھ گیا، اسد نے فرش کے نیچے سے ایک نوشتہ نکالا اور اسے پڑھ کر لوگوں کو سنایا۔ جس میں نصر بن سیار، عبدالرحمن بن نعیم العامری، سورہ بن الحارث البانی، ابان بن دارم اور ہختری بن ابی درہم (از قبیلہ بنی الحارث بن حباد) کا ذکر تھا۔ اسد نے انہیں سامنے بلایا اور انہیں خوب تنبیہ کی۔ تمام لوگ اپنی جگہ ساکت و صامت بیٹھے رہے کسی نے زبان سے ایک لفظ نہیں کہا۔ البتہ سورہ نے کھڑے ہو کر اپنا طرز عمل، اطاعت کیشی، اور خلوص کا اظہار کیا۔ اور عرض کی کہ جناب والا کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ بھوٹے دشمن کے بیان کو قبول فرمائیں۔ بہتر یہ ہے کہ جس نے ہم پر یہ جھوٹے الزام لگائے ہیں ان کا ہمارا سامنا کرایا جائے، مگر اسد نے اس کی بات نہ مانی اور حکم دیا کہ ان سب کو ننگا کیا جائے۔ چنانچہ ان کے کپڑے اتار لیے گئے، اور اس نے عبدالرحمن بن نعیم کو پٹینا شروع کیا۔ ان کا پیٹ بہت بڑا تھا۔ مگر سرین بہت دبے تھے۔ جب ان پر مار پڑنے لگی تو یہ دوہرے ہو گئے اور ان کی ازار اپنی جگہ سے کھسکنے لگی۔ یہ دیکھ کر اس کا ایک عزیز ایک ہردی چادر اس کے لیے لے کر اٹھا۔ اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑے کو پھیلاتا ہوا کھڑا ہوا اور اسد کی طرف اس نیت سے دیکھتا جاتا تھا کہ وہ اگر اجازت دے دے تو اسے ازار پہنا دے۔ اسد نے اشارہ سے اس بات کی اجازت دے دی وہ شخص اس کے قریب پہنچا۔ اسے ازار پہنا دی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابو شملہ نے اسے ازار پہنائی، اس سے یہ بھی کہا ابو زہیر ازار پہن لو کیونکہ امیر ہمارے حاکم ہیں اور وہ محض تادیباً ایسا کر رہے ہیں۔

تمیں بن حمان کی طلبی:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسد نے ان لوگوں کو اپنے دربار کے کمرہ کے کونوں میں بٹوایا۔ جب ان کے پٹوانے سے فارغ ہوا تو اسد نے پوچھا تمیں بن حمان کہاں ہے؟ اس پوچھنے سے اس کا مطلب یہ تھا کہ اسے بھی پٹوائے، حالانکہ اس سے پہلے وہ اسے پٹوا چکا تھا۔ کسی نے کہا کہ یہ تمیں بن حمان موجود ہے اور جناب والا حال ہی میں اسے سزا دے چکے ہیں تمیں بن حمان کا نام۔ عامر بن مالک بن مسلمہ بن یزید بن حجر بن ضیق بن حمان بن کعب بن سعد ہے۔

نصر بن سیار اور اس کے ساتھیوں کی روانگی عراق:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پٹوانے کے بعد اسد نے ان کے سر منڈوا ڈالے، انہیں عبدر بہ بن ابی صالح بنی سلیم کے آزاد غلام کے جو محافظ دستہ سے تعلق رکھتا تھا اور عیسیٰ بن ابی بریق کے حوالے کر دیا اور خالد کے پاس یہ لکھ کر بھیج دیا کہ یہ لوگ میری جان پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔

راستہ میں ابن ابی بریق کی یہ حالت تھی کہ ان لوگوں میں سے جس کسی کے بال اگ آتے انہیں فوراً منڈوا دیتا۔ سختی بن ابی درہم کہتا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ وہ مجھے اور نصر بن سیار کو پٹواتا۔ سختی کی یہ خواہش اس جھگڑے کی وجہ سے تھی جو مقام جو مقام بروقان میں ان دونوں کے درمیان ہو گیا تھا۔ بنو قسیم نے نصر سے کہلا بھیجا کہ اگر تم لوگ چاہو تو ہم تمہیں ان کے ہاتھوں سے چھڑالیں، مگر نصر نے ان کو ایسا کرنے سے روک دیا۔

جب یہ لوگ خالد کے پاس لائے گئے تو خالد نے اسد کو بہت لعنت ملامت کی اور کہنے لگا کہ اس نے ان کے سروں کو کیوں نہ بھیج دیا۔

اسد بن عبداللہ کا اہل بلخ سے خطاب:

اسد نے بلخ میں جو خطبہ دیا تھا، اس میں کہتا تھا ”اے بلخ والو! تم نے میرا نام زراغ رکھا ہے۔ بخدا میں تمہارے دلوں کو ٹیڑھا کر دوں گا، مگر جب اسد نے سخت تعصب سے کام لینا شروع کیا اور اس کی وجہ سے لوگوں میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا، اور دھڑے بندی ہو گئی تو ہشام نے خالد کو لکھا کہ اپنے بھائی کو موقوف کر دو، چنانچہ خالد نے اسد کو موقوف کر دیا، اور اسد خالد سے حج کی اجازت لے کر ماہ رمضان ۱۰۹ ہجری میں عراق آ گیا، اس کے ساتھ خراسان کے بعض زمیندار بھی آئے۔ اسد نے حکم بن عوانہ الکھی کو خراسان میں اپنا جانشین چھوڑا۔ حکم نے موسم گرما کی مہم تیار کی، مگر جہاد کرنے نہیں گیا۔

زیاد ابو محمد داعی بنی عباس:

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ بنی عباس کے داعیوں میں سب سے پہلے زیاد ابو محمد ہمدان کا آزاد غلام اسد بن عبداللہ کی ولایت کے پہلے دور میں خراسان آیا۔ محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس نے اسے خراسان بھیجا اور کہا کہ لوگوں کو ہماری حمایت کے لیے دعوت دو، اہل یمن میں جا کر فروکش ہونا، اور مضری عربوں سے ملاطفت سے پیش آنا۔ اور ابرشہر کے ایک شخص غالب نام سے بچتے رہنا، کیونکہ اسے بنی فاطمہ کی محبت میں بہت زیادہ غلو ہے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حرب بن عثمان البلخی بنی قیس بن ثعلبہ کا آزاد غلام محمد بن علی کا خط لے کر خراسان کے

باشندوں کو دعوت دینے آیا تھا۔

زیاد اور غالب میں مباحثہ:

بہر حال جب زیاد نے خراسان پہنچ کر بنی عباس کے لیے تحریک و دعوت شروع کر دی تو بنی مروان کے مظالم اور عادات قبیحہ کو بیان کرنے لگا اور لوگوں کو کھانا کھلانے لگا تو اسی اثناء میں غالب ابرشہر سے زیاد کے پاس آیا۔ ان دونوں میں مباحثہ ہوا۔ غالب بنی فاطمہ کی فضیلت پیش کرتا تھا اور زیادہ بنی العباس کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غالب زیاد کو چھوڑ کر چلا گیا۔ زیادہ نے سارا موسم سرما مرو میں بسر کیا۔ اہل مرو میں سے یحییٰ بن عقیل الخزاعی اور ابراہیم بن الخطاب العدوی اسے ملنے آیا کرتے تھے۔ زیاد سوید الکاتب کے برزن میں آل رقاد کے مکانوں میں آ کر قیام پذیر ہوا تھا۔

زیاد ابو محمد کی طلبی:

اس زمانہ میں مرو کا حاکم خراج حسن بن شیخ تھا جب اسے زیاد کی کاروائیوں کی اطلاع ہوئی تو اس نے اسد بن عبداللہ کو اس کی اطلاع دی۔ اسد نے زیاد کو بلایا۔ زیاد کے ہمراہ ایک اور شخص بھی تھا جس کی کنیت ابو موسیٰ تھی۔ اسد نے زیاد کو بلایا۔ زیاد کے ہمراہ ایک اور شخص بھی تھا جس کی کنیت ابو موسیٰ تھی۔ اسد نے اسے دیکھ کر کہا کہ میں تمہیں پہچانتا ہوں۔ ابو موسیٰ نے کہا جی ہاں! اسد نے کہا میں نے تمہیں دمشق کے ایک میخانہ میں دیکھا تھا۔ ابو موسیٰ نے کہا جی ہاں۔

زیاد اور اس کی جماعت کا قتل:

اب اسد نے زیاد سے پوچھا کہ میں نے تمہارے متعلق یہ باتیں سنی ہیں تم کیا کہتے ہو؟ زیاد نے کہا جو اطلاع آپ کو ملی ہے محض غلط ہے۔ میں تجارت کی غرض سے خراسان آیا ہوں۔ میں نے لوگوں کو اپنا مال دیا ہے جب مجھے اس کی قیمت وصول ہو جائے گی یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اسد نے کہا تم میرے علاقہ سے نکل جاؤ۔ زیاد اسد کے پاس سے آ گیا اور اپنی تحریک اشاعت کے کام میں مصروف ہو گیا۔ یہ رنگ دیکھ کر حسن پھر اسد کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ آپ اس تحریک کو معمولی بات نہ سمجھئے یہ بڑی خطرناک ہے ابھی سے اس کا تذکرہ کیجیے۔ اسد نے زیاد کو بلا بھیجا اور اسے دیکھتے ہی کہا۔ کیا میں نے تمہیں خراسان میں قیام کرنے سے منع نہیں کر دیا تھا؟ زیاد نے کہا جناب والا میری طرف سے کسی خدشہ کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں۔ اسد نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے تمام ساتھیوں کے قتل کا حکم دے دیا۔ اس پر ابو موسیٰ نے کہا فافض مانت قاض (پورا کرو جو تم کرنے والے ہو) اس جملہ کو سن کر اسد کا غصہ اور زیادہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ تو نے مجھے فرعون بنا دیا۔ ابو موسیٰ نے کہا میں نے نہیں بلکہ خدا نے تجھے فرعون بنایا ہے۔ غرض کہ یہ سب کے سب جو کوفہ کے رہنے والے دس آدمی تھے اسد کے حکم سے قتل کر دیئے گئے اس روز صرف دو لڑکے اپنی کم سنی کی وجہ سے بچ سکے باقی لوگوں کے قتل کا بھی حکم دے دیا گیا۔ وہ مقام کشانشاہ میں قتل کر ڈالے گئے۔

زیاد اور اس کی جماعت کے متعلق دوسری روایت:

بعض لوگوں نے یہ بھی کیا ہے کہ اسد نے زیاد کے متعلق حکم دیا کہ اس کے کمر سے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ زیاد دو کے درمیان لٹایا گیا جب تلوار کا وار اس پر کیا گیا تو تلوار اچٹ گئی۔ بازار والوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ اسد نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے کہا گیا کہ تلوار نے زیاد پر کچھ اثر نہیں کیا۔ اس نے ابو یعقوب کو ایک تلوار دی۔ ابو یعقوب معمولی لباس پہنے باہر نکلا۔ تماشاویوں کا

اثر و حام تھا۔ ابو یعقوب نے تلوار کا ہاتھ مارا۔ تلوار اچٹ گئی، مگر دوسرے وار میں زیادہ کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ بعض راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ اسد نے ان لوگوں سے کہا کہ تمہاری جو شکایت مجھ تک پہنچی ہے اگر تم اپنے تئیں اس سے برأت و بے تعلقی کا اقرار کرو تو چھوڑ دیئے جاؤ گے، مگر آٹھ آدمیوں نے اس قسم کے اقرار سے انکار کر دیا۔ البتہ دو شخصوں نے اپنی بے تعلقی کا اقرار کیا۔ مگر ان دو میں سے بھی ایک شخص دوسرے دن صبح کو جب کہ اسد اپنی اس بیٹھک میں جو پرانے شہر کے بازار پر تھی متمکن تھا آیا۔ اسد نے اسے دیکھ کر کہا کیا یہ ہمارا کل کا قیدی نہیں ہے؟ اس شخص نے اسد سے درخواست کی کہ آپ مجھے بھی میرے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیجیے۔ لوگ اس کی تشہیر کے لیے بازار میں لائے۔ یہ شخص کہتا جاتا تھا، ہم اس بات سے خوش ہیں کہ اللہ ہمارا رب، اسلام ہمارا مذہب اور محمد ﷺ ہمارے نبی ہیں۔ اسد نے بخارا کے بادشاہ کی تلوار منگوائی اور اپنے ہاتھ سے اس کی گردن مار دی۔ یہ واقعہ یوم اخیذ سے چار دن پہلے کا ہے۔

کثیر کو فی اور خداش:

اس واقعہ کے بعد ایک اور کوفہ کا رہنے والا کثیر نامی یہاں آیا، ابو النجم کے پاس آ کر اترا۔ زیادہ کے ملاقاتی اس کے پاس آتے جاتے تھے۔ یہ ان سے باتیں کرتا اور اپنی تحریک پھیلاتا تھا، ایک دو سال اسی طرح ہوتا رہا۔ کثیر لکھنا پڑنا نہیں جانتا تھا۔ اب خداش جو مرغم نام ایک گاؤں میں تھا اس کے پاس آیا اور اب یہ کثیر کے بجائے اس تحریک کا اصل حامل ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا اصلی نام عمارہ تھا مگر چونکہ اس نے ملت محمدیہ ﷺ میں اختلاف پیدا کر دیا اس کا نام خداش ہو گیا، اسد نے اپنی امارت کے عہد اول میں عیسیٰ بن شداد الرجمی کو ثابت قطنہ کی بجائے کسی سمت کا حاکم مقرر کر کے بھیج دیا، اس پر ثابت قطنہ بہت جلا کٹا اور اسد کے جھوکی۔

امارت خراسان پر اشرس بن عبداللہ کا تقرر:

اس سال ہشام نے اشرس بن عبداللہ السلمی کو خراسان کا والی مقرر کیا۔ اسد بن عبداللہ کو برطرف کر کے ہشام نے اشرس کو خراسان کا والی مقرر کیا، اسے حکم دیا کہ خالد بن عبداللہ کو سرکاری معاملات لکھتے رہو۔ اشرس ایک فاضل اور نیک آدمی تھا۔ لوگ اس کی فضیلت کی وجہ سے اسے کامل کہتے تھے۔ وہ خراسان آیا تو لوگ اس کے آنے سے بہت خوش ہوئے۔ اس نے عمیرہ ابوامیہ الیشکری کو کوتوال مقرر کیا۔ پھر اسے معزول کر کے سمط کو اس کی جگہ مقرر کیا، ابو المہاک الکندی کو مرو کا قاضی بنایا مگر چونکہ انہیں قضا کے کچھ علم نہ تھا۔ اشرس نے مقاتل بن حیان سے اس معاملہ میں مشورہ کیا، مقاتل نے محمد بن زید کا نام اس منصب کے لیے پیش کیا، اشرس نے محمد بن زید کو قاضی مقرر کر دیا۔ یہ صاحب اشرس کے معزول ہونے تک مرو کے قاضی رہے۔ سب سے پہلے اشرس ہی نے خراسان میں فوجی چوکیاں مقرر کیں، عبدالملک بن وثار الباہلی کو ان پر متعین کیا۔ تمام چھوٹے بڑے کام اشرس خود ہی کیا کرتا تھا۔

اشرس اور حیان النبطی کی گفتگو:

اشرس جب خراسان آیا تو لوگوں نے فرط انبساط میں نعرہ تکبیر بلند کیا، جب خراسان آیا تو گدھے پر سوار تھا، حیان النبطی نے کہا اگر جناب والا خراسان پر حکومت کرنا چاہتے ہیں تو گھوڑے پر سوار ہوں۔ اپنے گھوڑے کے تنگ کو خوب کس کر باندھئے، چابک سے اس کی پیٹھ ٹھونکیے، یہاں تک کہ آگ نکلنے لگے، اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو آپ واپس چلے جائیں، اشرس نے کہا حیان! میں واپس جانے کے لیے تیار ہوں، مگر مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں آگ کو پیش کر دوں۔ پھر وہ ٹھہر گیا اور گھوڑوں پر سوار ہو گیا۔

یحییٰ بن حصین کا بیان :

یحییٰ بن حصین کہتا ہے اشترس کے خراسان آنے سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے۔ ”تم لوگوں پر ایک ایسا شخص آ رہا ہے جو سخت سینہ والا کمزور جثہ اور نامبارک ہے۔“ میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ دوسری رات میں نے پھر خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے تم پر ایک ایسا شخص مسلط ہو کر آیا ہے جو سخت سینہ والا (سخت دل یا کینہ پرور) کمزور جسم نامسعود اپنی قوم سے خیانت کرنے والا شکر ہے۔

لقد ضاع حیش کان جعفر امیرهم فہل من تلاف قبل دوس القبائل

فان صرفت عنہم بہ فلعلہ والا یکنوا من احادیث قائل

ترجمہ: ”مجھے لو کہ وہ فوج تباہ ہوگئی جس کا سردار شکر ابو۔ کیا قبائل کے پانچ سال ہونے سے پہلے اس کی تلافی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ ان کی سرداری سے ہٹ دیا جائے تو شاید ایسا ہو سکے۔ ورنہ یہ سب کے سب اس طرح تباہ ہو جائیں گے کہ بس ان کا تذکرہ لوگوں کی زبانوں پر رہ جائے گا۔“

خراسان میں لوگ اشترس کو شکر کہا کرتے تھے۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام و عمال :

اس سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال ابراہیم نے مقام منام میں یوم النحر کے دوسرے دن خطبہ دیا اور کہا کہ میں ابن الوحید ہوں جو چاہو مجھ سے دریافت کرو کیونکہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص واقف نہیں ہے۔ اس پر عراق کے ایک شخص نے اس کی طرف بڑھ کر پوچھا قربانی واجب ہے یا نہیں؟ ابراہیم اس کا کچھ جواب نہ دے سکا اور منبر سے اتر آیا۔

اس سال مدینہ مکہ اور طائف کا والی ابراہیم بن ہشام تھا۔ بصرہ اور کوفہ پر خالد بن عبداللہ والی تھا۔ ابان بن ضبارہ الیزنی بصرہ میں پیش امام تھے بلال بن ابی بردہ بصرہ کا کوتوال تھا۔ خالد کی جانب سے ثمامہ بن عبداللہ الانصاری بصرہ کے قاضی تھے۔ اشترس بن عبداللہ خراسان کا والی تھا۔

۱۱۰ھ کے واقعاتمسلمہ بن عبدالملک اور خاقان کی جنگ :

اس سال مسلمہ بن عبدالملک نے ترکوں سے جہاد کیا۔ بڑھتے بڑھتے باب اللان تک جا پہنچا۔ یہاں خاقان نے ایک کثیر فوج کے ساتھ مسلمہ کا مقابلہ کیا ایک ماہ تک دونوں حریف ایک دوسرے سے دست و گریبان رہے۔ شدید بارش کی وجہ سے طرفین کو سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے خاقان کو شکست دی اس نے واپسی کی راہ لی اور مسلمہ بھی واپس پلٹ آیا۔ واپسی میں اس نے مسجد ذی القرمین کی راہ اختیار کی۔ اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں فوج کشی کر کے صماہ فتح کیا۔

اہل سمرقند و ماوراء النہر کو دعوت اسلام :

نیز اسی سنہ میں عبداللہ بن عقبہ الفہری امیر البحر نے موسم گرما میں جہاد کیا نیز اسی سال اشترس نے ذمی باشندگان سمرقند اور

ماوراء النہر کو دعوت اسلام دی، اس شرط پر کہ اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو جزیہ معاف کر دیا جائے گا۔ باشندوں نے اس دعوت پر لبیک کی اور اسلام لے آئے مگر پھر بھی ان پر جزیہ ہی عائد کیا گیا اور جب اس کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے بغاوت برپا کر دی۔
ابوالصیداء صالح بن طریف:

اشرس نے اپنے زمانہ حکومت خراسان میں اپنے مصاحبین سے کہا کہ مجھے ایک ایسا فاضل اور متقی آدمی بتاؤ جسے میں اشاعت اسلام کے لیے ماوراء النہر بھیج دوں۔ لوگوں نے ابوالصیداء صالح بن طریف بنی ضبہ کے آزاد غلام کا نام لیا۔ ابوالصیداء نے کہا کہ میں فارسی اچھی طرح نہیں جانتا۔ اس کی کوپورا کرنے کی غرض سے رقیع بن عمران اممکی ان کے ساتھ کیے گئے۔ ابوالصیداء نے کہا کہ میں اس شرط پر تبلیغ دعوت اسلام کرتا ہوں کہ جو شخص مسلمان ہو جائے گا۔ اس سے جزیہ نہ لیا جائے گا۔ کیونکہ خراسان کا خراج ہر فرد پر مشتمل ہے۔ اشرس نے یہ بات مان لی۔ ابوالصیداء نے مزید احتیاط کے لیے اپنے دوستوں سے کہا کہ میں اس کام کے لیے جاتا تو ہوں۔ اگر یہ عمال اپنے وعدہ کو پورا نہ کریں تو تم میری امداد کرنا۔ سب نے اس کی حامی بھری۔ ابوالصیداء سمرقند روانہ ہوئے۔ حسن بن ابی عمرطہ الکندی سمرقند کا فوجی اور مالی گورنر تھا۔

اہل سمرقند کا قبول اسلام:

ابوالصیداء نے باشندگان سمرقند اور اس کے مضافات کو اسلام کی دعوت دی اس شرط پر کہ جزیہ موقوف کر دیا جائے گا۔ لوگ جوق در جوق آ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ یہ رنگ دیکھ کر غوزک نے اشرس کو لکھا کہ مال گزاری بہت کم ہو گئی ہے۔ اشرس نے ابن ابی العمرطہ کو لکھا کہ خراج کی وصول یابی سے مسلمانوں کو تقویت پہنچتی ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اہل سفد اور ان جیسے اور لوگ خلوص نیت سے مسلمان نہیں ہوئے ہیں بلکہ جزیہ سے بچنے کی خاطر اسلام لے آئے ہیں۔ تم دیکھو جس کسی کا ختنہ ہو گیا ہو، فرائض دین کو بجا لاتا ہو اس کے اسلام میں خلوص نظر آتا ہو اور قرآن کی ایک سورۃ پڑھ دے تو اس کا خراج معاف کر دیا جائے۔ اس کے بعد ہی اشرس نے ابن ابی العمرطہ کو ممکنہ مال گزاری سے علیحدہ کر دیا اور ہانی بن ہانی کو اس کی جگہ مقرر کر دیا۔ نیز اشخیز کو اس کی مددگاری پر متعین کیا۔ ابن ابی العمرطہ نے ابوالصیداء سے کہا کہ اب مال گزاری سے مجھے کچھ تعلق نہیں رہا، لہذا آپ اب ہانی اور اشخیز سے اس معاملہ میں گفت و شنید کریں۔ ابوالصیداء نے ان لوگوں کو نو مسلموں سے جزیہ لینے سے منع کیا۔ ہانی نے لکھ بھیجا کہ باشندے مسلمان ہو گئے ہیں اور انہوں نے مسجدیں بھی بنالی ہیں ان حالات کو دیکھ کر بخارا کے بڑے بڑے زمیندار اشرس کے پاس آئے اور کہا کہ اب آپ کس سے خراج لیں گے سارے باشندے تو عرب ہو گئے۔

نو مسلموں سے خراج کا مطالبہ:

اشرس نے ہانی اور دوسرے سرکاری عہدیداروں کو لکھا کہ جن لوگوں سے پہلے خراج لیا جاتا تھا ان سے اب بھی لیا جائے۔ چنانچہ ان نو مسلموں پر پھر جزیہ عائد کیا گیا۔ انہوں نے دینے سے انکار کیا، اور سات ہزار سفد کے باشندے حکومت کی اطاعت چھوڑ کر سمرقند سے سات فرسخ کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے۔ ابوالصیداء رقیع بن عمران اممکی قاسم الشیبانی، ابو فاطمۃ الازدی، بشر بن جرموز الضحی، خالد بن عبداللہ الخوی، بشیر بن زہور الازدی، عامر بن قشیر ابو بشیر، الخجندی، بیان العمری اور اسمعیل بن عقبہ ان کی امداد کے لیے ان کے ساتھ جاشریک ہوئے۔ اشرس نے ابن ابی العمرطہ کو فوج کی سپہ سالاری سے موقوف کر دیا۔ اور اس کی جگہ ہشمر بن

مزام السلی کو مقرر کیا۔ نیز عمیرہ بن سعد الشیبانی کو اس کا مددگار بنایا۔

ابو الصیداء کی گرفتاری:

بجتر نے سرقند پہنچتے ہی ابو الصیداء کو لکھا کہ آپ مجھ سے آکر ملیں۔ اور اپنے ساتھ دوسرے اپنے ساتھیوں کو بھی لائیے۔ ابو الصیداء اور ثابت قطنہ بجتر کے پاس آئے۔ بجتر نے ان دونوں کو قید کر دیا۔ ابو الصیداء نے کہا تم نے بد عہدی کی اور جو قبول کیا اس سے پھر گئے۔ ہانی نے کہا نہیں جو طریقہ خون ریزی کو روک سکے وہ بد عہدی نہیں کہا جاسکتا۔ ہانی نے ابو الصیداء کو تو اشرس کے پاس بھیج دیا اور ثابت کو اپنے ہی پاس قید رکھا۔ جب ابو الصیداء اس طرح گرفتار کر کے اشرس کے پاس بھیج دیئے گئے تو ان کے ساتھی ایک جا جمع ہوئے اور انہوں نے ہانی سے لڑنے کے لیے ابوفاطمہ کو اپنا سردار منتخب کر لیا۔ ہانی نے کہا ذرا ابھی ٹھہرے رہو میں اشرس کو لکھتا ہوں ان کی رائے معلوم ہو جانے دو جیسا وہ حکم دیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔ ان لوگوں نے سارا ماجرا اشرس کو لکھ بھیجا۔ اشرس نے جواب دیا کہ باقاعدہ خراج وصول کیا جائے۔ یہ سنتے ہی ابو الصیداء کے تبعین چلے گئے مگر اس سے اب ان کی طاقت بہت کمزور ہو گئی۔ جتنے ان میں سربراہ و دروہ لوگ تھے وہ تلاش کر کے گرفتار کر لیے گئے۔ اور انہیں مرو بھیج دیا گیا۔ ثابت یہیں قید رہا۔

عجمی سرداروں کی اہانت:

اشرس نے ہانی کے ساتھ سلیمان بن ابی السری بنی عوافہ کے آزاد غلام کو بھی شریک افسر مال گزاری مقرر کیا۔ ہانی اور دوسرے مال گزاری کے عہدہ داروں نے لگان کی وصولی میں سختیاں کرنا شروع کیں بڑے بڑے عجمی سرداروں کی توہین کی۔ بجتر نے عمیرہ بن سعد کو زمینداروں پر مسلط کر دیا۔ یہ لوگ سامنے کھڑے کیے گئے ان کے کپڑے پھاڑے گئے۔ ان کے ٹپکے ان کی گردنوں میں ڈالے گئے۔ یہاں تک کہ نو مسلم بوڑھوں سے بھی جزیہ لیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام سفد اور بخارا مرتد ہو گیا اور ترکوں میں اس وجہ سے جوش و خروش پیدا ہو گیا۔

نصر بن سیار کا ثابت سے حسن سلوک:

ثابت اسی طرح عرصہ تک قید میں پڑا رہا۔ جب نصر بن سیار بجتر کی جگہ عامل مقرر ہوا تو اس نے ثابت کو ابراہیم بن عبداللہ اللیشی کی نگرانی میں اشرس کے پاس بھیج دیا۔ اشرس نے اسے اپنے پاس قید کر دیا۔ چونکہ نصر بن سیار ثابت سے اچھی طرح غیش آیا تھا۔ اس کے ساتھ ملاطفت و عطف برتی تھی اس لیے ثابت نے نصر کی مدح میں ایک قصیدہ بھی کہا۔

اشرس کی آمل میں آمد:

اشرس جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ آمل آیا۔ یہاں تین ماہ تک پڑا رہا۔ قطن بن قتیہ بن مسلم کو آگے روانہ کیا۔ قطن نے دس ہزار کے ساتھ دریا کو عبور کیا۔ اہل سفد اہل بخارا جن کے ساتھ خاقان اور ترک بھی تھے مقابلہ پر آئے۔ کفار نے قطن کا اس کی خندق ہی میں محاصرہ کر لیا۔ خاقان روزانہ ایک بہادر سردار کو منتخب کرتا اور یہ سردار کچھ ترکوں کے ساتھ دریا کو عبور کرتا۔ خاقان روزانہ ایک بہادر سردار کو منتخب کرتا اور یہ سردار کچھ ترکوں کے ساتھ دریا کو عبور کرتا۔ بعض ترکوں نے کہا کہ زینین کھول کر گھوڑوں کو دریا میں ڈال دو۔ چنانچہ انہوں نے دریا کو عبور کیا اور مسلمانوں کے جو جانور کھلے بندوں چر رہے تھے انہیں لوٹ کر لے گئے اشرس نے عبداللہ بن بسطام بن مسعود بن عمرو کی کفالت میں ثابت قطنہ کو کچھ سواروں کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ اس جماعت نے ترکوں

کا تعاقب کیا، آل میں ان سے جاڑے اور جو وہ لوٹ کر لے گئے تھے اسے چھڑا لائے۔ جب یہ جماعت واپس پلٹی تو پھر ترک دریا عبور کر کے ان پر آئے۔ اب اشترس تمام فوج کے ساتھ دریا کے اس پار قطن بن قتیبہ سے آ ملا۔ اشترس نے ایک شخص مسعود نام متعلقہ قبیلہ بنی حیان کو سریہ کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کے لیے بڑھایا۔ ترکوں نے اس جماعت کا مقابلہ کیا۔ یہ بھی ان سے لڑ پڑے، بہت سے مسلمان اس معرکہ میں کام آئے۔ مسعود شکست کھا کر اشترس کے پاس واپس پلٹ آیا۔

اشترس اور ترکوں کی جنگ:

دشمن اور آگے بڑھا۔ جب مسلمانوں کے قریب پہنچا، مسلمانوں نے حملہ کیا، ترکوں نے بھی معرکہ جہاد و قتال گرم کر دیا۔ مسلمانوں کو مجبوراً پسپا ہونا پڑا۔ اس پسپائی میں بہت سے مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا، مگر انہوں نے پھر جوابی حملہ کیا اور اس قدر ثابت قدمی سے دادرمدانگی دی کہ دشمن کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ اور اس نے شکست کھائی۔

مجاہدین پر تشنگی کا غلبہ اور ہلاکت:

اشترس مسلمانوں کو لے کر بیکند پہنچا۔ ترکوں نے مسلمانوں پر پانی کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ اس ایک دن اور رات تو مسلمانوں نے اپنے قیام گاہ میں بسر کی، دوسری صبح کو جب دیکھا کہ پانی کا ذخیرہ ختم ہو گیا ہے، کنوئیں کھودے مگر پانی برآمد نہ ہوا۔ پیاس نے بیتاب کر دیا۔ مجبوراً اس شہر کی طرف بڑھے جہاں سے پانی روکا گیا تھا۔ اس موقع پر قطن بن قتیبہ مسلمانوں کی فوج کے مقدمۃ الجیش پر تھا۔ دشمن نے ان کی مزاحمت کی، یہ ان سے نبرد آزما ہو گئے۔ مگر پیاس کی اس قدر شدت بڑھی کہ اس کی تاب نہ لا سکے، سات سو جان بحق ہو گئے اور ان میں لڑنے کی طاقت نہ رہی۔ رباب نوازوں کی صف میں صرف سات آدمی باقی بچے تھے۔ ضرار بن حصین تھک کر اس قدر چور ہو گیا تھا کہ قریب تھا کہ دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہو جائے۔ اس نازک حالت کا احساس کر کے حارث بن سرتح نے مسلمانوں کو جوش دلایا اور کہا کہ تلوار سے شہید ہونا پیاس سے مرنے کے مقابلہ میں دنیا میں بھی زیادہ موجب عزت ہے اور عقبی میں باعث اجر عظیم ہے۔ یہ کہتے ہیں حارث بن سرتح، قطن بن قتیبہ اسحق بن محمد و کعب کا بھتیجا، بنی تمیم قیس کے سواروں کے دستے کو لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور اس بے جگری سے لڑے کہ ترکوں کو پانی پر سے ہٹا دیا۔ تمام لوگ فوراً پانی کی طرف لپکے، سب نے سیر ہو کر خود بھی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔

ثابت قطنہ کا ترکوں پر شدید حملہ:

ثابت قطنہ کا عبدالملک بن وثار الباہلی کے پاس گزر ہوا۔ ثابت نے اس سے کہا کہ ابو عبدالملک جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب حاصل کرنا چاہتے ہو؟ عبدالملک نے کہا اتنی دیر ٹھہرو کہ میں نہالوں اور حنوط لگا لوں۔ ثابت ٹھہر گیا اور جب عبدالملک ان کاموں سے فارغ ہو کر باہر آیا تو اب یہ دونوں دشمن کے مقابلہ کے لیے چلے۔ ثابت نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں تمہارے مقابلہ میں ترکوں سے لڑنے کے اصول و طریقوں کو زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں۔ ثابت نے مسلمانوں کو مرنے مارنے کے لیے جوش دلایا سب نے مل کر دشمن پر حملہ کیا۔ نہایت شدید جنگ ہوئی۔ ثابت اور بہت سے مسلمانوں کے ساتھ جن میں صحز بن مسلم بن النعمان العبدی، عبدالملک بن وثار الباہلی، وجیہہ الخراسانی، عقار بن عقبۃ العودی بھی تھے اس معرکہ میں کام آیا۔ مگر قطن بن قتیبہ اور اسحق بن محمد بن حسان نے بنی تمیم و قیس کے کچھ سواروں کو ایک جا جمع کیا۔ ان سب سے آخر دم تک لڑنے کا عبدلیا، اور دشمن پر ٹوٹ

پڑے۔ ترکوں نے بھی مقابلہ کیا، مگر مسلمانوں نے انہیں زک دی اور ان سے میدان کو صاف کر دیا۔ اور انہیں قتل کرتے ہوئے ان پر چڑھ بیٹھے، پردہ شب نے آ کر مسلمانوں کو مزید تعاقب کرنے سے باز رکھا۔ دشمن تتر بتر ہو گیا اور اشرس نے بخارا آ کر ان کے باشندوں کا محاصرہ کر لیا۔

وجہہ البنانی کا بیان:

وجہہ البنانی نے خانہ کعبہ کے طواف کی حالت میں یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ جب ایک مرتبہ ترکوں سے ہمارا مقابلہ ہوا، مسلمانوں میں سے بہت سے آدمی شہید ہو گئے میں بھی زخمی ہو کر میدان جنگ میں گر پڑا۔ جب میں پڑا ہوا تھا، میں دیکھ رہا تھا کہ ترک بیٹھے ہوئے ہیں اور شراب کا دور چل رہا ہے، ترک میرے پاس بھی پہنچے، ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اسے نہ مارو۔ کیونکہ ابھی اسے ایک نیک کام کو پورا کرنا ہے، اور اس کی زندگی کا ایک معینہ وقت ہے جسے وہ پورا کرے گا۔ اب یہ ایک نیک کام تو میں نے کر لیا ہے اور شہادت کی تمنا دل میں ہے۔

وجہہ البنانی کی شہادت:

جج کے بعد یہ شخص پھر خراسان واپس چلا گیا اور ثابت کے ساتھ شہید ہوا۔ وازع بن فائق نے بیان کیا ہے کہ اشرس کی لڑائی والے دن وجہہ دو خچروں کے ساتھ میرے پاس سے گذرا، میں نے ان سے پوچھا ابو آسا آج آپ کی صبح کیونکر ہوئی، اس نے جواب دیا کہ میں نے آج اس حالت میں صبح کی ہے کہ ایک جماعت پریشان و سرگرداں تھی اور دوسری مال غنیمت جمع کر رہی تھی، اے اللہ! تو ان دونوں صفوں کو ایک دوسرے سے لپیٹ دے، یہ کہہ کر وجہہ عام فوج میں جا ملا۔ اپنی کمان کو نیچے جھکائے ہوئے تھا، اور ان کی تلوار ایک چادر میں لپیٹی ہوئی تھی، اسی حالت میں جا کر شہید ہوا۔ یشیم بن المنخل العبیدی بھی شہید ہوا۔

ثابت قطنہ کی شہادت:

جب اشرس اور ترکوں میں باقاعدہ جنگ چھڑ گئی تو ثابت قطنہ نے یہ دعا مانگی:

”اے خداوند! میں گزشتہ شب ابن بسطام کا مہمان تھا۔ آج رات تو مجھے اپنا مہمان بنالے، بخدا میں نہیں چاہتا کہ بنی امیہ مجھے فولادی بیڑیوں میں مقید دیکھیں۔“

اس کے بعد ثابت نے دشمن پر حملہ کیا اور اس کے ساتھیوں نے بھی حملہ کیا۔ اس کے ساتھیوں نے تو بزدلی دکھائی مگر یہ استقلال سے اپنی جگہ ڈٹا رہا۔ ایک تیر اس کے گھوڑے کو لگا، گھوڑا اچھلا اور الف ہو گیا، ثابت نے اسے مار کر آگے بڑھایا۔ اب خود ثابت پر تلوار کا ہاتھ پڑا اور وہ زخمی میدان جنگ سے اٹھایا گیا۔ جب میدان میں پڑا ہوا تھا کہہ رہا تھا:

”اے خداوند! آج صبح میں ابن بسطام کا مہمان تھا آج شام کو تیرا مہمان ہوں، تو اپنے انعام میں جنت الفردوس سے میری تواضع کیجیو۔“

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس نے دریا کو پار کر کے بیکند پر خیمہ نصب کیے۔ چونکہ یہاں انہیں پانی دستیاب نہ ہوا، اس لیے دوسری صبح کو وہاں سے کوچ کر دیا۔ جب رئیس بخارا کے قصر کے قریب پہنچے جہاں سے اس کا محل ایک میل کے فاصلہ پر رہ گیا۔ ایک ہزار سوار اس کے سامنے آئے، انہوں نے مسلمانوں کی فرو دگاہ کا احاطہ کر لیا۔ غبار کا ایک طوفان اٹھا جس سے ایسی اندھیاری چھا گئی

کہ کسی کو اپنا پاس والا دکھائی نہ دیتا تھا۔

غوزک کی علیحدگی:

مسلمانوں کی اصل فوج سے چھ ہزار فوج جس میں قطن بن قتیبہ اور دیسی رؤسا میں سے غوزک بھی تھا علیحدہ ہو گئی تھی اور یہ بخارا کے متعدد قلعوں میں سے ایک قلعہ میں یہ سمجھ کر چلے گئے کہ اشرس ہلاک ہو گیا۔ حالانکہ اشرس بخارا کے قلعوں میں محفوظ تھا۔ پھر دو دن کے بعد یہ جماعتیں ایک دوسرے سے مل گئیں، اگرچہ غوزک قلعہ میں تو قطن کے ساتھ داخل ہوا تھا مگر اس واقعہ میں ترکوں سے جا ملا۔ قطن نے اس کے پاس ایک آدمی بھیجا اس کے دیکھتے ہی ترکوں نے شور برپا کیا کہ قطن کا قصد آ رہا ہے غوزک ترکوں سے جا ملا۔ غوزک کی علیحدگی کی وجہ:

بیان کیا جاتا ہے کہ غوزک اس روز سواروں کے درمیان گر پڑا تھا، اس لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار باقی نہ تھا کہ وہ ترکوں سے جا ملے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس نے غوزک سے طاس منگوایا، غوزک نے اشرس کے قصد سے کہا کہ اس طاس کے سوا اور کوئی برتن میرے پاس ایسا نہیں ہے جس سے میں تدہیں کر سکوں اس لیے تم اس کا مطالبہ نہ کرو، مگر اشرس نے پھر کہلا کر بھیجا کہ تم کٹورے میں پیو اور طاس مجھے بھیج دو۔ اس پر غوزک نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔

اشرس کا بوادرہ میں قیام:

اس زمانہ میں نصر بن سیار سمرقند کا عامل تھا، اور عمیرہ بن سعد الشیبانی سمرقند کے محکمہ مال گزاری کا افسر اعلیٰ تھا۔ اور یہ سب کے سب شہر میں محصور تھے۔ عمیرہ ان لوگوں میں تھا جو اشرس کے ہمراہ خراسان آئے تھے۔ قریش بن ابی کھیس ایک گھوڑے پر سوار قطن کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ امیر اور تمام فوج نے پڑاؤ کر دیا ہے سوائے تمہارے سارا لشکر موجود ہے۔ اب قطن اپنی پوری جمعیت کے ساتھ امیر کے پاس چلا آیا اس وقت قطن اشرس سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس شہر بخارا سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر اس مقام پر جسے مسجد کہتے ہیں فروکش ہوا۔ پھر اسی مقام سے ہٹ کر اس گھاٹی کی طرف جسے بوادرہ کہا جاتا تھا چلا گیا۔ سیابہ یا شبابہ قیس بن عبداللہ الباہلی کا آزاد غلام بھی مسلمانوں سے آ کر مل گیا۔ جب کہ وہ مقام کمرجہ میں فروکش ہو چکے تھے۔

سیابہ کا مسلمانوں کو مشورہ:

خراسان کی لڑائیوں میں عموماً اور اشرس کے دور حکومت کی جنگوں میں مخصوصاً جنگ کمرجہ ایک ممتاز حیثیت اور خاص شہرت رکھتی ہے۔ سیابہ نے مسلمانوں سے کہا کہ کل خاقان تمہارے پاس سے گزرے گا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی پوری تیاری سے اس کے سامنے آئیے۔ جب وہ آپ کے مستعدی اور ساز و سامان دیکھے گا تو اسے آپ پر فتح حاصل کرنے کی توقع جاتی رہے گی۔ اس پر کسی مسلمان نے کہا کہ اس کی ضمانت لے لی جائے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تم میں کمزوری پیدا کرنے آیا ہے۔ مگر اوروں نے اس کا کہنا نہ مانا اور کہا یہ ہمارا آزاد غلام ہے۔ ہم اس کی خیر خواہی اور غلوں نیت سے واقف ہیں، اور وہ ہی کیا جیسا کرنے کا اس نے مشورہ دیا تھا۔ صبح کو خاقان ان کی طرف بڑھا جب بالکل مقابلہ پر آیا تو یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ اس کا قصد بخارا جانے کا ہے،

بخارا جانے والا راستہ لے لیا۔ مگر پھر ایک ٹیلے کے نیچے سے جو دونوں حریفوں کے درمیان تھا اپنی ساری فوج کے ساتھ مسلمانوں کی طرف اتر پڑا اور حملہ کے لیے تیار ہو گیا۔ مسلمانوں کو اس کی مطلقاً اب تک خبر نہ تھی، عین اس وقت جب کہ ترکوں نے ابھی مسلمانوں پر اچانک حملہ نہیں کیا تھا اور کرتا ہی چاہتے تھے کہ مسلمان اس ٹیلے پر چڑھیں وہاں جا کر دیکھا کہ فولا دکا پہاڑ سامنے ڈٹا ہوا ہے۔ جس میں اہل فرغانہ طار بند، افشینہ، سف اور بخارا کے رؤسا شامل ہیں۔

ترکوں کا مجاہدین پر حملہ:

اس خطرہ کو محسوس کر کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ کلیب بن قنانی الذہلی نے مسلمانوں سے کہا کہ ترک تم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اب ترکیب یہ کرو کہ اپنے گھوڑوں کو فولا دی جھولیں پہنائے ہوئے تھوڑی تھوڑی ٹکڑی میں دریا کے راستہ لے جاؤ یہ ظاہر کرنے کے لیے گویا تم انہیں پانی پلانے لے جا رہے ہو۔ جب وہاں پہنچ کر ان کی جھولیں اتار دو تو شہر کے دروازہ کے راستہ پر پڑی جانا یکے بعد دیگرے مسلمانوں کی ٹکڑیاں روانہ ہوئیں۔ ترکوں نے یہ دیکھتے ہی کہ مسلمان اس طرح چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں منقسم ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں پر تنگ اور دشوار گزار مواقع میں حملہ کر دیا۔ مگر چونکہ مسلمان ان راستوں سے ترکوں کے مقابلہ میں زیادہ واقف تھے۔ اس لیے ترکوں کے پہنچنے سے پہلے دروازہ پر پہنچ گئے۔ دروازہ کے بالکل قریب ترکوں نے مسلمانوں کو جاملایا اور مہلب نام ایک شخص کو جو عرب تھا اور مسلمانوں کے ساتھ فوج میں تھا شہید کر ڈالا، ترک ان سے لڑے اور خندق کے باہر والے دروازہ پر قبضہ کر کے اس میں گھس آئے۔ اب یہاں دونوں فریقوں میں خوب جنگ ہوئی۔ ایک عرب نے سرکنڈوں کا ایک مٹھا مشتعل کر کے ان کے منہ پر پھینکا، جس سے ترک علیحدہ ہٹ گئے اور مقتولین و مجروحین سے دور چلے گئے۔ شام کے وقت ترک واپس پلٹ گئے عربوں نے پل کو جلا ڈالا۔

خسرو بن یزدجرد کی پیشکش:

خسرو بن یزدجرد تیس آدمیوں کے ہمراہ مسلمانوں کے پاس آیا، اور کہنے لگا: عربو! تم کیوں اپنے تئیں ہلاک کرتے ہو، یہ میں ہوں جو خاقان کو اس لیے لایا ہوں کہ تاکہ وہ میری سلطنت مجھے دلا دے اور میں تمہارے لیے اس سے وعدہ امان حاصل کر لوں گا۔ مگر عربوں نے اسے گالیاں دیں اور وہ اپنا سامنہ لے کر چلا گیا۔

بازغری کی سفارت:

بازغری دوسو آدمیوں کے ساتھ مسلمانوں کے سامنے آیا۔ یہ ماوراء النہر کے باشندوں میں سب سے زیادہ چالاک اور ہوشیار آدمی تھا، خاقان اس کی کسی بات کی مخالفت نہیں کرتا تھا۔ اس کے ہمراہ خاقان کے اعزاء میں سے بھی دو شخص تھے اور اشرس کی فوجی چوکیوں کے بعض شہسوار قیدی بھی تھے، بازغری نے مسلمانوں سے کہا کہ مجھے امان دیجیے تاکہ میں قریب غری شہر کے بالکل قریب آ گیا۔ مسلمان شہر کی فسیل پر آئے دیکھا کہ اس کے ساتھ عرب قیدی بھی ہیں۔ بازغری نے عربوں سے کہا کہ آپ کسی شخص کو میرے پاس بھیجیے تاکہ میں اس سے خاقان کے پیام کے متعلق گفتگو کروں۔ مسلمانوں نے مہرہ باشندہ و رتن کے آزاد غلام حبیب کو اس کے پاس بھیجا۔ ترکوں نے اس سے گفتگو کی مگر وہ کچھ سمجھ نہ سکا۔ بازغری نے مسلمانوں سے کہا کسی ایسے شخص کو بھیجو جو میرا کہا سمجھ سکے۔ مسلمانوں نے یزید بن سعید الباہلی کو جو کچھ ترکی جانتا تھا گفتگو کے لیے بھیجا۔ بازغری نے کہا یہ دیکھئے سرحدی چوکیوں کے سوار اور

عمادین عرب اس کے پاس قید ہیں، مجھے خاقان نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور وہ کہتا ہے کہ آپ لوگوں میں سے جس کی تنخواہ چھ سو ہے میں ایک ہزار کر دوں گا اور جس کی تین سو ہے اس کی میں چھ سو کر دوں گا اور اس کے بعد ہی وہ آپ کے ساتھ اور احسانات و مراعات کرنے کے لیے تیار ہے۔

یزید بن سعید الباہلی کی تجویز:

یزید نے کہا اس طرح صلح نہیں ہو سکتی، عرب اسے کیونکر منظور کریں گے؟ عرب ترکوں کے مقابلہ میں بھیڑیے ہیں اور ترک بکریاں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان کسی طرح صلح نہیں ہو سکتی۔

بازغری کو یہ جواب سن کر بہت طیش آیا۔ دو ترک جو اس کے ہمراہ تھے کہنے لگے ہم کیوں نہ اس کی گردن مار دیں۔ بازغری نے کہا مگر وہ امان لے کر ہمارے پاس آیا ہے، یزید ان کی گفتگو کو سمجھ گیا اور کہنے لگا ہاں! سنو بازغری تمہاری بات اس طرح مانی جا سکتی ہے کہ تم ہمیں دو حصوں میں تقسیم کر دو، ایک حصہ ہمارے مال و متاع کے پاس رہے اور ایک خاقان کے ساتھ ہو جائے۔ پھر اگر جنگ میں خاقان کو فتح ہو تو ہم اس کے ساتھ ہو جائیں گے اور کوئی اور صورت پیش آئے تو ہمارا حال وہی ہوگا جو دوسرے اہل سعد کے شہروں کا ہوگا۔

یزید بن سعید کی تجویز کی مخالفت:

اس تجویز کو بازغری اور ان دونوں ترکوں نے جو اس کے ہمراہ تھے پسند کیا۔ بازغری نے یزید سے کہا کہ تم جا کر اپنی فوج کے سامنے یہ شرائط پیش کرو جس پر ہمارا تمہارا سمجھوتہ ہوا ہے۔

یزید شہر کی طرف آیا۔ اس نے رسی کا سہرا تھام لیا اور فسیل پر سے دوسرے لوگوں نے اوپر کھینچ لیا۔ فسیل شہر پر پہنچ کر یزید نے بلند آواز سے کہا، اے کمرجہ کے باشندے متحد ہو جاؤ، کیونکہ یہ لوگ ایمان کے بعد تمہیں کفر کی دعوت دینے آئے ہیں۔ اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔ سب نے ایک زبان ہو کر کہا ہم ہرگز اس بات کو منظور نہیں کریں گے۔ یزید نے کہا کہ یہ چاہتے ہیں کہ تم کفار کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑو، تمام لوگ کہنے لگے ایسا واقعہ پیش آنے سے پہلے ہم سب کے سب اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ یزید نے کہا تو اچھا تم اپنے ارادہ کو ترکوں پر ظاہر کر دو۔

مسلمان قیدیوں کے زرفندیہ کی پیشکش:

تمام باشندے ترکوں کے قاصدوں کے سامنے شہر کی فسیل پر آئے اور کہنے لگے اے بازغری! اگر تم ان مسلمان قیدیوں کو جو تمہارے قبضہ میں ہیں، بھیجتے ہو تو ہم ان کا فدیہ ادا کر دیتے ہیں، البتہ وہ بات جس کی طرف تم ہمیں دعوت دے رہے ہو اس کے ماننے کے لیے ہم ہرگز تیار نہیں ہیں۔ بازغری نے کہا۔ تم خود اپنے تئیں ہم سے کیوں نہیں خریدتے، کیونکہ ہم تمہیں بھی اسی طرح اپنے قبضہ میں سمجھتے ہیں جس طرح کہ ہمارے پاس یہ قیدی ہیں۔ ترکوں کے پاس حجاج بن حمید النضری بھی قید تھا۔ اہل کمرجہ نے اس سے کہا تم کیوں کچھ نہیں بولتے۔ حجاج نے کہا میں مجبور ہوں مجھ پر نگران متعین ہیں۔

بازغری کا خاتمہ:

خاقان نے حکم دیا کہ درخت کاٹے جائیں۔ ترکوں نے گیلی کڑیاں خندق میں بھرنا شروع کیں، مگر ساتھ ہی اہل کمرجہ خشک

لکڑیاں ڈال دیتے، یہاں تک کہ خندق پر ہو گئی، تاکہ ترک اس پر سے گزر کر شہر پر حملہ کر سکیں، مگر اہل کمرجہ نے اس لکڑی کے انبار میں آگ لگا دی اور خدا کی طرف سے یہ مزید احسان ہوا کہ اسی وقت شدید ہوا چلنے لگی، لکڑیوں نے فوراً آگ لے لی اور مشتعل ہو گئیں، اور جو کام ترکوں نے چھ دن کی محنت میں انجام دیا وہ ایک گھنٹہ میں آگ کی نذر ہو گیا۔ علاوہ بریں شہر والوں نے اس موقع پر ترکوں پر خوب تیر برسائے انہیں دق کیا اور بہت سوں کو زخمی کیا، ایک تیر باز غری کی ناف میں آ کر لگا۔ جس سے اس کا پیشاب بند ہو گیا اور وہ اسی رات کو مر گیا۔ اس کے ماتحت ترکوں نے اس کی موت کا اس قدر رنج کیا کہ اپنے کان کاٹ لیے۔ صبح کے وقت ایک عجیب حالت ان پر طاری ہوئی، اپنے سروں کو نیچے کیے اس کی موت پر رونے لگے، اور واقعی اس کی موت کا انہیں بہت سخت صدمہ ہوا۔

مسلم قیدیوں کی شہادت کا انتقام:

جب دن زیادہ چڑھ گیا، ترک ان مسلمان قیدیوں کو لائے جن میں ابوالعوجا العنکی اور ان کے ساتھی تھے، اور ان سب کو شہید کر ڈالا۔ اور حجاج بن حمید الحضری کا سر کاٹ کر شہر کے محصور مسلمانوں کی طرف پھینک دیا، مسلمانوں کے پاس بھی مشرکین کی اولادوں میں سے دوسوا دمی تھے یا ان کے پاس بطور یرغمال تھے۔ مسلمانوں نے اپنے قیدیوں کے خون کے بدلہ میں ان سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔ اور اب موت کے لیے تیار ہو گئے۔ جنگ نے شدید صورت اختیار کر لی، مسلمان خندق کے دروازہ پر آئے۔

جنگ کمرجہ:

شہر پناہ پر پانچ سردار علیحدہ علیحدہ مقامات پر مقابلہ کے لیے متعین ہو گئے، کلیب نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا، کون شخص ہے جو دشمن پر حملہ آور ہو۔ ظہیر بن مقاتل الطقادی نے حالانکہ مجروح تھا کہا میں جاتا ہوں، وہ دوڑتا ہوا دشمن کی طرف بڑھا، اپنے نوجوانوں سے کہا تم میرے پیچھے آؤ۔ اس روز ان سرداروں میں سے دو نے شہادت پائی اور تین بچ گئے۔ کسی رئیس نے محمد بن ہشام سے کہا کہ دیکھو کبھی تعجب کی بات ہے کہ سوائے میرے ماوراء النہر کا کوئی رئیس ایسا نہ تھا جو کمرجہ میں نہ لڑا ہو اور مجھے خود اپنی جگہ یہ بات بہت شاق گذری کہ میں کیوں اپنے ہمسروں کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہوا، باشندگان کمرجہ کی یہ یہی حالت عرصہ تک قائم رہی، پھر عربوں کی اور فوجیں آئیں اور فرغانہ میں آ کر انہوں نے پڑاؤ کیا۔ خاقان نے اہل سغد، فرغانہ، شاش اور دوسرے زمینداروں کو خوب لعنت ملامت کی اور کہا کہ تم نے مجھے یہ کہا کہ اس میں صرف پچاس گدھے ہوں گے اور میں اسے پانچ دن میں فتح کر لوں گا۔ حالانکہ پانچ دن کے بجائے اب دو ماہ گذر چکے ہیں۔ مگر ابھی تک شہر سر نہ ہوسکا، اب بہتر یہ ہے کہ یہاں سے کوچ کر چلو، مگر سب نے جواب دیا کہ اتنی کوشش کے بعد ہم یوں ہی تو اسے نہیں چھوڑیں گے۔ آپ کل تشریف لائیے پھر تماشہ دیکھئے۔

ملک طار بند کا حملہ:

دوسرے دن خاقان آیا، اور ایک جگہ آ کر ٹھہر گیا۔ ملک طار بند نے اس کے پاس جا کر جنگ کرنے کی اور شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ خاقان نے کہا کہ میں نہیں دیکھتا کہ تم اس موقع پر کامیابی سے گزرو گے۔ خاقان اس بادشاہ کی بہت عزت کرتا تھا، ملک طار نے کہا، عرب لونڈیوں میں سے دو لونڈیاں دینے کا آپ مجھ سے وعدہ کیجیے اور میں ان پر حملہ کرتا ہوں۔ خاقان نے اس کی درخواست کو منظور کیا۔ ملک طار بند نے عربوں سے لڑنا شروع کیا۔ اس کے آٹھ آدمی کام آ گئے۔ یہ شہر پناہ کے ایک شگاف پر آیا۔ اس شگاف کے پاس ہی ایک گھر تھا جس کا راستہ اسی شگاف کی طرف سے تھا۔ مکان کے اندر ایک تمبی عرب

مریض پڑا ہوا تھا اس نے ملک طار بند پر چٹا پھینک کر مارا وہ اس کی زرہ ہی میں اٹک رہا۔ پھر اس نے عورتوں اور بچوں کو آواز دی مگر ترکوں نے کمند ڈال کر کھینچ لیا، یہ منہ اور گھٹنے کے بل گرا کسی نے ایک پتھر اس کے رسید کیا جو اس کی کان کی جڑ میں آ کر لگا جس سے وہ گر پڑا ایک شخص نے نیزا مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر ایک امرو نو جوان ترک نے آ کر اس کو بالکل ہی ختم کر ڈالا۔ اس کے لباس اور تلوار پر قبضہ کر لیا۔ مگر اس کی لاش مسلمانوں نے ترکوں سے چھین لی۔

ملک طار بند کا قتل:

بیان کیا جاتا ہے کہ اس عرب کے اس طرح شہید کیے جانے پر اہل شاش کے ایک شہسوار نے اپنی فوج والوں کو غیرت و حمیت دلائی تاکہ اس کا بدلہ لیا جائے۔ مسلمانوں نے لکڑی کا ایک گھروندا بنایا تھا اور اسے خندق کی دیوار کے بالکل ملحق جما دیا تھا۔ اس میں کئی درازیں بھی تھیں اور اس کے پیچھے قادر انداز بٹھا دیئے تھے۔ جن میں غالب المہاجر الطائی ابی العباس الطوسی کا چچا اور دو اور شخص تھے۔ جن میں ایک شیبانی اور دوسرا ناجی تھا۔ ملک طار بند شہر کے قریب آ کر خندق میں اترا ناجی نے اس پر تیر مارا جو اس کی ناک کے بانسہ پر لگا، مگر چونکہ وہ تبتی نقاب دار خود پہنے تھا اس لیے تیر کا کچھ اثر نہ ہوا۔ شیبانی نے بھی اس پر تیر مارا حالانکہ سوائے اس کی دونوں آنکھوں کے اس کے جسم کا اور کوئی حصہ نظر نہیں آتا تھا۔ پھر غالب بن المہاجر نے تیر مارا جو اس کے سینہ میں جا کر پیوست ہو گیا، جس کے صدمہ سے وہ الٹ گیا اس سانحہ سے خاقان کو نہایت ہی شدید رنج پہنچا گویا اس کی کمر ٹوٹ گئی۔ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ اس واقعہ سے خاقان کی ہمت پست ہو گئی ہے ان کے دل بڑھے اور حجاج اور اس کے ساتھیوں نے اس روز خوب دادر دا گئی دی۔

خاقان کی اہل کمرجہ کو پیشکش:

خاقان نے مسلمانوں کو کہلا کر بھیجا کہ جب ہم کسی شہر کا محاصرہ کرتے ہیں تو فتح کیے بغیر اسے چھوڑتے نہیں اس لیے ہم تو یہاں سے جائیں گے نہیں، بہتر یہ ہے کہ تم اس شہر سے چلے جاؤ۔ اس کے جواب میں کلیب بن قتان نے کہا یہ بات ہمارے مذہب کے خلاف ہے کہ ہم خود اپنے تئیں تا وقتیکہ مرنے جائیں دشمن کے حوالے کر دیں اس لیے جو تمہارے جی آئے تم کرو۔ اب ترکوں نے دیکھا کہ اس طرح ان کا محاصرہ جاری رکھنے سے ہمارا نقصان ہے۔ اس لیے خاقان نے یہ تجویز پیش کی کہ میں بھی اس شہر کو چھوڑ کر چلا جاتا ہوں اور تم بھی اپنے مال و متاع اور اہل و عیال کو ساتھ لے کر یہاں سے چلے جاؤ۔ تم سے کسی قسم کی مزاحمت نہ کی جائے گی، تمہیں اختیار ہے چاہے سرقند چلے جاؤ یا دیوسہ، مگر بہتر یہ ہے کہ تم اسی تجویز کو اختیار کرو کہ اس شہر کو چھوڑ کر چلے جاؤ۔

غالب بن مہاجر الطائی کی روانگی سرقند:

دوسری طرف اہل کمرجہ نے بھی اپنی ان تکالیف و شدائد کا احساس کیا جو محاصرہ کی وجہ سے وہ برداشت کر رہے تھے۔ اس لیے انہوں نے کہا کہ پہلے ہم اہل سرقند سے مشورہ کر لیں۔ غالب بن مہاجر الطائی اس کام کے لیے روانہ کیا گیا۔ یہ دریا کے ایک مناسب مقام پر اتر کر فرزانہ نامی ایک قلعہ میں پہنچا جس کا رئیس اس کا دوست تھا۔ غالب نے اس سے کہا کہ میں سرقند بھیجا گیا ہوں تو تم کوئی سوار مجھے دو۔ اس رئیس نے کہا کہ اس وقت میرے پاس تو کوئی جانور نہیں ہے البتہ خاقان کے پچاس جانور ایک باغ میں ہیں۔ غالب اور دونوں اس باغ میں آئے۔ غالب نے ان میں سے ایک اچھا سا گھوڑا لیا اس پر سوار ہوا اور ایک اور ایک اپنے ساتھ لے

لیا۔ غرض کہ یہ اسی رات کو سمرقند پہنچا، سارا ماجرا انہیں سنایا اہل سمرقند نے اسے دہلیہ کا مشورہ دیا اور کہا، تم سے زیادہ قریب واقع ہے۔ غالب پھر اپنے ساتھیوں کے پاس چلا آیا۔

کورصول کی بطور یرغمال جلی:

مسلمانوں نے ترکوں سے یرغمال لیے تاکہ ان کی کسی قسم کی مزاحمت نہ کی جائے، اور یہ بھی درخواست کی کہ ان کے علاوہ مزید اطمینان کے لیے ہمیں ایک ترک سردار بھی بطور یرغمال دیا جائے۔ ترکوں نے کہا جسے چاہو تمہارے حوالے کر دیں۔ مسلمانوں نے کورصول کو مانگ لیا، اور یہ اس وقت تک مسلمانوں کے ہمراہ رہا جب تک کہ مسلمان اپنی محفوظ منزل مقصود کو نہ پہنچ گئے۔

محصورین کرجہ کی روانگی:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب خاقان نے دیکھا کہ اس کا محصورین پر کسی طرح بس نہیں چل سکتا، اس نے اپنے ساتھیوں کو بہت کچھ برا بھلا کہا اور حکم دیا کہ یہاں سے کوچ کر چلو۔ مگر مختار بن غوزک اور سعد کے رؤساء نے اس سے درخواست کی کہ اے بادشاہ آپ ایسا نہ کریں بلکہ آپ انہیں امان دے دیجیے تاکہ وہ اس شہر سے نکل جائیں اور وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ رعایت آپ نے ان کے ساتھ غوزک کی وجہ سے کی ہے جو عربوں کے ماتحت ہے اور یہ کہ اس کے بیٹے مختار نے اپنے باپ کے خیال سے آپ سے یہ رعایت ان کے لیے حاصل کی ہے۔

خاقان نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور کورصول کو محصورین کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ ان کے ہمراہ رہے کہ اگر کوئی شخص ان کے خلاف کوئی بات کرے تو یہ اسے روک دے۔

خاقان کی مراجعت:

غرض کہ ترکوں کے یرغمال مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے۔ خاقان بھی وہاں سے روانہ ہو گیا اور ظاہر یہ کیا کہ وہ سمرقند جانا چاہتا ہے۔ مسلمانوں کے پاس ترکوں کے جو یرغمال تھے ان میں بڑے بڑے سردار اور رئیس تھے۔ جب خاقان روانہ ہو گیا تو کورصول نے عربوں سے کہا کہ اب تم بھی یہاں سے کوچ کر چلو، مگر عربوں نے کہا کہ ہمیں یہ خوف ہے کہ مبادا ہم تو روانہ ہو جائیں اور ترک یہاں سے نہ جائیں۔ علاوہ بریں ہمیں یہ بھی ڈر ہے کہ شاید کوئی ترک ہماری کسی عورت کو چھیڑے اور اس سے عرب بھڑک اٹھیں تو پھر وہ ہی آتش جنگ و جدال مشتعل ہو جائے گی، جس کی مصیبت اب تک ہم بھگتتے آئے ہیں۔

اہل دہلیہ کے حملہ کا کورصول کو خطرہ:

یہ تقریر سن کر کورصول خاموش ہو رہا۔ جب خاقان اور ترک وہاں سے روانہ ہو گئے اور مسلمانوں نے نماز ظہر سے فراغت کر لی کورصول نے اب انہیں کوچ کے لیے کہا اور کہنے لگا کہ یہ جو کچھ تکلیف یا ڈر و دہشت ہے یہ صرف یہاں سے دو فرخوں تک ہے، اس کے بعد تو پھر قریب قریب دیہات آنے لگیں گے۔ غرض کہ اب مسلمان بھی اس مقام سے روانہ ہو گئے۔ ترکوں کے پاس جو عرب یرغمال تھے ان میں شعیب الکبریٰ یا نصری، سباع بن النعمان اور سعید بن عطیہ تھے اور عربوں کے پاس ترکوں کے پانچ شخص تھے، روانگی کے وقت ہر ترک کے پیچھے ایک ایک عرب برہنہ خنجر لے کر بیٹھ گیا اور اس وقت ترکوں کے جسم پر سوائے معمولی قبا کے اور کوئی لباس نہ تھا۔ غرض کہ اس طرح عرب ان یرغمالوں کو لے کر چلے۔ پھر عجمیوں نے کورصول سے کہا کہ چونکہ دہلیہ میں دس ہزار جنگ جو

موجود ہیں اس لیے ہمیں یہ خطرہ ہے کہ وہ ہم پر حملہ کر دیں گے۔ عربوں نے کہا اگر وہ تم سے لڑیں گے تو ہم تمہاری حمایت میں ان سے لڑیں گے۔ چلتے چلتے جب دیوبسیہ ایک فرسخ یا اس سے کچھ کم فاصلہ پر رہ گیا تو شہر والوں نے سواروں اور بیہ قوتوں کو دیکھ کر یہ خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کمرجہ مسخر ہو گیا ہے اور اب خاقان نے ان پر چڑھائی کی ہے۔

محصورین کا دیوبسیہ میں استقبال:

جب یہ جماعت اور قریب پہنچی دیکھا کہ دیوبسیہ کے باشندے مقابلہ کے لیے بالکل تیار صرف بستہ ہیں۔ کلیب بن قتان نے بنی ناجیہ کے ایک شخص ضحاک نام کو گھوڑے پر اطلاع کے لیے شہر کی طرف دوڑایا۔ عقیل بن دراد الغدی دیوبسیہ کا حاکم تھا۔ جب ضحاک ان کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ تمام شہر والے حالت جنگ کی ترتیب میں باقاعدہ سواروں اور پیادوں کی صفیں اور پرے جمائے کھڑے ہیں۔ ضحاک نے جا کر ساری کیفیت سنائی۔ اب کیا تھا، اصل حقیقت کے معلوم ہوتے ہی اہل دیوبسیہ گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے استقبال کو دوڑ پڑے، جو شخص پیدل چل نہ سکتا تھا یا زخمی تھا، اسے انہوں نے سوار کرالیا۔ پھر کلیب نے محمد بن کراز اور محمد بن درہم کو بلایا، تاکہ وہ دونوں سباع بن العثمان اور سعید بن عطیہ کو اطلاع کرائیں کہ ہم لوگ اپنی محفوظ جگہ میں پہنچ گئے ہیں۔

یریغمالوں کا تبادلہ:

اب عربوں نے یریغمالوں کو چھوڑنا شروع کیا۔ صورت یہ کی کہ عرب ایک ترک چھوڑتے تھے اس کے معاوضہ میں ترک ایک عرب کو چھوڑ دیتے تھے یہاں تک کہ اب صرف سباع بن العثمان ترکوں کے پاس اور ایک ترک عربوں کے پاس رہ گیا۔ اب ہر فریق اپنے مقابل کی بدعہدی سے خائف تھا، مگر سباح نے کہا کہ ترکوں کے یریغمال کو چھوڑ دو، چنانچہ مسلمانوں نے اسے بھی رہا کر دیا اور اب صرف سباع ہی ترکوں کے قبضہ میں رہ گیا۔ کورصول نے سباع سے پوچھا تم نے یہ کیوں کیا۔ سباع نے کہا مجھے تمہاری ہی بات پر پورا اعتماد تھا اور میں جانتا تھا کہ تم اس سے ارفع ہو کر ایسے موقع پر بدعہدی کرو۔ کورصول یہ سن کر بہت خوش ہوا، اسے اپنا دوست بنالیا ہتھیار دیئے اور ایک گھوڑے پر سوار کر کے سباع کو اس کے عرب ساتھیوں کے پاس واپس بھیج دیا۔

کمرجہ اٹھاؤں دن محصور رہا، پینتیس دن تک مسلمانوں نے اپنے اونٹوں کو پانی نہ پلایا۔ خاقان نے اپنی فوج میں بھیڑیں تقسیم کر دی تھیں اور کہہ دیا تھا کہ ان کا گوشت کھاؤ اور ان کی کھالوں میں مٹی بھر کر اس خندق کو پاٹ دو، فوج نے حسب الحکم تعمیل کی، مگر خدا نے بادل بھیجے اور اس قدر شدید بارش ہوئی کہ جو کچھ ترکوں نے خندق میں ڈالا تھا وہ سب بہہ کر بڑے دریا میں جا پڑا۔

اہل کمرجہ کے ہمراہ کچھ خارجی بھی تھے جن میں ابن شنج بن ناجیہ کا آزاد غلام بھی تھا۔

اہل گردر کی بغاوت و سرکوبی:

اسی سنہ میں اہل گردر نے بغاوت کر دی۔ مسلمانوں نے ان سے جنگ کی اور ان پر فتح پائی۔ ترکوں نے اہل گردر کی امداد بھی کی تھی۔ اشرس نے اس فوج کی امداد کے لیے جو ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کی گئی تھی، ایک ہزار کی تعداد میں ان مسلمانوں کو بھی جو گردر کے قریب تھے روانہ کر دیا تھا۔ یہ جماعت بھی اسی مقام پر جا پہنچی، مگر اس کے آنے سے پہلے ہی مسلمانوں نے ترکوں کو شکست

دے کر بھگا دیا تھا اور اب اہل گزر پر بھی فتح حاصل کر لی۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام و عمال:

اس سنہ میں خالد بن عبداللہ نے بلال بن ابی بردہ کو کوٹوالی، محافظ دستہ کی افسری اور قضاۃ کے ساتھ پیش امام بھی مقرر کر دیا تھا گویا اس طرح یہ ساری خدمتیں ایک ہی شخص کے سپرد تھیں۔ اور اسی سنہ میں اس نے شامہ بن عبداللہ بن انس کو منصب قضا سے برطرف کر دیا تھا۔

اس سال ابراہیم بن ہشام بن اسمعیل کی امارت میں حج ہوا، اور یہ ہی اس سال مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا۔ کوفہ، بصرہ اور تمام عراق کا ناظم اعلیٰ خالد بن عبداللہ تھا، اور اشرس بن عبداللہ خراسان کا والی تھا۔



باب ۴

جنید بن عبدالرحمن

۱۱۱۱ کے واقعات

عبداللہ بن ابی مریم کی بحری جنگ:

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما میں بایں سمت سے کفار پر جہاد کیا اور سعید بن ہشام نے دائیں جانب سے جہاد کیا اور قیساریہ پہنچا۔ نیز عبداللہ بن ابی مریم نے بحری جنگ کی۔ ہشام نے حکم بن قیس بن محزمہ عبدالمطلب بن عبد المناف کو تمام اہل شام و مصر کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا۔

اشرس کی معزولی:

ترکوں نے آذربائیجان کی سمت پیش قدمی کی، حارث بن عمرو نے ان کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی۔ ہشام نے جراح بن عبداللہ الحکمی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا اور اشرس بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کی ولایت سے معزول کر کے اس کی جگہ جنید بن عبداللہ الحکمی کو مقرر کیا۔ شداد بن خالد الباہلی نے ہشام سے جا کر اشرس کی شکایت کی، ہشام نے اشرس کو موقوف کر دیا اور جنید بن عبدالرحمن کو اس جگہ خراسان کا والی مقرر کر دیا۔

جنید بن عبدالرحمن کا امارت خراسان پر تقرر:

جنید کے اس عہدہ پر سرفراز کیے جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے ام حکیم بنت یحییٰ بن الحکم ہشام کی بیوی کو جو اہرات کی ایک مالا تحفۃ نذری جو ہشام کو بہت پسند آئی۔ پھر جنید نے خود ہشام کو ایک دوسرا ہار تحفۃ نذر دیا اس کے صلہ میں ہشام نے اسے خراسان کا والی بنا دیا اور ڈاک کے آٹھ گھوڑے اس کی سواری کے لیے دیئے، اگرچہ جنید نے ان سے زیادہ کی درخواست کی مگر ہشام نے اسے منظور نہیں کیا۔

جنید کی خراسان میں آمد:

جنید پانچ سو ہزار ہیوں کے ساتھ خراسان آیا۔ اس وقت اشرس اہل بخارا اور سغد سے جنگ میں مصروف تھا۔ جنید نے لوگوں سے کہا کہ مجھے کوئی شخص بتاؤ جو میرے ساتھ ماوراء النہر چلے۔ خطاب بن محرز السلمی اشرس کے خلیفہ کا نام لیا گیا۔ جب جنید آمل پہنچا تو خطاب نے اسے مشورہ دیا کہ آپ یہاں قیام کریں اور اس شخص کو جو مقام زم میں ہے اور اس کے گرد کے لوگوں کو حکم دیجیے کہ وہ آپ کے پاس آ جائیں، مگر جنید نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔ دریا کو عبور کیا اور اشرس کو لکھا کہ آپ کچھ رسالہ میری امداد کے لیے بھیج دیجیے۔ نیز اسے یہ بھی خوف پیدا ہوا کہ مبادا قبل اس کے کہ رسالہ میری امداد کو پہنچے دشمن راستہ روک دے۔

عامر بن مالک الحمانی کی روانگی:

اشرس نے عامر بن مالک الحمانی کو روانہ کیا۔ یہ ابھی راستہ ہی کی کسی منزل میں تھا کہ ترک اور اہل سفد اس کے سامنے آ گئے تاکہ جنید کے پاس پہنچنے سے اسے روک دیں۔ عامر ایک مستحکم دیوار میں داخل ہو گیا اور اس دیوار کے شگاف پر دشمن سے لڑا۔ عامر کے ہمراہ ورد بن زیاد بن ادہم بن کلثوم، اسود بن کلثوم کا بھتیجا بھی تھا دشمن کا ایک تیرا اس کے سوراخ بنی میں آ کر پیوست ہوا جو دوسرے سوراخ بنی تک سرایت کر گیا۔ عامر بن مالک نے یہ کیفیت دیکھ کر کہا اے ابوالزہرہ تم تو کڑک مرغی معلوم ہوتے ہو۔

خاقان پر عامر بن مالک کا حملہ:

اس شگاف پر ترکوں کا ایک بڑا سردار قتل ہوا۔ خاقان اس وقت ایک ٹیلہ پر تھا جس کے نیچے گھنی جھاڑی اور پانی تھا۔ عاصم بن عمیر السمرقندی اور واصل بن عمرو القیس خدمت گاروں کو لے کر بڑے چکر سے اس پانی کے پیچھے پہنچے اور وہاں لکڑی بانس اور دوسری چیزوں سے جو انہیں مل سکیں ایک بیڑا بنایا اور اس پر بیٹھ کر اس جو ہڑکواس طرح چپکے سے عبور کر آئے کہ خاقان کو صرف تکبیر کی آواز سے ان کے پیچھے سے حملہ آور ہونے کا علم ہوا۔ واصل اور اس کے خدمت گاروں نے دشمن پر حملہ کر دیا اور بہت سوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اس جھڑپ میں واصل کے زیرِ ران جو گھوڑا تھا وہ بھی مارا گیا۔ خاقان اور اس کے ہمراہی شکست کھا کر بھاگے۔ عامر بن مالک اس دیوار کی پناہ سے نکل کر جنید سے آ ملا جس کے پاس اس وقت سات ہزار فوج تھی اور اب اس کے ساتھ ہو کر پھر میدان کارزار کی سمت چلا، جنید کے مقدمۃ الجیش پر عمارہ بن حریم سردار تھا۔

ترکوں کی شکست:

جب یہ فوج بیکند سے دوفرخ کے فاصلہ پر رہ گئی تو ترکوں کا رسالہ ان کا مزاحم ہوا، اور جنگ شروع ہو گئی، اس موقع پر قریب تھا کہ جنید مع اپنی تمام فوج کے ہلاک ہو جاتا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے غلبہ دیا وہ بڑھ کر دشمن کے پڑاؤ پر آ پہنچا۔ جنید کو فتح ہوئی اس نے بہت سے ترکوں کو قتل کر ڈالا۔ اب خاقان نے اس کی طرف پیش قدمی کی اور مقام زربان واقع علاقہ سمرقند کے سامنے دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا قطن بن قتیہ، جنید کے ساتھ لشکر تھا اور واصل اہل بخارا کی جماعت میں تھا، اور اس مقام میں آ کر قیام کیا کرتا تھا۔ ملک شاش کو زہر دے دیا گیا۔ جنید نے ان معرکوں میں خاقان کے بھتیجے کو گرفتار کر کے بارگاہ خلافت میں بھیج دیا۔ نیز اس جہاد میں اس نے بمشور بن مزاحم کو مرو پر اپنا جانشین مقرر کیا تھا، سورہ بن الحر کو از قبیلہ بنی ابان بن دارم کو بلخ کا عامل مقرر کیا تھا۔

جنید کے وفد کی روانگی دمشق:

جنید نے ان واقعات کی جو اسے اس سمت میں پیش آئے تھے اطلاع دینے کی غرض سے ایک وفد جس میں عمارہ بن معاویہ العدوی محمد بن الجراح العبدی اور عبد ربہ بن ابی الصالح السلمی تھے ہشام کے پاس بھیجا۔ پھر یہ لوگ واپس آ کر ترمذ میں دو ماہ تک ٹھہرے رہے۔ اور اب جنید بھی فتح حاصل کر کے مرو آ گیا۔

خاقان نے اس موقع پر جنید کے متعلق کہا کہ اگرچہ اس سال اس ناز و نعم میں پلے ہوئے نازک طبیعت والے نوجوان نے مجھے شکست دے دی مگر آئندہ سال میں اسے ہلاک کر دوں گا۔

مضری عربوں کی تقرری:

اب جنید نے تمام مقامات پر اپنے عہدہ دار مقرر کر دیئے مگر صرف مضری عربوں کو عہدے دیئے۔ قطن بن قتیہ کو بخارا کا عامل مقرر کیا، ولید بن القعقاع العنسی کو ہرات کا عامل مقرر کیا۔ حبیب بن مرۃ العنسی کو اپنی فوج خاص کا سردار بنایا اور مسلم بن عبدالرحمن الباہلی کو بلخ کا عامل مقرر کیا۔ اس کے تقرر کے وقت نصر بن سیار بلخ کا عامل مقرر تھا۔ بروقان کے قضیہ کی وجہ سے نصر اور باہلیوں کے تعلقات خوشگوار نہ تھے۔ مسلم نے نصر کو بلوا بھیجا۔ اس وقت وہ سورہا تھا، لوگ اسے محض ایک قیص ہی میں جو وہ اس وقت پہنہ تھا، لے آئے، پانچامہ بھی پہنہ ہوئے نہ تھا۔ نصر اسی قیص کو اپنے بدن پر سمیٹا جاتا تھا۔ مسلم یہ حالت دیکھ کر شرمندہ ہوا، اور لوگوں سے کہنے لگا، 'مضری کے ایک سردار کو تم اس حالت میں لائے، تم نے برا کیا۔ پھر جنید نے مسلم کو بلخ کی عاملی سے معزولی کر کے اس کی جگہ یحییٰ بن ضعیہ کو مقرر کیا۔ شراد بن خالد الباہلی کو سرقت کی مال گذاری کا افسر مقرر کیا۔ سمہری بن قعب بھی جنید کے ساتھ تھا۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام وعمال:

اس سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا، اور یہ اس تمام علاقہ کا اس سال بھی صوبہ دار تھا جس کا کہ گذشتہ سنہ میں تھا۔ خالد بن عبداللہ عراق کا اور جنید بن عبدالرحمن خراسان کا صوبہ دار تھا۔

۱۱۲ھ کے واقعاتفتح خرشنہ:

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما کے جہاد میں شہر خرشنہ فتح کیا اور ملطیہ کے راستہ سے پیش قدمی کر کے خرنہ کو جلا

ڈالا۔

ترکوں کا اردبیل پر قبضہ:

نیز اس سال ترک لان سے آگے بڑھے۔ جراح بن عبداللہ الحکمکی نے اپنے ہمراہی اہل شام اور اہل آذربائیجان کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ مگر چونکہ اس کے پاس اس کی پوری فوج نہ پہنچ سکی، اس لیے جراح مع اپنے تمام ساتھیوں کے اردبیل کی گھاٹی میں شہید ہوا۔ ترکوں نے اردبیل فتح کر لیا۔ جراح نے اپنے بھائی حجاج بن عبداللہ کو آرمینیا پر اپنا جانشین چھوڑا تھا ترکوں نے جب مقام بلنجر پر جراح کو شہید کر ڈالا، اور ہشام کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی، اس نے سعید بن عمرو الحارثی کو بلایا، اور اس سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جراح نے مشرکین کے سامنے سے منہ موڑا۔

سعید بن عمرو الحارثی کی روانگی:

حارثی نے عرض کیا، 'امیر المؤمنین یہ بات بالکل غلط ہے۔ جراح کے دل میں اللہ کا ڈر اس قدر تھا کہ وہ کبھی دشمن کے سامنے پیٹھ موڑنے والا نہ تھا۔ بلکہ وہ شہید ہوا۔ ہشام نے پوچھا اب کیا کرنا چاہیے۔ حارثی نے کہا جناب والا مجھے ڈاک کے چالیس گھوڑوں پر روانہ فرمادیں اور پھر روزانہ چالیس ڈاک کے گھوڑوں پر چالیس آدمیوں کو میرے پاس روانہ فرماتے رہیں۔ دوسرے یہ کہ تمام چھاؤنیوں کے سرداروں کو حکم بھیج دیں کہ وہ مجھ سے آملیں، ہشام نے اس کی درخواست کے مطابق عمل کیا تھا۔

جراح بن عبداللہ کی شہادت کی وجہ:

سعید بن عمرو نے بیان کیا کہ ترک اپنے مسلمان اور ذمی قیدیوں کی تین جماعتیں بنا کر خاقان کے پاس لے گئے۔ مگر حرقی نے ان قیدیوں کو ترکوں کے پنجے سے نکال لیا اور بہت سے ترکوں کو قتل کر ڈالا۔

جنید بن عبدالرحمن نے دوران جنگ میں کسی رات کو کہا کہ اس گھائی میں ترکوں کا کسی رات یا کسی دن وہ ہی حال ہوگا جو جراح کا ہوا۔ اس پر اس سے کہا گیا خدا آپ کو نیک ہدایت دے جب جراح کا ترکوں سے مقابلہ ہوا تو جتنے غیور اور جوشیلے جانناز تھے مقابلہ میں شہید ہو گئے رات ہوتے بیشتر لوگ پردہ شب کی آڑ لے کر اپنے آذر بائجان کے قصابات میں اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ صبح کے وقت جراح کے ساتھ بہت تھوڑی جماعت رہ گئی۔ اس وجہ سے جراح مارا گیا۔

مسلمہ کا ترکوں کا تعاقب:

اس سنہ میں ہشام نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو ترکوں کے تعاقب میں روانہ کیا۔ اثناء پیش قدمی میں شدید سردی بارش اور برف باری کا اسے مقابلہ کرنا پڑا مگر مسلمہ ان کے تعاقب میں باب سے بھی آگے نکل گیا اور حارث بن عمرو الطائی کو باب پر چھوڑ دیا۔

اسی سال جنید اور خاقان کی شعب میں شہید جنگ ہوئی۔ نیز اسی سال سورہ بن الحر مارا گیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ جنگ ۱۱۳ھ ہجری میں ہوئی۔

سورہ بن الحر کی جنید سے امداد طلبی:

۱۱۳ھ ہجری میں جنید طحی رستان پر جہاد کے ارادہ سے روانہ ہوا اور دریائے بلخ پر آ کر فروکش ہوا۔ یہاں سے اس نے عمارہ بن حریم کو اٹھارہ ہزار فوج کے ساتھ طحی رستان روانہ کیا۔ اور ابراہیم بن بسطام اللیشی کو دس ہزار فوج کے ساتھ دوسری سمت بھیجا ترک بھی لڑنے کے لیے تیار ہو گئے اور سمرقند پر جہاد سورہ بن الحر متعلقہ بنی ابان بن درام متعین تھا آدھمکے سورہ نے جنید کو لکھا کہ خاقان ترکوں کو لے کر چڑھ آیا ہے میں نے آگے بڑھ کر اس کا مقابلہ بھی کیا مگر اب مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ میں سمرقند کو اس کے حملہ سے بچا سکوں۔ اس لیے آپ میری امداد کو پہنچنے۔

جنید کی پیش قدمی:

اس خبر کے پاتے ہی جنید نے فوراً فوج کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا۔ مگر بشار بن مزاحم السلمی، ابن بسطام الازدی، اور ابن صبح الحرقی نے اس سے کہا کہ ترکوں کو آپ اور جیسا نہ سمجھیں یہ آپ سے کوئی باقاعدہ فیصلہ کن لڑائی نہ لڑیں گے۔ اس پر طرہ یہ کہ آپ نے اپنی فوج کو منقسم کر دیا ہے۔ مسلم بن عبدالرحمن نیروذ میں ہیں۔ بختری ہرات میں اہل طالقان بھی ابھی تک نہیں آئے۔ عمارہ بن حریم بھی یہاں نہیں۔

بشار نے یہ بھی کہا کہ خراسان کا والی دریا کو پچاس ہزار سے کم فوج کے ساتھ عبور نہیں کرتا۔ عمارہ کو لکھئے کہ وہ آپ کے پاس آ جائیں۔ ابھی توقف کیجیے اور جلدی نہ کیجیے۔

جنید نے کہا مگر سورہ اور اس کے ساتھ جو مسلمان ہیں ان کا کیا حال ہوگا اگر صرف بنی مرہ اور وہ شامی جو میرے ساتھ وہاں

سے آئے تھے وہ ہی میرے پاس ہوتے تو میں انہیں لے کر دریا کو عبور کر جاتا۔

جنید کی کس میں آمد:

بہر حال جنید نے کسی کی بات نہ سنی اور دریا کو عبور کر کے آ گیا۔ اشعث بن عبیدہ الحظلی کو دشمن کی خبر لینے کے لیے بھیج دیا گیا تھا۔ اس نے واپس آ کر جنید سے کہا کہ دشمن آپہنچا ہے۔ اب یہاں سے روانگی کی تیاری کیجیے۔
بجھر بن مزاحم کا مشورہ:

دوسری طرف ترکوں کو مسلمانوں کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی، انہوں نے کس کے راستہ میں جس قدر کنوئیں تھے انہیں اندھا کر دیا۔ جنید نے پوچھا کہ سمرقند کا کون سا راستہ زیادہ مناسب اور سہل المرور ہوگا۔ بعض لوگوں نے کہا جلنے والا راستہ۔ مگر بجھر بن مزاحم السلمی نے کہا کہ آگ سے جلنے کے مقابلہ میں تلوار سے مارا جانا زیادہ اچھا ہے۔ جس راستہ کے اختیار کرنے کی تجویز ہو رہی ہے یہ وہ راستہ ہے جہاں گھنا جنگل اور خشک گھاس کثرت سے ہے، کئی سال سے اس میں زراعت بھی نہیں ہوئی، جس کی وجہ سے جھاڑیاں اور گھاس ایک دوسرے سے لپٹ گئی ہیں۔ اگر خاقان کا آنا سامنا ہو گیا وہ اس تمام علاقہ میں آگ لگا دے گا اور ہم سب کے سب آگ اور دھوئیں سے جل بھن کر تباہ ہو جائیں گے۔ اس سے تو پہاڑی راستہ زیادہ اچھا ہے اسی کو اختیار کیجیے۔ کیونکہ اس راستہ میں جو دقتیں ہمیں پیش آئیں گی وہی ہمارے دشمن کے لیے بھی ہیں۔

بہر حال جنید نے پہاڑ کی گھاٹی والا راستہ اختیار کیا اور پہاڑ پر چڑھا۔ بجھر نے اس کے گھوڑے کی باگ تھام لی اور کہنے لگا کہ یہ بات کہی جاتی رہی ہے کہ قیس کے ایک دولت مند شخص کے ہاتھوں مسلمانوں کی ایک فوج تباہ ہو گئی اور ہمیں یہ ڈر ہے کہ وہ آپ ہی نہ ہوں، جنید نے کہا کہ تم اپنے دل میں سے اس خوف کو نکال دو۔ بجھر نے کہا کہ جب ہم میں تم جیسا آدمی موجود ہے ایسی صورت میں یہ خوف دور نہیں کیا جاسکتا۔

جنید کی حرب سے گفتگو:

جنید نے گھاٹی کے دامن میں رات بسر کی۔ صبح کے وقت یہاں سے بھی کوچ کیا۔ اب اسی طرح ٹھہرے ہوئے اور کوچ کرتے ہوئے جنید نے اپنا سفر جاری رکھا، ایک سوار اس کے سامنے آیا۔ جنید نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے حرب بتایا۔ جنید نے باپ کا نام پوچھا۔ اس نے حمریہ بتایا۔ جنید نے دریافت کیا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو۔ اس نے کہا بنی حنظلہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ جنید نے یہ سن کر کہا خدا تجھ پر جنگ، مصیبت اور مشقت کو مسلط کر دے۔

جنید کی سمرقند کی جانب پیش قدمی:

چلتے چلتے جنید اس درہ پر پہنچا جہاں سے سمرقند چار فرسخ رہ جاتا ہے صبح ہوتے ہی خاقان کی مڈی دل فوج مسلمانوں کے مقابل آئی اور اہل سعد، شاش، فرغانہ اور کچھ ترک مسلمانوں پر بڑھے۔ خاقان نے مسلمانوں کے مقدمۃ الجیش پر جس کی قیادت عثمان بن عبداللہ الشجر کے سپرد تھی جملہ کیا، یہ فوج اصل قیام گاہ کی طرف پسپا ہوئی، اور ترک برابراں کا تعاقب کرتے ہوئے بڑھے اور ہر طرف سے آ کر انہیں گھیر لیا۔ خرید نے اس سے پہلے ہی جنید سے کہا تھا کہ چونکہ کثیر تعداد میں دشمن سر پر آ پہنچا ہے اس لیے آپ اپنی تمام فوج کو مرکزی قیام گاہ میں واپس بلا لیجیے۔ دشمن کے اگلے دسے جب نمودار ہوئے تو لوگ اس وقت صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔

عبید اللہ بن زہیر بن حیان کی نظر سب سے پہلے ان پر پڑی مگر اس نے فوج کو دشمن کی آمد سے اس لیے خبردار نہیں کیا کہ تاکہ وہ اطمینان سے اپنے کھانے سے فارغ ہو جائیں، مگر ابو الذیال نے پیچھے مڑ کر جو دیکھا تو دشمن اسے نظر آ گیا۔ اس نے فوراً کہہ دیا کہ دشمن آ پہنچا۔ یہ سنتے ہی تمام لوگ سوار ہو کر جنید کے پاس پہنچے۔

مجاہدین کی صف بندی:

بنی تمیم اور بنی ازد مینہ پر ہو گئے اور ربیعہ نے فوج کے میسرہ کو جو پہاڑ سے ملا ہوا تھا سنبھال لیا۔ بنی تمیم کے اس رسالہ کے دستہ پر جن کے گھوڑوں پر فولادی جھولیں تھیں عبید اللہ بن زہیر بن حیان سردار تھا اور جن گھوڑوں پر یہ جھولیں نہ تھیں ان کی قیادت عمر یا عمرو بن جرقاش بن عبد اللہ بن شقران المنقری کے سپرد تھی۔ اور عامر بن مالک الحماني بنی تمیم کی ساری جماعت کا سپہ سالار تھا۔ بنی ازد کا سردار عبد اللہ بن بسطام بن مسعود بن عمرو المعنی تھا۔ بنی ازد کے رسالہ کے ہر دو قسم کے دستے ایک جن کے گھوڑوں پر فولادی جھولیں تھیں اور دوسرے وہ جن پر یہ جھولیں نہ تھیں۔ فضیل بن ہناد اور عبد اللہ بن حوذان کے ماتحت تھے ان میں سے ایک ایک قسم کے دستہ کا اور دوسرا دوسرے کا سردار تھا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بجائے عبد اللہ بن موزان انھیں بنی تمیم کے اس کا بھائی بشر بن حوذان رسالہ کا سردار تھا۔

یوم الشعب:

اب جنگ شروع ہو گئی چونکہ بنی ربیعہ پہاڑ کے قریب ایک تنگ مقام میں کھڑے تھے اس لیے ان پر دشمن کا کوئی شخص حملہ آور نہ ہوا۔ البتہ اب دشمن نے مسلمانوں کے مینہ پر حملہ کیا۔ جس میں بنی تمیم اور ازدی ایک ایسے وسیع رقبہ میں ایستادہ تھے۔ جہاں رسالہ کو کام میں لانے کا موقع تھا۔ یہ حالت دیکھ کر حیان بن عبید اللہ بن زہیر اپنے باپ کے سامنے پایادہ ہو گیا اور اپنا گھوڑا اپنے بھائی عبد الملک کے حوالے کر دیا۔ اس کے باپ نے اس سے کہا حیان تم اپنے بھائی کے پاس جاؤ کیونکہ وہ ابھی بالکل نا تجربہ کار نوجوان ہے۔ اور مجھے اس کی جان کا خطرہ ہے۔ حیان نے اپنے باپ کا کہنا نہ مانا۔ اس پر اس نے کہا حیان اگر تم اس وقت مارے گئے تو تم گہنگا مارے جاؤ گے۔ یہ سنتے ہی حیان پھر اس جگہ پلٹ آیا جہاں اس نے اپنے بھائی اور گھوڑے کو چھوڑا تھا۔ یہاں آ کر دیکھا کہ اس کا بھائی اصل فوج میں جا ملا ہے۔ اور گھوڑا باندھ گیا ہے۔ حیان نے ڈوری کاٹ ڈالی اور گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن کی طرف بڑھا اس اثنا میں دشمن نے اس جگہ کو گھیر لیا تھا جہاں اس نے اپنے باپ اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑا تھا۔ انہیں اس خطرہ میں دیکھ کر جنید نے نصر بن سیار کو سات آدمیوں کے ساتھ جن میں جمیل بن غزوہ ان العدوی بھی تھا ان کی امداد کے لیے بھیجا۔

ترکوں کا جوابی حملہ:

عبید اللہ بن زہیر بھی اس جماعت میں شریک ہو گیا اور ان سب نے دشمن پر ایسا شدید حملہ کیا کہ انہیں اس مقام سے پیچھے ہٹا دیا۔ مگر ترکوں نے جوابی حملہ کیا اور جس قدر بہادر اس مقام میں تھے سب کے سب شہید ہو گئے۔ اس وقت عبید اللہ بن زہیر ابن حوذان ابن جرقاش اور فضل بن ہناد یہاں مارے گئے۔ اور مینہ کی ترتیب درہم برہم ہو گئی۔

بنی ازد کی شجاعت:

جنید اس وقت قلب لشکر میں کھڑا تھا یہ حالت دیکھ کر مینہ کی طرف آیا اور بنی ازد کے علم کے نیچے آ کر کھڑا ہو گیا۔ چونکہ اس

نے ازدیوں پر ظلم کیا تھا اس لیے بنی ازد کا علبر دار جنید سے کہنے لگا کہ تم ہمارے پاس اس لیے نہیں آئے ہو کہ ہم سے محبت کر دیا ہماری عزت بڑھاؤ۔ لیکن اس لیے کہ تم اسے خوب جانتے ہو کہ جب تک ہمارا ایک آدمی بھی زندہ ہے دشمن کا کوئی شخص تم تک نہیں پہنچ سکتا۔ اگر ہمیں فتح ہوئی تو اس کا سہرا تمہارے ہی سر بندھے گا۔ اگر ہم ہلاک ہوں تو کوئی بھی ہمارے لیے دوا نہ منیں بہائے گا۔ اور بخدا اگر ہمیں کامیابی ہوئی اور میں زندہ رہا تو تم سے کبھی ایک بات بھی نہ کروں گا۔ یہ کہہ کر یہ بہادر آگے بڑھا اور مارا گیا۔ اب ابن صحاعر نے جھنڈالے لیا اور وہ بھی مارا گیا۔ غرض کہ اسی طرح اٹھارہ آدمیوں نے یکے بعد دیگرے علم لیا اور سب مارے گئے اسی روز بنی ازد کے اسی آدمیوں نے جام شہادت نوش کیا، مسلمان نہایت ثابت قدمی سے برابر لڑتے رہے، آخر کار لڑتے لڑتے تھک کر ایسے چور ہو گئے کہ تلوار مارتے تھے اور اس کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ مسلمانوں کے غلاموں نے جنگل سے ڈنڈے کاٹ لیے اور اسی سے لڑنا شروع کیا، آخر کار دونوں حریف لڑائی سے بیزار ہو گئے اور دونوں میں معافقہ ہوا، علیحدہ ہٹ گئے اور لڑائی موقوف ہو گئی۔

یزید بن مفضل رضی اللہ عنہ کی شہادت:

اسی روز بنی ازد میں سے حمزہ بن حجاجۃ العنکی، محمد بن عبداللہ بن حوزان الجہضمی عبداللہ بن بسطام المعنی، اس کا بھائی زینم، حسن بن شیخ، فضل الحارثی رسالہ کا سردار اور یزید بن المفضل الحمدانی شہید ہوئے، یزید بن المفضل نے حج کیا تھا۔ اپنے حج میں ایک لاکھ اسی ہزار خرچ کیے تھے اور اپنی ماں وحشیہ سے درخواست کی تھی کہ آپ میرے لیے دعا کیجیے کہ خدا مجھے جام شہادت پلائے۔ اس نے اس خلوص سے دعا کی کہ بیہوش ہو کر اپنے بیٹے پر گر پڑی۔ حج سے آ کر تیرہ ہی دن ہوئے تھے کہ یزید کو درجہ شہادت ملا۔ اس کے ہمراہ اس کے دو غلام بھی دشمن سے لڑے، اگرچہ اس نے انہیں واپس جانے کا حکم دے دیا مگر انہوں نے نہ مانا۔ دادمر دگی دی اور شہادت حاصل کی۔ اس جنگ میں یزید بن المفضل نے سواونٹ مسلمانوں کے لیے ستو سے لدوائے، اور ایک ایک شخص کو پوچھنے لگے جس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ شہید ہو گئے۔ آخر کار خود آگے بڑھے اور لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے دشمن پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت و شہادت:

محمد بن عبداللہ بن حوزان اس روز ایک سرخ رنگ کے گھوڑے پر سوار جس پر سنہری بھول پڑی ہوئی تھی لڑ رہا تھا، اس نے سات حملے کیے اور ہر حملہ میں ایک دشمن کو قتل کر کے اپنی جگہ واپس آ جاتا تھا، جو کفار اس سمت میں تھے وہ اس سے خوفزدہ ہو گئے تھے۔ یہ رنگ دیکھ کر دشمن کے ایک ترجمان نے محمد سے پکار کر کہا کہ بادشاہ تم سے کہتے ہیں کہ تم ہمارا مقابلہ نہ کرو ہمارے پاس چلے آؤ، ہم اپنے اس بت کو چھوڑ کر جس کی ہم پرستش کرتے ہیں۔ تمہاری پرستش کریں گے۔ محمد نے جواب دیا میں تم سے اس لیے لڑ رہا ہوں کہ تم بتوں کی پرستش چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرو۔ یہ کہہ کر محمد نے پھر لڑنا شروع کیا اور جام شہادت نوش کیا، اس جنگ میں جشم بن قرط الہلالی الحارثی بھی کام آیا۔

نصر بن راشد العبدي رضی اللہ عنہ کی شہادت:

نصر بن راشد العبدي نے بھی اس جنگ میں جام شہادت پایا جب کہ فوج مصروف پیکار تھی، یہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور پوچھا بتاؤ تمہارا کیا حال ہوگا اگر میں کسی مندے میں خون لٹھڑا ہوا تمہارے سامنے لایا جاؤں۔ اس کی بیوی نے اپنا گریبان چاک کر ڈالا

اور آہ و بکا کر دی۔ نصر نے کہا بس خاموش رہو۔ اگر تمام عورتیں میرے لیے اسی طرح آہ و بکا کریں تو بھی حور عین کے شوق میں ان کی گریہ و زاری کی پروا نہ کروں یہ کہہ کر یہ شخص پھر میدان جنگ میں واپس آیا اور شہید ہو گیا۔ خدا اس پر اپنا رحم کرے جنگ اسی طرح ہو رہی تھی کہ ایک غبار اٹھا۔ اس میں سے کچھ شہسوار نکلے۔ جنید کے نقیب نے آواز دی کہ سب لوگ پایادہ ہو جائیں جنید بھی گھوڑے سے اتر پڑا اور تمام فوج بھی اتر پڑی بعد ازاں پھر جنید کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ ہر سردار جہاں کھڑا ہے وہیں خندق کھود لے حسب الحکم تمام لوگوں نے خندق کھودی اور اس میں کھڑے ہو گئے۔

جنید نے عبدالرحمن بن مکبہ، دشمن پر حملہ کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ یہ لنگتی ہوئی سوئڈ کیا ہے۔ کہا گیا کہ یہ ابن مکبہ ہے۔ جنید نے کہا کیا گائے کی زبان ہے۔ خدا ہی کے لیے اس کی خوبی ہے یہ کیسا عمدہ شخص ہے۔

اب دونوں فریق مقابلہ سے ہٹ گئے۔ بنی ازد کے ایک سونوے آدمی اس معرکہ میں کام آئے۔ مسلمانوں کا خاقان سے جمعہ کے دن مقابلہ ہوا تھا۔

عبداللہ بن معمر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

جنید نے عبداللہ بن معمر بن سمیر اللشکری کو حکم بھیج دیا تھا کہ وہ کس کے ملحقہ رقبہ میں ٹھہرا رہے جو اس راستہ سے گذرے اسے روک لے۔ سامان اور پیدل سپاہ کو اپنے پاس جمع کرو۔ موالی جن میں سوائے ایک سوار کے سب پیدل تھے اس کے پاس آئے دشمن ان کا تعاقب کر رہا تھا۔ عبداللہ بن معمر دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ گیا اور بنی بکر کے چند بہادروں کے ساتھ شہید ہوا۔

خاقان کی پسپائی:

اب سنجر کی صبح ہوئی۔ نصف النہار کے وقت خاقان پھر مقابلہ کے لیے آگے بڑھا۔ جس مقام میں بکر بن وائل استادہ تھے اس کے نقطہ نگاہ سے جنگ کے لیے وہ ہی سب سے زیادہ اسے آسان نظر آیا۔ زید بن الحارث بکر بن وائل کا سردار تھا، خاقان نے ان کا رخ کیا، بکر بن وائل نے زیاد سے کہا کہ دشمن کثیر تعداد میں ہم پر بڑھ رہا ہے۔ ہم کو اجازت دو کہ ہم ان پر حملہ کر دیں قبل اس کے کہ وہ ہم پر حملہ کرے۔ زیاد نے کہا کہ مجھے ترکوں سے جنگ کا سترہ سال کا تجربہ ہے اگر تم نے ان پر حملہ کیا اور تم آگے بڑھے تو تم شکست کھا جاؤ گے۔ بہتر یہ ہے ابھی کچھ نہ بولو قریب آ جانے دو، بنی بکر بن وائل چپ کھڑے رہے۔ جب ترک ان کے بالکل قریب آ گئے تب انہوں نے ان پر ایسا شدید حملہ کیا کہ انہیں پیچھے ڈھکیل دیا۔ جنید نے سجدہ شکر ادا کیا اور خاقان نے اس روز اپنی فوج سے کہا کہ جب عربوں پر کسی تنگ مقام میں حملہ کیا جاتا ہے تو وہ نہایت بہادری سے لڑتے ہیں۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ ان سے کچھ نہ بولا جائے تا وقتیکہ وہ اپنے مقامات متعینہ سے باہر نہ نکل آئیں، کیونکہ تم لوگ ایسے موقوں پر ان کے حملہ کی تاب نہیں لاتے۔

عبید اللہ بن حبیب کا جنید کو مشورہ:

جنید کی لونڈیاں وادیاں کرتی ہوئی نکلیں۔ اس پر بعض شامیوں نے کہا خوب اے اہل خراسان تم کہاں چلیں۔ اور جنید نے کہا یہ رات جراح کی طرح ہے اور یہ دن اس کے دن جیسا ہے۔ اسی سنہ میں سورہ بن الحرامی مارا گیا۔ عبید اللہ بن حبیب نے جنید سے کہا کہ یا آپ اپنی موت کو پسند کیجیے یا سورہ کی۔ جنید نے کہا میں سورہ کی موت کو اپنی موت پر ترجیح دیتا ہوں۔ عبید اللہ نے کہا تو پھر سورہ کو لکھ بھیجے کہ وہ اہل سمرقند کو لے کر آپ کے پاس چلے آئیں۔ جب ترکوں کو معلوم ہوگا کہ سورہ آپ کے پاس آنے کی نیت

سے روانہ ہوئے ہیں تو وہ اس کی طرف پلٹ پڑیں گے اور اس سے لڑیں گے۔ جنید نے سورہ کو آنے کا حکم لکھ بھیجا۔
سورہ بن الحر کی طلبی:

بیان کیا گیا ہے کہ جنید نے سورہ کو لکھا تھا کہ تم میری امداد کو پہنچو۔ عبادہ بن سلیل الحاربی ابوالحکم بن عبادہ نے سورہ سے کہا دیکھو سمرقند میں ایک مکان ٹھنڈا کرو اور اس میں سورہ ہو، کیونکہ اگر تم یہاں سے نکلے تو اس بات کا خیال بھی نہ کرو گے کہ امیر ناراض ہیں یا خوش ہیں (یعنی قتل کر دیئے جاؤ گے) جلیس بن غالب الطیبانی نے سورہ سے کہا کہ تمہارے اور جنید کے درمیان ترک حائل ہیں اگر تم یہاں سے نکلے وہ تم پر حملہ کر دیں گے اور تمہیں اس کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی جھپٹ لے جائیں گے۔

سورہ بن الحر کا عذر:

سورہ نے جنید کو لکھا کہ مجھ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ میں یہاں سے نکل سکوں۔ جنید نے جواب دیا اے حرامزادے! نکل آ ورنہ میں شراد بن خالد البلبلی کو تیرے پاس بھیجے دیتا ہوں۔ (شراد سورہ کا جانی دشمن تھا) تم میرے پاس آؤ اور فلاں شخص کو پانچ سو تیر اندازوں کے ساتھ فرخناؤ میں متعین کر دینا۔ دریا کے کنارے کنارے آنا پانی کونہ چھوڑنا۔

سورہ کی روانگی:

اب سورہ نے نکلنے کا ارادہ کیا۔ وجہ بن خالد العبدی نے کہا تم اگر یہاں سے چلے تو خود بھی ہلاک ہو جاؤ گے اور عرب بھی ہلاک ہو جائیں گے اور جس قدر لوگ تمہارا ساتھ ہیں وہ سب تمہاری وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے۔ سورہ نے کہا جب تک میں روانہ نہ ہو جاؤں میرا سامان احاطہ سے نہ نکالا جائے۔ عبادہ اور جلیس نے اس سے کہا کہ جب آپ نے جانے کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو دریا کے کنارے کنارے چلیے۔ سورہ نے کہا کہ اس دریا کے راستے سے تو میں دودن میں بھی جنید کے پاس نہیں پہنچوں گا، مگر اس دوسرے راستے سے میرے اور اس کے درمیان صرف ایک رات کی مسافت ہے۔ صبح کے وقت اس کے قریب پہنچ جاؤں گا۔ اور جب پیدل سپاہ ذرا آرام لے لے گی آگے بڑھ کر دریا کو عبور کر لوں گا۔ دوسری طرف ترکوں کے جاسوسوں نے اس قرار داد کو معلوم کر کے انہیں اطلاع کر دی۔ اب سورہ نے کوچ کا حکم دے دیا۔

خاقان کی مزاحمت:

موسیٰ بن اسود متعلقہ خاندان بنی ربیعہ بن حنظلہ کو سمرقند پر اپنا جانشین چھوڑا اور بارہ ہزار فوج کے ساتھ سمرقند سے روانہ ہوا ایک پہاڑ کی چوٹی پر اسے صبح ہوئی، کارقند نامی ایک اسی علاقہ کے باشندے نے اسے یہ راستہ بتایا تھا۔ صبح کے وقت خاقان اس کے سامنے آ گیا۔ سورہ تین فرسخ کی مسافت طے کر کے آیا تھا اور اب اس کے اور جنید کے درمیان صرف ایک فرسخ کا بعد باقی رہ گیا تھا۔ خاقان نے مسلمانوں سے دو پہاڑوں کے درمیان ایک پست رقبہ میں جنگ شروع کر دی۔ خاقان بھی نہایت ثابت قدمی سے لڑتا رہا اور مسلمان بھی اس کے مقابلہ پر جبرے رہے یہاں تک کہ گرمی شدید ہو گئی۔

غوزک کا خاقان کو مشورہ:

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ غوزک نے خاقان سے کہا تھا کہ چونکہ آج گرمی ہے اس لیے تم مسلمانوں سے اس وقت تک نہ لڑو جب تک کہ آفتاب اپنی گرمی سے انہیں تپانہ دے، کیونکہ وہ ہتھیاروں سے مسلح ہیں جب گرمی بڑھ جائے گی، ان

ہتھیاروں کا بوجھ ان پر دبوھ رہا ہو جائے گا۔ چنانچہ خاقان ابھی ان سے نہیں لڑا بلکہ اس نے غوزک کی رائے پر عمل کیا، خشک گھانس میں آگ لگا دی اور مسلمانوں اور پانی کے درمیان حائل ہو کر مقابلہ پر مجبور کیا۔ سورہ نے عبادہ سے پوچھا کیسے ابو اسلیل اب کیا کیا جائے عبادہ نے کہا میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ ان ترکوں میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو مال غنیمت کا دلدادہ نہ ہو۔ اس لیے آپ ان تمام جانوروں کو ذبح کر ڈالیے، جس قدر یہ سامان ہے اسے جلا ڈالیے اور تلوار نیام سے باہر کر لیجیے اس صورت میں یہ ہمیں راستہ دے دیں گے۔

عبادہ کی حملہ کرنے کی تجویز:

پھر سورہ نے عبادہ سے پوچھا کیا مشورہ دیتے ہو۔ عبادہ نے کہا میں نے مشورہ دینا چھوڑ دیا۔ سورہ نے کہا بہر حال اب بتاؤ کہ اس وقت کیا تدبیر اختیار کی جائے۔ عبادہ نے کہا یہ کرنا چاہیے کہ ہم نیزے علم کر لیں اور ایک ساتھ حملہ کر کے گھس پڑیں، ایک فرسخ کا فاصلہ رہ گیا ہے اور اس طرح اپنی اصل فوج سے جا ملیں۔ سورہ نے کہا نہ میں ایسا کر سکتا ہوں اور نہ فلاں اور فلاں ایسا کریں گے۔ سورہ نے چند آدمیوں کے نام گنائے۔ لیکن میری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ میں رسالہ کو اور ان لوگوں کو جو مرنے مارنے کے لیے تیار ہوں اکٹھا کروں اور دشمن پر ٹوٹ پڑوں اب چاہے میں رہوں یا ہلاک ہو جاؤں۔

سورہ بن الحارکہ حملہ:

سورہ نے فوج کو جمع کیا اور سب نے مل کر دشمن پر حملہ کیا، ترک پیچھے ہٹے غبار کا ایسا بادل چھایا کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ ترکوں کے پیچھے آگ کا انبار لگا ہوا تھا۔ بلا امتیاز دشمن اور مسلمان اس آگ میں گر پڑے۔ سورہ گھوڑے سے گر پڑا اس کی ران ٹوٹ گئی۔ تمام فوج منتشر ہو گئی تھی، جب اندھیاری چھٹ گئی تو معلوم ہوا کہ لوگ ادھر ادھر منتشر ہو چکے تھے۔ ترکوں نے مسلمانوں کو شہید کرنا شروع کیا اور سوائے دو ہزار یا ایک روایت کے مطابق ایک ہزار کے اس جماعت میں سے کوئی نہ بچ سکا، سب کے سب ترکوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ جو لوگ اس قتل عام سے بچے تھے ان میں عاصم بن عمیر السمرقندی بھی تھا۔ اسے ایک ترک نے پہچان کر پناہ دے دی۔

جلیس بن غالب الشیبانی:

جلیس بن غالب الشیبانی بھی اس معرکہ میں شہید ہوا۔ ایک عرب نے کہا اس خدا کے لیے تمام تعریفیں ثابت ہیں جس نے جلیس کو شہید کیا۔ میں نے اسے حجاج کے دور اقتدار میں خانہ کعبہ پر پتھر مارتے ہوئے دیکھا تھا اور یہ کہتے ہوئے سنا تھا، میں سخت عذاب دینے والا ہوں۔ اینٹوں اور ڈنڈوں سے ایک عورت کھڑی ہوئی تھی جب وہ پتھر مارتا یہ عورت کہتی خداوند ایہ پتھر مجھ پر پڑے نہ کہ تیرے بیت محرم پر پھر اسے شہادت نصیب ہوئی۔ مہلب بن زیاد الجلیلی جس کے ہمراہ قریش بن عبداللہ العبدی بھی سات سو آدمیوں کے ساتھ مرغاب نام ایک منڈی میں چلا آیا اور ترکوں کے قلعوں میں سے ایک قلعہ والوں سے لڑا، مہلب بن زیاد کام آ گیا اور اب وجہ بن خالد کو اس جماعت نے اپنا سردار بنالیا۔ اشکندر رئیس نصف رسالہ لے کر جس کے ساتھ غوزک بھی تھا ان پر حملہ آور ہوا۔ غوزک نے کہا وجہ تمہیں امان دی جاتی ہے قریش نے کہا ان پر ہرگز اعتماد نہ کرو۔ جب رات ہو گئی ہم ان میں سے ہو کر سمرقند پہنچ جائیں گے۔ کیونکہ اگر یہاں ہمیں صبح ہو گئی تو یہ ترک ہم سب کو تہ تیغ کر دیں گے۔

غوزک کی بد عہدی:

مگر تمام فوج نے قریش کا کہانہ مانا اور ٹھہر گئے۔ غوزک انہیں خاقان کے پاس لے کر آیا۔ خاقان نے کہا کہ غوزک نے جو وعدہ امان دیا ہے میں اسے جائز نہیں قرار دیتا۔ غوزک نے وجہ سے کہا کہ میں اس معاملہ میں مجبور ہوں کیونکہ میں خاقان کے خدمت گاروں میں سے ایک غلام ہوں۔ مسلمانوں نے کہا تو پھر تو نے ہمیں دھوکہ کیوں دیا۔ وجہ اور اس کے ساتھی ترکوں سے لڑ پڑے اور سوائے ان سات شخصوں کے جنہوں نے ایک دیوار کی پناہ لی تھی باقی سب کے سب شہید ہو گئے۔

سورہ بن الحمر کا خاتمہ:

جب رات ہوئی کفار نے ایک درخت کاٹ کر دیوار کے شکاف پر رکھ دیا۔ قریش بن عبداللہ العبدی نے آ کر اس درخت کو ہٹا دیا اور تین آدمیوں کے ہمراہ اس مقام سے نکلا۔ یہ سب ایک دھمے میں آ کر چھپ رہے دوسروں نے بزدلی کی اور وہاں سے نہ نکلے۔ چنانچہ صبح کے وقت سب کے سب مارے گئے۔ سورہ بھی مارا گیا۔

جنید کا حملہ اور خاقان کی پسپائی:

جب سورہ مارا گیا تو جنید اس گھاٹی سے سمرقند پہنچنے کے ارادہ سے تیزی سے روانہ ہوا۔ خالد بن عبداللہ بن حبیب نے اس سے کہا کہ ہاں چلے چلے۔ بھڑ بن مزاحم السلمی نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ٹھہر جائیے۔ مگر جب دیکھا کہ جنید برابر بڑھتا جا رہا ہے، بھڑ گھوڑے سے اتر پڑا اور اس نے جنید کے گھوڑے کی باگ تھام لی اور کہا: بخدا! اب تم نہ جاؤ، تم کو طوعاً و کرہاً اترنا پڑے گا۔ ہم تمہیں یوں ہی نہیں چھوڑیں گے کہ تم ہمیں اس بھڑی کے کہنے سے ہلاک کر ڈالو! اترؤ! ناچار جنید اتر پڑا۔ اس کے اترتے ہی تمام فوج اتر پڑی۔ ابھی ساری فوج اتر نہ چکی تھی کہ ترک سامنے آ گئے۔ بھڑ نے کہا کہ اگر اثنائے سفر میں ترک ہمیں مل جاتے تو کیا ہم سب کو تباہ نہ کر ڈالتے۔ صبح کے وقت فریقین میں جنگ شروع ہوئی کچھ فوج اپنی جگہ سے پسپا ہوئی، اس کی بنا پر تمام فوج میں بھاگ دوڑ پڑ گئی۔ جنید نے ایک شخص کو حکم دیا کہ منادی کر دو کہ جو غلام آج دشمن سے لڑے گا وہ آزاد ہے۔ اس اعلان کے سنتے ہی تمام غلام اس قدر بے جگری اور شجاعت و بسالت سے لڑے کہ لوگوں کو دیکھ کر تعجب ہوا، ایک غلام نے یہ کیا کہ مندرے کو لے کر قطع کیا اور تعویز کے طور پر اسے گلے میں ڈال لیا تھا۔ مسلمانوں کو اس کے اس صبر و استقلال کو دیکھ کر مسرت ہوئی۔ دشمن نے جوابی حملہ کیا، مگر مسلمانوں نے ثابت قدمی سے اسے روکا۔ آخر دشمن شکست کھا کر بھاگا، اور مسلمان اپنے راستے چلے۔

موسیٰ بن النصر نے لوگوں سے کہا۔ کیا غلاموں کے اس طرز عمل کو دیکھ کر آپ لوگ خوش ہوئے بخدا! کسی دن آپ ان کے ہاتھوں اس سے زیادہ تکلیف و مصیبت اٹھائیں گے۔

جنید کی روانگی سمرقند:

جنید سمرقند روانہ ہو گیا، دشمن نے بنی عبد القیس کے ایک شخص کو پکڑ کر اس کی مشکیں باندھیں اور اس کے گلے میں بلعہ العنبری بن مجاہد بن بلعہ کا سر لٹکا دیا۔ پھر مسلمان اس سے مل گئے۔ بنی تمیم نے اس سر کو لے کر دفن کر دیا۔ جنید سمرقند آ گیا، یہاں سے اس نے سورہ کے ساتھیوں کے اہل و عیال کو سوار کر کے مرو بھیج دیا۔ اس نے سفد میں چار ماہ قیام کیا۔ خراسان میں جنگی معاملات کا انتظام و انصرام بھڑ بن مزاحم السلمی، عبدالرحمن بن صبح الخرنی اور عبید اللہ بن حبیب البھری کے متعلق تھا۔ بھڑ فوج کے مختلف دستوں کو ان کے

جھنڈوں کے تلے متعین کرتا تھا، اور چھاؤنیاں قائم کرتا۔ ان امور انتظام و ترتیب فوج میں اس کی رائے کے مقابلہ میں کسی کی رائے کو وقعت نہ تھی۔ عبدالرحمن بن صبح کی یہ حالت تھی کہ جب دوران جنگ میں کوئی اہم معاملہ پیش آ جاتا تو ایسے موقع پر ان کی رائے سب سے زیادہ قرین مصلحت ہوتی۔ عبید اللہ بن حبیب کا کام لوگوں کو مسلح اور آراستہ کرنا تھا۔ ان کی طرح بعض موالی بھی ایسے تھے جن کی رائے اور مشورہ ان امور میں ایسا ہی دقیق نظروں سے دیکھا جاتا تھا جیسا کہ ان لوگوں کا دیکھا جاتا تھا، ان میں فضل بن بسام، بنی لیث کے آزاد غلام، عبداللہ بن ابی عبداللہ بنی سلیم کے آزاد غلام اور نجری بن مجاہد بنی شیبان کے آزاد غلام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جنید کا ہشام کے نام خط:

جب ترک اپنے شہروں کو واپس چلے گئے تو جنید نے سیف بن و صاف العجلی کو سمرقند سے ہشام کے پاس بھیجا۔ مگر اس نے جانے سے بزدلی کی وجہ سے انکار کر دیا اور راستہ کے خطرات سے ڈر کر اس منصب سے استعفا دے دیا۔ جنید نے اسے قبول کر لیا اور نہار بن توسعہ، متعلقہ قبیلہ بنی تمیم آلات اور زبیل بن سدید المری کو (بنی غطفان کا قبیلہ مرہ) ان کی بجائے روانہ کیا، اور ہشام کو لکھا کہ سورہ نے میرے حکم کی نافرمانی کی۔ میں نے حکم دیا تھا کہ دریا کے کنارہ کو نہ چھوڑنا، مگر اس نے ایسا نہیں کیا، اس کی جماعت متفرق ہو گئی، ایک گروہ کس آیا، ایک نصف آیا، اور ایک نے سمرقند کی راہ لی، اور اس طرح اپنی بچی کچھی فوج کے ساتھ میدان جنگ میں کام آیا۔

تہار بن توسعہ کا بیان:

ہشام نے تہار بن توسعہ کو بلا کر اصل حقیقت پوچھی۔ تہار نے جو دیکھا تھا بیان کر دیا اور یہ شعر کہے:

لعمرك ما حاببتني اذ بعثتني	و لكنما عرضتني للمتالف
دعوت لها قوما فها بواركوبها	و كنت امراء ركابة للمخاوف
فايقنت ان لم يدفع الله انني	طعام سباع اولطير عوائف
قرين عراك وهو اسير هالك	عليك وقد زملته بصحائف
فساني و ان اثرت منه، قرابة	لا عظم حظا فني حباء الخلائف
على عهد عثمان و فدنا و قبله	و كنا اولى مجد تليد و طارف

① ”تیری جان کی قسم! جب تو نے مجھے بھیجا تو میرے ساتھ کوئی محبت نہیں کی، بلکہ تو نے مجھے ہلاکت کے مقامات کے سامنے کر دیا۔

② تو نے بعض لوگوں کو جو دعوت دی مگر وہ اس سفر پر جاتے ہوئے ڈر گئے اور میں ہی ایک ایسا شخص تھا کہ جو خطرات ہی کے مقامات کے لیے سوار ہوتا ہے۔

③ میں نے یقین کر لیا تھا کہ اگر اللہ نے میری حفاظت نہ کی تو میں درندوں اور مردار خور پرندوں کا طعام بن جاؤں گا۔

④ عراق کا قرین تھا اور اس کی ہلاکت کا نقصان برداشت کرنا تیرے لیے زیادہ آسان تھا اگرچہ تو نے اسے خطوط حوالے کیے تھے۔

۵ کیونکہ میں گوتو نے اپنی رشتہ داری کی وجہ سے اسے ہم پر ترجیح دی۔ خلفاء کی بخشش سے ہمیشہ زیادہ بڑا حصہ پاتا رہا ہوں۔

۶ ہم حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں وفد کی حیثیت سے گئے تھے اور اس سے پہلے بھی یہ عزت ہمیں حاصل ہو چکی ہے اور ہم قدیم اور جدید عزت و نیک نامی کے ہمیشہ سے مالک چلے آئے ہیں۔
عراق بھی ان کے ساتھ اس وفد میں تھا اور یہ جنید کا بیچا زاد بھائی تھا۔
ہشام کا جبری بھرتی کا اعلان:

ہشام نے جنید کو لکھا کہ میں نے بیس ہزار فوج تمہاری امداد کے لیے بھیج دی ہے۔ دس ہزار اہل بصرہ عمر بن مسلم کی زیر قیادت میں، اور دس ہزار اہل کوفہ عبدالرحمن بن نعیم کی زیر قیادت میں تیس ہزار نیزے اور اس قدر ڈھالیں بھی بھیجوادی ہیں، فوج کی جبری بھرتی کا اعلان کر دو کیونکہ تمہارے لیے بغیر اس کے کوئی چارہ نہیں کہ پندرہ ہزار فوج لازمی فوج خدمت کے قانون کے ماتحت بھرتی کی جائے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جنید نے خالد بن عبداللہ کے پاس وفد بھیجا تھا اور خالد نے ہشام کو ایک وفد کے ذریعہ اطلاع دی کہ سورہ اپنے ساتھیوں کو لے کر شکار کے لیے نکلا، ترکوں نے اس پر حملہ کیا اور سب لوگ مارے گئے۔
جس وقت ہشام کو سورہ کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی اس نے اننا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہنے لگا خراسان میں سورہ کی شہادت اور باب میں جراح کی شہادت دونوں سانحہ عظیم ہوئے ہیں۔
نصر بن سیار کی شجاعت:

نصر بن سیار نے آج کی جنگ میں نہایت شجاعت و بسالت کا اظہار کیا تھا جب اس کی تلوار ٹوٹ گئی تو اس نے اپنی رکاب کے تسمے کاٹ لیے اور اسی سے لڑنے لگا۔ ایک شخص کو اس نے انہیں تسموں سے اس قدر مارا کہ وہ لہو لہان ہو گیا۔
سورہ کے ہمراہ اس آگ میں عبدالکریم بن عبدالرحمن لکھنوی بھی گیارہ ہمراہیوں کے ساتھ لڑا اور ہلاک ہوا۔ سورہ کے ساتھیوں میں سے صرف ایک ہزار باقی بچے تھے۔
عبداللہ بن حاتم کا بیان:

عبداللہ بن حاتم بن النعمان نے کہا کہ میں نے آسمان وزمین کے درمیان نصب شدہ خیمے دیکھے۔ میں نے پوچھا یہ کس کے لیے ہیں، جواب ملا عبداللہ بن بسطام اور ان کے ساتھیوں کے لیے۔ دوسرے دن وہ سب لوگ اللہ کی راہ شہید ہو گئے، ایک اور شخص نے بیان کیا کہ اس واقعہ کے ایک عرصہ کے بعد اس مقام سے گزرا تو میں نے مشک کی خوشبو سے اس مقام کو مہکا ہوا پایا، باوجود اس بات کے کہ نصر نے جنگ میں خوب ہی دادرمانگی دی مگر جنید نے اس کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ اس پر نصر نے چند شعر کہہ کر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

جنید کی گھائی میں قیام گاہ:

اس گھائی والی جنگ میں جنید نے اپنی قیام گاہ اس خیال سے گھائی میں قائم کی کہ پہاڑوں کی سمت سے کوئی اس پر حملہ نہ کر

سکے گا۔ ابن الشثیر کو جنید نے اپنے مقدمہ پر متعین کیا۔ ساقہ فوج بھی بنایا تھا مگر مہینہ و میسرہ قائم نہیں کیے تھے۔ جب خاقان نے حملہ کیا تو مقدمہ کو شکست ہوئی اور ان لوگوں میں سے اکثر مارے گئے۔ خاقان نے جنید پر میسرہ کی سست سے اور جیفہ یہ مہینہ کی سست سے بڑھا۔ ان کے مقابلہ میں بہت سے ازدن اور تمیمی کام آئے، ترکوں نے جنید کے بعض شامیانے اور خیمے بھی لوٹ لیے۔ شام کے وقت جنید نے اپنے گھر کے ایک آدمی کو حکم دیا کہ تم جا کر فوج کی صفوں میں سنو کہ لوگ کیا چہ میگوئیاں کر رہے ہیں اور ان کا کیا حال ہے۔ اس شخص نے تمام فوج میں ایک چکر لگایا اور آ کر جنید سے بیان کیا کہ تمام ہشاش بشاش ہیں۔ اشعار خوانی اور تلاوت قرآن کر رہے ہیں۔ جنید اس اطلاع کو سن کر بہت خوش ہوا اور اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ میں غلام قیام گاہ لشکر کی جانب سے بڑھے۔ ترک اور سفد پہاڑوں کی بلندیوں سے اتر کر آ رہے تھے غلاموں نے ان کا مقابلہ کیا اور گرزوں سے ان پر حملہ کیا، اور نو ترکوں کو قتل کر ڈالا۔ جنید نے مقتول ترکوں کا لباس اور ان کے اسلحہ غلاموں کو ہی دے دیئے۔

خاقان کی بخارا کی جانب پیش قدمی

اس سال جنید سمرقند میں مقیم رہا۔ خاقان یہاں سے پلٹ کر بخارا کی طرف چلا۔ قطن بن قتیہ بخارا کا والی تھا۔ لوگوں کو خوف پیدا ہوا کہ مبادا ترک قطن کو تکلیف پہنچائیں۔ جنید نے اپنے مشیروں سے مشورہ لیا، بعضوں نے کہا کہ آپ خود سمرقند ہی میں رہیں امیر المومنین کو لکھئے کہ تاکہ وہ امدادی فوجیں بھیجیں۔ دوسرے لوگوں نے کہا کہ آپ یہاں سے چل کر ریجن ہوتے ہوئے کس کے راستہ سے نصف پہنچ جائیے وہاں سے آپ علاقہ زم کے متصل پہنچ جائیں گے۔ پھر دریا کو عبور کر کے آل پہنچ کر پڑاؤ کیجیے۔ اس طرح آپ خاقان کا راستہ منقطع کر دیں گے۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ کا جنید کو مشورہ:

جنید نے عبداللہ بن ابی عبداللہ کو بلوایا۔ پورا ماجرا سنایا۔ اور کہا کہ لوگوں نے یہ مختلف تجاویز پیش کی ہیں اب تم بتاؤ تمہارا کیا مشورہ ہے۔ عبداللہ نے اس سے یہ عہد لے لیا کہ جو میں مشورہ دوں گا چاہے وہ کوچ کا ہو یا قیام کا تم اس کی مخالفت نہ کرنا۔ جنید نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ عبداللہ نے کہا کہ سب سے پہلے تو میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں جو تم اپنے اوپر لازم کر لو۔ جنید نے پوچھا وہ کیا۔ عبداللہ نے کہا کہ جہاں پڑاؤ والا اپنے گرد خندق کھود لینا۔ دوسرے یہ کہ چاہے تم دریا ہی کے کنارے کیوں نہ ہو مگر پانی ہمیشہ اپنے ساتھ بار رکھنا۔ تیسرے یہ کہ حضر و سفر میں میرے مشورہ پر کاربند رہنا۔ جنید نے یہ سب باتیں تسلیم کر لیں۔ عبداللہ نے کہا آپ کو یہ مشورہ جو دیا گیا ہے کہ امدادی فوج کے آنے تک آپ سمرقند ہی میں قیام پذیر رہیں تو اس کے متعلق عرض ہے کہ امداد بہت دیر میں آپ کو پہنچے گی۔ اور اگر آپ روانہ ہوئے اور شاہراہ عام کے سوا آپ نے اور کوئی راستہ اختیار کیا اور اس راستہ سے فوج کو لے کر چلے تو ان کے بازو کمزور ہو جائیں گے اور دشمن کے مقابلہ میں ان کی ہمتیں پست ہو جائیں گی، نتیجہ یہ ہوگا کہ خاقان کو آپ پر حملہ کرنے کی جرات ہوگی۔ اگرچہ آج اس نے بخارا سے حوالگی اور راستہ سے لے گئے تو یہ آپ کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر فوراً اپنے گھروں کی راہ لیں گے۔ جب اس حالت کی اطلاع اہل بخارا کو ہوگی تو وہ دشمن کے آگے سر تسلیم خم کر دیں گے۔ البتہ اگر آپ نے شاہراہ اعظم اختیار کی تو دشمن کے دل میں آپ کی ہیبت سما جائے گی، اور یہ تجویز بھی میں جناب کی منظوری کے لیے پیش کرتا ہوں کہ آپ سورہ

کے ان ساتھیوں کے اہل و عیال کے پاس جو اس جنگ میں شریک ہوئے تھے جائیں انہیں ان کے خاندان والوں پر خبر گیری کے لیے تقسیم کر دیں اور انہیں اپنے ساتھ سوار کر کے لے چلیں۔ اس طرح مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ دشمن پر آپ کو فتح دے گا اور ہر اس شخص کو جسے آپ سمرقند میں چھوڑیں ایک ایک ہزار درہم اور ایک گھوڑا عطا فرمائیں۔

عبداللہ بن الشخیر کی سمرقند میں نیابت:

جنید نے اسی رائے پر عمل کیا۔ عبداللہ بن الشخیر کو چار سو سواروں اور چار سو پیدل کل آٹھ سو کی جمعیت کے ہمراہ سمرقند میں چھوڑا اور ان سب کو ہتھیار دیئے۔ ان لوگوں نے عبداللہ بن ابی عبداللہ بنی سلیم کے آزاد غلام کو خوب گالیاں دیں کہ اس شخص نے ہمیں خاقان اور ترکوں کے خطرہ کے معرض میں رکھوایا ہے اس سے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب ہلاک ہو جائیں۔ عبداللہ بن حبیب نے حرب بن صبح سے پوچھا کہ ساقی میں آج کتنی فوجیں متعین کی گئی ہیں اس نے کہا سولہ سو عبداللہ بن حبیب نے کہا کہ ہم بھی ہلاکت کے خطرہ میں ڈال دیئے گئے ہیں۔

جنید کی سمرقند سے روانگی:

جنید نے حکم دیا کہ تمام اہل و عیال سوار کیے جائیں۔ اور اب وہ تمام فوج کو لے کر چلا۔ ولید بن القعقاع العنسی، اور زیاد بن خیران الطائی آگے کی گرداوری کرنے والی جماعتوں پر متعین تھے۔ جنید نے اشہب بن عبید اللہ الحظلی کو فوج کے طلعہ کے دس جوانوں کے ساتھ اپنے آگے روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب ایک منزل پہنچ جاؤ فوراً خیریت کی خبر دینے کے لیے ایک شخص کو میرے پاس بھیجتے رہنا۔

عطاء الدبوسی کی جنید سے درخواست:

اب جنید روانہ ہوا۔ جب قصر الریح پہنچا تو عطاء الدبوسی نے آکر جنید کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور اسے آگے بڑھنے سے روک دیا۔ ہارون الشاشی بنی حازم کے آزاد غلام نے اس زور سے نیزہ کا بانس اس کے سر پر رسید کیا کہ بانس ٹوٹ گیا۔ جنید نے ہارون سے کہا دبوسی سے علیحدہ رہو اور دبوسی سے پوچھا بتاؤ کیا ماجرا ہے۔ اس نے کہا ملاحظہ فرمائیے کہ آپ کی تمام فوج میں سب سے زیادہ ضعیف العمر میں ہوں۔ مجھے آپ پورے ہتھیاروں سے مسلح کیجیے، تلوار دیجیے، ترکش دیجیے، ڈھال اور نیزہ دیجیے اور پھر ہماری رفتار کے مطابق آپ ہمیں لے کر چلیں کیونکہ ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ دوڑیں بھی اور دشمن سے بھی لڑیں۔ ہم تیز نہیں چل سکتے کیونکہ ہم پیدل ہیں۔

خاقان کی پیش قدمی کی اطلاع:

جنید نے اس کی درخواست منظور کی۔ اثناء راہ فوج کو کوئی واقعہ پیش نہیں آیا یہاں تک کہ ساری فوج خطرات کے مقامات سے نکل آئی اور طواغیس کے قریب پہنچ گئی۔ اب ہمارے جاسوسوں نے آکر اطلاع دی کہ خاقان بڑھ رہا ہے۔ رمضان کی پہلی تاریخ کو مقام کومینہ میں مسلمان خاقان کے سامنے ہو گئے۔ جب جنید نے اس مقام سے کوچ کیا۔ محمد بن الزیدی کچھ سواروں کے ساتھ آخررات میں آیا۔ چونکہ یہ کومینہ کے جنگل کے ایک گوشہ میں تھا اس نے دشمن کی کمزوری کو دیکھ لیا تھا آکر جنید سے اطلاع کی۔

جنید اور خاقان کی جنگ:

جنید کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جس قدر لوگ اپنے اپنے بیڑوں میں ہیں سب دشمن کے مقابلہ کے لیے چلیں۔ چنانچہ تمام فوج چلی اور جنگ شروع ہو گئی ایک شخص نے بلند آواز سے تمام فوج کو مخاطب کر کے کہا۔ اے لوگو! تم خارجی ہو گئے ہو اسی لیے جان پر کھیل کر لڑ رہے ہو۔ عبداللہ بن ابی عبداللہ ہنستا ہوا جنید کے پاس آیا۔ جنید نے کہا یہ دن ہنسی کا تو نہیں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں تعجب کی وجہ سے ہنس رہا ہوں، بس تمام تعریف اس خدائے برتر کے لیے زیبا ہے جس نے ان خشک پہاڑوں میں دشمن سے تمہارا مقابلہ کرایا۔ وہ کھلے میدان میں۔ میں اور آپ خندق کی آڑ میں ہیں اور دن ڈھل چکا ہے، وہ تھکے ماندے ہیں اور آپ کے ساتھ تمام سامان خورد و نوش موجود ہے۔ تھوڑی دیر تک ترک مسلمانوں سے لڑے اور واپس چلے گئے۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ کی تجاویز:

ابھی جنگ ہو رہی تھی کہ عبداللہ بن ابی عبداللہ نے جنید سے کوچ کر دینے کے لیے کہا۔ جنید نے پوچھا کہ اس میں بھی کوئی جنگی مصلحت ہے۔ عبداللہ نے کہا ہاں آپ یہاں سے تین سو گز کے فاصلہ پر چلے چلے۔ کیونکہ خاقان یہ چاہتا ہے کہ آپ ایک جگہ ٹھہرے رہیں اس طرح وہ جب چاہے آپ کا محاصرہ کر لے۔ جنید نے کوچ کا حکم دے دیا۔ عبداللہ بن ابی عبداللہ ساقہ فوج پر رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد عبداللہ نے جنید سے کہا بھیجا کہ اب اتر پڑیے۔ جنید نے کہا کہ یہاں پانی تو ہے نہیں کیسے اتروں۔ عبداللہ نے کہا فوراً قیام کر دو ورنہ یاد رکھو خراسان تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ کا فوج سے خطاب:

جنید اتر پڑا اور لوگوں کو سیراب ہونے کا حکم دیا۔ پیدل تیر انداز جن کی دو صفیں تھیں سیراب ہونے کے لیے چلے گئے۔ یہاں رات بسر کی، صبح ہوتے ہی یہاں سے بھی کوچ کیا۔ عبداللہ بن ابی عبداللہ نے کہا اے گروہ عرب! تمہارے چار کنارے ہیں کسی ایک حصہ کو یہ نہ چاہیے کہ وہ دوسرے کو برا کہے یا اسے کم سمجھے۔ کیونکہ ہر حصہ اپنی جگہ ایسا ضروری ہے کہ بغیر اس کے چارہ نہیں، مقدمہ لکیش تو وہی قلب لشکر بھی ہے، مہینہ، میسرہ اور ساقہ، اگر خاقان اپنی ساری طاقت پیدل اور سوار سے کسی ایک حصہ پر حملہ کر دے چاہے وہ تمہارا ساقہ ہی ہو تو ہم سب کے سب تباہ ہو جاؤ گے اور میں سمجھتا ہوں کہ اسے ایسا کرنا چاہیے اور وہ آج ہی غالباً ایسا کرے گا۔ اس لیے تم ساقہ فوج کو رسالہ سے مضبوط کر دو۔

ترکوں کی شکست و پسپائی:

جنید نے بھی تمیم کا رسالہ اور فلا دی جھولوں والے سواروں کو عبداللہ کی امداد کے لیے بھیج دیا۔ عبداللہ کا خیال سچ ہوا، ترک آئے اور انہوں نے پوری طاقت سے ساقہ پر حملہ کر دیا۔ مسلمان طواوئیس کے قریب پہنچ چکے تھے۔ جنگ نے نہایت شدید صورت اختیار کر لی۔ دونوں حریفوں نے خوب ہی دادرما دنگی دی۔ سلم بن احوز نے ترکوں کے ایک بڑے سردار پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ سے ترکوں نے شگون بدلیا، وہ طواوئیس سے واپس پلٹ گئے مسلمان چلتے چلتے عید مہرجان کے دن بخارا پہنچ گئے۔ جنید نے ہر شخص کو دس دس بخاری درہم دیئے۔

عبداللہ بن خالد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن ابی عبداللہ کو ان کی وفات کے بعد ایک دن خواب میں دیکھا، عبداللہ

نے کہا بتاؤ گھاٹی کی جنگ میں میں نے جو مشورہ دیا تھا اس کے متعلق لوگوں کا کیا خیال ہے۔

جنید خالد بن عبداللہ کو یاد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ ایک ادنیٰ ناپاک چیتھڑا ہے۔ ایک ذلیل بے یار و مددگار ہے اور ایسے ہی شخص کا بیٹا ہے اور ایک جرع ہے۔

امدادی فوج کی خراسان میں آمد:

بصرہ کی فوج عمرو بن مسلم الباہلی کے زیر قیادت اور اہل کوفہ عبدالرحمن بن نعیم العامری کے ماتحت خراسان آئے جنید اس وقت صفانیان میں تھا جنید نے حواثرہ بن یزید العنبري کو تاجروں اور دوسرے لوگوں کی ہمراہی میں ان کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ اہل سمرقند کے اہل و عیال کو بھی سوار یوں پر لے آیا جائے اور صرف سپاہی وہاں چھوڑے جائیں۔ ان احکام کی تعمیل کر دی گئی۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جنید اور خاقان کی یہ جنگ جسے یوم الشعب کہتے ہیں ۱۱۴ھ میں وقوع پذیر ہوئی۔

امیر حج ابراہیم بن ہشام:

اسی سنہ میں ابراہیم بن ہشام الخزومی کی امارت میں حج ہوا۔ اکثر ارباب سیر کا یہ ہی بیان ہے مگر ایک بیان یہ بھی ہے کہ اس سال سلیمان بن ہشام امیر حج تھا۔

اسی سنہ میں مختلف مقامات پر وہی عہدیدار متعین تھے جو ۱۱۱ھ ہجری میں تھے اور جن کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔

۱۱۳ھ کے واقعات

عبدالوہاب بن بخت کی شجاعت:

اس سنہ میں عبدالوہاب بن بخت جو بطل عبداللہ کے ساتھ تھارومیوں کے علاقہ میں مارا گیا۔ عبدالوہاب بطل کے ہمراہ ۱۱۳ھ ہجری میں جہاد کرنے گیا تھا۔ فوج بطل کو چھوڑ کر بھاگ گئی۔ عبدالوہاب اپنے گھوڑے کو آگے بڑھاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ میں نے اس سے زیادہ بزدل گھوڑا کوئی نہیں دیکھا۔ اگر میں تجھے مار نہ ڈالوں تو اللہ مجھے ہلاک کر دے اس نے اپنے سر سے اپنا خود اتار پھینکا۔ اور جو لوگ بھاگ رہے تھے انہیں مخاطب کر کے چلایا میں عبدالوہاب بن بخت ہوں تم لوگ جنت سے بھاگتے ہو اور خود دشمن کی صفوں میں گھس پڑا۔ ایک شخص کے پاس سے گذرا جو پیاس سے بے تاب تھا اور پانی مانگ رہا تھا۔ عبدالوہاب نے کہا آگے بڑھ پانی تیرے آگے ہے۔ یہ کہہ کر دشمن سے گڈمڈ ہو گیا اور وہ اس کا گھوڑا دونوں کام آئے۔

مسلمہ بن عبدالملک کی فتوحات:

اسی سال مسلمہ بن عبدالملک نے خاقان کے علاقہ میں مختلف فوجیں روانہ کیں جنہوں نے بہت سے شہر اور قلعے فتح کیے۔ قیدی اور لوٹڈی غلام پکڑے۔ ترکوں کی ایک بڑی جماعت نے اپنے تئیں آگ میں ڈال کر خودکشی کر لی کوہستان خنجر کے پیچھے جو تو میں آباد تھیں وہ ان کی مطیع ہو گئیں اور خاقان کا بیٹا بھی مارا گیا۔ معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا اور مرعش کی سمت سے بڑھ کر رومیوں کے مقابلہ پر اپنے سوار جنگ کے لیے مستعد رکھے۔ اور پھر واپس پلٹ آئے۔

بنی عباس کے داعیوں کی خراسان میں آمد:

اسی سنہ میں بنی عباس کے داعیوں کی ایک جماعت خراسان پہنچی۔ جنید نے ان میں سے ایک شخص کو پکڑا اور قتل کر دیا اور اعلان کر دیا کہ جو شخص ان پر قابو پائے اس کے لیے ان کا خون بہانا مباح ہے۔

امیر حج سلیمان بن ہشام:

اکثر ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک کی امارت میں اس سال حج ہوا۔ اور بعضوں نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن ہشام الخزومی امیر حج تھا۔ اسی سال بھی وہ لوگ مختلف مقامات کے والی تھے جو سنین ماسبق میں تھے۔

۱۱۴ھ کے واقعات

قسطنطین کی گرفتاری:

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما کی مہم لے کر بائیں جانب سے اور سلیمان بن ہشام دائیں جانب سے رومیوں کے علاقہ پر جہاد کرنے گئے۔ معاویہ بن ہشام نے ربض اقرن کو مسخر کیا۔ عبداللہ البطل سے قسطنطین کا مقابلہ ہوا جس کے پاس کافی فوج تھی۔ مسلمانوں نے رومیوں کو شکست دی اور قسطنطین کو قید کر لیا۔ اور سلیمان بن ہشام قیساریہ پہنچا۔

ابراہیم بن ہشام کی معزولی:

اسی سنہ میں ہشام بن عبدالملک نے ابراہیم بن ہشام کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور خالد بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ خالد بن عبدالملک ماہ ربیع الاول کے نصف میں مدینہ آیا۔ ابراہیم بن ہشام آٹھ سال مدینہ کا والی رہا۔ واقدی کہتے ہیں کہ اس سنہ میں محمد بن ہشام الخزومی مکہ کا والی بنایا گیا۔ مگر دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ہشام ۱۳۰ ہجری میں مکہ کا والی مقرر ہوا۔ ابراہیم کی معزولی کے بعد محمد بن ہشام بدستور اپنے عہدہ پر برقرار رہا۔

اس سنہ میں واسط میں مرض طاعون شائع ہوا۔ مسلمہ بن عبدالملک خاقان کو شکست دینے کے بعد یاب سے واپس آیا۔ مسلمہ نے شہر یاب کی تعمیر کی اور اسے مستحکم کیا۔ ہشام نے مروان بن محمد کو آرمینیا اور آذربائیجان کا والی مقرر کیا۔

امیر حج محمد بن ہشام وعمال:

اس امر میں اختلاف ہے کہ اس سال کس کی امارت میں حج ہوا۔ ابو معشر کے بیان کے مطابق ۱۱۴ ہجری میں خالد بن عبدالملک والی مدینہ امیر حج تھا۔ دوسرے ارباب سیر کا اس سے اختلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ محمد بن ہشام امیر مکہ اس سال امیر حج تھا اور خالد اس سال حج میں شریک ہی نہیں ہوا۔ اس آخری بیان کو واقدی سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے صالح بن کیسان نے بیان کیا ہے۔ مگر واقدی کہتے ہیں کہ ابو معشر نے مجھ سے یہ بیان کیا۔ ۱۱۴ ہجری میں خالد بن عبدالملک امیر حج تھا اور محمد بن ہشام مکہ کا امیر تھا اور یہی بیان واقدی کے نزدیک زیادہ معتبر ہے۔ اس سنہ میں مختلف مقامات کے وہی لوگ والی تھے جو سنین ماسبق میں تھے البتہ مدینہ کا عامل اس سنہ میں خالد بن عبدالملک، مکہ اور طائف کا محمد بن ہشام اور آرمینیا اور آذربائیجان کا مروان بن محمد تھا۔

۱۱۵ھ کے واقعات

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ پر جہاد کیا۔ نیز مدنی سال شام میں مرض طاعون شائع ہوا۔

امیر حج محمد بن ہشام و عمال:

محمد بن ہشام امیر مکہ و طائف اس سال امیر حج تھا۔ اس سنہ میں وہی لوگ والی تھے جو ۱۱۴ ہجری میں تھے۔ البتہ خراسان کے والی کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے۔ مدائنی کہتے ہیں کہ اس سنہ میں جنید بن عبد الرحمن خراسان کا والی تھا۔ ایک صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ عمارہ بن حریم المری خراسان کا عامل تھا۔ جو صاحب اس روایت کے حامل ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جنید اس سنہ میں انتقال کر چکا تھا اور اس نے امارہ بن حریم کو اپنا جانشین بنادیا تھا۔ مگر مدائنی کہتے ہیں کہ جنید نے ۱۱۶ ہجری میں وفات پائی۔

خراسان میں قحط:

اس سنہ میں خراسان میں شدید قحط پڑا جس سے لوگوں کو سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ جنید نے تمام مفصلات میں یہ حکم

جاری کیا۔

(مرو) كانت آمنة ياتيها رزقها غداً من كل مكان فكفرت بانعم الله .

”(مرو) ایک امن و اطمینان والی بستی تھی جس کے لیے ہر جگہ سے آسانی سے خوراک پہنچتی تھی۔ پھر اس نے اللہ کی

نعمتوں کا کفران کیا۔“

اس لیے سامان خوراک مرو بھیجا جائے۔

اس قحط کے سنہ میں جنید نے ایک شخص کو ایک درہم دیا اس نے ایک درہم میں ایک روٹی خریدی جنید نے کہا تم قحط کی شکایت کرتے ہو حالانکہ ایک درہم میں ایک روٹی مل جاتی ہے ہندوستان کا یہ حال ہے کہ وہاں ایک دانہ کئی درہموں میں ملتا ہے۔ پھر جنید نے مرو کے لیے کلام پاک کی یہ آیت پڑھی:

﴿و ضرب الله مثلا قرية كانت آمنة مطمئنة﴾

۱۱۶ھ کے واقعات

موسم گرما میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاوہ پر جہاد کیا اس سنہ میں عراق و شام میں شدید طاعون پھیلا اور اس کی

سب سے زیادہ شدت واسط میں تھی۔

جنید کی معزولی کی وجہ:

اس سنہ میں جنید بن عبد الرحمن نے انتقال کیا اور عاصم بن عبد اللہ بن یزید الہلانی خراسان کا والی مقرر ہوا۔ چونکہ جنید نے فاضلہ بنت یزید بن المہلب سے شادی کی تھی اس وجہ سے ہشام جنید پر برہم ہوا اور اس نے عاصم بن عبد اللہ کو خراسان کا والی مقرر کر دیا۔ جنید کو استعفا ہو گیا تھا۔ ہشام نے عاصم سے کہا کہ اگر تم جنید کو زندہ پاؤ اور اس میں تھوڑی سی جان بھی ہو تو قتل کر دینا۔ مگر جب

عاصم خراسان آیا تو اس سے پہلے ہی جنید داعی اجل کو لبیک کہہ چکا تھا۔
امارت خراسان پر عاصم بن عبداللہ کا تقرر:

ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ایک دن جبہ ابن ابی رواد جنید کے پاس عیادت کے لیے گیا۔ جنید نے جبہ سے پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ جبہ نے کہا، آپ کی علالت کا سبب کورنج ہے۔ جنید نے کہا میں نے یہ سوال تم سے نہیں کیا تھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ جبہ نے کہا، آپ کی علالت کا سبب کورنج ہے۔ جنید نے کہا میں نے یہ سوال تم سے نہیں کیا تھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ پھر جنید نے اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا۔ جبہ نے کہا یزید بن شجرۃ الرہادی خراسان پر آ رہا ہے۔ جنید نے کہا ہاں یہ تو اہل شام کا مشہور سردار ہے۔ پھر جنید نے پوچھا اور کون؟ جبہ نے کہا عصمہ یا عصام۔ (جبہ نے اس سے عاصم کی طرف کنایہ کیا) جنید نے کہا کہ اگر عاصم خراسان آ رہا ہے تو وہ تو ہمارا بڑا سخت دشمن ہے مجھے اس کی آمد سے خوشی نہیں ہے۔

جنید بن عبدالرحمن کا انتقال:

جنید نے اسی مرض سے محرم ۱۱۶ ہجری میں انتقال کیا اور عمارہ بن حریم کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ عاصم بن عبداللہ نے خراسان پہنچتے ہی عمارہ اور جنید کے دوسرے عمال کو قید کر دیا۔ ان پر طرح طرح کی سختیاں کیں۔ جنید نے مرو میں وفات پائی۔
ابو الجویریہ عیسیٰ بن عصمہ نے جنید کا مرثیہ کہا اور اس کا پہلا مصرع یہ ہے:
هَلَكَ الْجُودُ وَالْجَنِيدُ جَمِيعًا

”سخاوت اور جنید ایک ساتھ ہلاک ہو گئے۔“

جنید کے عمال پر جبر و تشدد:

یہی شاعر خالد بن عبداللہ القسری کے پاس آیا اور ان کی مدح میں قصیدہ پڑھا۔ خالد نے کہا کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا ہَلَكَ الْجُودُ وَالْجَنِيدُ جَمِيعًا میرے پاس تمہارے لیے کچھ نہیں ہے ابو الجویریہ چلا آیا۔ اور پھر اس نے عمارہ بن حریم جنید کے چچا زاد بھائی کی مدح میں ایک قصیدہ کہا۔ یہ عمارہ وہ ہی شخص ہے جو ابوالہبید ام کا دادا ہے جو شام میں فرقہ داری تحریک کا سرغنہ تھا۔ عاصم بن عبداللہ نے خراسان آتے ہی عمارہ بن حریم اور جنید کے تمام دوسرے عمال کو قید کر دیا اور ان پر طرح طرح کی سختیاں کیں۔

حارث بن سرتج کی بغاوت:

اس سنہ میں حارث بن سرتج نے خلافت سے علم بغاوت بلند کیا اور اس کے اور عاصم بن عبداللہ کے درمیان جنگ ہوئی۔ جب عاصم خراسان کا والی مقرر ہو کر آیا تو حارث بن سرتج نخذ سے چل کر فاراب پہنچا۔ اس نے اپنے آگے بشر بن جرموز کو روانہ کیا۔ عاصم نے خطاب بن محرز السہمی، منصور بن عمر بن ابی مصقلہ کے آزاد غلام کو حارث کے پاس بھیجا۔ خطاب اور مقاتل بن حیان نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جب تک حارث سے وعدہ امان نہ لے لیا جائے ہمیں اس کے پاس نہ جانا چاہیے مگر اور لوگوں نے اس تجویز کی مخالفت کی۔ جب یہ سب لوگ اس کے پاس فاراب پہنچے اس نے سب کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور ایک شخص کو ان کی نگرانی پر متعین کر دیا۔ ان سب نے مل کر اپنے محافظ کو باندھ دیا، قید خانہ سے نکل آئے، اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے، ڈاک کے گھوڑے بھی اپنے ساتھ باندھ لائے، طالقان سے گزرے، سہرب رئیس طالقان نے ان پر حملہ کرنا چاہا مگر پھر اپنے ارادہ سے باز رہا

اور انہیں جانے دیا۔ جب یہ مرو پہنچے تو عاصم نے انہیں حکم دیا کہ لوگوں کے سامنے حارث کی حالت بیان کرو انہوں نے تقریر کیا حارث کی بدظنیت اور عذر کو لوگوں کے سامنے بیان کیا۔ حارث نے آ یا نصر بلخ کا عامل تھا۔ اہل بلخ نے اس کا مقابلہ کیا انہیں شکست ہوئی اور نصر مرو چلا آیا۔

حارث بن سرتج کا بلخ پر قبضہ:

بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ جب حارث نے بلخ کی سمت پیش قدمی کی اس وقت تحجیبی بن ضبیعہ المری اور نصر بن سیار دونوں بلخ کے والی تھے۔ جنید نے انہیں بلخ کا والی مقرر کیا تھا۔ جب حارث عطا کے پل کے پاس جو دریائے بلخ پر شہر سے دو فرسخ کے فاصلہ پر تھا پہنچا تو نصر بن سیار دس ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کو بڑھا۔ حارث کے پاس چار ہزار فوج تھی۔ حارث نے اہل بلخ کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور اس بات کی طرف کہ اپنی خوشی سے جس کو چاہیں اس کے ہاتھ پر بیعت کریں دعوت دی اس پر قطن بن عبدالرحمن بن جزعی الباہلی نے حارث کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تمہاری داہنی جانب جبرئیل علیہ السلام اور بائیں جانب میکائیل علیہ السلام بھی ہوں تو بھی ہم کبھی تمہاری دعوت پر لبیک نہیں کہیں گے۔ اس کے بعد ہی جنگ شروع ہوئی۔ قطن کی آنکھ میں ایک تیر آ کر پیوست ہوا اور اس معرکہ میں سب سے پہلے یہی کام آیا۔ اہل بلخ شکست کھا کر شہر کی طرف بھاگے حارث نے ان کا تعاقب کیا اور خود بھی شہر میں گھس آیا نصر ایک دوسرے دروازہ سے بلخ سے جان بچا کر چلتا بنا۔ حارث نے حکم دے دیا کہ شکست خوردہ فوج سے کوئی تعارض نہ کیا جائے۔

حارث کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں بلخ کے ایک راستہ میں گذر رہا تھا مجھے عورتوں کے رونے کی آواز آئی۔ ان میں سے ایک عورت کہہ رہی تھی کہ اے میرے باپ کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ تمہارا قاتل کون ہے؟ ایک اعرابی بھی میرے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اس نے پوچھا یہ کون رو رہا ہے کہا گیا کہ یہ قطن بن عبدالرحمن بن جزعی کی بیٹی ہے۔ اس اعرابی نے کہا تیرے باپ کی قسم میں تیری اس مصیبت کا باعث ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تو نے اسے قتل کیا ہے۔ اس نے کہا بے شک۔ تحجیبی کا قتل:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب نصر بلخ آیا اس وقت تحجیبی بلخ کا عامل تھا نصر نے اسے قید کر دیا۔ اور وہ اس وقت تک بلخ ہی میں قید رہا جب تک کہ حارث نے نصر کو شکست دے کر بلخ سے نہ نکال دیا۔ جنید کے زمانہ حکومت میں تحجیبی نے حارث کے چالیس کوڑے مارے تھے۔ حارث نے اسے زم کے قلعہ باز کر میں منتقل کر دیا۔ بنی ضیفہ کے ایک شخص نے حارث کے سامنے دعویٰ کیا کہ جب تحجیبی نے اس سے کہا کہ میں ایک لاکھ درہم فدیہ دینے کے لیے تیار ہوں مگر اس نے نہ مانا اور اسے قتل کر ڈالا۔

حارث کی جوز جان میں آمد:

بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ تحجیبی حارث کے بلخ آنے سے پہلے ہی نصر کے زمانہ ولایت میں قتل کیا جا چکا تھا۔ حارث نے بلخ پر قبضہ کرتے ہی عبداللہ بن حازم کی اولاد میں سے ایک شخص کو بلخ کا امیر مقرر کر دیا اور خود وہاں سے روانہ ہو کر جب جوز جان پہنچا تو ابوصہ بن زرارة العبدی و حاجتہ العجلی و حش العجلی بشر بن جرموز اور ابو فاطمہ کو بلایا اور پوچھا آپ لوگوں کی اب کیا رائے ہے؟ ابو فاطمہ نے کہا مرو خراسان کا مرکز ہے ان کے بہادروں کی کثرت ہے۔ اگر ہمارے دشمن صرف اپنے غلاموں کی مدد ہی

تے تم سے لڑے تو بھی وہ تمہارا کس بل نکال دیں گے، بہتر یہ ہے کہ یہیں ٹھہرو، اگر وہ خود تم پر چڑھ آئیں مقابلہ کرنا۔ اور اگر وہ وہیں ٹھہرے رہیں تو تم ان کے سامان رسد کی بہم رسانی مسدود کر دینا۔

حارث کی مرو کی جانب پیش قدمی:

حارث نے کہا مجھے تمہاری رائے سے بالکل اختلاف ہے، میں خود ان پر بڑھ کر جانا چاہتا ہوں، غرضیکہ اب حارث نے بلخ، جوزجان، فاریاب، طالقان اور مرو الروز پر قبضہ کرنے کے بعد خود مرو پر پیش قدمی شروع کی۔ مرو کے اہل الرائے سے اس نے کہا کہ اگر عاصم ہمیں چھوڑ کر ابرشہر (نیشاپور) چلا گیا تو ہماری جماعت منتشر ہو جائے گی اور اگر اس نے ہمارا رخ کیا تو ہم اسے ذلیل شکست دیں گے۔

عاصم کا مرو چھوڑنے کا ارادہ:

ادھر عاصم کو یہ معلوم ہو گیا کہ مرو والے حارث سے سیار باز رکھتے ہیں، اس نے مرو چھوڑ دینے کا تہیہ کر لیا اور باشندوں کو مخاطب کر کے کہا، اے خراسانیو! تم نے حارث بن سرتج کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ جس شہر کا اس نے رخ کیا تم نے اسے حارث کے لیے بغیر لڑے بھڑے خالی کر دیا۔ میں اب اپنی قوم کے علاقہ ابرشہر جاتا ہوں اور وہاں سے امیر المومنین کو لکھوں گا کہ وہ میری امداد کے لیے دس ہزار شامی فوج بھیج دیں۔

طلاق کی شرط پر بیعت:

جشنر بن مزاحم نے کہا کہ اگر یہ لوگ غلاموں کی آزادی اور اپنی بیبیوں کو طلاق کی شرط پر تمہاری بیعت کر لیں تو یہیں ٹھہرو۔ اور اگر وہ ایسا کرنے سے انکار کریں تو پھر ابرشہر چلے جانا اور وہاں سے امیر المومنین کو لکھنا کہ وہ تمہاری امداد کے لیے اہل شام کو بھیج دیں۔

خالد بن برم (از قبیلہ بنی ثعلبہ بن یربوع) اور ابو محارب ہلال بن سلیم نے کہا ہم آپ کو ہرگز نہ جانے دیں گے۔ چونکہ ہم آپ کے ہمراہ ہیں اس لیے اس کا روائی کی ساری ذمہ داری امیر المومنین کے خیال میں ہم پر عائد ہوگی۔ اگر آپ روپیہ خرچ کر دیں تو تادم مرگ ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ عاصم نے کہا میں ایسا کرنے کے لیے آمادہ ہوں۔

یزید بن قران الریاحی نے کہا کہ جب تک آپ لڑیں گے اگر میں بھی، آپ کے ہمراہ نہ لڑوں تو امر و بن قرة الریاحی کی بیٹی پر تین طلاق ہوں۔ (یہ اس کی بیوی تھی) عاصم نے کہا کہ میں اسی شرط پر آپ سے گفتگو کرتا ہوں، سب نے کہا ہم تیار ہیں۔ سلمہ بن ابی عبداللہ عاصم کے محافظ دستہ کا سردار ان سب سے طلاق ہی کی شرط پر قسم کھلاتا تھا۔

حارث بن سرتج کی جماعت:

حارث بن سرتج ایک جماعت عظیم کے ساتھ جس کی تعداد ساٹھ ہزار بیان کی جاتی ہے مرو کی طرف بڑھا۔ اس کے ہمراہ ازد اور تمیم کے شہسوار بھی تھے جن میں محمد بن المثنیٰ حماد بن عامر بن مالک الحمانی۔ داؤد الاسمر بشر بن انیف الریاحی، عطاء اللہ بوسی اور مقامی رؤسا میں سے جوزجان، اور نرسل، فاریاب کا زمیندار سہرب، طالقان کا بادشاہ قرباقس مرو کا زمیندار اور ان جیسے اور بہت سے زمینداروں کے ساتھ اس فوج میں شریک تھے۔

پلوں کا انہدام:

عاصم اہل مرو اور دوسرے لوگوں کو لے کر مقابلہ کے لیے بڑھا گر جے کے پاس مقام جیاسر میں اس نے اپنا فوجی پڑاؤ ڈالا۔ ہر سپاہی کو ایک ایک دینار دیا۔ اس پر فوج اس سے علیحدہ ہو گئی۔ اب عاصم نے ہر شخص کو بلا تخصیص تین تین دینار دیئے۔ جب تمام مختلف جماعتیں ایک دوسرے کے قریب آ گئیں اس نے پلوں کے توڑنے کا حکم دیا اور وہ توڑ دیئے گئے۔

محمد بن ثنیٰ اور حماد بن عامر:

حارث کے ہمراہیوں نے اپنے حریف سے کہا تم ہمیں جنگل سے آب و گیاہ میں محصور کرنا چاہتے ہو۔ ہمیں اجازت دو کہ ہم تمہارے پاس آئیں اور جس غرض سے ہم لڑنے کے لیے آئے ہیں اس کے متعلق تم سے بحث و مباحثہ کریں، مگر اہل مرو نے ان کی درخواست رد کر دی، حارث کے پیدل پلوں کو درست کرنے لگے مگر اہل مرو کی پیدل فوج نے ان پر حملہ کر دیا۔ اور انہیں مار کر ہٹا دیا۔ محمد بن المثنیٰ القریابی اپنی جھنڈے کے ساتھ دو ہزار فوج کو لے کر عاصم سے آ ملا۔ عاصم نے اسے خوش آمدید کہی اور یہ سردار بنی ازد میں آ کر شریک ہو گیا۔ اسی طرح حماد بن عامر بن مالک الحمانی بھی عاصم سے آ ملا اور بنی تمیم میں آ کر شامل ہو گیا۔ حارث نے چند قاصدوں کو عاصم کے پاس جن میں محمد بن مسلم العنبر بھی تھا اس غرض سے بھیجا تا کہ یہ قاصد عاصم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیں۔ حارث بن سرتج اس روز سیاہ لباس پہنے ہوئے تھا۔

حارث بن سرتج کا مرو پر حملہ:

جب محمد بن المثنیٰ عاصم سے آ ملا تو اب حارث کی فوج نے اہل مرو پر حملہ شروع کیا اور طرفین نے جنگ شروع کر دی۔ سب سے پہلے غیاث بن کلثوم جو خاندان جارد سے تھا اس معرکہ میں کام آیا۔ حارث کی فوج شکست کھا کر بھاگی۔ حارث کی فوج کے بہت سے لوگ مرو کی ندیوں اور بڑے دریا میں غرق ہوئے۔ مقامی رؤساء اپنے اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے اس معرکہ میں خالد بن علیا بن حبیب بن الجارود کا چہرہ زخمی ہو گیا۔

محمد بن مسلم کی سفارت:

عاصم بن عبداللہ نے مومن بن خالد الحنفی، علیاء بن امرالیشکری، یحییٰ بن عقیل الخزاعی اور مقاتل بن حیان البغلی کو حارث کے پاس بھیجا تا کہ دریافت کریں کہ وہ کیا ارادہ رکھتا ہے۔ حارث نے صرف محمد بن مسلم العنبر کو ان لوگوں سے گفتگو کرنے کے لیے بھیجا۔ محمد نے ان صاحبوں سے کہا کہ حارث اور تمہارے دوسرے بھائی تمہیں سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اور ہمارے جانور پیاس کی شدت سے بیتاب ہیں، اجازت دیجیے کہ آج رات ہم ٹھہرے رہیں، اور اس دوران میں ہمارے اور آپ کے درمیان گفتگوئے صلح جاری رہے اگر معاملہ اس طرح طے پا جائے تو فہماور نہ پھر تمہیں اختیار عمل حاصل ہوگا۔ عاصم کے قاصدوں نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور بہت سخت و ترش جواب دیا۔ مقاتل بن حیان نے کہا اے خراسانیو! ہم اور تم ایک گھر کی طرح تھے ہمارا علاقہ اور سرحد ایک تھی، ہماری طاقت دشمن کے مقابلہ میں مجتمع تھی۔ تمہارے سردار نے جو کاروائی کی ہے ہم اسے سخت بری نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہمارے امیر نے اپنے لشکر کے فقہاء اور قاریوں کو اس کے پاس بھیجا اس کے جواب میں اس نے صرف ایک شخص کو ہم سے مکالمہ کرنے کے لیے بھیجا ہے۔

محمد نے کہا میں مبلغ کی حیثیت سے آپ صاحبوں کے پاس آیا ہوں تاکہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کے لیے دعوت دوں اور جو آپ چاہتے ہیں وہ بھی انشاء اللہ کل ہو جائے گا۔

حارث و عاصم کی جنگ:

محمد بن مسلم حارث کے پاس واپس چلا گیا۔ نصف رات گئی حارث اپنی فوج کے ساتھ بڑھا۔ عاصم کو بھی اس کی خبر ہو گئی۔ صبح کے وقت عاصم بھی اس کے مقابلہ کے لیے بڑھا۔ حارث کے میمنہ پر رابض بن عبد اللہ بن زرارۃ السعفی سردار تھا۔ نہایت خونریز معرکہ ہوا۔ طرفین کی فوجوں نے خوب ہی داؤد مارا گئی دی۔ یحییٰ بن حصین بکر بن وائل کے مشہور شہسوار نے حارث کی فوج پر حملہ کیا (بکر بن وائل کی قیادت زیاد بن الحارث بن سرتج کر رہا تھا) اور بہت بری طرح اس کی فوج کا قلع قمع کر دیا۔ حارث نے دریائے مرو کو عبور کر کے راہوں کی خانقاہوں کے پاس اپنا خیمہ نصب کیا۔ عاصم نے اس کا تعاقب نہیں کیا۔ سو آدمی اس معرکہ میں مارے گئے سعید بن سعد بن جزالہ زدی بھی مارا گیا اور خازم بن موسیٰ بن عبد اللہ بن حازم جو حارث کے ہمراہ تھا دریا میں غرق ہو گیا۔ اب حارث کے پاس تقریباً تین ہزار آدمی جمع ہو گئے۔

حارث بن سرتج کی شکست و فرار:

جب حارث شکست کھا کر بھاگا اور عاصم نے اس کا تعاقب نہیں کیا تو قاسم بن مسلم کہنے لگا کہ اگر عاصم اس کا سختی سے پیچھا کرتا تو اسے بالکل تباہ کر دیتا۔ حارث نے کہا ابھیجا کہ اگر تم یہاں سے چلے جاؤ تو میں نے تمہارے اور تمہاری فوج کے لیے جس بات کی ضمانت کی تھی اسے پورا کر دوں گا۔ حارث نے ایسا ہی کیا۔

جس رات حارث کو شکست ہوئی ہے خالد بن عبید اللہ بن حبیب اس کے پاس آیا اس وقت حارث کے تمام ساتھی اس کا ساتھ چھوڑنے کے لیے آمادہ ہو چکے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ تمہاری حمایت میں علم بھی بلند نہ ہوگا، مگر خالد نے آکر انہیں سمجھا بھادیا۔ عطاء اللہ بوسی ایک بہادر شخص تھا۔ اس نے جنگ رزق میں اپنے غلام سے کہا کہ میرے لیے سواری کے گھوڑے پر زین کس لاؤ۔ تاکہ میں اس گدھے کو میدان جنگ میں کھلاتا کداتا پھروں یہ سوار ہو کر کے میدان مصاف میں آیا۔ مبارزت طلب کی ایک طالقان کار بننے والا اس کے مقابلہ کے لیے نکل آیا۔ اور اپنی زبان میں اس سے کہا: اے کیر خر۔

امیر حج ولید بن یزید و عمال:

اس سنہ میں ولید بن یزید بن عبد الملک ولی عہد خلافت کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال وہی لوگ عمال خلافت تھے جو گذشتہ سال تھے۔ البتہ خراسان کا صوبہ دار اس سال عاصم بن عبد اللہ الہلالی تھا۔

۷۱ھ کے واقعات

رومی علاقوں پر فوج کشی:

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام موسم گرما کی مہم لے کر بائیں جانب سے اور سلیمان بن ہشام بن عبد الملک داہنی سمت سے علاقہ جزیرہ کی طرف سے بڑھ کر رومیوں کے علاقہ جہاد میں کرنے گئے۔ سلیمان بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں اپنے فوج دستے

مختلف مقامات پر بھیجے۔

اس سنہ میں مروان بن محمد والی آرمینیا نے دو مہینے روانہ کیں۔ ایک نے لان کے تین قلعے فتح کیے اور دوسری فوج نے نو مائشاہ کا محاصرہ کر لیا۔ بعد میں اس کے باشندوں نے صلح کر کے ہتھیار رکھ دیے۔

عاصم بن عبداللہ کی معزولی:

ہشام نے عاصم بن عبداللہ کو خراسان کی ولایت سے معزول کر دیا۔ خراسان کو بھی خالد بن عبداللہ ہی کے ماتحت کر دیا۔ خالد نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کا والی مقرر کیا۔

مدائنی کہتے ہیں کہ ہشام نے عاصم کو خراسان کی ولایت سے ۱۱۶ ہجری میں برطرف کر کے خراسان کو خالد بن عبداللہ کے ماتحت کیا تھا۔

عاصم بن عبداللہ کا ہشام کے نام خط:

عاصم بن عبداللہ نے ہشام بن عبدالملک کو لکھا:

”ایک رہبران لوگوں سے جس کی رہنمائی اس کے سپرد ہے جھوٹ نہیں بولتا۔ امیر المؤمنین نے جو ذمہ داری میرے سپرد کی تھی اس کا اقتضایہ ہے کہ میں اس معاملہ میں دیانت داری اور خلوص سے کام کروں، خراسان کی حالت اس وقت تک درست نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ والی عراق کے ماتحت نہ کر دیا جائے تاکہ فوج و ضروریات مایحتاج کی بہم رسانی اور حادثات و ناگہانی مصائب کے پیش آنے کی صورت میں اس کی امداد قریب سے ہو سکے، کیونکہ امیر المؤمنین خود خراسان سے فاصلہ بعید پر ہیں اور اس کی بنا پر خراسان کو امداد پہنچنے میں دیر لگ جاتی ہے۔“

جب یہ خط جا چکا تو عاصم اپنے دوستوں یحییٰ بن حصین، بشار بن مزاحم اور ان کے احباب سے ملنے آیا اور انہیں اس خط کی اطلاع دی۔ بشار نے سن کر اس بات پر بہت افسوس کیا اور کہا کہ ادھر یہ خط گیا اور ادھر سے اسد تمہاری جگہ آیا۔ چنانچہ ہوا بھی یہی کہ عاصم کے خط کے موصول ہونے کے ایک ماہ بعد ہشام نے اسد کو خراسان بھیج دیا۔

حارث نے جب مروکی جانب پیش قدمی کی تو اپنے جھنڈوں کو سیاہ کر لیا تھا۔ اور یہ مرجہ فرقہ کے عقائد کا ماننے والا تھا۔

حارث بن سرتج اور عاصم میں مصالحت و اتحاد:

حارث عاصم سے پھر لڑنے کے لیے واپس آیا۔ مگر جب عاصم کو یہ معلوم ہوا کہ اسد بن عبداللہ آ رہا ہے اور اس نے اپنے مقدمہ انجیش پر محمد بن مالک الہمدانی کو روانہ کیا ہے جو دند افغان پہنچ چکا ہے اس نے حارث سے صلح کر لی اور یہ عہد نامہ ان دونوں کے درمیان طے پا گیا کہ حارث خراسان کے جس ضلع میں چاہے قیام کر لے اور وہ دونوں ہشام کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیں۔ اگر ہشام ان کی دعوت پر لبیک کہہ دے تو فہماورنہ پھر وہ دونوں مل کر کارروائی کریں گے۔ بعض سرداران فوج نے تو اس مکتوب پر اپنی مہریں ثبت کر دیں مگر یحییٰ بن حصین نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ یہ تو امیر المؤمنین سے بغاوت ہے۔

عاصم بن سلیمان کا یحییٰ کو مشورہ:

عاصم بن سلیمان بن عبداللہ بن شریحہ بن حبیل البشیری نے جو ایک اہل الرائے شخص تھا یحییٰ کو مشورہ دیا تھا کہ وہ بعد میں اس خط

کے مضمون سے انحراف کر جائے اور کہا تھا کہ یہ مصائب ہیں جو خود بخود دور ہو جائیں گے، اور ایک مشکل مسئلہ ہے تم بھی اس میں چشم پوشی کرو اور دستخط کر دو۔

عاصم کے نقیب کا اعلان:

عاصم بن عبد اللہ اعلیٰ مرو میں بنی کندہ کے ایک گاؤں میں فروکش تھا اور حارث بنی العنبر کے ایک گاؤں میں مقیم تھا۔ اب یہ دونوں حریف رسالہ اور بیدل سپاہ کو لے کر ایک دوسرے کے مقابل آئے۔ عاصم کے ہمراہ بنی عیس کا ایک شخص پانچ سو شامیوں کے ساتھ تھا اور اسی طرح ابراہیم بن عاصم العقیلی اتنی ہی جماعت کے ہمراہ اس کے ساتھ تھا۔ عاصم کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سرکاٹ کر لائے گا اسے تین سو درہم انعام ملے گا۔ اس کے کارندوں میں سے ایک شخص ایک سر لے کر آیا۔ اور وہ اس مقتول کی ناک کو اپنے دانتوں سے کاٹ رہا تھا۔ پھر بنی لیث کا ایک اور شخص لیث بن عبد اللہ نامی ایک سر لایا۔ اسی طرح ایک اور شخص اور سر لے کر آیا۔ اس پر لوگوں نے عاصم سے کہا کہ لوگ بہت حریص ہو گئے ہیں وہ تمام ملاحوں اور کارندوں کے سرکاٹ لائیں گے۔ عاصم نے اب دوسرا اعلان کر دیا کہ ہمارے پاس کوئی شخص کوئی سر نہ لائے اور جولائے گا اسے ہم کچھ نہ دیں گے۔

حارث کی فوج نے شکست کھائی، بہت سے قیدی گرفتار کیے گئے۔ عاصم کی فوج نے عمرو المازنی اہل مرو والروز کے سردار کو بھی گرفتار کر لیا۔ کل اسی قیدی تھے جن میں سے اکثر بنی تمیم تھے۔ عاصم بن عبد اللہ نے دندانقان کی ندی کے کنارے ان تمام قیدیوں کو قتل کر ڈالا۔

ابوداؤد اور حارث کا مقابلہ:

یعنی جماعت نے باہمی کش مکش کے زمانہ میں شام سے ابوداؤد نام کے ایک شخص کو جو ایک ہزار آدمیوں کے مساوی سمجھا جاتا تھا پانچ سو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ یہ خراسان کے جس گاؤں سے گذرتا لوگوں سے کہتا مجھے یقین کامل ہے کہ میں حارث بن سرتج کا سر لے کر تمہارے پاس واپس آؤں گا۔ جب دونوں حریفوں کا مقابلہ شروع ہوا تو اس نے مبارزت پیش کی، حارث بن سرتج مقابلہ کے لیے نکلا، اس نے حارث کے بائیں مونڈھے پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ حارث گر پڑا مگر اس کے ساتھیوں نے اسے آکر بچالیا اور پھر گھوڑے پر سوار کر دیا اور یہ اپنی فوج میں مل گیا۔ بعد میں یہ شخص کہا کرتا تھا اے بستیوں والو! حارث بن سرتج کی حالت دیکھو۔

حارث کے گھوڑے کے سینہ پر ایک تیر لگا، حارث نے اس تیر کو باہر کھینچ کر نکال لیا۔ گھوڑے کو خوب دوڑایا برابر مارتا رہا، یہاں تک کہ گھوڑا تھک کر چور ہو گیا پیسے پیسے ہو گیا۔ اور اس طرح اس نے گھوڑے کو زخم کی تکلیف کا احساس نہ ہونے دیا۔

ایک شامی کا حارث پر حملہ:

ایک شامی نے حارث پر حملہ کیا، اور جب حارث نے دیکھا کہ نیزہ اس کے پیوست ہونے والا ہے وہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور حملہ آور کے پیچھے چلا۔ اس شامی نے کہا کہ میں حرمت اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو میری جان نہ لے۔ حارث نے کہا تو گھوڑے سے اتر، چنانچہ وہ شخص اتر پڑا، اور حارث اس پر سوار ہو گیا۔ شامی نے کہا کہ زین بھی لے لو کیونکہ بخدا یہ گھوڑے سے بھی اچھی ہے۔

قبیلہ عبدالقیس کے ایک شخص نے یہ دو شعر کہے:

نولت قریش لذة العیش وانقت

بنا کل فج من خراسان اغبرا

فلبت قریشاً اصبحو ذات لیلۃ

بعومون فی لج من البحر اخضر

ترجمہ: ”قریش نے لذت عیش سے دوستی کر رکھی ہے اور ہماری وجہ سے وہ خراسان کی ہر بھورے رنگ کی گھاٹی کے خطرہ سے محفوظ ہو گئے ہیں۔ پس کاش! قریش کوئی رات ایسی گزارے کہ وہ فوج کے بزم عقیق دریا میں تیرے۔“

یحییٰ بن حصین:

چونکہ یحییٰ بن حصین نے عاصم کے اس خط پر جو اس نے خلیفہ کو لکھا تھا دستخط نہیں کیے اس وجہ سے اہل شام کے دلوں میں یحییٰ کی بڑی عزت پیدا ہو گئی۔ انہوں نے ایک محضر لکھا اور محمد بن مسلم العمری اور شامی کے ہاتھ اسے روانہ کیا۔ یہ لوگ مقام رے یا نہیق میں اسد بن عبداللہ سے ملے۔ اسد نے ان سے کہا کہ آپ لوگ واپس جائیے میں اس معاملہ کو ٹھیک کر دوں گا۔ محمد بن مسلم نے کہا میرا مکان منہدم کر دیا گیا ہے۔ اسد نے کہا میں اسے بنوا دوں گا اور جو مظلوم تم پر ہوئے ہیں ان کی پابجائی کر دوں گا۔

اسد بن عبداللہ کا خالد کے نام خط:

اسد نے خالد کو خط لکھا اور اس میں اس بات کا ادا کیا کہ میں نے ہی حارث کو شکست دی۔ اس کے علاوہ اسد نے اس خط میں یحییٰ کا حال بھی لکھ دیا تھا۔ خالد نے یحییٰ کو دس ہزار دینار مرحمت کیے اور سو طے خلعت دیا۔ عاصم ایک سال سے بھی کم خراسان کا والی رہا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس ولایت کی مدت سات ماہ تھی۔

عاصم بن عبداللہ کی گرفتاری:

اب اسد خراسان پہنچ گیا۔ اس سے پہلے ہی حارث واپس جا چکا تھا۔ اسد نے عاصم کو قید کر دیا اور سرکاری رقم کا محاسبہ کیا۔ ایک لاکھ درہم اس کے ذمہ واجب الادا نکالے اور کہا کہ تو جہاد ہی پر نہیں گیا اور نہ تو مرو سے باہر نکلا۔ عمارہ بن حریم اور جنید کے دوسرے عامل جنہیں عاصم نے قید کر رکھا تھا اسد سے ملے۔ اسد نے پوچھا کہ تو تمہارے ساتھ میں اپنا سا طرز عمل اختیار کروں یا تمہاری قوم ایسا؟ ان لوگوں نے کہا آپ اپنے اخلاق کریمانہ کے مطابق برتاؤ کیجیے۔ اسد نے ان سب کو رہا کر دیا۔

جب ہشام بن عبدالملک کو حارث بن سرتح کی بغارت کی اطلاع ہوئی تو اس نے خالد بن عبداللہ کو لکھا کہ تم اپنے بھائی کو خراسان بھیجو تاکہ وہ اس فساد کی اصلاح کرے اور دیکھے کہ اگر اس میں عاصم کا ہاتھ بھی شریک ہے تو ذرا اس کی خبر لے۔

اسد بن عبداللہ کی آمل پر فوج کشی:

خالد نے اپنے بھائی اسد کو خراسان روانہ کیا۔ جب اسد خراسان پہنچا تو اس وقت عاصم کے قبضہ میں صرف مرو اور اطراف ابرشہر تھے۔ حارث بن سرتح مرو و الروز میں تھا اور خالد بن عبداللہ ہجری آمل میں تھا۔ اب اسد کو یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر میں حارث کے مقابلہ کے لیے مرو و الروز جاتا ہوں تو خالد بن عبداللہ آمل کی جانب سے مرو میں داخل ہو جائے گا، اور اگر خالد کا رخ کرتا ہوں تو حارث مرو و الروز کی سمت سے مرو میں داخل ہو جائے گا۔ اب طے یہ پایا کہ عبدالرحمن بن نعیم الغامدی کو کوفیوں اور شامیوں کی معیت میں حارث کے مقابلہ کے لیے مرو و الروز روانہ کیا جائے اور خود اسد فوج کو لے کر آمل کی طرف بڑھا۔ اسد نے بنی تمیم کے دستہ پر

حوثرہ بن یزید العنبری کو سردار مقرر کیا۔ اہل آمل کے رسالہ سے جس کا سردار زیاد القرشی حیان العنبری کا آزاد غلام تھا اس فوج کا عثمان کے کنویں کے قریب مقابلہ ہو گیا۔ اسد کی فوج نے اس رسالہ کو شکست دے کر بھگا دیا۔ اور یہ دستہ پسپا ہو کر شہر کے دروازہ تک جا پہنچا مگر اس نے پھر جوابی حملہ کیا۔ اسد بن عبداللہ کے ایک غلام حیلہ نام کو جو اس کا علمبردار تھا قتل کر ڈالا۔ اور وہ لوگ جا کر اپنے تین قصبوں میں قلعہ بند ہو گئے۔

اہل آمل کی اطاعت:

اب اسد نے جا کر ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا۔ حارث کا طرفدار خالد بن عبداللہ الحجری اس محصور فوج کا افسر اعلیٰ تھا۔ اس نے مخفیاتی محصورین کے مقابلہ پر نصب کر دیں۔ محصورین نے امان طلب کی، روید بن طارق القطعی ان کا آزاد غلام ان کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ روید نے کہا یہ ہم تمہارے لیے منظور کرتے ہیں۔ محصورین نے کہا مگر اس شرط پر کہ ہماری خطاؤں کی بنا پر ان شہروں کے باشندوں سے کسی قسم کی باز پرس نہ کی جائے۔ روید نے جواب دیا کہ میں اسے بھی تمہارے لیے منظور کیے لیتا ہوں اسد نے ان لوگوں پر یحییٰ بن نعیم الشیبانی از قبیلہ بنی ثعلبہ بن شیبان مصلحہ بن ہبیرہ کے بھیجے کو عامل مقرر کر دیا۔

اسد بن عبداللہ کی روانگی ترمذ:

اسد بلخ کے ارادہ سے زم کے راستے روانہ ہوا، راستے میں اسے مسلم بن عبدالرحمن کا ایک آزاد غلام ملا جس نے اطلاع دی کہ اہل بلخ نے سلیمان بن عبداللہ بن حازم کے لیے بیعت کر لی، اسد بلخ آیا، کشتیاں فراہم کیں اور ترمذ چلا، دیکھا کہ حارث سنان الاعرابی السلمی کا محاصرہ کیے ہوئے ہے۔ جس کے ہمراہ حجاج بن ہارون النخعی اور زرعہ کے بیٹے اور عطیہ الاعور النضری کے خاندان والے اہل ترمذ کے ہمراہ موجود ہیں۔ اس کے مقابلہ میں سبل حارث کی امداد پر ہے۔

حارث کا محاصرہ ترمذ:

اسد دریا کے اسی پار اتر پڑا۔ نہ وہ دریا کو عبور کر سکا اور نہ محصورین کی امداد کر سکا۔ اہل ترمذ نے شہر سے نکل کر حارث سے نہایت خونریز جنگ کی، حارث پہلے تو ان کے سامنے سے خود پسپا ہو گیا پھر ان پر پلٹ پڑا، اہل ترمذ پسپا ہوئے یزید بن البیثم بن اتمل اور عاصم بن معول التجلی ایک سو پچاس شامیوں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ اس معرکہ میں کام آئے۔ بشر بن جرموز ابو فاطمہ الایادی اور دوسرے قرا جو حارث کے ہمراہ تھے، شہر ترمذ کے دروازہ پر آتے روتے، مروانیوں کے جو دستہ کی شکایت کرتے اور محصورین سے درخواست کرتے کہ وہ ہتھیار رکھ دیں اس شرط پر کہ یہ لوگ ہی ان کے ہمراہ بنی مروان کے خلاف جنگ کریں گے مگر محصورین اس دعوت کو رد کر دیتے۔

سبل کی حارث سے علیحدگی:

سبل نے جو حارث کے ہمراہ تھا حارث سے کہا کہ ترمذ کی بنا مزامیر اور طبلور کی آواز کے ساتھ کی گئی ہے، یہ اس طرح رونے دھونے سے فتح نہیں ہو سکتا، صرف تلوار سے فتح کر سکتی ہے۔ اگر لڑنے کی ہمت ہے تو لڑو، یہ کہہ کر سبل حارث کا ساتھ چھوڑ کر اپنے علاقہ میں واپس چلا گیا۔

اصغر بن عینا اور داؤد الاعمسری جنگ:

اسد جب زم کے علاقہ سے گزر رہا تھا تو اس نے قاسم الشیبانی سے جو زم کے ایک قلعہ باز کرنام میں مقیم تھا تعرض کیا، مگر پھر اسے چھوڑ کر ترمذ کا راستہ لیا، ترمذ پہنچ کر دریا کے اسی کنارے سے اتر پڑا اور دریا کے کنارے پر اپنا تخت رکھا، اب لوگ دریا کو عبور کرنے لگے۔ شہر کی کشتیوں میں سے جو لوگ اسد کی کشتیوں میں اترتے تھے حارث بھی کشتی ہی میں بیٹھ کر ان سے لڑتا تھا۔ آخر الامر دونوں حریفوں کی کشتی میں ٹد بھٹ کر ہو گئی، ایک میں اسد کے ہمراہی جن میں اصغر بن عینا، الحمری بھی تھا سوار تھے، دوسری میں حارث کے طرف دار جن میں داؤد الاعمسری بھی تھا سوار تھے۔ اصغر نے کوئی چیز پھینکی جس کی وجہ سے دشمن کی کشتی کو دھکا لگا اور فخریہ طور پر کہنے لگا کہ میں احمری نوجوان ہوں، اس پر داؤد الاعمسری نے کہا جس طرف تو نے اپنے کو منسوب کیا ہے وہ تیرا مزبوم نہیں ہے داؤد نے بعد ازاں اپنی کشتی اصغر کی کشتی سے ملا دی اور دونوں میں خوب جنگ ہوئی اس موقع پر اشکند بھی آ پہنچا۔ حارث واپسی کا ارادہ کر چکا تھا۔ اشکند نے کہا کہ میں آپ کی امداد کے لیے آیا ہوں، اشکند بت خانہ کے پیچھے ایک کمین گاہ میں چھپ رہا۔

اہل ترمذ کی شکست و فرار:

حارث اپنی فوج کو لے کر روانہ ہوا۔ اہل ترمذ اس کی طرف بڑھے۔ حارث نے ان کے سامنے سے پسپائی شروع کر دی۔ اہل ترمذ نے اس کا تعاقب کیا۔ اس وقت نصر اسد کے پاس بیٹھا ہوا اس حالت کا معائنہ کر رہا تھا۔ اس نے ایک دم اپنی پریشانی کا اظہار کیا اور وہ سمجھ گیا کہ اس طرح حارث نے اہل ترمذ سے بری چال چلی، مگر اسد نے یہ سمجھا کہ نصر نے اس رائے کا اظہار حارث کی خیر خواہی میں کیا ہے کیونکہ وہ پسپا ہو چکا تھا، اور یہ سوچ کر وہ نصر پر اپنی فحشی کا اظہار کرنا ہی چاہتا تھا کہ اتنے میں اشکند نے کمین گاہ سے اچانک نکل کر اہل ترمذ پر حملہ کر دیا۔ اہل ترمذ نے راہ فرار اختیار کی۔ اس معرکہ میں یزید بن اہشیم بن المخلخ الجرموزی الازدی مارا گیا۔ اہل شام کے بہادروں میں سے عاصم بن معول مارا گیا۔

اسد نے بلخ کی طرف کوچ کیا، اور اہل ترمذ حارث کے مقابلہ پر نکلے، انہوں نے حارث کو شکست دی۔ ابو قاطمہ، عکرمہ اور بعض دوسرے بہادروں کو قتل کر ڈالا۔

اسد بن عبداللہ کا ہشیم الشیبانی کو پیغام:

بعد ازاں اسد زم کے راستے سے سمرقند کی طرف چلا۔ زم پہنچ کر اس نے ہشیم الشیبانی کے پاس جو اس وقت باز کرنام میں تھا اور حارث کے طرف داروں میں تھا اپنا قاصد بھیجا۔ جس نے ہشیم سے جا کر یہ پیغام پہنچایا۔ تم اپنی قوم کی بری عادتوں کی وجہ سے اس کے مخالف ہو گئے۔ مگر اس کی اس بدکرداری کا اثر عورتوں یا استتلال فروج تک ممتد نہ ہوا اور نہ کوئی ایسی صورت پیش آئی جیسی کہ سمرقند میں پیش آئی، کہ مشرکین نے اس پر اپنا قبضہ جمالیا۔ میں سمرقند پر حملہ کرنا چاہتا ہوں اور میں اللہ کے سامنے اس بات کا عہد و پیمان کرتا ہوں کہ میری جانب سے تمہارے لیے کسی بری بات کی ابتداء نہ ہوگی۔ علاوہ بریں میں تمہارے ساتھ دو قناری و ملائمت برتوں گا اور تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو امان دیتا ہوں، اگر تم نے اس دعوت کو رد کر دیا تو میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں اور ان ذمہ داریوں کی بنا پر جو امیر المؤمنین اور امیر خالدا کی مجھ پر ہیں میں تمہیں آگاہ کیے دیتا ہوں کہ اگر ایک تیر تم نے پھینکا تو اس کے بعد چاہے میں نے تم سے ہزار وعدے امان دینے کے کیے ہوں مگر میں تمہیں ہر گز ہرگز امان نہ دوں گا۔ اور نہ اپنے وعدہ کو ایفا کروں گا۔

اسد بن عبداللہ کی شہیم کو امان:

شہیم اس وعدہ امان کو حاصل کر کے اسد کے پاس آ گیا۔ اسد نے حسب وعدہ اسے امان دی۔ شہیم اس کے ہمراہ سمرقند چلا۔ اسد نے اس کی فوج کو دو بہری تنخواہیں دیں اور اپنے ساتھ جو سواری کے جانور لایا تھا ان پر انہیں سوار کرا لیا، نیز بخارا سے اپنے ہمراہ سامان خوراک بھی لے کر آیا تھا۔ اسی طرح کردوں کی بہت سی بھیڑ بکریاں بھی اس کے ساتھ تھیں جنہیں اس نے اپنی فوج میں تقسیم کر دی۔

اسد کا بلخ میں قیام:

اس انتظام کے بعد اسد درغسر کی جانب بڑھا۔ یہاں سے سمرقند میں پانی جاتا تھا، اسد نے اس نالہ پر بند باندھ کر اس کا رخ سمرقند سے پھیر دیا۔ خود اسد اپنے ہاتھ سے پتھر اٹھا اٹھا کر بند میں پھینکتا تھا۔ اس کے بعد وہ سمرقند سے واپس آ کر بلخ میں قیام پذیر ہوا۔

بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ اسد اور حارث کا معرکہ ۱۱۸ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔

امیر حج خالد بن عبدالملک و عمال:

خالد بن عبدالملک اس سال امیر حج تھا۔ محمد بن ہشام بن اسماعیل اس سال مدینہ مکہ اور طائف کا والی تھا، خالد بن عبداللہ عراق اور مشرق کا گورنر جنرل تھا۔ مروان بن محمد آرمینیا اور آذربائیجان کا والی تھا۔ نیز اسی سال فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہا، اور سلیمہ بنت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے انتقال کیا۔

بنی عباس کے داعیوں کی گرفتاری:

اسد بن عبداللہ نے اس سال بنی عباس کے داعیوں کی ایک جماعت کو خراسان میں پکڑا، ان میں سے بعضوں کو قتل کر دیا بعضوں کے اعضاء قطع کر دیئے اور بعضوں کو قید کر دیا۔ گرفتار شدہ لوگوں میں سلیمان بن کثیر، مالک بن ابیہثم موسیٰ بن کعب، لاہر بن قریظہ۔ خالد بن ابراہیم اور طلحہ بن ابراہیم اور طلحہ بن زریق بھی تھے، جب یہ لوگ اسد کے سامنے پیش کیے گئے، اسد نے کہا اے فاسقو! کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا:

﴿عفا اللہ عما سلف، و من عاد فینتقم اللہ منه و اللہ عزیز ذو انتقام﴾

”گذشتہ کو اللہ نے معاف کر دیا۔ مگر جس نے پھر عود کیا (اپنی خطا پر) اللہ اس سے ضرور بدلہ لے گا، اور بے شک خداوند

عالم غالب اور انتقام لینے والا ہے۔“

سلیمان بن کثیر کا عذر:

اس پر سلیمان بن کثیر نے کہا، کہیے تو بولوں اور کہیے تو خاموش رہوں، اسد نے کہا ہاں بولو۔ سلیمان نے کہا۔ ہماری حالت شاعر کے اس شعر کے مصداق ہے:

لو بغير الماء حلقى شرق كنت كالغصان بالماء اعتصاری

ترجمہ: ”اگر پانی کے علاوہ کسی اور شے سے میرا حلق اچھو ہو جائے تو میں اسے حلق سے اسی طرح نیچے اتار دوں گا جس طرح کہ

پانی سے اچھو ہو جانے والا کرتا ہے۔“

آپ ہمارے قصہ سے واقف ہیں۔ سینے خدا کی قسم چغل خوروں نے آپ سے آ کر چغلیاں کھائی ہیں۔ ہم آپ کے ہم قوم ہیں۔ اس مضری جماعت نے آپ سے ہماری یہ شکایتیں محض اس وجہ سے کی ہیں کہ ہم ہی قتیبہ بن مسلم کے سب سے زبردست دشمن تھے۔ یہ اسی آڑ میں اپنا انتقام لینا چاہتے ہیں۔ اس بنا پر ابن شریک بن الصامت الباہلی نے کہا کہ یہ کئی مرتبہ گرفتار کیا جا چکا ہے۔ مالک بن ابیہثم نے کہا۔ خدا امیر کو نیک تو مفتی دے آپ کو چاہیے کہ اس شخص کی بات کو کسی اور شخص کی تحریک پر مبنی خیال کریں۔ پھر ان سب لوگوں نے کہا اے باہلی کیا تم ہم سے قتیبہ کا بدلہ لینا چاہتے ہو اس لیے کہ ہم ہی اس کے سب سے زبردست دشمن تھے اسد نے ان سب کو جیل بھیج دیا۔ پھر عبدالرحمن بن نعیم سے بلا کر اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ عبدالرحمن نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سب کو چھوڑ دیں اس طرح آپ ان کے قبیلوں پر احسان کریں گے۔ اسد نے پوچھا کہ ان دو تمیموں کے ساتھ کیا کیا جائے جو اس جماعت کے ہمراہ ہیں۔ عبدالرحمن نے کہا کہ انہیں بھی رہا کر دیجیے۔ اس نے کہا ایسی صورت میں عبداللہ بن یزید سے میرے تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔ عبدالرحمن نے پوچھا کہ آپ اس ربیعہ شخص کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اسد نے کہا بخدا! میں اسے آزادی دینے والا ہوں۔

موسیٰ بن کعب اور لاہز بن قریظ کا انجام:

بعد ازاں اسد نے موسیٰ بن کعب کو سامنے بلایا۔ اور حکم دیا کہ اس کے لگام لگاؤ۔ گدھے کی لگام اس کے لگائی گئی۔ پھر حکم دیا کہ لگام پکڑ کر اسے کھینچا جائے، چنانچہ اس طرح کھینچا گیا کہ اس کے دانت ٹوٹ پڑے پھر حکم دیا کہ اس کے چہرہ کو مارو اس کی ناک چبکی کر دی گئی۔ ڈاڑھی نوچ لی گئی اس کے سامنے کا ایک دانت بھی گر پڑا۔ پھر اسد نے لاہز بن قریظ کو سامنے بلایا۔ لاہز نے کہا خدا کی قسم یہ انصاف کے بالکل خلاف ہے کہ آپ ہمیں تو یہ سزا دیں اور یہی اشخاص کو یوں ہی چھوڑ دیں۔ اسد نے تین سو کوڑے اسے لگوائے اور حکم دیا کہ سولی پر چڑھا دو۔ مگر حسن بن زید الاسدی نے درخواست کی کہ یہ میرا ہمسایہ ہے اور جو الزام اس پر لگایا گیا ہے اس سے یہ بری ہے۔ اسد نے کہا تو اور دوسرے لوگ۔ حسن نے کہا میں ان سب کو جانتا ہوں وہ سب بے گناہ ہیں۔ اسد نے ان سب کو رہا کر دیا۔

۸۱۱ھ کے واقعات

اس سنہ میں عبدالملک کے دو بیٹوں معاویہ اور سلیمان نے روم کے علاقہ میں جہاد کیا۔

عمار خدّاش کی دعوت بیعت:

کبیر بن ماہان نے عمار بن یزید کو بنی عباس کے طرفداروں کا سردار مقرر کر کے خراسان بھیجا۔ عمار مرو میں آ کر قیام پذیر ہوا۔ اس نے اپنا نام تبدیل کر دیا اور بجائے عمار کے خدّاش نام رکھا۔ محمد بن علی کی بیعت کے لیے لوگوں کو دعوت دی۔ لوگ جلد جلد اس کے پاس پہنچنے لگے۔ اور جس تحریک کی غرض سے وہ بھیجا گیا تھا اسے قبول کرنے لگے اس کی ہر بات کو غور سے سنتے اور اس تحریک کی اطاعت کرتے، مگر پھر اس نے اپنی اس تحریک کو جس کی اس نے لوگوں کو دعوت دی تھی بدل دیا اور جھٹلا دیا۔ اب اس نے دین خرمیہ کی تلقین شروع کی اور اس کی دعوت دینے لگا اور اپنے معتقدین کو اجازت دے دی کہ ایک دوسرے کی عورتیں ان کے لیے حلال

ہیں اور کہا کہ میں یہ سب کچھ محمد بن علی کی جانب سے کر رہا ہوں۔

عمار خدش کا انجام:

اسد بن عبداللہ کو اس کی خبر ہوئی۔ اس نے اپنے منجر اس کی گرفتاری کے لیے لگا دیئے آخر کار وہ گرفتار کر کے اسد کے سامنے لایا گیا۔ اس وقت اسد بلخ پر جہاد کی تیاری کر چکا تھا اسد نے اس سے واقعہ دریافت کیا خدش نے اسد سے سخت کلامی کی۔ اسد نے اس کے ہاتھ کٹوا دیئے زبان نکلوا دی اور اسے اندھا کر دیا۔ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابتداء میں اسد آمل پہنچا تو یہاں بنی ہاشم کی تحریک کا داعی خدش اس کے سامنے پیش کیا گیا اسد نے اسے قرعہ طیب کے سپرد کر دیا۔ قرعہ نے اس کی زبان کاٹ ڈالی اندھا کر دیا۔ اور اسد نے کہا خداوند عالم کا شکر ہے کہ اس نے تجھ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا بدلہ لے لیا۔ پھر اسے یحییٰ بن نعیم الشیبانی حاکم آمل کی حراست میں دے دیا۔ سمرقند سے واپسی کے بعد اسد نے یحییٰ کو اس کے قتل کا حکم بھیج دیا۔ یحییٰ نے اسے قتل کر کے آمل میں سولی پر لٹکا دیا۔

قلعہ تبوشکان کی فتح:

مقام ضرور میں اسد کے پاس مہاجرین دارۃ الفسی کا آزاد غلام آیا اسد نے دریا کے کنارہ اسے قتل کر دیا۔ سمرقند سے واپس ہوتے ہوئے اسد بلخ میں بھی ٹھہرا اور جلیل الکرمانی کو اس قلعہ کی طرف روانہ کیا جس میں حارث اور اس کے ساتھیوں کا مال و اسباب تھا۔ اس قلعہ کا نام تبوشکان تھا یہ طخارستان علیا کے علاقہ میں واقع تھا۔ نو برزی تغلی جو حارث کے سرالی رشتہ دار تھے اس قلعہ میں رہتے تھے۔ کرمانی نے اس قلعہ کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا، جنگجو آبادی کو قتل کر ڈالا اور تمام بنی برزہ کے لوگوں کو قتل کر ڈالا اور اس کے تمام باشندوں کو جن میں سربہ موالی اور ان کے اہل و عیال شامل تھے۔ لونڈی غلام بنا کر بلخ کے بازار میں لاکر ہراج کر دیا۔

اسد بن عبداللہ کی انتقامی کارروائی:

علی بن یعلیٰ جس نے اس واقعہ کو خود دیکھا تھا بیان کرتا ہے کہ حارث سے انتقام لینے کے لیے اسد نے اس کے چار سو پچاس آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتروا دیا۔ اس جماعت کے سردار جریر بن میمون القاضی تھے اس میں بشر بن انیف الحظلی اور داؤد الاعمسر الخوارزمی بھی تھا۔

حارث نے ان لوگوں سے پہلے ہی کہا تھا کہ اگر تم میرا ساتھ چھوڑنا چاہتے ہو اور امان مانگنا چاہتے ہو تو اسی وقت میرے سامنے امان کی درخواست کر دو۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ اس وقت اسد تمہاری درخواست کو قبول کر لے گا، اور اگر میرے یہاں سے کوچ کر جانے کے بعد تم نے امان طلب کی تو وہ تمہیں ہرگز امان نہ دے گا، مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور کہا کہ آپ تو یہاں سے چلے ہی جائیے اور ہمیں اپنی حالت پر چھوڑ دیجیے۔

بشر بن انیف کی اہل قلعہ سے غداری:

اس کے بعد اس جماعت نے بشر بن انیف اور ایک دوسرے شخص کو اسد کے پاس امان طلب کرنے کے لیے بھیجا۔ اسد نے ان دونوں کو امان دی ان کی خاطر و مدارات کی۔ ان دونوں شخصوں نے اپنے ساتھی قلعہ والوں سے بے وفائی کی اور اسد سے کہا کہ قلعہ والوں کے پاس نہ کھانا ہے اور نہ پانی۔ اس پر اسد نے کرمانی کو چھ ہزار فوج کے ساتھ جن میں سالم بن منصور الحظلی دو ہزار فوج پر

از ہرن جرموز النیر کی اپنی جمعیت اور بلخ کی فوج پر جس کی مجموعی تعداد دو ہزار سردار تھے اور پانچ سو شامیوں کے ساتھ جن پر صالح بن القعقاع الازدی سردار تھا روانہ کیا۔ کرمانی نے سالم بن منصور کو اس کی فوج کے ساتھ دشمن کے سمت روانہ کیا۔ منصور نے دریائے ضرغام کو عبور کر کے رات بسر کی، صبح ہوئی فوج کو اٹھایا دن چڑھے فوج کر لے کر روانہ ہوا۔ اس دن اس نے سترہ فرسخ مسافت طے کی، اس طویل سفر سے گھوڑے تھک گئے۔ کشتم پہنچا جو جعیونہ کے علاقہ میں واقع تھا، ایک ایسے احاطے کے پاس پہنچا جس میں زراعت تھی اور اس کے گرد سرکنڈے کی باڑ تھی۔ فوجیوں نے اپنے گھوڑے چرنے کے لیے اس کھیت میں چھوڑ دیئے، اب ان کے اور قلعہ کے درمیان صرف چار فرسخ کا فاصلہ باقی تھا۔ اس مقام سے کوچ کر کے یہ فوج جب قلعہ کے قریب والی وادی میں پہنچی تو منبر نے آ کر خبر دی کہ دشمن مقابلہ کے لیے آ گیا ہے اور مہاجر بن میمون ان کا سردار ہے۔ جب یہ جماعت کرمانی نے پیش قدمی کی اور قلعہ کے پہلو میں آ کر خیمے لگائے۔ سب سے پہلے پانسو کی جماعت کے ساتھ اس مسجد میں جسے حارث نے بنایا تھا یہ سردار فروکش ہوا۔ صبح کے وقت رسالہ بھی آپہنچا۔ اور ازہر اور اہل بلخ کی جماعت بھی اس فوج میں آ کر شامل ہو گئی۔

کرمانی کا اہل بلخ سے خطاب:

جب سب جمع ہو گئے کرمانی نے تقریر کی، حمد و ثناء کے بعد کہا۔ اے اہل بلخ تمہاری تشبیہ صرف اس زانیہ عورت سے دی جا سکتی ہے کہ جس کی یہ حالت ہے جو اس کے پاس جاتا ہے اس پر قابو پالیتا ہے، حارث ایک ہزار عجمیوں کے ساتھ تم پر حملہ آور ہوا، تم نے اپنا شہر اس کے حوالے کر دیا۔ اس نے تمہارے اشراف کو قتل کر ڈالا اور تمہارے امیر کو نکال باہر کیا، پھر تم اس کے ہمراہ بادل نحواستہ حراست میں مرو کی طرف روانہ ہوئے مگر تم نے وہاں اس سے غداری کی، اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جب وہ شکست کھا کر پھر واپس آیا تم نے پھر اپنا شہر اس کے حوالہ کر دیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ تم میں سے کسی شخص نے کوئی خط لکھ کر تیرے ذریعے دشمن کے پاس بھیجا ہے تو میں اس کے ہاتھ کو ٹاڈالوں گا اور سولی پر لٹکا دوں گا۔ البتہ مرو کے جو لوگ میرے ہمراہ ہیں وہ میرے خاص اعتبار کے لوگوں ہیں کہ جن کے عذر کا مجھے اندیشہ نہیں۔

محصورین کا انجام:

اس تقریر کے بعد کرمانی نے قلعہ پر چڑھنا شروع کیا۔ ایک دن رات بغیر لڑائی کے یہ وہاں پڑا رہا۔ دوسرے دن نقیب نے قلعہ والوں کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم شرائط صلح تمہارے پاس بھیج چکے ہیں۔ قلعہ والے محاصرین سے لڑے مگر چونکہ وہ بھوکے اور پیاسے تھے اس وجہ سے انہوں نے درخواست کی کہ ہم اپنے تئیں تمہارے حوالے کرنے کے لیے تیار ہیں بشرطیکہ تم ہماری عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ جیسا چاہو سلوک کرو۔ غرضیکہ محصورین نے اسد کے حکم پر سرخم کرنے کے لیے ہتھیار ڈال دیئے۔ چند روز اسی طرح گذرے پھر مہلب بن عبدالعزیز العنقی اسد کا خط لے کر پہنچا، جس میں حکم دیا گیا تھا کہ پچاس شخصوں کو جن میں مہاجر بن میمون اور اس جیسے دوسرے سردار ہوں میرے پاس بھیج دو۔ ان سرداروں کو اسد کے پاس بھیج دیا گیا، اسد نے انہیں قتل کر ڈالا اور کرمانی کو لکھا کہ جو لوگ تمہاری پاس باقی ہیں انہیں تین حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ کو سولی پر لٹکا دو، ایک کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو اور تیسرے کے صرف ہاتھ قطع کر دو۔

کرمانی نے اس حکم کی تعمیل کی۔ قلعہ سے ان کے اہل و عیال کو نکالا اور انہیں براجم کر دیا۔ جن لوگوں کو اس نے قتل کیا یا سولی پر

لکا یا تھا ان کی تعداد چار سو تھی۔

اسد نے ۱۱۸ھ میں بلخ کو اپنا مستقر بنالیا۔ سرکاری دفاتر یہیں منتقل کر لیے گئے۔ چھاونی بنائی گئی۔ پھر اسد نے طخارستان پر جہاد کیا اور پھر جیغویہ کے علاقہ پر فوج کشی کی، کچھ علاقہ فتح کیا اور لوٹڈی غام مال غنیمت میں حاصل گئے۔

خالد بن عبد الملک بن حارث کی معزولی:

اسی سنہ میں ہشام نے خالد بن عبد الملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ محمد بن ہشام بن اسمعیل کو عامل مقرر کیا۔

واقعی نے بیان کیا ہے کہ جس روز خالد معزول کیا گیا، اسی دن ابو بکر بن عمرو بن حزم کے پاس مدینہ پر ان کی امارت کا حکم پہنچا۔ ابو بکر منبر پر چڑھے اور چھ دن تک نماز پڑھاتے رہے۔ پھر محمد بن ہشام مکہ سے مدینہ کا عامل مقرر ہو کر آیا۔

علی بن عبد اللہ بن عباس کا انتقال:

اس سنہ میں علی بن عبد اللہ بن عباس نے انتقال کیا۔ ابو محمد ان کی کنیت تھی اٹھتر یا ستتر سال کے سن میں مقام محمیہ واقعہ علاقہ شام میں ان کی وفات ہوئی، کہا جاتا ہے یہ اس رات کو پیدا ہوئے تھے جس شب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا، وہ ۴۰ ہجری کی سترھویں ماہ رمضان تھی ان کے باپ نے ان کا نام علی رکھا اور کہا میں نے اس کا نام اس شخص کے نام پر رکھا ہے جو تمام مخلوقات میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا۔ اور ابو الحسن ان کی کنیت مقرر کی۔ جب یہ عبد الملک بن مروان سے ملے گئے، اس نے ان کی بڑی تعظیم و تکریم کی اپنے برابر تخت پر جگہ دی، ان کی کنیت پوچھی، انہوں نے اپنی کنیت بتائی، اس پر عبد الملک نے کہا کہ میرے لشکر گاہ میں ایک ہی شخص کا یہ نام اور کنیت نہیں ہو سکتی، پھر پوچھا آپ کے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہو۔ اتفاق سے اسی دن محمد بن علی پیدا ہوا تھا انہوں نے اس کی اطلاع دی اس پر عبد الملک نے ان کی کنیت ابو محمد مقرر کیا۔

امیر حج محمد بن ہشام و عمال:

محمد بن ہشام امیر مکہ مدینہ اور طائف اسی سال امیر حج تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس سال مدینہ کا عامل خالد بن عبد الملک تھا، البتہ مکہ اور طائف محمد بن ہشام کے ماتحت تھے۔ پہلا قول واقعی کا ہے۔

خالد بن عبد اللہ عراق اور تمام مشرقی ممالک کا ناظم اعلیٰ تھا۔ خراسان پر اس کا بھائی اسد بن عبد اللہ اس کی جانب سے عامل تھا۔ بلال بن ابی بردہ بصرہ کے عامل بھی تھے کو تو ال بھی تھے اور پیش امام بھی وہی تھے مروان بن محمد بن مروان آرمینیا اور آذربائیجان کا والی تھا۔



اس نے اسد کو اطلاع کی کہ آپ قتل سے چلے جائے کیونکہ خاقان سایہ کی طرح تمہارے پیچھے آ رہا ہے اسد نے اس کے پیامبر کو گالیاں دیں اور اس کے بیان کو تسلیم نہیں کیا۔ مگر رئیس قتل نے پھر کہا کہ بھیجا کہ جو اطلاع میں نے آپ کو دی ہے وہ غلط نہیں ہے بلکہ میں نے ہی اسے تمہارے یہاں آنے اور تمہاری فوج کے منتشر ہو جانے کی اطلاع دی تھی۔ اور اسے بتایا تھا کہ تم پر حملہ آور ہونے کا اس کے لیے یہ اچھا موقع ہے۔ اور میں نے اس سے امداد طلب کی تھی۔ اگرچہ تم نے ہمارے علاقہ سے سامان رسد خوب حاصل کیا ہے اور بہت سامان غنیمت بھی حاصل کیا ہے مگر اسی حالت میں اگر وہ تم پر حملہ آور ہوا تو وہ یقینی تم پر فتح حاصل کر لے گا۔ اور اس سے میں دو مصیبتوں میں گرفتار ہو جاؤں گا۔ ایک طرف تو جب تک میں زندہ ہوں عرب میرے دشمن رہیں گے دوسرے اس طرح خاقان زیادہ عرصہ تک میرے علاقہ میں مقیم رہا تو اس کے مطالبات اور فوج کے لیے ضروریات مایحتاج کی بہم رسانی میرے لیے ایک نہایت دشوار بات ہوگی۔ علاوہ بریں وہ یہ احسان بھی میرے اوپر رکھے گا کہ میں نے تمہارے علاقہ سے عربوں کو نکال باہر کیا اور تمہیں تمہارا ملک واپس دلایا۔

مال و متاع کی روانگی:

اس پیام سے اسد کو اس کی صداقت کا یقین ہو گیا اور اس نے حکم دیا کہ تمام مال و متاع ابراہیم بن عاصم العقیلی البختری کی (جو بعد میں بھستان کا والی ہو گیا تھا) نگرانی میں آگے روانہ کر دیا جائے انہی کی نگرانی میں اس نے سن رسیدہ لوگوں کو جن میں کثیر بن امیہ ابوسلیمان بن کثیر الخزاعی فضیل بن حیان المہری اور سنان بن داؤد القطعی تھے کو آگے روانہ کر دیا۔

سنان الاعرابی السلمی اہل عالیہ پر سردار تھا۔ تمام مال غنیمت کی نگرانی عثمان بن شباب الہمدانی قاضی مرو کے دادا کے سپرد تھی۔ جب یہ سارا مال و متاع روانہ ہوا تو اسد نے داؤد بن شعیب اور اصغ بن ذوالہ الکھی کو جنہیں اس نے کسی سمت پہلے بھیج دیا تھا لکھا کہ خاقان سامنے آ گیا ہے تم دونوں مال و متاع کی حفاظت کے لیے ابراہیم بن عاصم سے جا ملو۔

اسد کی شہادت کی افواہ:

داؤد اور اصغ کے پاس ایک دیوبی شخص نے آ کر یہ خبر مشترہ کر دی کہ خاقان نے مسلمانوں کو شکست دے دی اور اسد کو شہید کر ڈالا۔ اس پر اصغ نے کہا اگر اسد اور اس کے تمام ہمراہی کام آگئے ہیں تو کیا ڈر ہے۔ شام زندہ ہیں ہمیں سب کو ان کے پاس چلے جانا چاہیے۔ داؤد بن شعیب نے کہا اہل خراسان کے بعد اب زندگی کا مزہ نہیں رہا اصغ نے کہا اہل خراسان کے بعد زندگی بڑی خوشگوار ہے۔ جب جراح اور اس کے ساتھی شہید ہو گئے تو اس سے مسلمانوں کو کوئی بہت زیادہ نقصان نہیں پہنچا۔ اسی طرح اگر اسد اور اہل خراسان ہلاک ہو گئے تو خداوند عالم تو اپنے دین کی حمایت سے باز آنے والا نہیں ہے کیونکہ وہ توحی و قوم ہے امیر المومنین زندہ ہیں مسلمانوں کی فوج بہت زیادہ ہے پھر ہمیں کس بات کا ڈر ہے۔ داؤد نے کہا اچھا چل کر تو دیکھیں کہ اسد کا کیا حال ہے تاکہ اصلی خبر کو لیتے چلیں۔

داؤد اور اصغ:

غرض کہ یہ دونوں سردار آگے بڑھے۔ انہیں ابراہیم کی فوج نظر پڑی اور آگ کے الاؤ جلتے نظر آئے۔ داؤد نے کہا یہ مسلمانوں کے الاؤ ہیں جو قریب قریب ہیں کیونکہ ترکوں کے الاؤ علیحدہ علیحدہ روشن کیے جاتے ہیں۔ اصغ نے کہا معلوم ہوتا ہے وہ تنگی

میں ہیں۔ جب اور قریب پہنچے تو گدھوں کی ریچک انہیں سنائی پڑی۔ داؤد نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ترکوں کے پاس گدھے نہیں ہیں۔ اسبغ نے کہا کل انہیں مال غنیمت میں ملے ہوں گے۔ مگر ایک یا دو دن میں کھانہ سکے ہوں گے۔ داؤد نے کہا میں دو سواروں کو بھیجتا ہوں کہ وہ جا کر تکبیر کہیں۔

دو سوار بھیجے گئے انہوں نے فوج کے پڑاؤ کے قریب جا کر تکبیر کہی۔ ادھر سے بھی جواب میں تکبیر کا نعرہ بلند کیا گیا۔ جب یہ جماعت فوج کے قریب پہنچی تو معلوم ہوا کہ یہ وہ پڑاؤ ہے جس میں مال غنیمت اور ابراہیم کے ہمراہ اہل سفایاں اور اس کا ریکس صفان خدا بھی ہے۔ خبر ہوتے ہی ابراہیم پیشوا کی کے لیے چھٹا۔

اسد بن عبداللہ کی بلخ سے روانگی:

اسد بلخ سے جبل السح کی سمت بڑھا۔ اس کا ارادہ یہ تھا کہ دریا کے بلخ کو عبور کرے۔ ابراہیم بن عاصم اس سے پہلے ہی لونڈی غلاموں اور دوسرے مال غنیمت کو لے کر اس دریا کو عبور کر آیا تھا۔ اسد نہر کے کنارے پہنچ گیا۔ اس سے پہلے اسے یہ اطلاع ملی تھی کہ خاقان کو سوبات سے روانہ ہوئے سترہ راتیں گزری ہیں، اب تمام بن زحر اور عبدالرحمن بن خضر جو دونوں از دی سردار تھے اسد کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ خدا امیر کو نیک و نیک تو نیت دے۔ اس جہاد میں آپ نے خوب ہی دادرمانگی دی اور اسے بہت اچھی طرح سر انجام کو پہنچایا۔ مال غنیمت حاصل کیا اور کچھ نقصان بھی نہیں اٹھایا بہتر یہ ہے کہ آپ ان حقیر اور کم مایہ چیزوں کو قطع کر کے اپنے پیچھے چھوڑ دیں۔ اسد نے حکم دیا کہ ان دونوں کو گردن میں ہاتھ دے کر باہر نکال دو۔ چنانچہ اس حکم کی حبہ تعمیل کی گئی۔ اس دن اسد وہیں مقیم رہا۔ دوسرے دن پھر روانہ ہوا۔ دریا میں تیس مقام ایسے تھے جو پایاب تھے اور جہاں سے لوگ دریا کو عبور کرتے تھے، اور ایک جگہ اتنا پانی تھا جو گھوڑے کی زین کے کنارے تک آتا تھا اس مقام سے لوگ دریا میں گھس پڑے۔ اسد نے حکم دیا کہ ہر شخص ایک ایک بھیڑ اپنے ساتھ لے لے۔ خود اسد نے بھی ایک بھیڑ اٹھالی۔

عثمان بن عبداللہ کا اسد کو مشورہ:

اس پر عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن الشیر نے اس سے کہا جس وجہ سے آپ یہ بھیڑیں اپنے ساتھ لے رہے ہیں وہ بات اتنی خطرناک نہیں ہے جتنا کہ یہ موجودہ خطرہ اس کے علاوہ آپ نے فوج کو منتشر کر دیا ہے، ان کے دھیان کو بٹا دیا ہے اور دشمن سایہ کی طرح پیچھے لگا ہوا ہے آپ ان بھیڑوں کو چھوڑ بیٹے اور ان پر لعنت بھیجے۔ عثمان نے لوگوں کو اس بات کے لیے تیار ہو جانے کا بھی حکم دیا، مگر اسد نے ایک نہ سنی اور حکم دے دیا کہ کوئی شخص ایک بھیڑ کے لیے بغیر عبور نہیں کر سکتا تا آنکہ سب بھیڑیں ختم ہو جائیں۔ ورنہ جو شخص اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا میں اس کے ہاتھ کٹواؤں گا۔ مجبوراً تمام سپاہیوں نے ایک ایک بھیڑ اٹھانا شروع کی۔ سوار اسے اپنے سامنے رکھ لیتا تھا اور پیادہ اسے اپنی گردن پر اٹھا لیتا تھا اب سب فوج دریا میں گھس پڑی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب گھوڑوں کے سم دریا کی تہ پر لگے تو بعض مقام ایسے بھی آئے جہاں گھوڑے تیرنے لگے۔ اس کی وجہ سے سوار اچھی طرح اپنی نشست قائم نہ رکھ سکے اور دریا میں گر پڑے۔ یہ حالت دیکھ کر اسد نے حکم دیا کہ بھیڑیں دریا میں پھینک دی جائیں۔

ابھی پوری فوج نے دریا کو عبور نہیں کیا تھا کہ دشمن اچانک سر پر آ پہنچا۔ جو لوگ عبور نہ کر سکے تھے انہیں دشمن نے قتل کر ڈالا۔ اور اب لوگ ایک دم دریا میں کود پڑے۔

خاقان کی آمد:

بیان کیا جاتا ہے کہ ساتھ فوج میں بنی ازد اور تمیم متعین تھے۔ اسی طرح کمزور ناتوان اشخاص بھی پیچھے چھوڑ دینے گئے تھے۔ اسد سوار ہو کر دریا کے کنارے پہنچا۔ اونٹوں کے متعلق حکم دیا کہ انہیں دریا کے پار لایا جائے، تاکہ جب یہ دوسرے کنارے پر پہنچ جائیں، تو انہیں پر مال غنیمت بار کیا جائے۔ اسی ثناء میں نخل کی سمت سے ایک غبار اٹھا، معلوم ہوا کہ خاقان آپہنچا، خاقان کی فوج کا اگلا حصہ مسلمانوں کی فوج کے قریب آ گیا۔ اس نے بنی تمیم اور ازد پر حملہ کیا۔ یہ جماعت پسپا ہو گئی۔ اسد نے اپنے گھوڑے کو ایڑی دی اور لشکر کے پڑاؤ پر آ گیا اسد نے مال غنیمت کے محافظ سرداروں کو جنہیں اس نے اپنے آگے روانہ کر دیا تھا کہلا بھیجا کہ اتر پڑیں اور دریا کے پینے میں جہاں ہیں وہیں اپنے گرد خندق کھود لیں۔

اشتہین کی تجویز:

خاقان قریب آ گیا، اس کے اور مسلمانوں کے درمیان دریا حائل تھا مسلمانوں نے یہ خیال کیا کہ خاقان دریا کو عبور کر کے ہم پر حملہ نہ کرے گا۔ خاقان نے دریا کی طرف دیکھا اور اشکند کو جو اس زمانہ میں نساء کا اصبہ تھا حکم دیا کہ فوج کی صف کے آخری کنارے تک جائے، اور بہادری، جنگ آزمودہ لوگوں اور پانی کا اندازہ کرنے والوں سے رائے طلب کرے کہ آیا دریا کو عبور کر کے اسد پر حملہ کیا جاسکتا ہے۔ تمام سرداروں نے کہا کہ یہ ممکن نہیں۔ البتہ اشتہین کے پاس جب یہ پہنچا تو اس نے کہا کہ ہاں ایسا ہو سکتا ہے کیونکہ ہماری فوج پچاس ہزار سواروں پر مشتمل ہے۔ جب ہم ایک دم سب مل کر دریا میں کود پڑے گے تو ایک دوسرے کو پانی کی زد سے بچائے گا اور اس کی روانی کی تیزی دور ہو جائے گی۔

خاقان کی پیش قدمی و مراجعت:

اب ترکوں نے ایک دم اپنے نقاروں پر چوب ماری۔ اسد اور اس کی فوج نے خیال کیا کہ یہ محض دھمکی ہی دھمکی ہے، ترکوں نے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے، جس سے پانی میں ایک سخت شور اور بل چل برپا ہو گئی۔ مسلمان یہ رنگ دیکھ کر اپنے پڑاؤ کی طرف پلٹ آئے۔ ترکوں نے دریا کو عبور کر لیا، اب وہ آگے بڑھے، غبار کا ایسا گھٹاؤ پٹوفان محیط فضا ہوا کہ سوار کو اپنا گھوڑا نظر نہ آتا تھا، اور نہ کوئی کسی کو شناخت کر سکتا تھا۔ مسلمان اپنے پڑاؤ میں آ گئے۔ فوجی قیام گاہ کے باہر جو کچھ تھا اسے پڑاؤ میں لے آئے۔ غلام چھوٹی زرہیں اور گرز لے کر ترکوں پر حملہ آور ہوئے ان کے چہروں پر ضربیں لگائیں۔ ترک پلٹ گئے۔

اسد بن عبداللہ کی مجلس مشاورت:

اسد نے رات بسر کی، رات ہی سے اس نے اپنی فوج کو ترکوں کے صبحی حملہ کے خوف سے جنگ کے لیے تیار کر دیا تھا۔ مگر جب کسی قسم کی کارروائی کی ابتداء دشمن کی طرف سے نہ دیکھی تو صبح کو اپنے اعیان و سرداران فوج کو مشورہ کے لیے طلب کیا۔ سب نے کہا کہ سلامتی و عافیت کو قبول کیجیے۔ اسد نے کہا یہ تو سلامتی نہیں ہے بلکہ یہ تو مصیبت ہے کل ہمارا خاقان سے مقابلہ ہوا، اس نے ہم پر فتح پائی۔ بہت سے قیدی اور ہتھیار مال غنیمت میں اس نے حاصل کیے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آج جو اس نے ہم پر حملہ نہیں کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو قیدی اس کے ہاتھ آئے ہیں انہوں نے اسے ہمارے مال و متاع کے مقام سے جو ہمارے آگے جارہا ہے اطلاع دی ہو گئی، اور اس کے ایلچ میں خاقان نے ہمارا مقابلہ چھوڑ دیا ہے۔

اسد بن عبداللہ کو قیام کا مشورہ:

اب اسد نے اس مقام سے کوچ کیا اور اپنے آگے دشمن کی نقل و حرکت کو معلوم کرنے کے لیے گرد آور جماعتیں روانہ کیں۔ ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ میں نے ترکوں کی جھنڈیاں اور اٹھکنے کے جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا تھوڑی سی جماعت کے ساتھ دیکھا ہے، مگر اسد برابر کوچ کرتا رہا، جانوروں پر بار بار بہت تھا۔ سرداران فوج نے پھر اس سے کہا کہ آپ پڑاؤ کر دیجیے اور عافیت و سلامتی قبول کیجیے۔ اسد نے کہا سلامتی کہاں ہے جو میں اسے قبول کروں، یہ تو ایک مصیبت ہے اور جان و مال کا نقصان ہے۔

نصر بن سیار کی تجویز:

شام کے وقت اسد ایک مکان میں راست بسر کرنے کے لیے ٹھہرا۔ پھر لوگوں سے مشورہ طلب کیا کہ آیا یہاں قیام کر دیں یا چلے چلیں۔ لوگوں نے کہا، وہ کام کیجیے جس میں سب کی عافیت اور سلامتی ہو اور یہ ممکن ہے کہ مال و متاع کے نقصان ہو جانے سے ہم اور تمام خراسان کے باشندے تو فوج جائیں گے۔ اس گفتگو کے وقت نصر بن سیار گردن جھکائے چپ بیٹھا رہا۔ اسد نے اس سے پوچھا کہ تم اس طرح گردن جھکائے کیوں خاموش ہو؟ نصر نے کہا دو طریقے ہیں اور وہ دونوں آپ کے اختیار میں ہیں۔ اگر آپ چلتے رہیں گے تو ان لوگوں کی امداد کو پہنچ سکیں گے جو مال غنیمت کے ہمراہ ہیں اور انہیں دشمن کے چنگل سے بچالیں گے۔ اگر آپ ایسے وقت بھی ان تک پہنچے جب کہ وہ ہلاک ہو گئے ہوں گے، تب بھی آپ اس وجہ سے اتنی یہ مسافت طے کر لیں گے جو آپ کو بہر حال طے کرنا ہے۔ اسد نے اس رائے کو پسند کیا۔ اس کے چہرہ پر بوسہ دیا اور تمام دن چلتا رہا۔

اسد بن عبداللہ کا ابراہیم کے نام خط:

اس کے بعد اسد نے سعید الصغیر باہلہ کے آزاد غلام کو جو ایک مشہور بہادر تھا اور جو قتل کی سرزمین سے اچھی طرح واقف تھا بلایا اور ایک خط ابراہیم کو لکھا کہ تم جنگ کے لیے ہر وقت تیار اور دشمن سے چوکنے رہو کیونکہ خاقان تمہارے آگے کی سمت بڑھ رہا ہے۔ اسد نے یہ خط سعید کو دیا اور حکم دیا کہ ابراہیم کہیں ہورات سے پہلے یہ خط اسے پہنچا دو اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو میں اسلام سے خارج ہو جاؤں اگر تمہیں قتل نہ کر ڈالوں۔ اگر تم حارث سے جا ملے تو بھی میں یہی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیری بیوی اور تمام خاندان کو تلخ کے بازار میں دلالوں کے ذریعہ نیلام کرادوں گا۔

اسد بن عبداللہ کے قاصد کی روانگی:

سعید نے کہا آپ اپنا کیت گھوڑا ذنوب نامی مجھے دے دیجیے۔ اسد نے کہا جب تم اپنی جان دینے پر آمادہ ہو اور میں اپنا گھوڑا تمہیں نہ دوں تو میں بڑا ہی بخیل ہوں گا۔ اسد نے گھوڑا اس کے حوالہ کر دیا۔ سعید اپنے ایک کوتل گھوڑے پر سوار ہو کر چلا۔ اس کے ہمراہ اس کا غلام ایک گھوڑے پر سوار ہو کر چلا اور غلام کے پہلو اسد کا گھوڑا کوتل چلا۔

جب یہ دونوں ترکوں کے سامنے آئے جو مسلمانوں کے مال غنیمت کی فکر میں جا رہے تھے تو ترکوں کی گرد آور جماعت نے ان کا پیچھا کیا، سعید فوراً اسد کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ گھوڑے کو ایڑ دی، ترک اسے نہ پاسکے۔ یہ ابراہیم کے پاس خط لے کر پہنچ گیا۔ تقریباً بیس ترک اب تک اس کا تعاقب کرتے رہے مگر جب انہوں نے ابراہیم کی فوج کو دیکھا، پلٹ گئے۔ اور خاقان کو جا کر سارا

خاقان کا ابراہیم پر حملہ:

دوسرے دن علی الصبح خاقان نے ابراہیم پر حملہ کر دیا۔ مگر اب ابراہیم جنگ کی تیاری کر چکا تھا۔ اس نے اپنے چاروں طرف خندق کھودی تھی۔ جب ترکوں نے حملہ کیا تو ابراہیم خود اپنی فوج کو لڑا رہا تھا۔ ابراہیم نے اہل سفد کو جنگ کا حکم دیا۔ جب ترک مسلمانوں کی بیرونی جنگی چوکی کے قریب پہنچ گئے۔ اہل سفد نے سامنے ہی سے ایسا شدید حملہ کیا کہ ترکوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ایک ترک مارا گیا۔ خاقان نے حکم دیا کہ پھر گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ خاقان ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا اور دیکھنے لگا کہ مسلمانوں کی کون سی سمت کمزور ہے جہاں سے حملہ کیا جائے۔

خاقان کی حکمت عملی:

خاقان کی یہ عادت تھی کہ دو یا تین آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر ٹیلہ پر چڑھ جاتا۔ جب مسلمانوں کے پڑاؤ کا کمزور مقام دیکھتا اسی طرح سے اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیتا، فوج اس کے حکم کی تعمیل کرتی۔ جب وہ ٹیلہ پر چڑھا تو اس نے مسلمانوں کے پڑاؤ کی پشت پر ایک جزیرہ دیکھا جس کے سامنے ایک جوہڑ تھا۔ اپنے بعض ترک سرداروں کو بلا کر حکم دیا کہ اس راستہ سے تم مسلمانوں کے لشکر کے پیچھے چلے جاؤ اور جب جزیرہ کے پاس پہنچو تو اس میں سے ہو کر مسلمانوں کے عقب سے ان پر حملہ کرو۔ پہلے عجمیوں اور اہل صنعانیاں پر حملہ کرنا۔ اس کے علاوہ ان کے جو عرب ہیں انہیں مت چھیڑنا۔ (عجمیوں کی شناخت اور جھنڈوں کی وجہ سے انہیں عربوں کا مقام بتا دیا تھا) خاقان نے یہ بھی کہا کہ دشمن جو اپنی خندقوں میں ہے اگر تمہاری طرف بڑھے گا تو اس طرف سے ہم ان کی خندقوں میں داخل ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ اپنی خندقوں ہی میں رہے گا تو تم پیچھے سے انہیں آ لینا۔

ترکوں کا عقبی حملہ:

ترکوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور جدھر عجمی فوج تھی اس کی سمت سے وہ مسلمانوں کے عقب سے حملہ آور ہوئے انہوں نے صنعان کے رئیس اور اس کی تمام فوج کو قتل کر ڈالا اور ان کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیا۔

اسد بن عبد اللہ کی آمد:

ابراہیم کے پڑاؤ میں در آئے اور جو کچھ وہاں تھا سب پر قبضہ کر لیا، اب مسلمانوں نے فوجی ترتیب چھوڑ دی اور سب ایک جگہ جمع ہو گئے اور سمجھ گئے کہ ہلاکت قریب ہے کہ اتنے میں غبار کا ایک طوفان اٹھا اور اسد اپنی فوج لے کر آ پہنچا۔ ترک اس فوج کو دیکھ کر مسلمانوں کو چھوڑ کر اس مقام کی طرف ہٹ گئے جہاں خاقان تھا۔ ابراہیم کو ان کی علیحدگی سے تعجب ہوا، کیونکہ وہ فتح پا چکے تھے، بہت سوں کو قتل کر چکے تھے۔ اور بہت سا مال غنیمت حاصل کر چکے تھے۔ اس تعجب کی وجہ یہ تھی کہ ابراہیم کو اسد کے آنے کی امید نہ تھی۔ دوسری جانب اسد نے اپنی رفتار میں بہت تیزی کر دی تھی وہ بڑھتا ہوا اس ٹیلہ پر آ کر ٹھہرا، جس پر خاقان کھڑا ہوا تھا۔ خاقان اسد کو آتے دیکھ کر پہاڑ کی سمت ہٹ گیا۔

رئیس صنعان کی بیوی کا نوحہ:

مسلمانوں کے مال و متاع کے ساتھ جو لوگ تھے ان میں سے بقیہ السیف اسد کے پاس چلے آئے، ان میں سے ایک بڑی تعداد ترکوں کے ہاتھوں کام آچکی تھی۔ برکتہ بن خوالی الراسی۔ کثیر ابو امیہ اور بنی خزاعہ کے کچھ معمر لوگ بھی اس جنگ میں مارے

گئے۔ صفان کے رئیس کی بیوی اپنے خاوند پر نوحہ و بکا کرتی بیوی اسد کے پاس آئی اسد بھی اسے دیکھ کر اس کے ساتھ اس طرح رونے لگا کہ اس کی آواز دوسروں نے سن لی۔ خاقان اپنے قیدیوں کو ان کے پاؤں میں رسیاں باندھ کر اونٹوں کو بولدے ہوئے تھے اور اونٹ یوں کو اپنے ساتھ لے کر چلتا بنا۔

مصعب بن عمرو الخزاعی کا تعاقب کا ارادہ:

مصعب بن عمرو الخزاعی اور بعض خراسانیوں نے ارادہ کیا کہ دشمن کو روکیں مگر اسد نے انہیں اس سے باز رکھا اور کہا کہ اس وقت دشمن کی ہوا بندھ گئی ہے ان کا جوش و خروش شدید ہو رہا ہے اس وقت تم ان کے سامنے مت آؤ۔

اسد بن عبداللہ پر طنزیہ فقرے:

حارث بن سرتج کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص خاقان کے ساتھ تھا۔ خاقان نے اسے شہ دی کہ اسد پر کچھ طنزیہ فقرے کہے اس نے پکار کر کہا کہ اے اسد! کیا دریا پار کا علاقہ تیرے جہاد کی مہموں کے لیے کافی نہیں؟ تو بڑا ہی حریص ہے۔ کیا خنسل کے علاوہ اور کہیں تیرے لیے گنجائش نہ تھی۔ وہ میرے باپ دادا کا علاقہ ہے۔ اسد نے کہا جی ہاں آپ بجا فرماتے ہیں دیکھنا خدا تجھ سے بدلہ لے گا۔

ایک ترک سردار کا بیان:

کور مغانوں ترکوں کے ایک بڑے سردار نے بیان کیا کہ میں نے مال غنیمت والی جنگ سے اچھی کوئی لڑائی نہیں دیکھی۔ لوگوں نے پوچھا کیسے کہنے لگا کہ مجھے اس جنگ میں بہت سامان و متاع ملا۔ عرب قیدیوں کے علاوہ میں نے کسی دشمن کو اس قدر بد بیست اور بری حالت میں نہیں دیکھا، ان میں سے اگر کوئی دوڑتا تھا تو اس سے اپنی جگہ سے ہلا نہیں جاتا تھا۔

اسد بن عبداللہ کی مراجعت بلخ:

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب خاقان مسلمانوں کے مال و متاع کی طرف بڑھا تو اسد نے پسپائی شروع کر دی۔ خاقان ایک ٹیلہ پر چڑھا ترکوں نے مسلمانوں کو دیکھا۔ مسلمان مقابلہ کے لیے رک گئے۔ ترک مسلمانوں سے لڑے مسلمانوں نے بھی مقابلہ کیا، ترک مسلمانوں کو چھوڑ کر ان غمی فوجوں کی طرف بھگے جو مسلمانوں کے ہمراہ تھیں، ترکوں نے ان پر حملہ کیا اور ان کے تمام اہل و عیال کو قید کر لیا۔ پھر ہر ترک نے کسی ایک خادم یا خادمہ کو اپنے پیچھے سوار کر لیا اور غروب آفتاب کے وقت اسد سے پڑاؤ کے سامنے آ پیچھے۔ اسد اپنی فوج لے کر چلا اور پھر اس نے مع مال و متاع کے پڑاؤ کیا۔ دوسرے دن عید الفطر تھی صبح ہوتے ہی ترکوں نے اسد پر دھاوا کر دیا اور قریب تھا کہ ترک مسلمانوں کو نماز سے بھی روک دیں مگر وہ خود ہی پیچھے ہٹ گئے۔ اسد بلخ آ گیا۔ بلخ کی گھاٹی میں موسم سرما تک پڑاؤ ڈالے پڑا رہا۔ جب سردی کا موسم شروع ہوا تمام لوگ گھروں میں رہنے کے لیے چلے گئے۔ خود اسد بھی شہر میں آ گیا فارسی کے یہ دو شعرا اس موقع پر اسد کی ججو میں کہے گئے:

از	ختلان	آمدی	برو	تباہ	آمدی
ایار	باز	آمدی	خشک	نزار	آمدی

”تو ختلان سے نہایت بری حالت میں تباہ ہو کر پھر آ گیا۔“

اسد بن عبداللہ کا اہل بلخ کو خطبہ:

اس وقت حارث بن سرتج طحارستان کے اطراف میں تھا۔ یہ بھی خاقان سے جا ملا۔ عید قربان کی شب میں اسد کو معلوم ہوا کہ خاقان نے جزہ میں آکر پڑاؤ کیا ہے۔ اسد نے حکم دیا شہر کی فسیل پر آگ روشن کر دی جائے۔ چنانچہ آگ روشن کی گئی اور اسے دیکھ کر لوگ اس پاس کے قریوں اور مندیوں سے شہر بلخ میں آ گئے۔ صبح کو اسد نے دو گانہ پڑھایا تقریر کی اور کہا کہ دشمن خدا حارث بن سرتج کفار کو اپنی مدد کے لیے باکر لایا ہے تاکہ اللہ کے دین کی شمع گل ہو جائے اور اس کے دین کو وہ بدل دے ان شاء اللہ خداوند عالم اسے ذلیل کرے گا۔ تمہارا دشمن کتا ہے تمہارے جو بھائی اس کے بچوں میں گرفتار ہو چکے وہ ہوئے۔ اگر اللہ تمہاری مدد کرنا چاہے تو تمہیں تمہاری قلت تعداد یا دشمن کی کثرت کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اللہ سے امداد طلب کرو مجھے یہ بات سلف سے پہنچی ہے کہ جب بندہ اپنی پیشانی خدا کے سامنے سجدہ میں رکھتا ہے تو اس وقت اس سے زیادہ خدا کے قریب اور کوئی نہیں ہوتا۔ میں اب منبر سے اتر کر سجدہ میں اپنی پیشانی رکھتا ہوں۔ اللہ سے دعا مانگو اپنے رب کے سامنے سجدہ کرو اور خلوص دل سے دعا مانگو۔ غرض کہ سب نے ایسا ہی کیا اور جب انہوں نے اپنے سر سجدہ سے اٹھائے تو انہیں اپنی فتح میں کچھ شک نہ تھا۔

اسد بن عبداللہ کا عزم:

خطبہ کے بعد اسد منبر سے اتر آیا، قربانی کی اور خاقان کے مقابلہ پر جانے کے لیے لوگوں سے مشورہ لینے لگا۔ بعض لوگوں نے کہا آپ ابھی بالکل جوان ہیں آپ معمولی سی چیز پر غارت گری کرنے سے باک نہیں کرتے اور اس وجہ سے ہم آپ کے جانے کو خطرہ سے ملو سمجھتے ہیں۔ اسد نے کہا بخدا میں تو اب ضرور ہی جاؤں گا اب چاہے مجھے فتح حاصل ہو یا شہادت۔

افواج خاقان کا خلم کی گھاٹی پر اجتماع:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب خاقان اسد کی طرف بڑھا تو اس نے ذریا پار علاقہ اہل طحارستان اور جہنو یہ الطحاری سے امداد حاصل کر لی تھی۔ اہل طحارستان اپنے سرداروں اور ملازمین کے ساتھ تیس ہزار کی تعداد میں خاقان سے آ ملے۔ اب یہ تمام فوجیں خلم کی گھاٹی میں آ کر فروکش ہوئیں۔ اس گھاٹی میں مسلمانوں کی ایک سرحدی جنگی چوکی تھی، ابوالعوجا بن سعید العبدی اس کا افسر تھا، ترکوں نے اس سے چھیڑ چھاڑ کی، مگر اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے اور باقاعدہ فوجی ترتیب کے ساتھ فیروز بخشین علاقہ طحارستان کی راہ چلنے لگے۔ ابوالعوجا نے اسد کو ترکوں کی پیش قدمی کی اطلاع دی۔

مرو جانے کی تجویز:

اسد نے تمام لوگوں کو جمع کیا۔ ابوالعوجا اور فرافصہ (جو جزہ کی سرحد چوکی کا افسر تھا اور جس نے خاقان کے اس چوکی سے گزر جانے کے بعد اسد کو اس کی اطلاع دے دی تھی کے خطوط لوگوں کے سامنے پڑھوائے۔ اور پوچھا کہ اب کیا طرز عمل اختیار کیا جائے، بعض لوگوں نے کہا آپ شہر بلخ کے دروازوں کے سامنے جم کر مقابلہ کیجیے خالد اور خلیفہ سے امداد طلب کیجیے۔ دوسروں نے کہا کہ زم کے راستے سے چلئے اور اسی طرح خاقان سے پہلے مرو پہنچ جائیے۔ اور لوگوں نے کہا دشمن کے مقابلہ پر بڑھو اور اللہ سے دشمن کے خلاف امداد طلب کیجیے۔

چونکہ خود اسد ترکوں کے مقابلہ کی اپنے دل میں ٹھان چکا تھا اس وجہ سے یہ آخری مشورہ اسد کی رائے کے موافق ہوا۔

خاقان کی پیش قدمی:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خاقان اسد کا پیچھا چھوڑ کر پہاڑوں پر چڑھ گیا اور طخی رستان کے علاقہ میں جینو یہ کے پاس فروکش ہو گیا۔ موسم سرما کے وسط میں خاقان نے پھر مسلمانوں کی طرف پیش قدمی کی اور جزہ کے پاس سے گذر کر جوزجان کی طرف بڑھا اور اس نے غارت گری کرنے والی جماعتیں ادھر ادھر روانہ کیں۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ حارث بن سرنج نے اس سے کہہ دیا تھا کہ اسد اس وقت مقابلہ کے لیے سامنے نہیں آئے گا۔

بختری بن مجاہد کا اسد کو مشورہ:

اس طرح اب خاقان کے ساتھ کوئی فوج نہیں رہی اس لیے بختری بن مجاہد بنی شیبان کے آزاد غلام نے اسد سے کہا کہ خاقان نے ضرور اپنے سواروں کو ادھر ادھر پھیلا دیا ہے اب آپ جوزجان چل کر قیام کیجیے۔ چنانچہ جب خاقان نے اپنا رسالہ واقعی پھیلا دیا تو بختری نے اسد سے کہا کہ میرا مشورہ کیسا عمدہ ثابت ہوا اس پر اسد نے کہا کہ تو نے اللہ کا کام بھی دیکھا کہ خاقان نے بھی تیری ہی رائے کے مطابق عمل کیا۔

اسد نے جبلہ بن ابی رواد سے ایک لاکھ بیس ہزار درہم لیے اور حکم دیا کہ ہر سپاہی کو بیس بیس درہم دے دیئے جائیں۔ شام اور خراسان کی کل سات ہزار فوج اس کے ہمراہ تھی۔

بلخ پر کرمانی بن علی کی قائم مقامی:

اسد نے بلخ پر کرمانی بن علی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ کسی شخص کو شہر سے نکلنے مت دینا، چاہے ترک اس قدر قریب ہی کیوں نہ پہنچ جائیں کہ وہ شہر کے دروازہ کو آ کر کھٹ کھٹائیں۔ اس پر نصر بن سیار اللیشی، قاسم بن بخیت المرائی الازدی، سلیم بن سلیمان السلمی، عمرو بن مسلم بن عمرو، محمد بن عبدالعزیز العنقی، عیسیٰ الاعرج الحظلی، بختری بن ابی درہم البکری، سعید الاحمر اور سعید الصغیر بنی ہاہلہ کے آزاد غلام نے اسد سے کہا کہ خدا امیر کو نیک توفیق دے آپ ہمیں نکلنے کی اجازت دیجیے اور ہاری اطاعت و فرماں برداری پر شبہ نہ کیجیے۔ اسد نے انہیں اجازت دے دی۔

اسد بن عبداللہ کی دعا:

اب خود اسد شہر سے باہر نکلا۔ بلخ کے ایک دروازہ کے سامنے فروکش ہوا۔ اس کے لیے ایک خیمہ اور دو شامیاں جو ایک دوسرے سے ملا دیئے گئے تھے۔ نصب کیے گئے۔ اسد نے دو گانہ پڑھایا، پھر بہت طول طویل نماز پڑھی، قبلہ رو ہو کر دعا کے لیے تیار ہوا۔ لوگوں میں بھی اعلان کر دیا گیا کہ سب اللہ سے دعا مانگیں۔ اسد بہت دیر تک دعا مانگتا رہا، دعا میں فتح کی درخواست کی، تمام لوگ اس کی دعا پر آمین کہتے جاتے تھے اسد نے کہا، رب کعبہ کی قسم تمہیں ضرور فتح حاصل ہوگی، پھر قبلہ کی سمت سے رخ پھیر کر اس نے لوگوں سے تین مرتبہ یہی کہا کہ رب کعبہ کی قسم ہے ان شاء اللہ تمہیں ضرور فتح حاصل ہوگی۔

اسد بن عبداللہ کے نقیب کا اعلان:

اس کے بعد اس کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو سپاہی کسی عورت کو اپنے ساتھ لے گا اس کے تمام حقوق متعلقہ حفاظت جان و مالی ساقط ہو جائیں گے۔

اسد بن عبداللہ کی روانگی:

ارباب سیر کا بیان ہے کہ اسد فرار کی صورت میں اس شہر سے نکلا تھا اور اس لیے اس نے ام بکر اپنی ام ولد کو اور اپنے بیٹے کو پیچھے ہی چھوڑ دیا۔ اسد کی نظر ایک اونٹ پر پڑی جس پر ایک لونڈی سوار تھی۔ اسد نے حکم دیا کہ دریافت کیا جائے کہ یہ کس کی لونڈی ہے، ایک سوار پہنچا۔ دریافت حال کر کے واپس آیا اور عرض کیا کہ یہ لونڈی زیاد بن الحارث البکری کی ہے، زیاد بھی بیٹھا ہوا تھا، اسد نے غصہ سے گھورا اور کہا کہ تم اس وقت تک باز نہ آؤ گے، جب تک کہ میں تم میں سے ایک ایسے شخص پر جس کی میں بہت عزت کرتا ہوں چڑھ نہ جاؤں اور اسے آگے پیچھے سے خوب ماروں۔ زیاد نے کہا اگر یہ میری لونڈی ہو تو یہ آزاد ہے، جناب والا میرے ساتھ کوئی عورت نہیں ہے۔ یہ شخص میرا دشمن ہے، میرا حاسد ہے۔ اب اسد نے کوچ کیا، جب عطاء کے پل پر پہنچا مسعود بن عمرو الکرمانی سے جو اس روز کرمانی کی جگہ بنی ازد کی قیادت کر رہا تھا کہا کہ مجھے پچاس آدمی اور اتنے ہی گھوڑے چاہئیں تاکہ میں انہیں اس پل پر متعین کر دوں کہ وہ کسی ایسے شخص کو جو دریا کے اس پار چلا گیا ہو اس پل پر واپس نہ آنے دیں۔

مسعود نے کہا کہ میں کہاں سے پچاس آدمی لاؤں۔ اسد نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ مسعود اپنے گھوڑے سے نیچے گر آیا گیا اور اس کے قتل کا حکم بھی دے دیا گیا۔ مگر کئی شخصوں نے اس کی سفارش کی اور اسد نے اسے معاف کر دیا۔

سالم بن منصور کا ترکوں پر حملہ:

پل عبور کر کے اسد ایک فرودگاہ میں اترا، وہاں اس نے رات بسر کی، اور خود اس کا یہ ارادہ تھا کہ دوسرے تمام دن بھی وہیں قیام کرے گا، مگر غدا فر بن زید نے جب آکر اسے مشورہ دیا کہ جناب والا آج کا سارا دن یہیں قیام فرما رہیں تو مناسب ہے تاکہ تمام لوگ یہاں آکر جمع ہو جائیں۔ یہ سنتے ہی اسد نے کوچ کا حکم دے دیا اور کہنے لگا کہ ایسے لوگوں کی مجھے کچھ پروا نہیں جو پیچھے رہ جائیں۔

اسد نے یہاں سے کوچ کیا، اس کے مقدمہ انکبش میں تین سپاہی سالم بن منصور البجلی کی قیادت میں تھے ان کا مقابلہ تین سو ترکوں سے ہوا جو خاقان کا طلیعہ تھے۔ سالم نے ترکوں کے سردار اور اس کے ساتھ اور سات ترکوں کو گرفتار کر لیا۔ باقی ترک بھاگ گئے۔ جب یہ ترک سردار اسد کے سامنے پیش کیا گیا، رونے لگا۔ اسد نے اس کی وجہ پوچھی کہنے لگا میں اپنے لیے نہیں روتا بلکہ خاقان کی ہلاکت کے ڈر سے روتا ہوں۔ اسد نے پوچھا یہ کیسے۔ اس نے کہا کہ خاقان نے اپنی تمام فوج اپنے اور مرو کے درمیان پھیلا دی ہے۔

ریحان بن زیاد کی معزولی:

اسد اور آگے بڑھ کر بلخ کے ایک کریمہ سردار نام پر پہنچا۔ اس وقت تک اہل العالمیہ کے رسالہ پر ریحان بن زیاد العامری العبدی (از خاندان بنی عبداللہ بن کعب) سردار تھا، اب اسد نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ سالم بن منصور کو مقرر کر دیا۔

اسد بن عبداللہ کی خریستان میں آمد:

اسد سردار سے چل کر خریستان پہنچا۔ ایک گھوڑے کے ہنہانے کی آواز اس نے سنی۔ پوچھا یہ کس کا گھوڑا ہے۔ کہا گیا عقار بن زغیر کا اس کے اور اس کے باپ کے نام سے اس نے براشگون لیا۔ اسد نے حکم دیا کہ اسے واپس کر دو۔ اس شخص نے کہا کہ کل

جب میں ترکوں پر حملہ آور ہوں گا تو مجھے درجہ شہادت ملے گا۔ اسد نے کہا: اللہ تجھے ہلاک ہی کرے۔ اسد اس مقام سے بھی آگے بڑھا جب ایسی جگہ پہنچا جہاں سے عین الحارہ نظر آتا تھا۔ تو بشر بن زریں یازریں بن بشر اسد کے سامنے آیا اسد نے پوچھا: ”خوشخبری ہے یا بوجھ ہے اے زریں تمہارے پیچھے کیا ہے؟“ زریں نے کہا کہ اگر آپ ہماری مدد نہ کریں گے تو ہمارے شہروں پر دشمن کا غلبہ ہو جائے گا۔ اسد نے کہا مقدم بن عبدالرحمن سے کہو کہ وہ میرے نیزے کو لانا کریں۔

اسد چلتے چلتے شہر جوزجان سے دوفرخ کے فاصلہ پر پہنچ کر اتر پڑا۔ صبح کو دونوں حریف کے رسالوں کا آمنا سامنا ہوا۔ خاقان نے حارث سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حارث نے کہا یہ محمد بن لہثی اور اس کا نشان ہے۔

خاقان کی حارث سے جواب طلبی:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خاقان کی گردآوری کرنے والی جماعتوں نے آکر اسے اطلاع دی تھی کہ بلخ کی جانب سے ایک غبار بلند ہوتا ہوا بڑھ رہا ہے۔ خاقان نے حارث کو بلا کر اس سے کہا کہ تم نے تو مجھ سے بڑے زور سے یہ بات کہی تھی کہ اسد اس وقت مقابلہ کے لیے نہیں آئے گا، اور یہ غبار تو بلخ ہی کی سمت سے اٹھا ہے۔ حارث نے کہا: نہیں یہ بات نہیں بلکہ یہ وہ ڈاکو ہے جس کے متعلق میں نے آپ کو پہلے بتا دیا ہے کہ وہ میرے طرف داروں میں سے ہے۔ خاقان نے خبر لینے کے لیے طلایع روانہ کیے اور انہیں حکم دیا کہ دیکھ کر آنا کہ آیا اونٹوں پر تخت اور کرسیاں ہیں۔

طلایع نے آکر اسے بتایا کہ ہم نے یہ چیزیں دیکھی ہیں۔ خاقان حارث سے کہنے لگا کہ ڈاکو تخت اور کرسیاں لادے لادے ساتھ نہیں رکھتے یہ اسد ہی ہے جو تیرے مقابلہ پر آیا ہے۔

سالم بن جناح کی مخبری:

اسد سو قدم آگے بڑھا ہو گا کہ سالم بن جناح مجرا بجالایا اور عرض پر داز ہوا کہ امیر کو بشارت ہو میں نے دشمن کو گن لیا ہے یہ چار ہزار بھی نہیں ہیں اور مجھے پوری توقع ہے کہ ان شاء اللہ یہ سب کے سب موت کے گھاٹ اتارے جائیں گے۔ مجسر بن مزاحم نے جو اسد کے پہلو بہ پہلو سوار چل رہا تھا اسد سے کہا: ”امیر یہاں آپ اپنی پیدل۔ پاہ کو اتار دیجیے“۔ اسد نے اس کے گھوڑے کے منہ پر ایک ضرب ماری اور کہنے لگا مجسر اب اگر تیری رائے پر عمل کیا گیا ہوتا تو ہم یہاں تک نہ پہنچے ہوتے۔ تھوڑی ہی دور اور آگے بڑھے تھے کہ اسد نے فوج کو حکم دیا کہ اے بہادر و اتر پڑو۔ سب لوگ اتر پڑے اور انہوں نے اپنے گھوڑوں اور سواری کے دوسرے جانوروں کو ایک دوسرے کے قریب کر لیا اور تیر و کمان سنبال لیے خاقان بالکل قریب ہی سامنے گھاٹی میں موجود تھا اور وہیں اس نے وہ رات بسر کی تھی۔

صبح کی نماز کے بعد اسد نے پھر کوچ کیا، جوزجان سے گذر اچھے خاقان لوٹ چکا تھا۔ اس کا رسالہ شیورقان تک پہنچ گیا تھا۔ جوزجان کے تمام قصر اس وقت بری حالت میں تھے۔

اسد بن عبداللہ کی فوج کی ترتیب:

مقدم بن عبدالرحمن بن نعیم الغامدی عامل جوزجان، اپنی سپاہ اور اہل جوزجان کے ساتھ اسد کے پاس آیا اور اپنے تئیں ان کے حوالہ کر دیا۔ اسد نے ان سے کہا کہ آپ سب لوگ اپنے شہر میں جا کر قیام کریں۔ اسد نے جوزجان بن جوزجان کو حکم دیا کہ تم

میر نے ہمراہ چلو، قاسم بن نجیت المرائی فوج کی ترتیب اور ضروریات بہم پہنچانے پر تھا (کواٹر ماسٹر) اسد نے بنی ازد بنی تمیم، جوزجان بن جوزجان اور اس کے خدمت گاروں کو اپنی فوج کے مہینہ پر تعین کیا نیز اس حصہ فوج میں اہل فلسطین کا دستہ جو مصعب بن عمرو الخزاعی کے ماتحت تھا اور اہل قسریں کا دستہ جس پر صفار بن امر سر دار تھا شامل کر دیا۔ بنی ربیعہ کو اپنے میسرہ پر رکھا جس کا افسر اعلیٰ بجلی بن حصین تھا، نیز ان کے ساتھ اس نے اہل حمص کے دستہ کو جس کا سردار جعفر بن خطلہ البھرانی تھا اور اہل ازد کو جن پر سلیمان بن عمرو المقری الکمری سردار تھا شامل کر دیا۔ منصور بن مسلم البجلی مقدمۃ الجیش پر تھا اہل دمشق کو جو حملہ بن نعیم الکھی کی زیر قیادت تھے اس کے ساتھ کر دیا تھا۔ چونکہ ازبولیس کے جوان اور اسد کے غلام بھی مقدمۃ الجیش پر تھے۔

خاقان کی صف بندی:

دوسری جانب خاقان نے حارث بن سرتج اور اس کی جماعت، بادشاہ سفد رئیس شاش خرابغره (خاقان خرہ کا باپ اور کاؤس کا دادا) رئیس قتل، جیغو یہ اور تمام ترکوں کو اپنے مہینہ پر متعین کر دیا۔

جنگ خریستان:

جب دونوں حریفوں کا مقابلہ شروع ہوا۔ تو حارث اور اس کے ہمراہ اہل سفد یا نابیہ اور دوسری جو فوجیں تھیں سب نے اسد کے میسرہ پر جس میں بنی ربیعہ اور شام کے دودستہ تھے حملہ کیا۔ حارث نے اسد کے میسرہ کو شکست دی وہ بڑھتا ہوا چلا آیا۔ کوئی شے اس کی مزاحم نہ تھے صرف اسد کے خیموں نے اسے روک کر واپس کیا۔ مگر اتنے ہی میں اسد کے مہینہ نے جس میں بنی ازد، تمیم اور جوزجان تھا حملہ کیا اور یہ ابھی اس تک پہنچے بھی نہ تھے کہ خود حارث اور تمام ترک پسپا ہو گئے اور اب تمام فوج نے عام حملہ کر دیا۔ اسد نے اس موقع پر کہا اے خداوند! انہوں نے میری نافرمانی کی مگر تو ان کی مدد کر۔

خاقان کی شکست:

اب ترکوں نے گریز کے لیے میدان سنبھالا، تتر بتر ہو کر جس کا جدھر منہ اٹھا چلتا بنا، ایسے بھاگے کہ پیچھے مڑ کر دیکھتے بھی نہ تھے۔ مسلمان تین فرسخ تک ان کا تعاقب کرتے چلے گئے، جس پر دسترس ہوتا قتل کر دیتے۔ یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے جہاں ترکوں نے اپنی لوٹ کا مال جمع کر رکھا تھا۔ مسلمان ایک لاکھ پچپن ہزار سے زیادہ بکریاں اور دوسرے جانور کثیر تعداد میں ہٹا لائے۔ خاقان نے شاہراہ عام کو چھوڑ کر پہاڑی راستہ اختیار کیا۔ حارث بن سرتج اسے بچاتا جاتا تھا، ظہر کے رقیب اسد نے ترکوں پر حملہ کیا تھا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جنگ خریستان میں جب اسد خاقان کے سامنے آ کر ٹھہرا تو ان دونوں کے درمیان ایک گہری ندی حائل تھی۔ اسد نے حکم دیا کہ میرا خیمہ لگا دیا جائے۔ چنانچہ خیمہ بلند کر دیا گیا۔ اس پر بنی قیس بن ثعلبہ کے ایک شخص نے اہل شام کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا جب دشمن کا مقابلہ ہوتا ہے تو تم ایسا ہی کیا کرتے ہو کہ اپنے خیمہ نصب کر دیتے ہو۔ اسد کے حکم سے خیمہ اکھاڑ دیا گیا۔ اب جنگ کی بات تھی جسے ہفافہ کہتے ہیں زور و شور سے چلنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے ترکوں کو شکست دی، مسلمان قبلہ رو ہو کر اللہ سے دعا مانگتے تھے اور تکبیر کہتے تھے۔

خاقان کا فرار:

خاقان تقریباً چار سو شہسواروں (جن کے چہرے سرخ ہو رہے تھے) کے ساتھ سامنے آیا۔ اور ایک شخص سوری نامی سے اس

نے کہا آج سے تم جوز جان کے رئیس ہو۔ اگر عرب صلح کر لیں تو اہل جوز جان میں سے جس نے ان کا ساتھ دیا ہو اسے قتل کر دینا۔ دوسری جانب جوز جان نے عثمان بن عبداللہ بن الشخیر سے کہا کہ میں اپنے علاقہ اور اس کے تمام راستوں سے اچھی طرح واقف ہوں کہ تمہیں ایک ایسی تدبیر بتاؤں کہ اس سے خاقان ہلاک ہو جائے اور تاحیات تمہاری شہرت باقی رہے۔ عثمان نے کہا وہ کیا جوز جان نے کہا میرے پیچھے چلے آؤ۔ عثمان نے کہا بہتر ہے۔ غرض کہ عثمان وراوک نام راستے سے آگے بڑھا اور یہ ایسے مقام تک پہنچ گئے جہاں سے خاقان کے علم نظر آتے تھے۔ ترک بالکل بے خوف تھے۔ خاقان کے حکم سے نقارہ پر پسائی کے لیے چوب پڑی مگر اب جنگ اچھی طرح شروع ہو چکی تھی اس وجہ سے ترک پیچھے نہ بھاگ سکے دوسری چوب پڑی پھر بھی نہ بھاگ سکے تیسری پڑی مگر جنگ میں ایسے منہمک تھے کہ اس مرتبہ بھی پسپا نہ ہو سکے۔ ابن الشخیر اور جوز جان نے خاقان پر حملہ کیا، خاقان نے شکست کھا کر راہ گریز اختیار کی۔

جنگ خریستان کا مال غنیمت:

مسلمانوں نے ان کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا، ترک ایسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ اپنی دیگوں کو پکٹتا ہو چھوڑ گئے۔ کچھ عرب عورتیں کچھ موالیات اور کچھ ترک عورتیں بھی چھوڑ کر چلتے بنے۔ خاقان کا گھوڑا دلہل میں پھنس گیا مگر حادثہ بن سرتج نے اسے بچا لیا۔ لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ یہ خاقان ہے۔ ترکوں کے لشکر گاہ میں مسلمانوں کو ہر شے ملی، چاندی کے برتن اور فوجی باجے بھی تھے۔ خصی نے ارادہ کیا کہ خاقان کی بیوی کو گھوڑے پر اٹھالے مگر ترکوں نے جھپٹ کر اسے روک دیا۔ مگر اس نے عورت کے خنجر بھوک دیا۔ مسلمانوں نے اسے آ کر دیکھا تو اس میں جان تھی انہوں نے اس کا جوتہ لے لیا جس پر زری کا کام تھا۔

اسد بن عبداللہ کی مراجعت بلخ:

اسد نے گرفتار شدہ ترکوں کو خراسان کے دہقانوں کے پاس بھیج دیا اور ان کے عوض جو مسلمان عورتیں ان کے پاس تھیں انہیں واپس طلب کر لیا۔ اسد پانچ دن وہیں ٹھہرا رہا۔ اس اثناء میں ترکوں کے وہ سوار جو ادھر ادھر منتشر کر دیئے گئے تھے۔ جب اسد کے سامنے آتے اسد انہیں قتل کر ڈالتا۔ آخر کار اس نے اپنی اس فتح کو غنیمت سمجھا اور بلخ سے روانہ ہونے کے نويس دن پھر بلخ واپس آ گیا۔

ماقان کا تعاقب کرنے والا فوجی دستہ:

کوچ کے دوسرے دن اسد جزء الجوز جان پہنچا۔ خاقان یہاں تھا اسد کے آتے ہی اس نے راہ فرار اختیار کی۔ اسد نے اس کے تعاقب کے لیے فوج میں منادی کر دی کہ کون کون جانا چاہتا ہے۔ اہل شام اور اہل عراق کی ایک بڑی جماعت اپنی مرضی سے اس کام کے لیے تیار ہوئی۔ اسد نے جعفر بن حنظلہ البہرانی کو اس جماعت کا سردار مقرر کیا۔ یہ فوج چلتے چلتے علاقہ جزیہ کے درود نام ایک قبضہ میں آ کر ٹھہری اور یہیں انہوں نے رات بسر کی۔ شب میں باد و باراں کے طوفان سے اس جماعت کو سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس شب میں برف گری تھی۔ بہر حال یہ جماعت اسی مقام سے واپس آ گئی۔

مرد الروذ میں مقیم ترکوں کا قتل:

خاقان اپنی راہ چلتا رہا جغویہ الطخاری کے پاس جا کر مقیم ہوا البہرانی اسد کے پاس واپس آ گیا اور اسد بلخ آ گیا۔ واپسی

میں مسلمانوں کو ترکوں کا وہ رسالہ ملا جو مرداروں میں بلخ پر غارت گری کرنے کے لیے بھجوا ہوا تھا، جس پر بس چلا مسلمانوں نے اسے قتل کر ڈالا۔ ترک مرداروں کے گرجا تک پہنچ گئے تھے۔ اس روز اسد کو چار ہزار زر رہیں مال غنیمت میں ملیں۔ جب اسد بلخ پہنچ گیا تو اس نے فتح کی خوشی میں لوگوں کو شکرانہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

خرا بگرہ کا خاقان سے حسن سلوک:

اسد کرمانی کی زیر قیادت سرایا بھیجتا رہتا تھا اور یہ فوجیں ہمیشہ ایک دو یا تین اس سے زیادہ ترکوں کو قتل کرتی رہتی تھیں خاقان بالائے طخارستان چلا گیا اور وہاں جغویہ خرجی کی عزت افزائی کے لیے اس کے پاس مہمان رہا۔ خاقان نے نقاروں کے بنانے کا حکم دیا اور جب وہ خشک ہو گئے اور اچھی طرح بجنے لگے تو خاقان نے اپنے ملک کا رخ کیا۔ جب شرو سنہ پہنچا تو خرا بگرہ خانہ خراہ کا باپ کاؤس افشین کے باپ کا دادا اس کی ملاقات سے سرفراز ہوا۔ اس سردار نے خاقان کے لیے تحائف اس کے اور اس کی فوج کے لیے گھوڑے نذر کیے۔ اگرچہ یہ اظہار عقیدت مندی ان تعلقات کے منافی تھا جو ان دونوں میں چلے آتے تھے مگر جب خرا بگرہ نے دیکھا کہ خاقان شکست کی مصیبت اٹھا کر واپس آیا ہے تو مناسب خیال کیا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اسے اپنے احسان سے زیر بار کر دے۔ اسی بناء پر جو کچھ وہ کر سکتا تھا اس نے لا کر نذر کر دیا۔

خاقان کا قتل:

خاقان اپنے ملک میں چلا آیا، اس نے سمرقند کا محاصرہ کرنے کے لیے پھر جنگ کی تیاری شروع کی۔ حارث بن سرتج اور اس کی فوج کو خاقان نے پانچ ہزار گھوڑے سواری کے لیے دیئے۔ اور بہت سے گھوڑے ترک سرداروں میں تقسیم کر دیئے۔ ایک روز خاقان کو رسول کے ساتھ ایک تیر کی شرط پر نزدیکی لگا۔ کو رسول القرقشی کھیل میں ہارا۔ خاقان نے اس سے شرط کا تیر طلب کیا اور کہا کہ مادہ لوں گا۔ دوسرے نے کہا نزد دوں گا۔ اس پر دونوں میں جھگڑا ہوا کو رسول نے خاقان کا ہاتھ توڑ دیا۔ خاقان نے قسم کھا کر کہا کہ کو رسول کا ہاتھ توڑ دیا جائے گا، کو رسول کو اس دھمکی کی اطلاع ہوئی۔ وہ الگ ہو گیا اور اپنے خاص آدمیوں کی ایک جماعت تیار کر کے اس نے خاقان پر شب خون مارا اور اسے قتل کر ڈالا۔ صبح کے وقت جب ترکوں کو اس کا علم ہوا وہ خاقان کو کھلے میدان میں مقتول پڑا ہوا چھوڑ کر چلے گئے۔

ترکوں میں خانہ جنگی کا آغاز:

زریق بن طفیل الکشانی اور حمو کین کے خاندان کے سردار جو ترکوں کے بڑے سردار تھے اس جگہ آئے، خاقان کو اٹھالے گئے اور اسے اس کے مرتبہ کے رسم و رواج کے مطابق دفن کر دیا۔ اس واقعہ کا اثر یہ ہوا کہ ترکوں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ ترکوں کی بعض جماعتیں شاش چلی گئیں۔ اس موقع کو مناسب خیال کر کے اہل سفد نے شاش واپس چلے جانے کا ارادہ کیا۔

جو ترک کہ غارت گری کرنے کے لیے ادھر ادھر پھیل گئے تھے ان میں سے سوائے زرا بن الکسی کے کوئی نہ بچا۔ یہ البتہ اپنی جان بچا کر طخارستان پہنچ گیا۔

ہشام بن عبدالملک کو نوید فتح:

اسد نے شہر بلخ سے سیف بن و صاف العجلی کو ایک گھوڑے پر سوار کر کے روانہ کیا، یہ شوقان پہنچا۔ وہاں ابراہیم بن ہشام

سرحدی چوکی کا افسر تھا اس نے اسے ڈاک کے گھوڑوں پر روانہ کیا۔ یہ خالد بن عبداللہ کے پاس آیا۔ (وہاں سے) یہ ہشام کے پاس آیا اور اسے تمام کیفیت سنائی (ہشام یہ حالت سن کر بہت پریشان ہوا بلکہ اس نے اس کی خبر کو سچ بھی نہ سمجھا۔ اپنے وزیر اعظم ربیع سے کہا افسوس! اگر یہ بوڑھا سچ کہتا ہے تو یہ تو ایک بڑی پریشانی اور مصیبت کی خبر لے کر آیا ہے مگر میں اسے سچ نہیں سمجھتا۔ اچھا تم جاؤ اسے لالچ دلاؤ اور پوچھو کہ وہ کیا بیان کرتا ہے اور پھر جو کچھ کہے اس سے مجھے اطلاع دو۔ ربیع نے احکام کی تعمیل کی قاصد نے اس سے بھی وہی بیان کیا جو خود ہشام نے بیان کیا تھا اب حقیقت میں ہشام کو بڑی پریشانی لاحق ہو گئی۔ کچھ روز کے بعد ہشام نے پھر اسے بلایا اور پوچھا کہ قاسم بن نجیث خراسان کی فوج میں کیا ہے۔ قاصد نے کہا وہ تو میرے سر ہے۔ ہشام نے کہا اچھا تو وہ آیا ہے سیف نے کہا اگر وہ آیا ہے تو اللہ نے امیر المومنین کو فتح دی۔ واقعہ یہ ہے کہ فتح ہوتے ہی اسد نے قاسم کو فتح کی خوش خبری پہنچانے کے لیے ہشام کے پاس بھیج دیا قاسم نے قصر کے باب پر پہنچتے ہی نعرۃ اللہ اکبر بلند کیا اور پھر اسی طرح تکبیر کہتا ہوا قصر میں داخل ہوا۔ ہشام اسی اثناء میں اس کی تکبیر کے جواب میں تکبیر کہتا جاتا تھا۔ اسی صورت سے وہ ہشام کے پاس پہنچا امیر المومنین کو فتح کی خوش خبری سنائی تمام واقعہ بیان کیا۔ ہشام اس خبر کے سنتے ہی اپنے تخت سے اتر پڑا اور اس نے سجدہ شکر ادا کیا۔

علماء اسلام کے نزدیک سجدہ شکر ایک سجدہ ہے۔

مقاتل بن حیان کی طلبی:

اس خبر سے قیس عرب اسد اور خالد نے حسد کرنے لگے انہوں نے ہشام سے کہا کہ آپ خالد بن عبداللہ کو لکھئے کہ وہ اپنے بھائی کو حکم دے کر مقاتل بن حیان کو بارگاہ خلافت میں بھیج دیا جائے۔ ہشام نے خالد کو لکھ دیا۔ خالد نے اسد کو اسد نے مقاتل بن حیان کو تمام لوگوں کے سامنے بلایا اور کہا کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور جو کچھ دیکھا ہے بیان کرو۔ جو کچھ کہنا سچ کہنا کیونکہ تم ان شاء اللہ تعالیٰ سچ ہی کہو گے۔ جو ضرورت ہو وہ لے لو اس پر اور لوگوں نے اسد سے کہا کہ اس طرح اگر آپ ان سے کہیں گے تو وہ کچھ بھی بیت المال سے نہ لیں گے۔ اسد نے پھر خود ہی کہا کہ اتنا روپیہ اور یہ کپڑے لے لو۔ غرض کہ اسد نے تمام سامان سفر ان کے لیے تیار کر دیا۔ مقاتل ہشام کے پاس پہنچا۔ اس وقت ہشام اور ابرش دونوں ہم جلسہ تھے ہشام نے پوچھا کہ ساری کیفیت بیان کرو۔

مقاتل بن حیان کا بیان:

مقاتل نے کہا ہم نے قتل پر چڑھائی کی ہمیں سخت مصیبت اٹھانا پڑی اسد ترکوں کے ڈر سے پسپا ہوا۔ ترکوں نے اچانک ہمیں آ لیا اور جو مال غنیمت ہم نے حاصل کیا تھا اسے انہوں نے چھین لیا اور ہمارے لشکر گاہ کے بعض حصہ پر انہوں نے کامیابی سے غارت گری کی۔ پھر ہم نے ظلم کے قریب انہیں کچھ پیچھے ہٹا دیا۔ اس کے بعد تمام لوگ موسم سرما بسر کرنے کے لیے مکانات میں چلے آئے۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ خاقان جو زجان تک بڑھ آیا ہے۔ حالانکہ ہمیں دشمن سے مقابلہ کیے ہوئے ابھی تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا

۱۔ یہاں یہ جملہ میں نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے کیونکہ طبری میں یہ مذکور نہیں مگر سیاق عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہونا چاہیے۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو مطلب خط ہو جاتا اور یہ ترجمہ کی غلطی سمجھی جاتی۔ (مترجم)

مگر اسد ہم سب کو لے دشمن کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا، ایک ایسے قریہ میں جو ہمارے اور علاقہ جوزجان کے درمیان تھا ہمارا ترکوں سے مقابلہ ہوا۔ ہم نے اس پر حملہ کیا، اس سے پہلے وہ کچھ مسلمان عورتوں پر قبضہ کر چکے تھے، ترکوں نے ہمارے میسرہ پر حملہ کیا اور اسے پیچھے ہٹا دیا، اس کے بعد ہمارے مینہ نے ان پر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں دشمن پر فتح دی چند فرسخ تک ہم نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ہم نے خود خاقان کے فوجی پڑاؤ پر غارتگری کی اسے لوٹ لیا اور خاقان کو وہاں سے نکال دیا۔

اس بیان کے دوران میں ہشام تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا، جب قاصد نے خود خاقان کے لشکر گاہ پر غارتگری کرنے کا ذکر کیا تو ہشام تکیہ چھوڑ کر سیدھا بیٹھ گیا اور تین مرتبہ پوچھا کیا واقعی تم نے خاقان نے کے فوجی پڑاؤ کو لوٹ لیا ہے۔ مقاتل نے کہا جی ہاں! ہشام نے کہا اچھا بیان کرو پھر کیا ہوا۔ مقاتل نے کہا ترک نخل کے علاقہ میں داخل ہوئے تو مسلمان واپس چلے آئے۔ اس پر ہشام نے کہا اسد کمزور آدمی ہے۔ مقاتل نے کہا امیر المؤمنین اتنی جلدی رائے قائم نہ کیجیے اسد کمزور نہیں جتنا اس نے کر دکھایا اس سے زیادہ کرنا اس کے امکان سے باہر تھا۔

مقاتل بن حیان کا مطالبہ:

اب ہشام نے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ مقاتل نے کہا یزید بن المہلب نے میرے باپ حیان سے ایک لاکھ درہم بلا وجہ لے لیے تھے۔ ہشام نے کہا میں اس معاملہ میں تمہیں گواہ پیش کرنے کی تکلیف نہیں دینا چاہتا تم اپنے بیان کی تصدیق میں صرف قسم کھاؤ۔ مقاتل نے قسم کھائی۔ ہشام نے وہ رقم خراسان کے خزانہ عامرہ سے مقاتل کو دلادی۔ خالد کو لکھا کہ تم اسد کو اس حکم کی اطلاع دے دو۔ خالد نے اسد کو لکھ دیا اور اسد نے حسبہ تعیل کردی۔ جب یہ رقم مقاتل کو مل گئی تو انہوں نے اسے حیان کے تمام ورثا میں کتاب اللہ اور فرائض کے مطابق تقسیم کر دیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ہشام نے اسد کو حکم دیا تھا کہ وہ اس معاملہ کی تحقیق کرے اگر ان کا بیان سچ ہو تو پھر ایک لاکھ درہم مقاتل کو دے دے۔

اسد کے وفد کو خلعت و انعام سے سرفرازی:

خراسان کی اس فتح عظیم کی خوشخبری مرو میں عبدالسلام بن الاشہب بن عبدالمحظلی کے ذریعہ پہنچی۔ جنگ سناں میں ترکوں کی ہزیمت کی اطلاع دینے کے لیے اسد نے ایک وفد خالد بن عبداللہ کے پاس روانہ کیا۔ اس وفد کے ہمراہ خاقان کی فوج کے نشان اور ترک سرداروں کے سر تھے خالد نے اس وفد کو ہشام کے پاس بھیج دیا۔ ہشام نے ان سے کہا کہ تم لوگ اپنے بیان کی تصدیق میں قسم کھاؤ، انہوں نے قسم کھائی۔ ہشام نے اس وفد کے ارکان کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔

شاہ سبل کی ابن الساجی کو نصیحت:

سبل بادشاہ نے مرتے وقت جب ابن الساجی کو اپنا جانشین مقرر کیا تو اسے تین نصیحتیں کیں۔ پہلی یہ کہ تم اہل نخل کے ساتھ اس طرح تکبر و غرور سے پیش نہ آتا جس طرح میں کرتا رہا ہوں اس لیے کہ میں بادشاہ ہوں اور تم بادشاہ نہیں ہو بلکہ تم بھی انہی جیسے ایک عام باشندے ہو۔ اس لیے وہ تمہارے طرز عمل کو اس خاموشی سے برداشت نہیں کریں گے جس طرح کہ وہ بادشاہوں کے ساتھ کرتے آئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ تم فوراً جیش کو دعوت دے کر اپنے علاقہ میں لے آنا کیونکہ میرے بعد وہی بادشاہ ہوگا۔ بادشاہ رعایا

کے بمنزلہ اس لڑی کے ہوتے ہیں جس میں دانے پروئے جاتے ہیں اور جب تک یہ نہ ہو تو رعایا آوارہ گرد کنجروں کی طرح رہتی ہے۔ عربوں سے کبھی نہ لڑنا۔ جہاں تک ہو سکے حیلہ اور تدبیر سے اپنے تئیں ان سے بچانا۔

سبل کی ابن الساکجی کو مسلمانوں سے لڑنے کی ممانعت:

یہ باتیں سن کر ابن الساکجی نے کہا آپ نے مجھے نصیحت کی ہے کہ میں اہل قتل سے تکبر اور غرور سے پیش نہ آؤں اس کے فائدہ سے میں خود واقف ہوں۔ جیش کو بلانے کے متعلق جو کچھ آپ نے کہا وہ بھی صحیح ہے۔ البتہ آپ نے عربوں سے لڑنے کو جو منع کیا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ خود آپ اس ملک کے اور تمام بادشاہوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ عربوں سے لڑتے رہے ہیں۔

سبل نے کہا تم نے اچھا کیا کہ ایسی بات پوچھ لی جسے تم نہیں جانتے تھے۔ میں نے تمہاری قوت کا اپنی قوت کے ساتھ مقابلہ کیا ہے۔ میں تم لوگوں کو اپنے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں پاتا اور جب میرا یہ حال رہا ہے کہ جب کبھی میں عربوں سے لڑا مجھے ان کے مقابلہ میں تکلیف اور مصیبت اٹھا کر واپس ہونا پڑا اور اگر تم ان سے لڑے تو پہلے ہی مقابلہ میں تمہاری کامل ہلاکت یقینی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ جیش (جس کا ذکر اوپر آچکا ہے) چین بھاگ گیا تھا اور ابن الساکجی وہی شخص ہے جس نے اسد بن عبداللہ کو خاقان کی اس کی طرف پیش قدمی کی اطلاع دی تھی، کیونکہ یہ اسد سے لڑنا نہیں چاہتا تھا۔

اس سنہ میں مغیرہ بن سعید اور بیان نے بعض لوگوں کے ساتھ خروج کیا، خالد نے انہیں گرفتار کر لیا اور قتل کر دیا۔

مغیرہ بن سعید:

مغیرہ بن سعید ساحر تھا۔ اعمش بیان کرتا ہے کہ میں نے مغیرہ بن سعید کو یہ کہتے سنا کہ اگر میں قوم عاد، ثمود اور بہت سے دوسرے ان کے درمیانی عہد کے باشندوں کو زندہ کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں۔ یہ شخص مقابلہ میں جا کر اسی قسم کے کلمے کہتا تھا جس سے انڈیوں کی طرح کے جانور قبروں پر دکھائی دیتے تھے۔

مغیرہ بن سعید کی ساحری:

محمد بن عبدالرحمن ابی یسلیٰ بیان کرتا ہے کہ بصرہ کے ایک صاحب طلب علم کے لیے ہمارے پاس آئے وہ ہمارے ہی پاس مقیم تھے۔ ایک روز میں نے اپنی خادمہ کو حکم دیا کہ یہ دو درہم لے جا اور اس کی مچھلی خرید لا۔ یہ حکم دے کہ میں اور بصری طالب العلم مغیرہ بن سعید کے پاس گئے۔ مغیرہ نے مجھ سے کہا اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں بتا دوں کہ تمہاری خادمہ کس کام کے لیے گئی ہے۔ میں نے کہا نہیں، پھر اس نے کہا اگر چاہو تو میں یہ بھی تمہیں بتا دوں کہ تمہارے والدین نے تمہارا نام محمد کیوں رکھا ہے، میں نے کہا نہیں۔ پھر خود ہی اس نے کہا کہ تم نے اپنی خادمہ کو دو درہم ہموں کی مچھلی خریدنے کے لیے بھیجا ہے۔ یہ سنتے ہی ہم دونوں اس کے پاس سے اٹھ آئے۔

ابو نعیم نے بیان کیا ہے کہ مغیرہ کو سحر میں دستگاہ حاصل تھی۔ خالد نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور پھر سو لی پر لٹکا دیا۔

مغیرہ اور بیان کا قتل:

عمرو بن حریش کا آزاد غلام سعید بن مروان یہ بیان کرتا ہے کہ جب مغیرہ اور بیان اپنے گروہ کے چھ سات آدمیوں کے ساتھ گرفتار کر کے خالد کے پاس لائے گئے تو خالد کے حکم سے اس کا تخت مسجد جامع کے پاس نکال کر رکھا گیا۔ خالد نے سرکنڈوں کے

گٹھے اور نفظ منگوایا۔ خالد نے مغیرہ کو حکم دیا کہ ایک گٹھے کو تھام لے۔ مغیرہ رکا اور ہچکچایا۔ فوراً ہی اس کے سر پر کوڑے پڑنے لگے۔ اب مغیرہ نے گٹھا اکٹھا کر اپنی آغوش میں لے لیا۔ اسے اس گٹھے سے باندھ دیا گیا، اس پر اور گٹھے پر نفظ ڈالا گیا اور انہیں آگ لگا دی گئی۔ آگ کے اثر سے وہ دونوں پھٹ گئے۔ اس کے بعد خالد نے دوسرے لوگوں کو ایسا کرنے کا حکم دیا۔ سب نے اس حکم کی تعمیل کی، سب کے آخر میں بیان کو حکم دیا اس نے فوراً ہی لپک کر گٹھا اپنی بغل میں لے لیا۔ اس خالد نے کہا تم پر افسوس ہے تم ہر کام میں حماقت کرتے ہو کیا تم نے اس مغیرہ کو نہیں دیکھا، پھر اسے بھی جلا ڈالا۔

مالک بن اعین کو معافی:

ابوزید کہتے ہیں کہ خالد نے مغیرہ اور بیان کو قتل کر دینے کے بعد مالک بن اعین الجعفی کو بلوایا اور اس سے پوچھا، اس نے سچائی سے اپنے جرم کا اعتراف کیا خالد نے اسے چھوڑ دیا۔ جب یہ شخص ان لوگوں میں جا ملا جن کی مدد سے وہ اپنے کو لے جاسکتا تھا جن میں ابو مسلم الخراسانی بھی تھا۔ تو اس نے یہ اشعار کہے:

وطننت علیہ الشمس فیمن یطینہا

ضربت لہ بین الطریقین لاحبا

کما اشتبہا فی الخط سین و شینہا

والقیثہ فی شبہہ حین سألنی

ترجمہ: ”میں ابو مسلم کی طرف دونوں شاہراہوں کے درمیان روانہ ہوا، اور میں نے اپنے نفس پر تمازت آفتاب کی تکلیف کو اور لوگوں کے ساتھ برداشت کر لیا۔ میں نے خالد کو جب اس نے مجھ سے سوال کیا شبہ میں ڈال دیا جس طرح کہ تحریر میں سین اور شین ایک دوسرے سے مشابہ ہو جاتے ہیں۔“

جب ابو مسلم کو اقتدار حاصل ہو گیا تو اس نے کہا کہ اگر میں مالک کو پاتا تو اسے ضرور قتل کر ڈالتا کیونکہ اس نے خود ہی اپنے جرم کا اعتراف کیا تھا۔

علی بن محمد کا بیان:

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ مغیرہ بن سعید نے سات آدمیوں کے ساتھ خروج کیا، یہ لوگ وصفا (خدام) کہلائے جاتے تھے۔ انہوں نے کوفہ کے عقبہ حصہ میں خروج کیا تھا۔ جس وقت ان کے خروج کی خالد کو خبر ہوئی وہ منبر پر خطبہ دے رہا تھا۔ یہ سنتے ہی اس نے پانی مانگا۔ اس پر ابن نوفل نے اس کی ہجو میں چند شعر کہے جن میں اس کی بزدلی کا بھی اظہار تھا۔ اس سنہ میں بہلول بن بشر جس کا لقب کثارہ تھا خارجی ہو گیا۔ اس نے بغاوت کی اور مارا گیا۔

بہلول بن بشر خارجی:

بہلول ایک عابد زاهد کم خوراک شخص تھا اس کی شجاعت کی شہرت سے ہشام بن عبدالملک بھی واقف تھا، یہ حج کے ارادہ سے روانہ ہوا، اس نے اپنے غلام سے ایک درہم کا سرکہ خرید کر منگوایا۔ غلام بجائے سرکہ کے شراب لے کر آیا۔ بہلول نے غلام کو حکم دیا کہ اسے جا کر واپس کر دے اور درہم لے آئے، غلام کو اس مقصد میں ناکامیابی ہوئی۔ خود بہلول اس موضع کے جو علاقہ سواد میں واقع تھا عامل کے پاس آیا۔ اور اس معاملہ کی اس سے شکایت کی عامل قریہ نے اس کی درخواست رد کر دی اور کہنے لگا کہ شراب تجھ سے اور تیری قوم سے اچھی ہے۔

بہلول خارجی کی جماعت:

بہلول حج کرنے چلا گیا، حج سے فراغت کے بعد اس نے حکومت کے خلاف خروج کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کے ہم خیال اور لوگ بھی مکہ میں اس سے ملے ان سب نے موصل کے ایک موضع کو اپنے اجتماع کا مرکز مقرر کر لیا۔ چالیس آدمی اس موضع میں جمع ہو گئے۔ بہلول کو انہوں نے اپنا امیر مقرر کیا اور سب نے اس بات کا تصفیہ کیا کہ جس شخص سے وہ ملیں اس سے یہی کہیں کہ ہمیں ہشام نے بعض تعلقات برعاطل مقرر کر کے خالد کے پاس بھیجا ہے کہ خالد ہمیں اپنے عہدوں کا جائزہ دلا دے۔

خالد بن عبداللہ کو قتل کرنے کا مشورہ:

غرض کہ جس عامل کے پاس وہ آتے اس سے یہی کہتے۔ اس ترکیب سے انہوں نے ذاک کے سرکاری گھوڑے لے لیے۔ جب یہ لوگ اس گاؤں میں پہنچے جہاں بہلول کا غلام سرکہ خریدنے گیا اور اس کو سرکہ کے عوض شراب دی گئی تھی تو بہلول نے کہا کہ ہمیں اس موضع کے عامل سے ابتدا کرنا چاہیے کیونکہ اسی نے یہ بات کہی تھی۔ کہ شراب تجھ سے اور تیری قوم سے بہتر ہے۔ اس پر اس کے دوسرے ساتھیوں نے کہا کہ ہم تو خالد کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم نے اس عامل سے ابتداء کر دی تو ہماری شہرت ہو جائے گی۔ خالد وغیرہ حفاظت کی تدابیر اختیار کر لیں گے۔ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ اس عامل کو قتل نہ کریں ورنہ خالد ہماری گرفت سے نکل جائے گا اور یہ وہ شخص ہے جو مساجد کو منہدم کراتا ہے گر جاؤں اور آتش کدوں کی تعمیر کراتا ہے، مجوسیوں کو مسلمانوں پر والی مقرر کرتا ہے۔ مسلمان عورتوں کا ذمیوں سے بیاہ کراتا ہے شاید ہم اس کو قتل کر کے اللہ تعالیٰ کو خوش کر دیں۔

بہلول بن بشر کا خروج:

مگر بہلول نے ان کا مشورہ نہ مانا اور کہا کہ میں اس بات کو جس کا کرنا مجھے اس وقت ضروری ہے اس بات کی خاطر جو اس کے بعد ہوگی نہیں چھوڑ سکتا اور مجھے توقع ہے کہ میں اس شخص کو قتل کرے جس نے مجھ سے اس طرح کی گفتگو کی تھی خالد کو بھی جالوں گا۔ اور اسے بھی قتل کر ڈالوں گا۔ اور اگر میں نے اسے چھوڑ کر خالد کا قصد کیا تو ہماری شہرت پھیل جائے گی اور یہ شخص ہمارے پیچھے سے نکل جائے گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَاتْلُو الدِّينَ يُلَوِّنْكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلِيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً﴾

”ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہوں لڑو اور چاہیے کہ کفار تم میں درشتی اور سختی پائیں۔“

اس کے ساتھیوں نے کہا تو پھر جیسی آپ کی رائے ہو ویسا ہی کیجیے۔ چنانچہ بہلول نے حملہ کر کے اس قریہ کے عامل کو قتل کر ڈالا۔ اس فعل سے تمام لوگ ہوشیار ہو گئے اور جان گئے کہ یہ خارجی ہیں۔ سب باشندے بھاگ کر شاہراہ عام کی طرف لپکے ذاک لے جانے والے سپاہیوں نے فوراً جا کر خالد کو اس کی اطلاع دی کہ خارجیوں نے خروج کیا ہے۔ اس وقت تک سلطنت کے عمال کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان خارجیوں کا سردار کون ہے۔ خالد واسطہ سے روانہ ہو کر حیرہ آیا اس وقت اس نے بالکل بوسیدہ لباس پہن رکھا تھا۔

خوارج کے خلاف قینی کی روانگی:

اس زمانہ میں بنی القیس کا ایک شای سردار کچھ فوج کے ساتھ عراق آیا تھا یہ فوج اس عامل کی امداد کے لیے جو ہندوستان پر خالد کی جانب سے مقرر تھا بھیجی گئی تھی۔ اور چونکہ یہ فوج حیرہ میں مقیم تھی اسی وجہ سے خالد نے حیرہ کا رخ کیا تھا خالد نے اس فوج کے

سردار کو بلایا اور اس سے کہا کہ تم ان خارجیوں سے لڑو، تم میں سے جو شخص کسی خارجی کو قتل کرے گا میں اسے علاوہ اس تنخواہ کے جو اسے شام سے مل چکی ہے اور بھی انعام دوں گا اور ہندوستان جانے سے معاف کر دوں گا۔ چونکہ یہ لوگ ہندوستان جانا پسند نہ کرتے تھے اس وجہ سے انہوں نے فوراً اس تجویز کو منظور کر لیا اور کہا کہ ہم ان نفروں کو قتل کر کے اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں گے۔ قینی چھ سو کی جمعیت کے ساتھ خارجیوں کی طرف چلا۔ اس کے علاوہ کوفہ کی جنگی پولیس کے دو سو جوان بھی خالد نے ان کے ساتھ کر دیئے۔ دریائے فرات پر خارجیوں کا مقابلہ ہوا۔ قینی نے اپنی فوج میں ترتیب جنگ قائم کی، اس نے کوفہ کی جنگی پولیس کی جماعت کو بالکل غلچہ کر دیا اور ان سے کہہ دیا کہ تم ہمارے ساتھ مت رہو۔ اصل میں وہ یہ چاہتا تھا کہ صرف وہ اور اسی کی فوج دشمن سے نیٹ لیں تاکہ فتح کا سہرا صاف انہیں کے سر رہے اور خالد کے وعدوں سے یہی متمتع ہوں۔

بہلول خارجی کا قینی پر حملہ:

اب بہلول مقابلہ کے لیے اس فوج کی طرف بڑھا اس نے سردار فوج کے مقام کو دریافت کر لیا، تھوڑی دیر اس کے لیے رکا اس کے ساتھ ایک سیاہ علم تھا۔ بہلول قینی پر حملہ آور ہوا۔ اس کی زرہ میں ایک فرج تھا، بہلول نے اسی جگہ نیزہ کا وار کیا، نیزہ اس کے جسم سے آ رہا ہو گیا۔ قینی نے کہا تو نے مجھے قتل کیا ہے اللہ تجھے ہلاک کرے گا بہلول نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے آتش دوزخ میں لے جائے۔

قینی کا قتل اور شامی دستہ کی پسپائی:

سردار کے قتل کے بعد ہی اہل شام نے راہ گریز اختیار کی، اس کے ساتھ کوفہ کی جنگی پولیس والے بھی بھاگے، اسی طرح کوفہ کے دروازہ تک پہنچے، بہلول اور اس کے ساتھی انہیں قتل کرنے لگے، چونکہ شامی عمدہ گھوڑوں پر سوار تھے اس لیے وہ تو خارجیوں کے ہاتھ نہ آ سکے البتہ خارجیوں نے کوفہ والوں کو آ لیا۔ کوفہ والوں نے بہلول سے کہا کہ آپ ہمارے معاملہ میں اللہ سے ڈریں کیونکہ ہم تو بالکل معذور و مجبور ہیں۔ حکم کے بندے ہیں۔ بہلول ان کے سروں پر نیزہ کا بانس مارتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ جاؤ جاؤ بھاگ کر جان بچاؤ۔

بہلول خارجی کی انتقامی کارروائی:

بہلول نے دیکھا کہ قینی کے پاس نقد رقم کی ایک تھیلی ہے اس نے اسے اٹھالیا، اسی زمانہ میں خود کوفہ میں چھ آدمی بہلول کے ہم خیال تھے، یہ بہلول کے ساتھ شریک ہو جانے کے ارادہ سے نکلے تھے مگر قتل کر دیئے گئے۔ اب بہلول اس تھیلی کو لے کر ان کی لاشوں پر آیا اور کہنے لگا کہ بتاؤ کس کس نے انہیں قتل کیا ہے تاکہ میں اسے یہ رقم انعام میں دوں۔ یہ سنتے ہی ایک نے کہا ”میں نے“ دوسرے نے کہا ”میں نے“۔ اس ترکیب سے بہلول نے انہیں شناخت کر لیا۔ یہ لوگ اس دھوکہ میں تھے کہ یہ شخص خالد کا فرستادہ ہے، ان کے خارجیوں کو قتل کرنے پر انہیں انعام دینے آیا ہے۔ بہلول نے گاؤں والوں کو بلا کر پوچھا کہ کیا یہ سچ کہتے ہیں کہ انہیں لوگوں نے ان اشخاص کو قتل کیا ہے۔ اہل قریہ نے کہا جی ہاں! بہلول نے یہ تصدیق اس لیے کی کہ اسے یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا ان لوگوں نے محض روپیہ کے لالچ میں ان کے قتل کا ادا کیا ہو۔ بہلول نے گاؤں والوں کو واپس چلے جانے کا حکم دیا۔ اور مدعیان قتل کے قتل کا حکم دیا۔ یہ لوگ قتل کر ڈالے گئے۔ اس کے ساتھیوں نے اس کے اس فعل پر اسے برا کہا۔ بہلول نے اپنے فعل کی دلیل سے حق بجانب ٹھہرایا اور آخر کار وہ بھی اس کے فعل کے جواز کو مان گئے۔

عالم موصل کی ہشام سے امداد طلبی:

اس فوج کی شکست اور اہل صریشین سے جو لوگ مارے گئے تھے ان کی اطلاع خالد کو پہنچی، خالد نے اس مرتبہ بنی شیبان کے خاندان بنی حوشب بن یزید بن رویم کے ایک سردار کو بہلول کے مقابلہ پر بھیجا۔ موصل اور کوفہ کے درمیان دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا، بہلول نے اس سردار پر حملہ کیا۔ اس نے رحم کی درخواست کی اور کہا کہ میں خود تمہارے مقابلہ سے ہٹ کر بچ جاتا ہوں۔ بہلول نے اس کے قتل سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس سردار کی فوج بھاگ کر خالد کے پاس آئی جو حیرہ میں مقیم اس جنگ کے نتیجہ کا منتظر تھا۔ یہ اس شکست خوردہ فوج کو دیکھ کر جو اس کے پاس امنڈ آئی تھی گھبرا گیا۔ بہلول اسی دن موصل کے ارادہ سے چل کھڑا ہوا۔ عالم موصل کو جو اس کی جانب سے خوف پیدا ہوا اور اس نے ہشام کو اطلاع دی کہ خارجیوں کی ایک جماعت نے خروج کر کے اودھم مچا رکھا ہے اور مجھے اپنا علاقہ بھی مامون نظر نہیں آتا، آپ ان کے مقابلہ کے لیے فوج بھیج دیجیے۔ ہشام نے اسے لکھا کہ کثارہ بن بشر کو خارجیوں کے مقابلہ کے لیے بھیج دو، ہشام کو بہلول کا صرف لقب معلوم تھا۔ اس پر عالم نے لکھا کہ یہ کثارہ ہی ہے جس نے خروج کیا ہے۔

کھیل پر ہشام کی افواج کا اجتماع:

دوسری جانب بہلول نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بخدا ہم اس نصرانی عورت کے بیٹے (یعنی خالد) کے ساتھ کچھ نہیں کریں گے۔ ہم نے صرف اللہ کے لیے خروج کیا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ہم اس شخص کا ارادہ نہ کریں جو خالد اور موید بن خالد پر حکومت کرتا ہے چنانچہ بہلول نے اب ہشام کے ارادہ سے شام کا قصد کیا، اس پر ہشام کے تمام عامل ڈرے کہ اگر ہم نے بلا مزاحمت بہلول کو اپنے علاقوں سے گزر کر شام جانے دیا تو ہشام ہم پر ناراض ہوگا۔ اس کے لیے خالد نے عراقیوں کا عامل جزیرہ نے جزیرہ والوں کا ایک لشکر بہلول کے مقابلہ کے لیے تیار کیا۔ خود ہشام نے بھی شامیوں کا ایک لشکر اس کے مقابلہ کے لیے بھیج دیا۔ جزیرہ اور موصل کے درمیان ایک عیسائی خانقاہ پر یہ سب فوجیں جمع ہوئیں۔ اب بہلول بھی ان کے مقابلہ پر آ گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ موصل کے درے مقام کھیل پر یہ اجتماع ہوا تھا۔

شامی فوج پر بہلول کا حملہ:

بہلول اس خانقاہ کا دروازہ روک کر اتر پڑا۔ حریف نے اس سے کہا کہ دروازہ چھوڑ دو تا کہ سامنے آ کر مقابلہ کریں، بہلول ہٹ گیا اور یہ فوجیں باہر نکل آئیں۔ جب اس نے اس فوج کی کثرت دیکھی تو اپنی جماعت کو جس میں صرف سترہ آدمی تھے میمنہ اور میسرہ میں تقسیم کر دیا اور مقابلہ کے لیے سامنے آ گیا اور اپنی حریف فوج سے کہنے لگا کہ کیا تمہارا ہر شخص یہ امید رکھتا ہے کہ وہ ہمیں قتل کر کے صحیح و سالم اپنے شہر اور اہل و عیال میں جا ملے گا۔ سب نے کہا ہاں ان شاء اللہ ہمیں ایسی ہی امید ہے۔ اب بہلول نے ایک شخص کو حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور کہنے لگا کہ اب یہ تو اپنے گھر والوں کے پاس کبھی واپس نہیں جائے گا۔ اسی طرح ایک ایک کر کے اس نے چھ آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔

شامی فوج کی پسپائی:

حکومت کی فوج کے اوسان خطا ہو گئے، ان کے پاؤں میدان سے اکھڑ گئے، بھاگ کر اس دیر میں آئے، بہلول نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار ہمیں ہزار فوج ان کی امداد کے لیے آئی۔ اس نڈی دل فوج کو دیکھ کر بہلول کے ساتھیوں نے کہا کہ ہمیں چاہیے

کہ اپنے گھوڑے ذبح کر ڈالیں اور ایک ہی فیصلہ کن حملہ کر دیں، مگر بہلول نے کہا ایسا نہ کرو تا کہ جب تک ہم اپنے گھوڑوں پر جے رہیں اپنی طرف سے اللہ کا حق ادا کریں۔

خارجی اس روز شام ہونے تک لڑے انہوں نے مقابلہ فوج کے بہت سے لوگوں کو قتل اور زخمی کیا۔ پھر بہلول اور اس کے ساتھیوں نے اپنے گھوڑوں کو ذبح کر ڈالا پیادہ ہو گئے اور تلواریں سونت کر دشمن میں گھس پڑے، دشمن کو بہت نقصان پہنچایا۔
بہلول خارجی کا خاتمہ:

بہلول کے اکثر ساتھی قتل ہو چکے تھے خود بہلول لڑتا بھی جاتا تھا اور اپنے ساتھیوں کو دشمن سے بچاتا بھی جاتا تھا۔ قبیلہ بنی جدیلہ قیس کے ایک شخص نے جس کی کنیت ابوالموت تھی بہلول پر حملہ کیا اور نیزہ کے ایک ہی وار سے اسے زمین پر گرادیا۔ اس کے ساتھیوں میں سے جو زندہ تھے وہ اس کے پاس آئے اور کہا کہ کسی شخص کو مقرر کر جائیے جو آپ کے بعد ہمارا سربراہ کار ہو۔ بہلول نے کہا اگر میں مر جاؤں تو دعامتہ الاشیبانی میری جگہ امیر المومنین ہوں گے۔ اگر وہ بھی مر جائیں تو عمرو الیشکری امیر المومنین ہوں۔ ابوالموت بہلول کا داماد تھا۔ بہلول اسی رات کو مر گیا، جب صبح ہوئی تو دعامتہ اپنے ساتھی خارجیوں کو چھوڑ کر فرار ہو گیا، ان کے ایک شاعر نے اس کی بھومی میں ایک شعر کہا: ضحاک بن قیس نے بہلول کا مرثیہ لکھا اور اس میں اس کے ساتھیوں کا بھی ذکر کیا۔
عمرو الیشکری خارجی اور عنزی خارجی کا خروج:

بہلول کے قتل کے بعد عمرو الیشکری نے خروج کیا مگر فوراً ہی قتل کر دیا گیا اس کے بعد عنزی صاحب الاشہب کے ساتھ آدمیوں کے ساتھ خروج کیا، خالد صاحب الاشہب ہی کے نام سے اس عنزی کو پہچانتا تھا، خالد نے سمت بن مسلم البجلی کو چار ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ فرات کے ایک طرف دونوں کا مقابلہ ہوا عنزی نے سمت پر حملہ کیا اور تلوار اس کی انگلیوں کے درمیان ماری سمت کی تلوار گر پڑی اور اس کا ہاتھ بیکار ہو گیا۔ سمت نے خارجیوں پر حملہ کیا، خارجیوں کو شکست ہوئی۔ دوران فرار میں اہل کوفہ کے غلاموں اور غلے لوگوں نے ان خارجیوں کو آلیا اور پتھروں سے ان کا کام تمام کر دیا۔
وزیر السختیانی کا خروج:

اس کے بعد وزیر السختیانی نے حیرہ میں چند آدمیوں کے ساتھ خالد کے خلاف خروج کیا، جس گاؤں میں اس کا گزر ہوتا اسے جلادیتا اور جو شخص اسے ملتا اسے قتل کر ڈالتا۔ حیرہ کے بیت المال اور تمام مال و متاع پر اس نے قبضہ کر لیا۔ خالد نے اپنے درباریوں میں سے ایک سردار کو اور کوفہ کی جنگی پولیس کی ایک جماعت کو اس کی سرکوبی کے لیے بھیجا، وزیر نے اس جماعت کا مٹھی بھر آدمیوں سے مقابلہ کیا، آخر دم تک لڑتا رہا۔ اس کے تمام ساتھی مارے گئے، یہ زخموں سے چور میدان جنگ سے اٹھایا گیا۔ خالد کے سامنے لایا گیا۔ جب یہ خالد کے پاس آیا تو وعظ کرنے لگا۔ اور قرآن کریم کی کچھ آیتیں خالد کو پڑھ کر سنائیں خالد یہ سن کر بہت خوش اور متاثر ہوا، اس کے قتل کے ارادہ کو ترک کر دیا اور اپنے پاس ہی اسے قید کر دیا۔

وزیر خارجی کو قتل کرنے کا حکم:

اس کے بعد خالد کا یہ دستور ہو گیا کہ وہ راتوں کو اسے اپنے پاس بلا لیتا اور اس سے باتیں کرتا اور مختلف باتیں پوچھتا۔ ہشام کو اس کی اطلاع ہوئی کسی نے اس سے کہہ دیا کہ خالد نے ایک ایسے خارجی کو جس نے لوگوں کو قتل کیا۔ آگ لگائی لوٹ مچائی، گرفتار کر

کے جان بخشی کی اور پھر اس نے اسے اپنا داستان گو بنا رکھا ہے، ہشام کو یہ سن کر غصہ آیا اس نے خالد کو ایک خط لکھا جس میں اسے برا بھلا لکھا اور پھر حکم دیا کہ ایسے فاسق کی جو قتل و غارت کا ارتکاب کر چکا ہو جاں بخشی نہ کرو۔
وزیر خارجی کا قتل:

وزیر کی فصاحت اور حسن بیان سے خالد ایسا مسحور ہو چکا تھا کہ اس خط کو پڑھ کر اس نے کہا کہ میں اسے موت سے بچاؤں گا۔ خالد نے اس کے معاملہ میں پھر ہشام کو لکھا اور درخواست کی کہ آپ اپنے حکم میں نرمی کر دیجیے۔ یہاں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خالد نے لکھا نہیں بلکہ وہ ہشام کے حکم کی تعمیل میں ارادنا تاخیر کر رہا تھا اور وزیر کو بچا رہا تھا کہ ہشام نے دوبارہ اسے فرمان لکھا جس میں خالد کو سرزنش کی اور حکم دیا کہ وزیر کو فوراً قتل کر ڈالو اور جلاؤ الو۔ اس آخری فرمان کے بعد خالد میں یہ طاقت کہاں تھی کہ وہ اس کی تعمیل میں تاخیر کرتا۔ اس نے وزیر اور اس کے اور چند ساتھیوں کو جو اسی کے ساتھ گرفتار کیے گئے تھے بلایا ان کے قتل کا حکم دے دیا، یہ لوگ مسجد میں لائے گئے سرکنڈے کے گٹھے بھی لائے گئے۔ ان سب کو ان گٹھوں میں باندھ کر ان پر نلفظ چھڑک دیا گیا۔ پھر انہیں چوک میں لا کر ٹٹلکیوں سے باندھ کر ان میں آگ لگا دی۔

سوائے وزیر کے سب نے آہ وادایلا مچایا، البتہ اس نے حرکت تک نہیں کی برابر کلام پاک کی تلاوت کرتا رہا اور اسی حالت میں جان دی۔

اسی سنہ میں اسد بن عبداللہ نے قتل پر جہاد کیا اور بدرطرخان بادشاہ قتل کو قتل کیا۔
اسد بن عبداللہ کی قتل پر فوج کشی:

جب اسد بن عبداللہ نے قتل پر جہاد کیا (غزوہ بدرطرخان یہی ہے) تو مصعب بن عمرو الخزاعی کو پہلے روانہ کیا۔ چلتے چلتے یہ بدرطرخان کے قریب جا پہنچا۔ اس نے مصعب سے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ خود اسد کی خدمت میں حاضر ہوگا۔ مصعب نے اس کی درخواست منظور کر لی۔ اب خود اسد جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ اسد نے بدرطرخان سے کچھ مالی مطالبات کیے جس کے دینے سے اس نے انکار کر دیا۔ مگر پھر اس نے اسد سے درخواست کی کہ دس لاکھ درہم قبول فرما لیجیے۔ اسد نے اس سے کہا کہ تو بامیان کا رہنے والا ایک اجنبی شخص ہے، تجھے قتل سے کیا تعلق، تو جس طرح یہاں آیا تھا اسی طرح نکل جا۔ اس پر بدرطرخان نے اسد سے کہا کہ تم بھی ترخراسان میں صرف دس دم بریدہ گھوڑوں پر آئے تھے اور اگر آج تم یہاں سے جاؤ تو پانچ سواونٹ بھی تمہارے لیے کافی نہ ہوں گے۔ اسی طرح کی اور باتیں بھی اس نے اسد سے کیں اور کہا میں قتل میں کچھ لے کر آیا تھا، جو میں لایا تھا وہ مجھے دے دو میں جس طرح یہاں آیا تھا اسی طرح نکل جاؤں گا۔

اسد بن عبداللہ کی بدرطرخان سے گفتگو:

اسد نے پوچھا کیا لے کر آئے تھے۔ بدرطرخان نے کہا میں قتل میں جب داخل ہوا تو جوان تھا، میں نے تلوار کے ذریعہ دولت حاصل کی اور اللہ نے مجھے اولاد اور اہل دی۔ تم مجھے میری جوانی واپس دے دو۔ میں یہاں سے چلا جاتا ہوں، کیونکہ آپ خود دیکھیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اپنے اہل و عیال کو یہاں چھوڑ کر چلا جاؤں، میں ان کے بعد کس طرح زندگی گزار سکتا ہوں۔ اسد اس تقریر کو سن کر برہم ہو گیا۔ مگر بدرطرخان کو وعدہ امان پر بھروسہ تھا۔ اسد نے اس سے کہا کہ تو اپنی گردن پر داغ غلامی لگا لے، کیونکہ

مجھے ڈر ہے کہ اس گستاخی کی وجہ سے میری فوج تیرے خلاف کوئی فوری کارروائی نہ کر بیٹھے۔ بدرطرخان نے کہا میں یہ نہیں کرنا چاہتا۔ میں بجائے اپنی گردن کے دغا دار بنانے کے تمہاری جانب سے صرف پاؤں چاہتا ہوں جو مجھے مصعب کے پاس پہنچا دیں۔ مگر اب اسد نے اس کو اجازت دینے سے انکار کر دیا تا وقتیکہ اس کی گردن میں دغ نہ دے دیا جائے۔ چنانچہ اس کی گردن میں داغ دے کر اسد نے اسے اپنے آزاد غلام ابوالاسد کے حوالے کر دیا۔ ابوالاسد اسے لے کر روانہ ہوا اور شام کے قریب مصعب کے لشکر میں لے آیا۔

سلمہ اور ابوالاسد کی بدرطرخان کے متعلق گفتگو:

سلمہ بن ابی عبداللہ بھی موابیوں میں مصعب کے ہمراہ تھا۔ ابوالاسد سلمہ سے ملا جو اس وقت منہجیق کو اپنی جگہ پر نصب کر رہا تھا۔ سلمہ نے ابوالاسد سے پوچھا کہ سپہ سالار نے بدرطرخان کے معاملہ میں کیا کیا؟ ابوالاسد نے سارا ماجرا سنا دیا کہ اس طرح بدرطرخان نے جانے کی اجازت ۱۰۰ طلب کی۔ امیر نے اجازت نہ دی۔ اب میرے ساتھ اسے مصعب کے پاس بھیجا ہے تاکہ اسے قلعہ میں پہنچا دیا جائے۔ تاہم قلعہ میں کرسلمہ نے کہا کہ امیر نے جو کچھ کیا غلط کیا وہ خود اس کا برا نتیجہ دیکھ لے گا۔ اور اپنے کیے پر نادم ہو گا، اسے یہ کرنا چاہیے تھا کہ جس رقم کے دینے پر اس نے آمادگی ظاہر کی تھی اسے لے لیتا یا اسے قید کر دیتا تاکہ وہ اپنے قلعہ میں نہ داخل ہو سکتا۔ ہم نے تو بڑی مشکلوں سے قلعہ میں داخل ہونے کا راستہ بنایا ہے، پل قائم کیے، تنگ ناؤں کو درست کیا، اور اس نے ہم سے اس لیے تعارض نہیں کیا کہ اسے صلح ہو جانے کی امید تھی۔ اب جب کہ اسے صلح سے مایوسی ہو گئی ہے تو وہ کوئی دقیقہ ہمارے خلاف اٹھانہ رکھے گا۔ تم آج رات تو اسے میرے خیمہ ہی میں رکھو، مصعب کے پاس نہ لے جاؤ، کیونکہ اس وقت مصعب اس کا انتظار کر رہا ہو گا کہ وہ آئے تو قلعہ میں بھیج دیا جائے۔

اسد بن عبداللہ کی پیش قدمی:

چنانچہ ابوالاسد اور بدرطرخان سلمہ کے خیمہ میں ٹھہر گئے، دوسری جانب سے خود اسد اپنی فوج لے کر آگے بڑھا، اس نے پیش قدمی کے لیے ایک تنگ گھاٹی اختیار کی، جس کی وجہ سے فوج اس سے علیحدہ ہو گئی۔ بڑھتے بڑھتے اسد ایک ندی پر پہنچا، اسے پیاس معلوم ہو رہی تھی، اس کے خدمت گاروں میں سے کوئی بھی اس وقت ساتھ نہ تھا۔ اسد نے پانی مانگا، سعدی بن عبدالرحمن الوطمہ الطبری مع اپنے ایک خدمت گار کے وہاں موجود تھا، اس کے خدمت گار کے پاس ایک تبتی چھاگل تھی۔ سعدی نے اس چھاگل میں ستو ڈالا، پھر ندی سے پانی لے کر اس میں ڈال کر ہلایا۔ اسد اور فوج کے بعض دوسرے سرداروں نے اسے نوش کیا۔

اسد بن عبداللہ پر مجشر کی تنقید:

اسد ایک درخت کے سایہ میں اتر پڑا، فوج خاصہ کے ایک سپاہی کو بلایا اور اپنا سر اس کی ران پر رکھ لیا۔ مجشر بن مزاحم السلسی اپنے گھوڑے کی باگ روکتا ہوا آیا اور اسد کے روبرو بیٹھ گیا۔ اسد نے اس سے پوچھا اے ابوالعدیس کیسے ہو؟ مجشر نے کہا میں آج سے کل اچھا تھا۔ اسد نے کہا کیسے؟ مجشر نے کہا بدرطرخان ہمارے قبضہ میں تھا، اس نے اتنی رقم پیش کی، نہ امیر نے اس کی پیشکش کو قبول کیا اور نہ اس کی مشکلیں بندھوائیں بلکہ اسے جانے دیا، خود اس کے وعدہ امان کے ایفا کے خیال کے مطابق اسے قلعہ میں جانے کی اجازت دے دی۔

اسد بن عبداللہ کی پشیمانی:

اس تقریر کو سن کر اسد اپنے کیے پر تادم ہوا اس نے اہل فخل میں سے ایک راستہ جاننے اور ایک شامی ناقد نامی کو جو گھوڑوں کو سدھایا کرتا تھا بلایا اور شامی سے کہا کہ اگر تو بدرطرخان کو قبل اس کے کہ وہ قلعہ میں داخل ہو جائے تو میں تجھے ہزار درہم انعام دوں گا۔ اسد نے ان دونوں کو بھیج دیا۔ یہ مصعب کے لشکر میں پہنچے۔ شامی نے پکار کر پوچھا کہ اس کا فرکا کیا ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ سلمہ کے پاس ہے راستہ بتانے والے نے واپس آ کر اسد کو اس کی اطلاع دی اور وہ شامی شخص بدرطرخان کے ساتھ سلمہ کے خیمہ میں فروکش ہو گیا۔

بدرطرخان کا قتل:

اسد نے بدرطرخان کو پھر اپنے پاس بلوایا جب وہ سامنے آیا اسے گالیاں دیں اب بدرطرخان تاڑ گیا کہ اسد نے عہد امان کو توڑ دیا۔ اس نے چند کنکریاں اٹھا کر آسمان کی طرف پھینکیں اور کہا یہ اللہ کا عہد ہے پھر دوسری مرتبہ ایسا ہی کیا اور کہا یہ محمد ﷺ کا عہد ہے۔ اب اسی طرح وہ کنکریاں آسمان کی طرف پھینکنے لگا اور کہتا جاتا تھا کہ یہ امیر المومنین کا عہد ہے۔ اور یہ مسلمانوں کا عہد ہے۔ اس پر اسد نے اس کے ہاتھ قطع کر دینے کا حکم دے دیا۔ اسد نے اپنی فوج میں دریافت کیا کہ کوئی ازدی ابوفندیک کے وارثوں میں سے موجود ہے۔ جسے بدرطرخان نے قتل کیا تھا۔ ایک ازدی ابوفندیک کے وارثوں میں سے موجود ہے۔ جسے بدرطرخان نے قتل کیا تھا۔ ایک ازدی نے کہا میں ہوں۔ اسد نے اسے حکم دیا کہ تم ہی اس کی گردن مار دو اس نے اس کی تعمیل کر دی۔ اسد نے بڑے قلعہ پر تو قبضہ کر لیا البتہ قلعہ کے اندر جو بالا حصار تھا اور جس میں بدرطرخان کے اہل و عیال اور مال و متاع تھا وہ جوں کا توں بچا رہا۔ مسلمان اہل قلعہ تک نہیں پہنچے۔ اسد نے اپنے سواروں کو فخل کی وادیوں میں پھیلا دیا۔

اسد مرو آیا ایوب بن ابی حسان النخعی مرو کا عامل تھا۔ اسد نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ اپنے عمرزاد بھائی خالد بن شدید کو عامل مرو مقرر کر دیا۔

فاضلۃ بنت یزید بن مہلب کو طلاق:

جب اسد بلخ چلا آیا تو اسے معلوم ہوا کہ عمارہ ابن حریم نے فاضلۃ بنت یزید بن مہلب سے شادی کر لی ہے۔ اسد نے خالد ابن شدید کو لکھا کہ تم عمارہ سے کہہ دو کہ وہ یزید کی بیٹی کو طلاق دے دے اگر وہ انکار کرے تو سو کوڑے سزا دی جائے۔ خالد نے اسے بلایا۔ اس وقت خالد کے پاس عذافر بن زید التیمی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ خالد نے عمارہ کو طلاق دینے کا حکم دیا۔ عمارانے کچھ انکار کے بعد طلاق دے دی اس پر عذافر نے کہا کہ عمارہ خود بنی قیس کا ایک بہادر نوجوان اور ان کا سردار ہے۔ یزید کی بیٹی میں کوئی ایسی وجہ امتیاز نہیں جس کی بنا پر وہ اس سے اشرف سمجھی جائے۔ اس کے بعد خالد بن شدید نے انتقال کیا اور اشعث بن جعفر النخعی کو اس نے اپنا جانشین چھوڑا۔

صحاری بن شعیب خارجی:

اسی سنہ میں صحاری بن شعیب نے اپنے تئیں خدا کے لیے بیچ ڈالا (یعنی خارجی ہو گیا) اور مقام جبل میں اس نے خارجیوں کا شعار بلند کر دیا۔

واقعہ یہ ہے کہ صحاری بن شیبہ ایک دن خالد کے پاس آیا اور عرض پرداز ہوا کہ بیت المال میں سے مجھے بھی کچھ دلوائیے؛ خالد نے کہا بھلا شیبہ کا سپوت بیت المال سے حق لے کر کیا کرے گا۔ صحاری خالد سے رخصت ہو کر چلا آیا، مگر اس کے جانے کے بعد خالد اپنے کیے پر پشیمان ہوا اور اسے یہ اندیشہ ہوا کہ شاید یہ میرے خلاف کوئی فتنہ برپا کر دے۔ لوگوں کو بھیجا کہ اسے بلا لاؤ؛ صحاری نے ان سے کہا کہ میں ابھی تو خالد کے پاس سے ہو کر آیا ہوں مگر ان لوگوں نے اس کی کچھ نہ سنی اور یہی کہتے رہے کہ ہم تمہیں لے کر جائیں گے۔ صحاری نے تلوار سے ان پر حملہ کیا، تب انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ صحاری گھوڑے پر سوار ہو کر چلتا بنا۔ جب واسط سے نکل گیا تو اپنی نقل و حرکت کو پوشیدہ رکھنے کے لیے اس نے اپنے گھوڑے کو ذبح کر ڈالا اور ایک کشتی میں سوار ہو گیا۔ پھر وہ بنی تمیم اللات بن ثعلبہ کے کچھ لوگوں کی طرف چلا جو جبل میں تھے، تلوار حائل کیے ان کے پاس پہنچا، سارا ماجرا جو اس کے اور خالد کے درمیان گزرا تھا ان سے بیان کیا۔ ان لوگوں نے صحاری سے کہا کہ بھلا طلب فریضہ سے تمہاری کیا توقع تھی، تمہارے لیے زیادہ مناسب یہ تھا کہ تم ابن نصرانیہ و خالد بن عبداللہ کے پاس جاتے اور اپنی تلوار سے اسے قتل کر ڈالتے۔

صحاری بن شیبہ خارجی کا عزم:

صحاری نے کہا طلب فریضہ کو میں نے اس تک پہنچنے کا صرف بہانہ بنایا تھا، تا کہ وہ مجھے شناخت کر لے اور پھر میرا ارادہ تھا کہ فلاں شخص کے عوض میں اسے میں دھوکہ سے قتل کر ڈالوں گا (خالد نے اس سے پیشتر قعدۃ الصغر یہی کی جماعت کے ایک شخص کو نہایت بے رحمی سے بے بسی کی حالت میں قتل کر دیا تھا) اس کے بعد صحاری نے انہیں دعوت دی کہ میرے ساتھ چل کر خالد پر اچانک ٹوٹ پڑو۔ بعض نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا، بعضوں نے کہا ہم واقعات کی ترقی کا انتظار کریں گے۔ بعضوں نے بالکل ہی اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ صحاری نے اس موقع پر چند شعر کہے جس میں اس نے اپنے عزم و استقلال کا اظہار کیا کہ چاہے دوسرے حیل و حجت کریں میں خدا کی راہ میں ان ظالم سرکشوں سے جو برسرِ اقتدار ہیں آخر دم تک لڑوں گا اور اس بازی میں جیت کی خاطر ہر شے لگا دوں گا۔

صحاری بن شیبہ خارجی کا عزم:

بہر حال تیس آدمیوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ جبل ہی میں انہوں نے اپنے تئیں خدا کے ہاتھ بیچ ڈالا یعنی آخر دم تک لڑنے کی ٹھان لی۔ یہ لوگ مبارک آئے، خالد کو اس کی اطلاع ہوئی، اس نے سن کر کہا مجھے پہلے ہی صحاری کی جانب سے یہ اندیشہ تھا۔ پھر اس نے ایک فوج ان کے مقابلہ پر بھیجی۔ مناذر کے ایک سمت حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ خارجیوں نے اس فوج کا سختی سے مقابلہ کیا، بے جگری سے لڑے، مگر پھر فوج نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور سب کو قتل کر ڈالا۔

امیر حج ابوشاکر مسلمہ بن ہشام و عمال:

اسی سنہ میں ابوشاکر مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک کی امارت میں حج ہوا، امام ابن شہاب الزہری نے بھی اس کے ساتھ حج کیا۔ محمد بن ہشام مکہ مدینہ اور طائف کا عامل تھا۔ عراق اور مشرقی صوبہ جات کا خالد بن عبداللہ القسری صوبہ دار تھا، خالد کی جانب سے اس کا بھائی اسد بن عبداللہ خراسان کا عامل تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سنہ میں خالد کا بھائی اسد وفات پا چکا تھا اور اس نے جعفر بن حظلۃ البہرانی کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ خالد بن عبداللہ کے بھائی اسد نے ۱۲۰ ہجری میں انتقال کیا۔ مروان بن محمد آرمینیا اور آذربائیجان کا والی تھا۔

۲۰ھ کے واقعات

فتح سندھ:

اس سال سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے موسم گرما میں جہاد کیا اور سندھ فتح کیا۔ نیز اسحق بن مسلم العقیلی نے بھی جہاد کیا، تو مان شاہ کے کئی لٹے فتح کر لیے اور اس کے علاقہ کو برباد کر دیا۔ مروان بن محمد نے ترکوں کی سرزمین میں جہاد کیا، مدائن کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں اسد بن عبداللہ نے انتقال کیا۔

عید مہرجان پر اسد بن عبداللہ کے لیے تحائف:

اسد کے شکم میں ایک پھوڑا تھا، جب وہ بیچ میں تھا تو عید مہرجان واقع ہوئی، امراء و رؤساء تحائف پیش کرنے کے لیے حاضر ہوئے، ان لوگوں میں ابراہیم بن عبدالرحمن الحنفی جو اسد کی جانب سے ہرات کا عامل تھا اور خراسان اور ہرات کا رئیس بھی تھا۔ یہ دونوں جو تحائف لے کر آئے تھے ان کی قیمت دس لاکھ درہم لگائی گئی۔ ان تحائف میں دو محل تھے، ایک چاندی کا اور ایک سونے کا۔ نیز سونے چاندی کے آفتابے اور رکابیاں تھیں جس وقت یہ دونوں حاضر دربار ہوئے اسد اپنے تخت پر متمکن تھا۔ خراسان کے اشراف اور عمائدین کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے دونوں محلوں کو سامنے رکھا، اور ان کے پیچھے دوسرے ظروف مروی۔ قوی اور ہر دی دیا کے تھان اور دوسری اشیاء رکھ دیں، جن سے سارا فرش بھر گیا۔ ہرات کا رئیس اسد کے لیے چاندی کا ایک کرہ بھی لایا تھا۔

رئیس ہرات کی تقریر:

ان سب چیزوں کے رکھ دینے کے بعد رئیس ہرات تقریر کرنے کھڑا ہوا اور یوں گویا ہوا، اللہ امیر کو نیک ہدایت دے، ہم غمی ہیں ہم چار سو سال سے دنیا کے فوائد سے حلم، عقل اور وقار کی وجہ سے تمتع حاصل کرتے آئے ہیں۔ نہ ہم میں کوئی کتاب ناطق ہے اور نہ کوئی بنی سرسل۔ تین شخصوں کی ہمارے دل میں بڑی وقعت ہے۔ ایک وہ اقبال مند شخص کہ جدھر اس کا رخ ہوا اللہ نے اسے فتح دی۔ پھر اس کے بعد وہ شخص ہے جو اپنے تمام خاندان میں سب سے زیادہ بامروت آدمی تھا، اور چونکہ وہ ایسا تھا اس وجہ سے اس کا خیر مقدم کیا گیا۔ اس پر سلامتی بھیجی گئی، اس کی تعظیم کی گئی، اسے سردار بنایا گیا۔ اور آگے رکھا گیا۔ اس کے بعد وہ شخص ہے جس کا سینہ فراخ اور ہاتھ کشادہ تھا وہ لوگوں کے لیے آمال گاہ بن گیا، اور چونکہ اس میں یہ صفات تھیں لوگوں نے اسے اپنا سردار بنایا اور آگے بڑھایا۔ مگر اللہ تعالیٰ وہ صفات جو ان تینوں آدمیوں میں فرداً فرداً تھیں اور جن کی وجہ سے ہم چار سو سال سے عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے آئے ہیں، وہ تمہاری اکیلی ذات میں جمع کر دی ہیں۔ ہم کسی شخص کو نہیں جانتے جو آپ سے زیادہ عمدہ منتظم ہوا ہو۔ آپ نے اپنے خاندان والوں ملازمین اور مولیوں کو ایسا قابو میں رکھ چھوڑا ہے کہ ان میں سے کسی شخص کی یہ مجال نہیں کہ وہ کسی چھوٹے بڑے یا کسی امیر و فقیر پر دست تعدی دراز کرے اور اسی کا نام انتظام کی تکمیل ہے۔ پھر آپ نے بیابانوں میں سرائیں بنوائیں کہ اگر ایک مسافر مشرق اور دوسرا مغرب سے آئے تو وہ ان میں کوئی عیب نہ پائے گا بلکہ کہے گا سبحان اللہ کسی عمدہ عمارت تعمیر کی ہے، اور یہ آپ

کی اقبال مندی ہے کہ خاقان سے آپ کا مقابلہ ہوا۔ حالانکہ اس کے پاس ایک لاکھ فوج تھی اور حارث بن سرتج بھی اس کے ہمراہ تھا۔ مگر آپ نے اسے شکست دی اسے بھگا دیا۔ اس کی فوج کو قتل کر ڈالا۔ اس کے لشکر گاہ بولوت لیا۔ آپ کی اولوالعزمی اور سخاوت کا یہ عالم ہے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ کون سا مال آپ کو زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے آیا وہ جو آپ کے پاس آتا ہے یا وہ جو آپ کے پاس سے جاتا ہے بلکہ جانے والے مال ہی سے آپ زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ اور یہی آپ کی آنکھوں کو زیادہ بھلا لگتا ہے۔

عید مہر جان کے تحائف کی تقسیم:

اس تقریر کو سن کر اسد ہنسا اور کہنے لگا کہ خراسان کے تمام تعلقداروں میں تم بہترین آدمی ہو اور اپنے تحفہ کے اعتبار سے بھی تم سب سے بڑھے ہوئے ہو۔

اسد کے ہاتھ میں ایک سیب تھا۔ وہ اس نے رئیس کو دیا، رئیس نے اس کو سجدہ کیا، اسد نظر نیچے کیے ہوئے ان تحائف کو دیکھتا رہا۔ واپسی جانب دیکھا اور کہا اے عذافر بن یزید کسی شخص کو حکم دو کہ یہ محل اٹھالے جائے۔ پھر محسن بن احمر سردار قیس سے (یا قنسرین سے) کہا کہ کسی کو حکم دو کہ یہ محل لے جائے۔ پھر کہا فلاں! تو یہ آفتاب لے اور فلاں! تو یہ دوسرا لے۔ اسی طرح اس نے اور ظروف بھی دے ڈالے صرف دو تشریاں بچیں، ابو الصیداء کو حکم دیا کہ اسی طرح اس نے اور ظروف بھی دے ڈالے صرف دو تشریاں بچیں، ابو الصیداء کو حکم دیا کہ ایک تم لے لو انہوں نے ایک کو ہاتھ میں اٹھا کر وزن کا اندازہ کیا پھر اسے رکھ کر دوسری کو اٹھا کر دیکھا۔ اسد نے پوچھا کیا ہے۔ ابو الصیداء نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جو ان میں زیادہ وزنی ہو اسے لوں۔ اسد نے کہا تم دونوں لے جاؤ۔ اسی طرح اس نے اور چیزیں فوج کے سرداروں اور دوسرے ایسے لوگوں کو جنہوں نے جنگ میں قابل قدر خدمات سرانجام دی تھیں دے ڈالیں۔ ابو یحضر جن کی خدمت یہ تھی کہ وہ مغازی میں خراسان کے صوبہ دار کے آگے آگے چلے تھے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ مجھے بھی راستہ دو، اسد نے کہا تم نے بہت اچھا کیا کہ اپنے تئیں یاد دلایا، یہ دونوں دیبا کے تھان تم لے لو، اسی طرح میمون العذاب نے کہا مجھے بھی اپنے بائیں جانب راستہ پر جانے دو۔ اسد نے کہا تم نے بھی بہت اچھا کیا کہ اپنے تئیں یاد دلایا۔ یہ دیا تم لے لو۔ غرضیکہ ایوان دربار کے فرش پر جس قدر اشیاء رکھی ہوئی تھیں وہ سب اسی طرح لوگوں کو عطا کر دیں۔ اس پر نہاد بن توسعہ نے یہ شعر کیا:

تَقْلُبُونَ اِنْ نَادَى لِرُوعٍ مَتُوبٍ وَانْتَمَ غَدَاةُ الْمَهْرِ جَانِ كَثِيرٍ

ترجمہ: ”اگر جہاد کے لیے تمہیں بلایا جائے تو تم کم ہوتے ہو مگر عید مہر جان کی صبح کو تم بہت تھے۔“

اسد بن عبداللہ کا انتقال:

پھر اسد بیمار پڑ گیا۔ مرض میں کچھ افاقہ ہوا تو ایک دن باہر نکلا ناشپاتیاں پیش کی گئیں، جو فصل میں پہلی مرتبہ آئی تھیں۔ اسد نے سب لوگوں کو ایک ایک کھلائی۔ ایک ہی اٹھا کر ہرات کے رئیس خراسان کی طرف پھینکی، اس جھٹکے سے اس کا چھوڑ چھٹ گیا اور اسد کا انتقال ہو گیا۔ جعفر البہرانی کو اس نے اپنا جانشین مقرر کر دیا یہی جعفر بن حظلہ ہے۔ ۱۲۰ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ چارہ ماہ تک یہ شخص عامل رہا۔ پھر نصر بن سیار کا فرمان تقرر رہا جب ۱۲۱ ہجری میں شرف صدور لایا۔

ابن العرس العبدي اور سلیمان بن قتیبہ بن تیم بن مرہ کے آزاد غلام نے جو اسد کا دوست تھا اس کے مرثیے کہے۔

خراسانی شیعیاں بنی عباس سے محمد بن علی کی ترک مراسلات:

اسی سنہ میں خراسان کے شیعیاں بنی عباس نے سلیمان بن کثیر کو اپنا وکیل بنا کر محمد بن علی بن عباس کے پاس بھیجا تاکہ وہ ان کی اور ان کی تحریک کی حالت سے انہیں پوری طرح باخبر کر دے۔

محمد بن علی اپنے خراسان کے پیروں سے اس وجہ سے ناراض تھے کہ انہوں نے خداش کی اطاعت قبول کر لی تھی جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں اور جو غلط باتیں اس نے ان سے بیان کی تھیں اسے انہوں نے تسلیم کر لیا تھا۔ اس وجہ سے محمد بن علی نے خراسانیوں سے مراسلت ترک کر دی۔ جب عرصہ سے ان کا کوئی خط نہیں آیا تو یہ سب اس معاملہ پر غور کرنے کے لیے جمع ہوئے اور سب نے باتفاق سلیمان بن کثیر کو منتخب کیا کہ وہ محمد بن علی کے پاس جا کر ہماری پوری حالت ان سے بیان کرے اور جو کچھ وہ اس کے جواب میں اس سے کہیں اس سے ہمیں آ کر اطلاع دیں۔

محمد بن علی کا اظہار ناراضگی:

یہ شخص محمد بن علی کے پاس آیا جو اپنے خراسانی شیعوں سے سخت ناراض تھے سلیمان نے ان سے ساری کیفیت بیان کی۔ محمد بن علی نے خداش کی اتباع اور جھوٹی دعوت کو قبول کرنے کی وجہ سے خراسانیوں کی بہت زبردستی کی اور کہا اللہ تعالیٰ خداش اور اس کے مسلک پر چلنے والوں پر لعنت کرے۔ سلیمان خراسان واپس ہو گیا۔ محمد بن علی نے اس کے ہاتھ اپنے خراسانی شیعوں کو ایک خط لکھ دیا سلیمان ان لوگوں کے پاس اس سر بمبر خط کو لے کر آیا۔ خط کھولا گیا مگر اس میں سوائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے کچھ بھی اور تحریر نہ تھا اس سے ان لوگوں کو سخت صدمہ ہوا اور اب انہیں معلوم ہوا کہ جو باتیں خداش نے ان سے آ کر بیان کی تھیں وہ محمد بن علی کے حکم کے بالکل مخالف تھیں۔

بکیر بن ماہان کی روانگی خراسان:

اسی سنہ میں سلیمان بن کثیر کے واپس جانے کے بعد محمد بن علی نے بکیر بن ماہان کو اپنے خراسانی شیعوں کے پاس ایک خط دے کر بھیجا جس میں انہیں بتایا تھا کہ خداش نے میرے متبعین کو غلط راستہ پر لگایا۔ جب بکیر اس خط کو لے کر خراسان پہنچا تو شیعوں نے اس کے بیان کو غلط سمجھا اور اس کی بات پر بالکل اعتنا نہیں کیا، بکیر پھر محمد بن علی کے پاس چلا آیا۔ اس مرتبہ محمد بن علی نے اس کے ساتھ شام لگے ہوئے عصا بھیجی جن میں بعض میں لوہے کی شام تھی اور بعض میں سیسے کی۔ بکیر انہیں لے کر خراسان آیا۔ اعیان قوم اور شیعوں کو جمع کیا اور ہر شخص کو اس نے ایک ایک عصا دیا۔ اس سے وہ سمجھے کہ اب تک ان کا جو طرز عمل رہا ہے وہ ان کی سیرت کے مخالف تھا۔ ان لوگوں نے واپس جا کر اپنے افعال سے توبہ کی۔

اسی سنہ میں ہشام بن عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو اس کے عہدہ سے برطرف کر دیا اور تمام وہ علاقے جو اس کے ماتحت تھے اس کی امارت سے نکال لیے۔

خالد بن عبداللہ اور حسان القطبی میں کشیدگی:

خالد کی برطرفی کے اسباب کے متعلق ارباب سیر کے متعلق کئی بیان ہیں ان میں سے جو اقوال ہم تک پہنچے ہیں انہیں ہم یہاں

موضع میں قیام پذیر تھا، اسی بنا پر اسے فروغ الرمانی کہتے تھے۔ خالد کو اس کا اس عہدہ پر رہنا سخت گراں گزر رہا تھا۔ ایک دن اس نے حسان النبطی سے کہا کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور فروغ جس قدر رقم دیتا ہے اس پر اضافہ کر دو۔ حسان ہشام کے پاس آیا اور دس لاکھ درہم اضافہ کا اقرار کیا۔ ہشام نے اہل شام میں سے دودیانہ دار آدمیوں کو بھیجا، انہوں نے تمام جاگیر کا جائزہ فروغ سے لے لیا، مگر اب حسان کا یہ تقرر خالد کے لیے فروغ سے بھی زیادہ گراں ہو گیا۔ اس نے حسان کو ستانا شروع کیا۔ حسان اس سے کہتا تھا کہ مجھے اپنا مخالف نہ بناؤ میں تو تمہارا ہی ساختہ پرداختہ آدمی ہوں، مگر خالد نے اس کی کچھ نہ سنی اور اسی طرح اسے دق کرتا رہا۔

حسان النبطی کی خالد کے خلاف شکایت:

حسان جب خالد سے ملنے آیا تو اس نے آپ پاشی کی نہروں کے مہرے توڑ دیئے، جن سے تمام مقطع برباد ہو گیا۔ پھر حسان نے ہشام سے آکر کہا کہ خالد نے نہروں کے مہرے آپ کے مقطع کی طرف توڑ دیئے۔ ہشام نے ایک شخص شخص کو اس کی تصدیق کے لیے بھیجا، اس نے آکر بیان کر دیا۔ حسان نے ہشام کے ایک شاگرد پیشہ سے کہا کہ اگر یہ جملہ جو میں تم سے کہوں تم اس طرح کہہ دو کہ اسے ہشام سن لے تو ایک ہزار دینار دوں گا۔ اس نے کہا پہلے دلا دیجیے پھر جو آپ چاہیں میں کہہ دوں گا۔ چنانچہ حسان نے وہ رقم اسے دے دی اور اس نے کہا کہ تم ہشام کے کسی بچہ کو رلاؤ، اور جب وہ رونے لگے تو اس سے کہو کہ چپ رہو، کیا تم خالد القسری کے بیٹے ہو جس کے پاس ایک کروڑ تیس لاکھ ہیں۔ ہشام نے اسے سنا مگر ان سنی کر گیا، جب اس کے بعد حسان اس کے پاس آیا تو اس نے حسان کو اپنے بالکل قریب بلا کر پوچھا کہ خالد کی دولت کتنی ہوگی، حسان نے کہا ایک کروڑ تیس لاکھ۔ ہشام نے کہا تم نے مجھے اس کی اطلاع کیوں نہیں دی۔ حسان نے کہا کیا آپ نے کبھی مجھ سے دریافت کیا تھا، یہ بات ہشام کی پوری طور پر دل نشین ہو گئی اور اس نے خالد کی برطرفی کا فیصلہ کر لیا۔

خالد بن عبداللہ کا اظہارِ تغیر:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ خالد اپنے بیٹے یزید سے کہا کرتا تھا کہ تو کسی طرح مسلمہ بن ہشام سے کم نہیں ہے۔ کیونکہ تو بجا طور پر ان ایسی تین باتوں پر لوگوں کے سامنے فخر کر سکتا ہے کہ جن پر کوئی اور فخر نہیں کر سکتا۔ میں نے بغیر کسی دوسرے کو تکلیف دیئے دریا ئے و جلہ کا بندھ بنوایا۔ مکہ کی تمام آبادی کو میری طرف سے پانی پلایا جاتا ہے۔ اور میں عراق کا صوبہ دار ہوں۔

ابن عمرو کی اہانت:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہشام اسی وجہ سے خالد سے ناراض ہوا کہ قریش کے ایک صاحب خالد کے پاس آئے، خالد نے ان کی بہت تذلیل کی اور کچھ ناگوار خاطر الفاظ بھی انہیں کہے۔ انہوں نے ہشام کو اس کی شکایت لکھی۔

ہشام کا خالد کے نام اہانت آمیز خط:

اس پر ہشام نے خالد کو یہ خط لکھا:

حمد و ثناء کے بعد! اگرچہ امیر المومنین نے تیرے ہاتھ اور تیری رائے کو ان لوگوں کے بارے میں جن کی حکومت کی باگ تیرے ہاتھ میں دے دی گئی ہے، اور جن کا تجھے محافظ بنایا گیا ہے اس بنا پر آزادی دے دی ہے کہ انہیں توقع تھی کہ تو اپنے فرائض کو بوجہ احسن انجام دے گا۔ اور انہیں تیری انتظامی اور سیاسی قابلیت پر بھروسہ تھا۔ مگر اس کے معنی یہ نہ تھے کہ انہوں نے اپنے خاندان

والوں کی پیشانیاں تیرے قدموں سے روندے جانے کے لیے بچھا دی ہیں۔ بلکہ تجھے یہ بھی حق نہیں دیا گیا تھا کہ تو میڑھی نگاہ سے بھی ان کی طرف دیکھے۔ باوجود ان تمام باتوں کے اب بتا کہ تو نے کیوں عراق میں ان کی عزت پر حملہ کیا اور کیوں زبر و توغ کے الفاظ انہیں کہے؟ کیا اس سے اس کی تذلیل و تحقیر مقصود تھی؟ کیا تو اپنے تئیں اس کا ہمسر سمجھتا ہے؟ اور اسی بناء پر دربار عام میں اسے سخت ستالفاظ کہنے کی تجھے جرأت ہوئی اور کیا اسی وجہ سے تو اسے آتا دیکھ کر اپنی صدر مسند سے جو اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا فرمائی ہے جھپٹ کر استقبال کے لیے نہیں اٹھا۔ حالانکہ خود تیری قوم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنے حسب و نسب کے اعتبار سے تجھ سے بڑھ کر ہیں۔ اور انہیں تجھ پر تقدیم حاصل ہے۔ مگر تو اس مرتبہ پر پہنچا کہ جس کے ذریعہ سے آل عمرو نے تجھ کو تیری خاص کر پست حالت سے ایک بلند مرتبہ پر سرفراز کر دیا اور تجھے امیر المومنین سے پہلے ہی معزز اور مشہور قبائل کے نوجوانوں اور بڑھے سرداروں کے برابر کر دیا۔ اور اسی وجہ سے تو اپنے اس موجودہ منصب پر فائز ہوا کہ جس کے گھمنڈ پر تو ان پر فخر کرتا ہے، اور یہ کہنا تیری انتہائی اور بدترین ناشکری کا ثبوت ہے۔ پس اے ذلیل عورت کے بیٹے! تو اپنی اصل نسل پر غور کر، جب وہ تیرے پاس آئے تھے تو تو نے ان کے قدم چومے ہوتے انہیں اپنے پاس بٹھایا ہوتا، اپنی صدر مسند سے ان کی تعظیم کے لیے ہٹ جاتا اور پھر بڑھ کر امیر المومنین کے لحاظ سے خندق روئی سے ان کا استقبال کرتا اور جب تو انہیں اپنی جگہ پر بٹھادیتا تو تجھے چاہیے تھا کہ ان کی قربت اور حق کا لحاظ کر کے تو انہیں خوش و خرم زندگی بسر کرنے کی دعا دیتا، اس لیے کہ وہ ہمارے دونوں خاندانوں کے معزز ترین شخص ہیں، وہ آل ابی العاص اور حرب کے سردار کے بیٹے ہیں اور ہمارے سب کے سردار ہیں۔

امیر المومنین قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر تیری عزت کا پاس نہ ہوتا اور اس بات کو وہ برانہ سمجھتے کہ تیرے دشمن تیری تذلیل سے خوش ہوں گے تو وہ ضرور تجھے تیرے موجودہ معزز منصب سے ہٹا دیتے اور تجھے اس حال میں کر دیتے کہ جس کی وجہ سے ضرورت مند تیرے محل کے صحن میں آتے ہیں اور تیرے دروازہ پر سوار یوں کا ہجوم رہتا ہے اور ابھی میں نے اسے مناسب نہیں خیال کیا ہے کہ میں تجھے ان لوگوں کا دست نگر بنادوں جو اب تک تیرے دست نگر رہے ہیں۔ اس لیے جب امیر المومنین کا قصد اور خط تیرے پاس پہنچے تو چاہے تو کسی حال میں ہو اور چاہے دن ہو یا رات تو اپنے تمام خدم و خشم کے ساتھ پیدل چل کر عمرو کے دروازہ پر جا کر کھڑا ہو، پھر نہایت عاجزی سے ان طے کی اجازت طلب کر اور چاہے وہ اجازت دیں اور یا نہ دیں تو کسی نہ کسی طرح ان تک پہنچ جا، اگر تو نے ان کے جذبات رحم و کرم کو متحرک کر دیا تو وہ تیرے اس بے اجازت آجانے کو درگزر کر دیں گے اور اگر اس وجہ سے انہیں حمیت و غیرت آگئی تو پھر تو پورے ایک سال ان کے دروازہ پر بغیر وہاں سے ہٹے کھڑا رہ اور اس کے بعد تیرے عزل و نصب کا پورا اختیار انہیں رہے گا چاہے وہ اپنا بدلہ لے لیں یا معاف کر دیں۔ اللہ تجھ پر لعنت کرے کون بھلا ایسا ہو سکتا ہے۔ جو اس معاملہ میں ان پر اعتماد کرے۔ اشراف کے ساتھ تیری گستاخانہ گفتگو اور دیدہ و بینی کی اطلاعات امیر المومنین کو برابر پہنچ رہی ہیں، تیری یہ ابانت آمیز گفتگو ان لوگوں کے مقابلہ میں ہے جو عراق کے میرے دونوں شہروں کی ولایت کے تجھ سے زیادہ اہل اور حق دار ہیں، امیر المومنین نے اپنے چچا زاد بھائی کو اس تحریر کے مضمون سے جو انہوں نے تجھے لکھی ہے۔ اطلاع دے دی ہے۔ کیونکہ اس معاملہ کی وجہ سے وہ تجھ سے ناراض ہے، اور انہیں لکھ دیا ہے کہ انہیں پورا اختیار ہے کہ چاہے وہ تیری خطا کو معاف کر دیں یا ناراض ہو کر تجھے سزا دیں جو کچھ تیرے بارے میں وہ کریں گے امیر المومنین نہایت خوشی سے اسی پر کار بند ہوں گے اور اس کی تعمیل کرائیں گے، ان شاء اللہ۔

ہشام کا ابن عمرو کے نام خط :

ہشام نے حسب ذیل خط ابن عمرو کو لکھا :

مخدوم ثناء کے بعد! امیر المومنین آپ کا خط مادر بارعام میں خالد نے جو ابانت آمیز گفتگو آپ سے کی آپ کی بے توقیری کی امیر المومنین سے آپ کی قربت اور ان کے آپ سے جو مریدانہ تعلقات ہیں ان کا کچھ خیال نہیں کیا مگر اس پر بھی آپ نے محض امیر المومنین اور ان کے دبدبہ سلطنت کو برقرار رکھنے کے خیال سے اور اس خیال سے کہ آپ کو اپنی مخلصانہ اطاعت پر جو صیانت عزت کا بہترین ذریعہ ہے پورا بھروسہ کیا تھا۔ آپ نے اس کے خلاف کچھ نہیں کیا۔ حالانکہ اس کی ابانت آمیز گفتگو اور تیز کلامی سے آپ کو سخت رنج پہنچا اور جب آپ اس بات کا شریفانہ طریقہ پر لحاظ کرتے ہوئے کہ خود امیر المومنین نے اس کی زبان کو آزادی دی ہے اس کی باگ ڈھیلی چھوڑی ہے اسے ایک پست حالت سے بلند مرتبہ پر پہنچایا ہے اس گمنامی کو شہرت دی ہے اس کے پاس چلے آئے تو اس گفتگو نے آپ کو اور بھی رنجیدہ کر دیا۔ یہ تمام باتیں جو آپ نے اپنے خط میں لکھی تھیں وہ سب امیر المومنین کو معلوم ہوئیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اے آل سعید تم حقیقت میں ایسے ہی ہو کہ ہمیشہ ذلیل نفروں کی بیہودگی پر بردباری سے کام لیتے ہو۔ تم خاموش ہو جاتے ہو مگر یہ خاموشی کسی ضعف یا لکنت کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ تمہارے حلم کی وجہ سے جو اپنے وزن میں کوہِ مثال ہے۔ آپ نے اس معاملہ میں امیر المومنین کی جیسی تعظیم اور ان کے دبدبہ سلطنت کی جیسی توقیر کی اسے امیر المومنین نے بہت پسند کیا اور اس کے وہ شکر گزار ہیں۔ انہوں نے خالد کے معاملہ میں اب آپ کو کامل اختیار دے دیا ہے چاہے اسے آپ معزول کر دیں یا برقرار رکھیں اگر آپ اسے معزول کر دیں گے تو امیر المومنین فوراً اس کی تعمیل کرائیں گے اور اگر آپ اسے بحال رکھیں گے تو یہ احسان آپ کا اس پر ہوگا۔ امیر المومنین اس بارے میں آپ کے شکر گزار نہ سمجھے جائیں۔ امیر المومنین نے خالد کو ایک ایسا خط لکھا ہے کہ جب وہ خط اسے ملے گا تو اس کا سارا نشہ برن ہو جائے گا۔ امیر المومنین نے اسے حکم دیا ہے کہ شب و روز میں جس حال اور جس وقت امیر المومنین کا خط اور ان کا فرستادہ قاصد خالد کے پاس پہنچیں وہ فوراً پیدل چل کر آپ کے دروازہ پر آ کر کھڑا ہو۔ اب آپ کو اختیار ہے چاہے آپ اسے اندر آنے کی اجازت دیں یا روک دیں اسے بحال رکھیں یا معزول کر دیں امیر المومنین نے اپنے قاصد کو یہ بھی حکم دے دیا ہے کہ وہ آپ کے سامنے اس کے سر پر بیس کوڑے مارے البتہ ایسی صورت میں کہ خود آپ اس کے عہدہ کے اعزاز کا لحاظ کر کے اس سزا کو غیر مناسب سمجھیں تو وہ بھی اس سزا کا اجرا نہ کرے۔ بہر حال جو آپ چاہیں امیر المومنین اس کی ضرورت قائل کریں گے کیونکہ انہیں آپ کے ساتھ حسن سلوک کا بڑا خیال ہے وہ آپ کی ذاتی عزت، قربت اور رشتہ داری کا بڑا لحاظ کرتے ہیں اور آپ کو اپنا دوست سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کی یہ نیت ہے کہ ابی العاص اور سعید کی اولاد کے حقوق کو پوری طرح سر انجام دیں۔

آپ امیر المومنین کو جس وقت کوئی ضرورت ہو بڑی خوشی سے خط لکھیں چاہے اس میں آپ کی طرف سے ابتداء ہو یا آپ جواب لکھ رہے ہوں یا محض یوں ہی گپ شپ کے لیے ہو یا کسی ضرورت کے لیے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ خود آپ کو یا آپ کے خاندان والوں کو جو اصل میں امیر المومنین ہی کے خاندان والے ہیں بعض ضروریات پیش آئیں اور وہ اپنی غیرت اور شرم اور بعد مسافت کی وجہ سے امیر المومنین تک اس بات کو پہنچا کر اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں یا ان ضروریات کے پیش آنے کی وجہ سے وہ خود

امیر المومنین کے پاس نہ آ سکتے ہوں تو ایسی صورتوں میں آپ بلا تکلف امیر المومنین کو ایسے معاملات میں لکھا کیجیے اور مکرر سہ کر زیادہ بانی سے نہ گھبرائیے گا۔ ہر شخص کے متعلق جو کچھ لکھا جائے، وہ اس کی قرابت اور حسب نسب کے اعتبار سے لکھا جائے، آپ ان کے لیے روپیہ مانگ سکتے ہیں، ان کی ضروریات زندگی کا انتظام کر سکتے ہیں، یا جو لوگ پہلے سے وظیفے پارہے ہیں۔ ان کے ماہوار میں اضافہ کی درخواست کر سکتے ہیں۔ ان تمام صورتوں میں آپ دیکھیں گے کہ امیر المومنین بہت جلد اپنی عنایت اور احسان کا ہاتھ آپ کی طرف بڑھائیں گے کیونکہ وہ اپنے رشتہ داروں سے نیکی اور ان کے حقوق کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس حسن نیت میں وہ اللہ سے طالب اعانت ہیں، اور اسی پر بھروسہ اور اعتماد کرتے ہیں۔ اور اللہ ہی ان کا مالک اور آقا ہے۔ والسلام۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خالد اکثر ہشام کو ابانت آمیز الفاظ و القاب سے یاد کرتا تھا، ابن الحنفیہ کہا کرتا تھا، کیونکہ ہشام کی ماں بالکل پاگل تھی۔ ہم اس سے پہلے اس کا قصہ بیان کر چکے ہیں۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خالد نے ایک خط ہشام کو لکھا تھا جسے دیکھ کر ہشام کو سخت غصہ آیا اور ہشام نے اسے لکھا ”اے اپنی ماں کے بیٹے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو کہتا ہے کہ عراق کی ولایت میرے لیے باعث عزت و شرف نہیں، حرامزادے، بھلا عراق کی حکومت تیرے لیے باعث شرف کیوں نہیں، بتا کیا تو بنی ہخیمہ سے نہیں ہے جن کی تعداد نہت تھوڑی ہے اور جو بہت ہی ذلیل ہیں۔ میں بتائے دیتا ہوں کہ قریش کا ایک کسں بھی آ کر تیری مشکلیں کس دے گا۔

خالد بن عبداللہ کے خلاف ہشام سے شکایات:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہشام نے خالد کو لکھا کہ تیرا یہ قول مجھ تک پہنچا ہے کہ میں خالد بن عبداللہ بن یزید بن عبداللہ بن یزید بن اسد بن کرز ہوں کیا میں ان پانچ معزز اجداد کی وجہ سے اشرف تریں شخص نہیں ہوں۔ بخدا میں تجھے ایسا ذلیل کر دوں گا کہ پھر تو اپنا پنجر اور فیروزی پگڑی سنبھال لے گا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب ہشام کو یہ بات معلوم ہوئی کہ خالد اپنے بیٹے سے کہا کرتا ہے ”جب امیر المومنین کے بیٹے تجھ سے اپنی احتیاج ظاہر کرتے ہیں تو تیری عزت کا کیا ٹھکانا“ اس کے چہرے پر غیظ و غضب کے آثار نمایاں ہو گئے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہشام کے ایک صاحب ہشام کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے خالد کو امیر المومنین کا ایسے الفاظ میں ذکر کرتے سنا ہے کہ میں انہیں بیان نہیں کر سکتا، ہشام نے کہا کیا اس نے لاحول کہا؟ انہوں نے کہا نہیں، بلکہ اس سے بھی سخت لفظ کہا ہے۔ ہشام نے کہا ہو کیا؟ انہوں نے کہا میں کبھی اسے اپنی زبان سے دہرا نہیں سکتا۔ غرض کو اسی قسم کی باتیں خالد کی طرف سے ہشام کو برابر پہنچتی رہیں، آخر کار ہشام کے خیالات اس کی طرف سے بگڑ گئے۔

خالد بن عبداللہ کی برطرنی کا فیصلہ:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک تعلقدار خالد کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ کے صاحبزادہ کی دولت ایک کروڑ سے بڑھ گئی ہے مجھے یہ ڈر ہے کہ امیر المومنین کو اس کی اطلاع ہوگی اور وہ اس رقم کو بہت زیادہ خیال کریں گے، اور لوگ تو آپ کی ظاہری شکل کو محبوب رکھتے ہیں اور میں آپ کے جسد اور روح دونوں کو محبوب رکھتا ہوں۔ خالد نے کہا کہ اسد بن عبداللہ نے بھی مجھ سے یہ کہا تھا معلوم ہوتا ہے کہ تم ہی نے انہیں اس بات کا مشورہ دیا ہوگا۔ اس تعلقدار نے اس بات کا اقرار کیا۔ خالد نے کہا میرے بیٹے کے معاملہ کو چھوڑ دو

اس کی تو یہ حالت ہے کہ اگر ایک درہم بھی وہ کبھی مانگتا ہے تو وہ اسے نہیں ملتا۔

جب ہشام کو خالد کے متعلق مسلسل ایسی باتوں کی اطلاع پہنچتی رہی جسے وہ اچھا نہیں سمجھتا تھا تو اس نے اس کو برطرف کر

دینے کا ارادہ کر لیا۔ مگر اس بات کو ابھی بالکل پوشیدہ رکھا۔

یوسف بن عمر کو عراق جانے کا حکم:

ہشام نے خالد کو معزول کر دینے کے ارادہ کو کسی شخص سے بیان نہیں کیا، بلکہ خود اپنے قلم سے یوسف اپنے عامل یمن کو لکھا کہ تم

تمیں آدمیوں کے ساتھ عراق جاؤ۔ یوسف کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور اس کے بالکل قریب پہنچ کر اس نے رات بسر کی، خالد کے افسر

مال گزاری طارق نے اپنے بیٹے کی ختنہ کرائی تھی اور اس تقریب کے موقع پر اس نے ایک ہزار آزاد غلام، ایک ہزار خادم اور ایک

ہزار چھوکریاں علاوہ نقد اور کپڑوں وغیرہ کے خالد کو نذر دی تھیں۔ رات کو پہرہ دینے والے پولیس والے یوسف اور اس کے

ساتھیوں کے پاس سے گزرے، یوسف اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ عطر کی خوشبو اس کے لباس سے مہک رہی تھی۔ گشت والوں نے

پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا راہ گیر ہیں۔ گشت کرنے والوں نے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ انہوں نے کہا بعض مواضع میں۔ گشت

والے طارق اور اس کے مصاحبین کے پاس آئے۔ یہ واقعہ بیان کیا اور کہنے لگے ہم ان لوگوں کو اچھا نہیں سمجھتے، ہمارا خیال ہے کہ ہم

انہیں قتل کر ڈالیں۔ اگر یہ خارجی ہوئے تو ان کے شر سے ہم کو نجات مل جائے گی اور اگر وہ تمہارے لیے آئے ہوں گے تو آپ کو اس

کا علم ہو جائے گا اور آپ جس غرض کے لیے وہ آئے ہوں گے اس کے خلاف تیاری کر لیں گے۔ مگر طارق نے ان کے قتل سے

پولیس کو منع کر دیا۔ پولیس کے جوان پھر اپنی گشت پر چلے گئے۔

یوسف بن عمر اور گشتی پولیس کی گفتگو:

جب صبح کو یوسف اور اس کے ہمراہی اس مقام سے اٹھ کر بنی ثقیف کے مکانوں میں چلے آئے تو پہرہ والوں کا پھر ادھر گزر

ہوا۔ ان میں سے ایک نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ راہ گیر ہیں۔ سپاہی نے پوچھا کہاں جاؤ گے؟ انہوں نے کہا

بعض دیہات میں۔ یہ گشت والے پھر طارق اور اس کے مصاحبین کے پاس آئے اور کہا کہ وہ لوگ بنی ثقیف کے مکانوں میں چلے

آئے ہیں اور ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ انہیں قتل کر دیں، مگر سب لوگوں نے انہیں منع کر دیا۔

خالد بن عبداللہ اور طارق بن ابی زیاد کی گرفتاری:

ادھر یوسف نے ایک نقیضی سے کہا کہ یہاں جتنے مضری ہوں سب کو میرے پاس بلا لاؤ۔ اس شخص نے اس کے حکم کی تعمیل کی،

فجر کی نماز کے وقت یوسف مسجد میں آیا۔ موذن کو اقامت کا حکم دیا۔ موذن نے کہا امام کو آ جانے دیجیے۔ یوسف نے اسے ڈانٹ

بتائی۔ موذن نے اقامت کہی یوسف آگے بڑھا، اس نے ایک رکعت میں اذاعت اور دوسری میں سائل سائل، تلاوت کی،

پھر خالد طارق اور ان کے مصاحبین کو اپنے آدمی بھیج کر گرفتار کر لیا اور ادھر دعوت کے لیے دیکھیں پک رہی تھیں۔

ربیع بن سابور کا بیان:

ربیع بن سابور بنی الحریش کے آزاد غلام جو ہشام کی فوج خاصہ کے افسر تھے اور جن کے پاس ہشام کی مہربانی رہتی تھی بیان

کرتے ہیں کہ ہشام کے پاس خالد کا خط آیا جس سے وہ سخت برہم ہوا۔ اسی زمانہ میں جناب یوسف ابن عمر کا آزاد غلام یوسف کا خط

لے کر ہشام کے پاس آیا تھا ہشام نے اس خط کو پڑھا اور پھر سالم بن عبد الملک کے آزاد غلام کو حکم دیا کہ تم اپنی ہی طرف سے اس کا جواب دے دو۔ مگر خود ہشام نے بھی ایک چھوٹا سا خط خود اپنے قلم سے لکھا مجھ سے کہا کہ سالم کا لکھا ہوا خط لے آؤ (سالم ہشام کے میرنشی تھے) میں اس خط کو لے آیا۔ ہشام نے اس اپنے چھوٹے سے خط کو بھی اس خط میں پیٹ دیا۔ پھر مجھے حکم دیا کہ اس پر مہر لگا دو میں نے مہر لگا دی پھر یوسف کے قاصد کو بلا کر اس سے کہا کہ تیرا آقا اپنی حد سے اگے تجاؤ نہ کر گیا ہے اور ایسی شے کی درخواست کرتا ہے جو اس کے مرتبہ سے ارفع ہے۔ ہشام نے پھر مجھے حکم دیا کہ اس کے کپڑے پھاڑ ڈالو اپنے حکم سے اس کے کوزے لگوائے اور کہا اسے میرے پاس سے نکال دو اور یوسف کا یہ خط اسے دے دو۔ میں نے وہ خط جندب کو دے دیا اور کہا جا تیری جان نیکی۔

بشیر بن ابی ثلجہ کا عیاض کے نام خط :

بشیر بن ابی ثلجہ الدرونی کے دل میں جو سالم کا مددگار تھا شبہ پیدا ہوا اور اس نے کہا کہ یہ محض دکھاوا ہے امیر المومنین نے یوسف کو عراق کا گورنر جنرل مقرر کر دیا۔ اس نے سالم کے مکانات کے مختار عام عیاض کو لکھا تمہارے گھر والوں نے تمہیں یعنی کپڑا بھیجا ہے جب وہ تمہارے پاس پہنچے تم اسے پہن لو (یعنی قتل کر ڈالو) اور اللہ کا شکر کرو۔ مگر اب بشیر اپنے اس خط لکھنے پر نادم ہوا اور اس نے دوسرا خط عیاض کو لکھا کہ تمہارے لوگوں کا خیال اب بدل گیا ہے اور وہ اب کپڑا نہیں بھیجیں گے لہذا اب تم اس پر بھروسہ نہ کرو۔ عیاض اس دوسرے کو خط لے کر طارق کے پاس آیا۔ طارق نے کہا کہ صحیح اطلاع پہلے ہی خط میں ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا دوست اطلاع دے کر نادم ہوا اور اسے یہ خوف ہوا کہ مبادیہ بات ظاہر ہو جائے۔ اس لیے اس نے یہ دوسرا خط بھیجا ہے۔

طارق بن ابی زیاد کی روانگی واسطہ :

طارق کوفہ سے سوار ہو کر خالد کے پاس روانہ ہوا جو واسطہ میں تھا ایک دن اور رات چل کر صبح ہوتے ہی خالد کے پاس پہنچا۔ داؤد البریری نے جو خالد کا میرنشی حاجب اور فوج خاصہ کا افسر تھا طارق کو دیکھا خالد سے جا کر اطلاع کی۔ خالد طارق کے بلا اجازت چلے آنے پر بہت برا فروختہ ہوا۔ مگر جب طارق سامنے آیا تو اس سے آنے کی وجہ دریافت کی۔ طارق نے کہا ایک معاملہ میں مجھ سے خطا ہو گئی ہے۔ اس کی تلافی کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ خالد نے پوچھا گیا۔ طارق نے کہا اس کی وفات اگرچہ میں نے جناب والا کو تعزیت کا خط لکھ دیا تھا مگر میرا فرض تھا کہ میں خود چل کر آپ کی خدمت میں پر سے کے لیے حاضر ہوتا خالد کا دل بھرا آیا۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے۔ طارق سے کہا اچھا اب اپنے مستقر پر چلے جائیے۔ طارق نے کہا مجھے ایک بات راز میں عرض کرنا ہے۔ خالد نے کہا داؤد سے کوئی راز پوشیدہ نہیں۔ طارق نے کہا یہ میرا ایک ذاتی معاملہ ہے داؤد کو یہ جملہ برا معلوم ہوا اور اٹھ کر چلا گیا۔

طارق بن ابی زیاد کا خالد بن عبد اللہ کو مشورہ :

طارق نے تمام واقعہ سے خالد کو اطلاع دی۔ خالد نے پوچھا اب کیا کیا جائے۔ طارق نے کہا آپ خود امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوں اور اگر کوئی شکایت آپ کی ان سے کی گئی ہے تو اس کی معافی چاہیے۔ خالد نے کہا کہ میں اگر بغیر اجازت ان کے پاس چلا جاؤں تو میں بہت ہی برا آدمی ہوں گا۔ طارق نے کہا اچھا تو یہ دوسری ترکیب کیجیے خالد نے کہا وہ کیا۔ طارق نے کہا آپ تو اپنے علاقہ کے دورہ پر چلے جائیے اور میں شام جاتا ہوں آپ کے لیے اجازت حاصل کرتا ہوں اور ابھی آپ اپنے علاقہ کی

انتہائی سرحد پر بھی نہ پہنچیں گے کہ امیر المومنین کی اجازت آپ کو پہنچ جائے گی۔ خالد نے کہا یہ بھی ٹھیک نہیں۔ طارق نے کہا تو اچھا میں جاتا ہوں اور ان سنین میں آمدنی میں جو کمی ہوئی ہے اس کی ضمانت کرتا ہوں اور ابھی آپ کے لیے فرمان استقلال لے آتا ہوں۔ خالد نے پوچھا وہ کتنی رقم ہوگی۔ طارق نے کہا دس کروڑ۔ خالد نے کہا بھلا اتنی بڑی رقم مجھے کہاں سے ملے گی؟ میں چاہوں تو دس ہزار بھی نہیں ملتے۔ طارق نے کہا میں اور سعید بن راشد چار کروڑ دیں گے زینی اور ابان بن الولید دو کروڑ دیں گے بقیہ رقم آپ اپنے دوسرے عمال پر تقسیم کر دیجیے۔ خالد نے کہا کہ اگر میں کسی کو دے کر واپس لوں تو میں نہایت ہی ذلیل آدمی ہوں۔ میں یہ بھی نہیں کر سکتا۔ طارق نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو اور خود کو اپنے مال کا صدقہ دے کر بچالیں اور دنیا پر لات ماریں۔ اور اس طرح یہ موجودہ نعمت حکومت آپ کے اور ہمارے پاس باقی رہے گی۔ یہ صورت اس سے تو اچھی ہے کہ کوئی اور آ کر ہمارے مال کا مطالبہ کرے جو اس وقت کوفہ کے تاجروں کے پاس ہے جو اس وقت سینے نکالے ہوئے ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ ہم قتل کر دیئے جائیں تاکہ وہ اس روپیہ کو ہضم کر جائیں۔ خالد نے اس بات کے ماننے سے بھی انکار کر دیا۔ طارق نے اس سے رخصت چاہی رونے لگا اور اس نے کہا کہ دنیا میں یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔

طارق بن ابی زیاد کی مراجعت:

طارق چلا آیا۔ اب داؤد خالد کے پاس گیا۔ خالد نے داؤد سے سارا واقعہ بیان کیا۔ داؤد نے کہا کہ طارق جانتا تھا کہ آپ تو بغیر اجازت کے جانیں سکتے اس لیے اس نے چاہا کہ آپ کو دھوکہ دے کر خود شام جائے اور پھر وہ اور اس کا بھتیجا سعید بن راشد عراق پر حکمران ہو کر آئیں۔ طارق کوفہ چلا گیا اور خالد حمصہ کی طرف روانہ ہوا۔

یوسف کے قاصد کی یمن میں آمد:

ادھر یوسف کے پاس جب یمن میں اس کا قاصد آیا تو اس نے قاصد سے پوچھا کہ بخیر ہے۔ قاصد نے کہا خیر نہیں ہے امیر المومنین ناراض ہیں۔ انہوں نے مجھے مارا آپ کے خط کا جواب نہیں لکھا البتہ یہ میری نشی سالم کا خط ہے۔ یوسف نے خط چاک کیا اسے پڑھا جب آخر میں پہنچا تو وہ خط پڑھا جو ہشام نے اپنے قلم سے لکھا تھا۔ اس خط میں یوسف کو حکم دیا تھا کہ تم عراق جاؤ میں نے تمہیں عراق کا صوبہ دار مقرر کر دیا ہے۔ کسی شخص کو اس کی اطلاع مت کرنا۔ ابن النصرانیہ (خالد) اور اس کے عمال کو گرفتار کر کے مجھے ان کی جانب سے راحت اور اطمینان دلاؤ۔

یمن میں صلت بن یوسف کی قاسم مقامی:

یوسف نے حکم دیا کہ کسی ایسے شخص کی تلاش کی جائے جو راستہ سے اچھی طرح واقف ہو۔ چند آدمی پیش کیے گئے، یوسف نے ایک کا انتخاب کیا اور اسی روز روانہ ہو گیا۔ اپنے بیٹے صلت کو یمن پر اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ صلت باپ کی مشایعت کے لیے کچھ دور آیا جب واپس جانے لگا تو یوسف نے پوچھا کہ آپ کہاں جاتے ہیں؟ یوسف نے سو کوڑے اس کے مارے اور کہا اے حرام زادے کیا اگر میں کسی جگہ استقلال سے بیٹھوں گا تو وہ تجھ سے پوشیدہ رہے گی، چلتے چلتے جب ایسی جگہ پہنچا جہاں سے دورا سٹے علیحدہ علیحدہ جاتے تھے تو پوچھا یہ راستہ کہاں جاتا ہے؟ کہا گیا کہ یہ راستہ عراق کو جاتا ہے۔ یوسف نے کہا عراق ہی کو لے چل۔ غرض کہ اسی طرح یوسف کوفہ پہنچ گیا۔

حسان البطی کا بیان:

حسان البطی کہتے ہیں کہ میں نے ہشام کے لیے حلو اتیار کیا تھا۔ میں اس کے سامنے تھا اور وہ اس حلوے کو دیکھ رہا تھا، اتنے میں اس نے مجھ سے کہا حسان یمن میں سے کوئی شخص کتنے عرصہ میں عراق آ جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا۔ ہشام نے یہ شعر پڑھا:

امرتك امرا حازما فعصيتني فاصبحت مسلوب الامارة نادما

ترجمہ: ”میں نے ایک دوراندیشی کی بات تجھ سے کہی تھی مگر تو نے نہ مانی، نتیجہ یہ ہوا کہ تیری امارت چھین گئی اور تو اپنی حماقت پر پشیمان ہوا۔“

تھوڑے ہی عرصہ بعد عراق سے یوسف کا خط آیا کہ وہ عراق پہنچ گیا۔ یہ واقعہ جمادی الآخرہ ۱۲۰ ہجری کا ہے۔

طارق بن ابی زیاد کی طلبی:

سالم بن زبیل کہتے ہیں کہ جب ہم نجف آئے تو یوسف نے مجھے حکم دیا کہ طارق کو لے آؤ، میں انکار تو کر نہیں سکتا تھا، مگر میں نے اپنے دل میں کہا کہ بھلا میں کس طرح طارق سے ایسی حالت میں کہ وہ برسر اقتدار ہے عہدہ برا ہو سکتا ہوں، کوفہ آ کر میں نے طارق کے غلاموں سے کہا کہ مجھے طارق سے ملنے کی اجازت دو۔ انہوں نے مجھے پٹا۔ میں نے چلا کر طارق کو آواز دی اور کہا کہ میں سالم یوسف کا آزاد غلام ہوں جو عراق کا والی ہو کر آیا ہے۔ طارق یہ سنتے ہی نکلا اپنے غلاموں کو ڈانٹا اور کہا کہ میں خود ان کے پاس آتا ہوں۔

طارق بن ابی زیاد کی گرفتاری:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یوسف نے کیسان کو حکم دیا کہ جا کر طارق کو میرے پاس لے آؤ۔ اگر وہ خود آ رہا ہو تو گھوڑے کی زین پر بٹھا کر عزت سے لانا اور اگر نہ آ رہا ہو تو گھسیٹے ہوئے لاؤ۔ کیسان حیرہ میں عبدالمسیح کے مکان میں آیا۔ یہ شخص اہل حیرہ کا رئیس اعظم تھا۔ کیسان نے اس سے کہا کہ یوسف عراق کا گورنر مقرر ہو کر آیا ہے اور انہوں نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ طارق کی مشکلیں باندھ کر اس کی خدمت میں حاضر کریں۔ عبدالمسیح اپنے بیٹوں اور غلاموں کو لے کر طارق کی قیام گاہ پہنچا۔ طارق کا ایک بہادر غلام تھا اور اس کے ساتھ اور بہادر غلام تھے جو تمام اسلحہ سے آراستہ تھے۔ اس غلام نے طارق سے کہا اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنے ساتھیوں کو لے کر ان پر حملہ کر کے سب کو قتل کر ڈالتا ہوں، پھر آپ کو موقع مل جائے گا، جدھر چاہیں چلے جائیں گے۔

بہر حال طارق نے کیسان کو اندر بلا لیا اور پوچھا کیا امیر روپیہ چاہتے ہیں۔ کیسان نے کہا: ہاں! طارق نے کہا وہ جتنا مانگیں میں دینے کے لیے تیار ہوں۔ اب یہ سب کے سب یوسف سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے۔ اتنے میں یوسف بھی حیرہ پہنچ گیا تھا۔ یہیں ان کی ملاقات ہوئی، یوسف نے طارق کو دیکھتے ہی نہایت بری طرح اسے پٹوایا۔ کہا جاتا ہے کہ پانچ سو کوڑے لگوائے یوسف کو ذمہ داخل ہوا اور عطاء بن مقدم کو اس نے خالد کے پاس حمسہ بھیجا۔

عطاء بن مقدم کی روانگی حمسہ:

عطاء کہتے ہیں کہ میں دربان کے پاس آیا، میں نے اس سے کہا میرے لیے ابی الہیثم سے ملنے کی اجازت لاؤ۔ دربان منہ بنا

کر اندر چلا گیا۔ خالد نے پوچھا کیا ہے؟ دربان نے کہا خیریت ہے۔ خالد نے کہا خیریت تو معلوم نہیں ہوتی۔ دربان نے کہا کہ عطاء بن مقدم نے آ کر مجھ سے کہا کہ میں ابی الہیثم سے ملنا چاہتا ہوں۔ خالد نے کہا انہیں آنے دو۔ میں سامنے گیا۔ خالد نے کہا اس کی ماں مٹھ کا برا ہو، میں ابھی اپنی جگہ بیٹھا بھی نہ تھا کہ حکم بن الصلت آئے اور خالد کے پاس بیٹھ گئے خالد نے ان سے کہا جو شخص کہ اب مجھ پر والی ہوگا وہ تمہارے مقابلہ میں مجھے زیادہ محبوب ہے۔

یوسف بن عمر کا اہل کوفہ کو خطاب:

یوسف نے کوفہ میں تقریر کی جس میں اس نے بیان کیا کہ امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ابن النصرانیہ کے تمام عاملوں کو گرفتار کر کے امیر المومنین کو ان کی جانب سے مطمئن کر دوں۔ میں اس حکم کی پوری تعمیل کروں گا بلکہ اس سے زیادہ کروں گا۔ اے عراقیو! جو تم میں منافق ہیں انہیں تلوار سے قتل کروں گا اور تمہارے فاسقوں و بد معاشوں کو عذاب دے دے کر ہلاک کروں گا۔ اتنا کہہ کر یوسف منبر سے اتر آیا اور واسط چلا گیا اور یہیں خالد اس کے سامنے پیش کیا گیا۔

خالد بن عبداللہ کی گرفتاری و ضمانت:

یوسف نے خالد کو قید کر دیا مگر ابان بن الولید اور اس کے دوستوں نے نوے لاکھ درہم پر اس کی جانب سے صلح کر لی۔ مگر اب اقرار کر لینے کے بعد یوسف اپنے کیے پر نادم ہوا۔ اس سے لوگوں نے کہا کہ اگر تم اقرار نہ کر لیتے تو اس سے دس کروڑ وصول کرتے۔ یوسف نے کہا مگر اب میں اپنی زبان نہیں پھیر سکتا۔ میں اقرار کر چکا ہوں۔ خالد کے دوستوں نے خالد کو اس کی اطلاع دی۔ خالد نے کہا تم نے برا کیا کہ پہلے ہی دہلہ میں نوے لاکھ منظور کر لیے اور مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ اس رقم کو وصول کرنے کے بعد اپنے اقرار سے پھر جائے گا۔ اور مزید رقم کا مطالبہ کرے گا۔ تم لوگ اس کے پاس پھر جاؤ۔

ابان بن الولید کی ضمانت سے دستبرداری:

یہ لوگ یوسف کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ ہم نے خالد کو اتنی رقم پر سمجھوتہ کی اطلاع دی۔ وہ ہماری ضمانت کو ماننے کے لیے تیار نہیں وہ کہتا ہے کہ میں اتنی رقم کسی طرح ادا نہیں کر سکتا۔ یوسف نے کہا یہ تو تم ہی خوب جانتے ہو گے یا تمہارا دوست میں تو اپنے اقرار سے اب پھرتا نہیں تم اگر پھرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں روکتا بھی نہیں۔ انہوں نے کہا تو اچھا ہم اپنے عہد ضمانت سے دست کش ہوئے جاتے ہیں۔ یوسف نے پوچھا کیا واقعی تم ایسا کرتے ہو۔ انہوں نے کہا جی ہاں! یوسف نے کہا تو اب یاد رکھو چونکہ نقص عہد کی ابتداء تم نے کی ہے اس لیے اب میں نہ یہ رقم قبول کروں گا اور نہ اس کی دوگنی اور نہ چوگنی۔

چنانچہ یوسف نے اس سے کہیں زیادہ رقم اس سے وصول کی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے دس کروڑ لیے۔

خالد بن عبداللہ کی دولت و جائیداد:

ابن عیاش راوی ہیں کہ ہشام نے خالد کے معزول کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ خالد نے عراق میں بڑی جائیداد پیدا کر لی تھی، نہریں کھدوائی تھیں، جن کی آمدنی دو کروڑ تک پہنچ گئی تھی۔ صرف نہر خالد کی آمدنی پچاس لاکھ تھی اسی طرح باجوی، بارمانا، مبارک، جامع، کوراما، بوز اور قلیج کی نہریں تھیں، مگر باوجود اس کے خالد اکثر کہا کرتا تھا، بخدا! میں مظلوم ہوں۔ یہ جس قدر زمین ہے از روئے حق میری ہے اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علاقہ سواد کا چوتھائی حصہ بنی بخیلہ کو دے

دیا تھا۔

عریان بن الہیثم کا خالد کو مشورہ:

عریان بن الہیثم کہتے ہیں کہ میں اپنے دوستوں سے اکثر کہا کرتا تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ خالد اس بات سے بالکل خالی الذہن ہے کہ قریشی اسے اور اس جیسے کسی اور کو کبھی پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھیں گے۔ یہ لوگ بڑے حاسد ہیں اور دیکھ لینا اس سے کیا کیا باتیں پیدا ہوں گی۔ میں نے ایک دن خالد سے کہا کہ یہاں بعض ایسے لوگ ہیں جن کی نظروں پر آپ چڑھ گئے ہیں، یہ قریش ہیں آپ کے اور ان کے درمیان کوئی ناتایا قرابت بھی نہیں ہے، انہیں آپ کی پرواہ نہیں، مگر آپ کو ان کا خیال ضرور رکھنا چاہیے میں آپ کو خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ کیوں نہیں ہشام کو اپنی جائیداد و املاک کی مفصل اطلاع دے دیتے اور جو چیز ان کو پسند آئے اسے کیوں نہ نہیں کر دیتے۔ کیونکہ وہ پھر آپ سے بگاڑ نہیں پیدا کرے گا، چاہے وہ اسے دل سے چاہتا ہو۔ میں قسمیہ کہتا ہوں۔ کہ اگر کچھ چلا جائے اور کچھ باقی رہے تو یہ اس سے تو اچھا ہے کہ سب کا سب چلا جائے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ تمہارا کوئی مخالف یا حاسد ہشام کے پاس آئے گا اور وہ اس کے بیان کو سچ سمجھ لے گا، تم اگر اپنی خوشی سے یہ دے دو تو یہ اس سے تو اچھا ہے کہ تم سے زبردستی چھین لیا جائے۔

خالد بن عبداللہ کی ضد:

خالد نے سن کر کہا میں تم پر بدینتی کا الزام نہیں رکھتا۔ مگر یہ کبھی نہیں ہوگا، اس پر میں نے کہا آپ میرے مشورہ پر عمل کیجیے، مجھے اپنا وکیل بنا کر ہشام کے پاس متعین کر دیجیے۔ اگر کوئی لڑی کھل جائے گی تو میں اسے مضبوطی سے کس دوں گا اور اگر کوئی گانٹھ پڑ گئی تو میں اسے کھول دوں گا۔ خالد نے کہا میں ہرگز ایسی ذلت گوارا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ میں نے اس سے کہا یہ تو آپ خوب جانتے ہیں کہ آپ کی ساری جائیداد و املاک اسی کی سلطنت میں ہیں، کیا اگر وہ انہیں لے لے تو آپ اسے روک سکتے ہیں۔ خالد نے کہا میں نہیں روک سکتا۔ میں نے کہا ہاں تو پھر یہ بہتر ہے کہ خود آپ اس میں مسابقت کریں اور اسے نذر کر دیں کیونکہ وہ اسے آپ ہی کی نگرانی میں دے دے گا اور اس وجہ سے آپ کا شکر گزار ہوگا۔ اور اگر چہ آپ پر سوائے اس کے کہ جس سے وہ آپ ابتداء کرے اور کوئی احسان نہ رہے تب بھی آپ اس قابل ہوں گے کہ اپنی جائیداد کو سنبھال لیں اور اس پر قبضہ رکھیں۔ خالد نے کہا کہ یہ بھی کبھی نہیں ہو سکتا۔

تب میں نے اس سے کہا اچھا اگر وہ تمہیں برطرف کر دے اور تمہاری تمام جائیداد کو ضبط کر لے تو تم کیا کرو گے، بہتر یہ ہے کہ تم ہی اس معاملہ میں ابتداء کرو اور یہ سب کچھ اس کے نذر کر دو۔ اس لیے کہ اس کے بھائی، بیٹوں اور خاندان والوں نے پہلے ہی اس معاملہ میں تمہاری بہت کچھ شکایت کر دی ہے اور پھر تمہیں یہ موقع ملے گا کہ تم اپنی چالوں سے ان کی سازش کو انہیں پرالٹ دو۔ اور پھر ہشام سے تم جس طرح چاہنا اپنی منہ مانگی مرادیں حاصل کر لینا۔

خالد نے کہا جو کچھ تم نے کہا میں نے اسے سمجھا مگر میں یہ بھی نہیں کروں گا۔

عریان کہنے لگے گویا میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں کہ خالد معزول کر دیا گیا ہے، اس کا مال ضبط کر لیا گیا ہے، اس پر الزام لگایا گیا ہے اور پھر کوئی تدبیر اس کے حق میں مفید ثابت نہیں ہوتی۔ چنانچہ بعینہ ایسا ہی ہوا۔

بلال بن ابی بردہ کی خالد بن عبداللہ سے درخواست :

بلال بن ابی بردہ کو جو خالد کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا۔ جب ہشام کی خالد پر خفگی کا علم ہوا تو اس نے خالد کو لکھا کہ ایک معاملہ رونما ہوا ہے کہ مجھے آپ سے بالمشافہ گفتگو کرنے کے سوا چارہ نہیں۔ آپ اگر مناسب سمجھیں تو مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت مرحمت فرمائیے۔ کیونکہ صرف ایک رات اور دن آپ تک آنے میں صرف ہوں گے۔ ایک دن میں آپ کے پاس رہوں گا اور پھر اسی طرح ایک رات اور دن میں واپسی کا سفر طے کر کے اپنے مستقر پر آ جاؤں گا۔ خالد نے لکھ دیا کہ جب چاہو آ جاؤ۔ بلال مع اپنے دو آزاد غلاموں کے تیز رفتار اونٹوں پر سوار ہو کر روانہ ہوا ایک دن اور ایک رات چل کر مغرب کی نماز کو فہ میں آ کر پڑھی۔ بصرہ سے کوفہ اسی فرسخ تھا۔ خالد کو اس کے آنے کی اطلاع پہنچ گئی۔ خود خالد اس کے پاس آیا مگر ذرا اس سے برا فروختہ ہو گیا تھا۔ خالد نے اس سے پوچھا کہ ابو عمر و کیا تم نے خود کو تھکا دیا ہے۔ بلال نے کہا جی ہاں! خالد نے کہا بصرہ کب چھوڑا۔ بلال نے کہا کل۔ خالد نے کہا کیا جو تم کہہ رہے ہو وہ سچ ہے۔ بلال نے کہا بخدا! ایسا ہی ہے۔ خالد نے کہا اچھا کہیے اتنی تکلیف کیوں گوارا کی۔ بلال نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ امیر المومنین آپ سے ناراض ہیں اور انہوں نے اس کا اظہار بھی کیا ہے۔ ان کے بیٹوں اور خاندان والوں نے آپ کی ان سے شکایت کی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو خود ان کے پاس جائیں ہمارا کچھ روپیہ انہیں دینے کا وعدہ کیجیے اس کے عوض اپنے استقلال کا حکم حاصل کیجیے تاکہ ہم لوگ اپنی جگہ مطمئن ہوں۔ پھر اپنا تمام مال و متاع ان کے سامنے پیش کر دیجیے اس میں سے جتنا وہ لیں گے اگر کے عوض میں اتنا ہی ہم آپ کو بعد میں دے دیں گے۔

بلال بن ابی بردہ کی مراجعت بصرہ :

خالد نے کہا میں تم پر ایم نہیں رکھتا، مگر مجھے غور کرنے دو۔ بلال نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ آپ ابھی سوچتے ہی رہیں گے اور آپ کے خلاف جلد کارروائی ہو جائے گی۔ خالد نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلال نے کہا قریش کو آپ خوب جانتے ہیں اور وہ ضرور اس معاملہ میں آپ کے خلاف فوری کارروائی کریں گے۔ خالد نے کہا بلال اپنی کوئی شے جبراً تو کبھی بھی نہ دوں گا۔ بلال نے کہا کیا جناب والا میں کچھ اور عرض کروں۔ خالد نے کہا ہاں کہو۔ بلال نے کہا کہ آپ کے مقابلہ میں ہشام اس معاملہ میں زیادہ معقول درجہ رکھتا ہے۔ وہ کہے گا میں نے تجھے والی بنایا اور تیرے پاس اس وقت کچھ نہ تھا، مگر پھر بھی تو اپنی اس دولت میں جواب تیرے پاس جمع ہو گئی ہے میرا کوئی حق نہیں سمجھتا اور مجھے کچھ نذر نہیں دیتا۔ ایک مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ حسان اللہی اسے ایسے سبز باغ دکھائے گا کہ آپ اس کا اور اک بھی نہیں کر سکتے اس لیے اس مہلت کو غنیمت سمجھئے۔ خالد نے کہا میں اس معاملہ پر غور کرتا ہوں تم اب اپنے مستقر پر واپس چلے جاؤ۔ بلال واپس جانے لگا وہ کہتا جاتا تھا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ گویا ایک دور کا شخص اس پر مسلط کر کے بھیجا گیا ہے جو تند خو بد طبیعت، بے دین اور بے شرم ہے اور جس نے خالد کو گرفتار کر کے اپنا سخت کینہ اور عداوت اس سے نکالی ہے۔ چنانچہ بالکل ایسا ہی ہوا۔

اسی بلال نے کوفہ میں ایک مکان بنایا تھا۔ خالد نے اس کے دیکھنے کی استدعا کی تھی مگر خالد یوں تو گیا نہیں البتہ گرفتار کر کے اسی مکان میں رکھا گیا اس کے بعد سے آج تک یہ مکان جیل خانہ ہی بن گیا۔

خالد اپنی تقریر میں کہا کرتا تھا کہ آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں زرخ گراں کر دیتا ہوں جو ایسا کرتا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو اصل

بات یہ تھی کہ ہشام نے خالد کو لکھا دیا تھا جب تک ہماری خام اجناس فروخت نہ ہو جائیں کسی اور کی نہ بکنے پائیں۔ اس بنا پر قیمت اتنی چڑھی کہ ایک کیلچہ غلہ ایک درہم کو بکنے لگا۔

شوال ۱۰۵ھ میں خالد عراق کا والی مقرر ہوا اور جمادی الاول ۱۲۰ھ ہجری میں اس عہدہ سے معزول کر دیا گیا۔

جعفر بن خطلہ کی برطرفی:

اسی سنہ میں یوسف عراق کا والی ہو کر آیا اس کے آنے کا وہ سبب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ نیز اسی سنہ میں یوسف نے جعفر بن خطلہ کو موقوف کر کے جدیع بن علی الکرمانی کا والی مقرر کیا۔ یہ بھی لگایا گیا ہے کہ عراق آنے کے بعد یوسف نے سلم بن قتیہ کو خراسان کا والی کرنا چاہا۔ ہشام کو اس بارہ میں لکھا اور اس تقریر کی اجازت پائی، ہشام نے لکھا کہ سلم بن قتیہ ایک ایسا شخص ہے کہ خراسان میں اس کا خاندان نہیں ہے کیونکہ اگر ہوتا تو اس کا باپ قتل نہ کیا جاتا۔

کرمانی کا امارت خراسان پر تقرر اور معزولی:

بیان کیا گیا ہے کہ یوسف نے ولایت کا پروانہ کرمانی کے نام بنی سلیم کے ایک شخص کے ہاتھ بھیجا۔ کرمانی اس وقت مرو میں تھا کرمانی نے فرمان وصول کرتے ہی اہل مرو کے سامنے تقریر کی۔ حمد و ثنا کے بعد اس نے اسد اور اس کے خراسان آنے اور جو جو تکالیف اور لڑائیاں ہوئیں انہیں اور جو فلاح و بہبودی کے کام اہل خراسان کے لیے اسد کے ہاتھوں سرانجام پذیر ہوئے انہیں بیان کیا، پھر اس نے اسد کے بھائی خالد کا اچھے الفاظ میں تذکرہ کیا اور اس کی تعریف کی، پھر یوسف کے عراق کا والی ہونے کی خبر لوگوں کو بتائی، حکومت کی فرمانبرداری اور یک جہتی اور اتحاد کی تاکید کی اسد کے لیے دعاء مغفرت مانگی، معزول شدہ کے لیے خدا سے معافی کی درخواست کی اور نئے آنے والے (یوسف) کو مبارک باد دی اور پھر منبر سے اتر آیا۔

اسی سنہ میں کرمانی خراسان کی ولایت سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ نصر بن سیار بن لیث بن مراع بن ربیعہ بن حری بن عوف بن عامر بن جندع بن لیث بن بکیر بن عبدمناتہ بن کنانہ خراسان کا والی مقرر کیا گیا۔ ان کی ماں زینب بنت حسان القسسی تھیں۔



باب ۶

نصر بن سیار

امارتِ خراسان پر نصر بن سیار کا تقرر:

جب ہشام کو اسد کی موت کا علم ہوا تو اس نے اپنے دوستوں سے مشورہ کیا کہ کون ایسا شخص ہے جو خراسان کی حکومت کی بوجہ احسن چلا سکے ان لوگوں نے کئی آدمیوں کے نام پیش کیے اور ہشام کے پاس ان کے نام لکھ کر پیش کر دیئے جن اصحاب کی اس عہدہ کے لیے سفارش کی گئی تھی ان میں یہ لوگ تھے عثمان بن عبداللہ بن الشیر، یحییٰ بن منذر الرقاشی، نصر بن سیار اللیشی، قطن بن قتیہ بن مسلم، جسر بن المزاحم السلسی (از قبیلہ بنی حرام) عثمان بن عبداللہ بن الشیر کے متعلق کہا گیا کہ یہ شراب پیتے ہیں۔ جسر کے لیے کہا گیا کہ یہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں۔ ابن حصین کے متعلق کہا گیا کہ ان میں بڑائی کا خیال اور نخوت ہے۔ قطن بن قتیہ کے متعلق کہا گیا کہ چونکہ ان کا باپ وہیں قتل کیا گیا ہے اس لیے یہ انتقام جو ہیں نصر بن سیار کے متعلق کہا گیا کہ ان کا وہاں خاندان نہیں ہے کہ جس کی امداد انہیں حاصل ہو سکے۔ ہشام نے کہا میں خود نصر کا خاندان بنا جاتا ہوں۔ غرض کہ ہشام نے نصر ہی کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا۔

نصر بن سیار کے نام فرمانِ تقرری:

عبدالکریم بن سلط بن عقبہ البقانی (ہفان بن عدی بن حنیفہ) کو نصر کا فرمانِ تقرر دے کر روانہ کیا۔ عبدالکریم اسے لے کر خراسان روانہ ہوا اس کے ہمراہ اس کا منشی ابوالمہند بنی حنیفہ کا آزاد غلام بھی تھا جب یہ سرخس پہنچا تو وہاں اسے کوئی پہچانتا نہ تھا حفص بن عمر بن عبا، التیمی تمیم بن عمر کا بھائی سرخس کا عامل تھا ابوالمہند نے اسے نصر کی ولایت کا حال بتا دیا۔ حفص نے یہ سنتے ہی اپنا ایک قاصد نصر کے پاس بھیجا جس نے یہ خبر نصر کو پہنچا دی۔ اب عبدالکریم بن سلط بھی مرو آ گیا۔ ابولمہند نے کرمانی کو بھی اس کی اطلاع دے دی کرمانی نے نصر بن حبیب بن بحر مالک بن عمر انکرمانی کو نصر بن سیار کے پاس بھیجا مگر اس سے پہلے حفص کا قاصد نصر کے پاس پہنچ گیا اور اسی نے سب سے پہلے انیر کہہ کر نصر کو سلام کیا نصر نے اس سے کہا تو مکار شاعر معلوم ہوتا ہے۔ پیامبر نے حفص کا خط پیش کیا۔

اس سے پہلے جعفر بن حظلہ نے کرمانی کو معزول کر کے عمرو بن مسلم کو مرو کا حاکم مقرر کر دیا تھا منصور بن عمرو کو ابرشہر کا اور نصر بن سیار کو بخارا کا عامل مقرر کیا تھا۔

نصر بن سیار اور بختری:

جعفر بن حظلہ کہتے ہیں کہ کئی دن پہلے کہ نصر کا فرمانِ تقرر آئے میں نے نصر کو بلایا اور کہا کہ میں تمہیں بخارا کا عامل مقرر کرتا ہوں۔ نصر نے بختری بن مجاہد سے مشورہ کیا بختری نے کہا (یہ بھی بنی شیبان کے آزاد غلام ہیں) اس سے کہا کہ تم اسے قبول مت کرو۔ نصر نے وجہ پوچھی بختری نے کہا چونکہ خراسان میں اس وقت تم ہی سارے بنی مضر کے شیخ ہو اس لیے مجھے یقین ہے کہ تم ہی سارے خراسان کے والی بنا دیئے جاؤ گے۔ چنانچہ جب واقعی نصر کا فرمانِ تقرر اسے مل گیا تو اس نے بختری کو بلا بھیجا۔ بختری نے اس

کے قاصد کے آتے ہی اپنے دوستوں سے کہا کہ نصر بن سیار خراسان کا والی مقرر ہوگی۔ بختری نے آ کر نصر کو امیر کہہ کر سلام کیا۔ نصر نے پوچھا آپ کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی۔ بختری نے کہا چونکہ آپ نے آج مجھے بلا بھیجا حالانکہ اس سے پہلے آپ خود میرے پاس آیا کرتے تھے میں سمجھ گیا کہ آپ خراسان کے والی مقرر ہو گئے۔

ہشام سے عبدالکریم کی بنی ربیعہ اور یمنی سرداروں کی سفارش:

بیان کیا گیا ہے کہ جب اسد بن عبداللہ کی موت کی خبر ہشام کو معلوم ہوئی تو اس نے عبدالکریم سے پوچھا کہ بتاؤ میں کس خراسان کا والی مقرر کروں میں تم سے اس لیے مشورہ لیتا ہوں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم خراسان اور وہاں کے امیروں سے اچھی طرح واقف ہو۔ عبدالکریم کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین سے کہا کہ باعتبار اپنی احتیاط تدابیر اور شجاعت کے کرمانی اس کے اہل ہیں۔ امیر المومنین نے اپنا منہ پھیر لیا اور پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے میں نے کہا جلدیع بن علی۔ اس نام سے انہوں نے برا شکون لیا اور کہا میں اسے نہیں کرنا چاہتا، کسی اور کا نام بتاؤ۔ میں نے کہا، چرب زبان آزمودہ کاریجی بن نعیم بن ہبیتہ الشیبانی ابوالسیلا ہشام نے کہا یہ بنی ربیعہ میں سے ہیں اور بنی ربیعہ سے سرحدوں کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ عبدالکریم کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے اپنے جی میں کہا کہ ربیعہ اور یمن دونوں کو اس نے ناپسند کیا ہے آؤ مضر میں سے کسی کا نام لے کر دیکھوں۔ میں نے کہا عقیل بن المعقل اللیشی بھی ہیں اگر آپ ان کی ایک کمزوری کا خیال نہ فرمائیں۔ ہشام نے پوچھا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا وہ عقیف نہیں ہیں۔ ہشام نے کہا میں انہیں بھی نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے عرض کیا منصور بن ابی الحرقا السلمي اگر آپ ان کی ایک فطری خرابی کا خیال نہ فرمائیں کیونکہ ان کی صورت منحوس ہے۔ ہشام نے کہا کسی اور کا نام بتاؤ۔ میں نے کہا بختر بن مراحم السلمي عاقل و شجاع ہیں مگر ذرا جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ ہشام نے کہا جھوٹ بولنے میں بھلائی نہیں۔ میں نے کہا۔ یحییٰ بن حصین، ہشام نے کہا میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ بنی ربیعہ سے سرحد کی حفاظت نہیں ہو سکتی غرض کہ اس طرح جس کی یمنی یا ربیعہ کے سردار کا میں نام لیتا ہشام اسے ناپسند کرتا میں نے ارادہ کیا کہ نصر بن سیار کو سب کے آخر میں رکھا حالانکہ وہی سب میں زیادہ شجاع، دانا اور تجربہ کار سیاست تھا، میں نے عرض کیا کہ نصر بن سیار اللیشی۔ ہشام نے کہا ہاں یہ منظور ہے۔ میں نے کہا ان میں بھی ایک کمی ہے اگر آپ اس کا خیال نہ فرمائیں تو مناسب ہے اگرچہ وہ عقیف و تجربہ کار اور فرزانہ ہیں۔ ہشام نے کہا آخر کہو وہ کیا کمی ہے۔ میں نے کہا خراسان میں ان کا خاندان و قبیلہ بہت کم ہے۔ ہشام نے کہا کیا ڈر ہے، کیا وہ مجھ سے بڑھ کر کسی خاندان کا آرزو مند ہے۔ میں اس کا خاندان اور حامی ہوں۔

یوسف بن عمر کی قیسی سرداروں کی سفارش:

دوسرے ارباب سیر کا بیان ہے کہ جب یوسف بن عمر عراق آیا تو اس نے اپنے دوستوں سے پوچھا کہ کسی ایسے شخص کو بتاؤ جسے میں خراسان کا والی مقرر کروں۔ لوگوں نے اسے مسلم بن سلیمان بن عبداللہ بن حازم، قدید بن منیع المقری، نصر بن سیار عمرو بن مسلم، مسلم بن عبدالرحمن بن سلم، منصور بن ابی الحرقا، سلم بن قتیبہ، یونس بن عبد ربیعہ اور زیاد بن عبدالرحمن القشیری کے نام بتائے۔ یوسف نے یہ سب نام ہشام کے پاس بھیج دیئے، قیسی سرداروں کی بڑی تعریف کی، اس نے سب کے آخر میں نصر بن سیار الکسانی کا نام لکھا تھا ہشام نے خط پڑھ کر کہا کیا وجہ ہے کہ یوسف نے کسان کا نام سب کے آخر میں لکھا ہے۔ یوسف نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ خراسان میں نصر کا قبیلہ اور خاندان بہت تھوڑا ہے۔ ہشام نے اس کے جواب میں یوسف کو لکھا، تمہارے خط کے مضمون سے

میں آگاہ ہوا، تم نے قیسی سرداروں کی جو اتنی تعریف کی ہے اسے بھی میں سمجھا۔ تم نے نصر کے ذکر کے ساتھ اس کے خاندان کی قلت کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ شخص کیسے بے یار و مددگار سمجھا جاسکتا ہے کہ جس کا میں خود حامی ہوں۔ تم نے میرے سامنے قیسیوں کی حمایت کی ہے اور میں تیرے مقابلہ میں بنی خندف کا ساتھ دوں گا۔ نصر کو خراسان کا والی مقرر کر دو، اس کے حامی کم نہیں ہیں، جس کے خود امیر المومنین حامی ہوں بلکہ بنی تمیم ہی کی تعداد خراسان میں سب سے زیادہ ہے۔

ہشام نے نصر کو یہ بھی لکھ دیا تھا کہ تم یوسف بن عمر کو اپنے مراسلات بھیجنا (یعنی یہ کہ تم یوسف کے ماتحت رہو گے) یوسف نے مسلم کو بھی ہشام کے پاس بھیجا تھا اور اس کی بہت کچھ سفارش بھی کی تھی مگر اس نے اسے والی نہیں بنایا۔ اسی طرح اس نے شریک بن عبد ربہ النمیری کو ہشام کے پاس بھیجا تھا اور اس کی سفارش کی کہ اسے خراسان کا گورنر مقرر فرما دیجیے، مگر ہشام نے اسے بھی نے منظور کرنے سے انکار کر دیا۔

حفص کا نظر بن سیار کے نام خط:

نصر نے خراسان سے حکم بن یزید بن عمر بن الاسدی کو بھیجا اور اس کی سفارش کی یوسف نے اسے پٹوایا اور خراسان واپس جانے سے روک دیا۔ البتہ جب یزید بن عمرو بن ہبیرہ آیا تو اس نے حکم بن یزید کو کرمان کا عامل مقرر کیا۔ ہشام نے نصر کا فرمان تقرر عبد الکریم الحنفی کے ہاتھ روانہ کیا۔ ان کے ہمراہ ان کا میرنشی ابوالمہند بنی حنیفہ کا آزاد غلام بھی تھا۔ جب یہ سرخس آئے تو برف گرنے لگی، یہ وہی ٹھہر گئے۔ حفص بن عمرو بن عباد النخعی کے پاس مہمان رہے۔ حفص بن عمرو سے کہا کہ میں نصر کا فرمان تقرر لے کر آیا ہوں۔ یہ ان دنوں سرخس کا عامل تھا۔ حفص نے اپنے غلام کو ایک گھوڑے پر نصر کے پاس روانہ کیا، اسے کچھ روپیہ بھی دیا اور کہا کہ بس اڑے ہوئے چلے جاؤ چاہے گھوڑا مر ہی نہ جائے، جب یہ بیکار ہو جائے اور خرید لینا، غرض کہ جس طرح بنے پوری سرعت کے ساتھ نصر کے پاس پہنچ جاؤ۔

نصر بن سیار اور ابو حفص بن علی الحظلی کی گفتگو:

غلام روانہ ہوا۔ بلخ میں نصر کے پاس آیا۔ نصر اس وقت بازار میں تھا۔ غلام نے خط اس کے حوالہ کیا۔ نصر نے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ اس خط میں کیا ہے۔ غلام نے انکار کیا۔ نصر نے خط اپنی مٹھی میں دبایا، گھر آیا، مگر ابھی سے یہ خبر عام ہو گئی کہ نصر کے پاس خراسان کی ولایت کا فرمان آ گیا ہے۔ نصر کے بعض خاص دوست آئے، انہوں نے اس سے حقیقت دریافت کی۔ نصر نے کہا مجھے تو اب تک کوئی ایسا حکم نہیں ملا۔ اس روز نصر اٹھ رہا۔ دوسرے دن ابو حفص بن علی الحظلی نصر کا خسر نصر کے پاس آیا۔ یہ بہت ہی جلد باز بے وقوف اور دولت مند تھا۔ اس نے نصر سے پوچھا کہ تمام لوگ تمہارے خراسان کا والی مقرر ہونے سے معاملہ میں چہ میگوئیاں کر رہے ہیں، کیا واقعی تمہیں اس کے متعلق کوئی حکم موصول ہوا ہے؟ نصر نے صاف انکار کر دیا۔ یہ اٹھ کر جانے لگا، نصر نے کہا ذرا ٹھہریے اور پھر وہ خط پڑھ کر اسے سنایا۔ ابو حفص نے کہا حفص تمہیں جھوٹ نہیں لکھے گا۔ ابھی وہ اس معاملہ پر گفتگو ہی کر رہے تھے کہ عبد الکریم نے ملاقات کی اجازت طلب کی، اور فرمان تقرر ان کے حوالے کیا، نصر نے اسے دس ہزار درہم دیئے۔

نصر بن سیار کے عمال:

پھر نصر نے مسلم بن عبدالرحمن بن مسلم کو بلخ کا عامل مقرر کیا، وشاح بن بکیر بن وشاح کو مرو و الروذکا، حارث بن عبد اللہ بن

الحشر ج کو ہرات کا زیاد بن عبدالرحمن القشیری کو ابر شہر کا ابو حفص بن علی اپنے خسر کو خوارزم کا اور قطن بن قتیبہ کو سغد کا عامل مقرر کیا ایک یمنی شام کے باشندے نے اس طرز عمل کو دیکھ کر کہا کہ ایسا تعصب تو کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ نصر نے کہا جی ہاں وہ تعصب جو اس سے پہلے تھا۔ غرض کہ نصر نے اس کے بعد آئندہ چار سال تک مضری سردار کے علاوہ کسی کو اور کوئی ذمہ دار عہدہ نہیں دیا۔ خراسان کو ایسا آباد کر دیا کہ اس کے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ مال گزاری میں بھی کمی کر دی اس کی حکومت اور مال گزاری کی وصول یا بی نہایت کامیاب رہی۔ سوار بن الاشعر نے اپنے دو شعروں میں نصر کے انتظام کی تعریف کی۔

نصر بن سيار کی تقریر:

رجب ۱۲۰ ہجری میں نصر کو فرمان تقرر ملا۔ بختری نے اس سے کہا کہ آپ سب لوگوں کو اپنا فرمان تقرر پڑھ کر سنا دیجیے اور کچھ تقریر بھی کیجیے۔ چنانچہ نصر نے مجمع عام میں تقریر کی اور کہا کہ آپ اپنے طرز عمل سے میرے ساتھیوں کو اپنے خلاف کارروائی کرنے سے باز رکھیے کیونکہ ہم آپ کی خوبی اور برائی سے واقف ہیں۔

امیر حج محمد بن ہشام و عمال:

محمد بن ہشام بن اسمعیل اس سال امیر حج تھے۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ سلیمان بن ہشام کی امارت میں حج ہوا۔ بعضوں نے یزید بن ہشام کا نام لیا ہے اس سال محمد بن ہشام مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا۔ عراق اور مشرق کا ناظم اعلیٰ یوسف بن عمرو تھا نصر بن سيار خراسان کا والی تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سنہ میں جعفر بن حظلہ خراسان کا والی تھا۔ یوسف بن عمرو کی جانب سے کثیر بن عبداللہ السلمي بصرہ کا عامل تھا۔ عامر بن عبیدہ الباطلی بصرہ کے قاضی تھے مروان بن محمد آرمینیا اور آذربایجان کا والی تھا۔ ابن شرمہ کوفہ کے قاضی تھے۔

۱۲۱ھ کے واقعات

فتح مطامیر:

اس سنہ میں مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک نے روم کے علاقہ میں جہاد کیا اور مطامیر فتح کیا۔ مروان بن محمد نے سونے کے تخت والے رئیس کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اس کے قلعے سر کیے علاقہ کو برباد کر ڈالا اسے جزیہ دینے پر مجبور کر دیا۔ ایک ہزار اس سے سالانہ جزیہ ٹھہرا باقاعدہ ادائیگی کی ضمانت کے لیے ریغال لے لیے اور مروان نے اسے اسی کے علاقہ کا رئیس بنادیا۔

اسی سنہ میں عباس بن محمد پیدا ہوا۔ اسی سنہ کے ماہ صفر میں واقفی کے بیان کے مطابق یزید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے۔ البتہ ہشام بن محمد نے بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ ماہ صفر ۱۲۲ھ ہجری میں پیش آیا۔

یزید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ:

اس واقعہ کے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ یزید بن علی، محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ خالد بن عبداللہ کے پاس جو اس وقت عراق کا والی تھا آئے خالد نے ان کو بہت سارو پیہ ہدینہ دیا۔ یہ لوگ مدینہ واپس آ گئے۔ جب یوسف بن عمر خالد کا جانشین ہوا تو اس نے ہشام کو ان اصحاب کے نام اور وہ رقم لکھ دی جو خالد نے انہیں دی تھی۔ نیز

اپنے خط میں اس کا بھی تذکرہ کیا کہ خالد نے زید بن علی سے مدینہ میں ایک زمین دس ہزار دینار میں خریدی تھی۔ مگر پھر انہیں واپس دے دی۔ ہشام نے اپنے عامل مدینہ کو حکم بھیجا کہ ان لوگوں کو میرے پاس بھیج دو۔ جب یہ ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے ان سے دریافت کیا کہ ان لوگوں نے اس روپیہ کا تو اقرار کیا جو بطور صلہ کے خالد نے انہیں دیا تھا باقی اور تمام باتوں سے انکار کر دیا۔ ہشام نے زید سے زمین کے متعلق دریافت کیا، زید نے انکار کیا اور حلف اٹھایا۔ ہشام نے ان کے بیان کو صحیح تسلیم کر لیا۔

یزید بن خالد القسری کا زید بن علی پر دعویٰ:

دوسرا بیان یہ ہے کہ زید بن علی کا پہلا قصہ یہ ہے کہ زید بن خالد القسری نے دعویٰ کیا کہ ہمارا روپیہ زید بن علی محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، داؤد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ، ابراہیم بن سعید بن عبد الرحمن بن عوف الزہری رضی اللہ عنہ اور ایوب بن سلمہ بن عبد اللہ بن الولید بن المغیرہ المخزومی رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہے۔ یوسف بن عمرو نے ان لوگوں کے بارے میں ہشام کو لکھا، زید بن علی اس وقت رصافہ میں اپنے چچا زاد بھائیوں بنی الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے وقف کے متعلق مقدمہ لڑ رہے تھے۔ محمد بن عمرو بن علی رضی اللہ عنہ اس وقت زید بن علی کے ہمراہ تھے۔ جب یوسف بن عمر کے کئی خط اس بارے میں ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے ان اصحاب کو اس معاملہ کی اطلاع دی کہ یوسف بن عمر نے مجھے لکھا ہے کہ زید بن خالد مدعی ہے کہ ان کا روپیہ آپ لوگوں پر واجب الادا ہے۔ انہوں نے اس مطالبہ سے انکار کیا۔ ہشام نے ان سے کہا کہ میں آپ سب صاحبوں کو یوسف کے پاس بھیجتا ہوں تاکہ وہ آپ لوگوں کا آپ کے مدعیوں سے مقابلہ کرا دے۔ زید بن علی نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو اللہ اور اپنی قربت کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ہمیں یوسف کے پاس نہ بھیجیں۔ ہشام نے پوچھا یوسف سے آپ کیوں خائف ہیں؟ انہوں نے کہا مجھے ڈر ہے کہ وہ دست تعدی دراز کرے گا۔ ہشام نے کہا وہ آپ کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا۔

ہشام بن عبد الملک کی یوسف بن عمر کو ہدایات:

ہشام نے اپنے میرمنشی کو بلا کر حکم دیا کہ یوسف کو لکھو کہ جب فلاں فلاں اشخاص تمہارے پاس آئیں تو تم ان کا زید بن خالد القسری سے مقابلہ کرنا، اگر وہ دعویٰ کو تسلیم کر لیں تو انہیں میرے پاس بھیج دینا۔ اگر وہ انکار کریں تو مدعی سے بہت ثبوت طلب کرنا اور اگر وہ ثبوت نہ پیش کر سکے تو بعد نماز عصر ان اصحاب سے حلف لینا کہ ہم خدائے واحد و یکتا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ زید بن خالد القسری نے نہ کوئی مال امانت ہمارے پاس رکھوایا اور نہ ہم پر اس کا کوئی قرضہ واجب الادا ہے۔ قسم کھلانے کے بعد انہیں چھوڑ دینا۔

ہشام سے ان اصحاب نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ آپ کے اس خط کے مضمون سے تجاوز کر جائے گا اور ہمیں عرصہ تک اس قضیہ میں الجھائے رکھے گا۔ ہشام نے کہا یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں ایک اپنا سپاہی آپ لوگوں کے ساتھ کیے دیتا ہوں تاکہ وہ اس حکم کی تعمیل کرائے اور جلدی آپ کو اس قضیہ سے فراغت مل جائے۔ سب نے ان کا شکریہ ادا کیا دعا دی اور کہا کہ آپ نے بالکل انصاف سے کام کیا ہے۔

زید بن علی کی برأت:

ہشام نے ان تمام اصحاب کو یوسف کے پاس بھیج دیا۔ مگر ایوب بن سلمہ کو اپنے پاس روک لیا کیونکہ ہشام بن عبد الملک کی والدہ ہشام بن اسلم بن ہشام بن ولید بن المغیرہ المخزومی کی اولاد میں تھی اور یہ ہشام کے ماموروں میں ہوتے تھے اس بنا پر اس

دعویٰ میں ان سے کوئی باز پرس نہیں کی گئی۔ یہ لوگ عراق پہنچے، یوسف نے انہیں اپنے دربار میں آنے کی اجازت دی، اس نے زید بن علی کو اپنے قریب بٹھایا اور بہت ہی نرم و تواضع کے لہجہ میں ان سے سوال کیا پھر سب سے روپیہ کے متعلق دریافت کیا، سب نے انکار کیا اور کہا کہ اس نے نہ کچھ ہمارے پاس امانت رکھوایا اور نہ ہم پر اس کا کچھ واجب الادا ہے۔ خود پوچھ لینے کے بعد اب یوسف نے زید بن خالد کو ان کے سامنے بلوایا اور اس سے کہا کہ یہ زید بن علی ہیں۔ یہ محمد بن عمر بن علی ہیں اور یہ فلاں ہیں جن کے خلاف تو نے اپنا دعویٰ پیش کیا ہے۔ زید نے کہا ”ان لوگوں پر نہ میرا کچھ زیادہ ہے اور نہ تھوڑا ہے“۔ یوسف نے کہا کیا مجھ سے مذاق کرتا ہے یا امیر المومنین سے؟ چنانچہ اس روز یوسف نے اسے ایسی ایسی تکلیفیں دیں کہ لوگوں کو خیال ہوا کہ اسے ہلاک ہی کر دیا گیا۔ مگر پھر عصر کی نماز کے بعد اسے مسجد میں لایا گیا سب سے حلف لیے، سب نے قسمیں کھالیں۔ زید بن علی کو چھوڑ کر اور سب پر سختیاں کی گئیں۔ مگر ان میں سے کسی نے روپیہ کا اقرار نہیں کیا۔ یوسف نے ہشام کو اس کی اطلاع دی۔ ہشام نے اسے لکھا کہ ان سے حلف لے کر چھوڑ دو، یوسف نے انہیں چھوڑ دیا، یہ لوگ کوفہ سے مدینہ چلے آئے مگر زید بن علی کوفہ ہی میں ٹھہر گئے۔

زید بن علی کا عراق جانے سے گریز:

عطاء بن مسلم الخفاف بیان کرتے ہیں کہ زید بن علی نے خواب دیکھا تھا کہ عراق میں انہوں نے آگ مشتعل کی ہے پھر اسے بجھا دیا اور پھر وہ مر گئے۔ اس خواب نے انہیں خوفزدہ کر دیا۔ انہوں نے اپنے بیٹے یحییٰ سے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے۔ پھر وہ خواب بیان کیا۔ اس کے بعد ہشام کا خط ان کی طلبی کے لیے آیا۔ جب یہ ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے انہیں حکم دیا کہ آپ اپنے حاکم یوسف کے پاس جائیے۔ انہوں نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دلاتا ہوں کہ آپ مجھے اس کے پاس نہ بھیجیں کیونکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ نے مجھے اس کے پاس بھیج دیا تو میں اور آپ پھر کبھی زندہ اس دنیا میں ایک جا جمع نہ ہوں گے۔ مگر ہشام نے کہا جیسا آپ کو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کیجیے چنانچہ زید یوسف کے پاس آئے۔

زید بن علی کی طلبی:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہشام نے زید کو مدینہ سے یوسف کے خط کی بنا پر اپنے پاس بلایا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب یوسف بن عمر نے خالد بن عبد اللہ پر سختی کی تو اس نے دعویٰ پیش کیا کہ میں نے زید بن علی، داؤد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن سیدنا اور قریش کے دو اور شخصوں کے پاس جن میں سے ایک مخزومی اور دوسرا حمی تھا ایک بڑی رقم بطور امانت رکھائی ہے۔ اس کے متعلق یوسف نے ہشام کو لکھا اور ہشام نے اپنے ماموں ابراہیم بن ہشام کو جو مدینہ کے عامل تھے لکھا اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو میرے پاس بھیج دو۔ ابراہیم بن ہشام نے زید اور داؤد سے بلا کر اس معاملہ میں دریافت کیا اور کہا کہ خالد نے ایسا بیان کیا ہے۔ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ اس نے کوئی رقم ہمارے پاس امانت نہیں رکھوائی۔ ابراہیم نے کہا میں تو آپ کو بالکل سچا سمجھتا ہوں مگر آپ کو معلوم ہے کہ امیر المومنین کا حکم آیا ہے اور اس کی تعمیل ضروری ہے۔

زید بن علی کی الزامات سے تردید:

ابراہیم نے ان دونوں کو شام بھیج دیا اور وہاں جا کر انہوں نے نہایت سخت قسم کھا کر کہا کہ خالد نے ہمارے پاس کوئی امانت نہیں رکھوائی۔ داؤد نے یہ بھی کہا میں عراق میں اس کے پاس گیا تھا اور اس نے ہدیہ مجھے ایک لاکھ درہم دلائے تھے ہشام نے کہا

میں ابن النصرانیہ کے مقابلہ میں آپ دونوں کو بالکل سچا سمجھتا ہوں۔ آپ یوسف کے پاس جائیں تاکہ وہ آپ کا اس سے مواجبہ کرا دے اور آپ اس کے منہ پر اسے جھٹا دیں۔

زید بن علی اور عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کی مقدمہ بازی:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ زید اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے خلاف دعویٰ کرنے کے لیے ہشام کے پاس آئے تھے۔ جویریہ بن اسماء کہتے ہیں کہ میں نے زید بن علی اور جعفر بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کی وہ مقدمہ بازی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوقاف کے متعلق تھی دیکھی ہے۔ زید بن الحسین رضی اللہ عنہ کی جانب سے اور جعفر بن الحسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقدمہ لڑتے تھے۔ جعفر اور زید والی کے سامنے ایک دوسرے کے مقابلہ میں حد سے آگے بڑھ جاتے تھے اور پھر اٹھ جاتے تھے اور جو گفتگو ان میں ہو چکی ہوتی تھی اس کا ایک حرف واپس نہیں لیتے تھے۔ جب جعفر کا انتقال ہو گیا تو عبداللہ کہنے لگے کہ اب کون جعفر کے بجائے ہماری حمایت میں پیروی کرے گا۔ حسن بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کی جگہ کام کروں گا۔ عبداللہ نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا میں تمہاری زبان اور تمہارے ہاتھ سے ڈرتا ہوں اور اب میں ہی اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لوں گا۔ حسن نے کہا آپ کے دلائل آپ کی حاجت روائی نہیں کر سکیں گے۔ عبداللہ نے کہا حجت کو تو میں تکمیل کو پہنچا دوں گا۔ اب دونوں فریقوں میں والی کے سامنے مقدمہ بازی ہونے لگی۔ ابراہیم بن ہشام اس وقت عامل مدینہ تھا۔

زید بن علی اور عبداللہ بن حسن میں جھڑپ:

عبداللہ نے زید سے کہا کہ تم ان اوقاف کو لینا چاہتے ہو حالانکہ تم ایک سندھی لونڈی کے بطن سے ہو۔ زید نے کہا حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی لونڈی کے بطن سے تھے اسی بنا پر انہیں زیادہ وراثت نبوت ملی۔ عبداللہ یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے۔ غرض کہ اس روز ایک نے دوسرے کو برا کہنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ دوسرے دن والی نے پھر انہیں بلایا اور تمام قریش اور انصار کو بھی بلایا۔ اب دونوں میں پھر جواب و سوال شروع ہوئے ایک انصاری نے آگے بڑھ کر ان کے درمیان میں مداخلت کی زید نے اس سے کہا تمہیں ہمارے درمیان مداخلت کرنے کا کیا حق ہے؟ تم قحطانی ہو اس انصاری نے کہا بخدا! میں اپنی ذاتی شرافت اور باپ و ماں کی وجہ سے تم سے اشرف ہوں۔ زید یہ جواب سن کر چپ ہو گئے مگر ایک قریشی نے آگے بڑھ کر کہا بخدا! تو نے بھوٹ بولا۔ زید باعتبار اپنی ذات باپ و ماں کے اول و آخر دنیا اور آخرت میں تجھ سے افضل و اعلیٰ ہیں والی نے کہا تمہیں اس معاملہ سے کیا غرض۔ اس قریشی نے کنکریاں مٹھی میں بھر کر زمین پر ماریں اور کہا مجھ سے اس معاملہ میں صبر نہیں ہو سکتا۔

عبداللہ بن حسن اور زید بن علی میں مصالحت:

اب عبداللہ اور زید دونوں سمجھ گئے کہ ہمیں لڑانے سے والی کا مقصد ہماری بے عزتی اور جگہ ہنسائی ہے۔ عبداللہ کچھ کہنا چاہتے تھے کہ زید نے ان سے التجا کی اور وہ چپ رہے۔ پھر زید نے والی سے کہا۔ بخدا تو نے ہمیں ایسی بات کے لیے اپنے سامنے بلایا ہے کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی ہمیں کبھی نہ بلاتے۔ میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اب میں عبداللہ کے مقابلہ میں تیرے سامنے جب تک زندہ ہوں مدعی یا مدعا علیہ کی حیثیت سے نہ آؤں گا۔ پھر زید نے عبداللہ کو مخاطب کر کے کہا اے میرے چچیرے بھائی! اب یہاں سے اٹھ چلو دونوں اٹھ گئے اور لوگ بھی چلے گئے۔

زید بن علی اور خالد بن عبد الملک میں نوک جھونک :

بعضوں نے یہ بیان کیا ہے کہ زید ہمیشہ جعفر بن حسن سے جھگڑتے رہتے تھے جعفر کے بعد عبد اللہ سے مقابلہ رہا۔ جب ہشام نے خالد بن عبد الملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کا والی مقرر کیا تو یہ دونوں ان کے سامنے رجوع ہوئے۔ عبد اللہ نے زید کو سخت برا بھلا کہا اور ہند کیہ کے بیٹے کہہ کر خطاب کیا۔ زید ہنسے اور کہا اے ابو محمد آپ نے اس سخت کلامی کی ابتداء کی۔ پھر زید نے بھی ان کی ماں کے متعلق بعض ناملائم الفاظ کہے۔

زید بن علی کی ندامت و پشیمانی :

مدائنی کہتے ہیں کہ جب عبد اللہ نے زید کے متعلق یہ لفظ کہا تو زید نے جواب دیا جی ہاں یہ صحیح ہے مگر میری ماں نے اپنے شوہر کے انتقال کے بعد کسی اور سے شادی نہیں کی اور چپ بیٹھی رہیں۔ برخلاف دوسروں کے کہ ان سے صبر نہ ہو سکا۔ مگر پھر زید کو اپنے کہے پر ندامت ہوئی اور اس بنا وہ اپنی چوٹی سے شرمانے لگے اور ایک زمانہ تک ان کے سامنے نہیں گئے، مگر پھر خود انہوں نے زید سے کہلا بھیجا اے میرے بھتیجے میں اس بات کو جانتی ہوں کہ تم اپنی ماں کو ایسا ہی سمجھتے ہو جیسا کہ عبد اللہ اپنی ماں کو سمجھتے ہیں۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ فاطمہ نے زید سے کہلا بھیجا کہ اگر عبد اللہ نے تمہاری ماں کو برا کہا ہے تو تم بھی ان کی ماں کو برا کہو۔ انہوں نے عبد اللہ سے پوچھا کیا تم نے زید کی ماں کو برے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ عبد اللہ نے کہا جی ہاں! فاطمہ نے کہا بخدا! تم نے بہت برا کیا زید کی ماں غیر کفو سے آنے والی بیویوں میں بہترین بیوی تھیں۔

زید بن علی کی اپنے دعویٰ سے دست برداری :

پھر خالد بن عبد الملک نے ان دونوں سے کہا کل صبح آپ تشریف لائیں اگر میں آپ کے درمیان تصفیہ نہ کرادوں تو میں عبد الملک کا بیٹا نہیں۔ اس خبر سے مدینہ میں ایک کھلبلی مچ گئی، جتنے منہ اتنی باتیں، کوئی کہتا تھا زید نے ایسا کہا کوئی کہتا تھا عبد اللہ نے ایسا کہا ہے۔ دوسرے دن خالد نے دربار منعقد کیا، تمام لوگ جمع ہوئے، ان میں سے بعض خوش ہونے والے تھے اور بعض غمگین، خالد نے دونوں مصاحبان کو سامنے بلایا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس طرح ان کی جگہ ہنسائی ہو، عبد اللہ گفتگو کرنا چاہتے تھے کہ زید نے ان سے کہا اے ابو محمد! آپ جلدی نہ کیجیے اگر زید اب کبھی خالد کے سامنے آپ سے مخاطبت کرے تو اس کے تمام اونٹنی غلام آزاد ہیں۔ پھر زید نے خالد کو مخاطب کر کے کہا تو نے رسول اللہ ﷺ کی اولاد کو ایسی بات کے لیے اپنے سامنے بلایا ہے جس کے لیے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی انہیں اپنے پاس نہیں بلاتے تھے۔ خالد نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کیا کوئی شخص یہاں ایسا نہیں ہے جو اس بیوقوف کو جواب دے۔

عمر و بن حزم انصاری کی دریدہ دہنی :

انصار میں سے ایک شخص نے جو عمرو بن حزم کی اولاد میں سے تھا کہا اے ابی تراب رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہما! حق کے بیٹے کیا تو والی کا اپنے اوپر کوئی حق نہیں سمجھتا اور کیا ان کی اطاعت تیرے لیے ضروری نہیں ہے۔ زید نے کہا اے قطانی تو خاموش رہ، میں تجھ ایسے کو جواب نہیں دینا چاہتا۔ اس شخص نے کہا کیوں جناب آپ مجھ سے کیوں الگ ہتے ہیں، بخدا! میں تم سے اچھا ہوں۔ میرا باپ تمہارے باپ سے اور میری ماں تمہاری ماں سے بہتر ہے۔ زید ہنسے اور کہنے لگے گروہ قریش دین تو جا ہی چکا کیا حسب بھی رخصت

ہو گیا؟ یہ تو ہوا ہے کہ کسی قوم کا دین جا چکا ہے مگر اس کے حسب چلے نہیں جاتے۔
ابن واقد بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی زید کی حمایت:

عبداللہ بن واقد بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا اے قحطانی تو جھوٹا ہے زید تجھ سے اپنی ذات اپنے والدین اور اصل و نسل کے اعتبار سے افضل ہیں اسی طرح کی اور بھی بہت سی باتیں انہوں نے کیں۔ اس قحطانی نے ان سے کہا بن واقد تم اس معاملہ سے الگ رہو ابن واقد نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر زمین پر دے ماریں اور پھر کہنے لگے افسوس! بخدا ہم ایسی باتوں پر صبر نہیں کر سکتے پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

زید ہشام بن عبدالملک کے پاس آئے ہشام کسی طرح ملاقات کا موقع نہیں دیتا تھا۔ زید مختلف قصص کے پیرایہ میں اجازت طلب کرتے۔ وہ ہر قصہ کے نیچے لکھ دیتا کہ جو تمہارے حاکم ہیں ان کے پاس جاؤ اس پر زید کہتے بخدا! اب میں خالد کے سامنے تو کبھی نہیں جاؤں گا میں کچھ مانگنے نہیں آیا بلکہ میں اپنے حق کے لیے مقدمہ پیش کرنے آیا ہوں۔ آخر کار بہت عرصہ کے انتظار کے بعد ہشام نے ان کو باریابی کا موقع دیا۔

زید بن علی اور ہشام بن عبدالملک کی ملاقات:

محمد بن عبدالعزیز الزہری بیان کرتے ہیں کہ جب زید بن علی ہشام سے ملنے آئے تو حاجب نے ان کے آنے کی اطلاع دی ہشام ایک بلند نشین پر چڑھ گیا۔ پھر انہیں آنے کی اجازت دی۔ ایک خادم کو حکم دیا کہ تم اس طرح ان کے پیچھے پیچھے رہو کہ تمہیں نہ دیکھیں اور جو وہ کہیں وہ سنتے جاؤ۔ یہ خادم بیان کرتا ہے کہ سیڑھیوں پر میں ان کے پیچھے ہولیا زید چونکہ بہت موٹے تھے اس لیے وہ ایک سیڑھی پر ٹھہر گئے اور کہنے لگے بخدا جس نے دنیا کو چاہا وہ ذلیل ہوا۔ جب وہ ہشام کے پاس پہنچے تو اپنی ضروریات منظور کرائیں اور کوفہ چلے گئے۔ ہشام اس بات کو اپنے خادم کو پوچھنا ہی بھول گیا اور اس واقعہ کو عرصہ گزر گیا اس کے بعد اس نے خادم سے پوچھا۔ خادم نے جو سنا تھا بیان کر دیا۔ ہشام نے اس کی طرف دیکھا ابرش نے کہا سب سے پہلی بات یہ ہوگی کہ وہ تمہاری خلافت سے علیحدگی اختیار کریں گے۔ چنانچہ ہشام کو سب سے پہلی اطلاع جو موصول ہوئی وہ زید کی بغاوت تھی جیسا ابرش نے کہا تھا وہی وقوع پذیر ہوا۔

زید بن علی کی ہشام بن عبدالملک کو دھمکی:

خود زید سے روایت ہے کہ میں نے ہشام کے روبرو کسی معاملہ پر قسم کھائی ہشام نے کہا میں تمہیں سچا نہیں سمجھتا۔ میں نے کہا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے کسی کا رتبہ اتنا نہیں بڑھایا کہ اسے یہ جرات ہو کہ وہ کوئی غلط بات اللہ کی نسبت سے بیان کرے اور نہ اس نے کسی کے درجہ کو اس قدر گھٹایا ہے کہ اگر وہ کوئی بات خدا کی نسبت سے بیان کرے تو اسے سچ نہ مانا جائے۔ ہشام نے مجھ سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم خلافت کے متمنی ہو تم ایک لونڈی کے بطن سے ہو کر ایسی توقع کیونکر کر سکتے ہو؟ میں نے کہا امیر المؤمنین آپ کی بات کا ایک جواب بھی ہے۔ ہشام نے کہا کہو۔ میں نے کہا نبی مبعوث سے زیادہ اللہ کے نزدیک کسی کا مرتبہ ارفع و اعلیٰ نہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام ایک برگزیدہ نبی تھے اور ان کے پوتے محمد رسول اللہ ﷺ جو بہترین نبی ہیں حالانکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام لونڈی کے بیٹے تھے اور ان کے بھائی یوی کے بطن سے تھے مگر اللہ نے حضرت اسماعیل کو ان کے بھائی پر ترجیح دی اور ان کی اولاد میں سے

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو پیدا کیا جو خیر البشر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے دادا کے متعلق کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ پوچھے کہ ان کی ماں کون تھیں۔ ہشام نے انہیں نکل جانے کا حکم دیا۔ زید نے کہا میں جاتا ہوں مگر یاد رکھو اب تم صرف ایسی ہی صورت میں مجھے دیکھو گے جو تمہیں ناگوار ہوگی۔ سالم نے ان سے کہا اے ابوالحسین رضی اللہ عنہ آپ کو یہ بات ہرگز نہ کرنا چاہیے تھی۔

(یہاں سے پھر ابی مخنف کی روایت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے)

زید بن علی کا کوفہ میں قیام:

غرض کہ اب شیعہ زید بن علی کے پاس آتے جاتے رہے انہیں خروج کرنے کا مشورہ دیتے تھے اور کہتے تھے ہمیں توقع ہے کہ آپ منصور و کامیاب ہوں گے اور یہی وہ زمانہ ثابت ہوگا کہ جس میں بنو امیہ ہلاک ہو جائیں گے۔ زید کوفہ میں مقیم رہے۔ یوسف بن عمر بھی ان کی خبر معلوم کرتا رہتا تھا اور جب اس سے کہا جاتا کہ وہ ابھی یہیں ہیں تو ان کے پاس کسی کو بھیج کر چلے جانے کی درخواست کرتا۔ زید اس وقت تو اقرار بھر لیتے مگر پھر درد کا بہانہ کر کے جب تک چاہتے اپنی روانگی کو ٹالتے رہتے۔ ایک مرتبہ یوسف نے پھر انہیں پوچھا، معلوم ہوا کہ ابھی کوفہ ہی میں ہیں گئے نہیں۔ یوسف نے پھر ان سے چلے جانے کے لیے کہلوا یا۔ زید نے اس مرتبہ یہ حیلہ کیا کہ مجھے کچھ اشیاء خریدنا ہیں انہیں خرید لوں تو جاؤں اور میں خود سفر کی تیار کر رہا ہوں۔

زید بن علی کی کوفہ سے روانگی اور مراجعت:

مگر جب زید نے دیکھا کہ یوسف کسی طرح ان کا پیچھا نہیں چھوڑتا تو انہوں نے روانگی کا تہیہ کر لیا اور کوفہ سے چل کر قادیسیہ آ گئے۔ بعضوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یوسف نے ان کے ہمراہ اپنا ایک قاصد بھی کر دیا تھا کہ یہ انہیں عذیب تک پہنچا آئے۔ شیعہ ان کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جاتے ہیں آپ کے ساتھ کوفہ کے ایک لاکھ جواں مرد تلوار لیے موجود ہیں جو آپ کے لیے صبح جنگ میں اپنی جانیں قربان کر دیں گے اور آپ کے مقابل شامیوں کی تعداد بہت ہی تھوڑی ہے۔ بلکہ ہماری ان قبائل مذحج، ہمدان، تمیم یا بکر میں سے ایک بھی تنہا ان کا مقابلہ کرے تو اللہ کے حکم سے وہ ان کے لیے بالکل کافی ہے۔ ہم آپ کو اس لیے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ واپس نہ جائیں۔

یزید بن خالد القسری کی دعویٰ سے دستبرداری:

اسی طرح کی چرب زبانی سے آخر کار شیعہ انہیں کوفہ میں واپس لے آئے۔ اس روایت کے علاوہ ایک دوسرا بیان اس واقعہ کے متعلق یہ ہے کہ جب زید بن علی یوسف کے پاس آئے تو یوسف نے ان سے کہا خالد اس بات کا مدعی ہے کہ اس نے کوئی رقم آپ کے پاس امانت رکھوائی تھی۔ زید نے کہا بھلا وہ کیونکر میرے پاس کوئی رقم امانت رکھواتا وہ تو برسر منبر میرے آباؤ اجداد کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ یوسف نے خالد کو طلب کیا۔ خالد ایک ٹاٹ کا لبادہ پہنے حاضر کیا گیا۔ یوسف نے اس سے کہا دیکھ یہ زید ہیں جن کے متعلق تو نے دعویٰ کیا تھا کہ تو نے اپنی کوئی رقم ان کے پاس امانت رکھوائی تھی یہ اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ خالد نے دونوں کے چہروں کو غور سے دیکھا اور یوسف کو خطاب کر کے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ تو نے میرے معاملہ کا جو گناہ اپنے سر لیا ہے اس کے ساتھ اس مابہ الجھٹ واقعہ کا گناہ بھی جمع کرے۔ میں انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو برسر منبر سب و شتم کرتا رہا ہوں۔ میں کیونکر کوئی رقم ان کے پاس امانت رکھواتا۔ یوسف نے یہ جواب سن کر خالد کو گالیاں دیں اور حکم دیا کہ اسے واپس لے جاؤ۔

ابوعبیدہ کا بیان:

مگر ابوعبیدہ یہ کہتے ہیں کہ یوسف نے جو الزام زید پر لگایا اس کے متعلق زید کے بیان انکاری کو ہشام نے تو صحیح تسلیم کر لیا۔ پھر بھی سب لوگوں کو یوسف کے پاس بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ ان سبھوں نے میرے پاس حلف اٹھالیا ہے جسے میں نے صحیح تسلیم کر لیا ہے اور میں نے انہیں ادائی رقم سے بری کر دیا مگر پھر بھی میں صرف اس غرض سے انہیں تمہارے پاس بھیجتا ہوں کہ تم خالد کا ان سے مواجہہ کرادو تا کہ یہ اسے جھٹلا دیں۔ ہشام نے ان صاحبوں کو کچھ رقم بھی عطا کی۔

یوسف بن عمر کا زید بن علی اور ساتھیوں سے حسن سلوک:

جب یہ لوگ یوسف کے پاس آئے اس نے انہیں اپنا مہمان رکھا ان کی تعظیم و تکریم کی اور خالد کو اپنے سامنے طلب کر کے اس سے کہا کہ ان سب صاحبوں نے حلف اٹھالیا ہے اور اس بارہ میں امیر المومنین کا یہ حکم ان کی برأت کے متعلق شرف صدور لایا ہے۔ کیا اب تم اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل پیش کر سکتے ہو۔ مگر خالد کے پاس کوئی دلیل نہ تھی جسے وہ پیش کرتا۔ اس پر تمام لوگوں نے دریافت کیا کہ بتاؤ تم نے کیوں یہ جھوٹا دعویٰ کیا۔ خالد نے کہا چونکہ مجھ پر شدید سختیاں کی جا رہی تھیں اس بنا پر میں نے ایسا دعویٰ اس امید میں کیا کہ آپ لوگوں کے یہاں آنے سے پہلے شاید اللہ تعالیٰ میرے مصائب میں کچھ کمی کر دے۔

یوسف نے ان سب صاحبوں کو بری الذمہ قرار دے کر جانے کی اجازت دے دی دونوں قرشی حمی اور مخزومی تو مدینہ چلے گئے اور دونوں ہاشمی داؤد بن علی اور زید بن علی کو فہ بن علی میں رہ گئے۔

زید بن علی کو کوفہ سے اخراج کا حکم:

بیان کیا گیا ہے کہ زید کوفہ میں چار پانچ ماہ مقیم رہے۔ یوسف جو اس وقت حیرہ میں تھا اپنے عامل کو کوفہ کو لکھتا رہتا، زید کو کوفہ سے خارج کر دو۔ زید اس سے کہتے کہ میں طلحہ بن عبید اللہ کے بعض وارثوں سے مدینہ کی ایک جائیداد کے متعلق گفت و شنید کر رہا ہوں اس کا تصفیہ ہو جائے تو جاؤں۔ عامل یہ بات یوسف کو لکھ دیتا۔ یوسف نے چندے توقف کیا اور جب اسے پھر معلوم ہوا کہ شیعہ زید کے پاس آتے جاتے ہیں تو اس نے اپنے عامل کو لکھا کہ زید کو فوراً خارج البلد کر دو۔ اگر وہ کسی تنازع کا ذکر کریں تو وہ بدستور چلتا رہے اور ان کی طرف سے کوئی مختار و کالت کرے۔

زید بن علی کی قادیسیہ میں آمد:

اسی اثنا میں ایک جماعت نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی جس میں سلمہ بن کہیل، مصیر بن خزیمہ العبسی، معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ الانصاری جتہ بن اخلص الکندی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ بیعت کرنے والوں میں اور بھی عمائد کوفہ تھے۔ جب داؤد بن علی نے یہ رنگ دیکھا تو زید سے کہا، بھائی آپ ان کے دھوکے میں آ کر اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈالیں آپ کے خاندان والوں کی سابقہ مصیبت اور ان لوگوں کی عین موقع پر دھوکہ دہی آپ کے لیے درس عبرت ہے۔ مگر زید نے جواب دیا اے داؤد دینی امیہ سرکش ہو گئے ہیں ان کے قلب سخت ہو گئے ہیں۔ داؤد ہمیشہ انہیں سمجھاتے رہے۔ آخر کار انہوں نے رواج کی ٹھان ہی لی اور یہ دونوں کوفہ سے چل کر قادیسیہ پہنچے مگر کوفہ والوں نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا، تعلیمیہ تک ساتھ آئے اور عرض پر داز ہوئے کہ اگر آپ کوفہ واپس چلیں تو ہم چالیس ہزار جانثار آپ کے ہمراہ ہیں ہم میں سے ایک شخص بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا۔ علاوہ بریں

انہوں نے عہود اور میثاق ان سے کیے اور سخت قسمیں کھائیں، زید نے کہا مجھے یہ خوف ہے کہ تم میرا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ گے جیسا کہ تم نے میرے باپ اور دادا کے ساتھ کیا ہے۔

داؤد بن علی کی کوفیوں کی مخالفت:

داؤد بن علی نے ان سے کہا بھائی یہ آپ کو دھوکہ دے کر آپ کی جان کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں، کیا انہوں نے ان حضرات کا ساتھ نہیں چھوڑا جو آپ کے مقابلہ میں ان کے نزدیک زیادہ معزز تھے، آپ کے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ موجود ہے کہ وہ شہید کر ڈالے گئے، ان کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ ہیں جن کے ہاتھ پر ان لوگوں نے بیعت کی مگر پھر انہیں پر یہ چڑھ دوڑے، ان کی ردائوں کے دوش سے اتار لی، ان کے خیمہ و خرگاہ کو ٹلایا۔ انہیں مجروح کر دیا۔ کیا یہی وہ لوگ نہیں ہیں جنہوں نے آپ کے دادا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے بلوایا اور ان کا ساتھ دینے اور حمایت کرنے کے لیے سخت سے سخت قسمیں کھائیں مگر پھر بھی انہوں نے ان کا ساتھ چھوڑ کر انہیں دشمن کے حوالے کر دیا، اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہیں شہید ہی کر کے چھوڑا۔ آپ ہرگز ہرگز ان کی درخواست کو قبول نہ کریں اور ان کے ہمراہ کوفہ واپس نہ جائیں۔

اس تقریر کے جواب میں کوفیوں نے کہا یہ رشک و حسد سے ایسا کہتے ہیں چاہتے ہیں کہ آپ غالب نہ ہوں کیونکہ داؤد بچتے ہیں کہ وہ اور ان کا خاندان خلافت کے لیے آپ سے زیادہ مستحق ہے، اسی بنا پر یہ مشورہ دے رہے ہیں۔

زید بن علی کی مراجعت کوفہ:

زید نے داؤد سے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اپنے مکرو فریب اور اہل شام کے ذریعہ لڑتے تھے، اور یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ سے لڑا۔ اب تو معاملہ ہی دوسرا ہے اس وقت تو خلافت خود ہمیں پیش کی جا رہی ہے، مگر اب بھی داؤد نے یہی کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ اگر آپ ان کے ہمراہ واپس چلے گئے تو ان سے زیادہ آپ کے حق میں کوئی سخت دل و ظالم نہ ہوگا، اور آپ ہی اپنے معاملات کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔ داؤد تو مدینہ چلے آئے اور زید کوفہ واپس گئے۔

سلمہ بن کہیل کا زید بن علی کو مشورہ:

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہشام نے یوسف کو حکم بھیجا کہ زید کو ان کے شہر بھیج دو، کیونکہ جس کسی اور شہر میں یہ جائیں گے، اور وہاں کے باشندوں کو اپنی بیعت کے لیے دعوت دیں گے وہ ضرور ان کی دعوت کو قبول کریں گے، چنانچہ یوسف نے زید کو کوفہ سے نکال دیا۔ جب یہ تعلیمیہ یا قادیسیہ پہنچے تو بد بخت اہل کوفہ ان کے پاس آئے انہیں واپس لے گئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ سلمہ بن کہیل زید سے ملنے آیا۔ جب ملاقات کی اجازت لے کر اندر آیا تو زید کی رسول اللہ ﷺ سے قرابت اور ان کے حق کا ذکر نہایت خوبی سے کیا، زید نے بھی اس کے جواب میں عہدہ تقریر کی، سلمہ نے امان طلب کی زید نے کہا بھلا آپ ایسا شخص مجھ سے امان طلب کرے (سلمہ کا اس سے یہ مقصد تھا کہ وہ اس بات کو ان کے دوسرے طرفداروں کو سنا دے) زید نے انہیں امان دے دی، سلمہ نے کہا میں خدا کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھا ہوں کہ کتنے لوگوں نے آپ کی بیعت کی ہے؟ زید نے جواب دیا اسی ہزار نے۔ سلمہ نے پوچھا اور ان میں سے کتنے ان کے وفادار ہیں؟ زید نے کہا تین سو۔ سلمہ نے کہا میں خدا کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ بہتر ہیں یا آپ کے دادا؟ زید نے کہا میرے دادا۔ سلمہ نے کہا کیا یہ زمانہ جس میں آپ نے خروج کیا ہے بہتر

ہے یا وہ زمانہ جس میں آپ کے دادا نے خروج کیا تھا؟ زید نے کہا میرے دادا نے جس زمانہ میں خروج کیا تھا وہ بہتر تھا۔ سلمہ نے کہا کیا آپ کو یہ امید ہے کہ جن لوگوں نے آپ کے دادا کے ساتھ بے وفائی کی وہ آپ کے وفا شعار ثابت ہوں گے؟ زید نے کہا انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور میرے اور ان کے لیے اس پر کار بند ہونا ضروری ہے۔

سلمہ بن کہیل کی رواں گئی میامہ :

سلمہ نے کہا کیا آپ مجھے اس شہر سے چلے جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے؟ زید نے اس کی وجہ پوچھی۔ سلمہ نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ آپ کی اس کارروائی میں کہیں کوئی تکلیف دہ بات پیدا ہو جائے اور اس وقت میں بالکل بے بس ہوں۔ زید نے اسے اجازت دی یہ میامہ چلا آیا۔ زید نے خروج کیا، قتل کیے گئے اور سولی پر لٹکا دیئے گئے۔ ہشام نے اس بات پر یوسف کو ملامت کی کہ اس نے کیوں سلمہ بن کہیل کو جانے دیا اور لکھا کہ تمہارے ساتھ صرف ان کی موجودگی ان اور ان رسالوں کے دستوں سے زیادہ کارآمد ہوتی۔

عبداللہ بن حسن کی زید بن علی کو نصیحت :

بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن الحسن نے زید بن علی کو لکھا تھا کہ ”اے میرے چچا کے بیٹے! اہل کوفہ کی یہ حالت ہے کہ وہ ظاہری طور پر بڑی بڑی باتیں بناتے ہیں مگر اندرونی طور پر نہایت بزدل واقع ہوئے ہیں، حالت اطمینان میں اپنے آپ سے باہر ہو جاتے ہیں، فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں۔ مگر جنگ میں جزع و فزع کرنے لگتے ہیں۔ ان کے دل ان کی زبانوں کی پیروی نہیں کرتے، حوادث کے لیے پہلے سے تیاری نہیں کرتے اور نہ دولت شہادت کے حصول کا ارادہ رکھتے ہیں، میرے پاس ان کے بہت سے دعوتی خطوط متواتر آئے مگر میں نے ان کی ایک نہ سنی، ان کی یاد کو بھی اپنے دل سے نکال دیا۔ کیونکہ مجھے ان کی جانب سے بالکل مایوسی ہے اور میں ان سے کوئی تعلق قائم نہیں رکھنا چاہتا، ان کی مثال بعینہ وہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عراقیوں کے متعلق فرمایا تھا:

”اگر تم یوں ہی چھوڑ دیئے جاؤ تو تم فتنہ و فساد میں مبتلا ہو جاتے ہو، اگر تمہیں لڑایا جاتے تو بزدلی دکھاتے ہو۔ اگر کسی امام کے ہاتھ پر تمام لوگ بیعت کر لیں تب بھی تم اس کی مخالفت کرتے ہو، اور اگر کوئی مشکل کام تم سے لیا جائے تو تم نکلے ثابت ہوتے ہو۔“

زید بن علی کے متعلق ہشام کا یوسف کے نام خط :

ہشام بن عبداللہ نے زید بن علی کے متعلق حسب ذیل خط یوسف کو لکھا تھا۔ اہل کوفہ کو اہل بیت سے جو محبت ہے اس سے تم واقف ہو وہ انہیں ان کی اہل بیت سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ اسی بنا پر انہوں نے ان کی اطاعت کو اپنے اوپر فرض کر لیا ہے اور انہیں کے مسلک پر چلنا وہ واجب سمجھتے ہیں۔ اور ان کی خاطر انہوں نے آئندہ کے واقعات کے متعلق پیشین گوئیاں بھی کیں۔ یہاں تک کہ جماعت کی تفریق کی بنا پر ان کے دماغوں میں خروج کی سوچ بھی، زید بن علی عمر بن الولید کے خلاف مدعی کی حیثیت سے میرے پاس آئے تھے، میں نے ان دونوں کے درمیان تصفیہ کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ زید ایک جھگڑا لو چرب زبان، تقریر میں رنگ آمیزی کرنے والے اپنے مطلب کے مطابق سلسلہ کلام کو ڈھالنے والے ہیں۔ یہ اپنے حلاوت بیان اور دلائل و براہین کے کثرت سے پیش کرنے کی وجہ سے لوگوں کو جری بنانے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح وہ مقدمات و نزاعات کی پیروی میں اپنے مقصد کے حاصل کرنے کے

لیے اپنے حریف کے مقابلہ میں اپنی قوت تقریر اور شخصیت کے اثر سے کامیابی حاصل کرتے ہیں، اسی لیے تم انہیں فوراً حجاز بھیج دو اور اپنے پاس مت رہنے دو کیونکہ اگر لوگوں نے ان کی باتیں سننا شروع کر دیں تو وہ اپنے الفاظ کی ملاحت، زبان کی شیرینی اور اس کے ساتھ پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی قربت کا اظہار یہ تمام وہ باتیں ہیں جس سے وہ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیں گے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام لوگ ان کی طرف جھک پڑیں گے۔ نہ ان کے دل ٹھکانے رہیں گے نہ عقلیں اور نہ ان کے اخلاق اور ان کا دین زید کے معاملہ میں تمہارا تھوڑا سا تجاہل و تساہل ان کے لیے باعث تکلیف ثابت ہوگا، ان کا اخراج اور ان کو اس طرح چھوڑ دینا کہ جس میں سب کی سلامتی ہو، خون نہ بہے، ان کا فرقہ محفوظ رہے اسے میں زیادہ اچھا سمجھتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ ان کا خون بہے ان کا نام باقی نہ رہے اور ان کی نسل منقطع ہو جائے۔ جماعت اللہ کی مضبوط رسی ہے تم کو نہ کے اشراف کو جماعت میں رہنے کی دعوت دو اور ڈراؤ کہ ورنہ انہیں قتل کیا جائے گا۔ اور ان کا تمام مال و متاع ضبط کر لیا جائے گا، جو لوگ ہماری اطاعت و فرمانبرداری کا حلف اٹھا چکے ہیں یا عہد کر چکے ہیں وہ ان کا ساتھ نہ دیں گے، صرف عام رعایا دیہاتی یا دوسرے حاجت مند جو فتنہ و فساد سے لذت حاصل کرتے ہیں وہی ان کی حمایت میں کھڑے ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ابلیس کو پوجتے ہیں اور وہ ان کی پرستش کرتا ہے اس لیے پہلے انہیں محض دھمکاؤ، پھر کوڑے سے خبر لو اور آخر میں تلوار سے کام لینا متوسط طبقہ کے لوگوں سے پہلے اشراف داعیان کو ڈرانا، اور ادنیٰ رذیل لوگوں سے پہلے متوسط طبقہ کے لوگوں کو ڈرانا، یہ سمجھ لو کہ تم محبت کے دروازہ پر کھڑے ہو۔ امیر المومنین کی اطاعت کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہے ہو، اتحاد جماعت کے لیے ترغیب و تحریص دے رہے ہو۔ اور دین الہی کے لیے مستعدی کا اظہار کر رہے ہو، ایسی صورت میں تم ان کی کثرت تعداد سے پریشان نہ ہو جانا، خدا کی ذات پر بھروسہ، اپنے دین کی حمایت کا جوش، شیرازہ اتحاد جماعت کی صیانت کا خیال اور اس شخص کے مقابلہ اور سختی سے ممانعت کو جو اس دروازہ کو جس میں اللہ نے داخل ہونے کا حکم دیا ہے توڑنا چاہے اپنا ماسن و ملجا سمجھنا۔ امیر المومنین نے ہر ایسے شخص کے لیے اپنا عذر بیان کر دیا ہے اور انہوں نے اپنی ذمہ داری کو پورا کر دیا ہے، اس لیے اب کسی شخص کے لیے یہ موقع باقی نہیں رہا کہ وہ اپنے حق کا دعویٰ کرے، جو خود اس کے نفس نے اس سے چھین لیا ہے نہ وہ خراج کے متعلق کسی رعایت کا مستحق ہو سکتا ہے اور نہ وہ کسی عزیز کے ساتھ صلہ رحمی کریں گے مگر وہ لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جنہوں نے امیر المومنین سے ڈر کر اس احقانہ شورش میں کوئی حصہ نہیں لیا ہو جس کی وجہ سے یہ باغی نہایت ہی بد بخت اور گمراہ ہوں گے اور یہ فعل ان کو سخت تلخ معلوم ہوگا، البتہ امیر المومنین کے لیے یہ شورش نہایت ہی اہم ہے اور دین کی مدافعت و صیانت کی وجہ سے اس کو فرو کرنا آسان ہوگا۔ اس لیے کہ امیر المومنین یہ نہیں چاہتے کہ وہ اپنی قوم کی بری حالت دیکھیں جو ان کے لیے عذاب اور تباہ کن ہو، اسی لیے وہ ہمیشہ واقعات کو غور سے دیکھتے رہتے ہیں۔ راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خوفناک مقامات سے انہیں بچانے کے لیے آگاہ کرتے ہیں، سیدھے راستوں پر لے جاتے ہیں اور خطرہ کے مقامات سے ہٹاتے رہتے ہیں، ان کا یہ طرز عمل اس شفیق والد جیسا ہے۔ جو اپنی اولاد کو ہر خطرہ سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتا ہے یا تجربہ کار و ہوشیار چرواہا اپنے گلہ کی نگہبانی کرتا ہے۔

جب تمہاری ان سے مدد بھیڑ ہو جائے تو تم اسی وقت اللہ کی مدد کے مستحق ہو سکو گے جب تم ان کی خواہشات کو پورا کرو، ان کی آل و اولاد کو ان کے سپرد کر دو، اپنی فوج کو منع کر دو کہ وہ ان کے گھروں میں اور ان کے زنان خانوں میں نہ گھسے، اس لیے اب تم فوراً کارروائی شروع کر دو، چونکہ اللہ کے لیے یہ کارروائی کی جا رہی ہے اس لیے اس کی مرضی بھی اسی میں ہے اور یہ کوئی گناہ نہیں ہے،

باغیوں کو سزا دینے میں جلدی کرو کیونکہ شیطان نے انہیں دھوکہ میں ڈالا ہے اور برا راستہ بتایا ہے۔ یہ زیادہ اچھا ہے کہ بغاوت ہونے ہی نہ پائے امیر المؤمنین ان باغیوں وغیرہ کے خلاف اللہ سے طالب امداد ہیں اور وہ اپنے رب سے درخواست کرتے ہیں کہ ان میں سے جن کی حالت بگڑ چکی ہے اسے درست کر دے اور انہیں کامیابی و نجات کی طرف جلد لے آئے بے شک خداوند عالم سننے والا اور قریب ہے۔ (یہاں سے پھر پہلا بیان شروع ہوتا ہے)

زید بن علی کی بیعت:

زید کوفہ آ کر چھپرے جب انہوں نے کوفہ واپس جانے کا ارادہ کیا تو محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں خدا کا واسطہ دلا کر اپنے وطن واپس چلنے کے لیے کہا اور کہا کہ آپ ہرگز اپنے ان دعوت دینے والوں میں سے کسی کی بات کو منظور نہ کریں اس لیے کہ یہ ہرگز آپ کے وفا شعار نہ رہیں گے مگر زید نے ایک نہ سنی اور کوفہ چلے آئے کوفہ آنے کے بعد شیعہ ان کے پاس آنے جانے لگے اور بیعت کرنے لگے۔ ان کے دیوان میں پندرہ ہزار بیعت کرنے والوں کے نام لکھے گئے۔ زید کوفہ میں چند ماہ مقیم رہے۔ البتہ اس میں سے دو ماہ انہوں نے بصرہ میں بسر کیے اور کوفہ آ گئے اور یہاں سے انہوں نے علاقہ سواد اور اہل موصل کے پاس اپنی بیعت کے لیے قاصدوں کو روانہ کیا۔

بنت عبداللہ بن ابی العنس سے زید بن علی کا نکاح:

زید نے کوفہ آ کر یعقوب بن عبداللہ السلمی الفرقدی کی پوتی اور عبداللہ بن ابی العنس الازدی کی بیٹی سے نکاح بھی کیا۔ اس نکاح کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کی ماں ام عمر بنت الصلت شیعہ تھی جب اس کو زید کے کوفہ میں آنے کا علم ہوا یہ ان کے سلام کے لیے حاضر ہوئی یہ ایک حسین و جمیل وجہہ و گداز بدن عورت تھی اس کی عمر اگرچہ زیادہ ہو چکی تھی مگر صورت سے زیادہ عمر کی معلوم نہ ہوتی تھی۔ جب اس نے زید کو آ کر سلام کیا زید نے خیال کیا کہ یہ جوان ہے۔ جب اس نے بات چیت شروع کی تو معلوم ہوا کہ بے حد خوبصورت ہونے کے ساتھ نہایت خوش بیان بھی ہے۔ زید نے اس کا نسب پوچھا اس نے اپنا نسب اور خاندان بیان کیا زید نے کہا تم مجھ سے نکاح کرو گی؟ اس نے کہا اگر میں نکاح کر سکتی تو میں شوق سے آپ سے نکاح کر لیتی۔ زید نے پوچھا کیا وجہ مانع ہے اس نے کہا میری عمر زیادہ ہو چکی ہے زید نے کہا میں تمہارے انکار پر راضی ہوں مگر میں اسے نہیں مانتا کہ تم سن رسیدہ ہو اس نے کہا میں اپنا حال آپ سے زیادہ بہتر طور پر جانتی ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ زمانہ نے مجھ میں کیا انقلاب پیدا کر دیا ہے اگر اب میں شادی کرتی تو آپ کے مقابلہ میں کسی اور کو ترجیح نہیں دیتی مگر میری ایک بیٹی ہے جس کا باپ میرا چچیرا بھائی تھا وہ مجھ سے بہت زیادہ خوبصورت ہے اگر آپ پسند کریں تو میں اسے آپ کے نکاح میں دے دوں گی زید نے کہا مجھے اس شرط پر منظور ہے کہ وہ تم ہی جیسی ہو اس نے کہا اس کے پیدا کرنے والے مصور نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ اسے مجھ ہی جیسا بناتا اسے مجھ سے زیادہ گورا زیادہ خوبصورت زیادہ گداز جسم اور نہایت عمدہ شکل و ناز و انداز والا پیدا کیا۔ زید ہنسے اور کہنے لگے کہ اللہ نے جیسی خوش بیانی اور لطافت لسانی تمہیں بخشی ہے ایسی اسے کہاں نصیب ہو گی۔ اس نے کہا ہاں یہ میں نہیں جانتی کیونکہ میری نشو و نما حجاز میں ہوئی ہے اور میری بیٹی نے کوفہ میں آنکھ کھولی۔ ممکن ہے کہ میری بیٹی کی زبان پر کوفہ کی زبان کا اثر ہو گیا ہو۔ زید نے کہا خیر یہ کوئی اہم بات نہیں جو میرے ارادہ میں مانع آئے۔

زید نے اس سے وعدہ لے لیا، وہ اس وعدہ پر ان کے پاس آئی، اپنی بیٹی کو ان کے عقد میں دے دیا۔ یہ اسے بیاہ کر اپنے گھر لے آئے۔ ایک لڑکی اس کے بطن سے ہوئی جو بعد میں مر گئی۔ زید اس پر عاشق تھے۔ زید کو فہ میں مختلف مکانات میں آکر رہتے تھے کبھی اپنا، دی بیوی کے مکان میں ٹھہرتے کبھی اپنے دوسرے سسرال والے سلمیوں کے پاس قیام کرتے، کبھی بنی غنم میں نصر بن خزیمہ کے پاس رہتے، کبھی بنی نمیر میں قیام کرتے، پھر بنی نمیر سے معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ الانصاری کے پاس جہانہ سالم السلوٰی میں منتقل ہو گئے، یہ بنی نبد اور بنی ثعلب میں بھی بنی ہلال بن عامر کی مسجد کے پاس قیام پذیر ہوئے ہیں۔

زید بن علی کی بیعت کی شرائط:

اب زید اپنے طرفداروں سے بیعت لینے لگے۔ جب بیعت لیتے تو کہتے کہ میں تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ، ظالموں سے جہاد، کمزوروں کی مدافعت، محرومین کو عطاء حق، سرکاری مال گزاری کی غرضیہ تقسیم، مظالم کا رد، کروڑ گیری کی موقوفی، اہل بیت کی امداد کی طرف ان لوگوں کے خلاف جو ہمارے مخالف ہیں اور جنہوں نے ہمارے حقوق کو دیدہ و دانستہ بھلا دیا ہے دعوت دیتا ہوں، کیا تم ان شرائط پر بیعت کرتے ہو؟ اگر وہ اقرار کر لیتا تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیتے اور پھر کہتے اب تم پر اللہ کا عہد و میثاق اور رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری ہے کہ تم میری بیعت کو پورا کرو گے، میرے دشمن سے لڑو گے۔ ظاہر و باطن میں میرے خیر خواہ رہو گے۔ اگر وہ ان باتوں کا بھی اقرار کر لیتا تو پھر اپنے ہاتھ کو اس کے ہاتھ سے چھوا دیتے اور پھر کہتے اے خداوند! تو گواہ رہ۔

چند ماہ یہی ہوتا رہا، جب ان کے خروج کا زمانہ قریب آیا انہوں نے اپنے طرفداروں کو تیاری کا حکم دیا، ان میں سے جو لوگ واقعی اپنے عہد کو پورا کرنا اور ان کا ساتھ دینا چاہتے تھے انہوں نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اس سے ان کی بات تمام لوگوں میں پھوٹ پڑی۔

اس سنہ میں نصر بن سيار نے دو مرتبہ علاقہ ماوراء النہر میں جہاد کرنے کے بعد تیسری مرتبہ جہاد کیا اور کورصول مارا گیا۔

نصر بن سيار کا اہل مرو سے خطاب:

نصر نے بلخ سے بڑھ کر ماوراء النہر پر باب الحدید کے راستے سے جہاد کیا۔ پھر مرو واپس آیا، تقریر کی اور کہا بھرا مجوسیوں کا سردار تھا جو مجوسیوں کی اپنی عطا و جود سے بہرہ اندوز کرتا تھا، ان کی حفاظت و مدافعت کرتا تھا اور ان کی ذمہ داریوں کو مسلمانوں پر ڈالتا تھا۔ اشہاد بن جریجور عیسائیوں کا سردار تھا، عقیبۃ الیہودی یہود کا سردار تھا۔ میں مسلمانوں کا سردار ہوں، ان کو عطا یا دوں گا، ان کی حفاظت و مدافعت کروں گا، ان کے بوجھوں کو مغفرتیں پر ڈال دوں گا، مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لو کہ میں سوائے اس کے کہ پورا پورا اخراج جس طرح سرکاری کاغذات میں درج ہے وصول ہو کر بیت المال میں آجائے اور کسی بات کو قبول نہیں کروں گا میں نے منصور بن عمر بن ابی الحرقا کو تمہارا افسر مال گزاری مقرر کیا ہے، انہیں حکم دیا ہے کہ وہ تمہارے ساتھ انصاف کریں ہر ایسے مسلمان کو جس سے جزیہ لیا جاتا ہو یا تشخیص مال گزاری میں اس پر سختی کی گئی ہو اور اس کے مقابلہ میں مشرکین کے ساتھ جمع بندی میں رعایت کی گئی ہو یہ حق ہے کہ وہ ان کے پاس مرا فہ کرے، یہ اس رقم کو مسلم کے ذمہ سے کاٹ کر مشرک پر ڈال دیں گے۔

اہل مرو کی ادائیگی خراج:

دوسرا جمعہ بھی نہیں گذرا تھا کہ تیس ہزار مسلمان جو جزیہ دیتے تھے اور اسی ہزار مشرکین جن سے جزیہ لینا موقوف کر دیا گیا تھا،

منصور بن عمر کے پاس آئے منصور نے جزیہ کی رقم بجائے مسلمانوں کے مشرکین پر ڈال دی۔ پھر اس نے مال گذاری کی مختلف قسمیں متعین کیں اور انہیں اسی طرح واجب الادا قرار دیا جس طرح کہ ہونا چاہیے تھا اور وہی رقم جس پر صلح ہوئی تھی عائد کی چنانچہ بنی امیہ کے عہد میں مرو سے خراج کے علاوہ ایک لاکھ اور وصول کیے جاتے تھے۔

نصر بن سیار کی شاش کی جانب پیش قدمی:

نصر نے دوسری مرتبہ واغرا اور سمرقند پر جہاد کیا واپس آیا۔ تیسری مرتبہ پھر جہاد کیا مرو سے شاش کی طرف بڑھا۔ کورصول نے پندرہ ہزار فوج کے ساتھ نصر بن سیار کی دریاے شاش کو عبور کرنے میں مزاحمت کی یہ فوج اجرت دے کر اکٹھا کر لی گئی تھی۔ ہر شخص کو ہر ماہ ایک شقہ حریر جس کی قیمت اس وقت پچیس درہم تھی ماہانہ ملتا تھا۔ دونوں حریفوں میں تیر اندازی ہوئی، مگر ترکوں نے نصر بن سیار کو دریا عبور کر کے شاش آنے سے روک دیا۔

کورصول کا شب خون:

حارث بن سرتق اس وقت ترکوں کے علاقہ میں تھا یہ بھی اس جنگ میں شرکت کے لیے کورصول کے ہمراہ آیا۔ یہ ایک موقع پر نصر کے مقابلہ کھڑا ہوا تھا۔ اس نے نصر کے جو دریا کے کنارے اپنے تخت پر متمکن تھا ایک چھوٹا تیر مارا۔ تیر نصر کے اس خدمت گار کے جواسے وضو کر رہا تھا جڑے میں آ کر لگا۔ نصر اپنے تخت سے ہٹ گیا۔ نیز حارث نے ایک شامی کے گھوڑے کے پیٹ کو اپنے تیر سے پھوڑ ڈالا۔ کورصول نے چالیس آدمیوں کے ساتھ دریا عبور کیا، فوج والوں پر شب خوں مارا، اہل بخارا کی جو ساق لشکر میں تھے کچھ بھیڑیں لوٹ لیں، اور اندھیری رات میں تمام لشکر کا چکر لگا پایا۔ اس وقت نصر کے ہمراہ اہل بخارا، سمرقند، کس اور اشروسنہ بیس ہزار کی تعداد میں تھے۔ نصر نے سب فوجی حصوں میں منادی کر دی کہ کوئی شخص اپنے قیام گاہ سے باہر نہ نکلے اور سب اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہیں۔

عاصم بن عمیر کا کورصول کے رسالہ پر حملہ:

عاصم بن عمیر اہل سمرقند کے دستہ کا سردار اپنے مقام سے نکلا، کورصول کا رسالہ اس وقت وہاں سے گذر چکا تھا۔ ترکوں نے خوشی کا ایک ایسا نعرہ بلند کیا تھا جس سے لشکریوں کو یہ خیال ہوا کہ ترکوں نے ان سب کو قتل کر ڈالا جب کورصول کا رسالہ پھر اس مقام سے گذرا تو اس جماعت نے ترکوں کے پچھلے حصہ پر حملہ کیا اور ایک شخص کو گرفتار کر لیا۔ معلوم ہوا کہ یہ چار ہزار خیمہ والا ترکوں کا کوئی بادشاہ ہے، لوگ اسے نصر کے سامنے لائے، دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بہت سن رسیدہ شخص ہے، اس کی زرہ ایک ایک بالشت زمین پر گھسنتی تھی۔ دیباچ کے موزے پہنے تھا جن میں حلقے تھے، فرزند کی قباحتی جس میں دیباچ کی کوڑ لگی تھی۔

کورصول کی گرفتاری:

نصر نے اس سے نام پوچھا، اس نے کہا کورصول۔ نصر نے کہا خدا کا شکر ہے جس نے تجھ دشمن خدا کو ہمارے قبضہ میں گرفتار کر لیا۔ کورصول نے کہا تم ایک معمر شخص کے قتل سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے، میں تمہیں ایک ہزار ترکی اونٹ اور ایک ہزار ترکی گھوڑے دیتے ہوں تاکہ تم اپنی فوج کی طاقت درست کر لو اور مجھے رہا کر دو۔ نصر نے اپنے درباری اہل شام اور خراسان سے پوچھا کہ تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو، سب نے کہا اسے چھوڑ دیجیے۔ نصر نے اس سے اس کی عمر دریافت کی۔ کورصول نے کہا میں نہیں جانتا۔ نصر

نے پوچھا کتنی لڑائیوں میں تم نے شرکت کی۔ کورصول نے کہا بہتر لڑائیوں میں لڑ چکا ہوں۔ نصر نے پوچھا کیا تم اس جنگ میں شریک تھے جس میں مسلمانوں کو شدت پیاس کی وجہ سے سخت تکلیف اٹھانا پڑی تھی۔ کورصول نے کہا ہاں! یہ سنتے ہی نصر نے کہا تمہارے ان مشاہدات کے بعد اگر تم سارا جہان بھی مجھے دے دو تو بھی اب تم میرے ہاتھ سے نکل کر نہیں جاسکتے۔

کورصول کا قتل:

نصر نے عاصم بن عمیر العدی کو حکم دیا کہ اس کا سارا لباس وغیرہ اتار کر تم لے لو۔ جب کورصول کو اپنے قتل کا یقین ہو گیا تو اس نے پوچھا کہ بتاؤ مجھے گرفتار کس نے کیا تھا، نصر نے ہستے ہوئے جواب دیا کہ یزید بن قران الحظلی نے، اور ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ بھی کیا۔ کورصول نے کہا اسے تو چوڑا دھونے کی بھی تمیز نہیں یہ مجھے گرفتار نہیں کر سکتا۔ سچ بتائیے کہ مجھے کس نے گرفتار کیا ہے کیونکہ میں اس بات کا اہل ہوں کہ مجھے سات مرتبہ قتل کیا جائے۔ عاصم بن عمیر کا نام لیا گیا۔ کورصول نے کہا میں اس میں تو قتل کرنے کا مس بھی نہیں پاتا۔ کیونکہ جس شخص نے مجھے گرفتار کیا ہے وہ تو عربوں کا کوئی بڑا بہادر معلوم ہوتا تھا، نصر نے دریا کے کنارے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔

یہ عاصم بن عمیر وہی ہے جس کا لقب ہزار مرد تھا یہ قحطیہ کے زمانہ میں نہاوند میں مارا گیا۔

کورصول کی لاش کا انجام:

کورصول کے مارے جانے سے ترکوں کی ہمتیں پست ہو گئیں، ان پر اضطحال و اداسی طاری ہو گئی، انہوں نے کورصول کے خیموں کو آ کر جلا ڈالا، اپنے کان کاٹ لیے اپنے چہرے ننگے کر لیے اور اس کی موت پر آہ و بکا کرنے لگے۔ رات کو جب نصر نے اس مقام سے کوچ کا ارادہ کیا تو نفط کا ایک شیشہ کورصول کی لاش پر ڈالا کر آگ لگوا دی تاکہ ترک اس کی ہڈیوں کو بھی نہ لے جاسکیں، اس واقعہ کا ترکوں پر اس کے قتل سے بھی زیادہ اثر ہوا۔ نصر یہاں سے فرغانہ چلا گیا اور وہاں سے اس نے تیس ہزار لونڈی غلام مال غنیمت میں حاصل کیے۔

حارث بن سرتج پر حملہ کرنے کا حکم:

یوسف بن عمر نے نصر کو نکھڑا تھا کہ تم اس شخص کے مقابلہ کے لیے جاؤ جس نے شاش کو اپنا ماسن بنا رکھا ہے۔ یعنی حارث بن سرتج کے مقابلہ کے لیے اگر اس پر اور اہل شاش پر اللہ تعالیٰ تمہیں فتح فرمائے تو تم ان کے شہروں کو ویران کر دینا، ان کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنالینا، مگر خبردار مسلمانوں کو خطرہ سے بچانا۔

یحییٰ بن حصین کا نصر کو مشورہ:

نصر نے سرداران فوج کو بلا کر یہ خط سنایا اور پوچھا آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟ یحییٰ بن حصین نے کہا آپ امیر المومنین اور امیر یوسف کے حکم کی تعمیل کیجیے نصر نے ان سے کہا اے یحییٰ! آپ نے ایک نیک شخص کی راتوں میں ایک جملہ کہا، جس کی وجہ سے آپ خلیفہ تک پہنچے۔ ان کے انعام و اکرام سے مستفید ہوئے۔ آپ کے وظیفہ میں اضافہ کیا گیا اور آپ کے گھروالوں کے مناصب بھی مقرر ہو گئے، اور آپ اس بلند درجہ تک پہنچے اس وقت آپ نے وہ بات کہی کہ میں بھی وہی کہنے والا تھا، اس مہم پر چلنے میں نے آپ کو اپنے مقدمۃ الجیش کا سردار مقرر کیا، لوگوں نے اس مشورہ دینے پر یحییٰ کو آ کر برا بھلا کہا۔

اخرم ترک کا قتل:

نصر نے ایک دن کہا کہ اس خطرہ سے زیادہ اور کیا بات خطرناک ہو سکتی ہے کہ ہم سفر میں ہوں اور ہمارے دشمن مقیم ہوں، نصر شاش کی طرف بڑھا، حادثہ اس کے مقابلہ کے لیے آیا اس نے، و عمر اپنے بنی تمیم کے مقابل نصب کیے، جب اس سے کہا گیا کہ سامنے بنی تمیم ہیں تو اس نے انہیں وہاں سے ہٹا کر بنی ازد کے مقابل کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ بکر بن وائل کے سامنے نصب کر دیا۔ اخرم ایک مشہور ترک بہادر نے مسلمانوں پر حملہ کیا مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کے ہمراہیوں میں سے سات کو گرفتار کر لیا۔ نصر نے حکم دیا کہ اخرم کا سر منجھنق کے ذریعہ دشمن کی صفوں میں پھینک دیا جائے۔ جب ترکوں نے اخرم کے سر کو دیکھا انہیں نہایت شدید صدمہ ہوا، اور وہ شکست کھا کر میدان جنگ سے پسپا ہو گئے۔

نصر واپس پلٹا، اس نے دریا کو عبور کرنے کا ارادہ کیا مگر اس میں مزامت کی گئی۔

بخارا خذہ اور واصل بن عمرو کا قتل:

جس سنہ میں نصر کا مقابلہ حادثہ بن سرتج سے ہوا، اسی سال نصر سمرقند میں آ کر ٹھہرا۔ یہاں بخارا خذہ واپس ہوتے ہوئے نصر کے پاس آیا۔ بیرونی جنگی چوکی پر دشمن کی دیکھ بھال اس کی جمعیت کے متعلق تھی۔ ان کے ساتھ بخارا کے دوزمین دار بھی تھے جو نصر کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے انہوں نے واصل بن عمرو القیس کو جو نصر کی جانب سے بخارا کا عامل تھا اور بخارا خذہ کو اچانک قتل کر دینے کا ارادہ کیا تھا۔ یہ دونوں بخارا خذہ کے ظلم کے شاک تھے۔ بخارا خذہ کا نام طوق سیادہ تھا، اس نے نصر سے کہا مجھے معلوم ہے انہوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے مگر پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی کمر میں خنجر لگا رکھے ہیں؟ نصر نے ان سے کہا واقعی تمہارا کیا طرز عمل ہے کہ باوجود اسلام لے آنے کے تم خنجر لگائے ہوئے ہو۔ انہوں نے کہا ہمارے اور بخارا خذہ کے درمیان عداوت ہے۔ اس وجہ سے ہمیں اپنی جانوں کا اندیشہ ہے۔ نصر نے ہارون بن سیاوش بن سلیم کے آزاد غلام کو جو رابطہ فوج پر رہتا تھا حکم دیا کہ خنجر ان سے لے لو۔ ہارون نے دونوں خنجروں کو کھینچ کر توڑ ڈالا۔ بخارا خذہ اٹھ کر نصر کے ساتھ ساتھ ان دونوں کے متعلق گفتگو کرتا ہوا چلنے لگا۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ کریموں کی موت مرنا بہتر ہے۔ ایک نے واصل بن عمرو پر حملہ کیا۔ اس کے پیٹ میں چھری بھونک دی، واصل نے اس کے سر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ کاسہ سر الگ جا پڑا اور وہ فوراً مر گیا، دوسرا بخارا خذہ کی طرف لپکا، جماعت نماز کھڑی ہو چکی تھی، اس وقت بخارا خذہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا، نصر یہ گڑبڑ دیکھتے ہی خیموں کی قاتلوں میں جھپٹ کر جا چھپا، بخارا خذہ بھی بھاگا، مگر قاتلوں کے دروازہ کے پاس لغزش کھا کر گر پڑا۔ اس زمیندار نے اس کے نیزہ مارا مگر جوجان بن الجوز جان نے اس پر حملہ کیا اور گرز کی ایک ضربت سے اسے قتل کر دیا۔ بخارا خذہ اٹھا کر خیمہ میں لایا گیا۔ نصر نے اس کے لیے تکیہ منگوایا، بخارا خذہ نے تکیہ پر ٹیکہ دے دیا۔ قرعہ طبیب نے آ کر علاج شروع کیا، بخارا خذہ نے نصر کو وصیت کی اور اسی گھڑی مر گیا۔ واصل خیموں ہی میں دفن کیا گیا، نصر نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ البتہ طوق سیادہ کا گوشت اس کے جسم سے علیحدہ کر کے اور اس کی ہڈیاں بخارا لے گئے۔

نصر بن سیار کی روانگی شاش:

شاش جاتے ہوئے نصر اشروسنہ آیا۔ اشروسنہ کے رئیس ایار اخرہ نے اسے روپیہ نذر دیا۔ نصر شاش چلا گیا، محمد بن خالد الازدی کو فرغانہ کا عامل مقرر کر کے دس آدمیوں کے ہمراہ اسے فرغانہ روانہ کیا، اور فرغانہ سے جیش کے بھائی کو اور قتل کے دوسرے دہقانوں وغیرہ کو جو اس کے ہمراہ تھے واپس بلا لیا، یہ بہت سی صورتیں بھی اپنے ساتھ لایا جنہیں اس نے اشروسنہ میں نصب کر دیا۔

شاہ شاش کی نصر کی اطاعت:

بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب نصر شاش آیا تو شاش کے بادشاہ قدر نے نصر کا استقبال کیا، خود صلح کی درخواست کی، تحائف پیش کیے اور یرغمال بھی دیئے۔ نصر نے اس سے یہ شرط بھی کی کہ وہ حارث کو اپنے علاقہ سے خارج کر دے۔ چنانچہ قدر نے حارث کو فاراب کی طرف نکال دیا۔ نصر نے نیزک بن صالح، عمرو بن العاص کے آزاد غلام کو شاش پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔ یہاں سے روانہ ہو کر نصر نے فرغانہ کے علاقہ میں قبائیں آ کر پڑاؤ کیا۔ باشندوں کو اس کی پیش قدمی کا علم ہو چکا تھا، انہوں نے گھاس جلاڈالی، اور سامان خوراک کی بہم رسانی مسدود کر دی۔

محمد بن المثنیٰ کی کارگزاری:

۱۲۱ ہجری کی بقیہ مدت ہی میں نصر نے ایک فوج رئیس فرغانہ کے ولی عہد کے مقابلہ پر بھیجی، مسلمانوں نے ترکوں کو ان کے ایک قلعہ میں محصور کر لیا۔ محاصرہ میں مسلمانوں سے کچھ غفلت ہوئی۔ ترک مسلمانوں کے جانوروں پر ٹوٹ پڑے انہیں ہٹکا لے گئے، اور کچھ مسلمانوں کو بھی قید کر لے گئے۔ نصر نے ان کے مقابلہ کے لیے بنی تمیم کے کچھ لوگوں کو بھیجا۔ ان کے ہمراہ محمد بن المثنیٰ مشہور بہادر بھی تھے، مسلمانوں نے ان سے ایک چال چلی، اپنے جانوروں کو کھلے بندوں چھوڑ دیا اور خود کمین گاہ میں بیٹھ گئے۔ ترک پھر قلعہ سے نکلے بعض جانوروں کو ہٹکا لے گئے، مسلمانوں نے کمین گاہ سے نکل کر ان پر حملہ کیا، انہیں شکست دے کر بھگا دیا، ان کے ایک بڑے زمیندار کو قتل کر دیا۔ بعض قیدی بھی گرفتار کیے، اس مقتول زمیندار کے بیٹے نے محمد بن المثنیٰ پر حملہ کیا، محمد نے ہوشیاری سے گرفتار کر لیا۔ یہ ایک امر وڑ کا تھا، محمد اسے نصر کے پاس لائے، نصر کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا۔

سلیمان بن صول کی سفارت:

نصر نے سلیمان بن صول کو صلح کرنے کے لیے خط دے کر رئیس فرغانہ کے پاس بھیجا تھا۔ سلیمان کہتے ہیں کہ جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ میں شاگرد پیشہ ہوں۔ امیر کے میرنشی کا مددگار ہوں، رئیس فرغانہ نے اپنے درباریوں کو حکم دیا کہ اسے ہمارے خزانوں کی سیر کراؤ تاکہ انہیں معلوم ہو کہ ہمارے مالی ذرائع کیا ہیں، مجھے حکم دیا گیا کہ چلے، میں نے کہا میں پیدل نہیں چل سکتا۔ رئیس نے حکم دیا کہ ان کی سواری کے لیے گھوڑا لاؤ۔ میں اس کے خزانوں میں داخل ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اے سلیمان اسرائیل اور بشر بن عبید تمہاری اس ناکامی پر بغلیں بجائیں گے۔ یہ خزانہ مجھے اس لیے دکھائے جا رہے ہیں کہ یہ لوگ صلح کرنا نہیں چاہتے، معلوم ہوتا ہے کہ مجھے ناکام واپس جانا پڑے گا۔

سلیمان بن صول اور شاہ فرغانہ کی گفتگو:

میں خزانہ دیکھ کر رئیس کے پاس آیا، اس نے مجھ سے پوچھا کہو ہمارے اور تمہارے درمیان میں جو راستہ ہے وہ کیسا ہے۔ میں

نے کہا بہت سہل ہے پانی و چارہ کی افراط ہے اس جواب سے اسے تکلیف ہوئی۔ پھر مجھ سے پوچھا تم کیا جانتے ہو۔ میں نے کہا غرشتسان، غور، نخل اور طبرستان کی مہوں میں لڑ چکا ہوں مجھے کیسے علم نہ ہوگا۔ اس نے کہا اچھا بتاؤ ہمارے مالی ذرائع اور ساز و سامان کو تم نے کیسا پایا۔ میں نے کہا نہایت عمدہ۔ مگر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جو شخص قلعہ بند ہو جاتا ہے اسے ان باتوں میں سے ایک بات ضرور پیش آتی ہے اس نے پوچھا وہ کیا ہیں۔ میں نے کہا بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ بادشاہ کا قریب ترین عزیز، محبوب اور سب سے بڑھ کر معتمد علیہ اس پر اس لیے جھپٹ پڑتا ہے کہ اس کا مرتبہ خود حاصل کر لے اور اس طرح وہ فاتح کے پاس تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے یا بادشاہ کو اپنا تمام اندوختہ خرچ کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ اپنے اقتدار کو صحیح و سالم بچالے یا وہ کسی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے جس سے وہ جانبر نہیں ہوتا۔

یہ سن کر بادشاہ کا چہرہ پڑ مردہ ہو گیا، ورمیرے بیان سے اسے تکلیف پہنچی۔ مجھے حکم دیا کہ تم اپنے قیام گاہ کو واپس چلے جاؤ میں چلا آیا، دو روز ٹھہرا ہا اور مجھے یقین ہو گیا تھا کہ یہ صلح کی دعوت کو رد کر دے گا۔ بادشاہ نے پھر مجھے بلایا۔ صلح کے دعوتی خط کو میں اپنے غلام کے ساتھ لیتا گیا، مگر میں نے اسے حکم دے دیا کہ جب میرا قاصد خط مانگنے آئے تو تو اپنی قیام گاہ کو چلا آنا خط مت بتانا اور مجھ سے کہہ دینا کہ خط مکان میں چھوڑ آیا ہوں۔

شاہ فرغانہ سے مصالحت:

میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ نے مجھ سے خط مانگا۔

میں نے کہا کہ وہ خط میں اپنے قیام گاہ میں چھوڑ آیا ہوں۔ بادشاہ نے مجھ سے کہا کہ کسی کو بھیج کر منگواؤ پھر اس نے صلح کر لی مجھے انعام و اکرام دیا۔ اپنی ماں کو جو حقیقت میں منصرم مہبات امور مملکت تھی میرے ساتھ بھیجا۔ میں نصر کے پاس آیا، نصر نے مجھے دیکھ کر کہا تمہارے ہی لیے یہ مصرع کسی نے پہلے سے کہہ دیا ہے:

فارسل حکیمًا ولا توصہ

”عقلمند آدمی کو بھیج دے اور اسے نصیحت مت کر“۔

میں نے سارا واقعہ سنایا، نصر نے میرے طرز عمل کی تعریف کی، بادشاہ کی ماں کو دربار میں بلایا، یہ اس کے سامنے آئی، نصر ترجمان کے ذریعہ اس سے باتیں کرنے لگا، اسی گفتگو کے دوران میں تمیم بن نصر دربار میں آیا، نصر نے ترجمان سے کہا ان سے پوچھو کہ کیا وہ انہیں پہچانتی ہیں، اس نے جواب دیا نہیں۔ نصر نے کہا یہ تمیم بن نصر ہے، اس نے کہا بخدا! اس میں میں نے نہ چھوٹوں کی حلاوت پاتی ہوں اور نہ بڑوں کا تجربہ و پختہ کاری۔

بادشاہ فرغانہ اور نصر کی گفتگو:

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس نے نصر سے کہا کہ جس بادشاہ کے پاس یہ چھ چیزیں نہ ہوں وہ بادشاہ نہیں ہے، ایک وزیر جس سے وہ اپنے دلی راز کہہ سکے اس سے مشورہ لے، اور اس کے مشورہ پر اعتماد کرے۔ دوسرے باورچی کہ اگر بادشاہ کو کھانے کی بھوک بھی نہ ہو تب بھی وہ ایسا کھانا اس کے لیے تیار کرے کہ اسے اس کی اشتہا پیدا ہو جائے۔ تیسری بیوی اگر کبھی وہ غمگین بھی اس کے پاس آئے تو اس کی صورت دیکھتے ہی رنج و غم دور ہو جائے۔ چوتھے قلعہ کی تاک ضرورت کے وقت وہ اس میں اپنی حفاظت کر

سکے۔ پانچویں گھوڑا اور تلوار کہ ہمسروں سے مقابلہ کے وقت اسے ان کی وفاداری پر پورا بھروسہ ہو۔ چھٹے ایسا ذخیرہ دولت کہ جہاں کہیں وہ اسے لے جائے اس کی وجہ سے زندگی بسر کر سکے۔ پھر تمیم بن نصر بڑے شاندار کپڑے پہنے ہوئے اُکڑتا ہوا اپنے مصاحبین کی ایک جماعت کے ساتھ دربار میں آیا۔ اس نے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ نصر بن تمیم خراسان کا مشہور سردار ہے۔ اس نے کہا کہ نہ اس میں بڑوں کی سی عقلمندی و تجربہ کاری معلوم ہوتی ہے اور نہ چھوٹوں کی حلاوت۔ اس کے بعد حجاج بن قتیبہ آیا۔ اس نے پوچھا یہ کون ہیں کہا گیا حجاج بن قتیبہ ہیں۔ یہ سنتے ہی اس نے حجاج کو سلام کیا اس کی مزاج پر سی کی اور کہنے لگی اے معشر عرب تم میں وفائیں اور نہ تم ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہو۔ قتیبہ وہ شخص تھا کہ جس نے تمہیں تمہاری اس موجودہ حالت تک جسے میں دیکھ رہی ہوں پہنچایا۔ اور یہ اس کا بیٹا تم سے نیچے بیٹھتا ہے۔ اے نصر تمہارا فرض تھا کہ تم اسے اپنی جگہ بٹھاتے اور خود تم اس کی جگہ بیٹھتے۔

امیر حج محمد بن ہشام و عمال:

اس سال محمد بن ہشام بن اسلمیل المخزومی کی امارت میں حج ہوا۔ یہی ہشام کی جانب سے مکہ مدینہ اور طائف کے اس سال عامل تھے۔ سارے عراق پر یوسف بن عمرو والی تھا۔ آرمینیا اور آذربایجان کا والی مروان بن محمد تھا۔ نصر بن سیار خراسان کا والی تھا عامر بن عبیدہ بصرے کے اور ابن شرمہ کوفے کے قاضی تھے۔

۲۲ھ کے واقعات

زید بن علی کا خروج:

اس سنہ میں زید بن علی مارے گئے اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب انہوں نے خروج کا ارادہ کیا تو تیاری کا حکم دیا۔ جو لوگ ایفائے بیعت کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے تیاری شروع کر دی۔ سلیمان بن سراقتبہ البارتی نے یوسف بن عمر سے آکر زید کی ساری کیفیت سنائی اور یہ بھی کہا کہ زید اہل کوفہ کے عامر نام ایک شخص اور بنی تمیم کے ایک شخص بارق کے بھانجے طیمہ نام کے پاس آیا کرتے ہیں اور اب وہ انہیں کے پاس مقیم ہیں یوسف نے ان لوگوں کے مکانات میں زید کو تلاش کرایا مگر وہ تو نہ ملے البتہ یہ دونوں شخص گرفتار کر کے یوسف کے سامنے پیش کیے گئے۔ یوسف کو ان سے باتیں کرنے سے زید کی ساری کیفیت اور ان کے ارادہ کا حال معلوم ہو گیا۔ دوسری جانب جب زید کو اپنی گرفتاری کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے اس وقت مقررہ سے پہلے ہی جو خروج کے لیے ان کے اور اہل کوفہ کے درمیان طے پایا تھا خروج کر دیا۔

اس وقت اہل کوفہ کا حکم بن الصلت سردار تھا اور عمرو بن عبدالرحمن کوفہ کا کوتوال تھا یہ شخص بنی القارہ سے تھا بنی ثقیف اس کے ماموں تھے یہ بنی ثقیف ہی میں رہتا تھا۔ اس کے ہمراہ عبید اللہ بن العباس الکندی بھی کچھ شامیوں کے ہمراہ اس کے ساتھ تھا یوسف بن عمر اس وقت حیرہ میں مقیم تھا۔

زید بن علی کی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے:

جب زید کے ان طرفداروں کو جنہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی معلوم ہوا کہ زید کے ارادہ کا علم یوسف بن عمر کو ہو گیا ہے۔ اس نے زید کے پاس اپنے جاسوس لگا دیئے ہیں اور وہ ان کے حال کی تفتیش کرتا رہتا ہے تو ان کے سربراہ ورہ لوگوں کی ایک

جماعت زید کے پاس آئی۔ زید سے پوچھا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ زید نے کہا اللہ ان پر اپنا رحم کرے اور انہیں مغفرت دے میں نے اپنے کسی خاندان والے کو ان سے اپنی برأت کا اظہار کرتے نہیں سنا اور نہ کوئی شخص ان کے متعلق کبھی برے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ ان لوگوں نے کہا 'آپ اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اسی لیے طالب ہوئے ہیں کہ یہ دونوں آپ کی حکومت کے درمیان کود پڑے اور آپ کے ہاتھوں سے اسے نکال لیا۔

زید نے کہا اس معاملہ میں سخت سے سخت بات جو میں کہہ سکتا ہوں وہ صرف اتنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ان کی خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہم تھے مگر قوم نے دوسروں کو ہم پر ترجیح دی اور ہمیں اس سے ہٹا دیا۔ مگر اس بنا پر وہ ہمارے نزدیک کفر کے درجہ تک نہیں پہنچے۔ یہ دونوں حضرات امیر المومنین ہوئے تو انہوں نے لوگوں میں انصاف کیا، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر کاربند رہے۔

ان لوگوں نے کہا کہ جب ان حضرات نے آپ کے ساتھ کوئی ظلم نہیں کیا تو ان لوگوں نے بھی نہیں کیا۔ پھر آپ ہمیں کیوں ایسے لوگوں سے لڑنے کی دعوت دیتے ہیں جنہوں نے آپ پر ظلم نہیں کیا ہے۔
کوفیوں کی زید بن علی سے علیحدگی:

زید نے کہا: نہیں یہ بات نہیں ہے، یہ لوگ ان جیسے نہیں ہیں، یہ ظالم ہیں نہ صرف میرے لیے بلکہ آپ لوگوں کے لیے اور خود اپنے لیے۔ میں آپ کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف بلاتا ہوں تاکہ احیاء سنت ہو اور بدعات مٹائی جائیں اگر آپ نے میری دعوت کو قبول کیا تو خود آپ کو اس کا فائدہ پہنچے گا اور اگر انکار کر دیا تو میں آپ پر حاکم تو ہوں نہیں۔

یہ سن کر یہ لوگ انہیں چھوڑ کر چلے آئے، اپنی بیعت توڑ دی اور کہنے لگے کہ یہ امام سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ یہ لوگ مدعی تھے کہ ابوجعفر محمد بن علی زید کے بھائی اصل میں امام تھے اور چونکہ اس زمانہ میں ان کا انتقال ہو چکا تھا ان کے بیٹے جعفر بن محمد زندہ تھے ان لوگوں نے کہا کہ جعفر اپنے باپ کے بعد ہمارے امام ہیں اور وہی امارت کے زیادہ مستحق ہیں۔ ہم زید بن علی کا ساتھ نہیں دیتے کیونکہ وہ امام نہیں ہیں۔ اسی بنا پر زید نے ان کا نام رافضہ رکھا مگر اب یہ لوگ مدعی ہیں کہ جب ہم نے مغیرہ کا ساتھ چھوڑا تو اس نے ہمارا یہ نام رکھا۔

جعفر بن محمد بن علی:

ان میں سے بعض لوگ زید کے خروج کرنے سے پہلے جعفر بن محمد بن علی کے پاس آئے تھے اور کہنے لگے کہ زید بن علی ہم میں آکر بیعت لے رہے ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے۔ ہم ان کی بیعت کریں یا نہ کریں، جعفر نے کہا ہاں ضرور کرو، کیونکہ بخدا! وہی ہم میں سب سے افضل و بہترین شخص ہیں اور ہمارے سردار ہیں، اس کے بعد یہ لوگ زید کے پاس آئے مگر انہوں نے اس بات کو ظاہر نہیں کیا کہ جعفر نے ہمیں ایسا حکم دیا تھا۔
اہل کوفہ کی مسجد اعظم میں محصوری:

اب زید بن علی کا خروج ان وجوہات سے ضروری ہو گیا، انہوں نے اپنے طرفداروں سے بدھ کر رات جو صفر ۱۲۲ھ ہجری کی پہلی شب تھی۔ خروج کے لیے مقرر کی، یوسف بن عمر کو اس کا علم ہوا، اس نے حکم بن الصلت کو حکم بھیجا کہ تمام اہل کوفہ کو جامع مسجد میں

اکٹھا کر کے محصور کر لو۔ حکم نے تمام سرداروں، باقاعدہ فوج والوں، عہدہ داروں اور جنگی سپاہیوں کو بلا کر مسجد میں داخل ہونے کا حکم دیا اور اعلان کر دیا کہ امیر کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے گھر میں پایا جائے گا اس کے تمام حقوق ساقط ہو جائیں گے۔ آپ سب لوگ جامع مسجد میں رہیں۔ زید کے خروج سے ایک دن پہلے ہی منگل کے دن تمام لوگ مسجد اعظم میں آ گئے۔

قاسم النخعی کا قتل:

سرکاری عہدہ داروں نے معاویہ بن النخعی بن زید بن حارثہ الانصاری کے مکان میں زید کو تلاش کیا، مگر زید نے رات ہی میں کہ وہی شب میعاد تھی اور اس رات نہایت ہی شدید سردی تھی معاویہ کے مکان سے خروج کیا۔ ان لوگوں نے لکڑیوں کے مٹھے کو ایک لکڑی کے سرے پر باندھ کر مشعلیں بنائیں، ان میں آگ روشن کی اور پکارنے لگے۔ ”اے منصور ارادہ فرمائیے۔“ جب ایک مشعل جل کر ختم ہو جاتی تھی تو دوسری میں آگ لگا دیتے تھے۔ اسی طرح رات بسر کی، صبح کے وقت زید نے قاسم النخعی الحضرمی اور اپنے طرفداروں میں سے ایک اور شخص کو بھیجا کہ وہ اپنا شعار لوگوں میں پکاریں، جب یہ لوگ عبدالقیس کے میدان میں پہنچے تو جعفر بن عباس الکندی سے اور ان سے مڈبھیڑ ہو گئی، انہوں نے جعفر اور اس کے ہمراہیوں پر حملہ کیا، قاسم کے ساتھ جو دوسرا شخص تھا وہ تو مارا گیا اور قاسم النخعی زخمی میدان سے اٹھا کر حکم کے سامنے لایا گیا، حکم نے اس سے گفتگو کی مگر اس نے کسی بات کا جواب نہیں دیا، حکم نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ یہ شخص قصر کے دروازہ پر قتل کر دیا گیا، زید بن علی کے ساتھیوں میں سے سب سے پہلے یہی قاسم اور اس کا ساتھی مقتول ہوئے۔

کوفہ کی ناکہ بندی:

حکم بن الصلت نے راستوں پر پہرے بٹھا دیئے، بازار کے راستے بند کر دیئے، گئے اور مسجد کے دروازے بھی بند کر دیئے گئے تاکہ کوئی کوفہ والا نہ نکل سکے۔ کوفہ میں فوج کے چار دستے تھے ان میں سے اہل مدینہ کے دستے پر ابراہیم بن عبداللہ بن جریر البجلی سردار تھا، بنی مذحج اور اسد کے دستے پر عمرو بن ابی بدر العبیدی کندہ اور ربیعہ پر منذر بن محمد بن الاشعث بن قیس الکندی اور تمیم و ہمدان کے دستے پر محمد بن مالک الہمدانی الخوی سردار تھا۔

حکم نے یوسف کو تمام واقعہ کی اطلاع دی، یوسف نے اپنے نقیب سے کہا کہ منادی کر دو کہ شامیوں میں سے کون ایسا ہے کہ جو کوفہ جا کر تمام واقعات قریب سے دیکھ کر مجھے آ کر اس کی اطلاع دے۔ جعفر بن عباس الکندی نے کہا کہ میں جاتا ہوں۔ چنانچہ وہ پچاس سواروں کے ساتھ کوفہ آیا۔ جب انہیں سالم السلولی تک آیا، زید کے ہمراہیوں کی حالت معلوم کی اور پھر یوسف کو جا کر ان کی خبر دی، صبح کو یوسف حیرہ کے قریب ایک ٹیلہ پر آ کر ٹھہرا، قریش اور دوسرے معزز لوگ اس کے ساتھ تھے۔ عباس بن سعید المزنی اس زمانہ میں اس کے محافظ دستہ کا سردار تھا، یوسف نے ریان بن مسلمۃ الاراشی کو دو ہزار فوج کے ساتھ کہ جس کے ہمراہ تین سو قیقانی تیر اندازوں کا پیدل دستہ تھا آگے بڑھایا۔

زید بن علی کے ساتھیوں کی تعداد:

دوسری جانب صبح کے وقت زید کے ہمراہ کل دسواٹھارہ آدمی تھے۔ جو اس رات میں ان کے پاس آئے تھے۔ زید نے پوچھا خدا کی شان، اور لوگ کہاں ہیں؟ کہا گیا کہ وہ مسجد اعظم میں محصور ہیں۔ زید نے کہا جن لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے ان

کے لیے یہ کوئی معقول عذر نہیں ہے۔

نصر بن خزیمہ کا عمرو بن عبدالرحمن پر حملہ:

نصر بن خزیمہ ندان کرزید کی طرف چلا، مگر اثناء راہ میں عمرو بن عبدالرحمن حکم بن الصلت کی فوج خاصہ کا سردار اپنے چہنی سواروں کے دستہ کے ساتھ زبیر بن ابی حکیمہ کے مکان کے قریب اس راستہ پر جو بنی عدی کی مسجد کی طرف نکلتا ہے مزام ہوا۔ نصر بن خزیمہ نے کہا: اے منصور قصد فرمائیے، مگر اس کا کوئی جواب اسے نہ ملا۔ نصر اور اس کے ہمراہیوں نے سرکاری فوج پر حملہ کر دیا۔ عمرو بن عبدالرحمن مارا گیا، اس کے ساتھی پسپا ہو گئے۔

زید بن علی کا شامی دستہ پر حملہ:

زید بن علی، جبانہ سالم سے جبانہ صائدین تک آگے بڑھ آئے، یہاں پانسو شامی تھے۔ زید نے اپنے ساتھیوں کو لے کر ان پر حملہ کر دیا اور انہیں شکست دی، اس روز زید ایک سیاہ ٹو پر سوار تھے۔ جسے انہوں نے بنی نہد بن کمس بن مروان البخاری کے ایک شخص سے پچیس دینار میں خریدا تھا، زید کے قتل کے بعد اس ٹو کو حکم بن الصلت نے لے لیا۔

زید بن علی اور انس بن عمرو:

زید ایک ازدی کے مکان کے دروازہ پر پہنچے اس نے بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، اسے بلایا گیا، اگر چہ وہ گھر میں تھا مگر اس نے جواب نہیں دیا، انس بن عمرو اس کا نام تھا، پھر زید نے خود اسے آواز دی اور کہا اے انس میرے پاس آؤ، اللہ تم پر رحم کرے گا۔ اس لیے کہ حق آ گیا ہے اور باطل مٹ گیا کیونکہ باطل مٹنے کے لیے ہے مگر پھر بھی یہ شخص باہر نہ نکلا۔ زید نے کہا تم لوگوں نے کس قدر خلاف وعدگی کی، اللہ ہی تم سے حساب لینے والا ہے۔

زید بن علی اور شامیوں میں جھڑپیں:

یہاں سے زید کناسہ کی طرف آئے۔ شایوں کی ایک جماعت یہاں بھی متعین تھی، زید نے اس پر حملہ کیا اور شکست دی، پھر یہاں سے بڑھ کر قبرستان میں نمودار ہوئے، یوسف بن عمرو مع اپنے ہمراہیوں کے اس وقت تک ٹیلہ پر کھڑا ہوا انہیں دیکھ رہا تھا، اس کے سامنے خرام بن مرة المزنی اور زمر بن سلیم العلوی زرہ بند پیدل سپاہ کو اپنی قیادت میں لیے ہوئے ایستادہ تھے۔ کل دوسو آدمی اس کے ہمراہ تھے اور بخدا اگر زید اس کا رخ کرتے تو اسے قتل کر ڈالتے، ریان بن سلمہ شامیوں کو لیے ہوئے کوفہ میں زید کے تعاقب میں لگا ہوا تھا۔ زید دہنی جانب خالد بن عبداللہ کے مصلیٰ کی سمت مڑے اور کوفہ میں داخل ہو گئے جس وقت زید نے کناسہ کا رخ کیا تو ان کے ساتھیوں کا ایک گروہ مخنف بن سلیم کے قبرستان کی طرف پھٹ کر چلا گیا، یہاں ان میں سے کسی نے دوسرے سے کہا کہ ہم کیوں کندہ کے قبرستان نہ چلیں۔ یہ الفاظ اس کی زبان سے نکلے ہی ہوں گے کہ شامی آ گئے، یہ جماعت انہیں دیکھتے ہی ایک تنگ گلی میں گھس گئی۔ ایک شخص اس میں سے پیچھے رہ گیا وہ مسجد میں چلا آیا۔ دو رکعت نماز پڑھی پھر شامیوں کے مقابلہ کے لیے باہر آیا۔ تھوڑی دیر تک مقابلہ رہا۔ شامیوں نے اسے زمین پر گرادیا اور تلواریں مارنے لگے، اس پر ان کے ایک شخص نے کہا کہ یہ فولادی خود پہنے ہوئے ہے پہلے اس کے سر سے خود اتار لو اور پھر فولادی گرز اس کے سر پر مارو شامیوں نے یہی کیا، یہ شخص کام آ گیا۔ مگر پھر اس کے طرفداروں نے شامیوں پر حملہ کیا اور انہیں اس سے ہٹا دیا، مگر یہ اب کام آچکا تھا، شامی پلٹ گئے مگر انہوں نے کوفیوں کے ایک

شخص کو اس کی جماعت سے علیحدہ کر دیا۔ اور باقی سب بچ کر نکل گئے۔ یہ شخص عبداللہ بن عوف کے مکان میں جا گھسا شامی بھی اس کے پیچھے اس مکان میں داخل ہو گئے اسے گرفتار کر کے یوسف بن عمر کے پاس لائے یوسف نے اسے قتل کر دیا۔

زید بن علی کی مسجد اعظم کی جانب پیش قدمی:

جب زید نے اہل کوفہ کی بے وفائی دیکھی تو نصر بن خزیمہ سے کہا کیا آپ کو یہ خوف ہے کہ یہ لوگ میرے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا۔ نصر نے کہا خدا مجھے آپ پر سے تران کرے میں تو آخر دم تک آپ کی حمایت میں لڑوں گا۔ اس روز کوفہ ہی میں جنگ ہوئی۔ پھر نصر نے زید سے کہا کہ تمام لوگ مسجد اعظم میں محصور ہیں آپ ہمیں لے کر وہاں چلے زید اپنے ساتھیوں کو لے کر مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔ خالد بن عرفطہ کے مکان سے گذرے۔

عبید اللہ بن عباس کا حملہ و پسپائی:

دوسری طرف عبید اللہ بن العباس الکندی کو ان کی پیش قدمی کا علم ہوا وہ بھی شامیوں کو لے کر مقابلہ کے لیے بڑھا۔ عمر بن سعد بن ابی وقاص کے دروازہ پر دونوں کا مقابلہ ہوا عبید اللہ کا علمبردار سلیمان اسی کا آزاد غلام تھا یہ اس موقع پر رکا۔ جب عبید اللہ نے حملہ کا ارادہ کیا اور دیکھا کہ سلیمان رک گیا ہے اس نے اسے ڈانٹا کہ اے خبیثہ کے لڑکے حملہ اس نے بھی حملہ کیا آگے ہی بڑھتا گیا یہاں تک کہ علم خون سے رنگین ہو گیا عبید اللہ تنہا جنگ کے لیے سامنے آیا۔ واصل غلہ فروش اس کے مقابلہ کے لیے نکلا دونوں تلواریں چلاتے رہے پھر واصل نے احوال سے کہا تم اس کا مقابلہ کرو میں تو ایک نو عمر غلہ فروش ہوں عبید اللہ نے اس پر کہا اللہ میرے ہاتھ قطع کر دے اگر میں تجھے زندہ چھوڑ دوں۔ عبید اللہ نے پھر اس پر تلوار کا وار کیا مگر بیکار گیا۔ عبید اللہ اور اس کے ہمراہی عمرو بن حریث کے مکان تک پسپا ہو گئے۔ زید اور ان کے ہمراہی باب الفیل تک بڑھ آئے یہاں زیدی دروازوں کے اوپر سے اپنے علم مسجد میں داخل کر کے لوگوں سے کہنے لگے اے مسجد والو! ہمارے پاس آ جاؤ۔ نصر بن خزیمہ نے بھی انہیں پکار کر کہا کہ اے کوفہ والو! ذلت سے نکل کر عزت میں آؤ۔ ہمیں یہاں دین و دنیا دونوں حاصل ہوں گے کیونکہ موجودہ حکومت میں دنیا کا تمہیں فائدہ ہے اور نہ دین کا۔ یہ سن کر شامی بلندی پر چڑھ آئے اور مسجد پر سے زید کے طرف داروں پر پتھر پھینکنے لگے۔

زید بن علی اور ریان بن سلمہ میں جنگ:

اس روز کوفہ کے باشندوں کی ایک بڑی جماعت کوفہ کے اطراف میں تھی۔ بیان کیا گیا کہ سالم کے قبرستان میں تھی۔ ریان بن سلمہ مغرب کے وقت حیرہ کی طرف پلٹا۔ زید بن علی بھی مع اپنے طرفداروں اور کچھ اور کوفیوں کے ساتھ جو ان سے آ ملے تھے پلٹ کر سرکاری بھنڈار خانہ پر آ گئے۔ ریان بن سلمہ نے یہاں آ کر ان کا مقابلہ کیا اور اس مقام پر نہایت شدید معرکہ جہاد و قتال گرم ہوا بہت سے شامی مقتول و مجروح ہوئے۔ زید کے ہمراہیوں نے اس مقام سے مسجد تک شامیوں کا تعاقب کیا۔ شامی بدھ کے دن شام کو مایوسانہ خیالات لیے ہوئے واپس ہوئے دوسرے دن جمعرات کی صبح کو یوسف بن عمر نے ریان بن سلمہ کو بلوایا مگر معلوم ہوا کہ اس وقت حاضر نہیں ہے۔

عباس بن سعید اور زید بن علی کی جنگ:

بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ریان اس کے پاس آیا چونکہ وہ ہتھیار باندھے ہوئے نہ تھا اس لیے یوسف نے اسے ملامت کی اور

کہا تم رسالہ ارسال کر ایسی حالت میں آئے ہو بیٹھ جاؤ پھر یوسف نے عباس بن سعید المزنی اپنی فوج خاصہ کے سردار کو بلا لیا اور اسے شامیوں کے ساتھ زید کے مقابلہ پر بھیجا اس نے بھنڈا رخا نہ پہنچ کر زید کا مقابلہ کیا وہاں ایک نجار کی بہت سی لکڑیاں پڑی ہوئی تھیں کہ جن سے راستہ بہت تنگ ہو گیا تھا زید اپنے ساتھیوں کو لے کر مقابلہ کے لیے بڑھے ان کے دونوں پہلوؤں پر نصر بن خزیمہ العنسی اور معاویہ بن اسحاق الانصاری تھے جب عباس نے انہیں دیکھا تو چونکہ اس کے ہمراہ پیدل سپاہ نہ تھی اس لیے اس نے اپنے دستہ فوج کو پیادہ ہو جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کے ساتھیوں میں سے اکثر گھوڑوں سے اتر پڑے اور نہایت خونریز معرکہ شروع ہوا۔

نصر بن خزیمہ کا قتل:

اہل شام میں بنی عباس کا ایک شخص نائل بن فردہ نام تھا اس نے یوسف بن عمر سے کہا تھا کہ اگر میں نصر بن خزیمہ کو دیکھ پایا تو یا میں اسے قتل کر دوں گا یا وہ مجھے قتل کر ڈالے گا۔ یوسف نے اسے ایک تلوار دی یہ تلوار جس چیز پر پڑتی اسے قطع کر دیتی جب حریفوں کا مقابلہ شروع ہو گیا تو نائل بن فردہ نے نصر بن خزیمہ کو دیکھا یہ اس کی طرف بڑھا اور نصر پر تلوار کا ہاتھ رسید کیا اس کی ران کٹ گئی مگر نصر نے بھی ایک ہی ضرب میں اس کا کام تمام کر دیا مگر نصر بھی فوراً مر گیا۔

شامی فوج کی پسپائی:

نہایت شدید جنگ ہوتی رہی آخر کار زید نے شامیوں کو شکست دے کر بھگا دیا ان کے ستر آدمی قتل کئے شامی جب پسپا ہوئے ان کی بری درگت بن چکی تھی۔ اب عباس بن سعید نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ سوار ہو جاؤ۔ اس کی اپنی فوج کو پیادہ کرنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ تنگ مقام میں رسالہ پیدل کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ سب لوگ سوار ہو کر چلے آئے۔ سر شام میں یوسف بن عمر نے پھر انہیں تیار کر کے مقابلہ کے لیے بھیجا جب دونوں حریف مقابل آ گئے تو زید نے اپنی فوج لے کر حملہ کیا انہیں پسپا کر دیا ان کا تعاقب کیا اور سب کی طرف بھگا دیا مگر پھر سب میں آ کر ان پر حملہ کیا اور یہاں سے بنی سلیم کی طرف انہیں نکال دیا۔ یہاں بھی زید نے اپنے رسالہ اور پیدل سپاہ کے ساتھ ان کا تعاقب جاری رکھا شامی مسنہ کی راہ ہوئے مگر زید باریق اور رواں کے درمیان ان کے مقابل آئے اور یہاں پھر طرفین میں نہایت شدید جنگ شروع ہوئی۔

زید بن علی کی جماعت پر تیر اندازی:

اس روز زید کا علمبردار عبدالصمد بن ابی مالک بن مسروح (از بنی سعد بن زید حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حلیف) تھا مسروح العدی کی شادی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی صفیہ سے ہوئی تھی شامی رسالہ دار زید کی فوج کے مقابلہ پر ٹھہر تانا تھا۔ عباس نے اس حالت کی اطلاع یوسف بن عمر کو دی اور کہلا بھیجا کہ تیر انداز بھیج دیئے جائیں یوسف نے سلیمان بن کیسان الکھمی کو قیقانی اور بخاری قادر اندازوں کے ساتھ عباس کی مدد کے لیے بھیج دیا۔ ان لوگوں نے زید اور ان کی فوج پر تیر اندازی شروع کی سبھی پہنچ کر زید نے چاہا تھا زیادہ خطرہ میں اپنی جمعیت کو نہ ڈالیں اور پلٹ جائیں مگر خود ان کے ساتھیوں نے ان کی بات نہ مانی۔

زید بن علی کا خاتمہ:

معاویہ بن اسحق الانصاری نے زید کے سامنے نہایت جوانمردی و شجاعت کا اظہار کیا خوب ہی دادرما دگی دی اور وہیں کام آیا زید بن علی اپنے ساتھیوں کے ساتھ برابر میدان کارزار میں جھے رہے البتہ جب رات اچھی طرح تاریک ہو گئی ایک تیران کی

پیشانی پر بائیں جانب آ کر پیوست ہوا اور دماغ تک اتر گیا، زید واپس ہوئے ان کی فوج بھی پلٹی مگر شامیوں کو یہی خیال رہا کہ زید اور ان کے ساتھی محض رات ہو جانے کی وجہ سے پلٹ گئے ہیں۔

سلمہ بن ثابت کا بیان:

سلمہ بن ثابت اللہی جو خود اس معرکہ میں زید کے ہمراہ تھا اور اس روز وہ اور معاویہ بن الحنفیہ کا ایک غلام سب کے بعد مکہ ان جنگ سے واپس ہوئے تھے بیان کرتا ہے کہ میں اور میرا ساتھی زید کے زخم کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے جا رہے تھے، ہمیں معلوم ہوا کہ وہ گھوڑے سے اتار کر حران بن کریمہ کے (جو کسی عرب کا آزاد غلام تھا) مکان واقعہ واک کی شرک پر ار جب اور شاکر کے مکانات میں سے کسی مکان میں لا کر اتارے گئے ہیں، میں ان کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ خدا مجھے آپ پر سے قربان کر دے، اور لوگ جا کر ایک طبیب کو لے آئے اس کا نام شقیہ تھا اور یہ بنی رواں کا آزاد غلام تھا، اور اس نے تیران کی پیشانی سے کھینچ لیا۔ میں اس وقت انہیں دیکھ رہا تھا۔ تیر کھینچے ہی زید نے چلنا شروع کیا اور فوراً ہی ان کا انتقام ہو گیا۔ اب مشورہ ہونے لگا کہ انہیں کہاں دفن کریں اور کہاں چھپائیں، بعضوں نے کہا کہ زرہ پہنا کر پانی میں ڈال دیں دوسروں نے کہا کہ ان کا سر کاٹ کر مقتولین میں رکھ دیں، ان کے بیٹے یحییٰ نے کہا میں اسے گوارا نہیں کروں گا کہ کتے میرے باپ کا گوشت کھائیں۔ اور لوگوں کی یہ رائے ہوئی کہ انہیں عباسیہ لے چلیں اور وہاں دفن کریں۔

زید بن علی کی تدفین:

راوی کہتا ہے مگر میں نے مشورہ دیا کہ اس گڑھے میں جہاں سے مٹی لی جاتی ہے، لے جا کر انہیں دفن کر دینا چاہیے۔ اس رائے کو سب نے پسند کیا ہم انہیں وہاں لائے اور دونوں گڑھوں کے درمیان ہم نے قبر کھودی، اس زمانہ میں گڑھے میں پانی بہت تھا، جب بڑی مشکل سے ہم نے قبر کھودی تو انہیں سپرد خاک کر دیا اور قبر پر پانی بہا دیا، ہمارے ہمراہ ان کا ایک سندھی غلام بھی تھا، وہاں سے پلٹ کر ہم جبائے السبع آئے، ہمارے ہمراہ زید کے صاحبزادے بھی تھے۔ ہم یہاں ٹھہرے نہیں تمام لوگ ہم سے علیحدہ ہو کر چلے گئے اور میں صرف دس آدمیوں کی جماعت کے ساتھ رہ گیا میں نے ان کے صاحبزادہ سے کہا کہ صبح اب ہوا چاہتی ہے آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں ان کے ہمراہ ابوالصیاء العبدی بھی تھا۔

یحییٰ بن زید کا نہرین جانے کا قصد:

زید کے صاحبزادے نے کہا نہرین جانا چاہتا ہوں، نہرین سے میں یہ سمجھا کہ یہ فرات کے کنارے کنارے جانا اور دشمنوں سے لڑنا چاہتے ہیں۔ اس خیال سے میں نے ان سے کہا تو پھر آپ اس جگہ سے نہ بٹے اور یہیں دشمن کا آخرد تک مقابلہ کیجئے، یا پھر جو اللہ کرے اس کے جواب میں انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں کر بلا کے دریاؤں کو جانا چاہتا ہوں۔ یہ سنتے ہی میں نے کہا تو پھر صبح ہونے سے پہلے سے نکل جائیے۔

یحییٰ بن زید کی روانگی نینوا:

یحییٰ فوراً ہی روانہ ہو گئے، میں بھی ان کے ہمراہ تھا ابوالصیاء بھی تھا اور بھی مختصر سی جماعت تھی، جب ہم کوفہ سے نکل گئے تو اذان صبح کی آواز سنی۔ نخلہ میں نماز صبح پڑھی اور پھر ہم نے نینوا کی سمت جلد جلد چلنا شروع کیا۔ یحییٰ نے مجھ سے کہا کہ میں بشر بن عبدالملک

بن بشر کے آزاد غلام سابق کے پاس جانا چاہتا ہوں انہوں نے رفتار میں اور بھی تیزی کر دی۔ اثناء راہ میں جب اور لوگ ملتے ہیں ان سے بچنے کے لئے کھانا طلب کرتا وہ لوگ روٹیاں دیتے ہیں انہیں کھلا دیتا وہ بھی کھا لیتے اور ہم بھی ان کے ہمراہ کھاتے، مینوئی پہنچے اب اندھیرا ہو چکا تھا۔ سابق کے مکان پہنچے میں نے دروازہ پر آواز دی سابق نکل کر آیا میں نے تیغ سے کہا کہ کیجئے اب میں تو فیوم جاتا ہوں اور وہیں رہوں گا جب آپ مناسب سمجھیں بلا لیجئے گا۔ چنانچہ میں انہیں سابق کے پاس چھوڑ کر اپنے راستے چلا گیا اور وہی میری ان سے آخری ملاقات تھی۔

زید بن علی اور ساتھیوں کے سروں کی قیمت:

ادھر یوسف نے شامیوں کو بھیجا کہ اہل کوفہ کے مکانات میں زخیوں کو تلاش کریں یہ لوگ عورتوں کو مکانات کے صحن میں نکال دیتے تھے اور زخیوں کی تلاش میں سارے گھر کو چھان ڈالتے تھے۔ جمعہ کے دن زید کے سندھی غلام نے زید کا مدفن بتا دیا۔ حکم بن الصلت نے عباس بن سعید المزنی، اور ابن الحکم ابن الصلت کو لاش نکالنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے لاش نکالی مگر چونکہ عباس کو یہ بات ناگوار تھی کہ ابن الحکم بن الصلت لاش پر قبضہ کرے اس لیے اس نے اسے وہیں چھوڑ دیا اور جمعہ ہی کے دن صحن کو یوسف بن عمر کے پاس ایک قاصد کو اس خوشخبری کے دینے کے لیے زید بن علی کا سر دے کر حجاج بن القاسم بن محمد بن الحکم بن ابی عقیل کے ہمراہ بھیجا۔ جب یوسف بن عمر کے پاس پانچ سو درہم انعام دیا جائے گا محمد بن عباد نصر بن خزیمہ معاویہ بن اسحاق بن حارثہ الانصاری اور زیاد النہدی کی لاشوں کو کناسہ میں سولی پر لٹکا دیا جائے۔ یوسف نے یہ بھی منادی کر دی تھی کہ جو کوئی ایک سر لے کر آئے گا اسے پانچ سو درہم انعام دیا جائے گا محمد بن عباد نصر بن خزیمہ کا سر لے کر آیا یوسف نے اسے ایک ہزار درہم دلوائے۔ احوال اشعریین کا آزاد غلام معاویہ بن اسحق کا سر لایا۔ یوسف نے اس سے پوچھا کیا تو نے ہی اسے قتل کیا ہے اس نے کہا جناب والا میں نے خود قتل نہیں کیا لیکن میں نے اسے دیکھا تھا اور پہچان لیا تھا۔ یوسف نے حکم دیا کہ اسے سات سو درہم دیے جائیں۔ چونکہ خود وہ اس کے قتل کا مدعی نہ تھا۔ اس وجہ سے اسے پورے ہزار نہیں دلوائے۔

زید بن علی کے متعلق دوسری روایت:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خود یوسف کو اس بات کا علم نہ ہوا تھا کہ زید راستے سے واپس ہو کر کوفہ آ گئے ہیں ہشام بن عبد الملک نے اسے بات کی اطلاع دی اور ایک اموی نے ہشام کو زید کی اطلاع دی تھی اس پر ہشام نے یوسف کو برا بھلا لکھا اسے جاہل بنایا اور لکھا کہ تم غافل ہو اور زید کوفہ میں موجود ہیں لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں جس طرح بنے ان کی تلاش کرو مل جائیں تو وعدہ امان پیش کرو قبول کر لیں تو فہما اور نہ کریں تو قتل کر ڈالو۔ یوسف نے حکم بن الصلت کو جو خاندان ابی عقیل سے تھا اور اس کی جانب سے کوفہ کا حاکم تھا۔ زید کی تلاش و گرفتاری کا حکم بھیجا۔ حکم نے انہیں تلاش کرایا مگر اسے ان کی قیام گاہ کا پتہ نہ چلا۔

یوسف نے اپنے ایک خراسانی غلام کو جو گفتگو میں کنت کرتا تھا پانچ ہزار درہم دیئے اور حکم دیا کہ تم کسی شیعہ سے جا کر دوستی پیدا کرو اور ظاہر کرو کہ میں خراسان سے اہل بیت کے لیے بہت سارے پیسے لے کر آیا ہوں تاکہ انہیں تقویت حاصل ہو یہ غلام شیعوں سے برابر ملتا اور انہیں بتاتا رہا کہ میرے پاس روپیہ بھی ہے آخر کار شیعہ اسے زید کے پاس لے گئے یہ ان سے مل کر چلا آیا اور اس نے یوسف کو آ کر ان کی قیام گاہ بتا دی۔ یوسف نے ان کی گرفتاری کے لیے رسالہ بھیجا۔ اسے دیکھتے زید کے طرف داروں نے اپنا

شعار پکارا مگر صرف تین سو یا اس سے بھی کم آدمی جمع ہوئے، یہ دیکھ کر زید کہنے لگے: اے کوفہ والو! معلوم ہوتا ہے کہ داؤد بن علی تم سے بہت اچھی طرح واقف تھا، انہوں نے مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ تم لوگ میرا ساتھ چھوڑ دو گے مگر میں نے ان کی بات نہ سنی۔

زید بن علی کی لاش کا انجام:

بیان کیا گیا ہے کہ ایک دھوبی نے ان کے مدفن کا پتہ دیا تھا۔ یہ نہر یعقوب میں دفن کیے گئے تھے، ان کے ساتھیوں نے نہر کا پانی روک کر اس کے بطن میں قبر کھودی اور انہیں کپڑوں میں جو وہ پہنے تھے دفن کر دیا۔ اس کے بعد نہر کا پانی اس پر جاری کر دیا۔ ایک دھوبی یہ دیکھ رہا تھا۔ سرکاری عہدیداروں نے اسے زید کا مدفن بتانے کے لیے کچھ رقم دی، اس نے بتا دیا۔ ان لوگوں نے لاش برآمد کی۔ سر علی محمدہ کر لیا اور بدن کو سولی پر لٹکا دیا اور لاش کے پاس اس ڈر سے کہ کوئی اتار نہ لے پہرہ مقرر کر دیا جو ایک عرصہ تک قائم رہا۔

بیان کیا گیا ہے کہ زہیر بن معاویہ ابو خثمہ لاش کی حفاظت پر متعین تھا۔

زید کا سر ہشام کے پاس بھیج دیا گیا۔ ہشام نے اسے دمشق کے دروازہ پر نصب کر دیا اور پھر اس سر کو مدینہ بھیجوا دیا۔ ہشام کی زندگی بھر زید کی لاش سولی پر لٹکی رہی اس کے مرنے کے بعد ولید نے اسے اتروا کر جلوا دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ حکیم بن شریک نے یوسف سے جا کر زید کی چغلی کھائی تھی۔

یحییٰ بن زید کو عبد الملک بن بشر کی امان:

یحییٰ بن زید کے متعلق ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ بیان کرتے ہیں کہ زید کے قتل کے بعد بنی اسد کا ایک شخص یحییٰ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ کے والد تو باقی قتل ہو چکے۔ اہل خراسان آپ کے شیعہ ہیں، بہتر ہے کہ آپ خراسان چلے جائیں۔ یحییٰ نے کہا مگر میں ایسا کیونکر کر سکتا ہوں؟ اس نے کہا جب تک آپ کی تلاش ختم نہ ہو جائے آپ پوشیدہ رہیں اور پھر خراسان چلے جائیے گا۔ اس اسدی نے ایک رات انہیں اپنے پاس چھپائے رکھا مگر پھر اسے خوف پیدا ہوا اور وہ عبد الملک بن بشر بن مروان کے پاس آیا اور کہا کہ زید آپ کے قریبی رشتہ دار تھے آپ پر ان کا حق ہے، عبد الملک نے کہا ہاں! اور اگر انہیں معاف کر دیا جائے تو یہ بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہوگی، اس نے کہا وہ تو قتل ہو گئے مگر یہ ان کا نوجوان بیٹا ہے اور اپنے پاس چھپا لیجئے، عبد الملک نے کہا میں بڑی خوشی سے اس کے لیے تیار ہوں اور اسے اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔

وہ شخص یحییٰ کو عبد الملک کے پاس لے آیا۔ عبد الملک نے انہیں اپنے پاس چھپائے رکھا مگر یوسف بن عمر کو بھی اس کی اطلاع ہو گئی اس نے عبد الملک سے کہا ابھیجا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے یحییٰ کو چھپایا ہے اور میں نے اللہ سے عہد کر لیا ہے کہ اگر آپ اسے میرے حوالے نہ کر دیں گے تو میں اس معاملہ میں امیر المومنین کو آپ کی شکایت لکھوں گا۔ عبد الملک نے جواب میں کہا کہ جو اطلاع آپ کو ملی ہے وہ محض جھوٹ ہے بھلا میں ایسے شخص کو پناہ دوں گا جو ہم سے ہماری حکومت چھین لینا چاہتا ہو اور ان میں ہمارے حق سے زیادہ اپنے حق کا دعویدار ہو، علاوہ بریں مجھے کبھی یہ خیال نہ تھا کہ آپ میرے متعلق اس قسم کی باتوں کو سچ سمجھیں گے یا انہیں سنیں گے بھی۔ یوسف نے جواب سن کر کہا بے شک عبد الملک نے سچ کہا ان سے یہ امید نہیں کہ وہ ایسے شخص کو اپنے یہاں چھپائیں۔

یجی بن زید کی روانگی خراسان:

اب یوسف نے یجی کی تلاش سے ہاتھ اٹھالیا اور جب ان کی تلاش موقوف ہو گئی۔ یجی چند زیدیوں کے ساتھ خراسان چلے گئے، زید کے قتل کے بعد یوسف نے اہل کوفہ کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یجی بن زید تمہاری عورتوں کے کمرہ مروی میں رہتا پھرتا ہے۔ جس طرح سے اس کا باپ کرتا تھا، بخدا! اگر مجھے اس کا چہرہ نظر آ گیا تو میں اسے بھی اس کے باپ کی طرح قتل کر دوں گا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ۲۳ھ ہجری میں زید کا سر مدینہ لاکر سولی پر لٹکایا گیا، ایک انصاری نے اس کے سامنے آ کر چند شعر پڑھے جس میں زید کے طرز عمل کی مذمت کی تھی اس پر لوگوں نے اسے لعنت ملاحت کی کہ تو نے اس قسم کے الفاظ زید کے متعلق کہے، اس نے کہا امیر مجھ سے ناراض ہیں ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے میں نے شعر کہہ دیئے تھے۔ پھر زید کے طرفداروں میں سے کسی شاعر نے اس کا جواب دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ خراش بن حوشب بن یزید الشیبانی یوسف بن عمر کی فوج خاصہ کا سردار تھا اور اسی نے زید کی لاش کو زمین سے نکال کر سولی پر لٹکایا تھا۔

یوسف بن عمر کا اہل کوفہ سے خطاب:

جب یوسف نے زید کو قتل کر دیا وہ کوفہ آیا منبر پر چڑھا اور تقریر کی، کہنے لگا اے اس ناپاک شہر کے باشندو! یاد رکھو کہ مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آتی اور نہ میں کسی بات کی پرواہ کرتا ہوں اور نہ میں کسی بھیڑینے سے ڈرایا جاتا ہوں، اللہ نے مجھے ایک قوی بازو دیا ہے، اے اہل کوفہ تمہیں تمہاری توہین و تذلیل کی میں خوشخبری دیتا ہوں، ہم تمہارے مناصب اور روزینے اب نہیں دیں گے، میں نے تو یہ ارادہ کیا ہے کہ تمہارے شہروں اور مکانات کو برباد کر دوں تمہارے مال و متاع کو لوٹ لوں۔ بخدا! جب کبھی میں منبر پر چڑھا ہوں تمہیں ایسی ہی باتیں سناتا رہا ہوں جسے تم ناپسند کرتے ہو مگر اس کے تم ہی ذمہ دار ہو، اس لیے کہ تم ہمیشہ بغاوت اور مخالفت پیدا کرتے رہتے ہو، سوائے حکیم بن شریک کے تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے نڈرا ہو۔ میں نے امیر المومنین سے تمہارے بارے میں پوچھا ہے اگر مجھے اجازت مل گئی تو میں تمہاری تمام جنگ جو مردوں کو قتل کر ڈالوں گا۔ اور تمہارے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنالوں گا۔

کلثوم اور عبداللہ البطل کی شہادت:

اس سنہ میں کلثوم بن عیاض القشیری جسے ہشام نے بربر کی بغاوت کے موقع پر شامی سواروں کے ساتھ افریقیہ بھیجا تھا قتل ہوا۔ پھر اسی سنہ میں عبداللہ البطل مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ رومیوں کے علاقہ میں ہلاک ہوا۔ فضل بن صالح اور محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی پیدا ہوئے۔ یوسف بن عمر نے ابن شیرمہ کو سیستان کا حاکم مقرر کر کے بھیجا ابن شیرمہ نے ابن ابی الیٰلیٰ کو قاضی مقرر کیا۔

امیر حج محمد بن ہشام:

اس سال محمد بن ہشام الخزومی کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف ولایات کے وہی لوگ ناظم اور عامل تھے جو سنہ ماسبق میں تھے۔ البتہ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال کوفہ کے قاضی محمد بن عبدالرحمن بن ابی الیٰلیٰ تھے۔

۲۳ھ کے واقعات

اہل سغد اور نصر کی صلح:

جب اسد کے دور حکومت میں خاقان قتل کر دیا گیا، ترکوں میں طوائف الملوکی پھیل گئی، ترک آپس ہی میں ایک دوسرے پر غارتگری کرنے لگے، اس رنگ کو دیکھ کر اہل سغد کے دلوں میں بھی لالچ پیدا ہوا، اور انہوں نے بھی اسی غیر آئینی زندگی کی طرف پلٹنا چاہا، بلکہ ان میں سے کچھ لوگ شاش کی طرف چلے گئے۔ جب نصر خراسان کا والی مقرر ہوا اس نے قاصد کے ذریعہ انہیں اپنے شہروں میں واپس آ جانے کی دعوت دی اور ان کی تمام خواہشیں منظور کر لیں۔

اہل سغد نے بعض ایسی شرائط پیش کی تھیں کہ جنہیں امراء خراسان پسند نہیں کرتے تھے۔ ان میں یہ شرطیں بھی تھیں کہ اگر کوئی مسلم مرتد ہو جائے تو اسے سزا نہ دی جائے، چاہے کسی کا قرضہ اس کے ذمہ ہو، اس کے لیے ان پر ظلم نہ کیا جائے، بیت المال میں ان سے ضمانت نہ طلب کی جائے جو مسلمان قیدی ان کے پاس ہوں وہ بغیر قاضی کے فیصلے اور صادق القول گواہوں کی شہادت لیے ان سے طلب نہ کیے جائیں۔

نصر بن سیار کی حکمت عملی:

چونکہ ان شرائط کو نصر نے مان لیا لوگوں نے اسے اچھا نہ سمجھا اور اس سے اس کی جا کر شکایت کی، نصر نے کہا آپ لوگوں کا خیال غلط ہے، اگر آپ نے وہ نقصانات اور زحمات دیکھی ہوتیں جو مسلمانوں کو ان کے ہاتھ سے پہنچتی رہی ہیں اور جنہیں میں خود دیکھ چکا ہوں تو آپ لوگ کبھی ان شرائط کی مخالفت نہ کرتے۔ نصر نے اس معاملہ کے متعلق ہشام کے پاس ایک خاص قاصد بھیجا۔ جب یہ قاصد ہشام کے پاس آیا، ہشام نے ان شرائط کی توثیق کرنے سے انکار کر دیا۔ اس قاصد نے ہشام سے کہا امیر المومنین آپ ہماری جنگ اور صلح دونوں حالتوں کا تجربہ کر چکے ہیں۔ اب آپ کو اختیار ہے جو چاہیں پسند فرمائیں۔ ہشام یہ جواب سن کر طیش میں آ گیا، مگر ابرش النخعی نے ہشام سے درخواست کی کہ آپ ان شرائط کو منظور فرمائیں کیونکہ ان کے ہاتھوں مسلمانوں کو جو نقصان پہنچا ہے اس سے آپ واقف ہیں، ہشام نے اس کی درخواست منظور کر لی۔

نصر بن سیار کی معزولی کی سفارش:

اس سنہ میں یوسف بن عمر نے حکم بن الصلت کو ہشام کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ خراسان بھی اس کے ماتحت کر دیا جائے اور نصر معزول کر دیا جائے۔ جب نصر بن سیار کو خراسان کا والی ہوئے ایک طویل مدت منقض ہو چکی اور تمام خراسان اس کا مطیع و منقاد ہو گیا تو یوسف بن عمر نے حسد سے ہشام کو لکھا تمام خراسان ایک کھیت ہے، اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو اسے عراق میں شامل کر دیں اور میں حکم بن الصلت کو اس کا والی بنا کر بھیج دوں گا، یہ جنید کے ہمراہ خراسان میں رہ چکے ہیں اہم عہدوں پر مامور رہے ہیں۔ ان کی وجہ سے امیر المومنین کے تمام شہر آباد ہو جائیں گے۔ میں حکم کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں، یہ ایک قابل عقل مند اور امیر المومنین کے ایسے ہی خیر خواہ ہیں جیسے کہ ہم لوگ امیر المومنین کے خیر خواہ اور ان کے

خاندان کے دوست ہیں۔

مقاتل بن علی العدی:

جب ہشام کو یہ خط موصول ہوا اس نے سرکاری مہمان خانہ میں مہمانوں کو دیکھنے کے لیے نقیب بھیجا، مقاتل بن علی العدی مہمان خانہ میں مقیم تھا۔ یہ امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ امیر المومنین نے اس سے پوچھا کیا تم خراسان کے رہنے والے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! اور میں ترکوں کے ہمراہ آیا ہوں (یہ شخص ایک سو پچاس ترکوں کے ساتھ ہشام کے پاس آیا تھا) ہشام نے پوچھا تم حکم بن الصلت کو جانتے ہو۔ اس نے کہا جی ہاں! ہشام نے پوچھا یہ خراسان میں کیسے مقامات کا حاکم رہا ہے۔ مقاتل نے کہا یہ فاریاب نامی ایک موضع کا عامل تھا جس کی آمدنی صرف ستر ہزار ہے حارث بن سرتج نے اسے گرفتار کر لیا تھا۔ ہشام نے کہا تو پھر یہ کس طرح اس کے بچے سے نکلا اس نے کہا حارث نے اس کی گوشالی کی اور اس کی گردن میں ہاتھ دے کر چھوڑ دیا اس گفتگو کے بعد حکم ہشام کے سامنے عراق کا خراج لے کر آیا۔ ہشام نے اس کی ظاہری وجاہت اور حسن بیان کو محسوس کیا اور یوسف کو لکھا کہ حکم میرے پاس آیا جیسے تم نے اس کی تعریف کی تھی میں نے ویسا ہی اسے پایا مگر خود تمہارے پاس اس سے کام لینے کے بہت مواقع ہیں، نصر کو اس کی حالت پر چھوڑ دو۔

مغراء کی سفارت:

اس سنہ میں نصر نے فرغانہ پر دوسرا جہاد کیا، پھر اس نے مغراء بن احمر کو عراق بھیجا اور اسی سفارت میں مغراء ہشام کی خدمت میں باریاب ہوا۔

جب فرغانہ پر دوسرا جہاد کر کے نصر واپس ہوا تو اس نے مغراء بن احمر کو عراق بھیجا۔ عراق میں یوسف نے اس سے کہا اے ابن احمر نصر تم قیسوں کے سیاسی تفوق پر غلبہ حاصل کر لے گا۔ مغراء نے کہا آپ صحیح فرماتے ہیں۔ یوسف نے کہا اس لیے جب تم امیر المومنین کے پاس جاؤ تو اس کی ساری کارروائیوں کا بھید کھول دو۔

نصر بن سیار کے خلاف شکایت:

یہ وفد ہشام کے پاس آیا۔ ہشام نے ان سے خراسان کی حالت دریافت کی، مغراء نے گفتگو شروع کی، حمد وثنا کے بعد اس نے یوسف بن عمر کا اچھے الفاظ میں ذکر کیا۔ ہشام نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے مجھے خراسان کی حالت بتاؤ۔ مغراء نے کہا خراسان میں امیر المومنین کی جو فوج ہے اس سے زیادہ تیز رو اور بہادر کوئی فوج نہ ہوگی، اس کی مثال ایسی ہے جیسی آسمان پر شاہین، سوار ہاتھیوں کی طرح ہیں، ساز و سامان بھی بہت اچھا ہے اور ان کی تعداد بھی زبردست ہے، مگر قائد اچھا نہیں۔

شمیل کی نصر بن سیار کے متعلق رائے:

ہشام نے کہا کیوں نصر نے کیا کیا؟ مغراء نے کہا اس کے بیٹے تکبر و نخوت کی وجہ سے پہچانے نہیں جاتے، مگر ہشام نے اس کی بات باور نہیں کی، مہمان خانے کا صدر بھیجا شمیل بن عبدالرحمن المازنی پیش کیا گیا، ہشام نے اس سے نصر کے متعلق دریافت کیا اس نے جواب دیا کہ نہ وہ ایسا بوڑھا ہے کہ اس کی بے عقلی کا اندیشہ ہو نہ ایسا جوان ہے کہ اس کی کم عقلی کا خوف ہو، بڑا ہی تجربہ کار اور جہاں دیدہ ہے اپنی ولایت سے پیشتر ہی وہ خراسان کی تمام سرحدوں پر رہ چکا ہے اور لڑ چکا ہے۔

ابراہیم بن بسام اور یوسف بن عمر:

یوسف کو یہ باتیں لکھ دی گئیں اس نے اپنے خبر رکھنے والے نگهبان متعین کر رکھے تھے جب وہ وفد موصل پہنچا تو اس نے ذاک کا راستہ ترک کر دیا۔ اس وجہ سے راستے میں انہیں بہت پہنچنے تک تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ نصر کو بھی شیل کے بیان کی اطلاع دے دی گئی ابراہیم بن بسام بھی اس وفد میں تھا یوسف نے اسے دھوکہ دیا اور کہا کہ نصر کا انتقال ہو گیا اور میں نے حکم بن الصلت بن ابی قیل کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا ہے۔ ابراہیم نے قسم کھا کر کہا کہ تمام خراسان تمہارا ہے مگر جب ابراہیم بن زیاد نصر کا قاصد اس کے پاس پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ یوسف نے اسے دھوکہ دیا کہنے لگا یوسف نے مجھے تباہ کر دیا۔

مغراء کا نصر پر الزام:

کہا گیا ہے کہ جب نصر نے مغراء کو ہشام کے پاس بھیجا تو اس نے ہمراہ حملہ بن نعیم الکھی کو بھی بھیجا تھا اس نے جب یہ یوسف کے پاس آئے تو مغراء کو لالچ دیا کہ تم ہشام کے سامنے نصر کی مذمت کرو اور میں تمہیں سندھ کا والی مقرر کر دوں گا۔ جب یہ دونوں ہشام کے پاس آئے تو مغراء نے نصر کی شجاعت، بسالت اور تدبیر کی بہت لمبی پوچھ گچھ کر کے بعد کہا کاش! کہ خداوند عالم ان کے علاوہ اور خوبیاں بھی اسے دیتا کہ ہم ان سے مستفید ہو سکتے۔

یہ سن کر ہشام سنبھل کر بیٹھ گیا اور پوچھا تمہارا اس بیان سے کیا مقصد ہے؟ اس نے کہا کہ نصر صرف اپنی آواز سے پہچانا جاتا ہے اور جب تک کوئی شخص بالکل اس کے قریب نہ ہو اس کے مفہوم کو سمجھ نہیں سکتا ضعف پیری کی وجہ سے اس کی آواز سمجھ میں نہیں آتی۔

مغراء کے الزام کی تردید:

یہ سنتے ہی حملہ الکھی کھڑا ہوا اور کہنے لگا امیر المؤمنین بخدا! اس نے بالکل جھوٹ کہا نصر کے متعلق جو کچھ اس نے بیان کیا ہے وہ سراسر غلط ہے وہ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ پھر خود ہشام نے کہا نصر ایسا نہیں ہے جیسا کہ اس نے بیان کیا ہے اس کا یہ بیان یوسف بن عمر کے اشارے سے ہوا ہے جس نے ازراہ حسد نصر کے خلاف یہ کارروائی کی ہے۔ یوسف نے ہشام کو ایک خط لکھا تھا اور اس میں نصر کی پیرانہ سالی اور ضعف کا ذکر کیا تھا اور پھر مسلم بن قتیبہ کا ذکر بھی کیا تھا مگر ہشام نے جواب دیا کہ تم نصر کے متعلق آئندہ کچھ مت لکھنا۔

مغراء کا عراق میں قیام:

جب مغراء یوسف کے پاس پلٹ کر آیا تو اس نے کہا آپ ان احسانات سے واقف ہیں جو نصر نے میرے ساتھ کیے اور جو میں نے اس کے ساتھ کیا ہے وہ بھی آپ کو معلوم ہے۔ اب میرے لیے اس کے ساتھ رہنے میں بھلائی نہیں اور نہ میں خراسان ہی میں رہ سکتا ہوں مجھے آپ یہیں ٹھہر جانے کا حکم دیجیے یوسف نے نصر کو لکھ دیا کہ میں نے مغراء کا تبادلہ کر دیا ہے۔ اس لیے آپ اس کے اہل و عیال کو میرے پاس بھیج دیجیے۔

نصر پر پیرانہ سالی کا الزام:

بیان کیا گیا ہے کہ جب یوسف نے مغراء کو نصر کے متعلق عیب گوئی کا حکم دیا تو اس نے کہا کہ نصر نے میرے اور میری قوم کے ساتھ بہت احسان کیے ہیں میں کیونکر اس کے خلاف کوئی بات کہوں؟ اس کا تجربہ اس کی وفا شعار سعاد و بخت یا سیاست کس چیز

کی برائی کروں؟ یوسف نے کہا اس کی پیرانہ سالی کی۔
حملہ بن نعیم کی تردید:

جب مغراء ہشام کے سامنے باریاب ہوا تو اس نے نہایت اچھے الفاظ میں نصر کا ذکر کیا مگر آخر میں کہا ”اگر یہ بات نہ ہوتی، ہشام یہ سنتے ہی سنبھل کر بیٹھ گیا اور اس نے پوچھا کیا کہا کیا بات نہ ہوتی؟ اس نے کہا اگر امتداد زمانہ نے اس پر اپنا تسلط نہ کر لیا ہوتا ہشام نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا نصر بالکل قریب سے اور وہ بھی اپنی آواز کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے پیرانہ سالی کی وجہ سے جہاد میں شریک نہیں ہو سکتا اور نہ گھوڑے پر سوار ہو سکتا ہے۔ ہشام کو یہ باتیں شاق گزریں۔ اس کے بعد حملہ بن نعیم نے اصل کیفیت بیان کر دی۔

مغراء پر نصر بن سيار کے احسانات:

جب نصر کو معلوم ہوا کہ مغراء نے امیر المؤمنین سے میرے متعلق یہ بیان کیا ہے اس نے ہارون بن سیاوش کو حکم بن نمیلہ کے پاس بھیجا یہ اس وقت زین سازوں میں فوج کا معائنہ کر رہا تھا۔ ہارون بن سیاوش نے اس کی ٹانگ پکڑ کر اسے اس کی چٹائی سے گھسیٹ لیا اس کے جھنڈے کو سر پر مار کر توڑ ڈالا۔ اس کی چٹائی بھی اس کے منہ پر ماری اور کہا دغا بازوں کے ساتھ اللہ ایسا ہی کرتا ہے۔ خراسان کا گورنر ہونے کے بعد نصر نے مغراء بن احمر بن مالک بن سارتنہ النمیری حکم بن نمیلہ بن مالک اور حجاج بن ہارون بن مالک کو اپنے خاص مصاحبین میں مقرر کیا تھا۔ مغراء بن احمر النمیری اہل قفسرین کا سردار تھا نصر نے اسے اپنا خاص مشیر بنایا، اس کو ترقی دی، اس کی ضروریات پوری کیں، اس کے چچیرے بھائی حکم بن نمیلہ کو جو زجان کا عامل بنا دیا پھر حکم کو اہل العالیہ کا سردار بھی مقرر کر دیا۔ اس کا باپ بصرہ میں اہل العالیہ کا سردار تھا اس کے بعد عکابہ بن نمیلہ ان کا سردار مقرر ہوا۔
بنی قیس کی اہانت:

نصر نے خراسان اور شام کے بعض عمائدین کا ایک وفد مغراء کی سرکردگی میں ہشام کے پاس بھیجا اس میں حملہ بن نعیم الکھلی بھی تھا۔ مغراء کی اس حرکت سے قیس کے ساتھ نصر کا رویہ بدل گیا اور وہ پریشان ہو گیا۔

ابونمیلہ صالح الدیار بنی عیس کا آزاد غلام کیچی بن زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے وطن سے روانہ ہوا تھا اور جو زجان میں ان کے قتل ہونے تک ان کے ساتھ رہا، اسی بنا پر نصر اس سے ناراض تھا، مگر عبید اللہ بن بسام نے جو نصر کا عزیز دوست تھا نصر کی تعریف میں آ کر قصیدہ پڑھا اور پھر ابونمیلہ کو اس کے سامنے پیش کیا، ابونمیلہ نے کہا میں ضعیف العمر ہوں اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ شعر عرض کروں، اسے اجازت دی گئی، اس نے اپنے اشعار میں مغراء کے طرز عمل کی برائی اور معذرت چاہی اس کے پڑھنے کے بعد نصر نے کہا تم نے جو کچھ کہا سچ کہا تم نے قیس کی وکالت کی اور معذرت چاہی۔ مغراء کی اس حرکت کے بعد نصر نے بنی قیس کی اہانت کی اور انہیں اپنے سے دور کر دیا، ایک قیس شاعر نے اس حالت کو اپنے دو شعروں میں بیان کیا۔

امیر حج یزید بن ہشام:

اس سال یزید بن ہشام بن عبد الملک کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف ولایات پر وہی لوگ ناظم و عامل مامور تھے جو سنہ گزشتہ میں تھے، اور جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

۲۴ھ کے واقعات

بکیر بن مابان کی ابو مسلم سے ملاقات :

اس سال شیعان بنی العباس کی ایک جماعت مکہ کے ارادہ سے کوفہ میں آئی اور اسی سال بعض ارباب سیر کے مطابق بکیر بن مابان نے ابو مسلم بنی العباس کی تحریک سے سرگروہ کو عیسیٰ بن معقل الجعفی سے خریدا۔ اس واقعہ کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے۔ ایک بیان یہ ہے کہ بکیر بن مابان سندھ میں کسی عامل کا میرنشی تھا عراق آیا۔ یہ سب شیعہ کوفہ میں ایک مکان میں جمع ہوئے ان کی اطلاع حکومت کو دی گئی یہ سب گرفتار ہوئے بکیر بن مابان قید کر دیا گیا باقی دوسرے چھوڑ دیئے گئے جیل خانہ میں یونس ابو عاصم اور عیسیٰ بن معقل الجعفی بھی تھے۔ عیسیٰ کے ساتھ ابو مسلم بھی تھا جو ان کی خدمت کرتا تھا۔ بکیر نے ان لوگوں کو اپنی تحریک میں شامل ہونے کی دعوت دی یہ لوگ ان کے ہم خیال ہو گئے۔

ابو مسلم کی فروختگی :

بکیر نے عیسیٰ سے ابو مسلم کا پوچھا کہ یہ کون ہے عیسیٰ بن معقل نے کہا آپ اسے پہچنا چاہتے ہیں عیسیٰ نے کہا یہ آپ کی نذر ہے۔ بکیر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کی قیمت لے لیں عیسیٰ نے کہا جو آپ چاہیں اس کی قیمت دے دیں۔ بکیر نے چار سو درہم اسے دے دیئے۔ جب یہ لوگ قید سے آزاد کیے گئے تو بکیر نے اسے ابراہیم کے پاس بھیج دیا ابراہیم نے اسے موسیٰ السراج کے حوالے کر دیا۔ موسیٰ سے اس نے حدیث سنی اور حافظہ ہو گیا پھر وہاں سے رفتہ رفتہ خراسان پہنچا۔

تحریک خلافت بنی عباس میں ابو مسلم کی شرکت :

ایک دوسرا بیان یہ ہے کہ سلیمان بن کثیر مالک بن الہیثم لاہر بن قریط اور قطبہ بن شیبہ مکہ جانے کے ارادہ سے خراسان سے ۱۲۴ھ میں کوفہ آئے اور عاصم بن یونس الجعفی سے ملے جو بنی العباس کی حمایت کی تحریک کے الزام میں قید میں تھا۔ عاصم بن یونس کے ساتھ عیسیٰ اور ادریس معقل کے بیٹے بھی قید تھے۔ یوسف بن عمر نے خالد کے اور عمال کو قید کیا تھا انہیں کے ساتھ ان دونوں کو بھی قید کر دیا تھا۔ ان کے ہمراہ ابو مسلم تھا جو ان کی خدمت گزاری کرتا تھا۔ ان لوگوں نے اس میں بعض خاص علامات دیکھیں اور پوچھا کہ یہ کون ہے؟ دونوں بھائیوں نے کہا یہ زین سازوں میں کا ایک غلام ہے اور ہمارے ساتھ ہے۔ خود ابو مسلم کی یہ حالت تھی کہ جب عیسیٰ اور ادریس کو اس معاملہ میں گفتگو کرتے سنا کرتا رو دیتا جب ان لوگوں کو اس کی یہ بات معلوم ہوئی انہوں نے اسے بھی اپنی تحریک میں شرکت کی دعوت دی جسے اس نے خوشی سے قبول کر لیا۔

اس سنہ میں سلیمان بن ہشام نے موسم گرما میں رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا لیون ملک الروم سے اس کا مقابلہ ہوا۔ سلیمان صحیح و سالم مال غنیمت حاصل کر کے واپس چلا آیا۔

امیر حج محمد بن ہشام :

اس سال واقدی کے قول کے مطابق محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس نے انتقال کیا۔ محمد بن ہشام بن اسلمیل اس سال امیر حج تھا۔ نیز عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک نے بھی اس سال اپنی بیوی ام سلمہ بنت ہشام بن عبدالملک کے ہمراہ فریضہ حج ادا کیا۔

محمد بن ہشام امیر المومنین کی صاحبزادی کے دروازے پر آیا اپنا سلام عرض کیا بہت سے فواکھات بطور تحفہ نذر دینے لایا اور معذرت کرنے لگا 'انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ محمد بن ہشام کو مایوسی ہو گئی کہ وہ قبول نہیں کریں گی مگر پھر انہوں نے ان کے لیے لینے کا حکم دے دیا۔ اس سال مختلف ولایات میں وہی لوگ والی تھے جو ۱۲۲ھ و ۱۲۳ھ میں تھے اور جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

۱۲۵ھ کے واقعات

نعمان بن یزید کا جہاد:

نعمان بن یزید بن عبدالملک نے موسم گرما میں جہاد کیا، اسی سال ہشام بن عبدالملک بن مروان نے انتقال کیا۔ ابو معشر کی روایت کے مطابق ربیع الآخر کی چھ راتیں گزری تھیں کہ ہشام نے انتقال کیا، دوسرے ار باب سیر نے بھی یہی کہا ہے، البتہ اور لوگوں نے بیان کیا کہ چار شنبہ کے دن ہشام نے انتقال کیا۔

ہشام کی مدت حکومت:

تمام ار باب سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ ہشام کی مدت خلافت انیس سال سات ماہ اکیس یوم ہوئی (مدائنی اور 'بن الکلی' ابو معشر نے انیس سال ساڑھے آٹھ ماہ اور اقدی نے انیس سال سات ماہ) ۱۰ یوم بیان کی ہے۔ ہشام کی عمر میں اختلاف ہے، ابن الکلی نے پچپن سال دوسروں نے باون سال اور محمد بن عمر نے چون سال بتائی ہے۔ رصافہ میں ہشام نے انتقال کیا وہیں اس کی قبر ہے۔ ابو الولید اس کی کنیت تھی۔

ہشام بن عبدالملک کی علالت:

ابو العلاء کہتے ہیں کہ ایک روز ہشام سواری کے لیے باہر نکلا، اس کے چہرے سے اضمحلال کے آثار ہو رہے تھے، کپڑے بھی ڈھیلے ڈھالے ہی ہو رہے تھے، گھوڑے کی باگ بھی اس نے چھوڑ دی تھی، تھوڑی دیر اسی طرح چلنے کے بعد اسے خیال آیا، اس نے اپنے کپڑے ٹھیک کیے، گھوڑے کی باگ ہاتھ میں لی، ربیع کو حکم دیا کہ ابرش کو بلاؤ، ابرش حاضر ہوا، ہشام میرے اور ابرش کے درمیان چلتا۔ ابرش نے عرض کی امیر المومنین میں نے جناب والا کی ایسی حالت دیکھی جس سے مجھے رنج ہوا، ہشام نے پوچھا کیا بات ہے؟ ابرش نے کہا: آپ سواری کے لیے اس طرح باہر تشریف لائے جسے دیکھ کر مجھے رنج ہوا۔ ہشام نے کہا ہاں! ابرش ٹھیک ہے، میں کیونکر غمگین نہ ہوں، علماء طب نے کہہ دیا ہے کہ میں تینتیس روز میں مر جاؤں گا۔

ہشام بن عبدالملک کی وفات:

سالم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مکان واپس آ کر کاغذ پر یادداشت لکھ لی کہ فلاں دن امیر المومنین نے کہا ہے کہ وہ تینتیس روز میں اس دنیا سے سفر آخرت کریں گے، جب وہ شب آئی جس میں کہ تینتیس دن پورے ہو جاتے تھے، یکا یک ایک خادم نے دروازہ پر دستک دی کہ امیر المومنین فوراً یاد فرماتے ہیں اور یہ بھی کہا کہ زہر بادی کو اپنے ساتھ لیتے آؤ۔ یہ مرض پہلے بھی ایک مرتبہ انہیں ہو چکا تھا مگر علاج سے افادہ ہو گیا تھا، میں دوا لے کر حاضر خدمت ہوا، انہوں نے اس دوا سے غرارہ کیا، اس سے درد میں اور شدت ہو گئی مگر پھر سکون ہو گیا، مجھ سے کہا کہ اب درد میں سکون ہے تم اپنے گھر جاؤ اور دوا میرے پاس چھوڑ دو، میں واپس چلا آیا، تھوڑی ہی دیر مجھے گھر آئے ہوئی ہوگی کہ امیر المومنین کی موت پر آہ و بکا شروع ہوا، اور معلوم ہوا کہ انہوں نے انتقال کیا۔

مرنے کے بعد مہتمم توشہ خانہ نے محل کے تمام دروازے بند کر دیئے، ان کے غسل کے لیے پانی گرم کرنے کے لیے برتن تلاش کیا مگر کوئی نہ ملا، ایک ہمسایہ سے عاریتہ لیا گیا، اس پر بعض حاضرین نے کہا کہ یہ عقلمندوں کے لیے عبرت کا مقام ہے، زہر باد کی وجہ سے ان کا انتقال ہوا۔ مسلمہ بن ہشام نے اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

ہشام بن عبد الملک کے عادات و خصائل:

عقالت بن شبہ کہتا ہے کہ میں ہشام کی خدمت میں باریاب ہوا، وہ ایک سبز رنگ کی اود باؤ کی پوتین کی قبا پہنے تھے، مجھے اس نے خراسان جانے کا حکم دیا اور کچھ ہدایتیں کرنے لگا، میں اب تک اس کی قبا ہی دیکھتا رہا، ہشام تاز گیا اور اس نے پوچھا کیا ہے۔ میں نے کہا خلیفہ ہونے سے پہلے بھی میں نے آپ کو ایک سبز پوتین کی قبا پہنے دیکھا تھا، اب میں یہی غور کر رہا ہوں کہ آیا وہ یہی ہے یا کوئی دوسری ہے۔

ہشام کی کفایت شعاری:

ہشام نے کہا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں، میرے پاس سوائے اس قبا کے دوسری قبا نہیں، یہ جو کچھ تم دیکھتے ہو کہ میں روپیہ جمع کرتا ہوں اور اس کی حفاظت کرتا ہوں یہ سب تمہاری خاطر ہے۔

ہشام بن عبد الملک کا عدل:

یہ عقالت ہشام کے امراء میں تھے ان کے باپ شبہ ابو عقالت عبد الملک کے ساتھ تھے، یہ کہا کرتے تھے کہ جب میں ہشام کے پاس جاتا تو مجھے معلوم ہوتا تھا کہ میں ایک ایسے شخص کے پاس آیا ہوں جسے اللہ نے زیور عقل سے آراستہ و پیراستہ کیا ہے۔ مروان بن شجاع مروان بن الحکم کا آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ میں محمد بن ہشام کے پاس تھا، ایک روز اس نے مجھے بلایا، جب میں اس کے پاس گیا تو اسے سخت برہم اور طیش میں پایا۔ میں نے پوچھا کیا ہے؟ اس نے کہا ایک نصرانی نے میرے غلام کا سر پھاڑ ڈالا، یہ کہہ کر اس نے نصرانی کو گالیاں دینا شروع کیں، میں نے کہا آپ خاموش ہو جائیے، اس نے کہا تو پھر میں کیا کروں؟ میں نے کہا قاضی کے پاس چارہ جوئی کیجیے، اس نے کہا اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں، اس کے ایک خولجہ سرانے کہا میں اسے سمجھ لوں گا، یہ گیا اور اس نے اس نصرانی کو مارا، ہشام کو اس کی اطلاع ہوئی، اس نے خولجہ سرا کو طلب کیا مگر اس نے محمد کی پناہ لی۔ محمد بن ہشام نے کہا میں نے تجھے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا، اس نے کہا نہیں آپ نے ضرور مجھے حکم دیا تھا۔ ہشام نے اسے خوب پٹوایا اور اپنے بیٹے کو زبردستی کی۔

مسلمہ بن عبد الملک کو اردلی رکھنے کی اجازت:

مسلمہ بن عبد الملک کے سوا کسی اور کو ہشام کے عہد میں سواری میں اردلی ساتھ رکھنے کی اجازت نہ تھی، ہشام نے ایک دن سالم کو مرکب کے ساتھ دیکھا، ہشام نے اسے جھڑکا اور کہا، بتاؤ کب سے تم اردلی کے ساتھ سواری کرتے ہو، حالت یہ تھی کہ اگر کوئی مسافر آگے بڑھ کر ہشام کے ساتھ ساتھ چلنے لگتا تو سالم ٹھہر جاتا اور اس سے اس کی ضروریات دریافت کرتا اور ہشام کے ساتھ چلنے سے روک دیتا۔ سالم کے اقتدار کی یہ حالت تھی کہ گویا اسی نے ہشام کو امیر المومنین بنایا ہے۔

بنی مروان کے لیے جہاد کی شرط:

بنی مروان میں سے کوئی وظیفہ یا ب ایسا نہ تھا جس کے ساتھ جہاد کی شرط نہ ہو، بعض تو خود جہاد میں شریک ہوتے تھے اور بعض اپنے عوض کسی اور کو بھیج دیتے تھے۔ ہشام کا آزاد غلام یعقوب دو سو دینار ہشام کی تنخواہ بیت المال سے وصول کرتا اور اس کے ہر

دینار کے عوض میں ایک دینار علیحدہ وصول کر کے خود لے لیتا اور اس کے عوض جہاد میں شریک ہوتا۔ لوگ کوشش کر کے اپنا نام دفتر کے مددگاروں میں یا کسی اور ایسی ہی خدمت پر لکھا لیتے جس کی وجہ سے انہیں ایک جگہ رہنا پڑے اور جہاد پر نہ جائیں، چنانچہ داؤد اور عیسیٰ علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے (یہ دونوں ایک ہی ماں سے تھے) عراق میں خالد بن عبداللہ کے پاس ممالک شرقیہ کے دفتر اعلیٰ کے مددگاروں کی حیثیت سے تھے۔ یہ دونوں خالد بن عبداللہ کے پاس مقیم رہے۔ اس نے ان کے ساتھ سلوک کیا، اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ انہیں اپنے پاس ٹھہرا نہ سکتا، اسی خیال سے اس نے ان صاحبوں کو دفتر کے مددگاروں میں مقرر کر دیا پھر یہ دونوں خالد بن عبداللہ سے رات کے وقت افسانہ گوئی کرتے اور دوسرے مختلف باتیں کیا کرتے تھے۔

ہشام کا تنخواہ میں اضافہ کرنے سے انکار:

ہشام نے اپنی کسی زمین کا اپنے ایک غلام کو منتظم مقرر کیا، اس نے اسے آباد کیا، بویا جوتا اور خوب پیداوار ہوئی، اس نے پھر دوبارہ اسے آباد کیا، اس مرتبہ پیداوار کی مقدار گزشتہ سے دوچند ہو گئی، منتظم نے اپنے خط کے ساتھ تمام پیداوار ہشام کی خدمت میں بھیج دی، اس نے ہشام سے اس علاقہ کی پوری کیفیت بیان کی، ہشام نے اس کا خوب صلہ دیا، جب اس نے دیکھا کہ ہشام اس وقت بہت خوش ہے، اس نے عرض کی کہ امیر المومنین میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں، ہشام نے کہا کیا، اس نے کہا کہ میری تنخواہ میں دس دیناروں کا اضافہ کر دیا جائے، ہشام نے کہا تم سب یہ ہی سمجھتے ہو کہ تنخواہ میں دس دینار کی زیادتی ایک معمولی بات ہے، مجھے اپنی عمر کی قسم ہے میں کبھی ایسا نہیں کروں گا۔

ہشام بن عبدالملک کا حسن انتظام:

عبداللہ بن علی کہتے ہیں کہ میں نے بنی مروان کے تمام دفاتر کو جمع کیا باعتبار اپنی صحت اور خوبی اور رعایا اور حکومت دونوں کے لیے مفید ہونے کے میں نے ہشام کے دفتر سے بہتر کسی کا دفتر نہیں پایا۔

غسان بن عبد الحمید کہتے ہیں کہ تمام بنی مروان میں ہشام سے زیادہ کسی کو اپنے عہدیداروں کے شمار اور دفاتر کی تنظیم کا خیال نہ تھا اور نہ اس سے زیادہ کسی کو اپنے ماتحت عہدہ داروں کے حالات معلوم کرنے کا شوق تھا۔

ہشام بن عبدالملک اور غیلان:

ہشام نے غیلان سے کہا کہ تمہارے متعلق اکثر لوگوں نے مجھ سے شکایت کی ہے بہتر یہ ہے کہ تمہارے مسلک کے متعلق ہماری تمہاری بحث ہو جائے۔ اگر تم حق پر ثابت ہو گئے تو ہم تمہاری اتباع کریں گے، اور اگر تمہارا مسلک غلط ہوگا تو تم اسے چھوڑ دینا۔ غیلان نے اس پر اپنی رضامندی کا اقرار کیا۔ ہشام نے میمون بن مہران کو اس سے بحث کرنے کے لیے طلب کیا۔ میمون نے اس سے کہا جو بڑی سے بڑی بات تم پوچھ سکتے ہو پوچھو غیلان نے کہا اللہ کی یہ مشیت ہوئی کہ اس کی نافرمانی کی جائے۔ میمون نے کہا کیا خداوند عالم اپنی نافرمانی کیے جانے پر مجبور ہے؟ غیلان چپ ہو گیا ہشام نے اس سے کہا جواب دو مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا، ہشام نے کہا اللہ مجھے معاف نہ کرے اگر میں تجھے معاف کر دوں، ہشام پھر اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں قطع کرنے کا حکم دے دیا۔

ہشام کے آزاد غلام بشر کا بیان:

بشر ہشام کا آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ ہشام کے پاس ایک شخص پیش کیا گیا جس کے ساتھ گانے والی لڑکیاں

شراب اور برہم تھا۔ ہشام نے حکم دیا کہ طنبورہ اس کے سر پر توڑ دو، اور اسے مارا، بڈھا رونے لگا، میں نے اسے صبر کی تلقین کی، اس نے کہا کیا تم سمجھتے ہو کہ میں مارے جانے کی وجہ سے روتا ہوں، میں اس لیے نہیں روتا بلکہ مجھے اس کا صدمہ ہے کہ امیر المومنین نے برہم کو طنبورہ کہہ کر برہم کی حقارت کی۔

ہشام بن عبدالملک کا حکم:

ایک شخص نے ہشام سے سخت کلامی کی، ہشام نے اس سے کہا تجھے یہ زبیا نہیں کہ تو اپنے امام کے ساتھ سخت کلامی کرے۔ ایک جمعہ میں ہشام نے دیکھا کہ اس کا ایک لڑکا نماز میں نہیں آیا۔ ہشام نے اس سے اس کی وجہ پوچھی، اس نے کہا میرا گھوڑا مر گیا، ہشام نے کہا کیا پیدل چل کر نہیں آ سکتے تھے؟ اس لیے نماز جمعہ ترک کر دی، پھر اسے سواری کرنے کی ایک سال تک کے لیے ممانعت کر دی۔ سلیمان بن ہشام نے ایک مرتبہ اپنے باپ کو لکھا میرے خیر اب میری سواری کے کام کے نہیں رہے، مناسب سمجھیں تو امیر المومنین مجھے ایک گھوڑا عطا فرمائیں۔ ہشام نے جواب دیا۔ امیر المومنین تمہارے خط کے مضمون سے آگاہ ہوئے، تم نے اپنی سواری کے جانور کے ضعف کا ذکر کیا ہے، امیر المومنین کا خیال ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم اس کے چارہ کا انتظام نہیں کرتے اور اس کا چارہ ضائع ہوتا ہے تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ اب تم خود اپنی ذات سے اس کے چارہ کی نگرانی کرو۔ تمہیں دوسری سواری دینے کے متعلق امیر المومنین غور کریں گے۔

ہشام بن عبدالملک اور اعمال:

ہشام کے کسی عامل نے اسے لکھا کہ میں نے امیر المومنین کو آڑو کا پٹارا بھیجا تھا، امیر المومنین مجھے اس کی رسید سے مطلع فرمائیں، ہشام نے جواب دیا جو آڑو تم نے بھیجے تھے وہ مجھے وصول ہوئے، بہت پسند آئے اور بھیجوان کی اچھی طرح حفاظت کر کے بھیجنا، ہشام نے اپنے کسی اور عامل کو لکھا تم نے جو کمر موتے امیر المومنین کو بھیجے تھے وصول ہوئے، یہ چالیس ہیں، ان میں سے بعض بگڑ گئے ہیں، ان میں وہی آئے جنہیں گھانس میں رکھا گیا تھا، اگر آئندہ ان میں سے کچھ تم امیر المومنین کو بھیجو تو انہیں کسی ظرف میں اچھی طرح ریت بچھا کر گھانس جمادینا تاکہ وہ ہلیں نہیں اور ایک دوسرے سے ٹکرانے نہ پائیں۔

ہشام کے آزاد غلام کا بیان:

ہشام کا ایک آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ اس کے ایک آزاد غلام نے جو اس کی کسی زمین کا منتظم تھا میرے ساتھ دو تین خوبصورت اور شاندار پرند ہشام کو بھیجے، میں حاضر خدمت ہوا، ہشام اس وقت صحن قصر میں تخت پر بیٹھا تھا، مجھ سے کہا کہ انہیں صحن میں چھوڑ دو، میں نے انہیں چھوڑ دیا، ہشام انہیں دیکھنے لگا، میں نے عرض کیا امیر المومنین میرا انعام دیتیجئے، امیر المومنین نے پوچھا ان دو پرندوں کا کیا معاوضہ ہوگا؟ میں نے کہا جو کچھ ہو، مجھ سے کہا کہ ان میں سے ایک لے لو، میں تمام محل میں ان کے پیچھے دوڑا دوڑا بھرتا رہا۔ ہشام نے پوچھا کیا کرتے ہو؟ میں نے کہا جو ان میں اچھا ہے اسے لوں گا، ہشام نے کہا واہ واہ اچھا خود لے لو گے اور برا میرے لیے چھوڑنا چاہتے ہو، ان کا پیچھا چھوڑو، ہم تمہیں چالیس یا پچاس درہم دے دیتے ہیں۔

ہشام بن عبدالملک اور ذوید کا تب:

ولی عہدی کے زمانہ میں دورین نام علاقہ ہشام کی جاگیر میں دیا گیا، ہشام نے کسی کو اس پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجا، دیکھنے

سے معلوم ہوا کہ وہ بالکل ویران اور بخر ہے، ہشام نے ذوید کا تب سے جو شام میں متعین تھا کہا کہ اس کا کیا کیا جائے، ذوید نے کہا کتنے میں میرے نام اس کا پتہ دیتے ہو؟ ہشام نے کہا چار سو دینار میں ہشام نے دورین اور اس کے مواضع اس کے نام لکھ دیئے اور سرکاری کاغذات میں بھی اس کے مطابق داخل خارج کر دیا، ذوید نے اس کا نداد سے بہت کچھ کمایا۔ ہمیشہ کے خلیفہ ہونے کے بعد ذوید اس کے پاس آیا۔ ہشام نے اس سے کہا دورین اور اس کے تمام متعلقہ مواضع میرے حوالے کرو۔ بخدا! اب میں تمہیں اپنا کارکن نہیں بناتا، ہشام نے ذوید کو شام سے نکال دیا۔

ولید بن خلید کا بیان:

ولید بن خلید کہتے ہیں کہ ایک دن ہشام نے مجھے طخاری ٹیو پر سوار دیکھا اور پوچھا یہ ٹیو کہاں سے ملا، میں نے کہا جنید نے مجھے یہ دیا تھا، ہشام کو مجھ سے حسد پیدا ہوا اور اس نے کہا اب طخاری ٹیو بہت ہو گئے ہیں، عبد الملک جب مرے تو اس کے تمام گھوڑوں میں صرف ایک طخاری گھوڑا تھا اور عبد الملک کا ہر بیٹا اس کا دعویدار تھا اور اگر اسے یہ خیال تھا کہ یہ گھوڑا نہ ملا تو گویا اسے عبد الملک کے ورثہ میں سے کچھ بھی نہیں ملا۔

ایک مروانی نے ہشام سے کہا تم باوجود بخیل و بزدل ہونے کے کس طرح خلافت کے متنی ہو۔ ہشام نے کہا اس لیے کہ میں حلیم و عقیف ہوں۔

ہشام بن عبد الملک اور ابرش:

ایک دن ہشام نے ابرش سے پوچھا کیا تمہاری بھیڑوں نے بچے دیئے، ابرش نے کہا جی ہاں! ہشام نے کہا مگر ہماری بھیڑیں تو اب تک نہیں جنیں، تم ہمیں اپنی بھیڑوں کے پاس لے چلو تا کہ ان کا دودھ پئیں، ابرش نے کہا ضرور اگر حکم ہو تو کچھ لوگ آگے بھیج دیئے جائیں، ہشام نے کہا اس کی ضرورت نہیں۔ ابرش نے کہا خیمہ تو بھیج دوں تا کہ ہمارے لیے پہلے سے نصب کر دیا جائے، ہشام نے اس کی اجازت دے دی۔ ابرش نے دو آدمی بھیج دیئے جنہوں نے خیمہ نصب کر دیا۔ دوسرے دن صبح کو ہشام ابرش اور دوسرے درباری وہاں آئے، ہشام دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے، دونوں کے سامنے ایک ایک بھیڑ لائی گئی اور خود ہشام اپنے ہاتھ سے اسے دوہنے لگا، اور ابرش سے کہا کہ میں نے اس بھیڑ کو دودھ دینے کے لیے چکارا بھی نہیں، پھر حکم دیا کہ راکھ کو آٹے کی طرح گوندھا جائے، راکھ گوندھی گئی۔ ہشام نے اپنے ہاتھ سے آگ جلائی، پھر اسے کرید کر اس میں وہ راکھ کا پنڈا ڈال دیا اور چمٹے سے الٹ پلٹ کرنے لگا، ابرش سے کہتا جاتا تھا، ابرش کہو تم میری الٹ پھیر کو کیسا پاتے ہو، جب راکھ خشک ہو گئی اسے آگ سے نکال لیا اسے چمٹے سے مارنے لگا اور کہنے لگا جبینک جبینک (اپنی پیشانی بچا، اپنی پیشانی بچا) ابرش جواب میں کہتا تھا، لبیک، لبیک (ہاں ہاں) یہ وہ الفاظ ہیں جو بچے ایسے وقت میں کہا کرتے ہیں۔ پھر سب نے دو پہر کا کھانا کھایا اور کھانے کے بعد واپس چلے آئے۔

علیاء بن منظور سے ہشام کا حسن سلوک:

علیاء بن منظور اللیشی نے ہشام کی تعریف میں چند شعر پڑھے اور آخر میں یہ شعر پڑھا:

ومتی یصبہ ندی الخلیفة ینشر

انا اناس میت دیواننا

ترجمہ: ”ہم وہ لوگ ہیں جن کے دفاتر مردہ ہو چکے ہیں (یعنی ہماری تنخواہیں موقوف ہو گئی ہیں) اور دفتر میں ہمارا نام نہیں رہا)

جب خلیفہ کی سخاوت اسے چھو جائے گی وہ دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔

ہشام نے یہ شعر سن کر کہا آپ یہ پاتے ہیں آپ نے سوال تو بڑی خوبی سے کیا ہے اسے پانچ سو درہم دلائے اور اس کی تنخواہ میں اتنا اضافہ کر دیا جس سے وہ اپنے اہل و عیال کی پرورش کر سکتے۔

ہشام بن عبد الملک اور محمد بن زید بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما ہشام کے پاس آیا ہشام نے کہا آپ کو میں کچھ نہ دوں گا اور اس خیال کو دور کرنے کے لیے کہ مبادا لوگ آپ سے کہیں کہ شاید امیر المومنین نے تمہیں پہچانا نہیں میں کہے دیتا ہوں کہ میں آپ کو خوب جانتا ہوں کہ آپ محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ آپ یہاں قیام کر کے اپنا سرمایہ ختم نہ کریں کیونکہ میں آپ کی تواضع بالکل نہیں کروں گا اپنے گھر چلے جائے۔

ایک دن ہشام ایک احاطہ کے قریب جن میں اس کے زیتون کے درخت تھے کھڑا ہوا تھا۔ عثمان بن جیان المری اس کے ہمراہ تھا عثمان کھڑا ہوا امیر المومنین سے باتیں کر رہا تھا اور فریب تھا کہ اس کا سر ہشام کے سر کے موازی ہو جائے کہ اتنے میں زیتون کے جھڑنے کی آواز آئی۔ ہشام نے ایک شخص سے کہا کہ زیتون سے جا کر کہہ دو کہ وہ رفتہ رفتہ ٹکیں جھڑنے نہ پائیں ورنہ ان کی آنکھیں پھوٹ جائیں گی اور ان کی شاخیں ٹوٹ جائیں گی۔

ہشام حج کرنے گیا ایش نے دو ہجیروں کو جن کے پاس برہم تھے گرفتار کر لیا ہشام نے حکم دیا کہ انہیں قید کر دیا جائے اور ان کے مال کو جس کی نوعیت سے میں بالکل ناواقف ہوں فروخت کر کے اس کی قیمت بیت المال میں جمع کرادی جائے۔ جب یہ اپنی حالت درست کر لیں یہ قیمت انہیں واپس دے دی جائے۔

ہشام بن عبد الملک کا رصافہ میں قیام:

ہشام رصافہ میں آ کر قیام کرتا تھا یہ مقام قسریں کے علاقہ میں واقع ہے۔ یہاں آ کر ٹھہرنے کی وجہ لوگوں نے یہ بیان کی ہے کہ خلفاء اور ان کی اولاد مرض طاعون سے ڈر کر لوگوں سے بالکل الگ جنگل میں جا کر قیام کرتے تھے۔ جب ہشام نے بھی مرض طاعون کی اشدت کے موقع پر رصافہ جانا چاہا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ شہر چھوڑ کر نہ جائیں کیونکہ خلفاء کو طاعون نہیں ہوتا۔ کسی خلیفہ کو آج تک طاعون نہیں ہوا۔ ہشام نے کہا کیا تم لوگ مجھی پر تجربہ کرنا چاہتے ہو۔ ہشام رصافہ آ کر قیام پذیر ہوا یہ مقام بالکل بیابان تھا ہشام نے اس میں دو محل بنوائے۔ یہ اصل میں رومن شہر تھا اور رومیوں نے ہی اسے بنایا تھا۔

ہشام اور حدی خواں:

ہشام احوال تھا خالد بن عبد اللہ نے ایک حدی خواں کو ہشام کے پاس بھیجا اس نے ایک شعر پڑھا جس میں افق پر آفتاب کی تشبیہ احوال کی آنکھ سے دی گئی تھی۔ ہشام شعر سن کر برہم ہوا اور اس حدی خواں کو نکلوا دیا۔

معاویہ بن ہشام کی وفات:

ابو عاصم الضمی ناقل ہے کہ معاویہ بن ہشام ابو شریک کے رجبہ میں میرے پاس سے گذرا (یہ ابو شریک ایک عجمی شخص تھا اور یہ ایک خاص احاطہ جو زیر کاشت تھا اسی کی طرف منسوب ہے) میں اس کی طرف دیکھنے لگا اور اس وقت میں روٹی پکا رہا تھا معاویہ

میرے پاس آ کر ٹھہر گیا، میں نے کہا کھانا حاضر ہے، معاویہ گھوڑے سے اتر آیا۔ میں نے روٹی آگے سے نکال کر دودھ میں بھلادی، اس نے کھالی۔ بعد میں اور لوگ آ گئے۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے بتایا کہ یہ معاویہ بن ہشام ہیں، معاویہ نے مجھے سعد دلوایا، اور پھر سوار ہو گیا اس کے سامنے ہی سے ایک لومڑی اٹھی، اس نے اس کے پیچھے اپنے گھوڑے کو ایڑا بتائی۔ ابھی سو گز بھی اس کا تعاقب نہ کیا ہو گیا کہ گھوڑے نے ٹھوکر لی اور معاویہ گرتے ہی مر گیا، لاش کو اٹھا کر لے گئے، ہشام نے دیکھ کر کہا بخدا میرا تو یہ ارادہ تھا کہ اسے خلافت کے لیے تعلیم و تربیت دوں مگر یہ لومڑیوں کے پیچھے پھرنے لگا۔

معاویہ بن ہشام کے نکاح میں اسماعیل بن جریر کی بیٹی اور ایک دوسری عورت تھی۔ ہشام نے معاویہ کے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ لے کر نصف نصف دونوں کو دے دیا۔ جس کی مقدار چالیس ہزار ہوئی۔

یوسف بن عمر کا تحفہ:

تخادم کا تب کہتا ہے کہ یوسف بن عمر نے میرے ہاتھ اتارنا بڑا ایک سرخ یا قوت کہ جس کے کنارے میری ہتھیلی سے باہر نکلے جاتے تھے اور ایک موتی کا دانہ جو عام موتیوں سے بہت بڑا تھا ہشام کی نذر کے لیے بھیجے، میں حاضر دربار ہوا، ہشام کے قریب پہنچا، مگر تخت کے طول اور فرش کی کثرت کی وجہ سے میں نے ان کا چہرہ نہیں دیکھا، بہر حال یا قوت اور موتی کا دانہ دونوں ہشام نے لے لیے اور مجھ سے پوچھا کیا ان کا وزن لکھ کر تمہیں دیا گیا ہے؟ میں نے کہا امیر المومنین یہ دونوں ایسے ہیں کہ جن کے وزن کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان جیسے کہاں دستیاب ہو سکتے ہیں۔ ہشام نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ یہ یا قوت خالد بن عبداللہ کی جاربہ رائقہ کا تھا جو اس نے تہتر ہزار دینار میں خریدا تھا۔

عمر و بن علی کا بیان:

عمر و بن علی کہتے ہیں کہ ایک دن میں محمد بن علی کے ساتھ ساتھ ان کے مکان کی طرف جو حمام کے قریب واقع ہے جا رہا تھا میں نے ان سے کہا کہ ہشام کا عہد حکومت تو بہت طویل ہو گیا ہے، بیس سال کے قریب ہو گئے لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو یہ دعا اپنے رب سے مانگی تھی کہ مجھے وہ حکومت حاصل ہو جو میرے بعد کسی کو نہ ملے اس کے یہ معنی ہیں کہ بیس سال تک حکمران رہوں۔ محمد بن علی نے کہا میں ان کی باتوں کو تو جانتا نہیں البتہ مجھے اپنے باپ دادا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز کسی بادشاہ کو جو اس نبی کی امت میں ہو جو مجھ سے پہلے گزر چکے اتنے دن زندہ نہ رکھے گا جتنی عمر کہ اس نبی کی ہو چکی ہے۔

ہشام بن محمد الکسبی کے بیان کے مطابق ہشام کے انتقال کے بعد ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان یوم شنبہ ماہ ربیع الآخر ۱۲۵ ہجری میں خلیفہ ہوا، مگر محمد بن عمر لکھتے ہیں کہ بروز چہار شنبہ ۶/ ربیع الآخر ۱۲۵ ہجری کو ولید بن یزید خلیفہ ہوا۔ علی بن محمد نے محمد بن عمر کے بیان کی تائید کی ہے۔



باب ۷

ولید بن یزید بن عبد الملک

یزید بن عبد الملک کا ہشام کی ولی عہدی پر طال:

اس بات کا ذکر پہلے گزر چکا ہے کہ یزید بن عبد الملک اس کے باپ نے اپنے بھائی ہشام بن عبد الملک کے بعد ولید کو ولی عہد خلافت مقرر کیا تھا۔ جس روز ولید کی ولی عہدی کے لیے بیعت لی گئی اس کی عمر گیارہ برس کی تھی یزید اور زندہ رہا اور ولید پندرہ برس کا ہو گیا۔ اب یزید کو اپنے بعد اپنے بھائی ہشام کو جانشین خلافت مقرر کرنے پر افسوس ہوا۔ اور اپنے بیٹے کو دیکھ کر کہتا اللہ میرے اور اس شخص کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ جس نے ہشام کو میرے اور تیرے درمیان کر دیا۔ یزید کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت اس کے بیٹے ولید کی عمر پندرہ سال کی تھی۔

ولید بن یزید کی شراب نوشی:

ہشام خلیفہ ہوا وہ ولید کی بڑی عزت و تکریم کرتا تھا۔ عرصہ تک دونوں کے تعلقات اسی قسم پر رہے۔ پھر ولید نے شراب خواری شروع کی، اور وہی تباہی باتیں کرنے لگا۔ ان چیزوں کی عادت اس کے اتالیق عبد الصمد بن عبد الاعلیٰ الشیبانی نے جو عبد اللہ بن عبد الاعلیٰ کا بھائی تھا ڈالی۔ ولید نے اپنے ندامت جمع کر لیے۔ ہشام نے ان لوگوں کو اس سے علیحدہ کرنے کی خاطر ولید کو ۱۱۶ھ میں امیر الحج مقرر کر کے بھیجا، یہ اپنے ہمراہ صندوق میں کتے بھی لے گیا، ایک صندوق جس میں کتا تھا الٹ پھیر سے گر پڑا۔ ولید کے خادموں نے اونٹ والے کو کوڑوں سے تخت مار ماری۔ ولید اپنے ہمراہ کعبہ کے برابر ایک شامیانہ بنوا کر بھی لے گیا تھا۔ شراب بھی اس کے ساتھ تھی۔ اور ارادہ یہ تھا کہ کعبہ پر شامیانہ نصب کر کے اس میں مجلس گرم ہو مگر اس ارادہ سے اس کے ہمراہیوں نے ڈرا کر اسے باز رکھا اور کہا کہ اگر ایسا کیا گیا تو ہمیں لوگوں کی جانب سے اپنی اور آپ کی جان کا خطرہ ہے۔ اس وجہ سے ولید نے شامیانہ کو ہاتھ نہیں لگایا۔

مسلمہ بن ہشام کو ولی عہد بنانے کا منصوبہ:

جب یہ بات عام ہو گئی کہ ولید مذہب کی توہین اور اس کا مذاق اڑاتا ہے اور ہشام کو بھی اس شہرت کی اطلاع ہوئی۔ اس نے ارادہ کیا کہ اسے ولی عہدی سے ہٹا دے۔ اور اس کے بجائے اپنے بیٹے مسلمہ بن ہشام کے لیے بیعت لے لے۔ ہشام نے خود ولید سے اپنی یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ خود اپنے حق سے دست بردار ہو جائے اور مسلمہ کے لیے بیعت کر لے، ولید نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد ہی ہشام کا جو رویہ اب تک اس کے ساتھ تھا بدل گیا۔ ولید کو تکلیف پہنچانے لگا اور خفیہ طور پر اپنے بیٹے کے لیے بیعت لینے کے لیے کارروائی شروع کر دی۔ بعض لوگوں نے اس بات کو منظور بھی کر لیا۔ ان لوگوں میں اس کے ماموں محمد اور ابراہیم ہشام بن اسماعیل المخزومی کے بیٹے، بنو القعقاع بنی خلیل العجسی وغیرہ اس کے دربار کے خاص امراء شریک تھے۔

ولید بن یزید کا مسلمہ بن ہشام پر طنز:

ولید کی اب تک وہی حالت رہی۔ شراب و نشاط میں مست رہتا تھا۔ ہشام نے اس حالت کو دیکھ کر ایک دن ولید سے کہا۔ میں نہیں جانتا کہ آیا تم مذہب اسلام پر بھی ہو یا نہیں کوئی برائی ایسی نہیں جسے تم نہایت ڈھٹائی سے علانیہ نہ کرتے ہو ولید نے اس کے جواب میں یہ دو شعر لکھ بھیجے:

ياايها السائل عن ديننا نحن علي دين ابى شاعر بالسخن

نشر بها صرفا و ممزوجة بالسخن احيانا و بالفاتر

ترجمہ: ”جو شخص ہمارے مذہب کو پوچھتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے ہم ابو شاعر کے مذہب پر ہیں ہم نری شراب پیتے ہیں اور کبھی کبھی اس میں گرم یا نیم گرم پانی ملا کر پیتے ہیں۔“

ہشام کی مسلمہ بن ہشام پر خفگی:

ابو شاعر مسلمہ بن ہشام کی کنیت تھی، ہشام اپنے بیٹے مسلمہ پر بہت خفا ہوا اور کہنے لگا۔ کہ تیری وجہ سے ولید نے مجھ پر یہ طنز کیا۔ حالانکہ میں تجھے خلافت کے لیے تیار کر رہا ہوں۔ اپنی عادت درست کرو۔ ہمیشہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھو۔ ہشام نے ۱۱۹ھ میں مسلمہ کو امیر الحج مقرر کیا، اس نے مناسک حج پوری طرح ادا کیے۔ اپنے اپنے موقع پر بردباری اور ملائمت مزاج کا اظہار کیا۔ مکہ و مدینہ میں بہت سارے پیہ مستحقین میں تقسیم کیا۔ اس پر خوش ہو کر اہل مدینہ کے ایک آزاد غلام نے یہ شعر کہے:

ياايها السائل عن ديننا نحن علي دين ابى شاعر

الواهب الجرد باوسانها ليس بزنديق ولا كافر

ترجمہ: ”جو شخص ہمارے مذہب کو دریافت کرتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ ہم ابو شاعر کے مذہب پر ہیں جو اعلیٰ درجہ کے گھوڑے مع ان کی باگوں کے عطا کرتا ہے وہ نہ زندیق ہے اور نہ کافر۔“

ان شعروں میں ولید پر طنز کیا گیا تھا۔ مسلمہ بن ہشام کی ماں ام حکیم بنت یحییٰ بن الحکم بن العاص تھی۔ اس پر کنیت نے یہ شعر کہا:

ان الخلافة كائن او تادها بعد الوليد الى ابن ام حكيم

ترجمہ: ”خلافت ولید کے بعد ام حکیم کے بیٹے کو ملے گی۔“

مسلمہ بن ہشام اور خالد بن عبداللہ القسری:

ایک مرتبہ خالد بن عبداللہ القسری نے کہا تھا کہ میرا اس وقت خلیفہ سے کوئی تعلق نہیں جس کی کنیت ابو شاعر ہو، یہ سن کر مسلمہ بہت غصہ ہوا تھا۔ جب خالد کے بھائی اسد نے انتقال کیا تو ابو شاعر نے خالد کو وہ شعر لکھ کر بھیجا جو نفل نے اسد کی موت پر خالد اور اسد کی جگوں میں لکھا تھا۔ اپنے ایک خاص قاصد کو لفافہ دے کر ڈاک کے ذریعہ خالد کے پاس بھیجا۔ خالد نے یہ خیال کیا کہ اسد کی موت کی تعزیت لکھی ہوگی، جب مہر کھولی تو خط میں سوائے جگو کے اور کچھ نہ تھا۔ خالد نے کہا میں نے کبھی آج تک ایسی تعزیت نہیں دیکھی۔

ولید بن یزید کی ہشام بن عبدالملک سے معذرت:

ہشام ولید کی برائی اور اس کی تنقیص کرتا رہتا تھا اور اب بہت زیادہ اس کی اور اس کے دوستوں کی اہانت کرنے لگا۔ اور اس کے منصب میں بھی کمی کر دی۔ جب ولید نے یہ رنگ دیکھا وہ اپنے خاص لوگوں اور مولیوں کے ساتھ دار الخلافہ کو چھوڑ کر مقام ارزق میں بلقین اور قزارہ کے درمیان اغداف نام چشمہ پر مقیم ہو گیا، اپنے کاتب عیاض بن مسلم عبدالملک بن مروان کے آزاد غلام کو رصافہ میں چھوڑ آیا تا کہ جوئی بات پیش آئے۔ اس سے ولید کو اطلاع دیتا رہے ولید کے ہمراہ عبدالصمد بن عبدالاعلیٰ بھی تھا۔ ایک دن سب نے شراب پی اور جب شراب کے نشہ کا ان پر پورا اثر ہو گیا تو ولید نے عبدالصمد سے کہا: اے ابو وہب کچھ شعر سناؤ، عبدالصمد نے کچھ اشعار سنائے جن میں ولید کی خلافت کی تمنا تھی، ان اشعار کی اطلاع ہشام کو ہوئی، اس نے ولید کا منصب موقوف کر دیا۔ اور اسے لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے عبدالصمد کو اپنا مصاحب خاص، دوست اور ندیم بنایا ہے تمہارے متعلق جو اطلاع ملی ہے اس کی میں تحقیق کر چکا ہوں اور خود تم بھی اس کے ذمہ دار ہو، تم فوراً عبدالصمد کو ذلت و خواری کے ساتھ نکال دو۔ ولید نے عبدالصمد کو نکلوا دیا اور ہشام کو اس کی اطلاع دی، اپنی رندانہ صحبتوں کی معذرت بھی چاہی اور درخواست کی کہ ابن سہیل کو میرے پاس آنے کی اجازت دی جائے۔

ابن سہیل یمنی کی اہانت:

ابن سہیل ایک یمنی سردار تھا، ایک سے زیادہ مرتبہ دمشق کا حاکم رہ چکا تھا اور ولید کے خاص دوستوں میں تھا، ہشام نے اسے خوب پٹوایا اور نکلوا دیا، عیاض بن مسلم ولید کے کاتب کو گرفتار کر لیا۔ ہشام کو یہ اطلاع ملی تھی کہ یہ ولید کو تمام خبریں لکھتا رہتا ہے۔ ہشام نے اسے بہت بری طرح پٹوایا اور کبل کا لباس پہنایا۔ ولید کو ان واقعات کا علم ہوا تو کہنے لگا۔ اب کون ہو گا جو لوگوں پر اعتماد کرے گا۔ یا کسی کے ساتھ احسان کرے گا، یہ بد بخت احوال وہ ہے جسے میرے باپ نے اپنے تمام کنبہ پر ترجیح دی اور اپنا ولی عہد بنایا اور میرے ساتھ اس نے یہ سلوک کیا جو آپ لوگ دیکھ رہے ہیں، جس کسی کے متعلق اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے میرے ساتھ اس نے یہ سلوک کیا جو آپ لوگ دیکھ رہے ہیں، جس کسی کے متعلق اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے میرے تعلقات ہیں اس کی توہین و تذلیل کرتا ہے۔ مجھے اس نے لکھا تھا کہ عبدالصمد کو نکال دو۔ میں نے نکال دیا۔ جب میں نے اسے لکھا کہ ابن سہیل کو میرے پاس آنے کی اجازت دیجیے اس کے جواب میں اس نے اسے پٹوایا اور خارج البلد کر دیا، حالانکہ اسے میرے اور اس کے تعلقات کا علم تھا، اسی طرح اسے معلوم تھا کہ عیاض بن مسلم میرا خاص آدمی ہے۔ میں اس کی خاص طور پر وقعت و عظمت کرتا ہوں وہ میرا کاتب ہے پھر بھی اس نے اسے پٹوایا اور قید کر دیا۔ ان تمام کارروائیوں سے اس کا مقصد یہ ہے کہ مجھے تکلیف پہنچے، اے اللہ! تو مجھے اس کی زیادتوں کا اجر دے۔

ولید بن زید کا ہشام بن عبدالملک کے نام خط:

ولید نے ہشام کو لکھا امیر المومنین نے میرے منصب کو جو بند کر دیا ہے اور میرے دوستوں اور متعلقین کو جو برباد کیا ہے اس کی اطلاع مجھے موصول ہو گئی ہے، مجھے کبھی اس کا ڈرنہ تھا کہ آپ میرے ساتھ یہ سلوک کریں گے اور نہ مجھے اس کی کچھ پرواہ ہے اگر ابن سہیل حقیقت میں ویسا ہی ہے جیسا کہ اسے سمجھا گیا ہے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ گدھا بھیڑیا ہو جائے میرے جو تعلقات ابن

سہیل سے ہیں یا جو خط اس کے بارے میں میں نے آپ کو لکھا وہ تو میرے منصب کی موقوفی کی وجہ قرار نہیں دیا جاسکتا البتہ اگر اور کوئی بات امیر المؤمنین کے دل میں میرے خلاف جائز ہو چکی ہے تو ہو۔ اللہ نے مجھے ولی عہد خلافت کیا ہے میرے لیے ایک عمر مقرر کر دی ہے اور روزی مقوم کر دی ہے جسے سوائے اس کے نہ کوئی بند کر سکتا ہے اور نہ بدل سکتا ہے۔ خداوند عالم نے جو مقدر کر دیا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا چاہے لوگ اسے پسند کریں یا نہ کریں اگر کوئی چیز جلد وقوع ہونے والی ہے تو کوئی اسے ملتوی نہیں کر سکتا اور نہ جو بات کسی خاص وقت کے ساتھ مقدر کر دی گئی ہے اسے کوئی جلد وقوع پذیر کر سکتا ہے۔ دنیا والوں کا یہ قاعدہ ہے کہ ان حالات میں وہ یا تو اللہ کا گناہ اپنے نفوس کے لیے کماتے ہیں یا ایسے کام کرتے ہیں جس سے وہ خدا کے نزدیک مستحق ماجور ہوں اس لیے امیر المؤمنین کو ان باتوں کا زیادہ خیال ہونا چاہیے اور ان امور کی بخوبی تعمیل میں اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کو توفیق دینے والا ہے۔

ہشام بن عبدالملک اور ابوالزبیر کی گفتگو:

ہشام نے ابوالزبیر سے کہا اے فسطاس اگر مجھ پر حادثہ ہو جائے تو کیا تم سمجھتے ہو کہ ولید کو پسند کریں گے؟ ابوزبیر نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کی عمر میں اضافہ فرمائے۔ ہشام نے کہا نہیں یہ کیا کہتے ہو موت سے تو چارہ ہی نہیں ہے۔ یہ بتاؤ کیا لوگ ولید کی خلافت کو تسلیم کریں گے؟ ابوزبیر نے کہا تمام لوگوں سے اس کی ولی عہدی کے لیے بیعت لی گئی ہے تسلیم کرنا ہی پڑے گا۔ اس پر ہشام نے کہا کہ اگر لوگوں نے ولید کی خلافت کو تسلیم کر لیا تو میں سمجھوں گا کہ یہ حدیث کہ جو تین دن بھی منصب خلافت پر رہا وہ دوزخ میں نہ جائے گا بالکل غلط ہے۔

ہشام بن عبدالملک کا ولید کے نام خط:

ہشام نے ولید کو لکھا 'اپنے منصب کے بند کیے جانے وغیرہ کے متعلق جو کچھ تم نے مجھے لکھا تھا۔ میں اس سے آگاہ ہو گیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہوں کہ اس منصب کو پھر تم پر جاری کروں' کیونکہ اس کے اجراء سے میں گناہوں کے کسب سے ڈرتا ہوں' منصب کی ضبطی اور تمہارے دوستوں کی علیحدگی دو وجوہوں سے عمل میں لائی گئی ہے۔ پہلی بات کی وجہ یہ ہوئی کہ چونکہ تم اپنے منصب کو صحیح مصرف میں صرف نہیں کرتے تھے۔ اس وجہ سے میں نے اسے بند کر دیا' دوسری بات کی وجہ یہ ہوئی کہ تمہارے دوستوں کو وہ تکالیف و مصائب برداشت کرنا نہیں پڑتے جو دوسرے مسلمانوں کو ہر سال فوجوں کی جبری بھرتی کے وقت اٹھانے پڑتے ہیں۔ بلکہ وہ مزے سے تمہارے ساتھ لہو و لعب میں اپنا وقت ضائع کرتے رہتے ہیں' بلکہ جو کوتاہی اس معاملہ میں اب تک مجھ سے ہو چکی ہے مجھے اسی کا خیال دامن گیر ہے' میں سمجھتا ہوں کہ اب اللہ نے مجھے یہ توفیق عطا فرمائی کہ تمہارے منصب کو بند کر دوں تاکہ اس وقت تک اس کے اجراء سے جو کوتاہی مجھ سے ہوئی ہے اس کا یہ فعل کفارہ ہو سکے' ابن سہیل کی جو قدر و منزلت تمہارے نزدیک تھی اور تم اس کے رنج و خوشی میں شریک ہوئے یہ بھی نامناسب تھا کیونکہ اس میں سوائے اس کے اور کیا خوبی تھی کہ وہ ایک ڈوم نچنیا تھا' جو اپنی خفیف الحرکاتی میں حد سے متجاوز تھا' پھر بھی یہ شخص تمہارے ساتھیوں میں سب سے برانہ تھا۔ بلکہ تمہارے مصاحب اس سے بھی بدتر تھے جو ایسے افعال میں جن کے ذکر تک کو میں اپنی شان کے منافی سمجھتا ہوں' تمہارے ہم پیالہ و ہم نوالہ تھے اور جن کی وجہ سے تم زجر و توبیخ کے سزاوار تھے۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے۔ کہ میں تمہارے بگاڑ کے درپے ہوں تو تمہارے پاس کوئی ایسی سبب بھی نہیں ہے جو مجھے اس خیال سے باز رکھ سکے' تم نے اس بات کا جو ذکر کیا ہے جسے اللہ نے تمہارے لیے مقدر کر دیا ہے۔ تو اس معاملہ میں بھی اللہ نے مجھے

تقدیم دی ہے اور مجھے اس منصب پر مقرر فرمایا ہے اور اللہ اپنی مشیت کو پورا کرنے والا ہے۔ اور مجھے اپنے رب سے اس بات کا بھی کامل یقین ہے کہ جو عزت اس نے مجھے عنایت فرمائی ہے۔ اس کی کمی بیشی کا خود مجھے بھی کوئی اختیار نہیں ہاں! یہ ضرور ہے کہ ایک دن یہ جانے والی ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے اس بات سے کہ وہ ان کی حکومت ان میں سے کسی ایسے کے سپرد کرے جسے وہ پسند نہ کرتا ہو اور مجھے اپنے رب سے اس بات کی بہترین توقع ہے کہ اس نے حکومت صرف اسی کے لیے مقدر کی ہوگی جسے وہ اس کا اہل سمجھتا ہو۔ جسے وہ بھی پسند کرے اور اس کی مخلوق بھی اس سے خوش ہو اللہ کے احسانات مجھ پر اتنے ہیں کہ میں ان کے ذکر اور اس کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ اور اگر یہی موت جلد لکھ دی گئی ہے تو اس کی عنایت سے ان شاء اللہ مجھے اس کا خوف نہیں وہ آئے۔ تم نے جو خط مجھے لکھا اور اس میں جو کچھ لکھا، تمہاری سفاہت اور حماقت کو دیکھتے ہوئے کچھ بخوبہ بات نہ تھی۔ تم آئندہ سے اپنی ان حد سے زیادہ گریز پائیوں سے احتراز کرو اور خاموش بیٹھو اور اللہ کے قبر سے ڈرو۔ کیونکہ وہ گرفت بھی کرتا ہے اور دیکھتا بھی رہتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے گرفت کر لیتا ہے ہے اور جس کے لیے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے میں اللہ سے ایسے امور کے لیے جسے وہ پسند کرے حفاظت اور توفیق کا خواست گار ہوں۔

ولید بن یزید کے اشعار:

ولید نے ہشام کو یہ اشعار اس کے جواب میں لکھ بھیجے:

رأيتك تبني جاهدافى قطيعتى فلو كنت ذا ارب لهدمت ما تبني
”میں دیکھتا ہوں کہ تو میرے خلاف میں بڑی مستعدی سے ایک عمارت بنا رہا ہے۔ اگر تو صاحب عقل و دانش ہوتا تو خود ہی اس خود ساختہ عمارت کو منہدم کر دیتا۔“

تنير على الباقيين محنى ضعينة فويل لهم ان مت من شر ما تنجنى
جو لوگ باقی رہیں گے تو انھیں اپنی ان حرکات سے مورد نفرت و عداوت بنا رہا ہے اگر تو مر جائے تو تیرے اس طرز عمل کے برے خمیازے سے وہ کس طرح بچ سکیں گے۔

كانى بهم واليئ افضل قولهم الاليتنا والليت اذاك لا يغنى
مجھے یقین ہے کہ ایک دن وہ آئے گا جب کہ سب سے بڑھ کر وہ یہی کہیں گے ”کاش ایسا ہوتا“ کاش وہ وقت ہم دیکھیں جب کہ یہ لفظ بے معنی ہو جائے۔

كفرت بدا من منعم لو شكرتها جزاك بها الرحمن ذو الفضل والمن
تو نے اپنے ایک محسن کے احسان کی ناشکری کی اگر تو اسے مانتا تو اللہ جو بزرگی اور احسان والا ہے وہ تجھے اس کی جزائے خیر دیتا۔“

سالم بن عبد الرحمن کا قاصد:

ولید اسی جنگل میں مقیم تھا کہ ہشام نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ جس صبح کو اسے خلیفہ ہونے کی خوشخبری ملی تھی اس نے ابوالزبیر المندز بن ابی عمرو کو بلا بھیجا تھا اور اس سے کہا تھا کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اتنی طویل کوئی رات مجھ پر نہیں گزری۔ جیسی کہ

یہ شب گزشتہ تھی، غم و اندوہ کا جھوم تھا، میرے دل میں بہت سی باتیں ہشام کے طرز عمل کے بارے میں آئیں جس نے میرے ساتھ بدسلوکی کی۔ چلے ذرا ہوا خوری کر آئیں۔ دونوں سوار ہو کر سیر کے لیے چلے۔ دو میل چل کر ولید ایک ریت کے ٹیلے پر جا کر کھڑا ہوا اور ہشام کی شکایت کرنے لگا۔ اتنے میں ایک غبار پر نظر پڑی، ولید نے کہا کہ یہ ہشام کے قاصد آتے ہوں گے، خدا خیر کرے۔ دو شخص ڈاک کے گھوڑوں پر سوار سامنے آئے، ان میں سے ایک ابو محمد السفیانی کا آزاد غلام اور دوسرا جردیہ تھا۔ جب ولید کے قریب پہنچے تو گھوڑوں سے اتر پڑے اور ڈرتے ہوئے ولید کو آ کر خلیفہ کہہ کر سلام کیا۔ ولید نے آنکھیں پر نیچی کر لیں اور خاموش کھڑا رہا۔ جردیہ نے دوبارہ خلیفہ کہہ کر اسے سلام کیا۔ ولید نے کہا یہ بتاؤ کیا ہشام مر گیا؟ جردیہ نے کہا جی ہاں! ولید نے کہا خط کس نے لکھا ہے؟ جردیہ نے کہا آپ کے آزاد غلام سالم بن عبدالرحمن میری دفتر مراسلات نے، ولید نے خط پڑھا اور وہ پلٹ آئے۔

عیاض بن مسلم کی کارگزاری:

ولید نے پھر ابو محمد السفیانی کے آزاد غلام کو بلا کر اپنے معتمد عیاض بن مسلم کی خیریت دریافت کی، اس نے کہا عیاض جیل میں تھا، جب ہشام بیمار ہوا اور ایسی حالت ہو گئی کہ زندگی سے یاس ہو گئی تو عیاض نے خزانہ داروں سے کہلا بھیجا کہ جو کچھ تمہارے تقویض ہے اس پر اپنا قبضہ رکھو اور خبردار! ہشام کا کوئی آدمی ایک چیز نہ لینے پائے۔ اس کے بعد ہشام کو ذرا آفاقہ ہوا اس نے خزانہ سے کچھ منگوا لیا۔ خزانہ داروں نے اس کے دینے سے انکار کر دیا۔ ہشام نے کہا اب ہمیں معلوم ہوا کہ ان تمام مال و متاع کو ہم نے ولید کے لیے جمع کیا تھا۔ یہ کہتے ہی اس کی روح جسدِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ عیاض جیل خانہ سے نکل آیا۔ تمام خزانوں اور توشہ خانوں کے دروازے مقفل کر کے مہور کر دیئے اور حکم دیا کہ ہشام کو اس کے بستر سے نیچے اتار دیا جائے۔ اس کے لیے ایک برتن تک دستیاب نہ ہو سکا۔ جس میں کہ غسل کے لیے پانی گرم کیا جاتا، کسی سے مستعار لیا گیا۔ سرکاری توشہ خانہ سے کفن بھی اسے نہیں دیا گیا۔ بلکہ ہشام کے آزاد غلام غالب نے اسے کفن دیا۔

ہشام کے خاندان اور خدام کی گرفتاری:

ولید نے عباس بن الولید بن عبدالملک بن مروان کا حکم بھیجا کہ تم رصافہ جا کرو ہاں ہشام کا جس قدر مال و متاع ہوا سے اپنے قبضہ میں لے لو اور اس کی اولاد عہدیدار اور ملازمین کو گرفتار کر لو، البتہ مسلم بن ہشام سے کوئی تعارض نہ کرنا اور نہ اس کی محل سرا میں گھسنا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ اکثر اپنے باپ ہشام سے ولید کی سفارش کرتا تھا اور اس کے ساتھ نرمی و ملائمت کا برتاؤ کرنے کے لیے مصر رہتا تھا۔

عباس نے رصافہ آ کر ولید کے حکم کی تعمیل کی اور جب اس کی اطلاع ولید کو پہنچی تو ولید نے یہ شعر پڑھا:

لیت ہشام کان حیا یری محلبہ الا وفر قد اترعا

”کاش ہشام اس وقت زندہ ہوتا تاکہ دیکھتا کہ اس کی بڑی دہاؤنی بھر کر چھلک گئی ہے۔“

مروان بن محمد کا ولید بن یزید کے نام خط:

ولید نے اپنے عہدہ دار مقرر کر لیے اطراف و اکناف سے اس کے خلیفہ تسلیم کرنے کی بیعت کی خبریں موصول ہوئیں۔

صوبہ داروں نے بھی اطاعت کے خطوط لکھے وفد بھی آئے مروان بن محمد نے لکھا اللہ نے اپنے بندوں کی حکومت اور اپنے ممالک کی وراثت جو آپ کے تفویض فرمائی ہے۔ میں اس پر مبارک باد پیش کرتا ہوں یہ حکومت کے نشہ کی بدستی تھی جس کی وجہ سے ہشام نے امیر المومنین کے اس حق کی جسے اللہ نے عظیم کر دیا تھا تو بہن کرنے کا قصد کیا اور ایسے مشکل کام کا ارادہ کیا جس کی تائید اگرچہ منافقوں اور خود غرضوں نے کی مگر تقدیر نے ان کے منصوبوں کو بری طرح پامال کر دیا۔ اللہ نے تو امیر المومنین کو ایک خاص مرتبہ عطا کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ خلافت ایسے معزز منصب پر سرفراز کیا اور ایسا عہدہ دیا جس کا امیر المومنین کو اہل سمجھا اور اس پر مستقل طور پر سرفراز کر دیا۔ کیونکہ آپ کی خلافت تو لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تھی اور اللہ نے اسے اپنے بندوں کے لیے جن کی حالت سے وہ ہر وقت باخبر ہے ایک خاص وقت کے لیے مخصوص کر دیا تھا اس لیے اس نے خلافت کے لیے اختیار کیا اور اپنے دین کی جبلتیں آپ کے سپرد کی اور ظالموں نے جو کمر و فریب کیا تھا اسے باطل کر دیا۔ انہیں ذلیل اور آپ کو سرفراز کیا۔ پس جو شخص اب بھی اس ذلیل خیال پر قائم ہے اس نے اپنے آپ کو ہلاک کیا اور اپنے رب کو ناراض کیا۔ البتہ جنہیں توبہ باطل سے ہٹا کر حق کی طرف لے آئے تو وہ اللہ کو توبہ کا بڑا قبول کرنے والا اور رحیم پائیں گے۔

میں امیر المومنین کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ جب مجھے آپ کی خلافت کی خوشخبری ملی میں فوراً منبر پر چڑھا۔ دو تلواریں میرے دوش پر تھیں تاکہ اگر کسی کے دل میں کھوٹ ہو تو ان سے خبر لوں۔ پھر میں نے جو اللہ نے امیر المومنین کی خلافت سے لوگوں پر احسان کیا ہے ان کی انھیں اطلاع دی وہ اسے سن کر خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ امیر المومنین کے سوائے ایسے کسی اور خلیفہ کی ولایت کی اطلاع نہیں ملی جس کی ذات سے ہماری توقعات زیادہ وابستہ ہوں جتنی ان کی ذات سے ہیں یا جس کی خلافت سے ہمیں زیادہ خوشی ہوئی ہو پھر میں نے بیعت لینے کے لیے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور ان سے مکرر سہ کر سخت عہد واثق اور غلیظ قسمیں دے کر حلف اطاعت لیا انھوں نے خوشی اور پوری اطاعت کے ساتھ اسے قبول کیا۔ اور بیعت کی آپ اس کے عوض میں اس مال سے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے انھیں صلہ عطا کیجیے اس لیے کہ آپ سب سے بڑھ کر نیک اور کشادہ دست ہیں کیونکہ وہ آپ کے فضل و کرم کے منتظر ہیں جو مناصب آپ سے پہلے انہیں ملے ہوئے ہیں ان میں بھی اضافہ کر دیجیے۔ تاکہ اس سے اپنی رعیت پر آپ کی شفقت و سخاوت ظاہر ہو۔

اگر مجھے اس وقت سرحد کی صیانت کی مہم درپیش نہ ہوتی جس کا میں قصد کر چکا ہوں تو مجھے ڈر کہ میں کسی شخص کو اس مہم کے علاوہ دوسرے انتظامات ملک سپرد کر دیتا اور شوق ملاقات مجھے امیر المومنین تک کھینچ لے جاتا اور میں خود امیر المومنین کے دیدار سے جس کی کوئی نعمت چاہے وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو بدل نہیں ہو سکتی آ کر بہرہ اندوز مسرت و شادمانی ہوتا۔ اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو مجھے خدمت میں حاضر ہونے کی ضرورت مجازت مرحمت فرمائیں تاکہ میں بعض ایسے معاملات جن کا لکھنا میں نے مناسب نہیں سمجھا زبانی عرض کر سکوں۔

معذور شامیوں کے وظائف:

ولید نے خلیفہ ہوتے ہی شامیوں میں جس قدر پانچ اور نابینا تھے۔ ان کے وظائف مقرر کر دیئے اور انہیں لباس بھی دیا اور بر معذور کے لیے ایک خادم مقرر کر دیا۔ لوگوں کے خاندانوں کے لیے سرکاری توشہ خانہ سے تحائف اور لباس نکلوا کر اس سے زیادہ

دیئے جتنے کہ ہشام دیتا تھا ان کی تنخواہوں میں دس دس کا اضافہ کر دیا اور اہل شام کی تنخواہوں میں اس اضافہ کے علاوہ دس کا اور اضافہ کیا اس کے خاندان والوں میں سے جو لوگ اس کے پاس آئے۔ ان کے مناصب میں دو چند اضافہ کر دیا۔

ولید کا مجاہدین و حجاج سے حسن سلوک:

ولید جب ولی عہد تھا تب بھی اس کا یہ دستور تھا کہ موسم گرما کے مجاہد جب واپسی میں اس کے پاس آتے تو ان کی دعوت کرتا۔ اسی طرح حجاج جب حج سے واپس آتے تو ایک مکان میں جس کا نام زیناء تھا۔ تین روز تک ان کی دعوت کرتا اور ان کی سوار یوں کو بھی کھلاتا۔ اور جو چیز اس سے مانگی گئی اس نے کبھی اس کے دینے سے انکار نہیں کیا۔ ولید سے کسی نے کہا کہ آپ کے اس کہنے میں بھی کہ میں غور کر رہا ہوں ایسا وعدہ ہے کہ جس کی بنا پر خواستگار قیام کرتا ہے ولید نے کہا میں اپنی زبان کو ایسی بات کہنے کا خوگر ہی نہیں کرتا کہ جس کا میں نے پہلے ہی وعدہ نہ کر لیا ہو۔

حکم اور عثمان کی ولی عہدی:

اسی سنہ میں ولید نے اپنے بیٹوں حکم اور عثمان کو ولی عہد خلافت ایک کو دوسرے کے بعد مقرر کیا، حکم کو پہلے رکھا اور عثمان کو اس کے بعد اس کے لیے اعیان و اکابر سے حلف اطاعت لیا اور دوسرے صوبوں کو بھی اس کی اطلاع بھیج دی، جن لوگوں کو اس نے اس معاملہ میں لکھا تھا ان میں یوسف بن عمر ولید کا صوبہ دار عراق میں بھی تھا۔ یوسف نے نصر بن سیار کو اس معاملہ میں لکھا۔

یوسف بن عمر کا نصر بن سیار کے نام خط:

یوسف کا خط جو اس نے نصر کو لکھا تھا حسب ذیل ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم! یہ خط یوسف بن عمر کی جانب سے نصر بن سیار کے نام ہے۔ حمد و ثناء کے بعد میں تمہیں امیر المومنین کا وہ خط عقلمند بن شتر النعمی اور عبدالملک الثقفی کے ہاتھ بھیجتا ہوں جو انھوں نے میرے عمال کے نام بھیجا ہے اور جس میں حکم بن امیر المومنین اور عثمان بن امیر المومنین کو اپنے بعد ولی عہد خلافت مقرر کیا ہے۔ میں نے ان دونوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس معاملہ میں گفتگو کریں۔ لہذا جب یہ تمہارے پاس پہنچیں تو تم سب کو امیر المومنین کا خط سنانے کے لیے جمع کرنا۔ جب مجلس جمع ہو جائے۔ پہلے کھڑے ہو کر امیر المومنین کا پیام سنانا۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد اصل خط سنا دینا، اگر کوئی شخص کچھ کہنا چاہے تو اسے تقریر کی اجازت دینا۔ پھر امیر المومنین کے دونوں صاحبزادوں کے لیے اللہ کا نام لے کر اور اس کی برکت طلب کر کے لوگوں سے اسی تحریر کے مطابق جو میں نے خط کے آخر میں لکھ دی ہے عہد و بیان لینا یہ امیر المومنین کے خط کا مضمون ہے اسے سمجھ لو اور اسی پر لوگوں سے بیعت لو۔ ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ امیر المومنین اور ان کی رعیت کے لیے اس معاملہ میں برکت دے جو اس نے اپنے بندوں کے لیے ان کی زبان سے کہلوا یا ہے اور وہ حکم اور عثمان کو نیک توفیق دے اور انہیں ہمارے لیے مبارک کرے، والسلام علیک نصر نے یوم جمعرات نصف شعبان ۲۵ھ ہجری کو لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم، ہم عبد اللہ الولید امیر المومنین اور حکم ابن امیر المومنین (اگر وہ ان کے بعد زندہ رہے) اور عثمان ابن امیر المومنین (اگر وہ حکم کے بعد ہوں) کی اطاعت و فرمانبرداری کے لیے بیعت کرتے ہیں، اگر دونوں میں سے کسی کو کوئی سانحہ پیش آجائے تو امیر المومنین اپنی اولاد اور رعیت کے بارے میں مختار ہیں جسے چاہیں مقدم کریں جسے مؤخر کر دیں، ہم اللہ کے سامنے اس بیعت کا عہد و وعدہ کرتے ہیں۔

ولید بن یزید کا نصر بن سيار کے نام فرمان:

عقال بن شیبہ اور عبدالملک بن نعیم ولید کا حسب ذیل خط لے کر نصر کے پاس آئے: اما بعد اللہ نے جس کے تمام نام مبارک جس کی تعریف اور ذکر بزرگ و برتر ہے۔ اسلام کو اپنا دین بنایا اور اسی کو اپنی مخلوق کے لیے سب سے بہتر سمجھا، پھر ملائکہ اور انسانوں میں سے اپنے پیامبر مقرر کیے۔ اس دین کا حامل بنا کر انھیں بھیجا، اسی کی تلقین کا انھیں حکم دیا، یہ پیغمبر مختلف قوموں اور مختلف زبانوں میں مبعوث ہوتے رہے، جو طریقہ سب سے بہتر تھا اس کی طرف بلاتے رہے اور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ کی نعمت نبوت حضور محمد رسول اللہ ﷺ پر منتہی ہوئی۔ ایسے وقت میں جبکہ علم پامال تھا، لوگ اندھے تھے، خواہشات نفسانی کی وجہ سے ان میں تفریق تھی اور ان کے مختلف اور متفرق دستور اور آئین زندگی تھے۔ حق کی نشانیاں مٹ چکی تھیں، مگر اللہ نے حضور کی ذات سے ہدایت کو عیاں کر دیا، عمیان کو دور کر دیا، گمراہی اور ہلاکت سے بندوں کو نکال لیا، ان سے اپنے دین کی رونق کو تازگی بخشی، انھیں تمام کائنات کے لیے رحمت مجسم بنایا۔ ان پر وحی کو ختم کر دیا، اور آپ سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام گذرے تھے ان سب کی عظمت و بزرگی آپ کی ذات واحد کو عطا فرمائی۔ آپ کو ان سب کے آخر میں اس لیے مبعوث فرمایا تھا کہ آپ ان کی تعلیم کی تصدیق فرمائیں اس کی توثیق کر دیں، اسی کی دعوت دیں اور اسی کی تعلیم، چنانچہ آپ کی امت کے جن لوگوں نے اس دین الہی کو اختیار کیا وہ انبیاء سلف علیہم السلام پر بھی ایمان لائے حالانکہ ان کے ہم قوم انھیں جھٹلاتے رہے مگر جس چیز سے وہ انھیں روکتے تھے یہ اسی کی انھیں تعلیم دیتے تھے، انبیاء علیہم السلام عزتوں کے وہی لوگ محافظ بن گئے جو اس کی ہتک کرنے والے تھے اور اسی کی تعظیم کرنے لگے جس کی توہین کرتے تھے، حضور محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کے متعلق سنا جائے۔ کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی تکذیب کرتا ہو یا اس میں جھٹ نکالتا ہو یا انھیں بیوقوف سمجھ کر انھیں اذیت پہنچائے یا ان کی تردید کرتا ہو۔ حالانکہ خود ان کے ہم عصروں نے ان کو نبی مبعوث من اللہ جاننے سے انکار کیا، ان کی وجہ سے کوئی کافر ایسا نہ بچا کہ جس کا خون اس وجہ سے چلا نہ ہو گیا ہو۔ ان کے آپس کی رشتہ داریاں منقطع ہو گئیں۔ چاہے وہ ان کے باپ ہوں یا اولاد یا خاندان والے، وحی کے ختم ہونے اور حضور ﷺ کے وصال کے بعد اللہ نے اسی طریقہ نبوت پر آپ کے خلفاء مقرر کیے تاکہ اس کے حکم کی تعمیل کرائیں۔ اس کی شریعت کو نافذ کریں سنن پر عمل کرائیں، منہیات سے روکیں، زکوٰۃ و صدقہ وصول کریں۔ حقوق دلائیں ان کی وجہ سے اسلام کی اعانت ہو اس کے دین کی مضبوطی اور استحکام ہو۔ اس کے حریم کی حفاظت ہو، اس کے بندوں میں عدل و انصاف کیا جائے اور اس کے شہروں کی اصلاح ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾

”اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض کے ہاتھوں نہ ہٹائے تو زمین میں فساد پھیل جائے مگر اللہ اپنی مخلوق پر مہربانی کرنے والا ہے۔“

پھر یکے بعد دیگرے اللہ کے خلفاء اور اس کے انبیاء کی جانشینی کا فرض انجام دینے کے لیے ہوئے، جس نے ان کے حق میں تعرض کیا اللہ نے اسے ہلاک کر دیا۔ جو ان کی جماعت سے علیحدہ ہوا اللہ نے اسے تباہ کر دیا۔ جس کسی نے ان کے اقتدار کو ہلکا سمجھایا اللہ نے جس منصب پر انھیں سرفراز کیا ہے اس میں ان پر اتہام رکھا، اللہ نے انھیں اپنے خلفاء کے قبضہ و تسلط میں دے دیا اور اسے ایسی سخت سزا دی جو دوسروں کے لیے موجب عبرت ہو، یہ بھی سلوک اللہ نے اس شخص کے ساتھ ہی کیا جو خلفاء کی اطاعت سے جس پر

مضبوطی سے قائم رہنے اور اسے اختیار کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور وہ جس کی وجہ سے افلاک اور زمین قائم ہیں۔ علیحدہ ہو گیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ﴾
 ”پھر وہ آسمان پر جا براجا اور وہ دھواں ہے پھر اس نے آسمان اور زمین سے کہا تم آؤ چاہے اپنی خوشی سے اور چاہے مجبوراً ان دونوں نے کہا ہم خوشی سے آئے۔“

پھر اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾
 ”اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک نائب نامنے والا ہوں انھوں نے کہا کیا تو ایسے کو نائب بناتا ہے جو اس میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا۔ حالانکہ ہم تیری تعریف و تقدیس کرتے رہتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا تحقیق میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔“

اللہ نے دنیا میں اپنے بندوں کی بقاء خلافت کے ذریعہ قائم رکھی ہے اور اس کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور خلیفہ کی اطاعت سے وہ شخص جس نے اسے تسلیم کیا اور اس کی تائید کی سعادت مند ہوا۔ کیونکہ یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ کسی شے کا قیام یا کسی کی اصلاح اس شخص کی اطاعت کیے بغیر نہیں ہو سکتی جسے اس نے اپنے حق کا محافظ اپنے احکام نافذ کرانے والا معاصی و منہیات سے روکنے والا متبرک مقامات کی نگرانی کرنے والا بنایا ہے جس نے اطاعت کی وہ اللہ کا دوست ہوا اس کے حکم کا مطیع۔ ان کی ہدایت سے حصہ پانے والا اور دین و دنیا کی بھلائیوں کا مستحق خاص بنا۔ اور جس نے اطاعت سے روگردانی کی اور اس معاملہ میں اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی وہ محروم ہوا اپنے رب کا نافرمان بنا اور دین و دنیا میں محروم رہا۔ وہ ان لوگوں میں سے بنا جن پر بدبختی نے قبضہ جمالیایا ہو اور ایسی گمراہ کن باتوں نے ان پر غلبہ کر لیا ہو جو انہوں کو نہایت تکلیف دہ گھاٹوں پر اتارتی ہیں اور سخت مہلک مقامات کی طرف لے جاتی ہیں اللہ دنیا میں بھی انہیں سخت ذلت و رسوائی اور مصیبت میں ڈال دیتا ہے اور عقبیٰ میں انھیں عذاب الہی اور حسرت افسوس سے سابقہ پڑے گا طاعت بھی اس معاملہ میں اعلیٰ ترین اور بلند ترین شے ہے اس کی چوٹی ہے اس کا کوہان ہے اس کی تکمیل ہے اس کا قبضہ ہے اس کا بچاؤ اور سہارا ہے اس کا کلمہ خلوص (بیعت) کے بعد جس کی وجہ سے اللہ نے اپنے بندوں میں امتیاز فرمایا ہے اور اطاعت کی وجہ سے خوش نصیب دنیا میں اعلیٰ مدارج پر پہنچتے ہیں اور آخرت میں ثواب کے مستحق ہو جاتے ہیں اور جو لوگ نافرمانی کرتے ہیں (یعنی بیعت نہیں کرتے) انھیں اللہ ذلیل و خوار کرتا ہے۔ مصیبتوں میں ڈال دیتا ہے وہ اس کے غضب اور عذاب کے مستوجب ہوتے ہیں اور یہ ہی حال ان لوگوں کا ہوتا ہے جو طاعت کو چھوڑ دیتے ہیں اس سے نکل جاتے ہیں یا اسے بدل دیتے ہیں اللہ ہلاک کرے اس شخص کو جو گمراہ ہوا سرکش بنا اندھا ہوا باغی ہو گیا یا جس نے نیکی اور تقویٰ کے طریقوں کو چھوڑ دیا۔ اس لیے اگر کوئی واقعہ تمہیں پیش آئے یا کوئی مصیبت پڑے تو اس میں اللہ کی طاعت کو مضبوط پکڑے رہنا اس کے ساتھ وفادار رہنا اس پر اجتماع کرنا اس کی طرف دوڑ کر آنا اور اسے پاک و صاف رکھنا اور اللہ سے قربت کا اسے وسیلہ بنانا کیونکہ تم دیکھ چکے ہو کہ خلفاء اللہ

کے فیصلہ کے مطابق مقرر ہوئے ہیں اسی نے ان کو اس درجہ پر سرفراز کیا اور ان کے حق کو کامیاب کیا ہے اور جس نے ان سے جھگڑا کیا ان کا معاند بنایا، مسر بننا چاہا یا اس نے اللہ کی اس جتنی کو بھجانا چاہا جس کا ان پر سایہ ہے اللہ نے اس کے جھوٹ کو باطل کر دیا اور تم اس سزا سے بھی واقف ہو جو ان کے باغیوں کو یا ان لوگوں کو جو ان کے حق میں کوتاہی کرتے ملتی ہے کہ وہ تباہ و برباد اور ذلیل و ہلاک کر دیئے جاتے ہیں اس سے دانشمندوں کے لیے تنبیہ و عبرت ہے کہ اس کے عیاں ہونے سے وہ فائدہ حاصل کریں اسی کو اپنا مسلک بنائیں اور اس بات کو جان لیں کہ خلفاء کو اللہ نے اختیار فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے جس کے لیے تمام تعریف زیبا ہے۔ جو احسان و مہربانی کرنے والا ہے۔ امت کو بہترین شے امن و عافیت کی ہدایت فرمائی ہے تاکہ ان کی جانیں محفوظ رہیں ان میں یگانگت رہے ان کی ایک آواز ہو ان کا ستون مستقیم ہو اس کی فوج کی اصلاح ہو اور دنیا میں وہ اس کی نعمتوں سے مالا مال ہو جائے۔ یہ تمام باتیں اس خلافت کی وجہ سے ہیں جسے اللہ نے ان کا ناظم اور ان کی حکومت کا مقوم بنایا ہے اور یہی وہ عہد ہے جس کے استوار کرنے کا اللہ نے اپنے خلفاء کو حکم دیا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کے اہم امور کے ذمہ دار ہو سکیں اور اس طرح جب انھیں کوئی پریشانی لاحق ہو تو وہ اپنے خلفاء پر پورا اعتماد کر سکیں مصیبت کے وقت ان کی پناہ لے سکیں اختلاف و افتراق کے وقت خلیفہ کی ذات ان کے اتحاد و اتفاق کا باعث ہو سکے اسلام کے تمام اطراف اپنی جگہ قائم رہیں اور وہ ان شیطانی وسوسوں کو دفع کریں جنہیں شیطان کے پیرو اختیار کرنے کے لیے مستعد رہتے ہیں اور وہ ان لوگوں کو جنہوں نے دین کو ضائع کر دیا ہے ان میں مبتلا کر دیتا ہے ان کے اتحاد میں رخنہ ڈال دیتا ہے اور جس مذہب پر اللہ نے انھیں جمع کیا ہے اس میں اختلاف ڈال دیتا ہے مگر اس کا نتیجہ ہمیشہ وہی ہوتا ہے جو ان کی برا لگتا ہے ان کی امیدیں باطل ثابت ہوتی ہیں اور وہ دیکھ لیتے ہیں کہ اللہ نے جن لوگوں کو ان کا حاکم مقرر فرمایا ہے اس کے لیے پہلے ہی تصفیہ فرما چکا ہے اور اللہ ان لوگوں کو جو ان کی حکومت میں کسی قسم کا دخل چاہتے ہیں ان سے دور کر دیتا ہے اور بجائے کمزوری کے اللہ اسے اور استوار کر دیتا ہے اور جو حکومت ان کے حوالہ کی ہے اس میں ان پر بھروسہ کرتا ہے اور پہلے پورا بھروسہ کیا ہے ان لوگوں کا حسن طاعت جنہیں اللہ نے ان کے سپرد کیا ہے اس کا گروہ ہے ان کی اطاعت ان چیزوں میں بہترین ہے جس کی انہیں تعلیم دی ہے ان کے لیے اس کے اعزاز، اکرام، بزرگی و تمکین کو مقرر کر دیا ہے اس لیے اس عہد پر بیعت کرنے سے اسلام کی تکمیل ہے اور ان کے احسانات عظیم کی وجہ سے جو اللہ نے اپنے بندوں پر کیے ہیں اس کا اختیار کرنا واجب ہے کیونکہ اس نے اپنی حکومت کے لیے ان کو سربراہ کار بنایا ہے جن کے ہاتھوں وہ اس کی اجرائی کرتا ہے اور ان کی زبان سے احکام نافذ کراتا ہے جن لوگوں کو اس نے اس حکومت کا والی بنایا ہے اس نے ان کے لیے اپنے پاس اجر کا بہترین ذخیرہ جمع کر رکھا ہے اور مسلمانوں میں ان کا عمدہ اثر اس کے پیش نظر ہے کیونکہ وہ ان کے ذریعہ انھیں نفع پہنچاتا ہے اور امن عام عطا کرتا ہے اور وہ اس کے غلبہ کا سہارا لیتے ہیں اور اس ذمہ داری میں شریک ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ نے اسے ان کے لیے جائے پناہ مقرر کیا ہے جس کے ذریعہ سے وہ ہر ہلاکت آفریں مصیبت کے وقت انہیں بچاتا ہے ان میں اختلاف کے بدلے اتحاد پیدا کرتا ہے منافقوں کو پوری سزا دیتا ہے اور ہر قسم کے اختلاف و افتراق سے انھیں محفوظ رکھتا ہے۔ اس لیے تم اپنے اس مہربان رب کی تعریف کرو جس نے تمہارا حکمران ایسے شخص کو بنا کر تم پر احسان کیا ہے جس نے یہ عہد وفاداری تمہارے لیے تیار کیا یہ وہ شخص ہے جسے اللہ نے تمہارے لیے جائے بازگشت و سکون بنایا ہے جس سے تم اطمینان حاصل کر سکتے ہو جس کی وسیع شاخوں میں تم سایہ سے متمتع ہو سکتے ہو اور اسے وہ حیثیت عطا فرمائی ہے کہ دینی و دنیاوی امور میں تمہاری گردنیں

اسی کی طرف مڑتی ہیں تمہارے چہروں اور پیشانی کا وہی رو برو ہو، اور یہ بہت بڑا احسان اور اس کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے امن عامہ عطا فرمایا ہے جس کے فوائد سے تعلقند اور دور اندیش اور عارفان طرق رشد خوب واقف ہیں اس لیے تمہیں چاہیے کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس طرح اس نے تمہارے دین کی حفاظت کی اور تمہاری جماعت کا انتظام کیا اس لیے تم پر ضروری ہے کہ تم اس کا حق پہچانو اور جو اس نے تمہارے لیے کہا ہے اس کی وجہ سے اس اس کی تعریف کرو اور انشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ جیسا تمہیں اس کے احسان و اکرام کی فضیلت اور منفعت کا احساس ہے ایسا ہی تمہیں اس کا شکر کرنا چاہیے اور احسان ماننا چاہیے۔

امیر المومنین کو جب سے وہ خلیفہ ہوئے ہیں سب سے زیادہ فکر اور اہتمام اسی عہد کا کرنا پڑا۔ کیونکہ وہ اس بات سے واقف تھے کہ مسلمانوں کی حکومت سے اسے کس قدر اہم تعلق ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں بتا دیا ہے کہ اس سے انھیں وہ فوائد حاصل ہوں گے جن کی انھیں خواہش ہے اور جو کچھ امیر المومنین ان کے لیے تصفیہ کریں گے۔ اس سے ان کی عزت افزائی ہوگی اور وہ اپنے اور ان کے لیے پوری کوشش اور مستعدی کرتے ہیں اور اس معاملہ میں جو کچھ کرتا ہے وہ سب کا پروردگار کرتا ہے جو ہم سب کا ولی ہے جس کے ہاتھ میں حکومت ہے جسے علم غیب حاصل ہے اور وہ جو ہر شے پر قادر ہے اور وہ اپنے رب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس ذمہ داری کی خدمت کے بجالانے میں ان کی مدد کرے جو اس نے انھیں خاص طور پر اور ان کے ذریعہ مسلمانوں کو عام طور پر عطا کی ہے اس لیے امیر المومنین نے مناسب سمجھا کہ اس عہد کے بعد ایک اور عہد آپ لوگوں کے لیے نافذ کریں تاکہ آپ لوگ بھی اپنے پیشروؤں کی طرح اطمینان سے ہو جائیں، توقعات کو اپنے پھیلا کی زحمت نہ رہے یک جہتی ہے، یک جہتی و اتفاق میں خلل نہ واقع ہو اور معلوم ہو جائے کہ خلافت کا جسے اللہ نے بندوں کے لیے حفاظت، بچاؤ، بھلائی اور زندگی بنایا ہے اور اپنے منافق فاسق کے لیے جو اس دین میں خرابی اور حاملان دین کی بربادی چاہتا ہے تباہی نقصان اور ہلاکت بتایا ہے ولی عہد کون ہوگا اس لیے امیر المومنین کو امید ہے کہ اللہ نے انھیں اسی منصب کے لیے پیدا کیا ہے اور انھیں وہ تمام صفات پختگی رائے حجت دین انتہائی مروت اور مفید کاموں کی معرفت عطا کی ہے۔ جو خلیفہ میں ہونی چاہئیں اور اس کی کوشش اور انتخاب میں امیر المومنین نے اپنی ذات یا تم سے کوئی کوتاہی نہیں کی بلکہ پورے غور و فکر کے بعد یہ اختیار کیا ہے پس تم اللہ کا نام اور اس کی برکت طلب کرتے ہوئے میرے بیٹے حکم کے لیے اور اس کے بعد اس کے بھائی کے لیے وفادار اور جانثار رہنے کے لیے خلوص دل کے ساتھ بیعت کرو اور گمان نیک رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دکھائے اور بتائے گا اور بتا دے گا کہ امیر المومنین کی اولاد میں بھی تمہیں وہی منافع کثیر عام فارغ البالی خوشحالی اور تر رفہ حاصل ہوگا جو تم کو اب امیر المومنین کے عہد میمنست میں بہ سبب امن عام عافیت انتظام حفاظت جان و مال اور عنایت و سخا کے حاصل ہے یہ وہ کارروائی ہے جس کی دیر میں وقوع پذیر ہونے سے تم شاک تھے اور تم نے اس پر عمل درآمد کرانے میں جلدی کی اس لیے مجھے یقین کامل ہے کہ تم اس کی اجرائی اور تصفیہ پر اللہ کی حمد کرو گے اور اس کا شکر بجالاؤ گے اور اسے اپنی خوش نصیبی سمجھو گے جسے بخوشی قبول کرنے کے لیے تم آگے بڑھو گے اور اس معاملہ میں تم پر جو فرض اللہ کی جانب سے عائد ہوگا اسے ادا کرنے میں پوری تدبیر کے ساتھ تم کو شاں رہو گے، کیونکہ تم خود واقف ہو کر اس کے ادا کرنے میں اللہ کی کیا کیا نعمتیں اور اعزاز و اکرام تم کو ملے ہیں تمہیں سزاوار ہے کہ جب اللہ نے اس معاملہ میں تم پر اپنا بڑا فضل و احسان کیا ہے ویسے ہی تم بخوشی اسے قبول کرو اور اس پر قائم رہو۔

اگر ان ولی عہدوں میں سے کوئی کسی حادثہ ناگہانی کا شکار ہو جائے تو امیر المومنین کو یہ اختیار ہے کہ وہ اس کی جگہ جس کسی کو

چاہیں اپنے خویش یا اپنے بیٹوں میں سے مقرر کر دیں اور کسی ایک کو دوسرے پر مقدم کر دیں یا اسے مؤخر کر دیں، اس بات کو اچھی طرح جان لو اور سمجھ لو، ہم اس اللہ سے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں جو حاضر و غائب کا جاننے والا رحمن و رحیم ہے درخواست کرتے ہیں کہ وہ امیر المومنین کو اور تمہیں یہ کارروائی مبارک کرے جو اللہ نے ان کی زبان اور ان کے ہاتھوں وقوع پذیر کرائی اور یہ کہ اس کا انجام بھی اچھا باعث فرحت و رشک ہو اور یہ بات صرف اسی کے قبضہ میں ہے کہ وہی کر سکتا ہے اور کوئی نہیں، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

نصر بن سيار کے طلبی:

بروز شنبہ ۱۲۵ ہجری کے ماہ رجب کے ختم ہونے میں آٹھ دن باقی تھے کہ اس منشور کو سال نے تحریر کیا، اسی سنہ میں ولید نے نصر کو تمام خراسان کا صوبہ دار مقرر کر دیا اور اسے عراق کے صوبہ دار کی ماتحتی سے علیحدہ کر دیا۔ نیز اسی سال یوسف بن عمر ولید کے دربار میں حاضر ہوا اور روپیہ دے کر نصر اور اس کے ماتحت عہدیداروں کو پھر اپنے ماتحت کرا لیا، اور ولید نے خراسان کی حکومت بھی اسی کے تفویض کر دی، نیز اسی سال یوسف بن عمر نے نصر کو اپنے پاس بلا بھیجا اور حکم دیا کہ جس قدر روپیہ اور تحائف وہ لا سکے لائے، اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔

ولید بن یزید کے لیے تحائف:

علی اپنے بزرگوں کے حوالے سے بیان کرتے ہیں یوسف نے نصر کو حکم بھیجا کہ تم اپنے تمام اہل و عیال کے ساتھ میرے پاس آؤ۔ جب نصر کو یہ خط موصول ہوا اس نے تحائف کی سربراہی کا انتظام اپنے ماتحت عہدیداروں پر تقسیم کر دیا، خراسان میں کوئی لونڈی، غلام اور عمدہ قسم کا تیز یا بونہ بچا جسے اس نے مہیا نہ کر لیا ہو، ایک ہزار غلام خریدے انہیں ہتھیاروں سے مسلح کیا اور گھوڑے ان کی سواری میں دیئے، بعض راویوں کا بیان ہے کہ اس نے ڈیڑھ سو خدمت گار، زرق برق لباس سے آراستہ کئے اور سونے چاندی کے آفتابے ہرن اور درندوں اور بارہ سنگھے کے سر اور دوسری چیزیں بنوائیں۔ جب ان انتظامات کو وہ مکمل کر چکا تو ولید کا خط اسے ملا جس میں اسے روانگی پر ابھارا تھا۔ نصر نے ان تحائف کو روانہ کیا اور جب اس قافلہ کا اگلا حصہ بہق پہنچ گیا تب ولید نے اسے لکھا کہ برپا اور طنبورے مجھے بھیج دو۔

ارزق بن قرۃ المسمعی:

علی کا بیان ہے کہ ہشام کے عہد میں ارزق بن قرۃ المسمعی ترمذ سے نصر کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے ولید بن یزید ولی عہد کو خواب میں دیکھا ہے جیسے کہ وہ ہشام سے بھاگ رہا ہے، اور میں نے اسے تخت پر متمکن دیکھا اس نے شہد پیا اور مجھے بھی اس میں سے کچھ دیا کہ نصر نے اسے چار ہزار دینار اور کپڑے دیئے اور ولید کے پاس بھیجا اور اس کے متعلق ولید کو لکھ دیا۔ ارزق نے ولید کو جا کر وہ رقم اور لباس دے دیا، ولید اس بات سے بہت خوش ہوا، ارزق کے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آیا اور نصر کو عادی، ارزق اس سفارت سے واپس پلٹا، قبل اس کے کہ وہ نصر کے پاس پہنچے اسے ہشام کی موت کی اطلاع ہوئی۔ اس وقت تک نصر کو معلوم نہ تھا کہ ارزق نے کس طرح اس خدمت کو انجام دیا ہے جب یہ اس کے پاس آیا تو اس نے ساری کیفیت سنائی۔ ولید نے خلیفہ ہوتے ہی ارزق اور نصر دونوں کو خط لکھے اور اپنے قاصد کو حکم دیا کہ پہلے ارزق کو جا کر اس کا خط دینا۔ قاصد شب میں ارزق کے پاس پہنچا، اور وہ دونوں خط جو اس کے اور نصر کے نام سے تھے اسے دے دیئے۔ ارزق نے اپنا خط بھی نہیں پڑھا بلکہ ان دونوں خط جو اس کے اور

نصر کے نام سے تھے اسے دے دیئے۔ اَرْزَق نے اپنا خط بھی نہیں پڑھا بلکہ ان دونوں خطوں کو لے کر نصر کے پاس آیا، ولید نے جو خط نصر کو لکھا تھا اس میں اسے حکم دیا تھا کہ میرے لیے بریط، ظَبُورے اور سونے چاندی کے ظروف بنواد، اور خراسان میں جس قدر چنگ بجانے والے مل سکیں۔ انھیں میرے لیے جمع کر دو، اسی طرح باز اور تیز رفتار یا بوجہ جمع کر کے خراسان کے تمام عمائدین کے ساتھ خود حاضر دربار خلافت ہو۔

نصر بن سیار کی طلبی پر یوسف بن عمر کا اصرار:

ایک باہلی راوی ہے کہ بعض منجم نصر سے کہتے تھے کہ کوئی فتنہ رونما ہونے والا ہے چنانچہ ان احکام کے موصول ہونے کے بعد نصر نے اپنے منجم صدقہ بن فرتاب کو جو اس وقت بلخ میں تھا بلا بھیجا، اور پھر یوسف نے اس پر اصرار شروع کیا کہ میرے پاس آؤ مگر نصر جان کر دیر لگا تا رہا، اس پر یوسف نے اپنا ایک خاص آدمی نصر کے پاس بھیجا، اور اسے حکم دیا کہ تم ہر وقت اس کے ساتھ رہنا اور اسے آنے کے لیے اصرار کرتے رہنا اگر وہ نہ آنا پسند کرے۔ تو مجمع عام میں اپنی مجھ سے بے تعلقی کا اعلان کر دے یہ شخص نصر کے پاس آیا اس نے اس کی خوب آؤ بھگت کی۔ اور اسے منالیا، پھر نصر اس محل میں جوان دنوں دارالامارۃ میں تھا چلا گیا، اس قصر میں آئے ہوئے کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ شام میں فتنہ برپا ہو گیا اور نصر اپنے قصر واقع ماجان میں منتقل ہو گیا۔

نصر بن سیار کی عمال کو ہدایا رت:

اس نے عصمتہ بن عبد اللہ الاسدی کو خراسان پر اپنا نائب مقرر کیا۔ مہلب بن ایاس العدوی کو افسر خراج مقرر کیا۔ موسیٰ بن ورق الناجی کو شاش کا حاکم بنایا۔ حسان کی جو صنعتانیاں کے اسدیوں میں سے تھیں قندکا، اور مقاتل بن علی العدی کو آمل کا حاکم مقرر کیا۔ ان انتظامات کے بعد نصر نے اپنے ان عہدیداروں کو حکم دیا کہ جب تمہیں مرو سے میری روانگی کی خبر ملے تم ترکوں سے چھیڑ چھاؤ شروع کر دینا اور ماوراء النہر پر غارت گری کرنا تاکہ اس بہانے میں مرو سے روانہ ہونے کے بعد پھر واپس آؤں۔

نصر بن سیار کی روانگی عراق:

ایک دن جب کہ نصر عراق کی طرف سفر کر رہا تھا، بنی لیث کا آزاد غلام رات کے وقت نصر کے پاس آیا، صبح کو نصر نے دربار مرتبہ کیا اور ولید کے قاصدوں کو بھی طلب کیا۔ حمد وثنا کے بعد اس نے کہا آپ خود جانتے ہیں کہ میں عراق چل رہا ہوں اور یہ تحائف بھی لے جا رہا ہوں مگر شب میں فلاں شخص میرے پاس آیا ہے اور اس نے بیان کیا کہ ولید قتل کر ڈالا گیا اور شام میں فتنہ برپا ہو گیا۔ منصور بن جمہور عراق آ گیا ہے اور یوسف بن عمر عراق سے بھاگ گیا ہے۔ ہم اسے علاقہ میں ہیں جس کی حالت اور ہمارے دشمنوں کی کثرت سے آپ بخوبی واقف ہیں۔

سلم بن احوز کا نصر کو مشورہ:

نصر نے آنے والے کو بلایا اور اس کے بیان کی صداقت پر حلف لیا، اس نے قسم کھائی اس پر سلم بن احوز نے نصر سے کہا اگر میں قسم کھالوں تو میں سچ ہی کہوں گا۔ اس میں قریش کی کوئی چال معلوم ہوتی ہے وہ چاہتے ہیں کہ تمہاری وفاداری میں کوئی خرابی پیدا کریں، مناسب یہ ہے کہ آپ چلے چلے اور ہمیں برباد نہ کیجئے، نصر نے کہا سلم بے شک تم جنگی چالوں کا خوب تجربہ رکھتے ہو اور اس کے ساتھ بنی امیہ کے بھی تم سچے ہی خواہ ہو مگر یہ ایسا معاملہ ہے کہ اس میں تمہاری رائے کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اس کے بعد نصر نے یہ

بھی کہا، ابن خازم کے بعد کوئی پریشان کن معاملہ میرے سامنے ایسا نہیں آیا جس میں میری رائے سب سے سبقت نہ لے گئی ہو، لوگوں نے کہا ہم اس سے واقف ہیں اس لیے آپ اپنی رائے کے مطابق عمل کیجیے۔
ابراہیم اور محمد بن ہشام کا قتل:

اس سنہ میں ولید بن یزید نے اپنے ماموں یوسف بن محمد بن یوسف النخعی کو مدینے کا اور طائف کا والی مقرر کر کے بھیجا، اور ابراہیم اور محمد بن ہشام بن اسماعیل المخزومی کے دونوں بیٹوں کو دواؤنی عباؤں میں جکڑ بند کر کے اس کے حوالے کیا، یوسف ان دونوں کے ساتھ بروز شنبہ ۱۲۵ھ کے ماہ شعبان کے ختم ہونے میں ابھی بارہ راتیں باقی تھیں کہ مدینے آیا، اور اہل مدینہ کے سامنے ان کی تشہیر کی، پھر ولید نے اسے لکھا کہ ان دونوں کو یوسف بن عمر کے پاس (جو اس وقت عراق کا ولید کی جانب سے عامل تھا) بھیج دو، جب یہ دونوں یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے انہیں طرح طرح سے تکلیف دینا شروع کی اور اسی طرح آخر کار انہیں مار ڈالا۔ ان کے خلاف ولید سے یہ شکایت کی گئی تھی کہ انھوں نے بہت ساسرکاری رویہ غبن کر لیا ہے۔ اس سنہ میں یوسف بن محمد نے سعد بن ابراہیم کو مدینہ کی قضاۃ سے برطرف کر دیا اور ان کی جگہ یحییٰ بن سعید الانصاری کو قاضی مقرر کیا۔

اسود بن بلال کا قبرص جانے کا حکم:

نیز اسی سال ولید نے اپنے بھائی عمر بن یزید بن عبدالملک کو جہاد پر روانہ کیا، اور اسود بن بلال الحاربی کو امیر البحر مقرر کر کے قبرص جانے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ وہاں کے باشندوں کو اختیار دے کہ وہ اگر چاہیں تو شام آجائیں اور چاہیں تو روم چلے جائیں، ایک گروہ نے مسلمانوں کی ہمسایگی پسند کی انھیں اسود نے شام پہنچا دیا۔ دوسروں نے رومی علاقے میں جانا پسند کیا اور وہ وہاں چلے گئے۔

محمد بن علی کی وفات:

اسی سنہ میں سلیمان بن کثیر، مالک بن الہیثم، لاہظ بن قریظ اور قطبہ بن شعیب نے مل کر بعض راویوں کے بیان کے مطابق محمد بن علی سے ملاقات کی اور ان سے ابو مسلم کا قصہ اور اس کے چشم دید حالات سمجھنے کیے، محمد بن علی نے ان سے پوچھا کہ وہ آزاد ہے یا غلام؟ انھوں نے کہا کہ عیسیٰ کہتا ہے کہ وہ غلام ہے، مگر خود وہ اپنے تئیں آزاد کا مدعی ہے، محمد بن علی نے کہا کہ تم لوگ اسے خرید کر آزاد کر دو۔ ان لوگوں نے محمد بن علی کو دو لاکھ درہم نقد اور تیس ہزار درہم کے کپڑے دیئے، محمد بن علی نے ان سے کہا مجھے یہ خوف ہے کہ اس سال کے بعد تم مجھے نہ پاؤ گے، اگر مجھے کوئی سانحہ پیش آجائے تو پھر تمہارے امام ابراہیم بن محمد ہیں، مجھے ان پر پورا اعتماد ہے اور میں تم لوگوں کو ان کے ساتھ اخلاص سے پیش آنے کی ہدایت کرتا ہوں اور میں نے انھیں بھی تمہارے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت کر دی ہے، یہ لوگ ان سے مل کر چلے آئے۔ محمد بن علی نے ذیقعدہ کی چاند رات تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کی اور ان کے باپ علی کی وفات میں سات سال کا فرق رہا۔

امیر جرج یوسف بن محمد:

اس سال یوسف بن محمد بن یوسف النخعی امیر جرج تھا، جیسا کہ ابوالمعشر کے بیان سے ثابت ہے اس سال یحییٰ بن زید بن علی خراسان میں قتل کیے گئے۔

باب ۸

یحییٰ بن زید و خالد بن عبد اللہ القسری

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ کس طرح اور کیوں خراسان گئے، اب ہم ان کے قتل کے واقعہ کو جو اسی سنہ میں پیش آیا بیان کرتے ہیں۔

حریش بن عمرو کی گرفتاری کا حکم:

ابو مخنف کہتے ہیں کہ ہشام کی وفات تک یحییٰ حریش بن عمرو بن داؤد کے پاس بلخ مقیم رہے، جب ولید بن یزید بن عبد الملک خلیفہ ہوا تو یوسف بن عمر نے نصر بن سیار کو یحییٰ کے خراسان جانے اور اس مقام کی جہاں وہ قیام کرتے تھے اطلاع دی، شدہ شدہ اسے یہ بھی اطلاع دی کہ وہ حریش کے پاس مقیم ہے اور یہ بھی حکم دیا کہ تم حریش کو کسی کو بھیج کر گرفتار کرالو اور قید سخت میں ڈال دو۔ نصر نے عقیل بن معقل الحجلی کو حکم دیا کہ حریش کو گرفتار کر لے اور کسی وقت اس کا پیچھا نہ چھوڑے یہاں تک کہ یا اس کی جان نکل جائے یا وہ یحییٰ بن زید بن علی کو حاضر کر دے۔

حریش بن عمرو کی گرفتاری:

عقیل نے اسے اپنے پاس بلا بھیجا اور یحییٰ بن زید کے متعلق اس سے دریافت کیا، حریش نے کہا میں کچھ نہیں جانتا ہوں، عقیل نے اسے چھ سو درے لگوائے۔ حریش کہنے لگا: بخدا! اگر وہ میرے قدموں تلے بھی ہوتے تو میں کبھی انہیں تیری خاطر ان پر سے نہ اٹھاتا۔ جب قریش بن حریش نے اپنے باپ کا یہ استقلال دیکھا تو اس نے عقیل سے آکر کہا تم میرے باپ کو نہ مارو میں تمہیں یحییٰ بن زید تک پہنچا دیتا ہوں، عقیل نے کسی جاسوس کو اس کے ساتھ بھیج دیا۔

یحییٰ بن زید کی گرفتاری و امان:

اس نے لے جا کر اسے ان تک پہنچا دیا۔ یحییٰ اسی مکان میں مقیم تھے جو ایک دوسرے مکان کے اندر واقع تھا، عقیل نے اسے گرفتار کر لیا، اس کے ہمراہ یزید بن عمر اور فضل بن قیس کا آزاد غلام بھی تھا، یہ ان کے ہمراہ کوفہ سے آیا تھا، عقیل انہیں نصر بن سیار کے پاس لایا۔ نصر نے انہیں نظر بند کر دیا اور یوسف بن عمر کو اس کی اطلاع کی۔ یوسف نے ولید بن یزید کو اس کی اطلاع بھیجی، ولید نے نصر کو حکم لکھا کہ تم انہیں امن دو، اور انہیں اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ دو۔ نصر نے انہیں بلا کر اللہ سے ڈرنے اور فتنہ و فساد سے بچنے کی نصیحت کی، اور کہا کہ آپ ولید کے پاس چلے جائیں، دو ہزار درہم اسے دیئے اور دو خیر سوار کے لیے دیئے یہ مع اپنے طرفداروں کے وہاں سے روانہ ہو کر سرخس پہنچے اور وہاں ٹھہر گئے۔

یحییٰ بن زید کا سرخس سے اخراج:

عبد اللہ بن قیس بن عبد سرخس کا عامل تھا۔ نصر نے اسے لکھا کہ یحییٰ کو سرخس سے نکال دو، نیز اس نے حسن بن زید التمیمی کو جو

تمام بنی قسیم کا سردار اور طوس کا حاکم تھا لکھا کہ جب یحییٰ تمہارے پاس آئیں تو انہیں طوس میں ٹھہرنے مت دینا بلکہ اپنے علاقہ سے بھی آگے چلتا کر دینا اور دونوں کو نصر نے یہ بھی حکم دیا کہ جب تک تم یحییٰ کو ابرشہر میں عمر بن زرارہ کے حوالے نہ کر دو ان کا ساتھ نہ چھوڑنا۔ چنانچہ پھر سرخس سے عبد اللہ بن قیس نے انہیں نکال دیا اور جب یہ حسن بن زید کے پاس آئے تو اس نے انہیں چلے جانے کا حکم دیا اور سر جان بن فروخ بن مجاہد بن بلعاء العنبر ی ابو الفضل کے جو سرحدی ناکہ کا محافظ تھا حوالے کر دیا۔

ابو الفضل اور یحییٰ کی گفتگو:

ابو فضل کہتا ہے کہ میں یحییٰ کے پاس گیا، انہوں نے نصر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ مجھے اس قدر رقم اس نے دی ہے مگر اس کے طرز کلام سے معلوم ہوتا تھا کہ نصر کی اس کی نگاہ میں کوئی وقعت نہیں ہے۔ پھر انہوں نے امیر المومنین ولید بن یزید کا ذکر شروع کیا ان کی تعریف کی، بعد ازاں انہوں نے اپنے مع اپنے طرفداروں کے خراسان آنے کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ اس ڈر سے یہاں آئے تھے کہ مبادا کوئی انہیں زہر دے دے یا اچانک جالے۔ یوسف پر تعریض کی اور کہا کہ وہ اسی سے ڈرتے تھے پھر وہ چاہتے تھے کہ اس معاملہ پر اور گفتگو کریں، مگر کچھ سوچ کر خاموش ہو گئے، میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے آپ اس معاملہ میں جو چاہیں کر سکتے ہیں، میں آپ کے لیے جاسوس نہیں ہوں۔ آپ کسی قسم کا خوف اپنے دل میں نہ کریں، آپ مجھ سے اس معاملہ میں اپنی ذاتی رائے بیان کر سکتے ہیں۔ یحییٰ نے کہا کہ تعجب اس پر آتا ہے جس نے نگہبانوں کو لگا رکھا ہے یا خود ان نگہبانوں پر، پھر انہوں نے پر زور لہجہ میں کہا کہ میں جب چاہتا انہیں بھیج کر گرفتار کر لیتا میں نے کہا آپ کے لیے ایسا کرنا زیانہ تھا بلکہ یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ سرکاری خزانہ بھی جارہا ہے پھر میں نے اپنے ان کے ساتھ ہم سفر ہونے کی معذرت کی اور میں بھی ایک فرسخ کے فاصلہ سے ان کا ہم سفر ہو گیا۔ جب ہم عمر بن زرارہ کے پاس پہنچے تو اس نے ایک ہزار درہم یحییٰ کو دلوائے اور اپنے علاقہ سے چلتا کر دیا۔

عمر بن زرارہ کو یحییٰ پر حملہ کرنے کا حکم:

جب یحییٰ بیہق پہنچے تو انہیں یوسف کا خوف پیدا ہوا کہ کہیں وہ دھوکہ سے انہیں اچانک گرفتار نہ کر لے اس لیے وہ بیہق سے جو خراسان کی آخری سرحد اور قومس سے خراسان کے شہروں میں سب سے زیادہ نزدیک واقع ہے ستر ہزارہوں کے ساتھ عمر بن زرارہ کی طرف پلٹے، راستے میں تاجر ملے، انہوں نے ان کی سواریوں پر قبضہ کر لیا اور ان کی قیمتیں اپنے ذمہ لے لیں، عمر بن زرارہ نے ابن سیار کو اس کی اطلاع دی، نصر نے عبد اللہ بن قیس اور حسن بن زید کو عمر بن زرارہ کے پاس جانے کا حکم دیا اور یہ بھی لکھا کہ عمر بن زرارہ تمام فوج کے افسر اعلیٰ مقرر کیے جاتے ہیں، سب مل کر یحییٰ بن زید کا مقابلہ کریں اور انہیں قتل کر ڈالیں۔

عمر بن زرارہ اور یحییٰ بن زید کی جنگ:

غرض کہ یہ سردار عمر بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے، ان کی فوج کی تعداد دس ہزار تھی۔ یحییٰ بن زید نے جن کے ہمراہ صرف ستر شخص تھے اس جماعت کا مقابلہ کیا، انہیں شکست دی، عمر بن زرارہ کو قتل کر ڈالا، اس جماعت کے بہت سے سواری کے جانوران کے ہاتھ آئے، یحییٰ وہاں سے چل کھڑے ہوئے اور ہرات پہنچے، تحلس بن زید، العامری ہرات کا حاکم تھا، مگر چونکہ ان دونوں میں سے کسی نے اپنے مقابل سے کوئی تعارض نہیں کیا۔ اس لیے یحییٰ ہرات کے علاقہ سے چلتے بنے۔

سلم بن احوز کا تعاقب:

نصر بن سیار نے سلم بن احوز کو یحییٰ کی تلاش میں روانہ کیا، یہ ہرات اس وقت پہنچا کہ جب کہ یحییٰ وہاں سے جا چکے تھے مگر اس نے ان کا تعاقب جاری رکھا اور جو جوز جان کے ایک قریہ میں جس کا عامل حماد بن عمر السعدی تھا انہیں جالیا۔ یحییٰ بن زید کے ساتھ بنی حنیفہ کا ایک شخص ابو الجحان نامی بھی شریک ہو گیا تھا، یہ اسی روز مارا گیا اور حساس الازدی بھی ان کے ساتھ ہو گیا تھا، نصر نے اس کے بعد اس کے ہاتھ اور پاؤں قطع کر دیئے تھے۔

یحییٰ بن زید کا قتل:

سلم بن احوز نے سورہ بن محمد بن عزیز الکندی کو اپنے مہینہ پر اور حماد بن عمر العدی کو اپنے میسرہ پر متعین کیا اور اب دونوں میں نہایت شدید جنگ ہوئی۔ یہاں اباب سیر کا بیان ہے کہ اسی غزہ کے ایک شخص عیسیٰ نامی نے جو عیسیٰ بن سلیمان الغزی کا آزاد غلام تھا۔ یحییٰ کے ایک تیر مارا جو ان کی پیشانی میں لگا۔ محمد بھی اس واقعہ میں موجود تھا، سلم نے اسے فوج کی ترتیب کا حکم دیا مگر اس نے بیماری کا بہانہ کیا، اس لیے سورہ بن محمد بن عزیز الکندی نے فوج کی ترتیب قائم کی اور جنگ شروع ہو گئی۔ یحییٰ کے تمام ساتھی اس معرکہ میں کام آ گئے۔ سورہ یحییٰ کے قریب پہنچا اس نے ان کا سر کاٹ لیا، ان کا لباس اور اسلحہ غزی نے لے لیے اور سورہ نے شہر پر قبضہ کر لیا۔

خراش بن حوشب کا انجام:

ولید کو جب یحییٰ کے قتل کی اطلاع ہوئی تو ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے یوسف کو لکھا کہ جب میرا یہ خط تمہیں ملے تم فوراً عراق کے پچھڑے کو گرفتار کر کے جلادینا اور پھر اس کی راکھ دریا میں بہا دینا، چنانچہ یوسف نے خراش بن حوشب کو پہلے سولی پر لٹکایا، پھر آگ میں جلایا، پھر اس کی راکھ ایک ٹوکڑے میں بھر کر کشتی میں رکھی اور پھر اس کی ایک ایک چٹکی کر کے فرات کی نذر کر دی۔ اس سنہ میں مختلف علاقوں کے وہی لوگ حاکم تھے جو سنہ ماسبق میں تھے اور ان کا بیان ہم اوپر کر چکے ہیں۔

۲۶ھ کے واقعات

اس سال یزید بن الولید الناقص نے ولید بن یزید کو قتل کیا، اس داستان کی تفصیل یہ ہے:

ولید بن یزید کے خلاف نفرت:

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ولید بن یزید نے اپنے خلیفہ ہونے سے پیشتر خلیفہ سے سرکشی کی، اس کی توہین کی اور پھر اپنے مذہب اسلام کی بھی توہین اور استخفاف کرتا رہتا تھا، جب خلیفہ ہوا تو اس کے لہو و لعب، سیر و شکار، میخواری اور فاسق و فاجر لوگوں کی صحبت میں اور اضافہ ہو گیا (اس کی اس زندگی کے جو واقعات ہم تک پہنچے ہیں ہم نے اس کے بیان کو کتاب کی طوالت کے خوف سے ترک کر دیا ہے) اس کی اس روش زندگی سے اس کی حکومت رعایا اور فوج پر دو بھر ہو گئی اور وہ اس کی حکومت سے بیزار ہو گئے، سب سے بڑی غلطی جو اس نے اپنے مفاد کے خلاف کی اور جو اصل میں اس کے قتل کی وجہ ہوئی وہ یہ تھی کہ اس نے اپنے چچیرے بھائیوں ہشام بن عبد الملک اور ولید بن عبد الملک کی اولاد سے بگاڑ لی اور اس کے ساتھ اس نے یمنی عربوں کو جو شام کی فوج میں غالب تعداد

میں تھے اپنے خلاف کر لیا۔

سلیمان بن ہشام کی جلاوطنی:

منہال بن عبدالملک راوی ہے کہ ولید ہمیشہ سیر و شکار اور عیش و آرام میں زندگی بسر کرتا تھا جب وہ خلیفہ ہوا تو وہ آبادی سے گھبراتا تھا یہاں تک کہ وہ قتل کیا گیا وہ ہمیشہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا اور شکار کھیلتا رہتا تھا آخر کار وہ رعایا اور فوج پر دوبھر ہو گیا اس نے ہشام کی اولاد پر سختی شروع کی۔ سلیمان بن ہشام کو سودرے لگوائے اس کا سر اور ڈاڑھی منڈوا ڈالی اور جلاوطن کر کے عمان بھیج دیا اور وہاں اسے واپس کر دیا۔ یہ ولید کے قتل تک عمان ہی میں قید رہا۔

عمر بن ولید کی دھمکی:

خلیفہ ولید نے ایک لونڈی پر جو ولید کے بیٹوں کی تھی قبضہ کر لیا عمر بن ولید نے اس معاملہ میں اس سے گفتگو کی مگر ولید نے اس کے واپس دینے سے انکار کر دیا اس پر عمر نے کہا تو اب تم بے شمار شہسواروں کے گھوڑوں کی آواز اپنے قیام گاہ کے گرد سنو گے۔

سعید بن بہس کی گرفتاری:

ولید نے اہم یزید بن ہشام کو قید کر دیا۔ اس نے اپنے دونوں بیٹوں حکم اور عثمان کے لیے بیعت لینا چاہی اور اس معاملہ میں سعید بن بہس بن مہیب سے مشورہ لیا اس نے کہا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ یہ دونوں ابھی بالغ بھی نہیں ہوئے بلکہ عقیق بن عبدالعزیز بن ولید بن عبدالملک کے لیے بیعت لو۔ ولید یہ سن کر بہت ناراض ہوا اور سعید کو قید کر دیا اور اس نے اسی قید میں انتقال کیا۔

ولید کی خالد بن عبداللہ سے ناراضگی:

اس نے خالد بن عبداللہ سے اپنے دونوں بیٹوں کے لیے بیعت لینا چاہی اس نے انکار کر دیا اس کے بعض قرابت داروں نے اس پر اعتراض کیا اس نے کہا کہ میں ایسے کہ ہاتھ پر کیسے بیعت کر سکتا ہوں جس کے پیچھے نہ نماز جائز ہے اور نہ اس کی شہادت مقبول ہے انھوں نے کہا کہ باوجود فسق و فجور اور واہیات خرافات کہنے کے ولید کی شہادت بھی تو قبول کی جاتی ہے۔ اس نے کہا کہ ولید کا معاملہ مجھ سے پوشیدہ ہے میں اسے صحیح طور پر نہیں جانتا یہ محض لوگوں کا بیان ہے ولید خالد پر بھی ناراض ہوا۔

عمر و بن سعید اور یوسف بن عمر کی گفتگو:

عمر و بن سعید اشقی راوی ہے کہ مجھے یوسف بن عمر نے ولید کی خدمت میں اپنا وکیل بنا کر بھیجا تھا جب میں یوسف کے پاس واپس آیا تو اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم نے فاسق کو کس حال میں پایا فاسق سے اس کی مراد ولید تھا پھر اس نے مجھ سے کہا کہ خبردار اس بات کو تم کسی اور سے نہ کہنا میں نے کہا کہ میری بیوی حبیبہ بنت عبدالرحمن بن جلیہ مطلقہ ہو اگر آپ کی زندگی میں کوئی اور اس بات کو مجھ سے سنے اس پر یوسف ہنس پڑا۔

ولید بن یزید پر الزامات:

غرضیکہ ولید کی حکومت روز بروز تمام لوگوں پر شاق ہوتی چلی گئی ہشام اور ولید کی اولاد نے اس پر کفر کا حکم لگایا اور یہ بھی الزام عائد کیا کہ یہ اپنے باپ کی امہات ولد سے مقاربت کرتا ہے اور یہ بھی کہتے تھے کہ اس نے سو بیڑیاں تیار کی ہیں اور ہر ایک پر بنی امیہ کے ایک شخص کا نام لکھا ہے تاکہ وہ پہنا کر اسے قتل کرے اور یہ بھی کہا کہ ولید زندیق ہو گیا ہے اسے سب سے زیادہ مطعون کرنے والا

یزید بن الولید بن عبدالملک تھا اور تمام لوگ اس کے بیان کی طرف اس لیے زیادہ مائل تھے کہ وہ ایک منکسر المزاج اور عابد و زاہد آدمی تھا اور کہا کرتا تھا کہ ہم ولید کو کسی طرح پسند نہیں کرتے اس تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔

عمر و بن شراحیل کا بیان:

عمر و بن شراحیل راوی ہے کہ ہمیں ہشام بن عبدالملک نے دہلک میں نظر بند کر دیا تھا، ہم اسی قید میں تھے کہ ہشام نے وفات پائی۔ ولید ان کا جانشین ہوا۔ ہمارے معاملہ میں اس سے سفارش کی گئی مگر اس نے ہماری رہائی سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرے نزدیک ہشام نے اس سے بڑھ کر جس کی وجہ سے وہ مغفور بھی ہو جائے گا کوئی کام نہیں کیا کہ اس نے قدر یہ فرقہ، لوگوں کو قتل کر دیا اور ان لوگوں کو دہلک بھیج دیا۔ حجاج بن بشر بن فیروز الدیلی ہمارا محافظ تھا، یہ کہا کرتا تھا کہ ولید صرف اٹھارہ ماہ زندہ رہے گا، پھر قتل کر دیا جائے گا اور اس کا قتل اس کے تمام خاندان کی تباہی کا باعث ہوگا۔

خالد بن عبداللہ کی گرفتاری:

بنی قضاہ اور یمنی جو خاص دمشق میں سکونت پذیر تھے ان کی ایک جماعت اس کے قتل کے لیے آمادہ ہوئی اور حریش، شیب بن ابی مالک الغسانی، منصور بن جمہور، یعقوب بن عبدالرحمن، حبال بن عمرو، منصور کا چچیرا بھائی حمید بن نصر، النخعی، اصغ بن ذوات، طفیل بن حارثہ اور سری بن زیاد بن علاقہ خالد بن عبداللہ کے پاس آئے اور انھیں اپنے ساتھ شرکت کی دعوت دی، خالد نے اسے قبول نہیں کیا، ان لوگوں نے اس سے درخواست کی کہ آپ ہمارے راز کو پوشیدہ رکھیں، اس نے کہا کہ میں تم میں سے کسی شخص کا نام نہیں لوں گا۔ اسی اثناء میں ولید نے حج کا ارادہ کیا، خالد کو خوف پیدا ہوا کہ مبادا وہ راستے میں سے قتل کر ڈالیں، اس لیے اس نے ولید سے کہا کہ آپ اس سال حج کرنے نہ جائیں۔ ولید نے اس کی وجہ دریافت کی، اس نے کوئی بات بیان نہیں کی، ولید نے اسے قید کر دیا اور حکم دیا کہ عراق کے سرکاری روپیہ کا جو مطالبہ ان پر واجب الادا ہے۔ وہ وصول کیا جائے۔

یوسف بن عمر کی دمشق میں طلبی:

ولید نے یوسف کے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کیا اور اس کی جگہ عبدالملک بن محمد بن الحجاج کو مقرر کرنا چاہا، اس بنا پر ولید نے یوسف کو لکھا کہ تم نے امیر المومنین کو لکھا تھا کہ ابن النضرانیہ نے تمام ملاقوں کو برباد کر دیا ہے اور باوجود اس کے تم ہشام کو بھیجتے رہے، جو تم بھیجتے رہے، حالانکہ تمہیں چاہیے تھا کہ تم ملک کو آباد کرتے اور اسے گزشتہ حالت پر لے آتے۔ اب تم میرے پاس آؤ اور جس قدر ہو سکے وہ لاؤ تاکہ اس سے معلوم ہو کہ تم نے واقعی ملک کو آباد کر دیا ہے اور ہمارے اس خیال کی تصدیق بھی ہو جائے اور مجھے دوسروں پر تمہاری فضیلت کا علم ہو، کیونکہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ نے رشتہ قرابت جوڑا ہے اور تم میرے ماموں ہو اور سب سے زیادہ اس بات کے سزاوار ہو کہ اوروں سے زیادہ میرے لیے لاؤ، کیونکہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں نے اہل شام اور اپنے اعزہ وغیرہ کے عطایا میں اضافہ کر دیا ہے، کیونکہ ہشام نے عرصہ سے سب کو تنگ کر رکھا تھا، اور اب اس عام اضافہ سے سرکاری خزانوں پر اثر پڑتا ہے۔

حسان الغبطی کا یوسف بن عمر کو مشورہ:

یوسف عراق سے روانہ ہوا، اس نے یوسف بن محمد اپنے چچیرے بھائی کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اس قدر روپیہ سامان اور

ظروف اپنے ساتھ لے چلا کہ اس سے پہلے عراق سے کوئی شخص اتنا نہیں لے گیا تھا، یوسف شام آیا، خالد بن عبداللہ اس وقت قید تھا، حسان البظلی ایک رات اس سے آکر ملا اور اسے اطلاع دی کہ ولید عبدالملک بن محمد بن الحجاج کو تمہاری جگہ مقرر کرنا چاہتا ہے اور اس لیے تمہارے لیے اس کے سوا چارہ کار نہیں ہے کہ تم اس کے وزراء کو بلاؤ۔ یوسف نے کہا کہ میرے پاس تو اب ایک درہم بھی باقی نہیں ہے۔ حسان نے کہا کہ میرے پاس پانچ لاکھ درہم ہیں اگر چاہو تو یہ لے لو اور جب تم آسانی سے انہیں ادا کر سکو واپس کر دینا۔ یوسف نے کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ واقف ہیں، کہ کون کون لوگ ولید کے یہاں بار سوخ ہیں اور ان کے کیا مراتب ہیں اس لیے آپ اس رقم کو ان کے حسب مراتب انہیں دے دیجیے۔

یوسف بن عمر کی بحالی:

حسان نے یہ کارروائی کر دی، اب یوسف آیا۔ تمام اکابر سلطنت اس کے ساتھ تعظیم سے پیش آئے۔ حسان نے اس سے کہا کہ تم ولید سے ملنے صبح کے وقت نہ جانا بلکہ کسی شام کو جانا اور میں تمہارے نام ولید کی جانب سے ایک خط لکھ دیتا ہوں اور اس میں لکھوں گا۔ ”میں نے تمہیں لکھ تو دیا ہے مگر میں نہ صرف اپنے قصر کا مالک ہوں۔“ اس خط کو سر بمبر لے کر غمگین صورت بنائے تم ولید کے سامنے جانا۔ پھر اس خط کو پڑھ کر اسے سنانا، اس کے علاوہ ابان بن عبدالرحمن النمری کو حکم دو کہ وہ خالد کو چار کروڑ درہم کے عوض میں اس سے خرید لے۔ یوسف نے حسان کی ہدایات پر عمل کیا اور ولید نے اس سے کہا کہ تم اپنے عہدہ پر چلے جاؤ، ابان نے ولید سے کہا آپ خالد کو میرے حوالے کر دیجیے، میں اس کے عوض چار کروڑ درہم دیتا ہوں۔ ولید نے کہا تمہارا کون ضامن ہے۔ اس نے کہا یوسف، ولید نے یوسف سے پوچھا کیا تم اس کی ضمانت کرتے ہو، یوسف نے کہا آپ اسے میرے حوالے کر دیجیے، میں اس سے پانچ کروڑ درہم وصول کروں گا۔ چنانچہ ولید نے خالد کو یوسف کے حوالے کر دیا، یوسف اسے بغیر گدے کے ایک محل پر بٹھا کر اسے ساتھ عراق لے آیا۔

خالد بن عبداللہ کا قتل:

محمد بن محمد بن القاسم کہتا ہے کہ مجھے اس پر ترس آیا اور اس نے اس کے لیے خشک مالیدہ جو ہمارے ساتھ تھا بطور توشہ ایک رومال میں باندھا۔ میں ایک نہایت تیز رفتار اونٹنی پر سوار تھا۔ میں نے یوسف کو اس سے بے خبر پایا اور شتاب روی سے خالد کے قریب پہنچ گیا اور وہ رومال اس کی محل میں پھینک دیا، خالد نے کہا یہ عمان کی کمائی کا معلوم ہوتا ہے، اس کا اشارہ میرے بھائی فیض کی طرف تھا جو عمان کا حاکم تھا اور جس نے مجھے بہت سامال بھیجا تھا۔ میں نے کہا کہ اس شخص کی یہ درگت ہو گئی ہے مگر پھر بھی اس قسم کی طنزیہ باتوں سے باز نہیں رہتا۔ اب یوسف نے مجھے تاڑ لیا اور پوچھا کہ ابن النصرانیہ سے تم نے کیا کہا؟ میں نے کہا کہ میں نے اپنی ایک حاجت ان کے سامنے پیش کی تھی، یوسف نے کہا وہ تم نے بھی خوب کیا حالانکہ وہ تو قیدی ہے، اگر اسے معلوم ہو جاتا کہ میں نے کیا شے اس کی طرف پھینکی تھی تو ضرور مجھے اس کے ہاتھوں تکلیف اٹھانا پڑتی۔ یوسف کو فہم پہنچا اور اس نے خالد کو عذاب دے دے کر قتل کرا دیا۔

ولید بن یزید اور اہل یمن میں کشیدگی:

یثم بن عدی کے بیان کے مطابق ولید بن یزید نے کچھ شعر کہے جس میں اہل یمن کو خالد کی ترک نصرت کرنے پر لعنت

ملاست کی تھی مگر احمد بن زہیر کا بیان ہے کہ مجھے محمد بن سعید العامری عامر کلب کی ایک روایت پہنچی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان شعروں کو کسی یمن کے شاعر نے نظم کر کے ولید کی جانب منسوب کیا اور اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ یمنی عربوں کو ولید کے خلاف مشتعل کیا جائے۔

اس کا جواب عمران بن ہلیا الکھمی نے دیا۔ چنانچہ جب ان اشعار کی لوگوں میں شہرت ہوئی تو تمام لوگ ولید کے اور زیادہ دشمن ہو گئے اور ابن بیض نے اس کے خلاف دو شعر کہہ کر اپنے دل کا بخار نکالا۔

آل قعقاع کی ولید بن یزید سے مخاصمت:

ہشام نے ولید بن القعقاع کو قنسرین کا اور عبدالملک بن القعقاع کو حص کا حاکم مقرر کیا تھا اور ولید بن القعقاع نے ابن ہبیرہ کے سو کوڑے مارے تھے۔ ولید کے خلیفہ ہوتے ہی قعقاع کے بیٹے اس سے ڈر کر بھاگے اور انھوں نے یزید بن عبدالملک کے مقبرہ میں جا کر پناہ لی، ولید نے انھیں گرفتار کر لیا اور ان سب کو یزید بن عمرو بن ہبیرہ کے جواب قنسرین کا حاکم تھا حوالے کر دیا، اس نے ان لوگوں کو سخت تکلیفیں دینا شروع کیں، ولید بن القعقاع، عبدالملک بن القعقاع اور قعقاع کے خاندان کے دو اور شخص قید کے اس عذاب سے مر گئے۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ولید، ہشام اور قعقاع کی اولاد اور نیز اہل یمن اس بدسلوکی کی وجہ سے جو ولید بن یزید نے خالد بن عبداللہ کے ساتھ کی اس کے دشمن ہو گئے۔

یزید بن ولید سے اہل یمن کی درخواست:

یمنی یزید بن الولید کے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں، اس نے عمرو بن یزید الکھمی سے مشورہ کیا، اس نے کہا کہ اس طرح تمام لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت نہیں کریں گے، پہلے تم اپنے بھائی عباس بن الولید سے جو بنی مروان کے صدر ہیں مشورہ کرو اور اگر وہ تمہارے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ تو پھر اور کوئی تمہاری مخالفت نہیں کرے گا، اور اگر انھوں نے انکار کر دیا تو عام لوگ زیادہ تر ان کا ساتھ دیں گے اگر تم میرے اس مشورہ پر عمل نہیں کرنا چاہتے اور اپنی تجویز پر عمل پیرا ہونا چاہتے ہو تو پھر یہ ترکیب کرو کہ لوگوں پر یہ ظاہر کرو کہ عباس نے تمہارے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔

یزید کی عباس بن ولید سے گفتگو:

ان دنوں شام میں وبا پھیلی ہوئی تھی، سب لوگ شہر سے باہر دیہات میں چلے گئے تھے۔ یزید بن الولید صحرا میں قیام پذیر تھا، عباس قسطل میں مقیم تھا اور ان دونوں کے درمیان چند میل کا فاصلہ تھا۔ غرض کہ یزید اپنے بھائی عباس کے پاس آیا، تمام واقعہ کی اسے اطلاع دی، مشورہ لیا اور ولید کی برائی کی، عباس نے اس سے کہا، رادم لو غور کرو، ہم نے اس کی بیعت کی ہے اور اس کی ذمہ داری کے سامنے ہم پر عائد ہے۔ اگر ہم اس عہد کو توڑ دیں تو اس سے ہمارا دین اور ہماری دنیا خراب ہو جائے گی۔

یزید بن ولید کی خفیہ بیعت:

یزید یہ جواب سن کر اپنی قیام گاہ واپس آ گیا اور خفیہ طور پر لوگوں سے ملاقات کی اور انھوں نے پوشیدہ طور پر اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس نے احنف الکھمی یزید بن عنبہ السکسی اور اعیان عمائدین میں سے جو اس کے خاص معتمد اصحاب تھے، ان سب کو اپنی تحریک میں ملا لیا اور ان لوگوں نے چپکے چپکے لوگوں کو اس کی بیعت کے لیے دعوت دینا شروع کی۔

عباس بن ولید کی مخالفت:

اس کے بعد یزید اپنے بھائی عباس کے پاس دوبارہ گیا، اس وقت اس کے ہمراہ ان کے خاندان کا مولیٰ قطن بھی ساتھ تھا، یزید نے اس سے مشورہ لیا اور بتایا کہ کچھ لوگ میرے ہاتھ پر بیعت کرنے کے ارادہ سے آئے تھے، عباس نے اسے سختی سے ڈانٹا اور کہا کہ اگر پھر تم نے مجھ سے اس قسم کی گفتگو کی تو میں تمہیں بیڑیوں میں جکڑ کر امیر المومنین کے پاس لے چلوں گا۔

عباس بن ولید کی قطن کو ہدایات:

یزید اور قطن اس کے پاس سے اٹھ کر چلے آئے۔ عباس نے قطن کو بلوایا اور اس سے کہا کیا واقعی یزید ایسا کرنا چاہتا ہے۔ قطن نے کہا میں آپ پر سے ٹٹا رہا ہوں میرا خیال اس کے خلاف ہے بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ولید نے ہشام اور ولید کی اولاد سے جیسا برابر تاؤ کیا اور لوگوں کی ان باتوں سے جو اس نے ولید کی اپنے مذہب کی توہین و استخفاف کے متعلق سنیں، اس کے قلب پر گہرا اثر پڑا ہے جسے وہ برداشت نہیں کر سکا، عباس نے کہا ہاں! یہی بات معلوم ہوتی ہے اور بخدا! میں خود اسے بنی مروان کا نہایت ہی نامبارک آدمی سمجھتا ہوں۔ اگرچہ وہ ہمارے ساتھ حلم و مروت سے پیش آتا ہے مگر اس کے فوری جوش کا اگر مجھے خطرہ نہ ہوتا تو میں یزید کو بیڑیاں پہنا کر اس کے سامنے پیش کر دیتا۔ چونکہ وہ تمہاری بات مانتا ہے اس لیے تم اسے اس ارادے سے باز رکھو۔

یزید نے قطن سے دریافت کیا کہ عباس نے تم سے کیا باتیں کیں۔ قطن نے ساری سرگذشت بیان کی، یزید نے کہا بخدا! اب میں اس ارادے سے باز نہیں رہوں گا۔

معاویہ بن عمر کی ولید بن یزید سے گفتگو:

معاویہ بن عمرو بن عتبہ کو لوگوں کی سرگوشیوں کا علم ہوا اور اس نے ولید سے آکر کہا کہ اگرچہ امیر المومنین نے اپنی موافقت کی بنا پر مجھے عرض کرنے کی اجازت دے رکھی ہے مگر میں خود آپ کے رعب کی وجہ سے خاموش ہوں، میں وہ سن رہا ہوں جس کی آپ کو خبر نہیں اور مجھے آپ کے متعلق اسی بات کا خوف ہے جس کی طرف سے میرا آپ کو بالکل بے خبر پاتا ہوں، اگر حکم ہو تو خیر خواہی کے اقتضا سے عرض کروں اور نہیں تو اتنا شال طاعت میں خاموش رہوں۔ ولید نے کہا تمہیں دونوں کا اختیار ہے بخدا! مجھے معلوم ہے کہ ہم کدھر جا رہے ہیں اور بنی مروان کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس آگ کو وہ گرم پتھروں پر روشن کر رہے ہیں اسے وہ اپنے بتوں میں دیکھیں گے، خداوند! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اور تیرے احکام کی اطاعت کرتے ہیں۔

مروان بن محمد کا سعید بن عبد الملک کے نام خط:

مروان بن محمد کو آرمینیا میں اس بات کی اطلاع ملی کہ یزید ولید سے بغاوت کرنے کے لیے لوگوں میں سازش کر رہا ہے اس نے سعید بن عبد الملک بن مروان کو لکھا کہ تم لوگوں کو منع کرو اور اس سے باز رکھو اور چونکہ سعید بہت ہی خدا پرست تھا اس لیے مروان نے اسے بھی یہ لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر خاندان میں بعض ایسے ارکان پیدا کیے ہیں جن پر بھروسہ کیا جاتا ہے اور خطرات میں ان کی پناہ لی جاتی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ اپنے خاندان کے ایک ایسے زبردست رکن ہیں، مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ کے خاندان کے بعض بے وقوفوں نے ایسا شخسانہ پیدا کیا ہے کہ اگر وہ اپنے خلیفہ سے نقض بیعت کے معاملہ میں کامیاب ہو جائیں تو وہ ہمارے لیے مصائب کا ایسا دروازہ کھول دیں گے جسے اللہ اس وقت تک بند نہیں کرے گا جب تک کہ تم میں سے بہت سوں کے خون نہ بہہ جائیں

میں اس وقت مسلمانوں کی سب سے وسیع سرحد کے انتظامات میں مشغول ہوں اس لیے خود نہیں آ سکتا اگر میں اور وہ ایک جاہوتے تو خود میں ہی اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے انہیں اس غلط راستے سے روک دیتا مگر اللہ کے دُرسے میں نے اس معاملہ کو ترک نہیں کیا۔ کیونکہ میں اس فتنہ کے برے نتائج سے واقف ہوں کہ اس سے دین و دنیا خراب ہو جاتی ہے اور اللہ نے کبھی بھی کسی قوم سے اس وقت تک حکومت نہیں چھینی جب تک کہ ان کی بات نہ بگڑ گئی، اور جب کسی کی بات بگڑ جائے تو اس کے دشمن اس پر حملہ کرنے کا اچھا موقع پاتے ہیں، آپ ان لوگوں سے میری نسبت زیادہ قریب ہیں اس لیے آپ اپنی ان کے ساتھ شرکت کا وعدہ کر کے اصل راز دریافت کر لیجئے اور جب آپ کو پورا علم ہو جائے تو آپ انہیں دھمکائیں کہ میں افشائے راز کر دوں گا، پھر آپ انہیں خوب لعنت ملامت اور برا بھلا کہیں، اس کے نتائج سے انہیں آگاہ کریں شاید اس ترکیب سے اللہ ان کے دین اور عقل سلب شدہ کو دوبارہ انہیں دے دے کیونکہ جس بات کے وہ مساعی ہیں ان کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ تمام نعمتیں اور دولت ہمارے ہاتھ سے چلی جائے گی، آپ فوراً اس کارروائی کو کیجیے اور پھر خدا نے چاہا تو یہ اجتماع و اتحاد کی رسی مضبوط رہے گی، سب لوگ سکون اور عیش میں رہیں گے اور سرحدیں محفوظ رہیں گی، کیونکہ جماعت ہی افتراق سے بچاتی ہے اور فارغ الیہا فی فقر کو دور رکھتی ہے اور تعداد بھی گھٹتی ہے، زمانہ کا الٹ پھیر اہل دنیا پر طاری ہے اور اس رد و بدل میں کبھی زیادتی اور کبھی نقصان ہوتا ہے، چونکہ ہمارا خاندان اتنے زمانہ سے اللہ کی تمام نعمتوں کا مورد رہا ہے محض اس وجہ سے تمام قومیں، اور حاسد ہم سے دشمنی رکھتے ہیں، ابلیس کے حسد کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے تھے۔ ان لوگوں نے اس فتنہ سے جو توقعات وابستہ کی ہیں کاش کہ خداوند عالم ان کی توقعات کے پورا ہونے سے پہلے انہیں ہلاک کر دے، ہر خاندان میں کچھ بدنصیب ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے اللہ ان کی خوشحالی کو بدل دیتا ہے، خداوند عالم آپ کو اس سے بچائے، آپ مجھے ان کی پوری حالت سے مطلع فرمائیے، خدا! آپ کے دین کو سلامت رکھے اور اس بات سے نکالے جس میں اس نے آپ کو ڈالا ہے اور آپ کے نفس کو ہدایت کے راستے پر ڈال دے۔

عباس بن ولید کی یزید بن ولید کو دھمکی:

اس خط کا سعید پر بہت اثر ہوا، اس نے اس خط کو عباس کے پاس بھیج دیا، عباس نے یزید کو بلا بھیجا، اور اس سے کہا کہ آج سے مجھے تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہیں، پھر اسے ڈرایا دھمکایا، یزید اس سے ڈر گیا اور اس نے کہا بھائی صاحب مجھے اندیشہ ہے کہ ہمارے دشمنوں میں سے کسی حاسد نے ہمارے درمیان عداوت ڈلوانے کی نیت سے یہ بات بنائی ہے، اور پھر قسم کھائی کہ میں نے ایسا نہیں کیا، عباس نے اس کی قسم پر اعتبار کیا۔

عباس بن ولید کا بنی مروان کو انتباہ:

ابن بشر بن الولید بن عبدالملک راوی ہے کہ میرے باپ بشر بن الولید بن عبدالملک میرے چچا عباس کے پاس آئے اور ان سے ولید کی علیحدگی اور یزید کی خلافت کے لیے گفتگو شروع کی، عباس انہیں اس سے منع کرتے تھے اور میرے باپ اسی پر مصر تھے، میں بہت خوش ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب تو میرے باپ کو کبھی یہ جرأت ہو گئی ہے کہ وہ میرے چچا سے دو بدو گفتگو کر رہے ہیں اور ان کی بات کو رد ہی کر دیتے ہیں، اس وقت تو میرا یہ خیال تھا کہ جو کچھ میرے باپ کہہ رہے ہیں وہ صحیح ہے، مگر اب معلوم ہوا کہ میرے چچا کا قول بالکل صحیح تھا عباس نے یہ بھی کہا کہ اے بنی مروان مجھے یہ خوف ہے کہ اللہ نے تمہاری ہلاکت کی اجازت دے دی

ہے اور یہ اشعار اس حالت کی مثال میں پڑھے:

انی اعیذکم باللہ من فتن
مثل الجبال تسامی ثم تندفع
”میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر ان فتنوں سے ڈراتا ہوں جو پہاڑوں کی طرح اٹھ کھڑے ہوں گے اور پھر ٹکرائیں گے۔“

ان البریۃ قد ملت سیاستکم
فاستمسکوا بعمود الدین وار تدعو
خلق اللہ تمہاری طرز جہان بانی سے برداشتہ خاطر ہو گئی ہے اس لیے اب تم دین کے ستونوں کو مضبوط پکڑو اور علیحدہ رہو۔
لا تلقمن زئاب الناس انفسکم
ان الذئباب اذا مال الحمت رتعو
اپنے تین ان گرگ صفت لوگوں کا لقمہ گوشت نہ بناؤ کیونکہ بھیڑیوں کو جب گوشت کھلا دیا جاتا ہے تو وہ خوب سیر ہو کر کھاتے ہیں۔

لا تبقرن بایدیکم بطونکم
فتم لا حسرة تغنی ولا جزع
اپنے ہاتھوں اپنے پیٹ مت پھاڑو، ورنہ پھر نہ افسوس کام دے گا اور نہ آہ و بکا۔
یزید بن ولید کی رواجی دمشق:

جب تمام لوگوں نے یزید کو خلیفہ بنانے کے لیے جو اس وقت صحرا میں مقیم تھا سمجھوتہ کر لیا تو اب وہ دمشق روانہ ہوا، اس کے اور دمشق کے درمیان چار راتوں کی مسافت تھی اس نے اپنی بیعت بدلی تھی، سات آدمی اس کے ہمراہ تھے اور وہ ایک گدھے پر سوار تھا۔ یہ ساری جماعت مقام جرود پر جو دمشق سے ایک منزل کی مسافت پر واقع ہے آ کر ٹھہری یزید لیٹ گیا اور سو گیا۔ اس کے ساتھیوں نے عباد بن زیاد کے آزاد غلام سے پوچھا کہ اگر آپ کے پاس کھانا ہو تو ہم خرید لیں اس نے کہا بیچنے کے لیے تو نہیں البتہ آپ لوگ میرے پاس بطور مہمان کھانا بھی کھا سکتے ہیں۔ اور ٹھہر بھی سکتے ہیں، یہ شخص ان کے لیے مرغ مرغی کے چوزے، شہد، گھی اور پنیر لے آیا، ان لوگوں نے کھا لیا۔
یزید بن ولید کی دمشق میں آمد:

یزید اس مقام سے روانہ ہو کر رات کے وقت دمشق پہنچا، اس سے پہلے بھی اہل دمشق میں سے اکثر خفیہ طور پر اس کے لیے بیعت کر چکے تھے اسی طرح اہل مزہ نے بھی سوائے معاویہ بن مصاد الکھی کے جو ان کا سردار تھا اس کے لیے بیعت کر لی تھی، یزید اسی شب اپنے چند طرفداروں کے ساتھ معاویہ بن مصاد سے ملنے کے لیے پیدل گیا۔ مزہ اور دمشق میں ایک میل یا اس سے کچھ زیادہ فاصلہ تھا۔ اثنائے راہ میں ان لوگوں کو بارش نے آ لیا جب یہ اس کے مکان پر پہنچے دروازہ کھٹکھٹایا، وہ کھانا یہ مکان میں گئے، معاویہ نے یزید سے کہا فرش پر تشریف لائیے اس نے کہا کہ میرے پاؤں میں مٹی بھری ہے میں نہیں چاہتا کہ تمہارا فرش خراب کروں، معاویہ نے کہا کہ جو ہم سے آپ چاہتے ہیں وہ اس سے زیادہ خراب ہے، یزید نے اس سے اس معاملہ میں گفتگو کی۔ معاویہ نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ (کہا جاتا ہے کہ ہشام بن مصاد نے بیعت کی) یزید دمشق کی طرف واپس ہوا۔ اس نے قناتہ کی شاہراہ پر چلنا شروع کیا، وہ ایک سیاہ گدھے پر سوار تھا۔ اور ثابت بن سلیمان بن سعید الحششی کے مکان میں آ کر اترے۔

ولید بن روح کی دمشق میں آمد:

اب ولید بن روح نے بھی خروج کیا اور قسم کھائی کہ میں ہتھیار لگائے دمشق میں داخل ہوں گا چنانچہ ہتھیار سجانے کے بعد اس نے ایک اور عبا پہن لی جس نے سب کو ڈھانک لیا اور ایک ابلق گھوڑے پر سوار بیڑب کے راستے سے یزید کے پاس پہنچ گیا۔

عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف ان دنوں دمشق کا حاکم تھا مگر وبا کے ڈر سے خود دمشق چھوڑ کر قطن میں مقیم تھا اور اپنے بیٹے کو اس نے دمشق پر اپنا جانشین مقرر کر دیا ابو الحجاج کثیر بن عبداللہ سلمیٰ کو تو اتنا تھا جب یزید نے علم بغاوت بلند کرنے کا ارادہ کر لیا تو حاکم دمشق کو اس کی اطلاع ہوئی مگر اس نے باور نہیں کیا۔

مسجد کے محافظوں کی گرفتاری:

یزید نے شب جمعہ ۱۲۶ھ ہجری کو مغرب اور عشاء کے درمیان اپنے طرفداروں کو اپنے پاس جمع کیا یہ باب الفردالیس کے قریب چھپ کر بیٹھ گئے جب عشا کی اذان دی گئی تو یہ مسجد میں آئے نماز پڑھی مسجد میں سرکار کی طرف سے نگہبان مقرر تھے جن کو حکم تھا کہ وہ رات میں سب لوگوں کو مسجد سے نکال دیں نماز سے فارغ ہونے کے بعد نگہبانوں نے بلند آواز سے سب لوگوں کو چلے جانے کے لیے کہا یزید کے طرفدار دیر لگاتے رہے اور ترکیب یہ کی کہ باب مقصورہ سے نکلتے اور پھر دوسرے دروازے سے مسجد میں آ جاتے یہاں تک کہ اب مسجد میں یا محافظ رہ گئے یا یزید کے طرفدار انھوں نے انہیں گرفتار کر لیا یزید بن عنبسہ نے یزید بن الولید کو اس کی جا کر اطلاع دی اور ہاتھ پکڑ کر کہا امیر المومنین آپ کھڑے ہوئے اللہ کی مدد اور اعانت کی آپ کو خوشخبری ہو۔ یزید نے کھڑے ہو کر کہا اے خداوند اگر یہ بات تجھے پسند ہے تو میری اس کے مقابلہ میں اعانت کر دو مجھے تقویت دے اگر تیری مرضی کے خلاف ہو تو بہتر ہے کہ تو مجھے موت دے دے تاکہ میں اس کے نتائج بد سے بے خبر ہی رہوں۔

ولید بن یزید کے عمال کی گرفتاری:

یزید بارہ ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھا جب گدھوں کی منڈی کے پاس پہنچا تو چالیس آدمی اور اس کے ساتھ آملے جب غلہ منڈی میں پہنچا تو اس کے طرفداروں کی تقریباً دوسو کی جماعت اس کے پاس آگئی یہ سب لوگ مسجد میں آئے قصر کے باب المقصورہ کی طرف چلے آئے جا کر کھٹکھٹانا شروع کیا اور کہا کہ ہم ولید کے پیامبر ہیں۔ کسی خادم نے دروازہ کھول دیا انھوں نے اسے گرفتار کر لیا اور ابو الحجاج کو بھی نشہ میں بدست تھا گرفتار کر لیا۔ اسی طرح انھوں نے بیت المال کے تمام خازنوں اور افسر سپہ کو گرفتار کر لیا یزید نے ہر ایسے شخص کو جس کا اسے خطرہ تھا اپنے آدمی بھیج کر گرفتار کر لیا۔ اسی رات یزید نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر محمد بن عبیدہ سعید بن العباس کے آزاد غلام کو جو بعلبک کا عامل تھا گرفتار کر لیا نیز اسی رات عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف کو گرفتار کر لیا۔ اس کے اپنے جو طرفدار گھاٹی میں تھے انہیں بلوا بھیجا اور شہر کے دروازوں کے محافظوں کو حکم دیا کہ سوائے ان لوگوں کے جو ہمارا شعار تمہیں بتادیں اور کسی کو اندر نہ آنے دینا انھوں نے شہر کے پھاٹکوں کو زنجیروں سے خوب مضبوط کس دیا۔

یزید بن ولید کا اسلحہ پر قبضہ:

ان ہتھیاروں کی ایک بڑی تعداد مسجد میں رکھی ہوئی تھی جنہیں سلیمان بن ہشام جزیرہ سے لایا تھا اور ابھی تک خازنوں نے انھیں اسلحہ خانوں میں نہیں رکھا تھا۔ اس طرح یزید کو بہت سے ہتھیار مل گئے صبح کو اہل حرۃ اور ابن عصام آیا ابھی نصف دن نہیں گزرا

تھا کہ تمام لوگوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لی، یزید اس وقت یہ شعر پڑھتا جاتا تھا:

إذا استنزلوا عنهن للطنع ارقلوا الى الموت ارقال الجمال المصاعب

ترجمہ: ”جب انہیں نیزہ بازی کے لیے محذرات کی حفاظت و صیانت کے لیے میدان جنگ میں بلایا جاتا ہے تو وہ موت کی طرف اس طرح دوڑتے ہوئے جاتے ہیں جس طرح کہ مست نراونٹ دوڑتا ہے۔“
یہ سن کر یزید کے ساتھی تعجب کرنے لگے کہ ذرا اس شخص کو دیکھو صبح سے کچھ ہی پہلے تو وہ دعائیں مانگ رہا تھا اور اب مڑے میں شعر پڑھ رہا ہے۔

یزید بن ولید کے ساتھیوں کا مسجد میں اجتماع:

ازین بن ماجد راوی ہے کہ ہم علی الصباح عبدالرحمن بن مصاد کے ہمراہ دمشق کی طرف چلے، ہماری تعداد تقریباً پندرہ سو تھی جب ہم باب الجابیہ پہنچے تو ہم نے اسے بند پایا اور ولید کا ایک قاصد وہاں ہمیں ملا، اس نے کہا، اس ساز و سامان و تیاری کے کیا معنی؟ بخدا! میں امیر المومنین کو جا کر اس کی اطلاع دوں گا، اہل مزہ کے ایک شخص نے اسے قتل کر ڈالا۔ ہم باب الجابیہ سے شہر میں داخل ہوئے اور کلیمین کے بازار سے چلے گئے، تمام راستہ ہم سے بھر گیا، اس لیے ہم میں سے بعض لوگوں نے غلے کی منڈی کا راستہ اختیار کر لیا۔ پھر ہم سب کے سب مسجد کے دروازہ پر جمع ہو گئے، یزید کے پاس آئے، ہمارا ابھی آخری آدمی اس کے سلام سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ تقریباً سو کا سک آ پہنچے، یہ لوگ باب الشرقی سے شہر میں داخل ہوئے، مسجد آئے اور باب الدرج سے مسجد میں داخل ہوئے، پھر یعقوب بن عمیر بن بانی العنسی اہل داریا کو لے کر چھوٹے دمشق کے دروازہ سے آیا۔ عیسیٰ بن شیبہ التعلبی اہل دومۃ اور حسرتا کے ساتھ باب تو ما سے شہر میں آیا، حمید بن حبیب النخعی اہل دیرالمران، ارزہ اور سطر کے ساتھ باب الفرادیس سے آیا۔ نصر بن عمرو الجرشئی اہل جرش، اہل حدیثہ اور دیر زکا کے ساتھ باب الشرقی سے آیا۔ ربیع بن ہاشم الحارثی بنی عذرہ اور سلامان کی ایک جماعت کے ساتھ باب تو ما سے شہر میں داخل ہوا، اور بنی جہنیہ اور ان کے متعلقین طلحہ بن سعید کے ہمراہ آئے۔

عبدالملک بن محمد کی اطاعت:

قسیم بن یعقوب اور ازین بن ماجد وغیرہ کا بیان ہے کہ یزید بن الولید نے تقریباً دو سو سواروں کو عبدالرحمن بن مصاد کی زیر قیادت قطن بھیجا تا کہ یہ عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف کو پکڑ کر لائیں، یہ اپنے قصر میں قلعہ بند ہو گیا تھا۔ عبدالرحمن نے اسے امان دی، وہ عبدالرحمن کے پاس چلا آیا، اب ہم قصر میں داخل ہوئے اس میں ہمیں دو بورے ملے، ہر بورے میں تیس ہزار دینار تھے، ازین بن ماجد کہتا ہے کہ جب ہم مزہ آئے تو میں نے عبدالرحمن بن مصاد سے کہا کہ ان میں سے ایک یا دونوں بورے اپنے گھر پہنچا دو کیونکہ یزید سے کبھی بھی تم کو اتنا نہیں ملے گا، عبدالرحمن نے کہا اگر میں ایسا کروں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ میں نے ہی خیانت میں جلدی کی، بخدا میں ایسا نہیں کروں گا۔ تاکہ عرب بعد میں یہ نہ کہیں کہ میں ہی اس معاملہ میں سب سے پہلے خائن ثابت ہوا۔ چنانچہ عبدالرحمن نے وہ تمام روپیہ یزید کو پہنچا دیا۔

عبدالعزیز بن الحجاج کو باب الجابیہ پر قیام کا حکم:

یزید نے عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو کہلا بھیجا کہ تم باب الجابیہ پر بٹھرے رہو، اور حکم دیا جس شخص کی پہلے سے معاش

مقرر ہے وہ اپنی معاش آ کر لے لے اور جس کی مقرر نہیں ہے تو اسے بطور مدد معاش ایک ہزار درہم دیا جائے گا۔

عبد الملک کے بیٹوں میں سے تیرہ یزید کے ہمراہ تھے ان سے اس نے کہا کہ آپ لوگ تمام رعایا میں جا کر گشت لگائیے تاکہ وہ آپ کو دکھ لیں اور انھیں میری بیعت کے لیے آمادہ کیجیے ولید بن روح بن الولید سے کہا کہ تم راہب جا کر قیام کرو ولید بن روح نے اس حکم کی تعمیل کی۔

یزید بن ولید کے فوجی دستوں کی ترتیب:

دکین بن شامخ الکھی اور ابو علاقہ بن صالح السلامانی بیان کرتے ہیں کہ یزید بن الولید نے منادی کرادی کہ جو شخص فاسق یعنی ولید کے مقابلہ کے لیے جائے اسے ہزار درہم دیئے جائیں گے۔ اس اعلان سے ایک ہزار سے کچھ کم آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے یزید نے پھر نقیب کو حکم دیا کہ منادی کر دے کہ جو شخص فاسق کے مقابلہ کے لیے جانا چاہتا ہے اسے پندرہ سو درہم دیئے جائیں گے۔ اس طرح کل پندرہ سو آدمی جمع ہوئے یزید نے منصور بن جہور کو ایک جماعت کا یعقوب بن عبد الرحمن بن سلیم الکھی کو دوسری کا۔ ہرم بن عبد اللہ وجیہ کو تیسری کا اور حمید بن حبیب اللخمی کو چوتھی جماعت کا سردار مقرر کیا اور ان سب کا سپہ سالار عبد العزیز بن الحجاج بن عبد الملک کو مقرر کیا۔ عبد العزیز نے حیرہ میں آ کر چھاؤنی ڈالی۔

ابو محمد بن عبد اللہ کی یزید کی اطاعت:

یعقوب بن ابراہیم بن الولید بیان کرتا ہے کہ جب یزید بن ولید نے خروج کیا ولید کا ایک آزاد غلام اپنے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر ایک ہی دن میں اسی روز ولید کے پاس آیا جب یہ وہاں پہنچا اس کا گھوڑا امر گیا اس نے ولید کو تمام واقعہ سنایا ولید نے اس کے سودرے لگوائے اور قید کر دیا پھر اس نے ابو محمد بن عبد اللہ بن یزید بن معاویہ کو بلایا اسے انعام و اکرام دیا اور دمشق بھیجا۔ ابو محمد وہاں سے روانہ ہوا اور جب ذنبہ پہنچا ٹھہر گیا یزید بن الولید نے عبد الرحمن بن مصاد کو اس کے پاس بھیجا۔ ابو محمد نے اس سے سمجھوتہ کر لیا اور یزید کے لیے بیعت کر لی یزید کو اس کی اطلاع ملی وہ اس وقت ہندف میں مقیم تھا جو عمان کے مضافات میں ہے۔

عبد اللہ بن عنبسہ کا ولید بن یزید کو مشورہ:

بہیس بن زمیل الکلابی نے یہ بیان کیا کہ کہا جاتا ہے یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ نے اس سے کہا کہ آپ حمص چل کر قیام پذیر ہوں کیونکہ وہ ایک مستحکم مقام ہے اور پھر وہاں سے یزید کے مقابلہ کے لیے فوجیں روانہ کیجیے تاکہ وہ یزید کو قتل کر دیں یا قید کر لیں اس پر عبد اللہ بن عنبسہ بن سعید بن العاص نے کہا کہ خلیفہ کے لیے لڑنے اور اپنا حق ادا کرنے سے پہلے یہ سزاوار نہیں کہ وہ اپنی چھاؤنی اور عورتوں کو چھوڑ دے اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور امیر المومنین کی تائید اور نصرت کرے گا۔ یزید بن خالد نے کہا کہ حرم کا امیر المومنین کو کیا خوف ہو سکتا ہے کیونکہ اس کے مقابلہ کے لیے عبد العزیز بن الحجاج بن عبد الملک آیا ہے اور وہ ان کا اپنا چچیرا بھائی ہے۔ یہ جواب سن کر ولید نے ابن عنبسہ کی رائے اختیار کی اس پر ابرش سعید بن ولید الکھی نے کہا کہ امیر المومنین تدریجاً تدریجاً لے چلیں کیونکہ زیادہ مستحکم مقام ہے اور وہاں میرے ہم قوم ہیں جو آپ کی حفاظت کریں گے ولید نے کہا میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تدریجاً چلوں کیونکہ وہاں بنو عامر رہتے ہیں اور انہیں نے مجھ پر خروج کیا ہے تم کوئی بہت مستحکم مقام بتاؤ اس نے کہا میرا نزدیک یہ مناسب ہے کہ آپ قریہ میں سکونت پذیر ہوں ولید نے کہا میں اسے اچھا نہیں سمجھتا اس نے کہا تو یہ مقام ہزیم ہے ولید نے کہا اس کا

نام بھی مجھے برا معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا تو یہ نجران نعمان بن بشیر کا قصر موجود ہے اس میں چلیے ولید نے کہا تمہاری وادیوں کے نام کس قدر برے ہیں۔

ولید بن یزید کی روانگی:

اب وہ سادہ کے راستے ہولیا اور ریف کو چھوڑ دیا کل دو سو آدمی اس کے ہمراہ تھے ضحاک بن قیس الفہری کے مقام شہکہ آیا یہاں اس کے بیٹے اور پوتے چالیس کی تعداد میں موجود تھے یہ سب اس کے ساتھ ہوئے انہوں نے کہا چونکہ ہم نہتے ہیں اس لیے آپ ہمیں ہتھیار دیجیے مگر ولید نے نہ انھیں تلوار دی اور نہ نیزہ دیا۔

ولید بن یزید کا قلعہ نجران میں قیام:

اب اس سے پھر نہیں نے کہا کہ اگرچہ آپ نے جس اور تہ مرتلے سے انکار کر دیا تو قلعہ نجران سامنے ہے اسے عجیبوں نے بنایا ہے اور بہت مستحکم ہے یہاں آپ ٹھہر جائیں ولید نے کہا مجھے طاعون سے ڈر لگتا ہے اس نے کہا آپ کے ساتھ جس چیز کے کیے جانے کا ارادہ کیا گیا ہے وہ طاعون سے زیادہ سخت ہے آخر کار ولید قلعہ نجران میں اتر پڑا۔

عبدالعزیز بن الحجاج کا ولید کے مال پر قبضہ:

دوسری جانب یزید نے لوگوں میں منادی کی کہ وہ عبدالعزیز کے ہمراہ ولید کے مقابلہ کے لیے جائیں، نقیب نے اس کی طرف سے اعلان کیا کہ جو عبدالعزیز کے ہمراہ جائے گا اسے دو ہزار درہم دیئے جائیں گے ایک ہزار تیار ہوئے یزید نے انھیں دو دو ہزار درہم دے دیئے اور کہا کہ سب زنبہ جا کہ جمع ہوں چنانچہ اس مقام پر بارہ سو آدمی اکٹھے ہو گئے پھر ان سے کہا کہ صحرا میں عبدالعزیز بن ولید کی اولاد کی جو گڑھی ہے اب وہاں سب جمع ہوں یہاں کل آٹھ سو آدمی پہنچ ان سب کو لے کر عبدالعزیز بن الحجاج آگے بڑھا یہاں انھیں ولید کا اسباب و سامان جاتا ہوا ملا اس پر انھوں نے قبضہ کر لیا اور اب ولید کے بالکل قریب جا کر ٹھہر گئے۔

عباس بن ولید کا ولید بن یزید کو پیغام:

عباس بن الولید کا قصد ولید کے پاس پیام لایا کہ میں آپ کے پاس آتا ہوں ولید نے تخت باہر نکلوایا اس پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ یہ لوگ مجھ پر حملہ آور ہوں گے حالانکہ میں شیر پر جھپٹتا ہوں ناگ سانپوں کو چنگلی سے پکڑ لیتا ہوں۔

عبدالعزیز بن الحجاج کا حملہ:

ابھی یہ لوگ عباس کے آنے کے منتظر تھے کہ عبدالعزیز نے ان سے جنگ شروع کر دی عمرو بن حوی السکسی اس کی مہمہ کا افسر تھا، مقدمۃ الحیش پر منصور بن جمہور تھا۔ پیدل دستہ پر عمارہ بن ابی کاتم الازدی تھا۔ عبدالعزیز نے اپنا سیاہ فخر منگوا یا اس پر سوار ہو گیا، زید بن حصین الکھی کہ اس نے ولید کی جماعت کی طرف بھیجا تا کہ وہ انھیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی دعوت دے ولید کے آزاد غلام قطری نے اسے قتل کر ڈالا اور یزید کے طرفدار پسپا ہوئے عبدالعزیز پیدل ہو گیا اس کی جماعت نے جوابی حملہ کیا اب تک اس کے کچھ لوگ کام آچکے تھے اس کے سرداروں نے ولید کی طرف یلغار کیا جو قلعہ نجران کے دروازہ پر موجود تھا اور اس وقت اس نے مروان بن الحکم کا وہ علم جو اس نے جابیہ پر بلند کیا تھا نکلوا رکھا تھا ولید بن یزید کے طرفداروں میں سے عثمان النخعی مارا گیا اسے جناح بن نعیم الکھی نے قتل کیا یہ ان حبشیوں کی اولاد میں تھا جو مختار کے ہمراہ تھے۔

عباس بن ولید اور منصور بن جہور:

عبدالعزیز کو معلوم ہوا کہ عباس بن الولید آ رہا ہے اس نے منصور بن جہور کو رسالہ کے ساتھ اسے روکنے کے لیے روانہ کیا اور کہا کہ تم گھاٹی میں اسے جا لو گے اس کے ساتھ اس کے بیٹے اور پوتے ہیں انھیں گرفتار کر لینا۔ منصور رسالہ لے کر اس سمت چلا جب گھاٹی میں پہنچا تو وہاں انھیں عباس مع اپنے تیس بیٹوں پوتوں کے ملا۔ منصور رسالہ لے کر اس سمت چلا جب گھاٹی میں پہنچا تو وہاں انھیں عباس مع اپنے تیس بیٹوں پوتوں کے ملا۔ منصور نے اس سے کہا آپ عبدالعزیز کے پاس چلے۔ عباس نے اسے گالیاں دیں۔ منصور نے کہا بخدا! اگر اب آگے قدم بڑھایا تو میں اپنا نیزہ تمہاری زرہ کے پار کر دوں گا۔

عباس بن ولید کی گرفتاری اور یزید کی اطاعت:

نوح بن عمرو بن حوی السلسکی راوی ہے کہ یعقوب بن عبدالرحمن بن سلیم الکھمی، عباس بن الولید کے مقابلہ کے لیے گیا تھا اور وہ اسے عبدالعزیز کے پاس لانا چاہتا تھا مگر اس نے آنے سے انکار کیا اس پر اس نے کہا اے قسطنطین کے بیٹے اگر تو عبدالعزیز کی طرف نہ چلے گا تو میں تیرا منہ توڑ دوں گا عباس نے ہرم بن عبداللہ بن جبہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ کون ہے اس نے کہا کہ یہ یعقوب بن عبدالرحمن بن سلیم ہے عباس نے کہا اللہ اکبر اس کی یہ جرأت میرے ساتھ اس کی یہ گستاخی اس کے باپ کو کبھی گوارا نہ ہوتی پھر وہ عباس کو اپنے ساتھ عبدالعزیز کی طرف لے چلا چونکہ اس کے ہمراہ اس کی جمیعت نہ تھی جو اس نے اپنے بیٹوں کے ساتھ آگے بھیج دی تھی اس لیے اس نے اناللہ کہا یہ لوگ اسے عبدالعزیز کے پاس لے آئے عبدالعزیز نے اس سے کہا کہ آپ اپنے بھائی یزید بن ولید کے لیے بیعت کیجیے اس نے بیعت کر لی اور وہیں کھڑا ہو گیا۔ یزید کے طرفداروں نے ایک علم نصب کیا اور کہا کہ یہ علم عباس بن الولید کا ہے جس نے امیر المومنین یزید بن الولید کے لیے بیعت کر لی ہے۔ اس پر عباس نے کہا اناللہ یہ بھی شیطان کے فریبوں میں سے ایک فریب ہے۔ بنی مروان کی ہلاکت اب یقینی ہے چنانچہ اب سب لوگوں نے ولید کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ عباس اور عبدالعزیز کے پاس چلے آئے۔

ولید بن یزید کی شجاعت:

ولید دہری زرہں پہنے سامنے آیا اس کے دونوں گھوڑے سندی اور زراکند اس کے پاس لائے گئے اس نے حریف سے لڑنا شروع کیا خوب ہی داد شجاعت و بسالت دیتا رہا۔ عبدالعزیز کی فوج والوں نے ایک دوسرے کو لاکار ”دشمن خدا کو اس طرح قتل کر ڈالو جس طرح قوم لوط علیہ السلام ہلاک کی گئی اسے سنگسار کر دو“ یہ سنتے ہی ولید قصر میں گھس گیا اور دروازہ بند کر لیا عبدالعزیز اور اس کی فوج نے قصر کا محاصرہ کر لیا۔

ولید بن یزید اور یزید بن عنبنہ کی گفتگو:

ولید نے دروازہ کے قریب آ کر کہا کیا تم میں کوئی ایسا شریف صاحب حسب اور حیا نہیں ہے جس سے میں گفتگو کروں۔ یزید بن عنبنہ السلسکی نے کہا مجھ سے کہو کیا کہنا چاہتے ہو ولید نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں یزید بن عنبنہ ہوں۔ ولید نے کہا اے سلسکی، کیا میں نے تمہاری معاشوں میں اضافہ نہیں کیا، کیا میں نے تمہاری تکلیف دو نہیں کی، کیا میں نے تمہارے محتاجوں کے وظائف نہیں مقرر کیے۔ کیا میں نے تمہارے اپاہجوں کے لیے خادم مقرر نہیں کیے؟ یزید بن عنبنہ نے کہا ہم کسی اپنی تکلیف کے لیے

تمہارے دشمن نہیں بنے ہیں بلکہ تم نے جس چیز کو اللہ نے حرام کیا اس کی پرواہ نہیں کی شراب نوشی کی اپنے باپ کی امہات ولد سے مقرر بت کی اور اللہ کے احکام کی بنی اڑائی یہ وجوہات ہیں جنہوں نے ہمیں تمہارا مخالف بنایا ہے۔

ولید نے کہا اے سکسکی بس کرمیری جان کی قسم تو محرمات کا زیادہ مرتکب ہوا تو نے حد سے زیادہ میخواری کی اور جس قدر عورتیں میرے لیے حلال کی گئیں ہیں ان کی وجہ سے مجھے کیا ایسی ضرورت پڑی تھی کہ میں وہ کرتا جس کا تو نے ذکر کیا۔

ولید بن یزید کا قتل:

ولید یہ کہہ کر قصر کے اندر واپس چلا گیا۔ کلام پاک ہاتھ میں لے لیا اور کہنے لگا کہ آج کا دن بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا تھا۔ پھر کلام پاک کھول کر اس کی تلاوت کرنے لگا۔ لوگ دیواروں پر چڑھ گئے سب سے پہلا شخص جو دیوار پر چڑھا یزید بن عنبہ السکسکی تھا۔ یہ اتر کر اس کے پاس پہنچا۔ ولید کی تلوار اس کے پہلو میں رکھی ہوئی تھی یزید بن عنبہ نے اس سے کہا کہ اپنی تلوار سنبھالو ولید نے کہا اگر تلوار ہاتھ میں لینا چاہتا تو میری اور تمہاری اس وقت یہ حالت نہ ہوتی یزید بن عنبہ نے ولید کا ہاتھ پکڑ لیا تاکہ اسے گرفتار کر لے اور امیر المومنین سے اس کے متعلق رجوع کرے کہ اتنے میں دیوار سے دس اور اتر آئے جن میں منصور بن جہور، جہال بن عمرو، الکلی، عبدالرحمن بن عجلان (یزید بن عبدالملک کا آزاد غلام) حمید بن نصر، الضحیٰ، سری بن زیاد بن ابی کثبہ اور عبدالسلام اللغمی تھے عبدالسلام نے اس کے سر پر تلوار ماری اور سری نے اس کے منہ پر تلوار ماری اور اس کی انگلیاں پکڑ کر کھینچا تاکہ اسے مکان سے باہر لے جائیں مگر ایک عورت جو اس کے ہمراہ اس مکان میں تھی چلائی اور فریاد کرنے لگی اس پر ان لوگوں نے اسے چھوڑ دیا اور باہر نہیں نکالا۔ ابو علاقہ القصاعی نے اس کا سر کاٹ لیا اس کی گدی پر تلوار ماری اور یہ ضرب اس ضرب سے مل گئی جو اس کے چہرہ پر لگی تھی روح بن مقبل ولید کا سر لے کر یزید بن الولید کے پاس آیا اور کہا کہ میں امیر المومنین کو فاسق ولید کے قتل اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری کی بشارت دیتا ہوں اس وقت عباس اور یزید صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ یزید اور اس کے تمام ہمراہیوں نے اس پر سجدہ شکر ادا کیا یزید بن عنبہ السکسکی نے یزید کا ہاتھ لیا اور کہا امیر المومنین کھڑے ہوں اور اللہ کی مدد کی آپ کو بشارت ہو یزید نے اپنا ہاتھ اس کی ہتھیلی سے کھینچ لیا اور کہا اے خداوند! اگر یہ کارروائی تجھے پسند ہو تو اسے میرے لیے راست کر۔

یزید بن ولید اور یزید بن عنبہ کی گفتگو:

یزید نے یزید بن عنبہ سے پوچھا کیا ولید نے تم سے کچھ کہا تھا اس نے کہا ہاں دروازے کے پیچھے سے اس نے مجھ سے کہا کیا تم میں کوئی ایسا شریف ہے جس سے میں گفتگو کر سکوں میں نے اس سے بات چیت کی اور اسے لعنت ملامت کی اس پر اس نے کہا بس کرمیری عمر کی قسم تو نے بہت میخواری کی ہے اور منہیات کا اکثر ارتکاب کیا ہے بخدا! اب تمہارا یہ اختلاف کبھی دور نہ ہوگا نہ تم میں کبھی یک جہتی ہوگی اور نہ تمہاری ایک بات ہوگی۔

نوح بن عمرو کا بیان:

نوح بن عمرو بن حوی السکسکی کہتا ہے کہ ہم ایسی راتوں میں ولید سے لڑنے نکلے جن میں چاندنی نہ تھی اور اس قدر تاریکی تھی کہ اگر میں کسی سنگ ریزے کو اٹھا کر دیکھتا تو یہ تمیز نہیں کر سکتا کہ یہ سیاہ ہے یا سفید۔

ولید کی فوج کے میسرہ کا جنگ سے گریز:

ولید بن یزید کے میسرہ پر ولید بن خالد ابرش الکھی کا بھتیجا بنی عامر کے دستہ کے ساتھ متعین تھا ان کے مقابلہ میں عبدالعزیز کے مہینہ پر بنی عامر تھے اسی وجہ سے ولید کا میسرہ عبدالعزیز کے مہینہ سے نہیں لڑا اور وہ سب کے سب عبدالعزیز بن الحجاج کے ساتھ آئے۔ راوی کہتا ہے کہ جس روز ولید قتل کیا گیا میں نے اس کے خدام اور چوہداروں کو دیکھا کہ وہ خود لوگوں کے ہاتھ پکڑ پکڑ کے اسے دکھانے لے جاتے تھے۔

ثنیٰ بن معاویہ کا بیان:

ثنیٰ بن معاویہ راوی ہے کہ ولید لولہ میں آ کر مقیم ہوا اپنے بیٹے حکم اور مول بن العباس کو حکم دیا کہ جو تمہارے پاس آئے اسے بطور معاش ساٹھ دینا رو دینا۔ چنانچہ میں اور میرا چچرا بھائی سلیمان بن محمد بن عبداللہ بزید کے عسکر میں آئے مول نے مجھے اپنے بالکل پاس بلا لیا اور کہا کہ میں تمہیں امیر المومنین کے سامنے پیش کرتا ہوں اور سفارش کروں گا کہ تمہیں سودینا ملیں۔

عبدالرحمن بن ابی جنوب کی طلبی:

ولید لولہ سے چل کر ملکہ آیا یہاں عمرو قیس کا پیامبر اس کی خدمت میں حمص سے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ عمر نے پانچ سو شہسوار عبدالرحمن بن ابی جنوب البهرانی کی قیادت میں آپ کی مدد کے لیے روانہ کیے ہیں ولید نے ضحاک بن ایمن العونی الکھی کو حکم دیا کہ تم عبدالرحمن کے پاس جاؤ (وہ اس وقت مقام غویر میں تھا) اور اسے جلدی آنے کی تاکید کرو اور تم میرے پاس جاؤ۔ صبح کو اس نے کوچ کا حکم دیا اور خود ایک کمیت گھوڑے پر سوار ہوا ریشم کی قبازیب بدن اور ریشم کا عمامہ سر پر تھا تہ کردہ باریک ململ کے ٹپکے سے گات باندھ رکھی تھی دونوں شانوں پر تنوار کے اوپر زرد پٹکے تھا اب سلیم بن کسان کے سولہ شہسوار اس کے پاس آ گئے پھر بنو نعمان بن بشیر کے کچھ شہسوار اس کے پاس آئے پھر ولید ابرش کا بھتیجا بنی عامر (از بنی کلب) کی ایک جماعت کے ساتھ اس کی خدمت میں حاضر ہوا ولید نے اسے گھوڑا اور جوڑا دیا پہلے تو ولید راستے راستے چلنے لگا پھر وہ مشبہ نام ایک پہاڑی چشمہ کی طرف ہولیا۔ یہاں ابن ابی الجحوب اہل حمص کے ساتھ اس سے آ کر مل گیا پھر وہ خجاء آیا فوج والے تنگ آئے اور کہا کہ ہمارے جانوروں کے لیے ہمارے ساتھ چارہ نہیں ہے ولید نے منادی کرادی کہ امیر المومنین نے اس گاؤں کی تمام فصل کو خرید لیا ہے فوج نے کہا ہم سبز چارہ کو لے کر کیا کریں گے اس سے ہمارے جانور موتے اور بھدے ہو جائیں گے اصل میں وہ نقد روپیہ چاہتے تھے۔

عبدالعزیز بن الحجاج کے لولہ میں قیام کی اطلاع:

ثنیٰ کہتا ہے کہ میں خیمہ کے پچھلے حصے سے ولید کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے کھانا منگایا اور جب کھانا اس کے سامنے رکھ دیا گیا تو ام کلثوم بنت عبداللہ بن یزید بن عبدالملک کا قاصد عمر بن مرہ نام اس کے پاس آیا اور اطلاع دی کہ عبدالعزیز بن الحجاج لولہ پہنچ چکا ہے مگر ولید نے اس خبر کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ پھر خالد بن عثمان الخزاز اس کے صاحب شرط نے بنی حارثہ بن غباب کے ایک شخص کو اس کے سامنے پیش کیا جس نے بیان کیا کہ میں دمشق میں عبدالعزیز کے ہمراہ تھا اور اب آپ کو اطلاع دینے آیا ہوں اور یہ پندرہ سو درہم ہیں جو میں نے لیے ہیں پھر اس نے ہبیانی اپنی کمر سے کھول کر اسے بتائی اب وہ لولہ میں مقیم ہے اور کل صبح ہی آپ پر حملہ آور ہوگا مگر ولید نے اس کا بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ ایک اور شخص کی طرف جو اس کے پہلو میں بیٹھا تھا متوجہ ہوا اور

اس سے کچھ باتیں کہیں جسے میں نے نہیں سنا۔ میں نے اس شخص سے جو میرے اور ولید کے درمیان تھا پوچھا کہ امیر المومنین نے کیا کہا، اس نے کہا کہ اس نہر کے متعلق جو اس نے اردن میں کھدوائی ہے پوچھا تھا کہ اب وہ کتنی باقی ہے، عبدالعزیز لولوة سے ملکہ آیا اس پر قبضہ کر لیا، منصور بن جہور کو بھیجا اور اس نے شرقی القریٰ پر قبضہ کر لیا، یہ ایک بلند ٹیلہ ہے۔ جو علاقہ ملساء میں اس راستہ پر جو نہی سے نجران جاتا ہے واقع ہے۔

عباس بن ولید کو منصور کی دھمکی:

عباس بن الولید نے اپنے موالی اور اولاد کی تقریباً ڈیڑھ سو کی جماعت تیار کی اور اس نے بنی ناجیہ کے حبیش نام ایک شخص کو ولید کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ آپ کو اختیار ہے کہیے تو میں آپ کے پاس آؤں اور ورنہ یزید بن الولید کے پاس چلا جاؤں۔ ولید عباس پر خفا ہوا اور حکم بھیجا کہ تم میرے پاس آؤ اور میرے ساتھ رہو۔ یہ پیامبر منصور بن جہور کو مل گیا، اس نے پوچھا کیا بات ہے، اس نے ساری حقیقت سنائی، منصور نے کہا عباس سے جا کر کہہ دے اگر تم نے طلوع فجر سے پہلے اپنی جگہ سے جنبش کی تو بخدا! میں تمہیں اور تمہارے سب ساتھیوں کو قتل کر ڈالوں گا، البتہ صبح ہونے کے بعد جہاں تمہارا جی چاہے چلے جانا۔

عباس تیاری کرنے لگا اور جب صبح ہوئی تو ہم نے عبدالعزیز کی فوج کی تکبیر سنی کہ وہ نجران کی طرف پیش قدمی کرتے آ رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی خالد بن عثمان المخزاش نے اپنی فوج کی ترتیب و تیاری شروع کی مگر جب تک آفتاب طلوع نہیں ہو گیا۔ حریفوں میں جنگ شروع نہیں ہوئی۔

جنگ کا آغاز:

یزید بن الولید کے طرفداروں کے ساتھ ایک تحریر تھی جو ایک نیزہ پر معلق تھی، اس میں مرقوم تھا کہ ہم تمہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف بلاتے ہیں تاکہ حکومت باہمی مشورہ سے قائم کی جائے، اب جنگ شروع ہوئی، عثمان انخشی مارا گیا، ولید کے طرفداروں سے تقریباً ساٹھ آدمی مارے گئے۔ منصور بن جہور نہیہ کے راستے ہولیا اور پھر ولید کے پڑاؤ پر اس کے عقب سے آدھمکا، اب وہ سیدھا ولید کی طرف بڑھا جو اپنے خیمہ میں تھا اور اس کے اور منصور کے درمیان کوئی شخص حائل نہ تھا، یہ دیکھ کر میں اور عاصم بن پیتر المذقری مخزاش کا نائب دونوں مقابلہ کے لیے نکلے، اتنے میں عبدالعزیز کی فوج پہنچا ہوئی اور اس کی وجہ سے منصور کا درتہ بھی پپا ہو گیا۔ یحییٰ بن المغیرہ قتل کر دیا گیا، اور منصور عبدالعزیز کی جانب ہٹ گیا، ابرش اس وقت اپنے ادیم نامی گھوڑے پر سوار تھا اس نے دو کانوں والا ٹوپ پہن رکھا تھا اور اسے اپنی داڑھی کے نیچے باندھ رکھا تھا اس نے اپنے بھتیجے کو پکارنا اور ڈانٹنا شروع کیا کہ اے فاحشہ کے جنے اپنا علم آگے بڑھا، اس نے کہا مجھے آگے بڑھنے کا یارا نہیں کیونکہ ہمارے مقابل بنی عامر ہیں، عباس بن الولید آگے بڑھا تو اسے عبدالعزیز کی فوج والوں نے روک دیا۔ سلیمان بن عبداللہ بن دحیہ کے آزاد غلام ترکی نام نے حارث بن العباس بن الولید پر نیزے سے ایسا وار کیا۔ کہ اسے گھوڑے سے اچھال دیا، اس کے بعد ہی عباس عبدالعزیز کی جانب چلا گیا اور حارث ولید کی فوج میں گھوڑے سے گر دیا گیا اور اس سے حریف سہم گیا۔

ولید بن یزید کی ولید بن خالد کو پیش کش:

ولید بن یزید نے ولید بن خالد کو عبدالعزیز بن الحجاج کے پاس بھیجا اور کہا کہ میں پچاس ہزار دینار نقد تمہیں دوں گا اور تم کو

تمہاری عمر بھر کے لیے حمص کا والی مقرر کر دوں گا اور ہر حادثہ میں تم بے خطر رہو گے، بشرطیکہ تم واپس چلے جاؤ اور اپنے ارادے سے باز رہو، عبدالعزیز نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا اور اسے کوئی جواب نہیں دیا، اب پھر ولید نے ولید بن خالد کو دوبارہ عبدالعزیز کے پاس جانے کا حکم دیا، پھر آیا مگر اس مرتبہ بھی اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ولید بن خالد اور عبدالعزیز کا معاہدہ:

ولید بن خالد واپس جانے لگا، تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ پھر اس نے اپنا گھوڑا موڑا اور عبدالعزیز کے قریب آیا اور اس نے کہا کیا آپ اس بات کے لیے تیار ہیں کہ مجھے پانچ ہزار دینار دیں اور ابرش کو بھی اتنے ہی دیں اور باعتبار مرتبہ کے میں اپنی قوم میں سب سے مخصوص آدمی بنا دیا جاؤں تو میں آپ کی طرف آیا جاتا ہوں اور پھر اس جنگ میں بھی آپ کے ساتھ شرکت کروں گا۔ عبدالعزیز نے کہا مجھے یہ منظور ہے، بشرطیکہ تم فوراً ہی ولید کی جماعت پر حملہ کرو، ولید بن خالد نے ایسا ہی کیا۔

معاویہ بن ابی سفیان کے مطالبہ کی منظوری:

ولید کے مہینہ پر معاویہ بن ابی سفیان بن یزید بن خالد سردار تھا اور اس نے عبدالعزیز سے کہا اگر آپ بیس ہزار دینار اور اردن کی ولایت مجھے دیں اور اپنے میں شریک کر لیں تو میں آپ کے ساتھ ہوا جاتا ہوں، عبدالعزیز نے کہا میں اس کے لیے تیار ہوں بشرطیکہ تم فوراً ولید کی فوج پر حملہ کرو، چنانچہ اس نے حملہ کیا، ولید کی فوج نے شکست کھائی، ولید کھڑا ہوا اور قلعہ نجران میں چلا گیا، عبدالعزیز آگے بڑھ کر قلعہ کے دروازہ پر آ کر ٹھہر گیا، دروازے پر زنجیریں پڑی ہوئی تھیں، یکے بعد دیگرے ایک ایک شخص زنجیر کے نیچے سے قلعہ میں داخل ہونے لگا، عبدالسلام بن بکیر بن شاخ اللخمی نے عبدالعزیز سے آ کر کہا، کہ ولید کہتا ہے کہ میں خود باہر آنا چاہتا ہوں پھر جو آپ تصفیہ کریں۔ عبدالعزیز نے کہا اچھی بات ہے، نکل آئے، جب عبدالسلام واپس جانے لگا تو لوگوں نے عبدالعزیز سے کہا اگر وہ نکل ہی آیا تو آپ کیا کریں گے؟ آپ خاموش رہے اور جو لوگ اس کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں انہیں کرنے دیجیے، عبدالعزیز نے عبدالسلام کو آواز دی اور کہا کہ میں اس درخواست کو منظور کرنے کی خاطر جو میرے سامنے پیش کی گئی ہے کوئی ضرورت نہیں دیکھتا۔

ولید بن یزید کے قتل کا واقعہ:

میں نے ایک دراز قد نو جوان کو گھوڑے پر سوار آتے دیکھا جو قصر کے دیوار کے قریب پہنچا، اور اس پر چڑھ کر قصر کے اندر اتر گیا، میں بھی قصر کے اندر گیا۔ دیکھا کہ ولید مصری لمل کا کرتہ، قلمکار کا پانچامہ پہنے کھڑا ہے، تلوار بھی ہے مگر نیام میں، لوگ اسے برا بھلا کہہ رہے ہیں، اتنے میں بشر بن شیبان کنانہ بن عمیر کا آزاد غلام اور یہ وہی تھا جو دیوار پھاند کر قصر میں آیا تھا، اس کی جانب بڑھا، یزید قصر کے دروازے کی سمت چلا۔ میرا یہ خیال ہے کہ وہ عبدالعزیز کے پاس جانا چاہتا تھا۔ عبدالسلام اس کے داہنے اور عمرو بن قیس کا آزاد غلام اس کی بائیں جانب تھا، بشر بن شیبان نے اس کے سر تلوار کا وار کیا، پھر اور سب لوگوں نے تلواروں سے اس پر حملہ کیا، ولید مارا گیا، عبدالسلام اس کا سر کاٹنے کے لیے اس پر گر پڑا، اس کی وجہ یہ تھی کہ یزید بن الولید نے ولید کے سر کے لیے ایک لاکھ انعام مقرر کیا تھا۔ خالد بن عبداللہ القسری کے آزاد غلام ابوالاسد نے آ کر اس کی جلد کا ایک بالشت ٹکڑا کاٹ لیا اور اسے خالد بن عبداللہ کے پاس جو ولید کے عسکر میں مقید تھا لے گیا، لوگوں نے اس کے عسکر اور خزانوں کو لوٹ لیا۔ یزید العلیمی ابوالبطریق بن یزید

جس کی بیٹی حکم بن الولید کی بیوی تھی۔ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے اس مال و متاع کی جو میری بیٹی کا ہے آپ حفاظت کیجیے چنانچہ کسی شخص کی دسترس ان اشیاء تک نہ ہو سکی جن کے لیے اس نے کہہ دیا تھا کہ یہ اس کی ہیں۔

ولید بن یزید کے سر کی تشہیر:

عمر بن مروان الکلمی کہتا ہے کہ یزید کے قتل ہوتے ہی میں نے اس کی بائیں ہتھیلی کاٹ لی اور اسے یزید کے پاس بھیج دیا گیا اس طرح اس کے سر سے پہلے میں نے یہ کف اس کے پاس شب جمعہ کو پہنچا دیا اس کا سر دوسرے دن صبح کو یزید کے پاس پہنچا۔ نماز جمعہ کے بعد یزید نے اس سر کو تشہیر کے لیے لٹکا دیا۔

اہل دمشق نے عبدالعزیز کے متعلق بری خبریں مشہور کی تھیں مگر جب ولید کا سر دیکھا تو چپ ہو گئے۔ اور غلط خبروں کی اشاعت سے رک گئے۔

جب یزید نے سر کے نصب کرنے کا حکم دیا تو یزید بن فروہ بن مروان کے آزاد غلام نے اس سے کہا کہ سر تو خارجیوں کے نصب کیے جاتے ہیں یہ تو تمہارا چچیرا بھائی اور خلیفہ ہے مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ نے اس کے سر کو نصب کر دیا تو دلوں میں اس کی ہمدردی پیدا ہوگی اور اس کے خاندان والوں کو اس کا بدلہ لینے کے لیے جوش آ جائے گا۔ یزید نے کہا بخدا! میں ضرور نصب کروں گا۔ چنانچہ اسے ایک نیزے پر نصب کر دیا پھر اس نے کہا کہ اسے لے جاؤ اور تمام دمشق میں گشت کراؤ اور پھر اس کے باپ کے مکان میں لے جانا اس نے اس حکم کی تعمیل کی اسے دیکھ کر عام لوگ اور ولید کے گھر والے شور وادوا کر کے لگے وہ پھر اسے یزید کے پاس لے آیا۔ یزید نے اسے حکم دیا کہ تم اسے اپنے مکان لے جاؤ تقریباً ایک ماہ وہ سر اس کے پاس رہا پھر اس سے یزید نے کہا کہ اسے اس کے بھائی سلیمان کو لے جا کر دے دو یہ سلیمان ولید کا بھائی بھی ان لوگوں میں تھا جو اس کے مخالف تھے ابن فروہ نے سر کو غسل دیا اسے ایک ٹوکڑے میں رکھ سلیمان کے پاس لایا۔ سلیمان نے اسے دیکھ کر کہا اسے دور کر دو میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ میخوار دیوانہ اور فاسق تھا اور اس فاسق نے میری جان لینے کا ارادہ کیا تھا ابن فروہ اس کے مکان سے نکلا تھا کہ ولید کی ایک آزاد لونڈی اسے ملی۔ اس نے اس سے کہا دیکھو سلیمان نے کس قدر سخت الفاظ اس کے متعلق کہے اور یہ بھی کہا کہ وہ میری زندگی کے درپے ہوتا تو اسے کرگذرتا اسے اس ارادہ سے کون روک سکتا ہے۔

عبدالرحمن بن مصدق کی روایت:

عبدالرحمن بن مصدق راوی ہے کہ یزید بن الولید نے مجھے ابو محمد السفیانی کے مقابلہ کے لیے بھیجا جسے ولید نے یزید کے خروج کی خبر سن کر دمشق کا حاکم بنا کر بھیجا تھا۔ جب یہ ذنبہ آیا تو یزید کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی اس نے مجھے بھیجا میں اس سے جا کر ملا اس سے مصالحت کر لی اور یزید کے لیے بیعت لے لی ہم ابھی ذنبہ ہی میں تھے کہ صحرا کی جانب سے ایک شخص آتا ہوا ہمیں نظر پڑا میں نے ایک شخص کو اس کی طرف دوڑایا وہ اسے میرے پاس لے آیا سامنے آنے پر معلوم ہوا کہ وہ غزیل ابوالکامل مشہور گویا تھا یہ ولید کی خجری مریم نام پر سوار تھا اس نے ہمیں بتایا کہ ولید قتل کر دیا گیا میں یزید کے پاس فوراً پٹنٹ آیا مگر یہاں آ کر معلوم ہوا کہ میرے آنے سے پہلے ہی اس کی اطلاع اسے پہنچ چکی ہے۔ وکین بن شاخ الکلمی ثم العامری راوی ہے کہ جس روز ولید قتل کیا گیا میں نے بشر بن لمبأ العامری کو دیکھا کہ وہ تلوار سے قصر نجراء کے دروازہ کو مار رہا تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا:

و لا تذهب صنائعہ ضللا

سنسبکی خالد اہمہندات

تترجمہ: ”ہم عنقریب (خالد بن عبداللہ القسری) کو فولا دی تنواروں سے روئیں گے اور اس کے احسانات یوں ہی ضائع نہ جائیں گے۔“

ولید بن یزید کے قتل کے مدعی:

ابوعاصم الزیادی راوی ہے کہ ولید کے قتل کا دس شخصوں نے دعویٰ کیا، میں نے ولید کے سر کی جلد کو وجہ الفلّس کے ہاتھ میں دیکھا اس نے کہا کہ میں نے ولید کو قتل کیا تھا اور یہ کھال کا ٹکڑا بطور علامت لے لیا، اس کے بعد ایک اور شخص نے آکر اس کا سر کاٹ لیا اور یہ کھال کا ٹکڑا میرے ہاتھ میں رہ گیا، وجہ الفلّس کا نام عبدالرحمن تھا۔ حکم بن نعمان ولید بن عبدالملک کا آزاد غلام راوی ہے کہ منصور بن جہور دس آدمیوں کے ساتھ ولید کا سر لے کر یزید کے پاس آیا تھا، ان دس میں روح بن مقبل بھی تھا۔ روح نے کہا امیر المومنین کو فاسق کے قتل اور عباس کی گرفتاری کی بشارت ہو، جو لوگ اس سر کو لائے تھے ان میں عبدالرحمن وجہ الفلّس اور بشر کنانہ الکھی کا آزاد غلام بھی تھا۔ یزید نے ہر ایک کو دس دس ہزار دیئے۔

جس روز ولید مارا گیا اس نے جب کہ وہ دشمن سے لڑ رہا تھا اعلان کر دیا کہ جو شخص دشمنوں میں سے کسی ایک کا سر لائے گا اسے پانچ سو دیئے جائیں گے، چنانچہ کچھ لوگ چند سر لائے، ولید نے حکم دیا کہ ان کے نام لکھ لیے جائیں، اس پر اس کے مولیوں میں سے ایک اس شخص نے جو سر لائے والوں میں تھا کہا امیر المومنین آج کا دن ایسا نہیں ہے کہ اس میں انعام قرض رکھا جائے۔

مالک اور عمرو الوادی کا فرار:

ولید کے ہمراہ مالک بن ابی السرح گویا، اور عمرو الوادی بھی تھے، جب ولید کے ساتھی اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور اسے محصور کر لیا گیا تو مالک نے عمر سے کہا تم مجھے نکال لے چلو۔ عمرو نے کہا یہ وفاداری کے خلاف ہے اور ہم سے کوئی کیا تعارض کرے گا کیونکہ ہم جنگجو لوگوں میں نہیں ہیں، مالک نے کہا تم پاگل ہو، اگر انھوں نے ہم پر قابو پالیا تو سب سے پہلے وہ مجھے اور تمہیں ہی قتل کریں گے۔ پھر اس کا سر ہمارے دونوں کے سروں کے بیچ میں رکھا جائے گا، اور عوام کو بتایا جائے گا کہ اس وقت بھی یہ لوگ اس کے ساتھ تھے اور اس پر سب سے سخت الزام ہماری جت کا لگایا جائے گا، اس کے بعد یہ دونوں وہاں سے بھاگ گئے۔

ولید بن یزید کی مدت حکومت:

اکثر ارباب سیر کا اتفاق ہے کہ ولید بروز، پینشنہ ماہ جمادی الآخر ۱۲۶ھ کے ختم ہونے میں ابھی دو راتیں باقی تھیں کہ قتل کیا گیا۔ البتہ اس کی مدت خلافت میں اختلاف ہے ابوالمعشر کہتے ہیں کہ ولید ایک سال تین ماہ خلیفہ رہا، ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ اس کی مدت خلافت ایک سال دو ماہ اور بائیس روز تھی۔ اسی طرح اس کی عمر میں بھی اختلاف ہے، ہشام بن محمد الکھی کہتے ہیں کہ جب وہ قتل کیا گیا اس کی عمر اڑتیس سال تھی، محمد بن عمرو نے چھتیس سال بتائی ہے۔

ولید بن یزید کی عمر:

بعضوں نے بیالیس سال کہی ہے، دوسروں نے اکتالیس اوروں نے پینتالیس اور کسی نے چھیالیس سال بیان کی ہے۔ ابو العباس ولید کی کنیت تھی۔ اس کی ماں ام الحجاج بنت محمد بن یوسف اشقی تھی، نہایت غصہ ور آدمی تھا، پیروں کی انگلیاں دراز تھیں، اس

قد رتوی تھا کہ لوہے کی ایک سلاخ زمین میں گاڑ دی جاتی، اس میں ڈوری اس کے پاؤں میں باندھ دی جاتی پھر وہ اچھل کر گھوڑے پر سوار ہو جاتا اور وہ سلاخ زمین سے اکھڑ جاتی بغیر ہاتھ لگائے گھوڑے پر سوار ہو جاتا تھا، اچھا شاعر تھا اور بڑا شرابی تھا۔
ابو الزناد کا بیان:

الزناد راوی ہے کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں ہشام کی خدمت میں حاضر تھا اور امام زہری بھی اس کے پاس تھے یہ دونوں ولید کا تذکرہ کر کے اس کی مذمت کرتے رہے اور اس پر شدید عیوب کا الزام عائد کرتے رہے، مگر میں نے اس گفتگو میں مطلقاً حصہ نہیں لیا، اتنے میں ولید نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی جب وہ اجازت لے کر دربار میں آیا تو میں نے اس کے چہرے پر غصہ کے آثار نمایاں دیکھے، ولید تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا۔
ابو الزناد اور ولید بن یزید کی گفتگو:

ہشام کے انتقال کے بعد اس نے میرے متعلق اپنے کسی عہدیدار کو لکھا، میں اس کے پاس بھیج دیا گیا، اس نے تپاک سے میرا خیر مقدم کیا اور پوچھا ابن ذکوان تم کیسے ہو پھر بڑی مہربانی سے میری حالت پوچھتا رہا، پھر کہنے لگا۔ تمہیں وہ دن یاد ہے جب احوال (ہشام) اور فاسق زہری بیٹھے ہوئے میری برائی کر رہے تھے میں نے کہا جی ہاں! مجھے اس روز کا واقعہ یاد ہے مگر ان دونوں کی گفتگو میں میں نے کوئی حصہ نہیں لیا تھا، ولید نے کہا تم سچ کہتے ہو، کیا تم نے اس غلام کو دیکھا تھا جو ہشام کے سر بانے کھڑا تھا، میں نے کہا جی ہاں، ولید نے کہا اسی نے مجھ سے اس روز کی ساری گفتگو بیان کی، بخدا! اگر فاسق زہری زندہ رہتا تو میں اسے قتل کر ڈالتا، میں نے کہا جب آپ آئے تھے اسی وقت میں نے آپ کے غصہ کو آپ کے چہرے سے تاڑ لیا تھا، پھر اس نے کہا، اے ابن ذکوان ہشام میری عمر لے گیا، میں نے کہا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دے گا اور اپنی امت کو آپ کی زندگی سے بہرہ مند کرے گا۔
ولید بن یزید کی سے نوشی:

پھر اس نے شام کا خاصہ طلب کیا، ہم دونوں نے کھانا کھایا، مغرب کا وقت آ گیا، دونوں نے نماز پڑھی، پھر عشاء کے وقت تک باتیں کرتے رہے پھر دونوں نے نماز پڑھی، ولید بیٹھ گیا اور اس نے شراب مانگی، خدام ایک ڈھکا ہوا جام لائے، تین لونڈیاں آئیں اس کے سامنے میرے اور اس کے درمیان آ کر تالیاں بجانے لگیں، ولید نے جام شراب پی لیا، وہ چلی گئیں اور ہم پھر باتیں کرتے رہے، پھر اس نے شراب طلب کی اور ان باندیوں نے آ کر پھر اسی طرح کیا جیسا کہ وہ پہلے کر چکی تھیں۔ غرض کہ صبح ہونے تک وہ اسی طرح باتیں کرتا جاتا تھا اور شراب پیتا تھا اور باندیاں آ کر اس کے سامنے تالیاں بجاتی تھیں۔ میں نے شمار کیا کہ اس نے رات بھر میں ستر قدے شراب پی۔ اس سنہ میں خالد بن عبداللہ القسری قتل کیا گیا۔

خالد بن عبداللہ القسری کی حیرہ میں اسیری:

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ہشام نے خالد کو خراسان اور عراق کی صوبہ داری سے علیحدہ کر دیا گیا تھا اور ان کی جگہ یوسف بن عمرو کو عراق کا صوبہ دار مقرر کیا تھا، اس طرح وہ کچھ مہینے کم پندرہ سال عراق کا صوبہ دار رہا، کیونکہ ۵۰ ہجری میں وہ ہشام کی جانب سے عراق کا صوبہ دار ہوا، اور ماہ جمادی الاول ۱۲۰ ہجری میں اپنی خدمت سے علیحدہ کیا گیا، جب ہشام نے اسے معزول کر دیا اور واسط میں یوسف اس کے پاس پہنچا تو یوسف نے اسے گرفتار کر کے واسط ہی میں مقید کر دیا۔ جب یوسف حیرہ آیا تو خالد مع اپنے

بھائی اسمٰعیل بن عبد اللہ اپنے بیٹے یزید بن خالد اور بھتیجے منذر بن اسد بن عبد اللہ کے کامل اٹھارہ ماہ میں قید رہا۔ یوسف نے ہشام سے درخواست کی کہ مجھے اجازت دی جائے۔ کہ میں جس طرح چاہوں خالد سے سلوک کروں اور اسے عذاب دوں، مگر ہشام نے اس کی درخواست کو منظور نہیں کیا، یوسف نے بار بار اس معاملہ میں ہشام کو لکھا اور اس کے خلاف یہ حیلہ پیش کیا کہ اس نے مال گزاری کو برباد کر دیا اور بہت ساسرکاری روپیہ نہیں کیا ہے۔ ہشام نے صرف ایک مرتبہ اس پر سختی کرنے کی اسے اجازت دی اور اپنا خاص محافظ سپاہی اس غرض سے بھیجا کہ جو کچھ اس کے ساتھ کیا جائے وہ اس کے سامنے ہو علاوہ بریں اس نے یوسف کو بتا دیا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہاری قید کے اثناء میں اگر وہ اپنی موت بھی مرا تو میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا۔

یوسف بن عمر اور خالد بن عبد اللہ بن تلخ کلامی:

یوسف نے خالد کو اپنے پاس طلب کیا، خود حیرہ میں ایک دکان پر بیٹھ گیا، تمام لوگ جمع ہو گئے، یوسف نے اس سے سوالات شروع کیے، مگر خالد نے ایک کا بھی جواب نہیں دیا، اس پر یوسف نے اسے گالیاں دیں اور اسے ابن الکاہن کہا (اس سے مراد شق بن صعب الکاہن تھا) خالد نے کہا تو احمق ہے یہ نام لے کر تو نے میرے شرف کا اظہار کیا، تو ابن السبا ہے کیونکہ تیرا باپ بے فروش تھا۔ اس کے بعد یوسف نے اسے پھر قید میں ڈال دیا۔

خالد بن عبد اللہ کی رہائی:

۱۲۱ ہجری کے ماہ شوال میں ہشام نے یوسف کو خالد کی رہائی کا حکم بھیجا۔ رہا ہو کر خالد نے مقام دوران کوفہ کے پل عقب میں اسمٰعیل بن عبد اللہ کے قصر میں سکونت اختیار کی اور اس کا بیٹا یزید بن خالد تنہا بنی طے کے علاقہ میں سے ہوتا ہوا دمشق پہنچا اب خود خالد مع اسمٰعیل اور ولید کے روانہ ہوا۔ عبد الرحمن بن عنبسہ بن سعید بن العاص نے ان کے لیے رخت سفر مہیا کیا اور اس نے تمام مال و متاع بنی مقاتل کے قصر میں تھے گرفتار کر لیے، یوسف نے انھیں زد و کوب کیا، انھیں فروخت کیا اور بعض آزاد غلاموں کو پھر غلامی میں ڈال دیا۔ جب خالد اس قصر میں آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کا سب کچھ جا چکا ہے اس لیے وہ سیدھا بیت آیا پھر وہاں سے وہ اس گاؤں میں آ کر ٹھہرا جو رصافہ کے دروازے کے مقابل واقع ہے یہاں ماہ شوال کے بقیہ دن۔ ذیقعدہ ذی الحجہ اور محرم و صفر گزرا، کیونکہ ہشام اسے اپنے پاس آنے کی اجازت ہی نہیں دیتا تھا۔ ابرش خالد سے مراسلت کرتا رہتا تھا، اب زید بن علی نے خروج کیا اور وہ قتل کیے گئے۔

یوسف بن عمر کا خالد پر الزام:

یثم بن عدی کا بیان ہے کہ یوسف نے ہشام کو یہ بھی لکھا تھا کہ بنی ہاشم کے خاندان کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ وہ بھوکے مر رہے تھے ان میں ہر شخص کی تمام کوشش اپنے اہل و عیال کے قوت مہیا کرنے پر مبذول تھی، مگر خالد نے اپنے دور حکمرانی میں ان کو خوب روپیہ دیا جس سے وہ ایسے قوی ہو گئے کہ خلافت کے خواہشمند بن گئے۔ زید نے خالد کی رائے سے خروج کیا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ خالد عراق کی سڑک پر ایک گاؤں میں مقیم تھا اور اسے وہاں کی ساری خبریں معلوم ہوتی رہتی تھیں۔

حکم بن حزن کی اہانت:

خط کے پورا پڑھنے تک ہشام خاموش رہا۔ پھر اس نے حکم بن حزن القنی سے جو یوسف کے مرسلہ وفد کا سردار تھا اور جسے

یوسف نے اپنے خط کے مضمون کی تصدیق کی، ہشام نے کہا تو اور تیرا بھیجنے والا دونوں جھوٹے ہیں، ہم خالد پر چاہے جس بات کا الزام لگائیں مگر اس کی اطاعت اور وفاداری پر تہمت نہیں لگائی جاسکتی۔ پھر ہشام نے حکم کو اس کی گردن پکڑوا کر دربار سے نکال دیا۔ اس واقعہ کی اطلاع خالد کو پہنچی وہ اس مقام سے چل کر دمشق آ کر قیام پذیر ہو گیا۔ جب موسم گرما کے جہاد کا زمانہ آیا تو یزید اور ہشام موسم گرما کی مہم کے ساتھ چلا، کلثوم بن عیاض القسری ان دنوں دمشق کا حاکم تھا اور یہ خالد کے ساتھ تھل سے پیش آتا تھا۔

کلثوم کی خالد کے خلاف شکایت:

جب یہ لوگ رومی علاقہ میں پہنچ گئے تو دمشق کے مکانات میں آگ لگ گئی۔ ایک عراقی ابو العیرس نام اور اس کے ساتھی ہر شب خالد سے ملنے آتے تھے اس کے چلے جانے کے بعد جب آگ لگی تو ان لوگوں نے چوریاں شروع کیں اس وقت اسمعیل بن عبداللہ منذر بن اسد بن عبداللہ اور سعید اور محمد خالد کے بیٹے رومیوں سے ایک جھگڑا پیش آنے کی وجہ سے ساحل بحر پر تھے، کلثوم نے ہشام کو آگ لگنے کی اطلاع دی اور یہ بھی لکھا کہ ایسی آگ کبھی پہلے نہیں لگی یہ خالد کے موالیوں کی حرکت معلوم ہوتی ہے تاکہ اس موقع پر وہ بیت المال کو لوٹ لیں۔

خالد کے خاندان و موالیوں کی گرفتاری کا حکم:

ہشام نے اسے حکم دیا کہ خالد کے تمام چھوٹے بڑے بچے، موالی اور عورتیں گرفتار کر لی جائیں، چنانچہ اسمعیل، منذر محمد اور سعید ساحل سے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا کر لائے گئے، جو موالی ان کے ہمراہ تھے انھیں بھی گرفتار کر لیا گیا، ام جریر خالد کی بیٹی رایتہ اور تمام عورتیں اور بچے گرفتار کر لیے گئے۔ کلثوم نے ابو العیرس پر چھاپہ مارا، اسے اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ ولید بن عبدالرحمن دمشق کے افسر مال نے ہشام کو ابو العیرس اور اس کے جتھے کی گرفتاری کی اطلاع دی۔ ہر شخص کا نام اس کی سکونت اور اس کا قبیلہ لکھ دیا مگر ایک شخص کے متعلق بھی یہ نہیں لکھا کہ یہ خالد کے موالیوں میں ہے اس پر ہشام نے کلثوم کو جو حکم بھیجا اس میں اسے بہت ڈانٹا، جرو تو بخ کی اور حکم دیا کہ خالد کے تمام اہل و عیال کو فوراً رہا کر دے۔ کلثوم نے سب کو تو چھوڑ دیا مگر اس کے موالیوں کو اس غرض سے قید رکھا کہ خود خالد آ کر اس سے ان کی رہائی کی درخواست کرے۔

خالد بن عبداللہ کی محص میں آمد:

جب خالد اور تمام مجاہد رومی علاقہ سے جہاد کر کے اپنے علاقہ میں پہنچے تو اسے اپنے اہل و عیال کی گرفتاری اور قید کا علم ہوا۔ مگر اسے ان کی رہائی کی خبر نہیں ملی، یزید بن خالد ایک کثیر جماعت کے ساتھ محص پہنچا، اور خالد دمشق آ کر اپنے مکان میں فروکش ہوا۔ صبح کے وقت لوگ ملنے آئے اس نے اپنی دو بیٹیوں زہب اور عاتکہ کو بلایا اور کہا کہ چونکہ میں بہت بڑھا ہوا ہوں تم دونوں ہر وقت میری خدمت کے لیے موجود رہو، اس بات سے وہ خوش ہوئیں، اب اسمعیل اس کا بھائی اور یزید اور سعید اس کے دونوں بیٹے اس سے ملنے آئے، خالد نے انہیں اپنے پاس بلایا، اس کی دونوں بیٹیاں ایک طرف ہو جانے کے لیے اس کے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اس نے کہا یہ کیوں ہوتی ہیں، ہشام تو انہیں روزانہ چیل خانہ گھسیٹ کر لے جاتا تھا۔ جب اور لوگ اندر آئے تو اسمعیل اور اس کے دونوں بیٹے اس کی دونوں بیٹیوں کے سامنے اوٹ کے لیے کھڑے ہو گئے۔

خالد بن عبداللہ کی ہشام کو دھمکی :

خالد نے کہا میں تو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے خلیفہ کے حکم کی فرمانبرداری اور اطاعت میں گیا اور میرے پیچھے میری مخالفت کی گئی، میری اور میرے خاندان کی مستورات گرفتار کر کے بحرین کے ساتھ مشرکین کی طرح قید کر دی گئیں، اور تم میں سے کسی کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ دریافت کرتا کہ اس فرمانبردار عقیدت کیش کی حرم کیوں قید کی جا رہی ہیں، تم نے قتل کیے جانے کا خوف کیا مگر میں اللہ سے تمہیں ڈراتا ہوں، اب میری اور ہشام کی صرف اسی صورت میں نبھ سکتی ہے کہ وہ مجھے آزار پہنچانے سے باز آئے ورنہ میں اس شخص کے لیے تحریک شروع کروں گا، جو عراقی مزاج، شام کا ساکن، اور جس کا جاز وطن ہے، یعنی محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن سہل کے لیے اور میں تم لوگوں کو اجازت دیتا ہوں کہ تم ہشام کو اس کی اطلاع کر دو۔ جب ہشام کو یہ بات معلوم ہوئی تو کہنے لگا کہ ابو الہیثم سٹھیا گیا ہے۔

ابو الخطاب کی روایت :

ابو الخطاب راوی ہے کہ خالد نے کہا تھا کہ اگر اس رصافہ والے یعنی ہشام نے بدسلوکی کی تو ہم اپنا سردار اسے بنائیں گے جو شامی، حجازی اور عراقی ہے، چاہے اس میں ایسا شور و غوغا پیدا ہو جس کی گونج تمام اطراف میں ٹکرائے، جب ہشام کو اس کی خبر ہوئی تو ہشام نے خالد کو لکھا تو ایک بیہودہ لغو گو، کمینہ ذلیل انجیلی ہے تو اور مجھے دھمکی دے، کسی نے سوائے ایک عیسیٰ نے دو شعر اس کی تعریف میں کہہ دیئے۔

خالد بن عبداللہ کی گرفتاری :

خالد یزید اور اس کے خاندان والے دمشق ہی میں مقیم رہے۔ اس اثناء میں یوسف برابر ہشام سے اصرار کرتا رہا کہ یزید کو میرے حوالے کر دیجئے، ہشام نے کلثوم کو لکھا کہ یزید کو گرفتار کر کے یوسف کے پاس بھیج دے۔ کلثوم نے رسالہ کا ایک دستہ یزید کی گرفتاری کے لیے بھیجا، یزید اس وقت اپنے مکان ہی میں تھا، یزید نے اس رسالہ پر ایسا حملہ کیا کہ وہ منتشر ہو گئے اور یہ اپنے گھوڑے پر ان کی گرفت سے نکل گیا۔ رسالہ نے جا کر کلثوم کو اس واقعہ کی اطلاع دی، کلثوم نے دوسرے ہی دن صبح کو خالد کی گرفتاری کے لیے سپاہی بھیجے، خالد نے اپنے کپڑے منگا کر پینچے عورتیں رونے چلانے لگیں، ان سپاہیوں میں ایک نے کہا اگر آپ انہیں منع کر دیں تو یہ خاموش ہو جائیں گے خالد نے کہا اور وہ کیوں میرے حکم سے خاموش نہ ہو جائیں، بخدا! اگر عہد و اطاعت کا مجھے پاس نہ ہوتا تو بنی قسر کے غلام کو معلوم ہو جاتا کہ وہ میرے ساتھ یہ سلوک نہیں کر سکتا، تم میری یہ بات اس سے جا کر کہہ دو۔ اگر وہ عرب ہے جیسا کہ وہ دعویٰ کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی اصل نسل مجھ سے پوچھے۔

خالد بن عبداللہ کی رہائی :

خالد ان لوگوں کے ہمراہ چلا گیا۔ اسے دمشق کے جیل خانہ میں قید کر دیا گیا، اسلعل اس دن ہشام کے دربار میں رصافہ پہنچا، ابو الزبیر ہشام کے حاجب کو خالد کی گرفتاری کی اطلاع دی، ابو الزبیر نے ہشام سے جا کر کہا، ہشام نے کلثوم کو سخت لہجہ میں ایک خط لکھا، جس میں اسے ڈانٹا اور لکھا کہ جس کی قید کا میں نے حکم دیا اسے تو تو نے چھوڑ دیا اور جس کے متعلق میں نے حکم نہیں دیا اسے تو نے قید کر دیا ہے، تو فوراً خالد کو رہا کر دے، کلثوم نے اسے رہا کر دیا۔

ہشام کی خالد بن عبداللہ سے جواب طلبی:

ہشام جب کوئی کام کرنا چاہتا تھا تو ابرش کو حکم دیتا چنانچہ ابرش نے ہشام کے حکم سے یہ خط خالد کو لکھا: امیر المومنین کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ عبداللہ بن ثویب الضبی (ضہ بن سعد جو عذرہ بن سعد کے بھائی تھے) نے تمہیں مخاطب کر کے کہا ہے کہ اے خالد! میں تمہیں دس خصلتوں کی وجہ سے دوست رکھتا ہوں، اللہ کریم ہے اور تم بھی کریم ہو، اللہ بخشنے والا ہے تم بھی بخشنے والا ہو، اللہ حلیم ہے تم بھی حلیم ہو، اسی طرح اس نے دس صفتیں بیان کیں، امیر المومنین نے اللہ کی قسم کھا کر کہا ہے کہ اگر اس اطلاع کی مجھے تحقیق ہوگئی تو میں تمہارا خون حلال کروں گا، اس لیے تم مجھے اس واقعہ کی اصلیت لکھو تاکہ میں امیر المومنین کو اس کے مطابق اطلاع دوں۔

خالد بن عبداللہ کا ہشام کے نام خط:

خالد نے لکھا جس صحبت کا یہ واقعہ ہے اس میں اتنے لوگ شریک تھے کہ کسی ایک مفید فاجر کے لیے یہ ناممکن ہے کہ وہ واقعات کو مسخ کر کے بیان کر سکے، اصل واقعہ یہ ہے کہ عبداللہ بن ثویب میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں دس خصلتوں کی وجہ سے تمہیں دوست رکھتا ہوں، اللہ کریم ہے اور چونکہ وہ ہر کریم کو دوست رکھتا ہے اس لیے وہ تمہیں دوست رکھتا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھتا ہے اس وجہ سے میں تمہیں دوست رکھتا ہوں۔ اسی طرح اس نے دس صفات گنائیں، مگر ان سب سے بڑھ کر تو یہ بات ہے کہ شقی الکمری کے بیٹے نے امیر المومنین سے جا کر پوچھا، امیر المومنین کیا جس شخص کو اپنی رعایا پر آپ اپنا خلیفہ مقرر کر دیں، وہ آپ کے نزدیک زیادہ معزز ہے یا آپ کا رسول، امیر المومنین نے جواب دیا کہ میرا خلیفہ اس شقی کے بھائی ہے، اللہ کے خلیفہ ہیں۔ اور محمد ﷺ اس کے رسول تھے، بخدا! بنی بجیلہ کا ایک شخص اگر گمراہ ہو جائے تو عام و خاص کو اس سے اتنا ضرر نہیں ہوگا جتنا کہ امیر المومنین کی خلافت سے۔

ابرش نے خالد کا خط پڑھ کر ہشام کو سنایا۔ ہشام نے کہا ابوالہیثم سنبھا گیا ہے۔

خالد بن عبداللہ کی دمشق میں طلبی:

ہشام کی زندگی تک خالد دمشق ہی میں مقیم رہا، اس کے انتقال کے بعد جب ولید خلیفہ ہوا تو فوجی جمیعتوں کے تمام سردار ولید کے پاس آئے، ان میں خالد بھی تھا، ولید نے کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی، خالد نے اس کی شکایت کی اور اجازت طلب کی، ولید نے اسے اپنے دربار میں آنے کی اجازت دے دی، یہ مجرا بجالا کر دمشق واپس آیا اور کئی ماہ اس کے ہاں قیام کو گزار گئے، پھر ولید نے خالد کو لکھا کیا تم نہیں جانتے کہ امیر المومنین کو پچاس لاکھ کا علم ہے، تم میرے اس قاصد کے ہمراہ مجھ سے ملنے آؤ، البتہ میں نے اسے حکم دے دیا ہے کہ وہ تمہاری تیاری سفر میں تعیل نہ کرے۔

خالد بن عبداللہ کو عمارہ بن ابی کلثوم کا مشورہ:

خالد نے اپنے معتمد علیہ دوستوں کو جن میں عمارہ بن ابی کلثوم الازدی بھی تھا اپنے پاس بلایا، ولید کا خط سنایا اور مشورہ لیا، انھوں نے کہا ولید آپ کے لیے مامون نہیں ہے، اس لیے آپ دمشق میں گھس کر تمام سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لیجیے اور پھر جسے آپ چاہیں اپنی طرف کر لیں، کیونکہ دمشق میں بیشتر آپ کے ہم قوم ہیں، دو شخص بھی ایسے نہ نکلیں گے جو آپ کی مخالفت کریں۔ خالد نے پوچھا اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے، انھوں نے کہا تو صرف یہ کیجیے کہ سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لیجیے اور وہیں رہ کر اپنی کی حفاظت کا

حتمی وعدہ لے لیجیے خالد نے پھر پوچھا اور کیا ہو سکتا ہے، انھوں نے کہا یا پھر آپ روپوش ہو جائیں۔ خالد نے کہا آپ لوگوں کی اس بات کو کہ میں اپنے لیے جسے میں چاہوں دعوت دوں، اس لیے پسند نہیں کرتا کہ میں اسے برا سمجھتا ہوں کہ میرے ہاتھوں قوم میں فرقہ بندی اور اختلاف رونما ہو، حفاظت جان کے وعدہ کے متعلق تمہارا مشورہ اس لیے بیکار ہے کہ تم خود جانتے ہو کہ وہ میرے لیے بے خطر نہیں ہے، حالانکہ میرا کوئی گناہ نہیں ایسی صورت میں تم کیونکر یہ توقع کر سکتے ہو کہ سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لینے کے بعد وہ اپنے اس قسم کے کسی عہد کا ایفا کرے گا، روپوشی، بخدا! آج تک میں نے کسی کے خوف سے اپنا سر نہیں چھپایا اور اب جی کہ میری اتنی عمر ہو چکی ہے کیا منہ چھپاؤں، میں جاتا ہوں اور اللہ سے استعانت کرتا ہوں۔

خالد کی ولید کے دربار میں حاضری:

خالد ولید کے پاس آیا، نہ اس نے اسے بلایا اور نہ بات چیت کی، وہ اپنے ہی مکان میں اپنے موالیوں اور خادموں کے ساتھ مقیم رہا۔ جب یحییٰ بن زید کا سرخرا سان سے ولید کے پاس آیا تو تمام لوگ ایک شامیانے میں جمع ہوئے، ولید نے دربار حجب آ کر اپنی جگہ کھڑا ہوا، خالد نے اس سے کہا میرا جو حال ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں، میں چلنے سے معذور ہوں، کرسی میں سوار ہوتا ہوں، حجب نے کہا کوئی شخص سوار ہو کر ولید کے پاس نہیں جاسکتا، اب تین آدمیوں کو ولید نے اپنے پاس بلایا حجب نے خالد سے کہا اٹھو، خالد نے کہا میں معذور ہوں چل نہیں سکتا، پھر ایک یا دو آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دی گئی، اور اس مرتبہ حجب نے پھر خالد سے کھڑے ہونے کے لیے کہا، خالد نے پھر اپنی معذوری کا اظہار کیا۔ پھر دس آدمیوں کو اجازت ملی، حجب نے کہا خالد اٹھو، اب سب لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی گئی، اور ولید نے خالد کو بھی اندر بلایا، خالد کرسی پر سوار ہو کر ولید کے سامنے آیا، ولید اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا، دسترخوان بچھے ہوئے تھے اور سب لوگ اس کے سامنے دو صفوں میں بیٹھے تھے۔ شبہ بن عقال یا عقال بن شبہ تقریر کر رہا تھا، اور یحییٰ بن زید کا سر لٹکا ہوا تھا۔ خالد کو بھی ایک صف میں بٹھا دیا گیا، جب خطیب نے اپنی تقریر ختم کی، ولید دربار سے اٹھ گیا اور تمام درباری چلے گئے، خالد بھی اپنے گھر آ گیا، اس نے درباری لباس اتار ہی تھا کہ ولید کا قاصد اسے پھر بلا لے گیا، یہ سراپردہ سلطانی کے پاس ٹھہر گیا۔

خالد سے یزید کے متعلق جواب طلبی:

ولید کے قاصد نے اس سے آ کر کہا کہ امیر المومنین پوچھتے ہیں۔ کہ یزید بن خالد کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ جب ہشام نے اس پر قابو پالیا تو اسے گرفتار کرنا چاہا اس لیے وہ بھاگ گیا، ہمارا خیال تھا کہ وہ امیر المومنین ولید کے پاس ہوگا مگر جب ان کی خلافت کے بعد بھی وہ ظاہر نہیں ہوا تو ہمارا گمان ہے کہ وہ اپنے ہم قوم خوارج کے علاقوں میں چلا گیا ہوگا اور مجھے اس کا پورا یقین ہے، قاصد نے پھر آ کر اس سے کہا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں۔ تم جھوٹ بولتے ہو تم اسے فتنہ برپا کرنے کے لیے اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو، خالد نے کہا امیر المومنین کو معلوم ہے کہ میں میرا خاندان ہمیشہ مطیع و فرمان بردار رہا ہے، میں، میرا باپ اور دادا سب بنی امیہ کے جاں نثار و وفادار تھے۔

خالد بن عبداللہ کی گرفتاری:

خالد کہتا ہے کہ قاصد کے جلد جلد واپس آنے سے مجھے معلوم تھا کہ ولید اتنا قریب ہے کہ وہ میری گفتگو سن رہا ہے، قاصد نے

پھر آ کر کہا امیر المومنین فرماتے ہیں یا تو تم یزید کو حاضر کرو ورنہ تمہاری جان لوں گا، خالد نے بلند آواز سے قاصد سے کہا کہ جا کر کہہ دے کہ یہی ٹھانی ہے اور اسی کا تصفیہ کر لیا ہے تو اگر میرے قدموں تلے بھی ہو تو میں انہیں تمہاری خاطر اس پر سے نہ اٹھاؤں۔ جو تمہارے جی میں آئے کرو ولید نے اپنی فوج خاصہ کے افسر غیلان کو حکم دیا کہ اسے خوب پیٹو اور ایسا سخت عذاب دو کہ میں اس کے چیخنے کی آواز سنوں۔ غیلان اسے اپنی فرودگاہ میں لے آیا، زنجیروں سے اسے مارنا شروع کیا مگر خالد نے ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نہیں نکالا، غیلان نے ولید سے آ کر کہا سوائے اس شخص کے اور کوئی آدمی میں نے ایسا نہ دیکھا جسے میں نے پیٹا ہوا اور وہ کراہا یا چلایا نہ ہو، ولید نے کہا اب اسے مت پیٹو بلکہ اپنے پاس رکھو، خالد قید کر دیا گیا۔

خالد بن عبداللہ کی فروختگی:

جب یوسف بن عمر عراق سے بہت سارے پیہ لے کر آیا تو خالد کے معاملہ پر درباریوں میں گفتگو ہوئی، ولید نے دربار منعقد کیا، یوسف بھی اس کے پاس موجود تھا، آبان بن عبدالرحمن انمیری نے خالد کے معاملہ میں گفتگو کی۔ یوسف نے کہا میں پانچ کروڑ درہم میں اسے خریدتا ہوں، ولید نے خالد کو کہلا بھیجا کہ یوسف تمہیں پانچ کروڑ میں خرید رہا ہے یا تم اس رقم کی ضمانت پیش کرو ورنہ میں تمہیں اس کے حوالے کیے دیتا ہوں۔ خالد نے سن کر کہا بخدا! عرب کبھی بھی بکنے کے عادی نہیں ہوئے، اور زمین سے ایک لکڑی اٹھا کر کہا اگر وہ اس کو بھی ضمانت میں مجھ سے طلب کرے تو میں ہرگز نہ دوں، جو اس کے جی میں آئے کرے۔

خالد بن عبداللہ پر جبر و تشدد:

ولید نے اسے یوسف کے حوالے کر دیا، یوسف نے اس کے کپڑے اتار کر ایک چغہ اسے پہنایا اور ایک اور اس کے اوپر سے لپیٹ دیا، بغیر کسی گدے یا بستر کے اسے کجاوہ پر سوار کیا اور اس کے ساتھ اسی کجاوہ میں ابو قحافۃ المری ولید بن تلید کا بھتیجا جو ہشام کی جانب سے موصول کا عامل تھا سوار ہوا۔ یوسف خالد کو اس طرح لے کر چلا۔ محدثہ آ کر جو ولید کے عسکر سے ایک منزل کے فاصلہ پر تھا منزل کی خالد کو سامنے بلا کر اس کی ماں کا بری طرح ذکر کرنے لگا۔ خالد نے کہا اللہ تجھ پر لعنت کرے ماؤں کے ذکر سے کیا فائدہ میں اب ایک لفظ بھی تجھ سے نہ بولوں گا، یوسف نے اسے خوب مارا اور سخت تکلیف و ایذا دی مگر اس نے ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نہیں کہا، اب پھر اسے لے کر کوچ کیا، اثنائے سفر میں زید بن تمیم القینی نے دانہ انار کے۔ تو کا شربت اپنے آزا و غلام سالم الاصطط نام کے ہاتھ اسے بھیجا، یوسف کو اس کی خبر پہنچ گئی، اس نے زید کے پانچ سواروں کو اس کے ایک ہزار کوڑے لگوائے۔ حیرہ آ کر یوسف نے ابراہیم اور محمد ہشام کے دونوں بیٹوں کو بلایا، اور ان کے سامنے خالد کو مارنا شروع کیا۔ ابراہیم تو چپ چاپ دیکھتا رہا مگر محمد بن ہشام کا دل بیٹھ گیا، خالد پر تمام دن اسی عذاب میں کٹا، رات کو ایک بڑا بھاری ناہموار پتھر اس کے سینے پر رکھ دیا گیا جس سے وہ اسی شب مر گیا۔ حیرہ کے اطراف اسی چوغے میں جو وہ پہنچتا تھا اسے زمین کے سپرد کر دیا گیا۔

یثیم بن عدی کے بیان کے مطابق اس کی موت محرم ۱۲۶ ہجری میں واقع ہوئی، عامر بن سہلۃ الاشعری نے اس کی قبر پر آ کر اپنا گھوڑا ذبح کیا، اس جرم میں یوسف نے سات سو کوڑے اس کے لگوائے۔

خالد بن عبداللہ کا صبر و استقلال:

ایک شخص کہتا ہے کہ جب خالد کو یوسف نے اپنے سامنے بلایا میں اس وقت موجود تھا یوسف نے ایک لکڑی منگوائی، وہ اس

کے دونوں پاؤں پر رکھی گئی اور اتنے آدمی اس پر کھڑے ہوئے کہ اس کے دونوں پاؤں ٹوٹ گئے۔ مگر بخدا نہ اس نے ایک لفظ زبان سے نکالا اور نہ منہ بنایا۔ پھر لکڑی اس کی پنڈلیوں پر رکھی گئی اور وہ بھی اسی طرح توڑ دی گئیں پھر اس کی دونوں رانوں پر رکھی گئی پھر اس کے دونوں کولہوں پر پھر اس کے سینے پر یہاں تک کہ اسی طرح وہ مر گیا مگر نہ ایک لفظ اس نے زبان سے نکالا اور نہ اس کی ابرو پر بل پڑا۔

یزید بن ولید کی بیعت :

اسی سنہ میں یزید بن الولید بن عبد الملک کے لیے جسے یزید الناقص کہتے ہیں بیعت لی گئی۔ ناقص اس لیے کہا جاتا ہے کہ ولید بن یزید نے لوگوں کی معاشوں میں جو دس دس کا اضافہ کیا تھا اس نے اسے گھٹا دیا۔ ولید کے قتل کے بعد اس نے زیادتی کو کم کر کے معاشوں کی شرح پھر وہی کر دی جو ہشام بن عبد الملک کے عہد میں تھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کا یہ نام سب سے پہلے مروان بن محمد نے رکھا تھا۔ علی بن محمد لکھتا ہے کہ مروان بن محمد نے یزید بن الولید کو سب و شتم کیا اور کہا کہ یہ ناقص بن الولید ہے اس کا نام ہی ناقص رکھ دیا اور اسی وجہ سے اور لوگ بھی اسے اسی نام سے یاد کرنے لگے۔

اسی سنہ میں بنی مروان کی ایک جہتی متزلزل ہو گئی اور فتنہ برپا ہو گیا۔

سلیمان بن ہشام کی بغاوت :

ولید بن یزید کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام بن عبد الملک نے عمان میں علم بغاوت بلند کیا۔ علی بن محمد کہتے ہیں کہ ولید کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام جو عمان میں قید تھا، جیل سے نکل آیا، عمان میں جس قدر سرکاری روپیہ وغیرہ تھا سب پر اس نے قبضہ کر لیا اور دمشق کی طرف روانہ ہوا، ولید پر لعنت بھیجتا تھا اور اس پر کفر کا الزام لگاتا تھا۔

اہل حمص کی بغاوت :

اسی سنہ میں اہل حمص نے عباس بن ولید کے اسباب کو لوٹ لیا، اس کا مکان ڈھا دیا، اور ولید کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اس کی تفصیل یہ ہے۔

علی راوی ہے کہ مروان بن عبد اللہ بن عبد الملک ولید کی جانب سے حمص کا عامل تھا، یہ باتسار اپنی شرافت، بزرگی، فراست اور وجاہت کے بنی مروان کے عمائد میں سے تھا ولید کے قتل کی اطلاع جب اہل حمص کو ہوئی تو انھوں نے شہر کے دروازے بند کر لیے اور ولید کا ماتم برپا کیا، اس کے قتل کی تفصیل پوچھنے لگے، ان میں سے بعض لوگوں نے جو اس کے قتل کے واقعہ میں شریک تھے بیان کیا کہ ہم دشمن سے برابر کا مقابلہ کر رہے تھے بلکہ ہمارا ہی پلہ جنگ میں جھکا ہوا تھا کہ اتنے میں عباس بن الولید عبد العزیز بن الحجاج سے جا ملا۔

آل عباس بن ولید کی گرفتاری :

یہ سننے ہی اہل حمص کو جوش آ گیا، انھوں نے عباس کے مکان کو ڈھا دیا، اسے لوٹ لیا، اس کی حرم کو بھی لوٹا، اس کی اولاد کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور خود اس کی تلاش کرنے لگے مگر وہ یزید بن الولید کے پاس جا چکا تھا، انھوں نے تمام چھاؤنیوں سے مراسلت شروع کی اور انھیں خون کا بدلہ لینے کی دعوت دی، سب نے اس بات کو منظور کر لیا۔ نیز اہل حمص نے اپنے درمیان ایک تحریری عہد کیا

کہ وہ کبھی یزید کی بیعت نہیں کریں گے، بلکہ اگر ولید کے دونوں ولی عہد زندہ ہوں گے تو ان کے لیے بیعت کریں گے اور اگر وہ زندہ نہ رہے ہوں گے تو اس شخص کو اختیار کریں گے جو ان کی معاش گذشتہ محرم سے اس محرم تک دے گا، اور ان کی اولاد کے لیے بھی معاش مقرر کرے گا۔ نیز ان لوگوں نے معاویہ بن یزید بن حصین کو اپنا امیر بنالیا اور مروان بن عبداللہ بن عبد الملک کو جو حص کی دار الامارۃ میں تھا اس کی اطلاع لکھ بھیجی، مروان نے جی یہ خط پڑھا تو کہنے لگا کہ گویا اللہ کی جانب سے یہ خط آیا، یہ بھی ان لوگوں کے ساتھ ہو گیا۔ جب یزید بن ولید کو ان کے طرز عمل کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے قاصدان کے پاس بھیجے۔ ان میں یعقوب بن ہانی بھی تھا، اور اس نے انھیں یہ لکھا کہ میں اپنے لیے دعوت نہیں دے رہا بلکہ میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ باہمی مشورہ سے خلیفہ کا انتخاب کیا جائے۔ عمر بن قیس السکونی نے کہا کہ میں اپنے ولی عہد یعنی ولید بن یزید کے بیٹے کے لیے راضی ہیں۔ یعقوب بن عمر نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا تو لالچی، پاگل ہو گیا ہے، تیری عقل جاتی رہی ہے جس سے تیری مراد ہے اگر وہ یتیم ہو کر تیری صیانت میں رہے تو کبھی خود اس کا مل اسے نہ دے گا چہ جائیکہ تمام قوم کی عنان حکومت اس کے سپرد کرے۔

سلیمان بن ہشام کی اطاعت:

حمص والے یزید بن الولید کے پیامبروں پر جھپٹے اور انھیں نکال باہر کیا۔ اب حمص کی حکومت معاویہ بن یزید بن حصین کے متعلق تھی اور مروان بن عبداللہ کو ان کے معاملہ سے کوئی سرکار نہ رہا تھا۔ اہل حمص کے ساتھ سمط بن ثابت بھی تھا اور اس کے تعلقات معاویہ بن یزید سے کشیدہ تھے۔ ابو محمد السفیانی بھی ان کے ہمراہ تھا، اس نے کہا اگر میں دمشق جا کروں تو لوگوں سے ملوں جاؤں تو کوئی میری مخالفت نہ کرے گا۔ اب یزید بن ولید نے مسرور بن ولید اور ولید بن روح کو ایک زبردست جماعت ان کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا یہ حواریں آ کر ٹھہرے، ان کے ہمراہ اکثر بنی عامر الکلسی تھے۔ سلیمان بن ہشام بھی یزید کے پاس آ گیا، یزید نے اس کی عزت و توقیر کی اور اس کی بہن ام ہشام بنت ہشام بن عبد الملک سے نکاح کر لیا، اور اس کا وہ تمام مال و جائیداد جو ولید نے ضبط کر لی تھی اسے بحال کر دی۔ اسے مسرور بن ولید اور ولید بن روح کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے احکام کی پوری طرح تکمیل کریں۔

مروان بن عبداللہ کا قتل:

ان کے مقابلہ کے لیے اہل حمص بھی آگے بڑھ کر خالد بن یزید بن معاویہ کے ایک گاؤں میں مورچہ بند ہوئے، اور مروان بن عبداللہ نے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی تم لوگ اپنے دشمن سے لڑنے اور اپنے خلیفہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے نکلے ہو، یہ ایسا مقصد ہے کہ مجھے توقع ہے کہ اللہ اس کا تمہیں بڑا اجر و ثواب دے گا۔ ان میں سے ایسے دو شخص تمہارے مقابلہ پر آئے ہیں جو بمنزلہ سینک اور گردن کے ہیں، اگر تم نے انہیں قطع کر دیا تو جو ان کے پیچھے آ رہا ہے۔ اس کا خود میں پیچھا کروں گا۔ اس کے مقابلہ پر تمہارا پلہ بھاری ہوگا، اور ان کا مقابلہ تمہارے لیے آسان ہو جائے گا، میں اسے مناسب نہیں سمجھتا کہ اس فوج کو اپنے پیچھے چھوڑ کر سیدھے دمشق چلے چلیں۔ سمط نے کہا بخدا! یہ ہمارا دشمن ہے اس کا گھر بھی قریب ہے یہ چاہتا ہے کہ ہماری جماعت کو نقصان پہنچے، یہ قدریہ کے عقائد کی جانب میلان رکھتا ہے، یہ سنتے ہی لوگوں نے مروان بن عبداللہ پر حملہ کیا اسے اور اس کے بیٹوں کو قتل کر ڈالا، اور ان کے سر سب کو دکھانے کے لیے بلند کیے، حالانکہ سمط کی اس تقریر کا منشا معاویہ بن یزید کی مخالفت تھا۔

ابو محمد السفیانی کی دمشق کی جانب پیش قدمی:

مروان بن عبداللہ کے قتل کے بعد انھوں نے ابو محمد السفیانی کو اپنا امیر بنایا اور سلیمان بن ہشام کو اطلاع کی کہ تم اپنی جگہ سہرے رہو، ہم خود تمہارے مقابلہ کے لیے آتے ہیں مگر انھوں نے یہ کیا کہ سلیمان کے عسکر کو اپنے بائیں چھوڑ کر سیدھا دمشق کا رخ کیا۔ جب سلیمان کو اس کی خبر ہوئی وہ بڑی سرعت سے ان کے مقابلہ کے لیے بڑھا اور سلیمان بن جو سلیمان بن عبدالملک کا ایک مزرعہ عذراء کے پیچھے دمشق سے چودہ میل کے فاصلہ پر تھا انھیں آیا۔

جب یزید کو اہل حمص کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی اس نے عبدالعزیز بن الحجاج کو تین ہزار فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ پر بھیجا اور حکم دیا کہ عقاب کی گھاٹی پر ٹھہرے، نیز اس نے ہشام بن معاذ کو پندرہ سو فوج کے ہمراہ روانہ کیا اور حکم دیا کہ سلامۃ گھاٹی پر ٹھہرے اور یہ بھی حکم دیا کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں۔

اہل حمص اور سلیمان بن ہشام کی جنگ:

یزید بن مصاد جو سلیمان کی فوج میں تھا راوی ہے کہ اہل حمص کو جب کہ وہ سلیمان بن ہشام نے ملا لیا، انھوں نے زیتون کے جنگل کو اپنی داہنی جانب اور کوہستان کو اپنی بائیں جانب کیا تھا، حباب اس کے پیچھے تھا اور اس طرح صرف ایک ہی سمت سے ان پر حملہ کیا جاسکتا تھا، علاوہ بریں چونکہ وہ اول شب ہی منزل پذیر ہو چکے تھے، انھوں نے اپنے گھوڑوں کو آرام دے کر تازہ دم کر لیا تھا، یہ خلاف اس کے ہم ساری رات سفر کر کے ان تک پہنچے تھے، جب دن چڑھ گیا، گرمی شدید ہوئی، ہمارے گھوڑے بالکل بے دم ہو چکے تھے اور فولاد کے زرہ بکتر ہم پر بوجھل ہو گئے تھے، میں نے مسرور بن الولید سے اس کے پاس جا کر کہا اے ابوسعید میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ امیر اس حالت میں اس وقت فوج کو آگے نہ بڑھائیں، سلیمان میری بات سن رہا تھا، اس نے میرے سامنے آ کر کہا، اے نوجوان! صبر کر، تا وقتیکہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا ہمارے ان کے درمیان جو تصفیہ کرنے والا ہو تصفیہ نہ کر دے میں گھوڑے سے نہیں اتروں گا، آگے بڑھو، اس کے مہینہ پر طفیل بن حارثہ الکھمی اور میسرہ پر طفیل بن زرارۃ الحبشی تھا، اب اہل حمص نے ہم پر حملہ کیا اور ہمارا مہینہ و میسرہ دو سو گز سے زیادہ پسپا ہوا، خود سلیمان قلب میں تھا، وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹا۔ اب سلیمان کی فوج نے دشمن پر حملہ کیا اور انھیں اسی جگہ تک پیچھے دھکیل دیا جہاں وہ پہلے تھے کئی مرتبہ اسی طرح ہوا۔ کہ انھوں نے ہم پر حملہ کیا اور ہم جیسے ان پر ان کے دو سو کے قریب مارے گئے جن میں حرب بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ بھی تھا، اور سلیمان کی فوج کے تقریباً پچاس آدمی کام آئے۔

عبدالعزیز بن الحجاج کا حملہ:

ابو العلاء البہرانی اہل حمص کا مشہور بہادر سامنے آیا اور مبارزت طلب کی اس کے مقابلہ پر حیتہ بن سلامۃ الکھمی نکلا اور نیزہ کا اس پر ایک ایسا وار کیا کہ اسے گھوڑے سے گرا دیا۔ حریش کے آزاد غلام ابو جعدہ نے جو اہل دمشق کی طرف تھا اس پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ اب شیب بن یزید البہرانی نے مبارزت طلب کی، اس کے مقابلہ کے لیے ایراک السعدی جو سعد کے شہزادوں میں سے تھا اور سلیمان بن ہشام کے ساتھ رہا کرتا تھا نکلا۔ شیب پستہ قد تھا، ایراک گرانڈیل تھا۔ جب شیب نے اسے اپنے مقابل آتے دیکھا تو اپنی جگہ واپس چلا گیا، مگر ایراک معرکہ میں ٹھہرا شیب نے اس کے تیر مارا جس نے اس کے عضلہ ساق کو اس کے گھوڑے کے منہ

سے پیوست کر دیا۔ اسی طرح جنگ ہو رہی تھی کہ عبدالعزیز غناب گھائی سے بڑھ کر اہل حمص پر حملہ آور ہوا، ان کے عسکر میں در آیا، بہت سوں کو قتل کیا اور ہم میں آ ملا۔

اہل حمص کی شکست:

سلیمان بن زیاد الغسانی راوی ہے۔ میں عبدالعزیز بن الحجاج کے ہمراہ تھا۔ اہل حمص کے عسکر کو دیکھ کر اس نے اپنی فوج سے کہا تمہیں اس ٹیلے پر پہنچنا ہے جو ان کے عسکر کے وسط میں واقع ہے اگر تم میں سے کوئی پیچھے رہ گیا تو بخدا میں اس کی گردن مار دوں گا اور اپنے علمبردار کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ پھر اس نے حملہ کیا اور ہم نے بھی اس کے ہمراہ حملہ کیا جس نے ہمارا مقابلہ کیا مارا گیا، ہم اسی ٹیلے پر جا پہنچے ان کے عسکر میں شکاف پڑ گیا اور انہیں شکست ہوئی یزید بن خالد بن عبداللہ القسری چلایا کہ خدا سے ڈرو اپنی قوم کو قتل کر رہے ہو۔ یہ سن کر لوگ رک گئے اور اس نے سلیمان اور عبدالعزیز کی کارروائی کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا، اس وجہ سے ذکوانیہ اور سلیمان اور بنی عامر میں جو قبیلہ کلب سے تھے تلوار چلتے چلتے رہ گئی، مگر پھر اس شرط پر کہ اہل حمص یزید بن الولید کے لیے بیعت کر لیں فاتح اپنی جگہ رک گئے۔

ابو محمد السفیانی اور یزید بن خالد کی گرفتاری:

سلیمان بن ہشام نے عبدالعزیز کو بھیج کر ابو محمد السفیانی اور یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ کو گرفتار کرا لیا، یہ انہیں لے کر مصیل بن حارثہ کے پاس سے گذرا ان دونوں نے ان سے چلا کر کہا اے ماموں ہم تمہیں اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ یاد دلاتے ہیں عبدالعزیز انہیں سلیمان کے پاس لایا سلیمان نے انہیں قید کر دیا۔ بنو عامر کو ان کے قتل کیے جانے کا خوف ہوا، اس لیے ان کی ایک جماعت آئی اور ان کے ساتھ خیمہ میں رہی۔ پھر سلیمان نے انہیں یزید بن الولید کے پاس بھیج دیا، یزید نے انہیں قصر خضراء میں ولید کے دونوں بیٹوں کے ہمراہ قید کر دیا۔ نیز ان کے ساتھ اس نے یزید بن عثمان بن محمد بن ابی سفیان عثمان بن الولید کے ماموں کو بھی قید کر دیا۔

سلیمان بن ہشام اور عبدالعزیز کی مراجعت دمشق:

سلیمان اور عبدالعزیز دمشق روانہ ہوئے اور دونوں مقام عذراء میں فروکش ہوئے، اب تمام اہل دمشق نے ایک بات پر اتفاق کر لیا اور سب نے یزید بن ولید کے لیے بیعت کر لی، کچھ دمشق آگئے اور کچھ حمص چلے گئے۔ یزید نے ان کی معاشیں انہیں دیں، ان کے اشراف کو جن میں معاویہ بن یزید بن الحصین سمط بن ثابت، عمرو بن قیس، ابن حرثی اور صقر بن صفوان تھے، انعام و اکرام دیا، نیز اس نے اہل حمص میں سے معاویہ بن الحصین کو کسی جگہ کا عامل بھی مقرر کیا، باقی اور لوگ دمشق ہی میں مقیم رہے، پھر یہ سب اہل اردن اور فلسطین کے مقابلہ پر گئے۔ اس معرکہ میں اہل حمص کے تین سو آدمی مارے گئے تھے۔

فلسطین میں شورش:

اسی سنہ میں اہل فلسطین اور اردن نے سرکشی کی، اپنے عامل کو اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ سعید بن عبدالملک ولید کی جانب سے فلسطین کا عامل تھا، یہ ایک نیک اور اچھا آدمی تھا، یزید بن سلیمان اپنے باپ کے بیٹوں کا سردار تھا اور سلیمان بن عبدالملک کے بیٹے فلسطین آ کر رہا کرتے تھے اس لیے وہاں کے باشندے ان کے ہمسایہ ہونے کی وجہ سے ان سے

محبت کرتے تھے، انہیں ولید کے قتل کی اطلاع ہوئی، اس وقت تمام اہل فلسطین کا سردار سعید بن روح بن زنباع تھا، اس نے یزید بن سلیمان کو لکھا کہ خلیفہ قتل کیا جا چکا ہے، اب آپ یہاں آئیے تاکہ ہم آپ کو اپنا حکمران بنالیں، اس بات کے لیے سعید نے اپنی تمام قوم کو تیار کر لیا۔ نیز اس نے سعید بن عبدالملک کو جو اس وقت سبع میں فروکش تھا لکھا کہ آپ یہاں سے چلے جائیے کیونکہ اب حکومت میں گڑبڑ مچ گئی ہے اور اب ہم نے ایسے شخص کو اپنا حکمران بنالیا ہے جس کی حکومت سے ہم راضی ہیں، چنانچہ سعید بن عبدالملک، یزید بن الولید کے پاس چلا گیا۔ یزید بن سلیمان نے اہل فلسطین کو یزید بن الولید سے لڑنے کی دعوت دی۔

اہل اردن کی بغاوت:

جب اہل اردن کو ان کی حالت کا علم ہوا تو انھوں نے محمد بن عبدالملک کو اپنا حاکم بنالیا اور اب فلسطین کی حکومت اصل میں سعید بن روح اور ضبعان بن روح کے ہاتھ میں تھی، یزید کو ان کی شورش کا علم ہوا، اس نے سلیمان بن ہشام کو اہل دمشق اور اہل حمص کے ہمراہ جوسفیانہ کے ساتھ تھے ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ محمد بن راشد راوی ہے کہ اہل دمشق چوراسی ہزار تھے، سلیمان ان کے پاس آ گیا، یہ مجھے نامہ و پیام کے لیے ضبعان اور سعید روح کے بیٹے، اور حکم اور راشد جرد بلقینی کے بیٹوں کے پاس بھیجتا رہا، میں انھیں یزید کی بیعت کرنے کے لیے سبز باغ دکھاتا اور امیدیں دلاتا تھا، آخر کار وہ اس کے لیے آمادہ ہو گئے۔

محمد بن عبدالملک کی اطاعت:

عثمان بن داؤد الخولانی بیان کرتا ہے کہ یزید نے مجھے محمد بن عبدالملک اور یزید بن سلیمان کے پاس اسے لیے بھیجا کہ انہیں اس کی اطاعت کی دعوت دوں۔ حسن سلوک کے وعدے کروں اور توقعات دلاؤں، میرے ہمراہ حذیفہ بن سعید بھی تھا، ہم نے سب سے پہلے اہل اردن اور محمد بن عبدالملک سے یہ کارروائی شروع کی، اردن کے کچھ لوگ اس کے پاس آ گئے، میں نے اس سے گفتگو شروع کی، انھوں نے کہا اللہ امیر کو نیک ہدایت دے، یہ شخص اقامت نماز کے وقت آیا ہے۔ اب میں اور وہ اکیلے رہ گئے، میں نے تخیلہ میں اس سے کہا کہ میں یزید کا قاصد ہوں اور خاص تمہارے پاس آیا ہوں، واقعات یہ ہیں کہ جتنے سپہ سالار مقرر کیے گئے وہ سب تمہاری قوم کے تھے۔ اسی طرح بیت المال سے اگر ایک درہم بھی کسی کو دیا گیا ہے تو وہ انھیں کے ہاتھوں میں گیا ہے اور یزید اور یہ آپ کے ساتھ کرنے کے لیے تیار ہے، محمد نے کہا کیا تم اس کی ضمانت کڑتے ہو، میں نے کہا جی ہاں! اس کے پاس سے ہو کر میں ضبعان بن روح کے پاس آیا اور اس سے بھی میں نے وہی کہا جو محمد سے کہا آیا تھا اور میں نے یہ بھی کہا کہ وہ اپنی زندگی کے لیے تمہیں فلسطین کا عامل مقرر کر دے گا، اس نے میری دعوت پر لبیک کہا، میں واپس چلا آیا، صبح اٹھ کر میں نے دیکھا کہ اہل فلسطین مقابلہ سے واپس چلے گئے۔

طبریہ پر فوج کشی:

محمد بن سعید بن حسان الارذنی بیان کرتا تھا کہ میں اردن میں یزید بن ولید کا مخبر تھا، جب سب لوگوں نے اس کی بیعت کر لی تو اس نے مجھے اردن کا افسر مال مقرر کر دیا۔ جب لوگ اس کے مخالفت ہو گئے تو میں سلیمان بن ہشام کے پاس آیا اور اس سے درخواست کی مجھے رسالہ دو تاکہ میں طبریہ پر غارت گری کروں، اس نے اس سے صاف انکار کر دیا۔ میں نے یزید بن الولید کو سہارا واقعہ جاسنایا، اس نے اپنے قلم سے سلیمان کو لکھا کہ جس قدر رسالہ کی مجھے ضرورت ہے وہ میرے ساتھ بھیج دے، میں نے

اس حکم کو سلیمان کے حوالے کر دیا۔ سلیمان نے سلم بن ذکوان کو پانچ ہزار سواروں کے ہمراہ میرے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ میں رات ہی رات اس جماعت کے ساتھ روانہ ہوا، بطیمہ پہنچ کر پڑاؤ کرنے کا حکم دیا وہ آس پاس کے مواقع میں پھیل گئے، میں ایک دستہ کے ساتھ طبریہ کی طرف بڑھا اور وہ بھی ٹکڑی ٹکڑی کر کے اپنی چھاؤنی میں چلے آئے، اہل طبریہ نے کہا ہم کس لیے یہاں ٹھہرے رہیں جب کہ اہل جند ہمارے گھروں کی تلاشی لیتے ہیں اور ہمارے اہل و عیال پر تحکم کرتے ہیں یہ لوگ یزید بن سلیمان اور محمد بن عبدالملک کے احاطوں میں گئے انھیں لوٹ لیا، ان کے تمام جانور اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا، اپنے دیہات اور مکانات میں چلے گئے۔

اہل طبریہ کی اطاعت:

جب اہل فلسطین اور اردن منتشر ہو گئے تو سلیمان غبرہ آیا، اہل اردن اس کے پاس آئے۔ اور انھوں نے یزید کے لیے بیعت کر لی۔ جمعہ کے دن سلیمان نے انھیں طبریہ بھیجا اور خود جھیل میں ایک جہاز پر سوار ہو کر ان کے ساتھ ساتھ چلا طبریہ آیا۔ یہاں سب لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی اور ان لوگوں سے جو نماز میں موجود تھے یزید کے لیے بیعت لے کر پھر اپنے پڑاؤ واپس آ گیا۔

یزید بن ولید کا اہل رملہ سے بیعت لینے کا حکم:

سلیمان بن داؤد راوی ہے صمرہ ہر فروکش ہو کر سلیمان نے مجھے یزید بن الولید کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم جا کر امیر المومنین سے اہل فلسطین کی زیادتی جس کا خود تمہیں علم ہے بیان کرو۔ اور یہ بھی کہہ دینا کہ اللہ نے ان کے معاملہ سے فراغت دے دی ہے اور اب میرا مستقل ارادہ کہ ابن سراقہ کو فلسطین اور اسود بن بلال الحارثی کو اردن کا حاکم مقرر کروں۔ میں نے یزید سے آ کر وہ باتیں بیان کر دیں جن کا سلیمان نے مجھے حکم دیا تھا۔ پھر یزید نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے ضیعان بن روح سے کیا کہا، میں نے ساری کیفیت سنائی، یزید نے پوچھا پھر اس نے کیا کیا، میں نے کہا کہ وہ اہل فلسطین کو لے کر اور ابن جرد اہل اردن کو لے کر صبح ہونے سے پہلے واپس چلے گئے۔ یزید نے کہا تو ایسی حالت میں، سلیمان کی تجویز پر عمل کرنا آئین وفا کے سراسر منافی ہے تم ابھی جاؤ اور سلیمان کو میری جانب سے حکم دو کہ وہ تا وقتیکہ رملہ جا کر اس کے باشندوں سے میرے لیے بیعت نہ لے واپس نہ آئے، اور میں ابراہیم بن الولید کو اردن کا ضعیان بن روح کو فلسطین کا، مسرور بن الولید کو قنسرین کا اور ابن الحصین کو حمص کا عامل مقرر کرتا ہوں۔

یزید بن ولید کا خطبہ:

ولید کے قتل کے بعد یزید بن الولید نے تقریر کی، خدا کی حمد اور رسول اللہ ﷺ کی ثناء کے بعد اس نے کہا، اے لوگو! میں نے کسی بد نیتی، نخوت، دنیا کی حرص یا حکومت کے لیے خروج نہیں کیا۔ نہ میں نفس پرور ہوں، اللہ مجھ پر رحم کرے، میں تو اپنے نفس پر سختی کرتا ہوں بلکہ میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کے دین کو حمایت و حمیت میں خروج کیا ہے اور اس لیے میں اللہ اس کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ کیونکہ ہدایت کے بلند مینار ڈھا دیئے گئے تھے۔ اہل تقویٰ کی نورانی قندیل گل کر دی گئی تھی، ایسے سرکش متمرک و دور دورہ ہو گیا تھا، جس نے ہر حرام کو حلال کر لیا، ہر بدعت کو اختیار کر لیا، کیونکہ وہ نہ کلام اللہ کو سچا سمجھتا تھا اور نہ آخرت پر ایمان رکھتا تھا، اگرچہ قرابت کے اعتبار سے وہ میرا چچیرا بھائی تھا اور شرافت نسب میں میرا مماثل تھا مگر جب میں نے اس کی یہ روش دیکھی اللہ سے اس کے معاملہ میں استخارہ کیا اور یہ بھی درخواست کی کہ خداوند اتو میرے نفس کے حوالے

نہ کر دینا، پھر میں نے اس کارروائی میں شرکت کے لیے صرف اپنے ماتحتین و متعلقین میں ان لوگوں کو دعوت دی جنہوں نے اس پر لبیک کہا اور اس معاملہ میں پوری کوشش کی آخر کار اللہ نے اپنی مدد اور طاقت سے (میری مدد و طاقت سے نہیں) اپنے مالک اور بندوں کو اس کی جانب سے راحت و دلاوی۔ حضرات میں آپ کی جانب سے اپنے اوپر یہ فرض سمجھتا ہوں کہ نہ کوئی قصر تعمیر کروں گا اور نہ کوئی مکان بناؤں گا نہ نہر کھدواؤں گا نہ روپیہ جمع کروں گا نہ اپنی بیوی یا کسی بیٹے کو کچھ دوں گا نہ روپیہ کو ایک شہر سے دوسرے میں منتقل کروں گا، تاوقتیکہ اس شہر کی حفاظت کا پورا بندوبست نہ کر لوں اور اس کے خاص لوگوں کو اتنا نہ دے لوں جس سے انہیں تقویت حاصل ہو اگر اس سے کچھ بچ جائے گا تو اس روپیہ کو یہاں سے جو قریب ترین شہر ہو گا اور اسے سب سے زیادہ روپیہ کی ضرورت ہوگی وہاں صرف کرنے کے لیے منتقل کروں گا۔ تمہاری سرحدوں پر میں جنگی وصول نہیں کروں گا، جس سے تمہیں یا تمہیں اہل و عیال کو تکلیف اٹھانا پڑے نہ میں اپنے دروازے کو تمہارے لیے کبھی بند کروں گا تاکہ تمہارا قوی تم میں جو کمزور ہو اسے ستانہ سکے نہ میں تمہارے اہل جزیرہ پر کوئی ایسا لگان عائد کروں گا جس کی وجہ سے وہ اپنے ہم وطنوں کو چھوڑ کر چلے جائیں اور ان کی نسل منقطع ہو جائے، میں تمہیں سالانہ معاش دوں گا، اور ماہوار ماہانہ تاکہ دولت عام مسلمانوں میں مساوی طور پر تقسیم ہو جائے کہ تم میں سے جو مجھ سے سب سے زیادہ دور ہے اس کی حیثیت اس جیسی ہو جو تم میں سے جو مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہو اگر میں اپنے ان وعدوں کا ایفا کروں تو آپ پر فرض ہے کہ آپ میری فرمانبرداری و اطاعت کریں اور اس ذمہ داری میں خلوص اور عمدگی کے ساتھ میری شرکت کریں۔ اور اگر میں ان باتوں کو پورا نہ کروں تو آپ کو اختیار ہے کہ میری بیعت سے انحراف کریں مگر ایسی صورت میں کہ میری کسی فروگزاشت کا آپ سبب دریافت کریں اور اگر میں توبہ کروں تو آپ اسے قبول فرمائیں، اور اگر کسی اور کو ایسا دیکھیں کہ وہ اس اہم خدمت کے بجالانے کی صلاحیت رکھتا ہے اور وہ آپ کے ساتھ یہ مراعات بھی کرنے کے لیے تیار ہے جو میں آپ کے ساتھ کرنے کے لیے آمادہ ہوں۔ اور آپ اس کے لیے بیعت کرنا چاہیں تو سب سے پہلے میں اس کی بیعت کرنے اور اس کی طاعت میں شامل ہونے کے لیے مستعد ہوں۔ حضرات اگر کوئی شخص اللہ کی معصیت کرتا ہے تو اس کی اطاعت کرنا کسی طرح جائز نہیں اور نہ اس کے ساتھ وفا کرنا جائز ہے جو خود کسی عہد کو توڑ دے، اطاعت تو اصل میں اللہ کی اطاعت ہے۔ اس لیے جب تک کوئی شخص اللہ کی اطاعت کرتا رہے تو اس کی اطاعت کرو، اگر وہ معصیت کی جانب بلائے تو وہ اس بات کا سزاوار ہے کہ اس کے حکم کی نافرمانی کی جائے اور اسے قتل کر دیا جائے۔ میں اپنی اس تقریر کو ختم کرتے ہوئے اپنے اور آپ کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

یزید بن ولید کی بیعت کی تجدید:

اس کے بعد یزید نے لوگوں کو تجدید بیعت کے لیے بلایا سب سے پہلے اقم یزید بن ہشام نے آکر بیعت کی، قیس بن ہانی الغبسی نے بھی بیعت کی اور کہا امیر المومنین اللہ سے ڈرتے رہے اور جو وعدے آپ نے کیے ہیں ان پر جھے رہے، کیونکہ آپ کے خاندان کے جتنے لوگ اس منصب پر فائز ہوئے چاہے۔ ان میں لوگ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا نام بھی کیوں نہ لیں کسی نے اپنے وعدوں کا پورے طور پر ایفا نہیں کیا، مگر آپ نے اس منصب کو اچھے ذریعہ سے حاصل کیا ہے اور عمر نے بڑے طریقے سے حاصل کیا تھا، جب مروان بن محمد نے اس کی اس بات کو سنا تو کہنے لگا اللہ اسے ہلاک کر دے اس نے ہم سب کی مذمت کی اور عمر کی مذمت کی۔

قیس بن ہانی کا قتل:

جب مروان خلیفہ ہوا تو اس نے ایک شخص کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ دمشق کی مسجد میں جا کر قیس بن ہانی کو نظر میں رکھنا، کیونکہ وہی بہت دیر تک نماز پڑھتا رہتا ہے، اور اسے قتل کر دینا، اس شخص نے حسب الحکم دمشق کی مسجد میں آ کر قیس کو نماز پڑھتے دیکھا اور اسے قتل کر دیا۔

اسی سنہ میں یزید بن الولید نے یوسف بن عمر کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ منصور بن جہور کو عراق کا صوبہ دار مقرر کیا۔

امارت عراق پر منصور بن جہور کا تقرر:

جب تمام شام نے یزید بن الولید کو اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا تم ولید نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ عبد العزیز بن ہارون بن عبد اللہ بن دحیہ بن خلیفۃ الکھمی رضی اللہ عنہ کو عراق کا صوبہ دار بنانے کے لیے گفتگو کے لیے اپنے پاس بلایا، عبد العزیز نے کہا اگر میرے پاس فوج ہوتی تو میں اس عہدہ کو قبول کر لیتا، یزید نے اسے چھوڑ دیا اور منصور بن جہور کو عراق کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔ مگر ابو مخنف کہتے ہیں کہ ولید بن یزید بن عبد الملک بروز چہار شنبہ ماہ جمادی الآخر ۱۲۶ھ کے ختم ہونے میں ابھی دو راتیں باقی تھیں کہ قتل کیا گیا اور تمام لوگوں نے دمشق میں یزید بن الولید بن عبد الملک کے لیے بیعت کر لی۔ جس روز ولید قتل کیا گیا اسی دن منصور بن جہور نجرا سے عراق روانہ ہو گیا۔ اس سمیت کل سات آدمی اس کے ہمراہ تھے۔

یوسف بن عمر کا فرار:

یوسف بن عمر کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی، وہ اپنے مستقر سے بھاگ گیا۔ منصور بن جہور ابتدائے ماہ رجب میں حیرہ پہنچا، سرکاری خزانوں پر قابض ہو گیا۔ اہل معاش کو ان کی معاشیں اور تنخواہیں دے دیں۔ حریت بن ابی جہم کو اس نے واسط کا عامل مقرر کیا۔ اس سے پہلے محمد بن نباتہ واسط کا عامل تھا۔ منصور بن جہور نے ایک شب اس پر چھاپہ مارا اور قید کر کے بیڑیاں ڈال دیں، جریر بن یزید بن جریر کو بصرہ کا عامل مقرر کیا اور خود کوفہ میں رہا۔ اس نے اور بھی اپنے عامل مقرر کر دیے اور یزید بن الولید کے لیے عراق اور تمام اشلاخ میں بیعت لے لی، رجب کا بقیہ حصہ شعبان اور رمضان وہاں مقیم رہا اور رمضان کے اواخر میں شام واپس چلا آیا۔

منصور بن جہور:

ابو مخنف کے علاوہ اوروں کا بیان ہے کہ منصور بن جہور ایک بے رحم ظالم غیلانی اعرابی تھا، یہ کوئی دیندار آدمی نہ تھا مگر چونکہ یزید غیلانیوں کی تحریک کا حامی تھا نیز منصور کو خالد کے قتل کا رنج تھا محض ان وجوہات کی وجہ سے وہ ولید کے قتل میں شریک ہوا، جب یزید نے اسے عراق کا صوبہ دار مقرر کیا تو اس سے کہا میں نے تمہیں عراق کا صوبہ دار مقرر کیا ہے، تم عراق جاؤ اور اللہ سے ڈر کر حکومت کرنا، یہ جان لو کہ میں نے ولید کو اس کے فسق و فجور اور ظلم کی وجہ سے قتل کیا ہے تمہارے لیے یہ نازیبا ہے کہ تم بھی وہی روش بد اختیار کرو جس کی وجہ سے ہم نے ولید کو قتل کیا۔

یزید بن حجرہ کا منصور کی تقرری پر احتجاج:

یزید بن حجرہ الغسانی جو نہایت دیندار فاضل شخص تھا۔ اور جس کی اہل شام بڑی قدر و منزلت کرتے تھے اور جو محض اپنی

دینداری کی وجہ سے ولید کے خلاف لڑا تھا، یزید بن ولید کے پاس آیا اور پوچھا کیا آپ نے منصور کو عراق کا صوبہ دار مقرر فرمایا ہے؟ یزید نے کہا ہاں اس کی عمدہ کارگزاری اور اعانت کے صلہ میں اس نے کہا امیر المومنین یہ باتیں تو اس کے وحشی پنہ اور بد دینی کی وجہ سے اس میں نہیں ہو سکتیں، یزید نے کہا اگر میں منصور کو اس کی حسن اعانت کی وجہ سے یہ عہدہ نہ دوں تو اور کسے دوں؟ اس نے کہا ایسے دیندار نیک آدمی کو دیجیے جو مشتبہ حالات و سوانح میں استقلال سے کام کرے اور جو احکام و حدود دین سے واقف ہو، اور یہ کیا بات ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ قیس کا کوئی شخص نہ آپ کے دربار میں ہے اور نہ محافظوں میں، یزید بن ولید نے کہا اگر خون بہانا میری شان کے منافی نہ ہوتا تو سب سے پہلے میں قیس ہی پر ہاتھ صاف کرتا، بخدا! ان کی وجہ سے اسلام کو بجائے عزت کے ذلت نصیب ہوئی۔

یحییٰ بن قید یوں کی رہائی:

جب یوسف کو ولید کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے یحییٰ سرداروں سے جو اس کے پاس تھے آمد و رفت شروع کی اور قید میں ان سے آکر ملنے لگا۔ پھر اس نے مضری سرداروں سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کی اور پوچھا اگر اس کڑی میں جس کی وجہ سے ہم سب ایک سلسلہ میں منسلک ہیں کوئی گڑبڑ جائے یا کوئی فتنہ پیدا ہو جائے تو تم کیا کرو گے؟ وہ کہتا چونکہ میں شام کا باشندہ ہوں جس کی وہ بیعت کریں گے میں بھی کر لوں گا اور جو وہ کریں گے میں بھی وہی کروں گا۔ یوسف کو معلوم ہو گیا کہ ان مضریوں سے اس کا کام نہیں چل سکتا اس لیے اس نے جتنے یحییٰ قید تھے سب رہا کر دیئے اور حجاج بن عبداللہ البصری اور منصور بن نصیر کو جو اسے شامیوں کی خبریں پہنچایا کرتے تھے حکم بھیجا کہ مجھے تمام خبریں لکھتے رہو، نیز اس نے شام کی سڑک پر پہرے بٹھا دیئے اور خود ڈرتا ہوا حیرہ میں قیام پذیر ہوا۔

یوسف بن عمر کی گرفتاری کا حکم:

اب منصور شام سے عراق آیا۔ جب جمع پہنچ گیا تو اس نے یہ خط سلیمان بن سلیم بن کیسان کو لکھا، اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدلیں اور جب وہ کسی قوم کو سزا دینا چاہتا ہے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ ولید بن یزید نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا، بہت سے خون بہائے، اللہ نے اس کا خون بہایا اور جلدی سے اسے دوزخ میں پہنچا دیا۔ اب خلافت کا والی وہ شخص ہوا ہے جو اس سے بہتر اور نیک روش یزید بن الولید ہے جس کے لیے سب نے بیعت کر لی ہے، اس نے حارث بن العباس بن ولید کو عراق کا صوبہ دار مقرر کیا ہے، اور عباس نے مجھے عراق بھیجا ہے تاکہ میں یوسف اور اس کے عاملوں کو گرفتار کر لوں، وہ خود مجھ سے دو منزل پیچھے مقام ابیض پر مقیم ہے، لہذا یوسف اور اس کے عامل کو گرفتار کر لو۔ ان میں سے کوئی بچ کر بھاگ نہ جائے اور انہیں اپنے پاس قید رکھو یا درکھو کہ اگر تم نے اس حکم کی خلاف ورزی کی تو تمہارے اور تمہارے خاندان کے ساتھ وہ کیا جائے گا جس کی تم نے نظیر نہیں دیکھی، اب چاہے تم اسے اختیار کرو اور چاہے ترک کر دو۔

یوسف بن عمر کے عامل کی گرفتاری کا حکم:

بیان کیا گیا ہے کہ منصور جب عین التمر پہنچا تو اس نے ان شامی فوجی سرداروں کو جو حیرہ میں تھے متعدد خطوط لکھے جن میں ولید کے قتل کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ یوسف اور اس کے تمام ماتحت عہدیداروں کو گرفتار کر لو۔ یہ تمام خط اس نے سلیمان بن سلیم بن

کیسان کو بھیج دیئے اور حکم دیا کہ ان خطوط کو تمام سرداروں کو پہنچا دئے، مگر سلیمان نے وہ خط اپنے ہی پاس رکھے اور یوسف کو آ کر منصورہ وہ خط جو اس نے سلیمان کو لکھا تھا سنایا۔ اس کے سنتے ہی یوسف کے ہوش و حواس باختہ ہو گئے۔

عالم واسط کی گرفتاری:

حریث بن ابی الجہم راوی ہے کہ میں واسط میں ٹھہرا ہوا تھا۔ مجھے کچھ بھی معلوم نہ تھا کہ یکا یک منصور بن جہور کا خط میرے پاس آیا۔ جس میں مجھے یوسف کے عالموں کو گرفتار کر لینے کا حکم دیا تھا میں واسط میں یوسف کا منیب تھا، میں نے اپنے موالی اور دوستوں کو جمع کیا اور ہم تقریباً تیس آدمی پورے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور شہر آئے دروازے کے پہرہ داروں نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا حریث بن ابی جہم، انھوں نے کہا بخدا! ضرور کوئی اہم معاملہ ہے جس کی وجہ سے حریث آیا ہے پھر انہوں نے دروازے کھول دیئے، ہم نے شہر میں داخل ہو کر عامل کو گرفتار کر لیا، اس نے اپنے تئیں ہمارے حوالے کر دیا اور صبح کو ہم نے یزید کے لیے تمام لوگوں سے بیعت لی۔

عمر و بن محمد والی سندھ کا انجام:

عمر و بن محمد بن القاسم سندھ کا والی تھا، اس نے محمد بن غزان یا غزان الکھمی کو گرفتار کر کے مارا اور یوسف بن عمر کے پاس بھیج دیا۔ یوسف نے بھی پٹوایا ایک بڑی رقم اس کے ذمہ واجب الادا ٹھہرائی۔ ہر جمعہ کو اس کی ایک قسط وصول کی جاتی تھی اور عدم ادائیگی کی صورت میں پندرہ کوڑے لگوائے جاتے تھے، اس کا ایک ہاتھ اور کچھ انگلیاں ضرب سے سوکھ کر بیکار ہو گئیں، جب منصور بن جہور عراق کا صوبہ دار ہوا تو اس نے اسی کو سندھ اور بھتان کا والی مقرر کیا، بھتان آ کر اس نے یزید کے لیے بیعت لی پھر سندھ آیا، عمرو بن محمد کو گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں اور اس پر پہرہ بٹھا دیا۔ وہ نماز پڑھنے کھڑا ہوا، عمرو بن محمد نے پہرہ والے کے تلوار چھین کر اسے نیام سے باہر کیا، اس کی نوک پر اپنا سارابو جھڈال دیا، تلوار پیٹھ میں اتر گئی، لوگوں نے شور مچایا، ابن غزان نے باہر آ کر اس سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا کیا؟ عمرو بن محمد نے کہا میں عذاب سے ڈرا۔ اس نے کہا میری نیت یہ نہ تھی۔ کہ تمہارے ساتھ ایسا سبک کروں جو خود تم نے اپنے ساتھ کیا، عمرو بن محمد تین دن زندہ رہ کر مر گیا۔ ابن غزان نے یزید کے لیے بیعت لے لی۔

سلیمان بن سلیم کا یوسف بن عمر کو مشورہ:

جب سلیمان بن سلیم بن کیسان الکھمی نے منصور بن جہور کا خط یوسف کو پڑھ کر سنایا تو یوسف نے اس سے پوچھا اب تمہاری کیا رائے ہے، سلیمان نے کہا اب کوئی تمہارے سامنے ایسا امام نہیں ہے جس کے ساتھ ہو کر تم جنگ کرو اور نہ شامی فوجیں حارث بن عباس کے خلاف تمہارے ساتھ لڑیں گے، اور منصور بن جہور تمہارے پاس آیا تو اس سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، اس مشورہ میں کیا حرج ہے کہ تم خود اپنے ملک شام چلے جاؤ۔ یوسف نے کہا میں بھی چاہتا ہوں۔ مگر تدبیر کیا کی جائے، سلیمان نے کہا اسی بات کا اظہار کرو کہ تم نے یزید کو خلیفہ تسلیم کر لیا ہے، اپنی تقریروں میں اس کے لیے بیعت کی دعوت دو۔ جب منصور قریب پہنچ جائے گا، اس وقت میں اپنے کسی بھروسے کے آدمی کو تمہارے ساتھ کر دوں گا۔ چنانچہ جب منصور اس قدر قریب آ گیا کہ وہ علی الصباح شہر میں داخل ہو جائے گا، یوسف سلیمان کے مکان چلا آیا، تین دن یہاں قیام کیا پھر سلیمان نے ایک شخص کو اس کے ساتھ کر دیا، وہ اسے سادے کے راستے لے چلا یہاں تک کہ یوسف بلقاء پہنچ گیا۔

یوسف بن عمر کو ابن محمد سعید بن العاص کی امان:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان نے یوسف کو مشورہ دیا کہ تم چھپ رہو اور عراق کو منصور کے لیے چھوڑ دو جو وہ چاہے یہاں کرے، یوسف نے کہا کس کے پاس پناہ لوں، سلیمان نے کہا میرے پاس اور میں تمہیں اپنے معتبر لوگوں میں پوشیدہ رکھوں گا۔ چنانچہ سلیمان نے عمرو بن محمد بن سعید بن العاص کے پاس آ کر سارا واقعہ سنایا اور درخواست کی، چونکہ آپ قریش ہیں اور آپ کے ماموں بکر بن وائل ہیں اس لیے آپ یوسف کو اپنے پاس پناہ دیجیے عمرو نے اسے اپنے پاس پناہ دے دی۔

یوسف بن عمر کا کوفہ سے فرار:

عمرو کہتا ہے کہ اس جیسا میں نے کوئی اور شخص نہیں دیکھا کہ باوجود اس قدر سخت و غرور کے وہ اس قدر مرعوب و خوفزدہ ہو گیا تھا کہ میں نے ایک حسین و شائستہ لونڈی اس کے پاس بھیجی اور اس سے کہا کہ اس سے اپنی بغل گرم کرو اور اسے خوش کرو مگر وہ نہ اس کے قریب گیا اور نہ نظر اٹھا کر اسے دیکھا، پھر ایک دن اس نے مجھے بلایا میں اس کے پاس گیا، یوسف نے کہا تم نے میرے ساتھ بہت ہی عمدہ سلوک کیا ہے، میری ایک تمنا باقی ہے۔ میں نے کہا بیان کرو اس نے کہا تم مجھے کوفہ سے شام پہنچا دو میں نے کہا اچھا، صبح کو منصور بن جہور کوفہ آ گیا، اس نے پہلے ولید کا ذکر کیا اور اس کی مذمت کی، پھر یزید کا نام لیا اور اس کی تعریف و توصیف کی، پھر یوسف اور اس کے جو روتعدی کا ذکر کیا، بہت سے خطیبوں نے شہر میں کھڑے ہو کر تقریریں کیں اور ولید و یوسف کی اطاعت سے لوگوں کو منحرف کر دیا، میں نے یوسف سے آ کر سارا قصہ بیان کیا اور جس جس کے متعلق میں نے کہا کہ اس نے تمہاری برائی کی ہے، اس نے کہا بخدا! مجھے پر فرض ہو گیا کہ میں سودو سو اور تین سو کوڑے لگواؤں گا۔ مجھے یہ سن کر بڑا تعجب ہوا کہ یہ اب بھی حکومت کے خواب دیکھ رہا ہے، اور اس طرح لوگوں کو دھمکا تا ہے۔ سلیمان بن سلیم نے اس کی حفاظت کے عہد سے اپنی برأت کر لی اور پھر اسے شام بھیج دیا، شام میں یہ چھپا رہا پھر بلقا چلا گیا۔

منصور بن جہور کی کوفہ میں آمد:

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ یوسف بن عمر نے بنی کلاب کے ایک شخص کو پانچ سو فوج کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر یزید بن الولید بھی تمہارے سامنے آئے تو اسے ہرگز آگے نہ بڑھنے دینا، مگر جب منصور بن جہور صرف تیس شہسواروں کے ساتھ سامنے آیا تو اس فوج نے اس کی کوئی مزاحمت نہ کی، منصور نے ان کے ہتھیار اتار لیے اور اپنے ساتھ انہیں بھی کوفہ لے آیا۔ جب یوسف کوفہ سے روانہ ہوا، اس کے ہمراہ صرف سفیان بن سلامۃ بن سلیم بن کيسان اور غسان بن قاس العذری تھے اور خود اس کے صلب سے سات بیٹے اور بیٹیاں اس کے ہمراہ تھیں۔

یوسف بن عمر کی بلقا میں روپوشی:

ماہ رجب کے ابتداء میں منصور بن جہور کوفہ آیا، سرکاری خزانوں پر قابض ہوا لوگوں کو ان کی معاش اور ماہوار دے دیں اور ان تمام عہدیدار اور مال گذاری کے اہل کاروں کو روک کر دیا جنہیں یوسف نے قید کر لیا تھا، جس وقت یوسف بلقا پہنچا، اسی وقت اس کی اطلاع یزید بن الولید کو ہو گئی۔

یوسف بن عمر کی گرفتاری:

محمد بن سعید الکلی جو یزید کے خاص فوجی سپہ سالاروں میں تھا بیان کرتا ہے کہ جب یزید بن الولید کو معلوم ہوا کہ یوسف اپنے اہل و عیال کے ہمراہ بلقاء میں ہے تو اس نے مجھے اس کی گرفتاری کے لیے روانہ کیا۔ میں نے پچاس یا اس سے زیادہ شہسواروں کے ساتھ بلقاء آ کر اس کے مکان کو گھیر لیا، اب ہم اسے تلاش کرنے لگے مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ بات یہ تھی کہ یوسف زنا نہ لباس پہنے اپنی عورتوں اور بیٹیوں کا ہم جلیس تھا۔ جب ان کی تلاش لی گئی تو ان کے پاس اس کا پتہ چلا اور گرفتار کر لیا گیا۔ بیڑیاں پہنا کر یزید کے پاس لایا گیا، یزید نے اسے بھی ولید کے دونوں کم عمر بیٹوں کے ساتھ قید کر دیا۔ یہ یزید کے کامل عہد اور دو ماہ دس دن ابراہیم کے عہد خلافت میں قید رہا۔ جب مروان شام آیا اور دمشق کے قریب پہنچا تو ابراہیم نے یزید بن خالد کو ان کے قتل کر دینے کا حکم دیا۔ یزید بن خالد نے خالد کے آزاد غلام کو جس کی کنیت ابوالاسد تھی اپنے چند سپاہیوں کے ساتھ اس کام کے لیے بھیجا، اس نے جیل خانہ میں آ کر گزر سے ان دونوں نو عمر لڑکوں کا کام تمام کیا اور یوسف بن عمر کو باہر نکال کر اس کی گردن مار دی۔

یوسف بن عمر سے جواب طلبی:

یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب یزید کو یوسف کے بلقاء آنے کی اطلاع ملی تو اس نے پچاس شہسوار اس کی گرفتاری کے لیے بھیجے، بنی نمیر کے ایک شخص نے یوسف سے آ کر کہا اے میرے چچیرے بھائی اب تم ضرور قتل کر دیئے جاؤ گے اگر میری بات مانتے ہو تو میں تمہاری حفاظت اپنے ذمہ لیتا ہوں، مجھے اجازت دو کہ میں ان کے بچہ سے تمہیں نکال لوں یوسف نے کہا میں اس کے لیے تیار نہیں، اس نے کہا تو پھر مجھے اجازت دو کہ خود میں تمہیں قتل کر ڈالوں تاکہ یمنی تمہیں قتل نہ کرنے پائیں ورنہ ہمیں سخت جوش آئے گا۔ یوسف نے کہا تم نے جو باتیں میرے سامنے پیش کی ہیں ان میں سے ایک بھی میں اختیار نہیں کر سکتا، اس نے کہا تو خیر آپ بہتر جانتے ہیں۔ یزید کے فرستادے اسے پکڑ کر یزید کے پاس لائے، یزید نے اس سے پوچھا تم کیوں آئے، یوسف نے کہا جب منصور بن جہور عراق کا صوبہ دار مقرر ہو کر عراق آیا تو میں نے مناسب سمجھا کہ میں اسے اور اس کے ماتحت علاقہ کو چھوڑ دوں تاکہ کسی قسم کا فتنہ نہ برپا ہو۔ یزید نے کہا یہ بات نہیں بلکہ تو نے اسے برا سمجھا کہ میری ماتحتی کرے، پھر یزید نے اسے قید کرنے کا حکم دے دیا۔

یوسف بن عمر کی محمد بن سعید کو پیش کش:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یزید نے سلم بن ذکوان اور محمد بن سعید بن مطرف الکلی سے بلا کر کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ فاسق یوسف بن عمر بلقاء آ گیا ہے، تم دونوں جاؤ اور اسے میرے سامنے حاضر کرو، ان دونوں نے اس کو تلاش کیا مگر نہ پایا، جب اس کے ایک بیٹے کو ڈرایا تو اس نے کہا میں بتائے دیتا ہوں وہ اپنے مرزہ کو جو یہاں سے تیس میل کے فاصلہ پر ہے چلا گیا ہے، وہ دونوں بلقاء کی چھاؤنی سے پچاس سپاہی اپنے ساتھ لے کر وہاں آئے انھیں اس کا پتہ چل گیا، وہ بیٹھا تھا ان کی خبر پاتے ہی جوتے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ان دونوں نے اس کی تلاش کیا اور عورتوں میں جا پایا، عورتوں نے اس پر ابریشم کے کوئے ڈال کر اسے چھپا دیا تھا اور خود ننگے سر اس ڈھیر کے آس پاس ہو بیٹھیں تھیں، ان لوگوں نے پاؤں پکڑ کر گھسیٹ نکالا، اس نے محمد بن سعید کی خوشامد شروع کی اور کہا کہ مجھے چھوڑ دو، بنی کلب تم سے خوش ہو جائیں گے، میں دس ہزار دینار بھی دیتا ہوں اور کلثوم بن عیسر اور ہانی بن بشر کا خون بہا بھی دینے کے لیے آمادہ ہوں۔

یوسف بن عمر کی اہانت و تذلیل:

یہ لوگ اسے یزید کے پاس لے چلے اثنائے راہ میں سلیمان کا عامل جو پولیس کی کسی دوڑ کو لے کر جا رہا تھا اسے ملا اس نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر اسے کھینچا اور کچھ بال نوچ لیے۔ یوسف کی ڈاڑھی سب سے بڑی اور قد سب سے چھوٹا تھا۔ جب یہ اسے یزید کے پاس لائے تو یزید اس کی ڈاڑھی پکڑ کر جھول گیا اس وقت اس کی ڈاڑھی ناف سے بھی نیچی تھی یوسف کہنے لگا بخدا! امیر المومنین آپ نے میری ساری ڈاڑھی نوچ ڈالی اب اس میں ایک بال بھی باقی نہیں رہا۔ پھر یزید نے اس کو قصر خضر میں قید کر دیا۔ محمد بن راشد اس کے پاس آیا اور اس نے کہا کیا تم اس سے نہیں ڈرتے کہ کوئی ایسا شخص جس کے کسی عزیز کا تم نے خون کیا ہو وہ کسی بلند جگہ پر چڑھ کر کوئی بڑا پتھر تم پر پھینک دے یوسف نے کہا بخدا! مجھے اس کا خیال بھی نہیں آیا۔ میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم امیر المومنین کو یہ رائے مت دینا کہ وہ مجھے اس جگہ سے کہیں اور بدل دیں اگرچہ یہ جگہ دوسری جگہ سے زیادہ تنگ ہی کیوں نہیں ہے محمد بن راشد نے یزید سے جا کر یہ بات کہی اس نے کہا تو بھی اسی جیسا احمق ہے میں نے تو اسے قید ہی اس لیے کیا ہے کہ عراق بھیج دوں تاکہ وہاں سب کے سامنے اس کی تشہیر کی جائے اور جو مظالم اس نے کیے ہیں اس کی پاداش میں اس کا مال اور اس کی جان لی جائے۔

اہل عراق کے نام یزید بن ولید کا فرمان:

ولید کے قتل کے بعد یزید نے منصور بن جہور کو عراق بھیجا اور ولید کی طرف اس نے بھی ایک خط اہل عراق کو لکھا جو حسب ذیل ہے:

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو اپنا دین بنایا اسے پسند کیا اور پاک کیا اس میں اوامر و نواہی مقرر کیے تاکہ اپنی اطاعت اور معصیت میں اپنے بندوں کا امتحان کرے جس قدر عمدہ باتیں تھیں وہ اکمل صورت میں اپنے دین میں مقرر کیں پھر وہ خود ہی اس کا ولی نگہبان ہوا اور جو لوگ اس کے حدود کے قائم کرنے والے ہیں ان کا وہ دوست بنا جن کی وہ اسلام کی بزرگی کی وجہ سے حفاظت کرتا ہے اور تعریف کرتا ہے جس کسی کو اللہ منصب خلافت پر سرفراز فرماتا ہے اور وہ اس کی حکومت کو اپنے سر لیتا ہے اسے یہ کسی طرح حق نہیں کہ وہ سوائے ان امتیازات کے جنہیں خود اللہ نے اسے دیئے ہیں کوئی اور عہدہ کرائے یا کسی شے کو حلال کر دے۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کی یہ بے ایمانی نہایت ہی کمزور اور ناپائدار ہوتی ہے اور جو اس کے احکام کے مطابق حکمرانی کرتا ہے اس کے لیے اللہ اپنے عطیہ کو پورا کرتا ہے اور اس کا اجر و ثواب اس کے لیے جمع رکھتا ہے اور جو اس کے خلاف کرتا ہے اللہ اس کی تمام امیدوں کو ملیا میٹ کر کے اسے محروم کر دیتا ہے چنانچہ خلفاء کے بعد دیگرے ہوتے رہے جو اللہ کے دین کے نگہبان اور اس کے حکم کے مطابق کام اور اس کی کتاب کی اتباع کرتے رہے ان کی اس نگہبانی اور نصرت کا صلہ انہیں یہ ملا کہ اللہ نے انہیں اس وجہ سے تمام نعمتیں دنیا میں عطا فرمائیں کیونکہ ان کے طرز عمل کو اس نے پسند فرمایا۔ ہشام کی وفات تک سب کا یہی طرز عمل رہا اس کے بعد اللہ کی حکومت دشمن خدا ولید کے ہاتھ میں آئی جس نے ایسی حرام کاریاں کیں جسے نہ کسی مسلمان نے کیا اور نہ کسی کافر کو اس کے ارتکاب کی جرأت ہوئی جب اس نے علی الاعلان یہ باتیں کیں اور اس سے لوگوں کو سخت مصائب پیش آئے خون بہے اور بغیر حق کے لوگوں کے مال ضبط کیے گئے اور ایسی بری بری باتیں کی گئیں کہ جن کے مرتکب کو اللہ تھوڑی ہی مہل دیتا ہے تو اس انتظار کے بعد کہ یہ خود ان باتوں کو ترک کر

دے گا، اللہ اور مسلمانوں کے سامنے اپنی برأت کرے گا، اپنے اعمال اور معاصی کو برا سمجھ کر ترک کر دے گا میں خود اس کی جانب چلا اور اللہ سے درخواست کی کہ میں نے ارکان دین کی اصلاح اور بندگان خدا کی فلاح و بہبود کا جو بیڑا اٹھایا ہے اسے تو ساحل مراد پر پہنچا، میں فوج سے ملا ان کے سینے اسی دشمن کے اعمال شنیعہ کی وجہ سے پہلے ہی غصے سے جوشاں تھے کیونکہ اس کا یہ حال تھا کہ جو شرايع اسلام اس کے سامنے آئے اس نے انھیں بدل دیا اور اللہ کے حکم کے خلاف عمل کیا، اور ان باتوں کو وہ ڈھٹائی سے کھلم کھلا بغیر کسی پردہ کے کرتا رہا جس کے متعلق کسی کو بھی شک نہیں ہے، میں نے فوج سے اپنی ناراضی کی وجہ بیان کی اور کہا کہ اس سے ہمارا دین اور دنیا دونوں برباد کی جا رہی ہیں، انہیں میں اپنے دین کی پابجائی اور اس کی حمایت پر ابھارا کیونکہ وہ خود اس معاملہ میں متردد تھے کہ اگر ان حالات میں ان کا طرز عمل یہی رہا تو انہیں اپنی ہلاکت کا خوف تھا، جب میں نے اس حالت کو بدلنے کے لیے انہیں دعوت دی انھوں نے فوراً اس پر لبیک کہا، میں نے عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو ان کا سردار بنا کر اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا، انھوں نے نجرانام ایک گاؤں میں سے پہلے دشمن خدا کو لیا اور اسے دعوت دی کہ خلافت کو مشورہ سے طے کیا جائے جسے سب مسلمان پسند کریں اس شخص کو اس اہم منصب پر فائز کیا جائے، اس نے اس کا جواب نہیں دیا اور اپنی گمراہی میں مداومت کو پسند کیا، پھر اس نے اللہ کے کاموں سے ناواقفیت کی بنا پر خود ہی ان پر حملہ کی ابتداء کی مگر اسے معلوم ہو گیا کہ اللہ بڑا توانا اور دانا ہے اور اس کی گرفت شدید ہے، اللہ نے اس کی بد اعمالیوں کی وجہ سے اسے قتل کر ڈالا، نیز اس کے ان بد اعمال مصاحبوں میں سے جو اس کی اندرونی خباثت و فسق میں اس کے شریک کار تھے دس قتل کیے گئے اس کے اور ساتھیوں نے حق کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اللہ نے اس کی آگ بجھا دی اور اپنے بندوں کو اس کی جانب سے بے خوف کر دیا۔ اللہ اسے اور اس کے شرکاء طریق کو ہلاک کرے۔

میں نے مناسب سمجھا کہ تمہیں اس واقعے کی فوراً اطلاع کر دوں تاکہ تم خدا کی حمد اور اس کا شکر بجالاؤ، کیونکہ اب تمہاری حالت قابل مثال و رشک ہو گئی اس لیے کہ تمہارے حکمران تمہارے پسندیدہ لوگ ہیں۔ انصاف کا دروازہ تمہارے لیے کشادہ ہے کوئی شخص عدل و انصاف کے بغیر تم پر حکومت نہیں کرے گا، اس لیے تم اپنے رب کا مزید شکر ادا کرو، میں نے منصور بن جہور کو تمہارا والی انتخاب کیا ہے، تم اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرو، کیونکہ تم اللہ کے سامنے اس کا عہد کر چکے ہو، اللہ کی مخلوقات کے لیے جس قدر عہد و وعدے لیے جاتے ہیں ان سب سے بڑھ کر قابل احترام یہ بات ہے کہ تم میری اور میرے بعد جسے میں اپنا جانشین بناؤں اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرو، کیونکہ اس بات پر تمام امت نے اتفاق و اجتماع کر لیا ہے۔

جس طرح تم پر یہ عہد ہے اسی طرح میں تمہارے سامنے عہد کرتا ہوں کہ میں اللہ کے حکم، رسول اللہ ﷺ کی سنت اور تمہارے برگزیدہ اسلاف کے طرز عمل کے مطابق تم پر حکومت کروں گا اور اس کے لیے میں اپنے رب اور ولی سے توفیق و نیک تکمیل کا خواستگار ہوں۔

اسی سنہ میں نصر بن سیار نے خراسان میں منصور بن جہور کی حکومت کو جسے یزید نے عراق کے ساتھ خراسان کا بھی ناظم اعلیٰ مقرر کیا تھا تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ نصر کو یوسف بن عمر نے ولید کے لیے تحائف لے کر عراق آنے کا حکم دیا تھا اور نصر روانہ بھی ہو گیا تھا، مگر اس نے راستے میں دیر لگائی یہاں تک کہ اسے ولید کے قتل کی اطلاع پہنچی۔

نصر بن سيار کو منصور کی امارت کی اطلاع:

بشر بن نافع سالم اللیشی کا آزاد غلام جو عراق کی سڑکوں کا محافظ تھا بیان کرتا ہے کہ جب منصور بن جہور عراق کا صوبہ دار مقرر ہو کر آیا اور یوسف بن عمر بھاگ گیا تو منصور نے اپنے بھائی منظور کو رے کا عامل مقرر کر کے رے روانہ کیا، میں بھی اس کے ہمراہ رے آیا، اب میں نے اپنے دل سے کہا کہ نصر کو چل کر اس واقعہ کی اطلاع دینا چاہیے۔ جب نیشاپور پہنچا تو نصر کے مولیٰ حمید نے مجھے روک لیا اور کہا جب تک تم اپنا مقصد مجھ سے بیان نہ کرو میں تمہیں آگے نہ جانے دوں گا، میں نے اسے واقعہ سنا دیا اور عہد لے لیا کہ جب تک میں نصر کے پاس نہ پہنچ جاؤں تم کسی کو اطلاع مت دینا، اب ہم نصر کے پاس آئے وہ اس وقت قصر ماجان میں تھا، ہم نے ملنے کی اجازت طلب کی اس کے خواجہ سرانے کہا وہ ابھی سو رہا ہے ہم نے اصرار کیا اس نے جا کر نصر کو ہمارے آنے کی اطلاع دی نصر باہر آ گیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور جب تک ہم محل کے اندر نہ آ گئے اس نے مجھ سے ایک بات نہیں کی اندر جا کر اس نے مجھ سے واقعہ پوچھا، میں نے ساری کیفیت سنائی۔ نصر نے اپنے آزاد غلام حمید کو حکم دیا کہ وہ میرے لیے خلعت و انعام لے آئے، پھر یونس بن عبد ربہ اور عبید اللہ بن بسام مجھ سے ملنے آئے، میں نے ان دونوں سے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ سلم بن احوز میرے پاس آیا میں نے اسے بھی سارا واقعہ بتا دیا۔ ولید بن یوسف اس وقت نصر کے پاس تھا، جب اسے معلوم ہوا تو اس نے نصر سے اس خبر کی تصدیق چاہی، نصر نے مجھے بلایا، میں نے سارا واقعہ سنایا، ولید بن یوسف اور اس کے ہمراہیوں نے مجھے جھٹلایا، میں نے کہا آپ ان لوگوں سے ضمانت لے لیجئے، جب تین دن گزر گئے۔ اور کوئی مزید اطلاع موصول نہیں ہوئی تو نصر نے اسی پولیس والے میری نگرانی کے لیے متعین کر دیئے۔ میرے اندازے کے خلاف پہنچنے میں دیر ہوئی، جب نویں شب آئی اور وہ شب نوروز تھی تو سب لوگوں کو باقاعدہ طور پر سارا واقعہ معلوم ہو گیا جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا نصر نے نوروز کے تحائف میں سے اکثر مجھے بھیج دیئے زین اور لگام کے ساتھ ایک گھوڑا مجھے دیا ایک چینی زین اور دی اور مجھ سے کہا کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں پورا ایک لاکھ دوں۔

امیر عراق منصور کی اطاعت سے نصر کا انکار:

جب نصر کو ولید کے قتل کا یقین آ گیا تو اس نے ان تحائف کو جو ولید کے لیے نہیا کیے گئے تھے واپس طلب کر لیا، غلاموں کو آزاد کر دیا اور نفیس لونڈیاں اپنے بیٹوں اور خاص احباب میں تقسیم کر دی گئیں، برتن عوام الناس کو دے دیئے، اپنے عامل روانہ کر دیئے اور انہیں عمدہ شریفانہ طرز عمل کی ہدایت کی۔

ازدیوں نے یہ جھوٹی خبر مشہور کر دی کہ منصور بن جہور خراسان آ رہا ہے۔ نصر نے سب کے سامنے تقریر کی اور کہا اگر وہ شخص جس کے متعلق گمان کیا جاتا ہے ہمارا امیر ہو کر آیا تو ہم اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالیں گے اس کے بعد اس نے اس کا نام لیا اور کہنے لگا ”عبداللہ بے یار و یریدہ“ مگر نصر نے ربیعہ اور یمن کے سرداروں کو عامل مقرر کیا، چنانچہ اس نے یعقوب بن یحییٰ بن حصین کو طخی رستان علیا کا حاکم مقرر کیا، معدۃ بن عبداللہ لیشکری کو خوارزم کا حاکم مقرر کیا پھر اس کے پیچھے ابان بن الحکم الزہرانی کو بھیجا اور مغیرہ بن شعبہ انجمی کو قہستان کا حاکم مقرر کیا، اور ان عہدیداروں کو رعایا کے ساتھ عمدہ سلوک کرنے کی ہدایت کی، پھر سب لوگوں کو بیعت کی دعوت دی اور سب نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

عادل بن خوارزم عبد الملک بن عبد اللہ:

نصر نے عبد الملک بن عبد اللہ المسلمی کو خوارزم کا حاکم مقرر کیا تھا۔ یہ جب وہاں کے لوگوں میں تقریر کرتا تو اپنی تقریر میں کہا کرتا میں نہ بدتمیز گنوار ہوں اور نہ فزازیوں کی طرح کمزور ہوں۔ مجھے معاملات کے تجربہ اور حسن کارگزاری نے عزت دی اور میں نے انہیں اپنے وجود سے معزز کر دیا۔ بخدا! میں تلوار کو تلوار کی جگہ اور کوڑے کو کوڑے کی جگہ استعمال کروں گا اور جیل خانہ سے بھی کام لوں گا اور تم مجھے ایسا بے باک پاؤ گے کہ میں جنگ میں کود پڑوں گا اور پھر تم اس طرح سیدھے راستے پر چلنے لگو گے۔ جس طرح جوان اونٹنی ایک سالہ عمر کے بچوں میں ناپتی پھرتی ہے ورنہ میں تمہیں اس طرح جھاڑوں گا جس طرح کجمن جھریڑی کو ایک ایک پہلو سے جھاڑتے ہیں۔

ایک بلقینی کا قصاص:

بلقین کا ایک شخص جسے منصور بن جہور نے بھیجا تھا خراسان آیا، نصر کے آزاد غلام حمید نے جو نیشاپور میں رہ گزرا تھا اسے پکڑ لیا اور اتنا مارا کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی۔ اس نے نصر سے آ کر اس کی شکایت کی، نصر نے بیس ہزار اسے دلائے اور کہا کہ تمہاری ناک جس نے توڑی ہے وہ آزاد غلام ہے اور اس لیے تمہارے مماثل میں کہ اس سے میں تمہارا قصاص لوں اس معاملہ کو جانے ہی دو۔

عصمتہ بن عبد اللہ الاسدی نے اس سے کہا اے ہمارے بلقینی بھائی کہو کیا خبر لائے ہو، ہم نے بھی قیس کو بنی ربیعہ کے مقابلہ کے لیے بنی تمیم کو بنی ازد کے مقابلہ کے لیے تیار کر رکھا ہے بنی کنانہ باقی ہیں اس لیے کہ کوئی ان کا مقابل ہی نہیں۔ اس پر نصر نے کہا جب کسی بات کی میں اصلاح کرتا ہوں تم اسے خراب کر دیتے ہو۔

قدامہ بن مصعب اور نصر بن سیار کی گفتگو:

قدامہ بن مصعب العبدي اور بنی کندہ کا ایک شخص منصور بن جہور کی جانب سے نصر کے پاس آئے۔ نصر نے ان سے پوچھا کیا امیر المؤمنین کا انتقال ہو گیا؟ انھوں نے کہا ہاں! پھر اس نے پوچھا کیا منصور بن جہور والی مقرر ہوا ہے اور یوسف بن عمر تخت عراق کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں! نصر نے کہا تو ہم تمہارے جہور کو نہیں تسلیم کرتے، اس نے ان دونوں کو قید کر دیا اور ان پر دست درازی شروع کی، ایک شخص کو عراق بھیجا اس نے آ کر دیکھا کہ منصور کوفہ میں خطبہ دے رہا ہے، نصر نے ان دونوں کو جیل خانہ سے نکال کیا اور قدامہ سے پوچھا کیا بنی کلب کے کسی شخص کو تمہارا والی مقرر کیا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! ہم تو قیس اور یحییٰ دونوں کے بیچ میں ہیں۔ نصر نے کہا تم میں سے کیوں کسی کو عراق کا والی نہیں مقرر کیا اس نے کہا ہماری مثال اس شعر جیسی ہے:

اذا ما خشينا من امير ظلامه دعونا ابا غسان يوماً فعسكرا

”جب کسی امیر کے ظلم کا ہمیں خوف ہوتا ہے ہم ابو غسان کو کسی دن پکارتے ہیں اور وہ جنگ کی تیاری کر دیتا ہے۔“

نصر یہ سن کر ہنسا اور اسے گلے سے لگا لیا۔

منصور نے عراق پہنچ کر عبید اللہ بن العباس کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا یا جب اس کے آنے سے پہلے ہی وہ کوفہ کا حاکم تھا، منصور نے اسے اس کی جگہ بحال رکھا۔ پہلے ثمامہ بن حوشب کو کوٹوال مقرر کیا پھر اسے معزول کر کے حجاج بن ارطاة النخعی کو کوٹوال مقرر کیا۔

مروان محمد کا عمر بن یزید کے نام خط :

اسی سن میں مروان بن محمد نے عمر بن یزید و ولید بن یزید مقتول کے بھائی کو خط لکھا اور اس میں اسے ولید کے خون کا بدلہ لینے کی ترغیب دی وہ خط یہ ہے :

خلافت اللہ کی جانب سے اپنے خاص بندوں کو اسی طرح ملتی رہتی ہے جس طرح نبوت تاکہ احکام دین نافذ ہوتے رہیں۔ خلافت ہی کی وجہ سے اللہ اپنے خلفاء کی عزت افزائی کرتا ہے جو لوگ خلافت کی عزت کرتے ہیں اللہ انہیں غالب کرتا ہے جو اس کا مقابلہ کرتا ہے اسے ہلاک کرتا ہے اس لیے تم ان کا راستہ اختیار نہ کرنا، خلفاء کیلئے بعد دیگرے اللہ کی خلافت کو اچھی طرح انجام دیتے رہے اور مسلمان ان کی مدد کرتے رہے خصوصاً اہل شام سب سے زیادہ خلافت کے اطاعت شعار اس کے محافظ و فادار اور حق سے پھر جانے والے مخالفین کے لیے شدید و سخت گیر رہے ہیں اسی وجہ سے اللہ کی یہ نعمت بار بار ان کو ملتی رہی جس سے اسلام کی سرسبزی اور شرک اور مشرکین کی بربادی واقع ہوتی رہی، مگر انھوں نے اپنا طریقہ بدل دیا، اور اپنے عہدوں کو پس پشت ڈال دیا، اور ایک شخص نے اس کی آگ روشن کی اگرچہ لوگوں کے قلوب اس سے تنفر تھے اور بنی امیہ کی دوستی کی وجہ سے وہ اپنے دل میں اپنے خلیفہ کے خون کا بدلہ لینے کے خواستگار تھے گو اس وقت یہ معاملہ رفع دفع ہو گیا ہے اور ظاہر طور پر تمام معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا ہے مگر اس کا خون رائیگاں نہ جائے گا۔ جس بات کا اللہ نے ارادہ کر لیا ہے اسے کوئی ٹال نہیں سکتا، تم نے اس معاملہ کے متعلق اپنی رائے لکھی میں تو خود چاہتا ہوں کہ انقلاب ہو اور میں انتقام کے لیے اٹھ کھڑا ہوں اور اللہ کے دین کی جو بے حرمتی اور اس کے فرائض کی جانب سے جو بے اعتنائی برتی گئی ہے اس کا بدلہ لوں، میرے ساتھ ایک ایسی جماعت ہے جو صدق دل سے میری اطاعت کرنے کے لیے تیار ہے اگر کسی بات کا تم نے تہیہ کیا تو وہ سب سے آگے ہوں گے ان کے سینے جوش انتقام سے اسی طرح لبریز ہیں کہ وہ صرف موقع کے منتظر ہیں اور انتقام میں اللہ کی جانب سے انقلاب ضرور ہو جاتا ہے، اور ایک مقررہ وقت ہوتا ہے میں محمد اور مروان کے مشابہ نہیں ہوں گا اگر میں کسی حمیت کو دیکھ کر بھی قدریہ کی سرکوبی کے لیے مستعد نہ ہو جاؤں اور تلوار اور نیزے سے اچھی طرح ان کا بل نہ نکال دوں اب یہ بات محض خدا کی مرضی پر موقوف ہے کہ وہ ہمیں کامیاب کر دے اور انہیں ان کے اعمال کی سزا دے، میں صرف اس لیے منتظر ہوں کہ تمہارے ارادے کا مجھے علم ہو جائے، اب تم اپنے بھائی کا بدلہ لینے میں کمزوری مت دکھاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارا محافظ و متعین ہے اور جس کا نگہبان اور مددگار خدا ہو اسے اور کسی کی حاجت نہیں رہتی۔

یزید بن ولید کا مروان سے مطالبہ زر :

مسلم بن ذکوان بیان کرتا ہے کہ یزید نے عباس سے طفیل بن حارثہ الکھسی کے معاملہ میں مشورہ لیا اور کہا کہ وہ بڑی رقم بطور نذرانے کے ہمارے لیے وصول کرنا چاہتا ہے، اگر مناسب سمجھو تو مروان بن محمد کو لکھو کہ وہ اس کے متعلق حکم دے دے اور نیز اسے اجازت دو کہ وہ اس معاملہ میں اپنے خاندان سے مشورہ کر لے، کیونکہ مروان نے متصدیوں کو ممانعت کر دی تھی کہ معاشیں دیتے وقت ان میں کسی سے مزید رقم کا مطالبہ نہ کریں، عباس نے اس کی رائے منظور کر لی اور ڈاک کے ذریعہ اسے بھیج دیا۔ عباس جو لکھتا اس کا نفاذ تمام سلطنت میں ہو جاتا تھا، نیز اس کے متعلق یزید نے مروان کو لکھا کہ میں نے عبیدۃ الولید سے اٹھارہ ہزار دینار میں ایک جائیداد خریدی ہے اس کے لیے مجھے چار ہزار دینار کی ضرورت ہے۔

مسلم بن ذکوان اور مروان بن محمد:

یزید نے مجھے بلا کر طفیل کے ہمراہ خطوط لے جانے کا حکم دیا اور کہا کہ تم اس سے اس معاملہ میں گفتگو کرنا، ہم روانہ ہو گئے۔ مگر میری روانگی کا عباس کو علم نہ ہوا، جب ہم خلاط آئے تو عمر بن حارثہ الکنہی ہم سے ملا اور اس نے ہمارا حال دریافت کیا، ہم نے واقعہ بیان کر دیا، اس نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ تم مرجان سے تعلق رکھتے ہو، ہم نے کہا وہ کیا عمر نے کہا جب میں نے روانگی کا ارادہ کیا تو مروان نے تنہائی میں مجھ سے پوچھا کیا اہل مزہ کی تعداد ایک ہزار ہوگی، میں نے کہا اس سے زیادہ ہوگی، پھر اس نے پوچھا قبیلہ کلب کے بنی عامر کتنے ہیں، میں نے کہا بیس ہزار مرد ہوں گے اس پر مروان نے اپنی انگلیاں جھٹک دیں اور منہ پھیر لیا۔

مسلم کا جعلی خط:

اس واقعے کے سننے سے میرے دل میں مروان سے فائدہ اٹھانے کا لالچ پیدا ہوا، میں نے یزید کی جانب سے اس کے نام اس مضمون کا ایک خط لکھ لیا۔ میں نے ابن ذکوان اپنے مولیٰ کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ یہ میرا پیام تمہیں پہنچا دے گا، تمہیں جو کچھ کہنا ہو اس سے کہہ دینا کیونکہ یہ میرا خاص آدمی ہے، جس پر مجھے اعتماد ہے اور یہ نہایت رازدار آدمی ہے۔

مسلم بن ذکوان اور مروان بن محمد کی ملاقات:

اب ہم مروان کے پاس پہنچے۔ طفیل نے عباس کا خط حاجب کے حوالے کیا اور یہ بھی کہا کہ میرے پاس یزید بن ولید کا مرسلہ خط بھی ہے مروان نے اس خط کو پڑھ لیا۔ حاجب نے باہر آ کر پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی اور خط ہے یا کوئی اور زبانی پیام بھیجا ہے۔ طفیل نے اس سے انکار کیا اور کہا ہاں! میرے ہمراہ مسلم بن ذکوان ہے۔ حاجب نے جا کر مروان کو اس کی اطلاع دی، حاجب نے باہر آ کر مجھے شام کے وقت آنے کا حکم دیا چنانچہ میں مغرب کے وقت مسجد کے مقام مقصورہ آیا۔ جب اس نے نماز ختم کر دی تو چونکہ میں نے اس کا شمار نہیں رکھا تھا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھ لی ہیں اس وقت میں نماز پڑھنے لگا۔ جب مروان جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تو ایک خواجہ سرانے میرے پاس آ کر مجھے دیکھا اور چلا گیا، میں نے نماز کو مختصر کر دیا اور خواجہ سراسے جاملایا اس نے مجھے مروان کے حضور میں پیش کیا جو اس وقت ایک زنانے مکان میں تھا۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔ مروان نے مجھے پوچھا میں نے کہا مسلم بن ذکوان یزید کا مولیٰ اس نے کہا آزاد کردہ غلام یا ان کا ساتھی۔ میں نے کہا آزاد کردہ غلام۔ مروان نے کہا ہاں یہ اس سے زیادہ اچھا ہے اور دونوں نسبتیں اچھی ہیں۔ اچھا کہو کیوں آئے ہو۔ میں نے کہا جو میں کہوں آپ مجھے معاف کر دیں، چاہے وہ آپ کے موافق ہو یا مخالف، اس نے مجھے وعدہ معافی دے دیا، میں نے حمد و ثناء کے بعد اس عزت و اکرام کو بیان کیا جو اللہ نے بنی مروان کو خلافت سے عطا فرمایا کہ تمام لوگ ان سے خوش رہے۔ البتہ ولید نے اس سلسلہ کو توڑ دیا۔ تمام لوگوں کو اپنا مخالف بنالیا اور اپنی عام ذمہ داری کا لحاظ نہیں رکھا۔ پھر میں نے اس کا سارا حال بیان کر دیا، اب مروان نے گفتگو شروع کی، نہ حمد کی اور نہ ثناء کہنے لگا جو تم نے کہا میں نے سنا تم نے اپنے مافی الضمیر کو خیر و خوبی سے بیان کر دیا۔ یزید نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا، میں نے اس کی بیعت کر لی ہے اور اس کے لیے میں اپنی جان و مال کی قربانی بھی دینے کے لیے تیار ہوں تاکہ میرا طرز عمل اللہ کو پسند آئے۔ میں ولید کی تعریف نہیں کرتا مگر اس نے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ مراعات دیں اپنی حکومت میں دوسروں کو شریک کیا مگر اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ اسے قیامت

کے دن اپنے تمام اعمال کا حساب دینا پڑے گا۔ پھر اس نے مجھ سے یزید کی حالت دریافت کی میں نے اس کی خوب تعریف کی۔ مروان نے کہا اچھا تم جس کے لیے آئے ہو اسے کسی پر ظاہر مت کرنا تمہارا ساتھی جس غرض سے آیا ہے میں نے اسے پورا کر دیا ہے اور رقم کے مطالبہ کو منظور کر لیا ہے اور اسے ایک ہزار درہم بھی دلوادے ہیں۔

مسلم بن ذکوان کی روانگی دمشق:

میں چند روز تک وہیں مقیم رہا ایک دن دوپہر کے وقت اس نے مجھے بلا کر کہا تم اپنے سردار کے پاس چلے جاؤ اور کہہ دو اللہ تمہارے معاملات راست لائے حکم خدا کے مطابق کام کرو کیونکہ خدا ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

نیز اس نے میرے خط کا جواب بھی لکھ دیا اور کہا اگر تم طے منازل یا اڑ کر جا سکتے ہو تو اڑ جاؤ کیونکہ جزیرہ میں خارجیوں کا ایک گروہ چھ سات دن میں خروج کرنے والا ہے اور مجھے تو یہ خوف ہے کہ یہ مدت بھی شاید زیادہ ہو گئی ہو اگر انھوں نے خروج کر دیا تو ان سے بچ کر نہ جا سکو گے۔ میں نے پوچھا آپ کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی تو مروان نے مسکرا کر کہا اپنی خواہشات کا کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جسے میں نے خوش نہ رکھا ہو ایسے ہر شخص نے خود اپنے دل کے بھید مجھ سے کہہ دیئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا میں بھی انہیں میں سے ہوں۔ میں نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں اس بات کو خالد بن یزید بن معاویہ سے کہہ دوں کہ خود مجھے اس بات کا علم ہوا ہے۔ مروان نے کہا جس نے جو خواہش کی میں نے اسے پورا کر دیا اور خود بھی اس کے ساتھ ہو گیا اس بنا پر انھوں نے اپنے تمام راز مجھ سے بیان کر دیئے اور اپنے تئیں میرے حوالے کر دیا۔ میں اس سے رخصت ہو کر چلا آیا۔

جب میں آمد پہنچا تو مجھے پے در پے ہر کارے ملے جو ولید کے قتل کی خبر پہنچا رہے تھے اتنے میں عبدالملک بن مروان نے ولید کے عامل جزیرہ پر اچانک حملہ کر کے اسے نکال دیا اور راستے کی ناکہ بندی کر دی میں نے ڈاک کے گھوڑے چھوڑ دیئے ایک گھوڑا اور رہبر کراہیہ پر لیا اور یزید کے پاس آیا۔



باب ۹

عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیزؓ

منصور بن جمہور کی معزولی:

اسی سنہ میں یزید نے منصور بن جمہور کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بن مروانؓ کو عراق کا صوبہ دار بنایا۔ یزید نے عبداللہ سے کہا چونکہ اہل عراق تمہارے باپ کی جانب میلان رکھتے ہیں اس لیے میں نے تمہیں عراق کا صوبہ دار مقرر کر دیا تم عراق جاؤ۔ عبداللہ ایک خدا ترس زاہد تھا عراق کی رواںگی کے ساتھ اس نے خطوط پیامبران شامی سرداروں کے پاس جو عراق میں تھے اپنے آگے بھیجے اور اسے یہ خوف دامن گیر ہوا کہ منصور اس کے تقرر کو تسلیم نہیں کرے گا، مگر سب سرداروں نے اسے اپنا حاکم تسلیم کر لیا۔ منصور بھی عنان حکومت اس کے سپرد کر کے شام واپس چلا آیا۔

امیر عراق عبداللہ بن عمرؓ:

عبداللہ نے اپنے عہد یدار تمام ضلعوں پر مقرر کر دیئے لوگوں کو ان کی معاشیں اور ماہوار دے دیں شامی سرداروں سے اس امر میں اس نے مخالفت کی اور کہا کہ ہمارا حاصل کردہ مال آپ ہمارے دشمنوں کو دے رہے ہیں عبداللہ نے اہل عراق سے کہا چونکہ میں تمہیں مستحق سمجھتا ہوں اس لیے میں چاہتا تھا کہ تمہارا مال تمہیں دے دوں مگر یہ شامی اس معاملہ میں میرے مخالف ہو گئے ہیں اہل کوفہ کوفہ کے احاطہ میں جمع ہو گئے سرداران شامی نے پیامبروں کے ذریعہ ان سے معذرت کی اور اس الزام سے انکار کیا اور قسم کھائی کہ ہم نے ہرگز یہ بات نہیں کہی جو تمہیں معلوم ہوئی دونوں فریقوں میں ایک شور و غوغا برپا ہوا، تھوڑا تصادم بھی آپس میں ہوا۔ کچھ غیر معروف مارے بھی گئے۔ عبداللہ بن عمرؓ اس وقت حیرہ میں تھا اور عبید اللہ بن العباس کوفہ میں تھا جسے منصور نے کوفہ پر اپنا قائم مقام بنا دیا تھا۔ اہل کوفہ نے عبید اللہ کو قصر امارت سے نکال دینے کا ارادہ کیا۔ اس نے عمر بن الغضبان ابن القعترؓ کو اپنے پاس بلا بھیجا اب لوگ اس سے سلحہ ہو گئے اور عمر بن الغضبان نے ان کے جوش غضب کو ٹھنڈا کر دیا اور ڈانٹا وہ لوگ درگزر کر گئے اور ایک نے دوسرے کو امان دی۔ جب عبداللہ بن عمرؓ کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے ابن الغضبان کو اپنے پاس بلایا اس کو خلعت و گھوڑا دیا اس کے منصب میں اضافہ کر دیا۔ اسے اپنی فوج خاصہ کا افسر مقرر کیا سواد کا افسر مال گزاری اور محاسب مقرر کیا، نیز اسے یہ بھی اختیار دیا کہ وہ اپنے ہم قوموں کے لیے جتنی چاہے معاش مقرر کر دے اس نے ساٹھ اور ستر پانے والوں میں ان کے نام درج کر لیے۔

یمینی اور نزاری مناقشت:

اسی سنہ میں خراسان میں یمینی اور نزاری عربوں میں مناقشہ رونما ہوا۔ کرمانی نے نصر بن یسار کے خلاف بغاوت برپا کی اور اب دونوں کے ساتھ اس کی حمایت میں ایک ایک جماعت آمادہ پیکار ہو گئی۔ جب عبداللہ بن عمرؓ یزید کی جانب سے عراق کا

صوبہ دار مقرر ہو کر عراق آیا تو اس نے نصر کو خراسان کی ولایت پر بحال رکھا اور اس کے لیے اپنا حکم بھیج دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب کرمانی نصر کی قید سے نکل چکا تھا اس وقت نصر کا حکم تقرر اسے موصول ہوا اور نجومیوں نے اس سے کہا کہ خراسان میں فتنہ برپا ہونے والا ہے۔

اہل خراسان کا نصر سے مطالبہ:

نصر نے تمام سرکاری روپیہ کو اپنے پاس منگا لیا اور بعض لوگوں کو ان کی معاشوں میں سونے چاندی کے وہ برتن جو اس نے ولید کے لیے تیار کرائے تھے دے دیئے، سب سے پہلے ایک کنڈی نے جو بڑا کشادہ ذہن اور دراز قامت تھا اس معاملہ پر احتجاج کیا اور کہا معاش! معاش! دوسرے جمعہ کو نصر نے فوج خاصہ کے سپاہیوں کو پوری طرح مسلح کر کے مسجد میں اس خوف سے کہ شاید اب کی مرتبہ بھی کوئی آواز بلند کرے ادھر ادھر متعین کر دیا۔ کنڈی نے پھر کہا معاش! معاش! بنی ازد کے ایک آزاد غلام ابوالشیاطین نامی نے بھی کھڑے ہو کر کچھ کہا، حماد السامع ابوالسلیل البکری بھی کھڑا ہو گیا اور ان دونوں نے بھی معاش المعاش کا مطالبہ کیا۔

نصر کا اہل خراسان سے خطاب:

نصر نے کہا اگر تم نے جماعت یا اطاعت سے انحراف کیا تو میں تمہاری خبر لوں گا۔ اللہ سے ڈرو اور نصیحت کو گوش ہوش سے سنو! سلم بن احوز نصر کی طرف جو منبر پر تھا بڑھا اور کہا کہ آپ کی محض باتیں ہمارے کارآمد نہیں، دوکاندار اپنی دوکانوں کی طرف دوڑے نصر کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگا اب آئندہ میں تمہیں کوئی معاش نہیں دوں گا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے ایک شخص اٹھے گا جو اپنے بھائی اور چچیرے بھائی کے چہرہ پر تھپڑ رسید کرے گا۔ ان اونٹوں کے ساتھ جو اس نے اسے بھیجے ہیں اور اس لباس میں جو اس نے پہنایا ہے، حالانکہ وہ کہتا ہے کہ یہ میرا آقا اور ولی نعمت ہے۔ خود ان کے قدموں کے نیچے فتنہ برپا ہوگا۔ جس کی وہ تاب نہ لاسکیں گے اور تم ذبح کردہ بھیڑوں کی طرح بازاروں میں پڑے ہو گے، جو شخص ذرا عرصہ دراز تک حاکم رہا تم اس کی حکومت سے بیزار ہو گئے، اے خراسان والو! تم دشمنوں کے زرعے میں گھری ہوئی چھاؤنی ہو اپنے میں دو تلواریں کی مصاومت سے بھی احتراز کرو۔

عبداللہ بن المبارک راوی ہے نصر نے اپنی تقریر میں کہا میں ڈھانکنے والا اور چھپا دینے والا بھی ہوں، ممکن ہے کہ یہ بات میرے لیے بہتر ثابت ہو، مگر تم تو فتنہ برپا کرنا چاہتے ہو، اللہ تم پر نہ کرے میں نے تمہارا خوب تجربہ کر لیا ہے، اس لیے اب میں تمہاری کچھ پروا نہیں کرتا، میری اور تمہاری نسبت اس شعر سے مصداق ہے جو تمہارے اگلوں نے کہا ہے۔

استمسکوا اصحابنا نحدوا بکم فقد عرفنا خیرکم و شرکم

”ہمارے ساتھیوں کے ساتھ رہو تو ہم باکتے رہیں گے کیونکہ ہم تمہارے اچھے بروں کا تجربہ رکھتے ہیں۔“

اللہ سے ڈرو اگر دو شخصوں میں مخالفت ہوئی تو سمجھ لو کہ اپنے مال اور اولاد سب سے ہاتھ دھونا پڑے گا اور پھر اسے دیکھنا نصیب نہ ہوگا، اے خراسان والو! تم نے جماعت کی حقارت کی اور فرقہ بندی کی جانب جھک گئے، کیا نا معلوم سلطان کی نیت اور اس کا انتظار ہے؟ اے معشر عرب! اس میں تمہاری ہلاکت ہے پھر اس نے نابذ کا یہ شعر اس موقع پر پڑھا:

فان یغلب شقاؤکم علیکم فانی فی اصلاحکم سعیت

”اگر تمہاری بدنصیبی تم پر سوار ہو جائے تو میں کیا کروں میں نے تو تمہاری فلاح کے لیے اپنی پوری کوشش ختم کر دی۔“

کرمانی کی بغاوت:

جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی جانب سے نصر کا حکم تقرر اسے موصول ہوا تو کرمانی نے اپنے طرفداروں سے کہا کہ اس وقت سب لوگ اس فتنہ میں منہمک ہیں اب موقع ہے کہ تم اپنے معاملات کا کسی کو سربراہ کا مقرر کر لو، کرمانی کا اصلی نام جدیع بن علی بن شعیب بن براری بن حلیم المعنی تھا اور چونکہ یہ کرمان میں پیدا ہوا تھا اس لیے اسے کرمانی کہتے تھے۔

اس کے سب ساتھیوں نے کہا بس آپ ہمارے رہبر ہیں۔ مضری عربوں نے نصر سے آکر کہا کرمانی آپ کا مخالف ہو گیا ہے اسے بلا کر قتل کر دیجیے۔ نصر نے اس سے انکار کر دیا اور یہ صورت پیش کی کہ میرے بیٹے اور بیٹیاں ہیں میں اپنے بیٹوں کی اس کی بیٹیوں کے ساتھ اور اس کے بیٹوں کی اپنی بیٹیوں کے ساتھ شادی کیے دیتا ہوں۔ اس تجویز کو انہوں نے پسند نہیں کیا۔ نصر نے کہا تو اچھا میں اسے لاکھ درہم بھجتا ہوں چونکہ وہ بخیل ہے اپنے ساتھیوں کو اس میں سے کچھ نہ دے گا اور انہیں اس رقم کا علم ہو ہی جائے گا۔ اس لیے وہ اسے چھوڑ کر بھاگتا ہوا جائے گا، مگر انھوں نے اس کی بھی مخالفت کی اور کہا اس سے تو اسے اور تقویت ہوگی۔ نصر نے کہا تو اچھا اسے اس کی حالت پر چھوڑ دو وہ ہم سے ڈرتا رہے گا اور ہم اس سے بچتے رہیں گے، انھوں نے کہا تو اسے بلا کر قید کر دیجیے۔

کرمانی کی انتقامی خواہش:

نصر کو یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ کرمانی کہتا ہے کہ میں نے تو بنی مروان کی اطاعت صرف اس لیے منظور کی تھی کہ جب کچھ جماعت میرے تحت ہو جائے تو اس کی مدد سے مہلب کی اولاد کا بدلہ لوں، علاوہ بریں باوجود اسد کے عہد کے احسانات کے ہم سے جو اس نے برابر تاؤ کیا، ظلم و زیادتی کی اور اتنے عرصہ تک محروم رکھا اس کا بدلہ لوں۔

کرمانی کے قتل کا مطالبہ:

عصمتہ بن عبداللہ الاسدی نے نصر سے کہا ابھی فتنہ کی ابتداء ہے کسی جرم کا الزام یا یہ ظاہر کر کے کہ وہ سلطنت کا مخالف ہے اسے قتل کر دیجیے اور اس کے ساتھ سباغ بن نعمان الازدی اور فرافصہ بن ظہر البکری کو بھی قتل کر دیجیے، کیونکہ یہ شخص اللہ سے بھی اس لیے جلتا ہے کہ کیوں اس نے خراسان میں مضر اور ربیعہ کو اپنے افضال کا مورد بنا رکھا ہے۔ جمیل بن النعمان نے کہا چونکہ آپ ہی نے اسے یہ عزت و توقیر عطا فرمائی۔ اس وجہ سے اگر آپ خود اس کے قتل کو ناپسند کرتے ہوں تو میرے حوالے کر دیجیے میں اس کا کام تمام کر دوں گا۔

نصر بن سيار کی کرمانی سے خفگی:

بیان کیا جاتا ہے کہ نصر کو کرمانی پر اس وجہ سے غصہ آیا کہ بکر بن فراس البہرانی عامل جرجان نے اسے لکھا تھا کہ منصور بن جہور عراق کا والی مقرر ہو کر آیا ہے اور اس نے اسد بن عبداللہ کے آزاد غلام عفران کے ہاتھ کرمانی کے لیے حکم تقرر بھیج دیا ہے، نصر نے اس شخص کو تلاش کرایا مگر نہ پاسکا۔

منصور بن جہور کے عراق آنے اور ولید کے قتل کی خبر کرمانی کو صالح الاثرم الاحرار نے بھیجی تھی۔

بیان کیا گیا ہے کچھ لوگوں نے نصر سے آکر کہا کہ کرمانی فتنہ کی دعوت دے رہا ہے اس پر احرم بن قبیصہ نے نصر سے کہا یہ ایسا شخص ہے کہ اگر ملک و سلطنت بغیر نصرانی یا یہودی ہونے کے حاصل ہی نہ ہو سکے تو یہ فوراً نصرانی یا یہودی بن جائے گا۔

نصر بن سیار اور کرمانی میں کشیدگی:

نصر اور کرمانی آپس میں مخلص دوست تھے۔ اسد بن عبداللہ کے عہد میں کرمانی نے نصر کے ساتھ احسان بھی کیا تھا مگر جب نصر والی ہوا اس نے کرمانی کو اپنے قبیلہ کی سرداری سے برطرف کر کے اس کی جگہ حرب بن عامر بن اشم الواسی کو مقرر کیا، جب اس سے کام نہ چلا تو پھر کرمانی کو مقرر کیا مگر تھوڑے ہی عرصہ میں اسے علیحدہ کر کے اس کی جگہ جمیل بن العمان کو مقرر کر دیا۔ اس وجہ سے ان دونوں کے تعلقات کشیدہ ہو گئے نصر نے اسے قہندز میں جس کا حاکم مقاتل بن علی المرانی یا مری تھا قید کر دیا۔

نصر کی کرمانی سے جواب طلبی:

جب نصر نے اسے قید کرنے کا ارادہ کر لیا تو اپنی فوج خاصہ کے افسر عبید اللہ بن بسام کو اس کی حاضری کا حکم دیا، نصر نے کرمانی سے کہا کیا یہ واقعہ نہیں کہ عمر بن یوسف نے تمہارے قتل کر دینے کا حکم بھیجا تھا۔ مگر میں نے اس کی تعمیل نہیں کی اور جواب میں لکھ دیا کہ کرمانی خراسان کا رئیس اعظم اور مشہور سپہ سالار ہے اور اس طرح میں نے تمہاری جان بچائی۔ کرمانی نے کہا ہاں! صحیح ہے نصر نے کہا تم پر جو جو مانہ کیا گیا تھا کیا میں نے اسے اپنے ذمے نہیں لے لیا اور لوگوں کی معاشوں سے اسے وصول کر کے تمہاری گلو خلاصی نہ کرائی۔ کرمانی نے کہا صحیح ہے۔ نصر نے کہا کیا میں نے باوجود تیری قوم کی ناراضی کے خون بہا دے کر تیرے بیٹے علی کی جان نہیں بچائی۔ کرمانی نے کہا صحیح ہے۔ نصر نے کہا تو اس کا بدلہ مجھے یہ دے رہے ہو کہ فتنہ برپا کرنے کے لیے اجتماع کر رہے ہو۔ کرمانی نے کہا جناب والا نے اپنے جن احسانات کو بیان کیا ہے آپ کے احسانات مجھ پر اس سے بہت زیادہ ہیں اور میں آپ کا شکر گزار ہوں، اگر آپ نے میری جان بچائی تو میں نے بھی اسد کے عہد میں آپ کے ساتھ جو کیا وہ آپ کو معلوم ہے آپ اس معاملہ میں آہستگی سے کام لیجیے اور ٹھنڈے دل سے غور فرمائیے میں خود فتنے کو ناپسند کرتا ہوں۔

کرمانی کی اسیری:

عصمتہ بن عبید اللہ نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے اور اس لیے ہنگامہ آرائی کرنا چاہتا ہے کہ وہ رتبہ تجھے حاصل ہو جو تجھے کبھی حاصل نہ ہوگا۔ سلم بن اجوز نے کہا آپ اسے مرواؤ اے مقدام اور قدیم بن عبد الرحمن بن نعیم الغامدی کے بیٹوں نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا تم سے تو فرعون کے ہم جلسہ بھی اچھے تھے کیونکہ انہوں نے تو یہ ہی کیا تھا اسے (موسیٰ علیہ السلام) اور اس کے بھائی ہارون علیہ السلام کو مہلت دو، بخدا! محض ابن اجوز کے کہنے سے کرمانی قتل نہیں کیے جاسکتے۔ نصر نے سلم کو اس کے قید کر دینے کا حکم دیا اور رمضان ۱۲۶ھ کے ختم ہونے میں تین راتیں باقی تھیں کہ کرمانی قید کر دیا گیا، نے اس کی سفارش کی مگر نصر کے کہا میں نے اس کے قید کر دینے کی قسم کھائی ہے مگر میں اس کے ساتھ کسی قسم کی برائی نہیں کروں گا، اگر تم اس بات سے خائف ہو تو کسی شخص کو اس کے ساتھ متعین کر دو۔ چنانچہ ازدیوں نے اس کی معیت کے لیے یزید النخوی کو اختیار کیا۔ یہ اس کے ہمراہ قہندز میں رہا۔ نصر نے بنی ناجیہ کو جو عثمان اور جہم مسعود کے بیٹوں کی جمعیت سے تھے اس کا پہرہ بان مقرر کر دیا۔

ازدیوں نے اپنی طرف سے کرمانی کے معاملہ میں گفتگو کرنے کے لیے میغرہ بن شعبہ الحفصی اور خالد بن شعیب بن ابی الصالح الحدادی کو نصر کے پاس بھیجا تھا۔ کرمانی انیس دن قید میں رہا۔

کرمانی کی اسیری پر ازدیوں کا احتجاج:

علی بن وائل الریتی بیان کرتا ہے کہ میں نصر کے پاس گیا تو اس وقت کرمانی ایک طرف بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا۔ اُتر ابو الزعفران آیا ہے تو اس میں میرا کیا تصور ہے، بخدا انہ میں نے اسے چھپایا ہے اور نہ میں اس کے مقام سے واقف ہوں اس کی گرفتاری کے دن ازدیوں نے زبردستی اسے چھڑالینے کا ارادہ کیا تھا مگر خود اس نے انھیں اس سے باز رکھا اور سلم بن اوز کے آدمیوں کے ساتھ بنستا ہوا چلا گیا۔ اس کی گرفتاری کے بعد عبدالملک بن حرمۃ الحمدی، مغیرہ بن شعبہ، عبدالجبار بن شعیب بن عیاد اور بعض ازدیوں نے آپس میں سازبازی اور نوش آ کر فروش ہوئے۔ کہنے لگے کہ ہم اسے کبھی گوارا نہیں کر سکتے کہ بے وجہ اور بے تصور کرمانی قید کر دیا جائے مگر ان کی تحمدی بڑے بوڑھوں نے سمجھایا، کہ تم کوئی کارروائی خود مت کرو اور دیکھو کہ تمہارا امیر خود ہی اس معاملہ میں کیا کرتا ہے، مگر انھوں نے کہا ہم کبھی نہیں مانیں گے یا تو آپ نصر کو اس سے باز رکھیے ورنہ ہم آپ ہی سے شروع کر دیتے ہیں۔

کرمانی کا جیل خانہ سے فرار:

عبدالعزیز بن عباد بن جابر بن ہما بن حظلہ الحمدی سو آدمیوں کے ہمراہ ان کے پاس آیا، محمد بن المثنیٰ اور داؤد بن شعیب بھی آ گئے، ان سب نے شب نوش میں عبدالملک بن حرمۃ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ بسر کی، صبح ہوتے ہی حوازن آئے یہاں عزہ نصر کی ام ولد کے مکان کو جلاڈالوتین دن مقیم رہے اور کہنے لگے کہ ہم کسی طرح اس بات کو گوارا نہیں کریں گے اور اسی موقع پر انھوں نے اپنے امین کرمانی کی حفاظت جان کے لیے مقرر کیے اور یزید النخوی وغیرہ کو اس خدمت کا عامل بنایا۔ اہل سف کے ایک شخص نے آ کر کرمانی کے غلام جعفر سے کہا۔ اگر میں کرمانی کو نکال لاؤں تو مجھے کیا دو گے، سب نے کہا جو تم مانگو گے۔ اس نے پانی کی اس نالی کو جو قہند ز آتی تھی آ کر چوڑا کر دیا پھر کرمانی کے بیٹوں سے آ کر کہا تم اپنے باپ کو لکھ بھیجو کہ وہ آج رات نکلنے کے لیے تیار رہے، خط کھانے میں رکھ کر بھیج دیا گیا۔ کرمانی نے یزید النخوی اور حصین بن حکیم کو رات کا کھانا کھانے کے لیے اپنے پاس بلایا۔ جب یہ دونوں چلے گئے وہ اس نالے میں داخل ہوا، لوگوں نے اس کا بازو پکڑ لیا، ایک سانپ اس کے پیٹ سے لپٹ گیا مگر اسے گزند نہ پہنچا، ازدی کہنے لگے سانپ ازدی تھا اسی لیے اس نے نہیں کاٹا۔ جب ایک تنگ مقام پر آیا تو لوگوں نے اسے کھینچا جس سے اس کا شانہ اور پیٹھ چھل گئی۔ باہر نکل کر اپنی نخری روانہ یا جیسا دوسروں نے بیان کیا ہے اپنے گھوڑے بشر پر سوار ہوا۔ بیڑی اس کے پاؤں ہی میں تھی، یہ لوگ اسے غلطان نام ایک گاؤں میں لے آئے جہاں عبدالملک بن حرمۃ خیمہ زن تھا، اس نے اس کی بیڑی کاٹ دی۔

کرمانی کے فرار کے متعلق دوسری روایت:

دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کرمانی کا غلام بسام قید میں اس کے ہمراہ تھا اس نے قلعہ میں ایک شکاف دیکھا، یہ اسے چوڑا کرتا رہا یہاں تک کہ کرمانی اسی سے باہر نکل آیا۔ اس نے محمد بن المثنیٰ اور عبدالملک بن حرمۃ سے کہلا بھیجا کہ میں آج شب میں باہر نکل آؤں گا، یہ سب لوگ اکٹھا ہو گئے۔ کرمانی نکلا اس کے غلام فرقہ نے آ کر ان کو اطلاع دی یہ لوگ حرب بن عامر کے گاؤں اس سے جا کر ملے۔ اس نے لحاف اوڑھ رکھا تھا، اور تلوار حائل کر رکھی تھی۔ اس کے ہمراہ عبدالجبار بن شعیب اور اس کے دونوں بیٹے علی اور عثمان اور جعفر اس کا غلام تھے، کرمانی نے عمرو بن بکر کو حکم دیا کہ تم غلطان اندغ اور اشترح معاً جاؤ اور سب کو زیان بن سنان الحمدی

کے اس دروازے پر جونوش میں گھائی پرواقع ہے جمع کر کے لے آؤ۔ یہی نوش کی عید گاہ تھی، عمرو بن بکر نے سب کو آ کر اس کی اطلاع دی، تمام لوگ اپنے اپنے مواضع سے ہتھیار لے کر نکل آئے۔ کرمانی نے انہیں صبح کی نماز پڑھائی۔ ان کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی۔ جب آفتاب بلند ہو گیا تو ان کی تعداد تین ہزار ہو گئی۔ اہل ستادم بھی ان سے آ ملے۔ کرمانی مرج نیران کے راستے سے حوزان آیا۔

کرمانی کے خلاف نصر کی تقریر:

بیان کیا گیا ہے کہ جس رات کرمانی نکلا از دیوں نے عبدالملک بن حرمہ کے ہاتھ پر کتاب اللہ پر عمل کرنے کے عہد کے ساتھ بیعت کر لی تھی، جب نوش کی گھائی میں سب جمع ہو گئے تو جماعت نماز کھڑی ہوئی، اب عبدالملک اور کرمانی میں تھوڑی دیر اختلاف ہوا پھر خود عبدالملک نے کرمانی کو آگے بڑھا دیا جس کے معنی یہ تھے کہ اب وہی ان سب کا امیر بن گیا۔ اور پھر اسی نے نماز پڑھائی، کرمانی کے بھاگنے کے بعد نصر نے باب مروالروز پر اردانہ کے سمت فوج کی چھاؤنی چھائی اور ایک یا دو دن وہ یہاں پڑا رہا۔ بیان کیا گیا ہے کہ کرمانی کے بھاگنے کے بعد نصر نے عصمتہ بن عبداللہ الاسدی کو اپنا نائب مقرر کیا اور باب مردالروز کے پانچ پلوں پر آیا اور سب لوگوں کے سامنے تقریر کی، کرمانی کی برائی کرنے لگا اور کہا چونکہ وہ کرمان میں پیدا ہوا تھا اس لیے کرمانی ہو گیا پھر ہرات میں ڈال دیا گیا اس لیے ہردی بن گیا۔ ایسا شخص جو عورتوں کے درمیان پلا ہو اس کی نہ اصل ٹھیک ہوتی ہے اور نہ نسل۔ پھر از دیوں کے متعلق کہنے لگا کہ انہیں اگر ڈنڈوں سے ہنکایا جاتا ہے تو نہایت ذلیل ثابت ہوتے ہیں اور اگر وہ سرکشی اختیار کرتے ہیں تو ان کی حالت انفل کے اس شعر کی مصداق ہوتی ہے:

ضفادع من ظلماء لیل و تجاوبت فذل علیہا صوتہا حیا البحر

بتقریب: ”ان کی مثال ان مینڈکوں سی ہے جو رات کی تاریکی میں ایک دوسرے کو جواب دیتے ہیں اور انہیں کی آواز پنیا سانپ کو ان کا پتہ دے دیتی ہے۔“

مگر پھر نصر اپنے کیے پر پشیمان ہوا اور کہنے لگا اللہ کو یاد کرو کیونکہ اللہ کا ذکر شفا ہے وہ خیر محض ہے جس میں کوئی برائی نہیں، اللہ کی یاد گناہوں کو دفع کر دیتی ہے اور نفاق سے بچاتی ہے۔

نصر بن سیار اور کرمانی میں مصالحت:

نصر کے پاس ایک بڑی جماعت اکٹھا ہو گئی، اس نے سلم بن احوز کو پیدل سپاہ کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ کرمانی کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اب لوگ آپس میں ملاپ کرانے کے لیے دونوں کے پاس آئے۔ کرمانی کے دوستوں نے نصر سے درخواست کی کہ آپ اسے معاف کر دیجیے اور قید نہ کیجیے اور اس کی قوم والے اس بات کے لیے کرمانی کے ضامن بن گئے کہ وہ نصر کی مخالفت نہ کرے گا۔ کرمانی نے نصر سے مصافحہ کیا، نصر نے اسے حکم دیا کہ اپنے گھر ہی رہے کہیں باہر نہ جائے، مگر جب کرمانی کو معلوم ہوا کہ نصر اس سے بری طرح پیش آنے والا ہے وہ اپنے گاؤں میں چلا گیا۔ نصر بھی مرو سے نکل کر پلوں کے پاس خیمہ زن ہوا، مگر قاسم بن نجیب نے نصر سے آ کر اس کی سفارش کی اور نصر نے اسے معاف کر دیا۔ قاسم نے یہ بھی کہا اگر آپ پسند کریں تو وہ خراسان سے چلا جائے یا اپنے ہی گھر میں رہے۔ نصر اسے خارج البلد کرنا چاہتا تھا مگر سلم نے کہا اگر آپ نے اس کا خراج کر دیا تو سب جگہ اس کی شہرت ہو جائے

گی اوروں نے کہا آپ ضرور اس کا خراج کر دیجیے کیونکہ اخراج سے وہ بہت ڈرتا ہے، نصر نے کہا میرے نزدیک اس کا یہاں رہنا اس کے چلے جانے کے مقابلہ میں زیادہ خطرناک ہے، کیونکہ اگر کوئی شخص اپنے شہر سے جلا وطن کر دیا جائے تو اس کا اثر زائل ہو جاتا ہے مگر اوروں نے اس کی مخالفت کی اور نصر اپنے ارادہ سے باز رہا، اس نے اپنے ساتھیوں کو دس دس دیئے کرمانی نصر کے پاس اس کے خیمہ میں آیا نصر نے اسے معافی دی۔

نصر کا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی تقرری کا خیر مقدم:

عبدالعزیز بن عبد ربہ حارث بن سرتح سے جا ملا۔ شوال ۱۲۶ ہجری میں نصر کو منصور کی برطرانی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے عراق کا والی مقرر ہونے کی اطلاع ملی۔ نصر نے اپنی تقریر میں منصور بن جہور کا ذکر کیا اور کہا مجھے معلوم تھا کہ وہ عراق کا والی نہیں رہ سکتا، اللہ نے اسے برطرف کر دیا اور اب ایسا شخص عراق کا صوبہ دار مقرر کیا گیا ہے، جو خود بھی اچھا ہے اور اچھے کا بیٹا ہے۔

کرمانی کی طلبی:

کرمانی کو منصور بن جہور کی حمایت میں جوش آ گیا اور اب اس نے پھر لوگوں کو جمع کرنا اور ہتھیاروں کی بہم رسانی شروع کر دی۔ نماز جمعہ میں پندرہ سو سے کم و بیش طرفداروں کے ساتھ شریک ہوا۔ مقام مقصورہ سے باہر نماز پڑھتا پھر نصر کو آ کر صرف سلام کر جاتا مگر بیٹھتا نہیں، رفتہ رفتہ نصر کے پاس آنا بھی ترک کیا اور کھلی ہوئی مخالفت شروع کر دی۔ نصر نے سلم کی معرفت اس سے کہا بھیجا کہ میں نے تمہیں کسی برائی کی نیت سے قید کیا تھا بلکہ محض اس لیے کہ لوگوں میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل نہ ہو جائے، تم میرے پاس آؤ۔

سلم اور عصمتہ کی ناکامی:

کرمانی نے سلم سے کہا اگر تو میرے مکان میں نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا اور اگر مجھے تیری حمایت کا علم نہ ہوتا تو تجھے ادب سکھاتا۔ ابن الاقطع (نصر) کے پاس واپس جا اور جو تیرے جی میں آئے کہہ دے۔ سلم نے نصر سے آ کر سارا ماجرا بیان کر دیا۔ نصر نے کہا پھر جاؤ، اس نے دوبارہ جانے سے انکار کر دیا اور کہا میں اس سے بالکل نہیں ڈرتا ہوں مگر اسے بھی اچھا نہیں سمجھتا کہ آپ کی شان میں مجھے اس کی زبان سے وہ سننا پڑے جسے میں برا سمجھتا ہوں۔ نصر نے عصمتہ بن عبداللہ الاسدی کو کرمانی کے پاس بھیجا۔ عصمتہ نے کہا اے ابوعلی! تم نے جس بات کی ابتداء کی ہے اس کا انجام تمہارے لیے دین و دنیا دونوں میں برا ہوگا۔ حالانکہ ہم تمہارے سامنے شرائط پیش کر رہے ہیں۔ تم امیر کے پاس چلو وہ خود ان شرائط کو تمہارے سامنے ظاہر کریں گے۔ اس پیام کا مقصد یہ ہے کہ تمہیں پہلے سے جنادیا جائے۔

کرمانی نے اس کے جواب میں کہا مجھے معلوم ہے کہ نصر نے یہ باتیں تجھ سے نہیں کہی ہیں بلکہ تو خود انہیں اپنی طرف سے اس لیے پیش کر رہا ہے تاکہ جب نصر کو اس کا علم ہو تو تیرا سوخ اس کے پاس بڑھ جائے۔ اور اس جملے کے ختم ہونے کے بعد میں تجھ سے جب تک تو اپنے گھر واپس نہ جائے گا اب کبھی ایک بات بھی نہ کروں گا، تم چلے جاؤ اور جس کسی اور کو چاہو بھیج دو، عصمتہ واپس آ گیا اور اس نے کہا میں نے کسی دیسی کو اس قماش کا سانہیں دیکھا جیسا کہ یہ کرمانی ہے۔ خیر مجھے اس پر تو کوئی تعجب نہیں مگر یحییٰ بن حصین پر سخت تعجب آتا ہے کہ یہ اس کے طرفداروں میں (اللہ ان پر لعنت کرے) اس کی سب سے زیادہ تعظیم و تکریم کرتا ہے۔

قدید کی کرمانی کو نصیحت:

سلم نے کہا اگر یہ حالت رہی تو سرحد پر جنگ شروع ہو جائے گی، اور یہاں آپس میں خانہ جنگی، آپ قدید کو اس کے پاس سمجھانے کے بھیج دیجیے۔ نصر نے قدید بن منیع کو جانے کا حکم دیا، قدید نے کرمانی سے آکر کہا تم بہت ہی ضدی ہو مجھے یہ ڈر ہے کہ تمہارا یہ رویہ فساد کا باعث ہوگا، ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اور یہ نجی ہماری حالت پر بغلیں بجانیں گے، اس نے کہا قدید میں تم پر اتہام نہیں رکھتا مگر اب صورت ایسی نازک آپڑی ہے کہ اس میں میں نصر پر اعتماد نہیں کر سکتا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کبریٰ تمہارا بھائی ہے مگر تم اس کا اعتبار مت کرو۔ قدید نے کہا اگر تم یہ سمجھتے ہو تو اپنی نیک چلنی کے لیے یرغمال دے دو، کرمانی نے کہا کسے دوں، قدید نے کہا اپنے بیٹوں علی اور عثمان کو۔ کرمانی نے کہا اور مجھے کون دے گا، یہ ٹھیک نہیں ہے۔ قدید نے کہا ابوعلیٰ میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ ایسا کام مت کرو۔ جو تمہارے ہاتھوں پر شہرتا ہوا ہو جائے۔

عقیل بن معقل کا نصر کو مشورہ:

قدید، نصر کے پاس واپس آ گیا۔ نصر نے عقیل بن معقل اللیشی سے کہا مجھے صرف یہ ڈر ہے کہ اس سرحدی ملک پر کوئی آفت نازل ہونے والی ہے تم اپنے پیچھے بھائی سے جا کر اس معاملہ میں گفتگو کرو۔ عقیل نے نصر سے کہا میں امیر سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ کوئی ایسی کارروائی نہ کریں جس کی وجہ سے آپ کے خاندان پر نام دھرا جائے اور لوگ کہیں کہ شام میں تو خارجی مروان سے نبرد آزما تھے اور خراسان میں ان از دی کم عقل بیوقوفوں میں جو آپ کے ہمسائے ہیں اور دوسرے لوگوں میں خانہ جنگی برپا ہو گئی۔ نصر نے کہا تو پھر کیا کروں، اگر لوگوں کی بہتری کے لیے تم کوئی تجویز جانتے ہو تو اختیار کرو، کیونکہ وہ تو اس بات پر اڑا ہوا ہے کہ مجھ پر اعتماد نہ کرے گا۔

عقیل بن معقل اور کرمانی کی گفتگو:

عقیل نے کرمانی سے آکر کہا آپ نے وہ رویہ اختیار کیا ہے کہ بعد کے امراء کے نظیر ہو جائے گا اور مجھے خوف ہے کہ اس میں سب لوگوں کی عقلیں جاتی رہی ہیں۔ کرمانی نے کہا نصر چاہتا ہے کہ میں اس کے پاس جاؤں، مگر مجھے اس پر اعتماد نہیں، ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ وہ استعفاء دے دے اور ہم علیحدہ رہیں پھر بکر بن ذاکل میں سے کسی ایسے شخص کو جسے ہم سب پسند کریں اپنا سب کا اس وقت تک امیر بنالیں جب تک کہ اس کے متعلق خلیفہ کا حکم نہ آجائے، مگر اس سے وہ گریز کرتا ہے۔ عقیل نے کہا ابوعلیٰ مجھے یہ ڈر ہے کہ اس سرحدی ملک کے باشندے تباہ ہو جائیں گے تم خود امیر کے پاس چلو اور جو کہنا چاہتے ہو کہہ دو، وہ اسے منظور کر لے گا۔ تمہاری قوم کے کم عقلوں نے جو سازش کر رکھی ہے اس میں تم کسی لالچ سے شرکت نہ کرو۔ کرمانی نے کہا میں تمہارے اس مشورے اور دوراندیشی پر معترض نہیں ہوں مگر مجھے نصر پر بھروسہ نہیں وہ یہ کر سکتا ہے کہ خراسان سے جس قدر روپیہ لینا چاہے لے کر چلا جائے۔ عقیل نے کہا اچھا میں یہ صورت پیش کرتا ہوں کہ تم اور وہ اپنی اولاد کی آپس میں شادیاں کر دو تا کہ دونوں میں ملاپ ہو جائے۔ کرمانی نے کہا میں کسی صورت میں اس پر بھروسہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ عقیل نے کہا تو اب اس کے بعد خیریت نہیں ہے، مجھے ڈر ہے کہ تم کل مفت میں ہلاک ہو جاؤ گے۔ کرمانی نے کہا لاحول و لا قوۃ الا باللہ۔ عقیل نے کہا کیا میں پھر تمہارے پاس آؤں، کرمانی نے کہا اب آنے کی ضرورت نہیں مگر میری جانب سے یہ کہہ دو کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ اور لوگ تمہارے منشاء کے خلاف ایسا کام کرنے پر تمہیں ہموار

کر لیں گے، جس کے بعد فریقین عداوت میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھیں گے، اگر تم چاہتے ہو تو میں یہاں سے خود چلا جاتا ہوں، تم سے ڈر کر نہیں بلکہ اس لیے کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ اس شہر کے باشندوں کو مصیبت میں مبتلا کر دوں اور خواریزی کروں۔ چنانچہ اب کرمانی نے جرجان چلے جانے کی تیاری شروع کر دی۔

حارث بن سرتخ کی معافی کا واقعہ:

اسی سنہ میں یزید بن الولید نے حارث بن سرتخ کو معافی دی اور اس کے لیے تحریر لکھ کر بھیجی، نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو حکم بھیج دیا کہ حارث کی جتنی جائیداد ضبط کی گئی ہے واپس کر دے اور اس کی اولاد میں سے جو لوگ قید ہیں انہیں چھوڑ دے۔

جب خراسان میں نصر اور کرمانی کے درمیان مخالفت ہوئی تو نصر کو یہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا حارث بن سرتخ اپنے ساتھیوں اور ترکوں کو لے کر خراسان پر چڑھائی کر دے تو بڑی مصیبت کا سامنا ہوگا اور یہ موجودہ کرمانی وغیرہ کی مخالفت اس کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ اس بات کو سوچ کر اس نے حارث کو راہ راست پر لانے کی نیت سے، مقاتل بن حیان البطحی، ثعلبہ بن صفوان البنانی، انس بن بجالۃ الاعرجی، ہدثہ الشعراوی اور ربیعۃ القرشی کو حارث کے پاس بھیجا تا کہ اسے ترکوں کے ملک سے واپس منالائیں۔

یزید بن ولید سے حارث کی امان طلبی:

خالد بن زیاد التلبیدی الترمذی، اور خالد بن عمر کا آزاد غلام حارث بن سرتخ کے لیے امان طلب کرنے کی غرض سے یزید بن الولید کے پاس روانہ ہوئے، کوفہ آئے، سعید خذینہ سے ملے، سعید نے خالد بن زیاد سے کہا تم جانتے ہو کہ لوگوں نے میرا نام خذینہ کیوں رکھا ہے اس نے عدم واقفیت ظاہر کی، سعید نے کہا کہ وہ مجھ سے اہل یمن کو قتل کرانا چاہتے تھے، مگر اس سے میں نے انکار کیا۔ ان دونوں نے ابو حنیفہ سے درخواست کی کہ آپ صلح نے دونوں کو یزید کے سامنے باریاب کرا دیا۔ خالد بن زیاد نے امیر المومنین سے کہا آپ نے اپنے چچا زاد بھائی کو اس بنا پر قتل کیا تا کہ کلام اللہ کے احکام کی تعمیل کرائے جائے، مگر آپ کے عہدیدار برابر ظلم و زیادتی کیے جاتے ہیں، یزید نے کہا اگرچہ میں خود انہیں ناپسند کرتا ہوں مگر بہر حال انہیں سے کام لینا ہے اور کوئی میرا مددگار نہیں، خالد بن زیاد نے کہا آپ خاندان اشرف میں سے ذمہ دار عہدیدار مقرر فرمائیں اور ان کے ساتھ نیک و سمجھ دار لوگوں کو متعین کر دیں تا کہ وہ اپنے عہد کے مطابق انتظام حکومت کریں، یزید نے کہا میں اس مشورے پر عمل کروں گا۔ پھر ان دونوں نے حارث بن سرتخ کے لیے امان طلب کی۔

حارث بن سرتخ کو امان نامہ:

یزید نے حسب ذیل معافی نامہ لکھ دیا:

”حمد و ثنا کے بعد ہم اس بنا پر کھڑے ہوئے تھے کہ خدا کے احکام پس پشت ڈال دیئے گئے تھے اس کے بندوں پر ہر طرح کا ظلم کیا جا رہا تھا، بے وجہ خون بہایا جا رہا تھا اور بغیر حق کے مال ضبط کیا جا رہا تھا، ہم نے ارادہ کیا کہ کلام اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق امت میں حکومت کی جائے۔ ہم نے اس بات کو اپنی جانب سے تمہارے سامنے صاف صاف پیش کر دیا ہے۔ تمہیں امان دی جاتی ہے، اس لیے اب تم مع اپنے ساتھیوں کے سرحد اسلام میں آ جاؤ کیونکہ تم

ہمارے بھائی اور دست و بازو ہونی میں نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو لکھ دیا ہے کہ جو کچھ تمہارا لیا گیا تھا وہ واپس کر دیا جائے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے خالد کی شکایت:

اب یہ دونوں کو نے آ کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ملے۔ خالد نے عبداللہ سے کہا کیا جناب والا اپنے ماتحت عہدیداروں کو یہ حکم نہ دیں گے کہ وہ آپ کے باپ کی سیرت کے مطابق حکومت کریں۔ عبداللہ نے کہا کیا عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت پر کھلم کھلا عمل نہیں ہو رہا ہے۔ خالد نے کہا عام رعایا کو اس سے کیا فائدہ ہو رہا ہے۔ کوئی بھی اس پر عمل نہیں کرتا۔

یہ دونوں مروآنے پر یزید کا خط نصر کو دیا۔ نصر نے حارث اور اس کے ساتھیوں کے اس مال و متاع کو جو ضبط کر لیا گیا تھا حتیٰ المقدور واپس کر دیا۔ یہ حارث کی طرف روانہ ہو گئے اور اثنائے راہ میں مقاتل بن حیان اور اس کے ہمراہیوں نے جنہیں نصر نے حارث کے پاس بھیجا تھا ملے۔

اس سے قبل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نصر کو لکھا تھا تم نے میری اور خلیفہ کی اجازت کے بغیر حارث کو معافی دے دی ہے۔ لہذا اب تم اس کے ہو رہو۔ نصر نے اس حکم کے موصول ہونے پر یزید بن الاحمر کو بھیجا اور حکم دیا کہ جب تم اور حارث کشتی میں سوار ہو تو اسے قتل کر ڈالنا۔ جب وہ دونوں مقاتل سے آمل میں آ ملے تو مقاتل خود اس کی جانب ہو گیا اور اس وجہ سے یزید اپنے ارادے سے باز رہا۔

حارث کی روائگی مرو:

حارث مرو کی طرف روانہ ہوا۔ وہ بارہ سال مشرکین کے علاقے میں مقیم رہا، اس کے ہمراہ قاسم الشیبانی۔ مضریس بن عمران اس کا قاضی اور عبداللہ بن سان بھی تھے۔ حارث سمرقند آیا۔ منصور بن عمر سمرقند کا حاکم تھا، یہ اس سے ملنے نہیں گیا اور اس نے کہا اس نے کون سی ایسی خدمت انجام دی ہے جس کی وجہ سے میں اس سے ملنے جاؤں۔ منصور نے نصر سے حارث کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی اور لکھا ہم میں سے جو اپنے حریف کو قتل کر دے گا وہ اسے یا جنت میں داخل کر دے گا یا دوزخ میں۔ نیز یہ بھی لکھا اگر حارث آپ کے پاس پہنچ گیا تو چونکہ اس نے بنی امیہ کے اقتدار کو نقصان پہنچایا ہے اور متعدد خون اس کے ذمہ ہیں حالانکہ اب وہ ترک دنیا کر چکا ہے، مگر پہلے ان کی حکومت میں شریک نہایت ہی مہمان نواز، بہادر اور ترکوں پر سخت گری کرنے والا تھا تو بنی تمیم آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔

سردار خداہ میا سان کے قتل کے جرم میں منصور بن عمر کے پاس قید تھا، اس کے بیٹے نے منصور کے لیے اپنی فوج تیار کی اس وجہ سے منصور نے اسے قید کر دیا تھا، حادث نے منصور سے اس کی سفارش کی۔ منصور نے اسے رہا کر دیا۔ یہ پھر حارث ہی کے ساتھ رہنے لگا اور آخر دم تک اس کا ساتھ نہ چھوڑا۔

امام ابراہیم بن محمد:

بعض ارباب سیر کے بیان کے مطابق اسی سال امام ابراہیم بن محمد نے ابو ہاشم بکیر بن ماہان کو خراسان بھیجا اور اس کے ساتھ دستور العمل اور احکام بھی ارسال کیے مروآنے انہوں نے تمام نقیب اور داعیوں کو جو وہاں تھے اپنے پاس جمع کیا۔ امام محمد بن علی کی

وفات کی خبر سنائی اور ابراہیم کے لیے دعوت دی اور ان کا خط بھی ان کے سامنے پیش کر دیا۔ انھوں نے ان کے پیام کو قبول کر لیا اور انہوں نے جو روپیہ شیعوں سے جمع کیا تھا اسے ان کے حوالے کر دیا۔ یہ اسے ابراہیم بن محمد کے پاس لے آئے۔

ابراہیم بن ولید اور عبدالعزیز بن الحجاج کی ولی عہدی کی بیعت :

اسی سنہ میں یزید نے اپنے بھائی ابراہیم بن الولید کے لیے بیعت لے کر اسے اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج بن عبد الملک کے لیے ولی عہدی کی بھی بیعت لے لی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ یزید ذی الحجہ ۱۲۶ ہجری میں بیمار ہو گیا۔ لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ آپ اپنے بھائی ابراہیم اور اس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج کے لیے عہد خلافت لے لیجئے، قدر یہ فرقہ کے لوگ اسے اس بات پر برابر آمادہ کرتے رہے اور کہنے لگے کہ آپ کے لیے بات جائز نہیں ہے کہ اس قومی مرحلے کو آپ یوں ہی چھوڑ جائیں۔ پہلے ابراہیم اپنے بھائی کے لیے بیعت لیجئے چنانچہ اس کے لیے بیعت لے لی گئی اور اس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج کے لیے بیعت لی گئی۔

یوسف بن محمد کی برطرفی :

اسی سنہ میں یزید نے یوسف بن محمد بن یوسف کو مدینے کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو مقرر کیا۔ ایک دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید بن الولید نے اسے والی مقرر ہی نہیں کیا تھا مگر اس نے یزید کی طرف سے اپنے تقرر کا جعلی فرمان لکھ لیا تھا اس وجہ سے یزید نے اسے برطرف کر دیا اور عبدالعزیز بن عمرو اس کی جگہ مقرر کیا۔ ذیقعدہ کی دوراتیں باقی تھیں کہ عبدالعزیز مدینے آ گیا۔

مروان بن محمد کی بغاوت :

اسی سنہ میں مروان بن محمد نے یزید سے بغاوت کی، آرمینیا سے جزیرہ واپس آیا اور بتایا کہ میں ولید کا بدلہ لینا چاہتا ہوں مگر حر ان پہنچ کر اس نے بھی یزید کے لیے بیعت کر لی۔

اپنے موسم گرما کے جہاد کی ہم سے واپس آ کر عبد الملک بن مروان بن محمد بن مروان حران میں عمر بن یزید کے ہمراہ مقیم تھا کہ یہاں اسے ولید کے قتل کی اطلاع ملی۔ عبدہ بن رباح الشسانی ولید کی جانب سے جزیرے کا عامل تھا۔ جب اسے ولید کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو یہ جزیرے سے شام کی طرف روانہ ہوا اور اب عبد الملک بن مروان بن محمد نے حران اور جزیرے کے دوسرے شہروں پر دھاوا کر کے قبضہ کر لیا اور سلیمان بن عبداللہ بن علاشہ کو جزیرے کا عامل مقرر کر دیا۔ نیز اس نے اپنے باپ مروان بن محمد کو جو آرمینیا میں تھا اس کا روایتی اطلاع دی اور مشورہ دیا کہ آپ خود فوراً تشریف لائیے، مروان نے روانگی کی تیاری شروع کی اور ظاہر کیا کہ میں ولید کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہوں، مگر اس کے ساتھ اس نے اسے بھی اچھا نہیں سمجھا کہ جب تک اس کا معاملہ راستی پر نہ آجائے سرحد کو غیر محفوظ حالت میں چھوڑ دے۔ اس خیال سے اس نے اسحاق بن مسلم العقیلی، سردار قیس اور ثابت بن نعیم الحجازی فلسطینی سردار عربائے یمن کو اہل باب کی طرف بھیجا۔ ثابت اس وجہ سے مروان کے ہمراہ تھا کہ اسی نے اسے رصافہ میں ہشام کی قید سے خلاصی دلائی تھی۔

مروان دو سال میں ایک مرتبہ ہشام سے آ کر ملتا اور سرحد کی حالت اور وہاں کی فوجی چھاؤنیاں اور اس کی فوج عام حالت کو

بیان کر دیتا تھا اور نیز ان تجاویز کی جو وہ دشمن کے مقابلے میں برتنا چاہتا تھا، منظوری حاصل کر لیتا۔

ثابت بن نعیم کی قید سے رہائی:

ثابت کے قید کرنے کی وجہ کو ہم پہلے حنظلہ بن صفوان کے ذکر میں بیان کر چکے ہیں کہ ہشام نے جس فوج کو حنظلہ کے ہمراہ ان برابر اور افریقیا والوں کی سرکوبی کے لیے جنھوں نے اس کے عامل کلثوم بن عیاض القشیری کو قتل کر ڈالا تھا بھیجا۔ اس نے انہیں بغاوت پر آمادہ کیا اور ان کی وفاداری کو متزلزل کر دیا۔ حنظلہ نے اپنے ایک خط میں ہشام سے اس کی شکایت کی، ہشام نے اسے حکم بھیجا کہ ثابت کو بیڑیاں ڈال کر میرے پاس بھیج دو حنظلہ نے اس حکم کی تعمیل کی ہشام نے ثابت کو قید کر دیا۔ جب مروان بن ہشام حسب دستور ایک مرتبہ ہشام سے ملنے آیا (کلثوم بن عیاض نے افریقیا میں کیا کارروائی کی، اس کا کچھ ذکر ہم اپنی کتاب میں اس کے محل پر کر آئے ہیں) تو وہ تمام یمنی سردار جو ہشام کی بارگاہ کے عمائد تھے مروان سے آکر ملے اور انھوں نے ثابت کے معاملے میں اس سے گفتگو کی، جن لوگوں نے اس بارے میں گفتگو کی تھی ان میں کعب بن حامد العنسی ہشام کا کووال، عبدالرحمن بن القم اور سلیمان بن حبیب ہشام کسی کے قاضی بھی تھے مروان نے ثابت کو ہشام سے مانگ لیا۔ ہشام نے اسے مروان کے حوالے کر دیا یہ بھی آرمینیا چلا گیا، مروان نے کسی مقام کا والی مقرر کر دیا۔ اور انعام و اکرام بھی دیا۔

جب مروان نے ثابت کو اسحق کی معیت میں اہل باب کے پاس بھیجا تو ان کے نام ایک خط بھی ان کے ہاتھ بھیجا جس میں انھیں ان کی سرحد کا حال بتایا اور لکھا کہ اگر وہ اپنے اپنے مورچوں اور چوکیوں میں بدستور ٹھہرے رہیں گے تو اس کا انھیں اجر ملے گا اور نیز وہ اس طرح مسلمانوں کے اہل و عیال کو دشمن کے آزار سے محفوظ و مصون رکھیں گے۔

حمید بن عبداللہ النخعی:

نیز مروان بن محمد نے ان کی معاشیں ان لوگوں کے ہاتھ بھیج دیں اور فلسطین کے ایک شخص حمید بن عبداللہ النخعی نام کو جو ان میں بہت مقبول تھا ان کا سپہ سالار مقرر کر دیا۔ یہ شخص اس سے پہلے بھی ان کا سردار رہ چکا تھا اور وہ لوگ اس کی تعریف کر چکے تھے اور اس سے خوش تھے۔ دونوں صاحبوں نے اسی کو ان کا امیر مقرر کر دیا اور مروان کا خط پڑھ کر انھیں سنایا، اس پر تمام لوگ اپنی سرحدوں اور چوکیوں پر قائم رہنے کے لیے تیار ہو گئے۔

ثابت بن نعیم کی سرکشی:

بعد میں مروان کو معلوم ہوا کہ ثابت ان کے فوجی سرداروں کو سرحد کی حفاظت چھوڑ کر اپنی چھاؤنیوں میں واپس آ جانے کی ترغیب دے رہا ہے جب یہ دونوں مروان کے پاس واپس چلے آئے تو اب اس نے رواگگی کی تیاری شروع کی اپنی فوج کا معائنہ کیا۔ ثابت بن نعیم نے مروان کے ہمراہ جو شامی تھے انہیں مروان کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جانے کے لیے بہکانا شروع کیا اور دعوت دی کہ تم میرے ساتھ ہو کر اپنی اپنی چھاؤنیوں کو چلو۔ چنانچہ عام فوجی پڑاؤ سے یہ لوگ مع ان لوگوں کے جو رات کو بھاگ آئے تھے علیحدہ ہو گئے اور انھوں نے الگ اپنا پڑاؤ کیا۔ مروان کو ان کی اس شرارت کا علم ہوا اس نے ساری رات اپنے ساتھیوں سمیت مسلح ہو کر بیداری میں بسر کی۔ صبح ہوتے ہی ثابت کے مقابلے پر بڑھا۔ ثابت کے طرفداروں کی تعداد مروان کے طرفداروں سے بہت زیادہ تھی۔ اب دونوں حریف جنگ کے لیے صف بستہ ہو گئے، مروان نے دونوں نقیبوں کو حکم دیا کہ میمنہ و میسرہ اور قلب سے جا کر حریف

سے کہیں اور دریافت کریں کہ انہوں نے کیوں مجھ سے علیحدگی اختیار کی اور میری کس بات سے وہ میرے دشمن بن گئے، کیا میں نے ایسے شخص کو ان کا والی مقرر نہیں کیا جسے وہ چاہتے ہیں اور جس نے نہایت خیر و خوبی سے ان پر حکومت کی ہے، اور آخر وہ کیوں اپنا خون بہانے کے درپے ہوئے ہیں۔

مروان کی ثابت کے ساتھیوں کو دھمکی:

انہوں نے جواب دیا ہم اپنے خلیفہ کی اطاعت کی وجہ سے آپ کے بھی فرمانبردار تھے۔ خلیفہ قتل کر دیا گیا، اہل شام نے یزید بن الولید کے لیے بیعت کر لی۔ ہم نے ثابت کو اپنا والی اور سرگروہ بنالیا ہے تاکہ وہ ہمیں اسی تقسیم و ترتیب کے ساتھ ہماری چھاؤنیوں تک ہماری قیادت کرے۔ مروان نے اپنے نقیب کو حکم دیا کہ کہہ دے جو تم نے کہا وہ جھوٹ ہے تم کچھ اور کرنا چاہتے ہو، تم چاہتے ہو کہ اپنے عہدیداروں کے احکام سے سرتابی کرو اور جہاں سے گذرو وہاں کے ذمیوں کے مال و متاع غلہ اور چارے پر قبضہ کر لو۔ اب میرے اور تمہارے درمیان صرف تلوار فیصلہ کرے گی یہاں تک کہ تم مطیع و منقاد ہو جاؤ اور میں تمہیں لے کر فرات کے کنارے پہنچا دوں وہاں پہنچ کر میں ہر سردار اور اس کی فوج کو آزادی دے دوں گا کہ وہ اپنی اپنی چھاؤنیوں میں چلے جائیں۔

ثابت بن نعیم کی گرفتاری:

جب ان لوگوں نے دیکھا کہ مروان اپنے ارادے پر پوری طرح جما ہوا ہے۔ سب اس کی اطاعت میں آ گئے اور ثابت بن نعیم اور اس کے چار بیٹوں رفاعہ، نعیم، بکر اور عمران کو مروان کے حوالے کر دیا۔ مروان کے حکم سے یہ لوگ اپنے گھوڑوں سے اتار دیئے گئے ان کے ہتھیار لے لیے گئے، ان کے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر پہرہ بٹھا دیا گیا۔ مروان نے ان سب کو اپنے پڑاؤ میں شامل کر لیا اور اثنائے سفر میں ان پر ایسی سخت نگرانی اور انتظام رکھا کہ کسی کو دیہاتوں پر ظلم و زیادتی اور غارتگری کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ جو چیز لیتے اس کی قیمت ادا کرتے۔ اسی طرح مروان انہیں لے کر حران آیا اور حکم دیا کہ اپنی اپنی اصل چھاؤنیوں میں چلے جائیں مگر ثابت کو اپنے پاس قید رکھا، مروان نے اہل جزیرہ کو بلا کر ان پر مزید لگان عائد کیا اور تیس ہزار موشی ان سے وصول کیے اور یزید کے پاس جانے کی تیاری کرنے لگا۔

مروان بن محمد کی اطاعت:

یزید نے اسے لکھا کہ تم میری بیعت کر لو، میں تمہیں اس سارے علاقے جزیرہ آرمینیا، موصل اور آذربائیجان کا ناظم اعلیٰ مقرر کر دوں گا۔ جیسا کہ تمہارے باپ محمد بن مروان کو عبدالملک بن مروان نے مقرر کیا تھا، اس وعدے پر مروان نے یزید کی بیعت کر لی اور محمد بن عبداللہ بن علامۃ نیز جزیرے کے بعض اور عمائد کو اس کی خدمت میں بھیجا۔ اسی سنہ میں یزید بن ولید نے ماہ ذی الحجہ کے آخر میں انتقال کیا۔ اکثر ارباب سیر کے قول کے مطابق یزید چھ ماہ خلیفہ رہا۔

یزید بن ولید کی وفات:

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا عہد خلافت پانچ ماہ اور دو شب تھا۔ یہ بھی روایت ہے کہ وہ چھ ماہ کچھ دن خلیفہ رہا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ یزید پانچ ماہ بارہ روز خلیفہ رہا، ذی الحجہ ۱۲۶ ہجری کے ختم ہونے میں ابھی دس راتیں باقی تھیں کہ چھپالیس سال کی عمر میں چھ ماہ اور دو شب خلافت کرنے کے بعد یزید نے دمشق میں وفات پائی۔ اس کی عمر میں اختلاف ہے۔ ہشام کہتے ہیں کہ یزید نے تیس

سال کی عمر پائی۔ اوروں کا بیان ہے کہ اس کی عمر سینتیس سال ہوئی۔ ابو خالد کنیت تھی اس کی ماں ام ولد (لونڈی) تھی جس کا نام شاہ آفرید بنت فیروز بن یزدجرد بن شہریار بن کسری تھا۔ یہ شعر یزید ہی نے کہا ہے:

انسا ابن کسری و ابن مروان و قیصر جدی و جدی خاقان

بشریحہ: ”میں کسری اور مروان کی اولاد میں ہوں۔ قیصر اور خاقان بھی میرے اجداد ہیں۔“

(عقیدہ) بیان کیا گیا ہے کہ قدریہ عقائد کا ماننے والا تھا۔

(حلیہ) سانولا رنگ، دراز قامت، چھوٹا سر، چہرے پر خال، خوبصورت پاؤں اور کشادہ دہن (مگر اتنا کشادہ نہیں جو برا معلوم

ہو) تھا۔

یزید الناقص کی وجہ تسمیہ:

واقدی کے بیان کے مطابق یزید الناقص اس لیے کہا جاتا تھا کہ ولید نے فوج کی معاشوں میں جو دس کا اضافہ کیا تھا اس نے اسے گھٹا دیا، مگر علی بن محمد کا بیان ہے کہ مروان نے اس لفظ کو بطور گالی اس کے نام کے ساتھ استعمال کیا اور اس بنا پر تمام لوگ اسے ناقص ابن الولید کہنے لگے۔

امیر حج عبدالعزیز بن عمرو عمال:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں حج ہوا۔ بعض اور ارباب سیر کا بیان ہے کہ اس سال عمر بن عبداللہ بن عبدالملک جسے یزید بن الولید نے اسی غرض سے بھیجا تھا مگر اس کے ہمراہ عبدالعزیز بھی، جو مکہ مدینہ اور طائف کا عامل تھا حج کرنے گیا تھا۔

عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اس سال یزید کی جانب سے عراق کا صوبہ دار تھا، ابن ابی لیلیٰ کوفہ کے قاضی تھے، بصرہ کا خبر رساں۔ مسور بن عمر بن عباد تھا اور عامر بن عبیدہ بصرہ کے قاضی تھے۔ نصر بن سیار الکنتانی خراسان کا صوبہ دار تھا۔



باب ۱۰

ابراہیم بن ولید و جنگ جہانہ

ابراہیم بن ولید:

یزید کے بعد ابراہیم بن الولید بن عبدالملک بن مروان خلیفہ ہوا مگر اس کی خلافت زیادہ عرصے تک قائم نہ رہی، ایک جمعے میں لوگوں نے اسے خلیفہ کہہ کر سلام کیا، دوسرے جمعہ کو محض امیر کے لقب سے، آئندہ جمعے میں نہ خلیفہ کہا اور نہ امیر۔ یہی خلفشار قائم تھا کہ مروان بن محمد نے آکر اسے خلافت سے علیحدہ کر دیا اور عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو قتل کر دیا۔

مدت حکومت:

دوسری روایت ہے کہ یزید نے ابراہیم کو اپنا جانشین خلافت مقرر کر دیا تھا۔ یہ چار ماہ خلیفہ رہا۔ ربیع الآخر ۱۲۷ ہجری میں علیحدہ کیا گیا مگر یہ زندہ رہا اور ۱۳۲ ہجری میں مارا گیا۔ اس کی ماں بھی ام ولد تھی۔ ایک اور بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم کل ستر ایتھیں خلیفہ رہا۔

۱۲۷ھ کے واقعات

مروان بن محمد کی سفارت:

اسی سنہ میں مروان بن محمد نے شام کی جانب پیش قدمی کی، اور عین الجعر کے مقام پر اس کے اور سلیمان بن ہشام کے درمیان جنگ ہوئی جس کے اسباب و واقعات حسب ذیل ہیں:

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ولید بن یزید کے قتل کے بعد مروان آرمینیا سے جزیرہ آکر اس پر قابض ہو گیا تھا اور عصر ام میں اس بات کی شہرت دی تھی کہ وہ ولید کا بدلہ لینا چاہتا ہے اور اس کے قتل کو بری نظر سے دیکھتا ہے، مگر جب یزید بن الولید نے اسے اس کے باپ محمد بن مروان کے عہدے پر فائز کر دیا اور اتنا ہی علاقہ اس کے ماتحت کر دیا جو اس کے باپ کے تحت تھا تو اس نے یزید ہی کے لیے بیعت کر لی، اس کا عام اعلان کر دیا، اور اپنے حران ہی کے دوران قیام میں اس نے محمد بن علاشہ اور جزیرہ کے دوسرے عمائدین کو یزید کی خدمت میں اپنی طرف سے سفارت کے لیے بھیج دیا۔

ابن علاشہ کی طلبی:

جب مروان کو معلوم ہوا کہ یزید کا انتقال ہو گیا، اس نے فوراً ابن علاشہ اور اس کے ساتھیوں کو منج سے واپس بلا لیا اور اب خود ابراہیم بن الولید کی جانب روانہ ہوا، صرف جزیرہ کا لشکر اس کے ساتھ تھا۔ اس نے اپنے بیٹے عبدالملک کو آرمینیا پر چالیس ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ رقبہ میں اپنا جانشین چھوڑا۔

مروان بن محمد کی پیش قدمی:

مروان قنسرین آیا، یزید بن الولید کا بھائی بشر جسے یزید نے اس مقام کا حاکم مقرر کیا تھا اس کے مقابلے کے لیے شہر سے باہر صف بستہ ہوا۔ اس نے اپنے حریف کی فوج میں وعدہ امان کی منادی کی اور مروان نے اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی لوگوں کو دعوت دی۔ یزید بن عمر بن ہبیرہ تمام قیس عربوں کے ساتھ اس سے آ ملا۔ انھوں نے بشر اور اس کے حقیقی بھائی مسرور بن الولید کو دشمن کے سپرد کر دیا۔

اہل حمص کی اطاعت:

مروان نے ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پھر اہل جزیرہ اور اہل قنسرین کو لے کر اہل حمص کی طرف روانہ ہوا، چونکہ انھوں نے یزید کے مرنے کے بعد ابراہیم اور عبدالعزیز بن الحجاج کے لیے بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اسی بنا پر مقدم الذکر نے مؤخر الذکر اور دمشق کی فوج کو ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا تھا جس نے انہیں ان ہی کے شہر میں آ کر محصور کر لیا۔ مروان نے اپنی پیش قدمی میں مزید سرعت سے کام لیا اور جب یہ حمص پہنچا تو عبدالعزیز خود حمص کا محاصرہ چھوڑ کر چلتا بنا۔ اہل حمص نے شہر سے نکل کر مروان کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر سب کے سب خود ہی اس کے ساتھ ہو لیے۔

سلیمان بن ہشام اور مروان بن محمد کی جنگ:

اس کے مقابلے کے لیے ابراہیم بن الولید نے سلیمان بن ہشام کی زیر قیادت فوج روانہ کی، یہ اس کے ہمراہ مقام عین الجحر پر فروکش ہوا، اب مروان بھی سامنے آ گیا۔ سلیمان کے ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار سوار تھے۔ مروان کے پاس اسی ہزار تھے، جب ایک دوسرے کے مقابل آئے تو مروان نے کہا کہ میری یہ درخواست ہے کہ لڑائی نہ ہو بشرطیکہ تم لوگ ولید کے دونوں بیٹوں حکم اور عثمان کو جو دمشق کی جیل میں قید ہیں رہا کرو اور میں ان دونوں کی جانب سے اس بات کی ضمانت کرتا ہوں کہ وہ اپنے باپ کے قتل کا تم سے مواخذہ نہیں کریں گے اور نہ کسی ایسے شخص کو جو ان کے باپ کے قتل میں شریک رہا ہو کوئی مطالبہ کریں گے مگر سلیمان کے ہمراہیوں نے اس کی درخواست رد کر دی اور اب جنگ پوری مستعدی سے شروع ہو گئی۔ آفتاب بلند ہونے کے وقت سے عصر تک گھمسان کی لڑائی ہوئی جس میں فریقین کے بہت سے مقتول و مجروح ہوئے، چونکہ مروان ایک تجربہ کار لڑکے باران دیدہ تھا اس نے اپنے تین سپہ سالاروں کو جن میں سے ایک اسحق بن مسلم کا بھائی عیسیٰ نام تھا بلایا اور حکم دیا کہ تم اپنے رسالے کو (جس کی تعداد تین ہزار تھی) میری صف کے پیچھے لے جاؤ، نیز ان کے ہمراہ لکڑہارے بھی بھیج دیئے۔

اس گھائی میں جسے پہاڑوں نے گھیر رکھا تھا۔ جس قدر گنجائش تھی وہ دونوں حریفوں کی فوج سے پر تھی اور دونوں پڑاؤں کے درمیان ایک تیز رودرداں تھی، مروان نے انھیں حکم دیا کہ پہاڑ پر جا کر درختوں کو کاٹو اور عارضی پل باندھ کر اس کے ذریعے سلیمان کے پڑاؤ پر چھاپہ مارو۔

سلیمان بن ہشام کی شکست و فرار:

یہ تمام کارروائی اپنی جگہ ہوتی رہی مگر سلیمان کا رسالہ چونکہ ہمہ تن جدال و قتال میں منہمک تھا اس لیے اسے اس کی کچھ خبر نہ ہوئی کہ اچانک انھیں اپنے پیچھے اپنے پڑاؤ سے گھوڑوں کی ہنہناہٹ، تلواروں کی چمک اور تکبیر کی آواز سنائی دی، اس کے دیکھتے ہی

اس فوج کے پاؤں اکھڑے گئے اور وہ بالکل شکست کھا کر بھاگی، اہل حمص نے چونکہ سلیمان کی فوج نے ان کی خوب گت بنائی تھی، بیدردی سے انہیں قتل کرنا شروع کیا اور ستر ہزار کو تہ تیغ کر دیا۔ مگر اہل جزیرہ اور اہل قنسرین نے ان میں سے کسی کو قتل نہیں کیا، مقتولین سے زیادہ قیدی مروان کے ہاتھ آئے، نیز ان کی پڑاؤ کو بالکل لوٹ لیا گیا، مروان نے حکم عثمان دونوں کم سنوں کے لیے ان سے بیعت لے کر سب کو رہا کر دیا، بلکہ ایک ایک دینار زادراہ بھی انہیں دیا اور انہیں ان کے اہل و عیال میں جانے کی اجازت دے دی، اور کسی کو سوائے یزید بن العقار الکھی اور ولید بن مصاد الکھی کے جو ولید سے لڑنے گئے تھے اور اس کے قتل میں شریک تھے اس نے قتل نہیں کیا۔

یزید بن خالد بن عبداللہ القسری بھی اس جنگ میں شریک تھا مگر شکست کے بعد وہ بھی سلیمان بن ہشام کے ساتھ دمشق بھاگ آیا۔ یہ دونوں کلبی سردار جنہیں مروان نے قتل کر دیا، یزید کے خاص عہدیدار تھے، ان میں سے ایک کو قوال اور دوسرا محافظ اعلیٰ تھا۔ مروان نے انہیں اسی مقام پر کوڑوں سے خوب پٹوایا، پھر اس کے حکم سے وہ قید کر دیئے گئے اور اسی میں ہلاک ہو گئے۔

پسران ولید بن یزید اور یوسف بن عمر کا خاتمہ:

دوسری صبح کو سلیمان اور اس کی شکست خوردہ فوج دمشق پہنچی، اس کے پاس ابراہیم اور عبدالعزیز بن الحجاج کے پاس اس کی فوج کے سردار یزید بن خالد القسری ابو علاقہ السکسکی۔ اضرع بن دولۃ الکھی اور ان ہی جیسے اور سردار آئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اگر یہ دونوں لڑ کے زندہ رہے تو مروان دمشق آ کر انہیں قید سے نکال کر برسر حکومت بٹھا دے گا۔ یہ اپنے باپ ولید کے قاتلوں میں سے کسی پر بھی رحم نہیں کریں گے، بہتر یہ ہے کہ انہیں ہم قتل کر دیں۔ چنانچہ سب نے یزید بن خالد کو اس کام پر متعین کیا، ان دونوں کے ہمراہ قید میں ابو محمد السفیانی اور یوسف بن عمر بھی تھے، یزید نے خالد کے آزاد غلام ابوالاسد کو اپنے کچھ آدمیوں کے ہمراہ اس کام کے لیے روانہ کیا، اس نے جیل خانے میں جا کر گرزوں سے ان دونوں لڑکوں کا کام تمام کر دیا۔ اور یوسف بن عمر کو بھی قتل کر دیا۔

ابراہیم بن ولید کا فرار:

وہ تو ابو محمد السفیانی کو بھی مار دینا چاہتے تھے مگر یہ جیل خانہ کی ایک کوٹھڑی میں گھس گیا اور اندر سے دروازہ بند کر لیا اور اپنی پشت پر فرش و تکیوں کا انبار لگا کر دروازہ پر نکادے دیا جس سے وہ اسے کھول نہ سکے، تب انہوں نے ارادہ کیا کہ آگ لگا دیں مگر ابھی آگ نہ لگائی تھی کہ شور مچا کہ مروان کا رسالہ دمشق میں داخل ہو گیا ہے، ابراہیم بن ولید بھاگ کر روپوش ہو گیا، سلیمان نے بیت المال کو لوٹ کر اسے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا اور شہر سے نکل بھاگا۔

عبداللہ بن معاویہ:

اسی سنہ میں عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں اپنے لیے دعوت دی اور کوفہ ہی میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بن مروان رضی اللہ عنہ سے اس کی لڑائی ہوئی جس میں اس نے اسے شکست دے کر بھاگ دیا۔ عبداللہ بن معاویہ علاقہ جبال چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

عبداللہ بن معاویہ کا خروج:

ابو مخنف کہتے ہیں کہ عبداللہ بن معاویہ نے محرم ۱۲۷ ہجری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بغاوت کی اور اس سے لڑا، عبداللہ بن معاویہ کچھ عنایتاً مانگنے کے لیے کوفہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملنے آیا۔ اس کا ارادہ خروج کا نہ تھا، یہاں اس نے حاتم بن الشرقی بن عبدالمومن بن شیبہ بن ربیع کی لڑکی سے شادی کر لی۔ جب یمنی اور مضر بنی عربوں کے آپس میں تعصب و عداوت رونما ہوئی تو کوفہ والوں نے اس سے درخواست کی کہ تم اپنے لیے دعوت دو کیونکہ بنو ہاشم بنو مروان سے زیادہ حکومت کے اہل ہیں، اس نے خفیہ طور پر کوفہ میں دعوت شروع کر دی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت حیرہ میں تھا۔ ابن حمزہ الخزاعی نے ابن معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی مگر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی تدبیروں سے اسے پھر ملا لیا اور اس نے وعدہ کیا کہ جنگ میں وہ اپنی فوج کو لے کر بغیر مقابلہ کیے پسپا ہو جائے گا ابن معاویہ کو بھی اس قرارداد کا علم ہو گیا۔

عبداللہ بن معاویہ کا علاقہ جبال پر قبضہ:

چنانچہ جب حریف مقابل آئے تو ابن معاویہ نے بیان کیا کہ ابن حمزہ نے مجھے دھوکا دیا ہے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی فوج کے ساتھ پسپا ہو جانے کا وعدہ کر لیا ہے جب وہ ایسا کرے تو تم اس سے خوفزدہ نہ ہوتا کیونکہ جو کچھ وہ کرے گا اس ساز باز کے مطابق کرے گا جو پہلے سے پخت و پز ہو چکی ہے، مگر جب مقابلہ شروع ہوا اور ابن حمزہ پسپا ہوا تو اس کو دیکھتے ہی ابن معاویہ کے تمام طرفدار میدان سے فرار ہو گئے۔ اور کوئی اس کا ساتھ دینے والا نہ رہا۔ اس کے بعد ابن معاویہ کوفہ واپس آ گیا۔ یہ معرکہ کوفہ اور حیرہ کے درمیان وقوع پذیر ہوا تھا، پھر یہ وہاں سے مدائن چلا گیا، اہل مدائن نے اس کی بیعت کر لی، یہاں کچھ کوئی بھی اس سے آٹے ان کے ساتھ اس نے حلوان جا کر اس پر اور علاقہ جبال پر قبضہ کر لیا۔

جنگ جبانہ:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابن معاویہ نے کوفہ آتے ہی ایک جماعت جمع کر لی تھی، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس کی سازش کا علم ہی نہیں ہوا کہ انھوں نے جبانہ میں جنگ کے لیے اپنا اجتماع کیا، اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ خالد بن قطن الحارثی اہل یمن کا سردار تھا اس پر اصبح ذولہ الحسہ نے شامیوں کے ساتھ حملہ کیا اور خالد اور اہل کوفہ پسپا ہو گئے، مگر بنی براء اور بنی نزار میں جنگ نہ ہوئی اور یہ بغیر لڑے بھڑے واپس چلے گئے۔ زیدی فراتے کے پچاس آدمی ابن محرز القرشی کے مکان کی جانب لڑائی کے خیال سے آئے اور سب مارے گئے۔ ان کے علاوہ اس روز اہل کوفہ میں اور کوئی نہیں مارا گیا، ابن معاویہ عبداللہ بن العباس انصاری کے ہمراہ کوفہ سے مدائن آیا، وہاں سے روانہ ہو کر ماہین، ہمدان، قوس، اصہبان اور رے پر قابض ہو گیا، اہل کوفہ کے غلام بھی اس سے آٹے۔

ابو عبیدہ کی روایت:

ابو عبیدہ اس خلفشار کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ حسن اور یزید بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملنے آئے اور التلخج میں ولید بن سعید اپنے آزد غلام کے یہاں آ کر فروکش ہوئے، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کی خوب آؤ بھگت کی، بہت کچھ انہیں دیا، اور تین سو درہم روزانہ ان کے لیے مقرر کر دیئے۔ کچھ عرصہ تک اسی طرح یہ لوگ زندگی بسر کرتے رہے اب یزید بن الولید نے انتقال کیا اور لوگوں نے اس کے بھائی ابراہیم بن الولید کے لیے اور اس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کے

لیے بیعت کر لی۔ ان دونوں کی بیعت کا حکم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس کوئے میں آیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے لوگوں سے ان دونوں کے لیے بیعت لے لی اور ان کی معاش میں سوسو کا اضافہ کر دیا۔ نیز اس نے اس کے لیے مفصلات میں احکام نافذ کر دیئے اور سب جگہ سے ان کے لیے بیعت لے جانے کی اطلاع آ گئی۔ ابھی وہ انہیں معاملات کی رو براسی میں تھا کہ اسے معلوم ہوا کہ مروان بن محمد نے ابراہیم بن الولید کی بیعت نہیں کی ہے اور وہ اہل جزیرہ کو لے کر اس کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا ہے، اس نے عبداللہ بن معاویہ کو اپنے پاس روک لیا مگر ان کے یومیہ میں اضافہ کر دیا اور اسے اس بات کے لیے آادہ کر لیا کہ اگر مروان کو ابراہیم کے مقابلے میں فتح ہو تو وہ اس کے لیے بیعت کر لے گا اور بحیثیت امین اپنے ساتھ لے کر مروان کا مقابلہ کرے گا۔ اب مروان کی ابراہیم سے جنگ شروع ہو گئی۔ جمہور اس سیاسی خلفشار کی وجہ سے پریشان خیال ہو گئے۔ مروان شام کے قریب پہنچ گیا۔ ابراہیم اس کے مقابلے کے لیے نکلا، دونوں میں جنگ ہوئی مروان نے اسے شکست دی اور فتح پائی، ابراہیم نے راہ فرار اختیار کی مگر عبدالعزیز بن الحجاج ثابت قدمی سے لڑتا رہا اور مارا گیا۔

اسماعیل بن عبداللہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما:

اسماعیل بن عبداللہ خالد بن عبداللہ القسری کا بھائی جو ابراہیم کی فوج میں تھا بھاگ کر کوفہ آیا اس نے ابراہیم کی جانب سے اپنے لیے کوفہ کی ولایت کا جعلی فرمان بنالیا اور یمنی عربوں سے مل کر پوشیدہ طور پر اس بات سے انہیں آگاہ کیا کہ مجھے ابراہیم بن الولید نے عراق کا گورنر مقرر کیا ہے، یمنیوں نے اس کے دعوے کو قبول کر لیا۔ اس کی اطلاع ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ہوئی، اس نے علی الصباح اسے آ لیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ عمر بن الغضبان بھی تھا۔ جب اسماعیل نے یہ رنگ دیکھا اور سوچا کہ نہ اس کے پاس اصلی فرمان ہے بلکہ جس کی جانب سے اس نے فرمان بنایا تھا وہ بھی شکست کھا کر بھاگ گیا ہے وہ اپنے ارادے سے رسوائی اور مارے جانے کے خوف سے باز آیا۔ اس نے اپنے طرفداروں سے کہا کہ میں خون بہانا پسند نہیں کرتا اور مجھے پہلے یہ اندیشہ نہ تھا کہ یہ معاملہ یہاں تک طول کھینچے گا، بہتر یہ ہے کہ تم لوگ چپ ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ سب منتشر ہو گئے، مگر اس نے اپنے گھر والوں سے یہ بات بیان کر دی کہ ابراہیم نے راہ فرار اختیار کی اور مروان دمشق میں داخل ہو گیا ہے اس کے خاندان سے اس خبر نے پھوٹ کر شہرت حاصل کی، اور اب پھر فتنہ و فساد اور خانہ جنگی کا خطرہ پیدا ہوا۔

جعفر بن نافع اور عثمان بن الخیر کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کشیدگی:

اس کی وجہ یہ تھی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما، مضر اور ربیعہ کو تو بڑی بڑی معاشیں دیتا تھا مگر اس نے جعفر بن نافع بن القعقاع بن شور الذہلی اور عثمان بن الخیر کی بن تمیم اللات بن ثعلبہ کے سردار کو کچھ نہ دیا اور نہ ان کے مناصب کو ان کے ہم رتبہ سرداروں کے برابر کیا، یہ دونوں اس کے پاس آئے اور درشت کلامی کی، ابن عمر رضی اللہ عنہما کو غصہ آیا اس نے ان دونوں کے دربار سے نکلوا دیئے کا حکم دیا، عبدالملک الطائی اس کے صاحب شرط نے جو ہر وقت اس کے سر ہانے ایستادہ رہتا تھا جا کر انہیں دھکے دیئے انھوں نے بھی اسے دھکا دیا اور بہت غصے میں وہاں سے چلے آئے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جعفر و عثمان سے مصالحت:

ثمamah بن حوشب بن ردیم الشیبانی حاضر دربار تھا وہ بھی اپنے دوستوں کی اس توہین پر ناراض ہو کر دربار سے اٹھ آیا اور یہ

سب کوفہ چلے آئے، یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما حیرہ میں تھا۔ کوفہ آتے ہی ان لوگوں نے بنی ربیعہ کو دعوت دی تمام بنی ربیعہ مرنے مارنے کے لیے نہایت طیش و غضب میں ان کے پاس جمع ہو گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس کی اطلاع ہوئی، اس نے اپنے بھائی عاصم کو ان کے پاس بھیجا۔ جب عاصم ان سے آکر ملا وہ اس وقت سب کے سب دیر ہند میں متعدد و مجتمع تھے۔ عاصم نے اپنے تئیں ان کے سامنے کر دیا اور کہا کہ میں حاضر ہوں جو چاہو میرے ساتھ کرو اس کے اس اشارے انہیں غیرت آئی، انہوں نے عاصم کی تعظیم و تعریف کی اور اس کا شکر ادا کیا اور پھر اپنے دونوں سرداروں کے پاس آئے وہ بھی خاموش ہو رہے اسی شب کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عمر بن الغضبان کو ایک لاکھ درہم بھیجے جسے اس نے اپنی قوم بنو ہمام بن مرہ بن ذہیل بن شیبان میں تقسیم کر دیا۔ ثمامہ بن حوشب بن ردیم کو بھی ایک لاکھ بھیج دیئے۔ اس نے انہیں اپنی قوم میں تقسیم کر دیا۔ اسی طرح اس نے جعفر بن نافع بن القعقاع اور عثمان بن الخیر کی کو دس ہزار بھیج دیئے۔

عبداللہ بن معاویہ کی بیعت:

ابو جعفر کہتے ہیں کہ جب شیعوں نے اس کی کمزوری محسوس کی تو اس سے آنکھ چرا گئے، اس پر دلیر ہو گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ اس پر غلبہ پانا بالکل سہل ہے اس لیے انہوں نے عبداللہ بن معاویہ بن جعفر کے لیے لوگوں کو دعوت دی، عبداللہ نے اس کام کے لیے ہلال بن ابی الورد بنی عجل کے آزاد غلام کو مقرر کیا تھا، شیعوں نے ایک ہڑبونگ مچادی اور سب مسجد میں آکر جمع ہوئے۔ ہلال اس تمام کارروائی کا منصرم تھا۔ شیعوں نے اس کے ہاتھ پر عبداللہ بن معاویہ کے لیے بیعت کی اور پھر فوراً سب عبداللہ کے پاس آئے اسے ولید بن سعید کے گھر سے نکال کر قصر امارت میں لے آئے اور عاصم بن عمر رضی اللہ عنہما کو قصر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ عاصم اپنے بھائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حیرہ چلا گیا۔ کوفیوں نے ابن معاویہ سے آکر بیعت کی ان میں عمر بن غصیان بن القبحری، منصور بن جمہور، اسماعیل بن عبداللہ بن القسری اور وہ شامی بھی تھے جنہیں کوفے سے وطنی تعلق تھا۔ ابن معاویہ چند روز تک کوفے میں مقیم رہا اور لوگ اس کی بیعت کرتے رہے۔ مدائن اور قم اللیل کے باشندوں نے بھی اس کے لیے بیعت کر لی، جب سب لوگ جمع ہو گئے تو اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حیرہ جا کر مقابلہ کرنے کے ارادے سے خروج کیا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اطاعت کی دعوت:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے شامی ہمراہیوں کے ساتھ اس کے مقابل آیا۔ ایک شامی نے مبارزت طلب کی، قاسم بن عبدالغفار العجلی اس کے مقابلے کے لیے نکلا، شامی نے اس سے کہا جس وقت میں نے مقابلے کی دعوت دی تھی مجھے یہ خیال نہ تھا کہ بکر بن وائل کا کوئی شخص میرے مقابل آئے گا، بخدا! میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا بلکہ جو بات ہمیں پہنچی ہے چاہتا ہوں کہ تم سے بیان کر دوں تمہارے ساتھ جتنے یمنی سردار ہیں اور منصور اور اسماعیل وغیرہ وغیرہ سب نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ساز باز کر لی ہے۔ بنی مضر کے خطوط اس کے پاس آچکے ہیں، مگر تم بنی ربیعہ کا کوئی پیام سلام اب تک اس کے پاس نہیں آیا۔ مگر مگر اب بھی موقع ہے کیونکہ آج تم سے جنگ نہ ہوگی۔ البتہ کل صبح جنگ ہوگی، اگر تم اپنی تباہی سے بچنا چاہتے ہو تو فوراً میرے مشورے پر عمل کرو اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اطاعت کا عہد اس تک پہنچا دو، میں بھی ایک قیسی ہوں کل تمہارے مقابل آؤں گا اگر چاہو تو میں اپنے سردار کو تمہارا خط دے دوں گا اور اگر تم اس شخص کے وفادار رہنا چاہتے ہو جس کے ساتھ تم نے خروج کیا ہے تو اس کے نتائج کو سوچ لو، میں نے تمہارے سرداروں کا

حال سب تمہیں سنا دیا ہے۔

قاسم نے اپنے ہم قوم اشخاص سے یہ باتیں کہہ دیں۔

عبداللہ بن معاویہ اور عمر بن الغضبان:

ابن عمر رضی اللہ عنہ کے مہینے میں ربیعہ اور معمر تھے اور اس کے مقابلے پر ابن معاویہ کا میسرہ تھا اور اس میں بنی ربیعہ تھے اس پر عبداللہ بن معاویہ نے کہا یہ ایک ایسی علامت ہے جس کا نتیجہ ہم کو اس وقت معلوم ہو گا جب ہم صبح کو حملہ آور ہوں گے اگر عمر بن الغضبان چاہتا ہے تو آج ہی رات وہ مجھ سے آکر ملے اور یہ بھی اس سے جا کر کہہ دو کہ قیسی جھوٹے ہیں قاصد نے عمر سے آکر یہ پیام پہنچا دیا عمر نے جواب میں لکھ بھیجا کہ ہاں ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قاصد میرے پاس آیا ہے نیز اس نے یہ بھی خواہش کی کہ ابن معاویہ اور منصور اور اسماعیل سے عہد واثق لے لے۔ اس ترکیب سے اس کی غرض یہ تھی کہ ان دونوں کو بھی اس کا رروائی کا علم ہو جائے مگر ابن معاویہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ صبح ہوتے ہی لوگوں نے جنگ کی تیاری کی۔ ابن معاویہ نے یمنی عربوں کو اپنے مہینے پر اور معمر اور ربیعہ کو اپنے میسرے پر مقرر کیا اور نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر یا ایک قیدی گرفتاری کر کے لائے گا۔ اس کو اتنی رقم انعام دی جائے گی۔ روپیہ عمر بن الغضبان کے پاس تھا۔

عباس بن عبداللہ البہاشمی کا قتل:

اب جنگ شروع ہو گئی عمر بن الغضبان نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے مہینے پر حملہ کیا اور مہینہ پسپا ہو گیا، منصور اور اسماعیل نے فوراً حیرہ کا رخ کیا عام لوگوں نے کوئی یمینوں پر حملہ کر کے ان میں سے تیس سے زیادہ آدمیوں کو قتل کر دیا اور عباس بن عبداللہ البہاشمی بنت ملاۃ کا خاندن مارا گیا عاتکہ بنت الملاۃ جس نے کئی خاوند کیے تھے اور ان میں سے ایک عباس بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل بھی تھا بیان کرتی ہے کہ عباس بن عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عراق کی خانہ جنگی میں مارا گیا۔

عبداللہ بن معاویہ کی شکست و مراجعت کوفہ:

مبکر بن الحواری بن زیاد بھی اور لوگوں کے ساتھ مارا گیا۔ پھر یہ لوگ پسپا ہوئے۔ پسپا ہونے والوں میں عبداللہ بن معاویہ بھی تھا یہ قصر کوفہ میں چلا آیا مگر اس کا میسرہ جس میں بنی معمر اور ربیعہ تھے اور ان کے مقابل شامی ابھی تک میدان میں جھے رہے۔ اہل شام کے قلب نے زیدیوں پر حملہ کر کے انہیں پسپا کر دیا اور یہ بھی کوفہ آ گئے اب صرف میسرے کے تقریباً پانچ سو شہسوار مقابلے پر رہ گئے عامر بن جنازہ، نباتہ بن حنظلہ، قیسہ بن عتبہ بن عبد الرحمن العسلی اور نصر بن سعید بن عمر الحرشی بنی ربیعہ کے پاس آئے اور عمر بن الغضبان سے کہا کہ ہمیں خوف ہے کہ لوگ آپ کے ساتھ بھی وہی کریں گے جو انھوں نے اہل یمن کے ساتھ کیا ہے بہتر یہ ہے کہ آپ لوگ واپس چلے جائیں۔ عمر نے کہا جب تک مجھے حکم نہ ملے گا میں اپنی جگہ سے نہ ٹلوں گا انھوں نے کہا آپ کا یہ عزم آپ کے ہمراہیوں کے لیے کچھ بھی کارآمد نہ ہوگا پھر وہ خود اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر اسے کوفہ میں لے آئے۔

عبداللہ بن معاویہ کی ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا کاتب راوی ہے کہ ایک دن میں حیرہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ کسی نے آکر کہا کہ عبداللہ بن معاویہ ایک انبوہ کثیر کے ساتھ مقابلے کے لیے سامنے آ گیا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کچھ عرصے تک سر نیچا کیے سوچتا رہا۔ اتنے

میں مہتمم باورچی خانہ اس طرح اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا گویا وہ کھانا لانے کے لیے حکم کا منتظر تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اشارے سے کھانا لانے کا حکم دیا، وہ کھانا لے آیا مگر خوف کے مارے ہماری سب کی یہ حالت تھی کہ دل نکلے پڑے تھے اور ڈر رہے تھے کہ بس اب ابن معاویہ نے ہمیں آ لیا، میں غور سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگا کہ آیا چہرے پر کسی قسم کے تغیر کے آثار تو نمایاں نہیں مگر بخدا! اس کا چہرہ جوں کا توں تھا۔ جب کھانا آیا تو ہم میں سے ہر دو شخصوں کے سامنے ایک خوان رکھ دیا گیا اور جتنے حاضرین مجلس تھے ان کا شمار بھی کیا گیا۔ صبح کے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وضو کیا اور حکم دیا کہ زر نقد و اسباب باہر نکالا جائے، چنانچہ سونے چاندی کے ظروف اور کپڑے تک سامنے لائے گئے۔ اس نے اس میں سے بیشتر حصہ اپنے سپہ سالاروں کو دے دیا۔ پھر اپنے آزاد غلام یا غلام کو جسے وہ مبارک سمجھتا تھا اور اس کے نام سے فال نیک لیا کرتا تھا جس کا نام میمون، فتح یا کوئی اور ایسا ہی مبارک نام تھا بلا کر حکم دیا کہ میرا یہ جھنڈا لے کر فلاں ٹیلے پر جاؤ اور اسے گاڑ دو، اپنے ساتھیوں کو وہاں جمع کرو اور تم میرے آنے تک وہیں ٹھہرے رہو، غلام نے حکم کی تعمیل کی۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ابن معاویہ سے جنگ:

اب عبداللہ مقابلے کے لیے چلا، ہم بھی اس کے ساتھ چلے اسی ٹیلے پر آئے۔ دیکھا کہ ابن معاویہ کے ساتھیوں سے زمین سفید ہو رہی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نقیب سے اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر لائے گا اسے پانچ سو دیئے جائیں گے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی ایک سر اس کے سامنے لا کر ڈالا گیا۔ اس نے فوراً لانے والے کو پانچ سو دلا دیئے۔ اس کے اس ایفاء عہد کا اس کی فوج پر یہ اثر ہوا کہ تھوڑی دیر میں پانچ سر اس کے سامنے آ گئے۔ ابن معاویہ اور اس کی فوج شکست کھا کر کوفہ میں داخل ہوئی اس کے ساتھیوں میں سے بھاگ کر سب سے پہلے جو شخص کوفہ پہنچا وہ ابو البلاء بنی عیس کا آزاد غلام تھا، اس کا بیٹا سلیمان اس کے ساتھ تھا۔ یہ شخص ایک سر گروہ تھا، اہل کوفہ روزانہ ان پر اس کے اس بھاگ آنے کی وجہ سے آوازے کتے تھے۔ اس کے جواب میں یہ اپنے بیٹے کو پکارتا کہ تو اپنا کام کر اور انہیں بکنے دے۔

عبداللہ بن معاویہ کی روانگی علاقہ جبل:

عبداللہ بن معاویہ کوفہ کے باہر ہی باہر سے علاقہ جبل چلا گیا مگر اس کے متعلق ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ ابن معاویہ اور اس کے بھائی کوفہ کے قصر میں چلے آئے، شام کو انھوں نے عمر بن الغضبان اور اس کے دوستوں سے کہا اے معشر ربیعہ آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے ہمارے ساتھ کیسا دھوکا کیا اب ہماری جانیں تمہارے ساتھ وابستہ ہیں اگر تم ہمارے ساتھ ہو کر لڑتے ہو تو ہم لڑتے ہیں اور اگر تم سمجھتے ہو کہ لوگ ہمارا اور تمہارا ساتھ چھوڑ دیں گے تو اپنے اور ہمارے لیے امان لے لو جو شرائط تم اپنے لیے کرو گے انہیں پر ہم بھی راضی ہیں۔ عمر بن الغضبان نے کہا آپ اطمینان رکھیں ہم ان دونوں باتوں میں سے ایک ضرور کریں گے۔ یہ لوگ قصر میں رہے۔ زیدی شہر کے ناگوں پر تھے، اہل شام صبح و شام کئی دن تک ان سے آ کر لڑتے رہے، مگر بنی ربیعہ نے اپنے زیدیوں اور عبداللہ بن معاویہ کے لیے اس شرط پر امان حاصل کر لی کہ انہیں کوئی نہ روکے گا، وہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عمر بن الغضبان کو حکم بھیجا کہ تم قصر پر جا کر قبضہ کر لو اور ابن معاویہ کو وہاں سے نکال دو، عمر بن الغضبان نے اسے اس کے ہمراہی شیعوں اور اہل مدائن، اہل سواد اور اہل کوفہ میں جو ان کے تابع ہو گئے تھے ان سب کو نکلوا دیا، عمر کے آدمی ان کو پل کے باہر کر آئے اور اب خود

عمر نے قصر میں اقامت اختیار کی۔

حارث بن سرتج کی مرو میں آمد:

اسی سنہ میں حارث بن سرتج ترکوں کے علاقے سے اس وعدہ امان کی بنا پر جو اسے یزید بن الولید نے لکھ بھیجا تھا، مرو واپس آیا۔ پہلے تو وہ نصر بن سيار کا مطیع رہا، پھر اس نے نصر سے بغاوت کی اور اس کے لیے ایک بڑی جماعت نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

۱۲ھ ہجری کے ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں ابھی تین راتیں باقی تھیں کہ اتوار کے دن حارث بن سرتج ترکوں کے علاقے سے مرو آیا، مسلم بن احوز اور دوسرے لوگ مقام کشماہش میں اس سے ملے۔ محمد بن الفضیل بن عطیہ العنسی نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کے قدم سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کیں اور وہ آپ کو پھر اسلام کے گروہ اور جماعت میں واپس لے آیا۔ حارث نے کہا بر خوردار کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جماعت کثیرہ اگر وہ خدا کی معصیت پر قائم ہو تو تھوڑی رہ جاتی ہے اور اسی طرح ایک چھوٹی جماعت اگر وہ اللہ کی اطاعت پر قائم ہو تو کثیر ہوتی ہے۔ آج تک میری آنکھ ٹھنڈی نہیں رہی اور جب تک اللہ کی اطاعت نہ ہو میری آنکھ ٹھنڈی ہی نہ ہوگی۔

محمد بن حارث اور الوف بنت حارث کی رہائی:

حارث جب مرو آیا تو اس نے کہا اے اللہ! میرے اور ان کے جو تعلقات ہیں اس بارے میں میری نیت سوائے وفا کے کچھ نہیں اگر وہ لوگ عذر کا ارادہ رکھتے ہوں تو مجھے ان کے خلاف مدد دینا۔ نصر نے اس سے ملاقات کی اسے بخارا خذاء کے قصر میں مہمان رکھا اور پچاس درہم یومیہ ضیافت کے اس کے مقرر کر دیئے مگر یہ صرف ایک ہی قسم کا کھانا کھاتا تھا نصر نے اس کے متعلقین کو جو اس کے پاس مقید تھے رہا کر دیا۔ جس میں محمد بن الحارث اور الوف بنت الحارث بکر کی ماں بھی تھی، جب حارث کے پاس اس کا بیٹا محمد آیا تو اس نے کہا اے اللہ تو اسے نیک و متقی بنا۔

وضاح بن حبیب بن بدیل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے نصر کے پاس آیا اثنائے راہ میں اسے پالا لگ گیا تھا نصر نے اسے کپڑے پہنائے اسے اپنا مہمان بنایا اور دولونڈیاں خدمت کے لیے مقرر کر دیں۔

نصر اور حارث کی ملاقات:

نصر حارث سے ملنے گیا۔ اس وقت حارث کے پاس کئی شخص تھے جو اس کے سر ہانے ایستادہ تھے۔ نصر نے اس سے کہا۔ جب ہم عراق میں تھے تو ہم نے آپ کے گرز کی بڑائی اور وزن کی شہرت سنی تھی، میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں، حارث نے اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ گرز بھی ایسا ہے جیسا کہ ان لوگوں کے پاس ہے مگر ہاں دیکھنے کے قابل وہ اس وقت ہوتا ہے جب اس سے میں ضرب لگاتا ہوں۔ اس کے گرزوں کی شا میں اٹھارہ رطل وزنی تھیں۔

ایک مرتبہ حارث نصر سے ملنے آیا۔ اس وقت حارث اس زرہ کو پہنے تھا جو اسے خاقان سے ملی تھی۔ خاقان نے اس سے کہا تھا کہ یا آپ یہ زرہ لیجیے اس کے عوض ایک لاکھ دینار و بکائی لے لیجیے، مگر حارث نے زرہ لی۔ مرزبانہ بنت قدید نصر کی بیوی نے اسے دیکھا اور ایک پرانا پوتین اپنی ایک لونڈی کے ہاتھ اسے بھیجا اور کہا کہ میری طرف سے جا کر بھائی حارث کو سلام کہو اور کہو کہ آج

سردی زیادہ ہے آپ اس پستین سے اپنے تیکس گرم کیجیے۔ حارث نے لونڈی سے کہا کہ میری جانب سے بہن کو سلام کہنا اور پوچھو کہ یہ عاریت ہے یا تحفہ۔ اس نے کہا بطور تحفہ آپ کی نذر ہے۔ حارث نے اسے چار ہزار دینار میں فروخت کر کے اس کی رقم اپنے دوستوں میں تقسیم کر دی۔

نصر کی حارث بن سرتح کو پیشکش:

نصر نے بھی اسے بہت سے بستر اور ایک گھوڑا بھیجا اس نے اسے بھی بیچ کر اس کی تمام قیمت اپنے ساتھیوں کو برابر برابر دے دی حارث ایک مندے پر گاؤں تک لگا کر بیٹھا کرتا تھا۔ نصر نے اسے کسی مقام کی ولایت اور ایک لاکھ دینار دینا چاہا مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا اور کہلا بھیجا کہ مجھے نہ دنیا کی خواہش ہے نہ اس کی لذتوں اور نہ میں عرب کی شریف زادیوں سے شادی کا متمنی ہوں میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کیا جائے۔ اہل خیر افضل عامل بنائے جائیں اگر آپ اس پر عمل کرنا چاہیں تو میں آپ کے دشمن کے مقابلے میں آپ کی مدد کرنے کے لیے تیار ہوں۔

حارث کا کرمانی کے نام خط:

نیز حارث نے کرمانی کو لکھا کہ اگر نصر نے مجھ سے کتاب اللہ پر عمل پیرا ہونے اور اہل خیر و فضل کو عامل بنانے کا عہد کر لیا تو میں اس کی امداد کروں گا اور اللہ کی حکومت قائم کروں گا اور اگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو میں اللہ سے اس کے خلاف اعانت طلب کروں گا اور تمہاری امداد کروں گا بشرطیکہ تم بھی مجھ سے عہد کر لو کہ تم سنت پر عمل کرو گے اور عدل قائم کرو گے۔

بنو تمیم کو حارث کی دعوت:

جب بنو تمیم اس ملنے آتے وہ انہیں اپنے لیے دعوت دیتا۔ چنانچہ محمد بن الحمران، محمد بن حرب بن جرفاس المنقریان، خلیل بن غزوہ بن الحدوی، عبداللہ بن مجامہ اور ہبیرہ بن شراحیل العدیان، عبدالعزیز بن عبد ربیع اللیشی، بشر بن جرموز الضبیعی، نہار بن عبداللہ بن الحنات الجاشعی اور عبداللہ النہاتی نے اس کی بیعت کر لی۔ حارث نے نصر سے کہا تیرہ سال ہوئے کہ جب اسی جو روتعدی سے ناراض ہو کر میں نے اس شہر کو خیر باد کہا تھا اور اب تم پھر مجھے اسی پر آمادہ کرتے ہو۔

حارث کے پاس تین ہزار آدمی جمع ہو گئے۔



باب ۱۱

مروان بن محمد

اسی سنہ میں مروان بن محمد کو دمشق میں خلیفہ بنایا گیا۔

عبدالعزیز بن الحجاج کا قتل:

جب مروان کا سالہ دمشق میں داخل ہو گیا تو ابراہیم بن ولید نے راہ فرار اختیار کی اور روپوش ہو گیا۔ سلسلان نے بیت المال پر قبضہ کر کے اسے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا اور شہر چھوڑ کر چلا گیا۔ ولید بن یزید کے جو موالی شہر میں تھے انہوں نے عبدالعزیز بن الحجاج کو اس کے گھر جا کر قتل کر دیا۔ یزید بن الولید کی لاش قبر سے نکال کر باب الحجاب پر سولی پر لٹکا دی مروان دمشق میں داخل ہوا اور عالیہ میں فروکش ہوا یہاں وہ دونوں مقتول لڑکے اور یوسف بن عمر اس کے ہاتھ لائے گئے مروان کے حکم سے انہیں دفن کر دیا گیا۔

مروان بن محمد کی بیعت:

ابو محمد السفیانی کو جو بھاری بھاری بیڑیوں میں مقید تھا لوگ اٹھا کر مروان کے پاس لائے اس نے مروان کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا۔ اب تک امیر کہہ کر سلام کیا جاتا تھا خلیفہ کا لفظ سن کر مروان نے اس سے کہا چپ رہو مگر اس نے کہا ان دونوں لڑکوں کے بعد تو خلافت آپ کی ہوگی۔ پھر وہ شعر سنائے جو حکم نے جیل خانے میں کہے تھے یہ دونوں لڑکے بالغ ہو چکے تھے بلکہ ان میں سے حکم کے تو اولاد بھی ہو چکی تھی اور دوسرا بھی قتل کے دو سال پہلے سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا جو شعر حکم بن الولید نے کہے تھے ان میں کا آخری شعر حسب ذیل تھا:

فان اهلك انا ولى عهدى فمروان امير المؤمنين

ترجمہ: ”اگر میں اور میرا ولی عہد دونوں ہلاک ہو جائیں تو مروان پھر امیر المؤمنین ہے۔“

شعر سنانے کے بعد ابو محمد نے مروان سے کہا اپنا ہاتھ لائیے ہم بیعت کریں ان لفاظ کو مروان کے ہمراہ جو شامی تھے انہوں نے مناسب سے پہلے معاویہ بن یزید بن حصین بن نمیر اور اہل حمص کے سرداروں نے اس کی بیعت کی مروان نے حکم دیا کہ اپنے اپنے سرسکروں کو اختیار کر لیا جائے۔ چنانچہ اہل دمشق نے زاکل بن عمرو الجبرانی، اہل حمص نے عبداللہ بن شجرۃ الکندی کو، اہل اردن نے ولید بن معاویہ بن مروان کو، اہل فلسطین نے ثابت بن نعیم الحمزلی کو (جسے مروان نے ہشام کی قید سے رہائی دلائی تھی اور جس نے پھر اسی کے ساتھ آرمینیا میں بیوفائی کی تھی) اختیار کر لیا۔ مروان نے ان سے نہایت غلیظ قسمیں دے دے کر ایفائے عہد کا عہد لے لیا اور پھر اپنے حراں والے مکان میں چلا گیا۔

سلیمان بن ہشام کی اطاعت:

جب شام میں سب لوگوں نے مروان کی بیعت کر لی اور یہ اپنے مکان واقع حراں میں قیام پذیر ہو گیا تو ابراہیم بن الولید اور

سلیمان بن ہشام نے اس سے امان طلب کی مروان نے ان دونوں کو امان دے دی سلیمان اس کے پاس آ گیا۔ یہ اس زمانے میں اپنے بھائیوں اہل بیت اور اپنے ذکوانی موالیوں کے ہمراہ تدمر میں مقیم تھا اس نے مروان سے آ کر بیعت کی۔
مروان کے خلاف بغاوت:

نیز اسی سنہ میں اہل حمص اور شامیوں نے مروان کی مخالفت شروع کر دی اور مروان نے ان سے جنگ کی۔
 خلیفہ ہونے کے بعد مروان نے حران میں اقامت اختیار کی ابھی اس واقعے کو تین ہی ماہ گزرے تھے کہ اہل شام نے اس کی مخالفت شروع کر دی اور بیعت سے انحراف کیا ثابت بن نعیم اس سازش کا بانی تھا۔ اس نے پیام سلام کے ذریعے سے تمام کارروائی کر لی جب مروان کو اس کی اطلاع ہوئی وہ خود ان کے مقابلے پر آیا۔ اہل حمص نے تدمر میں جو کلبی تھے انھیں بلا بھیجا۔ اصغ بن ذولہ الکلبی مع اپنے تینوں بیٹوں حمزہ ذولہ اور فرانسہ کے معاویۃ السکسکی جو اہل شام کا مشہور بہادر تھا عصمتہ بن المقشعر ہشام بن مصاد اور طفیل بن حارث تقریباً ایک ہزار شہسواروں کے ساتھ ان کی مدد کے لیے روانہ ہوئے اور ۱۲ ہجری کو شب فطر کو حمص میں آ گئے۔
 اس وقت مروان حماۃ میں تھا جہاں سے جس صرف تیس میل کے فاصلے پر تھا۔ عید کی صبح کو اسے اس کی اطلاع ہوئی اور اب یہ تیزی سے اس سمت بڑھا۔ ابراہیم بن الولید المخلوع (جو خلافت سے علیحدہ کر دیا گیا تھا) اور سلیمان بن ہشام بھی اس کے ساتھ تھے ان دونوں نے مرسلت کر کے مروان سے امان لے لی تھی اور اب دونوں اس کے پڑاؤ میں موجود تھے۔ مروان ان کی تعظیم و تکریم کرتا تھا اپنے سے قریب رکھتا اور یہ دونوں وقت اسی کے ساتھ کھانا بھی کھاتے تھے اور اسی کی سواری میں اس کے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔
مروان کی اہل حمص پر فوج کشی:

عید کے دو دن بعد مروان حمص پہنچا کلبیوں نے شہر کے اندر سے دروازوں کو تیغہ کر دیا تھا مگر وہ بھی ان کے لیے تیار تھا اس کے ہمراہ اس کی سرحدی فوج تھی اس کے رسالے نے شہر کو چاروں طرف سے حلقے میں لے لیا اور خود حمص کے ایک دروازے کے مقابل ٹھہر گیا۔ کچھ لوگ دیوار پر اس کے سامنے آئے اس کے نقیب نے ان سے دریافت کیا کہ کیوں انھوں نے اپنی بیعت سے انحراف کیا انھوں نے کہا نہیں ہم نے انحراف نہیں کیا ہم اب بھی آپ کے تابع فرمان ہیں مروان نے کہا اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو دروازہ کھول دو انھوں نے دروازہ کھول دیا۔ عمرو بن الوضاح تقریباً تین ہزار وضا حیوں کو لے کر ایک دم دروازے میں گھس پڑا اور شہر کے اندر ہی انھیں مارنا شروع کیا۔ جب مروان کا رسالہ کثیر تعداد میں ان پر آ پڑا تو وہ لوگ باب تدمر کی طرف چلے اور اس سے نکل جانا چاہا مگر اس دروازے پر بھی مروان کی فوج متعین تھی۔ انھوں نے فوراً انہیں قتل کرنا شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے بیشتر مارے گئے۔ اصغ بن ذوالہ اور سکسکی بھاگے اصغ کے بیٹے ذوالہ اور فرانسہ تیس سے زیادہ آدمیوں کے ساتھ گرفتار ہوئے جب مروان کے سامنے پیش کیے گئے اس نے انھیں قتل کر دیا۔ وہ ابھی ٹھہرا ہوا تھا کہ اس نے حکم دیا کہ تمام مقتولین جمع کیے جائیں۔ چنانچہ تقریباً پانچ سو یا چھ سو مقتول اکٹھا کیے گئے اور انھیں شہر کے گرد سولیوں پر لٹکا دیا گیا۔ نیز اس نے سوگز شہر کی فصیل منہدم کر دی۔
اہل غوطہ کا محاصرہ دمشق:

اسی اثنا میں اہل غوطہ دمشق پر چڑھ دوڑے اور انھوں نے اس کے حاکم زامل بن عمر کو گھیر لیا اور یزید بن خالد القسری کو اپنا امیر بنالیا مگر اہل شہر اور ایک سردار ابو ہباء القرشی نام تقریباً چار سو آدمیوں کے ساتھ دیتے رہے۔ مروان نے اس کی مدد کے لیے

حمص سے ابورود بن الکوثر بن زفر بن الحارث جس کا نام فقیرا تھا اور عمر بن الوضاح کو دس ہزار فوج دے کر روانہ کیا، دمشق پہنچتے ہی انھوں نے محاصرین پر حملہ کر دیا، ابوبہار اور اس کا رسالہ بھی شہر سے نکل کر ان پر حملہ آور ہوا، اور اس نے محاصرین کو شکست دے کر بھاگ دیا، ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا، اور یمنیوں کے دیہات میں سے مزہ کو جلا دیا۔ یزید بن خالد اور ابو علائقہ اہل مزہ میں سے ایک لخمی شخص کے پاس پناہ گزین ہوئے۔ زامل کو ان کا پیہ بتا دیا گیا، اس نے ان کی گرفتاری کے لیے لوگوں کو بھیج دیا اور قبل اس کے کہ وہ دونوں اس تک پہنچیں، قتل کر ڈالے گئے۔ زامل نے ان کے سروں کو حمص میں مروان کے پاس بھیج دیا۔

ثابت بن نعیم کا خروج و شکست:

ثابت بن نعیم فلسطینی نے خروج کیا اور شہر طبریہ کو جا گھیرا۔ ولید بن معاویہ بن مروان بن عبد الملک بن مروان کا بھتیجا اس مقام کا حاکم تھا، اس نے چند روز تک اس کا مقابلہ کیا پھر مروان نے ابوالورد کو اس کی امداد کا حکم دیا، ابوالورد چند روز کے بعد دمشق سے طبریہ کی امداد کے لیے روانہ ہوا۔ جب اہل شہر کو معلوم ہوا کہ وہ قریب آ گیا ہے تو انھوں نے شہر سے نکل کر ثابت اور اس کی فوج پر سخت حملہ کیا، اس کے پڑاؤ کو لوٹ لیا، ثابت شکست کھا کر فلسطین واپس ہوا، اور اب اس نے اپنی قوم اور فوج کو پھر جمع کیا مگر ابوالورد اب اس کے مقابلے پر پہنچ گیا اور اس نے ثابت کو دوسری مرتبہ شکست فاش دی۔

ثابت بن نعیم کی روپوشی:

اس کے تمام ساتھی تتر بتر ہو گئے، اس کے تین بیٹے نعیم، بکر اور عمران گرفتار ہوئے اور ابوالورد نے انھیں مروان کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ اس کے پاس لائے گئے وہ دیرایوب میں مقیم تھا۔ یہ زخمی تھے۔ مروان نے ان کے علاج کا حکم دیا مگر ثابت بن نعیم روپوش ہو گیا۔ اور اس وجہ سے وہ رماح بن عبد العزیز الکلتانی فلسطین کا والی مقرر کیا گیا۔

رفاعہ بن ثابت کا انجام:

ثابت کے ساتھ اس کا بیٹا رفاعہ بن ثابت جو اس کے بیٹوں میں بدترین تھا۔ بچ کر نکل گیا اور منصور بن جہور سے جا ملا، منصور نے اس کی خوب آؤ بھگت کی، اسے کسی مقام کا والی مقرر کیا اور اپنے بھائی منظور بن جہور کے ساتھ اسے اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔ اس ظلم نے موقع پائے ہی منظور کو قتل کر دیا۔ منصور اس وقت ملتان جا رہا تھا اور اس کا بھائی منصورہ میں تھا۔ اس حرکت کی خبر پاتے ہی منصورہ واپس پلٹا اور اس نے رفاعہ کو پکڑ لیا، اور ایک جوف دار اینٹوں کا ستون بنوایا، اس میں اسے داخل کر کے میخوں سے اسے اس ستون میں نصب کر کے اسے تیغ کر دیا۔

ثابت بن نعیم کی گرفتاری و تشہیر:

مروان نے رماح کو حکم بھیجا کہ تم ثابت کی تلاش کرو، اور اس کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرنا، اسی کے ایک ہم قوم نے اس کا پتا دے دیا، چنانچہ ثابت مع چند اور ساتھیوں کے گرفتار کر لیا گیا۔ اس واقعے کے دو ماہ بعد ثابت کو بیڑیوں میں جکڑا ہوا مروان کے سامنے پیش کیا گیا۔ مروان کے حکم سے اس کی اور اس کے ان بیٹوں کے جو اس کے پاس اسیر تھے ہاتھ پاؤں قطع کر دیئے گئے اور یہ سواریوں پر لا کر دمشق لائے گئے اور جامع مسجد دمشق کے دروازے پر تشہیر کے لیے کھڑے کر دیئے گئے۔ اس تشہیر کی وجہ یہ تھی کہ مروان کو معلوم ہوا تھا کہ اہل شہر ثابت کے متعلق جھوٹی افواہیں اڑاتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے مصر پر جا کر قبضہ کر لیا ہے اور

مروان کے عامل کو قتل کر دیا ہے۔

عبید اللہ اور عبید اللہ کی ولی عہدی کی بیعت:

مروان نے دیر ایوب سے آکر اپنے دونوں بیٹوں عبید اللہ کی ولی عہدی کی بیعت لی اور ہشام بن عبد الملک کی بیٹیوں ام ہشام اور عائشہ سے ان کی شادی کر دی۔ اس تقریب میں اس نے اپنے تمام خاندان والوں کو جمع کیا۔ جن میں عبد الملک کے بیٹوں میں سے محمد، سعید اور بکار تھے اسی طرح ولید، سلیمان، یزید اور ہشام وغیرہ کے بیٹے، دوسرے قریش اور عرب سردار جمع تھے۔

مروان کی ویر ایوب سے مراجعت دمشق:

مروان نے شام میں ایک مہماتی فوج بھرتی کی ان کی معاشیں دیں اور ہر دستہ فوج پر انھیں یں سے ایک شخص کو سردار مقرر کیا اور اس فوج کو یزید بن عمرو بن ہبیرہ سے جا ملنے کا حکم دیا۔ مروان نے اپنے شام آنے سے پہلے اس سردار کو بیس ہزار فوج کے ہمراہ جس میں اہل قنسرین اور اہل جزیرہ تھے دورین جا کر اپنے آنے تک ٹھہرنے کا حکم دیا اور اسے بطور مقدمہ لکھش کے بھیجا تھا۔ مروان دیر ایوب سے دمشق واپس آیا۔ اس وقت تدمر کے علاوہ تمام شام میں مروان کی خلافت مسلم ہو چکی تھی۔ اس نے ثابت بن نعیم اس کے لڑکوں وغیرہ کو جن کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے تھے قتل کر کے انھیں سولی پر لٹکا دیا۔ باغیوں میں سے صرف عمرو بن الحارث الکلسی کو مروان نے زندہ چھوڑ دیا، کیونکہ اس کے متعلق بیان کیا جاتا تھا۔ کہ اسے ثابت کی اس دولت کا پتہ معلوم ہے جو اس نے کچھ لوگوں کے پاس امانت رکھ دی تھی۔

مروان کی باغیوں پر فوج کشی:

مروان اپنی فوج کے ہمراہ پھر باغیوں کی سرکوبی کے لیے بڑھا، قسطل علاقہ حمص میں جو تدمر سے متصل اور وہاں سے تین دن کے فاصلے پر ہے آکر فروکش ہوا، اسے معلوم ہوا کہ باغیوں نے اس تمام علاقے کے کنوؤں کو جو اس کے اور تدمر کے درمیان واقع تھے اندھا کر دیا ہے اور ان میں بڑے بڑے پتھر ڈال کر انھیں بند کر دیا ہے، اس وجہ سے اب اس نے اپنے اور اپنی فوج کے لیے سامان خوراک، پانی، چارے اور اونٹنوں کا انتظام کر کے اپنے ساتھ لیا۔ ابرش بن الولید اور سلیمان بن ہشام وغیرہ نے اس سے درخواست کی کہ آپ اہل تدمر کو عذر خواہی کا موقعہ دیجیے اور پہلے گفتگو کر لی جائے تاکہ بعد میں نہیں کوئی حیلہ باقی نہ رہے، مروان نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔

اہل تدمر کی اطاعت:

ابرش نے اپنے بھائی عمرو بن الولید کو اہل تدمر کے پاس بھیجا اور انہیں ایک خط لکھا جس میں انہیں ڈرایا دھمکایا اور بتایا کہ اس طرح سے میں بھی ہلاک ہو جاؤں گا اور میری قوم بھی تباہ و برباد ہو جائے گی، مگر انھوں نے عمر بن الولید کو دھتکار دیا اور اس کی بات نہ سنی، اس مرتبہ خود ابرش نے مروان سے تدمر جانے کی اجازت چاہی اور یہ بھی درخواست کی کہ چند روز آپ توقف فرمائیں، مروان نے اسے بھی منظور کر لیا، ابرش نے آکر ان سے گفتگو کی۔ انھیں ڈرایا دھمکایا اور بتایا کہ یہ تمہاری حماقت ہے کہ تم اس کے مقابل آئے ہو تم میں یہ طاقت نہیں کہ تم مروان اور اس کی فوج کا مقابلہ کر سکو، اکثر لوگوں نے اس کی بات مان لی اور جن لوگوں نے اس کے مواعید پر اعتماد نہیں کیا وہ بنی کلب کے صحرا اور ان کی جوڑیوں کی طرف بھاگ گئے۔ ان میں سلسکی عصمہ بن المشعر، طفیل بن حارثہ، معاویہ

بن ابی سفیان بن یزید بن معاویہ خود ابرش کا داماد بھی تھا۔

مروان کی رصافہ میں آمد:

ابرش نے مروان کو اس تمام واقعے کی اطلاع دی، مروان نے اسے لکھا کہ تم شہر کی فصیل منہدم کرا کے ان لوگوں کو لے کر جنہوں نے تم سے بیعت کر لی ہے میرے پاس چلے آؤ۔ چنانچہ ابرش ان لوگوں کو لے کر جن میں ان کے سردار ضغ بن ذوالثہ اس کا بیٹا حمزہ اور دوسرے بہت سے سربراہ و ردہ لوگ تھے مروان کے پاس آ گیا، مروان انہیں لے کر صحرا کے راستے سے سورہ اور دیر الشق کے راستے رصافہ آیا۔ اس کے ہمراہ سلیمان بن ہشام اس کا چچا سعید بن عبدالملک اس کے تمام بھائی ابراہیم الخلع اور ولید سلیمان اور یزید کی اولاد میں سے اکثر افراد تھے۔ چند روز یہاں ٹھہر کر رقدہ آیا۔

سلیمان بن ہشام کی رقدہ میں قیام کی درخواست:

یہاں سلیمان نے اس سے درخواست کی کہ آپ چند روز کے لیے مجھے یہاں ٹھہرنے کی اجازت دیجیے تاکہ اس اثنا میں اپنے موالیوں کو آراستہ کر کے تیار کروں جس سے آپ کی پشت محفوظ رہے اور پھر خود آپ کے پیچھے آتا ہوں، مروان نے اسے ٹھہر جانے کی اجازت دے دی اور خود وہاں سے چل کر فرات کے کنارے واسطہ کے قریب اس پڑاؤ میں آ کر ٹھہرا جہاں وہ پہلے بھی ٹھہرتا تھا۔ یہاں اس نے تین دن قیام کیا، پھر قرقیہ کی طرف چلا تا کہ ابن ہبیرہ کو جو وہاں پہلے سے موجود تھا اپنے آگے ضحاک بن قیس الشیبانی الحویری کے مقابلے کے لیے روانہ کر لے۔ اب ابن ہبیرہ تقریباً ان دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ جنہیں مروان نے دیر ایوب میں رصافہ آنے سے پہلے ان کے اپنے سرداروں کے ساتھ عراق میں لڑنے کے لیے بھرتی کیا تھا بڑھا۔ اس موقع پر سلیمان نے مروان کو خلافت سے علیحدہ کر دینے اور اس سے جنگ کرنے کی تحریک شروع کی۔ اسی سنہ میں ضحاک بن قیس الشیبانی کو فے میں داخل ہوا۔

سعید بن بہدل الشیبانی خارجی:

اس کی شورش کے اسباب کے متعلق ارباب سیر میں اختلاف ہے۔ ایک بیان یہ ہے کہ جب ولید مارا گیا سعید بن بہدل الشیبانی خارجی نے ملک جزیرہ میں دوسو آدمیوں کے ساتھ خروج کیا، ان میں ضحاک بھی تھا، اس نے ولید کے قتل کے ہنگامے اور شام میں مروان کی مشغولیت کو غنیمت سمجھ کر علاقہ کفر توٹا میں خروج کیا مگر اس کے مقابلے میں بسطام البہینی نے بھی جو اس سے اختلاف رائے رکھتا تھا اتنے ہی بنی ربیعہ کے ساتھ خروج کیا اور اب دونوں ایک دوسرے کے مقابلے پر بڑھے۔

سعید بن بہدل اور بسطام البہینی کی جنگ:

جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں تو سعید بن بہدل نے خیبری کو جو اس کے سرداروں میں تھا اور جس نے صرف ایک سو پچاس جانبازوں کے ساتھ مروان کو شکست دی تھی، اپنے مقابل کے پڑاؤ پر شیخون مارنے کے لیے روانہ کیا۔ جب یہ ان کے پڑاؤ تک پہنچا تو وہ لوگ ادھر ادھر پھر رہے تھے، ان میں سے ہر ایک کو حکم تھا کہ وہ ایک سفید کپڑے سے اپنے سر کو لپیٹے رہیں تاکہ اس طرح ایک دوسرے کو شناخت کر سکیں۔ خیبری نے انہیں تڑکے ہی ان کے پڑاؤ میں بے خبری کے عالم میں آیا اور قتل کرنا شروع کیا، بسطام اور اس کے تمام ساتھی قتل کر ڈالے صرف چودہ آدمی اس جماعت سے بچ کر مروان سے جا ملے، اس نے انہیں اپنی باقاعدہ فوج میں شامل کر لیا اور انہیں میں سے ایک شخص مقابلہ نای کو جس کی کنیت ابو العثل تھی ان کا افسر مقرر کر دیا، اس کے بعد سعید بن بہدل کو

معلوم ہوا کہ عراق میں انتشار و خلفشار پیدا ہو گیا ہے اور اہل شام باہمی اختلاف میں مشغول ہیں ان میں سے کوئی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی معیت میں اور کوئی نصر بن سعید الحرشی کی معیت میں ایک دوسرے سے دست و گریبان ہے۔ وہ عراق روانہ ہوا۔

ضحاک بن قیس الشیبانی خارجی:

جوشامی یمنی تھے وہ حیرہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور مضری کوفہ میں ابن الحرشی کے ساتھ تھے اور یہ آپس میں صبح و شام لڑتے رہتے تھے۔ سعید بن بہدل نے سفر میں طاعون سے انتقال کیا۔ اس نے ضحاک بن قیس کو اپنے بعد خارجیوں کا سردار مقرر کیا۔ اس کی ایک بیوی تھی جس کا نام حوماتھا۔

ضحاک کے پاس تقریباً ایک ہزار کی جماعت تیار ہو گئی، یہ کوفہ چلا علاقہ موصل سے گذرا، موصل اور اہل جزیرہ میں سے تقریباً تین ہزار آدمی اور اس کے پاس جمع ہو گئے، اس وقت نصر بن سعید الحرشی مضریوں کے ساتھ کوفہ پر قابض تھا، اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یمنی عربوں کے ساتھ حیرہ میں تھا، یہ دونوں گروہ ایک دوسرے سے سخت تعصب برتتے تھے اور حیرہ اور کوفہ کے درمیان لڑتے رہتے تھے۔

ضحاک بن قیس خارجی کا کوفہ پر قبضہ:

جب ضحاک اپنی فوج لیے ہوئے کوفہ کے قریب پہنچ گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حرشی نے آپس میں مصالحت کر لی اور اب یہ دونوں متحد ہو کر ضحاک کے مقابلے کے لیے تیار ہو گئے، انھوں نے کوفہ کے گرد خندق کھودی، اس وقت ان کے پاس تیس ہزار شامی پورے سامان حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ موجود تھے نیز اہل قسریں کا ایک سردار عباد بن الفضیل نام تقریباً ایک ہزار بہادروں کے ساتھ موجود تھا۔ جسے مروان نے ابن الحرشی کی مدد کے لیے بھیجا تھا۔ غرضیکہ اب یہ خارجیوں کے مقابل آئے اور جنگ شروع ہوئی۔ اس روز عاصم بن عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور جعفر بن عباس الکندی مارے گئے اور خارجیوں نے انہیں بری طرح شکست دی۔ عبداللہ بن عمر یمینوں کے ہمراہ واسط چلا گیا۔ اور نصر بن الحرشی مضریوں اور اسماعیل بن عبداللہ القسری کے ساتھ مروان کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوا۔ ضحاک اور اس کی جماعت نے کوفہ اور اس کے سارے علاقے پر قبضہ کر لیا اور سواد میں لگان وصول کیا۔

ضحاک خارجی کا محاصرہ واسط:

ضحاک نے اپنے ایک شخص ملحان نام کو دو سو شہسواروں کے ساتھ کوفہ پر اپنا جانشین چھوڑا اور خود بڑی جماعت کے ہمراہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے واسط کی طرف بڑھا اور واسط ہی میں اس محاصرہ کر لیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے سرداروں میں اہل قسریں کا ایک سردار عطیہ التغلبی تھا، جو خارجیوں کا شدید دشمن تھا، جب اسے محاصرے کا خوف پیدا ہوا وہ فوراً اپنی قوم کے ستر یا اسی جوانمروں کے ساتھ مروان کے پاس جانے کے لیے روانہ ہو گیا۔ یہ قادیسیہ پر سے گذر رہا تھا کہ ملحان کو اس کی آمد کی اطلاع ہو گئی، وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کو روکنے کے لیے لپکا اور شمسین کے بل پر اسے آ لیا مگر ملحان اتنی سرعت سے اس مقام پر پہنچا تھا کہ اس کے ہمراہ صرف تیس آدمی اس کے تھے مگر پھر بھی یہ اس سے لڑ پڑا۔ عطیہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا جو بچے وہ بھاگ کر کوفہ آ گئے، عطیہ اور اس کے ہمراہی مروان سے جا ملے۔

ضحاک کے خلاف ابن عمر رضی اللہ عنہما اور نصر بن سعید الحرشی کا اتحاد:

دوسرا بیان یہ ہے کہ سعید بن بہدل المری کے مرنے کے بعد خارجیوں نے ضحاک کے ہاتھ پر بیعت کر دی۔ شہر زور میں ٹھہرا رہا۔ ہر طرف سے خارجی اس کی طرف دوڑ پڑے یہاں تک کہ اس کے پاس چار ہزار کا مجمع ہو گیا یہ اتنی بڑی تعداد تھی جو اس سے پہلے کسی خارجی سردار کو نصیب نہ ہوئی تھی۔ ابن یزید بن الولید نے انتقال کیا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عراق پر عامل مقرر کیا۔ یہ کوفہ آیا، ابن عمر رضی اللہ عنہما حیرہ میں مقیم تھا، مضری نصر کے طرفدار تھے اور یمنی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے چار ماہ ان دونوں میں جنگ ہوئی، پھر مروان نے ابن الغزلی کو نصر کی امداد کے لیے بھیجا۔ اب ضحاک ۱۲۷ ہجری میں کوفہ کی سمت بڑھا، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نصر سے کہلا کر بھیجا کہ اس کا مطمع نظر میرے اور تمہارے سوا اور کوئی نہیں، بہتر یہ ہے کہ ہم دونوں اس کے مقابلے کے لیے متحد ہو جائیں۔ وہ دونوں اس کے مقابلے کے لیے متحدہ طور پر آمادہ ہو گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما، تل الفتح پر آ کر ٹھہرا ضحاک سامنے آیا اور اس نے فرات کو عبور کرنا چاہا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حمزہ الاضغ بن ذوالہ الکھی کو روانہ کیا تاکہ وہ ضحاک کو فرات نہ عبور کرنے دے مگر عبید اللہ بن العباس الکندی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اسے عبور کر کے آنے دیجیے کیونکہ اس وقت اس کے روکنے سے عبور کر آنے کی صورت میں ہمارے لیے ان کا مقابلہ زیادہ آسان ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حمزہ کو حکم بھیجا کہ وہ اسے نہ روکے، اب عمر کوفہ آ گیا اور یہ مسجد امیر میں اپنے طرفداروں کو نماز پڑھاتا تھا۔ نصر بن سعید بھی کوفہ کی ایک سمت میں مقیم ہوا اور یہ وہیں اپنے طرفداروں کو نماز پڑھاتا تھا مگر یہ دونوں ایک جگہ جمع نہ ہوتے تھے اور نہ نصر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ نماز پڑھتا البتہ یہ ایک دوسرے سے نبرد آزما بھی نہ تھے بلکہ ضحاک کے مقابلے کے لیے متحدہ طور پر تیار تھے۔

ضحاک اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جنگ:

حمزہ کے واپس جانے کے بعد ضحاک نے فرات کو عبور کیا، بروز چہار شنبہ ماہ رجب ۱۲۷ ہجری یہ نخیلہ آ کر قیام پذیر ہوا، مگر قبل اس کے کہ یہ پوری طرح اپنے مورچے قائم کرے، ابن عمر رضی اللہ عنہما اور نصر کے شامی طرفداروں نے بڑی چابک دستی سے ان پر حملہ کر کے ان کے چودہ آدمی اور تیرہ عورتیں قید کر لیں، اب ضحاک نے باقاعدہ پڑاؤ کیا، اپنی فوج کی ترتیب قائم کی، آرام کیا اور دوسرے دن جمعرات کی صبح کو مقابلے کے لیے میدان میں آیا۔ فریقین میں شدید جنگ ہوئی۔ ابن عمر اور اس کی فوج نے شکست کھائی۔

عاصم بن عبداللہ کا قتل:

خارجیوں نے اس کے بھائی عاصم کو قتل کر دیا، برذون بن مرزوق الشیبانی نے اسے قتل کیا۔ بنو الاشعث بن قیس نے اپنے مکانوں میں اسے دفن کر دیا۔ نیز خارجیوں نے جعفر بن العباس الکندی عبداللہ کے بھائی کو بھی جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کا صاحب شرط تھا قتل کر دیا۔ عبدالملک بن علقمہ بن عبد القیس نے اسے قتل کیا تھا۔ جب عبدالملک نے اسے پیچھے سے آ لیا تو اس نے اپنے ایک چچیرے بھائی شاشلہ نام کو اپنی مدد کے لیے پکارا، اس نے عبدالملک پر حملہ کیا مگر ایک اور خارجی نے اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کے سر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی شکست:

ابو سعید جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی فوج میں تھا کہتا ہے کہ میں نے شاشلہ کو دیکھا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اس کے دو چہرے ہیں۔

عبدالملک نے جعفر کے سینے پر سوار ہو کر اسے بالکل ذبح کر ڈالا، ابن عمر رضی اللہ عنہما کی فوج نے شکست کھائی، خارجی ہمارے خندقوں تک بڑھ آئے اور رات تک وہاں ٹھہرے رہے پھر واپس چلے گئے۔ پھر دوسرے دن جمعہ کی صبح کو وہ ہمارے مقابل آئے مگر ابھی پوری طرح مقابلہ بھی نہیں ہوا تھا ہم شکست کھا کر اپنی خندقوں میں چلے آئے، سپر کے دن صبح کو پھر انہوں نے ہم پر حملہ کیا اس حملے کے ساتھ ہی لوگ کھٹکنے اور واسطہ کی طرف بھاگنے لگے اور انہوں نے اپنے مقابل ایسے شدید دشمن کو پایا جس سے کبھی پہلے سابقہ نہ پڑا تھا وہ ایسے معلوم ہوتے تھے گویا شیر ہیں جو اپنے بچوں کی مدافعت میں برسر پیکار ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے ساتھیوں کو دیکھنے گیا، معلوم ہوا کہ وہ رات ہی کو فرار ہو چکے ہیں اور ان میں سے بڑی جماعت واسطہ چلی گئی ہے، جو لوگ واسطہ چلے گئے ان میں نصر بن سعید اسماعیل بن عبداللہ، منصور بن جہم، اصبغ بن ذوالہ اس کے دونوں بیٹے حمزہ اور ذوالہ، ولید بن حسان الغسانی اور تمام دوسرے سردار تھے، مگر صرف ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بقیہ ساتھیوں کے ساتھ وہیں جم رہے اور اس نے اپنی جگہ نہ چھوڑی۔

امارت کوفہ پر عمر بن عبدالحمید کا تقرر:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ نے عراق کا والی مقرر ہونے کے بعد عبید اللہ بن العباس الکندی کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور عمرو بن الغضبان بن القبیری کو اپنا کوتوال بنایا۔ یہ دونوں اپنی خدمات پر تھے کہ یزید بن الولید نے انتقال کیا اور ابراہیم بن الولید خلیفہ ہوا۔ اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو عراق کی ولایت پر برقرار رکھا اور اب اس نے اپنے بھائی عاصم کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا مگر ابن الغضبان کو کوتوال ہی رہنے دیا۔ یہ لوگ اپنی خدمات پر مامور تھے کہ عبداللہ بن معاویہ نے خروج کیا اور اس شورش میں ابن الغضبان کی وفاداری متزلزل ہو گئی، اس کے قصبے سے فراغت کے بعد عمر بن عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہما کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور حکم بن عتبہ الاسدی الشامی کو کوتوال مقرر کیا۔

عمر بن عبدالحمید کی برطرفی:

پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عمر بن عبدالحمید کو کوفہ کی حکومت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ ابن الغضبان کو مقرر کیا مگر حکم بن عتبہ اب تک کوتوال تھا پھر اس نے عمر بن الغضبان کو کوفہ کی حکومت سے علیحدہ کر کے پہلے ولید بن حسان الغسانی کو پھر اسماعیل بن عبداللہ القسری کو اور کوتوالی پر ابان بن الولید کو مقرر کیا۔ پھر اسماعیل کو علیحدہ کر کے عبدالصمد بن ابان بن العثمان بن بشیر الانصاری رضی اللہ عنہما کو مقرر کیا۔ پھر اسے بھی ہٹا کر عاصم بن عمر کو مقرر کیا، اور اسی کے دور میں ضحاک بن قیس الشیبانی کوفہ آیا۔

ملحان الشیبانی کا قتل:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب ضحاک کوفہ آیا اس وقت اسماعیل بن عبداللہ القسری قصر کوفہ میں تھا اور عبداللہ بن عمر حیرہ میں تھا اور ابن الحرشی دیر ہند میں تھا۔ ضحاک نے کوفہ پر قبضہ کر کے ملحان بن معروف الشیبانی کو اس کا حاکم مقرر کیا اور صرف الحظلی خارجی اس وقت کوفہ کا کوتوال تھا، ابن الحرشی شام جانے لگا ملحان نے اسے روکا، ابن الحرشی نے ملحان کو قتل کر دیا اور اب ضحاک نے

۱۔ یہاں اصل عربی میں شرط کا لفظ ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے البتہ ایڈیٹر نے حاشیے میں کوفہ کا لفظ اختلاف نسخ کے سلسلے میں لکھا ہے اور یہی صحیح ہے جسے اس خاکسار نے ترجمے میں اختیار کیا ہے۔

حسان کو کوئے کا حاکم مقرر کیا اور اس نے اپنے بیٹے حارث کو کوئوال بنایا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مراجعت واسط:

بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ بنی بن عیین بن عیین۔ میم بن میم بن میم کو قتل کرے گا اور خود اسے یہ خیال تھا کہ وہی اس میم کو قتل کرے گا حالانکہ اسی کو عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ جب ابن عمر کے اور ساتھی شکست کھا کر یرہ بھاگ گئے تو اس نے اپنے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ ساری فوج بھاگ چکی ہے۔ اب آپ کیوں یہاں ٹھہرتے ہیں اس نے کہا میں غور و خوض کر رہا ہوں۔ دو روز وہ اور ٹھہرا رہا مگر جس پر اس کی نظر پڑی اسے بھگوڑا ہی پایا کیونکہ ان کے دلوں پر خارجیوں کا رعب بیٹھ گیا تھا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر اس نے بھی واسط کی طرف کوچ کا حکم دے دیا۔ خالد الغزلی اپنی فوج کو جمع کر کے مروان کے پاس جو جزیرے میں مقیم تھا چلا گیا۔ عبید اللہ بن العباس الکندی نے جب اپنی فوج کی یہ درگت دیکھی اسے خود اپنی جان کی پڑی اور اس نے ضحاک کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اسی کی لشکر گاہ میں جا رہا۔ اس پر ابوالعطاء السندی نے تعریفاً کچھ شعر کہے۔

ابن عمرؓ اور نضر کی جنگ:

ابن عمرؓ واسط میں یعنی عربوں کے درمیان حجاج بن یوسف کے مکان میں آ کر فروکش ہوا اور نضر اور اس کا بھائی سلیمان (جو دونوں سعید کے بیٹے تھے) حظلہ بن نباتہ مع اپنے دونوں بیٹوں محمد اور نباتہ کے مضری عربوں میں آ کر ان کی داہنی جانب (اگر تم بصرے سے جاؤ) قیام پذیر ہوئے۔ انھوں نے کوئے اور حیرہ کو خارجیوں کے لیے خالی کر دیا اور یہ دونوں شہران کے قبضے میں چلے گئے اور اب پھر ابن عمرؓ اور نضر بن سعید الحارثی میں وہی جنگ جو ضحاک کے آنے سے پہلے ہو رہی تھی شروع ہوئی۔

نضر بن سعید الحارثی کا مطالبہ:

نضر کا یہ مطالبہ تھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مروان کے حکم کے مطابق عراق کی صوبہ داری اس کے حوالے کر دے، ابن عمر رضی اللہ عنہما اس بات کو تسلیم نہیں کرتا تھا، یعنی اس کے ساتھ تھے اور مضری نضر کے ساتھ اس جھٹابندی کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ ولید نے خالد بن عبداللہ القسری کو یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا تھا جسے اس نے قتل کر دیا اس لیے یہ یعنی ولید کی مخالفت میں یزید الناقص کے طرفدار ہو گئے اور بنی قیس اس لیے مروان کا ساتھ دے رہے تھے کہ یہ ولید کے خون کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ ولید کے تنہا لی رشتہ دار قیس اور ثقیف تھے اس کی ماں زینب بنت محمد بن یوسف حجاج کی بیٹی تھی۔

ضحاک کے خلاف ابن عمرؓ اور نضر کا دوبارہ اتحاد:

اس جنگ کے دوبارہ آغاز ہوتے ہی ضحاک کوئے میں آ رہا۔ اس نے ملکان الشیبانی کو شعبان ۱۲ ہجری میں کوئے کا حاکم مقرر کیا اور اب خود خارجیوں کی کم تعداد کے ہمراہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور نضر کے تعاقب میں روانہ ہوا اور باب المضممار کے سامنے ڈیرے ڈالے اس کے آتے ہی اب پھر حسب سابق کوئے کی طرح ان دونوں نے آپس میں جنگ موقوف کر کے متحدہ طور پر اس کے مقابلے کی ٹھانی، اب یہ صورت تھی کہ نضر اس کے سردار اور اس کے ساتھی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی معیت میں پل کو عبور کر کے ضحاک سے لڑتے پھر اپنے مقام پر واپس آ جاتے مگر ایک جگہ قیام نہیں کرتے۔ ماہ شعبان رمضان اور شوال اسی طرح گزرے ایک روز جو جنگ

شروع ہوئی تو اس نے شدید صورت اختیار کر لی، منصور بن جہور نے ضحاک کے ایک سردار عکرمہ بن شیبان پر جس کی خارجیوں میں بڑی قدر و منزلت تھی باب الفورج پر ایسا وار کیا کہ اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

ضحاک کا باب الزاب میں آگ لگانے کا حکم:

ضحاک نے اپنے ایک دوسرے سردار شوال الشیبانی کو بلا کر حکم دیا کہ باب الزاب کو جا کر آگ لگا دو کیونکہ محاصرے کی ظوالت اب ہم پر گراں ہو رہی ہے شوال اور خیبری (یہ بھی شیبانی تھا) اپنے رسالے کو لے کر اس کام کے لیے چلے۔ عبدالملک بن علقمہ انھیں ملا اور اس نے پوچھا کہاں جاتے ہو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں چنانچہ یہ بھی اس کے ساتھ ہولیا، اگرچہ اس نے معمولی لباس پہن رکھا تھا اور اس پر زرہ نہ تھی یہ بھی ضحاک کے سرداروں میں تھا اور بڑا ہی بہادر اور کڑوا تھا۔

عبدالملک بن علقمہ کا قتل:

غرض کہ انھوں نے اس دروازے پر پہنچ کر اسے آگ لگا دی۔ ابن عمرؓ نے منصور بن جہور کو چھ سو کھبی سواروں کے ساتھ ان کے مقابلے پر بھیجا۔ اور اب ان کا مقابلہ شروع ہوا نہایت شدید معرکہ کارزار گرم ہوا۔ عبدالملک بن علقمہ بغیر زرہ پہنے ان پر حملہ کرتا جاتا تھا اور اس نے کئی کلبیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ منصور بن جہور کی اس پر نظر پڑی تو فرط غیظ سے وہ آپے سے باہر ہو گیا اور اس نے جھپٹ کر اس کے شانے پر ایک ہی ایسا وار کیا کہ تلوار کمر کے نیچے تک اتر گئی اور وہ مردہ زمین پر گر پڑا۔ ایک خارجی عورت دوڑتی ہوئی منصور کے سامنے آئی اور اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہنے لگی اے فاسق تو امیر المومنین کے پاس چل اور ان کی دعوت پر بلیک کہہ اس نے اس کے ہاتھ پر تلوار ماری یا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اس کے گھوڑے کی لگام جو اس کے ہاتھ میں تھی تلوار سے کاٹ دی اور خود بھاگ گیا، خیبری اس کی تلاش میں شہر میں گھس گیا مگر منصور کے ایک کلبی برادر عم نے اسے روکا۔ خیبری نے تلوار سے اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ یہ شخص شاہان فارس کی اولاد میں ہونے کا مدعی تھا۔

منصور بن جہور کا ابن عمرؓ کو مشورہ:

منصور نے ابن عمرؓ سے کہا جیسے بہادر یہ خارجی ہیں میں نے کسی اور کو ایسا نہیں پایا آپ ان سے لڑ کر انھیں مروان سے کیوں روک رہے ہیں آپ ان سے کیوں صلح نہیں کر لیتے کہ یہ ہمارا پیچھا چھوڑ کر مروان کی طرف جائیں تاکہ ان کی شجاعت و شدت کا خمیازہ اسے بھگتنا پڑے۔ آپ یہیں کچھ روز اقامت و آرام کریں اور ان کے اس مقابلے کا نتیجہ دیکھیں اگر انھوں نے اس پر فتح پائی تو آپ کا مقصد حاصل ہے اور پھر آپ کو ان سے بھی کوئی خطرہ نہ رہے گا، اور اگر مروان کو ان پر فتح ہوئی اور پھر آپ نے اس کی مخالفت اور اس سے لڑنا چاہا تو آپ اپنی پوری طاقت اور آرام و اطمینان کے ساتھ اس کا مقابلہ کر سکیں گے علاوہ ازیں ان کا مروان سے مقابلے کا معاملہ طول کھینچے گا بلکہ یہ اسے اور الجھنوں میں بھی پھنسا دیں گے۔

ابن عمرؓ نے کہا اس معاملے میں جلدی نہ کرو ذرا ہمیں سوچ سمجھ لینے دو۔ منصور نے کہا اس کا رروائی میں سوچنے کی کیا ضرورت ہے آپ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ آپ ان کی موجودگی میں کچھ کر سکیں اور نہ آپ اپنی جگہ قائم رہ سکتے ہیں اگر ہم نے ان کا میدان میں مقابلہ کیا تو ہم ان کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے۔ اس لیے اب ہمیں انتظار کی کیا ضرورت ہے، مروان اس وقت مزے سے زندگی بسر کر رہا ہے کیونکہ ہم نے ان کی طاقت کو اپنے سے الجھا کر انھیں اس کے مقابلے سے روک رکھا ہے، میں تو ان سے جا کر ملا جاتا ہوں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ضحاک خارجی کی اطاعت :

چنانچہ منصور ان صفوں کے محاذی آ کر کھڑا ہوا اور آواز دی کہ میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں تاکہ اسلام لاؤں اور اللہ کا کام سنوں۔ یہی شرائط تھے جو خارجی اپنے مخالفین کے سامنے پیش کرتے تھے۔ منصور ان کے پاس گیا، ان سے بیعت کی اور کہا کہ میں مسلمان ہو گیا۔ خارجیوں نے اس کے لیے کھانا منگوایا اس نے کھانا کھایا پھر منصور نے پوچھا وہ کون شہسوار تھا جس نے جنگ زاب یعنی جنگ ابن علقمہ میں میرے گھوڑے کی باگ پکڑی تھی۔ خارجیوں نے ام الغسرہ کو آواز دے کر بلایا وہ سامنے آئی۔ یہ حسین ترین عورت تھی اس نے اس سے کہا کیا کیا تو ہی منصور ہے، منصور نے کہا ہاں! اس نے کہا اللہ تیری تلوار کا برا کرے جو اس کے متعلق بیان کیا جاتا تھا اس کا کوئی اثر دیکھنا نہ گیا کیونکہ بخدا! اس نے کوئی اثر نہ کیا، اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ جب اس نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی تو اسے خیال تھا کہ وہ قتل کر دی جائے گی اور سیدھی جنت الفردوس میں چلی جائے گی، منصور کو اس وقت یہ بات معلوم نہ تھی کہ یہ عورت ہے اس نے امیر المومنین سے درخواست کی کہ آپ اس کی میرے ساتھ شادی کر دیجیے، اس نے کہا اس کا شوہر موجود ہے۔ یہ عبداللہ بن ستوار تغلشی کی بیوی تھی۔

آخر کار آخر شوال میں عبداللہ بن عمر نے بھی خارجیوں سے جا کر بیعت کر لی۔

سلیمان بن ہشام کی بغاوت :

اسی سال سلیمان بن ہشام بن عبدالملک بن مروان نے مروان بن محمد کی بیعت سے انحراف کیا اور اس کا مقابلہ کیا، اس کے واقعات حسب ذیل ہیں :

جب سلیمان رصافہ نے رقتہ آیا تاکہ ابن ہبیرہ کو ضحاک بن قیس الشیبانی سے جنگ کے لیے عراق بھیجے تو سلیمان بن ہشام نے اپنے حالات و معاملات درست کرنے کے لیے چند روز ٹھہرنے کی اس سے اجازت طلب کی جسے اس نے منظور کر لیا اور خود مروان اس دس ہزار مہماتی فوج کے ساتھ جسے اس نے دیرایوب میں عراق میں لڑنے کے لیے انھیں کے سرداروں کی زیر قیادت تیار کیا تھا اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ جب یہ لوگ رصافہ پہنچے تو انھوں نے سلیمان کو بھڑکا دیا کہ تم مروان کی بیعت سے انحراف کرو اور اس سے لڑو اور کہا کہ شامی تمہیں زیادہ پسند کرتے ہیں اور زیادہ خلافت کا اہل سمجھتے ہیں۔ سلیمان کو بھی شیطان نے ڈمگادیا اور اس نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا اور اب اپنے بھائیوں، بیٹوں اور موالیوں کے ہمراہ نکل کر علیحدہ چھاؤنی ڈالی اور پھر سب کو لے کر قصرین چلا اور جہاں جہاں شامی تھے انھیں اپنے لیے دعوت دی چنانچہ ہر سمت اور ہر چھاؤنی سے شامی اس کے پاس بھاگ بھاگ کر چلے آئے۔

مروان کی قرقیسیا سے مراجعت :

مروان قرقیسیا کے سامنے پہنچ چکا تھا مگر سلیمان کی طرف واپس پلٹا۔ البتہ اس نے ابن ہبیرہ کو حکم بھیج دیا کہ وہ اس وقت تک دورین میں ٹھہر رہے جب تک کہ یہ خود واسطہ نہ پہنچ جائے۔ مقام ہنی میں سلیمان کے موالی اور ہشام کے جو بیٹے تھے وہ سب جمع ہو کر مع اپنے بیوی بچوں کے قلعہ کامل میں قلعہ بند ہو گئے، مروان نے ان سے پچھوایا کہ تم نے باوجود اس قدر عہد و پیمان کے میری بیعت سے انحراف کیوں کیا۔ انھوں نے کہا چونکہ سلیمان نے تمہاری بیعت سے علیحدگی اختیار کی ہے اس لیے ہم نے بھی ایسا کیا ہے۔ مروان

نے انہیں ڈرایا دھمکایا کہ وہ ہرگز ہرگز اس کی فوج والوں میں سے کسی سے تعارض نہ کریں ورنہ انہیں اس کے ہاتھوں گزند پہنچے گا، ان کا خون مباح ہو جائے گا اور پھر کوئی امان انہیں نہ دی جائے گی، انہوں نے جواب میں کہا، بھیجا کہ ہم کسی سے کوئی تعارض نہ کریں گے۔ مروان تو چلا گیا اور اس جماعت نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ قلعے سے نکل کر مروان کے ساتھیوں میں سے جو پیچھے رہ گیا ہوتا یا اس کی فوج کا اکا دکا سپاہی جو انہیں ملتا اس پر حملہ کرتے، ان کے گھوڑے ہتھیار چھین لیتے، جب مروان کو اس کا علم ہوا وہ غصے سے ان پر دانت پیسنے لگا۔

سلیمان بن ہشام اور مروان بن محمد کی جنگ:

سلیمان کے پاس تقریباً ستر ہزار شامی اور ذکوانی وغیرہ جمع ہو گئے اس نے بہنی زفیر کے ایک گاؤں خساف نامی واقع علاقہ قنسرین میں چھاؤنی ڈالی جب مروان اس کے قریب آیا تو اس نے سکسکی کو سات ہزار فوج کے ساتھ آگے بڑھایا۔ مروان نے بھی عیسیٰ بن مسلم کو اتنی ہی فوج کے ساتھ اس کے مقابلے پر روانہ کیا، دونوں حریفوں کے پڑاؤ کے درمیان ان فوجوں میں شدید معرکہ جدال و قتال برپا ہوا، یہاں تک کہ اب سکسکی اور عیسیٰ بن مسلم کا ایک دوسرے سے مقابلہ ہوا، یہ دونوں کے دونوں بڑے بہادر تلوار پیئے تھے نیزہ بازی شروع ہوئی، دونوں کے نیزے ٹوٹ گئے اور ان دونوں نے تلواروں سے ایک دوسرے پر وار کرنا شروع کیا، سکسکی نے عیسیٰ کے گھوڑے کی پیشانی پر تلوار ماری جس سے اس کی لگام اس کے سینے پر آگری اور گھوڑا سوار کو لے کر چکر کھا گیا، سکسکی نے آگے بڑھ کر گرز کے ایک ہاتھ سے اسے زمین پر گرا دیا اور اتر کر اسے قید کر لیا۔ اب ایک انطاکیہ کا دلاور سلساق نام جو صقالیہ کا سردار تھا سکسکی کے مقابلے پر آیا اس نے اسے بھی پکڑ لیا مروان کے مقدمہ الحیش نے شکست کھائی وہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ کہ اسے اس ہزیمت کی اطلاع ہوئی اس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور اسی ترتیب سے بڑھتے بڑھتے سلیمان تک پہنچا۔

سلیمان بن ہشام کی شکست و پسپائی:

یہ بھی اس کے مقابلے کے لیے تیار ہی تھا اور بغیر کسی انتظار کے جنگ شروع ہو گئی، سلیمان اور اس کی فوج نے شکست کھائی، مروان کے رسالے نے ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل و اسیر کرنا شروع کیا، اور اسی طرح وہ ان کے پڑاؤ تک پہنچے اور اسے لوٹ لیا مگر مروان اپنی جگہ ٹھہر رہا، نیز اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو بھی اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہنے کا حکم دیا، اسی طرح کوثر اس کا کووال بھی وہیں ٹھہرا۔ پھر مروان نے حکم دیا کہ سوائے غلام کے جو قیدی ہاتھ آئے اسے قتل کر دیا جائے، چنانچہ اس روز سلیمان کی فوج کے تیس ہزار آدمی قتل کر دیئے گئے۔

ابراہیم بن سلیمان اور خالد بن ہشام کا قتل:

ابراہیم بن سلیمان اس کا بڑا بیٹا بھی اس معرکہ میں کام آیا۔ ہشام بن عبد الملک کا ماموں خالد بن ہشام المخزومی جو ایک بہت ہی فربہ آدمی تھا مروان کے پاس لایا گیا۔ یہ سانس کے پھول جانے سے ہانپ رہا تھا۔ مروان نے اس سے پوچھا اے فاسق کیا مدینے کی شراب اور لونڈیاں تیرے لیے کافی نہ ہوئیں جو تو اس سور کے ساتھ مجھ سے لڑنے آیا، اس نے کہا امیر المؤمنین وہ زبردستی مجھے اپنے ساتھ لے آیا تھا، میں آپ کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں، مروان نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے اس نے تجھ پر جبر کیسے کیا؟ تو کینڑوں مشوک کے باجے اور بربط کے ساتھ اس کے پڑاؤ میں موجود تھا۔ مروان نے اسے قتل کر دیا۔ قیدیوں میں سے اکثر

نے اپنے آپ کو غلام بنایا۔ مروان نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ جو اور لوٹڈی غلام سلیمان کے پڑاؤ سے اسے ملے تھے ان کے ساتھ انہیں بھی ہراج کر دیا۔

سلیمان شکست کھا کر حص آ یا اس کے اور شکست خوردہ ساتھی بھی اس سے آ ملے اس نے انہیں پھر باقاعدہ ترتیب دیا اور حص کی جن فصیلوں کو مروان کے حکم سے مہندم کر دیا گیا تھا اس نے انہیں پھر بنایا۔

قلعہ کامل پر مروان کا حملہ و تسخیر:

مروان نے سلیمان کو شکست ہی کے دن اپنے سرداروں اور سرحدی فوج کو صرف رسالے کے ساتھ قلعہ کامل کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ قبل اس کے کہ کوئی خبر قلعے والوں کو معلوم ہو تم اس سے پہلے وہاں پہنچ جاؤ اور جاتے ہی اس کا محاصرہ کر لو اور خود میں بھی آتا ہوں مروان اس قلعے کے پناہ گزینوں پر خار کھائے ہوئے تھا۔ چنانچہ اس فوج نے جا کر اس کا محاصرہ کر لیا، اب خود مروان بھی ادھر چلا، اپنی واسطی کی چھاؤنی میں آ کر پڑاؤ کیا۔ قلعے والوں سے کہلا کر بھیجا کہ بلا شرط میرے سامنے ہتھیار ڈال دو۔ انھوں نے کہا تا وقتیکہ تم ہم سب کو امان نہ دو ہم ایسا نہیں کر سکتے یہ تیزی سے ان تک پہنچا اور ان پر منجنیقیں نصب کر دیں، جب پتھروں کی ان پر بوچھاڑ ہوئی تو بغیر کسی شرط کے انھوں نے اپنے آپ کو مروان کے سپرد کر دیا۔ اس نے ان کے ہاتھ پاؤں قطع کرادیئے، اہل رقبہ نے انھیں سوار کر لیا، انھیں پناہ دی، ان کا علاج کرایا ان میں سے کچھ تو مر گئے اور اکثر بچ گئے جو کل تین سو تھے۔

معاویہ السکسکی اور شبیب کا مروان پر حملہ:

اب مروان سلیمان کی اور اس کے طرفداروں کی طرف چلا، جب ان کے قریب پہنچا تو وہ سب ایک جا جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے مروان کے مقابلے میں ہمیں کامیابی تو ہو نہیں سکتی تو آؤ اس بات پر عہد کر لیں کہ جب تک سب کے سب مرنے جائیں گے ان کے سامنے سے نہیں ہٹیں گے۔ ان کے تقریباً نو سو شہسواروں نے آخر دم تک مقابلے کی ٹھان لی۔ سلیمان نے اس دستہ فوج پر معاویہ السکسکی کو سردار مقرر کیا اور دوسرے دستے پر شبیب البہرانی کو سردار بنایا۔ یہ سب کے سب اس نیت سے مروان کی طرف بڑھے کہ اگر موقع پائیں تو شبخون ماریں مگر مروان کو ان کی یورش کی اطلاع ہو چکی تھی اور نیز یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ یہ لوگ جان سے ہاتھ دھو کر لڑنے آئے ہیں، وہ اس وقت مقابلے سے کنائی کاٹ گیا اور پورے احتیاط و انتظام کے ساتھ خندقوں میں انھیں روکنے بڑھا، انھوں نے اس پر شبخون مارنا چاہا مگر کامیاب نہ ہوئے، اس لیے اب انہوں نے دوسرے طریقے پر اس کے مقابلے کی سوچی اور پشت کوہ پرزیتون کے گھنے جنگل میں کوہستان ساق کے موقع تل فوس میں جو اس کے راستے پر واقع تھا چھپ کر بیٹھ رہا، مروان پورے انتظام اور ترتیب کے ساتھ جا رہا تھا کہ انھوں نے اچانک کمین گاہ سے نکل کر انھیں قتل کرنا شروع کیا، مروان بھی سنبھل کر ان سے لڑنے لگا اور اس نے اپنے رسالے کو اپنے پاس بلالیا۔ مقدمۃ الجیش، میمنہ، میسرہ اور ساقہ لشکر اس کے پاس آجھے اور اب لڑائی شروع ہوئی۔ دن ٹکنے سے عصر کے بعد تک لڑائی ہوتی رہی۔

سکسکی کی گرفتاری:

بنی سلیم کا ایک بہادر شہسوار اور سکسکی کا مقابلہ ہوا، تھوڑی دیر تک دونوں ایک دوسرے پر وار کرتے رہے، آخر کار سلیمی نے اسے گھوڑے سے گرا دیا اور خود بھی گھوڑے سے اتر کر اس پر چھپنا، ایک تسمی نے بھی اس کی مدد کی اور اب یہ دونوں اسے قید کر کے

مروان کے پاس لائے مروان کھڑا ہوا تھا اسے دیکھ کر کہنے لگا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تجھے میرے قبضے میں دے دیا۔ کیونکہ ایک عرصے سے تو ہمیں تکلیف پہنچا رہا تھا۔ سسکی کہنے لگا آپ مجھے زندہ رکھیں کیونکہ میں تمام عرب کا شہسوار ہوں مروان نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے جو شخص تجھے قید کر کے لایا ہے وہ تجھ سے زیادہ دلاور ہے۔ پھر مروان کے حکم سے اس کی مشکیں کس دی گئیں اور یہ بھی اپنے دوسرے چھ ہزار ساتھیوں کے ساتھ حالت مجبوری میں قتل کر دیا گیا۔ ثیب اور اس کی منہزم فوج نے راہ فرار اختیار کی۔ جب یہ بھاگ کر سلیمان کے پاس آئے تو اس نے اپنے بھائی سعید بن ہشام کو محض میں اپنا قائم مقام مقرر کیا اور چونکہ اسے احساس ہو چکا تھا کہ اس میں مروان کے مقابلے کی تاب نہیں ہے اس لیے وہ تدمر چلا گیا۔

مروان کا محاصرہ حمص:

مروان نے حمص کا محاصرہ کر لیا۔ دس ماہ تک محاصرہ کیے رہا۔ اسی سے زیادہ مختصر شہر پر نصب کر دیں۔ یہ دن رات ان پتھروں کی بوچھاڑ کرتا رہتا تھا مگر باوجود اس کے اہل حمص روزانہ شہر سے نکل کر اس سے لڑا کرتے بلکہ بسا اوقات انھوں نے اس کے پڑاؤ کے اطراف کامیابی سے شیخوں بھی مارا اور ایک ایسے مقام پر حملہ کیا جہاں انھیں یقین تھا کہ مروان کو بے خبری میں آلیں گے۔ مگر جب پے درپے انھیں شکست کی ذلت اور مصائب سے دوچار ہونا پڑا تو انھوں نے مروان سے درخواست کی کہ آپ ہمیں امان دیں اور ہم سعید بن ہشام اس کے دونوں بیٹوں عثمان اور مروان کو اور ایک شخص سسکی نام کو جو اس کی فوج پر غارت گری کرتا تھا۔ اور اس حبشی کو جو مروان کے خلاف جھوٹے بہتان بیان کرتا تھا آپ کے حوالے کر دیں گے۔

سسکی کا قتل:

مروان نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ اس حبشی کا واقعہ یہ ہے کہ یہ فصیل شہر پر آتا مروان کا تذکرہ کرتا، اپنے عضو تناسل میں گدھے کا عضو تناسل لگا دیتا اور بنی سلیم کو مخاطب کر کے کہتا کہ دیکھو یہ تمہارا جھنڈا ہے۔ فحش حرکتیں کرتا اور مروان کو گالیاں دیا کرتا۔ جب مروان کو ان پر فتح حاصل ہوئی تو اس نے اس حبشی کو بنی سلیم کے حوالے کر دیا، انھوں نے اس کا عضو تناسل ناک اور ہاتھ پاؤں قطع کر دیئے۔ مروان نے سسکی کے قتل کا حکم دے دیا۔ سعید اور اس کے دونوں بیٹوں کو قید کر دیا، اور اب خود ضحاک کی طرف بڑھا۔

نضر بن سعید کی مراجعت شام:

جنگ خفاف کی ہزیمت کے بعد سلیمان بن ہشام کے واقعہ کے متعلق اس مذکورہ بالا بیان کے علاوہ ایک روایت یہ ہے کہ یہ خفاف پر ہزیمت اٹھانے کے بعد عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا اور اس کے ساتھ ضحاک سے جا کر بیعت کر لی، نیز اس نے ضحاک سے مروان کے خلاف اس کے فتن و ظلم کی شکایت کی اسے ان کے خلاف ابھارا۔ اور کہا کہ میں بھی اپنے موالی اور دوسرے طرفداروں کے ساتھ آپ کے ہمراہ اس کے مقابلے پر چلوں گا۔ چنانچہ جب ضحاک مروان سے لڑنے کے لیے گیا تو یہ بھی اس کے ہمراہ تھا۔ اب ابن عمر رضی اللہ عنہ ضحاک نضر بن سعید کے مقابلے میں ایک ہو گئے تو اسے محسوس ہوا کہ وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا چنانچہ فوراً مروان کے پاس جانے کے لیے شام روانہ ہو گیا۔

عالم عراق یزید بن عمر بن ہبیرہ:

ابو عبیدہ کہتے ہیں ذیقعدہ ۱۲۷ ہجری کے شروع ہوتے ہی تمام ملک شام میں مروان کی حکومت قائم ہو چکی تھی اس کے مخالفین

ملک سے نکال دیئے گئے تھے اس نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو عراق کا عامل بنا کر بھیجا، جزیرے کی فوجیں اس کے ساتھ کر دیں۔ جب یہ سعید بن عبد الملک کی منہر پر آ کر فروکش ہوا اور ابن عمر بڑھتے ہوئے اس کے آنے کی ضحاک کو اطلاع دی۔ ضحاک نے میسان کا علاقہ اس کے حوالے کر دیا اور کہا کہ اس مقابلہ کے نتیجہ برآمد ہونے تک یہ علاقہ اس کے لیے کافی ہوگا۔ ابن عمر نے اپنے مولیٰ حکم بن العثمان کو اس کا حاکم مقرر کیا۔

ابن عمر اور ضحاک کا معاہدہ:

مگر ابو مخنف کہتے ہیں کہ ابن عمر اور ضحاک میں اس شرط پر صلح ہو رہی تھی کہ کوئے اور اس کے سوا پر ضحاک کا قبضہ رہے گا، جن پر اس نے فتح پا کر قبضہ کر لیا تھا اور سکریسیان و ستمیسان، ضلع دجلہ، ابواز اور فار، جواب تک ابن عمر کے قبضہ میں تھے وہ اسی کے تحت ہیں گے۔ ضحاک مروان کے مقابلے کیلئے روانہ ہوا اور کوئے کا علاقہ جزیرہ میں ان دونوں کا مقابلہ ہوا۔

یوم العین:

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ ضحاک مروان کے مقابلہ پر جانے کے لیے تیار ہو گیا اور نہر شام کے ارادے سے قادسیہ آیا، ملحان الشیبانی ضحاک کے کوئے کے عامل کو اس کے قادسیہ پہنچنے کی اطلاع ہوئی یہ اس کے مقابلے کے لیے چلا مگر باوجود قلت تعداد کے اس سے لڑ پڑا، اور ثابت قدمی سے لڑا۔ نہر نے اسے قتل کر دیا۔ جب ضحاک کو اس کے مارے جانے کا علم ہوا اس نے ثنی بن عمران الغامدی کو کوفہ پر اپنا عامل مقرر کیا اور خود ماہ ذی قعدہ میں مروان کی طرف روانہ ہوا اور اس نے موصل پر قبضہ کر لیا، دوسری جانب ابن ہبیرہ نہر سعید کے راستے سے عین التمر کے مقام غرہ آ گیا، اس کے بڑھ آنے کی اطلاع ثنی بن عمران الغامدی کو ہوئی یہ اپنے ہمراہی خوارج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے بڑھا، اس کے ہمراہ منصور بن جہور بھی تھا کیونکہ اس نے بھی مروان کی مخالفت میں ضحاک سے آ کر بیعت کر لی تھی۔ غرضیکہ غرہ میں فریقین کا مقابلہ ہوا اور نہایت شدید جنگ کئی روز تک متواتر ہوئی، ثنی، عزیز اور عمرو جو ضحاک کے سرداروں میں تھے اس معرکہ میں مارے گئے۔ منصور بن جہور بھاگ گیا، خارجیوں کو شکست ہوئی۔ اس جنگ میں جو یوم العین کے نام سے موسوم ہے جب یہ لوگ مارے گئے تو منصور بن جہور بھاگ کر سیدھا کوفہ پہنچا۔ وہاں جو یحییٰ اور خارجی تھے اس نے انہیں اور ان لوگوں کو جو بلخان کے قتل کی جنگ سے منتشر ہو گئے تھے، جو ضحاک کا ساتھ چھوڑ کر واپس آ گئے تھے۔ منع کیا اور انہیں لے کر روکا آیا۔ ابن ہبیرہ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ اس مقام پر آیا اور اب پھر ان دونوں میں مقابلہ شروع ہوا، کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار ابن ہبیرہ نے منصور کو شکست دی اور یہ بھاگ گیا برزوں بن مرزوق الشیبانی اس جنگ میں مارا گیا۔ ابن ہبیرہ نے کوفہ پر قبضہ کر لیا اور خارجیوں کو شہر سے نکال دیا۔

جنگ خراہ:

جب ضحاک کو معلوم ہوا کہ اس کے سرداروں کو اس طرح شکست اٹھانا پڑی، اس نے عبیدہ بن سوار التلعسبی کو ان کی طرف بھیجا۔ ابن ہبیرہ ابن عمر کے مقابلہ کے لیے واسطہ روانہ ہو چکا تھا، اور اس نے کوفہ پر عبدالرحمن بن بشیر العجلی کو حاکم مقرر کر دیا تھا۔ عبیدہ بن سوار اپنے رسالہ کے ساتھ بڑی عجلت کے ساتھ منزلیں طے کرتا ہوا خراہ پہنچا، یہاں منصور بھی اس سے آ ملا۔ ابن ہبیرہ کو بھی ان کے اجتماع کا علم ہوا وہ خود اس کے مقابلہ پر آیا اور اسی ۱۲ ہجری میں مقام خراہ میں ان میں جنگ شروع ہوئی۔

ابو مسلم اور ابراہیم بن محمد کی ملاقات:

اسی سنہ میں سلیمان بن کثیر لاہر بن قریظ اور قطبہ بن شیبہ مکہ آئے، امام ابراہیم بن محمد سے ملے، انھیں بتایا کہ ہم آپ کے لیے بیس ہزار دینار دو لاکھ درہم بہت سامان لے کر آئے ہیں انھوں نے حکم دیا کہ یہ سب چیزیں محمد بن علی کے آزاد غلام بن عروہ کو دے دی جائیں اس سال یہ لوگ ابو مسلم کو بھی ساتھ لائے تھے۔ ابن کثیر نے ابراہیم بن محمد سے کہا کہ یہ آپ کا مولیٰ ہے۔

اسی سنہ میں مکرم بن ماہان نے ابراہیم بن محمد کو لکھا کہ آج میرے لیے آخرت کا پہلا اور دنیا کا آخری دن ہے میں نے حفص بن سلیمان کو اپنا جانشین بنادیا ہے یہ ہماری تحریک کے لیے موزوں آدمی ہیں۔

ابو مسلمہ کی خراسان میں آمد:

ابراہیم نے ابو مسلمہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے لوگوں کی امارت کا کام کریں، نیز انھوں نے اہل خراسان کو لکھا بھیجا کہ میں نے ابو مسلمہ کو تمہارا امیر مقرر کر دیا ہے ابو مسلمہ خراسان آیا۔ اہل خراسان نے اسے تسلیم کر لیا اور جو کچھ انھوں نے شیعوں کی آمدنی سے پانچواں حصہ اور دوسرے چندے جمع کیے تھے وہ اسے دے دیئے۔

امیر حج عبدالعزیز بن عمرو عمال:

اسی سنہ میں عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں جو مروان کی جانب سے مکہ مدینہ اور طائف کا عامل تھا حج ہوا۔ نصر بن العرشی عراق پر مروان کا عامل تھا، عبداللہ بن عمرؓ اور ضحاک خارجی سے اس کے جو جو معرکے ہوئے انھیں ہم بیان کر آئے ہیں۔ نصر خراسان میں تھا اور کرمانی اور حارث بن سرتج اس کی مخالفت کر رہے تھے۔

۱۲۸ھ کے واقعات**حارث بن سرتج کی مخالفت:**

اس بات کا ذکر پہلے آچکا ہے کہ یزید بن ولید نے حارث کو امان دی تھی اور اسی بنا پر وہ ترکوں کے علاقہ سے خراسان آ گیا تھا اور نصر کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ نصر نے اس کی تواضع کی مگر پھر حارث نے اپنے لیے دعوت دی اور کچھ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے بات یہ تھی کہ جب ابن ہبیرہ عراق کا گورنر ہوا تو اس نے نصر کو خراسان پر بحال رکھا۔ نصر نے مروان کے لیے بیعت لے لی حارث نے کہا مجھے یزید نے امان دے دی تھی مگر اب مروان یزید کی امان کو تسلیم نہیں کرے گا۔ اس لیے مجھے اس کی طرف سے اندیشہ ہے۔ چنانچہ جب نصر نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو ابوالسلیل نے مروان کو گالیاں دیں۔

حارث بن سرتج کی بیعت کی دعوت:

اب خود حارث نے اپنے لیے بیعت کی دعوت دی سلم نے ابن احوز، خالد بن ہریم، قطن بن محمد، عباد بن الابر، قرۃ جناد بن عامر اس کے پاس آئے اور کہا بھلا نصر اپنی حکومت و اقتدار آپ کے قبیلہ کے کیوں سپرد کر دے وہ تمہیں ترکوں کے علاقہ اور خاقان کی حکومت سے نکال کر لایا تا کہ تمہارے دشمن تم پر دست درازی نہ کریں مگر باوجود اس احسان کے تم نے اس کی مخالفت کی اور خود

اپنے خاندان والوں کی بات بگاڑ دی جس سے ان کے دشمن ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے خیال پکانے لگے۔ ہم اللہ کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ تم ہماری جماعت میں تفریق نہ پیدا کرو۔

حارث بن سرتح کا خروج:

حارث نے کہا حقیقت حال یہ ہے کہ اصل میں تو کرمانی حکومت کر رہا ہے اور نصر برائے نام امیر ہے، حارث نے ان کے مشورے پر عمل نہیں کیا بلکہ بخارا خذہ کے محل کے سامنے حمزہ بن ابی صالح کی دیوار کے پاس آ کر علم بغاوت نصب کیا اور نصر سے کہلا بھیجا کہ حکومت کو شوریٰ سے قائم کرو نصر نے اس تجویز کو رد کر دیا۔ اب حارث نے خروج کیا۔ یعقوب بن داؤد کے مکانات کے پاس آیا اور جہم بن صفوان بنی راسب کے آزاد کردہ غلام کو اپنا اعلان پڑھنے کا حکم دیا۔ جہم نے وہ اعلان پڑھا جس میں حارث کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کی گئی تھیں اور پھر یہ تکبیر کہتے ہوئے واپس آ گئے۔ حارث نے نصر سے کہلا بھیجا کہ مسلم ابن احوز کو کوتوالی سے علیحدہ کر دو اور اس کی جگہ بشر بن بسطام الرجبی کو مقرر کرو۔ اس پر نصر اور مفلس بن زیاد کے درمیان تیز کلامی ہوئی قیس اور تمیم اس کا ساتھ دینے کے لیے آمادہ رہے۔ نصر نے مسلم کو برطرف کر دیا اور ابراہیم بن عبدالرحمن کو مقرر کیا۔ جمہور نے چند باعمل لوگوں کے نام پیش کیے کہ انھیں ہمارا عامل مقرر کیا جائے۔ نصر نے مقاتل بن سلیمان اور مقاتل بن حیان کو اختیار کیا اور حارث نے مغیرہ بن شعبہ الجہضمی اور معاویہ بن جبلة کو اختیار کیا۔

نصر کی عمال کو ہدایات:

نصر نے اپنے کاتب کو حکم دیا کہ وہ ہدایات ان عمال کو لکھ دو جسے وہ اختیار کریں اور ان اختیارات کی تشریح کر دو جو انہیں اپنے ماتحتین پر حاصل ہوں گے اور انہیں سرقند اور طخارستان کی سرحدوں پر متعین کر دیا جائے اسی طرح ان عہدیداروں کو بھی جو ان سرحدوں پر متعین ہیں ہدایات جاری کر دو تاکہ وہ ان پر کاربند رہیں۔

نصر کا حارث بن سرتح کو مشورہ:

مسلم بن احوز نے نصر سے حارث کو اچانک قتل کر دینے کی اجازت طلب کی مگر اس نے انکار کر دیا۔ نصر نے ابراہیم الصالح کو اپنا کوتوال مقرر کر دیا اور اپنے بیٹے اسحق کو فیروزے لے کر مرو بھیجا کرتا تھا۔ حارث اس بات کو ظاہر کیا کرتا تھا کہ وہ آل علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں ہے۔ نصر نے اس سے کہلا بھیجا کہ اگر تمہارے اس ادعا میں صداقت ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تم دمشق کو تباہ اور بنی امیہ کی سلطنت کو برباد کرنا چاہتے ہو مجھ سے پانچ سو جانور، دو سو اونٹ اور جس قدر مال اور سامان جنگ لے جاسکتے ہو لے کر جدھر چاہو چلے جاؤ۔ ایسی صورت میں تو میں بالکل تمہارا ساتھ دینے کے لیے آمادہ ہوں اور اگر حقیقت اس کے خلاف ہے تو خوب سمجھ لو کہ اسی طرح تم اپنے خاندان کو تباہ و برباد کر دو گے۔ حارث نے جواب دیا کہ واقعہ تو یہی ہے جس کی طرف تم نے اشارہ کیا ہے مگر میں اس بات کو اس لیے ظاہر نہیں کرتا کہ میرے موجودہ طرفدار اسے تسلیم نہ کریں گے۔ نصر نے کہا تو اس سے معلوم ہو گیا کہ تمہارے طرفدار تم سے متحد الخیال نہیں ہیں اور نہ ان کا وہ مطمح نظر ہے جو تمہارا ہے یہ لوگ فاسق عوام کا لانا عام ہیں میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اس سے باز آؤ کیونکہ تمہارے اس فعل سے بیس ہزار ربیعہ اور یمنی عرب مفت میں تباہ ہو جائیں گے۔ نصر نے حارث کے سامنے ماوراء النہر کی ولایت اور تین لاکھ درہم پیش کیے مگر اس نے نہ مانا۔ اس پر نصر نے اس سے کہا کہ اچھا پہلے تم کرمانی سے شروع کرو اگر تم

اس پر غالب آگئے تو میں تمہاری اطاعت قبول کر لوں گا۔ اگر اسے بھی نہ مانو تو پہلے مجھے اس سے نبٹ لینے دو اگر مجھے اس پر فتح حاصل ہوئی تو پھر تمہیں اپنی رائے کا اختیار حاصل ہے اور اگر چاہو تو میری فوج کو لے جاؤ اور جب تم رے سے گزر جاؤ گے تو میں تمہاری اطاعت کر لوں گا۔

حارث و نصر میں مناظرہ:

پھر حارث اور نصر میں مناظرہ ہوا اور دونوں اس بات پر راضی ہو گئے۔ کہ مقاتل بن حیان اور جہم بن صفوان ان کے آپس میں تصفیہ کر دیں۔ ان دونوں نے نصر کی معزولی اور حکومت کو شوریٰ سے قائم کرنے کا تصفیہ کیا مگر نصر نے اس تصفیہ کو تسلیم نہیں کیا۔ جہم حارث کے لشکر گاہ میں اپنے گھر کے اندر بیٹھ کر قصبے بیان کیا کرتا تھا۔

حارث کی نصر کے خلاف کارروائی:

حارث نے اب نصر کی مخالفت شروع کر دی نصر نے اپنی قوم بنی سلمہ اور دوسرے لوگوں کو فوج میں بھرتی کر لیا، سلمہ کو شہر میں ابن سوار کے مکان میں متعین کر دیا اور باقاعدہ فوج کو اس کے پاس متعین کر دیا، نیز اس نے ہدبہ بن عامر الشعراء کے پاس رسالہ بھیج دیا اور اسے بھی شہر پر متعین کر دیا۔ عبدالسلام بن یزید بن حیان السلمي کو شہر کا افسر مقرر کیا، تمام اسلحہ اور سرکاری دفاتر قبند ز میں منتقل کر دیئے۔

مشتبہ عہدیداروں کی مذمت:

نصر نے اپنے بعض عہدیداروں کو مورد الزام ٹھہرایا کہ انھوں نے حارث سے سازش کر لی ہے۔ دربار میں اس نے انھیں اپنی بائیں جانب بٹھایا، یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اس کی کوئی خدمت نہیں کی تھی اور جن لوگوں کو اس نے عہدے دیئے اور ان پر احسان کیے تھے انھیں اپنے داہنے بٹھایا۔ دربار منعقد ہونے کے بعد اس نے گفتگو شروع کی، بنی مروان کا ذکر کیا اور پھر ان لوگوں کا ذکر کیا جنہوں نے ان کے خلاف خروج کیا اور اللہ نے ہر مرتبہ بنی مروان کو ان پر فتح دی، پھر کہا میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں، اور ان لوگوں کی جو میرے بائیں جانب بیٹھے ہیں مذمت کرتا ہوں۔ جب میں خراسان کا والی مقرر ہوا تو اے یوسف بن عبد ربہ تو مروکی سرکاری رقم کو غبن کرنے کی وجہ سے فرار ہونا چاہتا تھا، حالانکہ تو اور تیرا خاندان وہ ہے کہ اسد بن عبد اللہ ان کی گردنوں پر داغ لگانا چاہتا تھا اور پیدل سپاہ میں تنزل کر دینا چاہتا تھا مگر میں نے تمہیں ذمہ دار خدمتیں دیں اور جب میں ولید کے پاس جانے لگا تو میں نے تمہیں اجازت دی کہ جتنا سرکاری روپیہ تمہارے پاس ہو وہ لے لو چنانچہ تم میں سے بعض لوگوں کو دس دس لاکھ ملے، بعضوں کو اس سے زیادہ اور بعض کو کم ملے، مگر باوجود اس حسن سلوک کے تم حارث کو میرے مخالف بنا کر لائے ہو، تم ان شرفاء کو نہیں دیکھتے کہ باوجود اس کے کہ میں نے ان پر کوئی احسان نہیں کیا یہ ہر وقت میرے ساتھ ہیں۔ نصر نے اس جملہ کو کہتے ہوئے ان اصحاب کی طرف اشارہ کیا جو اس کے داہنے بیٹھے تھے، اس پر مشتبہ لوگوں نے معذرت چاہی اور نصر نے ان کی معذرت کو قبول کر لیا۔

جب اس فتنہ کی اطلاع خراسان میں ہوئی تو وہاں سے ایک جماعت جن میں عاصم بن عمیر الصرہمی، الوالدیاں التاجی عمرو، قاصد سان السعدی البخاری اور حسان بن خالد الاسدی طخارستان سے کچھ سواروں کے ہمراہ عقیل بن معقل اللیشی، مسلم بن عبد الرحمن بن مسلم اور سعید الصغیر کچھ سواروں کے ہمراہ تھے نصر کے پاس آ گئی۔

حارث بن سرتج کی پیش قدمی:

حارث بن سرتج نے اپنا طریقہ حکومت یا شعار ایک اعلان کی صورت میں لکھ دیا جو مرو کی سڑکوں اور مسجدوں میں پڑھا گیا، بہت لوگ اس کے حامی بن گئے، ایک شخص نے یہ جرأت کی کہ ماجان میں نصر کے قصر کے دروازے پر اس اعلان کو پڑھا۔ نصر کے غلاموں نے اس شخص کو مارا اس پر اب حارث نے علانیہ طور پر نصر کی اطاعت سے انحراف کر کے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ ہمیرہ بن شراحیل اور یزید ابو خالد نے اس بات سے اسے آ کر اطلاع دی۔ نصر نے حسن بن سعد قریش کے آزاد غلام کو حکم دیا کہ وہ اس کے متعلق منادی عام کر دے۔ اس نے منادی کر دی کہ حارث بن سرتج دشمن خدا ہے اس نے بغاوت کی ہے، آمادہ پیکار ہے اللہ سے طالب امداد رہو کیونکہ وہی بڑی طاقت اور قدرت والا ہے، نیز نصر نے اسی شب عاصم بن عمر کو حارث کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ نصر نے خالد بن عبدالرحمن سے پوچھا ہم اس موقع پر اپنا شعار جنگ کیا مقرر کریں۔ مقاتل بن سلیمان نے کہا اللہ نے اپنے نبی کو مبعوث کیا، اور جب وہ دشمن سے برسر پیکار ہوئے تو ان کا شعار فہم لائے، نصر وں تھا چنانچہ یہی ان کا شعار قرار پایا۔ علامت کے لیے انھوں نے اپنے نیزوں پر پشینہ باندھ لیا تھا۔ مسلم بن احوز، عاصم بن عمیر، قطن، عقیل بن معقل، مسلم بن عبدالرحمن، سعید الصغیر اور عامر بن مالک مع اپنی جماعت کے محلہ بخاریہ کے ایک کنارے مقیم تھے۔ یحییٰ بن حصین اور بنی ربیعہ بخاریوں کے محلہ میں تھے۔

حارث کا مرو میں داخلہ:

شہر مرو کے ایک باشندے نے فسیل شہر کے ایک فرجے کا حارث کو پتہ دیا۔ حارث اسی کو اور وسیع کر کے باب بالین کی سمت سے پچاس آدمیوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا، اور ان سب نے حارث کے شعار یا منصور کا نعرہ لگایا اور اب یہ باب میں آئے۔ یہاں جہم بن مسعود التاجی نے اس کا مقابلہ کیا ایک شخص نے جہم کے منہ میں نیزہ بھونک کر اسے قتل کر دیا۔ اب یہ باب نیق سے نکل کر سلم بن احوز کے قبیہ آئے، یہاں عصمہ بن عبداللہ الاسدی، خضر بن خالد، ابرد بن داؤد نے جو ابرد بن قرہ کی اولاد میں تھا اس کا مقابلہ کیا۔ باب بالین پر حازم بن حاتم متعین تھا، حملہ آوروں نے تمام مدافعیین کو قتل کر دیا۔ ابن احوز اور قدید بن منیع کے گھروں کو لوٹ لیا، اگرچہ حارث نے ممانعت کر دی تھی، کہ سوائے سواری کے جانوروں اور اسلحہ کے اور کوئی چیز ابن احوز، قدید بن منیع، ابراہیم اور یسعی عبداللہ اسلمی کے بیٹوں کے گھروں سے نہ لوٹی جائے۔ یہ واقعہ شب دوشنبہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں کہ پیش آیا۔

حارث بن سرتج اور سلم کی جنگ:

سلم کے قاصد نے آ کر نصر کو حارث کے قریب آ جانے کی اطلاع دی۔ نصر نے حکم دیا کہ صبح تک تاخیر کرو مگر پھر اس نے محمد بن قطن بن عمران الاسدی کو نصر کے پاس بھیجا اور کہا کہ حارث کی تمام فوج میرے اوپر چڑھ آئی ہے نصر نے حکم دیا کہ تم جنگ کی ابتداء نہ کرنا، مگر جنگ شروع ہو گئی اس کی وجہ یہ ہوئی کہ نصر بن محمد الفقیہ کا ایک غلام عطیہ نام سلم کی طرف جا ملا۔ حارث کے ساتھیوں نے اس کی واپسی کا مطالبہ کیا جسے فریق مخالف نے رد کر دیا اور جنگ شروع ہو گئی۔ عاصم کے ایک غلام کی آنکھ میں تیرا کر لگا۔ جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ یہ حملہ آوروں سے لڑا۔ عقیل بن معقل بھی اس کے ہمراہ تھا اس لیے انھیں پیچھے دھکیل دیا وہ لوگ حارث کے پاس پہنچے جو اس وقت بنی تمیم کے آزاد غلام ابوبکرہ کی مسجد میں نماز صبح پڑھ رہا تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر یہ ان کے قریب گیا اور پھر یہ لوگ

لڑنے کے لیے طحاریہ کی طرف واپس پلٹے دو شخص اس کے قریب گئے، عاصم نے انھیں لکارا کہ اس کے گھوڑے کی ٹانگیں اٹھا کر روک لو حارث نے ان میں سے ایک کو اپنے گرز سے قتل کر دیا اور سعد کی سڑک کی طرف پٹ گیا۔ حیان نے آزاد غلام امین کو دیکھا اسے لڑنے سے منع کیا مگر اس نے نہ مانا اور وہ مارا گیا۔ اب حارث ابی عصمہ کی سڑک پر مڑ گیا، حماد بن عامر الحمسانی اور محمد بن زرعہ نے اس کا تعاقب کیا اس نے ان کے نیزے توڑے دیئے اور سلم کے آزاد غلام مرزوق پر حملہ آور ہوا، جب حارث اس کے قریب پہنچا تو اس کے گھوڑے نے اسے زمین پر پھینک دیا، اس نے ایک دکان میں گھس کر پناہ لی۔ حارث نے اس کے گھوڑے کے پچھلے حصہ جسم پر ایک ضرب لگائی جس سے وہ بیکار ہو گیا۔

حارث بن سرتج کی شکست:

صبح کو سلم باب منیق آیا اور حکم دیا کہ خندق کھودی جائے، سب لوگ خندق میں ہو بیٹھے نقیب نے اعلان کیا کہ جو ایک سر لائے گا اسے تین سو درہم دیئے جائیں گے۔ آفتاب ابھی طلوع نہیں ہوا تھا کہ حارث نے شکست کھائی، تمام رات وہ دشمن سے لڑتا رہا۔ صبح کو نصر کی فوج رزق کے راستے ہوئی، اس نے عبداللہ بن مجاہد کو جالیا اور اسے قتل کر دیا۔ سلم حارث کے لشکر گاہ تک پہنچ کر نصر کے پاس واپس آیا۔ نصر نے اسے تعاقب کرنے سے منع کیا مگر اس نے نہ مانا اور کہا کہ میں جب تک اس دہوسی کے ساتھ ساتھ شہر میں داخل نہ ہوں گا نہیں رکوں گا۔ اس کے ہمراہ محمد بن قطن اور عبید اللہ بن بسام بھی درستکان یعنی قہندز کے دروازے کے پاس آئے، دروازے کو بند پایا، عبداللہ بن مزید الاسدی دیوار پر چڑھ گیا، اس کے ہمراہ تین اور آدمی تھے، انھوں نے اندر سے دروازہ کھول دیا اور ابن احوز اس میں داخل ہو گیا، ابو مطہر حرب بن سلیمان کو پھاٹک پر متعین کر دیا، سلم نے اسی روز حارث بن سرتج کے کاتب یزید بن داؤد کو قتل کر دیا، اس نے عبدالربہ بن سیس کو ان کے قتل کا حکم دیا اور اس نے قتل کر دیا۔ سلم باب منیق آیا، اسے کھول دیا، اس نے شہر کے قصابوں میں سے اسے جس نے حارث کو فصیل کے شگاف کا پتہ دیا تھا قتل کر دیا۔

نصر اور کرمانی کی ملاقات:

بیان کیا جاتا ہے کہ جب کرمانی اور حارث کے تعلقات بگڑ گئے تو نصر نے کرمانی کو اپنے پاس بلا بھیجا، کرمانی حفاظت جان کا عہد لے کر نصر کے پاس آیا۔ اس صحبت میں محمد بن ثابت القاضی، مقدم بن نعیم، عبدالرحمن بن نعیم الغامدی کا بھائی اور سلیم بن احوز بھی موجود تھے، نصر نے اسے جماعت میں رہنے کی دعوت دی اور اس سے کہا کہ آپ اس کے لیے نہایت ہی مبارک اہل ہیں، اس پر سلم بن احوز اور مقدم ام میں سخت کلامی ہوئی، سلم نے اسے سخت سست کہا، اس پر ان کے بھائی نے سلم کے مقابلہ میں اس کی امداد کی۔ سعدی بن عبدالرحمن المخزومی ان دونوں پر برہم ہوا۔ سلم نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں تلوار سے تیری ناک کاٹ لوں۔ سعدی نے کہا اگر تم نے تلوار کو ہاتھ بھی لگایا تو سمجھ لو کہ میں تمہارا ہاتھ ٹورا کاٹ ڈالوں گا۔ مجلس کے اس رنگ کو دیکھ کر کرمانی کے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ نصر مجھ سے دھوکہ کرنا چاہتا ہے اور وہ اٹھ کھڑا ہوا ہر چند لوگوں نے اصرار کیا مگر وہ نہ مانا اور باب المقصورہ کی طرف پلٹ آیا یہیں اس کا گھوڑا لایا گیا اور وہ مسجد ہی میں سوار ہو گیا اور کہنے لگا نصر مجھ سے بے وفائی کرنا چاہتا تھا۔

جہم بن صفوان کا قتل:

حارث نے نصر سے کہا بھیجا کہ میں تمہارے امامت سے خوش نہیں ہوں۔ نصر نے جواب دیا بھلا تیرے پاس عقل کیسے ہو سکتی

ہے تو نے اپنی ساری عمر مشرکین کے ملک میں بسر کی اور ان کی حمایت میں مسلمانوں سے لڑتا رہا کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تیرا اس سے زیادہ محتاج ہوں جتنا کہ تو ہے۔ اس روز کے واقعہ جنگ میں جہم بن صفوان جہمیہ گروہ کا قائد بھی گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے سلم سے کہا تمہارا بیٹا حارث میرا دوست ہے اور وہ میری سفارش کرے گا، سلم نے کہا پہلے تو اسے خود ایسا نہ کرنا چاہیے اور اگر اس نے سفارش بھی کی تو میں تمہیں امان نہ دوں گا، چاہے میرا یہ خیمہ ستاروں سے بڑھ جائے اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تشریف لے آئیں تو بھی تو اپنی جان نہیں بچا سکتا بخدا! اگر تو میرے پیٹ میں ہوتا تو میں اسے بھی شق کر کے تجھے قتل کر دیتا اور جس قدر یمنی عربوں کے ساتھ تو نے ہمارے خلاف کارروائیاں کی ہیں اتنی اور کسی نے نہیں کیں۔ پھر سلم نے عبدالرب بن سیس کو اس کے قتل کا حکم دیا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔ لوگ کہنے لگے ابو حمرز قتل کر دیا گیا۔ یہ اس کی کینیت تھی۔ نیز اس روز ہیرہ بن شراحیل اور عبداللہ بن مجاعہ بھی گرفتار کیے گئے۔ سلم نے کہا اللہ اسے ہلاک کر دے جو تمہیں زندہ چھوڑے اگرچہ تم دونوں تسمی ہو۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہیرہ کو قدید بن منیع کے مکان کے پاس نصر کے رسالہ نے جالیا اور یہ وہیں قتل کیا گیا۔

حارث بن سرتج اور کرمانی کی ملاقات:

جب نصر نے حارث کو شکست دی تو اس نے اپنے بیٹے حاتم کو کرمانی کے پاس بھیجا مگر محمد بن المثنیٰ نے کرمانی سے کہا کہ نصر اور حارث دونوں دشمن ہیں تم کسی کا ساتھ نہ دو بلکہ ان دونوں کو آپس میں بھگت لینے دو۔ کرمانی نے سعدی بن عبدالرحمن الحمیری کو اس کے ساتھ روانہ کیا۔ سعدی باب میخان سے شہر میں آیا۔ اب خود حارث کرمانی کے پاس آیا، اس کے شامیانے میں داخل ہوا۔ داؤد بن شعیب الحدانی اور محمد بن المثنیٰ اس وقت کرمانی کے پاس تھے نماز کی تکبیر اقامت کہی گئی، کرمانی نے نماز پڑھائی، پھر حارث سوار ہو گیا اس کے ہمراہ مجاعہ بن محمد بن عزیز ابو خلف بھی گیا، دوسرے دن کرمانی بھی باب میدان یزید کے طرف آیا اور اب نصر کی فوج سے جنگ شروع ہوئی، سعد بن سلم المراغی مارا گیا۔ نصر کی فوج والوں نے عثمان بن الکرمانی کے جھنڈے پر قبضہ کر لیا، سب سے پہلے حارث کی شکست کی خبر کرمانی کو جو اس وقت باب کاسرجان پر شہر سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر چھاؤنی ڈالے تھا، نصر بن غلاق السعدی اور عبدالواحد بن النمل نے آکر سنائی ان کے بعد سوادہ بن سرتج بھی آیا اور سب سے پہلے یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ الشیبانی نے کرمانی کے ہاتھ پر بیعت کی، کرمانی نے سورہ بن محمد الکندی، سعدی بن عبدالرحمن ابو ظمہ، صعب اصعب اور صباح کو حارث بن سرتج کے پاس بھیجا یہ لوگ باب میخان سے شہر میں داخل ہو کر باب روک آئے۔ خود کرمانی باب حرب بن عامر کی طرف آیا اور اس نے اپنی فوج کو بدھ کے دن نصر کے مقابلہ پر بھیجا۔ فریقین صرف تیر اندازی کر کے واپس پلٹ گئے۔ اور جمعرات کے دن ان میں جنگ نہیں ہوئی۔

نصر اور کرمانی کی جنگ:

جمعہ کے دن دونوں حریفوں میں لڑائی ہوئی، بنی ازد شکست کھا کر کرمانی کے پاس آئے کرمانی نے خود جھنڈا لے لیا اور لڑاتا رہا۔ خضر بن تمیم نے جوزرہ پہنچے تھا حملہ کیا نصر کی فوج نے اس پر تیر برسائے، پھر نصر کے آزاد کردہ غلام جیش نے ان پر حملہ کر کے اس کے حلق میں نیزہ کا وار کیا خضر نے اپنے بائیں ہاتھ سے نیزہ کی انی اپنے حلق سے نکال دی۔ اس کا گھوڑا اسے لے کر اچھلا اب اس نے جیش پر حملہ کر کے نیزہ کا ایسا وار کیا کہ اسے گھوڑے کی پشت سے گرا دیا۔ کرمانی کے پیدلوں نے ڈندوں سے اس کا کام تمام کر

دیا۔ نصر کی فوج شکست کھا کر بھاگی اس کے اسی گھوڑے چھین لیے گئے تمیم بن نصر میدان جنگ میں گر آیا گیا اس کے دو گھوڑے پکڑ لیے گئے ایک کو سفدی بن عبدالرحمن نے اور دوسرے کو خضر نے لے لیا۔ پھر یہ سلم بن احوز تک پہنچا اور اس نے پیچھے سے گرز لے کر سلم کے ایسے ضرب لگائی کہ وہ زمین پر گر پڑا۔ بنی تمیم کے دو شخصوں نے خضر پر حملہ کیا اور وہ بھاگ گیا، سلم خود پل کے نیچے کود پڑا اس کے خود پر چودہ پندرہ ضربیں لگی تھیں جس سے وہ بالکل چکن چور ہو گیا تھا مگر پھر محمد بن الحداد سلم کو نصر کے لشکر گاہ میں اٹھالایا اور کرمانی کی فوج واپس چلی گئی۔

عصمتہ بن عبداللہ الاسدی کا قتل:

اسی اثناء میں ایک نصر مرو سے نکل گیا۔ عصمتہ بن عبداللہ الاسدی جو نصر کی فوج کو پسپا ہونے سے بچانا چاہتا تھا، اس جنگ میں کام آیا۔ اسے صالح بن القعقاع الاسدی نے آلیا۔ عصمتہ نے اس سے کہا اوے بالشتیے! آگے آ۔ صالح نے کہا اے نامرد! ٹھہر (عصمتہ پیدا انٹی نامرد تھا) عصمتہ کا گھوڑا مڑا اور چراغ پا ہو گیا جس سے وہ گر پڑا، صالح نے نیزے سے اس کا کام تمام کر دیا۔ ابن الدبلیس نے رجز پڑھتے ہوئے مقابلہ کیا اور عصمتہ کے پہلو میں مارا گیا، عبید اللہ بن حوتمہ السلمی کو مروان البهرانی نے اپنے گرز سے ہلاک کر دیا، جب کرمانی کے پاس کا سر لایا گیا تو اس نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ یہ اس کا دوست تھا۔ ایک یمنی نے سلم بن عبدالرحمن بن مسلم کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اس سے چونکہ شناسائی تھی اس نے اسے چھوڑ دیا، تین دن تک فریقین لڑتے رہے آخر دن مضر یوں نے یمنیوں کو شکست دی۔ خلیل بن غزو ان نے انھیں لاکار اے ربیعہ اور یمن حارث بازار میں داخل ہو گیا ہے ابن الاقطع بھی مارا گیا۔ اس خبر سے مصری عربوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ سب سے پہلے ابراہیم بن بسام اللیشی نے شکست کھائی، تمیم بن نصر پایادہ ہو گیا اس کے گھوڑے پر عبدالرحمن بن جامع الکندی نے قبضہ کر لیا۔ ہياج الکسمی اور لقیط بن اخضر کو یمنیوں نے قتل کر دیا، آخر الذکر کو ہانی البزاز کے غلام نے قتل کیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن جب سب لوگ آمادہ پیکار ہوئے اور انھوں نے میدان کارزار میں گنجائش کے لیے دیواروں کو گرادی تو نصر نے محمد بن قطن کو کرمانی کے پاس بھیجا اور کہا کہ آپ اس دہوسی کی طرح نہیں ہیں اس لیے آپ خدا کے خوف سے اس فتنہ میں حصہ نہ لیں۔

عقیل بن معقل کا محمد بن اُمّی کو مشورہ:

تمیم بن نصر نے اپنے خادموں کو جو بنت القعقاع کے مکان میں متعین تھے لڑائی کے لیے بھیجا۔ کرمانی کے ساتھیوں نے چھتوں سے ان پر تیر اندازی کی اور انہیں ڈرا کر پسپا کر دیا۔ عقیل بن معقل نے محمد بن اُمّی سے کہا ہم کیوں خود کو نصر اور کرمانی کی خاطر ہلاک کریں اور اپنے شہر واقع طحارستان واپس چلیں، مگر محمد نے کہا نصر نے ہمارے ساتھ وفائیں کی اس لیے ہم اس سے لڑے بغیر نہ مانیں گے۔

نصر کی فوج پر سنگ باری:

حارث اور کرمانی کے طرفداروں نے نصر اور اس کی فوج پر ایک مخفیاتی سے سنگباری کی جو نصر کے خیمہ میں آ کر لگے۔ جس میں خود نصر موجود تھا مگر اس نے اپنا مقام تبدیل نہیں کیا اس نے سلم بن احوز کو مقابلہ کے لیے بھیجا یہ ان سے لڑا اور پہلی فتح نصر کو حاصل

ہوئی، کرمانی نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھا، اپنے جھنڈے کو محمد بن محمد بن عمیرہ کے ہاتھ سے لے لیا اور اسی سے لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گیا۔ محمد بن المثنیٰ، زاغ اور حطان کا رائل کل کے راستے سے ہو کر رزق پر نکل آئے، تمیم بن نصر دریا کے پار متعین تھا۔ محمد بن المثنیٰ نے اس سے کہا اے لڑکے الگ ہٹ جا۔ محمد اور زاغ نے جس کے ساتھ زرد جھنڈا تھا حملہ کیا۔ نصر کے آزاد غلام کو گرا کر قتل کر دیا۔ یہ نصر کا معتمد تھا۔ نیز انھوں نے تمیم کے بعض خادموں کو بھی قتل کر دیا۔ حضرت بن تمیم نے سلم بن احوز پر نیزہ سے حملہ کیا نیزے کی انی مڑ گئی تو اس نے گرز سے اس کے سینے پر ایک ضرب لگائی۔ پھر شانے پر اور پھر سر پر ضرب لگائی جس سے وہ گر پڑا۔ نصر نے آٹھ آدمیوں کے ساتھ اپنی فوج کو بچایا اور دشمن کو بازار میں داخل ہونے سے روک دیا۔

حارث بن سرتج کی جنگ سے علیحدگی:

جب یمینوں نے مضر یوں کو شکست دی تو حارث نے نصر سے کہلا بھیجا کہ میرے یمینی عرب تمہاری شکست پر مجھے طعنے دے رہے ہیں میں اب تم سے نہیں لڑوں گا تم اپنے بہادروں کو صرف کرمانی کے مقابل رکھو۔ نصر نے یزید الخوی اور خالد کو اس کے پاس اس لیے بھیجا کہ یہ اس سے اس وعدہ کی ایفاء کی ضمانت سے لیں۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حارث نصر کے مقابلہ سے اس لیے باز رہا۔ کہ عمران بن الفضل الازدی، اس کے خاندان والے، عبد الجبار العدوی، خالد بن عبید اللہ بن حبیہ العدوی اور اس کے تمام ساتھی کرمانی سے اس بنا پر سخت کینہ اور جوش انتقام رکھتے تھے کہ اس نے باشندگان تبوشکان پر سخت بے رحمی کی تھی اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب اسد نے اسے ان کے مقابل بھیجا تو انھوں نے اس شرط پر کہ اسد کو ہماری قسمتوں کا اختیار ہے خود کو اس کے حوالے کر دیا تھا، اس نے پچاس آدمیوں کے پیٹ چاک کر کے انھیں دریائے بلخ میں ڈال دیا، تین سو کے ہاتھ پاؤں قطع کرادیئے، تین کو سولی پر لٹکا دیا اور ان کے اہل و عیال کو ہراج کر دیا۔ اس بنا پر حارث کے طرفدار اس کے کرمانی کی امداد کرنے اور نصر سے لڑنے کے مخالف تھے۔

نصر کی مراجعت مرو:

جب نصر اور حارث کے تعلقات بدل گئے تو نصر نے اپنے دوستوں سے کہا کہ جب تک حارث کرمانی کے ساتھ ہے تمام مضر عرب میری حمایت پر آمادہ نہ ہوں گے اور خود یہ دونوں بھی کبھی متحد الامر نہ ہوں گے۔ اس لیے اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کو آپس میں لڑنے دو۔

اس فیصلہ کے بعد نصر جلفر کی طرف روانہ ہو گیا وہاں عبد الجبار الاحول الاسدی اور عمر بن ابی الہیثم الصعدی سے ملاقات ہوئی۔ نصر نے ان سے پوچھا کیا تم دونوں کرمانی کا مقابلہ کر سکو گے۔ عبد الجبار نے کہا اور آپ کہاں سے آتے ہیں یہاں آپ کیوں آئے؟ جب نصر مرو واپس آیا تو اس کے حکم سے عبد الجبار کے چار سو درے لگوائے گئے، پھر نصر خرق چلا گیا، وہاں چار دن رہا، اس کے ہمراہ مسلم بن عبدالرحمن بن مسلم، سلم بن احوز اور شان الاعرابی تھے۔ نصر نے اپنی عورتوں سے کہا کہ اب حارث میرا جانشین ہوگا، اور تمہاری حفاظت وصیانت کرے گا۔

نصر کا نیشاپور میں استقبال:

جب یہ نیشاپور کے قریب پہنچا تو اہل نیشاپور نے کہلا بھیجا تم یہاں کیوں آئے ہو تم نے باہمی رقابت کی وہ آگ جسے اللہ نے

بجھاد یا تھا پھر مشتعل کر دی ہے۔ ضرار بن عیسیٰ العامری نصر کی طرف سے نیشاپور کا عامل تھا۔ نصر نے سنان الاعرابی، مسلم بن عبدالرحمن اور سلم بن احوز کو باشندوں کے پاس گفتگو کے لیے وکیل بنا کر بھیجا۔ انھوں نے اسے گفتگو کر کے انھیں ہموار کر لیا۔ وہ لوگ شہر سے باہر اس کے استقبال کے لیے آئے، سواری کے جانور، لونڈی غلام اور تحائف اس کے نذر کیے، اس پر خوش ہو کر سلم نے کہا میں آپ پر سے نڈا ہو جاؤں، یہ قبیلہ قیس ہے اور یہ محض ایک دوستانہ شکوہ تھا۔ جس کی بنا پر انھوں نے پہلے ایسا کیا، نصر نے یہ شعر پڑھا:

انا ابن خندف تيميني قبائلها للصالحات و عمي قيس غيلانا

”میں خندف کا پوتا ہوں اس کے تمام قبائل و بطون مجھ سے نیکوں کی نسبت کرتے ہیں میرا چچا قیس غیلان ہے۔“

نصر کے مرو سے جانے کے بعد یونس بن عبدالربہ، محمد بن قطن اور خالد بن عبدالرحمن اور ان جیسے اور عمائدین ساتھ شہر ہی میں رہے۔

نصر اور عبدالکحیم بن سعید العوزی کی گفتگو:

عباد بن عمر الازدی، عبدالکحیم بن سعید العوزی اور ابو جعفر عیسیٰ بن جرز کہہ سے نصر کے پاس ابرشہر میں آئے۔ نصر نے عبدالکحیم سے کہا دیکھو تمہارے ہم قوم یوقوفوں نے کیا حرکت کی ہے۔ اس پر اس نے کہا بلکہ آپ کے ہم قوم احمقوں نے آپ کے دور ولایت کے عرصہ دراز میں وہی لوگ والی رہے۔ ربیعہ اور یمن کو کوئی عہدہ نہیں ملا۔ اسی بنا پر انھیں طیش آ گیا، ہاں میں اسے جانتا ہوں کہ ربیعہ اور یمن میں یوقوف بھی ہیں اور عقلمند بھی، مگر اس موقع پر جاہلوں نے سمجھ دار لوگوں پر غلبہ پالیا۔ عباد نے کہا بھلا امیر سے اس طرح گفتگو کی جاتی ہے، نصر نے کہا اس پر اعتراض نہ کرو اس نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے۔

ابو جعفر عیسیٰ جرز کی پیشین گوئی:

ابو جعفر عیسیٰ جرز نے جو ایک گاؤں واقع کنارہ دریا کے مرو کا باشندہ تھا نصر سے کہا کہ ان حالات میں آپ والی نہیں رہ سکتے، یہ ایک عظیم الشان فتنہ ابھر آیا ہے، عنقریب ایک مجہول النسب شخص نمایاں ہو گا وہ علم سیاہ بلند کرے گا۔ ایک اور ہونے والی سلطنت کی طرف دعوت دے گا اور وہی حکومت پر غلبہ حاصل کرے گا۔ اور تم لوگ اسی طرح اپنی الجھنوں کی وجہ سے دیکھتے دیکھتے رہ جاؤ گے۔ نصر نے کہا جس شخص کی طرف تم اشارہ کر رہے ہو یہ بہت زیادہ بیوفائی، بیدردی اور علیحدگی میں تکلیف دہ ہونے کی وجہ سے حارث سے مشابہ ہے، میں نے اسے ترکوں کے علاقہ سے بلایا، اسے والی بنانا چاہا، بہت سارے پیہ دینا چاہا مگر اس نے انکار کر دیا، ہمارے اتحاد کو پراگندہ کر دیا اور میرے خلاف چڑھ آیا۔ اس پر ابو جعفر عیسیٰ نے کہا کہ حارث تو مارا جائے گا اور سولی پر چڑھا دیا جائے گا، اور کرمانی کا بھی یہی حشر ہونے والا ہے۔ نصر نے خوش ہو کر اسے انعام و اکرام دیا۔

سلم بن احوز کہا کرتا تھا کہ قیس سے زیادہ میں نے کسی قوم کو جان دینے میں نڈر نہ پایا۔

کرمانی کا مرو پر قبضہ:

نصر کے چلے جانے کے بعد کرمانی نے مرو پر قبضہ کر لیا اور حارث سے کہا کہ میں کتاب اللہ پر عمل کرنا چاہتا ہوں۔ قحطیہ نے کہا اگرچہ یہ اپنے بیان میں صادق ہیں تو میں ایک ہزار سواروں سے ان کی امداد کروں گا، مقاتل بن حیان نے کہا کیا مکانات کا منہدم کرنا اور لوٹ مار کی کتاب اللہ میں اجازت دی گئی ہے۔ کرمانی نے اسے لشکر کے خرگاہ میں قید کر دیا۔ مگر عمر بن مقاتل بن حیان نے اس کی

سفارش کی اور کرمانی نے اسے رہا کر دیا۔

کرمانی مسجد میں آیا حارث ٹھہرا رہا، کرمانی نے تقریر کی 'سب لوگوں کو سوائے محمد بن الزبیر اور ایک دوسرے شخص کے امان دی۔ داؤد بن ابی داؤد بن یعقوب نے ابن الزبیر کے لیے امان طلب کی، اتنے میں میرفتی آیا اور کرمانی نے اسے بھی امان دے دی، حارث باب دوران اور سرخس کی طرف چلا گیا اور خود کرمانی نے اسد کے مصلیٰ میں مع اپنی قوم کے قیام کیا، اس نے حارث کو بلا بھیجا۔ حارث آیا اس نے بھی کرمانی کے مکانات کو منہدم کرانے اور لوٹ مار کے فعل کو برا سمجھا اور اس پر اعتراض کیا۔ پہلے تو کرمانی نے اسے مزادینے کا ارادہ کیا مگر پھر باز رہا، کرمانی چند روز یہاں مقیم رہا۔

بشر بن جرموز الضعی کی حارث سے علیحدگی:

بشر بن جرموز الضعی نے خرقان میں علم بغاوت بلند کیا۔ اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف لوگوں کو دعوت دی، حارث سے کہا کہ میں نے تمہاری حمایت طلب عدل کے لیے کی تھی مگر اب چونکہ تم کرمانی کے ساتھ اس لیے ہو گئے ہوتا کہ تمہاری نصرت کا شہرہ ہو اور یہ لوگ تو محض ذاتی رقابتوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے دست دگریاں ہیں اس لیے اب میں تمہارا ساتھ نہیں دیتا۔

بشر بن جرموز پانچ ہزار پانچ سو یا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ حارث سے علیحدہ ہو گیا اور کہا کہ ہم جماعت عادل ہیں۔ حق کی طرف دعوت دیتے ہیں ہم کسی سے نہیں لڑیں گے البتہ اس سے لڑیں گے جو خود ہم سے لڑے گا۔

تمیم بن نصر اور مضری عربوں کی حارث کی اطاعت:

حارث عیاض کی مسجد میں آیا، کرمانی سے کہلا بھیجا کہ حکومت کو شوریٰ سے قائم کیا جائے، کرمانی نے اس تجویز کو مسترد کر دیا، حارث نے اپنے بیٹے محمد کو جسے وہ تمیم بن نصر کے مکان سے اٹھالایا تھا نصر کے پاس بھیجا۔ نصر نے اپنے خاندان اور مضری عربوں کو لکھا کہ تم خلوص دل سے حارث کا ساتھ دو، یہ سب لوگ حارث کے پاس آئے۔ اس نے کہا آپ ہی لوگ اصلی عربی ہیں چونکہ آپ کو ابھی حال میں ہزیمت اٹھانا پڑی ہے اس لیے آپ اپنے تمام اہل و عیال کے ہمراہ میرے پاس آ جائیے۔ انھوں نے کہا ہم بغیر اس سے لڑے کسی بات سے خوش نہ ہوں گے۔

حارث کے ساتھیوں کا کرمانی کو پیغام:

کرمانی کی فوج کا میر بخشی مقاتل بن سلیمان تھا ایک بخاری نے اس سے اس منہجی کی جسے اس نے نصب کیا تھا، قیمت طلب کی، اس نے کہا تم گواہ پیش کرو کہ یہ منہجی مسلمانوں کے نفع کی خاطر تم ہی نے نصب کی تھی، شبیب بن شیخ الازدی نے اس کی شہادت دی۔ مقاتل کے حکم سے خزانه عامرہ کے نام اسے چک دے دیا گیا۔ حارث کے دوستوں نے کرمانی کو لکھا ہم آپ کو اللہ سے ڈرنے، اس کی اطاعت، ائمہ ہدیٰ کے اختیار کرنے اور اپنے خون کو حرام سمجھنے کے لیے نصیحت کرتے ہیں۔ ہم نے حارث کا ساتھ اس لیے دیا تھا کہ اس سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہو اور اس کے بندوں کی خیر خواہی، اسی لیے ہم نے اپنی جان اور مال اس لیے پیش کر دیا تھا اور یہ چیزیں اس ثواب کے مقابلہ میں جس کے حصول کی ہمیں اللہ سے توقع تھی۔ ہماری نظروں میں ہچ تھیں، کیونکہ ہم اور تم آپس میں بھائی ہیں اور دشمن کے مقابلہ میں ایک دوسرے کے انصار و اعوان ہیں، اس لیے تم اللہ سے ڈرو حق کو پھر قائم کرو کیونکہ ہم بغیر کسی وجہ

شرعی کے تمہارا خون بہانا نہیں چاہتے۔
منخل بن عمرو الازدی کا قتل:

یہ لوگ چند روز تک اپنی جگہ مقیم رہے پھر حارث بن سرتج فصیل کے پاس آیا اس نے نوبان کی سمت ہشام بن ابی الہیثم کے مکان کے قریب فصیل میں شگاف پیدا کیا، دانشمند حارث کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور کہنے لگے کہ تم نے خلاف عہد کیا۔ قاسم الشیبانی اور ربیع التمیمی ایک جماعت کے ہمراہ ٹھہرے رہے۔ کرمانی باب سرخس سے شہر میں داخل ہو کر حارث کے مقابل آیا۔ منخل بن عمرو الازدی آگے نکل گیا اسے سمیع العدوی نے قتل کر دیا اور اس نے نعرہ شادمانی کیا کہ یہ میں نے لقیط کا بدلہ لیا۔
حارث بن سرتج اور کرمانی کی جنگ:

اب عام جنگ شروع ہو گئی، کرمانی نے اپنے مہینہ پر داؤد بن شعیب اس کے بھائیوں خالد، مزید اور مہلب کو اپنے میسرہ پر سورۃ بن محمد بن عزیز الکندی کو بنی کیزہ اور ربیعہ کے ساتھ متعین کیا تھا نہایت سخت لڑائی ہوئی، حارث کی فوج نے شکست کھائی اور وہ شگاف فصیل اور حارث کی چھاؤنی کے درمیان بری طرح قتل کیے گئے، حارث ایک خنجر پر سوار تھا، اس سے اتر پڑا، اور گھوڑے پر سوار ہوا، اس کے چابک رسید کیا وہ تیز ہو گیا، اس کی فوج نے شکست کھائی مگر وہ خود اپنے خاص دوستوں کے ساتھ میدان جنگ میں ٹھہرا رہا اور ایک جھاڑی کے پاس مارا گیا۔ اس کا بھائی سوادہ بھی مارا گیا نیز بشر بن جرموز اور قطن بن الحیرہ بن عمرو بھی مارے گئے۔ کرمانی نے جنگ روک دی، حارث کے سوا ہر اہی مارے گئے اتنے ہی کرمانی کے مارے گئے۔
حارث بن سرتج کا قتل:

حارث کی نعش بے سر کو شہر مرو کے قریب سولی پر لٹکا دیا گیا۔ حارث نصر کے مرو سے چلے جانے کے تیس دن بعد بروز یکشنبہ ماہ رجب ۱۲۸ ہجری کے ختم ہونے میں ابھی چھ راتیں باقی تھیں کہ مارا گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حارث زیتون کے ایک درخت یا جوار کے درخت کے پاس مارا گیا، کرمانی کو حارث کی سونے کی اینٹیں ملیں جن پر اس نے قبضہ کر لیا، اس کی ام ولد کو قید کر دیا پھر اسے رہا کر دیا یہ صاحب بن عمرو بن سلمہ بن سکین بن جون بن ذبیب کے پاس تھی نیز کرمانی نے ان لوگوں کے املاک و اسباب پر قبضہ کر لیا جو نصر کے ساتھ چلے گئے تھے، عاصم بن عمیر کے تمام مال و املاک خود اس نے اپنے قبضہ میں کر لیں، اس پر ابراہیم نے کہا بھلا اس کا مال کس طرح آپ کے لیے حلال ہو سکتا ہے، صالح نے جو وضاح کی اولاد میں سے تھا کہا مجھے اس کے خون سے سیراب ہونے دو مگر مقاتل بن سلیمان ان دونوں کے بیچ میں آ گیا اور اسے اس کے مکان لے آیا۔
حارث بن سرتج کے متعلق دوسری روایت:

ایک دوسری روایت ہے کہ کرمانی بشر بن جرموز کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا شہر مرو سے باہر اس نے پڑاؤ کیا۔ بشر کے پاس چار ہزار آدمی تھے حارث بھی کرمانی ہی کے ساتھ مقیم ہوا۔ چند روز تک کرمانی اپنی چھاؤنی میں بغیر مقابلہ کیے ٹھہرا رہا۔ اس کے اور بشر کے پڑاؤ کے درمیان صرف دو فرسخ کا فاصلہ تھا، اب وہ بشر سے لڑنے کے ارادے سے آگے بڑھ کر اس کے پڑاؤ کے پاس آیا۔ حارث سے اس نے آگے بڑھنے کے لیے کہا۔ اس وقت حارث کو کرمانی کا اتباع کرنے پر ندامت ہوئی اور اس نے کہا آپ ابھی جلدی نہ کیجیے میں اس کو آپ کے پاس لے آتا ہوں۔ حارث دس سواروں کے ساتھ بشر کے پاس آیا جو موضع درز بجان میں مقیم تھا،

حارث انھیں کے ساتھ قیام پذیر ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ یمینوں کے ساتھ تم سے لڑوں، اب اور مضری عرب بھی کرمانی کی فوج سے نکل کر حارث کے پاس آنے لگے صرف سلمہ بن ابی عبد اللہ بن سلیم کے آزاد غلام جس نے کہا تھا بخدا! میں ہرگز حارث کی اتباع نہ کروں گا کیونکہ یہ سخت دھوکے باز ہے اور مہلب بن ایاس کے سوا اور کوئی مضری عرب کرمانی کے ساتھ نہ رہا۔ مہلب نے کہا کہ میں کبھی اس کا ساتھ نہ دوں گا، کیونکہ میں نے اسے ہمیشہ بھاگتے ہوئے سواروں میں دیکھا ہے۔

مرشد بن عبد اللہ الجاشعی:

اب کرمانی کی ان سے کئی مرتبہ لڑائی ہوئی۔ فریقین اپنی اپنی خندقوں میں واپس آ جاتے تھے کبھی ایک فریق کا پلہ بھاری رہتا اور کبھی دوسرے کا، ایک روز جنگ کے لیے مرشد بن عبد اللہ الجاشعی شراب پی کر اس کے نشہ میں مدہوش حارث کے ٹٹو پر سوار ہو کر میدان میں آیا، اس کے نیزہ لگا اور زمین پر گرا دیا گیا مگر بنی تمیم کے کچھ سواروں کی مدد سے یہ دشمن کے زرخے سے بچ گیا، البتہ اس کا ٹٹو بغیر سوار کے رہ گیا، جب یہ واپس اپنی فوج میں آیا۔ تو حارث نے اسے ملامت کی اور کہا کہ قریب تھا کہ تم مارے جاتے مرشد نے کہا یہ آپ اپنے ٹٹو کے ضائع ہونے کی وجہ سے کہا رہے ہیں۔ میری بیوی پر طلاق ہوا اگر میں ایسا ہی چست و چالاک ٹٹو آپ کو نہ لاکر دوں۔ اس نے پوچھا کہ دشمن کے کسی شخص کے پاس کوئی اعلیٰ درجہ کا ٹٹو ہے، معلوم ہوا کہ عبد اللہ و یسم الغندی کے پاس نیز لوگوں نے اشارے سے اس کا مقام بھی بتایا۔ مرشد لڑتا بھڑتا اس تک پہنچا۔ جب یہ اس پر حملہ آور ہوا تو ابن و یسم اپنے ٹٹو سے کود پڑا۔ مرشد نے اس کی لگام اپنے نیزے میں اٹکالی اور اسی طرح اس ٹٹو کو حارث کے پاس لے آیا اور کہا لیجیے یہ آپ کے ٹٹو کے معاوضہ میں ہے۔ مخلد بن الحسن مرشد سے ملا اور مذاقاً اس سے کہا کہ ابن و یسم کا ٹٹو تمہاری ران کے نیچے کیسا بھلا معلوم ہوتا ہے، یہ اس پر سے اتر آیا اور کہا نذر ہے، مخلد نے کہا میں نے تو محض تم کو چھیڑنے کے لیے تاکہ تم مجھ پر برہم ہو یہ بات کہی تھی، تم نے اسے ہم سے جنگ سے حاصل کیا تھا اور اب میں صلح میں اسے لینا چاہتا تھا۔

مرو پریمینی عربوں کا تصرف:

اسی طرح چند روز اور دونوں حریف ایک دوسرے کے مقابل رہے، ایک روز حارث رات میں مرو کی فصیل کے پاس آیا ایک دروازے میں شگاف پیدا کر کے فصیل کے اندر آ گیا کرمانی بھی اسی موقع پر آ گیا، اس کے آتے ہی حارث پلٹ گیا۔ مضری عربوں نے حارث سے کہا کہ تم نے اپنی خندقیں چھوڑ دی ہیں اب آج ہماری لڑائی کا موقع ہے۔ آپ چونکہ بارہ میدان جنگ سے بھاگ چکے ہیں اس لیے پاپیادہ ہو جائیے حارث نے کہا میں تمہارے لیے پیدل سے سوار زیادہ سودمند ہوں، انھوں نے کہا ہم بغیر آپ کے پاپیادہ ہو جائیں گے، چنانچہ حارث پیدل ہو گیا۔ یہ اس وقت فصیل شہر اور خود شہر کے بیچ میں تھا۔ حارث اور اس کا بھائی بشر بن جرموز بنی تمیم کے اور کئی بہادر مارے گئے، باقیوں نے راہ فرار اختیار کی، حارث کو سولی پر لٹکا دیا گیا اور اب مرو صرف یمینی عربوں کے تصرف میں آ گیا، انھوں نے تمام مضری عربوں کے مکانات منہدم کر دیئے۔

ابو مسلم کی روانگی خراسان و مراجعت:

اسی سنہ میں ابراہیم بن محمد نے ابو مسلم کو خراسان بھیجا اور اپنے طرفداروں کو لکھا کہ میں نے اسے اپنے حکم سے امیر بنایا تھا اس لیے تم لوگ اس کے احکام کی تعمیل کرو اور جو کہے اسے مانو۔ میں نے انھیں تمام خراسان اور جن جن علاقوں پر وہ اس کے بعد غلبہ

حاصل کرے ان کا امیر مقرر کیا ہے۔ ابو مسلم خراسان آیا مگر کسی نے اس کی بات نہ سنی، دوسرے سال یہ لوگ خراسان سے روانہ ہو کر مکہ میں ابراہیم کے پاس جمع ہوئے، ابو مسلم نے ابراہیم سے کہا کہ ان لوگوں نے آپ کے ہدایات کی تعمیل نہیں کی اور نہ آپ کے خط کو تسلیم کیا۔ ابراہیم نے کہا میں نے خراسان کی امارت ایک سے زیادہ لوگوں کے سامنے پیش کی مگر سب نے انکار کر دیا۔

ابو مسلم خراسانی کو امیر مقرر کرنے کی وجہ:

ابو مسلم کے مقرر کرنے سے پہلے ابراہیم نے سلیمان بن کثیر کو اس کی جگہ مقرر کرنا چاہا مگر اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہاں دو شخصوں پر بھی میں حکومت نہیں کر سکتا۔ پھر ابراہیم نے خراسان کی امارت ابراہیم بن مسلمہ کو دینا چاہی اس نے بھی انکار کر دیا ابراہیم نے یہ ساری کیفیت خراسانیوں کو بتائی اور کہا کہ اس لیے آخر کار میں نے ابو مسلم کو اس جگہ مقرر کیا تم لوگ اس کے احکام و ہدایات کی بدل و جان تعمیل کرو۔

ابراہیم بن محمد کی عبدالرحمن کو ہدایات:

پھر اس نے عبدالرحمن سے کہا کہ تم میرے خاندان کے رکن ہو، تم میری ہدایات کو اچھی طرح یاد رکھو، یعنی قبائل کی عزت کرو، انھیں کے درمیان جا کر قیام کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ انھیں کے ذریعہ ہماری اس تحریک کی تکمیل کرائے گا۔ قبیلہ ربیعہ پر نظر رکھو، ان کے طرز عمل پر تنقید کرتے رہو، مگر مضری عربوں کو ہمیشہ اپنا قریبی دشمن سمجھنا یہ مار آستین ہیں، ان کے طرز عمل میں اگر ذرا سا بھی شبہ تمہیں معلوم ہو تو تم ہر مشتبہ شخص کو قتل کر دینا، اگر ہو سکے تو خراسان میں کسی عربی بولنے والے کو زندہ نہ چھوڑنا جو لڑکا پانچ بالشت کا ہو اس پر بھی کوئی نہ کوئی الزام رکھ کر اسے قتل کر دینا۔ اس بزرگ یعنی سلیمان بن کثیر کی بھی مخالفت نہ کرنا اور نہ ان کے مشورہ کے کبھی خلاف کرنا۔ اگر تمہیں کوئی دشواری پیش آئے تو انھیں بجائے میرے سمجھ کر ہر بات ان سے دریافت کر لینا۔



باب ۱۲

ضحاک بن قیس خارجی

ضحاک کی مروان پر فوج کشی:

جب ضحاک نے واسط میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا اور منصور بن جہور نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو عبداللہ نے محسوس کیا کہ اب اس میں ضحاک کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے اس لیے اس نے ضحاک سے کہلا بھیجا کہ میرے محاصرہ کرنے سے آپ کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ مروان سامنے ہے آپ اس کے مقابلہ پر جائیے اور جب آپ اس سے لڑیں گے تو میں آپ کے ساتھ ہوں چنانچہ جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے۔ ان دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر ضحاک مروان کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا مقام کفر تو علاقہ جزیرہ میں اس کا اس سے مقابلہ ہوا اور پہلے ہی دن کے مقابلہ میں ضحاک مارا گیا۔

ضحاک خارجی کا موصل پر قبضہ:

دوسری روایت ہے کہ جب عطیہ التغلی نے ضحاک کے خاص سردار اور کوفہ کے عامل ملحان کو سلیمین کے پل پر قتل کر دیا اور ضحاک کو اس کی اطلاع ملی یہ اس وقت واسط میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اس نے اپنے ایک اور سردار مطاعن نام کو ملحان کی جگہ کوفہ کا والی مقرر کر کے روانہ کیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ضحاک میں اس شرط پر صلح ہو گئے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اس کی اطاعت کرے گا۔ چنانچہ یہ اس کا مطیع ہو گیا اور اس کے پیچھے اس نے نماز پڑھی۔ ضحاک تو کوفہ واپس آ گیا اور ابن عمر اپنے ہمراہیوں سمیت واسط ہی میں مقیم رہا۔ جب ضحاک کوفہ آ گیا تو اہل موصل نے اسے موصل آنے کی دعوت لکھ بھیجی اور وعدہ کیا کہ جب آپ یہاں آئیں گے ہم خود بخود آپ کے مطیع ہو جائیں گے چنانچہ ضحاک اس کے بیس ماہ بعد اپنی فوجوں کے ہمراہ موصل روانہ ہوا۔ اس وقت مروان کی جانب سے قطران بن اکبہ الشیبانی جزیرہ کا رہنے والا موصل کا حامل تھا۔ اہل شہر نے ضحاک کے لیے شہر کے دروازے وا کر دیئے مگر قطران اپنے قبیلہ اور خاندان کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ خارجیوں سے لڑا اور وہ سب کے سب مارے گئے۔ ضحاک نے نہ صرف موصل بلکہ اس کے تمام ضلع پر قبضہ کر لیا۔

ضحاک کا محاصرہ نصیبین:

مروان کو اس واقعے کی اس وقت اطلاع ہوئی جب وہ خود حمص کے محاصرہ میں مشغول تھا۔ اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو جو جزیرہ میں اس کا قائم مقام تھا حکم بھیجا کہ تم فوراً اس باقاعدہ فوج کے ساتھ جو تمہارے پاس ہے نصیبین جا کر ضحاک کے جزیرہ کے بیچ میں آنے سے روک دو عبداللہ سات یا آٹھ ہزار باقاعدہ فوج کے ہمراہ روانہ ہوا اس نے اپنے ایک سردار کو تقریباً ایک ہزار فوج کے ساتھ حران میں اپنے پیچھے چھوڑا۔ اب ادھر سے ضحاک عبداللہ کے مقابلہ کے لیے نصیبین روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر دونوں میں جنگ شروع ہو گئی مگر ضحاک کی فوج کی کثرت تعداد کی وجہ سے عبداللہ کو اس سے مقابلہ کی طاقت نہ رہی ضحاک کے ہمراہ ایک لاکھ

میں ہزار فوج تھی ان میں سے ہر سوار کو ایک سو بیس ماہانہ پیدل کو سوار چھروالوں کو اسی درہم معاش ملتی تھی، ضحاک نے نصیبین کا محاصرہ کر لیا۔

خوارج کا رقبہ پر حملہ:

اپنے دوسرے داروں عبدالملک بن بشر التعلیٰ اور بدر الذکوانی، سلیمان بن ہشام کے آزاد غلام کو چار یا پانچ ہزار فوج کے ساتھ آگے روانہ کیا، انھوں نے ہرقہ پر آ کر حملہ کیا یہاں مروان کے تقریباً پانچ سو سوار تھے، انھوں نے ان خارجیوں کا مقابلہ کیا مگر جب مروان کو خارجیوں کے رقبہ پر حملہ آور ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے خود اپنے محافظ دستہ کے رسالہ کو ان کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ جب یہ فوج ان کے قریب پہنچی تو خارجی خود ہی پسپا ہو کر ضحاک کے پاس واپس جانے لگے مگر اس رسالہ نے اس کا تعاقب کیا اور ان کے ساتھ لشکر کے تیس سے زیادہ آدمی گرفتار کر لیے، جب مروان رقبہ آیا تو اس نے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔

مروان اور ضحاک خارجی کی جنگ:

پھر چپ چاپ ضحاک کے مقابلہ کے لیے آگے بڑھا موضع غزلہ کے دو ٹھکانوں کا مقابلہ ہوا، تمام دن لڑائی ہوتی رہی، شام کے قریب ضحاک پاپیادہ ہو کر لڑنے لگا اس کے ساتھ اور بھی اس کے شجاع اور ثابت قدم ہمراہی تقریباً چھ ہزار پاپیادہ ہو گئے خود اس کے مرکزی پڑاؤ والوں کو اس بات کا علم نہ ہوا۔ مروان کے رسالہ نے اس جماعت کو چاروں طرف سے گھیر کر نہایت بیدردی سے قتل کرنا شروع کیا، شام کے قریب یہ ساری جماعت میدانِ معرکہ میں کام آگئی۔

ضحاک بن قیس خارجی کا قتل:

اس جماعت سے جو چند لوگ بچے وہ اپنے پڑاؤ واپس آئے، خود مروان یا ضحاک کے ساتھیوں کو بھی اس کی خبر نہ تھی کہ ضحاک مارا گیا، مگر جب نصف شب میں اس کے پیروؤں نے اسے نہ پایا تو پوچھ گچھ شروع کی، بعض ایسے لوگوں نے جنہوں نے اسے میدان میں پیدل ہوتے دیکھا تھا آ کر اس کے قتل کی خبر اور کیفیت سنائی یہ سنتے ہی تمام خارجی اس کی موت پر گریاں و نالاں ہوئے، عبدالملک بن بشر التعلیٰ ضحاک کا وہ سردار جسے اس نے رقبہ بھیجا تھا خود مروان کے پاس آیا اور اسی نے مروان کو ضحاک کے قتل ہونے کی اطلاع دی، مروان نے اپنے دو چوکیدار آگ اور شمعیں دے کر میدان کا رزار میں بھیج دیئے، انھوں نے مقتولین کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور آخر کار ضحاک کی لاش برآمد کر کے اسے مروان کے پاس لے آئے اس کے منہ پر بیس سے زیادہ زخم آئے تھے، اسے دیکھتے ہی مروان کی فوج نے مسرت میں نعرہٴ تکبیر بلند کیا اس سے ضحاک کی فوج والوں کو معلوم ہوا کہ دشمن کو اس کا پتہ چل گیا۔ مروان نے اس کے سر کو اسی رات جزیرہ کے تمام شہروں میں گشت کرانے کے لیے بھیج دیا۔

خیبری خارجی کا مروان پر حملہ:

بیان کیا گیا ہے کہ ضحاک اور خیبری دونوں ۱۲۹ ہجری میں قتل کیے گئے، نیز اسی سنہ میں ابو مخنف کے بیان کے مطابق خیبری خارجی بھی مارا گیا۔

ضحاک کے قتل کے بعد صبح کو اس کی فوج نے خیبری کو اپنا امیر بنالیا۔ اس روز وہ اپنے پڑاؤ میں ٹھہرے رہے دوسرے دن علی الصباح مروان کے مقابلہ پر آئے، دونوں حریفوں نے صف بندی کی، سلیمان بن ہشام اس روز اپنے موالی اور خاندان والوں کے

ساتھ خیبری کے ہمراہ تھانہ نصیبین میں ضحاک کے پاس اپنے تین ہزار سے زیادہ موالی اور خاندان والوں کے ساتھ آ گیا تھا اور اس نے خارجیوں میں شیبان الحوری کی جسے خارجیوں نے خیبری کے قتل کے بعد اپنا امیر بنایا، بہن سے شادی کر لی تھی۔ خیبری نے تقریباً چار سو سر بکف بہادروں کے ساتھ مروان پر جو اپنی فوج کے قلب میں تھا حملہ کیا، مروان شکست کھا کر بھاگا، اپنے پڑاؤ کو بھی چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ خیبری اپنے ہمراہیوں سمیت اس کے پڑاؤ میں در آیا اور یہاں خارجیوں نے خوشی میں اپنا شعار یا خیبری یا خیبری پکارنا شروع کیا۔

خیبری خارجی کا قتل:

خارجی جسے پاتے قتل کر دیتے یہاں تک کہ یہ خود مروان کے خیمہ میں پہنچے اس کی طنائیں قطع کر دیں۔ اور خیبری مروان کی مسند پر جا کر بیٹھا مگر مروان کا مہمہ جس کا افسر اس کا بیٹا عبداللہ تھا اور میرہ جس کی قیادت اسحق بن مسلم العقیلی کے تفویض تھی بدستور اپنی اپنی جگہ جھے ہوئے تھے۔ جب مروان کے لشکر والوں نے دیکھا کہ خیبری کے ہمراہ بہت تھوڑے آدمی ہیں تو سپاہیوں کے غلام خیموں کی چوبیس لے کر اس پر حملہ آور ہوئے اور انھوں نے خیبری کو مع اس کے تمام ہمراہیوں کے مروان کے خیمہ اور اس کے گرد قتل کر دیا۔ مروان کو اس کی اطلاع ہوئی وہ اسی وقت اپنے پڑاؤ سے بھاگ کر پانچ چھ میل کی مسافت پر پہنچ چکا تھا یہ سنتے ہی واپس پلٹ آیا اور جو جو رسالے جنگی مواقع پر قائم تھے انہیں اصل مرکز پر واپس بلا لیا۔ ساری رات اسی طرح اپنے پڑاؤ میں بسر کی اور دوسری جانب خیبری کی فوج پسپا ہوئی اور اس نے شیبانی کو اپنا امیر مقرر کیا اس کے بعد مروان نے ان خارجیوں سے تھوڑے تھوڑے فوجی دستوں سے بے قاعدہ جنگ شروع کی اور اسی دن سے باقاعدہ صف بندی کی جنگ موقوف کر دی۔

محمد بن سعید کا تب کا انجام:

خیبری کی جنگ کے دن مروان نے محمد بن سعید کو جو اس کے کاتبوں اور معتمد علیہ لوگوں میں تھا، خیبری کے پاس بھیجا تھا، مروان کو معلوم ہوا کہ وہ اس روز خوارج کے ساتھ جا ملا۔ یہ گرفتار کر کے مروان کے سامنے پیش کیا گیا۔ مروان نے اس کے ہاتھ پاؤں اور زبان قطع کرادی۔

اسی سنہ میں مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو ان خارجیوں سے جو عراق پر مسلط ہو گئے تھے لڑنے کے لیے عراق بھیجا۔

امیر حج عبدالعزیز بن عمر و عمال:

اس سال عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں حج ہوا۔ نیز اس سال مروان نے حمص فتح کر لیا۔ اس کی فہمیل گرا دی، نعیم بن ثابت الحبذامی کو گرفتار کر کے شوال ۱۲۸ھ میں قتل کر دیا۔ اس سنہ میں جن جن لوگوں نے اس کی مخالفت کی ان کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا۔ عراق میں ضحاک اور عبداللہ بن عمر بن عبد اللہ کے عمال کام کر رہے تھے تمامہ بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے نصر بن سیار خراسان میں تھا اور خراسان میں فتنہ و فساد کی آگ لگی ہوئی تھی۔

ابوحزہ خارجی اور عبداللہ بن یحییٰ کی ملاقات:

اس سنہ میں ابوحزہ خارجی نے عبداللہ بن یحییٰ طالب الحق سے ملاقات کی اور اسے اپنے مذہب کی دعوت دی۔ ابوحزہ نے جس کا نام مختار بن عوف الازدی السلمی ہے سب سے پہلے بصرے سے اپنی تحریک شروع کی اس کا پہلا کام یہ تھا کہ یہ ہر سال مکہ جاتا

اور وہاں لوگوں کو مروان بن محمد کی مخالفت پر ابھارتا اس کا عرصہ تک یہی طریقہ رہا۔ ۱۲۸ ہجری کے آخر میں عبداللہ بن یحییٰ سے یہ ملا۔ اس نے اس سے کہا کہ میں آپ کی زبان سے بہت عمدہ باتیں سن رہا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آپ حق کی دعوت دے رہے ہیں۔ آپ میرے ساتھ چلئے میں اپنی قوم کا بڑا شخص ہوں وہ سب میرا کہا مانتے ہیں۔ یہ مکہ سے روانہ ہو کر حضرموت آیا۔ وہاں ابو حمزہ نے اسے خلیفہ تسلیم کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اب لوگوں کو مروان اور آل مروان کی مخالفت کے لیے دعوت دی۔

ایک اور روایت ہے کہ ابو حمزہ بنی سلیم کے معدن سے گذرا کثیر بن عبداللہ اس معدن کا افسر تھا اس نے اس کی بعض باتیں خلاف قانون سنیں اس کے ستر درے لگوائے ابو حمزہ مکہ چلا گیا۔ جب یہ مدینہ کو فتح کر کے وہاں آیا تو کثیر روپوش ہو گیا پھر ان دونوں کا جو معاملہ ہوا وہ ہوا۔

۱۲۹ھ کے واقعات

سلیمان بن ہشام کا خوارج کو مشورہ:

اس سنہ میں شیبان بن عبداللہ العزیز الیشکری ابوالافلاک ہوا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ شاک اور خیبری کے بعد خارجیوں نے اسے اپنا امیر بنایا اور مروان نے اس سے جنگ کی۔

خیبری کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام نے جو خارجیوں کے ہمراہ تھا ان سے کہا کہ تم جو کچھ کر رہے ہو یہ میری رائے نہیں ہے یا تو تم میری رائے پر عمل کرو ورنہ میں تمہارا ساتھ چھوڑ کر پلٹ جاؤں گا خارجیوں نے پوچھا کیا رائے ہے اس نے کہا اگر تم میں سے کسی ایک کو فتح بھی ہوئی تو وہ پھر آخر دم تک لڑنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اور مارا جاتا ہے۔ میں اب یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے آپ کو بچاتے ہوئے باقاعدہ طور پر پسپا ہو کر موصل چلیں اور وہاں خندقیں کھود کر اس کی آڑ میں دشمن کا مقابلہ کریں خارجیوں نے اس تجویز پر عمل کیا مروان نے ان کا تعاقب کیا۔ خارجی دجلہ کے مشرقی کنارے پر تھے اور مروان ان کے مقابل تھا نو ماہ تک اسی طرح جنگ ہوتی رہی یزید بن عمر بن ہبیرہ شام اور جزیرہ کی ایک زبردست فوج کے ہمراہ قرقیسیا میں مقیم تھا مروان نے اسے کوفہ جانے کا حکم دیا۔ اس وقت شعی بن عمران القرشی خارجی کوفہ کا حاکم تھا۔

خوارج کی روانگی موصل:

پہلے تو مروان بن محمد خارجیوں سے باقاعدہ صف بندی کر کے لڑتا تھا مگر خیبری کے قتل کے بعد جب خارجیوں نے شیبان کو اپنا امیر مقرر کیا تو اس کے بعد سے مروان نے ان سے چھوٹے چھوٹے دستوں سے لڑنا شروع کیا اور صف بندی ترک کر دی۔ اس کے مقابلہ میں خارجیوں نے بھی یہی کیا کہ مروان کے ایک ایک دستہ سے ان کا ایک ایک دستہ مقابلہ کرتا بہت سے ایسے لوگوں نے جو محض دنیا کی خاطر زرو مال کے لالچ میں ان کے ساتھ ہو گئے تھے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور اب وہ صرف چالیس ہزار رہ گئے۔ اس حقیقت کو محسوس کر کے سلیمان بن ہشام نے انھیں شہر موصل پر پسپا ہو جانے کا مشورہ دیا تا کہ وہ ان کے لیے پشت پناہ اور جائے پناہ ہو اور وہاں سے ضروریات زندگی ہم دست ہو سکیں۔ خارجیوں نے اس کے مشورہ کو قبول کیا اور رات ہی رات مروان کے مقابلہ سے کوچ کر گئے۔

مروان اور خوارج کی جنگ:

صبح ہوتے ہی مروان نے ان کا تعاقب شروع کیا، جس جس مقام پر خارجی منزل کرتے یہ بھی وہیں منزل کرتا، یہاں تک کہ خاص شہر موصل پہنچے خارجیوں نے دجلہ کے کنارے پڑاؤ کیا اپنے چاروں طرف خندق کھود لی اپنے پڑاؤ سے شہر تک کئی پل دجلہ پر باندھ لیے اس طرح تمام ضروریات زندگی و آسائش انھیں موصل سے ملتی رہیں۔ مروان نے بھی ان کے مقابل خندق کھود کر پڑاؤ کیا اور چھ ماہ تک صبح و شام ان سے لڑتا رہا۔

امیہ بن معاویہ بن ہشام کا قتل:

اٹھائے جنگ میں سلیمان بن ہشام کا ایک بھتیجا امیہ بن معاویہ بن ہشام جو اپنے چچا کے ہمراہ موصل میں شیبان کے ساتھ تھا مروان کے ایک بہادر سے مبارزت طلب کیا اس نے اسے گرفتار کر لیا اور مروان کے سامنے پیش کیا، امیہ نے مروان سے کہا چچا جان میں آپ کو خدا اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھ پر رحم فرمائیں، مروان نے کہا آج میرے اور تیرے درمیان کوئی واسطہ قرابت نہیں رہا۔ مروان نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ اس کا چچا سلیمان بن ہشام اور اس کے بھائی اپنی آنکھوں سے اس کا حشر دیکھتے رہے پہلے اس کے دونوں ہاتھ قطع کر دیئے گئے پھر اس کی گردن مار دی گئی۔

یزید بن عمر کو خوارج پر حملہ کرنے کا حکم:

مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو لکھا کہ تم قرقیسا سے اپنی تمام فوج کے ساتھ عبیدہ بن سوار (ضحاک کے قائم مقام) سے لڑنے عراق جاؤ، یہ عراق روانہ ہوا، عین التمر میں عبیدہ کے رسالہ نے اس کا مقابلہ کیا، یزید نے ان سے جنگ کی اور شکست دی، ثنی بن عمران القرشی اور حسن بن یزید خارجیوں کے سردار تھے۔ یہاں شکست کھا کہ اب کوفہ کے قریب نخیلہ میں تمام خارجی یزید کے مقابلہ کے لیے جمع ہوئے یہاں عبیدہ بھی تھا۔ یزید ان سے لڑا، عبیدہ مارا گیا، اس کی تمام فوج کو شکست ہوئی یزید بن ہبیرہ نے ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا، اس جنگ کے بعد عراق خارجیوں سے صاف ہو گیا۔ یزید نے عراق پر پوری طرح قبضہ جمالیا۔

عامر بن حبارہ کا خوارج پر حملہ:

اب مروان بن محمد نے اپنی خندقوں سے ہی یزید کو لکھا کہ تم عامر بن حبارہ المری کو میری امداد کے لیے بھیج دو، یزید نے عامر کو تقریباً چھ یا آٹھ ہزار فوج کے ساتھ مروان کی مدد کو بھیجا۔ شیبان کو اس کے ہمراہی خارجیوں کو اس کی آمد کی خبر ہوئی اس نے اپنے دو سرداروں ابن غوث اور جون کو چار ہزار فوج کے ساتھ اس امدادی فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ کیا، موصل سے درے مقام آسن پر ابن حبارہ کا اس فوج سے مقابلہ ہوا۔ نہایت شدید معرکہ جدال و قتال گرم ہوا۔ آخر کار ابن حبارہ نے خارجیوں کو پوری طرح شکست دی۔

خوارج کی شکست و روانگی فارس:

جب یہ شکست خوردہ فوج شیبان کے پاس واپس آئی تو اب سلیمان بن ہشام نے اسے موصل سے کوچ کرنے کا مشورہ دیا اور بتایا کہ جب ابن حبارہ ہمارے پیچھے سے آ گیا ہے اور سامنے مروان مورچے لگائے ہے اس صورت میں تمہارا یہاں ٹھہرنا کسی طرح مناسب نہیں، چنانچہ تمام خارجی کوچ کر کے حلوان کے راستے ابواز اور فارس آنے لگے، مروان نے اپنے تین سرداروں

مصعب بن الصصح الاسدی، شفیق اور عطیف کو تیس ہزار اپنی باقاعدہ محافظ فوج کے ہمراہ ابن حبارہ کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ خارجیوں کا تعاقب کرے اور جب تک ان کا بالکل قلع قمع نہ کر دے ان کا پیچھا نہ چھوڑے ابن حبارہ برابر ان کا تعاقب کرتا رہا یہاں تک کہ خارجی فارس آئے اور یہاں سے بھی نکل کر چلے گئے خارجیوں کے پچھلے حصہ فوج سے جو شخص ابن ہبیرہ کے ہاتھ آ جاتا اسے قتل کر دیتا آخر کار وہ سب منتشر ہو گئے شیبان اپنی جماعت کو لے کر بحرین چلا گیا اور وہاں مارا گیا۔

سلیمان بن ہشام کی روانگی سندھ:

سلیمان بن ہشام اپنے موالی اور خاندان والوں کو کشتیوں میں سوار کر کے سندھ آ گیا، اس واقعہ کے بعد مروان اپنے حران کے قیام گاہ چلا آیا اور تراب کی جنگ میں جانے تک یہیں مقیم رہا۔

عبیدہ بن سوار خارجی کا قتل:

اس تمام واقعہ کے متعلق ابو مخنف کا بیان ہے کہ مروان بن محمد نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو جو اہل شام اور جزیرہ کی ایک زبردست فوج کے ساتھ قرطبیہ میں مقیم تھا کوفہ جانے کا حکم دیا۔ اس وقت ثنی بن عمران العاندی (عائد قریشی خارجی کوفہ کا حاکم تھا۔) ابن ہبیرہ دریائے فرات کے راستے کو نے روانہ ہوا، عین التمر پہنچا وہاں سے بھی آگے بڑھا، روہا میں ثنی سے اس کا مقابلہ ہوا۔ یہ رمضان ۱۲۹ھ کا واقعہ ہے خارجیوں کو شکست ہوئی، ابن ہبیرہ کو نے آیا، پھر حراۃ کی طرف چلا، شیبان نے عبیدہ بن سوار کو رسالہ کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا تھا، عبیدہ نے صراۃ کے مشرق میں اور ابن ہبیرہ نے اس کے مغرب میں پڑاؤ کیا، جنگ ہوئی، عبیدہ اور اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے۔ منصور بن جہور بھی ان کے ہمراہ صراۃ کے مکانات میں موجود تھا۔ یہ یہاں سے بچ کر ماہین اور جبل کے تمام علاقہ پر قابض ہو گیا۔

سلیمان بن حبیب پر حنظلہ کی فوج کشی:

ابن ہبیرہ واسطہ آیا، یہاں اس نے ابن عمر بن عبدالمطلب کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ نہایت بن حنظلہ، سلیمان بن حبیب کی سرکوبی کے لیے جواہوز کے ضلع میں تھا روانہ کیا۔ سلیمان نے اس کے مقابلہ پر داؤد بن حاتم کو بھیجا۔ مرہبان میں دریائے قارون کے کنارے جنگ ہوئی۔ داؤد بن حاتم کی فوج کو شکست ہوئی اور وہ خود مارا گیا، سلیمان ابن معاویۃ الجعفری سے فارس میں جا ملا۔ ابن ہبیرہ نے ایک ماہ تک کوئی کارروائی نہیں کی، پھر اس نے عامر بن حبارہ کو شامی فوج کے ساتھ موصل بھیجا، یہ سن پہنچا وہاں جون بن کلاب خارجی نے اسے روکا اور شکست دے کر شہر سن میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔ یہ اس میں قلعہ بند ہو بیٹھا اب مروان نے ابن حبارہ کی امداد کے لیے فوج پر فوج بھیجنا شروع کی، یہ خشکی کے راستے دریائے دجلہ تک آ ملیں اور پھر دریائے کو عبور کر کے ابن حبارہ کے پاس آ جاتیں اس طرح ابن حبارہ کے پاس ایک بڑی فوج ہو گئی۔

شیبان خارجی کا فرار:

اسی اثنا میں منصور بن جہور علاقہ جبل سے شیبان کو روپیہ سے امداد دیتا رہا۔ جب ابن حبارہ کے پاس ایک فوج کثیر جمع ہو گئی اس نے جون پر دھاوا کر دیا، جون مارا گیا اور ابن حبارہ اب سیدھا موصل کی طرف روانہ ہوا، جب جون کے قتل اور ابن حبارہ کی پیش قدمی کی اطلاع شیبان کو ہوئی تو اس نے دو دشمنوں کے درمیان ٹھہرنا خلاف مصلحت سمجھا اور اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر مقابلہ سے

چلتا بنا۔ شامی فوج کے بڑے بڑے بہادر سردار یمنی تھے۔

عامر بن حبارہ کا تعاقب:

اب عامر بن حبارہ اپنی تمام فوج کے ساتھ موصل میں مروان نے اسے اور اپنی بہت سی فوج دی اور شیبان کا تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ ہدایت کی کہ اگر وہ قیام کرے تم بھی قیام کرنا، اگر وہ کوچ کرے تم بھی کوچ کر جانا، خود اس سے جنگ کی ابتداء نہ کرنا اگر وہ لڑے تم بھی لڑنا اگر وہ خاموش رہے تم بھی اسے نہ چھیڑنا، اگر مقابلہ سے کوچ کر جائے تم اس کا تعاقب جاری رکھنا، غرضیکہ اسی طرح یہ دونوں چلتے رہے۔ شیبان جبل ہوتا ہوا وادی اصطخر آیا، یہاں عبداللہ بن معاویہ ایک بڑی زبردست فوج کے ہمراہ موجود تھا مگر ان دونوں میں قابل اطمینان سمجھوتہ نہ ہو سکا، اس لیے یہ وہاں سے بھی روانہ ہو کر کرمان کے مقام جیرفت آیا۔

عامر بن حبارہ اور ابن معاویہ کی جنگ:

عامر بن حبارہ بڑھتے ہوئے ابن معاویہ کے مقابل فروکش ہوا، کچھ روز تو بغیر لڑے دونوں مقابل رہے پھر خود عامر نے ابن معاویہ سے لڑائی چھیڑ دی، ابن معاویہ نے شکست کھائی اور یہ حراۃ چلا گیا۔ اب پھر ابن حبارہ اپنی فوج کے ساتھ شیبان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ کرمان کے مقام جیرفت میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ نہایت شدید جنگ کے بعد خارجیوں کو ہزیمت ہوئی، ان کا پڑاؤ لوٹ لیا گیا، شیبان بھاگ کر شیبستان چلا گیا اور وہیں ۱۳۰ھ میں ہلاک ہو گیا۔

جون بن کلاب خارجی اور ابن ہبیرہ کی جنگ:

مگر ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ خبری کے قتل کے بعد شیبان بن عبدالعزیز الیشکری خارجیوں کا امیر ہوا اور مروان سے لڑا ان دونوں میں عرصہ تک جنگ ہوتی رہی، اس اثناء میں ابن ہبیرہ، عبیدہ بن سوار کو قتل اور خارجیوں کو عراق سے نکال کر واسط میں شام اور جزیرہ کے بڑے بڑے قومی سرداروں کے ساتھ مقیم تھا، یہاں سے اس نے عامر بن حبارہ کو چار ہزار فوج کے ساتھ مروان کی امداد کے لیے بھیجا۔ یہ سردار مدائن کے راستے ہو لیا جب اس کی آمد کی اطلاع شیبان کو ہوئی تو اسے خوف پیدا ہوا کہ اب مروان ہم پر دھاوا کر دے گا، شیبان نے جون بن کلاب الشیبانی کو عامر کو روکنے کے لیے روانہ کیا۔ مقام سن پر ان دونوں کا مقابلہ ہوا۔ جون نے چند روز تک عامر کو محاصرہ میں لے لیا۔

جون بن کلاب خارجی کا قتل:

ایک خارجی بیان کرتا ہے کہ ہم نے انہیں شہر سے باہر نکل کر لڑنے پر مجبور کر دیا۔ عامر کی فوج ہم سے خوفزدہ ہو کر بغیر لڑے بھاگ جانا چاہتی تھی، مگر ہم نے انہیں نکل جانے کا کوئی راستہ نہ دیا۔ اس وقت عامر نے اپنی فوج سے کہا کہ ایک دن مرنا ضرور ہے اس لیے شریفوں کی موت مرنا بہتر ہے، اس کی فوج نے ہم پر ایسا شدید حملہ کیا کہ کوئی شے انہیں روک نہ سکی انھوں نے ہمارے سردار جون کو قتل کر دیا۔ ہم سب شکست کھا کر بھاگ کر شیبان کے پاس آ گئے۔

خوارج میں باہمی اختلاف:

عامر بن حبارہ ہمارے تعاقب میں تھا اب وہ ہمارے بالکل قریب آ کر فروکش ہوا، اس وقت ہمیں دو طرف لڑنا پڑتا تھا، عراق کی سمت ہمارے پیچھے ابن حبارہ تھا اور شام کی طرف ہمارے سامنے مروان مورچے لگائے تھا، ضروریات زندگی ہم پر بند کر دی گئیں،

قیمتیں اتنی چڑھ گئیں کہ گیہوں کی ایک روٹی ایک درہم میں ملنے لگی، آخر میں روٹیوں کا ذخیرہ بھی ختم ہو گیا کہ اب نہ کوئی شے گراں قیمت پر مل سکتی تھی اور نہ سستے داموں، اس حالت کو محسوس کر کے حبیب بن جندہ نے شیبان کو مشورہ دیا کہ آپ اس مقام کو اب چھوڑ کر کسی اور جگہ چلیں، چنانچہ وہ علاقہ موصل سے شہر زور آ گیا، اس کے اس فعل کو اس کے ساتھیوں نے اچھی نظر سے نہیں دیکھا بلکہ اس پر اعتراض کیا اور خود ان کی آپس میں پھوٹ پڑ گئی۔

شیبان خارجی کی روانگی عمان:

بعض لوگوں کا یہ بیان ہے جب شیبان خارجیوں کا امیر ہوا تو وہ موصل آیا۔ مروان نے اس کا تعاقب کیا، جہاں وہ منزل کرتا تھا یہ بھی کرتا۔ پھر شیبان یہاں سے روانہ ہو کر فارس چلا گیا۔ مروان نے عامر بن حبارہ کو اس کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ابن حبارہ نے جزیرہ ابن کاوان تک ان کا تعاقب کیا وہاں سے شیبان اپنی فوج کو لے کر عمان چلا گیا۔ یہاں اسے جلدی بن مسعود بن جعفر بن جلدی الازدی نے قتل کر دیا۔



باب ۱۳

ابو مسلم خراسانی

ابو مسلم خراسانی کی مراجعت خراسان:

اس سنہ میں ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس نے ابو مسلم کو جو ان کے پاس خراسان سے آ رہا تھا اور قوس پہنچ چکا تھا اپنے خراسان کے طرفداروں کے پاس واپس جا کر باقاعدہ اشاعت تحریک اور علم سیاہ بلند کرنے کا حکم دیا۔

ابو مسلم اکثر خراسان جایا کرتا تھا۔ جب خراسان میں عربوں کے آپس میں خانہ جنگی شروع ہوئی، اور انتظام حکومت ڈھیلا پڑ گیا تو سلیمان بن کثیر نے ابوسلمۃ الخلال سے درخواست کی کہ تم ابراہیم کو لکھو کہ وہ اپنے خاندان کے کسی شخص کو بھیج دیں۔ ابوسلمہ نے ابراہیم کو لکھا، ابراہیم نے ابو مسلم کو بھیج دیا، ۱۲۹ ہجری میں ابراہیم نے ابو مسلم کو وہاں کے لوگوں کی حالت معلوم کرنے کے لیے خراسان سے بلایا یہ نصف جمادی الآخر ۱۲۹ھ میں شتر شفاخا کے ساتھ ابراہیم کے پاس روانہ ہوا۔ جب یہ جماعت خراسان کی سرحد سے نکل کر دنداقان آئی تو کامل یا ابوکامل نے انہیں روکا اور پوچھا کہاں جا رہے ہو، انھوں نے کہا حج کے لیے، پھر ابو مسلم تنہائی میں اس شخص سے ملا اسے اپنی تحریک میں شامل کی دعوت دی جسے اس نے قبول کر لیا اور اس سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔

ابو مسلم کا اسید بن عبداللہ الخراسانی کو پیام:

یہاں سے ابو مسلم بیور آیا۔ چندے یہاں قیام کیا پھر نساء آیا عاصم بن قیس السلمی نصر کی جانب سے اس مقام کا حامل تھا، جب ابو مسلم نساء کے قریب پہنچا تو اس نے فضل بن سلیمان الطوسی کو اسید بن عبداللہ الخراسانی کے پاس اپنے آنے کی اطلاع دینے کے لیے بھیجا، نساء کے ایک گاؤں میں آیا ایک شیعہ سے اس کی ملاقات ہوئی جسے وہ جانتا تھا فضل نے اس سے اسید کو دریافت کیا اس نے فضل کو جھڑک دیا فضل نے اس سے کہا میں نے تم سے ایک شخص کا پتہ دریافت کیا تھا تم اس قدر ترش روئی سے پیش آئے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ اس گاؤں میں ابھی ایک واقعہ ہو چکا ہے دو شخص آئے تھے کسی نے عامل سے ان کی شکایت کی کہ یہ داعی ہیں عامل نے انہیں اجم بن عبداللہ، غیلان بن فضالہ، غالب بن سعید اور مہاجر بن سعید کو گرفتار کر لیا۔ یہ سن کر فضل نے ابو مسلم کے پاس سے آ کر ساری داستان سنائی اس نے اپنا راستہ بدل دیا اور دیہات سے بچ بچ کر سفر کرنے لگا۔ ابو مسلم نے طرخان جمال کو اسید کے پاس بھیجا اور ہدایت کی کہ جس جس شیعہ کو ہو سکے میرے لیے ہموار کرو۔ کسی ایسے شخص سے جسے تم نہ جانتے ہو ہرگز کوئی بات نہ لکھنا۔

ابو مسلم اور اسید بن عبداللہ الخراسانی کی ملاقات:

طرخان اسید کے پاس آیا اسے دعوت دی اور ابو مسلم کے پتہ سے آگاہ کیا، اسید اس کے پاس آیا۔ ابو مسلم نے خبریں دریافت کیں اس نے بیان کیا کہ ازہر بن شعیب اور عبدالملک بن سعد تمہارے نام امام کے خط لے کر آئے تھے وہ خط انھوں نے میرے پاس رہنے دیئے اور خود آگے روانہ ہو گئے مگر وہ دونوں گرفتار کر لیے گئے ہیں اور مجھے معلوم نہیں کہ کس نے چغل خوری کی، عامل نے ان دونوں کو عاصم بن قیس کے پاس بھیج دیا۔ اس نے مہاجر بن عثمان اور بہت سے شیعوں کو پٹوایا۔ ابو مسلم نے پوچھا وہ خط

کہاں ہیں! اسید نے کہا میرے پاس ہیں! ابو مسلم نے کہا وہ مجھے لا دو۔
ابو مسلم کی سیسہس بن ہدیل سے ملاقات:

اب ابو مسلم یہاں سے روانہ ہو کر قوس آیا سیسہس بن ہدیل العلجی قوس کا عامل تھا! اس نے دریافت کیا کہاں جا رہے ہو! انھوں نے کہا حج کرنے۔ سیسہس نے پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی فالتو تر کی گھوڑا ہے جسے تم بیچ ڈالو! ابو مسلم نے کہا ہم بیچتے ہیں اور آپ یوں بھی ہمارے جس گھوڑے کو چاہیں لے سکتے ہیں! سیسہس نے کہا میرے سامنے لاؤ! سب گھوڑے اس کے سامنے لائے گئے ایک سمند گھوڑا اسے بہت پسند آیا۔ ابو مسلم نے کہا یہ آپ کے نذر ہے اس نے کہا میں بلا قیمت نہیں لوں گا! ابو مسلم نے کہا خیر جو قیمت آپ دیں۔ وہ ہمیں منظور ہے اس نے سات سو درہم کہے ابو مسلم نے وہ گھوڑا اسے دے دیا۔
ابو مسلم کی عاصم بن قیس السلمی کو دعوت:

قوس ہی میں اس کے اور سلیمان بن کثیر کے نام امام کے خط آئے۔ ابو مسلم کے خط میں لکھا تھا میں تمہیں فتح کا جھنڈا بھیجتا ہوں جہاں تمہیں میرا خط ملے وہیں سے واپس ہو جانا! جو تمہارے ساتھ ہو اسے قحطیہ کے ہمراہ میرے پاس بھیج دو تا کہ حج میں مجھ سے آکر ملے۔ ابو مسلم خراسان واپس ہو گیا! اور اس نے قحطیہ کو امام کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ نساء پہنچا تو نساء کے ایک گاؤں کے تھانیدار نے ان کی تحقیق کی اور دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو۔ انھوں نے کہا ہم حج کے ارادہ سے نکلے تھے مگر راستے میں ہمیں خطرات معلوم ہوئے ان سے ڈر کر واپس چلے آئے! اس نے انھیں عاصم بن قیس السلمی کے پاس پیش کیا اس نے ان سے دریافت حال کیا! انھوں نے بتایا! عاصم نے اپنے کو تو آل مفضل بن الشری السلمی سے کہا کہ ذرا ان پر سختی کرو! ابو مسلم عاصم سے تنہائی میں ملا اور اسے اپنی تحریک میں شرکت کی دعوت دی جس نے اسے قبول کر لیا اور مشورہ دیا کہ ذرا دم لے کر جانا ابھی جلدی مت کرو! ابو مسلم چند نے ان میں قیام کر کے پھر روانہ ہو گیا۔

ابراہیم بن محمد کا سلیمان بن کثیر کے نام خط:

ابو مسلم رمضان ۱۲۹ ہجری کے پہلے دن مرو آیا! اس نے امام کا خط سلیمان بن کثیر کو دیا۔ جس میں لکھا تھا اب وقت آ گیا ہے بغیر انتظار کیے تم اپنی تحریک کی علی الاعلان دعوت دو! انھوں نے ابو مسلم کو اپنا امیر مقرر کیا اور اسے اہل بیت سے بتایا! اور اب انھوں نے بنی العباس کے لیے دعوت شروع کی! اپنے دور و نزدیک کے طرفداروں کے پاس قاصد بھیج دیئے! ابو مسلم نے درخواست کی کہ اب آپ اپنی حکومت کا اعلان کر دیجیے۔ اور اس کے لیے دعوت دیجیے۔ ابو مسلم خراعت کے ایک گاؤں سفیدخج نام میں آکر قیام پذیر ہوا۔ اس وقت شبیان اور کرمانی نصر بن لڑ رہے تھے۔ ابو مسلم نے اپنے داعیوں کو ان کی فوجوں میں پھیلا دیا اور اب اپنی تحریک کو ظاہر کر دیا۔ عوام الناس کہنے لگے کہ اب ایک ہاشمی نے ظہور کیا ہے۔ چنانچہ ہر سمت سے لوگ اس کے پاس آنے لگے۔
ابو مسلم کو پہلی فتح کی اطلاع:

عید الفطر کے دن ابو مسلم نے خالد بن ابراہیم کے گاؤں میں اپنی تحریک کا اعلان کیا قاسم بن مجاشع المرائی نے نماز عید پڑھائی۔ ابو مسلم یہاں سے روانہ ہو کر بالین یا خزامہ کے قریب لین آیا۔ ایک دن میں ساٹھ دیہات کے آدمی اس کے پاس آئے۔ بیالیس روز یہاں مقیم رہا۔ ابو مسلم کو سب سے پہلی فتح کی خوشخبری موسیٰ بن کعب کی جانب سے جویرود میں حاصل ہوئی تھی ملی اور اب

وہ عاصم بن قیس سے لڑنے میں مصروف ہوا۔ پھر مرو روڈ سے فتح کی خوشخبری اسے موصول ہوئی۔

خلافت بنی عباس کی تحریک کا اعلان:

اس واقعہ کے متعلق ایک دوسرا بیان یہ ہے کہ قوس سے ابو مسلم واپس ہوا اسی مقام سے اس نے قطیبہ بن شیبہ کو اس روپیہ کے ساتھ جو اس کے پاس تھا امام ابراہیم بن محمد کے پاس مکہ بھیج دیا۔ اور خود بروز سہ شنبہ ۹ شعبان ۱۲۹ھ مرو آ گیا، ابوداؤد النقیب کے موضع فین نام میں ابوالحکم عیسیٰ بن امین النقیب کے پاس فروکش ہوا۔ یہاں سے اس نے ابوداؤد کو عمرو بن اعین کے ساتھ طخارستان اور ماوراء النہج کے علاقہ میں اپنی تحریک کی اشاعت کے لیے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اسی سال ماہ رمضان میں یہ تحریک علی الاطلاق شروع کر دی جائے۔ نصر بن صبیح النخعی کو شریک بن غصی النخعی کے ہمراہ مرو الروز بھیجا اور حکم دیا کہ اسی رمضان میں اپنی تحریک کو شروع کریں۔ اسی طرح اس نے ابوعاصم عبدالرحمن بن سلیم کو طالقان اور ابوالجہم بن عطیہ کو عکاب بن قریث کے پاس خوارزم بھیجا اور حکم دیا کہ جب رمضان کے ختم میں پانچ دن باقی رہیں تب اپنی دعوت کو شروع کرنا اور ہدایت کے لیے اگر اس وقت مقررہ سے پہلے تمہارے خلاف کوئی ایسی کارروائی کرنا چاہے جس سے تمہیں تکلیف و مصیبت کا سامنا ہو تو تم فوراً تلوار نیام سے باہر کر لینا اور دشمن خدا سے لڑنا، اگر تم میں سے کوئی گروہ وقت معبود تک دشمن کو نال دے تو کوئی ہرج نہیں، وہ وقت مقررہ کے بعد تلوار نکالے۔

پھر ابو مسلم ابوالحکم عیسیٰ بن امین کے مکان سے منتقل ہو کر سلیمان بن کثیر الخزاعی کے پاس اس کے گاؤں سفید نخ واقع پرگنہ خرقان میں دوسری رمضان ۱۲۹ھ ہجری کو آ کر فروکش ہوا۔

ابراہیم بن محمد کے دو علم ظل و سحاب:

غرض کہ ماہ رمضان کے ختم ہونے میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ انھوں نے اس جھنڈے کو جسے امام نے بھیجا تھا اور جس کا نام ظل تھا چودہ گز لانے بانس پر باندھ کر بلند کیا۔ اسی طرح دوسرا جھنڈا جسے امام نے بھیجا تھا اور جس کا نام سحاب تھا تیرہ گز لانے بانس پر باندھا گیا۔ ابو مسلم اس وقت یہ آیت کلام پاک تلاوت کر رہا تھا:

﴿أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا ۖ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ﴾

”اجازت دی گئی ہے ان لوگوں کو جو کہ لڑ رہے ہیں اس لیے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور بے شک اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔“

ظل اور سحاب کے ناموں کی تاویل:

ابو مسلم، سلیمان بن کثیر، اس کے بھائیوں، مولیوں اور اسفید نخ کے دوسرے ان لوگوں نے جنہوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا تھا، جن میں غیلان بن عبداللہ الخزاعی، سلیمان کا بھنوئی، ام عمرو بنت کثیر کا شوہر حمید بن زرین اور اس کا بھائی عثمان بن زرین تھے سیاہ لباس پہن لیا تمام رات انھوں نے پرگنہ خرقان کے ساکن شیعوں کے جمع ہونے کے لیے آگ روشن رکھی، یہی آگ ان کی شناخت کی علامت مقرر تھی، صبح ہوتے ہوتے سب لوگ ابو مسلم کے پاس مستعدی سے جمع ہو گئے، اس نے دونوں جھنڈوں ظل اور سحاب کے ناموں سے یہ تاویل کی کہ جس طرح سحاب (بادل) زمین پر چھا جاتا ہے اسی طرح بنی عباس کی حکومت کی دعوت ہر جگہ چھا جائے گی اور ظل اس لیے نام رکھا کہ زمین بغیر سایہ کے کبھی نہیں رہتی۔ اسی طرح اب ہمیشہ کے لیے بنی عباس کی خلافت دنیا پر قائم

رہے گی۔

ابومسلم خراسانی کا ظہور:

مرو کے داعی ان لوگوں کو ابومسلم کے پاس لائے جنہوں نے ان کی دعوت کو قبول کیا۔ سب سے پہلے اہل سقادم ابوالوضاح البرمزی عیسیٰ بن شہیل کے ہمراہ نو سو پیدل اور چار سو سواروں کی جماعت کے ساتھ آئے، ہرمزخرہ کے باشندوں میں سے سلیمان بن حسان، اس کا بھائی یزدان بن حسان اور یثیم بن یزید بن کیسان بویج نصر بن معاویہ کا آؤ، ابوالخاند الحسن، جردی، اور محمد بن علوان آئے، اور اہل سقادم ابوالقاسم محرز بن ابراہیم الجوبانی کے ہمراہ تیرہ سو پیدل اور چھ سواروں کی جماعت کے ساتھ آئے۔ ان میں ابو العباس المروزی، خندام بن عمار، اور حمزہ بن زینم داعی بھی شامل تھے انھیں دیکھ کر اہل سقادم کی پہلی جماعت نے اپنی سمت سے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اس کے جواب میں اہل سقادم نے بھی جو محرز بن ابراہیم کے ہمراہ آئے تھے تکبیر کہی یہ دونوں جماعتیں اسی طرح تکبیر کہتی ہوئی ابومسلم کے پاس اسفیدنخ میں آئیں۔ ابومسلم کے ظہور کے دو دن بعد بروز سنجر یہ جماعتیں اس کے پاس آئیں۔

سلیمان بن کثیر کی امامت نماز:

ابومسلم نے حکم دیا کہ اسفیدنخ کے قلعہ کی مرمت کی جائے اور اسی میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہیں، عید الفطر کے دن اسفیدنخ میں اس نے سلیمان بن کثیر کو حکم دیا کہ وہ اسے اور شیعوں کو نماز پڑھائیں، فوجی پڑاؤ میں اس کے لیے منبر رکھا اور کہا کہ بغیر اذان اور اقامت کے خطبہ سے پہلے نماز پڑھاؤ، بنی امیہ کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ جمعہ کی نماز کی طرح خطبہ اور اذان کے بعد نماز شروع کرتے اور عید و جمعہ میں منبر پر بیٹھ کر خطبہ پڑھتے، مگر ابومسلم نے سلیمان بن کثیر کو حکم دیا کہ وہ چھ تکبیریں متواتر کہے، پھر قرأت ساتویں تکبیر کے ساتھ رکوع کرے، دوسرے رکعت میں پانچ تکبیریں متواتر کہہ کر قرأت کر لے اور چھٹی کے ساتھ رکوع میں جائے۔ خطبہ کی ابتداء تکبیر سے اور ختم قرآن پر کرے بنی امیہ عید کے دن پہلی رکعت میں چار تکبیریں اور دوسری میں تین تکبیریں کہا کرتے تھے۔

جب سلیمان بن کثیری نے نماز اور خطبہ ختم کر دیا تو ابومسلم اور سارے شیعوں نے نماز سے آ کر خوش خوش وہ کھانا کھایا جو اس نے عید کے دن ان سب کے لیے تیار کیا تھا۔

ابومسلم کا نصر بن سیار کے نام خط:

جب تک ابومسلم بہ سبب ضعف کے خندق کی پناہ میں تھا، وہ نصر کو خط میں امیر کے لقب سے یاد کرتا تھا، مگر جب بہت سے شیعہ انھیں خندقوں میں اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے اپنی قوت کا توازن کیا تو اب اس نے لفظ امیر اپنے لیے لکھنا شروع کر دیا۔ اور ایک خط میں نصر کو لکھا۔ اما بعد! اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن میں بعض قوموں کی برائی کی ہے اور فرمایا ہے:

﴿وَأَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنَ الْإِهْدَى الْأُمَمِ فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا اسْتَكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئِ إِلَّا بِأَهْلِهِ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سَنَةَ الْأُولَٰئِينَ فَلَنْ تَجِدَ لِسَنَةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسَنَةِ اللَّهِ تَحْوِيلًا﴾

”اور انھوں نے اللہ کی بڑی پختہ قسم کھائی کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئے گا تو وہ ضرور ایک قوم سے زیادہ راہ راست پر ہوں گے۔ مگر جب ڈرانے والا ان کے پاس آیا تو ان کی نفرت اور بڑھ گئی بوجہ زمین میں برائی اور ان کی بری

تدبیر کے اور بری تدبیر کا وبال ہمیشہ اس تدبیر کے اختیار کرنے والے ہی پر پڑتا ہے، بس کیا اب وہ لوگ اگلی قوموں کے دستور کا انتظار کر رہے ہیں پس تم ہرگز اللہ کے دستور میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور ہرگز اس کے دستور میں کوئی فرق نہ پاؤ گے۔“

اس خط کو نصر نے بڑی اہمیت دی اور اس وجہ سے زیادہ اہم سمجھا کہ اس میں ابو مسلم نے خود اپنی امارت کے اظہار سے ابتداء کی ہے، نصر نے اپنی ایک آنکھ نکال کر قاصد کو دی کہ یہ اس خط کا جواب ہے۔
ابو مسلم کی محرز بن ابراہیم کو ہدایات:

جب ماخوان میں ابو مسلم کی چھاؤنی کا انتظام درست ہو گیا تو اس نے محرز بن ابراہیم کو بیرنج میں خندق کھودنے کا حکم دیا اور اپنے طرفداروں اور شیعوں کو اس کے پاس اکٹھا ہونے کا حکم دیا تاکہ یہ جماعت ان ضروریات زندگی جو نصر بن یسار کو مروا و الروز بلخ اور طخارستان کے ضلع سے پہنچ رہی تھیں مسدود کر دے۔ محرز نے اس حکم کی تعمیل کی اس کے ایک ہزار آدمی خندق میں جمع ہو گئے، ابو مسلم نے ابوصالح کامل بن مظفر کو حکم دیا کہ وہ کسی شخص کو محرز کے پاس بھیج دے تاکہ وہ اس کی جماعت کو تنقہ کر کے ان کے نام مع ولدیت اور سکونت کے دفتر میں لکھ لے، ابوصالح نے حمید الارزق کو اسی کام کے لیے بھیجا۔ یہ بھی ایک منشی تھا اس نے محرز کی خندق میں آٹھ سو آدمیوں کا شمار کیا، چار اور شخص تھے جو ان دونوں فریقوں سے الگ تھلگ تھے۔ ان میں زیاد بن سبار الازدی (ساکن موضع اسبواق پرگنہ خرغان) خزام بن عمار الکندی (ساکن موضع اوائق پرگنہ سقادم) حنیفہ بن قیس (ساکن موضع انج پرگنہ سقادم عبود یہ البحر داند بن عبدالکریم البروی جو تجارت کے لیے بکریاں مرو لایا کرتا تھا، حمزہ بن زینم البابی (ساکن موضع حتلاد جور پرگنہ خرغان) ابو ہاشم خلیفہ بن میران (ساکن موقع جوہان پرگنہ سقادم) ابو خدیجہ جیلان بن السعدی اور ابو نعیم موسیٰ بن صبیح بڑے بڑے سردار تھے۔

محرز بن ابراہیم اپنی اسی خندق میں مقیم رہا۔ جب ابو مسلم ماخوان میں اپنی خندقوں سے نکل کر مرو کی فصیل میں آیا اور پھر اس نے نیشاپور کے ارادے سے مار سرخس میں پڑاؤ کیا تو محرز نے اپنی فوج بھی ابو مسلم کے ساتھ شامل کر دی۔
نصر کے آزاد غلام یزید کی ابو مسلم خراسانی پر فوج کشی:

سفید خج میں ابو مسلم کو جو واقعات پیش آئے ان میں ایک یہ واقعہ بھی ہوا کہ نصر نے اپنے آزاد غلام یزید کو زبردست رسالے کے ساتھ ابو مسلم سے لڑنے بھیجا۔ یہ واقعہ ابو مسلم کے ظہور سے اٹھارہ ماہ بعد پیش آیا ابو مسلم نے اس کے مقابلہ کے لیے مالک بن یثیم الخزامی کو جس کے ہمراہ مصعب بن قیس بھی تھا روانہ کیا الین نام ایک گاؤں میں دونوں حریف مقابل آئے مالک نے یزید کو دعوت دی کہ ہم آل رسول اللہ ﷺ میں سے کسی بہترین شخص کو اپنا خلیفہ بنائیں، یزید کی فوج نے اسے قبول نہیں کیا، اب مالک نے دوسو ہمراہیوں کے ساتھ یزید سے لڑنا شروع کیا، صبح سے عصر تک لڑتا رہا، اسی اثنا میں صالح بن سلیمان النضی، ابراہیم بن یزید اور زیاد بن عیسیٰ ابو مسلم کے پاس آئے۔ ابو مسلم نے انھیں مالک کی امداد کے لیے روانہ کر دیا۔ یہ سردار عصر کے وقت اس کی امداد کو پہنچ گئے جس سے ابو نصر کو تقویت ہو گئی۔

یزید کا ابو مسلم خراسانی پر حملہ:

یزید نصر کے آزاد غلام نے اپنی فوج سے کہا کہ اگر آج رات تک ہم نے انھیں چھوڑ دیا تو ان کو مزید ملک پہنچ جائے گی بہتر یہ

ہے کہ جس طرح بنے دشمن پر حملہ کر کے اس کا خاتمہ کر دو چنانچہ تمام فوج نے حملہ کر دیا۔ اس کے مقابل ابونصر پاپیادہ ہو گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو جنگ پر ابھارا اور کہا کہ مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ آج ہمارے ہاتھوں کفار کی ایک جماعت کو تباہ ہی کر دے گا۔ اس لیے پوری شجاعت اور صبر سے دشمن کا مقابلہ کرو، دونوں مقابل جنگ میں ثابت قدم رہے، بنی مروان کے طرفداروں میں سے چونیتیس آدمی مارے گئے اور آٹھ آدمی گرفتار کر لیے گئے۔

یزید کی شکست و گرفتاری:

عبداللہ الطائی نے یزید پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیا، اس کی فوج نے شکست کھائی۔ ابونصر نے عبداللہ الطائی کو اپنے گرفتار کردہ قیدی دوسرے شیعوں کے ساتھ جن کے ہمراہ جنگ کے قیدی اور مقتولین کے سر تھے ابو مسلم کے پاس بھیجا اور خود ابونصر سفید خج میں اپنے پڑاؤ میں ٹھہرا رہا۔ جو لوگ ابو مسلم کے پاس بھیج گئے تھے ان میں ابو حماد المروزی اور ابو عمرو الاعمی بھی تھے ابو مسلم نے سروں کو اپنے پڑاؤ کی فصیل کے پھانک پر نصب کر دیا۔ یزید الاسلمی کو ابو اسحق خالد بن عثمان کے سپرد کیا اور چونکہ یہ سخت مجروح تھا اسے اس کا اچھی طرح علاج کرنے اور حسن سلوک کا حکم دیا۔ ابو مسلم نے ابونصر کو اپنے پاس آنے کا حکم بھیجا۔

یزید کی رہائی:

جب یزید اچھا ہو گیا تو ابو مسلم نے اسے بلا کر کہا اگر چاہو تو ہمارے ساتھ رہو اور ہماری تحریک میں شریک ہو جاؤ، کیونکہ اللہ نے تمہیں صاحب عقل کیا ہے اور اگر ناپسند کرو تو صحیح و سالم اپنے آقا کے پاس چلے جاؤ مگر ہم سے یہ عہد کر لو کہ ہمارے خلاف اب لڑو گے نہیں اور نہ ہمارے متعلق کوئی جھوٹی بات بیان کرو گے بلکہ جو تم نے ہماری حالت دیکھی ہے وہی بیان کرو گے۔ یزید نے اپنے آقا نصر کے پاس واپسی کو پہلی تجویز پر ترجیح دی، ابو مسلم نے اسے جانے کی اجازت دے دی اور اپنے دوستوں سے کہا کہ یہ شخص جاکر متقی پر ہیزگار لوگوں کو تمہاری مخالفت سے علیحدہ کر دے گا۔ کیونکہ ہم ان کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نصر بن سیار اور یزید کی گفتگو:

چنانچہ جب یزید نصر کے پاس آیا تو اس نے اس کے آنے کا خیر مقدم نہیں کیا اور کہا کہ میرا یہ گمان ہے کہ دشمنوں نے تمہیں محض اس لیے رہائی دی ہے کہ تم ہمارے خلاف ان کے لیے شہادت بنو۔ یزید نے کہا بخدا! آپ کا گمان ٹھیک ہے انھوں نے مجھے قسم دے دی ہے کہ میں ان کے خلاف جھوٹ نہ بولوں اور اب میں یہ کہتا ہوں کہ وہ وقت پر اذان و اقامت کے ساتھ تمام نماز پڑھتے ہیں، قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ اللہ کا اکثر ذکر کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی دوستی کی دعوت دیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان کی تحریک کامیاب ہوگی، اگر میں آپ کا آزاد غلام نہ ہوتا تو آپ کے پاس نہ آتا، انہیں میں رہتا۔

یہ پہلی لڑائی تھی جو شیعوں اور طرفداران بنو مروان میں ہوئی۔

خازم بن خزیمہ کا خروج:

اسی سنہ میں خازم بن خزیمہ نے مروروں پر قبضہ کر لیا۔ نصر بن سیار کے عامل کو جو یہاں متعین تھا قتل کر دیا اور خزیمہ بن خازم کو

فتح کی خبر دینے ابو مسلم کے پاس بھیجا۔

جب اس نے مروروں میں خروج کا ارادہ کیا تو بعض تمیمیوں نے اسے روکا، اس نے کہا میں بھی تمہیں میں سے ہوں، میرا ارادہ

ہے کہ مرو پر جا کر قبضہ کر لوں اگر میں اس میں کامیاب ہو گیا تو اسے تمہارے حوالے کر دوں گا اور اگر مارا گیا تو تمہیں میرے اس فعل سے کوئی نقصان نہیں اٹھانا پڑے گا۔ یہ سن کر وہ لوگ خاموش ہو رہے اس نے خروج کر کے گنج رساۃ نام ایک گاؤں میں پڑاؤ کیا۔

خازم کا مرو روڈ پر قبضہ:

ابو مسلم کی جانب سے لہر بن صبیح اور بسام بن ابراہیم اس کے پاس آ گئے۔ شام ہوتے ہی اس نے مرو روڈ کے باشندوں پر خون مارا اور بشر بن جعفر السغدی کو جو نصر کی جانب سے یہاں کا عامل تھا قتل کر دیا (یہ واقعہ ابتدائے ماہ ذی قعدہ میں پیش آیا) اس کی خوشخبری دینے کے لیے اس نے خزیمہ بن خازم، عبداللہ بن سعید اور شعیب بن واثق کو ابو مسلم کے پاس بھیجا۔

ابو مسلم خراسانی کے متعلق دوسری روایت:

ابو مسلم کے خراسان میں اظہار دعوت اور واپسی کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے مطابق ایک اور بیان حسب ذیل ہے جب امام ابراہیم ابو مسلم کو خراسان بھیجنے لگے تو اس کی شادی انھوں نے ابو اسحاق کی پوتی سے کر دی اور اس کا اس سے مہر لے لیا۔ نیز انھوں نے اس تقریر کی اطلاع تمام نقیبوں کو دے دی اور انھیں ابو مسلم کی اطاعت و فرمان برداری کا حکم دیا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ابو مسلم خطرینہ علاقہ کوفہ کا باشندہ تھا۔ ادریس بن معقل العجلی کا قبر مان تھا پھر یہ محمد بن علی کا مولیٰ بنا اور اس کے بعد ابراہیم بن محمد کا پھر ان کی اولاد میں سے جو امام ہوئے ان کا مولیٰ رہا جب خراسان آیا تو بالکل نو جوان تھا اسی بنا پر سلیمان بن کثیر نے اسے اپنا امیر قبول نہیں کیا کیونکہ اسے خوف پیدا ہوا کہ اس کی وجہ سے ان کی تحریک سرسبز نہ ہوگی اور خود اسے اور اس کے دوستوں کو مضرت پہنچے گی۔ سلیمان بن کثیر نے اسے واپس بھیج دیا۔

ابوداؤد خالد کی ابو مسلم خراسانی کی حمایت میں تقریر:

ابوداؤد خالد بن ابراہیم اس وقت دریائے بلخ کے پیچھے کہیں گیا ہوا تھا جب وہ مرو واپس آیا تو لوگوں نے اسے امام کا خط سنایا۔ ابوداؤد نے پوچھا وہ شخص کہاں ہے جسے امام نے بھیجا تھا لوگوں نے کہا کہ سلیمان بن کثیر نے اسے واپس کر دیا۔ ابوداؤد نے تمام نقیبوں کو عمران بن اسماعیل کے مکان میں جمع کیا اور کہا کہ امام نے ایک شخص کو اپنے خط کے ذریعہ تمہارے پاس بھیجا تھا اور میں یہاں موجود نہ تھا۔ تم نے اسے واپس کر دیا۔ اب بتاؤ کہ تم نے اسے کیوں واپس کیا؟ سلیمان بن کثیر نے کہا اس کی کم عمری کی وجہ سے اور اس سے کہ ہمیں یہ خوف پیدا ہوا کہ اس شخص سے ہماری تحریک بار آور نہ ہوگی۔ نیز ہمیں خود اپنی اور اپنے دوسرے طرفداروں کی جان کا بھی خطرہ تھا۔ ابوداؤد نے کہا کیا تم میں کوئی اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود حضور محمد ﷺ کو انتخاب و اختیار کر کے تمام مخلوقات کے لیے اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ کیا تمہیں اس سے انکار ہے انھوں نے کہا ہرگز نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہیں اس بات میں شک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل امین علیہ السلام کے ذریعہ اپنی کتاب کو منزل فرمایا جس میں حلال و حرام کی تفریق بتائی اپنے احکام و آئین بتائے بتایا کہ کیا ہو چکا ہے اور کیا قیامت تک ہوگا۔ انھوں نے کہا نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہیں اس میں شک ہے کہ جب رسول ﷺ نے اپنی رسالت کا حق ادا کر دیا تو اللہ نے انھیں اپنے پاس بلایا۔ انھوں نے کہا نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ جو علم اللہ نے نازل فرمایا تھا اسے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھا لیا یا اسے بعد میں رہنے دیا۔ لوگوں نے کہا بلکہ بعد میں رہنے دیا۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ وہ اپنے خاندان اور اولاد کے علاوہ اور ان میں بھی جو بالکل قریب کے عزیز ہیں

کسی اور گروہ میں اس علم کو چھوڑا انھوں نے کہا نہیں۔ ابوداؤد نے کہا تو اچھا کیا تم میں سے کسی کو یہ زیبا ہے کہ وہ اس تحریک کو سرسبز ہوتا اور لوگوں کو اسے پسند کرتا دیکھے تو اسی تحریک کو خود اپنی ذات کے لیے بنالے۔ انھوں نے کہا خدایا ہرگز نہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ابوداؤد نے کہا میں یہ نہیں کہتا کہ خود تم نے ایسا کیا بلکہ شیطان نے تمہارے قلوب میں یہ وسوسہ پیدا کر دیا کہ کیا ہوگا اور کیا نہ ہوگا، کیا تم میں کوئی ایسا ہے جسے یہ زیبا ہو کہ وہ اس تحریک کو اہل بیت اور اولاد نبی ﷺ سے ہٹا کر ان کے سوا کسی اور کے لیے کرے۔ انھوں نے کہا نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمہیں اس میں شک ہے کہ وہ معدن علم اور رسول اللہ ﷺ کی میراث کے مالک ہیں۔ انھوں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم نے ان کے حکم میں شک کیا، اور ان کے علم کو مسترد کر دیا۔ اگر انھیں اس شخص کی اہل بیت کا علم نہ ہوتا تو وہ ہرگز اسے تمہارے پاس نہ بھیجتے۔ ابو مسلم وہ شخص ہے کہ اس کی اہل بیت سے محبت، امداد و خدمت گزاری اور حق شناسی میں کسی قسم کا شبہ نہیں کیا جاتا۔

ابو مسلم خراسانی کی واپسی:

چنانچہ ان سب لوگوں نے ابوداؤد کے کہنے سے ابو مسلم کو جو قوس تک پہنچ چکا تھا واپس بلالیا، اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے لگے۔ مگر ابو مسلم کے دل میں سلیمان بن کثیر کی جانب سے کینہ جاگزیں ہو گیا اور ابوداؤد کے اس احسان کا اسے احساس رہا، شیعہ نقیبوں اور دوسرے لوگوں نے ابو مسلم کے احکام کی تعمیل کی، اس کی اطاعت کی، آپس میں مباحثہ کر کے اس کی تحریک کو قبول کیا تمام خراسان میں داعی بھیج دیئے۔

ابو مسلم خراسانی کی طلبی:

امام ابراہیم نے اسی ۱۲۹ ہجری کے موسم حج میں مکہ آنے کے لیے ابو مسلم کو حکم بھیجا کہ یہ اسے اپنی دعوت کے اظہار کے لیے ہدایات دیں، یہ بھی لکھا قطبہ بن شیبہ کو اپنے ہمراہ لاؤ، نیز وہ تمام روپیہ بھی جو جمع کیا گیا ہے لایا جائے۔ تین لاکھ ساٹھ ہزار درہم جمع ہوئے تھے ابو مسلم نے بیشتر روپیہ کا تجارت کا سامان، توہی، مردی، کپڑے، حریر اور قرند خرید، البقیہ رقم کو سونے چاندی کی اینٹوں میں تبدیل کر کے زرتار قبائوں میں رکھا، فخر خریدے، نصف جمادی الآخر میں مکہ کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ نقیبوں میں سے قطبہ بن شیبہ، قاسم بن مجاشع اور طلحہ بن رزین تھے، اکتالیس اور شیعہ تھے خزاعہ کے دیہات سے یہ قافلہ روانہ ہوا، اکیس ٹھجروں پر انھوں نے اپنا سامان بار کیا، ہر ٹھجر پر ایک شیعہ پورے اسلحہ سے مسلح سوار تھا، جنگل کے راستے روانہ ہوئے، نصر کے تھانہ سے گزرا آئے بیوردینچے ابو مسلم نے عثمان بن نہیک اور اس کے دوستوں کو اپنے پاس بلایا، ابو مسلم اور ان کے درمیان پانچ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ پچاس آدمی اس کے پاس آ گئے۔ اب یہ جماعت بیورد سے چل کر نساء کے ایک گاؤں قانس پہنچی۔

ابو مسلم کو خراسان جانے کا حکم:

ابو مسلم نے فضل بن سلیمان کو اسید کے گاؤں اندومان بھیجا۔ اس گاؤں میں اسے ایک شیعہ ملا۔ اس نے اس سے اسید کا پتہ دریافت کیا اس نے کہا تم اس شخص کو کیوں پوچھتے ہو؟ ایک دن عامل نے بڑی سختی کی ہے، یہ اور اس کے ساتھ اجم بن عبداللہ، غیلان بن فضالہ، غالب بن سعید اور مہاجر بن عثمان گرفتار کر کے عاصم بن قیس ابن الحروری کے سامنے پیش کیے گئے۔ اس نے انہیں قید کر دیا۔

ابو مالک نے اسے بتایا کہ جو خط امام نے اپنے قاصد کے ہاتھ اسے بھیجا تھا وہ میرے پاس ہے ابو مسلم نے اس خط کے لانے کا حکم دیا۔ ابو مالک نے وہ خط اور پرچم و علم اس کے حوالے کیے۔ اس خط میں امام نے ابو مسلم کو حکم دیا تھا کہ جہاں تمہیں یہ خط ملے وہیں سے خراسان واپس چلے جانا، اور وہاں دعوت کا اظہار کرنا۔

ابو مسلم خراسانی اور عاصم بن قیس الحروری:

ابو مسلم نے اس پرچم کو جو امام نے بھیجا تھا ایک بانس سے باندھا اور جھنڈا بھی بلند کیا۔ نسا کے تمام شیعہ داعی اور سردار اس کے پاس آ گئے۔ ان کے علاوہ ایبورد کے جو لوگ اس کے ساتھ آئے تھے وہ بھی ہمراہ تھے۔ عاصم بن قیس الحروری کو اس کا علم ہوا، اس نے آنے کا حال دریافت کیا اس نے کہا میں حاجی ہوں۔ حج کے لیے بیت اللہ جا رہا ہوں، میرے ہمراہ اور تاجر بھی ہیں، نیز ابو مسلم نے اس سے یہ بھی درخواست کی کہ میرے جن دوستوں کو آپ نے قید کیا ہے انھیں چھوڑ دیجیے اور میں آپ کے علاقہ سے چلا جاتا ہوں۔ عاصم بن قیس کے عہدیداروں نے ابو مسلم سے کہا یہ شرط دو کہ جتنے غلام، جانور اور اسلحہ ان کے ہمراہ ہیں وہ واپس کر دے گا تو اس کے ان دوستوں کو جو امام کے پاس سے آیا اور جگہ سے آئے تھے رہائی دے دی جائے گی، چنانچہ ابو مسلم نے یہ شرط مان لی اور اس کے دوستوں کو چھوڑ دیا گیا۔

ابو مسلم خراسانی کا مرو میں قیام:

ابو مسلم نے اپنے شیعہ دوستوں کو واپس چلنے کا حکم دیا، امام کا خط پڑھ کر سنایا اور دعوت کے اظہار کا انھیں حکم دیا ان کی ایک جماعت واپس ہو گئی۔ ابو مالک اسید بن عبداللہ الخزاعی، زریق بن شاذب اور ایبورد کے جو لوگ آئے تھے وہ ابو مسلم کے ساتھ ہوئے، جو لوگ واپس ہو گئے تھے انھیں ابو مسلم نے تیاری کا حکم دیا۔ ابو مسلم بقیہ لوگوں کے ساتھ مع قطبہ بن شیب کے وہاں سے تخوم جرجان آیا، خالد بن ہربک اور ابو عون کو اپنے پاس بلا بھیجا نیز انھیں اس روپیہ کے لانے کا بھی حکم دیا جو شیعوں کا ان کے پاس جمع تھا یہ دونوں اس کے پاس آئے، ابو مسلم چند روز تک یہاں مقیم رہا۔ جب قافلے جمع ہو گئے تو اس نے قطبہ بن شیب کی راہگی کا انتظام کیا تمام روپیہ و مال و اسباب اس کے حوالے کیا، اور اسے امام ابراہیم بن محمد کے پاس بھیج دیا۔ اب ابو مسلم نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نسا آیا پھر یہاں سے ایبورد ہوتا ہوا جیسے بدلے ہوئے مرو آ گیا۔ خزاعہ کے ایک گاؤں فنین نام میں آ کر قیام پذیر ہوا۔ ابھی ماہ رمضان کے ختم ہونے میں سات راتیں باقی تھیں۔

ابو مسلم خراسانی کی شیعیان بنی عباس کو دعوت:

اس نے اپنے طرفداروں سے وعدہ لے لیا تھا کہ سب کے سب عید کے دن مرو میں اس کے پاس آ جائیں۔ اس نے ابو داؤد اور عمرو بن اعین کو طحارستان بھیجا۔ نصر بن صبیح کو آمل و نجار اور انہ کی، شریک بن عیسیٰ کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔ موسیٰ بن کعب کو ایبورد اور نسا بھیجا اور خازم بن خزیمہ کو مرو و ذبیحہ عید کے دن اس کے تمام طرفدار اس کے پاس آئے۔ قاسم بن مجاشع التیمی نے ابو داؤد خالد بن ابراہیم کے گاؤں میں آل قنبر کی عید گاہ میں ان سب لوگوں کو نماز پڑھائی۔

ابو مسلم خراسان کی رواہگی ماخوان:

اسی سنہ میں جب ابو مسلم کے طرفداروں کی جماعت کثیر ہو گئی اور اس کی تحریک نے مضبوطی حاصل کر لی تو خراسان کے تمام

عرب قبائل نے اس سے لڑنے کے لیے آپس میں عہد و پیمان کیے۔ نیز ابومسلم نے اپنے پڑاؤ کو جواب تک اسفید خج میں تھا ماخوان منتقل کر دیا۔ جب ابومسلم نے اپنی دعوت کو ظاہر کیا تو لوگ جلد جلد اس کے پاس آنے لگے۔ اہل مروان بھی آنا شروع کیا، نصر نے ان سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ کرمانی اور شبان نے ابومسلم کی دعوت کو اس لیے بری نظر سے نہیں دیکھا کہ ابومسلم کی یہ دعوت مروان کی خلافت کے خلاف تھی۔

ابومسلم خراسانی کی فقہ کے طالب علموں سے گفتگو:

ابومسلم موضع بالین میں ایک خیمہ میں مقیم تھا۔ اس کے پاس نہ چوکیدار تھے نہ دربان، لوگوں نے اس کی دعوت کو دیکھ کر اس سے دیکھا اور کہنے لگے کہ بنی ہاشم کے ایسے شخص نے ظہور کیا ہے جو بردار اور صاحب وقار ہے۔ مرو کے چند پرہیزگار نو جوان جو فقہ کے طالب علم تھے ابومسلم کے پاس آئے اور اس سے اس کا نسب دریافت کیا ابومسلم نے کہا آپ کے لیے میرے کارناموں کی خبر میرے نسب سے بہتر ہے پھر انھوں نے کچھ فقہی باتیں اس سے دریافت کیں، ابومسلم نے کہا آپ کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ان سوالوں سے بہتر ہے۔ ہم اس وقت اپنے معاملات میں الجھے ہوئے ہیں اور ہمیں آپ کی مدد کی آپ کے ہم سے سوالات کے مقابلہ میں زیادہ ضرورت ہے آپ ہمیں اس سے معاف رکھیں، انھوں نے کہا بخدا معلوم ہوا کہ آپ کا کوئی نسب نہیں ہے اور ہمارا خیال ہے کہ آپ چند ہی روز میں قتل ہو جائیں گے اور آپ کے اور نصر کے درمیان یہ جھگڑا محض جاہ طلبی کے لیے ہے۔ ابومسلم نے کہا ان شاء اللہ میں ان دونوں کو قتل کر دوں گا۔ ان لوگوں نے نصر سے آ کر یہ سارا واقعہ سنایا، نصر نے ان کی تعریف کی اور کہا کہ یہ بہت اچھا ہوا کہ تم جیسے متقی لوگوں نے اس کا حال دریافت کر کے اس کی حقیقت معلوم کر لی۔

نصر بن سيار کی شبان خارجی کو پیش کش:

یہ نو جوان شبان کے پاس آئے اسے سارا حال سنایا، اس نے کہا کہ ہم نے ایک دوسرے کو رنج پہنچایا ہے، نصر نے اسے کہلا بھیجا اگر تم مناسب خیال کرو تو میرے مقابلے سے باز رہو تا کہ میں ابومسلم سے لڑوں۔ اور اگر چاہو تو اس سے لڑنے کے لیے میرا ساتھ دو تا کہ میں اسے قتل کر دوں یا ملک بدر کر دوں، اس کے بعد ہم پھر الگ الگ ہو جائیں گے جیسا کہ اس وقت ہیں، شبان کا ارادہ ہو گیا تھا کہ وہ نصر کی تجویز پر عمل کرے مگر یہ راز اس کی فوج والوں پر افشا ہو گیا، ابومسلم کے جاسوسوں نے اس کی فوج میں آ کر اس کا پتہ چلا یا اور جا کر ابومسلم سے بیان کیا۔ سلیمان نے کہا یہ بات جو ان تک پہنچی ہے کسی کی سمجھ میں آنے والی نہیں، ابومسلم نے ان نو جوانوں کا واقعہ سنایا۔ سلیمان نے کہا ہاں! تو یہ اسی وجہ سے ہوا ہوگا، ان لوگوں نے کرمانی کو لکھا کہ آپ کے والد جو مارے گئے تھے ان کا بدلہ آپ کو لینا ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ آپ کا مقصد جنگ شبان کے مقصد سے علیحدہ ہے، آپ اپنے بدلہ کی خاطر لڑ رہے ہیں، آپ شبان کو نصر سے صلح کرنے سے روکئے۔

نصر بن سيار کا شبان خارجی کو انتباہ:

کرمانی نے شبان سے آ کر اس معاملہ میں گفتگو کی اور اسے اس کی رائے سے پھیر دیا۔ نصر نے شبان سے کہلا بھیجا، بخدا! تم کو دھوکہ دیا گیا ہے تم دیکھو گے کہ یہ معاملہ کیا صورت اختیار کرتا ہے، یہ ایسا فتنہ عظیم ہے کہ اس کے مقابلہ میں تم میری مخالفت کو معمولی سمجھو گے۔ یہ فریق اسی گفتگو میں مشغول تھا کہ ابومسلم نے نصر بن نعیم النضی کو ہرات بھیجا۔ عیسیٰ بن عقیل البلیثی ہرات کا عامل تھا۔ نصر

نے اسے ہرات سے نکال بھگایا یہ بھاگ کر نصر کے پاس آیا اور نصر نے ہرات پر قبضہ کر لیا۔
یجی بن نعیم کا شیبان خارجی کو مشورہ:

یجی بن نعیم بن ہبیرہ نے کرمانی اور شیبان سے کہا ان دو باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کرؤ یا تم لوگ مضری عربوں سے پہلے ہلاک ہو جاؤ گے یا وہ تمہارے سامنے ہلاک ہو جائیں۔ انھوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے، یجی نے کہا ابو مسلم کو اپنی دعوت شروع کیے ابھی ایک ماہ گزرا ہے اور اسی مدت میں اس کی جماعت تمہارے برابر ہو گئی ہے انھوں نے پوچھا اب کیا کیا جائے یجی نے کہا نصر سے صلح کر لو اگر تم اس سے صلح کر لو تو ابو مسلم تمہیں چھوڑ کر صرف نصر۔ لڑے گا اس لیے کہ اس وقت یہاں کی حکومت مضریوں کے ہاتھ میں ہے اور اسی کے لیے یہ سارا جھگڑا ہے اگر تم نے نصر سے صلح نہ کی اور ابو مسلم سے کی اور نصر تم سے لڑا تو یہ ابو مسلم پھر بھی تمہارا دشمن ہو جائے گا۔ انھوں نے پوچھا پھر کیا کیا جائے؟ یجی نے کہا انھیں اپنے آگے رکھو چاہے ایک گھنٹہ ہی کی مہلت کیوں نے ملے تاکہ کم از کم ان کے قتل سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

شیبان خارجی اور نصر بن سیار میں مصالحت:

چنانچہ شیبان نے نصر کو صلح کا پیام بھیجا، نصر نے اسے قبول کر لیا، اس نے مسلم بن اوز کو معاہدہ کرنے بھیجا اور ان دونوں فریقوں میں معاہدہ ہو گیا۔ شیبان نصر کے پاس آیا۔ اس کے داہنی کرمانی اور بائیں جانب یجی بن نعیم تھا۔ مسلم نے کرمانی سے کہا اے کانے! ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تو ہی وہ کانہوگا جس کے متعلق ہم نے سنا ہے کہ اس کے ہاتھوں بنی مضرباہ ہوں گے پھر دونوں فریقوں میں ایک سال تک کے لیے صلح ہو گئی اور عہد نامہ کی تکمیل کر لی گئی۔

نصر بن سیار اور کرمانی کی جنگ:

جب ابو مسلم کو اس صلح کی خبر ہوئی تو اس نے شیبان سے کہلا کر بھیجا کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم مہینوں تک آپ کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں گے آپ صرف وعدہ کیجیے کہ تین ماہ تک تم سے صلح رکھیں گے۔ اس پر کرمانی نے کہا میں نے نصر سے صلح نہیں کی بلکہ شیبان نے کی ہے اور میں اسے ناپسند کرتا ہوں کیونکہ مجھے اپنے باپ کا بدلہ لینا ہے اور میں کسی طرح نصر کے مقابلہ سے باز نہیں رہوں گا چنانچہ کرمانی اور نصر میں اب پھر جنگ شروع ہو گئی، مگر شیبان نے کرمانی کی امداد کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ عہد نامہ کی خلاف ورزی میرے لیے جائز نہیں۔

ابو مسلم خراسانی اور کرمانی کی ملاقات:

کرمانی نے ابو مسلم سے نصر کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی۔ ابو مسلم ماخوان آیا شیل بن طہمان کو کرمانی کے پاس بھیجا اور کہا کہ نصر کے مقابلہ میں میں تمہارے ساتھ ہوں۔ کرمانی نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ابو مسلم مجھ سے ملنے آئے۔ شیل نے یہ پیام ابو مسلم کو پہنچا دیا۔ ابو مسلم چودہ روز ماخوان میں قیام کر کے کرمانی سے ملنے روانہ ہوا اس نے اپنی فوج کو ماخوان ہی میں چھوڑا۔ عثمان بن الکرمانی نے رسالے کے ساتھ اس کا استقبال کیا، ابو مسلم اس کے ساتھ ساتھ کرمانی کے پڑاؤ میں آیا اس کے کمرہ کے پاس آ کر ٹھہر گیا۔ عثمان نے اسے اتارا اور ابو مسلم کمرہ کے اندر داخل ہوا اور اس نے امیر کے لقب سے کرمانی کو سلام کیا، کرمانی نے اسے اپنے ہی محل کے احاطہ میں خالد بن حسن الازدی کے محل میں ٹھہرایا۔ ابو مسلم دو روز اس کے پاس قیام کر کے پھر ماخوان اپنی فوج کے

پاس آ گیا۔ یہ ۵/محرم ۱۳۰ ہجری کا واقعہ ہے۔

ابو مسلم خراسانی کا ماخوان میں قیام:

ایک اور روایت ہے کہ جب ابو مسلم کے پڑاؤ میں شیعہ بہت کثیر تعداد میں جمع ہو گئے تو سفید خنجر ان کے لیے تنگ ہو گیا، ابو مسلم کو اب ایک کشادہ قیام گاہ کی ضرورت ہوئی اور ماخوان ان کی ضروریات فوجی کے لیے کافی معلوم ہوا۔ یہ علاء بن حریت اور ابو اسحق خالد بن عثمان کا گاؤں تھا۔ ابو الجہم بن عطیہ اور اس کے بھائی بھی اس میں رہتے تھے۔ ابو مسلم نے سینتالیس روز سفید خنجر میں قیام کیا۔ یہ یہاں سے روانہ ہو کر بدھ کے دن ۷/ذیقعدہ ۱۲۹ ہجری کو ماخوان آ کر ابو اسحق خالد بن عثمان کے مکان میں فروکش ہوا۔ ابو مسلم خراسانی کے عمال:

ماخوان میں اس نے خندق کھودی، اس کے دو دروازے رکھے، خود اس نے اور تمام شیعوں نے اسی خندق کے احاطہ میں پڑاؤ کیا۔ ایک دروازے پر مصعب بن قیس الحنفی اور بہدل بن ایاس الفسی کو مقرر کیا۔ دوسرے پر ابو شراحیل اور عمرو الاعرجی کو مقرر کیا، ابو نصر بن مالک بن یثیم کو فوج خاصہ کا افسر اور ابو اسحق خالد بن عثمان کو جنگی پولیس کا افسر مقرر کیا، نیز اس نے کامل بن مظفر ابو صالح کو فوج کا بخشی، اسلم بن صبیح کو اپنا میرنشی اور قاسم بن مجاشع الحقیب انصہبی کو قاضی مقرر کیا۔ ابو الوضاح اور دوسرے اہل سقادم کو مالک بن یثیم کے ماتحت کیا۔ اہل نوشان کو جو تعداد میں تراسی تھے ابو اسحق کے ماتحت جنگی پولیس میں متعین کیا۔ قاسم بن مجاشع اسی خندق میں ابو مسلم کو تمام نمازیں پڑھاتا تھا۔ اور عصر کے وقت قصے کہتا اور بنی ہاشم کے مناقب اور بنی امیہ کے مشائب بیان کرتا تھا۔

ابو مسلم ماخوان کی خندق میں آ کر فروکش ہوا۔ وہ ظاہر شکل میں ایک شیعہ معلوم ہوتا تھا، عبداللہ بن بسطام اس کے پاس آیا پھر اس نے قاتیں، خیمے، شامیانے لاکر دیئے کھانے کا اور جانوروں کے لیے چارہ کا انتظام کیا اور چمڑے کے حوض پانی کے لیے لا دیئے۔ سب سے پہلا عہدیدار جو ابو مسلم نے کسی سررشتہ کا مقرر کیا وہ داؤد بن کراز تھا۔

غلاموں کا موضع شوال میں قیام:

ابو مسلم نے اسی خیال سے کہ غلاموں کو ان کی خندق میں تکلیف ہوگی ان کے لیے موضع شوال میں ایک علیحدہ خندق کھودی اور داؤد بن کراز کو اس کا افسر مقرر کیا، جب غلاموں کی ایک خاصی جماعت ہو گئی تو ابو مسلم نے انہیں موسیٰ بن کعب کے پاس ابیورد بھیج دیا۔

ابو مسلم نے کامل بن مظفر کو حکم دیا کہ وہ خندق کے تمام لوگوں کی تنقیح کر کے ان کے نام مع ولدیت اور سکونت کے دفتر میں لکھ لے، کامل ابو صالح نے اس کی تعمیل کی، ان کا شمار کیا سات ہزار تعداد نکلی، ابو مسلم نے ہر ایک کو پہلے تین تین درہم اور پھر چار چار اس کے ہاتھ سے دلا دیئے۔

مضریٰ ربیعہ اور قحطانی قبائل کا اتحاد:

اب تمام مضریٰ ربیعہ اور قحطانی قبائل نے آپس میں یہ سمجھوتہ کیا کہ آپس کی خانہ جنگی موقوف کر کے پہلے ابو مسلم سے منبٹ لیا جائے اس کے اخراج کے بعد وہ پھر اپنے بارے میں غور کریں گے کہ کیا کیا جائے، اس مقصد کے لیے انھوں نے ایک تحریری مستحکم معاہدہ کر لیا، جس پر سب نے اتفاق کیا، ابو مسلم کو اس کی اطلاع ہوئی جس سے اسے سخت پریشانی و تشویش لاحق ہوئی اور اس نے اپنی

حالت پر غور کیا، اسے محسوس ہوا کہ ماخوان میں پانی دشمن کی سمت سے آتا ہے، اسے خوف پیدا ہوا کہ مبادا نصر پانی کو روک دے۔ اس خیال سے اس نے اپنا پڑاؤ ابو منصور طلحہ بن رزق النقیب کے موضع الین میں ماخوان کی خندق میں چار ماہ کے قیام کے بعد ۶ ذی الحجہ ۱۲۹ ہجری کو منتقل کر دیا۔ اس نے اس گاؤں کے سامنے اس کے اور بلاش جرد کے درمیان خندق کھودی، جس سے یہ قریہ خندق کے نیچے پڑ گیا۔ مختنر بن عثمان بن بشر المزنی کے مکان کے دروازہ کے رخ کو خندق میں کر دیا۔ اہل آلین دریائے خرقان کا پانی پینے لگے۔ اس طرح نصران کے پانی کو روک نہ سکا۔

ابوالذیال کی سرکوبی:

دسویں ذی الحجہ کو عید ہوئی، قاسم بن مجاشع التمیمی نے آلین کی عید گاہ میں نماز پڑھائی، ابو مسلم اور تمام شیعوں نے اس کی اقتدا کی، نصر نے دریائے عیاض کے کنارے اپنا پڑاؤ کیا، اس نے عاصم بن عمرو کو بلاش جرد پر ابو الذیال کو طوسان پر، بشر بن انیف البربوعی کو جلفر پر اور حاتم بن حارث بن سرح کو خرق پر متعین کیا۔ حاتم بن حارث ابو مسلم پر حملہ کرنے کا موقع تلاش کر رہا تھا، ابو الذیال نے اپنی فوج کو ان اہل طوسان میں فروکش کیا جو ابو مسلم کے ہمراہ خندق میں تھے۔ اس فوج نے اہل طوسان کو طرح طرح سے ستایا، ان کی تمام مرغیاں، کبوتر اور گائے، تیل ذبح کر ڈالے، اور زبردستی کھانا اور چارہ وصول کیا۔ شیعوں نے ابو مسلم سے اس کی شکایت کی، ابو مسلم نے رسالے کو ان کے ساتھ کر دیا۔ ابو الذیال سے مقابلہ ہوا، اس نے شکست کھائی، اس کے ہمراہیوں میں سے اعراس الخوارزی اپنے تقریباً تیس آدمیوں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ ابو مسلم نے انھیں لباس دیا ان کے زخموں کا علاج کیا اور پھر انھیں چھوڑ دیا۔ اسی سال جدیع بن علی کرمانی کو مصلوب قتل کیا گیا۔

مسلم بن احوز اور محمد بن ثنی کی جنگ:

ہم پہلے کرمانی اور حارث کی جنگ اور کرمانی کے حارث کو قتل کرنے کا واقعہ بیان کر چکے ہیں، جب کرمانی نے حارث کو قتل کر دیا تو اب لاشرکت غیرے مرو پر کرمانی کا عمل دخل ہو گیا، نصر بن سیار مرو کو چھوڑ کر ابر شہر چلا گیا، کرمانی کی قوت میں اضافہ ہو گیا۔ نصر نے مسلم بن احوز کو اپنی باقاعدہ فوج اور رسالہ کے ساتھ کرمانی کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ اس کا کرمانی کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ کرمانی کی طرف یحییٰ بن نعیم ابوالمسلم ایک ہزار بیجہ کے ساتھ، محمد بن المثنیٰ سات سوازی شہسواروں کے ساتھ، ابن الحسن بن شیخ الازدی ایک ہزار ازدی جوانوں کے ساتھ اور حزی الغدی ایک ہزار یمنی عربوں کے ساتھ مقابلہ کے لیے موجود تھے۔ جب دونوں حریف مقابل آ کر کھڑے ہوئے تو مسلم نے محمد بن المثنیٰ سے کہا اس ملاح سے کہو کہ ہمارے مقابل آئے، محمد نے کہا حرامزادے تو ابن علی کے لیے ایسا کہتا ہے اس کے بعد ہی دونوں حریف ایک دوسرے پر چھپے اور تلواریں نیام سے باہر کر لیں، مسلم بن احوز کو شکست ہوئی، اس کے سو سے زیادہ ہمراہی مارے گئے، محمد کے بیس سے زیادہ آدمی کام آئے۔ نصر کی یہ شکست خوردہ فوج نصر کے پاس آئی۔

عصمتہ بن عبداللہ الاسدی کی شکست:

عقیل بن معقل نے نصر سے کہا آپ عربوں کا تجربہ کر چکے ہیں اگر مقابلہ ہی کی ٹھان لی ہے تو پوری مستعدی و تیاری سے کام کیجیے، نصر نے عصمتہ بن عبداللہ الاسدی کو مقابلہ پر بھیجا۔ یہ اسی جگہ آ کر کھڑا ہوا جہاں مسلم آیا تھا، اس نے محمد بن المثنیٰ کو لاکار، خبردار ہوجا، اب تمہیں معلوم ہوگا کہ مچھلی لحم (ایک بڑی مچھلی) پر غلبہ نہیں پاسکتی۔ محمد نے اس کے جواب میں کہا حرامزادے ذرا اٹھو تو۔ محمد نے

ہے لڑائی کی ابتداء باتوں سے ہوتی ہے۔ میں تعجب سے اس بات کو پوچھتا ہوں کہ آیا ہوا میہ جاگ رہے ہیں یا سو رہے ہیں۔“
نصر بن سیار کی ابن ہبیرہ سے امداد طلبی:

مروان نے اس کے جواب میں لکھا جو شخص کسی واقعہ کو خود دیکھتا ہے وہ اس کے متعلق اس شخص کی نسبت جو اس سے دور ہوتا ہے زیادہ صائب رائے رکھتا ہے تم برسرِ موقع ہوتے ہو تمہیں چاہیے کہ تم اس بھڑکے چھتے کو درہم برہم کر دو۔ یہ جواب پڑھ کر نصر نے اپنے دوستوں سے کہا معلوم ہو گیا کہ آپ کے خلیفہ کے پاس تو کوئی مدد نہیں ہے اب اس نے یزید بن ہبیرہ سے لکھ کر امداد طلب کی۔ یزید نے کہا بغیر کثرت تعداد فتح نہیں ہو سکتی اور میرے پاس ایک آدمی بھی نہیں ہے۔
ابراہیم بن محمد کی گرفتاری:

نصر نے مروان کو ابو مسلم کے خروج اس کی قوت اور اس بات کی اطلاع دی کہ وہ ابراہیم بن محمد کے لیے دعوت دے رہا ہے۔ نصر کے خط کے موصول ہونے سے کچھ ہی پہلے ابو مسلم کا وہ قاصد جو ابراہیم بن محمد کے پاس بھیجا گیا تھا اور ابو مسلم کے خط کا جواب لے کر واپس جا رہا تھا مروان کے پاس آچکا تھا۔ ابراہیم نے اس خط میں ابو مسلم کو اس کے اس تساہل پر کہ اس نے کیوں نصر و کرمانی کے جھگڑے سے فائدہ اٹھا کر اپنی دعوت کا اعلان نہیں کیا جزوِ توخیج کی تھی اور اسے حکم دیا تھا کہ خراسان میں جتنے عربی نژاد ہوں سب کو قتل کر دے اس قاصد نے یہ خط مروان کو دے دیا۔ مروان نے ولید بن معاویہ بن عبدالملک کو دمشق کا حاکم تھا لکھا کہ تم بلقاء کے عامل کو حکم دو کہ وہ فوراً کرارالحمیرہ جا کر ابراہیم بن محمد کو گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دے نیز تم اسے رسالہ کے ساتھ اس کی گرفتاری کو بھیجنا۔ ولید نے اسے گرفتار کر کے اس کی مشکیں باندھ لیں اور ولید کے پاس بھیج دیا ولید نے اسے مروان کے پاس بھیج دیا۔ مروان نے اسے جیل میں قید کر دیا۔

اب یہاں سے پھر نصر و کرمانی کی جنگ کا بیان کیا جاتا ہے۔

نصر کی کرمانی کو مصالحت کی پیشکش:

جب کرمانی اور نصر کے درمیان معاملہ بڑھ گیا تو ابو مسلم نے کرمانی سے کہا بھیجا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں کرمانی نے اس دعوت کو قبول کر لیا۔ ابو مسلم بھی کرمانی کے ساتھ ہو لیا اس سے نصر کو مزید پریشانی لاحق ہوئی اس نے کرمانی سے کہا بھیجا کہ تم کو کیا ہو گیا ہے دھوکہ میں نہ آؤ مجھے اس کی جانب سے تمہارے اور تمہارے طرفداروں کے لیے خطرہ نظر آتا ہے۔ آؤ ہم تم عارضی صلح کر کے مرو میں چلے آئیں اور پھر باقاعدہ ہمارے تمہارے درمیان عہد نامہ صلح لکھ لیا جائے۔

کرمانی کا قتل:

اس ترکیب سے نصر کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح کرمانی اور ابو مسلم میں تفریق کر دی جائے چنانچہ اس پیام کے موصول ہوتے ہی کرمانی اپنے مکان چلا آیا مگر ابو مسلم بدستور فوجی پڑاؤ میں مقیم رہا۔ اپنے مکان سے نکل کر کرمانی سواروں کے ساتھ اپنے احاطے میں ٹھہرا وہ اس وقت ایک خوش رنگ کرتہ پہنے تھا اس نے نصر سے کہا کہ بھیجا کہ باہر آؤ تاکہ باہمی عہد نامہ کی تکمیل کر لی جائے۔ نصر نے اس کو قتل کرنے کے لیے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور حارث بن سرتج کے بیٹے کو تین سواروں کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ اسی احاطے میں فریقین میں دیر تک نہایت شدید جنگ ہوئی۔ کرمانی کی کمر میں نیزہ لگا جس سے وہ اپنے گھوڑے پر سے گر پڑا اگرچہ

اس کے ساتھیوں نے اس کے بچانے میں پورا زور صرف کیا مگر کثرت تعداد کے مقابلہ میں ان کی کچھ پیش نہ گئی۔ نصر نے کرمانی کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ اس کے ساتھ اس کی زین بھی لٹکا دی۔
علی بن جدیع الکرمانی کی ابو مسلم کی اطاعت:

اس کا بیٹا علی جو ابو مسلم کے پاس چلا گیا تھا ایک بڑی جمعیت لے کر نصر پر چڑھ آیا اس سے لڑا اور اسے دارالامارہ سے نکال دیا۔ نصر مرو کے کسی گھر میں ہو رہا۔ اب ابو مسلم بھی مرو میں آ گیا۔ علی بن جدیع الکرمانی ابو مسلم کے پاس آیا اور اسے امیر کہہ کر سلام کیا اور کہا کہ میں آپ کی امداد کے لیے تیار ہوں جو حکم ہو مجھے دیتیجیے۔ ابو مسلم نے کہا ابھی اسی طرح چندے توقف کرو پھر میں مناسب حکم دوں گا۔

عبداللہ بن معاویہ کا فارس پر قبضہ:

اس سنہ میں عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فارس پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے، کوفہ میں شکست کھانے کے بعد عبداللہ بن معاویہ مدائن چلا گیا۔ اہل مدائن نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ کوفہ کے کچھ لوگ آ کر اس کے شریک ہو گئے۔ یہ جہال آیا اور اس نے جہال، حلوان، قوس، اصہبان اور رے پر قبضہ کر لیا۔ اہل کوفہ کے غلام بھی اس کے پاس چلے آئے۔ اس تمام علاقہ پر قبضہ کر کے اس نے اصہبان میں سکونت اختیار کی۔

محارب بن موسیٰ اور ثعلبہ بن حسان:

محارب بن موسیٰ بن یثغر کے آزاد غلام کی فارس کے علاقہ میں بڑی قدر و منزلت تھی یہ جوتے پہنے اصطخر کے دارالامارہ چلا آیا اور ابن عمر کے عامل کو وہاں سے نکال دیا۔ ایک شخص عمارہ نام سے کہا کہ لوگوں سے بیعت لو اہل اصطخر نے پوچھا، کاہے کی بیعت ہے، اس نے کہا تمہاری مرضی کے مطابق۔ لوگوں نے اس کے ہاتھ پر ابن معاویہ کے لیے بیعت کر لی، محارب نے کرمان پر جا کر غارتگری کی، اس میں ثعلبہ بن حسان المازنی کا ایک اونٹ بھی اسے ملا جسے پر ہنکا لایا اور واپس چلا آیا، ثعلبہ اپنے اونٹ کی تلاش میں محارب کے اشہر نام گاؤں میں آیا۔ اس کے ہمراہ اس کا ایک آزاد غلام بھی تھا۔ اس نے ثعلبہ کو محارب کے اچانک قتل کر دینے کا مشورہ دیا اور کہا اگر آپ پسند کریں تو میں اسے قتل کر دیتا ہوں دوسرے لوگوں سے آپ میری حفاظت کیجیے گا یا آپ اس پر حملہ کریں اور میں آپ کو بچاؤں گا، ثعلبہ نے اسے ڈانٹا اور کہا بھلا ایسے شخص کو قتل کیا جائے، یہ محارب کے پاس آیا، محارب نے خندہ پیشانی سے اس کا خیر مقدم کیا اور آنے کی وجہ دریافت کی، اس نے کہا اپنا اونٹ لینے آیا ہوں، محارب نے کہا مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ تمہارا اونٹ ہے اب معلوم ہوا موجود ہے، لے جاؤ، ثعلبہ نے اسے لے لیا۔

مسلم بن المسیب عامل شیراز کا قتل:

محارب کے پاس بہت سے شامی سردار اور امیر جمع ہو گئے، یہ انھیں لے کر مسلم بن المسیب کی طرف جو ابن عمر کی جانب سے شیراز کا عامل تھا اور اس نے ۱۲۸ھ میں اسے قتل کر دیا۔ پھر یہ اصہبان آیا اور عبداللہ بن معاویہ کو اصطخر لے آیا۔

عامل فارس یزید بن معاویہ:

عبداللہ اپنے بھائی حسن کو جہال کا عامل مقرر کر کے اصطخر روانہ ہوا اور ایک گرجا میں جو اصطخر سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا

آ کر فروکش ہوا، اس نے اپنے بھائی یزید کو فارس کا عامل مقرر کیا، یہاں بنو ہاشم اور دوسرے لوگ اس کے پاس آئے، اس نے مال گذاری وصول کی اور اپنے عہدہ دار سب جگہ مقرر کر دیئے، اس کے ہمراہ منصور بن جمہور، سلیمان بن ہشام بن عبدالملک اور شیبان بن الحکس بن عبدالعزیز الشیبانی الخارجی بھی تھے۔ ابو جعفر عبداللہ اور عبداللہ اور عیسیٰ علی کے بیٹے بھی اس کے پاس آ گئے۔

سلیمان بن حبیب کا ساہور پر قبضہ:

اب یزید بن عمر بن ہبیرہ عراق کا صوبہ دار مقرر ہو کر آیا، اس نے نباتہ بن حنظلہ الکلابی کو عبداللہ بن معاویہ کے مقابلہ کے لیے بھیجا، سلیمان بن حبیب کو یہ اطلاع ملی کہ ابن ہبیرہ نے نباتہ کو ابواز کا عامل مقرر کر کے بھیجا ہے۔ اس نے داؤد بن حاتم کو اسے ابواز آنے سے روکنے کے لیے بھیجا، یہ کرنج دینا آ کر فروکش ہوا، دوسری جانب سے نباتہ بھی آیا۔ دونوں میں جنگ ہوئی، داؤد مارا گیا اور سلیمان ساہور کی طرف بھاگ گیا۔ یہاں کردوں نے مسیح بن الحواری عامل کو نکال کر ساہور پر قبضہ کر لیا تھا، سلیمان کردوں سے لڑا اور انہیں ساہور سے مار بھگا گیا۔ عبداللہ بن معاویہ کو لکھا کہ میں نے آپ کی بیعت کر لی ہے۔

سلیمان بن حبیب کی طلبی:

عبدالرحمن بن یزید بن المہلب نے عبداللہ بن معاویہ سے کہا اس میں اس کی چال ہے، وہ کبھی اپنے اس عہد کو ایفا نہ کرے گا۔ اس کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کو چھوڑ دیں اور وہ مزے میں ساہور پر حکومت کرے، آپ اسے اپنے پاس بلائیے، اگر وہ صادق العہد ہے تو آئے گا، عبداللہ بن معاویہ نے اسے بلایا، سلیمان آیا، اس نے اپنے سپاہیوں سے کہہ دیا کہ تم بھی میرے ساتھ دربار میں چلو، اگر کوئی منع کرے قتل کر دینا۔ چنانچہ یہ اپنی ساری جماعت کے ساتھ عبداللہ بن معاویہ کے پاس آیا اور کہا کہ تم لوگوں سے زیادہ میں آپ کا مطیع ہوں۔ اس نے کہا اچھا تم اپنے علاقہ واپس چلے آؤ۔

محارب بن موسیٰ کی سرکشی و قتل:

اب خود محارب بن موسیٰ ابن معاویہ سے متنفر ہو گیا اور ایک جماعت تیار کر کے ساہور آیا۔ یہاں اس کا بیٹا مہلد بن محارب قید تھا، اسے یزید بن معاویہ نے قید کر دیا تھا۔ محارث سے لوگوں نے کہا کہ تمہارا بیٹا اس کے ہاتھ میں قید ہے اور تم اس سے برسر پیکار ہو، اگر وہ اسے قتل کر دے تو تم کیا کر لو گے، محارب نے کہا وہ ایسا کبھی نہیں کرے گا، آخر کار یزید اس سے لڑا، محارب نے شکست کھائی اور کرمان آ کر محمد بن الاشعث کے آنے تک خاموش بیٹھا رہا، جب یہ آیا تو محارب اس کے ساتھ ہولیا مگر پھر اس کا بھی مخالف ہو گیا، ابن الاشعث نے اسے اور اس کے چوبیس بیٹوں کو قتل کر دیا۔

ابن ضبارہ کی عبداللہ بن معاویہ پر فوج کشی:

عبداللہ بن معاویہ اصطرہ میں قیام پذیر رہا۔ جب ابن ضبارہ مع داؤد بن یزید بن عمر بن ہبیرہ اس کے مقابلہ پر آیا تو یہ بھی مقابلہ کے لیے نکلا۔ کوفہ کے پل کو توڑ دیا۔ ابن ہبیرہ نے محسن بن زائدہ کو دوسری سمت سے روانہ کیا، سلیمان نے ابان بن معاویہ بن ہشام سے کہا اب دشمن آ گیا ہے اس نے کہا مجھے ان سے لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا، سلیمان نے کہا ہاں اور تم تو کبھی بھی ان سے لڑنے کا حکم نہ دو گے، بہر حال معن بن فوج نے ان پر آ کر حملہ کیا اور مرد الشاذان کے قریب حرینوں میں معرکہ جہاد و قتال گرم ہوا۔ معن یہ رجز کہہ رہا تھا:

لیس امیر القوم بالحب الخدع فرمن الموت و فی الموت وقع

ترجمہ: ”دھوکہ باز فریبی قوم کا سردار نہیں ہوتا“ کہ جو موت سے بھاگے حالانکہ پھر اسی کے منہ میں جاتا ہے۔

عبداللہ بن معاویہ کی شکست:

ابن معاویہ کو شکست ہوئی مگر معن نے ان کا تعاقب نہیں کیا، ابی لہب کی اولاد میں سے ایک شخص اس معرکہ میں کام آیا، یہ بات پہلے سے مشہور تھی کہ بنی ہاشم کا ایک شخص مروالشاذان میں مارا جائے گا، بہت سے لوگ گرفتار ہوئے، ابن ضبارہ نے اکثر قیدیوں کو قتل کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس معرکہ میں جو لوگ مارے گئے ان میں حکیم الفرواہی بھی تھا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ ابوازار میں نباتہ کے ہاتھوں مارا گیا۔

حصین بن دعلتہ السدوس کا قتل:

جب ابن معاویہ نے شکست کھائی تو شیبان بھاگ کر جزیرہ ابن کا دان چلا گیا۔ منصور بن جہور سندھ چلا گیا۔ عبدالرحمن بن یزید عمان چلا گیا، اور عمرو بن سہل بن عبدالعزیز مصر چلا گیا، ابن ضبارہ نے باقی قیدی ابن مہیرہ کے پاس بھیج دیئے۔ حمید الطویل نے اس سے کہا کہ آپ ان سب کو رہا کر دیجیے، ابن مہیرہ نے سوائے حصین بن دعلتہ السدوس کے اور کسی کو قتل نہیں کیا۔ جب اس کے قتل کا حکم دیا تو وہ کہنے لگا کیا ان قیدیوں میں سے مجھی کو قتل کیا جا رہا ہے، ابن ضبارہ نے کہا ہاں تو مشرک ہے تو ہی نے یہ مصرع کہا تھا:

لو امر الشمس لم تشرق

”اگر میں آفتاب کو حکم دوں تو وہ طلوع نہ کرے“

ابن معاویہ براہ سیستان خراسان آ گیا، منصور بن جہور سندھ چلا گیا، معن بن زائدہ عطیہ ثعلبی وغیرہ نے اس کا تعاقب کیا

مگر یہ اسے نہ پاسکے اور واپس چلے آئے۔

حصین بن دعلتہ السدوسی ابن معاویہ کے ہمراہ تھا یہ اسے چھوڑ کر بھاگا مگر مورع السلمی نے اسے ایک گھنی جھاڑی میں گھستا ہوا دیکھ پایا، اسے پکڑ کر معن کے پاس لایا معن نے اسے ابن ضبارہ کے پاس بھیج دیا اور اس نے اسے واسطہ بھیج دیا۔

عبداللہ بن علی کو امان:

دوسری روایت ابن ضبارہ اصطر میں عبداللہ بن معاویہ سے لڑنے کے لیے آیا۔ دریائے اصطر پر اس کے بالکل مقابل فروکش ہوا۔ ابن الصصح ایک ہزار فوج کے ساتھ دریا کو عبور کر کے مقابلہ کے لیے بڑھا۔ اس کے مقابلہ کے لیے عبداللہ بن معاویہ کی جانب سے ابان بن معاویہ بن ہشام اپنے ان شامی سپاہیوں کے ساتھ جو سلیمان بن ہشام کے ساتھ تھے آیا دونوں حریفوں میں جنگ شروع ہوئی۔ ابن نباتہ پل کی طرف پلٹ کر بڑھا اس کے مقابلہ کے لیے وہ خارجی جو ابن معاویہ کے ہمراہ تھے آئے، مگر ابان اور خارجی دونوں کو شکست ہوئی، ان کے ایک ہزار آدمی پکڑ لیے گئے۔ یہ ابن ضبارہ کے سامنے پیش کیے گئے۔ ابن ضبارہ نے انھیں چھوڑ دیا، عبداللہ بن علی بن عباس بھی گرفتار ہو کر سامنے آیا، ابن ضبارہ نے اس کے نصب کو بیان کر کے پوچھا تم نے ابن معاویہ کا ساتھ کیوں دیا حالانکہ تم جانتے ہو کہ وہ امیر المومنین کے مخالف ہے اس نے کہا کہ مجھ پر اس کی اعانت فرض تھی وہ میں نے ادا کر دی حرب بن قطن الکثانی نے کھڑے ہو کر ابن ضبارہ سے کہا کہ یہ ہمارا بھانجا ہے، ابن ضبارہ نے اس کی خاطر عبداللہ بن علی کو چھوڑ دیا اور کہا

کہ میں خود بھی نہیں چاہتا تھا کہ کسی قرشی کو ایذا پہنچاؤں ۛ
عبداللہ بن علی کی ابن معاویہ کے عیوب کی تصدیق:

پھر اس نے عبداللہ بن علی سے پوچھا تم جس شخص کے ساتھ تھے اس پر مختلف عیب لگائے جاتے ہیں تمہیں ان کے متعلق علم ہو گا، اس نے کہا ہاں! پھر اس نے اس کی بد اخلاقی کی برائی کی اور کہا کہ اس کے ساتھی لواطت کرتے ہیں، ابن ضبارہ کے سامنے سو سے زیادہ لونڈے پیش کیے گئے جو رنگارنگ کی توہی قبائیں پہنے تھے اس کے حکم سے مجمع عام میں ان کی تشہیر کی گئی۔

ابن ضبارہ نے عبداللہ بن علی کو ڈاک کے ساتھ ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا تاکہ یہ اس کی تمام کارروائیوں سے اسے مطلع کر دیں۔ ابن ہبیرہ نے انھیں فوجی شامی دستوں کے ساتھ مروان کے پاس بھیج دیا۔ کیونکہ ابن ہبیرہ، ابن ضبارہ کو اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ اور اس وقت وہ کرمان کے صحرائیں عبداللہ بن معاویہ کے تعاقب میں مصروف تھا۔

ابن ضبارہ کے خلاف شکایت:

جب ابن ہبیرہ کو نجات کے قتل کا علم ہوا تو اس نے کرب بن مصقلہ، حکم بن ابی الابیض العبسی اور ابن محمد السکونی کو جو سب کے سب بڑے خطیب تھے مروان کے پاس بھیجا، انھوں نے ابن ضبارہ کی زیادتیوں کی شکایت کی، اس پر مروان نے ابن ضبارہ کو نوؤج لے کر فارس جانے کا حکم دیا۔ مگر پھر اس کے پاس ابن ہبیرہ کا خط آیا جس میں اسے اصہبان جانے کا حکم دیا تھا۔



باب ۱۴

ابو حمزہ خارجی

ابو حمزہ خارجی کا خروج:

اس سنہ میں ابو حمزہ خارجی حج کرنے آیا اور حج میں اس نے عبداللہ بن یحییٰ طالب الحق کی جانب سے خارجیوں کا شعار بلند کیا اور مروان سے مخالفت کا اظہار کیا۔

جب ۱۲۹ ہجری تمام ہونے لگا تو ابھی حجاج نے عرفات میں سعی بھی نہیں کی تھی کہ اتنے میں سات سو خارجی بڑے بڑے سیاہ خرقانی پرچم اپنے نیزوں کے سروں پر لگائے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ حجاج انھیں دیکھ کر پریشان ہوئے اور ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے انھوں نے کہا ہم مروان اور بنو مروان کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر آئے ہیں اور ہم ان سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کرتے ہیں۔ عبدالواحد بن سلیمان نے جوان دنوں مکہ اور مدینہ کا عامل تھا ان سے موسم حج میں امن وامان قائم رہنے کے لیے گفت و شنید کی انھوں نے کہا ہمیں اپنے مناسک حج کے پوری طرح ادا کرنے کا اوروں سے زیادہ خیال اور شوق ہے۔

عبدالواحد کی ابو حمزہ سے عارضی صلح:

عبدالواحد نے ان سے اس شرط پر کہ جب تک آخری سعی نہ ہو جائے ایک دوسرے کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے گا۔ صلح کر لی، دوسرے دن یہ خارجی عرفات میں علیحدہ آ کر ٹھہرے، عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک بن مروان نے سعی کرائی۔ جب سب لوگ منی پہنچے تو لوگوں نے اسے شرمایا کہ تم نے ان کے بارے میں غلطی کی، اگر تم حجاج کو ان پر اکسا دیتے تو یہ ان کی تکابوئی کر دیتے۔

ابو حمزہ خارجی کی پابندی عہد:

ابو حمزہ قرین الثعالب میں فروکش ہوا، اور عبدالواحد سرکاری مکان میں فروکش ہوا۔ عبدالواحد نے عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما، محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان، عبدالرحمن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما، عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن محمد بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، ربیعہ بن عبدالرحمن اور ان ہی ایسے اور سربرآوردہ لوگوں کو حمزہ کے پاس بھیجا، جب یہ لوگ اس کے پاس آئے تو وہ گاڑھے کا پانجامہ پہنے تھا، سب سے پہلے عبداللہ بن الحسن اور محمد بن عبداللہ اس کے سامنے آئے اس نے ان سے ان کا نسب دریافت کیا، انھوں نے بتایا، اسے سن کر وہ مغضب اور ترش رو ہو گیا۔ پھر عبدالرحمن بن قاسم اور عبید اللہ بن عمر کی طرف متوجہ ہوا۔ ان دونوں نے اپنا نسب بتایا اسے سن کر اس کا چہرہ بشاش ہو گیا اور خوشی سے مسکرا کر اس نے کہا ہمارے خروج کا مقصد ہی یہ ہے کہ آپ کے اجداد کے طرز عمل کو پھر زندہ کیا جائے۔ عبداللہ بن الحسن نے اس سے کہا ہم اس لیے تمہارے پاس نہیں آئے کہ تم ہمارے اجداد میں ایک دوسرے کو فضیلت دو۔ ہمیں امیر نے تمہارے پاس ایک پیام دے کر بھیجا ہے جو ربیعہ بیان کریں گے ربیعہ نے نقض عہد کا ذکر کیا اور کہا امیر اب اس صلح کو توڑ دینا چاہتے ہیں جو تم سے ہوئی تھی، بلخ اور ابرمہ ابو حمزہ کے دوسرے داروں نے کہا ابھی ابھی، مگر ابو حمزہ

نے انہیں مخاطب کر کے کہا معاذ اللہ ہم تو اپنی طرف سے نہ نقص عہد کریں گے اور نہ اس میعاد صلح کو بڑھائیں گے، میں تو ایسا ہرگز نہیں کروں گا چاہے میری گردن ہی کٹ جائے ہاں وہ مدت خود ہی اب ختم ہو رہی ہے۔

ابو حمزہ خارجی کا مکہ میں داخلہ:

جب ابو حمزہ نے میعاد صلح کو فتح کرنے سے انکار کر دیا تو یہ وفد اس سے رخصت ہو کر عبدالواحد کے پاس آیا اسے ساری کیفیت سنائی۔ چنانچہ جب روانگی شروع ہوئی تو عبدالواحد اول روانگی ہی میں تھا روانہ ہونے کے بعد اس نے مکہ کو ابو حمزہ کے لیے خالی کر دیا۔ ابو حمزہ بغیر لڑائی کے مکہ میں داخل ہوا۔ ایک شاعر نے عبدالواحد کی بھجوں میں کچھ شعر بھی کہے۔

عبدالواحد بن سلیمان کی روانگی مدینہ:

عبدالواحد مدینہ چلا آیا فوج کا دیوان طلب کیا، باشندوں کو مہماتی فوج میں جبریہ قانون کے ماتحت بھرتی کیا اور ان کی معاشوں میں دس دس کا اضافہ کر دیا۔ انس بن عیاض کہتے ہیں کہ اس مہم میں میرا نام بھی لکھا گیا تھا، میں نے اپنا نام منادیا۔ عبدالواحد نے عبدالعزیز بن عبداللہ بن عثمان کو اس مہم کا افسر مقرر کیا جب یہ جرہ آئے تو یہاں نہیں مذبوح بھیڑ بکریاں ملیں پھر یہ آگے بڑھ گئے۔

امیر حج عبدالواحد بن سلیمان وعمال:

اس سال عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک بن مروان کی امارت میں جو مکہ اور مدینہ کا عامل تھا، حج ہوا۔ یزید بن عمرو بن ہبیرہ عراق کا صوبہ دار تھا۔ حجاج بن الحارث بن کوفہ کے اور عیاض بن منصور بصرہ کے قاضی تھے۔ نصر بن سیار خراسان کا والی تھا اور وہاں بغاوت کی آگ لگی ہوئی تھی۔

۳۰ھ کے واقعات

عربوں میں نفاق:

اس سنہ میں ابو مسلم مرو کی فصیل میں داخل ہو کر دارالامارۃ میں مقیم ہوا اس نے علی بن جدلیج انکرمانی نے نصر سے لڑنے کے لیے سمجھوتہ کر لیا، اس کی تفصیل یہ ہے:

پنجشنبہ جمادی الآخر ۳۰ ہجری کو ابو مسلم مرو کی شہر پناہ میں داخل ہو کر اس دارالامارۃ میں فروکش ہوا جہاں تمام خراسان کے صوبہ دار قیام کرتے تھے۔ علی بن جدلیج انکرمانی اس وجہ سے ابو مسلم کے ساتھ ہو لیا۔ کہ جب ان دونوں نے ابو مسلم سے لڑنے کا آپس میں عہد کر لیا تو ابن انکرمانی کے بالکل مقابل سلیمان بن کثیر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ اس نے ابن انکرمانی سے کہا کہ ابو مسلم تم سے کہتے ہیں کہ تمہیں نصر کا ساتھ دیتے ہوئے شرم نہیں آتی ابھی کل کی بات ہے کہ اس نے تمہارے باپ کو قتل کر کے سولی پر لٹکایا تھا مجھے تو کبھی یہ بھی گمان نہ تھا کہ تم اور نصر کبھی ایک مسجد میں نماز کے لیے بھی جمع ہوں گے چہ جائیکہ تم اس کی حمایت میں لڑ رہے ہو۔ اس بات سے وہ سخت متاثر ہوا اور اب اس کی غیرت انتقام پھر جوش میں آئی، اس نے اپنی رائے بدلی جس سے عربوں کے باہمی سمجھوتہ کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

مضری و قحطانی عربوں کی ابو مسلم خراسانی سے درخواست:

عربوں کے اس اتحاد کے ٹوٹ جانے کے بعد نصر نے ابو مسلم سے درخواست کی کہ آپ مضری عربوں کے ساتھ ہو جائیں، اس کے مقابلہ پر ربیعہ اور قحطانی عربوں نے اسے اپنے لیے مدعو کیا، کئی روز تک اس کے متعلق نامہ و پیام ہوتا رہا، ابو مسلم نے کہا دونوں فریقوں کا ایک ایک وفد میرے پاس آئے۔ تاکہ میں ان سے ایک جماعت کو اختیار کر لوں، چنانچہ دونوں وفد آئے مگر ابو مسلم نے اپنے شیعوں کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ وہ ربیعہ اور قحطانی عربوں کو اختیار کریں کیونکہ حکومت تو اس وقت سراسر مضریوں کے ہاتھ میں ہے وہ مروان الجعدی کے عہدیدار ہیں، انھیں نے یحییٰ بن زید کو قتل کیا ہے۔

مضری اور قحطانی وفد:

دونوں وفد آئے، مضری وفد میں عقیل بن معقل بن حسان اللبیشی، عبید اللہ بن ربیعہ اللبیشی اور خطاب بن محمد السلمی اپنے اپنے اور لوگوں کے ساتھ تھے۔ قحطانی وفد میں عثمان بن الکرمانی، محمد بن المثنیٰ، اور سوروۃ بن محمد بن عزیز الکندی اپنے ہم رتبہ اور لوگوں کے ساتھ تھے۔ ابو مسلم نے عثمان بن الکرمانی اور اس کے ساتھیوں کو پہلے بلایا، یہ لوگ مختصر کے باغ میں جہاں ان کے لیے فرش و مسند بچھا دی گئی تھی آکر بیٹھے، خود ابو مسلم مختصر کے مکان کے ایک کمرہ میں تھا۔ اب اس نے عقیل بن معقل وغیرہ مضری وفد کو اپنے پاس بلایا، یہ لوگ اس کے پاس آئے۔

بنی مضری کے خلاف تقاریر:

اس وقت ستر شیعہ ابو مسلم کے ساتھ اس کمرہ میں موجود تھے، اس نے شیعوں کو ایک خط پڑھ کر سنایا جسے اس نے خود لکھا تھا اور ان سے کہا، اب آپ ان دونوں میں ایک کو پسند کر لیں خط کے پڑھے جانے کے بعد سلیمان بن کثیر نے جو ایک زبردست مقرر تھا کھڑے ہو کر تقریر کی اور علی بن الکرمانی اور اس کے دوستوں کو اختیار کرنے کی رائے دی، پھر ابو منصور طلحہ بن رزیق النقیب نے جو ایک خوش بیان مقرر تھا کھڑے ہو کر سلیمان بن کثیر کی تائید کی، پھر مزید بن شقیق السلمی نے کہا بنی مضری آل نبی ﷺ کے قاتل ہیں، بنی امیہ کے اعوان اور مروان الجعدی کے انصار ہیں ہمارے خون ان کی گردنوں پر ہیں، ہمارا مال ان کے قبضہ میں ہے اور اس کے نتائج اب ان کے سامنے ہیں، نصر خراسان پر مروان کا عامل ہے۔ یہ اس کے احکام کو اجرا کرتا ہے، منبر پر اس کے لیے دعا مانگتا ہے اور امیر المومنین کے لفظ سے اسے یاد کرتا ہے، ہم اس سے بالکل بے تعلق ہیں چاہے امیر المومنین ہو اور چاہے نصر حق و انصاف ہی پر کیوں نہ ہو مگر ہم علی بن الکرمانی اور اس کے ربیعہ اور قحطانی طرفداروں کو اختیار کرتے ہیں۔ ان ستر شیعوں نے بھی جو وہاں جمع تھے مزید بن شقیق کی تائید کی۔

مضری وفد کی ناکامی:

یہ رنگ دیکھ کر مضری وفد مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا، ذلت و رنج کے آثار ان کے چہروں پر ہو رہے تھے، ابو مسلم نے قاسم بن مجاشع کو رسالہ کے ساتھ ان لوگوں کو محفوظ مقام تک پہنچا آنے کے لیے بھیج دیا۔ اور علی بن الکرمانی کا وفد کامیاب ہو کر فرحان و شاداں واپس ہوا۔

ابو مسلم اکتیس دن آلین میں رہا۔ آلین سے پھر ماخوان اپنی خندق میں واپس چلا گیا۔ اس نے شیعوں کو موسم سرما بسر کرنے

کے لیے مکان بنانے کا حکم دیا اور کہا کہ اللہ نے عربوں میں پھوٹ ڈال کر اب تم کو ان کی طرف سے مامون کر دیا ہے اور یہ بھی اللہ کی جانب سے مقدر ہو چکا تھا کہ ہماری ہی وجہ سے ان میں افتراق پیدا ہوا۔

ابومسلم خراسانی کا مرو پر قبضہ:

وسط ماہ صفر بروز پنجشنبہ ۱۳۰ ہجری ابومسلم آلین سے اپنی ماخوان کی خندق میں واپس چلا گیا۔ یہاں وہ پورے تین ماہ قیام کر کے بروز پنجشنبہ ۹ جمادی الآخر مرو کی شہر پناہ میں داخل ہوا۔ اس زمانہ میں مرو کی شہر پناہ پر نصر کا قبضہ تھا کیونکہ وہ خراسان کا صوبہ دار تھا، علی بن الکرمانی نے ابومسلم سے کہلا بھیجا کہ آپ اپنی سمت سے شہر پناہ میں داخل ہوں اور میں اپنے خاندان والوں کو لے کر اپنی سمت سے داخل ہوتا ہوں اس طرح ہم اس پر قبضہ کر لیں گے۔ ابومسلم نے جواب میں کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ تم اور نصر دونوں متحد ہو کر مجھ سے لڑنے لگو گے پہلے تم شہر پناہ میں داخل ہو کر نصر سے جنگ شروع کرو چنانچہ علی بن الکرمانی شہر پناہ میں داخل ہوا اور جنگ شروع ہو گئی، ابومسلم نے ابوعلی، شبیل بن طہمان النقیب کوفوج کے ساتھ روانہ کیا، یہ شہر پناہ میں آ کر داخل ہوا اور بخارا خذہ کے محل میں آ کر فروکش ہوا اور اب انھوں نے ابومسلم سے کہلا کر بھیجا کہ آپ بھی داخل ہوں۔ ابومسلم ماخوان کی خندق سے شہر پناہ میں داخل ہوا اس کے مقدمۃ الجیش پر اسید بن عبداللہ الخزاعی تھا۔ میمنہ پر مالک بن یثیم الخزاعی اور میسرہ پر قاسم بن مجاشع انبکی تھا۔ جس وقت ابومسلم شہر پناہ میں داخل ہوا تو کرمانی اور نصر کے درمیان جنگ ہو رہی تھی، ابومسلم نے کلام پاک کی یہ آیت تلاوت کی:

﴿وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينٍ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ هَذَا مِنْ شِيعَتِهِ وَ هَذَا مِنْ عَدُوِّهِ﴾

”اور وہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) شہر میں اہالی شہر کی بے خبری کی حالت میں داخل ہوا، اس میں دو شخصوں کو لڑتا ہوا پایا۔ ایک ان میں سے اس کے طرفداروں میں تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں میں سے۔“

ابومسلم بڑھتا چلا گیا قصر الامارۃ میں جہاں خراسان کے صوبہ دار رہا کرتے تھے آ کر فروکش ہوا۔ یہ واقعہ جمعرات ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۰ ہجری کا ہے دوسرے دن جمعہ کو بتاریخ ۱۰ جمادی الاولیٰ نصر مرو کو چھوڑ کر چلا گیا اور اب مرو پر بلا شرکت غیرے ابومسلم کا کابل عمل دخل ہو گیا۔

ابومنصور طلحہ کو بیعت لینے کا حکم:

جب ابومسلم شہر پناہ میں داخل ہوا تو اس نے منصور طلحہ بن رزیق کو حکم دیا کہ وہ تمام فوج سے خصوصیت کے ساتھ بنی ہاشم کے لیے بیعت لے لے یہ ایک بڑا عالم اور خوش بیان مقرر تھا بنی ہاشم کی فضیلت کے دلائل اور ان کی دعوت کو کامیاب کرنے والے نکات سے خوب واقف تھا یہ منجملہ ان بارہ نقیبوں کے تھا جنہیں محمد بن علی نے ان ستر آدمیوں میں سے انتخاب کیا تھا جنھوں نے ۱۰۳ و ۱۰۴ ہجری میں ان کے اس وکیل کے ہاتھ پر جسے انھوں نے خراسان بھیجا تھا ان کی دعوت کو قبول کیا تھا۔ محمد بن علی نے اپنے وکیل کو حکم دیا تھا کہ وہ خود اختیاری کی دعوت دے کسی خاص شخص کا نام نہ لے البتہ یہ ظاہر کرے کہ اس شخص میں یہ یہ خوبیاں اور انصاف پروری ہونی چاہیے وہ وکیل خراسان آیا اس نے خفیہ طور پر دعوت شروع کی لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا اور جب ان کی تعداد ستر ہو گئی تو ان میں سے حسب ذیل بارہ نقیب مقرر ہوئے۔

محمد بن علی کے بارہ نقیب:

خزاعہ میں سے سلیمان بن کثیر، مالک بن شیم، زیاد بن صالح، طلحہ بن رزق اور عمرو بن اعین طے میں سے قحطیہ بن زیاد بن شیبہ بن خالد بن معدان، تمیم میں سے موسیٰ بن کعب ابو عیینہ لاہز بن قریظ اور قاسم بن مجاشع یہ سب بنی امرو القیس میں سے تھے یہ سب اور اسلم بن سلام ابوسلام، بکر بن وائل میں سے ابو داؤد خالد بن ابراہیم بنی عمرو بن شیبان کے گھرانے سے (یہ سدوس کا بھائی تھا) ابوعلی الہروی بیان کیا جاتا ہے کہ بجائے عمرو بن اعین کے شبل بن طہمان تھا، اور عیسیٰ بن کعب اور ابو النجم عمران بن اسماعیل ابوعلی الہروی کی جگہ تھے۔ یہ ابو مسلم کا داماد تھا۔ نقیبوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کا باپ زندہ ہو، البتہ ابو منصور طلحہ بن رزق بن اسعد کے باپ ابو زینب الخزاعی زندہ تھے ابو منصور عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث کی جنگ میں شریک تھا اور مہلب بن ابی صغره کے ساتھ بھی ان کی مغازی میں شریک رہا تھا۔ ابو مسلم تمام امور میں ان سے مشورہ لیتا تھا اور جن جن لڑائیوں میں وہ شریک ہو چکے تھے ان کا حال پوچھتا رہتا تھا اور ہمیشہ ان کی کنیت ابو منصور سے انھیں پکارتا اور مشورہ لیتا۔

بنی ہاشم کے لیے بیعت:

ابو منصور نے ہاشمیوں کے لیے بیعت لینا شروع کر دی، بیعت لیتے وقت وہ کہتا تھا۔ میں تم سے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ پر اہل بیت رسول اللہ ﷺ سے کسی شخص کو جسے سب پسند کریں خلیفہ بنانے کے لیے بیعت لیتا ہوں، تم لوگوں کو اس کے لیے اللہ کے سامنے واثق عہد کرنا چاہیے جو اس کی خلاف ورزی کرے گا اسے بیویوں کو طلاق اور غلاموں کو آزاد اور کفارہ میں حج کرنا پڑے گا، تم لوگ کسی شے کا نہ لالچ کرنا اور نہ مانگنا البتہ جب تمہارے والی تمہیں دیں، اور اگر تمہارا دشمن تمہارے قدموں تلے بھی ہو جائے تو بغیر اپنے افسروں کے حکم کے اس کے ساتھ کچھ نہ کرنا۔

ابو مسلم نے مسلم بن احوز، یونس بن عبد ربہ، عقیل بن معقل، منصور بن ابی الخرقا اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا ابو منصور سے ان کے متعلق مشورہ لیا اس نے ان کے قتل کا مشورہ دیا، ابو مسلم نے ان سب کو قتل کرا دیا۔ یہ چوبیس آدمی تھے۔
نصر کی ابو مسلم کو مصالحت کی پیش کش:

ابو مسلم نے اپنی فوج خاصہ پر خالد بن عثمان کو کوٹوالی پر مالک بن ابی شیم کو، قاسم بن مجاشع کو منصب قضاء پر، اور کامل بن مظفر کو فوج کا بخشی مقرر کیا، اور ہر شخص کو چار ہزار درہم معاش میں دیئے۔ ابو مسلم ماخوان میں تین ماہ اپنے پڑاؤ میں رہا، جب یہاں سے روانہ ہو کر ابن الکرمانی کے پڑاؤ جانے لگا تو اس کے میمنہ پر لاہز بن قریظ، میسرہ پر قاسم بن مجاشع اور مقدمۃ الحیش پر ابو نصر مالک بن ابی شیم تھے، ابو عبدالرحمن الماخوانی کو اس نے اپنی اس خندق کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ ابو مسلم نے شیبان کے پڑاؤ میں صبح کی نصر کو اب ابو مسلم اور کرمانی کے اپنے خلاف متحد ہو جانے کا اندیشہ ہوا، اس نے ابو مسلم کو دعوت دی کہ تم مرو میں داخل ہو جاؤ اور مجھ سے صلح کر لو۔ ابو مسلم نے اس تجویز کو منظور کر لیا اور نصر سے صلح کر لی، مسلم بن احوز نصر کی جانب سے تمام دن گفتگوئے صلح کے لیے ابو مسلم کے پاس آتا جاتا، ابو مسلم اس وقت شیبان کے پڑاؤ میں تھا، دوسرے دن صبح نصر اور کرمانی ایک دوسرے سے لڑنے کے لیے نکلے ابو مسلم شہر مرو میں داخل ہونے آیا نصر اور کرمانی کا رسالہ مقابلہ سے پلٹ گیا یہ واقعہ ۱۷/۹/ رجب الآخر ۱۳۰ ہجری میں ہوا ابو مسلم یہ آیت پڑھ رہا تھا: آخر آیت تک

نصر بن سيار کا مرو چھوڑنے کا فیصلہ:

جب ابو مسلم مرو میں آ گیا تو نصر نے اپنے دوستوں سے کہا ابو مسلم کا اقتدار بہت بڑھ گیا ہے بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے ہیں میں نے اس سے صلح کر لی ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہوگا اب تم لوگ میرے ساتھ اس شہر کو چھوڑ کر چلو۔ بعض لوگوں نے اس رائے سے اختلاف کیا اور بعض نے تائید کی۔ نصر نے کہا مجھے یقین ہے کہ ایک دن تم میری اس بات کو یاد کرو گے۔ نصر نے اپنے خاص مضری طرفداروں سے کہا کہ تم لوگ ابو مسلم کے پاس چلے جاؤ اور اس سے اپنا تعلق قائم کر لو۔

نصر بن سيار کا فرار:

ابو مسلم نے لاہر بن قریظ کو نصر کے پاس بھیجا کہ وہ اسے ابو مسلم کی تحریک میں شریک ہونے کی دعوت دے۔ لاہر نے نصر کے سامنے یہ آیت پڑھی:

”وہ مجمع تمہارے متعلق مشورہ کر رہا ہے کہ تمہیں قتل کر دے۔“

اس سے پہلے ہی اس نے بعض آیات قرآنی ایسی پڑھیں جس سے نصر سمجھ گیا کہ وہ میرے قتل کے درپے ہیں اپنے غلام سے کہا وضو کے لیے پانی لاؤ وضو کے بہانے مجلس سے اٹھ کر باغ میں آیا اور باغ سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ گیا۔

ایاس بن طلحہ کی روایت:

ایاس بن طلحہ راوی ہے میں اپنے باپ کے ساتھ تھا، میرا چچا بیعت کرنے کے لیے ابو مسلم کے پاس گئے تھے، ان کے واپس آنے میں دیر ہوئی، میں نے عصر کی نماز پڑھی، دن چھوٹا تھا ہم ان کا انتظار کر رہے تھے اور ہم نے ان کے لیے کھانا پکوا کر تیار رکھا تھا۔ میں اپنے باپ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں نصر ایک ترکی گھوڑے پر سوار دکھائی دیا۔ جس گھوڑے پر وہ سوار تھا اس سے زیادہ تیز رواور کوئی گھوڑا اس کے پاس نہ تھا۔ اس کے ہمراہ اس کا حاجب اور حکم بن نمیلۃ النمری تھا، میرے باپ نے مجھ سے کہا یہ بھاگ کر جا رہا ہے، کیونکہ اس کے ہمراہ خادم و حشم ہے نہ آگے نیزہ بردار اور علمبردار ہے، جب وہ ہمارے پاس سے گذرا اس نے پست آواز میں سلام کیا اور جب ہم سے آگے بڑھا تو اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی، حکم بن نمیلۃ نے اس کے غلاموں کو آواز دی، وہ بھی سوار ہو کر اس کے پیچھے ہو لیے۔

نصر بن سيار کے سفر کا واقعہ:

اسی راوی کی دوسری روایت: ہمارے مکان اور مرو کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ تھا، عشاء کے بعد نصر ہمارے پاس سے گذرا، گاؤں والے اسے دیکھ کر پریشان ہوئے بھاگے اور رونے لگے۔ میرے اعزا اور بھائیوں نے مجھ سے کہا کہ تم بھی نصر کے ساتھ ہو جاؤ لیکن ایسا نہ ہو کروہ مارا جائے، چنانچہ میں اور میرے چچا مہلب بن ایاس اس کے پیچھے ہو لیے اور آدھی رات گئے ہم اس تک پہنچ گئے۔ اس کے ہمراہ چالیس آدمی تھے۔ اس کا گھوڑا کھڑا ہو گیا، نصر اس نے کہا مجھے خوف ہے کہ ہمارا تعاقب کیا جائے گا، کون شخص ہے جو اس رات میں ہماری رہبری کرے؟ عبداللہ بن عرعرة الفصی نے کہا میں رہنمائی کروں گا نصر نے کہا اچھی بات ہے، چنانچہ وہ ہمیں ساری رات سفر کرتا رہا، صبح ہم کو مرو سے بیس فرسنگ یا اس سے کم فاصلہ پر صحرا میں ایک کنوئیں پر ہوئی۔ اب ہماری تعداد چھ سو تھی اس دن بھی ہم برابر چلتے رہے۔ عصر کے وقت ہم نے ایسی جگہ منزل کی، جہاں سے سرخس کے محل و مکان ہمیں نظر آ

رہے تھے اور اب ہماری تعداد ایک ہزار پانچ سو ہو گئی تھی، میں اور میرے چچا بنی حنیفہ کے مسکین نام اپنے ایک دوست کے پاس گئے۔ ہم نے رات اسی کے پاس بسر کی اور کچھ کھایا نہ تھا، صبح کو وہ ہمارے لیے شور بے میں بھگوئی ہوئی روٹی لایا۔ ہم نے اسے کھایا، ہم بھوکے تھے، کیونکہ ایک دن رات سے کچھ نہیں کھایا تھا۔

نصر بن سيار کا نیشاپور میں قیام:

اب اور لوگ بھی ہمارے ساتھ ہو گئے جس سے ہماری تعداد تین ہزار ہو گئی، دو روز ہم نے سرخس میں قیام کیا اور جب لوگوں کی آمد بند ہو گئی تو نصر طوس آ گیا۔ یہاں اس نے لوگوں کو ابو مسلم کے خروج اور غلبہ کی اطلاع دے دی، پندرہ دن قیام کیا پھر نصر اور ہم سب نیشاپور آئے اور یہاں وہ فروکش ہو گیا۔

نصر کے بھاگنے کے بعد ابو مسلم نے دارالامارۃ میں قیام اختیار کیا، ابن الکرمانی بھی ابو مسلم کے ساتھ مرو میں داخل ہوا۔ نصر کے بھاگنے کے بعد ابو مسلم نے کہا نصر مجھے جادوگر کہا کرتا تھا حالانکہ بخدا وہ خود جادوگر ہے۔

واقعات مذکورہ بالا کے متعلق ایک اور بیان یہ بھی ہے۔

ابو مسلم خراسانی کا علی بن کرمانی کی حمایت کا فیصلہ:

۱۳۰ ہجری میں ابو مسلم اپنی چھاؤنی سے جو سلیمان بن کثیر کے گاؤں میں تھی ایک دوسرے موضع ماخوان میں آیا اب یہاں اس نے چھاؤنی قائم کی اور اس بات کا ارادہ کر لیا کہ علی بن جدلیع اور اس کے طرفدار یمنی عربوں سے مدد مانگے۔ نیز نصر اور اس کے طرفداروں کو بھی اپنی اعانت کی دعوت دی، اس غرض سے اس نے دونوں حریفوں کے پاس اپنے قاصد بھیجے۔ اور ہر ایک کے سامنے صلح و اتحاد پیش کیا بشرطیکہ وہ اس کی اطاعت قبول کر لیں، علی بن جدلیع نے اس کی بات مان لی اور اس بنا پر ان دونوں میں صلح ہو گئی، جب اسے اس کی بیعت سے اطمینان ہو گیا تو اس نے نصر کو لکھا کہ آپ اپنا ایک وفد بھیج دیئے تاکہ ان سے اور میرے طرفداروں سے گفتگو ہو جائے، مگر اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے طرفداروں کو ابن الکرمانی کا ساتھ دینے کی ہدایت کر دی تھی، نیز اس نے دکھاؤے کے لیے ابن الکرمانی سے کہا بھیجا کہ آپ بھی اپنا ایک وفد بھیجے پھر اس کے بعد وہی ہوا جس کا ذکر آچکا ہے کہ شیعوں نے یمنی عربوں کو مضر یوں پر ترجیح دی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب ابو مسلم نے شبل بن طہمان کو فوج کے ساتھ مرو بھیجا اور اسے بخارا خذادہ کے محل میں اترنے کا حکم دیا تو اس وقت اسے علی بن الکرمانی ہی کی امداد کے لیے بھیجا تھا۔

ابو مسلم خراسانی کا مرو میں استقبال:

ابو مسلم ماخوان کی خندقوں سے نکل کر اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر علی بن جدلیع کے پاس روانہ ہوا، علی کے ساتھ اس کا عثمان دوسرے یمن کے اشراف اور ان کے حلیف ربیعہ موجود تھے، جب ابو مسلم مرو کے سامنے آیا تو عثمان بن جدلیع نے رسالہ کی بڑی جمعیت کے ساتھ اس کا استقبال کیا، اس کے ہمراہ تمام یمنی اشراف اور ربیعہ موجود تھے۔ یہ ان کی مشایعت میں علی بن الکرمانی اور شیمان بن سلمۃ الحروری اور دوسرے نقیبوں کے قیام گاہ میں آیا۔ پہلے یہ علی بن جدلیع کے حجرے کے سامنے آ کر ٹھہرا، پھر اس سے جا کر خود ملا اور کہا کہ آپ کو اختیار ہے جسے چاہے امیر بنائیں، آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو امان دی جاتی ہے، اب یہاں سے یہ

دونوں نکل کر شبیان کے حجرہ میں آئے، ان دنوں اسی کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا جاتا تھا۔
ابو مسلم کا علی بن کرمانی اور شبیان خارجی سے حسن سلوک:

ابو مسلم نے علی کو شبیان کے پہلو میں بیٹھنے کا حکم دیا اور کہا کہ اب تمہارے لیے اسے امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرنا جائز نہیں ہے۔ اور خود ابو مسلم نے ارادہ کیا کہ وہ علی کو امیر کہہ کر سلام کرے تاکہ شبیان کو معلوم ہو جائے کہ وہ علی کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہے اس بات کو علی تاڑ گیا اور بغیر سلام کیے وہ شبیان کے پہلو میں با بیٹھا اور اب ابو مسلم اندر آیا اور اس نے علی کو امیر کہہ کر سلام کیا۔ مگر وہ شبیان کے ساتھ بھی نہایت مہربانی سے پیش آیا، اس کی تعظیم و تکریم کی اس سے مل کر باہر آیا اور محمد بن حسن الازدی کے محل میں دو روز قیام کر کے پھر ماخون میں اپنی خندقوں میں واپس چلا آیا۔ تین ماہ اور یہاں پڑا رہا پھر ساتویں ربیع الآخر کو اپنی ماخون کی چھاؤنی پر ابو عبد اللہ کریم الماخونی کو افسر مقرر کر کے خود مرو آ گیا۔ اس نے اپنے مینہ پر لاہز بن قریظ کو میسرہ پر قاسم بن جاشع کو اور مقدمہ الحیش پر مالک بن الہیثم کو مقرر کیا۔ رات بھر چل کر صبح مرو آیا، علی بن کرمانی سے کہلا بھیجا کہ رسالہ بھیج دو تاکہ وہ قصر الامارۃ کے دروازے پر جا کر کھڑا رہے، مگر یہاں حالت ہی کچھ اور تھی، ابن کرمانی اور نصر میں مرو کی شہر پناہ کے اندر نہایت شدید جنگ ہو رہی تھی۔

ابو مسلم خراسانی کی نصر کو بیعت کی دعوت:

ابو مسلم نے دونوں حریفوں کو کہلا بھیجا کہ وہ جنگ موقوف کر دیں اور سب لوگ اپنی اپنی چھاؤنیوں میں واپس چلے جائیں، لڑنے والوں نے اس کی ہدایت کی تعمیل کی۔ ابو مسلم نے لاہز بن قریظ، قریش بن شقیق، عبد اللہ بن البختری اور داؤد بن کراز کو نصر کے پاس بھیجا تاکہ یہ لوگ اسے کتاب اللہ پر عمل اور اہل بیت میں سے کسی کو خلیفہ بنانے کے لیے دعوت دیں۔ جب نصر نے دیکھا کہ یمن، ربیعہ اور نجفی اس کے مخالف ہو گئے ہیں اور اس میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں اور اطاعت سے چارہ نہیں اس نے ظاہر کیا کہ مجھے یہ دعوت قبول ہے اور میں خود ابو مسلم کے پاس آؤں گا اور بیعت کروں گا۔

چونکہ وہ انھیں دھوکہ دے بھاگ جانا چاہتا تھا اس لیے اس نے انھیں رات تک روکے رکھا، رات ہوتے ہی اپنے طرفداروں کو حکم دیا کہ وہ کسی مامون جگہ چلے جائیں مگر اس کے طرفداروں کو اس رات چلے جانے کا موقع میسر نہ تھا، اس لیے سلم بن اموز نے اس سے کہا کہ ہم آج رات یہاں سے نہیں جاسکتے، کل رات روانہ ہوں گے۔

نصر بن سیار کی طلبی:

اگلی صبح کو ابو مسلم نے اپنے فوجی دستوں کو آراستہ کیا ظہر کے بعد تک ان کی تیاری ہوتی رہی، اس نے لاہز بن قریظ، قریش بن شقیق، عبد اللہ بن البختری، داؤد بن کراز اور چند اور عجمی شیعوں کو نصر کے پاس بھیجا۔ نصر نے ان سے کہا تم سے جو وعدہ کیا گیا ہے اس کا نتیجہ برائی ہوگا، لاہز نے کہا مگر آپ کو بھی اس سے محضر نہیں۔ نصر نے کہا اگر یہ بات ہے تو میں وضو کر لوں اور پھر ابو مسلم کے پاس چلتا ہوں، اس اثناء میں ایک آدمی کو ابو مسلم کے پاس بھیجتا ہوں اگر اس کی رائے اور اس کا یہ بھی حکم ہوا تو میں اس کے پاس چلوں گا۔ میرے قاصد کے واپس آنے تک میں تیاری کرتا ہوں۔ نصر مجلس اٹھ کھڑا ہوا، اس وقت لاہز نے یہ آیت پڑھی:

﴿إِنَّ الْمَلَائِئِیَآءَ یَاتِمِرُونَ بِكَ لَیَفْتُلُوْكَ فَاُخْرِجْ اِنِّیْ لَکَ مِنَ النَّاصِحِیْنَ﴾

”لوگ تمہارے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں، تم یہاں سے چلے جاؤ، میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔“

ابو مسلم کو نصر کی فراری کی اطلاع:

نصر نے ان لوگوں سے یہ کہہ کر کہ ابو مسلم کے پاس اپنے قاصد کے واپس آنے کا منتظر ہوں اپنے مکان میں چلا گیا اور رات ہوتے ہی اپنے حجرے کی پشت سے نکل گیا اس کے ہمراہ اس کا بیٹا تمیم، حکیم بن نمیلہ النمیری اس کا حاجب اور اس کی بیوی تھی، یہ مکان سے نکلتے ہی فرار ہو گیا، جب لاہز اور اس کے ساتھیوں نے محسوس کیا کہ اسے اندر گئے بہت دیر ہو گئی تو یہ اس کے مکان میں گھس آئے۔ معلوم ہوا کہ وہ بھاگ گیا۔ جب ابو مسلم کو اس کے فرار ہونے کی اطلاع ہوئی وہ نصر کے پڑاؤ میں آیا۔

نصر کے ساتھیوں کا قتل:

اس کے معتمد علیہ دوستوں کو اور دوسرے بڑے سرداروں کو پکڑ کر ان کی مشکیں بندھوا دیں، ان میں مسلم بن احوز نصر کا کوتوال، بختری اس کا میرنشی، اس کے دو بیٹے یونس بن عبد ربہ، محمد بن قطن اور مجاہد بن یحییٰ بن حصین وغیرہ شامل تھے، بعد ازاں ابو مسلم نے لوہے کی بیڑیاں انھیں پہنا کر قید کر دیا، اور پھر سب کے قتل کا حکم دے دیا۔

نصر اپنے تین ہزار مضری طرفداروں کے ساتھ سرخس آیا، ابو مسلم اور علی بن الکرمانی اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ دونوں رات بھر چل کر صبح نصرانیہ نامی ایک موضع میں پہنچے، یہاں معلوم ہوا کہ نصر اپنی بیوی مرزبانہ کو یہاں چھوڑ کر خود بچ نکلا ہے، یہ دونوں مرو واپس چلے آئے۔

لاہز بن قریظ کا قتل:

ابو مسلم نے ان لوگوں سے جنہیں اس نے نصر کے پاس دعوت دینے بھیجا تھا دریافت کیا کہ تمہاری کس بات سے اسے ہمارے ارادے کے متعلق شبہ پیدا ہوا، انھوں نے کہا ہمیں تو معلوم نہیں۔ ابو مسلم نے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے کوئی بات کی تھی، انہوں نے کہا لاہز نے یہ آیت پڑھی تھی: **إِنَّ الْمَلَائِکَةَ لَا تَمَرُّونَ بِکَ لَیَقْتُلُوکَ**۔ ابو مسلم نے کہا یہی اس کے فرار کی وجہ ہوئی۔ پھر اس نے لاہز کو مخاطب کر کے کہا تو دین میں بھی فریب کرتا ہے، اور اسے قتل کر دیا۔

علی بن جدلیج اور شیبان خارجی:

علی بن جدلیج اور شیبان نصر کے مقابلہ میں حلیف تھے کیونکہ شیبان نصر کا اس لیے مخالف تھا کہ یہ مروان بن محمد کا عامل تھا اور شیبان خارجی تھا اور علی بن جدلیج یہ سب اپنے یمنی ہونے کے نصر کا جو مضری تھا اور نیز اس لیے بھی نصر کا مخالف تھا کہ اس نے اس کے باپ کو قتل کر کے سولی دے دی تھی اور یمنی اور مضری عربوں میں یوں ہی اس زمانہ میں سخت عداوت و خانہ جنگی برپا تھی۔

شیبان خارجی کو بیعت کی دعوت:

جب علی بن الکرمانی نے ابو مسلم سے صلح کر لی تو شیبان نے محسوس کیا کہ اس میں ان دونوں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے اس لیے وہ مرو چھوڑ کر ایک طرف ہو رہا، ادھر نصر بھی مرو سے فرار ہو گیا تھا اور اس کی خبر شائع ہو چکی تھی، ابو مسلم نے شیبان کو دعوت دی کہ وہ اس ہاتھ پر بیعت کر لے مگر شیبان نے اس کے جواب میں خود ابو مسلم کو اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی دعوت دی کہ وہ میرے ہاتھ پر بیعت کر لے۔ اس پر ابو مسلم نے اس کا کہنا بھیجا کہ اگر تم میرے ساتھ شرکت نہیں کرتے تو اس مقام کو چھوڑ کر

چلے جاؤ۔ شیبان نے ابن الکرمانی سے امداد طلب کی اس نے انکار کر دیا۔ شیبان سرخس آ گیا۔ بکر بن وائل کی ایک اچھی خاصی جماعت اس کے ساتھ ہو گئی ابو مسلم نے نوازدی شخصوں کو جن میں منتجع بن الزبیر بھی تھا شیبان کے پاس بھیجا کہ وہ اسے اپنی شرکت کی دعوت دیں اور جدال و قتال سے باز رہنے کی درخواست کریں شیبان نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر ابو مسلم کے قاصدوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

شیبان خارجی کا قتل:

ابو مسلم نے بسام بن ابراہیم بن لیث کے آزاد غلام کو جو بیورد میں تھا حکم بھیجا کہ وہ شیبان سے جا کر لڑے اس نے شیبان سے جنگ کی اسے شکست دی اور تعاقب کرتے ہوئے شہر میں در آیا اس نے اور بکر بن وائل نے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس پر لوگوں نے ابو مسلم سے کہا بسام اپنے باپ کا بدلہ سے رہا ہے ادھر بسام نے مجرم اور نا کردہ گناہ ہر ایک کو قتل کرنا شروع کیا۔ ابو مسلم نے اسے اپنے پاس بلا بھیجا یہ ایک شخص کو اپنا قائم مقام بنا کر ابو مسلم کے پاس آ گیا۔

شیبان کے قتل کے بعد بکر بن وائل کا ایک شخص خفاف نامی ابو مسلم کے ان پیامبروں کے پاس سے جنہیں اس نے شیبان کے پاس بھیجا تھا اور جو ایک مکان میں قید تھے گذرا اور انہیں قید سے نکال کر قتل کر دیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شیبان کے مقابلہ کے لیے ابو مسلم نے خود اپنے پاس سے خزیمہ بن خازم اور بسام بن ابراہیم کی زیر قیادت فوج بھیجی تھی۔

اس سنہ میں ابو مسلم نے علی بن جدلیع الکرمانی اور اس کے بھائی عثمان کو قتل کر دیا۔

ابوداؤد کا بلخ پر قبضہ:

ابو مسلم نے موسیٰ بن کعب کو ابوورد بھیجا۔ اس نے اس مقام کو فتح کر لیا اور اس کی اطلاع ابو مسلم کو لکھ دی۔ ابو مسلم نے ابوداؤد کو بلخ بھیجا۔ زیاد بن عبدالرحمن القشیری بلخ کا عامل تھا جب اسے معلوم ہوا کہ ابوداؤد بلخ آ رہا ہے وہ اہل بلخ اور ترند کو لے کر طخارستان کے صوبہ سے جوڑ جان آ گیا۔ جب ابوداؤد اس کے قریب پہنچا تو یہ پسپا ہو کر ترند چلا آیا اور ابوداؤد نے بلخ پر قبضہ کر لیا ابو مسلم نے اسے اپنے پاس آنے کا حکم دیا اس کی جگہ اس نے یحییٰ بن نعیم ابوالمیلا کو بھیجا۔ جب ابوداؤد کو یہ حکم موصول ہوا وہ واپس آ گیا اور ابوالمیلا بلخ آ گیا۔

زیاد بن عبدالرحمن اور یحییٰ بن نعیم کا اتحاد:

زیاد بن عبدالرحمن نے یحییٰ بن نعیم ابوالمیلا سے مراسلت کی کہ ہم دونوں متحد ہو جائیں ابوالمیلا نے اس تجویز کو قبول کر لیا زیاد بن عبدالرحمن القشیری، مسلم بن عبدالرحمن بن مسلم الباہلی، عیسیٰ بن زروعة السلمی، اہل بلخ و ترند طخارستان اور ذریائے جیحون کے اس کنارے کے رؤسا بلخ آئے زیاد اور اس کے ساتھی بلخ سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر آ کر فروکش ہوئے ادھر سے یحییٰ بن نعیم بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کے پاس آیا جب یہ سب جمع ہو گئے تو ان سب نے جن میں مضری یمنی، ربیعہ اور عجمی سب شامل تھے متحدہ طور پر ابو مسلم کے خلاف لڑنے کا تہیہ کر لیا اور عربوں کے تینوں گروہوں کو چھوڑ کر انھوں نے مقاتل بن حیان النبطی کو اپنا سپہ سالار بنایا۔

ابوداؤد اور زیاد بن عبدالرحمن کی جنگ:

ابو مسلم نے ابوداؤد کو پلٹ جانے کا حکم دیا۔ یہ اپنی فوج لے کر پھر بلخ کی جانب روانہ ہوا اور اب یہ تمام سردار دریائے سرخیان پر جمع ہو گئے تھے زیاد بن عبدالرحمن اور اس کے دوستوں نے ابوسعید القرشی کو عود اور امدا یاں کے درمیان بطور جنگی چوکی کے مقرر کر دیا تھا تاکہ ابوداؤد کی فوج ان کی پشت سے ان پر نہ آجائے۔ ابوسعید کی بیرقیں اور علم بھی سیاہ تھے جب داؤد زیاد اور اس کے تمام ساتھی سردار جنگ کے لیے یکجا ہوئے اور صف بندی ہو چکی تو ابوسعید نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ زیاد کی عقبی جانب سے آکر اس سے مل جائے۔

زیاد بن عبدالرحمن کو شکست:

چنانچہ یہ اسی خیال سے عود کی شاہراہ سے واپس پلٹ کر ان کے پیچھے نکل آیا، چونکہ اس کے علم بھی سیاہ تھے اس لیے زیاد کی فوج کو یہ گمان ہوا کہ یہ فوج ابوداؤد کی ہے جسے اس نے ہمارے پیچھے کین گاہ میں چھپا رکھا تھا مگر اس سے پہلے ہی حریفوں میں جنگ شروع ہو چکی تھی زیاد اور اس کی تمام فوج نے شکست کھائی، ابوداؤد نے اس کا تعاقب کیا، زیاد کے اکثر ساتھی دریائے سرخیان میں غرق ہو گئے اور جو پیچھے رہے انھیں ابوداؤد نے قتل کر دیا۔ ابوداؤد نے زیاد کے فرود گاہ میں اتر کر ہر چیز جو اس میں تھی قبضہ کر لیا، مگر زیاد کا تعاقب نہیں کیا۔ زیاد، یحییٰ اور ان کے دوسرے دوست ترمذ چلے گئے، ابوداؤد نے اس دن زیاد کے فرود گاہ میں قیام کیا اور جتنے عرب وغیرہ مارے گئے تھے یا بھاگ گئے تھے ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا، اب بلغ پر ابوداؤد کا اچھی طرح عمل دخل ہو گیا۔

علی و عثمان پسران جدیع کرمانی کے قتل کا منصوبہ:

اس مرتبہ پھر ابو مسلم نے اسے اپنے پاس آنے کا حکم دیا اور نصر بن صبیح المری کو بلخ بھیجا۔ جب ابوداؤد ابو مسلم کے پاس آ گیا، تو ان دونوں کی یہ رائے ہوئی کہ علی بن الکرمانی اور عثمان بن بن الکرمانی ان دونوں بھائیوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے، ابو مسلم نے عثمان کو بلخ کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا اس نے بلغ آ کر قرقاضہ بن ظہیر العسبی کو شہر بلخ پر اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ مضری عرب اب پھر ترمذ سے مسلم بن عبدالرحمن الباہلی کی قیادت میں اس سے لڑنے آئے اور ان میں اور عثمان کی فوج میں ایک گاؤں میں جو بروقان اور دستجرد کے درمیان واقع تھا نہایت ہی شدید جنگ ہوئی، عثمان بن جدیع کی فوج کو شکست ہوئی، فاتحوں نے بلغ پر قبضہ کر کے قرقاضہ کو وہاں سے نکال دیا۔

عثمان بن جدیع کرمانی کا قتل:

جب اس ہزیمت کی خبر عثمان بن جدیع اور نصر بن صبیح کو جو اس وقت مرو الروذ میں تھے معلوم ہوئی تو وہ دونوں ان کے مقابلے کے لیے بڑھے، ان کے آنے کی خبر سنتے ہی زیاد بن عبدالرحمن کی فوج اسی رات بلخ سے بھاگی، نصر نے تو ان کے تعاقب میں بہت زیادہ مستعدی اس لیے ظاہر نہیں کی کہ وہ چاہتا تھا کہ ان سے مقابلہ نہ ہو اور یہ بھاگ جائیں مگر عثمان کی فوج سے ان کی ٹڈ بھیل ہو گئی، جنگ شروع ہوئی اور شدید جنگ کے بعد عثمان بن جدیع کی فوج کو ہزیمت ہوئی ان کے بہت سے آدمی مارے گئے اور دشمن ان سے صاف بچ کر اپنے اور مضری عربوں سے جا ملا۔ ابوداؤد مرو سے بلخ واپس آیا۔ ابو ابو مسلم، علی بن جدیع کے ساتھ نیشاپور روانہ ہوا، ابو مسلم اور ابوداؤد کی یہ رائے ہو چکی تھی کہ ایک ہی دن میں ابو مسلم علی کو اور ابوداؤد عثمان کو قتل کر دے۔ چنانچہ ابوداؤد نے بلغ آ کر عثمان

کو قتل کا عامل کر کے مرو اور بلخ یعنی اور ربیعہ عربوں کے ساتھ قتل بھیج دیا۔ جب یہ بلخ سے روانہ ہو گیا۔ تو ابوداؤد نے بلخ سے روانہ ہو کر قتل کے علاقہ میں اسے جالیا اور اچانک حملہ کر کے عثمان اور اس کے دوستوں کو گرفتار کر کے پہلے قید کر دیا پھر بے رحمی سے انہیں قتل کر دیا۔

علی بن جدیع کرمانی کا قتل:

اسی روز ابو مسلم نے علی کا کام تمام کر دیا۔ اس نے علی بن الکرمانی سے دریافت کر لیا تھا کہ اس کے خاص خاص معتمد علیہ دوست کون کون ہیں تاکہ یہ انہیں عامل مقرر کرے انعام و خلعت دے، علی نے ان کے نام بتا دیئے تھے ابو مسلم نے ان سب کو قتل کر دیا۔

قطبہ بن شیبہ کی خراسان میں آمد:

اس سنہ میں قطبہ بن شیبہ، ابراہیم بن محمد بن علی کے پاس سے اس جھنڈے کو لے کر جسے ابراہیم نے اسے باندھ کر دیا تھا، ابو مسلم کے پاس خراسان آیا، ابو مسلم نے اسے اپنے مقدمۃ الجیش پر مقرر کیا، اس کے ساتھ اور فوج کر دی، اسے عہدہ داروں کے عزل و نصب کا اختیار دیا اور تمام فوجوں کے نام اس کے احکام کی تعمیل کرنے کا حکم جاری کر دیا۔

عاصم بن عمیر اور جمہور بن سرار کی جنگ:

اسی سنہ میں قطبہ نصر سے لڑنے نیشاپور روانہ ہوا۔ اس کی تفصیل یہ ہے، شیبان بن سلمۃ الحروزی کے قتل کے بعد اس کے ساتھی نصر کے پاس جو نیشاپور میں تھا آگئے تھے، نالی بن سوید العجلی نے نصر سے فریاد رسی چاہی نصر نے اپنے بیٹے تمیم کو دو ہزار فوج کے ساتھ ان کی امداد کے لیے بھیج دیا۔ اور آپ خود نصر نے طوس جانے کی تیاری کی، ابو مسلم نے قطبہ بن شیبہ کو اور سرداروں کے ساتھ جن میں قاسم بن مجاشع اور جمہور بن سرار تھے نصر کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا، قاسم نے سرخس کا راستہ اختیار کیا اور جمہور ایبورد کی سمت سے بڑھا۔ تمیم نے عاصم بن عمیر السغدی کو جمہور کے لیے جو اوروں کے مقابلہ میں بہت قریب آ گیا تھا روانہ کیا، عاصم نے اسے شکست دی یہ کیا دقان میں قلعہ بند ہو گیا، دوسری جانب قطبہ اور قاسم برابر نالی سے چمٹے رہے، تمیم نے عاصم کو جمہور کو چھوڑ کر چلے آنے کا حکم دیا۔ عاصم اسے چھوڑ کر آ گیا اور اب قطبہ ان سے لڑا۔

معرکہ طوس:

قطبہ کے نصر کے مقابلہ کے لیے جانے کے متعلق مذکورہ بالا روایت کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب ابو مسلم نے شیبان خارجی اور کرمانی کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا۔ نصر کو مرو سے نکال دیا اور تمام خراسان پر اس کا قبضہ ہو گیا تو اس نے اپنے عمال خراسان کے شہروں پر مقرر کیے، اشباع بن العثمان الازدی کو سمرقند کا۔ ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو طخارستان کا عامل مقرر کیا، محمد بن الاشعث کو طسین اور فارس بھیجا۔ مالک بن الہیثم کو اپنا کوتوال مقرر کیا، قطبہ کو طوس بھیجا اس کے ہمراہ یہی سردار تھے، ابو عون، عبدالملک بن یزید، مقاتل بن حکیم، الحکم، خالد بن برمک، خازم بن خریمہ، منذر بن عبدالرحمن، عثمان بن نہیک، جمہور بن مرار، العجلی، ابو العباس الطوسی، عبداللہ بن عثمان الطائی، سلمہ بن محمد، ابو غانم عبدالحمید بن ربیع، ابو حمید، ابو جہم کو ابو مسلم نے قطبہ کو فوج کا بخشی مقرر کیا تھا، عامر بن اسمعیل اور محرز بن ابراہیم ان کے علاوہ اور بھی سردار تھے، غرض کہ طوس میں ان کا مقابلہ ان لوگوں سے ہوا جو وہاں تھے انہیں شکست

ہوئی، مقتولین جنگ سے زیادہ ان لوگوں کی تعداد تھی جو اثر دہام میں کچل کر مر گئے۔ چنانچہ اس جنگ میں کل مقتولین کی تعداد دس ہزار تھی۔

قاسم بن مجاشع کی طلبی:

ابو مسلم نے قاسم بن مجاشع کو حجاج کے راستے سے نیشاپور روانہ کیا اور قحطہ کو تمیم بن نصر، تابی بن سوید اور ان خراسانیوں سے جنھوں نے ان دونوں کے پاس پناہ لی تھی لڑنے کا حکم دیا۔ نیز یہ بھی لکھا کہ موسیٰ بن کعب کو ابیورد سے اس کے پاس واپس بھیج دیا جائے۔ قحطہ نے ابیورد آ کر موسیٰ بن کعب کو ابو مسلم کے پاس بھیج دیا۔ نیز اس نے مقاتل بن حکیم کو لکھا کہ تم کسی شخص کو نیشاپور بھیج دو اور قاسم بن مجاشع کو واپس کر دو۔

اسید بن عبداللہ کی قحطہ سے امداد طلبی:

ابو مسلم نے علی بن معقل کو تمیم بن نصر سے لڑنے بھیجا، دس ہزار فوج اسے دی، حکم دیا کہ طوس میں قحطہ سے جا ملے، اور جب وہ آئے تو اپنی فوج سے اس کا استقبال کرے اور اس کے ساتھ شامل ہو جائے، علی مرو سے روانہ ہو کر موضع حلوان آیا قحطہ کو علی کی آمد اور اس کا مقام معلوم ہوا یہ سوذقان کی جانب سے جہاں تمیم بن نصر اور تابی بن سوید مورچے لگائے تھے تیزی سے بڑھا، اس نے اپنے مقدمہ الجیش پر اسید بن عبداللہ الخزاعی کو اہل فساد اور ابیورد کے ہمراہ آگے بڑھایا۔ یہ چل کر ایک گاؤں میں تمیم سے لڑنے اتر پڑا۔ پھر اس نے قحطہ کو لکھا کہ دشمن کی یہ حالت ہے کہ اس کے پاس تیس ہزار فوج ہے جن میں خراسان کے بڑے بڑے بہادر اور سردار شامل ہیں اگر آپ فوراً میرے پاس نہ آئے تو میں آپ کے خلاف خدا سے محاکمہ چاہوں گا۔ قحطہ نے مقاتل بن حکیم العنکی کو ایک ہزار فوج کے ساتھ اور خالد بن برمک کو ایک ہزار کے ساتھ اس کی امداد کے لیے بھیج دیا۔ جب یہ دونوں اسید کے پاس آئے تمیم اور تابی کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی تو ان کے دل چھوٹ گئے۔

قحطہ بن شیبہ اور تمیم بن نصر کی جنگ:

پھر قحطہ بھی اپنی پوری فوج کے ہمراہ مقابلہ کے لیے آ موجود ہوا، اور اب اس نے تمیم سے لڑنے کی تیاری کی، اپنے مہینہ پر مقاتل بن حکیم، ابو عون، عبدالملک بن یزید اور خالد بن برمک کو مقرر کیا، میسرہ پر اسید بن عبداللہ الخزاعی حسن بن قحطہ، میتب بن زہیر اور عبدالجبار بن عبدالرحمن کو مقرر کیا، کیا، خود قحطہ قلب میں رہا، اور اب یہ دشمن کی جانب بڑھا، انھیں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور اہل بیت نبی میں سے کسی کو خلیفہ بنالینے کی دعوت دی، مگر دشمن نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا، قحطہ نے اپنے مہینہ اور میسرہ کو حملہ کرنے کا حکم دیا، اور اب حریفوں میں نہایت ہی شدید معرکہ جہاد و قتال گرم ہوا، اس قدر شدید جنگ ہوئی کہ اس سے زیادہ کیا ہوتی۔

تمیم بن نصر کا قتل:

تمیم بن نصر معرکہ کارزار میں مارا گیا۔ اس کے ساتھ اور بھی بے حد لوگ مارے گئے، ان کے فرود گاہ کو لوٹ لیا گیا، مگر تابی چند لوگوں کے ساتھ میدان سے بچ نکلا اور شہر میں جا کر قلعہ بند ہو گیا، فاتحین نے شہر کا محاصرہ کر لیا، شہر پناہ میں سوراخ کر کے شہر میں در آئے اور تابی اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کر دیا، عاصم بن عمیر السمرقندی اور سالم بن رادنیہ السعیدی بھاگ کر نصر کے پاس نیشاپور

آئے اور انھوں نے تمیم و تابی کے قتل ان کی فوج کی ہزیمت و درگت کی اسے اطلاع دی۔
قطبہ بن شیبہ کی نیشاپور میں آمد:

جب قطبہ کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا تو اس نے خالد بن برمک کو تو حکم دیا کہ وہ اس کی ہر شے پر قبضہ کر لے اور مقاتل بن حکم العلیٰ کو نیشاپور کی جانب اپنے مقدمہ اکھیش کے طور پر بھیجا۔ جب نصر کو دشمن کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی تو وہ یہاں سے بھاگا اور اہل شہر ابرشہر کے پیچھے پیچھے چل کر قوس آیا اس کے تمام ساتھی اسے چھوڑ کر متفرق ہو گئے تو اب یہ نباتہ بن حظلہ کے پاس جرجان روانہ ہوا اور قطبہ مع اپنی تمام فوجوں کے نیشاپور آ گیا۔

اس سنہ میں نباتہ بن حظلہ جو یزید بن عمرو بن ہبیرہ کی جانب سے جرجان کا عامل تھا مارا گیا۔

نباتہ بن حظلہ کلانی:

یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے نباتہ بن حظلہ الکلابی کو نصر کے پاس بھیجا تھا یہ فارس و اصہبان ہوتا ہوا رہے آیا یہاں سے جرجان چلا گیا اور نصر کے پاس نہیں گیا، قیسون نے نصر سے کہا کہ قوس ہمارے بار کا تحمل نہیں ہو سکتا اس لیے اب یہ جرجان آ گئے۔ نباتہ نے خندق کھودی اگر خندق کسی مکان میں سے ہو کر گذرتی تو مالک مکان اسے رشوت دے دیتے اور یہ خندق کو نیچے کر دیتا اسی طرح اس کی خندق کا طول ایک فرسنگ کے قریب ہو گیا۔

قطبہ بن شیبہ کی جرجان کی جانب پیش قدمی:

قطبہ ذی قعدہ ۱۳۰ ہجری میں جرجان کی جانب بڑھا اس کے ہمراہ اسید بن عبداللہ الخزاعی، خالد بن برمک، ابو عون بن عبدالملک بن یزید، موسیٰ بن کعب الراعی، مسیب بن زہیر اور عبدالجبار بن عبدالرحمن الازدی تھے، موسیٰ بن کعب میمنہ کا اسید بن عبداللہ میسرہ کا اور حسن بن قطبہ مقدمہ اکھیش کا افسر تھا۔ قطبہ نے اپنی فوج سے کہا اے اہل خراسان کیا تم جانتے ہو کہ تم کس سے لڑنے جا رہے ہو تم اس گروہ کے بقیہ لوگوں سے لڑنے جا رہے ہو جنہوں نے بیت اللہ کو جلایا ہے۔

حسن بڑھتا ہوا تنوم خراسان پہنچا یہاں سے اس نے عثمان بن رفیع، نافع المروزی، ابو خالد المروزی اور مسعد الطائی کو نباتہ کی ایک جنگی چوکی پر جس کا قائد ذویب تھا حملہ کرنے بھیجا۔ سرداروں نے اس پر شہنشاہ مار کر ذویب اور اس کے ستر آدمیوں کو قتل کر دیا اور پھر حسن کے اصل لشکر میں واپس آ گئے۔

قطبہ بن شیبہ کا فوج سے خطاب:

اب قطبہ نباتہ کے مقابل آ کر ٹھہرا۔ اہل شام کی اتنی بڑی تعداد تھی کہ اس سے پہلے کبھی دیکھی نہ گئی تھی۔ اہل خراسان ان کی کثرت کو دیکھ کر مرعوب ہوئے اور آپس میں اس کے متعلق چہ میگوئیاں کرنے لگے بلکہ انھوں نے اپنے اس خوف کو ظاہر بھی کر دیا۔ جب قطبہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے ان کے سامنے تقریر کی اور کہا اے اہل خراسان یہ تمام شہر تمہارے گزشتہ آباؤ اجداد کے ہیں۔ جنہوں نے بنی امیہ کی ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی معدلت گستری اور حسن اخلاق کی وجہ سے مدد کی پھر بنی امیہ بالکل بدل گئے اور ظلم کرنے لگے۔ اللہ عزوجل اس بنا پر ان سے ناراض ہوا اللہ نے ان کا اقتدار و اقبال سلب کر لیا اور ان پر ان کے ذلیل ترین لوگوں کو مسلط کر دیا۔ جنہوں نے ان کے ملکوں پر قبضہ کر لیا، ان کی عورتوں سے نکاح کیا ان کی اولاد کو غلام بنایا، یہ لوگ چند روز تک اس

حالت پر اس لیے قائم رہے کہ وہ حکومت میں عدل کرتے تھے، وعدے پورے کرتے تھے اور مظلوم کی فریاد رسی کرتے تھے، مگر پھر یہ لوگ بھی وہ نہ رہے انھوں نے آئین عدل بدل ڈالے، حکومت میں ظلم کرنے لگے، خاندان رسول اللہ ﷺ کے مفتی و نیک لوگوں کو ڈرانے دھمکانے لگے، اب اللہ نے تمہیں ان پر مسلط کیا ہے کہ تم ان سے خوب بدلہ لو اور چونکہ تم ان سے اپنا انتقام لے رہے ہو اس لیے تمہیں ان پر زیادہ سخت ہونا چاہیے، امام نے مجھ سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تمہارا ان کا مقابلہ اس تعداد کے تناسب سے ہوگا مگر اللہ تمہیں کو ان پر مظفر و منصور کرے گا تم انھیں شکست دو گے اور قتل کرو گے۔

ابو مسلم خراسانی کا خطبہ کے نام خط:

اس تقریر سے پہلے ابو مسلم کا یہ خط خطبہ کو سنا دیا گیا تھا۔ یہ خط ابی مسلم کی جانب سے خطبہ کے نام لکھا جاتا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”اما بعد! فوراً دشمن پر حملہ کرو، کیونکہ اللہ عز و جل تمہاری مدد کرنے والا ہے اور جب تم ان پر فتح پا لو تو جی کھول کر قتل کرنا۔“

چنانچہ ۳۱ ہجری جمعہ کے دن جس روز ذی الحجہ کا چاند ہونے والا تھا دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ خطبہ نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا، اے اہل خراسان آج وہ مبارک دن ہے جسے اللہ نے تمام اوردنوں پر فضیلت دی ہے، جو نیک کام اس میں کیا جاتا ہے اس کا دو گنا ثواب ملتا ہے، اسی طرح یہ ماہ بھی مبارک ہے کیونکہ اسی میں تمہاری وہ عید ہوتی ہے جس کا درجہ عز و جل کے نزدیک اور تمام عیدوں سے زیادہ ہے، تمہیں امام نے بتایا ہے کہ اس دن اور اس ماہ میں تمہیں تمہارے دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی، اس لیے تم لوگ پوری کوشش صبر و استقلال کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرو کیونکہ اللہ صابروں کا ساتھ دیتا ہے۔

خطبہ اور نباتہ بن حنظلہ کی جنگ:

خطبہ نے دشمن پر حملہ کیا حسن بن خطبہ اس کے مہینہ پر اور خالد بن برمک اور مقاتل بن حکیم العنکی اس کے میسرہ پر تھے، اب جنگ شروع ہوئی، دونوں فریق دیر تک ثابت قدمی اور استقلال سے ایک دوسرے سے لڑتے رہے آخر کار نباتہ مارا گیا اور اہل شام شکست کھا کر بھاگے ان کے دس ہزار آدمی اس معرکہ میں کام آ گئے۔ خطبہ نے نباتہ اور اس کے بیٹے حید کا سر ابو مسلم کے پاس بھیج دیا۔

سالم بن راویہ کی شجاعت:

سالم بن راویہ اسمیٰ ان لوگوں میں تھا جو ابو مسلم کے پاس تھے بھاگ کر نصر کے پاس چلے آئے تھے، پھر یہ نباتہ کے ساتھ ہو گیا۔ جرجان میں خطبہ کی نباتہ سے جنگ ہوئی اور اس میں نباتہ کی فوج شکست کھا کر بھاگی مگر یہ تنہا میدان جنگ میں ڈٹ کر دشمن سے لڑتا رہا۔ عبداللہ الطائی نے جو خطبہ کے مشہور بہادروں میں تھا اس پر حملہ کیا، سالم بن راویہ نے اس کے منہ پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ اس کی آنکھ نکل پڑی، یہ ان سے لڑتا رہا، آخر کار مجبور ہو کر مسجد میں آ گیا۔ حملہ آور بھی مسجد میں آئے مگر پھر بھی اس کی یہ حالت تھی کہ جس سمت حملہ کرتا اسے صاف کر دیتا اور پھر لٹکارتا بخدا! آج میں انھیں مزا چکھاؤں گا۔ حملہ آوروں نے مسجد کی چھت میں آگ لگا دی اور اوپر سے پتھر پھینک پھینک کر اسے مار ڈالا، اس کا سر خطبہ کے پاس لائے اس کے چہرے اور سر پر خراش تک نہیں آئی تھی۔ خطبہ

نے اسے دیکھ کر کہا کہ میں نے ایسا سر کسی کا نہیں دیکھا۔

اس سنہ میں ابو حمزہ خارجی اور اہل مدینہ کے درمیان قدید میں جنگ برپا ہوئی اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

معرکہ قدید:

عبدالواحد بن سلیمان نے عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو امیر الحجاج مقرر کیا۔ یہ سب بیت اللہ سے روانہ ہو کر خرہ آئے یہاں اسے قربانی کی مذبحہ بھڑیں ملیں یہاں سے آگے بڑھے۔ جب عقیق آئے تو انھوں نے بانسوں پر اپنے پرچم باندھے ایک علم ٹوٹ گیا، اسے لوگوں نے روانگی کے لیے شگون بد سمجھا، یہاں سے روانہ ہو کر قدید آئے رات کے وقت قدید آ کر ٹھہرے یہ گاؤں اس زمانہ کے قصر المہنی کے قریب واقع تھا یہاں پانی کے حوض بھی تھے تمام بے خطر یہاں اتر پڑے کیونکہ وہ لڑنے نہیں آئے تھے وہ بالکل بے خبر تھے کہ دشمن مقام فضل سے ان پر اچانک آ گیا، بعض لوگوں نے بیان کیا کہ بنی خزاعہ نے ابو حمزہ کو ان کی اس غیر مصنون حالت کی اطلاع دی اور وہیں انھیں لے آئے خارجیوں نے مسلمانوں کو بری طرح قتل کیا۔ سب سے زیادہ نقصان قریش کو اٹھانا پڑا کیونکہ ان کی تعداد بھی زیادہ تھی اور یہ بھی بڑی جوانمردی اور استقلال سے مقابلہ کرتے رہے۔

ایک قریشی نے ایک یمنی کو دیکھا کہ وہ کہہ رہا تھا اللہ تیرا شکر ہے کہ قریش کے قتل سے تو نے میری آنکھ ٹھنڈی کی، اس قریشی نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تو پہلے اسی کی خبر لے یہ مدینہ کا باشندہ تھا، اس کے بیٹے نے اس یمنی کے قریب پہنچ کر اس کا کام تمام کر دیا، پھر اس نے اپنے بیٹے سے کہا آگے بڑھو باپ بیٹے دونوں لڑے اور دونوں مارے گئے۔

مدینہ منورہ میں مقتولین کا ماتم:

شکست خوردہ مدینہ آئے لوگوں نے اپنے اپنے مقتولین پر گریہ و نالہ کیا ایک عورت اپنے کسی رشتہ دار کے لیے صف ماتم بچھائی تو اور بیبیوں کو وہیں اپنے کسی عزیز کے قتل کی اطلاع معلوم ہوئی اور وہ ایک ایک کر کے سب اس کے گھر سے چلی گئیں غرض کہ تمام مدینہ ماتم کدہ بن گیا۔

ابو حمزہ خارجی کے اشعار:

ابو حمزہ نے یہ دو شعرا اپنی قوم کے ان مقتولین کے متعلق جو قدید میں مارے گئے تھے اور جو ان کے کسی دوست نے کہے تھے روایت کیے ہیں:

یالہف نفسی و لہفی غیر کاذبۃ علی فوراس بالبطحاء انجاد

عمر و عمرو و عبداللہ بینہما وابناہما خامس والحارث السادی

”میں خلوص دل سے ان بہادروں پر رنجیدہ ہوں جو بطحاء میں مارے گئے وہ عمرو اور عمرو ہیں اور عبداللہ اور ان دونوں کے بیٹے جو پانچ ہوئے اور چھٹا حارث۔“

اس سنہ میں ابو حمزہ خارجی مدینہ رسول میں داخل ہوا اور عبدالواحد بن سلیمان بن عبد الملک شام بھاگ گیا۔

ابو حمزہ خارجی کا اہل مدینہ سے خطاب:

ابو حمزہ ۱۳۰ ہجری میں مدینہ میں داخل ہوا، عبدالواحد شام بھاگ گیا، اس نے منبر پر چڑھ کر حمد و ثنا کے بعد کہا، اے اہل مدینہ

میں نے تم سے تمہارے ان والیوں کے طرز عمل کے متعلق پوچھا تو تم نے ان کی برائی کی میں نے پوچھا کیا مجرم گمان پر وہ لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں؟ تم نے کہا ہاں میں نے پوچھا کیا وہ لوگوں کے مال اور ان کی عورتوں سے ناجائز طور پر فائدہ اٹھاتے ہیں تم نے کہا ہاں! اس پر ہم نے تمہارے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ آؤ ہم تم مل کر انہیں خدا کا واسطہ دلائیں کہ وہ ہمارا اور تمہارا پچھلا چھوڑ دیں تم نے کہا وہ ایسا نہیں کریں گے، پھر تم نے کہا تو ہم تم ان سے لڑیں اور جب ہمیں تمہیں ان پر غلبہ حاصل ہو جائے تو ایسے شخص کو اپنا خلیفہ بنائیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہم پر حکومت کرے، تم نے کہا ہم تمہاری مدد نہیں کریں گے۔ پھر ہم نے کہا کہ اچھا تم الگ رہو اور ہمیں ان سے نبٹ لینے دو اگر ہمیں ان پر فتح حاصل ہوئی تو ہم عدل و انصاف کے ساتھ تم پر حکومت کریں گے اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق تمہاری آمدنی تمہیں پر خرچ کریں گے مگر تم نے اس سے بھی انکار کر دیا بلکہ ان کی طرف سے ہم سے لڑے ہم بھی تم سے لڑے، اللہ تم کو غارت و ہلاک کر دے۔

خوارج اور اہل مدینہ کی جنگ:

خارجیوں کی تعداد چار سو تھی ان کے ایک گروہ پر حارث ایک پر بکار بن محمد العدوی (عدی قریش) اور ایک پر ابو حمزہ قائد تھا اس طرح یہ مقابلہ پر آئے کیونکہ اہل مدینہ بھی ان سے لڑنے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔ حالانکہ اس سے پہلے خارجیوں نے اہل مدینہ سے معذرت کی تھی اور کہا تھا کہ ہم تم سے ہرگز لڑنا نہیں چاہتے تم ہمارا مقابلہ نہ کرو، ہمیں اپنے دشمن کے مقابلہ پر جانے دو مگر انھوں نے نہ مانا۔ غرض کہ ساتویں صفر ۱۳۰ ہجری کو فریقین میں جنگ ہوئی، اکثر مدینہ والے مارے گئے بہت تھوڑے سے بھاگ کر بچے، ان کا سردار عبداللہ بھی مارا گیا، قریش نے بھی خزاہہ پر بھی الزام عائد کیا کہ انھوں نے خارجیوں سے سازش کر لی تھی۔ اس بیان کا راوی خرام کہتا ہے کہ میں نے متعدد قریشیوں کو اس وقت تک اپنے پاس پناہ دی جب تک کہ ابو حمزہ نے عام امان نہ دے دی، بلخ اہل مدینہ کے مقدمہ التجیش کا سردار تھا، خارجی مدینہ میں ۱۹/ صفر کو آئے۔

ابو حمزہ کی ہشام بن عبدالملک پر تنقید:

ابو حمزہ نے مدینہ میں جو تقریر کی اس میں یہ بھی کہا اے اہل مدینہ! حول یعنی ہشام بن عبدالملک کے عہد میں مدینہ میں آیا تھا اس سال پالنے نے تمہارے پھلوں کو برباد کر دیا تھا، تم نے ہشام سے لکھ کر درخواست کی تھی کہ وہ تمہاری بیانی معاف کر دے اس نے تمہاری درخواست منظور کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مالدار اور زیادہ سیر ہو گئے اور محتاج اور زیادہ فقیر ہو گئے، تم نے ہشام کو جزائے خیر کی دعا دی، اللہ اس فعل کی نہ اسے جزائے خیر دے اور نہ تمہیں۔

ابو حمزہ خارجی کا خطبہ:

یہی بن زکریا راوی ہے کہ ابو حمزہ منبر پر چڑھا اور اس نے اپنے خطبے میں حمد و ثنا کے بعد کہا، اے مدینہ والو! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم اپنے وطن اور املاک کو چھوڑ کر معصوب الغضب احمقوں کی طرح کسی فعل عبث کے لیے یا ملک گیری کے لیے نہیں آئے کہ حکومت و دولت کے مزے اڑائیں اور نہ کسی قدیم خون کا بدلہ لینے بلکہ جب ہم نے دیکھا کہ حق کی روشنی گل کردی گئی اور راست گو کا گھلا گھونٹ دیا گیا اور جس نے انصاف کرنا چاہا وہ قتل کر دیا گیا تو یہ زمین باوجود اس وسعت کے ہم پر تنگ ہو گئی۔ ہم نے سنا کہ کوئی ہمیں اللہ کی اطاعت اور کلام پاک کے احکام کی تعمیل کے لیے بلارہا ہے۔ ہم نے اس کی دعوت پر لبیک کہی:

﴿وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ﴾

”اور جو شخص اللہ کے داعی کی صدا پر لبیک نہیں کہتا تو اسے اس زمین میں کہیں مفر نہیں ہے۔“

ہم اپنی اس جماعت کے ساتھ آئے جس میں مختلف قبائل کے لوگ ہیں، کئی کئی آدمیوں میں ایک ایک اونٹ ہے جس پر ان کا زادراہ بھی ہے، کئی کئی آدمیوں میں ایک لحاف ہے جسے وہ باری باری اوڑھتے ہیں، ہماری تعداد بھی تھوڑی ہے اور دنیاوی وجاہت کے اعتبار سے ہم یوں ہی کمزور ہیں، مگر باوجود ان تمام باتوں کے اللہ نے ہماری مدد اور تائید کی جس کی وجہ سے ہم سب کے سب بھائی بھائی ہو گئے آخر کار قدید میں ہمارا تمہارا مقابلہ ہوا، ہم نے تمہیں اللہ کی اطاعت اور کلام اللہ کے احکام کی تعمیل کی دعوت دی۔ تم نے ہمیں شیطان کی اطاعت اور بنی مروان کی اطاعت کی دعوت دی، خدا کی قسم! دیکھو کہ ہدایت و گمراہی ایک دوسرے سے کس قدر علیحدہ ہیں۔ پھر تم دوڑتے ہو، تیز تیز اس طرح سامنے آئے کہ گویا شیطان ان کے سروں پر سوار ہے، حالانکہ ان کے خون سے اس کی دھمکیوں جوش میں آچکی تھیں اور اس نے جو گمان ان کے متعلق کیا تھا وہ پورا ہو چکا تھا، تمہارے مقابل اللہ کے انصار (یعنی ہم) چھوٹی چھوٹی جماعتوں اور دستوں میں جو ہر وار ہندی تلواریں لیے ہوئے آئے۔ پھر ہم میں اور تم میں لڑائی ہوئی اور ہم نے اس بری طرح تمہیں مارا کہ اس سے ہمارے دشمن بھی حیران و ششدر رہ گئے۔ اے مدینہ والو! اگر تم نے مروان اور اس کے خاندان کی مدد کی تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی سزا یا خود دے گا یا ہمارے ہاتھوں دلائے گا، اور اس سے مومنین کے دل ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ اے مدینہ والو! تم میں جو سب سے پہلے تھا، وہ ان میں بہترین شخص تھا، اور جو سب سے آخر میں ہے موجودہ لوگوں میں وہ بدترین ہے، اے مدینہ والو! ہمارے تمہارے درمیان کوئی فرق نہیں، البتہ جو مشرک بت پرست ہیں یا مشرک کتاب والے ہیں، اور یا ظالم پیشوا ہیں وہ ہم سے علیحدہ ہیں، جس نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ اللہ نے کسی کو اس کی برداشت سے زیادہ مکلف بنایا ہے یا اس سے ایسی چیز طلب کی ہے جو اس نے اسے نہیں دی وہ اللہ کا دشمن ہے اور ہم پر اس سے لڑنا واجب ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ نے قوی اور ضعیف کے لیے آٹھ حصے مقرر کر دیئے ہیں، مگر اب ایک نواں حصہ بھی مہیا کیا گیا کہ جس کا نہ کسی کو حق تھا اور نہ ان لوگوں کے حقوق میں سے اسے کوئی حصہ مل سکتا تھا، مگر اس نے زبردستی اللہ کے حکم کے خلاف اپنا بھی ایک حصہ مقرر کر کے وصول کر لیا۔

اے مدینہ والو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میرے ساتھیوں کی منقصت کرتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ چھپورے نو جوان اور دہقان بدوی ہیں، تمہیں اس بات کو کہتے ہوئے شرم آنی چاہیے، رسول اللہ ﷺ کے صحابی بھی نو جوان ہی تھے، بخدا! یہ عمر کے اعتبار سے نو جوان ضرور ہیں مگر اخلاق میں اذھیڑ عمر والوں ایسے ہیں۔ انھوں نے اپنی آنکھیں بدی کی جانب سے بند رکھی ہیں، باطل کی طرف ان کے قدم اٹھنے میں گراں بار ہیں، انھوں نے اپنی جانیں اللہ کے ہاتھ فروخت کر دی ہیں مگر وہ ایسی موت مرتے ہیں جس سے موت ہی نہیں وہ باوجود در ماندگی کے مسلسل چلتے رہتے ہیں، ان کی رات عبادت و بیداری میں گذرتی ہے اور دن روزے میں گذرتا ہے۔ کلام پاک کی مسلسل تلاوت سے وہ کوزہ پشت ہو گئے ہیں، جب وہ کسی ایسی آیت کو پڑھتے ہیں جس میں شوق شہادت کا ذکر ہوتا ہے تو وہ جنت کی تمنا میں بے تاب ہو جاتے ہیں۔ جب انھوں نے دیکھا کہ تلواریں نیام سے نکل آئی ہیں، نیزے بلند ہو گئے، تیر چلوں پر چڑھا دیئے گئے ہیں اور دشمن کی فوج موت کے صاعقہ سے لرزہ بر اندام ہیں تو انھوں نے اللہ کی وعید کے مقابلہ میں دشمن کے خوف کو کچھ پرواہ نہ کی، فطوبیٰ لہم و حسن مآب، کیونکہ اللہ کا خوف وہ ہے کہ جس کی وجہ سے معلوم نہیں کتنے پرندے رات میں بیدار

رہتے ہیں اور کتنے ہاتھ ہیں کہ وہ دعائیں اٹھتے اٹھتے اپنے جوڑ سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔

یہ کہہ کر میں اپنی کوتاہیوں کی اللہ سے معافی چاہتا ہوں، کیونکہ وہی مجھے توفیق دینے والا ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوجزہ کو منبر رسول اللہ ﷺ پر یہ کہتے سنا ہے جس نے زنا کیا وہ کافر ہے، جس نے شک کیا وہ کافر ہے، جس نے چوری کی وہ کافر ہے اور جس شخص نے ان لوگوں کے کفر میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔ اس نے اہل مدینہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور کوشش کی کہ وہ اس کے گرویدہ ہو جائیں، یہاں تک کہ انہوں نے اس کی زبان سے یہ بات بھی سنی کہ جو زنا کرے وہ کافر ہے۔

ایک اور بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوجزہ نے منبر پر چڑھ کر کہا تھا وہ اخفا جو غیر معلوم راستہ پر لیے جارہی تھی اٹھ گئی ہے یاد رکھو جس نے زنا کیا وہ کافر ہے، اور جس نے چوری کی وہ کافر ہے۔

ابوجزہ خارجی کا مدینہ میں قیام:

ماہ صفر کے ختم ہونے میں تیرہ دن باقی تھے کہ ابوجزہ مدینہ میں داخل ہوا، مدینہ میں اس کے قیام کی مدت کے متعلق ارباب سیر میں اختلاف ہے، واقدی کہتے ہیں کہ ابوجزہ نے مدینہ میں تین ماہ قیام کیا، اس کے علاوہ اور لوگوں کا بیان ہے کہ ابوجزہ نے صفر کی بقیہ مدت ربیع الاول و ربیع الثانی اور جمادی الاول کا کچھ حصہ مدینہ میں قیام کیا، واقدی کے بیان کے مطابق معرکہ قدید میں سات سو مدنی مارے گئے۔

ابوجزہ نے اپنی فوج کا ایک دستہ کو زیر قیادت ابوبکر بن محمد بن عبد اللہ بن عمر القرشی (متعلقہ بنی عدی بن کعب) اور بلج بن عیینہ بن الہیثم الاسدی البصری کو آگے روانہ کیا۔ اس کے مقابلہ کے لیے مروان بن محمد نے شام سے عبد الملک بن حمد بن عطیہ العدی کو شامی فوج کے ساتھ بھیجا۔

اب خود ابوجزہ مدینہ سے روانہ ہوا اور اس نے اپنے کچھ لوگوں کو مدینہ میں چھوڑ دیا۔ یہ مدینہ سے چل کر وادی میں فروکش

ہوا۔

ابن عطیہ کو خوارج پر فوج کشی کا حکم:

مروان نے اپنی فوج میں سے چار ہزار سپاہیوں کا انتخاب کیا۔ ابن عطیہ کو اس کا سردار مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو منزلیں طے کرتا ہوا خارجیوں کے مقابلہ پر پہنچے، مروان نے ان میں سے ہر ایک سپاہی کو سو دینار، ایک عربی گھوڑا اور سامان کے لیے ایک ایک نچر دیا، یہ حکم بھی دیا کہ جاتے ہی خارجیوں سے لڑ پڑے اور اگر اسے فتح حاصل ہو تو یہ برابر بڑھتا ہوا یمن جائے اور وہاں عبد اللہ بن یحییٰ اور اس کے ساتھیوں سے لڑے۔ اب یہ روانہ ہوا اور علاء آ کر اس نے پڑاؤ کیا۔

علاء بن ارح کا بیان:

مدینہ کا ایک شخص علاء بن ارح نام ابو الغیث کا آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ ابن عطیہ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص مجھ سے ملا اور اس نے میرا نام دریافت کیا، میں نے کہا علاء، اس نے میرے باپ کا نام پوچھا، میں نے کہا ارح، اس نے پوچھا کس کے آزاد غلام

ہو؟ میں نے کہا ابو الغیث کا۔ اس نے پوچھا اس وقت ہم کہاں ہیں؟ میں نے کہا علاء میں۔ پھر اس نے پوچھا کل کہاں ہوں گے؟ میں نے کہا غالب میں۔ یہ سن کر اس نے اور کوئی بات نہیں کی بلکہ مجھے اپنے پیچھے گھوڑے پر سوار کر لیا اور اسی طرح ابن عطیہ کے سامنے پیش کیا اور اس سے کہا کہ آپ اس لڑکے سے اس کا نام دریافت کیجیے۔ اس نے میرا نام وغیرہ دریافت کیا میں نے حسب سابق اس مرتبہ بھی ویسا ہی جواب دیا۔ اس سے ابن عطیہ خوش ہوا اور اس نے مجھے کچھ درہم دیئے۔

ابن عطیہ کی خوارج سے جنگ:

جب ابوجزہ اور ابن عطیہ باہم مقابل ہوئے تو ابوجزہ نے کہا جب تک انھیں خبردار نہ کر دو اور دعوت حق نہ دے دو ان سے نہ لڑو چنانچہ خارجیوں نے چلا کر دریافت کیا کہ تم لوگ قرآن اور اس پر عمل کرنے کے متعلق کیا کہتے ہو؟ اس پر ابن عطیہ نے چلا کر کہا ہم قرآن کو غلہ کے بورے میں رکھتے ہیں ابوجزہ نے پوچھا یتیم کے مال کے متعلق کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا ہم اس کے مال کو کھالیتے ہیں اور اس کی ماں سے حرام کرتے ہیں غرض کہ اسی طرح کی اور کئی باتیں انھوں نے دریافت کیں اور اسی قسم کا ان کا جواب پایا۔ ان جوابات کو سن کر خارجیوں نے شامیوں سے لڑنا شروع کیا اور شام تک لڑتے رہے جب رات ہونے لگی تو خارجیوں نے چلا کر کہا اے ابن عطیہ اللہ سے ڈر خداوند عزوجل نے رات آرام لینے کے لیے بنائی ہے اب تم آرام کرو اور ہم بھی آرام کرتے ہیں مگر اس نے نہ مانا اور برابر لڑتا رہا یہاں تک کہ اس نے تمام خارجیوں کو تیغ کر دیا۔

مدینہ میں خوارج کا قتل:

ابوجزہ نے مدینہ سے روانہ ہوتے وقت اہل مدینہ کو رخصت کیا اور کہا کہ مروان کے مقابلہ پر جا رہے ہیں اگر ہمیں فتح ہوئی تو ہم تم پر حکومت کرنے میں عدل اختیار کریں گے اور مطابق سنت رسول اللہ ﷺ تمہاری مال گزاری کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیں گے۔ اور اگر خدا نخواستہ وہ صورت پیش آئی جس کی انھیں تمنا ہے۔ و سيعلم الذين ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ جن لوگوں نے ظلم کیا ہے انھیں معلوم ہو جائے گا وہ کس کروٹ پلٹا کھاتے ہیں۔

جب اہل مدینہ کو ابوجزہ کے قتل کی خبر ملی وہ فوراً ان خارجیوں پر چھٹ پڑے جو مدینہ میں رہ گئے تھے اور ان سب کو انھوں نے قتل کر دیا۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابوجزہ اور اس کے ساتھی مروان کی طرف چلے تو اس کا رسالہ زیر قیادت ابن عطیہ السعدی القصبی وادی القرئی میں ان پر حملہ آور ہوا۔ خارجی ہزیمت اٹھا کر مدینہ کی جانب پسا ہوئے یہاں اہل مدینہ نے ان کا مقابلہ کیا اور سب کو قتل کر دیا۔

ابن عطیہ کی روانگی مکہ:

مروان کی جانب سے فوج کا قائد عبدالملک بن محمد بن عطیہ السعدی (سعد ہوازن) تھا یہ چار ہزار عربی گھوڑوں کے ساتھ کہ جن کے ساتھ ایک خنجر تھا مدینہ آیا۔ بعض سوار ایسے تھے جو دوہری زر ہیں پہنے تھے اور ایک زرہ بھی پہنے تھے۔ اس فوج کے ساتھ چولھے آہنی جھولیں اور دوسرا اس قسم کا ساز و سامان تھا کہ اس زمانے میں ویسا کہیں نہیں دیکھا گیا تھا۔ یہ فوج مدینہ سے مکہ چلی گئی۔

ولید بن عروہ کی مدینہ میں قائم مقامی :

بعض رایوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ابن عطیہ نے مدینہ میں ایک ماہ قیام کیا اور پھر مکہ گیا، اس نے مدینہ پر ولید بن عروہ بن محمد بن عطیہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا، پھر مکہ اور وہاں سے یمن گیا، مکہ پر اس نے ابن ماعر ایک شامی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ جب ابن عطیہ مکہ سے آگے بڑھا تو عبداللہ بن یحییٰ کو جو اس وقت صنعاء میں تھا اپنی جانب اس کی پیش قدمی کی اطلاع ملی۔ اب یہ خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے آگے آیا، اور دونوں کا مقابلہ ہوا، ابن عطیہ نے عبداللہ بن یحییٰ کو قتل کر دیا اور اس کے بیٹے بشیر کو مروان کے پاس بھیج دیا، ابن عطیہ صنعاء آیا اس نے عبداللہ کے سر کو مروان کے پاس بھیج دیا، مروان نے اسے لکھا کہ اب تم جس قدر جلد ہو سکتے کہ جا کر حجاج کو حج کراؤ۔ یہ اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ صنعاء سے چل کر مقام جرف میں منزل پذیر ہوا۔ اہل قریہ میں سے بعض نے اسے شناخت کیا اور کہنے لگے کہ بخدا! یہ شکست کھا کر بھاگ رہا ہے اس خیال سے ان لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا، ابن عطیہ نے ان سے کہا اے بد بختو! شرم کرو مجھے امیر المومنین نے امیر حج مقرر کیا ہے حج کے لیے جا رہا ہوں۔

ابن عطیہ کا قتل :

ابوالزبیر بن عبدالرحمن کہتا ہے کہ ہم بارہ آدمی ابن عطیہ کے ساتھ صنعاء سے مکہ چلے کیونکہ مروان نے اسے امیر حج مقرر کیا اس کے ہمراہ اس کی خرجی میں چالیس ہزار دینار تھے۔ یہ حج کے ارادے سے جرف میں فروکش ہوا۔ یہ اپنی تمام فوج اور رسالے کو صنعاء میں چھوڑ آیا تھا۔ ہم لوگ بالکل بے خوف و خطر قیام پذیر تھے کہ میں نے ایک عورت کو یہ کہتے سنا اللہ جہنم کے دونوں بیٹوں کو ہلاک کرے یہ کس قدر بد بخت ہیں، میں پانی گرانے کی غرض سے اٹھ کر ایک فراز زمین پر آیا، میں نے دیکھا کہ مسلح پیدل سپاہ اور رسالہ کا طوفان اٹھاتا ہے، دیکھتے دیکھتے جہنم المرادی کے دونوں بیٹے ہمارے سامنے پہنچ گئے، انھوں نے ہمیں ہر طرف سے گھیر لیا تھا، ہم نے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں، انھوں نے کہا تم ڈاکو ہو، ابن عطیہ نے امیر المومنین کا خط نکال کر دکھایا کہ یہ ان کا خط ہے جس میں انھوں نے مجھے امیر حج مقرر کیا ہے اور میں ابن عطیہ ہوں۔ انھوں نے کہا یہ سب جھوٹ و دھوکہ ہے تم لوگ ضرور ڈاکو ہو، جب ہم نے دیکھا کہ یہ آمادہ شریں تو صفر بن حبیب فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور لڑنے لگا۔ اس نے خوب ہی داد شجاعت دی اور مارا گیا۔ پھر ابن عطیہ بھی اسی طرح اپنے راہوار پر سوار ہو کر لڑا اور مارا گیا، یہاں تک کہ سوائے میرے تمام ہمارے ساتھی اسی طرح مارے گئے، ان لوگوں نے مجھے دریافت کیا، میں نے کہا، میں قبیلہ ہمدان سے ہوں۔ انہوں نے پوچھا ہمدان کے کس خاندان سے؟ میں نے ایک خاندان سے اپنے کو منسوب کر دیا کیونکہ میں ہمدان کے تمام خاندانوں سے واقف تھا۔ اس پر انھوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا تمہیں امان ہے اس قافلہ میں جو کچھ تمہارا ہودہ تم لے لو اگر میں اس ساری رقم کا جو ابن عطیہ کے ساتھ تھی دعویٰ کرتا تو وہ ضرور مجھے دے دیتے پھر انھوں نے چند سواروں کو میرے ساتھ کر دیا وہ سعدہ تک مجھے پہنچا آئے، وہاں جا کر مجھے امن ملا اور وہاں سے میں مکہ آ گیا۔

اس سنہ میں موسم گرما میں ولید بن ہشام رومیوں سے جہاد کرنے گیا، عقیق پر جا کر پڑاؤ کیا اور اس نے مرعش کے قلعہ کو بنایا،

اس سنہ میں بصرہ میں طاعون ہوا۔

قطبہ بن شیبہ کا اہل جرجان پر عتاب :

اس سنہ میں قطبہ بن شیبہ نے جرجان کے تقریباً تیس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ نباتہ بن حنظلہ کے قتل کے

بعد ازیں معلوم ہوا کہ اہل جرجان اس پر یورش کرنے کی تیاری کر رہے ہیں اور اس کے لیے انھوں نے آپس میں ساز باز کر لی ہے یہ فوراً جرجان آیا اور وہاں تمام باشندوں کا معائنہ کیا اور اس میں سے بیس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا۔

نصر بن سيار کے قاصدوں کی گرفتاری:

جب نصر کو قوس میں معلوم ہوا کہ خطبہ نے نباہ اور جرجان کے اس قدر باشندوں کو قتل کر دیا ہے تو اب وہ قوس سے روانہ ہو کر غوازا لے آیا۔ نصر کے قوس میں ٹھہرنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب زیاد بن زرارۃ القشیری نے تمیم بن نصر اور تالی بن سوید العجلی کو قتل کر دیا۔ تو ابو مسلم نے منہال بن فغان کے ہاتھ نیشاپور کی ولایت کا حکم تقرر زیاد کو بھیجا اور خطبہ کو نصر کے تعاقب کا حکم دیا۔ خطبہ نے عک کی کو اپنے مقدمہ الجیش پر آگے روانہ کیا اور پھر خود یہ نیشاپور آیا اور یہاں اس نے دو ماہ رمضان اور شوال ۱۳۰ ہجری قیام کیا۔ اس اثناء میں نصر قوس کے ایک گاؤں بدش میں مقیم تھا اس کے قریبی طرفدار ایک اور میدانام گاؤں میں فروکش تھے۔ نصر نے ابن ہبیرہ سے جو اس وقت واسط میں مقیم تھا مدد طلب کی اور اس کے لیے خراسانی نصر کے بڑے بڑے لوگوں کو بھیجا تا کہ اس سے اس شورش کی اہمیت اس پر ظاہر ہو، ابن ہبیرہ نے نصر کے پیامبروں کو گرفتار کر لیا۔

نصر بن سيار کی مروان سے امداد طلبی:

اس پر نصر نے مروان کو لکھا کہ میں نے خراسان کے بعض سربراہوں کو ابن ہبیرہ کے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ وہ یہاں کی حالت سے اسے پوری طرح آگاہ کر دیں اور نیز اس سے مدد طلب کی تھی اس کے جواب میں اس نے میرے قاصدوں کو قید کر لیا ہے اور میری مطلق مدد نہیں کی، میری حالت اس وقت اس شخص کی سی ہے جو اپنے گھر سے بے گھر کر دیا گیا ہے مگر پھر بھی احاطہ مکان میں ہے اور اب اگر کوئی اس کی مدد کرے تو شاید وہ پھر اپنے گھر میں آجائے اور اس پر قبضہ کرے ورنہ اگر وہ راستے پر نکال دیا گیا تو نہ گھر پر اس کا قبضہ رہے گا ورنہ احاطہ پر۔

مروان نے ابن ہبیرہ کو نصر کی امداد کے لیے لکھا اور نصر کو بھی اس کی اطلاع کر دی۔ نصر نے بنی لیث کے آزاد غلام خالد کے ہاتھ ابن ہبیرہ کو لکھا کہ آپ فوراً میری امداد کے لیے فوج بھیجے کیونکہ میں اہل خراسان سے جھوٹا ہو چکا ہوں۔ اب ان میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو میری بات پر اعتماد کرتا ہو آپ فوراً دس ہزار فوج میری امداد کے لیے بھیج دیجیے بعد میں اگر آپ نے ایک لاکھ بھی بھیجی تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

امیر حج محمد بن عبد الملک و عمال:

اس سال محمد بن عبد الملک بن مروان امیر حج تھا۔ مکہ مدینہ اور طائف اسی کے ماتحت تھا۔ عراق یزید بن عمرو بن ہبیرہ کے تحت تھا۔ حجاج بن عاصم الحارثی کوفہ کے اور عباد بن منصور بصرہ کے قاضی تھے نصر بن سيار خراسان کا صوبہ دار تھا اور خراسان کی جو سیاسی حالت تھی اس کو ہم بیان کر آئے ہیں۔



باب ۱۵

معرکہ زاب

یا

قطبہ بن شیب

۱۳ھ کے واقعات

ابو کمال کی ابو مسلم سے علیحدگی:

اس سنہ میں قطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو نصر کے مقابلہ کے لیے بھیجا، جو قوس میں قیام پذیر تھا۔
 نبتہ کے قتل کے بعد نصر بدش سے روانہ ہو کر خوار آ گیا تھا۔ ابو بکر العقیلی اس مقام کا امیر تھا۔ قطبہ نے محرم ۱۳۱ ہجری میں
 اپنے بیٹے حسن کو قوس بھیجا، پھر ابو کمال، ابوالقاسم، محرز بن ابراہیم اور ابوالعباس المروزی کو سات سو فوج کے ہمراہ حسن کے پاس روانہ
 کیا۔ جب یہ سردار اس کے قریب پہنچے تو ابو کمال اپنی چھاؤنی کو چھوڑ کر نصر سے جا ملا اور نصر سے آ کر اپنے اس سپہ سالار کا مقام جسے وہ
 چھوڑ آیا تھا، بتایا نصر نے ایک فوج اس کے مقابلہ کے لیے بھیج دی۔ جب نصر کی فوج آئی تو اس نے ابو مسلم کی فوج کا جو ایک فصیل
 میں فروکش تھی محاصرہ کر لیا۔

نصر بن سيار کی ابن ہبیرہ سے برہمی:

جلیل بن مہران فصیل میں شکاف کر کے اپنی فوج کو لے کر بھاگ گیا اور یہ کچھ مال و متاع بھی چھوڑتے گئے۔ نصر کی فوج نے
 اس پر قبضہ کر لیا۔

نصر نے اسے ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا۔ عطیف نے رے میں اسے روکا، نصر کے قاصد سے خط اور روپیہ لے لیا اور اسے
 ابن ہبیرہ کے پاس بھیج دیا۔ نصر کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ابن ہبیرہ نے یہ کس طرح کا جھگڑا پیدا کیا ہے۔
 کیا وہ قیس کے ان کمزور نفروں کو میرے خلاف برا بیچنے کر رہا ہے۔ بخدا میں اس سے اب کوئی تعلق نہیں رکھوں گا، اسے اور اس کے
 بیٹے کو جس کے لیے وہ سب ترکیبیں کر رہا ہے معلوم ہو جائے گا کہ ان کی کوئی حقیقت و وقعت نہیں ہے۔

نصر بن سيار کا انتقال:

اب خود نصر روانہ ہو کر رے آیا۔ حبیب بن بدیل انبہشلی رے کا عامل تھا۔ جب نصر رے آ گیا تو عطیف رے سے ہمدان

چلا گیا۔ یہاں مالک بن ادہم بن محرز الباہلی صحیحہ جماعت کے ساتھ مقیم تھا جب عطیف مالک کو ہمدان میں موجود پایا تو یہ ہمدان کو چھوڑ کر اصہبان عامر بن خبارہ کے پاس چلا گیا۔ عطیف کے ساتھ تین ہزار فوج تھی جسے ابن ہبیرہ نے نصر کی مدد کے لیے بھیجا تھا مگر عطیف نے رے میں پڑاؤ کر دیا اور نصر کے پاس نہیں آیا۔ رے میں دودن قیام کرنے کے بعد نصر بیمار پڑا اور اب وہ ڈولی میں سفر کرنے لگا۔ جب ہمدان کے قریب مقام ساوہ پہنچا تو یہیں اس نے انتقال کیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے ساتھی ہمدان میں داخل ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ نصر نے ۱۲/ ربیع الاول کو پچاسی سال کی عمر میں انتقال کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگرچہ نصر خوار سے رے کی سمت روانہ ہوا تھا مگر وہ رے نہیں آیا بلکہ اس نے اس صحرا کا راستہ اختیار کیا جو رے اور ہمدان کے درمیان واقع ہے اور اسی صحرا میں اس کا انتقال ہوا۔

زیاد بن زرارہ کی ابو مسلم سے علیحدگی:

(اب یہاں سے پھر سابق بیان شروع ہوتا ہے) نصر کے مرنے کے بعد حسن نے خازم بن خزیمہ کو سنان نام موضع میں بھیج دیا۔ اب قطبہ جرجان سے اس طرف روانہ ہوا اس نے اپنے آگے زیاد بن زرارہ القشیری کو روانہ کر دیا تھا۔ یہ ابو مسلم کا ساتھ دینے پر تادم ہوا اور قطبہ کا ساتھ چھوڑ کر عامر بن ضبارہ کے پاس جانے کے لیے اصہبان کے راستہ ہولیا۔

مسیب بن زہیر اور زیاد بن زرارہ کی جنگ:

قطبہ نے مسیب بن زہیر الضعی کو اس کے تعاقب میں روانہ کیا اس نے دوسرے دن عصر کے بعد اسے آلیا اور لڑا زیاد کو شکست ہوئی اور اس کی تمام فوج قتل ہو گئی۔ مسیب پھر قطبہ کے پاس واپس آ گیا۔ قطبہ قوس روانہ ہوا جہاں اس کا بیٹا حسن مقیم تھا، حازم بھی اس راستہ سے قوس آ گیا۔ جس راستہ سے آنے کا حسن نے اسے حکم دیا تھا۔ قطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو رے اپنے آگے روانہ کیا، حبیب بن بدیل انہشلی اور اس کے ہمراہی شامیوں کو حسن کی پیش قدمی کا علم ہوا تو وہ خود رے چھوڑ کر چلے گئے۔ حسن رے میں داخل ہو گیا اور اپنے باپ کے آنے تک وہاں پڑا رہا۔ قطبہ نے رے پہنچ کر ابو مسلم کو اپنے رے آنے کی اطلاع دی۔

ابو مسلم خراسانی کا نیشاپور میں قیام:

اس سنہ میں ابو مسلم مرو سے نیشاپور چلا آیا اور اب یہاں اس نے اپنا قیام کیا۔

جب قطبہ نے اپنے رے پہنچ جانے کی ابو مسلم کو اطلاع دی تو وہ مرو چھوڑ کر نیشاپور آ گیا اور یہاں اس نے اپنے گرد خندق کھود لی، رے آنے کے تین دن بعد قطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو ہمدان روانہ کیا جب یہ ہمدان کی جانب بڑھا تو مالک بن ادہم اور تمامی شامی اور خراسانی جو وہاں تھے ہمدان سے نہاوند آ گئے۔ یہاں مالک نے سب لوگوں سے کہا کہ جس کا نام دفتر میں لکھا ہوا ہے وہ اپنی معاشیں آ کر لے لے۔ بہت سے لوگوں نے اپنی معاشیں بھی نہ لیں اور یوں ہی نہاوند سے بھی چلے گئے۔ اب صرف مالک اور بقیہ وہ شامی اور خراسانی جو نصر کے ہمراہ تھے اس کے ساتھ رہے، حسن ہمدان سے نہاوند آیا اور اس سے چار فرسنگ کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا، قطبہ نے ابو جہم بن عطیہ بابلہ کے آزاد غلام کو سات سو فوج کے ساتھ حسن کی مدد کو بھیجا۔ جس نے چاروں طرف سے شہر کو محاصرہ میں لے لیا۔ اس سنہ میں عامر بن ضبارہ قتل کیا گیا۔

عامر بن ضبارہ کی قطبہ کی جانب پیش قدمی:

عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ابن ضبارہ کے ہاتھوں ہزیمت اٹھانے کے بعد خراسان کی طرف بھاگا، ابن ضبارہ اس

کے تعاقب میں روانہ ہوا، اسی اثناء میں یزید بن عمر کو جرجان میں نباتہ بن حنظلہ کے مارے جانے کی اطلاع ملی تو ابن ہبیرہ نے عامر بن ضبارہ اور اپنے بیٹے داؤد بن یزید بن عمر کو قطبہ کے مقابلہ کے لیے بھیجا یہ ہمدان کے شہر جی میں آ کر فروکش ہوئے۔ ابن ضبارہ کا پڑاؤ عسکر العسا کر کہلایا جاتا تھا، قطبہ نے ان کے مقابلہ کے لیے مقاتل۔ ابو حفص المہلسی، ابو جہاد المروزی (بنی سلیم کے آزاد غلام) موسیٰ بن عقیل، اسلم بن حسان، ذویب الاشعث، کلثوم بن شیبہ، مالک بن طریف، مخارق بن عتال اور یشیم بن زیاد کو روانہ کیا علی کو ان سب کا قائد عام مقرر کیا۔ علی اپنی فوج کے ساتھ قم میں آ کر فروکش ہوا۔

عامر بن ضبارہ اور قطبہ کی جنگ:

ابن ضبارہ کو معلوم ہوا کہ حسن نے اہل نہادند کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اس نے اہل نہادند کی امداد کے لیے جانے کا ارادہ کیا مگر علی کو بھی اس کے ارادے کی خبر ہو گئی، اس نے فوراً قطبہ کو اس کی اطلاع دی، قطبہ نے زہیر بن محمد کو قاشان روانہ کیا۔ اب خود علی قم سے طریف بن غیلان کو قم میں اپنا قائم مقام بنا کر نہادند کی طرف روانہ ہوا، مگر پھر قطبہ نے اسے اپنے آنے تک ٹھہرنے اور قم واپس جانے کا حکم دیا اور خود قطبہ رے سے روانہ ہوا، اسے ان دونوں فوجوں کی دیکھ بھال کرنے والے دستے ملے۔ جب یہ مقاتل بن حکیم العلی سے جاملتا تو اس نے اس کی چھاؤنی کو اپنی چھاؤنی سے متصل کر لیا۔ عامر بن ضبارہ ان کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں حریفوں کے پڑاؤ میں ایک فرسنگ کا فاصلہ تھا، کئی روز تک ابن ضبارہ بغیر لڑے ٹھہرا رہا۔ اب قطبہ نے جارحانہ کارروائی کی اور دونوں میں جنگ شروع ہوئی۔ اس کے میمنہ پر علی، خالد بن برمک کے ساتھ متعین تھا، میسرہ پر عبدالحمید بن ربیع، مالک بن طریف کے متعین تھا۔ قطبہ کے پاس بیس ہزار فوج تھی۔ ابن ضبارہ کے پاس ایک لاکھ یا جیسا بیان کیا گیا ہے ڈیڑھ لاکھ فوج تھی۔

عامر بن ضبارہ کی شکست:

قطبہ کے حکم سے کلام پاک ایک نیزہ پر باندھا گیا اور اس نے شامیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تمہیں کلام اللہ کے احکام کی تعمیل کے لیے دعوت دیتا ہوں۔ شامیوں نے اسے فحش گالیاں دیں۔ قطبہ نے اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ علی نے شامیوں پر حملہ کیا، دونوں فریق گڈمڈ ہو گئے کوئی ترتیب باقی نہیں رہی مگر زیادہ دیر تک جنگ نہیں ہوئی کہ شامیوں کو شکست ہوئی اور وہ بری طرح مارے گئے۔ فاتحوں نے ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا، بے شمار اسلحہ، ٹونڈی غلام اور مال و اسباب ان کے ہاتھ لگا۔ قطبہ نے شریح بن عبداللہ کو اپنے بیٹے حسن کے پاس اس فتح کی خوش خبری دینے کے لیے بھیجا۔

عامر بن ضبارہ کا قتل:

جب قطبہ اور ابن ضبارہ کا مقابلہ ہوا تو ابن ضبارہ کے ہمراہ اہل خراسان میں سے صالح بن حجاج النمری، بشر بن بسطام بن عمران بن الفضل الرجمی اور عبدالعزیز بن شماس المارنی تھے، ابن ضبارہ کے پاس صرف رسالہ تھا اور قطبہ کے ساتھ پیدل اور برسالہ دونوں طرح کی فوج تھی، قطبہ کی فوج نے ابن ضبارہ کے رسالہ پر ایسی ناؤک گئی کہ وہ ہزیمت اٹھا کر بھاگے، قطبہ اس کا تعاقب کرتا ہوا اس کے لشکر گاہ میں در آیا۔ ابن ضبارہ نے اپنے پڑاؤ کو چھوڑ دیا اور اپنی فوج کو اپنے پاس بلایا۔ اس کی فوج کو شکست ہوئی اور یہ مارا گیا۔

عین لڑائی میں داؤد بن یزید بن عمر میدان جنگ سے خود پسپا ہو گیا۔ ابن ضبارہ نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ پسپا ہو

گیا ہے، ابن ضبارہ نے کہا اللہ اس پر لعنت کرے مگر وہ خود لڑتا رہا اور مارا گیا۔
مال غنیمت:

ایک شخص جو قحطیہ کے ہمراہ اس معرکہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ جس قدر گھوڑے، اسلحہ اور لونڈی شامیوں نے اصہبان میں اپنے لشکر گاہ میں جمع کی تھیں میں نے کبھی کسی لشکر گاہ میں نہیں دیکھیں، معلوم ہوتا تھا کہ ہم نے ایک شہر فتح کیا ہے اسی طرح بے شمار برہمچارے اور دوسرے باجے ہمارے ہاتھ آئے اور بہت کم جھوپڑیاں یا خیمے ایسے تھے کہ جس میں ہمیں شراب کا کوئی مشکیزہ یا چھال نہ ملی ہو۔

اس سنہ میں نہادند پر قحطیہ اور مروان کی ان فوجوں میں جو وہاں پناہ گزیں تھیں جنگ ہوئی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ جنگ مقام جالبق واقع ضلع اصہبان میں بروز سنہ ہجری ۶۵۱ء جب کہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں سات راتیں باقی تھیں۔
عاصم کا حسن پر حملہ کرنے کا ارادہ:

جب قحطیہ نے اپنے بیٹے حسن کو ابن ضبارہ کے قتل کی اطلاع دی تو اس نے اور اس کی فوج نے خوشی میں تکبیر بلند کی اور اس کی خبر قتل کو زور زور سے بیان کرنے لگے، اسے سن کر عاصم بن عمیر السغدی نے اپنی فوج سے کہا کہ دشمن جو اس زور زور سے ابن ضبارہ کے قتل کی اطلاع دے رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات سچ ہے۔ اب بہتر یہ ہے کہ قبل اس کے کہ اس کا باپ آجائے ہم حسن پر ٹوٹ پڑیں اور اس طرح ہمیں موقع مل جائے گا کہ جدھر چاہیں نکل جائیں، کیونکہ اب زیادہ عرصہ تک تم لوگ ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے۔ اس پر بیدل سپاہ نے کہا کہ آپ لوگ گھوڑوں پر سوار ہیں آپ تو نکل جائیں گے اور ہمیں چھوڑ جائیں گے۔ مالک بن ادھم الباہلی نے کہا، ابن ہبیرہ کا خط میرے پاس آ گیا ہے جس میں اس نے اپنے آنے کا حال لکھا ہے اب میں تو اس کے آنے تک اس مقام سے نہیں جاؤں گا۔

مالک بن ادھم کی قحطیہ سے مصالحت:

اصہبان میں بیس روز قیام کرنے کے بعد قحطیہ نہادند میں اپنے بیٹے حسن کے پاس آیا۔ اس نے نہادند کی فوج کو کئی ماہ تک محاصرہ میں رکھا ان کے سامنے امان پیش کی مگر انھوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ قحطیہ نے شہر پر متحقیق نصب کر دیں، جب مالک نے یہ رنگ دیکھا اس نے اپنے اور شامیوں کے لیے قحطیہ سے وعدہ معافی لے لیا۔ اہل خراسان کو اس معاملے کی اطلاع نہ ہوئی۔ قحطیہ نے مالک کو وعدہ معافی دے دیا اور اسے ایفا بھی کیا، شامیوں میں سے اس نے کسی کو قتل نہیں کیا۔ اس کے خلاف اس نے تمام خراسانیوں کو بجز حکم بن ثابت بن ابی مسعر الحنفی کے قتل کر دیا۔ ان سربراہان و دروہ لوگوں میں ابو کامل، حاتم بن الحارث بن شریح، ابن نصر بن سیار، عاصم بن عمیر، علی بن عقیل، بیہس بن بدیل السلمی، الجزازی، ایک قریشی بختری نام جو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھا (مگر اباب سیر نے اس کے متعلق یہ بھی بیان کیا ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد اسے پہچانتی نہ تھی) اور قطن بن حرب البہلالی تھے۔

جب ملک بن ادھم نے قحطیہ سے مصالحت کر لی تو بیہس بن بدیل نے کہا بخدا! یہ ہمارے اغراض کے خلاف صلح کر رہا ہے میں اسے قتل کر دوں گا۔ اس کے بعد ہی اس نے دیکھا کہ ان خراسانیوں کے لیے جو قحطیہ کے ہمراہ تھے شہر کے دروازے کھول دیئے

گئے اور وہ داخل ہو گئے قحطیہ نے ان لوگوں کو شہر پناہ میں داخل کر دیا۔

قحطیہ کی اہل خراسان اور شامیوں کو امان:

اس واقعہ کے متعلق دوسرا بیان یہ ہے کہ قحطیہ نے ان خراسانیوں سے جو نہاد میں تھے کہلا کر بھیجا کہ تم لوگ میرے پاس چلے آؤ تم سب کو امان دیتا ہوں مگر انھوں نے اس سے انکار کر دیا اس کے بعد اس نے اہل شام کو اسی قسم کی دعوت دی جسے انھوں نے قبول کر لیا اور تین ماہ شعبان و رمضان اور شوال کے محاصرہ کے بعد انھوں نے اپنے لیے امان حاصل کر لی نیز انھوں نے قحطیہ سے درخواست کی کہ وہ اہل شہر پر دوسری جانب سے حملہ کرے تاکہ وہ ہماری کارروائی سے واقف نہ ہوں اور اس اثنا میں ہم ان کی لاعلمی میں دروازہ کھول دیں گے۔ قحطیہ نے اس تجویز پر عمل کیا اور جب اس نے اہل نہاد کو دوسری جانب جنگ میں مشغول کر دیا تو شامیوں نے اپنے سامنے کا دروازہ کھول دیا۔ جب ان کے ہمراہی خراسانیوں نے دیکھا کہ شامی شہر سے باہر جا رہے ہیں تو اس کے متعلق انھوں نے دریافت کیا شامیوں نے کہا ہم نے اپنے اور تمہارے لیے امان لے لی ہے۔ اس پر اہل خراسان کے تمام عمائد باہر نکل آئے۔ قحطیہ نے ان میں سے ہر شخص کو اپنے خراسانی سرداروں کے سپرد کر دیا۔ پھر اس کے حکم سے نقیب نے منادی کر دی کہ جس جس کے پاس کوئی قیدی ہو وہ اسے قتل کر کے اس کا سر پیش کر دے چنانچہ سب نے اس حکم کی تعمیل کی اور جو جو لوگ ابو مسلم کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے تھے وہ سب قتل کر دیئے گئے۔ البتہ شامیوں کو اس نے اس شرط پر معافی دے دی کہ وہ اس کے خلاف کسی کی مدد نہیں کریں گے۔

اب یہاں سے پھر سابق بیان شروع ہوتا ہے۔

عاصم بن عمیر کا قتل:

جب قحطیہ نے ان خراسانیوں جو نہاد میں شامیوں کے ہمراہ تھے شہر پناہ میں داخل ہونے کا حکم دیا تو ابن عمیر نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا اور خود وزرہ اور سیاہ لباس پہن کر جو اس کے پاس تھا شہر پناہ سے نکل بھاگا ایک خدمت گار نے جو خراسان میں اس کے پاس ملازم رہا تھا اسے پہچان لیا۔ اس نے اس کا نام ابو الاسود لیا اس نے کہا ہاں! اس خدمت گار نے اسے ایک نالی میں چھپا دیا اور اپنے ایک غلام سے کہا کہ ان کی حفاظت کرے اور کسی کو اس کا پتہ نہ دے۔ جب قحطیہ نے یہ حکم دیا کہ جس کے پاس جو قیدی ہو اسے وہ قتل کر کے اس کا سر میرے سامنے پیش کرے تو اس غلام نے جس کے ذمہ عاصم کی حفاظت کی گئی تھی کہا کہ میرے پاس ایسا قیدی ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھ سے چھین لیا جائے گا اس کی اس بات کو ایک یمنی نے سنا اور اس سے کہا کہ مجھے وہ قیدی دکھاؤ اس نے دکھا دیا۔ یمنی نے عاصم کو شناخت کر لیا اور قحطیہ سے آکر بیان کیا کہ ظالموں کا ایک بڑا شخص اس طرح گرفتار ہے قحطیہ نے اسے اپنے سامنے بلوا کر قتل کر دیا۔ مگر اہل شام سے جو وعدہ معافی اس نے کیا تھا اسے ایفا کیا اور ان میں سے کسی کو نہیں مارا۔

قحطیہ کا نہاد پر قبضہ:

جب قحطیہ نہاد آیا اس وقت حسن اہل نہاد کا محاصرہ کیے تھے قحطیہ خود نہاد میں مقیم رہا حسن کو اس نے مرج القلعہ کی طرف روانہ کیا اس نے خازم بن خزیمہ کو حلوان اپنے آگے روانہ کیا عبداللہ بن علاء الکندی حلوان کا عامل تھا یہ حلوان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

جب قطبہ نے نہاوند فتح کر لیا تو مفتوحین کا ارادہ ہوا کہ اس کا نام مروان کو لکھ بھیجیں مگر وہ کہنے لگے کہ اس کا نام بہت برا ہے اسے قلب کر دو۔ قلب کرنے سے ہبط حق ہو اس پر وہ کہنے لگے کہ اس سے تو پہلا ہی نام باوجود اپنی شناخت کے ہمارے لیے زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے پھر اسے الٹا کر دو۔

ابوعون کا شہر زور پر قبضہ:

قطبہ نے ابوعون عبدالملک بن یزید الخراسانی اور مالک بن طریف الخراسانی کو چار ہزار فوج کے ہمراہ شہر زور بھیجا جہاں عثمان بن سفیان عبداللہ بن مروان کے مقدمۃ الجیش کو لیے ہوئے پہنچ چکا تھا ابوعون اور مالک نے شہر زور سے دوفرسخ کے فاصلہ پر آ کر منزل کی ایک شب دروز قیام کے بعد دونوں ۲۰/ ذی الحجہ ۱۳۱ھ کے دن عثمان بن سفیان سے لڑے یہ مارا گیا۔ ابوعون نے اس فتح کی خوش خبری اسماعیل بن المتوکل کے ذریعہ قطبہ کو بھیج دی اور خود ابوعون موصل کے علاقہ میں ٹھہرا رہا۔

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ عثمان اس جنگ میں نہیں مارا گیا بلکہ وہ عبداللہ بن مروان کے پاس بھاگ کر چلا گیا۔ ابوعون نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور ایک شدید جنگ کے بعد اس کے اکثر ساتھی قتل کر دیئے گئے۔ یہ بھی کہا ہے کہ قطبہ نے ابوعون کو تیس ہزار فوج کے ساتھ ابومسلم کے حکم کی بنا پر شہر زور بھیجا تھا۔

مروان بن محمد کی زاب میں آمد:

جب ابوعون کی خبر مروان کو ملی جو اس وقت حران میں تھا تو وہ وہاں سے اس کی جانب آگے بڑھا۔ اس کے ہمراہ شام موصل اور جزیرہ کی تمام باقاعدہ فوج اور بنو امیہ کا تمام کنبہ تھا۔ یہ بڑھتا ہوا موصل آیا۔ اب یہاں اس نے خندقیں کھودنا شروع کیں ایک خندق سے دوسری خندق کا سلسلہ ملا دیا یہاں تک کہ اسی طرح پیش قدمی کرتے ہوئے زاب آ کر پھر اس نے مورچے لگائے۔ ابوعون ذی الحجہ کی بقیہ مدت اور محرم ۱۳۲ھ شہر زور ہی میں مقیم رہا اس نے پندرہ ہزار آدمیوں کو بھرتی کیا۔

قطبہ کی ابن ہبیرہ پر فوج کشی:

نیز اسی سنہ میں قطبہ ابن ہبیرہ کی طرف بڑھا۔ جب حلوان سے شکست کھا کر ابن ہبیرہ کا بیٹا اس کے پاس آیا تو یہ بے شمار فوج کے ساتھ قطبہ سے لڑنے آیا۔ اس کے ہمراہ حوثرہ بن سہیل الباہلی بھی تھا۔ اسے مروان نے ابن ہبیرہ کی مدد کے لیے بھیجا تھا ابن ہبیرہ نے ساتھ عسکر پر زیاد بن سہیل الغطفانی کو مقرر کیا تھا۔ غرض کہ ابن ہبیرہ نے کوفہ سے روانہ ہو کر مشہور مقام جلولاہ پر قیام کیا خندق کھودی اور وہی خندق کھودی اور جسے اہل عجم نے جلولاہ کی مشہور جنگ میں کھودا تھا۔ اس انتظام کے بعد یہ یہاں ٹھہرا یا دوسری جانب سے قطبہ بڑھتا ہوا قرامسین آیا وہاں سے حلوان ہوتا ہوا خائفین پہنچا جب یہ خائفین سے آگے بڑھا تو ابن ہبیرہ جلولاہ چھوڑ کر دیکمراہ پلٹ آیا۔

دوسرا بیان یہ ہے کہ جب قطبہ ابن ہبیرہ کے قریب آیا تو وہ اس وقت جلولاہ میں اپنی خندقوں میں مورچے لگائے تھا اس کے آتے ہی یہ اس مقام کو چھوڑ کر دیکمراہ آیا۔ قطبہ نے دجلہ کو عبور کیا اور انبار کے سامنے مقام دما میں فروکش ہوا۔ ابن ہبیرہ بھی اپنی فوج کے ہمراہ جلد جلد کوفہ کی طرف پلٹا تا کہ قطبہ سے پہلے وہاں پہنچے یہ فرات کے شرقی حصہ میں ہو رہا حوثرہ پندرہ ہزار فوج کے ساتھ کوفہ آیا۔ قطبہ نے دما سے دریائے فرات کو عبور کیا اور یہ اس کے غربی حصہ سے کوفہ کے ارادہ سے چلا آ کر خراک اس مقام پر پہنچا جہاں

ابن ہبیرہ موجود تھا۔

امیر حج ولید بن عروہ:

اس سنہ میں ولید بن عروہ بن محمد بن عطیہ السعدی (سعد ہوازن) عبد الملک بن محمد بن عطیہ کے بھتیجے کی امارت میں حج ہوا، یہ عبد الملک وہی شخص ہے جس نے ابو حمزہ خارجی کو قتل کیا تھا۔ ولید بن عروہ اپنے چچا کی جانب سے مدینہ کا والی تھا۔ یہ مدینہ سے روانہ ہو چکا تھا کہ اس اثناء میں مروان نے اس کے چچا عبد الملک بن محمد بن عطیہ کو جو اس وقت یمن میں تھا حج کرانے کا حکم دیا مگر اس کا مکہ کے سفر میں جو حشر ہوا وہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ جب چچا کے آنے میں دیر ہوئی تو ولید بن عروہ نے اپنے چچا کی جانب سے اپنے نام حج کرانے کا حکم لکھ لیا اور اسی نے حج کرایا۔

ولید بن عروہ کا قاتلین ابن عطیہ سے انتقام:

بیان کیا گیا ہے کہ جب ولید بن عروہ کو اپنے چچا کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ لوگ جنہوں نے اسے قتل کیا تھا وہ بھی آئے، ولید نے ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا، ان کی عورتوں کے شکم چاک کر دیئے، بچوں تک کو قتل کر دیا، اور جس پر اس نے قابو پایا اسے جلا ڈالا، یہی ولید اس سنہ میں مکہ، مدینہ اور طائف کا اپنے چچا عبد الملک بن محمد کی جانب سے عامل تھا۔ یزید بن عمر بن ہبیرہ عراق کا صوبہ دار تھا۔ حجاج بن عاصم الحماربہ کو فہ کے قاضی تھے، عباد بن منصور الناجی بصرہ کے قاضی تھے۔

۳۲۲ھ کے واقعات

قطبہ کی کوفہ کی جانب پیش قدمی:

ابن ہبیرہ کی جانب پیش قدمی کرتے ہوئے جب قطبہ خائقین پہنچا تو اس وقت ابن ہبیرہ جلولاہ میں تھا۔ قطبہ کے خائقین آنے کے بعد یہ جلولاہ سے دسکرہ گیا تھا، قطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو ابن ہبیرہ کی نقل و حرکت دریافت کرنے روانہ کیا۔ اس وقت ابن ہبیرہ اپنی جلولاہ کی خندق کی طرف پلٹ رہا تھا۔ حسن نے اسے اس کی خندق میں فروکش پایا اور اس کی اپنے باپ کو جا کر اطلاع کر دی، قطبہ نے اپنے سرداروں سے پوچھا کیا کوئی کوفہ جانے کا ایسا راستہ ہے کہ جس کے ذریعہ ہم ابن ہبیرہ کا مقابلہ کیے بغیر کوفہ پہنچ جائیں؟ خلف بن مورع الہمدانی انہی نے کہا ہاں میں آپ کو ایسا راستہ بتاتا ہوں، چنانچہ اس نے قطبہ کو روستقیاذ سے دریائے تا مرا (دیالہ) کو عبور کرایا۔ اب یہ راستے راستے ہولیا۔ ہرزج ساہور میں منزل کر کے بکیر آیا اور پھر دجلہ کو عبور کر کے آوانا پہنچا۔ خازم بن خزیمہ کو دریائے دجلہ پار کرنے کا حکم:

(دوسری روایت) قطبہ نے خائقین میں منزل کی، اس وقت ابن ہبیرہ جلولاہ میں فروکش تھا، ان دونوں کے درمیان پانچ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ قطبہ نے اس کی نقل و حرکت دریافت کرنے کے لیے طلایع روانہ کیے۔ انہوں نے واپس آ کر بتایا کہ وہ ابھی جلولاہ ہی میں فروکش ہے۔ قطبہ نے خازم بن خزیمہ کو حکم دیا، کہ وہ دریائے دجلہ کو عبور کر لے، یہ اسے عبور کر کے دجلہ اور دجیل (دریائے قارون) کے درمیان چلتا رہا اور جب کوٹنا پہنچا تو قطبہ نے اسے حکم دیا کہ وہ انبار جائے اور وہاں جس قدر کشتیاں اسے دستیاب ہو سکیں وہ بھیج دے اور پھر وہ دریا کو عبور کر کے دما میں اس سے آ ملے گا۔ خازم نے اس حکم کی تعمیل کی اور قطبہ دما میں اس

سے آ ملا۔ پھر اس نے محرم ۱۳۲ ہجری میں فرات کو عبور کیا، تمام مال و اسباب اور اہل و عیال خشکی کے راستے سے روانہ کیے، سوار بھی اس کے ساتھ دریا کے کنارے کنارے چلتے رہے، اس وقت ابن ہبیرہ کوفہ سے تیس فرسنگ کے فاصلہ پر فرات کی اس آبشار پر جو فلوچہ کی سطح مرتفع کے بعد واقع ہے ڈیرے ڈالے ہوئے تھا۔ ابن خببارہ کی ہزیمت یافتہ فوج بھی اس کے پاس آ گئے تھے، نیز مروان نے بھی بیس ہزار فوج حرثہ بن سہیل الباہلی کی قیادت میں اس کی امداد کے لیے بھیج دی تھی۔

حوثرہ بن سہیل کا ابن ہبیرہ کو مشورہ:

(پہلی روایت) جب قطبہ ابن ہبیرہ کو چھوڑ کر سیدھا کوفہ کی جانب بڑھا تو حوثرہ بن سہیل الباہلی اور شام کے دوسرے سربراہ آوردہ لوگوں نے ابن ہبیرہ سے کہا قطبہ کوفہ جا رہا ہے تم خراسان چلو اور اسے مروان کو آپس میں نبٹ لینے دو، اس کا رروائی سے تم اس کی ساری طاقت توڑ دو گے، کیونکہ اس صورت میں اغلب یہ ہے کہ وہ تمہارا تعاقب کبھی نہیں کرے گا، ابن ہبیرہ نے کہا یہ مشورہ مناسب نہیں، وہ کوفہ کو چھوڑ کر میرا تعاقب کبھی نہیں کرے گا اب تو مناسب بات یہی ہے کہ میں اس سے پہلے کوفہ پہنچ جاؤں۔

قطبہ کی ایک دیہاتی سے ملاقات:

جب قطبہ نے فرات کو عبور کیا تو اس کے کنارے کنارے ہولیا۔ ابن ہبیرہ نے بھی اپنے علاقہ فلوچہ کے پڑاؤ سے کوچ کیا، اس نے حوثرہ بن سہیل کو اپنے مقدمہ الجیش کا افسر مقرر کر کے کوفہ چلنے کا حکم دیا، دونوں حریف فرات کے کنارے کنارے کوفہ کی طرف بڑھے، ابن ہبیرہ فرات اور سورا کے درمیان سفر کر رہا تھا اور قطبہ فرات کے مغربی کنارے کنارے جو صحرا سے متصل ہے چل رہا تھا، یہ ایک جگہ ٹھہر گیا، ایک دیہاتی کشتی میں بیٹھ کر اس کے پاس آیا اور سلام کیا، قطبہ نے پوچھا کس قبیلہ سے تعلق ہے؟ اس نے کہا طے سے۔ پھر اس دیہاتی نے قطبہ سے کہا آپ اس میں سے پانی پیجئے اور مجھے اپنا جھوٹا پلائیے، قطبہ نے پیالہ میں سے چنگل بھر کر پہلے خود پیا اور پھر اسے پلایا، اس دیہاتی نے کہا اس خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اتنی عردی کہ میں نے اس فوج کو یہ پانی پیتے دیکھا۔ قطبہ نے پوچھا کیا اس کے متعلق کوئی روایت تم تک پہنچی ہے؟ اس نے کہا ہاں! قطبہ نے پوچھا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو، اس نے کہا قبیلہ طے کے بنی، بنہان سے، قطبہ نے کہا میرے امام نے مجھ سے جو بات کہی وہ سچ ہوئی ہے۔ انھوں نے مجھے خبر دی تھی کہ اس دریا پر مجھے ایک جنگ میں شریک ہونا پڑے گا۔ جس میں مجھے فتح حاصل ہوگی۔ قطبہ نے اس سے پوچھا اے، مہبانی بھائی کیا یہاں کہیں دریا بھی پایاب ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے مگر میں نہیں جانتا کہ کہاں ہے مگر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ سعدی بن العصم اس مقام سے واقف ہے، قطبہ نے اسے بلایا، وہ اس کا باپ اور عون آئے اور انھوں نے وہ جگہ بتائی جہاں دریا پایاب تھا۔ اب شام ہو گئی، اور ابن ہبیرہ کا مقدمہ الجیش جس میں بیس ہزار فوج حوثرہ کے زیر قیادت تھی اس کے سامنے آ گیا۔

قطبہ کا الحارہ میں قیام:

(دوسری روایت) جب قطبہ نے الحارہ پر منزل کی تو کہا جو امام نے مجھ سے کہا تھا وہ سچ ہوا، انھوں نے مجھے خبر دی تھی کہ اس مقام میں مجھے فتح حاصل ہوگی، قطبہ نے یہاں اپنی ساری فوج کو ان کی معاش دے دی۔ فوج کے بخشی نے رقم تقسیم کر کے سولہ ہزار سے ایک یا دو درہم کم و بیش رقم اسے لاکر واپس دے دی۔ اس پر قطبہ نے کہا جب تک تمہاری دیانتداری کا یہ حال رہے گا تمہارے سارے کام بنتے جائیں گے۔ اب شامی رسالہ سامنے آ گیا اور اسے دریا کا پایاب مقام بھی بتا دیا گیا تھا، مگر اس نے کہا ہم ماہ محرم

الحرام اور دسویں کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ ۱۳۲ ہجری کا واقعہ ہے۔
قطبہ کا ابن ہبیرہ پر حملہ:

(ایک اور روایت) قطبہ مغرب کے وقت آٹھویں محرم شب چہار شنبہ ۱۳۲ھ کو اس مقام پر آیا جہاں سے دریا پایاب تھا اور جو اسے بتادی گئی تھی وہ آتے ہی اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ دریا میں کود پڑا ابن ہبیرہ پر حملہ آور ہوا اس کی فوج پسپا ہوئی۔ اور نیل کے دہانے پر جا کر ٹھہری، حوثرہ روانہ ہو کر ابن ہبیرہ کے قصر میں جا کر فروکش ہوا۔ صبح کے وقت جب اہل خراسان نے اپنے سپہ سالار کو نہ پایا تو ان کی ہمتیں ٹوٹ گئیں۔ اب حسن بن قطبہ اس فوج کا سردار تھا۔
حمید بن قطبہ کی بیعت:

(اب یہاں سے پھر پہلا بیان شروع ہوتا ہے) قطبہ نے اپنے علمبردار خیران یا اپنے غلام یسار سے کہا دریا کو عبور کر، نیز اس نے اپنے نشان بردار مسعود بن علاج الوائلی کو بھی عبور کا حکم دیا۔ اپنے کو تو اب عبدالحمید بن ربیع ابی غاتم النہبانی الطائی کو بھی عبور کا حکم دیا اور کہا اے ابو غاتم عبور کرو اور تمہیں مال غنیمت کی خوش خبری ہو۔ چنانچہ ایک جماعت نے جن میں چار سو آدمی تھے دریا کو عبور کیا اور یہ حوثرہ کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور انھیں شاہراہ سے ہٹا دیا۔ محمد بن نہایتہ سامنے آیا اس سے بھی لڑائی ہوئی، انھوں نے آگ روشن کر دی، شامی پسپا ہو گئے، جب خراسانیوں نے قطبہ کو نہ پایا تو انھوں نے حمید بن قطبہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی، اگرچہ وہ اسے پسند نہیں کرتا تھا اور ابونصر نام ایک شخص کو دو سو آدمی کے ساتھ اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کی نگرانی پر متعین کر دیا۔ حمید یہاں سے روانہ ہو کر کربلا آیا، پھر دیرالاعور پر منزل کر کے عباسیہ میں فروکش ہوا۔
قطبہ کی لاش کی تدفین:

دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قطبہ کی لاش مل گئی جسے ابو جہم نے دفن کر دیا، فوج کے ایک میر بخشی نے اعلان کیا کہ جس کے پاس قطبہ کا کوئی عہد ہو پیش کرے۔ مقاتل بن مالک العنکی نے کہا میں نے کہا میں نے قطبہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ اگر مجھے کوئی حارثہ پیش آ جائے تو حسن سپہ سالار مقرر کیے جائیں چنانچہ تمام لوگوں نے حسن کے لیے حمید کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور پھر حسن کے بلانے کو قاصد بھیجا، قاصد نے قریہ شاہی کے درے حسن سے آ ملاقات کی، حسن واپس آ گیا، اس نے قطبہ کی مہر ابو جہم کے حوالے کر دی اور سب لوگوں نے حسن کے ہاتھ پر بیعت کی، حسن نے کہا اگر قطبہ مر گئے تھے میں حسن ابن قطبہ موجود ہوں۔

اس شب میں ابن نہبان السدوسی، حرب بن سلم بن احوز، عیسیٰ بن ایاس العدوی اور اسادرہ میں سے ایک شخص مصعب نامی کام آ گئے۔ معن بن زائدہ اور یحییٰ بن حصین نے قطبہ کے قتل کا اذاعا کیا۔

قطبہ ایک نالی میں مقتول پایا گیا۔ حرب بن سلم بن احوز بھی اس کے پہلو میں مقتول پڑا تھا اس پر لوگوں نے خیال کیا کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہے۔

قطبہ اور معن بن زائدہ کی جنگ:

عبداللہ بن بدر جو اس شب میں ابن ہبیرہ کے ہمراہ تھا بیان کرتا ہے کہ قطبہ دریا عبور کر کے ہمارے سامنے آیا۔ ایک ٹیلہ پر چڑھ کر جس پر پانچ شہسوار تھے ہم سے لڑنے لگا، ابن ہبیرہ نے محمد بن نہایتہ کو اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا وہ اس سے جا کر گتھم گتھا ہو گیا،

ہم ان پر یکبارگی ٹوٹ پڑے۔ معن بن زائدہ نے قحطہ کے شانے پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار اس میں پوری اتر گئی۔ قحطہ پانی میں گر پڑا لوگوں نے اسے نکال لیا اس نے کہا میرا ہاتھ باندھ دو ایک عمامہ سے اس کا ہاتھ باندھ دیا گیا۔ پھر اس نے کہا اگر میں مر جاؤں مجھے پانی میں ڈال دینا۔ تاکہ کسی کو میرے مارے جانے کا علم نہ ہو، اہل خراسان نے اب ہم پر جوابی حملہ کیا جس سے ابن نباتہ اور شامی پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئے انھوں نے ہمارا تعاقب کیا، ہماری ایک جماعت ایک سمت کو ہوئی تھی۔ خراسانیوں کی ایک جماعت نے ہمیں آ لیا ہم عرصہ تک ان سے لڑتے رہے اور اس مقابلہ میں ہم شامیوں میں سے صرف دو آدمی بچے جو نہایت جوانمردی و استقلال سے ہماری جانب سے مدافعت کر رہے تھے آخر کار تنگ آ کر کسی خراسانی نے فارسی میں کہا ان کتوں کو چھوڑ دو وہ لوگ پلٹ کر چلے گئے۔

قحطہ نے انتقال کیا، مرنے سے پہلے اس نے کہا تھا جب تم لوگ کوفہ پہنچو تو امام ابو سلمہ وزیر ہوں گے اور ہماری اس تمام کارروائی کو انہیں کے سپرد کر دیا جائے، ابن ہبیرہ واسطہ پلٹ آیا۔

سلمہ بن محمد اور محمد بن نباتہ کی جنگ:

قحطہ کی ہلاکت کے واقعہ کے متعلق متذکرہ بالا بیانات کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب قحطہ دریائے فرات کے مغربی کنارے پر ابن ہبیرہ کے مقابل آ گیا تو اس نے اپنے بیٹے حسن کو اپنے آگے مقدمۃ الجیش پر روانہ کیا۔ پھر اس نے عبداللہ الطائی، مسعود بن علاج، اسد بن المرزبان اور ان کی فوجوں کو گھوڑوں پر دریا کے عبور کا حکم دیا۔ یہ لوگ عصر کے بعد دریا کو عبور کر گئے اور ابن ہبیرہ کی فوج کا پہلا شہسوار جو انہیں ملا اسے انھوں نے نیزے سے ہلاک کر دیا جس کے دیکھتے ہی ابن ہبیرہ کے ساتھی فرار ہو گئے۔ اور جب یہ بھاگ کر سوار کے پل پر پہنچے تو ابن ہبیرہ کے کوتوال سدید نے انھیں روکا، ان کے اور ان کے گھوڑوں کے چہروں پر ضربیں لگائیں اور انھیں پھر ان مقامات پر واپس بھیج دیا جہاں وہ متعین تھے۔ یہ مغرب کے وقت کا واقعہ ہے جب یہ مسعود بن علاج اور اس کی جمعیت کے پاس پہنچے تو ان کے مقابلہ میں ان کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی یہ دیکھتے ہی قحطہ نے مخارق بن غفار، عبداللہ بن بسام اور سلمہ بن محمد کو جو صرف رسالے کے ساتھ تھے حکم دیا کہ وہ دریا عبور کریں اور مسعود کو پیچھے سے بچائے رکھیں یہ سردار عبور کر کے آئے، محمد بن نباتہ نے ان کا مقابلہ کیا اور سلمہ اور ان کی جمعیت کا فرات کے کنارے ایک گاؤں میں محاصرہ کر لیا، سلمہ مع اپنے ساتھیوں کے گھوڑے سے اتر پڑا اور اب شدید لڑائی شروع ہو گئی، محمد بن نباتہ، سلمہ اور اس کی جماعت پر حملہ کر کے ان کے پاس بیس آدمی قتل کر دیتا مگر سلمہ جب محمد بن نباتہ پر حملہ کرتا تو اس کے سودو سو آدمی کاٹ دیتا، اب سلمہ نے قحطہ سے امداد طلب کی قحطہ نے اپنے تمام سرداروں کو اس کی امداد کے لیے روانہ کر دیا۔ پھر قحطہ اپنے شہسواروں سمیت دریا کو عبور کرنے لگا، اس نے حکم دیا کہ ہر سوار اپنے پیچھے ایک اور شخص بٹھالے۔ یہ محرم کی پانچویں شب کا واقعہ ہے۔

ابن ہبیرہ کا فرار:

اب خود قحطہ نے محمد بن نباتہ پر حملہ کیا اور ان دونوں میں خونریز جنگ ہوئی، قحطہ نے ابن نباتہ کو شکست دی اور دھکیلتا ہوا ابن ہبیرہ تک لے گیا، اس کی شکست کے ساتھ ہی ابن ہبیرہ بھی فرار ہو گیا اور وہ اپنے قیام گاہ کو جس میں روپیہ، ہتھیار، سامان آرائش اور برتن وغیرہ تھے یونہی چھوڑ کر بھاگے، صراۃ کے پل کو عبور کر کے ساری رات چلتے چلتے صبح کونیل کے دہانہ پر آئے۔

حسن بن قحطبہ کی بیعت:

دوسری جانب قحطبہ کی فوج نے جب صبح کی تو انہوں نے اسے نہ پایا، نصف النہار تک اس کی امید رکھی جب اس سے مایوس ہو گئے اور معلوم ہوا کہ وہ غرق ہو گیا ہے تو اب تمام سرداروں نے بالاتفاق حسن بن قحطبہ کو اپنا امیر بنالیا۔ تمام اقدار اس کے تفویض کر دیا اور بیعت کر لی، اب حسن نے امارت کا جائزہ لے لیا اور حکم دیا کہ ابن ہبیرہ کے قیام گاہ کے تمام مال و اسباب کی فرد بنائی جائے، نیز اس نے ایک خراسانی کو جس کی کنیت ابو نصر تھی دو سو سواروں کے ساتھ اس تمام مال و اسباب پر متعین کیا اور اسے حکم دیا کہ یہ کشتیوں میں بار کر کے کوفہ لایا جائے، اب حسن خود اپنی تمام فوجوں کو لے کر پہلے کر بلا آیا پھر یہاں سے سوار اور دیر الاغور پر منزل کرتا ہوا عباسیہ ٹھہرا، حوثرہ کو ابن ہبیرہ کی ہزیمت کی خبر ہوئی تو وہ اپنی فوج کو لے کر واسط میں اس کے پاس آ گیا۔

قحطبہ کا قتل:

احلم بن ابراہیم بن بسام بن لیث کا آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ جب میں نے قحطبہ کو اس حالت میں دیکھا کہ اس کا گھوڑا اسے دریا میں تیرتا ہوا لے رہا تھا اور قریب تھا کہ وہ اس مقام سے جہاں میں اور بسام بن ابراہیم میرا بھائی جو قحطبہ کے مقدمۃ الجیش پر تھا کھڑے تھے دریا کو عبور کر آئے، تو میں نے یاد کیا کہ یہی وہ شخص ہے کہ جس نے نصر بن سیار کے بیٹوں کو قتل کیا ہے اور بھی اس کی بہت سی باتیں مجھے یاد آئیں مگر اس کے ساتھ مجھے خوف یہ تھا کہ مبادا میرے بھائی بسام بن ابراہیم کو اس سے کوئی گزند نہ پہنچے گا مگر پھر میں نے کہا اگر آج تو نج گیا تو پھر میں کبھی اپنا بدلہ نہ لے سکوں گا۔ چنانچہ جب اس کا گھوڑا اسے لے کر کنارے چڑھا اور قریب تھا کہ دریا سے نکل آئے میں نے آگے بڑھ کر کنارے سے اس کی پیشانی پر تلوار کا وار کیا، اس کا گھوڑا اچھل پڑا اور قحطبہ نے اسی وقت داعی اجل کو لبیک کہہ دیا، اور وہ مع اپنے اسلحہ کے فرات میں غرق ہو گیا۔

ابن حصین السعدی نے احلم بن ابراہیم کے مرنے کے بعد یہ بھی واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اگر احلم نے اپنی موت کے وقت اس کا اقرار نہ کیا ہوتا تو میں کبھی اس واقعہ کو اس سے منسوب نہ کرتا۔

محمد بن خالد کا کوفہ میں خروج:

اس سنہ میں محمد بن خالد نے کوفہ میں خروج کیا اور حسن بن قحطبہ کے آنے سے پہلے علم سیاہ بلند کر کے ابن ہبیرہ کے عامل کو کوفہ سے نکال دیا پھر حسن بھی کوفہ آ گیا۔ دسویں محرم کو محمد بن خالد نے کوفہ میں خروج کیا، زیاد بن صالح الحارثی کوفہ کا عامل تھا، عبدالرحمن بن بشیر العجلی کو توال شہر تھا۔ محمد نے علم سیاہ بلند کر کے قصر کی جانب پیش قدمی کی، زیاد بن صالح الحارثی، عبداللہ بن بشیر العجلی اور دوسرے شامی جوان کے ہمراہ تھے۔ قصر کو خالی کر کے چلے گئے، محمد بن خالد قصر میں داخل ہو گیا، دوسرے دن صبح کو جو قحطبہ کے مرنے کے بعد دوسرا دن تھا۔ اسے معلوم ہوا کہ حوثرہ اپنی فوج کے ساتھ مدینہ ابن ہبیرہ میں آ کر فروکش ہوا ہے مجھ پر پیش قدمی کرنے کے لیے تیار ہے۔ یہ سنتے ہی محمد کے تمام ساتھی سوائے ان چند یمنی بہادروں کے جو مروان سے بھاگ کر آئے تھے یا اس کے اپنے مولیوں کے، اس کا ساتھ چھوڑ کر چل دیئے، ابوسلمہ الحلال نے اس سے کہلا بھیجا اس نے اب تک خروج نہیں کیا تھا کہ تم قصر چھوڑ کر فرات کے زیریں حصہ میں چلے جاؤ کیونکہ مجھے تمہاری قلت تعداد کی وجہ سے حوثرہ کے مقابلہ میں جس کے پاس زبردست فوج ہے اندیشہ ہے مگر اس وقت تک کسی فریق کو قحطبہ کی ہلاکت کا علم نہ تھا۔ محمد بن خالد نے ابوسلمہ کی تجویز پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ اب

دن اچھی طرح روشن ہو گیا۔
حوثرہ کے ساتھیوں کی علیحدگی:

جب حوثرہ کو معلوم ہوا کہ محمد بن خالد کے ساتھ فوج بھی بہت کم ہے اور اس کے تمام ساتھیوں نے اسے چھوڑ دیا ہے تو اب اس نے اس کی جانب پیش قدمی کی تیاری کر لی۔ محمد قصر ہی میں تھا کہ کسی خبر گیر نے اسے آکر بتایا کہ شامیوں کا رسالہ آ گیا ہے اس نے اپنے کچھ موالی انھیں روکنے کے لیے بھیجے یہ لوگ عمر بن سعد کے مکان کے دروازے پر ٹھہر گئے کہ اتنے میں شامیوں کے نشان آتے ہوئے دکھائی دیئے اب یہ لوگ لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو گئے مگر شامیوں نے کہا ہم بجیلہ ہیں اور ہمارے ساتھ لیج بن خالد الجبلی بھی ہیں ہم امیر کی اطاعت میں داخل ہونے کے ارادے سے آئے ہیں۔ چنانچہ یہ سب لوگ اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اس کے بعد سواروں کا ایک اور دستہ اس سے زیادہ تعداد میں آل جبذل میں سے کسی شخص کے ہمراہ آ گیا۔ جب حوثرہ نے اپنی فوج کی یہ ترتیب دیکھی تو وہ سب کو لے کر واسط کی سمت ہولیا۔

محمد بن خالد کا کوفہ پر قبضہ:

محمد بن خالد نے اسی شب قطبہ کو (کیونکہ اسے قطبہ کی ہلاکت کا علم نہ تھا) اپنی کوفہ کی اس فتح کی اطلاع دی اور ایک شخص کے ہاتھ اسے بڑی سرعت سے روانہ کیا۔ قاصد نے وہ خط حسن بن قطبہ کو لاکر دیا حسن نے اس خط کو لوگوں کو سنایا اور پھر کوفہ روانہ ہوا۔ محمد بن خالد جمعہ سنجر اور اتوار کوفہ میں مقیم رہا دو شنبہ کی صبح کو حسن کوفہ آیا اب یہ لوگ ابوسلمہ کے پاس جو بنی سلمہ میں تھا آئے اسے بھی خروج کرنے پر مجبور کیا یہ دو روز تک تو بخیلہ میں پڑاؤ ڈالے پڑا رہا پھر حمام العین کی طرف چلا اور اس نے حسن کو ابن ہبیرہ سے لڑنے واسط بھیجا۔

ابوسلمہ کی وزیر آل محمد ﷺ سے بیعت:

(دوسری روایت) قطبہ کے بعد خراسانیوں نے حسن بن قطبہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اب یہ کوفہ چلا عبدالرحمن بن بشیر العجلی ان دونوں کوفہ کا عامل تھا۔ بنی ضبہ کے ایک شخص نے اس سے آکر کہا کہ حسن کل یا پرسوں کوفہ آنے والا ہے۔ عبدالرحمن نے کہا کیا تو مجھے ڈرانے آیا ہے اس نے تین سو کوڑے اس کے لگوائے پھر خود بھی بھاگ گیا اسی اثنا میں محمد بن خالد بن عبداللہ القسری نے سیاہ علم بلند کر کے گیارہ آدمیوں کے ساتھ خروج کیا لوگوں کو بیعت کی دعوت کی تمام کوفہ پر انتظام قائم رکھا دوسرے دن حسن بھی آ گیا یہ لوگ اثناء راہ میں پوچھتے آتے تھے کہ ابوسلمہ وزیر آل محمد ﷺ کا مکان کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ اس کے دروازے پر آئے ابوسلمہ خود نکل کر اس کے پاس آیا لوگوں نے قطبہ کے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا آگے کیا ابوسلمہ اس پر سوار ہو گیا اور آکر جابۃ السبیع میں ٹھہرا۔ خراسانیوں نے یہاں اس کے ہاتھ پر بیعت کی ابوسلمہ حفص بن سلیمان سبیع کا آزاد غلام جو وزیر آل محمد ﷺ کے لقب سے مشہور ہے خود تو وہیں ٹھہرا ہوا اس نے محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو کوفہ کا عامل مقرر کیا ابوالعباس کے ظہور تک یہ بھی امیر کے لقب سے مشہور تھا۔

حسن بن قطبہ کی سپہ سالاری:

پھر اس نے حسن بن قطبہ کو ابن ہبیرہ کے مقابلہ کے لیے واسط روانہ کیا۔ اس کے ہمراہ اور سردار بھی تھے جس میں خازم بن

خزیمہ، مقاتل بن حکیم، العکی، خفاف بن منصور، سعید بن عمرو، زیاد بن مشکان، فضل بن سلیمان، عبدالکریم بن مسلم، عثمان بن نہیک، زہیر بن محمد، یثیم بن زیاد، ابو خالد المرزوی وغیرہ سولہ سردار تھے۔ حسن ان سب کا سپہ سالار اعظم تھا۔
ابو سلمہ کے عمال:

ابو سلمہ نے حمید بن قحطبہ کو چند سرداروں کے ہمراہ جن میں عبدالرحمن بن نعیم اور مسعود بن علاج اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ تھے مدائن بھیجا۔ نیز اس نے مسیب بن زہیر اور خالد بن برمک کو دقنی مہلسی اور شراحیل کو چار سو فوج کے ساتھ عین التمر اور بسام، ابراہیم بن اہواز بھیجا۔ عبدالواحد بن عمرو بن ہبیرہ اہواز میں تھا جب بسام اہواز آیا تو عبدالواحد بصرہ چلا آیا۔ ابو سلمہ نے حفص بن سبیع کے ہاتھ سفیان بن معاویہ کو بصرہ کی ولایت کا عہد تقرر بھیجا۔ حارث ابو غسان الحارثی نے جو ایک کاہن اور بنی دیان سے تھا اس سے کہا کہ یہ عہد تکمیل کو پہنچ سکے گا۔ چنانچہ جب یہ مراسلہ ابو سفیان کے پاس آیا تو مسلم بن قتیبہ نے اس سے جنگ کی اور اس عہد تقرر کو کا عدم کر دیا۔

اب خود ابو سلمہ نے خروج کیا اور کوفہ سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر حمام العین پر اس نے چھاؤنی قائم کی، محمد بن خالد بن عبداللہ کوفہ ہی میں رہا۔

مسلم بن قتیبہ اور سفیان بن معاویہ کی جنگ:

مسلم بن قتیبہ، سفیان بن معاویہ بن یزید بن المہلب سے اس لیے لڑا کہ جب ابو سلمہ الحلال نے اپنے عامل سب طرف روانہ کیے تو اس نے بسام بن ابراہیم بنی لیث کے آزاد غلام کو عبدالواحد عمر بن ہبیرہ کے مقابلہ کے لیے اہواز بھیجا، بسام نے اسے کامل شکست دی۔ اس کے بعد مسلم بن قتیبہ الباہلی بصرہ چلا آیا اور یہ ان دونوں ہبیرہ کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا۔ ابو سلمہ نے حسن بن قحطبہ کو لکھا کہ تم اپنے کسی سردار کو مسلم بن قتیبہ کے مقابلہ کے لیے بھیج دو، نیز اس نے سفیان بن معاویہ کو بصرہ کی عاملی کا فرمان تقرر بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہاں جا کر بنی عباس کے لیے دعوت دے اور سربراہ وردہ لوگوں کو اپنی تحریک میں شریک کرے اور مسلم بن قتیبہ سے بچتا رہے۔ سفیان نے مسلم کو لکھا کہ تم دارالامارۃ سے چلے جاؤ کیونکہ مجھے ابو سلمہ نے ایسا حکم دیا ہے، مسلم نے انکار کیا اور مقابلہ کی ٹھان لی، سفیان کے ہمراہ تمام بھتیجی ان کے خلفاء ربیعہ وغیرہ جمع ہو گئے نیز ابن ہبیرہ کا ایک سردار جسے اس نے دو ہزار کلبی فوج کے ہمراہ مسلم کی امداد کے لیے بھیجا تھا، وہ بھی ان سے جا ملا، سفیان نے سلم کی طرف روانگی کا انتظام کر لیا۔ سلم نے بھی اس کے مقابلہ کی تیاری کی، قیس، مضری قبائل کے عرب اور بصرہ میں جو بنی امیہ تھے وہ مع اپنے موالیوں کے مسلم کی امداد کے لیے جمع ہو گئے، اور بنو امیہ بھی اس کی امداد کے لیے دوڑے، سفیان جمعرات کے دن ماہ صفر میں بصرہ آیا۔

سفیان بن معاویہ کی شکست:

مسلم مرہب آیا، خود سوق الاہل کے پاس آ کر ٹھہرا۔ وہاں سے اس نے اپنے رسالہ کو مرہب کی سڑک اور بصرہ کی تمام شاہراہوں میں پھیلا دیا تاکہ سفیان جس سمت سے کسی فوج کو بھیجے اس کی فوج کا مقابلہ کرے، نیز اس نے یہ اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر لائے گا اسے پانچ سو درہم دیئے جائیں گے اور جو ایک قیدی گرفتار کر کے لائے گا اسے ایک ہزار دیئے جائیں گے۔ معاویہ بن سفیان بن معاویہ صرف ربیعہ کی جماعت کے ساتھ آگے آیا۔ ایک تھمی نے اس راستے پر جو مرہب کی سڑک سے بنی عامر کی طرف جاتا ہے اس

مکان کے قریب جو بعد میں عمر بن حبیب کی ملکیت ہو گیا تھا اس کا مقابلہ کیا، ان میں سے کسی نے معاویہ کے گھوڑے پر نیزہ کا وار کیا۔ جس سے وہ اچھل پڑا، معاویہ گھوڑے سے گر گیا اور بنی ضبہ کے ایک شخص عیاض نامی نے فوراً اتر کر اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو سلم کے سامنے پیش کیا، سلم نے اسے ایک ہزار درہم دیئے، اپنے بیٹے کے مارے جانے سے سفیان کی ہمت ٹوٹ گئی اس نے مع اپنی فوج کے شکست کھائی اور وہ فوراً مع اپنے خاندان والوں کے بصرہ سے روانہ ہو کر قصر الابيض میں آ کر فروکش ہوا پھر یہاں سے کسکر چلا گیا۔

ابن قتیبہ کا بصرہ پر تسلط:

سلم نے جب بصرہ پر پوری طرح غلبہ حاصل کیا تو اس کے پاس جابر بن توبتہ الکلابی، ولید بن عتبہ الفراسی جو عبدالرحمن بن سمرہ کی اولاد میں تھا چار ہزار فوج کے ہمراہ آ گئے، انھیں ابن ہبیرہ نے سلم کی امداد کے لیے جب وہ ابواز میں تھا، جانے کا حکم دیا تھا۔ جابر نے اپنی فوج کے ساتھ دوسرے دن صبح کو مہلب اور تمام ازدیوں کے مکانات پر دھاوا کر دیا۔ ازدیوں کے جو مرد وہاں تھے۔ انھوں نے اس کا بڑی شدت سے مقابلہ کیا مگر چونکہ ان کے بہت سے آدمی کام آ گئے، اس لیے وہ بھاگے، جابر اور اس کے ہمراہیوں نے ان کی عورتوں پر قبضہ کر لیا۔ ان کے مکانات کو گرا دیا اور لوٹ لیا۔ تین دن تک وہ ایسا کرتے رہے۔

سفیان بن معاویہ کا امارت بصرہ پر تقرر:

ابن ہبیرہ کے قتل کی اطلاع ملنے تک سلم بصرہ میں مقیم رہا اس کے بعد یہ وہاں سے چلا گیا، حارث بن عبد الملک کی اولاد میں جو لوگ بصرہ میں تھے وہ محمد بن جعفر کے پاس آئے اور ان کو انھوں نے اپنا امیر بنالیا۔ تھوڑے دن تک یہ بصرہ کی حکومت کو چلاتے رہے پھر ابو مالک عبداللہ بن اسید الخزاعی ابوسلم کا فرستادہ بصرہ آ گیا، یہ پانچ روز بصرہ کا حاکم رہا۔ جب ابو العباس نے اپنی خلافت کا اعلان کیا تو انھوں نے سفیان بن معاویہ کو بصرہ کا والی مقرر کر دیا۔

ارباب سیر کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ اسی سنہ میں ابو العباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس بن عبد المطلب بنی ہاشم کے لیے شب جمعہ تیرہ ربیع الآخر کو بیعت لی گئی مگر واقدی کہتے ہیں کہ ابو العباس کے لیے مدینہ میں جمادی الاولیٰ ۱۳۲ھ میں بیعت لی گئی، مگر پہلا بیان ہی صحیح اور متفق علیہ ہے۔

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ



تاریخ طبری

جلد پنجم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۲۰ھ

عباسی دور حکومت
خلیفہ ابوالعباس السفاح تا خلیفہ المصطفیٰ (۱۷۳ تا ۱۷۵ھ)

ترجمہ: سید محمد ابراہیم (ایم۔ اے) ندوی • ترتیب و تبویب: شبیر حسین قریشی (ایم۔ اے)

خلیفہ ابوالعباس السفاح تا خلیفہ الہادی۔ خلافت بنی عباس کی ابتداء۔ شہر بغداد کی بناء۔ مسلمانوں کے دور تمدن آفرینی کا آغاز۔ علوم روایت اور علوم ذرایت میں مسلمان علماء اور محققین کا دورِ اول، تدوین فقہ اسلامی کی اولین مساعی۔

نفسِ اکِ اُردو بازارِ کراچی طبری

دورِ عباسی

از

محمد اقبال سلیم گماہندری

آج ہم تاریخ الامم الملوک مصنفہ علامہ طبری کی مشہور و معروف تاریخ کا حصہ ہفتم پیش کر رہے ہیں۔ خلافت عباسیہ کا بانی ابو العباس عبداللہ السفاح ہے جو ۱۰۴ھ میں بمقام حمیمہ علاقہ بلقا میں پیدا ہوا۔ وہیں پرورش پائی۔ یہ اپنے بھائی ابراہیم امام کا جانشین ہوا۔ علامہ ابن جریر الطبری کا قول ہے کہ جس روز سے آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا سے فرمایا تھا کہ تمہاری اولاد میں خلافت آئے گی اسی وقت سے اولادِ عباس خلافت کی امیدوار چلی آتی تھی۔ عبداللہ السفاح خونریزی، سخاوت، حاضر جوابی، تیز فہمی میں ممتاز تھا۔ سفاح کے عمال بھی خونریزی میں مشاق تھے۔

آپ اس ایک واقعہ سے سفاح کے عمال کی سنگدلی اور خونریزی کا اندازہ کیجیے۔ جب محمد بن صول کو اہل موصل نے نکال دیا تو سفاح نے ان سے ناراض ہو کر اپنے بھائی یحییٰ بن محمد بن علی کو بارہ ہزار کی جمعیت دے کر روانہ کیا۔ یحییٰ بن محمد قصر امارت میں ٹھہرا۔ اس نے موصل کے بارہ سربراہ آردہ آدمیوں کو قصر امارت میں بلا کر قتل کر دیا اہل موصل میں اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا اور لوگ جنگ کرنے پر تل گئے۔ یحییٰ نے جب یہ خطرناک صورت حال دیکھی تو اعلان کیا کہ جو شخص جامع مسجد میں داخل ہو جائے گا اسے پناہ دی جائے گی۔ یہ سن کر لوگ مسجد کی طرف دوڑے۔ یحییٰ نے جامع مسجد کے دروازے کے پیچھے اپنے آدمی متعین کر رکھے تھے جیسے ہی لوگ اندر داخل ہوتے انہیں قتل کر دیا جاتا اس طرح گیارہ ہزار آدمی مسجد میں قتل کر دیئے گئے اس کے بعد شہر میں قتل عام کیا گیا۔ رات بھر یحییٰ ان عورتوں کی دل دوز چینی سننا رہا جن کے شوہر باپ بھائی بیٹے قتل کر دیئے گئے تھے صبح ہوتے ہی اس رونے دھونے کا یحییٰ نے یہ علاج کیا کہ عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کرنے کا حکم دے دیا تا کہ نہ رہے بانس نہ بچے بانسری تین روز تک اس حکم کے بعد قتل و غارت گری کا بازار گرم رہا۔ یحییٰ کے لشکر میں چار ہزار زنگی سپاہی بھی تھے انھوں نے عورتوں کی عصمت دری میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا چوتھے روز یحییٰ گھوڑے پر سوار شہر کی سیر کو نکلا تو ایک باہمت عورت نے یحییٰ کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا ”کیا تم بنی ہاشم نہیں ہو؟ کیا تم رسول اللہ ﷺ کے چچا کے لڑکے نہیں ہو؟ کیا تم اس سے بے خبر ہو کر زنگیوں نے مسلمان عورتوں کی عصمت دری کی اور ان کو جبراً لے گئے؟“ یہ سن کر یحییٰ خاموش رہا اور آگے بڑھ گیا دوسرے دن یحییٰ نے زنگیوں کو تنخواہ تقسیم کرنے کے بہانے سے بلایا۔ جب تمام زنگی جمع ہو گئے تو سب کو قتل کروا دیا یہ صرف سفاحی کا ایک واقعہ ہے۔ اس دور

میں ہزاروں ایسے واقعات ہوئے۔

اسلامی تاریخ میں یہ دور خلافت عباسی کا دور کہلاتا ہے ۱۳۲ھ میں ابوالعباس السفاح نے بزور شمشیر خلافت بنو امیہ کو ختم کر کے اپنے ہاتھ پر بیعت خلافت لی اور اس طرح خاندان مروان سے خلافت منتقل ہو کر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں آ گئی۔ تاریخ اسلام میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ اقتدار کی مسند محض تلوار کی قوت سے حاصل کی گئی۔ اس سے پہلے جن اشخاص یا خانوادوں میں حکومت آئی انھوں نے تلوار کی قوت سے یہ مسند حاصل نہیں کی تھی۔ اقتدار پر جب قوت سے قبضہ کیا جاتا ہے تو شخص واحد کی مرضی حکومت کا آئین بن جاتی ہے اور رائے عامہ کی قوت اس کے مقابلہ میں دب جاتی ہے۔ یہی کچھ بنو عباس کے دور میں بھی ہوا۔ یہ اور بات ہے کہ عہد نبوت سے قریب ہونے کی وجہ سے کچھ دنوں تک روزمرہ کی زندگی اور عدالتی قوانین کسی نہ کسی طرح دین سے متاثر رہے۔ بہر حال یہ دور حقیقتاً خلافت سے ملوکیت کی طرف انتقال اول ہے دوسری طرف کشور کشائی سے تمدن آفرینی کی طرف تاریخ کا رخ اسی زمانہ میں مڑ گیا تھا اس لیے یہ دور بڑے غور سے مطالعہ کے قابل ہے۔

عروس البلاد بغداد اسی دور میں بسایا گیا۔ وہی بغداد جو امام ابو یوسف کا بھی بغداد ہے۔ اور الف لیلیٰ کا بغداد بھی ہے۔ غرض یہ عجیب شہر بنا اور ہمیشہ عجیب شہر رہا یہاں تک کہ چشم فلک اسے کھا گئی اور آسمان نے کسے اپنے نیچے ہمیشہ رہنے دیا ہے۔ عباسی دور حکومت کا یہ حصہ ۱۳۲ھ تا ۱۷۰ھ یعنی خلیفہ ابوالعباس سفاح تا خلیفہ الہادی تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ ہم خوشی سے اعلان کرتے ہیں کہ تاریخ طبری کا یہ ساتواں حصہ پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم بقیہ حصے بھی اسی خوبی کے ساتھ جلد از جلد شائع کر سکیں۔

وما توفیقی الا باللہ



فہرست موضوعات

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۳۸	مروان کی شکست و فرار	۳۳	۱۳۲ھ کے واقعات		باب ۱
//	ابوالعباس کونوید فتح	//	ابوسلمہ کی امام کے متعلق خاموشی	۲۵	خلیفہ عبداللہ بن محمد ابوالعباس
۳۹	مروان کی شکست کی وجہ	//	ابوحمید اور سابق الخوارزمی کی گفتگو		خلافت عباسیہ کے متعلق ابو ہاشم اور
//	عبید اللہ الکلابی کی شجاعت	//	ابوحمید کی ابوالعباس سے ملاقات	۲۵	محمد بن علی کی گفتگو
//	امام ابراہیم بن محمد کا قتل	//	ابراہیم بن سلمہ کی چھاؤنی میں آمد	//	علی بن محمد کا بیان
۴۰	ابومحمد السفیانی کی رہائی		ابوسلمہ کا ابوالعباس کی امامت سے	//	امام محمد بن علی کی پیشین گوئی
//	مہمل بن صفوان کا بیان	۳۴	اختلاف	۲۶	ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کا حکم
//	مروان بن محمد کی رواگنی حران	//	ابوالجہم کی ابوسلمہ کے متعلق ہدایات	//	عثمان بن عروہ کا بیان
۴۱	امان بن یزید کی عبداللہ بن علی کی اطاعت	//	ابوالعباس سفاح کا جلوس و خطبہ	//	ابراہیم بن محمد کی گرفتاری
//	مروان پر اہل حمص کا حملہ و شکست	۳۵	ابوالعباس کے عمال	//	ابوالعباس کی گرفتاری و رہائی
//	عبداللہ بن علی کا دمشق پر قبضہ		باب ۲	۲۷	مروان کے قاصد کے قتل کا منصوبہ
//	مروان کی رواگنی فلسطین	۳۶	جنگ زاب	//	منصوبہ قتل کی مخالفت
۴۲	مروان بن محمد کی فوج کی تعداد	//	عثمان بن سفیان کے قتل کی اطلاع	//	عبدالحمید بن یحییٰ کا مروان کو مشورہ
//	ابوموسیٰ بن مصعب کا بیان	//	عبداللہ بن علی کی ابوالعباس کو پیش کش	//	ابوالعباس کی جانشینی
//	مروان کا دریائے ابونطرس پر قیام	//	عبید بن موسیٰ کا مروان پر حملہ	۲۸	ابوالعباس کی کوفہ میں آمد
//	عبداللہ بن علی کی پیش قدمی و فتوحات		عبداللہ بن مروان اور مخارق بن غفار		شیعان بنی عباس کی ابوالعباس سے
۴۳	ولید بن معاویہ کا قتل	۳۷	کی جنگ	//	ملاقات
//	عبداللہ بن علی کی رواگنی فلسطین	//	مخارق بن غفار کی گرفتاری	//	ابوسلمہ کی ابوالعباس سے ملاقات
//	صالح بن علی کا مروان کا تعاقب	//	مروان اور مخارق کی گفتگو	۲۹	ابوالعباس کا خطبہ
۴۴	صالح کا مروان کے رسالہ پر حملہ	//	موسیٰ بن کعب کا عبداللہ بن علی کو مشورہ	۳۰	داؤد بن علی کا تاریخی خطبہ
//	صالح بن علی کا ذات السائل میں قیام		مروان کا زوال آفتاب سے قبل جنگ	۳۲	ابوالعباس سفاح کی بیعت
//	معرکہ بصر	//	سے گریز		ابوالعباس اور داؤد بن علی کی ملاقات
//	مروان بن محمد کا قتل	۳۸	معرکہ زاب	//	کا واقعہ

۴۵	خازم کا ابن ہبیرہ پر حملہ	۴۵	امارت بصرہ پر سلیمان بن علی کا تقرر
۴۶	واسط کا محاصرہ	۴۶	داؤد بن علی کا انتقال
۴۷	ابن ہبیرہ کی ابوامیہ سے بدگمانی	۴۷	زیاد بن عبید اللہ کی امارت
۴۸	ابوامیہ کی گرفتاری	۴۸	امارت مصر پر ابو عنان کا تقرر
۴۹	یحییٰ کا ابوامیہ کے متعلق ابن ہبیرہ کو مشورہ	۴۹	شریک بن شیخ المہری کا خروج
۵۰	ابوامیہ کی رہائی	۵۰	ابوداؤد خالد بن ابراہیم کی قتل میں آمد
۵۱	غیلان کی ابوالعباس سے درخواست	۵۱	مقترب واقعات
۵۲	ابوجعفر کی سپہ سالاری	۵۲	امیر حج زیاد بن عبید اللہ و عمال
۵۳	معمر کے واسط	۵۳	۱۳۳ھ کے واقعات
۵۴	شامی سرداروں کی شجاعت	۵۴	باسام بن ابراہیم کی بغاوت
۵۵	خراسانیوں کا شدید حملہ	۵۵	خازم کا باسام پر حملہ
۵۶	محصورین کو مروان کے قتل کی اطلاع	۵۶	مغیرہ اور اس کے ساتھیوں کا قتل
۵۷	معمر کے واسط کے متعلق دوسری روایت	۵۷	ابوالعباس کا خازم کو قتل کرنے کا ارادہ
۵۸	ابن ہبیرہ کی فوج میں نفاق	۵۸	ابوالجہم اور موسیٰ کی خازم کے متعلق سفارش
۵۹	ابوجعفر اور ابن ہبیرہ میں مصالحت	۵۹	خازم کی خوارج پر فوج کشی
۶۰	ابوجعفر اور ابن ہبیرہ کی ملاقات	۶۰	شیبان خارجی کا خاتمہ
۶۱	یزید بن حاتم کی ابن ہبیرہ کے خلاف شکایت	۶۱	جلندی خارجی اور اس کی جماعت کا خاتمہ
۶۲	ابوالعباس کا ابن ہبیرہ کو قتل کرنے کا حکم	۶۲	ابوداؤد خالد کی کش پر فوج کشی
۶۳	ابن ہبیرہ کے ساتھیوں کی گرفتاری و قتل	۶۳	ابوداؤد کی مراجعت بلخ
۶۴	ابن ہبیرہ کا قتل	۶۴	موسیٰ بن کعب اور منصور بن جہور کی جنگ
۶۵	خالد بن سلمہ کا قتل	۶۵	محمد بن یزید کا انتقال
۶۶	ابن ہبیرہ اور بشام بن عبد الملک	۶۶	صالح بن صبیح کی برطرفی
۶۷	ابوالعباس کی حسن بن قطبہ کو ہدایت	۶۷	امیر حج عیسیٰ بن موسیٰ و عمال
۶۸	امارت فارس پر عیسیٰ بن علی کا تقرر	۶۸	۱۳۵ھ کے واقعات
۶۹	ابوالعباس کے عمال	۶۹	زیاد بن صالح کا خروج
۷۰	امیر حج داؤد بن علی	۷۰	سباع بن نعمان کی گرفتاری و قتل
۷۱	۱۳۳ھ کے واقعات	۷۱	زیاد بن صالح کا قتل
۷۲		۷۲	عیسیٰ بن ماہان کی ابوداؤد کے خلاف
۷۳		۷۳	
۷۴		۷۴	
۷۵		۷۵	
۷۶		۷۶	
۷۷		۷۷	
۷۸		۷۸	
۷۹		۷۹	
۸۰		۸۰	
۸۱		۸۱	
۸۲		۸۲	
۸۳		۸۳	
۸۴		۸۴	
۸۵		۸۵	
۸۶		۸۶	
۸۷		۸۷	
۸۸		۸۸	
۸۹		۸۹	
۹۰		۹۰	
۹۱		۹۱	
۹۲		۹۲	
۹۳		۹۳	
۹۴		۹۴	
۹۵		۹۵	
۹۶		۹۶	
۹۷		۹۷	
۹۸		۹۸	
۹۹		۹۹	
۱۰۰		۱۰۰	

۸۱	ابو مسلم خراسانی کی سرکشی	۷۳	امراء کے ابو مسلم کے نام خط	۷۴	ابو حمید کی سفارت	۷۵	ابو حمید اور ابو مسلم خراسانی کی گفتگو	۷۶	ابو نصر کا ابو مسلم کو خراسان جانے کا مشورہ	۷۷	نیزک کا ابو مسلم کو رہے میں قیام کا مشورہ	۷۸	ابو جعفر کی ابو مسلم خراسانی کو دھمکی	۷۹	ابو اخطی کا ابو مسلم خراسانی کو مشورہ	۸۰	نیزک کی ابو مسلم خراسانی کو نصیحت	۸۱	ابو جعفر کا ابو مسلم کو قتل کرنے کا فیصلہ	۸۲	ابو ایوب کی حکمت عملی	۸۳	مسلم بن سعید اور ابو مسلم خراسانی	۸۴	ابو مسلم خراسانی کا استقبال	۸۵	عثمان بن نبیک کو ابو جعفر کا حکم	۸۶	ابو مسلم خراسانی کے قتل کا منصوبہ	۸۷	ابو مسلم خراسانی کی طلبی	۸۸	ابو الجهم کا ابو جعفر کو مشورہ	۸۹	ابو حفص الازدی کا بیان	۹۰	ابو مسلم کی ابو نصر کو ہدایت	۹۱	ابو مسلم اور ابو انصیب کی ملاقات	۹۲	ابو مسلم خراسانی اور عیسیٰ بن موسیٰ	۹۳	عیسیٰ بن موسیٰ کا اظہار افسوس	۹۴	ابو مسلم خراسانی سے جواب طلبی	۹۵	عبدالرحمن سے جواب طلبی و قتل	۹۶	ابو مسلم خراسانی کی عیسیٰ بن موسیٰ سے درخواست	۹۷	محمد البخاری کے خلاف ابو جعفر سے شکایت	۹۸	ابو مسلم کی عبداللہ بن علی پر فوج کشی	۹۹	عبداللہ بن علی کی عکلی سے مصالحت	۱۰۰	عکلی کا قتل	۱۰۱	حمید بن قطیبہ کے قتل کا حکم	۱۰۲	حمید بن قطیبہ کی روانگی عراق	۱۰۳	ابو مسلم خراسانی کی حکمت عملی	۱۰۴	اہل شام کی عبداللہ بن علی سے علیحدگی	۱۰۵	ابو مسلم خراسانی اور عبداللہ بن علی کی جنگ	۱۰۶	عبداللہ بن علی کا شدید حملہ	۱۰۷	ابو مسلم کی ہدایات	۱۰۸	عبداللہ بن علی کی شکست	۱۰۹	عبداللہ بن علی کی مراجعت بصرہ	۱۱۰	سلیمان بن علی کی عبداللہ بن علی کو امان	۱۱۱	ابو مسلم خراسانی اور ابو العباس	۱۱۲	ابو مسلم خراسانی کی داد و بیش	۱۱۳	ابو مسلم خراسانی کی روانگی عراق	۱۱۴	ابو مسلم کی عبدالبارصالح کے خلاف شکایت	۱۱۵	مسلم بن مغیرہ کا بیان	۱۱۶	حسن بن قطیبہ کا ابو ایوب کو پیغام	۱۱۷	مال غنیمت کے متعلق ابو حفص کا بیان	۱۱۸	ابو مسلم کا ابو انصیب کو قتل کرنے کا ارادہ	۱۱۹	ابو جعفر کو ابو مسلم سے خطرہ	۱۲۰	یقظین بن موسیٰ کی ابو مسلم کے خلاف شکایت	۱۲۱	ابو مسلم کا ابو جعفر کے نام خط	۱۲۲	ابو جعفر کا خط بنام ابو مسلم خراسانی	۱۲۳	جریر بن یزید کی سفارت	۱۲۴	ابو مسلم کا ابو جعفر کے نام خط	۱۲۵	شکایت	۱۲۶	عیسیٰ بن مابان کی گرفتاری	۱۲۷	عیسیٰ بن مابان کا انجام	۱۲۸	امیر حج سلیمان بن علی و عمال	۱۲۹	۳۶ھ کے واقعات	۱۳۰	ابو مسلم کی ابو العباس سے ملاقات	۱۳۱	ابو جعفر اور ابو مسلم میں کشیدگی	۱۳۲	ابو جعفر کا ابو مسلم کو قتل کرنے کا مشورہ	۱۳۳	ابو العباس کی ابو مسلم کے قتل کی ممانعت	۱۳۴	ابو مسلم کو فریضہ حج کی اجازت	۱۳۵	ابو جعفر کی فریضہ حج کے لیے روانگی	۱۳۶	عبداللہ بن محمد کی ولی عہدی	۱۳۷	ابو العباس کی وفات	۱۳۸	ابو العباس عمر کی مدت حکومت	۱۳۹	ابو العباس کا خلیہ	۱۴۰	باب ۳	خلیفہ ابو جعفر منصور	۱۴۱	ابو جعفر منصور کی بیعت	۱۴۲	ابو مسلم خراسانی کا تعزیت نامہ	۱۴۳	ابو جعفر کو عبداللہ بن علی سے خدشہ	۱۴۴	زیاد بن عبید اللہ کی برطرفی	۱۴۵	عبداللہ بن علی کی سپہ سالاری	۱۴۶	امیر حج ابو جعفر منصور و عمال	۱۴۷	۳۷ھ کے واقعات	۱۴۸	ابو جعفر کی حیرہ میں آمد	۱۴۹	علی بن محمد کا بیان	۱۵۰	عبداللہ بن علی کا دعویٰ خلافت	۱۵۱	عبداللہ بن علی کی بیعت
----	---------------------------	----	-----------------------------	----	-------------------	----	--	----	---	----	---	----	---------------------------------------	----	---------------------------------------	----	-----------------------------------	----	---	----	-----------------------	----	-----------------------------------	----	-----------------------------	----	----------------------------------	----	-----------------------------------	----	--------------------------	----	--------------------------------	----	------------------------	----	------------------------------	----	----------------------------------	----	-------------------------------------	----	-------------------------------	----	-------------------------------	----	------------------------------	----	---	----	--	----	---------------------------------------	----	----------------------------------	-----	-------------	-----	-----------------------------	-----	------------------------------	-----	-------------------------------	-----	--------------------------------------	-----	--	-----	-----------------------------	-----	--------------------	-----	------------------------	-----	-------------------------------	-----	---	-----	---------------------------------	-----	-------------------------------	-----	---------------------------------	-----	--	-----	-----------------------	-----	-----------------------------------	-----	------------------------------------	-----	--	-----	------------------------------	-----	--	-----	--------------------------------	-----	--------------------------------------	-----	-----------------------	-----	--------------------------------	-----	-------	-----	---------------------------	-----	-------------------------	-----	------------------------------	-----	---------------	-----	----------------------------------	-----	----------------------------------	-----	---	-----	---	-----	-------------------------------	-----	------------------------------------	-----	-----------------------------	-----	--------------------	-----	-----------------------------	-----	--------------------	-----	-------	----------------------	-----	------------------------	-----	--------------------------------	-----	------------------------------------	-----	-----------------------------	-----	------------------------------	-----	-------------------------------	-----	---------------	-----	--------------------------	-----	---------------------	-----	-------------------------------	-----	------------------------

۱۰۲	معن بن زائدہ کا امارت یمن پر تقرر	//	امیر حج فضل بن صالح و عامل	//	ابو مسلم خراسانی پر عتاب
//	عبد الجبار بن عبد الرحمن عامل خراسان	۹۶	۱۳۹ھ کے واقعات	۸۹	ابو مسلم خراسانی کا قتل
//	عبد الجبار بن عبد الرحمن کی سرکشی	//	ام عیسیٰ اور لبابہ کی جہاد میں شرکت	//	عیسیٰ بن موسیٰ کو ابو جعفر کی نصیحت
//	عبد الجبار بن عبد الرحمن کی شکست و گرفتاری	//	مسلم قیدیوں کی زبردستی پر رہائی	//	ابو مسلم خراسانی کے متعلق جعفر بن
۱۰۳	عبد الجبار بن عبد الرحمن کا انجام	//	عبد الرحمن بن معاویہ کی پستی میں	//	حفظہ کی رائے
//	قلعہ حصیہ کی تعمیر	//	امارت	۹۰	اسطیعیل بن علی اور ابو جعفر کی گفتگو
//	مہدی کو طبرستان پر فوج کشی کا حکم	//	سلیمان بن علی کی معزولی	//	ابو جعفر کا ابوالفتح و ابونصر کے قتل کا ارادہ
۱۰۴	اصہبہ اور مصمغان میں مصالحت	۹۷	عبد اللہ بن علی کی گرفتاری	//	ابوالفتح کی اطاعت
//	طبرستان کی فتح	//	عبد اللہ بن علی کے ساتھیوں کا انجام	۹۱	مالک بن ابیہثم کا عذر
//	اصہبہ کا انتقال	//	امیر حج عباس بن محمد اور عمال	//	ابو جعفر کا ابوالفتح کو اغتباہ
//	مصمغان کی گرفتاری	۹۸	۱۴۰ھ کے واقعات	//	ابونصر کے نام جعلی خط
//	امیر حج صالح بن علی و عمال	//	ابوداؤد خالد کی ہلاکت	//	ابونصر کی گرفتاری
۱۰۵	۱۴۲ھ کے واقعات	//	امارت خراسان پر عبد الجبار بن	//	ابونصر اور ابراہیم بن عریف کی گفتگو
//	عیینہ بن موسیٰ کی بغاوت	//	عبد الرحمن کا تقرر	//	ابونصر کی رہائی
//	امارت سندھ پر عمرو بن حفص کا تقرر	//	امیر حج ابو جعفر منصور و عمال	۹۲	ابونصر کا کردار
//	اصہبہ کی عہد شکنی	//	۱۴۱ھ کے واقعات	//	مالک بن یثیم کی گرفتاری و رہائی
//	ابوالنضیب کی حکمت عملی	//	راوندیہ فرقہ	//	سباز کی بغاوت
//	اصہبہ کے معتمدین میں ابوالنضیب کی	۹۹	راوندیہ فرقہ کی شورش	//	سباز کا قتل
۱۰۶	شرکت	//	راوندیوں کا انجام	۹۳	ملہ بن حرمہ شیبانی کا خروج
//	طبرستان پر قبضہ	۱۰۰	عثمان بن نہیک کی ہلاکت	//	امیر حج اسطیعیل بن علی و عمال
//	بصرے میں عید گاہ کی تعمیر	//	معن بن زائدہ کی شجاعت و دلیری	//	۱۳۸ھ کے واقعات
//	سلیمان بن علی کا انتقال	//	معن بن زائدہ کا اعزاز	//	صالح بن علی اور عباس بن محمد کا جہاد
//	نوفل بن فرات کی برطرفی	//	رزام کو امان	۹۴	جمہور بن مرار کی بغاوت و قتل
۱۰۷	امیر حج اسطیعیل بن علی و عمال	۱۰۱	ابو بکر ہذلی کا بیان	//	ملہ خارجی کا عبد العزیز پر حملہ
//	۱۴۳ھ کے واقعات	//	ابو جعفر منصور کی لغزشیں	//	خازم بن خزیمہ کی ملہ خارجی پر فوج کشی
//	دیلیم پر جہاد کا اعلان	//	معن بن زائدہ کا ابو جعفر منصور کو مشورہ	//	ملہ خارجی کی پیش قدمی
//	یثیم بن معاویہ کی برطرفی	//	معن بن زائدہ کی کارگزاری	۹۵	خازم بن خزیمہ اور ملہ خارجی کی جنگ
					ملہ خارجی اور اس کی جماعت کا خاتمہ

امارت مصر پر یزید بن حاتم کا تقرر	داد و دہش	زیاد بن عبید اللہ کی گرفتاری	//
امیر جعیسی بن موسیٰ و عمال	عبداللہ بن حسن اور ابو جعفر منصور میں	معزول زیاد بن عبید اللہ کا احترام	۱۱۹
باب ۴	تلخ کا می	محمد بن عبدالعزیز کا فرار	//
محمد بن عبداللہ کا خروج	۱۰۸ عقبہ بن مسلم کو عبداللہ بن حسن کے	عمران بن ابی فروہ کا بیان	//
۳۴ھ کے واقعات	متعلق ہدایات	محمد بن خالد کا امارت مدینہ پر تقرر	۱۲۰
محمد بن ابی العباس کی ولیمہ پر فوج کشی	عبداللہ بن حسن سے جواب طلبی	اہل مدینہ کی خانہ تلاشی	//
محمد بن ابی جعفر کی مراجعت عراق	عبداللہ بن حسن کا اپنے بیٹوں کے	ابو جعفر کا محمد بن عبداللہ کے متعلق	//
امیر جحیفہ منصور	متعلق لا علمی کا اظہار	ابو العلاء سے مشورہ	۱۱۴
محمد بن خالد کی برطرفی	عبداللہ بن حسن کی گرفتاری	امارت مدینہ پر رباح بن عثمان کا تقرر	//
بنی ہاشم کی مجلس مشاورت	ابو حنین کا بیان	ریاح بن عثمان کی منصور سے پیش کش	۱۲۱
محمد و ابراہیم پسران عبداللہ بن حسن کی ضمانت	ابو جعفر منصور کو قتل کرنے کی سازش	ریاح بن عثمان کی عبداللہ بن حسن سے ملاقات	//
محمد بن عبداللہ کے متعلق تفتیش	۱۰۹ بیان	عبداللہ بن حسن کی رباح سے متعلق	//
محمد بن عبداللہ کی روایت	زیاد بن عبید اللہ کی طلبی	پیشین گوئی	۱۲۲
محمد بن اسمعیل کا بیان	زیاد سے ربیع کی گفتگو	محمد بن خالد اور رزام پر جبر و تشدد	//
محمد بن عبداللہ کی تلاش	زیاد بن عبید اللہ سے محمد و ابراہیم کے	ریاح بن عثمان اور رزام	//
عقبہ بن مسلم اور ابو جعفر منصور	۱۱۰ متعلق استفسار	عبید اللہ بن محمد کی آمینہ کے متعلق	//
ابو جعفر منصور کی عقبہ بن مسلم کو ہدایات	عبدویہ کا منصور کو قتل کرنے کا ارادہ	روایت	//
عقبہ بن مسلم اور عبداللہ بن حسن کی ملاقات	ابو جعفر منصور کے جاسوس کی	ریاح بن عثمان کو محمد بن عبداللہ کی	//
فضل بن صالح اور عبداللہ بن حسن کی گفتگو	کارگزاری	تلاش	۱۲۳
حفص بن عمر کے خلاف شکایت	۱۱۱ ابو ہبار کی مدینہ سے روانگی	محمد بن عبداللہ کے بچہ کی ہلاکت	۱۲۴
محمد بن عبداللہ کا بنی راسب میں قیام	ابو ہبار کی محمد بن عبداللہ کو جاسوس کے	محمد بن عبداللہ کی رباح کے متعلق	//
ابن جشیب کا بیان	متعلق اطلاع	رائے	//
محمد بن عبداللہ کی بصرہ سے روانگی	جاسوس کا فرار	ریاح کا محمد بن عبداللہ کی گرفتاری	//
ابو جعفر اور عمرو بن عبید کی گفتگو	۱۱۲ دبر المونی کی گرفتاری	سے گریز	//
ابو جعفر منصور کی آل ابی طالب میں	محمد بن عبداللہ سے زیاد بن عبید اللہ کا	بنی حسن کی گرفتاری کا حکم	//
	حسن سلوک	بنی حسن کی گرفتاری	۱۲۵
	محمد بن عبداللہ کی روپوشی	ریاح بن عثمان کی درگت	//

۱۳۸	ثابت بن عمران کی بنی زہرہ کی طلبی	ابوعون کی محمد بن عبداللہ بن عمرو کے	//	علی بن محمد کی گرفتاری کا واقعہ
//	مدینہ کے قیدیوں کی رہائی	خلاف شکایت	۱۲۶	علی بن عبداللہ کا بیان
۱۳۹	محمد بن عبداللہ کا خروج	محمد بن عبداللہ بن عمرو کا قتل	//	علی بن حسین کی گرفتاری کے لیے
//	ابو عمر المدنی اور محمد بن عبداللہ کی ملاقات	محمد بن عبداللہ بن عمرو کے سر کی خراسان میں تشہیر	//	پیش کش
۱۴۰	اسلعیل بن ابراہیم کو ابو جعفر کا حکم	محمد بن عبداللہ کے قتل کی وجہ	//	محمد بن عبداللہ کا عبداللہ بن حسن کو پیغام
//	ازہر بن سعید کا بیان	عبداللہ بن حسن کے قتل کا حکم	//	عبداللہ بن حسن کی محمد بن عبداللہ کو نصیحت
//	خروج کے وقت محمد بن عبداللہ کا لباس	عبداللہ بن حسن کا قتل	۱۲۷	حسن بن حسن اور عبداللہ بن حسن کی گفتگو
۱۴۱	ریاح بن عثمان کی گرفتاری	بشیر الرجال کا عہد	//	بنی حسن کی طلبی
//	ریاح اور ابن مسلم بن عقبہ کی اسیری	عبداللہ بن حسن کے قتل کی دوسری روایت	//	بنو حسن کی روانگی ربذہ
//	محمد بن عبداللہ کا خطبہ	عیسیٰ بن عبداللہ کا بیان	//	علی بن حسن کا استقلال و استقامت
۱۴۲	موسیٰ بن عبداللہ کی رہائی و مراجعت مدینہ	۱۲۸ھ کے واقعات	۱۲۸	بنو حسن کی منتقلی پر حسین بن زید کا اظہار تاسف
//	ابو جعفر کا محمد بن عبداللہ کے نام جعلی خطوط	محمد بن عمر کی گرفتاری	//	محمد اور ابراہیم کی عبداللہ بن حسن سے ملاقات
//	محمد بن عبداللہ کے عمال	بنی حسن پر جبر و تشدد	//	ابو جعفر منصور اور عبداللہ بن عمرو بن عثمان
۱۴۳	ضحاک ابو سلمہ اور حبیب کی محمد بن عبداللہ سے علیحدگی	محمد بن عبداللہ بن عمرو پر جبر و تشدد	//	عبداللہ بن عمر پر عتاب
//	کشم بنت وہب کے اشعار	بنو حسن کی ہاشمیہ میں اسیری	۱۲۹	عبداللہ بن حسن کا ابو جعفر پر طنز
//	امام مالک بن انس کا فتویٰ	۱۲۹ھ کے واقعات	//	ابو جعفر اور عبداللہ بن عمر میں تلخ کلامی
//	اسلعیل بن عبداللہ کا بیعت کرنے سے انکار	ریاح بن عثمان کی روانگی نداد	۱۳۰	سلیمان بن داؤد کا بیان
۱۴۴	عبید اللہ بن حسین اور محمد بن عبداللہ	عبید اللہ اور عبد الحمید کا محمد بن عبداللہ کو مشورہ	۱۳۱	موسیٰ بن عبداللہ پر عتاب
//	عبداللہ خالد القسری کی گرفتاری	بنی حسین رضی اللہ عنہ کی طلبی	//	موسیٰ بن عبداللہ کی روانگی مدینہ
//	عبد الحمید کی محمد بن عبداللہ کے رویہ پر تنقید	ابن مسلم بن عقبہ کا بنی حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا مشورہ	۱۳۲	موسیٰ بن عبداللہ کی طلبی
//	مکہ یمن اور شام پر عاملین کا تقرر	عبداللہ بن عمر کی روایت	//	پسران حسن علی کی پیش کش
۱۴۵	ابراہیم بن زیاد کا بیان			محمد بن ابراہیم کا انجام

۱۶۲	اختلاف	ابراہیم کے خروج کی محمد بن عبد اللہ کو	۱۴۶	اطلاع	محمد بن عبد اللہ کے خروج کی ابو جعفر کو	۱۶۲	اطلاع	عبداللہ بن ربیع اور ابو جعفر کی گفتگو
۱۶۳	مدینہ کے گرد خندق کی حدائی	ابو عمرو شامی کی محمد بن عبد اللہ کے	۱۴۷	متعلق رائے	حارث مجہم کی پیشین گوئی	۱۶۳	اطلاع	محمد بن عبد اللہ کے خروج کی ابو جعفر کو
۱۶۴	خطاب	عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی مدینہ	۱۴۸	خروج پر پیشین گوئی	عبداللہ بن علی کی ہدایت	۱۶۴	خطاب	عبداللہ بن علی کا مشورہ
۱۶۵	ابن ابی الکرام کا شجرہ میں قیام کا	کثیر بن حصین کا فید میں قیام	۱۴۹	ابو جعفر کی عیسیٰ بن موسیٰ کو ہدایت	موسیٰ بن عبد اللہ کی روانگی شام	۱۶۵	خطاب	موسیٰ بن عبد اللہ کا محمد بن عبد اللہ کے
۱۶۶	قاسم بن حسن کی سفارت	ابو العکر اور مسعودی کی عیسیٰ بن موسیٰ	۱۵۰	سے علیحدگی	نام خط	۱۶۶	خطاب	موسیٰ بن عبد اللہ کی گرفتاری
۱۶۷	محمد بن عبد اللہ کی عیسیٰ کو بیعت کی	عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد بن عبد اللہ کے	۱۵۱	متعلق ہدایت	نافع بن ثابت اور محمد بن عبد اللہ	۱۶۷	خطاب	امارت مکہ پر حسن بن معاویہ کا تقرر
۱۶۸	دعوت	امیر مقدمہ الحشید حمید بن قحطبہ	۱۵۲	ابو زیاد کی دولت کی ضبطی	محمد بن عبد اللہ کی حسن بن معاویہ کو	۱۶۸	خطاب	ہدایات
۱۶۹	ابن ابی الکرام کی سفارت	عیسیٰ بن موسیٰ کے اہل مدینہ کے نام	۱۵۳	خطوط	سری بن عبد اللہ کی مدافعت کا ردوائی	۱۶۹	خطاب	سری بن عبد اللہ اور ابن معاویہ کو
۱۷۰	ابراہیم بن جعفر بن مصعب	عمرو بن محمد اور ابو عقیل کی مدینہ سے	۱۵۴	روانگی	مشروط پیش کش	۱۷۰	خطاب	حسن بن معاویہ اور سری بن عبد اللہ کی
۱۷۱	عیسیٰ بن موسیٰ کا جرف میں قیام	ابو جعفر منصور کے عمائد مدینہ کے نام	۱۵۵	خطوط	جنگ	۱۷۱	خطاب	سری بن عبد اللہ کی شکست
۱۷۲	عیسیٰ بن موسیٰ کی اہل مدینہ کو امان کی	ابو جعفر منصور کے عمائد مدینہ کے نام	۱۵۶	خطوط	سری بن عبد اللہ کا حسن بن معاویہ	۱۷۲	خطاب	سے حسن سلوک
۱۷۳	پیش کش	ابو جعفر منصور کے عمائد مدینہ کے نام	۱۵۷	خطوط	ابن جریج کا حسن بن معاویہ کو مشورہ	۱۷۳	خطاب	سری بن عبد اللہ کی روپوشی
۱۷۴	عیسیٰ بن موسیٰ کی محمد بن عبد اللہ کو امان کی	ابو جعفر منصور کے عمائد مدینہ کے نام	۱۵۸	خطوط	حسن بن معاویہ کا مکہ پر قبضہ	۱۷۴	خطاب	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی
۱۷۵	کی پیشکش	ابو جعفر منصور کے عمائد مدینہ کے نام	۱۵۹	خطوط	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی	۱۷۵	خطاب	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی
۱۷۶	آل ابی طالب کی سفارت	ابو جعفر منصور کے عمائد مدینہ کے نام	۱۶۰	خطوط	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی	۱۷۶	خطاب	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی
۱۷۷	آل ابی طالب کی مراجعت	ابو جعفر منصور کے عمائد مدینہ کے نام	۱۶۱	خطوط	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی	۱۷۷	خطاب	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی
۱۷۸	مدینہ کی ناکہ بندی	ابو جعفر منصور کے عمائد مدینہ کے نام	۱۶۲	خطوط	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی	۱۷۸	خطاب	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی
۱۷۹	اہل مدینہ کی عیسیٰ بن موسیٰ پر تیر	ابو جعفر منصور کے عمائد مدینہ کے نام	۱۶۳	خطوط	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی	۱۷۹	خطاب	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی
۱۸۰	اندازی	ابو جعفر منصور کے عمائد مدینہ کے نام	۱۶۴	خطوط	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی	۱۸۰	خطاب	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی
۱۸۱	محمد بن عبد اللہ کو ایک تہی کا پیغام	ابو جعفر منصور کے عمائد مدینہ کے نام	۱۶۵	خطوط	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی	۱۸۱	خطاب	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی
۱۸۲	عثمان بن خالد کی علمبرداری	ابو جعفر منصور کے عمائد مدینہ کے نام	۱۶۶	خطوط	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی	۱۸۲	خطاب	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی
۱۸۳	محمد بن عبد اللہ کی جماعت کی تعداد	ابو جعفر منصور کے عمائد مدینہ کے نام	۱۶۷	خطوط	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی	۱۸۳	خطاب	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی
۱۸۴	عیسیٰ بن موسیٰ کا لشکر	ابو جعفر منصور کے عمائد مدینہ کے نام	۱۶۸	خطوط	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی	۱۸۴	خطاب	حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی

ابو القلمس اور برادر اسد بن المرزبان	ترغیب	۱۷۴	محمد بن عبد اللہ کی املاک و جائداد کی
کا مقابلہ	محمد بن عبد اللہ کی پیشین گوئی	۱۷۵	بحالی
قاسم بن وائل کی مبارزت	عیسیٰ بن موسیٰ اور حمید بن قطبہ میں تلخ	۱۷۶	ابو جعفر کا خروج محمد بن عبد اللہ پر
ابو القلمس اور ہزار مرد کا مقابلہ	کامی	۱۷۷	اظہار تعجب
مسعود کا بیان	محمد بن عبد اللہ کا خاتمہ	۱۷۸	علی و زید کے متعلق ابو جعفر کی حسن
حمید بن قطبہ کی پیش قدمی	محمد بن عبد اللہ کے سر کی شناخت	۱۷۹	سے گفتگو
بنی جہینہ کی شجاعت	محمد بن عبد اللہ کی سیرت و کردار	۱۸۰	ابو جعفر کا الرحی کے متعلق استفسار
عبد اللہ بن جعفر کا محمد بن اللہ کو مکہ	ابو الحجاج الجمال کا بیان	۱۸۱	ابن عجلان کی رہائی
جانے کا مشورہ	ابو القلمس کا میدان جنگ سے فرار	۱۸۲	عبد اللہ بن عمر بن حفص اور ابو جعفر
ریاح بن عثمان کا قتل	ابو القلمس کی فرار میں رد پوشی	۱۸۳	منصور
محمد بن عمر کا ابن خضیر کے متعلق بیان	ابو القلمس کا قتل	۱۸۴	محمد بن عبد اللہ کے ساتھی
عباس بن عثمان کا قتل	ابو القلمس کا قتل	۱۸۵	ایمنہ بنت خضیر کا سجدہ شکر
ریحہ بنت ابی الشاکر کی محمد بن عبد اللہ	ابن ہرمز کی گرفتاری	۱۸۶	ابو جعفر منصور کی آل زبیر و آل عمر بن
سے درخواست	ابن ہرمز سے جواب طلبی و رہائی	۱۸۷	کے متعلق رائے
محمد بن عبد اللہ کی استقامت	امام مالک اور ابن ہرمز	۱۸۸	موسیٰ بن عبد اللہ و محمد بن عثمان کی بصرہ
عبد العزیز بن عبد اللہ	عیسیٰ بن موسیٰ کی مراجعت جرف	۱۸۹	میں آمد
ہشام بن عمارہ کی محمد بن عبد اللہ سے	محمد بن عبد اللہ کی تدفین	۱۹۰	موسیٰ بن عبد اللہ عثمان بن محمد اور ابن
گفتگو	مدینہ میں امان کا اعلان	۱۹۱	عثمان کی گرفتاری
جہینہ کے بدوؤں کا کوہ سلع سے فرار	ابن خضیر کی تدفین	۱۹۲	عثمان بن محمد کا قتل
مسجد نبوی پر سیاہ ٹلم	جعفر بن محمد کی محمد و ابراہیم کے متعلق	۱۹۳	موسیٰ بن عبد اللہ پر جبر و تشدد
محمد بن عبد اللہ کی حمید بن قطبہ کو	پیشین گوئی	۱۹۴	محمد بن عثمان کی رہائی
مقابلے کی دعوت	حمزہ بن عبد اللہ بن محمد	۱۹۵	عثمان بن محمد کی جرأت و بے باکی
ابن خضیر کی شجاعت و خاتمہ	محمد بن عبد اللہ کے سر کی رواگنی	۱۹۶	محمد بن عبد اللہ کے طرفداروں کی
ابن خضیر کے سر کی کیفیت	محمد بن عبد اللہ کے سر کی کوفہ میں تشہیر	۱۹۷	تلاش
محمد بن عبد اللہ پر حمید بن قطبہ کا حملہ	ابو جعفر کی بنو شجاع کی تعریف	۱۹۸	عثمان بن محمد کے قتل کی دوسری روایت
محمد بن عبد اللہ کی شجاعت	موسیٰ بن عبد اللہ کا بیان	۱۹۹	عبد العزیز بن عبد اللہ کی رہائی
رسول اللہ ﷺ کی شمشیر ذوالفقار	جعفر بن محمد کو معافی	۲۰۰	علی بن المطلب اور عبد العزیز بن
فضل بن سلیمان کی حملہ میں پہل کی	اہل مدینہ کو بحری تجارت کی مخالفت	۲۰۱	ابراہیم پر عتاب

عبدالعزیز بن ابراہیم کو معافی	ابو جعفر منصور کی بطریق سے ملاقات	تلاش	ابراہیم بن عبداللہ کے فوجی عہدیداروں	۱۹۳	۲۰۰
امارت مدینہ پر عبداللہ بن ربیع کا تقرر	بطریق کا ابو جعفر منصور کو مشورہ	۱۹۳	کے نام خطوط	۱۹۴	۲۰۱
باب ۵	بغداد کی دفاعی حیثیت	۱۹۴	ابراہیم بن عبداللہ اور سفیان العمی کی گفتگو	۱۹۵	۲۰۲
مدینہ میں حبشیوں کی شورش و تعمیر	حماد التریکی کا بیان	۱۹۵	سفیان العمی کی ابو جعفر منصور سے ملاقات	۱۹۶	۲۰۳
بغداد	محمد بن جابر کی روایت	۱۸۶	سفیان العمی کے لیے پروانہ راہداری	۱۹۷	۲۰۴
ابوبکر بن ابی سبرہ کی گرفتاری	بغداد کی تعمیر کا حکم	۱۸۷	ابراہیم بن عبداللہ کا فرار	۱۹۸	۲۰۵
عبداللہ بن ربیع کی مدینہ میں آمد	بغداد کی ترتیب و تقسیم	۱۸۸	سفیان العمی کی روپوشی	۱۹۹	۲۰۶
مدینہ میں حبشیوں کی شورش	قریہ بقیہ	۱۸۹	عمر بن شداد پر عقاب	۱۹۹	۲۰۷
حبشیوں پر ابن ربیع کا ظلم و ستم	ابو جعفر کا لقب ابوالدوانیق	۱۹۰	ابراہیم بن عبداللہ کی دعوت بیعت	۱۹۹	۲۰۸
حبشیوں کا ابن ربیع پر حملہ	ابو جعفر منصور اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ	۱۹۱	ابراہیم بن عبداللہ کی جزیرہ میں تلاش	۱۹۹	۲۰۹
عبداللہ بن ربیع کا مدینہ سے فرار	امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا عہدہ قضاۃ قبول کرنے سے انکار	۱۹۲	ابراہیم بن عبداللہ کی نصر بن اسحاق کو دعوت بیعت	۱۹۹	۲۱۰
حبشیوں کے خروج کی ابو جعفر کو اطلاع	بغداد کی تعمیر کا التواء	۱۹۳	محمد بن عبداللہ کا ابراہیم بن عبداللہ کے نام خط	۱۹۹	۲۱۱
ابن ابی سبرہ کی مدینہ میں امامت	بغداد کے نواحی مواضع	۱۹۴	جعفر بن حظلہ کا ابو جعفر منصور کو مشورہ	۱۹۹	۲۱۲
ابن ابی سبرہ کا اہل مدینہ سے خطاب	ابو جعفر منصور کا گرجا میں قیام	۱۹۵	بدیل بن بکری کی ابوہریرہ کی بیعت	۱۹۹	۲۱۳
حسین بن مصعب کی حبشیوں سے گفتگو	ابو جعفر منصور کی روانگی کوفہ	۱۹۶	محمد بن عبداللہ کا ابراہیم بن عبداللہ کے نام خط	۱۹۹	۲۱۴
عمر بن راشد کا بیان	ابو جعفر کے متعلق اس کے مصاحبین کی آراء	۱۹۷	جعفر بن حظلہ کا ابو جعفر منصور کو مشورہ	۱۹۹	۲۱۵
ابن عمران کا خطبہ	ابو جعفر کی کوفہ میں آمد	۱۹۸	بدیل بن بکری کی ابوہریرہ کی بیعت	۱۹۹	۲۱۶
اصح بن سفیان کی امامت	باب ۶	۱۹۹	محمد بن حفص کا بیان	۱۹۹	۲۱۷
ابن ابی سبرہ کی ہدایت	ابراہیم بن عبداللہ کا خروج	۱۹۹	شامی فوج کی روانگی کوفہ	۱۹۹	۲۱۸
ابن ابی سبرہ کی قائم مقامی	ابراہیم بن عبداللہ کی مراجعت کوفہ	۱۹۹	محمد بن یزید کی بصرہ میں آمد	۱۹۹	۲۱۹
عبداللہ بن ربیع کی مراجعت مدینہ	ابراہیم بن عبداللہ کی کوفہ میں روپوشی	۱۹۹	محمد بن یزید کی بصرہ میں آمد	۱۹۹	۲۲۰
منصور کا دار الخلافہ کی منتقلی کا ارادہ	ابراہیم بن عبداللہ کی روانگی بصرہ	۱۹۹	محمد بن یزید کی بصرہ میں آمد	۱۹۹	۲۲۱
بغداد کی خصوصیات	ابراہیم بن عبداللہ کی بصرہ میں آمد	۱۹۹	محمد بن یزید کی بصرہ میں آمد	۱۹۹	۲۲۲
بغداد کے متعلق پیشین گوئی	ابراہیم بن عبداللہ کے متعلق ابو جعفر	۱۹۹	ابو جعفر منصور کو کوفہ میں قیام کا مشورہ	۱۹۹	۲۲۳
ابو جعفر کا اپنے مصاحبوں سے مشورہ	منصور کو اطلاع	۱۹۹	کوفہ میں کرفیو کا نفاذ	۱۹۹	۲۲۴
ابو جعفر منصور کا موضع قصر میں قیام	بصرے میں ابراہیم بن عبداللہ کی	۱۹۹	سیاہ لباس پہننے کا حکم	۱۹۹	۲۲۵

مشتبہ کو فیوں کا قتل	//	محمد بن عبد اللہ کے قتل کی ابراہیم بن	ابراہیم کے مصاحبین کی خندق بنانے	
سلیمان بن بحالد کی ابو جعفر کو اہل کوفہ کے متعلق اطلاع	//	عبد اللہ کو اطلاع	کی مخالفت	//
بصرہ کی ناکہ بندی	۲۰۶	بصرہ میں خاص قوانین کا نفاذ	ابراہیم بن عبد اللہ کی صف بندی	//
تجار کا قتل	//	ابو جعفر منصور کے پاس فوج کی کمی	ابراہیم بن عبد اللہ کی شب خون	//
حرب الراوندی کی کارگذاری	//	عیسیٰ بن موسیٰ کی طلبی	مارنے کی ممانعت	//
رفیف بن راشد کی روانگی مصر	۲۰۷	ابو جعفر منصور کی ابراہیم کے متعلق	عیسیٰ بن موسیٰ اور ابراہیم بن عبد اللہ	
جابر بن حماد کی سفیان سے شکایت	//	پیشین گوئی	کی جنگ	۲۱۸
سفیان بن معاویہ اور ابو جعفر منصور	//	خازم بن خزیمہ کی روانگی ابھواز	حمید بن قطبہ کا فرار	//
سفیان بن معاویہ کی ابراہیم بن عبد اللہ سے چشم پوشی	//	ابراہیم کے خروج کے بعد ابو جعفر کی	عیسیٰ بن موسیٰ کا استقلال ودلیبری	//
ابراہیم بن عبد اللہ کی جماعت	//	حالت	جعفر و محمد کا ابراہیم بن عبد اللہ پر حملہ	۲۱۹
سفیان بن معاویہ کی محصور	۲۰۸	ابو جعفر منصور کا محمد و جعفر کے نام خط	محمد بن اٹحق کا بیان	//
ابراہیم بن عبد اللہ کا خروج	//	ابو جعفر منصور اور حجاج بن قتیبہ کی گفتگو	حمید بن قطبہ کی مراجعت	//
سفیان بن معاویہ کو امان	۲۰۹	ابو جعفر منصور کی استقامت و مستقل	ابراہیم بن عبد اللہ کا قتل	//
آل سلیمان کو امان کا اعلان	//	مزاجی	ابراہیم بن عبد اللہ کے قتل کی دوسری	
ابراہیم بن عبد اللہ کا بصرہ پر قبضہ	//	یونس الجرمی کا بیان	روایت	۲۲۰
محمد بن حصین عامل ابھواز کو شکست	//	ابراہیم بن عبد اللہ کی کوفہ کی جانب	ابراہیم بن عبد اللہ کی شکست کی وجہ	//
ابراہیم بن عبد اللہ کا ابھواز و فارس پر قبضہ	//	پیش قدمی	عیسیٰ بن موسیٰ کی شکست کی ابو جعفر کو	//
حکم ابن ابی غلان کی پیش قدمی	۲۱۰	ابراہیم بن عبد اللہ کی اپنی فوج سے	اطلاع	//
ابراہیم بن عبد اللہ اور ہارون بن سعد	//	مالیوسی	ابراہیم بن عبد اللہ کے سر کی تشہیر	۲۲۱
ہارون بن سعد عامل واسط	//	ابراہیم بن عبد اللہ کی فوج	ابراہیم بن عبد اللہ کے قتل پر ابو جعفر کو	//
عامر بن اسماعیل کی واسط پر فوج کشی	۲۱۱	عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی	صدمہ	۲۱۶
عامر بن اسماعیل اور اہل واسط میں مصالحت	//	بنی ربیعہ کی ابراہیم بن عبد اللہ کو	امیر حج سری بن عبد اللہ و ثمال	۲۲۲
ہارون بن سعد کی روپوشی	//	پیشکش	باب ۷	
	//	ہریم کا ابراہیم بن عبد اللہ کو مشورہ	تعمیر بغداد کی تکمیل	۲۲۳
	۲۱۱	بشیر الرجال کی ہریم کے مشورہ کی	۱۴۶ھ کے واقعات	//
	//	مخالفت	تعمیر کے سامان کا اطلاق	//
	//	سلم بن قتیبہ کا ابراہیم بن عبد اللہ کو	ابن برک کی عجیبی عصبيت	//
	//	پیغام	قصر ابیض کا انہدام	۲۱۷

۲۳۶	متعلق دوسری روایت	باب ۸	۲۳۴	واسط کے فولادی دروازوں کی منتقلی
	ابو جعفر منصور کا عیسیٰ بن موسیٰ کے نام	مہدی کی ولی عہدی کی تقدیم	//	بغداد کے ابواب
۲۳۸	خط	ابو جعفر کا مہدی کو ولی عہد اقل بنانے	//	قصر منصور و جامع مسجد
	عیسیٰ بن موسیٰ کے خط سے ابو جعفر کی	کا ارادہ	۲۳۵	خالد بن الصلت خزانچی
۲۴۰	براہمی	ابو جعفر اور عیسیٰ بن موسیٰ میں کشیدگی	//	عیسیٰ بن علی کی ابو جعفر سے شکایت
۲۴۱	ابو جعفر کا خالد بن برمک سے مشورہ	ابو جعفر کا عیسیٰ بن موسیٰ سے اہانت		بغداد کے متعلق رومی بطریق کی رائے
//	خالد بن برمک کی حکمت عملی	آمیز رویہ	//	بازاروں کی منتقلی
	ابو نخیلہ شاعر کی سلیمان بن عبد اللہ	عیسیٰ بن موسیٰ سے بدسلوکی	//	تجار کا بغداد سے اخراج
۲۴۲	سے ملاقات	عیسیٰ بن موسیٰ کی علالت	۲۳۶	ابوزکریا بچہ کی قاتل
	ابو نخیلہ کی ابو جعفر کے دربار میں	عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی کوفہ	//	بقالوں کی دکانیں
//	باریابی	عیسیٰ بن موسیٰ کی صحت یابی	//	ابو جعفر کی فن تعمیر سے واقفیت
//	ابو نخیلہ کا بیان	موسیٰ بن عیسیٰ کو ابو جعفر کی دھمکی	//	میر عمارت مسیب کی گرفتاری
۲۴۳	ابو نخیلہ کا قتل	موسیٰ بن عیسیٰ کی عباس بن محمد سے درخواست	۲۳۷	سلیم بن قتیبہ کی معزولی
//	ولید بن محمد العنبری کی روایت	موسیٰ بن عیسیٰ کی تجویز	//	ابراہیم بن عبد اللہ کے حمایتیوں پر ظلم و ستم
	عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے دستبرداری کی تیسری روایت	ابو جعفر کا موسیٰ بن عیسیٰ کی تجویز سے	۲۳۸	عبد اللہ بن ربیع کی برطرفی
	مہدی کی ولی عہدی کی تقدیم پر عیسیٰ	اتفاق	//	امیر حج عبد الوہاب بن ابراہیم
۲۴۴	بن موسیٰ کی رضامندی	موسیٰ بن عیسیٰ کا عیسیٰ بن علی کے قتل کا ارادہ	//	۱۲۷ھ کے واقعات
	مہدی کی ولی عہدی کی تقدیم کا عہد نامہ	موسیٰ بن عیسیٰ اور عیسیٰ بن موسیٰ کی گفتگو	//	ترکوں کی یورش
//	امارت کوفہ پر محمد بن سلیمان کا اثر	ابو جعفر کا موسیٰ بن عیسیٰ کو قتل کرنے کا حکم	//	ابو جعفر کا عبد اللہ بن علی کو قتل کرنے کا حکم
//	محمد بن العباس کا استعفیٰ اور وفات			یونس بن فروہ کا عیسیٰ بن موسیٰ کو مشورہ
//	امیر حج ابو جعفر منصور و عمال	۲۳۵	۲۳۹	عبد اللہ بن علی کے متعلق سفارش
۲۴۵	۱۲۸ھ کے واقعات	عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی	//	عیسیٰ بن موسیٰ سے عبد اللہ بن علی کی طلبی
//	ترکوں کا آرمینیا سے فرار	اول سے دست برداری	//	عبد اللہ بن علی کی حوالگی
//	امیر حج جعفر بن ابی جعفر منصور	عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی دوم کی بیعت	۲۳۰	عبد اللہ بن علی کی ہلاکت
//	۱۲۹ھ کے واقعات		//	
//	بغداد کی تفصیل و خندق کی تکمیل	عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی کے		

امیر حج محمد بن ابراہیم و عمال	خاتمہ	معیوف بن یحییٰ کا روی قلعہ پر حملہ	امیر حج محمد بن ابی جعفر المہدی و عمال
۱۵۰ھ کے واقعات	سندھ کے رئیس پر حملہ کرنے کا حکم	۲۵۹	۲۵۹
استاذ سبیس کی بغاوت	مہدی کی بغداد میں آمد	۲۵۳	۱۵۲ھ کے واقعات
خازم کی ابن عبد اللہ سے شکایت	باب ۹	خوارج کے خلاف فوج کی روانگی	۲۴۶
خازم کی شرائط کی منظوری	رصاصہ ورافقہ کی تعمیر	شہر رافقہ تعمیر کرنے کا ارادہ	۲۴۷
خازم کی فوجی ترتیب	راوندیہ قتلہ کے متعلق ابو جعفر کی قسم بن	ابو ایوب اور اس کے خاندان کا انجام	۲۴۷
استاذ سبیس کا بکار بن مسلم پر حملہ	العباس سے گفتگو	امیر حج محمد بن ابراہیم و عمال	۲۴۷
یشیم بن شعبہ کو عبی حملہ کا حکم	قسم بن العباس کی حکمت عملی	۱۵۵ھ کے واقعات	۲۶۰
یشیم بن شعبہ کا عقب سے حملہ	یحییٰ و مصری مناقشت	رافقہ کی تعمیر	۲۵۵
استاذ سبیس کی شکست و فرار	فوج میں افتراق	کوفہ و بصرہ میں خندق و فیصل بنانے	۲۴۸
استاذ سبیس کا محاصرہ و گرفتاری	قسم بن العباس کا رصاصہ تعمیر کرنے کا	کا حکم	۲۴۸
امارت مدینہ پر حسن بن زید کی تقرری	مشورہ	اہل کوفہ سے ٹیکس کی وصولی	۲۴۸
جعفر الاکبر بن ابی جعفر کی وفات	رصاصہ تعمیر کرنے کی وجہ	قیصر روم کی ابو جعفر سے صلح کی	۲۴۸
امیر حج عبد الصمد بن علی و عمال	محمد المہدی اور عیسیٰ بن موسیٰ کی تجدید	درخواست	۲۴۸
۱۵۱ھ کے واقعات	بیعت	عباس بن محمد پر عتاب و اسیری	۲۴۹
عمر بن حفص کی امارت سندھ سے	مسلم کی بحرین پر فوج کشی	عباس بن محمد کو معافی	۲۴۹
علیحدگی	مسلم کے خلاف تحقیقات	یزید بن اسید کی معزولی و اہانت	۲۴۹
ابراہیم بن عبد اللہ کی جماعت	اسد بن المرزبان کا انجام	محمد بن سلیمان والی کوفہ	۲۴۹
عمر بن حفص کی امان	امیر حج محمد بن ابراہیم	ابن ابی العوجا کی گرفتاری	۲۴۹
عمر بن حفص کی عبد اللہ بن محمد کی	۱۵۲ھ کے واقعات	ابن ابی العوجا کا قتل	۲۴۹
بیعت	حمید بن قطبہ کی کابل پر فوج کشی	ابو جعفر کا ابن ابی العوجا کے متعلق فرمان	۲۴۹
عمر بن حفص کا عبد اللہ بن محمد کو مشورہ	ہاشم بن الاشباح کی سرکشی و قتل	محمد بن سلیمان کی معزولی کا فرمان	۲۴۹
عبد اللہ بن محمد کی جماعت	امیر حج ابو جعفر منصور و عمال	محمد بن سلیمان کی بحالی	۲۴۹
عمر بن حفص کے ایک رشتہ دار کا قتل	۱۵۳ھ کے واقعات	ساور بن سواد البحرمی	۲۴۹
امارت سندھ پر ہشام بن عمر کا تقرر	ابو جعفر منصور کی بصرہ میں آمد	حسن بن زید کی معزولی	۲۴۹
امارت افریقیہ پر عمر بن حفص کا تقرر	ابو ایوب الموریانی پر عتاب	عمال	۲۴۹
سفن کی رداگی سندھ	۲۵۲	باب ۱۰	۲۴۹
عبد اللہ بن محمد اور اس کی جماعت کا	لمی نوپیاں پہننے کا حکم	خالد بن برمک	۲۴۹

۱۵۶ھ کے واقعات	تقرر	ابو جعفر منصور کی ترش روی	۱۱
عمرو بن شداد کا قتل	مسیب بن زہیر کی گرفتاری و رہائی	ابو جعفر کے دربار میں مراتب کا	۱۱
عمرو بن شداد کے قتل کی دوسری روایت	ابو جعفر منصور کا جرجرایا میں قیام	احترام	۲۶۹
یشم بن معاویہ کی معزولی	ہندوستانی قیدیوں کی جرجرایا میں آمد	المصور اور معن بن زائدہ	۲۷۶
یشم بن معاویہ کا انتقال	قصر ابیض کی مرمت کا حکم ابن جریج	والی یمن کی سرکشی کا خدشہ	۱۱
امیر جعباس بن محمد و عمال	عباد بن کثیر اور ثوری کی گرفتاری	معن بن زائدہ کی امارت یمن پر	۱۱
۱۵۷ھ کے واقعات	محمد بن ابراہیم کی پریشانی	تقرری	۲۷۰
قصر خلد کی تعمیر	علوی قیدیوں کی رہائی	ابو جعفر منصور کی معن بن زائدہ سے	۱۱
امارت بحرین پر سعید بن علیج کا تقرر	محمد بن ابراہیم سے ابو جعفر منصور کی	خفگی	۲۷۷
ابو جعفر منصور کا فوج کا معائنہ	خفگی	معن بن زائدہ کے وفد کی روانگی	۱۱
عامر بن اسماعیل و شوار بن عبداللہ کا	ابو جعفر منصور کی فریضہ حج کے لیے	بغداد	۱۱
انتقال	روانگی	ابو جعفر کے دربار میں مجاہد کی تقریر	۱۱
امیر جعباس بن یحییٰ و عمال	ابو جعفر منصور کی علالت	مجاہد اور وفد کا دربار سے اخراج	۲۷۱
۱۵۸ھ کے واقعات	عراقی طبیب کی رائے	مجاہد کی طلبی	۲۷۸
خالد بن برمک پر عتاب	ابو جعفر منصور کی وفات	مجاہد کی خوش بیانی کی تعریف	۱۱
یحییٰ بن خاں کی عمارہ بن حمزہ سے	محمد المہدی کی بیعت	مجاہد کی معن بن زائدہ کی وکالت	۲۷۲
امداد طلبی	ابو جعفر منصور کی تدفین	معن بن زائدہ کو معافی	۱۱
عمارہ بن حمزہ کی اعانت	ابراہیم بن یحییٰ کی امامت	مجاہد کی تین خواہشوں کی تکمیل	۱۱
ایک منجم کی پیشین گوئی	ابو جعفر منصور کی عمر و مدت حکومت	سلطنت کے چار اراکین کی اہمیت	۲۷۹
ابو جعفر منصور کو موصل میں شورش کی	امیر جعباس بن یحییٰ	ایک عامل سے باز پرس اور معافی	۱۱
اطلاع	باب ۱۱	ایک شامی محصل کو نصیحت	۱۱
مسیب بن زہیر کی خالد بن برمک کی	ابو جعفر منصور کی سیرت و وصایا	ایک عراقی محصل کو ہدایت	۲۷۴
سفارش	ابو جعفر منصور کا حلیہ	والی حضر موت کے نام فرمان	۲۸۰
امارت موصل پر خالد بن برمک کا	عیسیٰ بن موسیٰ سے منصور کی خفگی	سہیل بن سالم پر عتاب	۱۱
تقرر	ابن نصر بن سيار کے متعلق منصور کا خط	المصور کی ایک خارجی سے بدزبانی و	۱۱
موسیٰ بن کعب کی معزولی و اسیری	بنام عیسیٰ بن موسیٰ	شرمندگی	۱۱
امارت آذربائیجان پر یحییٰ بن خالد کا	عبدالعزیز کا مذاق	مہدی کو ابو جعفر کا انتباہ	۱۱
	ایک خدمت گار کو سزا	منصور کی حجاج کے متعلق رائے	۲۷۵
			۲۸۱

ابو جعفر منصور کی ایک مہدی سے ملاقات	ابو جعفر منصور کی سادہ زندگی بیت مال	رائے	ابو جعفر منصور کی ایک عالم سے	ملاقات	۲۹۷
مختلف علاقوں کے لوگوں کی خصوصیات	محمد بن عبید اللہ کی معزولی و بحالی کا واقعہ	۲۸۲	ابو جعفر منصور کے اقوال	۲۹۱	۲۸۳
منصور کی مہدی کو نصیحت	صباح بن خاقان کی روایت	۲۸۴	عبد الجبار بن عبد الرحمن اور منصور	۲۹۲	۲۸۵
مہدی کی علمی پراختیاء	ابو جعفر منصور اور اشعشع شاعر	۲۸۶	ابو جعفر منصور کے خطبات	۲۹۳	۲۸۷
منصور کی مصنوعی علالت	خس کا رواج	۲۸۸	ابو جعفر منصور کا اہل خراسان سے	۲۹۴	۲۸۹
المنصور کی کفایت شعاری	ابن راوندی	۲۹۰	خطاب	۲۹۵	۲۹۱
مول شاعر کو مہدی کا انعام	ابو جعفر منصور اور راوندیہ فرقہ	۲۹۲	ابو مسلم خراسانی کے قتل کے بعد منصور	۲۹۶	۲۹۳
مول شاعر کی تلاش	عبد اللہ بن علی کا ایک عمومی قتل کا حکم	۲۹۴	کی تقریر	۲۹۷	۲۹۵
مول شاعر کے انعام کی ضبطی	شای وفد کی ابو جعفر منصور سے	۲۹۶	کاتب محمد بن جمیل سے منصور کی	۲۹۸	۲۹۷
مول شاعر کی درخواست کی منظوری	معذرت	۲۹۸	ناراضگی	۲۹۹	۲۹۸
منصور کی مہدی کو پند و نصائح	آل عیسیٰ بن نیک سے منصور کا حسن سلوک	۲۹۹	ابو جعفر منصور کا آل ابی طالب کے نام	۳۰۰	۲۹۹
ابو جعفر منصور اور دحیٰ بن عطاء	منصور کی اپنے خاندان پر نوازشات	۳۰۰	خط	۳۰۱	۳۰۰
بشر نجفی کو انعام	ایک حزی کی منصور سے شکایت	۳۰۱	ولید بن یزید کی شراب نوشی کا واقعہ	۳۰۲	۳۰۱
ایک غلام کی رقم کی ضبطی	آل حزم کی املاک کی واپسی	۳۰۲	ولید بن یزید کی ابن عائشہ سے گانے	۳۰۳	۳۰۲
والی باروسا سے ایک درہم کی طلبی	ابو جعفر منصور اور رعایا	۳۰۳	کی فرمائش	۳۰۴	۳۰۳
قسم کے نام کی تشریح	ابو جعفر منصور اور محمد بن ابی العباس سے	۳۰۴	المنصور کا والی آرمینیا کے نام فرمان	۳۰۵	۳۰۴
محمد بن سلیمان کے متعلق منصور کی رائے	مخاصمت	۳۰۵	ایک ضعیف باغی سے منصور کا حسن سلوک	۳۰۶	۳۰۵
ابن ہبیرہ کی منصور کے متعلق رائے	محمد بن ابی العباس کا خاتمہ	۳۰۶	المنصور کی عامل کو عدل کی تلقین	۳۰۷	۳۰۶
منصور اور ازہر السمان	ابو جعفر منصور کا ام موئی الحیر یہ سے	۳۰۷	ابو جعفر کے عمال کے نام احکامات	۳۰۸	۳۰۷
ابن ہبیرہ کے نام منصور کا خط	معاہدہ	۳۰۸	مدائنی کی روایت	۳۰۹	۳۰۸
منصور کی ایک وفادار شخص کی تعریف	بخشیش کو شراب دینے کی ممانعت	۳۰۹	پسران عبد اللہ بن حسن کے متعلق	۳۱۰	۳۰۹
اہل کوفہ کو منصور کا اہتمام	سرکاری باغات کے پھلوں کی فروختگی	۳۱۰	منصور کے اشعار	۳۱۱	۳۱۰
منصور کا اصغ سے حسن سلوک	کا حکم	۳۱۱	ابو جعفر کے مولیٰ واضح کا بیان	۳۱۲	۳۱۱
اصغ کی بغاوت و قتل	ابو جعفر منصور کا مقولہ	۳۱۲	ابو منصور کی اپنے خاندان کو ہدایت	۳۱۳	۳۱۲
منصور کی ایک عمومی سے جواب طلبی	ابو جعفر منصور کی دولت کے متعلق	۳۱۳	ابو جعفر کی عجلان بن سہیل کی تعریف	۳۱۴	۳۱۳

ابو جعفر اور ایک غلام عرب	ابو جعفر منصور کی شدید علالت	حسن بن ابراہیم کی جیل خانے سے
فضیل بن عمران کے قتل کا حکم	ابو جعفر منصور کی وفات کی اطلاع	منتقلی
فضیل بن عمران کا قتل	۳۰۷ ابو العنبر حبشی کی آواز داری	۳۱۶ یعقوب بن داؤد سے حسن بن ابراہیم
مؤید پر عتاب و معافی	ابو جعفر کی وصیت کا اعلان	سے متعلق استفسار
ابو جعفر منصور اور حفصہ الازدی	۳۰۸ حسن بن زید کی بوقت بیعت تقریر	یعقوب بن داؤد کا مہدی کو مشہدہ
منصور کی اولاد دوازدواج	ابو جعفر منصور کے جنازے کی روانگی	۳۲۳ یعقوب بن داؤد کا عروج و زوال
منصور کی وصایا	۳۰۹ مکہ	والی کو فدا بن اسلمیل کی برطرفی
منصور کا قصر عبور یہ میں قیام	علی بن عیسیٰ کی عیسیٰ بن موسیٰ کو دھمکی	قاضی کو فشریک بن عبداللہ
محمد المہدی کی طلبی	موسیٰ بن ہارون کا بیان	۳۲۴ سعید بن علی کی برطرفی
علمی ذخیرہ کی حفاظت کی نصیحت	علی بن عیسیٰ اور عیسیٰ بن موسیٰ میں	عمال کا عزل و نصب
ابو منصور کا خزانہ	کشیدگی	۳۱۸ موسیٰ بن مہدی کی ولی عہدی کی
اہل خاندان سے حسن سلوک کی تلقین	۳۱۰ علی بن عیسیٰ کی برطرفی	تحریک
موالیوں کے متعلق ہدایت	منصور کی مکہ معظمہ پہنچنے کی خواہش	عیسیٰ بن موسیٰ کا ولی عہدی سے
مدینہ شریفہ کی تعمیر کی ممانعت	مہدی کی بیعت کے لیے رنج کی	دستبرداری سے انکار
قرض کی ادائیگی کی ہدایت	حکمت عملی	روح حاتم بن قبیضہ کی عیسیٰ بن موسیٰ
املاک کے متعلق وصیت	منصور کے لیے سو قبروں کی کھدائی	۳۱۹ کے خلاف شکایت
ربیع بن ابی العباس کو ہدایت	۳۱۱ مہدی کی رنج سے خفگی	عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے
منصور کی اپنی موت کی پیشین گوئی	امیر حج ابراہیم بن یحییٰ و عمال	دست برداری
ابو جعفر کی مہدی کو وصیت	۱۵۹ھ کے واقعات	۳۲۰ عیسیٰ بن موسیٰ کی طلبی
وصایا کے متعلق سعید بن حریم کی	انگورہ کی ہم	امیر حج یزید بن منصور و عمال
روایت	۳۱۳ عمال کا عزل و نصب	۱۶۰ھ کے واقعات
ابو جعفر کی قیام گاہ پر اشعار	بارہ کی مہم	یوسف ابرہم کی بغاوت و قتل
میر عمارت کی طلبی	قیدیوں کی رہائی	۳۲۱ عیسیٰ بن موسیٰ کی مدینہ السلام میں
مرحاج کو کلام پاک کی تلاوت کا حکم	یعقوب بن داؤد کی رہائی	آمد
عبدالعزیز بن مسلم کا بیان	۳۱۴ یعقوب بن داؤد کی مہدی سے	عیسیٰ بن موسیٰ کی نظر بندی
باب ۱۲	ملاقات کی خواہش	محمد بن سلیمان کی شدید مخالفت
خلیفہ محمد بن عبداللہ مہدی	۳۱۵ یعقوب کی حسن بن ابراہیم کے متعلق	فقہاء و قضاۃ کا فتویٰ
علی بن محمد النوفلی کا بیان	مہدی کو اطلاع	۳۲۲ خلیفہ مہدی کا خطبہ

عیسیٰ بن موسیٰ کی موسیٰ بن مہدی کی بیعت	۳۲۸	نصر بن محمد خزاعی کی گرفتاری	۳۳۶	۱۶۲ھ کے واقعات	//
موسیٰ بن مہدی کی ولی عہدی کی عام بیعت	//	عبداللہ بن محمد بن مروان کی بے باکی و جرأت	//	عبدالسلام خارجی کا خروج	//
عیسیٰ بن موسیٰ کا تحریری عہد نامہ	۳۲۹	عبداللہ بن محمد بن مروان کے خلاف مقدمہ	//	محکمہ پیکش و بندوبست کا قیام	//
باربد کی تسخیر	۳۳۰	عبداللہ بن محمد بن مروان کی برأت	//	حسن بن قطنہ کی رومیوں پر فوج کشی	۳۳۲
مجاہدین کی مراجعت	//	شامہ بن الولید کا جہاد	//	عمال کا عزل و نصب	//
امارت خراسان پر معاذ بن مسلم کا تقرر	//	مہدی کا عمارات تعمیر کرنے کا حکم	۳۳۷	امیر حج ابراہیم بن جعفر و عمال	//
آل ابی بکرہ کی مہدی سے درخواست	//	جامع مسجد بصرہ کی توسیع	//	۱۶۳ھ کے واقعات	۳۳۳
آل ابی بکرہ کے نسب کے متعلق مہدی کا فرمان	۳۳۱	یعقوب بن داؤد کے اختیارات میں اضافہ	//	مقتع کی ہلاکت	//
آل زیاد کے نسب کے متعلق سلیمان کی روایت	//	ابوعبید اللہ کے خلاف شکایات	//	مہتاقی فوج کے سپاہیوں کا انتخاب	//
آل زیاد کے متعلق مہدی کا فرمان	//	ابوعبید اللہ کے زوال کا سبب	۳۳۸	عیسیٰ بن علی کی وفات	//
خالد النجار کے اشعار	۳۳۲	ابو الفضل ریح کی ملاقات	//	آل مسلمہ سے مہدی کا حسن سلوک	//
والی بصرہ کے نام مہدی کا فرمان	//	ابوعبید اللہ کا ریح سے ناروا سلوک	//	حسن بن قطنہ کا جہاد میں شریک ہونے سے گریز	//
عبدالملک بن ایوب کی فرمان مہدی کی خلاف ورزی	۳۳۴	ریح کا ابو عبید اللہ سے انتقام لینے کا مصمم ارادہ	۳۳۹	ہارون الرشید کی جہاد کے لیے روانگی	۳۳۴
امارت مدینہ پر زخر بن عاصم کا تقرر	//	ریح کا ابو عبید اللہ کے متعلق قشیری سے استفسار	//	ابو بدیل کی تجویز	//
امیر حج خلیفہ مہدی	//	قشیری کا ریح کو مشورہ	//	ابو بدیل کا حسن اور ریح کو مشورہ	//
خانہ کعبہ کی غلاف پوشی	//	محمد بن عبداللہ کا قتل	۳۴۰	آل برمک کی جہاد میں شرکت	۳۳۵
منبر رسول اللہ ﷺ کو اصلی حالت پر لانے کی تجویز	۳۳۵	مہدی کی ابو عبید اللہ سے بدگمانی	//	یحییٰ بن خالد برمکی کا انتخاب	//
امام مالک کی تجویز سے مخالفت	//	ایک اشعری پر مہدی کا عتاب	//	یحییٰ بن خالد کی روانگی	//
انصار یوں کا حفاظتی دستہ عمال	//	امارت سندھ پر نصر بن محمد کا تقرر	//	عبدالصمد کی برطرفی کے اسباب	۳۳۶
۱۶۴ھ کے واقعات	//	عمال کا عزل و نصب	//	عبدالصمد کی اسیری	//
مقتع کا خروج	//	امیر حج موسیٰ بن محمد و عمال	۳۴۱	زندیقوں کا قتل	//
				قلعہ سالو کی تسخیر	//
				عمال کا عزل و نصب	۳۳۷
				امیر حج علی بن المہدی	//
				۱۶۴ھ کے واقعات	//
				عبدالکبیر بن عبدالحمید کی اسیری	//

۳۵۸	قراری	یہ	یہ	۳۴۸	محمد بن سلیمان کی برطرفی
۳۵۹	مہدی کی یقوب بن داؤد سے برہمی	۳۵۳	ناراضگی	۳۴۹	قصر اسلامیہ کی تعمیر
۳۶۰	یہ	۳۵۴	یہ	۳۵۰	مہدی کی عقبہ سے مراجعت
۳۶۱	یہ	۳۵۵	یہ	۳۵۱	عبداللہ بن سلیمان کی معزولی
۳۶۲	یہ	۳۵۶	یہ	۳۵۲	امیر حج صالح بن ابی جعفر و عمال
۳۶۳	یہ	۳۵۷	یہ	۳۵۳	۱۶۵ھ کے واقعات
۳۶۴	یہ	۳۵۸	یہ	۳۵۴	ہارون الرشید کی فتوحات
۳۶۵	یہ	۳۵۹	یہ	۳۵۵	ملکہ روم کی ہارون الرشید سے صلح کی درخواست
۳۶۶	یہ	۳۶۰	یہ	۳۵۶	ہارون الرشید اور ملکہ روم کی مصالحت
۳۶۷	یہ	۳۶۱	یہ	۳۵۷	صلح نامہ کی شرائط
۳۶۸	یہ	۳۶۲	یہ	۳۵۸	مال غنیمت
۳۶۹	یہ	۳۶۳	یہ	۳۵۹	مروان بن ابی حفصہ کے اشعار
۳۷۰	یہ	۳۶۴	یہ	۳۶۰	امیر حج صالح بن ابی جعفر و عمال
۳۷۱	یہ	۳۶۵	یہ	۳۶۱	۱۶۶ھ کے واقعات
۳۷۲	یہ	۳۶۶	یہ	۳۶۲	ہارون الرشید کی مراجعت
۳۷۳	یہ	۳۶۷	یہ	۳۶۳	ہارون الرشید کی ولی عہدی کی بیعت
۳۷۴	یہ	۳۶۸	یہ	۳۶۴	عبداللہ بن الحسن و جعفر بن سلیمان کی معزولی
۳۷۵	یہ	۳۶۹	یہ	۳۶۵	داؤد بن طہمان
۳۷۶	یہ	۳۷۰	یہ	۳۶۶	یہ
۳۷۷	یہ	۳۷۱	یہ	۳۶۷	یہ
۳۷۸	یہ	۳۷۲	یہ	۳۶۸	یہ
۳۷۹	یہ	۳۷۳	یہ	۳۶۹	یہ
۳۸۰	یہ	۳۷۴	یہ	۳۷۰	یہ
۳۸۱	یہ	۳۷۵	یہ	۳۷۱	یہ
۳۸۲	یہ	۳۷۶	یہ	۳۷۲	یہ
۳۸۳	یہ	۳۷۷	یہ	۳۷۳	یہ
۳۸۴	یہ	۳۷۸	یہ	۳۷۴	یہ
۳۸۵	یہ	۳۷۹	یہ	۳۷۵	یہ
۳۸۶	یہ	۳۸۰	یہ	۳۷۶	یہ
۳۸۷	یہ	۳۸۱	یہ	۳۷۷	یہ
۳۸۸	یہ	۳۸۲	یہ	۳۷۸	یہ
۳۸۹	یہ	۳۸۳	یہ	۳۷۹	یہ
۳۹۰	یہ	۳۸۴	یہ	۳۸۰	یہ
۳۹۱	یہ	۳۸۵	یہ	۳۸۱	یہ
۳۹۲	یہ	۳۸۶	یہ	۳۸۲	یہ
۳۹۳	یہ	۳۸۷	یہ	۳۸۳	یہ
۳۹۴	یہ	۳۸۸	یہ	۳۸۴	یہ
۳۹۵	یہ	۳۸۹	یہ	۳۸۵	یہ
۳۹۶	یہ	۳۹۰	یہ	۳۸۶	یہ
۳۹۷	یہ	۳۹۱	یہ	۳۸۷	یہ
۳۹۸	یہ	۳۹۲	یہ	۳۸۸	یہ
۳۹۹	یہ	۳۹۳	یہ	۳۸۹	یہ
۴۰۰	یہ	۳۹۴	یہ	۳۹۰	یہ

۳۷۶	اشعار	۳۶۳	مہدی کی روانگی ماسہدان
ابو داؤد شاعر سے مہدی کا حسن	صحیت	مہدی کی وفات کے متعلق مختلف روایات	
سلوک	مہدی سے عزت جنگ کے معاوضہ کا		
۳۷۰	خالد امینی کی روایت	۳۶۴	علی بن ابی نعیم کا بیان
حکم الوادی پر مہدی کی نوازش	مطلبہ	احمد بن محمد الرازی کی روایت	
۳۷۷	مہدی کا شعر	۳۶۵	مہدی کی وفات پر ابو القتیہ کے اشعار
مہدی کا فی البدیہہ مصرع	مہدی اور ایک مدعی نبوت	۳۶۶	مہدی کی وفات کے متعلق علی بن یقطین کی روایت
۳۷۸	عبداللہ بن مالک سے مصرع	۳۶۷	مہدی کی وفات
ثانی کی فرمائش	مسئلہ قدر کے پیروکاروں کی گرفتاری و رہائی	۳۶۸	مہدی کی مدت حکومت
توزی کے اشعار	محمد بن عبداللہ کی روایت	۳۶۹	مہدی کی تجبیز و تکفین
۳۷۹	بانو قہ بنت مہدی	۳۷۰	باب ۱۳
شاہراہ قریش پر مہدی کا جلوس	ایک اعرابی عورت سے مہدی کا حسن سلوک	۳۷۱	خلیفہ مہدی کی سیرت
۳۸۰	بانو قہ بنت مہدی کا انتقال	۳۷۲	مہدی کا جذبہ غفو
بانو قہ کی وفات پر تعزیت کے لیے	نمدے کے فرش کا استعمال	۳۷۳	ہشام الکسی کی طلبی
۳۸۱	در بار عام	۳۷۴	ہشام الکسی کو خط پڑھنے کا حکم
باب ۱۴	امثال کی تدوین کا حکم	۳۷۵	مہدی کے نام امیر اندلس کا
۳۸۲	خلیفہ موسیٰ بن محمد ہادی	۳۷۶	ہجو آ میز خط
۳۸۳	ربیع کی بغداد میں قائم مقامی	۳۷۷	امیر اندلس کے نام مہدی کا خط
۳۸۴	امراء عساکر کی مراجعت کی تجویز	۳۷۸	خلیفہ مہدی کے خلاف استغاثہ
۳۸۵	ہارون الرشید کا یحییٰ بن خالد سے مشورہ	۳۷۹	قاضی کا خلیفہ مہدی کے خلاف فیصلہ
۳۸۶	یحییٰ بن خالد کی تجویز	۳۸۰	مہدی اور ایک نبی کسان
۳۸۷	عساکر کی مراجعت بغداد	۳۸۱	مہدی کی کسان پر نوازش
۳۸۸	یحییٰ بن خالد کے طرز عمل کی تعریف	۳۸۲	مہدی کی دعاء
۳۸۹	ربیع کو یحییٰ بن خالد کا مشورہ	۳۸۳	مہدی کے موالیوں کے متعلق رائے
۳۹۰	ربیع کی وصیت	۳۸۴	عبداللہ بن مالک کی مہدی کے مولیٰ سے کشتی
۳۹۱	ربیع کے خلاف بغداد میں ہنگامہ		
۳۹۲	مہدی کی وفات کا اعلان		

بادی کی مراجعت بغداد	حسین بن علی کی مدینہ چھوڑنے کی تیاری	خانہان حسین بن علی کی املاک کی
سادہ کا بغداد میں استقبال	مسجد نبوی کی بے حرمتی	بربادی
بنال کا عزل و نصب	نابھوں کی آزادی کا اعلان	موسیٰ بن عیسیٰ کی جائداد کی ضبطی
بادی کی ایک جاریہ کا شعر	محمد بن سلیمان کے نام سپہ سالاری کا	عذافر السیر فی اور علی کوئی کا قتل
زندہ بقیوں کی ایک جماعت کا قتل	فرمان	حسین بن علی کی سخاوت
ابن داؤد اور یعقوب بن النضلی کا	محمد بن سلیمان کی مراجعت مکہ	حسین بن علی کے خروج کے متعلق
اعتراف ارتداد	محمد بن سلیمان کی جماعت کا طواف	تیسری روایت
مہدی کی ابن داؤد اور یعقوب کے	کعبہ	حسین بن علی کی تقریر
متعلق ہدایت	حسن بن علی اور ابوکامل کی جنگ	مسجد نبوی میں زائرین کا اجتماع
یعقوب بن فضل کا قتل	عبداللہ بن حمید	مبارک ترکی کی حسین بن علی سے
یعقوب بن فضل کی تدفین	معرکہ فسخ	سازش
فاطمہ بنت یعقوب کا انجام	حسین بن علی کی شکست	حسین بن علی کے اشعار
حسین بن علی بن حسن	حسین بن علی کا خاتمہ	موسیٰ بن عیسیٰ کی پریشانی
امارت مدینہ پر عمر بن عبدالعزیز بن	حسین بن محمد کا قتل	ہادی کو اہل فسخ کی بغاوت کی اطلاع
عبداللہ کی قائم مقامی	حسین بن علی کی جماعت کی روپوشی	عمر و بن ابی عمر کا تیر اندازی سے انکار
حسین بن علی بن حسن کے خروج کا	اسیران جنگ کی طلبی	وفاقیہ کی ضبطی
سبب	موسیٰ بن عیسیٰ کی ایک قیدی کی سفارش	اہل روما کی پیش قدمی
حسن بن محمد کی روپوشی	مبارک ترکی پر عقاب	امیر حج سلیمان بن ابی جعفر و عمال
عمر بن عبداللہ بن عبداللہ اور یحییٰ بن	ادریس بن عبداللہ کی برہوں کو دعوت	مکے اہل کے واقعات
عبداللہ میں تلخ کلامی	بیعت	ہادی کی وفات کے متعلق مختلف
یحییٰ بن عبداللہ اور حسین بن علی کی	شاخ یمامی کی کارگزاری	روایات
گفتگو	ادریس بن عبداللہ کی ہلاکت	ہادی کا خیزران کو انتباہ
حسین بن علی کا خروج	ادریس کی موت پر نزاری	ہادی اور خیزران میں تلخ کلامی
حسین بن علی کی بیعت	شاعر کے اشعار	ہادی اور خیزران میں کشیدگی
خالد بن ابرہہ کی قتل	حسین بن علی کے خروج کے متعلق	ہادی کی خیزران کو ہلاک کرنے کی
دوسری روایت	دوسری روایت	کوشش
اہل مدینہ کی احتیاطی تدابیر	عام معافی کا اعلان	ہادی کی موت کی وجہ
مغرکہ بلاط	ادریس بن عبداللہ کی تباہت میں آمد	ہادی کی خیزران کے متعلق امرائے

عسا کر سے گفتگو	بادی کی ازواج و اولاد	عیسیٰ بن داب پر بادی کی عنایت	۳۱۳
بارون الرشید کو ولی عہدی سے محروم کرنے کا منصوبہ	باب ۱۵	عیسیٰ بن یقظین کا بیان	۳۱۳
بارون الرشید سے ناروا سلوک	۳۹۹ خلیفہ ہادی کی سیرت	دو باندیوں کا قتل	۳۱۴
اسمعیل بن صبیح کی طلبی	سعد بن مسلم کا بیان	خیزران کی ہادی سے عطف ریف کی سفارش	۳۱۴
یہجی بن خالد اور ہادی میں کشیدگی	۴۰۰ واقعہ	ہادی کی خیزران کو مشروط پیشکش	۳۱۴
یہجی بن خالد کی طلبی	ہادی کا دربار عام منعقد کرنے کا حکم	ہادی کا ندیموں پر عتاب	۳۱۴
بارون الرشید کو یہجی بن خالد کا مشورہ	علی بن صالح کی ایک اعرابی کی سفارش	اسود بن عمارہ کے اشعار	۳۱۴
ہادی اور یہجی بن خالد کی گفتگو	۴۰۱ خیزران کی عیادت پر مظالم کی سماعت	خیزران کا ذکر کرنے کی ممانعت	۳۱۴
ہادی کی یہجی بن خالد سے معذرت	کو ترجیح	یوسف الصیقیل شاعر کا بیان	۳۱۵
ہادی کی یہجی بن خالد کی تعریف	عبداللہ بن مالک سے جواب طلبی	عیسیٰ بن داب سے مہدی کی فرمائش	۳۱۵
جعفر کی ولی عہدی کے متعلق یہجی بن خالد کا مشورہ	عبداللہ بن مالک کی معذرت	عیسیٰ بن داب کا حرانی سے معاہدہ	۳۱۶
بارون الرشید کی مہدی سے علیحدگی	۴۰۲ عبداللہ بن مالک کی معافی و بحالی	ہادی کی شان میں شعراء کے قصائد	۳۱۶
خیزران کا یہجی بن خالد کو پیغام	ہادی کی عبداللہ بن مالک کے مکان پر آمد	ابراہیم موصلی سے ہادی کی گانے کی فرمائش	۳۱۷
ہادی کی یہجی کو قتل کی دھمکی	ہادی کی عبداللہ بن مالک پر عنایت	ابراہیم موصلی کے مطالبہ پر ہادی کی برہمی	۳۱۷
ہادی کا بارون سے خطاب	۴۰۳ موسیٰ بن عبداللہ بن مالک کا بیان	ابراہیم موصلی پر نوازش	۳۱۸
بارون الرشید کے مہدی سے وعدے	عبداللہ بن یعقوب کو سزا دینے کا حکم	ہادی کا مرغوب راگ	۳۱۸
ہادی کا بارون الرشید سے حسن سلوک	ہادی کی فضل بن ربیع کو ہدایت	حکم الوادی کو انعام	۳۱۸
مہدی کا خواب	۴۰۴ ایک مجرم کی رحم کی درخواست	یزید بن مزید کی ہادی کی باندی کو دھمکی	۳۱۹
بارون الرشید کا پابندی عہد	عمر بن شبہ کا بیان	امت العزیز	۳۱۹
عمالوں کی طلبی کا فرمان	بارون اور حسن بن عبدالخالق	ہادی کا ربیع کو قتل کرنے کا فیصلہ	۳۱۹
خیزران کی یہجی بن خالد کو ہدایت	ابراہیم بن مسلم سے ہادی کی تعزیت	ربیع کو مسموم شہد پینے کا حکم	۳۱۹
خیزران کا عہد	علی بن حسین پر مہدی کا عتاب	ربیع کی وصیت	۳۱۹
فضل بن سعید کی روایت	۴۰۵ علی بن حسین کی رہائی	فضل بن سلیمان کا بیان	۳۱۹
خیزران کو ہادی کی موت کی اطلاع	زندقیوں کو قتل کرنے کی ہدایت	ربیع کی ہلاکت کے متعلق یہجی بن حسن	۳۲۰
ہادی کی وفات و مدت حکومت	ہادی اور عیسیٰ بن داب	کی روایت	۳۲۰
ہادی کا حلیہ			

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب

خلیفہ عبداللہ بن محمد ابوالعباس

خلافت عباسیہ کے متعلق ابوہاشم اور محمد بن علی کی گفتگو:

اس خاندان کی خلافت کی ابتداء آنحضرت ﷺ کے اس قول سے ہوئی کہ آپ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو بتا دیا تھا کہ خلافت ان کے خاندان میں منتقل ہو جائے گی اس وجہ سے ان کی اولاد ہمیشہ سے اس کی متوقع تھی اور اس کے متعلق ان کی آپس میں گفتگو ہوتی تھی۔ علی بن محمد نے (رواۃ کے سلسلے سے) بیان کیا ہے کہ ابوہاشم شام آئے اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا کہ مجھے ایک خبر معلوم ہے میں چاہتا ہوں کہ تم کو بتا دوں بشرطیکہ تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرو اور وہ بات یہ ہے کہ خلافت جس کے لیے اور لوگ متوقع ہیں تمہارے خاندان کو حاصل ہوگی، محمد بن علی نے کہا میں اس بات کو پہلے سے جانتا ہوں آپ کسی دوسرے سے ہرگز ہرگز اس کا ذکر نہ کریں۔

علی بن محمد کا بیان:

علی نے بیان کیا ہے کہ جب ابن الاشعث نے بغاوت کی اور اس کی اطلاع حجاج نے عبدالملک کو لکھ بھیجی تو اس نے خالد بن یزید کو بلایا اور اس واقعہ سے آگاہ کیا خالد نے کہا چونکہ یہ فتنہ بھستان سے شروع ہوا ہے اس لیے اس کا کوئی برا اثر تم پر نہ پڑے گا۔ البتہ اگر یہ خراسان سے اٹھا ہوتا تو ہمیں خوف ہوتا۔

امام محمد بن علی کی پیشین گوئی:

امام محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تھی کہ ہمارے لیے تین وقت مقرر ہیں ایک ظالم یزید بن معاویہ کی موت، دوسرے ہجرت کی پہلی صدی کا ختم۔ تیسرے افریقیہ کا فتنہ۔ اس آخری موقع پر ہمارے داعی علی الاعلان ہمارے لیے تحریک کریں گے۔ مشرق سے ہمارے انصار ایسی زبردست جمعیت کے ساتھ امنڈ آئیں گے کہ تمام مغرب ان کے گھوڑوں سے پر ہو جائے گا اور وہ ظالموں کے تمام خزانوں پر قبضہ کر لیں گے۔

چنانچہ یہی ہوا کہ جب یزید بن ابی مسلم افریقیہ میں قتل کیا گیا اور بربر نے نقض بیعت کی تو محمد بن علی نے ایک شخص کو خراسان روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ بہترین شخص کے لیے دعوت دے مگر کسی کا نام نہ لے۔

ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کا حکم :

اس سے پہلے ہم ان داعیوں کا ذکر کر چکے ہیں جن کو محمد بن علی نے خراسان بھیجا تھا۔ محمد بن علی نے انتقال کیا اور اپنے بیٹے ابراہیم کو اپنا وصی مقرر کیا۔ ابراہیم نے ابوسلمہ حفص بن سلیمان سہج کے مولیٰ کو خراسان بھیجا اور تمام فقیہوں کو اس کی اطاعت کی ہدایت لکھ بھیجی۔ انھوں نے ابراہیم کی ہدایات تسلیم کر لیں۔ ابوسلمہ کچھ روز خراسان میں قیام کرنے کے بعد ابراہیم کے پاس واپس آ گیا ابراہیم نے اسے پھر خراسان بھیجا اور اس مرتبہ ابومسلم کو بھی اس کے ہمراہ کیا۔ ہم ابومسلم کی کیفیت پہلے بیان کر چکے ہیں اس کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ مروان کے ہاتھ وہ خط آ گیا جو امام ابراہیم نے ابومسلم کے خط کے جواب میں ابومسلم کو خراسان لکھا تھا اور اس میں اسے حکم دیا تھا کہ خراسان میں جس قدر عربی بولنے والے ہوں ان کو قتل کر دے۔ اس خط کو پڑھ کر مروان نے اپنے والی دمشق کو حکم بھیجا کہ وہ اپنے عامل بلقاء کو حمیمہ جانے کا حکم دے تاکہ وہ ابراہیم بن محمد کو گرفتار کر لائے اور پھر انہیں میرے پاس بھیج دیا جائے۔

عثمان بن عروہ کا بیان :

عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ راوی ہے کہ میں حمیمہ میں ابوجعفر کے ساتھ مقیم تھا ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے محمد اور جعفر بھی تھے۔ میں ان دونوں کو دوڑا رہا تھا کہ اتنے میں ابوجعفر نے مجھ سے کہا کیا کر رہے ہو نہیں دیکھتے ہو کہ ہم کس حال کو پہنچ گئے ہیں۔ میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ مروان کے ہرکارے ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کے لیے موجود ہیں۔ میں نے کہا مجھے اجازت دیجیے تو ان کے مقابلہ کے لیے باہر نکلوں۔ انھوں نے کہا بھلا تم عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہو کر ہمارے گھر سے نکل جانا چاہتے ہو۔

ابراہیم بن محمد کی گرفتاری :

صبح کی نماز کے بعد انھوں نے مسجد کے دروازوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے ہمراہیوں کے قلوب کو مطمئن کرنے کے لیے پوچھا کہ ابراہیم بن محمد کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ موجود ہیں مروان کے سپاہیوں نے ان کو گرفتار کر لیا۔ جب مروان نے ان لوگوں کو ابراہیم کی گرفتاری کا حکم دیا تھا تو ان کی شکل و صورت وہ بتائی تھی جو ابوالعباس کی تھی جن کے متعلق اس نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ اس شکل و ہیئت کا شخص ان کو قتل کرے گا، جب یہ سپاہی ابراہیم کو اس کے پاس لائے تو اس نے کہا یہ تو اس شکل کے نہیں ہیں جو میں نے بتائی تھی۔ سپاہیوں نے جواب دیا کہ وہ علامات جو آپ نے بیان کی تھیں دوسرے میں تھیں۔ مروان نے ان کو پھر اسی شخص کی گرفتاری کے لیے روانہ کیا مگر ان لوگوں کو اس کی اطلاع ہو چکی تھی وہ بھاگ کر عراق جا چکے تھے۔

ابوالعباس کی گرفتاری و رہائی :

علی بن موسیٰ کا باپ راوی ہے کہ مروان نے ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کے لیے اپنے ایک عہدے دار کو حمیمہ بھیجا اور اس سے ابراہیم کی صفات بیان کر دیں۔ جب وہ شخص حمیمہ آیا تو اس نے ان صفات کو ابوالعباس عبداللہ بن محمد میں پایا مگر جب ابراہیم بن محمد سامنے آئے اور ان کو امان دی گئی تو لوگوں نے اس افسر سے کہا کہ آپ کو ابراہیم کی گرفتاری کا حکم دیا گیا ہے اور یہ تو عبداللہ ہیں۔ چنانچہ جب یہ بات اس پر بھی ظاہر ہو گئی تو اس نے ابوالعباس کو چھوڑ دیا اور ابراہیم کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے لیا۔

مروان کے قاصد کے قتل کا منصوبہ:

اور کچھ بنی عباس اس کے ساتھ روانہ ہوئے، ابراہیم بھی روانہ ہوا اس کے ہمراہ ان کی ایک ام ولد بھی تھی جسے وہ بہت محبوب رکھتا تھا۔ ہم نے اس سے کہا کہ صرف یہ ایک آدمی ہے جو تمہاری گرفتاری کے لیے آیا ہے۔ کیوں نہ ہم اسے قتل کر دیں اور پھر کوفہ کی راہ لیں، وہاں سب ہمارے طرفدار موجود ہیں وہ ہماری حمایت کریں گے، ابراہیم نے کہا تمہاری مرضی ہم نے کہا: راٹھرو! ہمیں اس مقام پر پہنچنے دو جہاں سے عراق کو راستہ جاتا ہے، چنانچہ جب ہم اس جگہ آئے جہاں سے ایک راستہ عراق کو اور دوسرا جزیرے جاتا تھا وہاں ہم نے منزل کی۔

منصوبہ قتل کی مخالفت:

ابراہیم کا دستور تھا کہ وہ رات بسر کرنے کے لیے اپنی ام ولد کے پاس ہم سے علیحدہ ہو کر چلے جاتے تھے جس کام کا ہم نے ارادہ کیا تھا اس کی اجازت کے لیے ہم ان کے پاس آئے آواز دی وہ باہر آنے کے لیے اٹھے مگر ان کی ام ولد انھیں لپٹ گئی اور کہا کہ یہ وقت آپ کے باہر جانے کا نہیں ہے اس ارادے کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اس نے اصرار کیا اور کہا کہ جب تک مجھے آپ اپنے ارادے سے آگاہ نہ کر دیں گے میں آپ کو نہ جانے دوں گی، ابراہیم نے اپنا ارادہ اسے بتا دیا۔ اس نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ ہرگز اسے قتل نہ کریں ورنہ آپ کے تمام خاندان کو اس کا خمیازہ اٹھانا پڑے گا اگر آپ نے اسے قتل کر دیا تو مروان ان سب عباسیوں کو جو حیمہ میں ہیں قتل کر دے گا، اس نے اس وقت تک انہیں نہ چھوڑا جب تک کہ ان سے وعدہ نہ لے لیا کہ وہ اس قاصد کو قتل نہیں کریں گے، اس کے بعد وہ نکل کر ہمارے پاس آئے اور یہ واقعہ سنایا۔ ہم نے کہا آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔

عبد الحمید بن یحییٰ کا مروان کو مشورہ:

عبد الحمید بن یحییٰ مروان کا میرنشی راوی ہے کہ میں نے مروان سے کہا کیا آپ کو میری نیت پر شبہ ہے اس نے کہا نہیں میں نے کہا، کیا آپ ان سے رشتہ نکاح قائم کریں تو اس میں آپ کی توہین ہوگی اس نے کہا نہیں میں نے کہا تو مجھے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان سے نکاح کر دیجیے اور خود ان کے یہاں نکاح کر لیجیے۔ اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر ان کو کامیابی ہوئی تو اس تعلق کی وجہ سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور اگر غالب آگئے تو پھر بھی ان کی دامادی آپ کے لیے باعث عار نہیں ہو سکتی۔ مروان نے کہا افسوس اسی بات کا ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اسے پسند نہیں کرتے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ اس کے لیے تیار ہیں تو میں خود اس امر میں سبقت کرتا۔

ابوالعباس کی جانشینی:

گرفتار ہونے کے بعد جب ابراہیم نے اپنے اہل و عیال کو اپنے بھائی ابوالعباس عبد اللہ بن محمد کے ہمراہ کوفہ جانے کا حکم دیا اور انھوں نے ابراہیم کو رخصت کیا۔ تو ابراہیم نے کہا کہ یہ میری تمہاری آخری ملاقات ہے کیونکہ میں قتل کر دیا جاؤں گا۔ اب تم سب لوگ ابوالعباس کی اطاعت و فرماں برداری کرنا ابراہیم نے اپنے بعد ابوالعباس کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا۔ اب ابوالعباس اپنے سارے خاندان کو لے کر جس میں عبد اللہ بن محمد، داؤد عیسیٰ، صالح، اسمعیل، عبد اللہ اور عبد الصمد علی کے بیٹے اور یحییٰ بن محمد عیسیٰ بن موسیٰ بن

محمد بن علی اور عبدالوہاب اور محمد ابراہیم کے بیٹے موسیٰ بن داؤد اور یحییٰ بن جعفر بن تمام تھے ماہ صفر میں کوفہ آیا ابوسلمہ نے ان کو ولید بن سعد مولیٰ بن ہاشم کے مکان واقع بنی اود میں اتارا اور تقریباً چالیس دن تک اپنے تمام سرداروں اور شیعوں سے ان کی حالت کو چھپائے رکھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم کی موت کے بعد ابوسلمہ نے آل ابوطالب کو خلافت دینے کا ارادہ کیا تھا۔

ابوالعباس کی کوفہ میں آمد:

جبلہ بن فروخ اور ابوالسری وغیرہ نے یہ بات بیان کی کہ امام اپنے خاندان کے ساتھ کوفہ آ گئے ہیں مگر ابھی پوشیدہ ہیں اس پر ابوالجہم نے ابوسلمہ سے پوچھا ابوسلمہ نے انکار کیا اور کہا کہ وہ ابھی نہیں آئے مگر ابوالجہم نے سخت اصرار سے بار بار سوال کیا ابوسلمہ نے کہا ابھی ان کے خروج کا وقت نہیں آیا ہے۔ اسی اثناء میں ابوالعباس کے ایک خادم سابق الخوارزمی سے ابوحمید کی ملاقات ہوئی ابوحمید نے اس سے اس کے آقاؤں کو دریافت کیا اس نے کہا وہ سب کوفہ میں ہیں مگر ابوسلمہ نے ان کو اپنے اخفا کی ہدایت کر دی ہے ابوحمید اسے ابوالجہم کے پاس لے آیا اس نے ابوالجہم سے بھی وہ خبر بیان کر دی اس نے ابوحمید کو سابق کے ہمراہ بھیجا تا کہ وہ ان کے قیام گاہ سے واقف ہو آئے۔ ابوحمید وہاں جا کر واپس آیا اس مرتبہ اس کے ہمراہ ابراہیم بن سلمہ ان کے ہمراہیوں میں سے ایک اور شخص بھی اس کے ساتھ آیا ان دونوں نے ابوالجہم سے آ کر بیان کیا کہ امام محلہ بنی اود کے فلاں مکان میں فروکش ہیں اور یہاں آنے کے بعد انھوں نے ابوسلمہ سے سودینار مانگ بھیجے تھے مگر اس نے نہیں دیئے۔ یہ سن کر ابوالجہم۔ ابوحمید اور ابراہیم موسیٰ بن کعب کے پاس آئے اور اس سے سارا واقعہ سنایا اور اسی وقت دو سودینار امام کو بھیج دیئے اس کے بعد ابوالجہم ابوسلمہ کے پاس آیا اور پھر امام کو پوچھا اس نے کہا ابھی ان کے خروج کا وقت نہیں آیا۔ کیونکہ اب تک واسط فتح نہیں ہوا ہے۔

شیعان بنی عباس کی ابوالعباس سے ملاقات:

ابوالجہم نے موسیٰ بن کعب کو آ کر سارا واقعہ سنایا اور یہاں سب کی یہ رائے ہوئی کہ امام سے ملنا چاہیے چنانچہ موسیٰ بن کعب ابوالجہم عبدالحمید بن ربیع سلمہ بن محمد ابراہیم بن سلمہ عبد اللہ الطائی اسحق بن ابراہیم شراحیل عبد اللہ بن سلام ابوحمید محمد بن ابراہیم سلیمان بن الاسود اور محمد بن الحصین امام سے ملنے چلے ابوسلمہ کو ان کے جانے کی اطلاع ہوئی اس نے انھیں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ اپنے کسی کام سے کوفہ گئے ہیں یہ جماعت ابوالعباس کے پاس آئی ان کے سامنے پہنچ کر انھوں نے پوچھا کہ تم میں عبد اللہ بن محمد ابن الحارثیہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا یہ ہیں اس جماعت نے خلیفہ کے لقب سے ان کو سلام کیا۔ اس کے بعد موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم واپس آ گئے۔ ابوالجہم نے دوسرے اپنے ساتھیوں کو امام کے پاس ٹھہرنے کی ہدایت کی۔

ابوسلمہ کی ابوالعباس سے ملاقات:

ابوسلمہ نے ابوالجہم سے پچھوایا کہ تم کہاں گئے تھے اس نے کہا کہ میں اپنے امام کے پاس گیا تھا یہ معلوم کر کے اب خود ابوسلمہ امام کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوا مگر اس کے جانے سے پہلے ہی ابوالجہم نے ابوحمید کو اطلاع دے دی کہ ابوسلمہ وہاں آ رہا ہے تم صرف تنہا ابوسلمہ کو امام کے پاس جانے کی اجازت دینا اس کے اور ساتھیوں کو باہر روک دینا۔ چنانچہ جب ابوسلمہ وہاں آیا تو اس کے دوسرے ساتھیوں کو اندر جانے سے روک دیا گیا اور صرف ابوسلمہ کو اندر جانے کی اجازت دی گئی اس نے ابوالعباس کے

پاس جا کر خلیفہ کہہ کر ان کو سلام کیا جمعہ کے دن ابوالعباس ایک اہلق گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلے اور نماز جمعہ میں امامت کی۔ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابوسلمہ نے خلیفہ کہہ کر ابوالعباس کو سلام کیا تو ابوحید نے طعن کے طور پر کہا تجھ حرام زادے کے علی رغم انف، مگر ابوالعباس نے ابوحید کو ڈانٹا کہ خاموش رہو۔

ابوالعباس کا خطبہ:

بیعت کے بعد ابوالعباس منبر کے سب سے بلند حصہ پر آ کر بیٹھے اور داؤد بن علی ان سے نیچے بیٹھا، ابوالعباس نے اپنی تقریر میں کہا:

اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے خوبی کے لحاظ سے اسلام کو اپنا دین بنایا اسے شرف اور عظمت دی۔ اسی دین کو ہمارے لیے پسند کیا۔ ہم نے اس کی تائید کی، ہمیں اس کا اہل جائے پناہ اور حصن بنایا، ہمیں اس کا قائم کرنے والا مدافعت کرنے والا اور ناصر بنایا۔ ہم پر یہ بات لازم کی کہ ہم اس کے تقویٰ کی تبلیغ کرتے رہیں، صرف ہمیں اس کا سب سے زیادہ مستحق اور اہل قرار دیا۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی قرابت کے شرف سے مخصوص کیا، ان کے اجداد سے ہمیں پیدا کیا انھیں کے خاندان میں ہمیں خلق کیا اور خود ان کو ہمارے خاندان میں مبعوث فرمایا جو ہمارے دشمنوں کے لیے کڑوے اور ہم مسلمانوں پر نہایت ہی مہربان تھے، اللہ نے اسلام اور ان کی قرابت کی وجہ سے ہمارا مرتبہ بلند کر دیا اور اس کے لیے اپنی کتاب ناطق میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾
 ”اے اہل بیت (نبی) اللہ چاہتا ہے کہ میل پکیل کو تم سے دور کر دے اور تم کو اچھی طرح پاک صاف کر دے۔“

اس کے بعد اللہ نے فرمایا:

﴿ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ﴾
 ”اے محمد! کہہ دو کہ میں تم سے سوائے اپنے قرابت داروں کی دوستی کے اور کوئی اجر نہیں مانگتا۔“

پھر فرمایا:

﴿ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴾
 ”اپنے قریبی خاندان والوں کو ڈراؤ۔“

پھر فرمایا:

﴿ مَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ ﴾
 ”اے مسلمانو! تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو غنیمت تم کو ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا ہے اس کے رسول کا ہے قرابت داروں کا ہے اور یتیمی کا ہے۔“

اس طرح اللہ عز و جل نے ہماری فضیلت بتادی اور ہمارے حق اور دوستی کو مسلمانوں پر واجب قرار دیا۔ ہماری عزت افزائی کی اور اپنے فضل سے خراج اور غنیمت میں ہمارا حصہ مقرر کر دیا۔ گمراہ سبائے فرقہ کا یہ خیال باطل ہے کہ حکومت، سیاست اور خلافت کے ہمارے سوا دوسرے لوگ زیادہ مستحق ہیں اس کی توجیہ و تاویل کرتے کرتے ان کی صورتیں بدل گئیں، اے لوگو! اللہ نے ہمارے

ذریعہ گمراہی کے بعد لوگوں کو ہدایت دی۔ جہالت کے بعد عقل دی، ہلاکت سے بچالیا۔ حق کو ظاہر کیا۔ باطل کو نیست نابود کر دیا۔ ان میں جو بات بری تھی ہمارے ذریعہ اس کی اصلاح کی پست کو بلند کر دیا۔ ناقص کو کامل بنادیا اختلاف کو اتفاق سے بدل دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو آپس میں ہمیشہ سے ایک دوسرے کے دشمن چلے آتے تھے وہ اپنی دنیا و دین میں ایک دوسرے کے ہمدرد بن گئے اور آخرت میں وہ ایک دوسرے کے بھائی کی طرح آئے سانسے تخت پر متمکن ہوں گے، اللہ نے یہ بات بطور احسان اور عطا کے محمد ﷺ کو دی۔ ان کے وصال کے بعد ان کے صحابہ وارث حکومت ہوئے جو باہمی مشورہ سے حکومت کرتے تھے انھوں نے دوسری اقوام کے ممالک فتح کر ڈالے ان کے تمام مال پر قبضہ کر لیا مگر اس کی تقسیم میں انھوں نے عدل کیا جہاں خرچ کا موقع تھا وہاں خرچ کیا باقی جو بچا اسے مستحقین کو دے دیا اور خود بھوکے رہے اپنے لیے کچھ نہیں لیا۔ ان کے بعد بنو حرب اور مروان نے دھوکہ سے حکومت پر قبضہ جمایا اور آپس میں ایک دوسرے کے حوالے کرتے آئے، حکومت میں ظلم شروع کیا خود ہر طرح کا نفع اٹھایا اور رعایا پر مظالم ڈھائے کچھ عرصہ کے لیے اللہ نے انھیں ڈھیل دی اور جب وہ ان کی اصلاح کی جانب سے مایوس ہو گیا تو اس نے ہمارے ہاتھوں ان سے اپنا انتقام لیا اور ہمارا حق پھر ہمیں دے دیا۔ ہمارے ذریعے ہماری قوم کی پابجائی کی۔ اس نے ہماری مدد کی اور اس لیے ہماری حکومت قائم کر دی تاکہ ہمارے واسطے سے وہ ان پر احسان کرے جن کو اس سر زمین میں کمزور و حقیر سمجھا گیا تھا۔ جس طرح اللہ نے ہمارے خاندان سے اس کی ابتداء کی اسی طرح آخر میں ہمیں کو اس نے پھر اس کا وارث بنادیا مجھے اللہ سے یہ توقع ہے کہ اب اس گوشہ سے تم پر کوئی ظلم یا زیادتی نہ ہوگی جہاں سے تم کو خیر پہنچتا رہا ہے اور جہاں سے ہمیشہ بہبودی حاصل ہوئی ہے وہاں سے اب خرابی یا بربادی تم کو حاصل نہ ہوگی۔ ہم اہل بیت صرف اللہ ہی سے توفیق طلب کرتے ہیں۔

اے کونے والو! تم اس بات کے اہل ہو کہ ہم تم سے محبت و اخلاص برتیں کیونکہ تم ہمارے حق کے اعتراف سے کبھی منحرف نہیں ہوئے اور باوجود ظالموں کے ظلم کے تم نے ہماری محبت کو گم نہ ہونے دیا اللہ کا احسان ہے کہ تم نے ہمارا عہد پالیا ہم تم کو سب سے زیادہ بختا و رنجتے ہیں اور سب سے زیادہ تمہاری عزت کرتے ہیں۔ ہم نے تمہاری عطاء میں سودینار کا اضافہ کر دیا ہے۔ اب جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ کیونکہ میں بڑا خون بہانے والا قتال ہوں اور پورا پورا انتقام لوں گا چونکہ سفاح بہت ہلکا تھا اس وجہ سے اس مقام پر پہنچ کر اسے اس قدر ہلکا ہٹ شروں ہوئی کہ وہ تقریر جاری نہ رکھ سکا اور منبر پر ہی بیٹھ گیا۔

داؤد بن علی کا تاریخی خطبہ:

اس کے بعد داؤد بن علی منبر پر چڑھا مگر سفاح سے کئی زینہ نیچے کھڑا ہوا اور اپنی تقریر شروع کی۔

اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کیا اور ہمارے نبی محمد ﷺ کی میراث ہمیں عطا فرمائی اے لوگو! دنیا پر جو ظلمت طاری تھی آج اٹھ گئی ہے اس کا پردہ کھل گیا ہے۔ زمین و آسمان منور ہو چکے ہیں آفتاب مشرق سے طلوع ہو چکا ہے چاند اپنے مطلع سے بلند ہو چکا ہے کمان اس کے بنانے والے کے ہاتھ آگئی ہے تیرا اپنے چلے میں واپس آ گیا ہے اور حق اپنے خیر اصلی یعنی تمہارے نبی ﷺ کی اہل بیت میں جو تم پر عنایت و مہربانی کرنے والے ہیں پھر واپس آ گیا ہے۔

اے لوگو! ہم اس لیے حکومت حاصل کرنے نہیں اٹھے کہ اپنی دولت کو زیادہ کریں۔ اپنی جائداد بڑھائیں، نہریں کھودیں اور عالیشان قصر تعمیر کریں بلکہ جب انھوں نے ہمارے حقوق کو پامال کیا ہمارے چچیرے بھائیوں پر مظالم کیے ہمیں سخت غیرت آئی اور

ان حالات کو ہم برداشت نہ کر سکے اسی طرح جو سلوک انھوں نے تمہارے ساتھ کیا اور جو درگت تمہاری بنائی جس بری حالت کو تم پہنچ گئے تھے ان تمام باتوں کی وجہ سے ہمیں اپنے بستروں پر چین نہیں آتا تھا۔ بنی امیہ نے جو طرز عمل تمہارے ساتھ روا رکھا جس طرح انھوں نے تم کو کھلونا سمجھ کر تم سے بازی گری کی تم کو لیل کیا تمہاری آمدنی صدقات اور مال غنیمت پر خود قبضہ کر لیا اس کی وجہ سے ہم سخت ہیچ و تاب کھاتے رہے اور اب ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور عباس بنی ہاشم کے واسطے اپنے اوپر یہ ذمہ لیتے ہیں کہ اس معاملہ میں ہم ہر خاص و عام کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق عمل کریں گے۔

بنی حرب بنی امیہ اور بنی مروان ہلاک ہوں کیونکہ انھوں نے اپنے عہد میں دنیائے فانی کو آخرت باقی پر ترجیح دی اس وجہ سے انھوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا۔ خلق اللہ پر مظالم کیے۔ محارم کو توڑ دیا، جرائم کیے، بندوں کے ساتھ اپنے طرز حکومت میں جو رکھا، جن علاقوں سے لذت حاصل کی انھیں پر ظلم کیے، بوجھوں کی گھڑی اٹھائی اور برائیوں کی چادر اوڑھ لی، گناہ کر کے اکڑتے تھے اور اللہ کی آہستہ مگر سخت گرفت کی طرف سے آنکھ بند کر کے اور اللہ کی چال سے بے خوف ہو کر گمراہی کے میدان میں گھوڑے دوڑاتے تھے کہ اتنے میں رات کے وقت جب کہ وہ سو رہے تھے اچانک اللہ کا غضب ان پر نازل ہوا وہ اس طرح برباد ہوئے کہ صرف افسانہ رہ گئے ان کے پرزے پرزے ہو گئے اور بے شک ظالموں کے لیے تباہی پہلے سے لکھی ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے مروان پر ہمیں مسلط کر دیا اگرچہ غرور کی وجہ سے وہ اللہ کی گرفت سے بالکل بے خطر تھا چونکہ اس دشمن خدا کی گلے کی رسی دراز تھی اس لیے وہ اس وقت تو بچ کر نکل گیا اور اس نے یہ گمان کیا کہ ہم اس پر قابو نہیں پاسکتے اس نے اپنی جماعت کو بلایا اپنی تمام تدابیر سے کام لیا اور اپنے رسالہ کے دستوں کو مقابلہ پر بڑھایا مگر یہ سب تدبیریں بیکار ہوئیں اس نے اپنے چاروں طرف اللہ کی شوکت و سطوت اور گرفت کو محیط پایا جس نے اس کے ادعائے باطل اور گمراہ کن خیالات کا قلع قمع کر دیا اور وہ ہر طرف سے بربادی کے حلقہ میں گھر گیا۔ اللہ نے ہماری عزت اور شرافت کو سر بلند کر دیا ہمیں ہمارا حق وراثت واپس دلایا۔

اے لوگو! امیر المومنین (اللہ ان کی ہمیشہ مدد کرتا رہے) نماز کے بعد پھر منبر پر آ کر اپنی تقریر ختم کریں گے کیونکہ وہ جمعہ کے خطبہ میں اور باتوں کو بیان کرنا نہیں چاہتے علاوہ بریں سخت پھلے پن کی وجہ سے بھی وہ اپنی تقریر پوری نہیں کر سکے۔ آپ اللہ سے ان کی سلامتی اور عافیت کی دعا مانگیں کیونکہ اللہ نے ان کو اس مردان کی جگہ آپ کا امیر المومنین بنایا ہے جو اللہ کا دشمن شیطان کا جانشین تھا جو ان کمینوں کا پیرو تھا جنھوں نے امن کے بعد سرزمین خدا پر فساد برپا کیا اس طرح کہ اس کے دین کو بدل دیا مسلمانوں کے حریم کی پردہ دری کی موجودہ امیر المومنین اگرچہ جوان ہیں مگر ان میں ادھیڑ عمر والوں کی عقل اور تجربہ ہے۔ بردبار ہیں اپنے ان نیک اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہیں جنھوں نے ہدایت اور تقویٰ کے راستے اور طریقے بتا کر بربادی کے بعد دنیا کی اصلاح کی ہے۔

اس پر تمام لوگوں نے ابوالعباس سفاح کے لیے دعا مانگی پھر داؤد نے کہا ”اے اہل کوفہ ہم پر ہمیشہ ظلم ہوتا رہا۔ ہمارا حق ہم سے چھین لیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ نے اہل خراسان کو ہمارا حامی بنایا ان کے ذریعہ ہمارا حق ہمیں ملا۔ ہمارا استحقاق خلافت آشکارا ہوا اور ہماری حکومت کو ان سے قوت ملی اور اللہ نے تم کو وہ بات دکھادی جس کا تم کو شوق تھا اور جس کا تم کو ہر وقت انتظار تھا اور وہ یہ کہ ایک ہاشمی کو اب تمہارا خلیفہ مقرر کیا جس سے تم سرخرو ہو گئے اہل شام پر تم کو مسلط کر دیا۔ سلطنت تم کو دے دی اسلام کو قوی کر دیا اور تم

کو ایسا امام عطا فرمایا جسے اللہ نے عدالت اور حسن تدبیر دونوں سے بہرہ اندوز کیا ہے اس پر تم کو اللہ کا شکر کرنا چاہیے ہماری فرماں برداری کو اپنے اوپر لازم کر لو اور خود اپنے خلاف کوئی دھوکہ یا فریب نہ کرو کیونکہ ہماری حکومت و راصل تمہاری حکومت ہے ہر خاندان کا ایک شہر ہوتا ہے ہم تم کو اپنا شہر سمجھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد سوائے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یا ان عبداللہ بن محمد (اس طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے) کے اور کوئی خلیفہ جائز منبر پر تقریر کرنے نہیں کھڑا ہوا۔ تم لوگوں کو معلوم رہے کہ اب یہ حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے گی یہاں تک کہ ہم خود اسے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے سپرد کریں گے جو مصائب ہم پر گذرے اور اب جو نعمت ہمیں حاصل ہوئی ہے ہم اس پر رب العالمین کا شکر ادا کرتے ہیں۔“

ابوالعباس سفاح کی بیعت:

اس کے بعد ابوالعباس منبر سے اتر آئے داؤد بن علی ان کے آگے آگے تھا یہ مقام مقصوریٰ میں آگئے۔ پھر ابو جعفر کو بیعت کے لیے سب کے سامنے مسجد میں بٹھایا گیا۔ بیعت لیتے لیتے عصر کی نماز کا وقت آ گیا۔ انہوں نے عصر کی نماز پڑھائی اور مغرب کی نماز بھی پڑھائی۔ اب رات ہو گئی اور یہ قصر میں چلے گئے۔

ابوالعباس اور داؤد بن علی کی ملاقات کا واقعہ:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانے میں داؤد بن علی اور اس کا بیٹا موسیٰ دونوں عراق یا کسی اور ملک میں قیام پذیر تھے یہ دونوں شراۃ جارہے تھے کہ دومۃ الجندل میں ابوالعباس سے ان کی ملاقات ہوئی جو کوفہ جارہے تھے ان کا بھائی ابو جعفر عبداللہ بن محمد عبداللہ بن علی عیسیٰ بن موسیٰ، یحییٰ بن جعفر بن تمام بن العباس اور کچھ موالیٰ ان کے ہمراہ تھے داؤد نے ان سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے اور کیا قصہ ہے ابوالعباس نے سارا قصہ سنایا اور بتایا کہ ہم کوفہ جارہے ہیں تاکہ وہاں اپنی تحریک کو علی الاعلان شروع کریں۔ داؤد نے کہا اے ابوالعباس تم کوفہ جارہے ہو حالانکہ مروانیوں کا سرخیل مروان بن محمد اہل شام و جزیرہ کو لیے ہوئے حران میں عراق کے سر پر بیٹھا ہوا ہے اور خود عراق میں عربوں کا بڑا سردار یزید بن عمر بن ہبیرہ عربوں کے مرکز میں موجود ہے ان حالات میں تم کو کامیابی کی کیا امید ہو سکتی ہے ابوالعباس نے کہا جس نے زندگی کو محبوب رکھا وہ ذلیل ہوا پھر اس نے تمثیلاً اعشیٰ کا یہ شعر پڑھا:

فما مینۃ ان متھا غیر عاجز بعار اذا ما غالت النفس غولھا

ترجمہ: ”جب لوگ موت کے خوف سے مرعوب ہو رہے ہوں ایسی جنگ میں اگر میں عزت سے جان دے دوں چاہے وہ کیسی ہی موت ہو اس موت میں کوئی عار نہیں۔“

یہ سن کر داؤد بن علی نے اپنے بیٹے موسیٰ کی طرف دیکھا اور کہا بخدا تمہارا بھائی سچا ہے مجھے اسی کے ساتھ لے چلو سب زندہ رہیں گے تو عزت سے، مریں گے تو عزت سے چنانچہ یہ سب کوفہ پہلے۔

جب حمیمہ سے کوفہ آنے کے ارادے سے اس جماعت کی روانگی کو عیسیٰ بن موسیٰ یاد کرتا تو کہا کرتا تھا کہ صرف چودہ آدمی تھے جو اپنے گھربار کو چھوڑ کر ہمارے اغراض عالیہ کے حاصل کرنے کے لیے نکلے تھے ان کی ہمت بڑی حوصلے بلند اور دل جری تھے۔

۳۲ھ کے بقیہ واقعات

ابوالعباس کی بیعت کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ حسب ذیل روایت یہاں بیان کی جاتی ہے:

ابوسلمہ کی امام کے متعلق خاموشی:

جب ابوسلمہ کو معلوم ہوا کہ مروان نے امام ابراہیم بن محمد کو قتل کر دیا تو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب بنی العباس کے لیے تحریک شروع کی جائے ان کے علاوہ دوسروں کی دعوت کے خیال کو اس نے اپنے دل میں چھپائے رکھا۔ اپنے ساتھیوں اور اہل بیت کے ہمراہ ابوالعباس کو فتنے آئے۔ ابوسلمہ نے انہیں بنی اود میں ولید بن سعد کے گھر میں فروکش کیا جب کبھی ابوسلمہ سے امام کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ یہی کہتا کہ غلت مت کرو ابھی وقت نہیں آیا ہے۔

ابوحمید اور سابق الخواریزمی کی گفتگو:

کچھ عرصہ تک وہ اسی اصول پر کاربند رہا اس زمانے میں اپنی چھاؤنی واقع حمام امین میں مقیم تھا ایک دن ابوحمید امام ابراہیم کا ایک ملازم سابق الخواریزمی راستے میں ملا چونکہ ابوحمید امام سے ملنے شام جایا کرتا تھا اس لیے اس ملازم کو پہچانتا تھا اس نے پوچھا کہ امام ابراہیم کیسے ہیں اس نے جواب دیا کہ امام کو مروان نے دھوکے سے قتل کر دیا انہوں نے اپنے بھائی ابوالعباس کو اپنے بعد اپنا وصی اور جانشین مقرر کیا اور وہ اپنے تمام اہل بیت کے ساتھ کو فتنے آ گئے ہیں ابوحمید نے اس ملازم سے کہا کہ تم مجھے ان کے پاس لے چلو چونکہ سابق نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ وہ بغیر ان کے علم کے کسی اور کو ان کا پتہ دے۔ اس وجہ سے اس نے ابوحمید سے کہا کہ آپ کل اسی جگہ مجھ سے ملنے پھر میں اس کا جواب دوں گا۔

ابوحمید کی ابوالعباس سے ملاقات:

حسب وعدہ دوسرے دن ابوحمید اسی جگہ آیا وہاں اسے سابق ملا پھر سابق اسے ابوالعباس اور ان کے اہل بیت کے پاس لایا جب یہ مکان کے اندر آیا تو اس نے پوچھا کہ آپ میں خلیفہ کون ہیں داؤد بن علی نے ابوالعباس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ تمہارے امام اور خلیفہ ہیں ابوحمید نے خلیفہ کہہ کر ان کو سلام کیا ان کے ہاتھ پاؤں چومے اور کہا کہ جو حکم ہو ہمیں دیجئے نیز اس نے ابو العباس سے امام ابراہیم کے قتل کی تعزیت کی۔

ابراہیم بن سلمہ کی چھاؤنی میں آمد:

ابراہیم بن سلمہ بھی بدل کر ابوسلمہ کی چھاؤنی میں آیا اور ابوجہم سے ملا۔ جب ابوالجہم نے اس سے اخفاء راز کا وعدہ کر لیا تو اس نے کہا کہ میں ابوالعباس اور ان کے اہل بیت کا قاصد ہوں۔ فلاں فلاں صاحب ان کے ہمراہ ہیں اور وہ فلاں مکان میں مقیم ہیں۔ انہوں نے ان انونوں کا کرایہ دینے کے لیے جن پر وہ یہاں آئے ہیں سو دینار ابوسلمہ سے مانگ بھیجے تھے مگر اس نے اب تک نہیں بھیجے۔ اتنے میں ابوحمید بھی ابوجہم کے پاس آ گیا اور اس نے امام کے آنے کا سارا واقعہ اسے بتایا۔ اب ابوجہم

ابو حمید مع ابراہیم بن سلمہ کے موسیٰ بن کعب کے پاس آئے ابوالجہم نے اس کو سارا واقعہ سنایا اور ابراہیم بن سلمہ نے جو اطلاع دی تھی وہ بھی بیان کر دی۔ موسیٰ بن کعب نے ابوالجہم کو حکم دیا کہ سب سے پہلے وہ رقم فوراً بھیج دی جائے۔ چنانچہ ابوالجہم اس کے پاس سے واپس آیا اس نے مطلوبہ دینار ابراہیم کے حوالے کیے اسے ایک ٹخیر پر سوار کر دیا اس کے ساتھ دو اور آدمی کر دیئے جو اسے وئے تک پہنچا آئے۔

ابوسلمہ کا ابوالعباس کی امامت سے اختلاف :

جب تمام فوج میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ مروان نے امام ابراہیم کو قتل کر دیا ہے تو ابوالجہم نے ابوسلمہ سے کہا اگر وہ قتل ہو گئے تو اب ان کے بھائی ابوالعباس ان کے بعد خلیفہ اور امام ہیں مگر ابوسلمہ نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور ابوالجہم کو حکم دیا کہ چونکہ یہ لوگ فتنہ و فساد برپا کرنا چاہتے ہیں تم ابو حمید کو کوفے مت جانے دو اس واقعہ کے دوسری رات کو ابراہیم بن سلمہ ابوالجہم اور موسیٰ بن کعب کے پاس آیا ان سے آکر ابوالعباس اور ان کے اہل بیت کا پیام پہنچا یہ وہ اس رات تمام سرداران فوج اور رشیعوں سے ملتا رہا۔ اب یہ سب موسیٰ بن کعب کے فرو دگاہ میں جمع ہو گئے اس مجلس میں عبد الحمید بن ربیع، سلمہ بن محمد، عبداللہ الطائی، اسحاق بن ابراہیم، شراحیل اور عبداللہ بن بسام وغیرہ فوجی سردار شریک تھے سب کا مشورہ یہی ہوا کہ ابوالعباس اور ان کے اہل بیت سے جا کر ملیں۔ دوسرے دن یہ پوشیدہ طور پر علیحدہ کوفے آئے موسیٰ بن کعب، ابوالجہم اور ابو حمید جس کا اصلی نام محمد بن ابراہیم ہے۔ اس جماعت کے نمائندے تھے۔ یہ سب ولید بن سعد کے مکان آکر ابوالعباس کی جماعت کے پاس آئے موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم نے ابوالعباس کو دریافت کیا۔ لوگوں نے اشارے سے ان کو بتا دیا ان سب نے ان کو سلام کیا۔ امام ابراہیم کی موت پر تعزیت کی اور پھر اپنی فوج میں چلے آئے مگر ابو حمید ابو مقاتل، سلیمان بن الاسود، محمد بن الحسین، محمد بن الحارث، نہار بن حصین، یوسف بن محمد اور ابو ہریرہ محمد بن فروخ کو ابوالعباس کے پاس چھوڑ آئے۔

ابوالجہم کی ابوسلمہ کے متعلق ہدایات :

چونکہ ابوسلمہ کو ابوالجہم کے کوفے جانے کی خبر مل چکی تھی اس نے ابوالجہم سے بلا کر پوچھا کہ تم کہاں تھے؟ ابوالجہم نے کہا میں اپنے امام کے پاس تھا اتنا کہہ کر وہ باہر آ گیا اس نے فوراً حاجب بن صدان کو بلا کر کوفہ بھیجا اور کہا کہ ابوالعباس کے پاس جاؤ اور ان کو خلیفہ کہہ کر سلام کرو نیز اس نے ابو حمید اور اس کے دوسرے ساتھیوں سے کہلا بھیجا کہ اگر ابوسلمہ وہاں آئے تو صرف تنہا اسی کو اندر جانے دینا۔ اگر وہ اندر آئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لے تو خیر ورنہ وہیں اس کا سراڑا دینا۔

اس کے کچھ ہی دیر بعد ابوسلمہ وہاں پہنچا۔ تنہا امام کے پاس آیا اور خلیفہ کہہ کر ابوالعباس کو سلام کیا۔ ابوالعباس نے حکم دیا کہ تم اپنی چھاؤنی میں واپس جاؤ وہ اس رات پلٹ آیا۔

ابوالعباس سفاح کا جلوس و خطبہ :

صبح ہوتے ہی لوگوں نے ہتھیار زیب تن کئے اور ابوالعباس کے خروج کے انتظار میں صف بستہ ہو گئے لوگ ابوالعباس کے پاس سواری کے جانور لے آئے۔ یہ اپنے اہل بیت کے ساتھ ان پر سوار ہو کر جلوس کی شکل میں ۱۲ ربیع الآخر جمعہ کے دن کوفے کے سرکاری محل میں داخل ہوئے۔ پھر سرکاری محل سے مسجد آئے منبر پر چڑھے اپنی تقریر میں حمد و ثناء کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ کی عظمت

اور رسول اللہ ﷺ کی فضیلت بیان کی پھر ولایت و وراثت کو بیان کرتے ہوئے ان کا سلسلہ اپنے اوپر ختم کیا لوگوں نے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور پھر خاموش ہو گئے ان کے بعد داؤد بن علی نے ان سے تین درجے نیچے منبر پر کھڑے ہو کر تقریر کی 'حمد و ثنا کے بعد کہا "اے لوگو تمہارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صرف دو خلیفہ ہوئے ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے یہ ابوالعباس جو میرے پیچھے بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد دونوں منبر سے اتر آئے۔

ابوالعباس کے عمال:

قصر امارت سے نکل کر خود ابوالعباس نے حمام امین میں ابوسلمہ کی چھاؤنی میں پڑاؤ کیا اور اس کے کمرے میں فروکش ہوئے۔ دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا گیا اس وقت عبداللہ بن بسام ابوالعباس کا حاجب تھا۔ ابوالعباس نے کوفے اور اس کے علاقے پر اپنے چچا داؤد بن علی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ اپنے دوسرے چچا عبداللہ بن علی کو ابوعمون بن یزید کے پاس بھیجا۔ اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قطبہ کے پاس بھیجا جس نے اس وقت واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو حمید بن قطبہ کے پاس مدائن بھیجا۔ ابوالیقظان عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بسام بن ابراہیم بن بسام کے پاس اہواز بھیجا۔ سلمہ بن عمرو بن عثمان کو مالک بن طریف کے پاس بھیجا۔ خود ابوالعباس اسی چھاؤنی میں کئی ماہ تک قیام پذیر رہے پھر وہاں سے روانہ ہو کر قصر کوفہ کے مدینۃ الباشمیہ میں فروکش ہوئے کوفہ منتقل ہونے سے پہلے ہی ابوسلمہ کے ساتھ ابوالعباس کے سلوک میں فرق پڑ گیا تھا جس سے خود ابوسلمہ بھی واقف ہو چکا تھا۔



باب ۲

جنگ زاب

اسی سنہ میں مروان بن محمد کو زاب پر شکست ہوئی۔

عثمان بن سفیان کے قتل کی اطلاع:

قطیفہ نے ابوعون عبد الملک بن یزید الازدی کو نہاوند سے شہر زور بھیجا۔ اس نے وہاں عثمان بن سفیان کو قتل کر دیا اور خود موصل کی ایک سمت آ کر فروکش ہو گیا جب مروان کو عثمان کے قتل کی خبر معلوم ہوئی وہ حران سے روانہ ہو کر اپنے راستے کی ایک فردگاہ میں آ کر فروکش ہوا اور پوچھا کہ اس منزل کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے کہا بلوئی۔ مروان نے کہا بلکہ علوی اور بشری اس کا نام ہے اس منزل سے روانہ ہو کر وہ راس العین ہوتا ہوا موصل آیا دجلہ پر پڑاؤ کیا اور اپنے سامنے ایک خندق کھود لی۔ دوسری جانب سے ابوعون دریائے زاب پر آ کر فروکش ہوا۔ ابوسلمہ نے عیینہ بن موسیٰ، منہال بن فغان اور اسحاق بن طلحہ کو تین تین ہزار فوج کے ساتھ ابوعون کی مدد کے لیے بھیجا۔

عبد اللہ بن علی کی ابو العباس کو پیش کش:

اپنی خلافت کے اعلان کے بعد ابو العباس نے سلمہ بن محمد کو دو ہزار فوج کے ساتھ عبد اللہ الطائی کو پندرہ سو کے ساتھ عبد الحمید بن ربیع الطائی کو دو ہزار کے ساتھ اور دو اس بن نھلہ کو پانچ سو کے ساتھ ابوعون کی مدد کے لیے روانہ کیا پھر ابو العباس نے اپنے اہل خاندان کو مخاطب کر کے پوچھا کہ آپ میں سے کون مروان کے مقابلہ پر جانا چاہتا ہے۔ عبد اللہ بن علی نے کہا میں تیار ہوں ابو العباس نے اللہ کی برکت کی دعا دے کر ان کو روانہ کیا عبد اللہ بن علی ابوعون کے پاس آیا اس کے آتے ہی اس نے اپنے خیمے مع تمام ساز و سامان کے اس کے حوالے کر دیئے عبد اللہ بن علی نے حیاش بن حبیب الطائی کو اپنے محافظ دستے پر مقرر کیا نصیر بن المختصر کو اپنا پہرے دار بنایا۔ نیز ابو العباس نے موسیٰ بن کعب کو تیس آدمیوں کے ساتھ ڈاک کے ذریعہ عبد اللہ بن علی کے پاس بھیج دیا۔

عیینہ بن موسیٰ کا مروان پر حملہ:

۲/ جمادی الاخر ۱۳۲ھ کو عبد اللہ بن علی نے دریا کی گہرائی دریافت کی چنانچہ دریائے زاب میں ایک پایاب مقام ہم دست ہو گیا اس نے عیینہ بن موسیٰ کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا عیینہ پانچ ہزار فوج کے ساتھ دریا کو عبور کر کے مروان کے پڑاؤ پر حملہ آور ہوا۔ شام تک فریقین لڑتے رہے جنگ کے لیے آگ کے الاؤ روشن کر دیئے گئے تھے اب دونوں فریقوں نے لڑائی ختم کر دی اور عیینہ اسی پایاب مقام سے دریا کو عبور کر کے پھر عبد اللہ بن علی کے پڑاؤ میں چلا آیا۔

عبداللہ بن مروان اور مخارق بن غفار کی جنگ:

صبح کو مروان نے دریا پر پل باندھا اور اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا کہ وہ عبداللہ بن علی کے پڑاؤ کے زیریں جانب جائے اور وہاں خندق کھود کر مورچہ زن ہو جائے اس کے مقابلے پر عبداللہ بن علی کے پڑاؤ سے پانچ میل کے فاصلے پر مورچہ زن ہوا۔ عبداللہ بن مروان نے ولید بن معاویہ کو اس کے مقابلہ پر بھیجا دونوں میں لڑائی ہوئی جس میں مخارق کی فوج نے شکست کھائی ان میں سے کچھ قید کر لیے گئے اور کچھ مارے گئے۔

مخارق بن غفار کی گرفتاری:

ولید نے ان کو عبداللہ کے پاس بھیج دیا اور اس نے مقتولین کے سروں کے ساتھ انھیں مروان کے پاس بھیج دیا، مروان نے حکم دیا کہ کسی قیدی کو میرے سامنے لاؤ، مخارق کو اس کے پاس لائے یہ نجیف الجثہ تھا، مروان نے پوچھا تم مخارق ہو اس نے کہا، نہیں میں تو فوج کے غلاموں میں ہوں، مروان نے کہا کیا تم مخارق کو پہچانتے ہو، اس نے کہا جی ہاں! مروان نے حکم دیا کہ اچھا یہ سردیکہ کر پچانو، اس نے ایک سر کو دیکھ کر کہا یہ مخارق ہے، مروان نے اسے رہا کر دیا مروان کے کسی ساتھی نے جب مخارق کو دیکھا جسے وہ پہچانتا نہیں تھا تو کہنے لگا اللہ ابو مسلم کا برا کرے وہ کس قدر ذلیل نفروں کو ہم سے لڑانے لایا ہے۔

مروان اور مخارق کی گفتگو:

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مروان نے مخارق سے پوچھا کہ کیا تم دیکھ کر مخارق کو پہچان لو گے کیونکہ مقتولین کے جو سر ہمارے پاس آئے ہیں ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں مخارق کا سر بھی ہے۔ اس نے کہا جی ہاں! مروان نے سروں کو اس کے سامنے لانے کا حکم دیا اس نے دیکھ کر کہا کہ ان میں مجھے مخارق کا سر نظر نہیں آتا اور میرا خیال یہ ہے کہ وہ بھاگ گیا، مروان نے اسے چھوڑ دیا۔

موسیٰ بن کعب کا عبداللہ بن علی کو مشورہ:

جب عبداللہ بن علی کو مخارق کی شکست کی خبر ہوئی تو موسیٰ بن کعب نے اسے مشورہ دیا کہ قبل اس کے کہ یہ شکست خوردہ فوج ہمارے پڑاؤ میں آئے اور اس کی وجہ سے مخارق کی شکست کا واقعہ ساری فوج میں معلوم ہو آپ خود مروان کے مقابلے پر نکلیں، عبداللہ بن علی نے محمد بن صول کو بلا کر اسے فوج کے پڑاؤ پر اپنا جانشین مقرر کیا، اس کے مہینے پر ابو عون اور میسرے پر مروان ابو ولید بن معاویہ چلے۔

مروان کا زوال آفتاب سے قبل جنگ سے گریز:

مروان کے ہمراہ تین ہزار حمیرہ کے باشندے تھے، دو کاہیہ، صحبیہ اور راشدہ یہ جماعتیں بھی تھیں۔ جب دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تو مروان نے عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ اگر آج زوال آفتاب کے بعد وہ ہم سے لڑے تو ہم ہمیشہ کے لیے ان کا خاتمہ کر دیں گے اور اگر زوال آفتاب سے پہلے ہی وہ ہم سے لڑ پڑے تو پھر ہماری تباہی یقینی ہے، مروان نے صلح کے لیے عبداللہ بن علی کے پاس سفر بھیجے مگر عبداللہ اس کی چال میں نہیں آیا اور اس نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے ہم زوال آفتاب سے پہلے ہی اپنے رسالے سے اسے پامال کر دیں گے ان شاء اللہ، مروان نے شامیوں کو ہدایت کی کہ زوال سے پہلے وہ خود جنگ کی ابتداء نہ کریں بلکہ چپ

کھڑے رہیں وہ خود آفتاب کو دیکھنے لگا۔

معمر کہ زاب:

اتنے میں اس کے داماد ولید بن معاویہ بن مروان نے حملہ کر دیا مروان کو اس حرکت پر بہت طیش آیا اس نے اسے برا بھلا کہا، ابن معاویہ عبد اللہ بن علی کے میمنہ سے لڑنے لگا۔ ابو عون عبد اللہ بن علی کی طرف پسپا ہونے لگا اس پر موسیٰ بن کعب نے عبد اللہ سے کہا کہ آپ تمام فوج کو حکم دیجیے کہ وہ گھوڑوں سے اتر پڑے۔ چنانچہ اعلان کر دیا گیا کہ سب لوگ پیدل ہو جائیں، سب لوگ پیدل ہو گئے۔ اپنے گھنٹوں کے بل کھڑے ہو کر انھوں نے نیزے تان لیے اور دشمن سے لڑنے لگے۔ تھوڑی دیر میں لڑائی کا یہ رنگ پلٹا کہ اہل شام پیچھے ہٹنے لگے گویا کہ وہ مدافعت کر رہے ہیں عبد اللہ پاپیادہ آگے بڑھا وہ کہتا جاتا تھا بارالہ وہ کب موقع آئے گا کہ ہم تیرے حق کی خاطر ان گمراہوں کو جی بھر کر قتل کریں گے، دوسری طرف سے اہل خراسان نے لکارا ابراہیم کا بدلہ لو۔ یا محمد یا منصور اب نہایت خونریز لڑائی ہونے لگی، مروان نے بنی قضاہ سے کہا کہ تم اتر پڑو اور انھوں نے جواب دیا کہ تم بنی سلیم کو حکم دو کہ وہ پیدل ہو جائیں اس نے سکاسک سے کہلا کر بھیجا کہ حملہ کرو انھوں نے جواب دیا کہ تم بنی عامر کو حکم دو کہ حملہ کریں، اب اس نے بنو سکون سے کہلا کر بھیجا کہ حملہ کرو انہوں نے جواب دیا کہ تم غطفان سے کہو کہ وہ حملہ کریں اب اس نے اپنے خاص محافظ دستے کے سردار کو پیدل ہو جانے کا حکم دیا اس نے اس کی بجا آوری سے انکار کیا اور کہا کہ میں ان کے نیزوں کا نشانہ نہیں بننا چاہتا۔ مروان نے کہا میں تم کو اس کی سزا دوں گا۔ اس نے کہا کہ میں تو چاہتا ہوں کہ کاش! تم کو اس کی قدرت کبھی نصیب ہو جائے۔

مروان کی شکست و فرار:

اس کے بعد ہی شامیوں کو شکست ہوئی مروان بھاگا اور اس نے پل توڑ دیا۔ چنانچہ جس قدر جنگ میں مارے گئے ان سے بہت زیادہ دریا میں غرق ہو گئے۔ ابراہیم بن الولید بن عبد الملک بھی ڈوب گیا۔ عبد اللہ بن علی کے حکم سے دریائے زاب پر پھر پل باندھا گیا اور ڈوب جانے والوں کی لاشیں نکالی گئیں ان میں ابراہیم بن الولید بن عبد الملک بھی تھا اس موقع پر عبد اللہ بن علی نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَ أَنْتُمْ تَنْظُرُونَ﴾

”اور جب ہم نے دریائے ذریعہ تم کو علیحدہ کر دیا تو ہم نے تم کو بچا لیا اور تمہارے سامنے آل فرعون کو غرق کر دیا۔“

ابوالعباس کونوید فتح:

اس فتح کے بعد عبداللہ بن علی سات روز اپنی اسی چھاؤنی میں مقیم رہا۔ امیر المومنین ابوالعباس کو فتح کی خوش خبری اور مروان کے فرار کی اطلاع دی اور مروان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا اس میں بے شمار اسلحہ ساز و سامان اور نقد و جنس اس کے ہاتھ آیا۔ عورتوں میں صرف ایک لونڈی ملی جو عبداللہ بن مروان کی تھی۔

جب ابوالعباس کے پاس عبداللہ بن علی کا خط پہنچا انھوں نے دو رکعت نماز شکر ادا کی اور پھر یہ آیت: فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ اللہ کے قول وَ عَلِمَهُمْ مِمَّا يَشَاءُ تک پڑھی۔ جن سپاہیوں نے اس جنگ میں حصہ لیا تھا انہیں پانچ پانچ سو درہم بطور انعام کے دیئے اور ان کی معاش اسی کر دی۔

مروان کی شکست کی وجہ:

عبدالرحمن بن امیہ کہتا ہے کہ جب خراسانی مروان کے مقابلے پر آئے تو مروان کی کوئی تدبیر سودمند نہ ہوئی جو چال چلی اسی میں اس کو نقصان اٹھانا پڑا وہ بالکل بدحواس ہو گیا تھا، جس روز اس نے شکست کھائی وہ ایک جگہ کھڑا ہوا تھا فوج لڑ رہی تھی اس نے روپیہ منگوا یا تھیلیوں کے منہ کھول دیئے لوگوں سے کہا کہ ثابت قدمی سے لڑے جاؤ یہ سب روپیہ تمہارا ہے اب لوگوں نے بجائے لڑنے کے اس روپیہ پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ مروان کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا کہ تم فوج کے بالکل پیچھے چلے جاؤ اور جس شخص کو یہ رقم لے جاتے دیکھو اسے قتل کر دو اور ان کو واپس نہ جانے دو اس حکم کی بجا آوری کے لیے عبداللہ اپنا جھنڈا اور فوج لے کر میدان کارزار سے واپس ہوا اسے واپس جاتے دیکھ کر تمام فوج میں شور مچ گیا کہ شکست ہو گئی نتیجہ یہ ہوا کہ اب واقعی تمام فوج نے شکست کھائی۔

عبداللہ الکلابی کی شجاعت:

ایک خراسانی بیان کرتا ہے کہ دریائے زاب پر مروان سے ہمارا مقابلہ ہوا شامیوں نے ہم پر حملہ کیا وہ فولاد کے پہاڑ معلوم ہوتے تھے۔ ہم اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے، نیزے ہم نے بلند کر لیے اور اب وہ بادل کی طرح ہمارے سامنے سے پھٹ گئے اللہ نے ان کو شکست دی ہم نے ان کو بے دریغ قتل کیا عبور کرنے کے بعد پل توڑ دیا گیا جس کی وجہ سے ان کے دوسرے ہمراہی دریا کے اسی جانب رہ گئے ایک شامی پل پر رہ گیا اس پر ہمارے ایک شخص نے حملہ کیا شامی نے اسے قتل کر دیا۔ دوسرا بڑھا وہ بھی مارا گیا تیسرا بڑھا اس کا بھی خاتمہ ہوا اس طرح اس نے پے درپے تین آدمی قتل کر دیئے یہ رنگ دیکھ کر ہمارے ایک شخص نے کہا کہ مجھے ایک تیر تلو اور مضبوط ڈال تلاش کر کے لا دو ہم نے یہ دونوں چیزیں اسے لا کر دے دیں۔ یہ اس کی طرف بڑھا شامی نے اس پر وار کیا جسے اس نے ڈھال پر روک لیا اور پھر خود اس کے پاؤں پر ایسا ہاتھ مارا کہ اسے قطع کر دیا اور پھر اسے قتل کر کے واپس آ گیا اب ہم سب مل کر حملہ آور ہوئے ہم نے خوشی میں تکبیر کہی یہاں آ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ مقتول عبداللہ الکلابی تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ بروز شنبہ ۱۱ جمادی الآخر کی صبح کو مروان نے شکست کھائی۔

امام ابراہیم بن محمد کا قتل:

اسی سنہ میں ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے۔ ان کے قتل میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ قتل نہیں کیے گئے بلکہ مروان کی قید میں طاعون سے ان کی موت واقع ہوئی، جو لوگ ان کے طاعون سے مرنے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں:

جب ضحاک کے مقابلے کے لیے جاتے ہوئے مروان رقد آیا تو اس کے ہمراہ سعید بن ہشام بن عبدالملک اور اس کے دو بیٹے عثمان اور مروان بھی حالت قید میں اس کے ہمراہ تھے اس نے ان کو حران اپنے قائم مقام کے پاس بھیج دیا جس نے ان کو اپنے پاس قید کر لیا ان کے ساتھ ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز عباس بن الولید اور ابو محمد السفیانی جسے بیطار کہتے تھے قید تھے حران میں جب طاعون پھیلنا تو ان میں سے عباس بن الولید، ابراہیم بن محمد اور عبداللہ بن عمر حالت قید میں طاعون سے ہلاک ہو گئے۔

ابو محمد السفیانی کی رہائی:

دریائے زاب پر عبداللہ بن علی کے مقابلے میں شکست کھانے سے پیشتر جمعہ کے دن سعید بن ہشام نے اپنے آدمیوں کے ساتھ قید خانے میں خروج کیا اور وہ داروغہ جیل کو قتل کر کے باہر نکل آیا۔ ابو محمد السفیانی نے خروج نہیں کیا۔

بلکہ دوسرے لوگوں کے ساتھ جنھوں نے قید سے نکلنا اچھا نہیں سمجھا جیل ہی میں رہا، اہل حران اور دوسرے عوام نے سعید بن ہشام، شراحیل بن مسلمہ بن عبد الملک، عبد الملک بن بشر العلوی اور چوتھی آرمینہ کے بطریق کو جس کا نام کوشاں تھا۔ پتھروں سے ہلاک کر دیا ان کے قتل کو پندرہ دن گزرے تھے کہ مروان زاب سے شکست کھا کر حران آیا اور اب اس نے ابو محمد السفیانی اور دوسرے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مکان میں ابراہیم قید تھے مروان نے اس کو گرا دیا اور ابراہیم اسی میں دب کر مر گئے۔

مہمل بن صفوان کا بیان:

مہمل بن صفوان بیان کرتا ہے کہ میں حالت قید میں ابراہیم بن محمد کے ساتھ تھا۔ مروان نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور شراحیل بن مسلمہ بن عبد الملک کو بھی قید کر دیا تھا، یہ ایک دوسرے سے ملتے رہتے تھے اور ایک دوسرے سے بہت خصوصیت و محبت برتتے تھے ایک دن شراحیل کا آدمی ابراہیم کے پاس دودھ لے کر آیا اور اس نے کہا کہ شراحیل نے کہا کہ میں نے جب اس دودھ کو پیا تو مجھے یہ بہت خوش گوار معلوم ہوا میرا دل چاہا کہ تم بھی اسے پیو ابراہیم نے وہی دودھ لے کر پی لیا اس کے پیتے ہی ان کی طبیعت خراب ہو گئی سارا بدن ٹوٹنے لگا ایک دن مقرر تھا جس میں وہ شراحیل سے ملنے جایا کرتے تھے جب اس روز جانے میں دیر ہوئی تو شراحیل نے اپنا آدمی بھیجا کہ نصیب دشمنان آپ کا مزاج کیسا ہے؟ کہ آپ اس وقت تشریف نہیں لائے ابراہیم نے جواب دیا کہ اس دودھ نے مجھے روک لیا ہے جو تم نے مجھے بھیجا تھا یہ سنتے ہی خود شراحیل پریشان ہو کر ان کے پاس آیا اور انہیں دیکھ کر کہا کہ خدائے واحد کی قسم ہے نہ آج میں نے خود دودھ پیا اور نہ آپ کو میں نے دودھ بھیجا مجھے نہایت رنج ہے کہ آپ کو دھوکہ دیا گیا اس رات وہ زندہ رہے۔ دوسرے دن علی الصباح ان کا انتقال ہو گیا۔

اسی سنہ میں مروان بن محمد بن مروان بن الحکم مارا گیا۔

مروان بن محمد کی روانگی حران:

ابو ہاشم محمد بن محمد راوی ہے کہ جب مروان نے زاب پر شکست کھائی میں اس کی چھاؤنی میں موجود تھا اس وقت ایک لاکھ بیس ہزار فوج اس کے پاس تھی اس میں سے خود اس کی فرود گاہ میں ساٹھ ہزار تھی اور اس کے بیٹے عبداللہ کے زیر قیادت اتنی ہی تھی۔ مع اپنی فوج کے عبداللہ بن علی سے اس کا مقابلہ ہوا عبداللہ بن علی کے ساتھ ابو عون اور کئی دوسرے سردار تھے جن میں حمید بن قحطبہ بھی تھا شکست کے بعد مروان نے حران کا رخ کیا۔ ابان بن یزید بن محمد بن مروان، مروان کا بھتیجا اس کی طرف سے حران کا عامل تھا مروان بیس روز سے کچھ زیادہ وہاں مقیم رہا۔ جب عبداللہ بن علی اس کے قریب پہنچا تو مروان اپنے تمام اہل و عیال بیوی بچوں کو لے کر تیزی سے بھاگا۔

ابان بن یزید کی عبداللہ بن علی کی اطاعت:

ابان بن یزید کو حران چھوڑ آیا یہ اس کا داماد بھی تھا ام عثمان مروان کی بیٹی اس کے نکاح میں تھی اب عبداللہ بن علی حران پہنچا ابان نے خود ہی سیاہ علم بلند کر کے اپنی اطاعت کا اعلان کر دیا اور عبداللہ بن علی کی بیعت کر لی اور اس کی اطاعت قبول کر لی عبداللہ بن علی نے اسے اور ان سب لوگوں کو جو اس وقت حران اور جزیرے میں تھے امان دی۔ مروان قسریں سے گذرا عبداللہ بن علی اس کے تعاقب میں تھا۔

مروان پر اہل حمص کا حملہ و شکست:

مروان قسریں سے حمص آیا اہل حمص نے اسے خوش آمدید کہا اس کی فوج کے لیے بازار قائم کر دیئے اس کی اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا یہ دو یا تین دن یہاں ٹھہر کر روانہ ہو گیا جب اہل حمص نے دیکھا کہ اس کے ساتھی بہت تھوڑے ہیں ان کے دل میں اس کا لالچ پیدا ہوا اور کہنے لگے کہ یہ شکست کھا کر خوف زدہ بھاگ رہا ہے کیوں نے اسے پکڑ لیا جائے اس خیال سے اس کی روانگی کے بعد یہ لوگ اس کے تعاقب میں چلے اور چند میل پر اسے آلیا۔ مروان نے جب ان کے گھوڑوں کے غبار کو دیکھا اس نے اپنے موالیوں میں سے دوسر داروں کو جن میں ایک کا نام یزید اور دوسرے کا مخلص تھا ایک وادی میں دو جگہ کمین گاہ میں متعین کر دیا۔ جب اہل حمص کے عوام ان کمین گاہوں سے گذر آئے تو اب مروان اپنی جماعت کے ساتھ ان کے مقابلہ پر صف بستہ ہو گیا اور انہیں خدا کا واسطہ دیا کہ تم لوگ واپس چلے جاؤ، مگر انھوں نے بغیر لڑے بھڑے واپس جانے کے لیے آمادگی ظاہر نہ کی۔ غرض کہ جنگ شروع ہوئی اس کے بعد ہی وہ دونوں فوجیں جو کمین گاہوں میں متعین تھیں اہل حمص کے عقب سے نمودار ہوئیں مروان نے انہیں شکست دی اس کے رسالے نے اہل حمص کے بہت سے آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا اور شہر حمص کے قریب تک ان کا تعاقب کیا۔

عبداللہ بن علی کا دمشق پر قبضہ:

وہاں سے چل کر مروان دمشق آیا۔ ولید بن معاویہ بن مروان اس کا داماد دمشق کا والی تھا مروان کی بیٹی ام الولید اس کے نکاح میں تھی مروان نے دمشق کو بھی خیر باد کہا اور وہ اپنے داماد کو وہاں چھوڑ گیا، عبداللہ بن علی نے دمشق پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا چند روز کے محاصرہ کے بعد بزرگ شمشیر دمشق فتح ہوا عبداللہ بن علی قتل عام کرتا ہوا شہر میں داخل ہوا۔ مشغولین میں ولید بن معاویہ بھی تھا عبداللہ بن علی نے دمشق کی فصیل منہدم کر دی۔

مروان کی روانگی فلسطین:

مروان اردن پہنچا۔ ثعلبہ بن سلامۃ العالمی جو مروان کی طرف سے اردن کا عامل تھا وہ اردن چھوڑ کر مروان کے ساتھ ہولیا اور اب اردن پر کوئی عامل نہ رہا، عبداللہ بن علی نے اردن آ کر کسی کو اس کا والی بنایا۔ مروان فلسطین آیا۔ راعس بن عبدالعزیز اس کی طرف سے وہاں کا والی تھا یہ بھی اپنا علاقہ چھوڑ کر اس کے ہمراہ ہو گیا مروان فلسطین سے مصر پہنچا یہاں سے بھی نکل کر مصر کی ایک منزل بوسیر نام آیا یہاں عامر بن اسلمعلیل اور شعبہ نے جن کے ساتھ موصول کا رسالہ تھا اس پر شب خون مارا اور اسی مقام میں اسے قتل کر دیا۔ اس کے دو بیٹے عبداللہ اور عبید اللہ اسی رات ملک حبشہ کی طرف بھاگ گئے مگر وہاں بھی انھیں امان نہ ملی حبشیوں نے ان کا مقابلہ کیا عبداللہ کو قتل کر دیا اور عبید اللہ نے اپنے معدودے چند ساتھیوں کو لے کر جن میں بکر بن معاویہ الباہلی بھی تھا بھاگ کر اپنی جان

بچائی یہ مہدی کی خلافت تک بچا رہا پھر اسے نصر بن محمد بن الاشعث عامل فلسطین نے گرفتار کر کے مہدی کے پاس بھیج دیا۔
 مروان بن محمد کی فوج کی تعداد:

مروان کی فوج کی تعداد کے متعلق ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب مروان کا مقابلہ عبداللہ بن علی سے ہوا اس وقت خود مروان کے زیر قیادت ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی۔ اس کے علاوہ اس کے بیٹے عبداللہ کے پاس بیس ہزار فوج تھی۔ اس جنگ میں عبداللہ بن علی کے زیر قیادت جو فوج تھی اس کی تعداد کے متعلق بھی ارباب سیر کا اختلاف ہے۔
 ابو موسیٰ بن مصعب کا بیان:

ابو موسیٰ بن مصعب مروان کے کاتب سے یہ روایت ہے مروان کی شکست کے بعد عبداللہ بن علی شام پر قابض ہو گیا۔ میں نے اس سے امان مانگی اس نے مجھے امان دے دی ایک دن میں اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور عبداللہ بن علی تنیکے کے سہارے بیٹھا تھا لوگوں نے مروان اور اس کی شکست کا ذکر شروع کیا۔ عبداللہ بن علی نے مجھ سے پوچھا کیا تم جنگ میں موجود تھے میں نے کہا جی ہاں! اس نے کہا تو پھر اس کا سارا واقعہ مجھ سے بیان کرو۔ میں نے کہا کہ جس روز مروان کو شکست ہوئی اسی دن اس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں دشمن کی فوج کا شمار کروں میں نے کہا کہ میں صاحب قلم ہوں فوجی آدمی نہیں ہوں اس کے بعد خود مروان نے اپنے داہنے اور بائیں نظر دوڑائی اور مجھ سے کہنے لگا کہ دشمن کی تعداد بارہ ہزار ہے یہ سن کر عبداللہ بن علی گاؤتکیہ چھوڑ کر سیدھا بیٹھ گیا اللہ اس کا برا کرے اس کا اندازہ کس قدر صحیح تھا بخدا! اس دن خود ہمارے دفتر میں بارہ ہزار سپاہ سے زیادہ درج نہ تھی۔

(پہلے سلسلہ بیان کے مطابق)

مروان کا دریائے ابو فطرس پر قیام:

زاب پر شکست کھا کر مروان موصل آیا ہشام بن عمرو تغلبی اور بشر بن خزیمہ الاسدی موصل کے عامل تھے۔ مروان کی فوج نے اپنے دشمن کی پیش قدمی روکنے کے لیے پل توڑ دیا شامیوں نے ان کو لکڑیاں کہ یہ ضرور مروان ہے انھوں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو بھلا امیر المؤمنین بھاگتے ہیں۔ مروان بلد کی طرف چل دیا اور دجلہ کو عبور کر کے حران آیا پھر دمشق آیا ولید بن معاویہ کو دمشق پر چھوڑ آیا اور اس سے کہا کہ جب تک اہل شام جمع ہوں تم دشمن سے لڑتے رہنا۔ دمشق سے مروان فلسطین آیا اور دریائے ابو فطرس پر فرود کش ہوا حکم بن ضبعان الحزامی نے سارے فلسطین پر قبضہ کر لیا تھا مروان نے عبداللہ بن یزید بن روح بن زباع الحزامی سے روپیہ طلب کیا۔ عبداللہ بن یزید نے اس کا مطالبہ پورا کر دیا۔ سرکاری خزانہ حکم کے قبضہ میں تھا۔

عبداللہ بن علی کی پیش قدمی و فتوحات:

ابو العباس نے عبداللہ بن علی کو مروان کے تعاقب کا حکم دیا۔ عبداللہ موصل آیا۔ ہشام بن عمرو تغلبی اور بشر بن خزیمہ نے اس کا استقبال کیا اس کے آنے سے پہلے ہی انھوں نے اہل موصل کے ساتھ علم سیاہ بلند کر دیا تھا اب انھوں نے شہر کو عبداللہ بن علی کے حوالے کر دیا۔ عبداللہ حران روانہ ہو گیا اس نے محمد بن صول کو موصل کا والی مقرر کیا اس نے اس مکان کو جس میں امام ابراہیم بن محمد قید تھے منہدم کر دیا۔ عبداللہ بن علی حران سے منج آیا اہل منج نے بھی علم سیاہ اختیار کر لیا تھا۔ عبداللہ بن علی نے منج میں قیام کیا اور ابو حمید المروروزی کو اس کا عامل مقرر کیا، یہاں اہل قسریں نے ابو امیہ تغلبی کے ذریعہ بنی عباس سے اپنی اطاعت کا پیام بھیجنا نیز یہاں

عبدالصمد بن علی بھی اس سے آلا، جسے ابوالعباس نے چار ہزار فوج کے ساتھ اس کی مدد کے لیے بھیجا تھا عبدالصمد کے آنے کے بعد عبداللہ بن علی دو روز تک بیچ میں قیام پذیر رہا۔ اس کے بعد وہ قنسرین آیا اس کے باشندوں نے پہلے ہی علم سیاہ بلند کر دیا تھا وہاں دو روز قیام کر کے حمص آیا یہاں چند روز مقیم رہا۔ اہل حمص نے اس کی بیعت کر لی، حمص سے بعلبک آیا یہاں دو روز ٹھہرا وہاں سے روانہ ہو کر نین الجر آیا یہاں بھی دو دن ٹھہرا وہاں سے روانہ ہو کر دمشق کے تابع دیہات میں مزہ نام ایک گاؤں میں آ کر فروکش ہو گیا۔

ولید بن معاویہ کا قتل:

یہاں صالح بن علی اس کی مدد کے لیے آ گیا، اور اب یہ آٹھ ہزار فوج کے ساتھ مرج عذرا میں قیام پذیر ہوا اس کے ساتھ بسام بن ابراہیم خفاف، شعبہ اور یثیم بن بسام تھے۔ یہاں سے بڑھ کر خود عبداللہ بن علی دمشق کے شرقی دروازے کے مقابلہ فروکش ہوا۔ صالح بن علی باب الجابیہ کے سامنے، ابوعون باب کیسان کے رو برو بسام باب الصغیر پر حمید بن قطبہ باب توپا پر عبدالصمد، یحییٰ بن صفوان اور عباس بن یزید باب الفرادیس پر فروکش ہوئے ولید بن معاویہ دمشق میں تھا۔ مذکور الصدر سرداروں نے اہل دمشق اور بلقاء کا محاصرہ کر لیا محاصرہ کے دوران میں خود شہر کے اندر فرقے واری نزاع پیدا ہو گئی، نوبت کشت و خون تک پہنچی آپس ہی میں جدال و قتال شروع ہو گیا اور اہل دمشق ہی نے ولید کو قتل کر کے ۱۰/ رمضان ۱۳۲ھ بروز چہار شنبہ دشمنوں کے لیے شہر کے دروازے کھول دیئے، باب شرقی کی جانب سے سب سے پہلے عبداللہ الطائی شہر کی تفصیل پر چڑھا اور باب الصغیر کی سمت سے بسام بن ابراہیم سب سے پہلے شہر کی تفصیل پر چڑھا تھا یہ تین گھنٹے تک تفصیل پر اہل دمشق سے لڑتا رہا۔

عبداللہ بن علی کی روانگی فلسطین:

عبداللہ بن علی پندرہ دن دمشق میں مقیم رہا۔ یہاں سے فلسطین روانہ ہوا نہر الکھوہ پر فروکش ہوا۔ یہاں سے اس نے یحییٰ بن جعفر الهاشمی کو مدینہ بھیجا اور خود اردن آیا اہل اردن نے بھی سیاہ علم اختیار کر لیا تھا یہاں سے روانہ ہو کر میسان پر منزل کی پھر مرج الروم ہوتا ہوا نہر ابو فطرس پر فروکش ہوا۔ مروان یہاں سے بھی بھاگ گیا تھا، عبداللہ بن علی فلسطین میں ٹھہر گیا۔ یہاں اسے ابوالعباس کا خط ملا۔ جس میں اسے ہدایت کی گئی تھی کہ وہ صالح بن علی کو مروان کے تعاقب میں روانہ کر دے۔

صالح بن علی کا مروان کا تعاقب:

ذی قعدہ ۱۳۲ھ میں صالح بن علی نہر ابو فطرس سے روانہ ہوا، ابن فنان، عامر بن اسمعیل اور ابوعون اس کے ساتھ تھے اس نے ابوعون اور عامر بن اسمعیل الحارثی کو اپنے مقدمہ لکھیش پر روانہ کیا اور خود بھی وہاں سے چل کر مدہ آیا مدہ سے روانہ ہو کر سب ساحل بحر پر فروکش ہوئے اب صالح بن علی نے مروان پر قابو پانے کے لیے جو اس وقت فرما میں تھا کشتیاں جمع کیں اور انھیں بحری سفر کے لیے ساز و سامان سے درست کر کے روانہ ہوا مروان خشکی پر سمندر کے کنارے کنارے سفر کر رہا تھا اور اس کے سامنے دشمن کی کشتیاں چل رہی تھیں اسی طرح یہ عریش پہنچا۔ مروان کو صالح کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی اس نے اپنے گرد کی تمام فاصل اور چارہ کو جلا دیا اور بھاگ گیا صالح سمندر کے ذریعہ دریائے نیل پر لنگر انداز ہوا اور آگے چل کر مصر صعیہ پہنچا صالح کو معلوم ہوا کہ مروان کے کچھ سوار ساحل پر چارے کو جلا رہے ہیں اس نے اپنے کچھ رسالداران کے مقابلے کے لیے بھیجے جو چند آدمیوں کو گرفتار کر کے صالح کے پاس

لے آئے صالح اس وقت فسطاط میں تھا۔ مروان نے نیل عبور کر کے پل توڑ دیا اور اپنے گرد آگ لگاتا چلا گیا۔
صالح کا مروان کے رسالہ پر حملہ:

صالح بھی اس کے تعاقب میں چھٹا یہاں تک کہ دریائے نیل پر مروان کے رسالہ سے اس کی مڈبھیڑ ہو گئی، جنگ ہوئی، صالح نے اسے شکست دے کر بھگا دیا۔ یہاں سے بڑھ کر ایک خلیج پر پہنچے وہاں بھی مروان کے رسالہ تک یہ پہنچ گئے اور اس کے ایک حصے کو انھوں نے تہ تیغ کر دیا اور پوری جماعت کو شکست دی۔ اس کے بعد یہ ایک دوسری خلیج پر پہنچے اور وہاں سے انھوں نے بھی نیل کو عبور کیا جب عبور کر چکے تو ایک غبار اٹھتا ہوا نظر آیا یہ لوگ سمجھے کہ یہ مروان ہے صالح نے ایک طلیعہ فضل بن فیما را اور مالک بن قادم کی قیادت میں خبر گیری کے لیے روانہ کیا مگر انھیں وہاں کوئی ایسا نظر نہ آیا جسے یہ برا سمجھتے ہوں یہ دونوں سردار صالح کے پاس واپس آ گئے۔

صالح بن علی کا ذات الساحل میں قیام:

صالح وہاں سے آگے بڑھ کر ایک گاؤں میں فروکش ہوا جس کا نام ذات الساحل تھا یہاں سے ابو عون نے عامر بن اسمعیل الحارثی کو مع شعبہ بن کثیر المازنی کے اپنے آگے روانہ کیا انھوں نے مروان کے رسالہ کو جالیا اس کو شکست دی اس کے بہت سے آدمی گرفتار کر لیے جن میں سے بعض کو انھوں نے قتل کر دیا اور بعض کو زندہ چھوڑ دیا اور ان سے مروان کا پتہ پوچھا ان لوگوں نے امان کی شرط پر اس کا مقام بتا دیا۔ یہ دونوں سردار اس پتہ پر روانہ ہوئے اور اسے بوسیر نام گاؤں میں ایک گرجا میں فروکش پایا۔ رات کے آخر حصے میں یہ وہاں جا پہنچے فوج تو بھاگ گئی مگر مروان چند آدمیوں کے ساتھ مقابلے پر نکل آیا۔ انھوں نے چاروں طرف سے اسے گھیر لیا اور قتل کر دیا۔

معمر کہ بوسیر:

عامر بن اسمعیل بیان کرتا ہے کہ بوسیر میں ہمارا مروان سے مقابلہ ہوا۔ ہمارے ساتھ مختصر سی جماعت تھی، مروان نے ہم پر ایسا شدید حملہ کیا کہ ہم ایک نخلستان کی طرف پسپا ہو گئے، اگر ان کو ہماری قلت تعداد کا علم ہو جاتا تو وہ ہمیں ہلاک کر دیتے اس خطرے کو محسوس کر کے میں نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ اگر اسی حالت میں صبح ہو گئی اور اس وقت دشمن کو ہماری تعداد کی کمی معلوم ہو جائے گی تو ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا۔ نیز اس وقت مجھے بکیر بن ہامان کا قول یاد آیا کہ اس نے کہا تھا کہ ایک دن تم کو ضرور مروان سے لڑنا پڑے گا اور اس وقت تم کہو گے ”دہید یا جوائنکٹان“ اس کے بعد میں نے اپنی تلوار کا نیام توڑ دیا میرے ساتھیوں نے بھی اپنے نیام توڑ دیئے اور اب میں نے کہا ”دہید یا جوائنکٹان“ اس فقرے کے ادا کرتے ہی یہ معلوم ہوا کہ گویا ان پر آگ برسادی گئی دشمن نے شکست کھائی ایک شخص نے مروان پر حملہ کیا اور تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔

مروان بن محمد کا قتل:

عامر بن اسمعیل صالح بن علی کے پاس آیا صالح نے امیر المومنین ابو العباس کو لکھا ہم نے دشمن خدا جعدی کا تعاقب کیا اور اسے اس کے شبیہ دشمن خدا فرعون کے ملک میں پناہ گزیں ہونے پر مجبور کیا اور پھر اسی ملک میں میں نے اسے قتل کر دیا۔

ابو طالب الانصاری بیان کرتا ہے کہ بصرہ کے رہنے والے مغود نام ایک شخص نے مروان پر نیزہ کا وار کیا یہ مروان کو پہچانتا نہ

تھا وار کھا کر مروان گرا کسی نے چلا کر کہا کہ امیر المومنین مارے گئے۔ یہ سنتے ہی کئی شخص تلوار لے کر اس پر بھڑے اور کوفہ کے ایک انار فروش نے لپک کر اس کا سر کاٹ لیا۔ عامر بن اسماعیل نے اس سر کو ابو عون کے پاس بھیج دیا ابو عون نے اسے صالح بن علی کو بھیج دیا صالح نے اسے اپنے افسر شرط یزید بن ہانی کے ہاتھ ۲۷/ ذی الحجہ ۱۳۲ھ بروز یک شنبہ ابو العباس کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد صالح فسطاط پلٹ آیا۔

بکیر بن ماہان کی پیشین گوئی:

بکیر بن وائل کا ایک معمر شخص راوی ہے کہ میں بکیر بن ماہان کے ہمراہ دیر قنی میں مقیم تھا ہم اس وقت باتیں کر رہے تھے کہ ایک نوجوان دو چھالیں لیے ہوئے سامنے سے گذرا یہ دجلے گیا اور پانی بھر کر پلٹا، بکیر نے اسے اپنے پاس بلایا اور نام پوچھا اس نے کہا عامر، بکیر نے کہا کس کے بیٹے ہو اس نے کہا اسماعیل کا بیٹا ہوں جو بخاریٹ کے خاندان سے ہے بکیر نے کہا میں بھی بخاریٹ کی اولاد میں ہوں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ تم بنی مسلیہ سے تعلق رکھتے ہو عامر نے کہا جی ہاں! میں ان سے تعلق رکھتا ہوں۔ بکیر نے کہا بخدا! تم مروان کو قتل کرو گے اور تم اس وقت یہ جملہ کہو گے: ”یا جواعلثان دہید“۔

مروان بن محمد کی عمر و مدت حکومت:

کوفہ میں یہ بات مشہور تھی کہ مروان کے قاتل مسلیہ ہیں، قتل کے دن باسٹھ سال اس کی عمر تھی۔ دوسرے راوی انہتر سال کہتے ہیں، بعض نے اٹھاون سال بیان کی ہے ۲۷/ ذی الحجہ اتوار کے دن قتل کیا گیا، بیعت سے قتل تک اس کی کل مدت خلافت پانچ سال دس ماہ سولہ دن ہے ابو عبد الملک کنیت تھی ہشام بن محمد کے بیان کے مطابق اس کی ماں ایک کرد لونڈی تھی۔

علی بن مجاہد کا بیان:

علی بن مجاہد اور ابونسان الجہنی کہتے ہیں کہ یہ بات مشہور تھی کہ مروان کی ماں ابراہیم الاشر کے پاس تھی، اس کے قتل کے دن یہ محمد بن مروان کے ہاتھ لگی۔ یہ اس وقت ہی حاملہ تھی مروان محمد بن مروان کے بستر پر پیدا ہوا جب ابو العباس نے اپنی خلافت کا اعلان کیا عبد اللہ بن عیاش المتوف ابو العباس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے جزیرے کے گدھے اور ایک کثیف میلی عورت کے بیٹے کے عوض رسول اللہ ﷺ کے ابن عم اور عبد المطلب کے پوتے کو ہمارا خلیفہ بنایا۔

اسی سنہ میں عبد اللہ بن علی نے نہر ابو فطرس پر بنی امیہ کے بہتر افراد کو قتل کر دیا۔

اسی سنہ میں قسریں میں ابو الورد نے ابو العباس سے بغاوت کی، سفید علم استادہ کیا دوسرے لوگوں نے بھی اس کی تقلید کی۔

ابو الورد کی بغاوت:

ابو الورد جس کا اصلی نام مخزاة بن الکوث بن زفر بن الحارث الکلابی ہے مروان کے معتمد علیہ بہادر سپہ سالاروں میں تھا مروان کی شکست کے وقت یہ قسریں میں تھا جب عبد اللہ بن علی یہاں آیا ابو الورد نے اس کی بیعت کر لی، اور اپنی جمعیت کے ساتھ اس کے

۱۔ میں نے اس جملہ کو بعینہ نقل کر دیا ہے یہ فارسی زبان کا معلوم ہوتا ہے کوشش کے بعد بھی میں اس کا ترجمہ کرنے سے قاصر رہا اور اس کے معنی نہیں سمجھ

سکا۔ غور کرنے سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بحر یا بھان متی سے تعلق رکھتا ہے۔ مترجم

ساتھ ہو گیا۔ مسلمہ بن عبد الملک کی اولاد بالس اور ناعورہ میں اس کی پڑوسی تھی عبد اللہ بن علی کا ایک فوجی سردار جو ہزار مردوں میں سے تھا ڈیڑھ سو فوج کے ساتھ بالس آیا اس نے مسلمہ بن عبد الملک کی اولاد اور ان کی عورتوں کی توہین و تحقیر کی ان میں سے کسی نے اس کی شکایت ابوالورد سے کی اس کے سنتے ہی یہ اپنے مرز عذر راہ بنی زفر سے جس کا نام خساف تھا اپنے چند خاندان والوں کو لے کر نکلا اور عبد اللہ بن علی کے مذکور الصدر سردار پر چڑھ دوڑا جو اس وقت حصن مسلمہ میں فروکش تھا ابوالورد نے اس پر حملہ کر دیا دونوں میں جنگ ہوئی ابوالورد نے اسے مع اس کے تمام ساتھیوں کے اس جنگ میں ہلاک کر دیا اور سفید علم نصب کر کے عبد اللہ بن علی سے اپنی برأت کا اعلان کر دیا اس نے اہل قسریں کو بھی اس کی دعوت دی وہ سب کے سب اس کے ساتھ شریک ہو گئے۔

عبد اللہ بن علی اور حبیب بن مرہ کی صلح:

ابوالعباس اس وقت حیرہ میں تھے اور عبد اللہ بن علی اس وقت حبیب بن مرہ المری سے جنگ کرنے میں الجھا ہوا تھا۔ سرزمین بلقاہیہ اور حوران میں ان کے مقابلے ہوئے عبد اللہ بن علی اپنی کثیر جماعتوں کے ساتھ اس سے سرگرم پیکار ہوا دونوں میں کئی لڑائیاں ہوئیں یہ حبیب مروان کے بہادر سرداروں میں تھا چونکہ اسے اپنی اور اپنی قوم کی زندگی خطرے میں نظر آتی تھی اس نے بغاوت کا اعلان کر دیا بنی قیس اور دوسرے ان لوگوں نے جو ان پر گناہت بٹھیہ اور حوران میں آباد تھے اس کی بیعت کر لی جب عبد اللہ بن علی کو اہل قسریں کی بغاوت کا حال معلوم ہوا اس نے حبیب بن مرہ کو صلح کی دعوت دی حبیب نے عبد اللہ سے صلح کر لی اور عبد اللہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو وعدہ امان دیا اور اب خود ابوالورد کے مقابلہ کے لیے قسریں روانہ ہوا دمشق سے گذرا یہاں اس نے ابو غانم عبد الحمید بن الربیع الطائی کو اپنی فوج میں سے چار ہزار فوج دے کر متعین کر دیا۔ اس وقت دمشق میں عبد اللہ بن علی کی ایک بیوی ام البنین بنت محمد بن عبد المطلب النوفلیہ جو عمر بن محمد کی بہن تھی دوسری امہات ولد اور اس کا سامان موجود تھا۔

اہل دمشق کی بغاوت:

جب قسریں جانے کے ارادے سے عبد اللہ حمص پہنچا تو اہل دمشق نے بغاوت برپا کر دی اور عثمان بن عبد الاعلیٰ بن سرقہ الازدی کی قیادت میں جھنڈا بلند کر دیا۔ ابو غانم اپنی فوج کو لے کر ان کے مقابل آیا مگر ان باغیوں نے اسے بری طرح شکست دی اور ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیے اور اس مال و متاع کو جو عبد اللہ بن علی وہاں چھوڑ آیا تھا لوٹ لیا مگر اس کے اہل و عیال سے کوئی تعارض نہیں کیا اب دمشق والوں نے علانیہ طور پر اپنی بغاوت کا اظہار کر دیا مگر عبد اللہ بن علی سیدھا ابوالورد کے مقابلہ پر چلا گیا۔

معرکہ مرج الاخرم:

ابوالورد کی حالت یہ تھی کہ اہل قسریں کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی تھی۔ نیز انھوں نے اپنے قریبی علاقہ حمص و تدمر والوں سے بھی ساز باز کر لی تھی۔ چنانچہ یہ ہزاروں کی تعداد میں ابو محمد بن عبد اللہ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی قیادت میں ابوالورد سے آٹے ابو محمد کو انہوں نے اپنا سرخیل مقرر کیا تھا اس کی خلافت کے لئے دعوت دی اور کہا کہ یہی وہ سفیانی ہے جس کا تذکرہ آتا ہے ان کی تعداد تقریباً چالیس ہزار تھی عبد اللہ بن علی اس فوج کے سامنے آیا اس وقت ابو محمد اپنی پوری فوج کے ساتھ مرج الاخرم میں فروکش تھا مگر تمام فوجی اور جنگی انتظام ابوالورد کے سپرد تھا جو گویا سپہ سالار تھا عبد اللہ نے اپنے بھائی عبد الصمد بن علی کو اپنے دس

ہزار سواروں کے ساتھ مقابلہ پر بھیجا، ابوالورد نے اس فوج پر حملہ کیا اور دونوں حریفوں کے پڑاؤ کے درمیان ان فوجوں میں لڑائی شروع ہوئی، نہایت خونریز جنگ ہوئی۔ ابوالورد کی فوج ثابت قدمی سے لڑتی رہی عبدالصمد نے شکست کھائی اس کی فوج کے ہزار ہا آدمی اس روز کام آچکے تھے اس کے بعد اب خود عبداللہ اسی مقام معرکہ میں آیا جہاں عبدالصمد ناکام رہا تھا، عبداللہ کے ساتھ حمید بن قطبہ اور دوسرے اس کے ساتھی سردار بھی اس وقت موجود تھے اب اسی گھائی مرج الاخرم میں دوبارہ ان دونوں حریفوں میں جنگ شروع ہوئی، نہایت شدید معرکہ جہاں قتال گرم ہوا عبداللہ کی فوج کا ایک حصہ پہلے تو پسپا ہو گیا تھا مگر پھر پلٹ کر مقابلہ پر آ گیا۔ عبداللہ اور حمید بن قطبہ دشمن کے سامنے ڈٹے رہے اور اسے مار بھگا گیا۔ مگر ابوالورد اپنے اعزاء اور ہم قوم تقریباً پانچ سو آدمیوں کے ساتھ آخر دم تک میدان میں دشمن کے مقابلہ پر جمارہا۔ یہاں تک کہ یہ سب کے سب مارے گئے۔

اہل قسریں کی اطاعت:

ابو محمد اپنے کلبی پیروؤں کے ساتھ وہاں سے بھاگا اور تدمر پہنچا، عبداللہ بن علی نے اہل قسریں کو امان دے دی۔ انہوں نے پھر علم سیاہ اختیار کر لیا اور اس کی بیعت کر کے اس کی اطاعت و فرماں برداری کا اقرار کر لیا اس قضیے سے فارغ ہو کر اب عبداللہ بن علی دمشق کی بغاوت فرو کرنے دمشق کی طرف پلٹا کیونکہ اسے ان کی علانیہ بغاوت اور ابو غانم کو مار بھگا دینے کا حال معلوم ہو چکا تھا، اس کے دمشق کے قریب پہنچنے کے ساتھ سب لوگ بھاگ گئے اور بغیر لڑے بھڑے خود بخود متفرق و منتشر ہو گئے عبداللہ نے ان سب کو امان دے دی اور باوجود ان کے عذر کے انہیں کوئی سزا نہ دی۔

ابو محمد کا خاتمہ:

اس شکست کے بعد جو مرج الاخرم میں اسے نصیب ہوئی تھی ابو محمد ہمیشہ نقل مکان کر کے چھپتا پھرتا تھا اسی حالت میں حجاز پہنچا، زیاد بن عبید اللہ الحارثی ابو جعفر کے عامل کو اس مکان کا پتہ چل گیا جہاں وہ چھپا ہوا تھا اس نے اس کے لئے اپنا رسالہ بھیجا اس رسالے نے اس کا مقابلہ کیا اور وہ بھی لڑا اور مارا گیا، اس کے دو بیٹے قید کر لئے گئے۔ زیاد نے اس کے سر کو مع اس کے دو بیٹوں کے امیر المومنین ابو جعفر کے پاس بھیج دیا ابو جعفر نے انہیں رہا کر دیا اور معافی دے دی۔

ابوالورد اور عبدالصمد کی جنگ:

مذکورہ بالا بیان کے علاوہ ان واقعات کے متعلق علی بن محمد کی روایت یہ ہے کہ قسریں میں ابوالورد نے خلیفہ مسلمہ سے انحراف کیا، ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو جو اس وقت فطرس میں تھا ابوالورد سے لڑنے کا حکم دیا عبداللہ بن علی نے عبدالصمد کو سات ہزار فوج دے کر قسریں روانہ کیا اس کے محافظ دستہ کا سردار مخارق بن غفارتھا اور کلثوم بن شیبہ اس کی شرطہ کا افسر تھا اس کے بعد پھر عبداللہ بن علی نے ذویب بن الاشعث کو پانچ ہزار فوج دے کر اس کی امداد کے لیے بھیجا نیز اسی طرح وہ اور دستے بھی بھیجتا رہا اب عبدالصمد نے ابوالورد سے لڑائی شروع کی جس کے پاس کثیر فوج تھی۔ عبدالصمد کی فوج نے شکست کھائی مجبوراً یہ بھی پسپا ہوا اور اس سب شکست خوردہ فوج کے ساتھ حمص آ گیا، عبداللہ بن علی نے عباس بن یزید بن زیاد مروان البحر جانی اور ابو متوکل البحر جانی کو اپنی جمعیتوں کے ساتھ حمص روانہ کیا خود عبداللہ بن علی اپنے مقام سے چل کر حمص سے چار میل کے فاصلہ پر آ کر فروکش ہوا، عبدالصمد اس وقت حمص میں تھا اور عبداللہ بن علی نے حمید بن قطبہ کو خط لکھا کہ اردن نے اپنے پاس بلالیا۔

ابوالورد کا قتل:

اہل قسریں نے ابو محمد السفیانی زیاد بن عبد اللہ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی ابو الورد سپہ سالار کی حیثیت سے اس کے ہمراہ تھا، بیعت کے بعد چالیس دن ابو محمد وہاں مقیم رہا اس کے بعد عبد اللہ بن علی نے جس کے ہمراہ عبد الصمد اور حمید بن قحطبہ بھی تھے اس پر حملہ کیا اور اب نہایت شدید معرکہ جدال و قتال گرم ہوا دونوں فریقوں نے خوب ہی دادرمانگی دی آخر کار ابو محمد کی فوج نے اپنے دشمن کو ایک تنگ درے میں دھکیل دیا اور اب اس فوج کے سپاہی مقابلے سے ہکسنے لگے لڑائی کا رنگ دیکھ کر حمید بن قحطبہ نے عبد اللہ سے کہا کہ اب ہم کیونکر ٹھہر سکتے ہیں ہمارے دشمن کی تعداد برابر بڑھ رہی ہے اور ہماری گھنٹی جاتی ہے آپ خود حملہ کیجئے چنانچہ منگل کے دن جو ۳۳ھ کے ماہ ذی الحجہ کا آخری دن تھا دونوں حریفوں میں پھر نہایت شدید جنگ ہوئی۔ ابو محمد کے مہینہ پر ابو الورد اور میسرہ پر اصغ بن ذوالنہ تھا، ابو الورد زخمی ہو کر گرا اور اٹھا کر اپنے مقام پر لایا گیا مگر وہ جاں بردہ ہو سکا اس کی فوج کی ایک جماعت نے مجبوراً ایک جھاڑی میں پناہ لی مگر حریف نے اس میں آگ لگا دی اسی اثنا میں اہل حمص نے بنی عباس سے نقض بیعت کی اور ان کا ارادہ تھا کہ ابو محمد کو وہ اپنا خلیفہ بنائیں گے مگر جب انہیں اس کی شکست کی خبر معلوم ہوئی تو وہ خاموش رہ گئے۔

حبیب بن مرہ کی بغاوت:

اسی سنہ میں حبیب بن مرہ المری نے اور اس کے ساتھی شامیوں نے نقض بیعت کر کے سفید علم نصب کیا۔ علی اپنے بزرگوں کے سلسلے سے بیان کرتا ہے کہ حبیب بن مرہ المری اور اہل بٹیمہ اور حوران نے اس وقت سفید جھنڈا بلند کیا جب عبد اللہ بن علی ابو الورد کے مقابلہ پر جس میں ابو الورد مارا گیا، فروکش تھا۔

مگر دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو الورد کی بغاوت سے پہلے ہی حبیب نے بغاوت کر دی تھی اور جب ابو الورد نے سفید علم نصب کیا اس وقت عبد اللہ بن علی حبیب بن مرہ المری سے بقاء بٹیمہ اور حوران کے علاقوں میں نبرد آزما ہو چکا تھا اور ان میں کئی لڑائیاں ہو چکی تھیں یہ حبیب مروان کے بہادر سرداروں میں تھا چونکہ اسے اپنی اور اپنی قوم کی زندگی معرض خطر میں نظر آئی اس نے بغاوت برپا کر دی بنی قیس اور ان پر گنوں بٹیمہ اور حوران کے دوسرے باشندوں نے اس کی بیعت کر لی جب عبد اللہ کو اہل قسریں کی بغاوت کا علم ہوا اس نے حبیب بن مرہ سے صلح کر کے اسے اور ان کے تمام ساتھیوں کو معافی دے دی اور خود ابو الورد کے مقابلہ کے لیے قسریں روانہ ہو گیا۔

اہل جزیرہ کی بغاوت:

جب اہل جزیرہ کو معلوم ہوا کہ ابو الورد اور اہل قسریں نے بغاوت برپا کر دی ہے انھوں نے بھی نقض بیعت کر کے سفید علم نصب کیا اور حران آئے۔ حران میں اس وقت موسیٰ بن کعب تین ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ موجود تھا یہ باغی جماعت سارے شہر میں پھیل گئی اور انھوں نے موسیٰ بن کعب اور اس کی فوج کو چاروں طرف سے گھیر لیا مگر یہ بے سری فوج تھی جس کا کوئی قائد نہ تھا، اسی زمانے میں مروان کی شکست کی خبر بن کراہق بن مسلم آرمینیا سے جزیرے آیا تھا اس باغی جماعت نے اسی کو اپنا سردار بنایا اور تقریباً دو ماہ تک موسیٰ بن کعب کو محصور رکھا اس خبر کے معلوم ہوتے ہی ابو العباس نے ابو جعفر کو اپنی ان فوجوں میں سے جن کے ذریعے اس نے واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا کچھ فوج دے کر حران روانہ کیا، حران جاتے ہوئے یہ قرقیسیا سے گذرا، اس مقام کے

باشندوں نے بھی اطاعت سے انحراف کر کے بغاوت کر دی تھی اور بنی عباس کے لیے اس نے شہر کے دروازے مسدود کر دیئے تھے۔
بکار بن مسلم کی مخالفت:

اس رنگ کو دیکھ کر ابو جعفر بغیر وہاں قیام کیے رقبہ آیا رقبہ میں بھی بغاوت ہو چکی تھی اور وہاں بکار بن مسلم بنی عباس کی مخالفت کے لیے کمر بستہ تھا ابو جعفر سیدھا حران چلا گیا اور اسحاق بن مسلم رہا چلا آیا یہ ۳۳ھ کا واقعہ ہے موسیٰ بن کعب اپنی فوج لے کر حران سے نکل کر ابو جعفر سے ملا۔ اور بکار اپنے بھائی اسحاق بن مسلم کے پاس چلا گیا جس نے پھر اسے بنی ربیعہ کی اس جماعت کی طرف بھیجا جو دارا اور مار دین میں تھی اس وقت ربیعہ کا سردار ایک خارجی بریکہ نام تھا ابو جعفر نے بھی اس کا رخ کیا اور مقام دارا میں ابو جعفر کا اس جماعت سے مقابلہ ہوا نہایت خونریز لڑائی ہوئی جس میں دونوں حریفوں نے پوری دادرما لگی دی بریکہ جنگ میں مارا گیا اور بکار پھر اپنے بھائی اسحاق کے پاس رہا چلا آیا اسحاق نے بکار کو رہا پر اپنا قائم مقام مقرر کیا اور خود اپنی بڑی فوج کے ساتھ سمیاط آ کر فروکش ہوا اور یہاں اس نے اپنے بڑاؤ کے گرد خندق بنالی۔
ابو جعفر کی بکار پر فوج کشی:

دوسری طرف سے ابو جعفر اپنی فوج فوجوں کے ساتھ بڑھا۔ رہا میں بکار نے اس کا مقابلہ کیا اور دونوں میں کئی جھڑپیں ہوئیں ابو العباس نے عبداللہ بن علی کو لکھا کہ تم اپنی فوج لے کر سمیاط میں اسحاق کا مقابلہ کرو یہ شام سے جزیرے آیا اور پھر سمیاط میں اسحاق کے مقابل فروکش ہوا اسحاق کے پاس ساٹھ ہزار آدمی تھے جو سب کے سب جزیرے کے باشندے تھے ان دونوں کے درمیان دریائے فرات حائل تھا اب ابو جعفر بھی رہا سے یہاں آیا۔
بکار بن مسلم کی اطاعت:

اسحاق نے صلح کے لیے خط و کتابت شروع کی اور امان طلب کی۔ ابو جعفر وغیرہ نے اسے منظور کیا اور ابو العباس کو اس کے متعلق عرضداشت لکھی۔ ابو العباس نے حکم دیا کہ اسحاق اور اس کے تمام ساتھیوں کو امان دی جائے چنانچہ جب عہد نامہ باقاعدہ طور پر مکمل ہو گیا تو اب اسحاق ابو جعفر سے ملنے آیا اور دونوں میں پوری طرح صلح ہو گئی اس وقت اس کے ہمراہ اس کے تمام معزز ارباب حل و عقد اور دوست موجود تھے اس واقعہ کے بعد اب اہل جزیرہ اور اہل شام نے پوری طرح اطاعت قبول کر لی اور وفادار بھی رہے ابو العباس نے ابو جعفر کو جزیرہ آرمینیا اور آذربائیجان کا صوبہ دار مقرر کر دیا یہ اپنے خلیفہ ہونے تک اسی عہدہ پر برقرار رہا۔
اسحاق بن مسلم العقیلی کی اطاعت:

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اسحاق بن مسلم العقیلی سات ماہ تک سمیاط میں ابو جعفر کے محاصرہ میں رہا۔ یہ کہتا تھا کہ میں کیا کروں میرے گردن پر ایک بیعت کا بوجھ ہے جب تک مجھے اس شخص کی موت یا ہلاکت کا حال معلوم نہ ہو جائے جس کی بیعت میں نے کی ہے میں اس سے کسی طرح انحراف نہیں کر سکتا اور نہ کروں گا۔ ابو جعفر نے کہلا کر بھیجا کہ مروان قتل کر دیا گیا اسحاق نے جواب دیا پہلے میں اس کی تصدیق کر لوں پھر دیکھا جائے گا اس کے بعد پھر خود اس نے صلح کی درخواست کی اور کہا کہ اب مجھے مروان کے قتل کی تصدیق خبر معلوم ہو گئی ہے ابو جعفر نے اسے امان دی اسحاق اس کے ساتھ ہو گیا ابو جعفر اس کی بڑی وقعت و عظمت کرتا تھا۔
 یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن علی نے اسحاق کو امان دی تھی۔

ابوسلمہ بن سلیمان:

اسی سنہ میں ابو جعفر ابو مسلم سے ملنے خراسان روانہ ہوا تا کہ ابوسلمہ خض بن سلیمان کے قتل کر دینے میں اس کی رائے معلوم کرے۔

ہم اس طرز عمل کو بیان کر آئے ہیں جو ابوسلمہ نے ابو العباس کے ساتھ ان کے کوفہ آنے کے بعد اختیار کیا تھا اور جس کی تہ میں بنی ہاشم کو برسر اقتدار لانے کی آرزو مضمر تھی اس طرز عمل کی وجہ سے بنی عباس کو اس پر اعتماد باقی نہ رہا تھا اور وہ اس کی خرابی کے درپے تھے ابو جعفر بیان کرتا ہے کہ امیر المومنین ابو العباس کے خلیفہ ہو جانے کے بعد ایک رات ہم سب بیٹھے باتیں کر رہے تھے اثنائے گفتگو میں ابوسلمہ کے اس طرز عمل کا ذکر آ گیا ہم میں سے ایک شخص نے کہا آپ لوگوں کو کیا علم ہے۔ ممکن ہے کہ وہ رویہ جو ابوسلمہ نے اختیار کیا تھا وہ ابوسلمہ کی رائے کی بنا پر ہو۔ اس پر ہم میں سے کوئی شخص نہ بولا۔ البتہ امیر المومنین ابو العباس نے کہا کہ اگر یہ بات سچ ہے کہ ابوسلمہ کا طرز عمل ابوسلمہ کی رائے کی بنا پر تھا تو ہم خطرے میں ہیں جسے اللہ ہی ہم سے دفع کر سکتا ہے اس کے بعد ہم سب اٹھ آئے ابو العباس نے مجھے بلا بھیجا اور میری رائے دریافت کی میں نے جواب دیا کہ رائے تو اصل میں آپ کی قابل وقعت و عمل ہے آپ اپنی رائے کا اظہار فرمائیں انھوں نے کہا ہم میں کسی شخص کو ابوسلمہ سے وہ خصوصیت حاصل نہیں ہے جو تم کو ہے تم اس کے پاس جاؤ اور اصل حقیقت دریافت کرو وہ تم سے اس بات کو پوشیدہ نہیں رکھے گا۔ اگر یہ بات معلوم ہو کہ ابوسلمہ نے جو کچھ کیا ہے وہ اس کی رائے سے کیا ہے تو اس وقت ہم اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کریں گے اور اگر اس کے خلاف معلوم ہوا تو ہم مطمئن ہو جائیں گے۔

ابو جعفر کی روانگی خراسان:

میں ڈرتا ہوا خراسان روانہ ہوا جب رے پہنچا تو اس وقت حاکم رے کے پاس ابوسلمہ کا خط پہنچ چکا تھا اس میں مرقوم تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبد اللہ بن محمد نے تمہارا رخ کیا ہے جب وہ رے آ جائیں تو قیام کی اجازت کے بغیر تم ان کو اسی وقت خراسان روانہ کر دینا۔ جب میں رے پہنچا تو حاکم رے میرے پاس آیا ابوسلمہ کے خط کی مجھے اطلاع دی اور اس وقت کوچ کر جانے کا حکم دیا اس واقعہ سے میرا خوف اور بڑھ گیا میں رے سے بہت خائف اور ہراساں روانہ ہوا۔ جب نیشاپور آیا اس کے عامل نے اسی وقت ابوسلمہ کا خط لا کر مجھے دیا جس میں اسے حکم تھا کہ جب عبد اللہ بن محمد نیشاپور پہنچیں تم ان کو فوراً خراسان روانہ کر دینا اور وہاں مت ٹھہرنے دینا کیونکہ تمہارے علاقہ میں جاری ہتے ہیں اور مجھے ان کی طرف سے عبد اللہ بن محمد کے لیے اندیشہ لگا ہوا ہے۔ اس جملہ کو پڑھ کر میرے قلب کو اطمینان ہو گیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نیت ہماری ہی حکومت کا قیام ہے۔

ابو جعفر اور ابوسلمہ کی ملاقات:

میں نیشاپور سے بھی روانہ ہوا جب مرو و فرخ روہ گیا تو مسلم بہت سے لوگوں کے ساتھ میرے استقبال کو آیا میرے قریب آ کر وہ پیدل ہو گیا اور پایادہ آگے بڑھ کر اس نے میرے ہاتھ چومے میرے کہنے سے وہ پھر سواری پر سوار ہو کر میرے ہم رکاب ہوا اور مرو آ گیا۔ میں نے ایک مکان میں قیام کیا تین دن تک اس نے مجھ سے کوئی بات نہ پوچھی کہ میں خراسان کیوں آیا ہوں جو تھے دن اس نے میرے خراسان آنے کی وجہ دریافت کی میں نے اپنا مطلب بیان کیا اس نے کہا کہ ابوسلمہ نے جو کچھ کیا تھا وہ

اسی کا خیال تھا اور اب میں آپ کو اس سے بے فکر کر دیتا ہوں۔ اس نے مرار بن انس الضمی کو بلا کر حکم دیا کہ تم فوراً کوفہ جا کر ابوسلمہ کو جہاں پاؤ وہیں قتل کر دو اور اس معاملہ میں امام کی رائے نہ لینا۔ مرار کوفہ آیا اور ابوسلمہ رات کے وقت ابوالعباس سے بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ مرار اس کے راستہ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ قصر سے نکلتے ہی اسے قتل کر دیا۔ اور یہ خبر مشہور کر دی گئی کہ ابوسلمہ کو خارجیوں نے قتل کر دیا۔

ابوجعفر کی ابومسلم کے متعلق سالم کو ہدایت:

سالم راوی ہے کہ میں رے سے خراسان تک ابوجعفر کے ساتھ ہو گیا تھا اور ان کی درباری کرتا تھا جب ابومسلم ان سے ملنے کے لیے آتا تو ان کے قیام گاہ کے دروازے پر گھوڑے پر اتر جاتا اور دہلیز میں بیٹھ جاتا پھر مجھ سے کہتا کہ میرے لیے اندر جانے کی اجازت حاصل کرو اس پر ابوجعفر مجھ پر بہت ناراض ہوا اور کہا کہ اب جب کبھی وہ آئیں تم فوراً ان کے لیے پھاٹک کھول دینا اور کہہ دینا کہ وہ اپنی سواری ہی پر مکان کے اندر چلے جائیں میں نے ابومسلم سے آکر بیان کیا کہ ابوجعفر نے مجھے ایسا حکم دیا ہے ابومسلم کہنے لگا کہ ہاں میں جانتا ہوں مگر میرے لیے اندر آنے کی اجازت لے لیا کرو۔

ابوسلمہ کا قتل:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اپنی خلیہ کی فرود گاہ سے منتقل ہونے سے پیشتر ہی ابوالعباس نے ابوسلمہ سے بے رخی شروع کر دی تھی پھر جب وہ خلیہ سے مدینہ ہاشمیہ آ کر سرکاری محل میں فروکش ہوئے اس وقت بھی وہ اس سے کبیدہ خاطر تھے اور اس کبیدگی سے خود ابوسلمہ بھی واقف تھا ابوالعباس نے اس کے معاملہ میں ابومسلم کو لکھا اور بتایا کہ اس نے انہیں دھوکہ دینا چاہا تھا اور اب بھی وہ اس سے ڈرتے ہیں ابومسلم نے امیر المومنین کو جواب دیا: ”اگر اس کی یہ حرکت آپ کو معلوم ہوئی تو آپ اسے قتل کر دیجیے“ مگر داؤد بن علی نے ابوالعباس کو اس کے قتل سے روکا اور کہا کہ ابومسلم اس کے قتل کو آپ کی مخالفت میں بطور دلیل کے پیش کرے گا اس وقت اہل خراسان ہی آپ کا ساتھ دے رہے ہیں اور جو کچھ ابومسلم کا ان پر اثر ہے وہ بالکل عیاں ہے مناسب یہ ہے کہ آپ ابومسلم ہی کو لکھیں کہ وہ خود کسی شخص کو بھیج کر اسے قتل کرادے چنانچہ ابوالعباس نے ایسا ہی کیا اور ابومسلم نے مرار بن انس الضمی کو اس کام کے لیے خراسان سے بھیج دیا۔ مرار مدینہ ہاشمیہ میں ابوالعباس سے آکر ملا اور اپنے آنے کا مقصد بتایا ابوالعباس نے منادی کر دی کہ اب میں ابوسلمہ سے خوش ہو گیا ہوں نیز اسے بلا کر خلعت بھی عطا کیا اس کے بعد ایک رات کو ابوسلمہ ابوالعباس کے پاس آیا اور تمام رات بیٹھا باتیں کرتا رہا۔ جب آخر شب میں تنہا اور پیادہ اپنے گھر واپس جانے لگا اور قصر کی محرابوں میں سے گزرنے لگا تو مرار بن انس اور اس کے دوسرے ساتھیوں نے اسے روکا اور قتل کر دیا شہر کے تمام دروازے فوراً بند کر دیئے گئے اور یہ بات مشہور کر دی گئی کہ ابوسلمہ کو خارجیوں نے قتل کر دیا صبح کو اس کی لاش اس کے مقتل سے نکالی گئی یحییٰ بن محمد بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور مدینہ ہاشمیہ میں اسے سپرد خاک کر دیا گیا سلیمان بن مہاجر الجبلی نے یہ شعر اس کے مرثیہ میں کہا ہے۔

ان الوزير وزیر آل محمد ﷺ اودی فمن يشناك كان وزيرا

ترجمہ: ”یہ آل محمد ﷺ کا وزیر تھا جو ہلاک ہوا اور اس کی وزارت میں کون عیب نکال سکتا ہے۔“

ابوسلمہ وزیر آل محمد ﷺ اور ابومسلم امین آل محمد ﷺ کہلاتے تھے۔

سلیمان بن کثیر اور اعرج کی گفتگو:

ابوسلمہ کے قتل کے بعد ابو العباس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو تیس آدمیوں کے ساتھ جن میں حجاج بن ارطاة اور اسحاق بن فضل الہاشمی بھی تھے ابو مسلم کے پاس بھیجا جب ابو جعفر ابو مسلم کے پاس آ گیا تو ایک دن عبید اللہ بن الحسین الاعرج اس کے ساتھ سیر کے لیے نکلا سلیمان بن کثیر بھی اعرج کے ساتھ تھا سلیمان نے اعرج سے کہا کہ ہم تو آپ لوگوں کی حکومت کے آرزو مند تھے۔ اب بھی اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کی تحریک کی حمایت کے لیے تیار ہیں یہ بات سن کر عبید اللہ کو گمان ہوا کہ یہ شخص ابو مسلم کا جاسوس ہے اسے اس کے کہنے سے خوف پیدا ہو گیا۔

سلیمان بن کثیر کے قتل کا حکم:

دوسری طرف ابو مسلم کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی کہ سلیمان اعرج کے ساتھ سیر کے لیے گیا تھا، عبید اللہ نے ابو مسلم سے آ کر سلیمان کا قول اس خوف کی وجہ سے نقل کر دیا کہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو شاید ابو مسلم دھوکے سے اسے قتل کر دے۔ ابو مسلم نے سلیمان بن کثیر سے بلا کر کہا کہ تم کو امام کا وہ حکم یاد ہے جو انھوں نے مجھے دے رکھا ہے کہ جس پر میرا شبہ ہو میں اسے قتل کر دوں، سلیمان نے کہا جی ہاں! مجھے یاد ہے ابو مسلم نے کہا تو اب میں تم کو ملزم قرار دیتا ہوں، سلیمان نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے قتل نہ کریں، ابو مسلم کہنے لگا تجھے شرم نہیں آتی مجھے تو خدا کا واسطہ دیتا ہے اور خود امام سے فریب کر رہا ہے اس کے بعد ابو مسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا مگر اسے وہاں اپنے سوا کوئی جلا داس وقت نظر نہ آیا۔

ابو جعفر کو ابو مسلم سے خطرہ:

ابو جعفر ابو مسلم سے مل کر ابو العباس کے پاس واپس آ گیا اور اس نے کہا کہ اگر تم نے ابو مسلم کو زندہ چھوڑے رکھا تو نہ تم خلیفہ ہو اور نہ تمہاری حکومت کوئی معنی رکھتی ہے، ابو العباس نے پوچھا یہ کیسے؟ ابو جعفر کہنے لگا کہ بخدا! ابو مسلم اپنے ارادے سے جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے ابو العباس نے کہا چپ رہو خبردار اس بات کو کسی پر ظاہر مت کرنا۔

حوثرہ کا ابن ہبیرہ کو مشورہ:

اسی سال ابو العباس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو یزید بن عمر بن ہبیرہ سے لڑنے کے لیے واسطہ بھیجا۔ ہم اہل خراسان کی اس فوج کا حال پہلے بیان کر آئے ہیں جس کا مقابلہ پہلے قطبہ اور پھر اس کے بیٹے حسن بن قطبہ کی قیادت یزید بن عمر بن ہبیرہ سے ہوا اس مقابلہ میں یزید بن عمر بن ہبیرہ نے شکست کھائی اور یہ اپنی شامی فوجوں کو لے کر واسطہ آیا اور یہاں قلعہ بند ہو گیا۔

جب ابن ہبیرہ کو شکست ہوئی تمام فوج اسے چھوڑ کر تتر بتر ہو گئی اس نے اپنے مال و متاع پر بعض لوگوں کو متعین کر دیا تھا وہ بھی اس مال کو لے کر چلتے بنے، حوثرہ نے ابن ہبیرہ سے کہا تھا کہ دشمن کا سپہ سالار کام آچکا ہے تمہارے پاس زبردست فوج موجود ہے بجائے واسطہ کے کوفہ چلو وہاں خراسانیوں کا مقابلہ کرنا یا قتل ہو جانا یا فتح حاصل کرنا مگر ابن ہبیرہ نے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ اب تو ہم واسطہ چلتے ہیں وہاں پہنچ کر دیکھیں گے، حوثرہ نے کہا بخدا! اس کا نتیجہ صرف یہی ہو گا کہ اس طرح دشمن کی دسترس تم تک ہو جائے گی اور تم مارے جاؤ گے۔

یحییٰ بن حصین کی تجویز:

یحییٰ بن حصین نے مشورہ دیا کہ مروان کے پاس چلنا چاہیے کیونکہ اسے اس وقت سب سے بڑی خوشی ہماری اس فوج کے پہنچ جانے سے ہوگی بہتر یہ ہے کہ آپ فرات کے راستے مروان کے پاس پہنچ جائیے اور واسط جانے کا آپ نام بھی نہ لیں کیونکہ وہاں جا کر آپ محصور ہو جائیں گے اور اس کے بعد قتل ہے ابن ہبیرہ نے اس مشورہ کو بھی قبول کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ واقعہ یہ تھا کہ جب مروان اسے کوئی حکم لکھ کر بھیجتا تھا وہ اس کی مخالفت کرتا تھا اس بات پر اب اسے یہ ڈر تھا کہ اگر وہ مروان کے پاس گیا تو مروان اسے مروا ڈالے گا۔ غرض کہ اب یہ واسط آ کر قلعہ بند ہو گیا۔

حسن بن قسطہ کی واسط پر فوج کشی:

ابو سلمہ نے حسن بن قسطہ کو واسط کی تسخیر کے لیے روانہ کیا حسن اور اس کی فوج نے دریائے زاب اور دجلہ کے درمیان خندقیں بنائیں اور ان کی آڑ میں مورچے لگائے خود حسن نے باب المضممار کو اپنی آڑ میں لے کر اپنے خیمے نصب کیے۔ بدھ کے دن فریقین میں پہلا معرکہ ہوا۔ اہل شام نے ابن ہبیرہ سے باہر نکل کر لڑنے کی اجازت مانگی اس نے اجازت دے دی اور اب خود وہ مع اپنی فوج کے مقابلے کے لیے حصار سے باہر آیا۔ اس کے مہینہ پر اس کا بیٹا داؤد سردار تھا اور محمد بن نباتہ کچھ خراسانیوں کے ساتھ جن میں ابو العود الخراسانی بھی تھا اس کے ہمراہ تھا۔

خازم کا ابن ہبیرہ پر حملہ:

اب لڑائی شروع ہوئی حسن کے مہینہ پر خازم بن خزیمہ سردار تھا۔ خود ابن ہبیرہ باب المضممار کے سامنے واقف تھا خازم نے ابن ہبیرہ پر حملہ کیا اور اہل شام کو پسپا کر کے خندقوں میں دھکیل دیا اب لوگ شہر کے دروازے پر چھپے اور اتنے بھڑ آئے کہ جگہ نہ رہی تمام باب المضممار ان سے بھر گیا، گوپھن والوں نے گوپھنوں سے پتھر برسائے۔ اس وقت حسن کھڑا ہوا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا اب وہ خود رسالہ لے کر آہستہ آہستہ دریا اور خندق کے درمیان میدان میں بڑھ آیا۔ اہل شام پھر پلٹ کر مقابل آئے حسن نے ان پر دوبارہ حملہ کیا اس کی فوج ابن ہبیرہ اور شہر کے درمیان حائل ہو گئی اور اس نے شامیوں کو دجلہ پر پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ ان کی بہت بڑی تعداد غرق ہو گئی۔ اس کے بعد کشتیاں لائی گئیں اور باقی ماندہ فوج کو ان میں سوار کیا گیا، ابن نباتہ اپنی زرہ بکتر اتار کر دریا میں کود پڑا پھر ایک کشتی اس کے لیے بھیجی گئی اور وہ اس میں سوار ہو گیا، اب دونوں فریق اپنی اپنی جگہ ٹھک گئے اور لڑائی بند ہو گئی۔

واسط کا محاصرہ:

سات روز کے بعد دوسری منگل کو پھر اہل شام شہر سے نکل کر مقابلہ پر آئے۔ اور جنگ شروع ہوئی، ایک شامی نے ابو حفص ہزار مرد پر تلوار کی ایک ضرب لگائی اور فخریہ کہنے لگا کہ میں سلمیٰ نوجوان ہوں۔ ابو حفص نے اس پر ضرب لگائی اور کہنے لگا میں عسکی نوجوان ہوں، ابو حفص کا حریف میدان کارزار میں کھیت رہا، شامیوں کو بری طرح شکست ہوئی۔ بھاگ کر پھر شہر میں پناہ گزیں ہو گئے اور اب عرصہ تک صرف یہ لڑائی رہ گئی کہ شامی فصیل کے پیچھے سے تیر اندازی کر دیتے تھے۔

ابن ہبیرہ کی ابوامیہ سے بدگمانی:

اسی حالت محاصرہ میں ابن ہبیرہ کو معلوم ہوا کہ ابوامیہ التعلسی نے علم سیاہ اختیار کر لیا ہے اس نے ابو عثمان کو ابوامیہ کے قیام گاہ

بھجایا اس کے پاس اس کے خیمے میں چلا آیا اور کہا کہ مجھے امیر نے تمہارے خیمے کی تلاشی کے لیے بھیجا ہے تاکہ اگر مجھے یہاں علم سیاہ نظر آئے تو میں اسے تمہاری گردن میں لٹکا کر اور گلے میں رسی ڈال کر ان کے پاس لے چلوں اور اگر کوئی سیاہ شے نہ پاؤں تو یہ پیاس ہزار درہم موجود ہیں تم کو بطور صلہ کے دے دوں گا۔

ابو امیہ کی گرفتاری:

ابو امیہ نے اسے تلاشی دینے سے انکار کر دیا ابو عثمان اسے ابن ہبیرہ کے پاس لے آیا ابن ہبیرہ نے اسے قید کر دیا۔ اسی معاملہ پر محسن بن زائدہ اور دوسرے بنی ربیعہ نے آپس میں گفتگو کی اور بنی فزارہ کے تین آدمی پکڑ کر قید کر لیے۔ نیز انھوں نے ابن ہبیرہ کو گالیاں بھی دیں۔ یحییٰ بن حصین نے آ کر انہیں بہت سمجھایا مگر انھوں نے کہا کہ جب تک ہمارا آدمی رہا نہ کر دیا جائے گا ہم ان کے آدمیوں کو نہیں چھوڑیں گے، مگر ابن ہبیرہ نے اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا۔

یحییٰ کا ابو امیہ کے متعلق ابن ہبیرہ کو مشورہ:

یحییٰ نے اس سے کہا کہ تم خود اپنے معاملہ کو خراب کر رہے ہو تم محصور ہو۔ تم اسے چھوڑ دو ابن ہبیرہ نے کہا میں ہرگز اسے رہا نہ کروں گا، یحییٰ بن حصین نے آ کر ان لوگوں سے سارا ماجرا بیان کر دیا محسن اور عبدالرحمن بن بشیر العجلی ابن ہبیرہ سے علیحدہ ہو گئے۔ یحییٰ نے پھر ابن ہبیرہ کو سمجھایا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو یہی لوگ تمہارے بڑے دلیر شہسوار ہیں اگر تم نے ان کو بگاڑ لیا اور محاصرے میں تم کو اور دیر لگ گئی تو یہ تمہارے لیے دشمن سے زیادہ سخت گیر ثابت ہوں گے۔

ابو امیہ کی رہائی:

ابن ہبیرہ نے ابو امیہ کو اپنے پاس بلا کر اسے خلعت دیا، رہائی دی، سمجھوتہ کر لیا اور ان کے تعلقات پھر حسب سابق خوش گوار ہو گئے۔ ابو نصر مالک بن الہیثم جستان کی سمت سے حسن بن قطیبہ کے پاس آ گیا اس نے ابو نصر کے شامل ہو جانے کی اطلاع دینے کے لیے غیلان بن عبداللہ الخزاعی کی سرکردگی میں ایک وفد ابو العباس کے پاس بھیجا۔ غیلان حسن سے اس بنا پر دل میں پر خاش رکھتا تھا کہ اس نے اسے روح بن حاتم کی مدد کے لیے بھیج دیا تھا۔

غیلان کی ابو العباس سے درخواست:

اس نے ابو العباس سے آ کر کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ امیر المومنین ہیں اللہ کی مضبوط رسی ہیں اور اہل تقویٰ کے امام ہیں ابو العباس نے کہا غیلان کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میں آپ سے معافی کا خواست گار ہوں ابو العباس نے کہا اللہ تم کو معاف کر دے گا۔ داؤد بن علی نے کہا اے ابو الفضل اللہ تم کو نیک و نیک تو فیق دے کہو کیا کہنا چاہتے ہو غیلان نے کہا، امیر المومنین آپ اپنے کسی قریبی رشتہ دار کو ہمارا سردار بنا کر ہم پر احسان کیجیے، ابو العباس نے کہا کیا میرا ہی آدمی حسن بن قطیبہ تمہارا سردار نہیں ہے؟ غیلان نے کہا امیر المومنین آپ اپنے خاندان کے کسی شخص کو ہمارا سردار مقرر کیجیے، ابو العباس نے پھر وہی جواب دیا غیلان کہنے لگا امیر المومنین آپ اپنے خاندان کے کسی آدمی کو ہمارا سردار بنائیے تاکہ اسے دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

ابو جعفر کی سپہ سالاری:

ابو العباس نے اس کی درخواست منظور کر لی اور ابو جعفر کو حسن کی جگہ سپہ سالار بنا دیا۔ ابو جعفر نے غیلان کو اپنا کوتوال مقرر کر

لیا۔ جب غیلان واسطہ آیا تو ابونصر نے اس سے کہا کہ جو کچھ تم نے کیا وہ ٹھیک کیا میں بھی یہی چاہتا تھا غیلان کہنے لگا ہاں ایسا ہی تھا یہ چند روز اس خدمت پر رہا پھر اس نے خود ابو جعفر سے کہا کہ مجھ سے کو تو اہل کا کام نہیں سنبھلتا ہے۔ میں تم کو ایسا بتاتا ہوں جو مجھ سے زیادہ مستعد و قوی ہے ابو جعفر نے کہا وہ کون؟ غیلان نے جہور بن مرار کا نام لیا ابو جعفر نے کہا مگر تم کو میں معزول نہیں کر سکتا کیونکہ تمہارا تقریر امیر المؤمنین نے کیا ہے غیلان نے کہا تو آپ ان کو لکھ کر پوچھ لیجیے ابو جعفر نے ابو العباس کو لکھا ابو العباس نے ابو جعفر کو لکھا کہ تم غیلان کی رائے پر عمل کرو چنانچہ اب ابو جعفر نے جہور کو اپنا کو تو ال مقرر کر لیا نیز اس نے حسن سے کہا کہ تم مجھے ایسا آدمی بتاؤ جسے میں اپنے محافظ دستے کا افسر مقرر کروں اس نے کہا کہ عثمان بن نہیک ایسا شخص ہے جسے میں پسند کرتا ہوں ابو جعفر نے اسے اسی جگہ مقرر کر دیا۔

معمر کہ واسطہ:

ابو جعفر کے واسطہ آنے کے بعد حسن نے اپنا خیمہ اس کے لیے خالی کر دیا اور خود دوسری جگہ چلا گیا اور اب فریقین میں جنگ شروع ہوئی سارا دن ابونصر لڑتا رہا اہل شام اپنی خندقوں کی طرف پسپا ہوئے معین اور ابو یحییٰ الجذامی جو دونوں کمین گاہ میں منتظر بیٹھے تھے خراسانیوں کے آگے نکلتے ہی ان کے عقب سے ان پر ٹوٹ پڑے اور شام ہونے تک ان سے لڑتے رہے۔ ابونصر گھوڑے سے اتر پڑا اب خندقوں کے سرے پر فریقین میں خوب لڑائی ہوئی روشنی کے لیے آگے کے الاؤ روشن کر دیئے گئے اس وقت ابن ہبیرہ باب الخلالین کے برج پر کھڑا ہوا تھا بہت رات گئے تک فریقین ایک دوسرے سے دست و گریبان رہے آخر کار ابن ہبیرہ نے معین کو واپسی کا حکم دیا اور وہ پلٹ آیا۔

شامی سرداروں کی شجاعت:

کچھ روز جنگ بند رہی پھر ایک مرتبہ اہل شام محمد بن نباتہ معن بن زائدہ زیاد بن صالح اور دوسرے بعض شامی سرداروں کی قیادت میں لڑنے نکلے خراسانیوں نے ان کا مقابلہ کیا مگر شامیوں نے ان کو دریائے دجلہ پر دھکیل دیا۔ ان کے کچھ آدمی دریا میں گرنے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر ابونصر نے خراسانیوں کو لکھا کہ: ”اے اہل خراسان مردماں خانہ بیاباں ہستید و بر خزید“ اس آواز پر خراسانی پلٹ پڑے اسی اثنا میں ابونصر کا بیٹا زخمی ہو کر میدان میں گرا۔ روح بن حاتم نے دشمن کی یلغار سے اسے بچائے رکھا جب ابونصر اس کے پاس سے گذرا تو فارسی میں کہنے لگا: ”اے میرے بیٹے تجھے دشمنوں نے قتل کر دیا اب تیرے بعد دنیا پر لعنت ہے۔“

خراسانیوں کا شدید حملہ:

اس کے بعد اہل خراسان نے اس بے جگری سے شامیوں پر حملہ کیا کہ ان کو پسپا کر کے شہر میں دھکیل دیا اس واقعہ کے وقت شامی ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ بخدا! آج کی جنگ کے بعد اب ہمیں ان کے مقابلہ پر کامیابی نہیں ہو سکتی ہم باوجودیکہ اہل شام کے نامور سردار پوری جواں مردی سے ان پر حملہ آور ہوئے مگر انھوں نے ہم کو شہر میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس جنگ میں اہل خراسان نہیں سے بکا رالانصاری اور ایک دوسرا خراسانی جو دونوں اپنی جماعت کے بڑے نامور بہادر تھے کام آئے۔

محصورین کو مروان کے قتل کی اطلاع:

اس محاصرہ کے دوران میں ابونصر کشتیوں میں ایندھن بھر کر انھیں آگ لگا دیتا تھا تاکہ یہ جس چیز کے پاس سے گزریں اسے جلا ڈالیں مگر اس کے مقابلہ کے لیے ابن ہبیرہ نے یہ کیا تھا کہ آتش گیر جہاز تیار کیے تھے اور ان میں آنگڑے لگائے تھے۔ کہ ان کے ذریعے وہ ان کشتیوں کو کھینچ لاتے تھے۔ گیارہ ماہ اسی طرح گزر گئے جب محاصرے نے طول کھینچا اور محصورین کو اسماعیل بن عبد اللہ القسری کے ذریعے مروان کے قتل کی اطلاع ہوئی نیز اس نے ان سے یہ بھی کہا کہ جس کے لیے تم لڑتے تھے جب وہ ہی نہیں رہا تو اب کیوں اپنے آپ کو تباہ کرتے ہو انہوں نے محاصرین سے صلح کر لی۔

معمر کے واسطے کے متعلق دوسری روایت:

(دوسری روایت) بیان کیا گیا ہے کہ جب ابو جعفر ابو مسلم سے مل کر خراسان سے واپس آیا تو ابو العباس نے اسے ابن ہبیرہ سے لڑنے بھیج دیا۔ ابو جعفر حسن بن قحطبہ کے پاس آیا حسن نے اس وقت واسطے میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا اس کے آتے ہی حسن نے اپنی قیام گاہ ابو جعفر کے لیے خالی کر دی اور خود دوسری جگہ جا رہا۔

ابن ہبیرہ کی فوج میں نفاق:

محاصرہ کے طول کی وجہ سے خود ابن ہبیرہ کی فوج میں پھوٹ پڑ گئی یمینیوں نے کہا کہ مروان نے جو سلوک ہمارے ساتھ کیا ہے وہ ظاہر ہے ہم کیوں اس کی مدد کریں اس پر نزاری عربوں نے کہا تا وقتیکہ یمینی ہمارے ساتھ ہو کر نہیں لڑتے ہم بھی نہیں لڑتے اور اب صرف اجیر اور نو عمر چھو کرے لڑنے کے لیے اس کے پاس رہ گئے۔ ابن ہبیرہ کا ارادہ ہوا کہ اب محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی (نفس الزکیہ) کی خلافت کے لیے دعوت ان کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے اس نے ان کو لکھا ان کے جواب آنے میں دیر ہوئی۔ ابو جعفر اور ابن ہبیرہ میں مصالحت:

اسی اثناء میں ابو العباس نے ابن ہبیرہ کے ہمراہی یمینیوں سے ساز باز شروع کر دی اور انھیں ہر طرح کا لالچ دیا زیاد بن صالح الحارثی اور زیاد بن عبید اللہ الحارثی دونوں ابو العباس کے پاس آئے یہ ابن ہبیرہ سے وعدہ کر کے آئے تھے کہ وہ ابو العباس کو اس کے لیے ہموار کر دیں گے، مگر انھوں نے اس کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اب ابو جعفر اور ابن ہبیرہ کے درمیان سفرائے صلح آتے جاتے رہے آخر کار ابو جعفر نے اسے وعدہ امان لکھ دیا اس معاہدہ کے متعلق ابن ہبیرہ چالیس روز تک علماء سے مشورہ لیتا رہا۔ آخر جب اس نے اس معاہدے کو پسند کیا تو اسے ابو جعفر کے پاس بھیج دیا ابو جعفر نے اسے ابو العباس کے پاس بھیج دیا ابو العباس نے اس پر عمل کرنے کی ہدایت بھیج دی ابو جعفر تو چاہتا تھا کہ جو اس نے معاہدہ کیا ہے اسے پورا کرے مگر اس وقت تک ابو العباس کی یہ حالت تھی کہ وہ ابو مسلم سے مشورہ لیے بغیر کوئی کام سرانجام نہیں دیتے تھے اور اس کی طرف سے ابو العباس کے پاس متعین تھا۔ چنانچہ ابو العباس نے سارا معاملہ ابو مسلم کو لکھ بھیجا ابو مسلم نے جواب دیا کہ صاف راستے میں اگر پتھر ڈال دو گے وہ خراب ہو جائے گا، وہ راستہ صاف نہیں جس میں ابن ہبیرہ موجود ہو۔

ابو جعفر اور ابن ہبیرہ کی ملاقات:

معاہدہ صلح کی تحریر و تکمیل کے بعد ابن ہبیرہ تیرہ سو بخاری گھوڑوں کی سواری کے جلوس کے ساتھ ابو جعفر سے ملنے چلا وہ چاہتا

تھا کہ اپنے گھوڑے پر سوار اس کے خیمہ میں در آئے مگر سلام بن سلیم حاجب نے اس سے کہا اے ابو خالد! اگر جناب والا گھوڑے سے اتر پڑیں تو مناسب ہے اس وقت دس ہزار خراسانی اس خیمہ کے گرد جمع تھے ابن ہبیرہ سواری سے اتر پڑا۔ سلام نے اس کے بیٹھنے کے لیے مسند منگوا کر بچھوائی پھر اور سرداروں کو وہاں آنے کی اجازت دی اور اس کے بعد اس نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ اب آپ تشریف لے چلئے۔ ابن ہبیرہ کہنے لگا میں مع اپنے ہمراہیوں کے اندر چلوں اس نے کہا میں نے صرف آپ کو تنہا اندر جانے کی اجازت دی ہے ابن ہبیرہ وہاں سے اٹھ کر اندر آیا اور اب اس کے لیے مسند لاکر بچھائی گئی جس پر وہ بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر ابو جعفر سے باتیں کرنے کے بعد یہ اٹھ آیا۔ حد نظر تک ابو جعفر غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا اس کے بعد کچھ عرصے اس کا یہ دستور رہا کہ ایک دن پانچ سو سواروں اور تین سو پیادوں کے ساتھ ابو جعفر سے ملنے آتا۔

یزید بن حاتم کی ابن ہبیرہ کے خلاف شکایت:

یزید بن حاتم نے ابو جعفر سے کہا کہ ابن ہبیرہ اس شان سے آپ کے پاس آتا ہے کہ تمام چھاؤنی میں ایک تہلکہ پڑ جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کی شوکت و اقتدار حسب سابق باقی ہے اگر وہ اسی طرح رسالے اور پلٹن کے ساتھ آتا رہا تو عبد الجبار اور جہور کیا کہیں گے ابو جعفر نے سلام کو ہدایت کی کہ وہ ابن ہبیرہ سے کہہ دے کہ وہ فوج کے ساتھ یہاں نہ آیا کرے صرف اپنے خدمت گار رولی میں لایا کرے سلام نے ابن ہبیرہ سے کہہ دیا یہ سن کر اس کا چہرہ بگڑ گیا اور اب وہ تقریباً تیس خدمت گاروں کے ساتھ ابو جعفر سے ملنے آیا۔ اس پر سلام نے اس سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی شان دکھانے کے لیے اس جماعت کو ساتھ لاتے ہیں۔ ابن ہبیرہ نے جھلا کر کہا اگر آپ پیادہ آنے کا حکم دیں گے تو میں اس کی بھی تعمیل کروں گا سلام کہنے لگا آپ برا نہ مانیں میں نے استخفافاً یہ بات نہیں کہی اور نہ امیر نے اس بنا پر ایسا حکم دیا ہے بلکہ آپ ہی کی خاطر یہ کہا گیا ہے کیونکہ اور لوگ اس کے متعلق چہ میگوئیاں کرتے ہیں اس کے بعد وہ صرف تین آدمیوں کے ہمراہ ابو جعفر کے پاس آیا کرتا۔ ایک مرتبہ ابن ہبیرہ نے ابو جعفر کو بجائے امیر کہہ کر خطاب کرنے کے اے شخص! کہا پھر فوراً اپنی غلطی پر متنبہ ہوا اور کہنے لگا چونکہ میں زمانہ قریب تک ہر شخص کو اسی طرح خطاب کرتا رہا ہوں اس وجہ سے بلا قصد یہ لفظ آپ کے لیے میری زبان سے نکل گیا۔

ابو العباس کا ابن ہبیرہ کو قتل کرنے کا حکم:

ابو العباس نے کئی مرتبہ ابو جعفر کو ابن ہبیرہ کے قتل کا حکم بھیجا مگر وہ برابر اسے ٹالتا رہا۔ آخر کار تنگ آ کر ابو العباس نے اسے خدا کی قسم دے کر لکھا کہ تم اسے قتل کرو ورنہ میں کسی دوسرے شخص کو یہاں سے بھیجتا ہوں جو اسے تمہاری پناہ سے نکال کر قتل کر دے گا اس حکم کے آنے کے بعد اب ابو جعفر نے بھی اس کے قتل کر دینے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ خازم بن خزیمہ اور یثیم بن شعبہ بن ظہیر کو بھیجا کہ وہ تمام سرکاری خزانے کے کوٹھوں پر مہر توڑا کر دیں نیز اس نے قیس اور مضر کے ان عمائد کو جو ابن ہبیرہ کے ساتھ تھے اپنے پاس بلا بھیجا۔

ابن ہبیرہ کے ساتھیوں کی گرفتاری و قتل:

محمد بن نباتہ، حوثرہ بن سہیل، طارق بن قدامہ، زیاد بن سوید، ابو بکر بن کعب، العقیلی، ابان و بشر، ابنا عبد الملک بن بشر جن کے ہمراہ قیس کے دوسرے بائیس آدمی تھے، جعفر بن حظلہ اور ہزان بن سعد ابو جعفر کے پاس آئے سلام بن سلیم نے باہر نکل کر حوثرہ اور

محمد بن نباتہ کو دریافت کیا یہ دونوں اٹھ کر اندر چلے گئے، عثمان بن نہیک، فضل بن سلیمان اور موسیٰ بن عقیل سو آدمیوں کے ساتھ ابو جعفر کے خیمہ سے پہلے ایک دوسرے خیمہ میں موجود تھے، حوثرہ اور محمد بن نباتہ کی تلواریں چھین کر ان کی مشنیں باندھ دی گئیں، ان کے بعد بشر اور ابان عبد الملک کے بیٹے آئے ان کے ساتھ بھی یہی کیا گیا، ان کے بعد ابو بکر بن کعب اور طارق بن قدامہ آئے اس پر جعفر بن حظلہ نے بطور احتجاج کے کہا کہ ہم سپہ سالار ہیں یہ لوگ ہم سے کم درجہ ہیں ہم پر ان کو کیوں تقدیم دی جا رہی ہے، سلام نے اس سے پوچھا تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو اس نے کہا بھرا سے سلام نے کہا کیا تمہارے پیچھے اللہ کی وسیع زمین نہیں پڑی ہے جہاں چاہو چلے جاؤ۔ اس کے بعد ہزان نے بھی کھڑے ہو کر اسی قسم کی گفتگو کی مگر اسے بھی پیچھے کر دیا گیا۔ روح بن حاتم نے اس سے کہا جتنے لوگ اندر گئے ہیں ان سب کی تلواریں لے لی گئی ہیں۔ موسیٰ بن عقیل اندر سے نکل کر اس جماعت کے پاس آیا یہ لوگ کہنے لگے تم نے اللہ کے سامنے ہم سے عہد امان کیا ہے اور اب اسے پس پشت ڈال رہے ہو ہم کو اللہ سے یہ توقع ہے کہ وہ اس کا کافی بدلہ تم سے لے لگا۔ ابن نباتہ خوف سے کانپنے لگا حوثرہ نے اس سے کہا کہ بھلا اس سے تم کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے، ابن نباتہ کہنے لگا اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ واقعہ پہلے ہی میرے پیش نظر ہو چکا تھا، ان سب کو قتل کر کے ان کی مہریں ضبط کر لی گئیں۔

ابن ہبیرہ کا قتل:

خازم، یثیم بن شعبہ اور اغلب بن سالم تقریباً سو آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور انھوں نے ابن ہبیرہ سے کہا کر بھیجا کہ ہم روپیہ لے جانا چاہتے ہیں اس نے اپنے حاجب ابو عثمان سے کہا کہ تم جا کر خزانہ بتا دو، انھوں نے ہر کوٹھڑی کے دروازے پر کچھ آدمی متعین کر دیئے اور آپ مکان کے اطراف و نواحی کو غور سے دیکھنے لگے، اس وقت ابن ہبیرہ کے پاس اس کا بیٹا داؤد اس کا کاتب عمرو بن ایوب، اس کا حاجب چند موالی اور ایک صغیر بن بچہ اس کے کمرے میں تھے ابن ہبیرہ کو ان کی نظریں بد معلوم ہوئیں، کہنے لگا کہ بخدا! ان کے بشرے سے بدی نمایاں ہے، یہ سنتے ہی یہ جماعت اس کی طرف بڑھی اس کے حاجب نے ان کے سامنے ہو کر پوچھا کہ کیا ہے؟ یثیم بن شعبہ نے اس کے کندھے پر تلوار کی ایک ضرب لگائی جس سے وہ گر پڑا۔ ابن ہبیرہ کا بیٹا داؤد لڑا اور مارا گیا اس کے موالی بھی مارے گئے۔ ابن ہبیرہ نے اس اثناء میں اپنے صغیر بن بچہ کے کمرے سے بھاگ دیا اور حملہ آوروں کو مخاطب کر کے کہا کہ اس بچے کو تو چھوڑ دو پھر وہ خود جدے میں گر پڑا اور اسی حالت میں قتل کر دیا گیا۔ یہ لوگ متتولین کے سر کو لے کر ابو جعفر کے پاس چلے آئے۔

خالد بن سلمہ کا قتل:

ابو جعفر نے اعلان کر دیا کہ حکم بن عبد الملک بن بشر، خالد بن سلمہ، الخزومی اور عمرو بن در کے علاوہ اور سب کو عام معافی دی جاتی ہے، زیاد بن عبید اللہ نے ابن در کے لیے ابو جعفر سے معافی کی درخواست کی اس نے اسے امان دے دی، حکم بھاگ گیا، خالد کو ابو جعفر نے تو معافی دے دی تھی مگر ابو العباس نے نہ مانا اور اسے قتل کر دیا ابو علاؤ الفزاری اور ہشام بن یثیم بن صفوان بن مزید الفزاری دونوں بھاگے مگر حجر بن سعید الطائی نے انہیں جا پکڑا اور دریائے زاب پر دونوں کو قتل کر دیا۔

ابن ہبیرہ اور ہشام بن عبد الملک:

ابو عطاء السندی اور معتز بن عبد الرحمن البہالی نے ابن ہبیرہ کے مراثی لکھے۔ یہ وہ شخص ہے کہ ایک مرتبہ ہشام بن عبد الملک

نے اپنے بیٹے معاویہ کے لیے اس کی بیٹی مانگی تھی مگر اس نے شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا اس کے بعد اس کے اور ولید بن القعقاع کے درمیان سخت کلامی ہوئی اور ہشام نے اسے ولید بن القعقاع کے حوالے کر دیا ولید نے اسے پتوایا اور قید کر دیا تھا۔
ابوالعباس کی حسن بن قحطبہ کو ہدایت:

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابن ہبیرہ سے لڑنے کے لیے ابوالعباس نے ابو جعفر کو واسطہ روانہ کیا تو اس نے حسن بن قحطبہ کو لکھا کہ تمام فوج تمہاری ہے تمام سردار اور سپہ سالار تمہارے ماتحت ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ میرا بھائی بھی اس جنگ میں موجود رہے اس لیے میں اس کو بھیجتا ہوں تم اس کی فرمانبرداری کرنا خیر خواہی اور خلوص نیت کے ساتھ اس کا ہاتھ بٹانا۔ اسی مضمون کا دوسرا خط اس نے ابونصر مالک بن الہیثم کو لکھا تھا چنانچہ منصور کے حکم سے حسن ہی اس تمام فوج کا سربراہ کا رہا۔
 اسی سال ابو مسلم نے محمد بن الاشعث کو فارس بھیجا اور ہدایت کر دی کہ وہ ابوسلمہ کے مقرر کردہ تمام عمال کو پکڑ کر قتل کر دے اس نے حسبہ عمل کیا۔

امارت فارس پر عیسیٰ بن علی کا تقرر:

اسی سال ابوالعباس نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو فارس کا والی مقرر کر کے فارس بھیجا اس سے پہلے محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا جب عیسیٰ وہاں آیا تو محمد بن الاشعث نے اسے قتل کر دینا چاہا لوگوں نے کہا مگر اس فعل کے نتائج آپ کے لیے خوش گوار نہ ہوں گے ابن الاشعث کہنے لگا میں کیا کروں مجھے ابو مسلم نے یہ ہدایت کر دی ہے کہ اس کے مقرر کردہ والیوں کے علاوہ اگر کوئی دوسرا ولایت کا ادعا کرے تو میں اسے قتل کر دوں مگر پھر خود اس فعل کے عواقب سے حذر کر کے وہ اپنے ارادے سے باز رہا۔ اس پر عیسیٰ نے مغلط قسم کھا کر یہ عہد کیا کہ اب تمام عمر نہ وہ کسی منبر پر چڑھے گا اور نہ جہاد کے علاوہ کبھی تلوار باندھے گا چنانچہ اس کے بعد عیسیٰ نے نہ کہیں کی ولایت کی اور نہ جہاد کے موقع کے سوا کبھی تلوار حائل کی اس کے بعد ابوالعباس نے اسمعیل بن علی کو فارس کا والی مقرر کر کے فارس بھیجا۔
ابوالعباس کے عمال:

ابوالعباس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو جزیرہ۔ آذربائیجان اور آرمینیا کا والی مقرر کیا اور دوسرے بھائی یحییٰ بن محمد بن علی کو موصل کا والی مقرر کیا اپنے چچا داؤد بن علی کو کوفہ اور سواد کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عیسیٰ بن موسیٰ کو مقرر کیا اور داؤد کو مدینہ مکہ یمن اور طائف کا والی مقرر کیا اسی سنہ میں مروان نے اپنے قیام جزیرہ کے اثناء ولید بن عروہ کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کے بجائے اس کے بھائی یوسف بن عروہ کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔ واقفی کہتا ہے کہ یوسف ۴/ ربیع الاول کو مدینہ آ گیا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے ابن ابی الیٰلیٰ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا اس سال سفیان بن معاویہ مہلبی بصرہ کا عامل تھا اور حجاج بن ارطاة بصرہ کے قاضی تھے محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا منصور بن جہور سندھ کا امیر تھا عبداللہ بن محمد جزیرہ آذربائیجان اور آرمینیا کا والی تھا۔ یحییٰ بن محمد موصل کا والی تھا عبداللہ بن علی علاقہ شام کا والی تھا ابو عون عبدالملک بن یزید مصر کا امیر تھا۔ خراسان اور جبال کا امیر ابو مسلم تھا خالد بن برمک افرخزاندہ تھا۔

امیر حج داؤد بن علی:

اس سال داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن سیدنا کی امارت میں حج ادا ہوا۔

۱۳۳ھ کے واقعات

امارت بصرہ پر سلیمان بن علی کا تقرر:

اس سال ابوالعباس نے اپنے چچا سلیمان بن علی کو بصرہ اس کے توابع، ضلع دجلہ، بحرین، عمان اور مہر جانتقدق کا والی بنا کر بھیجا۔ نیز اس نے اپنے چچا اسلمیل بن علی کو ضلع ابواز کا عامل مقرر کیا۔
داؤد بن علی کا انتقال:

اسی سنہ میں داؤد بن علی نے بنی امیہ کے ان افراد کو قتل کر دیا جن کو اس نے مکہ اور مدینہ میں پکڑا تھا۔ نیز اسی سال اس نے مدینہ میں ربیع الاول کے مہینے انتقال کیا، محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس کی مدت ولایت تین مہینے ہوئی۔ مرتے ہوئے اس نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنے علاقے پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا تھا۔
زیاد بن عبید اللہ کی امارت:

جب ابوالعباس کو اس کے مرنے کی اطلاع ہوئی انھوں نے مکہ، مدینہ، طائف اور یمامہ پر اپنے ماموں زیاد بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عبد المذ ان الحارثی کو والی مقرر کر دیا۔ اور محمد بن یزید بن عبد اللہ بن عبد المذ ان کو یمن بھیجا یہ جمادی الاولیٰ میں یمن پہنچ گیا۔ زیاد مدینہ میں رک گیا، اور محمد یمن چلا گیا۔ زیاد نے مدینہ سے ابراہیم بن حسان السلمی ابو حماد الابرس کو ثقی بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کے مقابلہ کے لیے جو یمامہ میں امیر تھا، بھیجا۔ ابراہیم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔
امارت مصر پر ابو عون کا تقرر:

اسی سنہ میں ابوالعباس نے ابو عون کو بذریعہ فرمان باقاعدہ طور پر مصر کا والی مقرر کر دیا نیز عبد اللہ بن علی اور صالح بن علی کو شام کی فوجوں کا سپہ سالار بنادیا۔

اسی سال محمد بن الاشعث نے افریقیہ کا رخ کیا اہل افریقیہ سے اس کی شدید لڑائی ہوئی مگر اس نے شہر فتح کر لیا۔
شریک بن شیخ المہری کا خروج:

اسی سال شریک بن شیخ المہری نے خراسان کے شہر بخارا میں ابو مسلم کے خلاف خروج کیا، اس کے خلاف یہ تحریک شروع کی کہ ہم نے آل محمد ﷺ کی اتباع خون بہانے اور حق کے خلاف عمل کرنے کے لیے نہیں کی تھی، تیس ہزار سے زیادہ اس کے ساتھ ہو گئے، ابو مسلم نے زیاد بن صالح الخزاعی کو اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ لڑائی ہوئی زیاد نے اسے قتل کر دیا۔
ابوداؤد خالد بن ابراہیم کی قتل میں آمد:

اسی سنہ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم دُخس سے قتل آیا یہ قتل میں داخل ہو گیا۔ حنش بن اسبل رئیس قتل نے اس کی مزاحمت نہیں کی۔ قتل کے بہت سے زمیندار اس کے پاس آئے اور اس کے ساتھ قلعہ بند ہو گئے، دوسرے زمیندار دروں میں گھائیوں میں اور قلعوں میں لڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ جب ابوداؤد نے حنش کو بالکل تنگ کر دیا یہ ایک رات اپنے زمینداروں اور خدمت

گاریوں کو لے کر قلعہ سے نکل گیا یہ جماعت وہاں سے فرغانہ آئی اور وہاں سے بھی ترکوں کے علاقے سے گذر کر بادشاہ چین کے پاس پہنچ گئی۔ ابو داؤد نے مہزوم دشمن کو قیدی بنالیا انہیں لیے ہوئے بلخ آیا اور یہاں سے اس نے ان سب کو ابو مسلم کے پاس بھیج دیا۔
مفرق واقعات:

اس سال سلیمان الاسود نے باوجود وعدہ امان دے دینے کے بعد عبدالرحمن بن یزید بن المہلب کو قتل کر دیا۔
اس سال صالح بن علی نے سعید بن عبداللہ کو دروں سے آگے بڑھ کر موسم گرما میں رومیوں سے جہاد کرنے روانہ کیا۔
اس سال یحییٰ بن محمد موصل کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ اسمعیل بن علی موصل کا والی مقرر ہوا۔
امیر حج زیاد بن عبید اللہ وعمال:

اس سال زیاد بن عبید اللہ الحارثی کی امارت میں حج ہوا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقے کا والی تھا۔ ابن ابی لیلیٰ قاضی تھے بصرہ اس کے توابع، ضلع دجلہ بحرین، عمان، غرض اور مہر جان قدق پر سلیمان بن علی والی تھا۔ عباد بن منصور اس تمام حصے کے قاضی تھے اسمعیل بن علی اہواز کا والی تھا۔ محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا۔ منصور بن جمہور سندھ کا امیر تھا۔ خراسان اور جبال کا امیر ابو مسلم تھا۔ عبداللہ بن علی قنسرین، حمص صوبہ دمشق اور اردن کا والی تھا صاع ابن علی فلسطین کا والی تھا، عبدالملک بن یزید ابو عون مصر کا والی تھا۔ عبداللہ بن محمد المنصور جزیرہ کا والی تھا۔ اسمعیل بن علی موصل کا والی تھا۔ صالح بن صبیح آرمینیا کا والی تھا۔ مجاشع بن یزید آذربائیجان کا والی تھا۔ خالد بن برمک بخشی (افسر خزانہ) تھا۔

۱۳۲ھ کے واقعات

بسام بن ابراہیم کی بغاوت:

اس سال بسام بن ابراہیم اہل خراسان کے ایک بڑے سردار نے حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ ابو العباس کی بیعت سے انحراف کر کے اپنے ان پیروؤں کو لے کر جنہوں نے اس بغاوت کے لیے اس سے اتفاق رائے کیا تھا امیر المومنین ابو العباس کی فوجی چھانڈنی سے نکل گیا اس کے متبعین نے اس خروج پر ایک دوسرے کو بشارت دی۔ ابو العباس نے ان کے معاملہ کی تفتیش کی اور ان کے جانے کی سست دریافت کی جب ان کو معلوم ہوا کہ وہ مدائن میں ہیں انھوں نے خازم بن خزیمہ کو اس کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔

خازم کا بسام پر حملہ:

خازم نے اس سے دو چار ہوتے ہی حملہ کر دیا بسام اور اس کی فوج نے شکست کھائی، ان میں سے اکثر مارے گئے اس کا پڑاؤ ظفر مندوں نے لوٹ لیا۔ خازم اپنی فوج کے ساتھ ان کا تعاقب کرتا ہوا چو خا کے علاقے سے گزر کر ماہ پہنچا، شکست خوردہ فوج کا جو شخص ان کے ہاتھ آیا جس نے ان کا مقابلہ کیا ان کو اس نے تہ تیغ کر دیا، اس کام کو پورا کر کے خازم واپس ہوا، واپسی میں ذات المطامیر یا اس کے مشابہ کسی اور گاؤں سے گذرا وہاں بنی الحارث بن کعب (از خاندان عبدالمدان) کے جو ابو العباس کے ماموں ہوتے تھے کچھ متعلقین رہتے تھے یہ ان کے پاس گذرا وہ اس وقت اپنی چوپال میں بیٹھے تھے یہ پینتیس آدمی تھے۔ اٹھارہ ان کے

خاندان کے تھے اور سترہ ان کے موالی تھے۔

مغیرہ اور اس کے ساتھیوں کا قتل:

خازم ان کو سلام کیے بغیر آگے بڑھ گیا اس پر انھوں نے اسے نگالیاں دیں چونکہ اس کے قلب میں ان کی طرف سے عداوت جاگزیں تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اسے معلوم تھا کہ مغیرہ بن القضرع کو جو بسام بن ابراہیم کے ہوا خواہوں میں تھا انھوں نے پناہ دی تھی اس نے پلٹ کر ان سے مغیرہ کے اس مقام میں فروکش ہونے کے متعلق سوال کیا انھوں نے جواب دیا کہ ہاں ایک راہ گیر ایک رات یہاں مقیم ہوا تھا پھر وہ یہاں سے چلا گیا اور ہم نہیں جانتے کہ وہ کون تھا۔ خازم نے کہا بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم امیر المومنین کے ماموں ہوان کا دشمن تمہارے پاس آتا ہے اور تمہارے گاؤں میں پناہ گزیں ہوتا ہے کیوں تم سب نے مل کر اسے گرفتار نہ کر لیا۔ اس سوال کا ان لوگوں نے سخت جواب دیا خازم نے ان کے قتل کا حکم دے دیا وہ سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔ ان کے مکانات ڈھا دیئے گئے اور ان کے تمام مال و متاع کو لوٹ لیا گیا۔

ابوالعباس کا خازم کو قتل کرنے کا ارادہ:

اس کے بعد خازم ابوالعباس کے پاس آ گیا جب اس واقعہ کی اطلاع یمنی جماعت کو ہوئی انھوں نے اسے بڑی اہمیت دی اور سب کے سب متحد ان خیال ہوئے زیاد بن عبید اللہ الحارثی مع عبد اللہ بن ربیع الحارثی عثمان بن نہیک اور عبد الجبار بن عبد الرحمن ابوالعباس کے کوتوال کے ابوالعباس کے پاس آئے اور عرض پرداز ہوئے کہ خازم نے آپ کے مقابلہ میں ایسی جرأت کی ہے کہ آپ کا حقیقی بھائی بھی کبھی یہ جرأت نہ کر سکتا اس نے آپ کے ماموں کو قتل کر کے آپ کے حق ورتبہ کی اہانت کی ہے یہ وہ لوگ تھے جو آپ کی پناہ لینے اور آپ کے جود و کرم سے بہرہ مند ہونے کے لیے دور دراز مسافت طے کر کے آپ کے پاس آئے تھے اور اب جب کہ وہ آپ کے علاقے اور پناہ میں تھے خازم نے اچانک بلا وجہ اور بے قصور ان پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا ان کے مکان منہ نہ کر دیئے ان کے مال و متاع کو لوٹ لیا ان کی تمام فصل برباد کر دی۔ اس تقریر کا ابوالعباس پر بہت اثر ہوا انھوں نے خازم کو قتل کر دینے کی ٹھان لی۔

ابوالجہم اور موسیٰ کی خازم کے متعلق سفارش:

اس کی اطلاع موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم بن عطیہ کو ہوئی یہ دونوں ابوالعباس سے آکر ملے اور عرض پرداز ہوئے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ان لوگوں نے امیر المومنین کو خازم کے خلاف بھڑکا کر اس کے قتل کا مشورہ دیا ہے نیز ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ بھی اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے ہیں ہم آپ کو اس فعل سے اس لیے باز رہنے کا مشورہ دیتے ہیں کہ خازم آپ کا ہمیشہ سے سچا وفادار رہا ہے اور اس کی خدمات اس امر کی سزاوار ہیں کہ اس کی لغزش سے درگزر کر دیا جائے نیز جناب کو معلوم رہے کہ اہل خراسان ہی آپ کے سچے طرف دار ہیں انھوں نے اپنی اولاد اعزاء اور اقربا کے مقابلے میں آپ کو ترجیح دی اور آپ کی حمایت کی ہے۔ آپ کے مخالفین کو انھوں نے قتل کیا ہے اگر ان میں سے کسی شخص سے کوئی خطا سرزد ہو بھی جائے تو آپ ہی کو اس کی پردہ پوشی لازم ہے اور اگر جناب والا نے اس کام کا عزم ہی کر لیا ہے تو اس کے سرانجام کا یہ طریقہ نہ ہونا چاہیے۔ کہ خود آپ ایسا کریں بہتر یہ ہے کہ کسی سخت مہم پر اسے بھیج دیجیے اگر وہ اس میں مارا جائے تو فہو المراد اور اگر وہ مظفر و منصور ہو تو یہ آپ ہی کی فتح ہوگی اسے خارجیوں کے

مقابلے کے لیے عمان بھیج دیجیے تاکہ یہ وہاں جا کر جلدی اس کے ساتھیوں نیز ان خارجیوں کا جو جزیرہ ابن کاوان میں شبیان بن عبدالعزیز البشکری کی قیادت میں برسرِ اقتدار ہیں مقابلہ کرے چنانچہ ابوالعباس نے سات سو آدمیوں کے ہمراہ اسے روانہ ہونے کا حکم دیا اور سلیمان بن علی حاکم بصرہ کو حکم بھیج دیا کہ وہ اس جمیعت کو کشتیوں میں سوار کر کے جزیرہ ابن کاوان اور عمان روانہ کر دے خازم اپنی اس مہم پر روانہ ہوا۔

خازم کی خوارج پر فوج کشی:

اس سال خازم عمان آیا اور اس نے عمان اور اس کے ملحقہ شہروں پر خارجیوں کو تباہ کرنے کے بعد غلبہ پالیا اور شبیان الخارجی کو قتل کر دیا۔

ان سات سو سپاہیوں کے ساتھ جن کو ابوالعباس نے اس کے ساتھ کر دیا تھا خازم روانہ ہوا اس کے علاوہ اس نے اپنے گھر والوں دوھیالی رشتہ داروں موالیوں اور اہل مرو الروذ میں سے بعض ایسے لوگوں کو جن کی شجاعت سے وہ واقف تھا اور جن کی وفا شعاری قابلِ اعتماد تھی انتخاب کر کے اپنے ساتھ لیا اور اب بصرہ روانہ ہوا وہاں پہنچ کر سلیمان بن علی نے اس فوج کے لیے جہازوں کا انتظام کر دیا۔ بنی تمیم کے کچھ لوگ بھی بصرہ سے اس کے ساتھ ہو لیے یہ فوج بحری سفر طے کر کے جزیرہ ابن کاوان پر لنگر انداز ہوئی۔

شبیان خارجی کا خاتمہ:

خازم نے نہلتہ بن نعیم البھشلی کو پانچ سو فوج کے ساتھ شبیان کے مقابلے پر روانہ کیا فریقین میں نہایت خونریز لڑائی ہوئی اس کے بعد شبیان اور اس کے ساتھی کشتیوں میں سوار ہو کر عمان چل دیے چونکہ یہ خوارج کے صفریہ فرقے کے تھے عمان میں حل بندی اور اس کے متبعین نے جو باضیہ خارجی تھے اس جماعت کا مقابلہ کیا دونوں میں خونریز معرکہ ہوا جس میں شبیان مع اپنے ساتھیوں کے کام آیا۔

جلندی خارجی اور خازم کی جنگ:

اس کے بعد خازم اپنی فوج لے کر سمندر کے راستے ساحل عمان پر آ کر لنگر انداز ہوا یہ جماعت دشمن کے مقابلے کے لیے خشکی پر اترتی اور بیابان کی طرف بڑھی جلدی اور اس کے متبعین مقابلے پر آئے فریقین میں شدید لڑائی ہوئی اس روز کی لڑائی میں خازم کی فوج کو زیادہ نقصان اٹھانا پڑا اس کے بہت سے آدمی مارے گئے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سمندر کی پشت پر ہونے کی وجہ سے یہ دشمن کے مقابلے میں زیریں سطح پر لڑ رہے تھے اس روز خازم کا اخیانی بھائی اسمعیل مرو الروذ کے اور نوے آدمیوں کے ساتھ خارجیوں کے ماتھوں مارا گیا دوسرے دن پھر جنگ ہوئی آج بھی نہایت خونریز جنگ ہوئی خازم کے مہم نہ پر مرو الروذ کا ایک شخص حمید الور تکانی سردار تھا میسرہ پر مرو الروذ کا دوسرا سردار مسلم الارغذی تھا اس کے طلائے پر نہلتہ بن نعیم البھشلی متعین تھا آج کی لڑائی میں نو سو خارجی مارے گئے اور نوے کے قریب جلا دیئے گئے۔

جلندی خارجی اور اس کی جماعت کا خاتمہ:

خازم کے عمان آنے کے سات روز بعد اہل صفہ میں سے ایک ایسے شخص کی رائے کے بموجب جو ان علاقوں میں لڑائی کا تجربہ رکھتا تھا۔ اب پھر مقابلہ ہوا۔ اس شخص نے خازم کو یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنی فوج کو حکم دیجیے کہ وہ اپنے نیزوں کی آبی پر حریر کی

چندیاں لپیٹ کر ان کو روغنِ نطف میں تر کر لیں پھر انہیں مشتعل کر کے لیے ہوئے آگے بڑھیں اور اس طرح جلندی کے تبیین کو جھونپڑیوں میں جو بانس اور سرکنڈوں کی تھیں آگ لگا دیں چنانچہ جب خازم نے اس تدبیر پر عمل کیا اور خارجیوں کے مکانات میں آگ لگی وہ اپنے اہل و عیال کو بچانے اور آگ بجھانے میں مشغول ہوئے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر خازم نے ان پر حملہ کر دیا اور بغیر مقابلہ ان پر تلوار برسائی شروع کی مقتولین میں جلندی بھی مارا گیا دس ہزار خارجی قتل کر دیئے گئے خازم نے ان کے سر بصرہ بھیج دیئے پھر خود خازم بصرہ آ کر کئی ماہ بٹھرا رہا۔ یہاں سے اس نے مقتولین کے سر ابو العباس کے پاس بھیجے اس کے بعد کئی ماہ خازم بصرہ میں قیام پذیر رہا پھر ابو العباس نے اس کی مراجعت کا حکم بھیجا اور یہ تمام فوج واپس آ گئی۔

ابوداؤد خالد کی کس پر فوج کشی:

اسی سنہ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے اہل کس سے جہاد کیا اور اخیر بادشاہ کس کو قتل کر دیا یہ فرمانروا مسلمانوں کا مطیع اور وفادار تھا اس سے قتل خالد سے ملنے بلخ آیا تھا نیز اس نے کہنک میں جو کس سے متصل واقع ہے خالد کا استقبال کیا تھا قتل کے وقت ابوداؤد نے اخیر اور اس کے ساتھیوں سے اس قدر مذہب و منقش چینی ظروف حاصل کیے تھے کہ ان کی نظیر نہیں ملتی۔ اسی طرح چینی زیریں دیا دوسرے بیش بہا کپڑے اور برتن نہایت کثیر تعداد میں اس کے ہاتھ آئے ابوداؤد نے ان سب کو ابو مسلم کے پاس سمرقند بھیج دیا۔

ابوداؤد کی مراجعت:

ابوداؤد نے کس کے زمیندار کو مع اور زمینداروں کے قتل کر دیا۔ البتہ آخرید کے بھائی طاران کو چھوڑ دیا اور پھر اسی کو کس کا رئیس بنا دیا۔ ابوداؤد نے ابن التجاح کو پکڑ کر پھر اسے اس کے علاقہ بھیج دیا۔

اہل صغد اور اہل بخارا کے بہت سے لوگوں کو قتل کر کے ابو مسلم مرو آ گیا، نیز اس نے سمرقند کی فصیل کے بنانے کا حکم دے دیا۔ زیاد بن صالح کو صغد اور اہل بخارا پر اپنا نائب مقرر کر آیا۔ ابوداؤد بلخ واپس آ گیا۔

موسیٰ بن کعب اور منصور بن جمہور کی جنگ:

اس سال ابو العباس نے موسیٰ بن کعب کو منصور بن جمہور سے لڑنے ہندوستان بھیجا۔ تین ہزار فوج کے لیے جس میں عرب اور موالی تھے معاشیں دیں اور ان کو جنگی ساز و سامان سے مسلح کر دیا اس کے علاوہ ایک ہزار خاص بنی تمیم کو علیحدہ معاش اور اسلحہ دے کر اس کے ساتھ کیا اور اس کی جگہ مسیب بن زہیر کو اپنا کوتوال مقرر کر لیا، موسیٰ بن کعب سندھ آیا۔ منصور بن جمہور نے بارہ ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی۔ موسیٰ نے اسے شکست دی یہ ریگستان میں پیاس سے مر گیا، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسے ہیضہ ہو گیا تھا۔ منصور کے نائب کو جو منصور سے تھا جب اس کی شکست کا حال معلوم ہوا وہ اس کے اہل و عیال، مال و متاع اور چند وفاداروں کو لے کر منصورہ سے نکل گیا اور ان سب کو خزر کے علاقے لے آیا۔

محمد بن یزید کا انتقال:

اسی سنہ میں محمد بن یزید بن عبداللہ والی یمن نے انتقال کیا ابو العباس نے اس کی جگہ علی بن ربیع بن عبید اللہ الحارثی کو جو زیاد بن عبید اللہ کی طرف سے اس کا مکہ کا عامل تھا یمن کا والی مقرر کیا۔

صالح بن صبیح کی برطرفی:

اسی سال کے ماہ ذی الحجہ میں واقندی وغیرہ کے بیان کے مطابق ابوالعباس حیرہ چھوڑ کر انبار آ گئے۔ اسی سال صالح بن صبیح آرمینیا سے برطرف کر دیا گیا اور یزید بن اسید اس کی جگہ مقرر کیا گیا، نیز مجاشع بن یزید کو آذربائیجان کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ محمد بن صول مقرر کیا گیا، اسی سال کوفہ سے مکہ تک میل اور مینارے بنائے گئے۔

امیر حج عیسیٰ بن موسیٰ وعمال:

عیسیٰ بن موسیٰ والی کوفہ کی امارت میں حج ہوا۔ ابن ابی لیلیٰ کوفہ کے قاضی تھے مکہ مدینہ طائف اور یمامہ کا والی زیاد بن عبید اللہ تھا، علی بن ربیع الحارثی یمن کا والی تھا۔ بصرہ اس کے علاقے، ضلع دجلہ بحرین، عمان عرض اور مہرجان قدق کا والی سلیمان بن علی تھا، عباد بن منصور اس علاقے کے قاضی تھے موسیٰ بن کعب سندھ کا والی تھا، خراسان اور جبال پر ابو مسلم تھا، فلسطین پر صالح بن علی تھا، مصر پر ابو عنون، موصل پر اسماعیل بن علی۔ آرمینیا پر یزید بن اسید، آذربائیجان پر محمد بن صول تھا۔ افرمال و خزانہ خالد بن برک تھا۔ جزیرہ کا والی ابو جعفر عبد اللہ بن محمد تھا، اور قسرسین، حمص، علاقہ دمشق اور اردن پر عبد اللہ بن علی والی تھا۔

۱۳۵ھ کے واقعات

یزید بن صالح کا خروج:

اس سال یزید بن صالح نے دریائے بلخ کے پار حکومت کے خلاف خروج کیا ابو مسلم اس سے لڑنے کے لیے مرو سے روانہ ہوا، ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے نصر بن راشد کو اس ہدایت کے ساتھ ترند بھیجا کہ وہ ترند میں فوج کے ساتھ ٹھہرا رہے کیونکہ اسے خوف تھا کہ مبادا یزید بن صالح فوج بھیج کر ترند کے قلعہ اور کشتیوں پر قبضہ کر لے۔ نصر نے اس ہدایت کی تکمیل کی بہت روز تک ترند میں مقیم رہا۔ یہاں اہل طالقان کی راوندی جماعت نے ایک شخص کی قیادت میں جس کی کنیت ابو اسحق تھی نصر کے خلاف خروج کر دیا اور نصر کو قتل کر دیا۔ ابوداؤد کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے عیسیٰ بن ماہان کو نصر کے قاتلوں کی تلاش کے لیے بھیجا۔ عیسیٰ نے ان کا تعاقب کر کے انھیں جانیا اور سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔

سباع بن نعمان کی گرفتاری و قتل:

ابو مسلم تیزی سے بڑھتا ہوا آمل پہنچا اس کے ہمراہ سباع بن نعمان الاروی بھی تھا یہ وہی شخص ہے جو ابوالعباس کے پاس سے یزید بن صالح کی ولایت کا فرمان لے کر آیا تھا اور جسے ابوالعباس نے موقع پاتے ہی ابو مسلم کے قتل کی ہدایت کر دی تھی ابو مسلم کو بھی اس کی اطلاع ہو چکی تھی۔ ابو مسلم نے سباع کو حسن بن جنید اپنے عامل آمل کے سپرد کر دیا اور اس کے قید رکھنے کا حکم دے دیا اس کے بعد ابو مسلم دریا کو عبور کر کے بخارا آیا اور فروکش ہو گیا یہاں ابوشاکر اور ابوسعید الشری مع اور سرداروں کے جو زیاد سے علیحدہ ہو گئے تھے اس کے پاس آئے تو ابو مسلم نے ان سے زیاد کا حال دریافت کیا اور پوچھا کہ کس نے اسے بہکایا ہے انھوں نے سباع بن نعمان کا نام لیا ابو مسلم نے اپنے عامل آمل کو حکم بھیجا کہ تم سباع کے سودرے لگواؤ اور پھر اسے قتل کر دو چنانچہ اس حکم کی بجا آوری کی گئی۔

زیاد بن صالح کا قتل:

جب زیاد کے ہمراہی سرداروں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ ابو مسلم سے جا ملے اس نے بارکشا کے زمیندار کے پاس پناہ لی مگر اس نے زیاد کو اچانک قتل کر دیا اور اس کا سر خود ابو مسلم کے پاس لے آیا راوندیوں کی شورش کی وجہ سے جب ابو داؤد ایک طویل مدت تک ابو مسلم کے پاس نہ آ سکا تو ابو مسلم نے اسے لکھا کہ اللہ نے زیاد کا کام تمام کر دیا ہے اب تم کو کسی کا خوف نہ رہا تم اطمینان کے ساتھ واپس آ جاؤ۔ ابو داؤد کس آ گیا، اس نے عیسیٰ بن ماہان کو بسام کی طرف بھیجا اور ابن النجاشی کو اسبہذ کے مقابلے کے لیے شاوغروا نہ کیا، ابن النجاشی نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شاوغروا نے صلح کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔

عیسیٰ بن ماہان کی ابو داؤد کے خلاف شکایت:

اب رہا بسام تو عیسیٰ بن ماہان اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا اتنے میں ابو مسلم کو سولہ خط ملے جو عیسیٰ بن ماہان نے کامل بن مظفر ابو مسلم کے ایک خاص دوست کو لکھے تھے ان خطوں میں اس نے ابو داؤد کی مذمت کی تھی اور لکھا تھا کہ وہ اپنی قوم اور عربوں کی اور ہم مسلمانوں کے مقابلہ میں جنھوں نے اس تحریک کو کامیاب بنایا ہے جنبہ داری کرتا ہے ان کی فرودگاہ میں ترسٹھ خیمے ان لوگوں کے ہیں جو لڑائی میں کوئی حصہ نہیں لیتے اور مزے سے آرام کرتے ہیں۔ ابو مسلم نے یہ تمام خط ابو داؤد کو بھیج دیئے اور لکھا کہ یہ اس کافر کے خط ہیں جس کو تم نے اپنے مماثل سمجھ کر اپنی بجائے بھیج رکھا ہے۔ اب تم اسے بھگت لو۔

عیسیٰ بن ماہان کی گرفتاری:

ابو داؤد نے عیسیٰ بن ماہان کو بسام کے مقابلے سے واپس آنے کا حکم بھیجا اور آتے ہی اسے قید کر کے عمر النعم کے حوالے کر دیا جو اس کی قید میں تھا۔ دو تین دن کے بعد اسے بلایا اپنے احسانات اسے یاد دلانے اور یہ کہ اس نے عیسیٰ کو اپنے بیٹے پر ترجیح دے کر اسے اس اہم خدمت پر مقرر کیا۔ عیسیٰ نے اس کا اقرار کیا۔ ابو داؤد کہنے لگا کیا میرے احسانات کا یہی عوض ہونا چاہیے تھا کہ تو نے میری شکایت لکھی اور میرے قتل کا ارادہ کیا، عیسیٰ نے اس سے قطعی انکار کیا۔ ابو داؤد نے اس کے خط اس کے سامنے ڈال دیئے جن کو وہ پہچان گیا۔

عیسیٰ بن ماہان کا انجام:

ابو داؤد نے اس روز اسے دو حدیں لگوائیں ایک حد حسن بن حمدان کے لیے اس کے بعد کہا کہ میں نے تو تمہاری خطا سے درگزر کیا۔ مگر اب فوج کا معاملہ علیحدہ رہا وہ جیسا مناسب سمجھے گی تمہارے ساتھ سلوک کرے گی۔ یہ بیڑیاں پہنے جب خیموں سے باہر لایا گیا تو حرب بن دینار اور حفص بن دینار، یحییٰ بن حصین کے مولیٰ اس پر جھپٹ پڑے اور گرزوں اور تمبروں سے اس پر ضربیں لگائیں جس سے وہ زمین پر گر پڑا، اہل طالقان اور دوسرے لوگوں نے یہ مزید ستم ڈھایا کہ اسے اناج کے بورے میں بند کر کے اتنے گرز مارے کہ وہ مر گیا، ابو مسلم مرو آ گیا۔

امیر حج سلیمان بن علی و عمال:

اسی سنہ میں سلیمان بن علی والی بصرہ اور ملحقات بصرہ کی امارت میں حج ہوا۔ عباد بن منصور بصرہ کے قاضی تھے۔ عباس بن عبد اللہ بن معید بن عباس مکہ کا والی تھا، زیاد بن عبد اللہ الحارثی مدینہ کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقے کا والی تھا، ابن

ابی لیلیٰ کو فتنے کے قاضی تھے، ابو جعفر منصور جزیرہ کا والی تھا۔ ابو عون مصر پر تھا۔ حمص، قنسرین، بعلبک، غوطہ حوران، جولان اور اردن پر عبداللہ بن علی تھا بلقاء اور فلسطین کا والی صالح بن علی تھا۔ اسمعیل بن علی موصل کا مال تھا۔ آرمینیا پر یزید بن اسید، آذربائیجان پر محمد بن صول اور وزیر مال و خزانہ خالد بن برمک تھا۔

۳۶ھ کے واقعات

ابو مسلم کی ابو العباس سے ملاقات:

اس سال ابو مسلم خراسان سے امیر المؤمنین ابو العباس سے ملنے عراق آیا۔ ابو مسلم نے خراسان سے ابو العباس سے عراق آنے کی اجازت طلب کی جو منظور ہوئی۔ ابو مسلم اہل خراسان وغیرہ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ ابو العباس کے پاس انبار آیا اس کے آنے پر ابو العباس نے سب کو اس کے استقبال کا حکم دیا لوگوں نے جوش و خروش سے اس کا استقبال کیا۔ انبار آ کر ابو مسلم ابو العباس کی خدمت میں حاضر ہوا ابو العباس نے اس کی بڑی تعظیم و تکریم کی اس نے ان سے حج کے لیے جانے کی اجازت مانگی ابو العباس نے کہا کہ اگر اسی سال ابو جعفر حج کے لیے جانے والے نہ ہوتے تو میں تمہیں کو امیر حج مقرر کرتا۔ اس کے بعد ابو العباس نے اسے اپنے قریب ہی فروکش کیا اور وہ روزانہ ان کے سلام کے لیے آیا کرتا۔

ابو جعفر اور ابو مسلم میں کشیدگی:

ابو جعفر اور ابو مسلم کے تعلقات خوش گوار نہ تھے اور اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب ابو العباس کی خلافت پوری طرح مستقر ہو گئی اور کوئی مخالف نہ رہا تو انہوں نے ابو جعفر کو ابو مسلم کی ولایت خراسان کا باقاعدہ فرمان دے کر ابو مسلم کے پاس بھیجا جو اس وقت نیشاپور میں تھا نیز یہ ہدایت کی کہ وہ جا کر سب سے ابو العباس کی خلافت اور ان کے بعد ابو جعفر کی ولی عہدی کے لیے بیعت لے لیں۔ چنانچہ ابو مسلم اور تمام خراسانیوں نے حسب بیعت کر لی۔ ابو جعفر چند روز وہاں مقیم رہے جب سب سے بیعت لے چکے تو واپس آ گئے اس قیام کے اثنا میں ابو مسلم نے ابو جعفر کے مرتبہ کے مطابق ان کی تعظیم نہیں کی بلکہ ان کے حق سے استخفاف کیا ابو جعفر نے ابو العباس سے آ کر اس کی شکایت کی تھی۔

ابو جعفر کا ابو مسلم کو قتل کرنے کا مشورہ:

ابو مسلم کے ابو العباس کے پاس آنے کے بعد ابو جعفر نے ان سے کہا کہ آپ میری بات مانیں اسے قتل کر دیجیے کیونکہ بخدا! میں اس کے چہرے بشرے سے عذر کے آثار ہویدا پاتا ہوں ابو العباس کہنے لگے اے میرے بھائی! جو کچھ ابو مسلم نے ہمارے لیے کیا ہے اس سے تم واقف ہو ابو جعفر نے کہا کہ حکومت تو ہمارے قبضہ میں آنے والی ہی تھی اگر آپ اس کے بجائے کسی بلی کو بھی مقرر کرتے تو چونکہ یہ حکومت ہماری تقدیر میں لکھی جا چکی تھی اس لیے وہ بھی وہی خدمات انجام دیتی جو اس نے دیں۔ ابو العباس نے پوچھا اچھا ہم کیونکر اسے قتل کریں ابو جعفر نے کہا جب وہ آپ کے پاس آ کر اچھی طرح آپ سے باتوں میں مصروف ہو جائے گا میں پہلے آؤں گا اور اس کی آنکھ بجا کر پیچھے سے اس پر ایسا وار کروں گا کہ وہیں اس کا خاتمہ ہو جائے گا ابو العباس نے کہا اس کے ساتھیوں کا کیا انتظام ہوگا۔ تم جانتے ہو کہ وہ لوگ اسے اپنی دین و دنیا ہر شے سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔ ابو جعفر کہنے لگے کہ سب باتیں اس

طرح انجام پذیر ہوں گی جیسا آپ چاہتے ہیں جب ان کو اس کے قتل کا علم ہوگا وہ خود منتشر ہو جائیں گے اور کوئی قوت و شوکت ان کی باقی نہ رہے گی، ابو العباس نے کہا میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں تم اس ارادہ سے باز رہو ابو جعفر کہنے لگے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر آج ہی آپ نے اس کا خاتمہ نہ کر دیا تو کل یہ خود آپ کا خاتمہ کر دے گا اس پر ابو العباس نے کہا اچھا جو تمہاری مرضی۔

ابو العباس کی ابو مسلم کے قتل کی ممانعت:

اس گفتگو کے بعد اور اس کے قتل کا عزم کر کے ابو جعفر ابو العباس کے پاس سے چلے آئے ان کے جانے کے بعد ابو العباس کو اپنی اجازت دینے پر ندامت ہوئی اور انھوں نے ابو جعفر سے کہلا کر بھیجا کہ تم ہرگز اس کام کو نہ کرنا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابو العباس نے ابو جعفر کو ابو مسلم کے قتل کی اجازت دے دی تو ابو مسلم حسب دستور ابو العباس کے پاس آیا ابو العباس نے ایک خواجہ سرا کو ابو جعفر کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھ کر آئے کہ وہ کیا کر رہے ہیں اس نے آ کر دیکھا کہ وہ اپنی تلوار کی گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ ابو جعفر نے اس سے پوچھا کیا امیر المومنین دربار میں بیٹھے ہیں اس نے کہا بھی برا آدمی نہیں ہوئے مگر اب باہر آنے کی تیاری کر رہے ہیں اس خواجہ سرا نے ابو العباس سے آ کر ساری سرگذشت سنائی انہوں نے اسے پھر ابو جعفر کے پاس اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ جس بات کا تم نے ارادہ کیا تھا اسے ہرگز عمل میں نہ لانا۔ چنانچہ ابو جعفر اپنے ارادے سے رک گئے۔

ابو مسلم کو فریضہ حج کی اجازت:

اسی سنہ میں ابو جعفر منصور نے حج ادا کیا ان کے ہمراہ ابو مسلم بھی تھا جب ابو مسلم نے ابو العباس کے پاس آنے کا ارادہ کیا اس نے ان سے حج کے لیے آنے کی اجازت مانگی جو منظور ہو گئی ابو العباس نے یہ بھی ابو مسلم کو لکھا کہ تمہارے ساتھ صرف پانچ سو فوج ہو اس کے جواب میں ابو مسلم نے لکھا کہ چونکہ میں نے بہت آدمی قتل کیے ہیں اس لیے لوگ میرے خون کے پیاسے ہیں مجھے اپنے قتل کا اندیشہ ہے اتنی جمعیت کافی نہیں ہو سکتی۔ ابو العباس نے لکھا کہ اچھا ایک ہزار فوج کے ہمراہ آؤ اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں کیونکہ ایک تو تم اپنی ہی حکومت کے زیر سایہ رہو گے دوسرے یہ کہ مکہ کا راستہ کسی بڑی فوج کی ضروریات زندگی کی بہم رسانی کا کفیل نہیں ہو سکتا۔ اب ابو مسلم خراسان سے آٹھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا جسے اس نے نیشاپور اور رے کے درمیان مختلف مقامات پر متعین کر دیا تھا یہ تمام مال و متاع اور خزانے اپنے ساتھ لے چلا اور اسے رے میں پھوڑ آیا۔ اثناء راہ میں اس نے علاقہ جبل کا خراج وصول کیا اور وہاں سے صرف ایک ہزار فوج کے ساتھ عراق آیا۔ جب انبار میں داخل ہونے لگا تو تمام سرکاری عہدے داروں اور عوام نے اس کا استقبال کیا پھر اس نے ابو العباس سے حج کے لیے جانے کی اجازت مانگی جسے انہوں نے منظور کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر اس سال ابو جعفر حج کے لیے نہ جاتے ہوتے تو میں تم کو امیر حج مقرر کرتا۔

ابو جعفر کی فریضہ حج کے لیے روانگی:

اسی زمانے میں ابو جعفر جزیرہ کے والی تھے وادی کا بیان ہے کہ جزیرہ کے ساتھ آرمینیا اور آذربائیجان بھی ان کے تحت تھے ابو جعفر نے مقاتل بن حکیم العنقی کو اپنی جگہ اپنا نائب مقرر کیا ابو العباس کے پاس آئے اور ان سے حج کے لیے جانے کی اجازت مانگی حج کے ارادے سے یہ مکے آئے ابو مسلم نے بھی ان کے ہمراہ حج ادا کیا یہ ۱۳۶ھ کا واقعہ ہے۔ حج کے بعد دونوں عراق روانہ ہوئے یہ بستان اور وہ ذات عراق کے درمیان تھے کہ ابو جعفر کو ابو العباس کے انتقال کی خبر بذریعہ خط ملی وہ ابو مسلم سے ایک منزل آگے تھے

خط ملتے ہی ابو جعفر نے ابو مسلم کو لکھا کہ ایک حادثہ پیش آ گیا ہے۔ لہذا جس قدر جلد ممکن ہو تم میرے پاس آؤ، جب قاصد نے آ کر ابو مسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی وہ تیزی سے ابو جعفر کی طرف روانہ ہوا اور آ ملا اور اب دونوں ساتھ ساتھ کوفہ چلے۔

عبداللہ بن محمد کی ولی عہدی:

اسی سال ابو العباس عبداللہ بن محمد بن علی نے اپنے بھائی ابو جعفر کو خلافت کے لیے اپنا ولی عہد بنایا اور ابو جعفر کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کو ولی عہد مقرر کیا اس عہد کو باضابطہ لکھ کر ایک کپڑے میں رکھا اس پر اپنی اور اپنے تمام خاندان کی مہریں ثبت کیں اور پھر اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے حوالے کر دیا۔

ابو العباس کی وفات:

اسی سال امیر المومنین ابو العباس نے ۱۳ ذی الحجہ بروز اتوار مقام انبار میں انتقال کیا، بیان کیا گیا ہے کہ ان کی موت کا باعث مرض چیچک ہوا۔

ابو العباس کی عمر و مدت حکومت:

ہشام بن محمد نے ان کی تاریخ وفات ۱۲ ذی الحجہ بیان کی ہے ان کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ ۳۳ سال اور ہشام بن محمد نے ۳۶ سال بیان کی ہے بعض نے ۲۸ سال کہے ہیں۔ مروان کے قتل سے ان کی وفات تک ان کا عہد خلافت ۴ سال ہوا اور ان کی بیعت سے اگر حساب لگایا جائے تو ۴ سال ۸ ماہ ہوتے ہیں، بعض ارباب سیر نے بجائے آٹھ کے نو ماہ بیان کیے ہیں۔ واقدی نے چار سال آٹھ ماہ بیان کیے ہیں اس میں سے آٹھ ماہ اور چار دن تو مروان سے لڑنے میں گزرے اس کے بعد چار سال یہ بلا شرکت غیر خلیفہ رہے۔

ابو العباس کا حلیہ:

ان کے بال سیاہ اور گھونگر والے تھے، دراز قامت تھے گورا رنگ تھا۔ چونچ دار ناک تھی چہرہ و جیہہ اور خوبصورت اسی طرح داڑھی بھی بھری ہوئی خوبصورت تھی، ان کی ماں ربطہ بنت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عبد المدا بن الدیان الحارثی تھی، ابو الجہم بن عطیہ ان کا وزیر تھا، ان کے چچا عیسیٰ بن علی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور پرانے انبار میں اپنے ہی قصر میں سپرد خاک کیے گئے، بیان کیا گیا ہے کہ مرنے کے بعد ان کے اثاثے میں کل نو بجے چار قمیصیں، پانچ پاجامے، چار عبائیں اور تین ٹمل کے عمامے نکلے۔



باب ۳

خلیفہ ابو جعفر المنصور

ابو جعفر منصور کی بیعت:

جس روز ان کے بھائی ابو العباس نے وفات پائی اسی دن ابو جعفر کے لیے بیعت ہوئی اگرچہ وہ اس وقت مکہ میں تھے عیسیٰ بن موسیٰ نے عراق میں ابو جعفر کے لیے بیعت لی اور اس کے بعد اس نے ابو جعفر کو امیر المومنین کے انتقال اور خود ان کے لیے بیعت کی اطلاع بھیجی، علی بن محمد بیان کرتا ہے کہ جب ابو العباس کا وقت آخر ہوا انہوں نے تمام لوگوں کو عبداللہ بن محمد ابو جعفر کی بیعت کا حکم دیا۔ چنانچہ ان کے انتقال کے دن سب نے انبار میں ابو جعفر کی بیعت کر لی، عارضی طور پر عیسیٰ بن موسیٰ نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور پھر محمد بن الحصین العبیدی کے ذریعے ابو جعفر کو جو اس وقت مکہ میں تھے۔ ابو العباس کی موت اور ان کی خلافت کی اطلاع دینے روانہ کیا، محمد بن الحصین راستے ہی میں ابو جعفر سے ایک ایسے مقام میں جا ملا جسے زکیہ کہتے تھے، خط کے موصول ہونے کے بعد ابو جعفر نے سب کو اپنی بیعت کی دعوت دی، سب کے ساتھ ابو مسلم نے بھی بیعت کی، ابو جعفر نے اپنی منزل کا نام پوچھا لوگوں نے زکیہ بتایا اس سے انہوں نے تقاضا کیا کہ ان شاء اللہ حکومت ہمارے لیے پاک ثابت ہوگی، اس کے متعلق دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ اس مقام کا نام جہاں انھیں اپنی خلافت کی اطلاع ملی تھی صفیہ تھا۔ انھوں نے اس نام سے تقاضا لیا اور کہا کہ ان شاء اللہ ہمارے لیے یہ خلافت پاک صاف ثابت ہوگی، علی بن محمد کی روایت کے سلسلے میں جب ابو جعفر کو یہ خبر ملی انھوں نے اسی وقت ابو مسلم کو جو ایک چشمہ آب پر فروکش ہوا تھا اور یہ خود ایک منزل اس سے آگے نکل آئے تھے اس کی اطلاع بھیجی اور وہ ان کے پاس چلا آیا۔

ابو مسلم خراسانی کا تعزیت نامہ:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابو مسلم ابو جعفر سے آگے بڑھ گیا تھا اور پہلے اسی کو یہ خبر معلوم ہوئی اور پھر اس نے ابو جعفر کو یہ خط لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”اللہ آپ کو عافیت میں رکھے اور آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے مجھے ایسی خبر معلوم ہوئی ہے کہ جس نے مجھے فرط غم سے پریشان کر دیا ہے اور مجھ پر اس کا اس قدر اثر ہوا ہے کہ کسی اور بات کا نہیں ہوا تھا، محمد بن الحصین مجھ سے ملا یہ آپ کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ کے اس خط کو لے کر آ رہا ہے جو انھوں نے امیر المومنین ابو العباس رضی اللہ عنہ کی خبر مرگ دینے کے لیے آپ کو لکھا ہے میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس حادثہ پر آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے زیور خلافت سے آپ کو آراستہ رکھے اور خلافت آپ کو مبارک کرے آپ کے تمام دوستوں میں آپ کی سب سے زیادہ تعظیم کرنے والا ناصح مخلص اور ہمیشہ آپ کی خوشی کے لیے سعی مجھ سے زیادہ کوئی نہ ہوگا۔ اس خط کو اس نے ابو جعفر کے پاس بھیج دیا اس روز اور دوسرے دن ابو مسلم رکا رہا اس کے بعد اس نے ابو جعفر کو اطلاع دی کہ میں نے آپ کی بیعت کر لی ہے اس تاخیر

سے اس کی غرض ابو جعفر کو تنخویف تھی۔

ابو جعفر کو عبد اللہ بن علی سے خدشہ:

علی بن محمد کے سلسلے کے مطابق جب ابو مسلم ابو جعفر کے پاس آ کر بیٹھا تو انھوں نے وہ خط اسے دیا اسے پڑھ کر ابو مسلم رونے لگا اور اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اب ابو مسلم نے ابو جعفر کو دیکھا جن پر شدید حزن و ملال طاری تھا ان کی کیفیت محسوس کر کے ابو مسلم نے کہا کہ اس رنج و غم سے کیا فائدہ اب خلافت آپ کے لیے ہے انھوں نے کہا کہ میں عبد اللہ بن علی اور شیعان علی رضی اللہ عنہ کے شر سے خائف ہوں ابو مسلم کہنے لگا آپ بالکل خوف نہ کریں ان شاء اللہ میں عبد اللہ بن علی کو سمجھ لوں گا، تقریباً اس کی تمام فوج اور اکثر سردار خراسانی ہیں اور وہ سب میرے حکم کے تابع ہیں آپ فکر نہ کریں یہ سن کر ابو جعفر کو بڑا اطمینان ہوا، ابو مسلم نے ان کی بیعت کی اور سب لوگوں نے بھی ان کی بیعت کی اور اب یہ دونوں کوفہ آ گئے۔

زیاد بن عبید اللہ کی برطرفی:

ابو جعفر نے زیاد بن عبید اللہ کو مکہ بھیج دیا یہ اس سے قبل ابو العباس کے عہد میں مکہ اور مدینہ کا والی تھا بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے مرنے سے پہلے اسے برطرف کر کے اس کی جگہ عباس بن عبد اللہ بن محمد بن العباس کو مکہ کا والی مقرر کر دیا تھا۔

عبد اللہ بن علی کی سپہ سالاری:

اسی سال عبد اللہ بن علی ابو العباس کے پاس انبار آیا تھا۔ ابو العباس نے اسے اہل خراسان، شام، جزیرہ اور موصل کی موسم گرما کی مہم کا سپہ سالار بنا کر جہاد کے لیے بھیجا یہ ابھی دلوک ہی پہنچا تھا اور درہ کو عبور نہیں کر سکا تھا کہ اسے ابو العباس کے مرنے کی خبر ملی۔ اسی سال عیسیٰ بن موسیٰ اور ابو الجہم نے یزید بن زیاد ابو غسان کو منصور کی بیعت کے لیے عبد اللہ بن علی کے پاس بھیجا عبد اللہ بن علی اپنی فوجوں کو لے کر واپس ہوا اس اثنا میں اپنے لیے بیعت لے لی تھی یہ حران آیا۔

امیر حج ابو جعفر منصور و عمال:

اس سال ابو جعفر منصور کی امارت میں حج ہوا، یہ جس علاقوں کے والی تھے ہم ان کا ذکر پہلے کر چکے ہیں نیز یہ بھی بیان کر آئے کہ حج کو جاتے ہوئے کس شخص کو انھوں نے اپنا نائب مقرر کیا تھا، عیسیٰ بن موسیٰ کو فہ کا والی تھا، ابن ابی لیلیٰ کو فہ کے قاضی تھے، بصرہ اور اس کے ملحقات پر سلیمان بن علی والی تھا، عباد بن عبد اللہ بن معبد مکہ کا والی تھا اور صالح بن علی مصر کا والی تھا۔

۱۳۷ھ کے واقعات

ابو جعفر کی حیرہ میں آمد:

اس سال منصور ابو جعفر مکہ سے حیرہ آئے یہاں آ کر دیکھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ انبار چلا گیا ہے اور اس نے کوفہ پر طلحہ بن اسحاق بن محمد بن الاشعث کو اپنا نائب بنایا ہے ابو جعفر کو فہ آئے جمعہ کے دن امامت کی تقریر کی اور کہا کہ میں یہاں سے جانے والا ہوں۔ ابو مسلم بھی حیرہ میں ان سے ملا ابو جعفر انبار آئے اور وہیں اقامت گزریں ہو کر انھوں نے اپنے تمام متعلقین اور ساز و سامان کو وہیں اکٹھا کر لیا۔

علی بن محمد کا بیان:

علی بن محمد راوی ہے کہ ابو جعفر کے آنے سے قبل عیسیٰ بن موسیٰ نے تمام سرکاری بھندار خانوں، خزانوں اور دفاتر کو اپنی نگرانی میں لے لیا تھا اس کے بعد ابو جعفر انبار میں اس کے پاس آ گئے اور اس نے سب چیزیں ان کے سپرد کر دیں، تمام لوگوں نے ان کی اور ان کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی کے لیے بیعت کی، اس کے بعد عیسیٰ نے حکومت کی باگ ابو جعفر کے سپرد کر دی، اس سے قبل ہی عیسیٰ بن موسیٰ نے ابو غسان یزید بن زیاد ابو العباس کے حاجب کو عبد اللہ بن علی کے پاس ابو جعفر کی بیعت کرنے کے لیے ابو العباس کی زندگی ہی میں بھیج دیا تھا، اور یہ اس وقت کیا گیا تھا جب کہ ابو العباس نے سب کو اپنے بعد ابو جعفر کی بیعت کا حکم دیا۔

عبد اللہ بن علی کا دعویٰ خلافت:

ابو غسان اس وقت عبد اللہ بن علی کے پاس آیا جب کہ وہ رومیوں سے جہاد کرنے کے ارادے سے جا رہا تھا اور پہاڑی دروں کے دہانوں تک پہنچ چکا تھا۔ جب ابو غسان نے عبد اللہ بن علی سے جو دلوک نام ایک گاؤں میں فروکش تھا ابو العباس کی خبر مرگ بیان کی تو اس نے نقیب کو حکم دیا کہ وہ سب لوگوں کو نماز کے لیے ندا دے جب تمام فوجی سردار اور سپاہی اس کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے وہ خط سنایا جس میں ابو العباس کی موت کی خبر درج تھی اور پھر اپنی خلافت کی دعوت دی اور کہا کہ جب ابو العباس مروان بن محمد کے مقابلے پر فوج بھیجنے لگے تو انہوں نے اپنے بھائیوں کو بلا کر مروان کے مقابلے پر جانے کی دعوت دی اور کہا جو اس کے مقابلے کے لیے جائے گا وہی میرا ولی عہد خلافت ہے، میرے علاوہ اور کوئی اس اہم خدمت پر جانے کے لیے آمادہ نہ ہوا میں اسی سمجھوتہ کی بنا پر اس کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا اور جس طرح میں نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کیا اس سے آپ لوگ واقف ہیں۔

عبد اللہ بن علی کی بیعت:

ابو غانم الطائی اور خفاف المروزی نے چند اور اہل خراسان کے فوجی سرداروں کے ساتھ کھڑے ہو کر اس بیان کی صداقت پر شہادت دی اور ابو غانم، خفاف ابو الاصح اور دوسرے تمام ان خراسان، شام اور جزیرے کے سرداروں نے جن میں حمید بن قحطبہ، خفاف الجرجانی، حیاش بن حبیب، مخارق بن غفار اور ترار خدا وغیرہ تھے اس کی بیعت کی، اس وقت عبد اللہ بن علی تل محمد (نیلہ) پر فروکش تھا، بیعت کے بعد وہاں سے کوچ کر کے حران آ کر فروکش ہوا حران میں اس وقت مقاتل الحنکی حاکم تھا جسے ابو جعفر نے جزیرہ سے ابو العباس کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوتے وقت اپنے علاقے کا نائب مقرر کیا تھا۔ عبد اللہ نے مقاتل سے بیعت لینا چاہی مگر اس نے اسے منظور نہ کیا اور اس کے مقابلے کے لیے قلعہ بند ہو گیا عبد اللہ بن علی نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس طرح چھٹا رہا کہ اسے ہتھیار رکھ دینے پڑے اور پھر عبد اللہ بن علی نے اسے قتل کر دیا۔

ابو مسلم کی عبد اللہ بن علی پر فوج کشی:

اب ابو جعفر نے عبد اللہ بن علی کے مقابلے کے لیے ابو مسلم کو روانہ کیا، جب اسے اس کے آنے کی اطلاع ہوئی وہ حران ہی میں ٹھہر گیا، ابو جعفر نے اس کے بارے میں ابو مسلم سے کہا تھا کہ اس کا مقابلہ یا تم کر سکتے ہو یا میں کر سکتا ہوں، غرض کہ اب ابو مسلم انبار سے عبد اللہ بن علی کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا، عبد اللہ بن علی نے حران میں مدافعت کے تمام سامان فراہم کیے، فوجیں، اسلحہ، سامان خوراک اور چارہ کثیر تعداد میں اکٹھا کیا اپنے گرد خندق بنائی، اسی طرح ابو مسلم نے بھی کسی سردار کو نہ چھوڑا سب کو اپنے ساتھ لیا

اپنے مقدمۃ الجیش پر مالک بن یثم الخزاعی کو روانہ کیا جن کے ہمراہ قطبہ کے دونوں بیٹے حمید اور حسن بھی تھے حمید عبد اللہ بن علی کا ساتھ چھوڑ کر ابو مسلم سے آ ملا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ عبد اللہ اس کو قتل کر دینا چاہتا تھا اس کے ہمراہ ابوالخلق اور اس کا بھائی ابو حمید اور اس کا بھائی اہل خراسان کی ایک جماعت کے ساتھ نکل آئے خراسان چھوڑتے وقت ابو مسلم نے خالد بن ابراہیم ابوداؤد کو خراسان پر اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا۔

عبد اللہ بن علی کی علی سے مصالحت:

یثم نے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن علی کو مقاتل کا محاصرہ کیے چالیس راتیں گزری تھیں کہ اسے ابو مسلم کی پیش قدمی کی اطلاع ملی اب تک اسے مقاتل کے مقابلہ پر فتح نہیں ہوئی تھی اسے خوف پیدا ہوا کہ مبادا ابو مسلم اچانک اس پر دھاوا کر دے اسی ڈر سے اس نے علی کو امان دی، علی اپنی فوج کے ہمراہ عبد اللہ بن علی کے پاس چلا آیا چند ہی روز اس کے ساتھ قیام پذیر رہا اس کے بعد عبد اللہ بن علی نے اسے عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سراقۃ الازدی کے پاس رقبہ بھیج دیا۔

علی کا قتل:

علی کے ہمراہ اس کے دو بیٹے بھی تھے عبد اللہ نے عثمان کے نام ایک خط لکھ کر علی کو دے دیا جب یہ عثمان کے پاس آئے اس نے علی کو قتل کر دیا اور اس کے دونوں بیٹوں کو اپنے پاس قید کر لیا اس کے بعد جب اسے عبد اللہ بن علی اور اہل شام کی نصیبین پر شکست کی اطلاع ملی اس نے ان دونوں کو جیل سے نکال کر قتل کر دیا۔ چونکہ عبد اللہ بن علی کو یہ اندیشہ تھا کہ اہل خراسان اس کے وفادار ثابت نہ ہوں گے اس وجہ سے اس نے اپنے کو تو ال کے ذریعہ سترہ ہزار خراسانیوں کو قتل کرا دیا۔

حمید بن قطبہ کے قتل کا حکم:

اسی طرح اس نے حمید بن قطبہ کو ایک خط دے کر حلب بھیجا جہاں زفر بن عاصم تھا اس خط میں تحریر تھا کہ جب حمید تمہارے پاس پہنچے فوراً اسے قتل کر دینا۔ حمید اس خط کو لے کر حلب روانہ ہوا اثناء راہ میں کئی جگہ اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسے خط کو لے کر جانا جس کے مضمون سے آگاہی نہ ہونا نا تجربہ کاری ہے اس نے طو مار توڑ کر خط نکالا اور پڑھا پڑھنے کے بعد اپنے خاص دوستوں کو بلا کر اس کے مضمون سے آگاہ کیا ان سے مشورہ لیا اور کہا کہ آپ لوگوں میں سے جو جان بچا کر بھاگنا چاہے وہ میرا ساتھ دے میں تو اب عراق جاتا ہوں اور جو شخص آپ میں سے اتنے طویل سفر کی مشقت نہ برداشت کرنا چاہے اسے اختیار ہے کہ وہ اس راز کو فاش کیے بغیر جہاں اس کا جی چاہے چلا جائے۔

حمید بن قطبہ کی روانگی عراق:

اس تجویز کے بعد اس کے ساتھیوں نے اپنے گھوڑوں کے نعل لگوائے اور اب سفر کے لیے تیار ہوئے یہ سب کو لے کر دشت کی طرف چلا اور بجائے شاہراہ عام کے پگڈنڈی اختیار کی چلتے چلتے رصافہ ہشام واقع شام کی ایک سمت سے گزرے اس وقت رصافہ میں عبد اللہ بن علی کا ایک مولیٰ سعید البربری متعین تھا۔ اسے معلوم ہوا کہ حمید بن قطبہ عبد اللہ بن علی کے خلاف ہو کر ریگستان کی طرف ہو گیا ہے۔ یہ اپنے شہسواروں کو لے کر اس کے تعاقب میں چلا اور راستے میں کسی جگہ اسے جالیا اسے دیکھتے ہی حمید نے اپنے گھوڑے کو اس کی طرف پلٹا یا اور اس کے پاس آ کر کہنے لگا تم کو کیا ہوا ہے کیا تم مجھے نہیں جانتے مجھ سے لڑنے میں تمہاری بھلائی نہیں

واپس جاؤ میرے دوستوں کو جو تمہارے بھی دوست ہیں قتل مت کرو اس سے تم کو قطعی کوئی فائدہ نہ ہوگا اس تقریر کو سن کر وہ اس کا مفہوم اچھی طرح سمجھ گیا اور ان کی مزاحمت کیے بغیر پھر رصافہ اپنی جگہ چلا آیا حمید اپنے ساتھیوں کو لے کر عراق روانہ ہوا اس کے محافظ دستے کے سردار موسیٰ بن میمون نے اس سے کہا کہ رصافہ میں میری ایک لونڈی ہے میں اسے کچھ وصیت کرنا چاہتا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس سے مل کر بہت جلد آپ کے پاس آ جاؤں گا۔ حمید نے اجازت دے دی موسیٰ اس کے پاس آ کر ٹھہرا اور پھر حمید کے پاس جانے کے ارادے سے رصافہ سے روانہ ہوا سعید البرزی عبد اللہ بن علی کے مولیٰ نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔
ابو مسلم خراسانی کی حکمت عملی:

عبد اللہ بن علی آگے بڑھ کر نصیبین میں فروکش ہوا اس نے اپنے گرد خندق بنالی۔ ابو مسلم مقابلہ کے لیے بڑھا۔ ابو جعفر نے اس سے پہلے حسن بن قطبہ کو جو ان کی طرف سے آرمینیا پر ان کا نائب تھا لکھ بھیجا تھا کہ وہ ابو مسلم سے آٹے چنانچہ حسن بن قطبہ ابو مسلم کے پاس آ گیا جو اس وقت موصل میں تھا اب ابو مسلم عبد اللہ بن علی کے سامنے آ کر ایک سمت میں فروکش ہوا اور پھر اس کا تعرض کیے بغیر اس نے شام کا راستہ لیا اور عبد اللہ کو لکھ دیا۔ کہ مجھے نہ تمہارے مقابلہ پر بھیجا گیا ہے اور نہ تم سے لڑنے کا حکم دیا گیا مجھے تو امیر المومنین نے شام کا والی مقرر کیا ہے میں شام جا رہا ہوں۔
اہل شام کی عبد اللہ بن علی سے علیحدگی:

اس پر ان شامیوں نے جو عبد اللہ بن علی کے ہمراہ تھے اس سے کہا کہ اس صورت میں کہ ابو مسلم ہمارے ملک میں جا رہا ہے جہاں ہمارے بیوی بچے اور اعزائیں جن پر اس کا قابو چلے گا انہیں یہ تہ تیغ کر دے گا ہماری اولاد کو لونڈی غلام بنالے گا ہم کیونکر آپ کا ساتھ دینے کے لیے یہاں قیام کر سکتے ہیں ہم تو اب اپنے گھروں کو جاتے ہیں وہاں جا کر اپنے اہل و عیال کی مدافعت کریں گے اور اگر ابو مسلم ہم سے لڑے گا تو ہم اس سے لڑیں گے عبد اللہ بن علی نے کہا بخدا! اس کا ارادہ شام جانے کا نہیں ہے یہ تو تم ہی سے لڑنے بھیجا گیا ہے اگر تم یہاں ٹھہرو تو وہ ضرور تمہارے مقابلے پر آئے گا۔ مگر اہل شام نے اس کا کہنا نہ مانا اور شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابو مسلم خراسانی اور عبد اللہ بن علی کی جنگ:

ابو مسلم نے آگے بڑھ کر ان کے قریب اپنا پڑاؤ ڈالا اور عبد اللہ بن علی اپنا پڑاؤ چھوڑ کر شام کی طرف روانہ ہوا اس کے جاتے ہی ابو مسلم نے اسی جگہ پر جہاں عبد اللہ بن علی کا پڑاؤ تھا قبضہ کر کے اپنا پڑاؤ ڈالا اور مورچے لگائے نیز آس پاس کے تمام کنوؤں اور چشموں کو اندھا اور خراب کر دیا ان میں سردار جانور ڈال دیئے تاکہ دشمن کو پانی میسر نہ ہو۔

جب اس کی اطلاع عبد اللہ بن علی کو ہوئی اس نے اپنے شامی سرداروں سے کہا کہ میں نے تو پہلے ہی آپ لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ وہ ضرور پلٹ آئے گا۔ اب خود عبد اللہ بھی واپس ہوا یہاں آ کر دیکھا کہ اس کے پڑاؤ پر ابو مسلم نے پہلے سے قبضہ کر لیا ہے اس نے مجبوراً اس مقام پر چھاؤنی ڈالی جہاں اس سے پہلے ابو مسلم کی چھاؤنی تھی اب جنگ شروع ہوئی پانچ یا چھ ماہ دونوں فریق لڑتے رہے اہل شام کے پاس سوار زیادہ تھے نیز ساز و سامان بھی ان کے پاس بہت عمدہ تھا عبد اللہ کے مہینہ پر بکار بن مسلم العقیلی اور میسرہ پر حبیب بن سوید الاعدی تھے عبد الصمد بن علی رسالہ کا سردار تھا۔ اس کے مقابل ابو مسلم کے مہینہ پر حسن بن قطبہ اور میسرہ پر ابو نصر

خازم بن خزیمہ تھا کئی ماہ تک دونوں حریف مصروف کارزار رہے۔

ہشام بن عمرو التلعیمی راوی ہے کہ میں ابو مسلم کی فرودگاہ میں تھا ایک دن لوگ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ کون قوم زیادہ بہادر اور ثابت قدم ہے۔ میں نے اوگوں سے کہا کہ آپ ہی لوگ بیان کریں تاکہ میں بھی سنوں، ایک شخص نے کہا اہل خراسان دوسرے نے کہا اہل شام اس پر ابو مسلم نے کہا کہ ہر قوم اپنے علاقے میں زیادہ بہادر اور ثابت قدم ہوتی ہے۔
عبداللہ بن علی کا شدید حملہ:

اس کے بعد پھر جنگ شروع ہوئی عبداللہ بن علی کی فوج نے ہم پر ایسا شدید حملہ کیا کہ ہمیں اپنی جگہوں سے پسپا کر دیا اس کے بعد وہ پلٹ گئے بعد ازاں عبدالصمد نے رسالہ کے ساتھ ہم پر حملہ کیا اور ہمارے اٹھارہ آدمی قتل کر کے وہ اپنی پوری جمعیت کے ساتھ پھر اپنی اصل میں جا ملا۔ اور اب ان سب نے مل کر اس بے جگری سے ہم پر حملہ کیا کہ ہماری صفیں درہم برہم کر دیں اور ہماری فوج کا بڑا حصہ تاب مقاومت نہ لا کر بے ترتیبی سے پسپا ہوا میں نے ابو مسلم سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے گھوڑے کو ایزدے کر اس نیلہ پر چڑھ کر دیکھوں اور اپنی فوج کو جو شکست کھا کر پسپا ہو رہی ہے پھر واپس آنے کے لیے لگا دوں، ابو مسلم نے اس کی اجازت دی میں نے ابو مسلم سے کہا کہ آپ بھی اپنے گھوڑے کو موڑیے اس نے جواب دیا دانشمندی سے موقع پر کبھی ایسا نہیں کرتے تم خود جا کر اہل خراسان کو لگا رو کہ واپس آؤ کیونکہ نتیجہ کے مالک وہی ہوتے ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں میں نے اسی طرح ان کو آواز دی اور اب وہ پھر مقابلہ پر پلٹ آئے اس دن ابو مسلم نے یہ شعر بطور رجز پڑھا:

من کان بنوی اہلہ فلا رجع فرمن الموت و فی الموت وقع

ترجمہ: ”جو اپنے اہل و عیال کی نیت رکھتا ہے وہ واپس نہ آئے گا جو موت سے بھاگا وہ موت ہی کے منہ میں گرا۔“

ابو مسلم کی ہدایات:

اس لڑائی میں ابو مسلم کے لیے ایک تخت بنایا گیا تھا جب دونوں فوجیں لڑتیں تو وہ تخت اس کے لیے بچھایا جاتا اور ابو مسلم اس پر بیٹھ کر لڑائی کا رنگ ڈھنگ دیکھتا جس حصہ فوج میں کوئی خلل اسے نظر آتا فوراً اسے ہدایت بھیجتا کہ تمہاری سمت میں یہ رخ نہ ہو گیا ہے فوراً اس کا تدارک کرو ورنہ دشمن اس میں سے نکل آئے گا اس کے لیے رسالہ آگے بڑھا دیا پیچھے ہٹاؤ اس کے قاصد اس کی ہدایات برابر دوسرے سرداران لشکر کو پہنچاتے رہتے تھے اور ان کے جواب لاتے رہتے تھے بہر حال بروز سہ شنبہ ۷/ جمادی الآخر ۱۳۶ یا ۱۳۷ھ فریقین میں نہایت شدید جنگ ہوئی ابو مسلم نے جب جنگ کا یہ رنگ دیکھا اس نے دشمن کے خلاف یہ چال چلی کہ حسن بن قطبہ اپنے مہینہ کے سردار کو حکم دیا کہ تم اپنی سمت خالی کر کے اپنی فوج کا بڑا حصہ میسرہ میں شامل کر دو اور سمت میمنہ میں اپنی فوج کے بہادر ترین مدافعتین کو چھوڑ دو کہ وہ اس سمت میں صرف مدافعت کرتے رہیں جب اہل شام نے یہ ترکیب دیکھی انھوں نے اس کے مقابل اپنے میسرہ کو خالی کر کے اس کی بڑی جمعیت کو اپنے میمنہ میں شامل کر دیا جو ابو مسلم کے میمنہ کے مقابل متعین تھا۔

عبداللہ بن علی کی شکست:

اس کے بعد ہی ابو مسلم نے حسن بن قطبہ کو حکم دیا کہ تم قلب فوج کو حکم دو کہ وہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ ان چند آدمیوں کو لے کر جواب تک سمت میمنہ میں موجود تھے اہل شام کے میسرہ پر حملہ کریں اس حکم کی بجا آوری ہوئی اہل قلب نے شامی میسرہ پر اس

بے جگری سے حملہ کیا کہ ان کے پرچے اڑا دیئے ان کو مقابلے سے مار بھاگایا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا میمنہ اور قلب بھی پسپا ہوا خراسانیوں نے ان کا تعاقب کیا گویا ان پر چڑھے پڑتے تھے اب اہل شام کو کامل شکست ہوگئی، عبداللہ بن علی نے سراقۃ الازدی سے جو اس کے پاس کھڑا تھا پوچھا اب کیا کروں؟ اس نے کہا کہ آپ آخر دم تک ڈنے رہیے اور لڑیئے یہاں تک کہ آپ قتل ہو جائیں کیونکہ آپ ایسے شخص کا بھاگنا سخت معیوب ہے اور خود آپ نے مروان کو یہ الزام دیا تھا کہ وہ موت سے ڈر کر بھاگ گیا عبداللہ بن علی نے کہا مگر میں عراق جاتا ہوں سراقۃ نے کہا میں آپ کے ساتھ ہوں اب اہل شام کو کامل شکست ہوئی اور ان میں عام بھاگ پڑی وہ اپنی فرودگاہ کو چھوڑ کر چلتے بنے ابو مسلم نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس فتح کی خبر ابو جعفر کو بھیجی ابو جعفر نے اپنے مولیٰ ابو الخصیب کو اس لیے کہ وہ عبداللہ بن علی کی فرودگاہ کی ہر شے کو اپنے قبضہ میں لے لے مقام جنگ پر بھیجا اس سے ابو مسلم رنجیدہ ہوا۔

عبداللہ بن علی کی مراجعت بصرہ:

عبداللہ بن علی اور عبدالصمد بن علی چلتے بنے عبدالصمد کو فنی آیا عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کے لیے امان کی درخواست کی جسے ابو جعفر نے منظور کر لیا اور عبداللہ بن علی بصرہ میں سلیمان بن علی کے پاس آکر قیام پذیر ہو گیا۔

ابو مسلم نے معافی عام کا اعلان کر دیا اس نے کسی کو اب قتل نہیں کیا اور اپنی فوج کو بھی اہل شام کے تعاقب اور قتل سے روک دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبدالصمد بن علی کے لیے اسمعیل بن علی نے امان کی درخواست دی تھی۔

سلیمان بن علی کی عبداللہ بن علی کو امان:

بیان کیا گیا ہے کہ شکست کھا کر عبداللہ اور اس کا بھائی عبدالصمد بن علی رصافہ شام آ گئے تھے۔ عبدالصمد رصافہ میں مقیم تھا کہ منصور کے سوار جو رہن مرار العجلی کی قیادت میں اس کے لیے آئے۔ جو رہنے اسے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں اور پھر ابو جعفر کے مولیٰ ابو الخصیب کے ذریعہ اسے ابو جعفر کے پاس بھیج دیا یہ ان کے سامنے پیش کیا گیا انھوں نے اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے حوالے کر دیا اس نے عبدالصمد کو امان دی اسے عزت کے ساتھ رہا کر دیا نیز عطیہ میں کچھ روپیہ اور لباس دیا۔ البتہ عبداللہ بن علی رصافہ میں صرف ایک رات ٹھہرا صبح اندھیرے میں اپنے خاص سرداروں اور مولیوں کو لے کر رصافہ سے نکل کھڑا اور سلیمان بن علی کے پاس بصرے آ گیا یہ ان دنوں بصرہ کا عامل تھا۔ سلیمان نے انہیں پناہ دی ان کی آؤ بھگت کی یہ جماعت عرصہ تک پوشیدہ طور پر اس کے پاس قیام گزیر رہی۔

اسی سال ابو مسلم قتل کیا گیا۔

ابو مسلم خراسانی اور ابو العباس:

۱۳۶ھ میں ابو مسلم نے ابو العباس سے حج کے لیے اجازت طلب کی اور مطلب یہ تھا کہ وہ حج میں خود نماز کی امامت کرے ابو العباس نے اس کی اجازت دے دی مگر اپنے بھائی ابو جعفر کو جو جزیرہ آذربائیجان اور آرمینیا کے والی تھے لکھا کہ ابو مسلم نے مجھ سے حج کی اجازت لی ہے میں نے اسے اجازت دے دی ہے مگر مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہاں آکر وہ مجھ سے درخواست کرے گا کہ اسی کو اس مرتبہ امیر حج بنایا جائے مناسب یہ ہے کہ تم بھی مجھ سے حج کی اجازت طلب کرو کیونکہ جب تم کے میں ہو گے تو پھر وہ تمہارے ہوتے اپنے لیے امارت حج کی خواہش نہ کر سکے گا۔ چنانچہ ابو جعفر نے ابو العباس سے حج کی اجازت مانگی جو منظور کر لی گئی یہ

انبار آ کر ان سے ملے یہ سن کر ابو مسلم کہنے لگا کہ اس سال کے علاوہ کیا اور سال نہ تھا جس میں ابو جعفر حج کے لیے جاتے ان کو بھی اسی سال حج کے لیے جانا تھا نیز ان کی طرف سے یہ بات اس کے دل میں بیٹھ گئی۔

ابو مسلم خراسانی کی داد و دہش:

علی کہتا ہے کہ اپنے علاقے سے آتے ہوئے ابو جعفر نے حسن بن قحطبہ کو اپنا قائم مقام بنایا دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ابو جعفر نے اپنے دودھ شریک یحییٰ بن مسلم بن عروہ کو اپنی جگہ والی مقرر کیا تھا اسودان کا مولیٰ تھا اب یہ دونوں کے ساتھ روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ابو مسلم کی یہ کیفیت تھی کہ وہ پہاڑی دشوار گزار گھاٹیوں کو درست کراتا اور ہر منزل پر عربوں کو کپڑے تقسیم کرتا جو اس سے سوال کرتا اسے ضرور دیتا اس نے عربوں کو گدے اور لحاف دیئے کنوئیں کھدوائے راستے کو ہموار کیا اس سے ہر طرف اس کی شہرت پھیلی عرب کہنے لگے کہ اس شخص کے خلاف تو ہم نے بہت سے الزام سنے تھے مگر اس نے اپنے طرز عمل سے ثابت کیا کہ وہ بالکل جھوٹ اور بہتان تھا غرض کہ اسی طرح داد و دہش کرتا ہوا یہ مکہ آیا ایمانی عربوں کو دیکھ کر اس نے نیزک کے پہلو میں ٹھوکا دے کر کہا کہ دیکھو اگر ان کو کوئی چرب زبان جلد آنسو بہانے والا آدمی مل جائے تو یہ کسی قدر عمدہ سپاہی ہیں۔

ابو مسلم خراسانی کی روانگی عراق:

پہلے بیان کے مطابق جب مناسک حج ادا کر کے سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوئے تو ابو مسلم ابو جعفر سے پہلے ہی عراق چل دیا راستے میں اسے ابو العباس کی موت اور ابو جعفر کے خلیفہ ہونے کی اطلاع خط کے ذریعہ ملی اس نے فوراً ابو جعفر کو ایک خط لکھا جس میں ابو العباس کی موت پر صرف تعزیت لکھ بھیجی مگر ان کی خلافت پر نہ ان کو مبارک باد دی اور نہ اس منزل پر ٹھہرا رہا تا کہ وہ اس سے آ ملتے اور نہ خود چل کر ان کے پاس آیا۔ اس طرز عمل پر ابو جعفر کو سخت غصہ آیا انھوں نے ایک خط سخت لہجے میں ابو ابوب سے اسے لکھوایا اسے پڑھ کر ابو مسلم نے ابو جعفر کو خلافت کی مبارک باد دی یزید بن اسید السلمی نے ابو جعفر سے کہا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ راستے میں آپ اور وہ ایک جا ہوں کیونکہ تمام لوگ بمنزلہ اس کی سپاہ کے ہیں وہ اس کا بہت زیادہ کہنا مانتے ہیں اور ڈرتے ہیں اور آپ کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے ابو جعفر نے اس مشورہ کو قبول کر لیا اب وہ ارادنا پیچھے رہتے گئے اور ابو مسلم آگے بڑھتا گیا۔ ابو جعفر نے اپنے آدمیوں کو ایک جا ہونے کا حکم دیا وہ سب آگے بڑھ آئے اور جمع ہو گئے انہوں نے اپنے اسلحہ بھی ایک جا کر لیے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کے فرود گاہ میں اس وقت کل چھ زر ہیں تھیں۔

ابو مسلم کی عبد الجبار و صالح کے خلاف شکایت:

ابو مسلم انبار چلا آیا اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کو بلایا تا کہ یہ اس کی بیعت کر لے عیسیٰ آ گیا ابو جعفر کو فہ آ گئے۔ یہاں ان کو عبد اللہ بن علی کی بغاوت کا حال معلوم ہوا اسے سن کر وہ یہاں آئے اور یہاں انہوں نے ابو مسلم کو اپنے پاس بلا کر عبد اللہ بن علی کے مقابلے کے لیے سپہ سالار بنایا ابو مسلم نے کہا کہ عبد الجبار بن عبد الرحمن اور صالح بن یثیم مجھ پر تہمتیں عائد کرتے ہیں آپ ان کو قید کر دیجئے ابو جعفر نے کہا عبد الجبار میرا کو تو ال ہے اور اس سے پہلے وہ ابو العباس کا بھی کو تو ال رہا ہے صالح بن یثیم میرا رضائی بھائی ہے محض تمہارے گمان کی وجہ سے میں ان دونوں کو قید نہیں کرتا۔ اس پر ابو مسلم نے کہا کہ اس کے یہ معنی ہوئے کہ میرے مقابلے میں آپ کے قلب میں ان کی زیادہ وقعت اور جگہ ہے۔ یہ سن کر ابو جعفر برہم ہو گئے ابو مسلم کہنے لگا کہ میرا ہرگز مقصد یہ نہ تھا کہ آپ اس طرح برہم

ہو جائیں۔

مسلم بن مغیرہ کا بیان:

مسلم بن مغیرہ بیان کرتا ہے کہ میں آرمینیا میں حسن بن قطیبہ کے پاس تھا۔ جب ابو مسلم شام کی طرف روانہ ہوا ابو جعفر نے حسن کو حکم بھیجا کہ وہ بھی ابو مسلم کے پاس جا کر اس کے ہمراہ شام جائے اس حکم کی بنا پر ہم لوگ ابو مسلم کے پاس آئے جو اس وقت موصل میں تھا چند روز اس نے یہاں قیام کیا جب اس نے روانگی کا ارادہ کیا میں نے حسن سے کہا کہ آپ تو لڑائی کے لیے جا رہے ہیں اب سردست آپ کو میری ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں عراق چلا جاؤں اور آپ کے واپس آنے تک وہاں قیام کروں حسن نے میری درخواست منظور کر لی البتہ یہ کہا کہ جب جانے لگو تو مجھے اطلاع دینا۔

حسن بن قطیبہ کا ابو ایوب کو پیغام:

چنانچہ جب میں تہیہ سفر کر چکا تو میں نے اس سے آ کر کہا کہ اب میں جاتا ہوں آپ سے رخصت ہونے آیا ہوں حسن نے کہا تھوڑی دیر کے لیے باہر دروازے پر ٹھہرو میں تم سے آ کر ملتا ہوں میں باہر نکل کر ٹھہرا رہا حسن نے باہر آ کر مجھ سے کہا کہ میں تمہارے ذریعہ ابو ایوب کو ایک پیام بھیجنا چاہتا ہوں اگر مجھے تم پر کامل اعتماد نہ ہوتا یا مجھے تمہارے اور ابو ایوب کے دوستانہ مراسم کا علم نہ ہوتا تو ہرگز یہ بات تم سے نہ کہتا امید ہے کہ تم اس پیام کو ان تک پہنچا دو گے ان سے کہہ دینا کہ جب سے میں ابو مسلم کے پاس آیا ہوں۔ مجھے اس کی وفاداری میں شبہ پیدا ہو گیا ہے جب کبھی امیر المؤمنین کا خط اس کے پاس آتا ہے یہ اسے پڑھ کر اپنا منہ بنا لیتا ہے اور پھر اسے دیکھنے کے لیے ابونصر کو دے دیتا ہے اور دونوں استہزاء اس خط کو پڑھ کر ہنستے ہیں میں نے کہا ہاں! میں آپ کے پیام کو اچھی طرح سمجھ گیا ہوں میں عراق آ کر ابو ایوب سے ملا میرا خیال تھا کہ میں ایک نئی بات اس سے بیان کروں گا مگر اس پیام کو سن کر وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ ہم خود ابو مسلم کو عبد اللہ بن علی سے بھی زیادہ ناقابل اعتبار اور منافق سمجھتے ہیں البتہ ہم دونوں کے لیے ایک بات کی آرزو رکھتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ خراسانی عبد اللہ بن علی کو اچھا نہیں سمجھتے اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ انحراف بیعت کے بعد اہل خراسان کی مخالفت کے خوف سے اس نے اپنے کو تو اہل حیا ش بن حبیب کو اہل خراسان کے قتل کا حکم دیا اور اس نے سترہ ہزار خراسانی قتل کر دیے۔

مال غنیمت کے متعلق ابو حفص کا بیان:

ابو حفص الازدی بیان کرتا ہے کہ ابو مسلم عبد اللہ بن علی سے لڑا اس نے اسے شکست فاش دی اور اس کی فرودگاہ میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر کے اسے ایک محدود احاطہ میں جمع کر دیا غنیمت میں سونا چاندی زیورات اور جواہرات کثیر مقدار میں فاتحوں کے ہاتھ آئے تھے یہ بیش بہا چیزیں اس احاطہ میں کھلی ہوئی بکھری پڑی تھیں ابو مسلم نے اپنے ایک فوجی عہدہ دار کو اس کی حفاظت پر متعین کر دیا تھا میں اسی عہدہ دار کے دستہ فوج میں تھا اس نے باری باری سے ہمارا پہرہ مقرر کر دیا تھا جو شخص اس احاطہ سے باہر جاتا تھا اس کی جامہ تلاشی ہوتی تھی ایک دن میرے اور ساتھی احاطہ سے باہر گئے میں پیچھے رہ گیا ہمارے سردار نے ان سے مجھے پوچھا انھوں نے کہا کہ ابو حفص احاطہ کے اندر ہے اس نے احاطہ کے دروازے سے مجھے دیکھا میں تاز گیا میں نے فوراً اپنے دونوں موزے اتار کر اس کے سامنے جھاڑے وہ اسے دیکھتا رہا اس کے بعد میں نے اپنا پا جامہ جھٹکا اور کرتے کی آستینیں جھٹک دیں پھر میں نے اپنے

موزے پہن لیے وہ ان سب حرکتوں کو دیکھتا رہا پھر اٹھ کر اپنی مجلس میں جا بیٹھا اور اب میں احاطہ سے نکل آیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم احاطہ میں کیوں رہ گئے تھے میں نے عرض کیا 'خیر ہے اس کے بعد اس نے تنہائی میں مجھ سے کہا جو کچھ تم نے کیا میں اسے دیکھتا رہا ہوں ایسا تم نے کیوں کیا میں نے کہا کہ جناب والا اس احاطہ میں ہر طرف موتی اور درہم بکھرے پڑے ہیں ہم ان پر چلتے رہتے ہیں مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا کوئی موتی میرے موزے میں آ گیا ہو اس وجہ سے میں نے اپنے جوتے اور جراب دونوں کو اتار کر جھٹک دیا یہ بات اسے بہت پسند آئی اس نے کہا جاؤ۔ اب میری یہ ترکیب رہی کہ میں پہرہ داروں کے ساتھ اس احاطہ میں آتا درہم لیتا اپنے جوتے میں ڈال لیتا اور بیش بہا کپڑے اپنے پیٹ پر لپیٹ لیتا جب ہم سب نکلتے تو میرے اور ساتھیوں کی جامہ تلاشی ہوتی مگر مجھے کوئی نہ پوچھتا اس طرح میں نے بہت سی دولت جمع کر لی مگر موتیوں کو ہاتھ نہ لگایا۔

ابو مسلم کا ابو الخصب کو قتل کرنے کا ارادہ:

عبداللہ بن علی کی ہزیمت کے بعد ابو جعفر نے ابو الخصب کو ابو مسلم کے پاس بھیجا تاکہ یہ مال غنیمت کی فرو تیار کرے یہ بات ابو مسلم کو سخت ناگوار گزری اس نے ابو الخصب پر کوئی الزام عائد کر کے اسے قتل کر دینا چاہا، مگر دوسرے اشخاص نے اس کی سفارش کی اور کہا کہ اس کا کیا قصور ہے یہ تو اپنی ہی ہے اس پر ابو مسلم نے اسے چھوڑ دیا یہ ابو جعفر کے پاس چلا آیا۔ دوسرے سرداران فوج نے ابو مسلم سے آ کر کہا کہ تم نے عبداللہ بن علی کا خاتمہ کر کے اس کے قیام گاہ پر قبضہ کیا ہے ہمارے حاصل کردہ غنیمت کے متعلق سوال نہیں کیا جاسکتا اس میں سے صرف پانچواں حصہ امیر المومنین کا ہے۔

ابو جعفر کو ابو مسلم سے خطرہ:

ابو الخصب نے ابو جعفر سے آ کر سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ وہ مجھے قتل کر دینا چاہتا تھا۔ ابو جعفر کو خوف پیدا ہوا کہ اب ابو مسلم خراسان چلا جائے گا انھوں نے یقین کے ہاتھ ایک خط اسے بھیجا اور اس میں لکھا کہ میں تم کو مصر و شام کا صوبہ دار مقرر کرتا ہوں یہ تمہارے لیے خراسان کی صوبہ داری سے اچھا ہے مصر پر تم خود کسی اور کو اپنا عامل بنا دو شام میں خود رہو اس طرح تم امیر المومنین کے قریب ہو جاؤ گے اور وہ تم کو جب بلائیں گے تم جلد ان کے پاس آ سکو گے خط پڑھ کر ابو مسلم برہم ہو گیا کہنے لگا ان کی یہ شان کہ وہ مجھے شام و مصر کی ولایت دیں میں ان کی کیا پروا کرتا ہوں خراسان پر تو میرا قبضہ ہے اور اب میں خراسان جانے کا مصمم عزم رکھتا ہوں یقین نے ابو جعفر کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی۔

یقین بن موسیٰ کی ابو مسلم کے خلاف شکایت:

متذکرہ بالا بیان کے علاوہ اس واقعہ کے متعلق دوسرا بیان یہ ہے کہ جب ابو مسلم نے عبداللہ بن علی کی فرود گاہ پر قبضہ کر لیا ز منصور نے یقین بن موسیٰ کو بھیجا تاکہ وہ اس فرود گاہ کی ہر شے کو اپنے قبضہ میں لے کر ابو مسلم سے "یک دین" پکارتا تھا ابو مسلم نے اس سے کہا اس کے کیا معنی کہ لڑائی کے لیے تو میں امین سمجھا جاؤں اور مال کے متعلق مجھے خائن سمجھا گیا۔ اس کے بعد اس نے ابو جعفر کو گالیاں دیں۔ یقین نے یہ تمام واقعہ ابو جعفر سے آ کر بیان کر دیا۔

ابو مسلم کا ابو جعفر کے نام خط:

ابو مسلم ابو جعفر کی مخالفت پر کمر باندھ کر جزیرہ سے روانہ ہوا اور ان کے سامنے سے بغیر ان کے پاس آئے خراسان کی طرف

چل دیا۔ ابو جعفر انبار سے مدائن آئے انہوں نے ابو مسلم کو لکھا کہ تم میرے پاس آؤ اس کے جواب میں ابو مسلم نے حسب ذیل خط زاب سے بھیجا جہاں اس نے منزل کی تھی اور وہ اسی شام وہاں سے براہ حلوان روانہ ہونے والا تھا۔ امیر المومنین کا کوئی دشمن ایسا نہ رہا کہ جس پر اللہ نے ان کو قابو نہ دیا ہو۔ ساسانی بادشاہوں سے یہ روایت ہم سنتے آئے ہیں کہ جب فتنہ و شورش فرو ہو جاتے ہیں تو سب سے زیادہ خوف زدہ طبقہ وزراء کا ہوتا ہے ہم آپ کی قربت پسند نہیں کرتے مگر اسی کے ساتھ جب تک آپ ہمارے ساتھ اپنے عہد کو پورا کرتے رہیں گے ہم بھی آپ کے وفادار رہنا چاہتے ہیں اور آپ کی طاعت و فرماں برداری کے لیے تیار ہیں مگر یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم آپ سے دور رہیں اسی میں سلامتی ہے اگر آپ اس سے خوش ہیں تو ہم آپ کے بہترین غلام ہیں اور اگر آپ اس تجویز کو نہیں مانتے اور اپنے ارادے پر عمل پیرا ہی ہونا چاہتے ہیں تو ایسی صورت میں اپنی جان بچانے کی خاطر اس استوار عہد وفا کو توڑتا ہوں جو میں نے آپ کی وفا کا کیا ہے۔

ابو جعفر کا خط بنام ابو مسلم خراسانی:

جب یہ خط منصور کو ملا انہوں نے یہ جواب اسے لکھا: میں نے تمہارے خط کے مفہوم کو سمجھ لیا تمہاری مثال ان منافق وزراء کی نہیں ہے جو اپنے جرائم کی کثرت کی وجہ سے اپنے بادشاہوں کی توجہ ملک میں فتنہ و فساد برپا کر کے اپنی طرف سے ہٹا دیتے ہیں بے شک ان کی راحت اسی میں ہے کہ وہ جماعت میں اختلاف و انتشار پیدا کرتے رہیں تم نے اپنے تئیں ان کے برابر کیوں کیا، کہاں تم کہاں وہ تم اپنی اطاعت، اخلاص اور اس حکومت کی گراں بار ذمہ داریوں کے اٹھانے میں اپنی آپ نظیر ہوا البتہ جو شرط تم نے پیش کی ہے میں اس کے قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں میں عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ یہ خط بھیجتا ہوں تاکہ اگر تم میری تحریر کے قبول پر مائل ہو تو اس سے تم کو اطمینان قلب نصیب ہو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو شیطان کے وسوسوں سے بچائے کیونکہ جو خیال تم نے قائم کر لیا ہے اس سے بہتر اسے تمہاری نیت کے بگاڑنے کا ذریعہ ہم دست نہ ہو سکے گا۔

جریر بن یزید کی سفارت:

منصور نے جریر بن یزید بن جریر بن عبد اللہ الحلیلی کو جو اپنی فراست و چرب زبانی میں یکتاے روزگار تھا ابو مسلم کے پاس بھیجا یہ اسے سمجھا بھجا کرواپس لے آیا۔ ابو مسلم کہا کرتا تھا کہ میں روم میں قتل کیا جاؤں گا کیونکہ نجومی اس کے متعلق یہ حکم لگاتے تھے چنانچہ جب وہ منصور کے پاس آیا تو وہ اس وقت رومیہ میں خیموں میں فروکش تھے لوگوں نے اس کا استقبال کیا، منصور نے اسے اپنا مہمان بنایا اور چند روز اس کی بہت خاطر و تواضع کی۔

ابو مسلم کا ابو جعفر کے نام خط:

علی کہتا ہے کہ ابو مسلم نے حسب ذیل خط ابو جعفر کو لکھا تھا: اللہ کا فرض سمجھ کر میں نے ایک شخص کو اپنا امام اور دلیل بنایا وہ بڑے پایہ کے عالم اور رسول اللہ ﷺ کے عزیز و قریب تھے انہوں نے قرآن سے لاعلمی برتی اور دنیا کے حقیر و قلیل کی خاطر انہوں نے قرآن میں تحریف کی ان کی حالت فریب خوردہ کی سی ہو گئی انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تلوار نیام سے باہر نکالوں اور غفور حم کو بالکل نظر انداز کر دوں نہ کوئی عذر قبول کروں اور نہ کبھی لغزش کو معاف کروں میں نے یہ سب باتیں آپ کے خاندان کی حکومت کے قیام کے لیے انجام دیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے ان لوگوں پر آپ کا حق ثابت کر دیا جو اس سے اب تک جاہل تھے اس کے بعد اب اللہ نے

مجھے توبہ کی توفیق مرحمت فرما کر اس ہلاکت سے نکال لیا، اگر وہ اسے معاف کر دے تو وہ تو ہمیشہ سے معافی دینے والا ہے اور اگر میرے کروتوت کی بنا پر وہ مجھے ان اعمال کی سزا دے تو دے کیونکہ خداوند عالم ہر گز اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔
ابو مسلم خراسانی کی سرکشی:

منصور کی مرضی کے خلاف ابو مسلم خراسان جانے کے لیے اپنے مستقر سے روانہ ہوا، جب عراق کی سرزمین میں آیا تو منصور بھی انبار سے چل کر مدائن آ گئے، ابو مسلم نے حلوان کا راستہ اختیار کیا اور کہنے لگا کہ سب سے اہم واقعات حلوان سے اس طرف طے ہوئے ہیں۔

امراء کے ابو مسلم کے نام خط:

ابو جعفر نے عیسیٰ بن علی، عیسیٰ بن مسلم اور بنی ہاشم سے جو وہاں موجود تھے کہا کہ ابو مسلم کو خط لکھیں چنانچہ سب نے اسے خطوط لکھے جن میں اس کی بہت تعظیم کی گئی تھی اور اس کے خدمات کا اعتراف تھا نیز اس سے درخواست تھی کہ جو عہد وفا اس نے اس خاندان سے کیا وہ اسے مدت العمر نبھائے اس پر خلیفہ کی طاعت واجب ہے، عذر کے عواقب سے اسے ڈرایا تھا اور اسے ہدایت کی تھی کہ وہ امیر المومنین کے پاس آ کر ان کی خوشنودی حاصل کر لے۔

ابو حمید کی سفارت:

ابو جعفر نے اپنا خط ابو حمید المروزی کے ہاتھ ابو مسلم کو بھیجا اور اسے ہدایت کر دی کہ وہ ابو مسلم سے انتہائی اطمینان کے ساتھ گفتگو کرے ان کی طرف سے اس کے احسانات کا تشکر ظاہر کرے اور کہہ دے کہ میں اس کو ایسا رفیع درجہ دینے والا ہوں اور ان کے ساتھ وہ سلوک کرنے والا ہوں جو ان کے ساتھ کسی نے نہ کیا ہوگا۔ مگر یہ اس صورت میں ہے کہ وہ راہ راست پر آ کر میرا کہا مان لے اور واپس چلا آئے البتہ اگر وہ واپسی سے انکار کرے تو اس سے کہہ دینا کہ امیر المومنین نے تجھ سے کہا ہے کہ اگر میری اجازت کے بغیر میرے علی الرغم تم چلے گئے اور میرے پاس نہ آئے تو مجھے نہ عباس کا پوتا سمجھنا اور نہ مسلمان سمجھنا اگر میں خود ہی تیرا مقابلہ نہ کروں اور اس کام کو کسی دوسرے کے سپرد کروں۔ اگر تو سمندر میں پھاندے گا میں سمندر میں کود پڑوں گا اگر تو آگ میں گھسے گا میں تیرے تعاقب میں آگ میں گھس جاؤں گا یہاں تک کہ میں تجھے قتل کر دوں یا خود اپنی جان دے دوں، مگر جب تک اس کی واپسی سے باہمی نہ ہو یہ تہدید اس سے نہ کہنا البتہ کسی بھلائی کی اس سے توقع نہ رکھنا۔

ابو حمید اور ابو مسلم خراسانی کی گفتگو:

ابو حمید اپنے معتمد علیہ لوگوں کے ساتھ ابو مسلم کے پاس حلوان آیا۔ ابو حمید ابو مالک اور دوسرے لوگ ابو مسلم کے پاس پہنچے انھوں نے امیر المومنین کا خط اسے دیا اور کہا کہ مفسد و فتنہ پرداز لوگ امیر المومنین کی جانب سے تمہارے متعلق اس قسم کی باتیں تم سے بیان کر رہے ہیں جو انھوں نے اپنی زبان سے بھی نہیں نکالیں ان کی رائے تمہارے متعلق ان فتنہ پردازوں کے بیان کے بالکل خلاف ہے یہ تم سے حسد رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو امارت و ترقی تم کو حاصل ہے وہ جاتی رہے تم اپنی حالت کو خراب نہ کرو اور ان سے آ کر گفتگو کر لو تم تو امین آل محمد ﷺ مشہور ہو اس دنیاوی امارت، شوکت اور عزت کے مقابلہ میں تمہاری خدمات کا اجر جو تم کو آخرت میں ملے گا کہیں زیادہ ہوگا اس اجر آخرت کو تم ضائع مت کرو اور شیطان کے ورغلانے میں نہ آ جاؤ۔

ابو حمید کی اس تقریر کو سن کر ابو مسلم نے کہا اس سے پہلے تو تم نے کبھی اس قسم کی گفتگو مجھ سے نہیں کی تھی اس نے جواب دیا تمہیں نے ہم کو اس تحریک میں شرکت اور اہل بیت یعنی ابو العباس کی حمایت و طاعت کی دعوت دی تھی اور ہم سے خواہش کی تھی کہ ہم اس تحریک کے مخالفین سے نبرد آزما ہوں تمہیں نے ہم کو مختلف ممالک اور مختلف اسباب و وجوہ کی بنا پر اس تحریک میں شریک کیا اللہ نے ہم کو ان کی طاعت کے لیے متحد کیا اور ان کی محبت کی خاطر ہمارے قلوب ایک دوسرے سے وابستہ کر دیئے اور ان کی مدد کرنا اللہ نے ہمیں عزت بخشی ہم نے ان کے ہر فرد سے اسی محبت و خلوص قلب سے ملاقات کی جو اللہ نے ان کے لیے ہمارے دل میں ڈال دی تھی اب ہم پوری طرح سوچ سمجھ کر اور خالص طاعت کے جذبات لیے ہوئے ان کے شہروں میں ان کے پاس آ گئے۔ اب جب کہ ہم اپنی انتہائے غایت اور آرزو کو پہنچ گئے ہیں تم ہماری حالت کو خراب کرنا اور بات کو بگاڑ دینا چاہتے ہو تم نے ہم سے کہا تھا کہ جو تمہاری مخالفت کرے اسے بلاتامل قتل کر دو اور اگر خود میں تمہاری مخالفت کروں تو تم مجھے بھی قتل کر دینا۔

ابو نصر کا ابو مسلم کو خراسان جانے کا مشورہ:

ابو مسلم نے ابو نصر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے مالک اس کی گفتگو تم سن رہے ہو یہ خود اس کی گفتگو نہیں مالک نے کہا آپ اس کی بات پر توجہ نہ فرمائیے واقعی آپ سچ کہتے ہیں یہ خود اس کی اپنی تقریر نہیں ہے آپ اس سے ہرگز خائف نہ ہوں جو اس کے بعد پیش آئے گا وہ اس تقریر کے مفہوم سے زیادہ تکلیف دہ ہے آپ نے جو عزم کیا ہے اسے پورا کیجیے آپ واپس نہ چلے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ منصور کے پاس جائیں گے وہ ضرور آپ کو قتل کر دے گا آپ کی طرف سے اس کے دل میں ایسی بدگمانی پیدا ہو گئی ہے کہ اب وہ کبھی آپ پر بھروسہ نہیں کرے گا۔

نیزک کا ابو مسلم کو رے میں قیام کا مشورہ:

اس کے بعد ابو مسلم نے مجلس کے برخواست ہونے کا حکم دیا جب سب لوگ چلے گئے اس نے نیزک کو بلایا اور کہا کہ بخدا! میں نے مدت العمر میں تم سے زیادہ عقلمند آدمی نہیں دیکھا اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے لوگوں کے یہ خطا میرے پاس آئے ہیں اور اس وقت جو گفتگو بالمشافہ ہوئی اس سے تم بھی واقف ہو نیزک نے کہا میری رائے یہ ہے کہ آپ منصور کے پاس نہ جائیں بلکہ رے چلے اور وہاں چل کر قیام کیجیے اس طرح رے اور خراسان کا درمیانی علاقہ آپ کے تصرف میں رہے گا وہاں کے سب لوگ آپ کے حامی ہیں اور وہ آپ کی باقاعدہ فوج کے مثل ہیں وہاں کوئی آپ کی مخالفت نہ کرے گا اگر منصور آپ کے ساتھ سیدھا رہے آپ بھی سیدھے رہیں اور اگر فساد پر آمادہ ہو تو آپ کو کوئی خطرہ نہیں کیونکہ آپ اپنی فوج میں کھڑے ہوں گے خراسان آپ کے عقب میں رہے گا اس وقت آپ کو غور کرنے کا کافی موقع ہم دست رہے گا۔ جیسا مناسب نظر آئے کیجیے۔

ابو جعفر کی ابو مسلم خراسانی کو دھمکی:

ابو مسلم نے ابو حمید کو بلا کر کہا کہ تم اپنے آقا سے جا کر کہہ دو کہ میں ان کے پاس نہیں آتا ابو حمید نے پوچھا کیا اب مخالفت کا عزم ہی کر لیا ہے؟ اس نے کہا ہاں! ابو حمید نے پھر کہا ایسا نہ کرو مگر ابو مسلم نے نہ مانا اور کہا میں ان سے ملنا نہیں چاہتا جب ابو حمید اس کی واپسی سے مایوس ہوا اس نے اب ابو جعفر کی وہ تہدید اس سے کہہ دی اس پر ابو مسلم دیر تک سر جھکائے غور کرتا رہا پھر اس نے ابو حمید سے کہا چلے جاؤ مگر معلوم ہوتا تھا کہ ابو جعفر کی تہدید نے اس کی ہمت توڑ دی ہے اور وہ اس سے مرعوب ہو چکا ہے جس وقت

ابو مسلم کی طرف سے ابو جعفر کے خیالات خراب ہوئے انہوں نے ابوداؤد کو جو خراسان میں ابو مسلم کا قائم مقام تھا اس کی تمام عمر کے لیے امارت خراسان کا فرمان تقرر اسے براہ راست لکھ بھیجا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابوداؤد نے ابو مسلم کو لکھا کہ ہم نے خلفاء اور اہل بیت رسول ﷺ کی نافرمانی کے لیے تمہارے ساتھ خروج نہیں کیا تھا تم اپنے امام کی مخالفت نہ کرو اور بغیر ان کی اجازت کے خراسان واپس نہ آؤ جب ابو حمید سے اس کی گفتگو ہوئی اسی زمانے میں ابوداؤد کا یہ خط ابو مسلم کو ملا اس سے اس کے حوصلے اور بھی پست ہو گئے اور وہ سخت مرعوب و خوف زدہ ہوا اس نے ابو حمید اور ابومالک کو بلا کر کہا کہ اگرچہ میرا یہ ارادہ تھا کہ میں خراسان چلا جاؤں مگر اب میری رائے بدل گئی ہے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ابواسحاق کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجوں اور پھر وہ اپنی رائے آ کر مجھے دے کیونکہ میں ابواسحاق پر پورا اعتماد کرتا ہوں چنانچہ اس نے ابواسحاق کو منصور کے پاس بھیج دیا۔

ابواسحاق کا ابو مسلم خراسانی کو مشورہ:

جب یہ ان کی فرودگاہ میں آیا تو بنی ہاشم نے اس کی ہر اس ذریعہ و طریقہ سے جو اسے محبوب تھا اس کی خاطر و مدارات کی ابو جعفر نے اس سے کہا کہ اگر تم اسے واپس لے آؤ تو خراسان کی ولایت تمہاری ہے اس کے علاوہ اسے خلعت و انعام سے سرفراز کیا ابواسحاق نے واپس جا کر ابو مسلم سے بیان کیا کہ میں نے ان سب کے طرز عمل میں کوئی بات ایسی نہیں پائی جو قابل اعتراض ہو وہ سب لوگ آپ کی بڑی قدر و منزلت کرتے ہیں اور آپ کے لیے وہی چاہتے ہیں جو اپنے لیے چاہتے ہیں مناسب یہ ہے کہ آپ امیر المومنین کے پاس چل کر ان سے معذرت کر لیجیے اس تقریر کے بعد اب ابو مسلم آنے کے لیے آمادہ ہو گیا۔

نیزک کی ابو مسلم خراسانی کو نصیحت:

جب نیزک کو اس کی خبر ہوئی اس نے ابو مسلم سے اس کی تصدیق چاہی ابو مسلم نے اقرار کیا اور یہ شعر اپنی مثال میں سنایا:

مال الرجال مع القضاء محالة ذهب القضاء بخيلة الاقوام

ترجمہ: ”تقدیر کے مقابلے میں انسانوں کی کوئی تدبیر کارآمد نہیں ہوتی اور تقدیر قوموں کی عقل کو سلب کر لیتی ہے۔“

نیزک کہنے لگا اگر جانے کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو اللہ اس میں آپ کی بھلائی کرے میری صرف یہ بات گرہ میں باندھ لیجیے کہ ان کے پاس جاتے ہی ان کا کام تمام کر دیجیے پھر جس کی چاہے بیعت کر لیجیے کوئی آپ کی مخالفت نہ کرے گا۔

ابو جعفر کا ابو مسلم کو قتل کرنے کا فیصلہ:

ابو مسلم نے ابو جعفر کو لکھ بھیجا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ ابویوب کہتا ہے کہ میں ایک دن ابو جعفر کے پاس گیا وہ مقام رومیہ میں ایک اونٹنی خیمہ میں نماز عصر کے بعد مصلیٰ پر بیٹھے تھے ابو مسلم کا خط سامنے رکھا تھا مجھے دیا میں نے اسے پڑھا اس کے بعد کہنے لگے کہ بخدا! جب وہ میرے سامنے آیا میں اسے قتل کر دوں گا یہ سن کر میں نے اپنے دل میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ میں نے کتابت سیکھی جب اچھی طرح اس کی تحصیل کر لی تو میں خلیفہ کا میرمنشی ہو گیا اب لوگوں میں یہ فساد کی باتیں پیدا ہو گئیں اگر ابو مسلم قتل کر دیا گیا تو اس کے پیرواس کے قتل کو ہرگز خاموشی سے گوارا نہ کریں گے وہ نہ اس شخص کو زندہ چھوڑیں گے اور نہ کسی دوسرے ان سے راہ رکھنے والے کو زندہ چھوڑیں گے اس خوف سے میری نیند جاتی رہی پھر میں نے اپنے دل سے کہا کہ شاید ابو مسلم بے خوف و خطر معمولی طرح چلا آئے تو ابو جعفر اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں ورنہ اگر وہ خطرے کو محسوس کر کے اپنی

حفاظت کے سامان ساتھ لے کر آیا تو پھر تو یہ کام بغیر سخت فساد اور شر کے روبراہ ہوتا مشکل نظر آتا ہے کیوں نہ کوئی تدبیر سوچوں۔
ابو ایوب کی حکمت عملی:

میں نے سلمہ بن سعید بن جابر کو بلایا اس سے پوچھا تم میرے احسانات کا اعتراف کرتے ہو اس نے کہا بدل و جان میں نے کہا میں ایک ایسا عہدہ دیتا ہوں کہ جس سے اس قدر آمدنی تم کو ہوگی جتنی کل عراق کے مالک کی ہوتی ہے مگر اسی کے ساتھ یہ شرط ہے کہ تم میرے بھائی حاتم بن ابی سلیمان کو اپنے ساتھ شریک کر لو اور اسے نصف حصہ دینا اس نے اسے منظور کر لیا اس شرط کے لگانے سے میرا مدعا یہ تھا کہ اسے اس قدر کثیر النفع تجویز کے متعلق کوئی شک نہ پیدا ہو بلکہ وہ اسے صحیح سمجھ کر اس پر عمل کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے اب میں نے اس سے کہا کہ کسکری آمدنی سال اول میں اس قدر ہوئی تھی امسال اس کے مقابلہ میں دو چند ہے میں چاہتا ہوں کہ سال گذشتہ کی آمدنی پر اس کا قبالہ تمہارے نام کر دوں یا تشخیص لگان کے بغیر امانتاً تمہارے اجارے میں دے دوں تم کو اتنی آمدنی ہوگی کہ اٹھائے نہ اٹھے گی اس نے مجھ سے کہا مگر اتنا روپیہ دھڑوت کے لیے میں کہاں سے لاؤں میں نے کہا تم ابو مسلم کے پاس جاؤ اس سے ملو اور کہو کہ وہ اپنی ضروریات میں جہاں اور رقم خرچ کرتا ہے اسی میں سے کسکری سال اول کی آمدنی کے مساوی رقم دے دے کیونکہ امیر المومنین کا ارادہ ہے کہ وہ ابو مسلم کو ان کے پاس آتے ہی عراق کا والی مقرر کر دیں اور اس طرح اسے اور خود اپنے کو اس خلفشار سے سکون دیں اس نے کہا مگر امیر المومنین مجھے اس سے ملنے کی اجازت کیوں دینے لگے میں نے کہا میں تمہارے لیے اجازت لے لوں گا۔

سلمہ بن سعید اور ابو مسلم خراسانی:

میں ابو جعفر کے پاس آیا ان سے اصل حقیقت بیان کی انھوں نے مجھے سلمہ کے بلانے کا حکم دیا میں نے اسے اندر بلایا ابو جعفر نے اس سے کہا کہ ابو ایوب نے تمہارے لیے اجازت مانگی ہے کیا تم ابو مسلم سے ملنا چاہتے ہو اس نے کہا جی ہاں ابو جعفر نے کہا اچھا تم کو اجازت دی جاتی ہے اس سے میرا سلام کہہ دینا اور کہنا کہ ہم ان کے مشتاق ہیں۔
 سلمہ ابو مسلم کے پاس آیا اس نے کہا کہ امیر المومنین آپ کے متعلق بہت ہی عمدہ رائے رکھتے ہیں اس سے اسے اطمینان ہوا ورنہ اس سے پہلے وہ پریشان و غمگین نظر آتا تھا جب سلمہ نے اس سے آکر وہ بات کہی جس کے لیے وہ ابو مسلم کے پاس آیا تھا تو ابو مسلم بہت خوش ہوا اور ابو جعفر کے پاس آنے تک برابر خوش رہا۔

ابو مسلم خراسانی کا استقبال:

ابو ایوب راوی ہے کہ جب ابو مسلم مدائن کے قریب آ گیا امیر المومنین نے حکم دیا کہ سب اس کا استقبال کریں چنانچہ تمام سرکاری عہدہ داروں نے اس کا استقبال کیا سر شام ابو مسلم مدائن آ گیا میں نے امیر المومنین سے جا کر عرض کیا وہ اپنے خیمہ میں مصطفیٰ پر بیٹھے تھے کہ ابو مسلم اسی شام کو آپ کے پاس آنا چاہتا ہے آپ اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہتے ہیں ابو جعفر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ دیکھتے ہی اسے قتل کر دوں میں نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اس وقت ایسا نہ کیجیے وجہ اس کی یہ ہے کہ اور بہت سے لوگ اس وقت اس کے ساتھ ہوں گے اور چونکہ لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ وہ آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گیا تھا اگر وہ آپ کے پاس آکر باہر نہ جائے گا تو مجھے اندیشہ ہے کہ فساد برپا ہوگا۔ مناسب یہ ہے کہ اس وقت آنے کے بعد آپ اسے واپس جانے کی

اجازت دیجیے گا اور جب کل صبح وہ آپ کے پاس آئے اس وقت جو مناسب سمجھ میں آئے کیجیے گا اس مشورہ سے میرا مقصد صرف یہ تھا کہ اس وقت اس کے ساتھیوں کے شر سے اپنے تئیں اپنی ساری جماعت اور امیر المومنین کو محفوظ رکھا جائے اسی شام کو ابو مسلم امیر المومنین سے ملنے آیا بحر ابجالا، مؤدب ان کے سامنے کھڑا رہا اس کے بعد ابو جعفر نے اس سے کہا اے عبدالرحمن واپس جا کر آرام کرو اور سفر کی وجہ سے بدن پر میل کچیل آگیا ہو گا غسل کرو اور کل صبح میرے پاس آنا ابو مسلم اپنی قیام گاہ چلا آیا اور سب لوگ بھی واپس چلے گئے۔

عثمان بن نہیک کو ابو جعفر کا حکم:

ابو مسلم کے جانے کے بعد امیر المومنین نے مجھ پر بہتان لگایا کہ تم نے یہ موقع کھو دیا جب کہ وہ میرے سامنے مؤدب کھڑا تھا اس سے بہتر اس کے قتل کرنے کا کیا موقع ہوتا معلوم نہیں آج رات میں وہ کیا فتنہ برپا کر دے میں اپنی قیام گاہ کو واپس آگیا اور علی الصباح ان کی خدمت میں حاضر ہوا مجھے دیکھتے ہی انھوں نے کہا دور ہوتو نے کل مجھے اس کے قتل سے روک دیا میں اسی فکر میں ساری رات سو نہ سکا انھوں نے مجھے خوب گالیاں دیں بلکہ اب مجھے خوف ہوا کہ کہیں یہ مجھی کو قتل نہ کر دیں اس کے بعد انھوں نے عثمان بن نہیک کے بلانے کا حکم دیا میں نے اسے آواز دی امیر المومنین نے اس سے پوچھا کیا تم کو میرے احسانات کی سپاس گزاری ہے اس نے کہا میں آپ کا غلام ہوں اگر آپ مجھے حکم دیں کہ میں اپنی تلوار کی نوک پر اپنا بوجھ ڈال دوں یہاں تک کہ وہ آ رہا ہو جائے تو میں ایسا بھی کرنے کے لیے تیار ہوں انھوں نے کہا اچھا اگر میں تم کو ابو مسلم کے قتل کا حکم دوں تو کیا کرو گے عثمان تھوڑی دیر تک سر جھکائے خاموش کھڑا رہا میں نے کہا کہتے کیوں نہیں اس پر اس نے دبے الفاظ میں کہا جی ہاں میں اس کے لیے تیار ہوں۔

ابو مسلم خراسانی کے قتل کا منصوبہ:

امیر المومنین نے اسے حکم دیا کہ جاؤ اور محافظ دستہ کے چار بڑے دلیر اور سخت جوانمرد انتخاب کر کے لاؤ جب یہ نکل کر جانے لگا اور سر پر دہ کے قریب گیا تھا کہ اسے پھر آواز دی اور واپس بلایا اور کہا تم بیٹھ جاؤ اور اپنے کسی معتمد علیہ شخص کو بھیج کر اپنے چار بھروسہ کے سپاہیوں کو بلا مگلوؤ عثمان نے اپنے ایک خادم سے کہا کہ تو جا کر ابن داج ابو حنیفہ اور دو سپاہیوں کو بلا لا جب یہ لوگ آ گئے تو امیر المومنین نے ان سے بھی وہی خواہش کی جو عثمان سے کی تھی انھوں نے کہا ہم اسے قتل کر دیں گے ابو جعفر نے انہیں رواق کے عقب میں چھپ کر بیٹھ جانے کا حکم دیا اور کہا جب میں تالی بجائوں تم فوراً نکل کر اسے قتل کر دینا۔

ابو مسلم خراسانی کی طلبی:

اس انتظام کے بعد اب ابو جعفر نے پے در پے کئی آدمی اس کے بلانے کے لیے بھیجے انھوں نے آ کر کہا کہ وہ سوار ہو چکا ہے اتنے میں ایک خدمت گار نے آ کر بیان کیا کہ وہ عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس ملنے آیا ہے میں نے امیر المومنین سے کہا اگر اجازت مرحمت ہو تو باہر فرود گاہ کا ایک چکر لگاؤں اور دیکھوں کہ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں آیا کسی کو ہمارے اس ارادے کی بھنک تو نہیں ملی یا کسی نے راز فاش تو نہیں کر دیا انہوں نے کہا اچھا جاؤ میں ان کے پاس سے باہر نکل رہا تھا کہ دروازے ہی پر ابو مسلم مجھے اندر جاتا ہوا ملا مجھے دیکھ کر مسکرایا میں نے خود اسے سلام کیا وہ اندر چلا آیا واپس آ کر میں نے دیکھا کہ وہ زمین پر مقتول پڑا ہے امیر المومنین نے اس کے قتل میں میری واپسی کا بھی انتظار نہیں کیا ابو الجہم نے جب اسے آ کر مقتول پایا تو اظہارِ افسوس کے لیے انا للہ وانا الیہ راجعون

پڑھا میں نے اس سے کہا تمہیں نے اس کے مخالف ہو جانے پر اس کے قتل کا مشورہ دیا تھا اور اب قتل کے بعد اظہار رنج و افسوس کرتے ہو اس سے تم نے ایک بے خبر شخص کو اپنے حقیقی جذبات سے واقف کر دیا اس کے بعد اس نے جو گفتگو کی وہ اس قدر قرین مصلحت اور بر محل تھی کہ مدت العمر اس نے ایسی گفتگو نہیں کی پھر کہنے لگا امیر المومنین حکم ہو تو ان سب لوگوں کو واپس بھیج دو انہوں نے کہا مناسب ہے۔

ابو الجہم کا ابو جعفر کو مشورہ:

ابو الجہم نے کہا تو بہتر یہ ہے کہ آپ خدمت گاروں کو حکم دیں کہ وہ آپ کے خیموں میں سے بستر و فرش اور دوسرا سامان معیشت کسی دوسرے خیمہ میں منتقل کریں چنانچہ ابو جعفر نے اس کے مطابق حکم دے دیا اور اب فرش و بستر وغیرہ اس طرح نکالا جانے لگا کہ گویا کسی اور خیمہ کو اس کے رہنے اور آرام کرنے کے لیے درست کیا جا رہا ہے اب ابو الجہم نے باہر نکل کر اس کے تمام ساتھیوں سے کہا کہ آپ لوگ اپنے مقام واپس جائیں امیر (ابو مسلم) امیر المومنین کے پاس دو پہر کو آرام کرنا چاہتے ہیں اس بیان کے ساتھ جب انہوں نے بستر و فرش بھی منتقل ہوتا دیکھا انہیں اس کے کہنے پر یقین آ گیا وہ سب چلے گئے اور اپنے ہتھیار کھول دیئے ابو جعفر نے ان سب کو ان کے مقررہ انعام و خلعت سے سرفراز کیا اور ابواحق کو ایک لاکھ دیئے ابو ایوب کہتا ہے کہ خود امیر المومنین نے مجھ سے کہا کہ جب ابو مسلم میرے سامنے آیا میں نے اسے سخت ست کہا اور پھر گالیاں دیں اس وقت عثمان نے اس پر تلوار کا وار کیا مگر اس کا کچھ اثر نہ ہوا اب شعیب بن داؤد اور اس کے ساتھیوں نے پردہ سے نکل کر اس پر ایک ساتھ وار کیے وہ زمین پر گر پڑا جب تلواریں اس پر پڑنے لگیں تو مجھ سے کہنے لگا امیر المومنین مجھے معافی دیجیے میں نے کہا حرامزادے اب معافی مانگتا ہے جب کہ چاروں طرف سے تلواریں پڑ رہی ہیں میں نے کہا اسے ذبح کر ڈالو ان سب نے اسے ذبح کر دیا۔

ابو حفص الازدی کا بیان:

ابو حفص الازدی راوی ہے کہ میں ابو مسلم کے ساتھ تھا ابواحق اس کے پاس ابو جعفر کے پاس سے بنی ہاشم کے خط لے کر آیا اور اس نے بیان کیا کہ ان لوگوں کی رائے تمہارے متعلق اس کے بالکل برعکس ہے جیسا کہ تم کو اندیشہ ہے ہر شخص تمہاری اتنی ہی عزت و منزلت کرتا ہے جتنی خلیفہ وقت کی اور وہ تمہارے احسانات کے معترف ہیں۔

ابو مسلم کی ابو نصر کو ہدایت:

ابواحق کے کہنے پر یقین کر کے ابو مسلم مدائن روانہ ہوا اس نے ابو نصر کو اپنے مال و متاع کی حفاظت کے لیے اپنے مقام پر چھوڑا اور کہا کہ میرے خط کے آنے تک تم یہاں ٹھہرے رہو اس نے کہا کہ ایک نشانی مقرر کر کے مجھے بتایا جائے تاکہ اس سے میں آپ کا خط پہچان لوں ابو مسلم نے کہا اگر میرے خط پر میری نصف مہر ثبت ہو تو سمجھنا کہ میں نے لکھا ہے اور اگر پوری مہر ہو تو سمجھ لینا کہ نہ میں نے اسے لکھا ہے اور نہ خود مہر ثبت کی ہے۔

جب یہ مدائن کے قریب پہنچا اس وقت بھی اس کے ایک فوجی سردار نے اسے آداب بجا لا کر عرض کیا کہ میرا کہا ماننے اور واپس چلنے کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ کو دیکھتے ہی وہ آپ کو قتل کر دے گا۔ ابو مسلم نے کہا میں ان کے بالکل نزدیک پہنچ گیا ہوں اب واپس جانا اچھا نہیں سمجھتا۔

ابو مسلم اور ابو الخصب کی ملاقات:

غرض کہ ابو مسلم تین ہزار فوج کے ہمراہ مدائن آیا اپنی بڑی جمیعت کو حلوان چھوڑ آیا۔ ابو جعفر سے ملنے آیا انھوں نے اس دن اسے واپس جانے کا حکم دیا۔ یہ دوسرے دن ان سے ملنے کے لیے جانے لگا راستے میں ابو الخصب نے اس سے آکر ملاقات کی اور کہا چونکہ ابھی امیر المومنین مصروف ہیں آپ ذرا توقف فرمائیں تاکہ آپ تحلیلہ میں ان سے ملیں۔

ابو مسلم خراسانی اور عیسیٰ بن موسیٰ:

یہ وقت گزارنے عیسیٰ بن موسیٰ کے ڈیرے آ گیا یہ عیسیٰ کو محبوب رکھتا تھا عیسیٰ نے اس کے لیے ناشتہ منگوایا دوسری طرف امیر المومنین نے ربیع سے کہا (یہ اس زمانے میں ابو الخصب کا خدمت گار تھا) تو جا دیکھ کسی کو اس کی خبر نہ ہو اور ابو مسلم سے کہہ کہ مرزوق نے آپ کو یہ پیام بھیجا ہے کہ اگر آپ امیر المومنین سے تنہائی میں ملنا چاہتے ہوں تو فوراً تشریف لائیے یہ سنتے ہی ابو مسلم اٹھا اور سوار ہوا۔ عیسیٰ نے اس سے کہا کہ تم چلو مگر جب تک میں نہ آؤں اندر جانے کی غلت نہ کرنا میں بھی تمہارے ساتھ امیر المومنین کے پاس چلوں گا۔ عیسیٰ کو دھوکہ کرنے میں دیر ہو گئی ابو مسلم اندر چلا گیا اور عیسیٰ کے آنے سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا اظہارِ افسوس:

اب عیسیٰ بھی آیا اس وقت ابو مسلم ایک عبا میں لپٹا ہوا پڑا تھا اس نے پوچھا کہ ابو مسلم کہاں ہے ابو جعفر نے کہا اس چادر میں لپٹا ہوا ہے عیسیٰ نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا ابو جعفر کہنے لگے چپ رہو آج ہی وہ دن ہے جب کہ حقیقی معنی میں حکومت و اقتدار تم کو نصیب ہوا ہے اس کے بعد اس کی لغش و جملہ میں پھینک دی گئی۔

ابو مسلم خراسانی سے جواب طلبی:

ابو حفص کہتا ہے کہ امیر المومنین نے عثمان بن نہیک اور چار اور محافظ دستے کے سپاہیوں کو بلا کر حکم دیا تھا کہ جب میں تالی بجاؤں تم دشمن خدا کو قتل کر دینا۔

ابو مسلم کے سامنے آتے ہی ابو جعفر نے اس سے پوچھا کہ وہ دونوں تلواریں کہاں ہیں جو تم کو عبد اللہ بن علی کے سامان میں ملی تھیں اس نے کہا ایک تو یہ ہے جو میرے اوپر معلق ہے ابو جعفر نے کہا مجھے دکھاؤ اس نے نیام سے کھینچ کر انہیں دی انھوں نے اسے حرکت دے کر اپنی مسند کے نیچے رکھ لیا اور اب اس پر عتاب کرنے لگے پوچھا تو نے ابو العباس کو وہ خط کیوں لکھا تھا جس میں ان کو افتادہ زمینوں پر قبضہ کرنے سے منع کیا تھا تو ہمیں شریعت سکھانا چاہتا تھا ابو مسلم نے کہا میرا خیال تھا کہ ان پر قبضہ کرنا جائز نہیں ہے میرے خط کے جواب میں انہوں نے مجھے خط لکھا جسے پڑھ کر مجھے معلوم ہوا کہ امیر المومنین اور ان کے اہل خاندان علم کا مخزن و معدن ہیں ابو جعفر نے سوال کیا تم مکے سے واپس آتے وقت راستے میں مجھ سے آگے کیوں بڑھ گئے تھے اس نے کہا میں نے مناسب نہ سمجھا کہ میں اور آپ ایک ہی چشمہ آب پر منزل کریں کیونکہ اس سے اور لوگوں کو تکلیف ہوتی اس بنا پر میں محض سہولت کی وجہ سے آپ کے آگے بڑھ گیا تھا۔ ابو جعفر نے سوال کیا جب ابو العباس کے مرنے کی اطلاع تجھے ہوئی اور حسین نے تجھے یہ مشورہ دیا تھا کہ تو میرے پاس آ جائے تو نے اس سے کہا کہ ہم واپس نہیں جاتے آگے بڑھتے ہیں اور پھر دیکھا جائے گا تو اپنی راہ ہولیا نہ تو نے اپنی منزل پر قیام کیا کہ ہم تیرے پاس پہنچ جا۔ اور نہ تو میرے پاس واپس آیا۔ ابو مسلم نے کہا میں اس کا جواب پہلے ہی دے چکا ہوں

کہ یہ بات میں نے محض لوگوں کی سہولت کی خاطر کی تھی اور یہ خیال کیا تھا کہ آپ سے پہلے ہم کو فہم پہنچ جائیں اس سے آپ کی مخالفت مقصود نہ تھی۔ ابو جعفر نے کہا تو نے عبداللہ بن علی کی جار یہ کو اپنے تصرف میں لانا چاہا تھا ابو مسلم نے کہا میرا ہرگز یہ مقصد نہ تھا، بلکہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ کھونہ جائے اس وجہ سے میں نے اسے ایک بلند کوٹھے پر اتار دیا ہے اور ان کی حفاظت کے لیے پہرہ دار مقرر کر دیئے ہیں۔ ابو جعفر نے سوال کیا اس کا کیا جواب ہے کہ تو نے میرے حکم کی تحقیر کی اور میری مرضی کے خلاف خراسان روانہ ہو گیا اس نے کہا چونکہ مجھے اندیشہ ہو گیا تھا کہ آپ میری طرف سے بدظن ہو گئے ہیں میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے خراسان جاؤں اور وہاں سے آپ کو اپنے خراسان آنے کی معذرت لکھ بھیجوں اور اس سے ہرگز میرا مقصد وہ نہ تھا جس کی بنا پر آپ مجھ سے بدظن ہو گئے کہ میں آپ کی مخالفت پر آمادہ ہو گیا ہوں ابو جعفر کہنے لگے کہ آج کا ایسا دن مجھ پر کبھی نہیں گذرا اور تیری ان باتوں سے میرا غضب اور بڑھ گیا، اس کے بعد انھوں نے تالی بجائی اس کے ساتھ ہی لوگوں نے عقب سے نکل کر اس پر حملہ کیا عثمان اور اس کے آدمیوں نے تلواروں سے اس کا کام تمام کر دیا۔

عبدالرحمن سے جواب طلبی و قتل:

یزید بن اسید کہتا ہے کہ امیر المومنین منصور نے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمن پر عتاب کیا اور پوچھا کہ وہ مال اور روپیہ کہاں ہے جو تو نے حران میں جمع کیا تھا اس نے کہا کہ اسے میں نے فوج کی حالت درست کرنے کے لیے خرچ کر دیا اور ان کی تقویت کے لیے انہیں دے دیا۔ میں نے پوچھا میری ضد پر تو خراسان کیوں جا رہا تھا اس نے کہا یہ نہ پوچھئے میں اب خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اس پر مجھے طیش آ گیا میں نے اسے گالیاں دیں اب سپاہیوں نے عقب سے نکل کر اسے قتل کر دیا۔

ابو مسلم خراسانی کی عیسیٰ بن موسیٰ سے درخواست:

متذکرہ بالا بیان کے علاوہ بیان کیا جاتا ہے کہ قتل کے دن ابو مسلم نے عیسیٰ بن موسیٰ سے کہا کہ ابھی میرے ہمراہ چلیں اس نے جواب دیا تم آگے چلو اور تمہاری حفاظت میرے ذمہ ہے ابو مسلم ابو جعفر کے خیمہ میں آ گیا۔ اس سے پہلے ابو جعفر نے عثمان بن نہیک اپنے صاحبِ حرس کو ہدایت کر دی تھی اس نے شعیب بن داج المروزی ایک سپاہی اور ابو حنیفہ حرب بن قیس کو اس کے قتل کے لیے مستعد رکھا تھا ابو جعفر نے ان سے کہہ دیا تھا کہ جب میں تالی بجاؤں تم اپنا کام کر دینا ابو مسلم کو اندر آنے کی اجازت دی گئی۔

محمد البخاری کے خلاف ابو جعفر سے شکایت:

اس نے محمد البخاری دربان سے پوچھا کیا خبر ہے اس نے کہا خیریت ہے آپ اپنی تلوار مجھے دے دیجیے ابو مسلم نے کہا پہلے تو میرے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کیا جاتا تھا اس پر دربان نے کہا جو اسلحہ آپ لگا کر آئے ہیں وہ سب یہیں اتار دیجیے۔ ابو مسلم نے اس طرز عمل کی ابو جعفر سے اندر جا کر شکایت کی انہوں نے کہا جس نے تمہارے ساتھ ایسا کیا ہے اللہ اس کا برا کرے۔

ابو مسلم خراسانی پر عتاب:

اس کے بعد انہوں نے اس کی طرف پلٹ کر اس پر اپنا عتاب شروع کیا اور کہا کیا تو نے یہ بدتہذیبی نہیں کی کہ اپنے خط کی ابتداء اپنے نام سے کی اور کیا تو نے امینہ بنت علی کے لیے پیام نہیں دیا تو اس بات کا مدعی ہے کہ تو سلیم بن عبداللہ بن عباس کا بیٹا

ہے۔ تو نے سلیمان بن کثیر کو قتل کر دیا حالانکہ تجھے معلوم تھا کہ ہماری اس دعوت میں تیری شرکت سے پہلے وہ پوری طرح اس تحریک میں ہمارا سچا معاون اور ہمارا خاص داعی تھا، ابو مسلم نے کہا وہ ہماری مخالفت کرنا چاہتا تھا اور اس نے میری حکم عدولی کی تھی اس وجہ سے میں نے اسے قتل کر دیا ابو جعفر نے کہا حالانکہ ہم جیسی کچھ اس کی عظمت و وقعت کرتے تھے اس سے تو باخبر تھا پھر بھی تو نے اسے قتل کر دیا اب تو میری حکم عدولی کر رہا ہے اور میری مخالفت پر کمر بستہ ہے خدا مجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے قتل نہ کر دوں، ابو جعفر نے گرز سے اس پر ضرب لگائی اتنے میں شیب اور حرب نے نکل کر اسے قتل کر دیا یہ ۲۵ شعبان ۱۳۷ھ کا واقعہ ہے۔

ابو مسلم نے اپنے زمانہ اقتدار اور لڑائیوں میں چھ لاکھ انسانوں کو قتل کیا تھا۔

ابو مسلم خراسانی کا قتل:

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابو جعفر ابو مسلم پر عتاب کرنے لگے اور کہا کہ تو نے یہ کیا اور یہ کیا تو اس نے کہا پھر ان جانفشانوں اور خدمات کے بعد جو میں نے آپ کی حکومت کے قیام کے لیے کی ہیں آپ کو ان باتوں کا مجھ سے کہنے کا حق نہیں، ابو جعفر نے کہا اے خبیث عورت کے جنے! اگر کوئی کم عمر چھو کری بھی تیری جگہ ہوتی تو وہ اپنے فرض کو سرانجام دیتی تو نے جو کچھ کیا وہ ہمارے اقبال اور خوش بختی کی وجہ سے کیا اگر یہی کام تو اپنی خاطر کرتا تو تجھے ذرا سی بھی کامیابی نہ ہوتی، تو نے اپنے خط کو اپنے نام سے شروع کیا اور مجھ سے امینہ بنت علی کی نسبت اپنے ساتھ چاہی تو سلیم بن عبد اللہ بن عباس کے بیٹے ہونے کا مدعی ہے تو بام عروج کی کٹھن منزل پر چڑھ گیا ہے ابو مسلم ان کا غصہ فرو کرنے کے لیے ان کا ہاتھ لے کر اسے ملنے اور جو منے لگا اور معذرت کرنے لگا۔

بیان کیا گیا ہے کہ عثمان بن نہیک نے پہلے آہستہ سے اس پر تلوار کا وار کیا جس سے اس کا صرف پر تلہ کٹ گیا ابو مسلم اس میں الجھ گیا اب شیب بن داہج نے ایک ہاتھ میں اس کا پاؤں قطع کر دیا اس کے اور لوگوں نے متواتر اس پر وار کیے اور قتل کر دیا منصور اس اثناء میں برابر ان کو لالکا رہا۔ مارو مارو بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے وار پر ابو مسلم نے ابو جعفر سے کہا امیر المومنین آپ اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے لیے میری جاں بخشی کیجیے، منصور نے کہا اللہ مجھے ہلاک کر دے گا اگر میں اب تجھ کو چھوڑ دوں تجھ سے بڑھ کر میرا دشمن کون ہوگا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کو ابو جعفر کی نصیحت:

اس کے قتل کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ منصور کے پاس آیا اس نے پوچھا امیر المومنین ابو مسلم کہاں ہے انھوں نے کہا ابھی تو یہیں تھا۔ عیسیٰ نے کہا آپ واقف ہیں کہ وہ ہمارا کیسا مخلص اطاعت شعار ہے۔ امام ابراہیم اسے بہت اچھا سمجھتے تھے۔ منصور کہنے لگے اے احمق! بخدا سارے روئے زمین پر اس سے زیادہ کوئی تیرا دشمن نہ تھا یہ دیکھ وہ اس بستر میں لیٹا ہوا پڑا ہے اسے مقتول دیکھ کر عیسیٰ نے اظہار افسوس میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ عیسیٰ کے دل میں ابو مسلم کی خاص وقعت تھی اور وہ اسے بہت اچھا سمجھتا تھا مگر منصور نے اس سے کہا کہ تمہاری تو عقل جاتی رہی ہے کیا ابو مسلم کے ہوتے ہوئے تم کو کسی قسم کا بھی اقتدار حاصل تھا۔

ابو مسلم خراسانی کے متعلق جعفر بن حظلہ کی رائے:

اس کے بعد انھوں نے جعفر بن حظلہ سے بلا کر پوچھا کہ تم ابو مسلم کے متعلق کیا کہتے ہو اس نے کہا اگر امیر المومنین۔ اس کے سر کا صرف ایک بال لے کر مجھے دیں تو میں اسے بھی برابر قتل کرتا جاؤں گا۔ منصور نے کہا اللہ تمہارا بھلا کرے اٹھو اور ابو مسلم کو دیکھو

جب اس نے ابو مسلم کو مقتول پایا تو کہنے لگا کہ صحیح معنی میں آج کے دن سے آپ اپنی خلافت شاکر کریں۔
اسلمیل بن علی اور ابو جعفر منصور کی گفتگو:

اس کے بعد اسلمیل بن علی کو اندر آنے کی اجازت دی گئی اس نے سامنے آ کر بیان کیا کہ میں نے آج رات خواب دیکھا ہے کہ آپ نے ایک مینڈھا ذبح کیا ہے اور میں نے اسے اپنے قدموں سے روندنا ہے منصور نے کہا اے ابوالحسن تمہاری آنکھ میٹھی نیند سوئے اٹھو اور اپنے خواب کی تصدیق کرو اللہ نے فاسق کو قتل کر دیا ہے اسلمیل اٹھ کر اس جگہ گیا۔ جہاں ابو مسلم مقتول پڑا تھا اور اس نے اپنے قدموں سے اسے روندنا۔

ابو جعفر کا ابواسحاق و ابونصر کے قتل کا ارادہ:

اس کے بعد منصور کا ارادہ ہوا کہ وہ ابواسحاق ابو مسلم کے صاحبِ حرس اور ابونصر اس کے کو تو ال کو بھی قتل کر دے مگر ابوالجہم نے اس بارے میں منصور کو سمجھایا کہ ابو مسلم کی فوج دراصل آپ ہی کی فوج ہے آپ ہی نے اس فوج کو ابو مسلم کی اطاعت کا حکم دیا تھا اسی وجہ سے اس نے اس کی اطاعت کی۔

ابواسحاق کی اطاعت:

منصور نے ابواسحاق کو بلایا، یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا ابو مسلم اسے دکھائی نہیں دیا منصور نے اس سے پوچھا تم نے بھی تو میری مخالفت کے لیے دشمن خدا ابو مسلم کی اتباع کی تھی۔ وہ چپ رہا اور ابو مسلم کے ڈر سے وہ ادھر ادھر دیکھتا رہا، منصور نے یہ حالت دیکھ کر اس سے کہا کہ جو کہنا چاہتے ہو کہو اللہ نے اس فاسق کا کام تمام کر دیا ہے پھر حکم دیا کہ اسے اس کی پارہ پارہ شدہ نعش دکھاؤ اس کے دیکھتے ہی ابواسحاق سجدے میں گر پڑا اور بہت دیر تک سر بسجود رہا، منصور نے کہا سر اٹھاؤ اور کہو کیا کہنا چاہتے ہو اس نے یہ کہتے ہوئے سجدے سے سر اٹھایا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے آج مجھے تیری طرف سے بے خطر کر دیا جب سے کہ میں اس کے پاس آ کر اس کے ساتھ ہوا تھا آج تک مجھے اس کی طرف سے کبھی ایک دن کے لیے بھی اطمینان نہیں ملا میں نے اپنے اہل و عیال کو وصیت بھی کر دی تھی اور حنوط لگائے کفن پہنے رہتا تھا چنانچہ جب اس نے اپنے جسم کے ظاہری کپڑے اٹھائے تو معلوم ہوا کہ ان کے نیچے نئے کتاں کے کپڑے موجود ہیں جن میں خوشبو بسی ہوئی ہے۔ یہ حال دیکھ کر ابو جعفر کو اس پر رحم آیا کہنے لگے، اپنے خلیفہ کی طاعت خلوص نیت سے قبول کرو اور اس اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تم کو اس فاسق سے بچایا اور اطمینان دلایا، نیز یہ بھی کہا کہ اس جمعیت کو یہاں سے ہٹا دو۔

مالک بن الہیثم کا عذر:

اس کے بعد انھوں نے مالک بن الہیثم کو بلا کر اسی قسم کی باتیں کیں اس نے یہی عذر پیش کیا کہ آپ ہی کے حکم سے ہم اس کی اطاعت کرتے تھے اور محض آپ کی خوشنودی کے لیے سب لوگ اس سے ڈرتے تھے اور اس کی خدمت کرتے تھے اور میں خود تو ابو مسلم کی صورت دیکھنے سے بھی پہلے سے آپ کے خاندان کا حلقہ گوش اور عقیدت کیش رہا ہوں، منصور نے اس کی معذرت کو قبول کیا اور اسے بھی ابواسحاق کی طرح یہی حکم دیا کہ ابو مسلم کی فوج کو یہاں سے ہٹا دے۔

ابو جعفر کا ابواہلحق کو اغتباہ:

اس کے علاوہ ابو جعفر نے ابو مسلم کے اور کئی سرداروں کو بلا کر ان کو بیش بہا خلعت و انعام دیا اسی طرح ان کی تمام فوج کو انعام بانٹا۔ وہ خوش ہو کر واپس جانے لگے مگر کہتے جاتے تھے کہ ہم نے اپنے آقا کو روپیہ کے عوض فروخت کر دیا، اس کے بعد ابو جعفر نے ابواہلحق سے بلا کر کہہ دیا کہ یاد رکھو اگر اس فوج میں سے کسی نے میرے خیموں کی ایک رسی بھی کاٹ دی تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا اور پھر ان کے خلاف بھی پوری طاقت صرف کر دوں گا، ابواہلحق نے ان سے جا کر کہا اے کتو خاموشی کے ساتھ واپس چلو۔

ابونصر کے نام جعلی خط:

ابو حفص الازدی راوی ہے کہ ابو مسلم کے قتل کے بعد ابو جعفر نے ابونصر کو ابو مسلم کی طرف سے ایک خط لکھا اس میں اسے حکم دیا کہ تم میرا سارا مال و متاع اور ہر وہ شے لے کر جو میں وہاں چھوڑ آیا ہوں یہاں چلے آؤ اس خط پر ابو مسلم کی مہر ثبت کر دی، ابونصر نے جب دیکھا کہ مہر کا نقش پورا طبع ہوا ہے وہ سمجھ گیا کہ یہ ابو مسلم کا لکھا ہوا خط نہیں ہے اس نے قاصدوں سے صاف صاف کہہ دیا کہ یہ تمہاری کارستانی ہے اس کے بعد وہ خراسان کے ارادے سے ہمدان کی طرف چل پڑا۔

ابونصر کی گرفتاری:

ابو جعفر نے شہزاد کی ولایت کا فرمان ابونصر کو لکھ بھیجا مگر یہ فرمان اسے اس وقت ملا جب کہ وہ شہزاد سے خراسان روانہ ہو چکا تھا جب ان کو اس کا علم ہوا انھوں نے زہیر بن الترقی عامل ہمدان کو حکم بھیجا کہ اگر ابونصر تمہارے علاقے سے گزرے اسے قید کر دینا یہ خط زہیر کو ہمدان میں موجودگی ہی میں مل گیا اس نے ابونصر کو گرفتار کر کے قلعہ میں قید کر دیا۔ یہ زہیر بنی خزاعہ کا مولیٰ تھا۔

ابونصر اور ابراہیم بن عریف کی گفتگو:

ایک دن ابونصر ابراہیم بن عریف کے سامنے جو اس کے اخیانی بھائی کا بیٹا تھا قلعہ کی فصیل پر برآمد ہوا اور کہا، اے ابراہیم تو اپنے چچا کو قتل کرتا ہے اس نے کہا نہیں ہرگز نہیں اب زہیر نے قلعہ کی دیوار پر نمودار ہو کر ابراہیم سے کہا دیکھو میں حکم کا بندہ ہوں بخدا! میں ان کو دنیا میں سب سے بڑھ کر عزیز رکھتا ہوں مگر مجبور ہوں امیر المومنین کے حکم کو رد نہیں کر سکتا اگر تم میں سے کسی ایک نے ایک تیر بھی چلایا تو میں ان کا سر کاٹ کر یہاں سے تمہارے پاس پھینک دوں گا۔

ابونصر کی رہائی:

اس کے بعد ابو جعفر نے زہیر کو ایک دوسرا خط لکھا اس میں ہدایت کی کہ اگر تم نے ابونصر کو گرفتار کر لیا ہو تو اسے قتل کر دو مگر اس حکم کے آنے سے پہلے ہی اس کے تقرر کا فرمان جو پہلے ارسال کیا گیا تھا ایک قاصد اس کے پاس لے کر پہنچا چونکہ زہیر خود ابونصر کا طرف دار تھا اس نے اس فرمان کے آتے ہی اسے رہا کر دیا۔ ابونصر ہمدان سے چل دیا اس فرمان کے آنے کے دوسرے دن زہیر کو ابو جعفر کا وہ خط ملا جس میں اسے ابونصر کے قتل کھردینے کا حکم دیا گیا تھا اسے پڑھ کر اس نے کہا کہ میں اب کیا کروں چونکہ اس کے تقرر کا فرمان میرے پاس پہلے آچکا تھا میں نے اسے رہا کر دیا۔

ابونصر کا کردار:

ابونصر ابو جعفر کے پاس آیا انھوں نے اس سے کہا تمہیں نے ابو مسلم کو خراسان چلے جانے کا مشورہ دیا تھا اس نے جواب دیا یہ

درست ہے چونکہ اس نے میرے ساتھ بہت احسان کیے تھے جب اس نے مجھ سے مشورہ لیا تو میں نے اسے مخلصانہ مشورہ دیا اگر جناب والا بھی مجھ پر احسان فرمائیں تو میں آپ کا بھی سچا ہی خواہ اور مخلص رہوں گا اور ہمیشہ شکر گزار رہوں گا ابو جعفر نے اسے معاف کر دیا چنانچہ راوندیہ جماعت کی شورش کے وقت ابونصر قصر کے دروازے پر موجود تھا اس نے کہا میں آج درباری کی خدمت انجام دوں گا جب تک میں زندہ رہوں کوئی شخص قصر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ابو جعفر نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ قصر کے دروازے پر حفاظت کے لیے موجود ہے اس سے انہیں اس کے خلوص کا ثبوت مل گیا۔

مالک بن یثیم کی گرفتاری و رہائی:

بیان کیا گیا ہے کہ جب مالک بن یثیم ہمدان کی طرف روانہ ہو گیا تو ابو جعفر نے زہیر بن ترکی کو لکھا کہ اگر مالک کو تونے روک نہ لیا تو تجھے قتل کر دیا جائے گا زہیر نے مالک سے آکر کہا کہ آج میرے یہاں آپ کی دعوت ہے اگر آپ تشریف لائیں گے تو میری عزت افزائی ہوگی مالک نے دعوت کے لیے اس کے گھر جانے کا اقرار کر لیا اس نے چالیس آدمیوں کو چن کر دوائیے کمروں میں چھپا دیا جس سے دعوت کے کمرے میں راستہ تھا۔ جب مالک وہاں آ گیا تو زہیر نے ادبم کو آواز دی کہ جلد کھانا لاؤ اس کی آواز سنتے ہی وہ چالیس آدمی نکل کر مالک پر چھپے اس کی مشکیں باندھ لیں اور پھر دونوں پیروں میں بیڑیاں ڈال کر اسے منصور کے پاس بھیج دیا منصور نے اسے معافی دے دی اور موصل کا عامل مقرر کر دیا۔

سبذ کی بغاوت:

اسی سال منصور نے ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا اور اس کے لیے باقاعدہ فرمان اسے لکھ بھیجا نیز اسی سال خراسان میں ابو مسلم کے خون کا بدلہ لینے کے لیے سبذ نے خروج کیا۔

سبذ نیشاپور کے ایک گاؤں ابن نام کار بنے والا مجوسی تھا جب اس نے اپنی بغاوت کی علت ظاہر کی ہزاروں آدمی اس کے ساتھ مرنے مارنے کے لیے آمادہ ہوئے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یہ ابو مسلم کے خون کا بدلہ لینے کے لیے کھڑا ہوا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ شخص اس کا ساختہ پر داختہ تھا خروج کرتے ہی اس نے نیشاپور قوس اور رے پر قبضہ کر لیا فیروز صہبذ اس کا نام تھا رے پہنچ کر اس نے ابو مسلم کے تمام اندوختہ خزانوں پر اپنا قبضہ جمالیا۔ یہ وہ خزانے تھے جو ابو مسلم ابو العباس کے پاس جانے کے وقت رے چھوڑ گیا تھا اس کے اکثر پیرواہل جبال تھے۔

سبذ کا قتل:

ابو جعفر نے جوہر بن مرار العلجی کو دس ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا ہمدان اور رے کے درمیان دشت کے کنارے فریقین میں لڑائی ہوئی شدید جنگ کے بعد سبذ کو شکست فاش ہوئی اس شکست میں تقریباً اس کے ساٹھ ہزار آدمی مارے گئے اس کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا گیا اس کے بعد خود سبذ کو لودان الطہوی نے طبرستان اور قوس کے درمیان قتل کر دیا منصور نے طبرستان کی ریاست پر وند اہر مزین القرخان کو مقرر کر دیا سبذ کے خروج سے اس کے قتل تک ستر راتیں گزری تھیں۔

مبلد بن حرمہ شیبانی کا خروج:

اسی سال مبلد بن حرمہ الشیبانی نے خروج کر کے جزیرہ کی ایک سمت میں خارجیوں کا شعار بلند کیا جزیرے کی قائم سوارہ

فوج جس کی تعداد ایک ہزار بیان کی جاتی ہے اس کے مقابلے پر گئی ملبہ ان سے لڑا اس نے انہیں مار بھگایا اور ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے اس کے بعد موصل کی قائم فوج مقابلہ پر گئی ملبہ نے اسے بھی شکست دی پھر یزید بن حاتم اہلسی اس کے مقابلے پر آیا شدید لڑائی کے بعد ملبہ نے اسے شکست دی اور اس کی ایک جاریہ کو جس سے وہ متمتع ہوتا تھا پکڑ لیا نیز اس نے یزید کے ایک فوجی سردار کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد ابو جعفر نے اپنے آزاد کردہ غلام مہمل بن صفوان کو دو ہزار منتخب سپاہی دے کر اس کے مقابلے پر بھیجا ملبہ نے انہیں بھی مار بھگایا ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اس کے بعد منصور نے زیاد بن مشکاتی کو ایک بڑی فوج دے کر اس کے مقابلے کے لیے بھیجا ملبہ نے اس کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دی اب منصور نے صالح بن صبیح کو ایک بہت بڑی فوج اور کثیر رسالہ دے کر جو تمام مازو سامان جنگ سے پوری طرح آراستہ تھا اس کے مقابلے کے لیے بھیجا ملبہ نے اسے بھی شکست دی۔ اب خود حمید بن قحطبہ جزیرہ کا ناظم اس کے مقابلے کے لیے گیا ملبہ اس سے بھی لڑا اور اسے بھی شکست دی حمید اس کے خوف سے قلعہ بند ہو گیا پھر اس نے ایک لاکھ درہم اسے اس لیے دیئے تاکہ وہ اس کے مقابلے سے رک جائے۔ واقدی کہتا ہے کہ ملبہ کا خروج اور تحکیم ۱۳۸ھ کا واقعہ ہے۔

امیر ج اسلمعل بن علی وعمال:

چونکہ اس سال لوگ سباز کے قضیہ میں مصروف رہے اس وجہ سے موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے نہ بھیجی گئی واقدی وغیرہ کے قول کے مطابق اس سال اسلمعل بن علی بن عبد اللہ بن عباس کی امارت میں جو موصل کا والی تھا، فریضہ حج ادا ہوا اسی سال زیاد بن عبد اللہ مدینہ کا والی تھا عباس بن معبد مکہ کا والی تھا۔ حج ختم ہوتے ہی عباس کا انتقال ہو گیا اسلمعل نے اس کے علاقے کو بھی زیاد بن عبد اللہ کے ماتحت کر دیا اور اس تقرر کی منصور نے بھی توثیق کر دی، عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ کا والی تھا، سلیمان بن علی بصرہ اور اس کے توابع کا والی تھا عمر بن عامر السہمی بصرہ کے قاضی تھے، ابوداؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا، حمید بن قحطبہ موصل کا والی تھا۔ صالح بن علی بن عبد اللہ بن عباس مصر کا صوبہ دار تھا۔

۱۳۸ھ کے واقعات

صالح بن علی اور عباس بن محمد کا جہاد:

اس سال قسطنطین شاہ روم بزرگ شمشیر ملتہیہ میں در آیا، اس نے شہر کی فسیل گرا دی اور تمام جنگجو آبادی اور ان کے اہل و عیال کو خارج البلد کر دیا۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عباس بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما موسم گرما میں کفار سے جہاد کرنے صالح بن علی بن عبد اللہ کے گیا صالح نے اسے چالیس ہزار دینار دیئے، اسی جماعت کے ہمراہ عیسیٰ بن علی بن عبد اللہ بھی تھا اسے بھی اس نے چالیس ہزار دینار دیئے۔ شہر ملتہیہ کا جو حصہ بادشاہ روم نے توڑ دیا تھا صالح نے اسے پھر بنادیا۔

بیان کیا گیا کہ صالح اور عباس جہاد کے لیے ۱۳۹ھ میں ملتہیہ گئے تھے۔

جہور بن مرار کی بغاوت و قتل:

اس سال عبد اللہ بن علی نے جو اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس بصرہ میں مقیم تھا ابو جعفر کی بیعت کر لی۔ اس سال جہور بن

مرار العجلی نے منصور سے بغاوت کر دی۔

بیان کیا گیا ہے کہ سباز کو شکست دے کر جہور نے اس کے پڑاؤ کی ہر شے پر قبضہ کر لیا۔ اس میں ابو مسلم کے وہ خزانے بھی تھے جن کو وہ رے چھوڑ آیا تھا اس نے اس روپیہ کو منصور کے پاس نہیں بھیجا تھا اور اب اس کے خوف سے اس نے بغاوت ہی کر دی منصور نے محمد بن الاشعث الخزاعی کو ایک زبردست فوج کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ محمد اس سے آکر لڑا نہایت ہی خونریز معرکہ جدل و قتال گرم رہا جہور کے ساتھ منتخب مشہور بہادر عجمی سردار زیاد اور دلاستاج بھی تھے آخر کار جہور اور اس کے ساتھیوں کو ذلیل شکست ہوئی ان کے ہزار ہا آدمی مارے گئے زیاد اور دلاستاج گرفتار کر لیے گئے جہور بھاگ کر آذربائیجان چلا گیا پھر اس لڑائی کے کچھ روز بعد اسباز رو میں گرفتار کیا گیا اور قتل کر دیا گیا۔

ملبد خارجی کا عبدالعزیز پر حملہ:

اسی سال ملبد الخارجمی مارا گیا۔ جب اس نے حمید کو بھی شکست دے کر قلعہ بند ہونے پر مجبور کر دیا تو ابو جعفر نے عبدالعزیز بن عبدالرحمن، عبدالجبار بن عبدالرحمن کے بھائی کو اس کے مقابلے پر بھیجا اور زیاد بن مشکان کو اس کے ساتھ کیا، ملبد نے سوشہ سوار اس کے عقب میں ایک کیمین گاہ میں متعین کر دیئے ان میں لڑائی شروع ہوئی، ان شہ سواروں نے عقب سے نکل کر عبدالعزیز پر دھاوا کر کے اسے مار بھگا یا اور اس کے اکثر سپاہیوں کو قتل کر دیا۔

خازم بن خزیمہ کی ملبد خارجی پر فوج کشی:

اس مرتبہ ابو جعفر نے خازم بن خزیمہ کو آٹھ ہزار مروزی ترکوں کے ساتھ اس کے مقابلے پر بھیجا یہ موصل آ کر فروکش ہوا اور یہاں سے اس نے اپنی فوج کے کچھ سپاہی مزدوروں کے ساتھ دے کر ملبد کی طرف بھیجے یہ جماعت ملبد آئی یہاں انھوں نے خندق بنائی اپنے سردار کی فوج کے لیے منڈیاں قائم کیں ملبد کو اس کی اطلاع ہوئی وہ اپنی فرودگاہ چھوڑ کر ملبد آیا اور خازم کی ساختہ خندق پر قبضہ کر کے وہیں اس نے پڑاؤ کر دیا۔

ملبد خارجی کی پیش قدمی:

جب اس کی اطلاع خازم کو ہوئی وہ موصل کے مضافات میں حریر نام ایک قصبہ میں آ کر فروکش ہوا اس کی اطلاع ملبد کو ہوئی اس نے ملبد سے دجلہ کو عبور کر لیا اور اب اس طرف سے موصل پر قبضہ کرنے کے ارادے سے وہ خازم کی طرف چلا اس کی اس پیش قدمی کی اطلاع ایک طرف خازم اور دوسری طرف اسمعیل والی موصل کو ہوئی اس نے خازم کو حکم دیا کہ تم فوراً اپنے پڑاؤ سے واپس آؤ اور موصل کے پل سے دجلہ کو عبور کرو۔

خازم بن خزیمہ اور ملبد خارجی کی جنگ:

خازم نے اس تجویز کو نہ مانا بلکہ اپنی فرودگاہ کے سامنے ہی دریا پر پل باندھ کر ملبد کے مقابلہ کے لیے اس نے دجلہ کو عبور کیا اس کی فوج کے مقدمہ اور طلحہ پرنھلہ بن نعیم بن خازم بن عبداللہ النہشلی سردار تھا۔ مینہ پرز ہیر بن محمد العامری متعین تھا اور میسرہ پر ابو حماد الابرص بنی سلیم کا مولیٰ مقرر تھا، خود خازم قلب فوج میں بڑھ رہا تھا اب یہ حالت ہوئی کہ حریفوں کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابل ایک ہی سمت میں رات تک چلتی رہیں۔ رات ہوتے ہی وہ ساری رات ایک دوسرے کے مقابلے پر بغیر لڑے ٹھہرے۔ صبح کو

جوبدھ کا دن تھا ملبہ اور اس کے ساتھی پر گنہ خروہ کی طرف چلے خازم اور اس کی فوج بھی ان کے ساتھ ساتھ بڑھی اور اسی طرح پھر رات ہو گئی اب جمہرات کے دن ملبہ اور اس کی فوج نے کچھ اس طرح چلنا شروع کیا۔ معلوم یہ ہوا کہ وہ خازم کے مقابلے سے راہ فرار اختیار کرنا چاہتی ہے یہ رنگ دیکھتے ہی خازم اپنی فوج کو لے کر خندق چھوڑ کر ان کے تعاقب کے لیے چلا مقام حسک پہ خازم نے اپنے اور اپنی فوج کے گرد خندق بنالی تھی اس جماعت کے خندق چھوڑتے ہی خارجی ان پر پلٹ پڑے خازم نے بھی اس چال کو بھانپ لیا اس نے حسک کو اپنے اور حملہ آوروں کے درمیان آڑ رکھ کر مقابلہ شروع کیا خارجیوں نے خازم کے میمنہ پر ایسا شدید حملہ کیا کہ اسے بالکل درہم برہم کر کے الٹ دیا اس کے بعد انہوں نے خازم کے میسرہ پر حملہ کر کے اس کا بھی یہی حشر کیا خارجی قلب تک پہنچ گئے جہاں خازم موجود تھا انہیں دیکھتے ہی خازم نے اپنے سپاہیوں کو پیادہ ہو جانے کا حکم دیا وہ اتر پڑے انہیں دیکھ کر ملبہ اور اس کے ساتھی بھی پیدل ہو گئے۔ خارجیوں نے اپنے تمام سواری کے گھوڑے ذبح کر دیئے اور تلواریں لے کر حریف پر ٹوٹ پڑے ایسی شمشیر زنی کی کہ تلواریں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔

ملبہ خارجی اور اس کی جماعت کا خاتمہ:

جنگ شروع ہوتے ہی خازم نے نھلہ کو ہدایت کر دی تھی کہ جب اس قدر غبار چھا جائے کہ ہم ایک دوسرے کو نہ دکھائی دینے لگیں۔ اس وقت تم چپکے سے میدان مصاف سے کھسک جانا اپنے اور ساتھیوں کے گھوڑوں پر جا کر سوار ہونا اور پھر دشمن پر تیر اندازی کرنا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا خازم کے سپاہی میمنہ اور میسرہ سے پلٹ کر یہاں آ گئے انہوں نے ملبہ اور اس کی فوج پر تیروں کا مینہ برسا دیا ملبہ ان آٹھ سو آدمیوں کے ہمراہ جو میدان کارزار میں پیادہ لڑ رہے تھے مارا گیا اور تقریباً اس کے تین سو آدمی وہ مارے گئے جو ابھی گھوڑوں سے اترنے نہ پائے تھے باقی جو بچے انہوں نے راہ گریز اختیار کی نھلہ نے ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے ڈیڑھ سو آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

امیر حج فضل بن صالح و عامل:

واقعی وغیرہ کے بیان کے مطابق اس سال فضل بن صالح بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج ہوا یہ حج کرنے کے ارادے سے اپنے باپ کے پاس سے شام سے حجاز روانہ ہوا راستے میں اسے امیر المؤمنین کا فرمان مل گیا جس میں اسے امیر حج مقرر کیا تھا یہ مدینے سے گذرا اور وہیں اس نے احرام حج باندھا۔

اس سال زیاد بن عبید اللہ مدینہ مکہ اور طائف کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقے کا والی تھا بصرہ اور اس کے توابع کا والی سلیمان بن علی تھا سوار بن عبد اللہ بصرے کے قاضی تھے ابوداؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا اور مصر کا صوبہ دار صالح بن علی تھا۔



۱۳۹ھ کے واقعات

ام عیسیٰ اور لبابہ کی جہاد میں شرکت:

اس سال صالح بن علی اور عباس بن محمد ملتہیہ میں قیام پذیر رہے اور جب ان کی از سر نو تعمیر مکمل ہو گئی تو یہ دونوں خدت کے درے موسم گرما کی مہم لے کر رومیوں کے علاقے میں گھس پڑے صالح کے ہمراہ ان کی دو بہنیں ام عیسیٰ اور لبابہ علی کی بیٹیاں بھی جہاد میں شریک تھیں انھوں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر بنی امیہ کی سلطنت ختم ہو گئی تو یہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گی ان کے علاوہ جعفر بن حطلہ البہرانی ملتہیہ کے درے سے جہاد کے لیے بڑھا۔

مسلم قیدیوں کی زرفدیہ پر رہائی:

اس سال منصور اور بادشاہ روم میں فدیہ کا معاہدہ ہوا جس کی رو سے منصور نے ان تمام مسلمانوں کو جو رومیوں کی قید میں تھے فدیہ دے کر رہا کر لیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بعد ۱۴۶ھ تک کوئی لڑائی رومیوں سے اس وجہ سے نہ ہو سکی کہ منصور عبد اللہ بن الحسن کے بیٹوں کی شورش کے قضیہ میں رہے مگر بعض ارباب سیر کہتے ہیں کہ ۱۴۰ھ میں حسن بن قحطہ نے عبد الوہاب بن ابراہیم الامام کی قیادت میں ایک مہم جہاد کے لیے بھیجی تھی اس کے مقابلے کے لیے شاہ روم ایک لاکھ فوج کے ساتھ جیان آ کر فروکش ہوا۔ مگر جب اسے مسلمانوں کی فوج کی کثرت کا علم ہوا اس نے ان کو نہیں چھیڑا البتہ اس کے بعد پھر ۱۴۶ھ تک کوئی مہم جہاد کے لیے نہ بھیجی جاسکی۔

عبد الرحمن بن معاویہ کی سپین میں امارت:

اس سال عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک بن مروان اندلس گیا۔ اہل اندلس نے اسے اپنا بادشاہ بنا کر حکومت اس کے سپرد کر دی چنانچہ آج تک اسی کا خاندان اندلس پر فرماں روا چلا آتا ہے۔ اسی سال ابو جعفر نے مسجد حرام کی توسیع کی۔ چونکہ اس سال پیداوار بہت فراوان ہوئی تھی اس وجہ سے اسی سال کو ستہ انھیں کہتے ہیں۔

سلیمان بن علی کی معزولی:

اس سال منصور نے سلیمان بن علی کو بصرہ اور اس کے توابع کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۱۴۰ھ میں اسے معزول کیا گیا اور اس کی جگہ سفیان بن معاویہ کو مقرر کیا بروز چہار شنبہ نصف ماہ رمضان میں اس نے اپنی اس خدمت کا جائزہ لیا اس کے برسر ولایت آتے ہی عبد اللہ بن علی اور اس کے ساتھی اپنی جان کے خوف سے روپوش ہو گئے۔

عبد اللہ بن علی کی طلبی:

ابو جعفر کو اس کی اطلاع ہو گئی انہوں نے سلیمان اور عیسیٰ بن علی کے بیٹوں کو حکم بھیجا کہ تم فوراً عبد اللہ بن علی کو میرے پاس بھیج دو اس حکم کی بجا آوری کے بغیر چارہ نہیں اس لیے اس معاملہ میں تاخیر نہ ہونے پائے اور میں تم دونوں سے عبد اللہ بن علی کو امان دینے کا جس طرح تم چاہو اور جس طرح تم کو اعتماد آ سکے عہد کرتا ہوں نیز انھوں نے سفیان بن معاویہ اپنے جدید والی کو بھی اس حکم کی

اطلاع دے دی اور اسے ہدایت کی کہ وہ خود ان دونوں کو اصرار کر کے مع عبد اللہ بن علی اور اس کے خاص لوگوں کو میرے پاس بھیجنے پر آمادہ کرے چنانچہ سلیمان اور عیسیٰ عبد اللہ بن علی اس کے تمام سرداروں، خاص دوستوں اور مولیوں کو لے کر ۱۸ ذی الحجہ جمعرات کے دن ابو جعفر کے پاس آئے۔

اسی سال ابو جعفر نے عبد اللہ بن علی کو مع اس کے ساتھیوں کے قید کر دینے کا حکم دیا اور بعض کو قتل کر دینے کا حکم دیا۔
عبد اللہ بن علی کی گرفتاری:

جب سلیمان اور عیسیٰ بن علی کے بیٹے ابو جعفر کے پاس آئے ابو جعفر نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی انہوں نے عرض کیا کہ عبد اللہ بن علی بھی حاضر ہے آپ اسے اندر آنے کی اجازت دیں ابو جعفر نے ان کی یہ درخواست قبول کی مگر دیر تک انہیں اپنے ساتھ باتوں میں مشغول رکھا، اس سے پہلے ہی انہوں نے عبد اللہ بن علی کو اپنے قصر میں قید کر دینے کا انتظام کر لیا تھا اور یہ حکم دے دیا تھا کہ جب سلیمان اور علی میرے پاس اندر چلے آئیں عبد اللہ بن علی کو فوراً قصر میں لے جا کر قید کر دیا جائے اس حکم پر عمل ہوا، ابو جعفر اپنی مجلس اٹھے اور انہوں نے سلیمان اور علی سے کہا کہ تم عبد اللہ کو جلدی لے آؤ باہر آ کر انہوں نے عبد اللہ کو اس جگہ جہاں وہ بیٹھا تھا نہ پایا معلوم ہوا کہ اسے قید کر دیا گیا ہے یہ دونوں ابو جعفر کے پاس جانے لگے مگر اور لوگ ان کے اور اس کے درمیان حائل ہو گئے اور اب سرکاری عہدے داروں نے عبد اللہ بن علی کے موجودہ ساتھیوں کی تلواریں ان کے کندھوں سے اتار کر اپنے قبضہ میں کر لیں اور انہیں بھی قید کر دیا۔

عبد اللہ بن علی کے ساتھیوں کا انجام:

خفاف بن منصور نے اس سلوک سے پہلے ہی ان کو متنبہ کر دیا تھا وہ اپنے آنے پر نادم تھا اس نے اس وقت بھی اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ میری بات مانو ہم سب مل کر ایک دم ابو جعفر پر حملہ کریں ہمیں ان کے پاس پہنچنے سے کوئی روکنے والا نہیں پھر ہم تلواریں نیام سے نکال کر ان دروازوں پر حملہ کر دیں گے جو ہمارے سامنے آئے گا ہم اس کا کام تمام کر دیں گے اور اسی طرح ہم یہاں سے بچ کر نکل جائیں گے مگر اس کے ساتھیوں نے یہ بات نہ مانی جب ان کی تلواریں چھین کر اسے قید کر دیا گیا تو غصے کے مارے خفاف اپنی داڑھی پر تھوکتا تھا اور اپنے ساتھیوں کے منہ پر تھوک رہا تھا ابو جعفر نے ان میں سے بعض کو اپنے سامنے ہی قتل کر دیا اور بقیہ کو ابو داؤد خالد بن ابراہیم کے پاس خراسان بھیج دیا جس نے ان کو وہاں ختم کر دیا۔

امیر حج عباس بن محمد اور عمال:

اسی سال عباس بن علی بن عبد اللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا زیاد بن عبید اللہ الحارثی مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقہ کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور اس کے توابع کا والی تھا۔ سوار بن عبید اللہ بصرہ کے قاضی تھے ابو داؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا۔



۱۴۰ھ کے واقعات

ابوداؤد خالد کی ہلاکت :

اس سال خراسان کا صوبہ دار ہلاک ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ چند سپاہی ابوداؤد خالد بن ابراہیم صوبہ دار خراسان پر ایک رات میں جب کہ وہ مرو کے کشماہن دروازے کے سامنے فروکش تھا چڑھ دوڑے یہ اس کی قیام گاہ تک پہنچ گئے ان کی یورش کی وجہ سے ابوداؤد دیوار کے باہر نکلے ہوئے کنگرے پر آیا جو اینٹ کا تھا یہ اس پر کھڑے ہو کر اپنی فوج کو آواز سنانے کے لیے زور سے چیخا اس سے وہ اینٹ جس پر وہ کھڑا تھا ٹوٹ گئی یہ تڑکے کا وقت تھا اس کے ٹوٹے ہی یہ اس پتھر کے پردے کی دیوار پر گرا جو صحن کے سامنے استادہ تھی اس کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ اسی دن نماز ظہر کے وقت مر گیا۔ اس کا کوتوال عصام عبد الجبار بن عبد الرحمن الازدی کے خراسان آنے تک اس کی جگہ منصرمانہ خدمت انجام دیتا رہا۔

امارت خراسان پر عبد الجبار بن عبد الرحمن کا تقرر :

اس سال منصور نے عبد الجبار بن عبد الرحمن کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا اس نے خراسان آ کر بہت سے فوجی سرداروں کو گرفتار کر لیا اور بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ان پر آل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے دعوت خلافت کی سازش کا الزام لگایا۔ گرفتار ہونے والوں میں یہ لوگ تھے مجاشع بن حریث الانصاری عامل بخارا۔ ابوالمغیرہ بنی تمیم کا مولیٰ جس کا نام خالد بن بشیر تھا اور وہ قوہستان کا عامل تھا اور حریش بن محمد الذہلی ابوداؤد کا چچیرا بھائی۔ عبد الجبار نے ان سب کو قتل کر دیا۔ نیز جنید بن خالد بن حریم التغلمی اور معبد بن خلیل المزنی کو بری طرح پٹوا کر قید کر دیا نیز اس نے اور کئی خراسانی سرداروں کو قید کر دیا اور ابوداؤد کے مقرر کردہ عمال پر سرکاری خراج کے بقایا کی جلد ادائیگی کے لیے سختی شروع کی۔

امیر حج ابو جعفر منصور و عمال :

اس سال منصور حج کے لیے گئے انہوں نے حیرہ سے احرام باندھا حج سے فارغ ہو کر مدینہ گئے اور وہاں سے بیت المقدس۔ اس سال تمام علاقوں کے والی وہی اشخاص تھے جو سنہ گذشتہ میں رہے تھے البتہ خراسان کا عامل اس سال عبد الجبار تھا۔ ابو جعفر نے بیت المقدس مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی پھر اپنے عاصمہ واپس آنے کے لیے شام کے راستے رقعہ آئے اور یہاں کچھ دن قیام کیا۔ منصور بن جعونہ بن الحارث العامری (از بنی عامر بن صعصعہ) ان کے سامنے لایا گیا منصور نے اسے قتل کر دیا اور اب یہاں سے دریائے فرات کے ذریعہ ہاشمیہ (ہاشمیہ کوفہ) آ گئے۔

۱۴۱ھ کے واقعات

راوندیہ فرقہ :

راوندیوں کا خروج، بعض ارباب سیر کہتے ہیں راوندی جماعت کا ابو جعفر سے مناقشہ جس کو اب ہم ذکر کرنے والے ہیں یہ

۱۳۷ھ یا ۱۳۹ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے:

علی بن محمد کے بیان کے مطابق یہ اہل خراسان کی ایک جماعت تھی جو ابو مسلم داعی بنی ہاشم کے عقائد کو مانتی تھی یہ تنازع ارواح کے قائل تھے اور مدعی تھے کہ آدم کی روح عثمان بن نبیک میں آگئی ہے ان کا رب جو ان کو کھلاتا اور پلاتا ہے وہ ابو جعفر منصور ہے اور ہشیم بن معاویہ جبرئیل ہے۔
راوندیہ فرقہ کی شورش:

یہ لوگ منصور کی محل سرا کے پاس آئے اور اب اس کا طواف کرنے لگے اور اور کہتے جاتے تھے کہ یہ ہمارے پروردگار (رب) کا محل ہے منصور نے اس کے سرداروں کو اپنے پاس بلایا اور ان میں سے دو سو کو قید کر دیا اس پر ان کے اور ساتھی بہت برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں بلا وجہ کیوں قید کیا گیا۔ منصور نے ان کے اجتماع کی ممانعت کر دی انھوں نے ایک جنازہ تیار کیا اور تابوت اٹھا کر جلوس نکالا حالانکہ وہ تابوت بالکل خالی تھا اس طرح انہوں نے سارے شہر کا چکر لگایا جیل خانے کے دروازے پر آ کر اس تابوت کو پھینک دیا اور جیل کے محافظین پر حملہ کر کے زبردستی جیل خانے میں گھس گئے اپنے مقید دوستوں کو چھڑا کر اب منصور کی طرف چلے اس دن ان کی تعداد چھ سو تھی ان کی اس شورش کی بنا پر تمام شہر میں منادی کر دی گئی اور شہر کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ ان میں سے کوئی بھی شہر کے اندر نہ آیا۔ چونکہ اس زمانے میں خاص قصر میں کوئی سواری کا جانور نہیں رکھا جاتا تھا اس وجہ سے منصور قصر سے پیدل ہی نکلے۔ اس واقعہ کے بعد انہوں نے یہ حکم دے دیا کہ ایک گھوڑا ہر وقت قصر میں ان کے پاس موجود رہا کرے جب منصور قصر سے باہر آ گئے تو اب ایک گھوڑا ان کے لیے لایا گیا وہ اس پر سوار ہو کر اس جماعت کے مقابلے کے ارادے سے روانہ ہوئے اتنے میں معن بن زائدہ سامنے آیا ابو جعفر کو دیکھتے ہی وہ گھوڑے سے کود پڑا اس نے اپنی قبائلا میں اپنے پٹکے میں اڑس لیا اور منصور کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر عرض پرداز ہوا کہ میں امیر المومنین کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ واپس تشریف لے چلیں ہم لوگ ان سے نپٹ لیں گے۔ آپ کے تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ابونصر مالک بن ہشیم بھی قصر کے دروازے پر آ کر ٹھہر گیا اور اس نے کہا کہ آج قصر کا دربان میں ہوں۔

راوندیوں کا انجام:

اب بازار والوں میں اعلان کر دیا گیا کہ ان کا مقابلہ کریں چنانچہ انھوں نے ان پر تیر برسائے اور مار مار کر ان کا برا حال کر دیا شہر کا دروازہ کھولا گیا اب اور لوگ شہر میں آ گئے خازم بن خزیمہ ایک سم بریدہ گھوڑے پر سوار ابو جعفر کے پاس آیا اور پوچھا حکم ہو تو ان سے جنگ کروں انہوں نے اس کی اجازت دی اس نے راوندی جماعت پر حملہ کیا اور انہیں قصر کی فصیل کی پشت تک پسپا کر دیا انھوں نے خازم پر ایسا شدید جوابی حملہ کیا کہ اسے اور اس کی جماعت کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا مگر اب خازم نے دوبارہ ان پر ایسا سخت حملہ کیا کہ اس مرتبہ انہیں شہر پناہ تک دھکیل دیا اور شعبہ بن ظہیر کو ہدایت کی کہ اگر اس مرتبہ یہ پھر ہم پر جوابی حملہ کریں تو تم فوراً شہر پناہ تک ان سے پہلے پہنچ جانا اور اگر اس دفعہ وہ شہر پناہ کی طرف پلٹ کر آئیں تو وہیں ان سے لڑ پڑنا اس مرتبہ انہوں نے پھر خازم پر حملہ کیا خازم خود ان کے سامنے سے پسپا ہو گیا اور اب شعبہ ان کے عقب میں جا پہنچا اور اس طرح وہ سب کے سب مارے گئے۔

عثمان بن نہیک کی ہلاکت:

اس سے پہلے اسی دن عثمان بن نہیک ان کے پاس آیا تھا اور اس نے ان کو بہت سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا جب یہ واپس جانے لگا تو انہوں نے ایک تیر اس کے مارا جو اس کے دونوں شانوں کے درمیان پیوست ہو گیا یہ اسی زخم سے چند دن بیمار رہ کر جان بحق ہوا ابو جعفر نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور دفن ہونے تک اس کی قبر پر کھڑے رہے دفن کے بعد کہا اللہ ابو یزید پر رحم کرے انہوں نے اس کی جگہ عیسیٰ بن نہیک کو اپنا محافظ مقرر کیا یہ مرنے تک اس عہدے پر برقرار رہا اس کے بعد ابو جعفر نے ابو العباس الطوسی کو یہ عہدہ دیا۔

معن بن زائدہ کی شجاعت و دلیری:

اسمعیل بن علی اپنی فوج لے کر اس دن اس وقت آیا جب کہ دروازے بند کر دیئے گئے تھے اس نے دربان سے کہا کہ دروازہ کھول دو میں تم کو ایک ہزار درہم دیتا ہوں اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ قتیاع بن ضرار عیسیٰ بن موسیٰ کا کو تو اس دن شہر ہی میں تھا اس نے باغیوں کے خلاف خوب جوانمردی دکھائی اور اپنا حق ادا کر دیا۔ یہ تمام جھگڑا کوفہ کے شہر ہاشمیہ میں وقوع پذیر ہوا تھا اس دن ربیع میدان جنگ میں آیا تا کہ منصور کے گھوڑے کی لگام پکڑے مگر معن نے اس سے کہا کہ آج تمہارا کام نہیں ہے۔ ابو یزید بن المصغان رئیس دنیا وند اس لڑائی میں شریک ہوا۔ یہ اپنے بھائی کے خلاف ہو گیا تھا اور اس وجہ سے ابو جعفر کے پاس چلا آیا تھا ابو جعفر نے اس کی خاطر و تواضع کی اور اس کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا اس ہنگامے کے دن یہ منصور کے پاس آیا مگر انہوں نے اپنا رخ پھیر لیا اس نے کہا اجازت ہو تو ان سے لڑو انہوں نے اس کی اجازت دی چنانچہ اب یہ بھی لڑائی میں شریک ہوا جب یہ کسی کو مار کر گرا دیتا تھا تو پھر اسے چھوڑ دیتا تھا۔

معن بن زائدہ کا اعزاز:

جب وہ سب قتل کر دیئے گئے تو منصور نے ظہر کی نماز پڑھی اور پھر کھانا منگوایا دسترخوان بچھنے کے بعد انھوں نے خدمت گاروں کو حکم دیا کہ معن کو اطلاع دی جائے اور اس کے آنے تک کھانا شروع نہیں کیا اس کے آ جانے کے بعد قسم کو حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ بیٹھ جائے اور اس کی جگہ انھوں نے معن کو بٹھایا کھانے سے فارغ ہونے کے بعد انھوں نے عیسیٰ بن علی کو مخاطب کر کے کہا اے ابو العباس! کیا تم نے ایسے لوگوں کا حال سنا ہے جو شیر کے مانند ہیں اس نے کہا جی ہاں! منصور کہنے لگے کہ اگر آج تم نے معن کو دیکھا ہوتا تو تم کو معلوم ہوتا کہ معن بھی اسی قسم کا شیر ہے اس پر معن نے کہا امیر المؤمنین بخدا! جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت میں خود خائف تھا مگر جب میں نے دیکھا کہ آپ کے دل میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور آپ بالکل غدران پر حملہ کر رہے ہیں تو یہ ایسی بات تھی جو میں نے کبھی اپنی عمر میں نہیں دیکھی تھی میں نے کسی شخص کو جنگ میں ایسا بے باک نہ دیکھا تھا آپ کو اس طرح دیکھ کر خود میرا دل قوی ہو گیا اور اسی وجہ سے میں نے اس طرح جرأت کا اظہار کیا۔

رزام کو امان:

ابن خزیمہ نے ابو جعفر سے کہا کہ اس جماعت کے کچھ لوگ باقی رہ گئے ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہوتا ہے انھوں نے کہا میں ان کے معاملہ کو تمہارے حوالے کرتا ہوں تم ان کو قتل کر دو! ابن خزیمہ کہنے لگا میں رزام کو بھی قتل کر دوں گا کیونکہ یہ بھی اسی جماعت سے تعلق

رکھتا ہے اس کی بھٹک پاتے ہی رزام نے جعفر بن ابی جعفر کی پناہ لی جعفر نے اس کی سفارش اپنے باپ سے کی منصور نے اسے معاف کر دیا۔

ابو بکر ہندلی کا بیان :

ابو بکر ہندلی بیان کرتا ہے کہ میں امیر المومنین کے دروازے پر کھڑا تھا جب وہ برآمد ہوئے تو ایک شخص جو میرے پہلو میں کھڑا تھا کہنے لگا یہی ہمارے رب العزت ہیں جو ہمیں کھلاتے اور پلاتے ہیں جب امیر المومنین محل کے اندر پلٹ گئے اور دربار ہوا تو میں بھی اندر گیا تخلیہ کے بعد میں نے عرض کیا کہ آج میں نے یہ عجیب بات سنی اس کے بعد میں نے ان سے وہ بات نقل کی اسے سن کر وہ زمین کریدنے لگے اور کہنے لگے اے ہندلی ہماری طاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ میں بھیج دے گا مگر میں چاہتا ہوں کہ کاش یہ ہماری معصیت کرتے تاکہ جنت میں جاتے۔

ابو جعفر منصور کی لغزشیں :

ربیع کہتا ہے کہ منصور کہا کرتے تھے مجھ سے تین غلطیاں سرزد ہوئیں اور اللہ نے ان تینوں کے عواقب سے مجھے محفوظ رکھا میں نے ابو مسلم کو اس حالت میں قتل کیا جب کہ میں معمولی بوسیدہ لباس پہنے بیٹھا تھا جو لوگ میرے گرد تھے وہ سب کے سب اسے مجھ سے زیادہ مانتے تھے اگر اس وقت مجھے کوئی چھو بھی دیتا تو میں مفت میں مارا گیا ہوتا۔ اسی طرح راوندی فتنہ کے دن میں بالکل بے باکانہ طریقہ پر مقابلہ کے لیے نکل کھڑا ہوا اگر کوئی اڑتا ہوا تیر میرے لگ جاتا تو میں اسی وقت ہلاک ہو جاتا۔ نیز جب میں شام گیا اس وقت اگر عراق میں معمولی سا فتنہ بھی کھڑا ہو جاتا تو خلافت ہی برباد ہو جاتی۔

معن بن زائدہ کا ابو جعفر منصور کو مشورہ :

بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ معن ابن ہبیرہ کے ساتھ ہو کر سیاہ علم والوں کی جماعت سے کئی مرتبہ لڑا تھا اس وجہ سے وہ ابو جعفر کے خوف سے مرزوق ابو الخصب کے پاس چھپا ہوا تھا اور اسے یہ امید تھی کہ مرزوق اس کے لیے معافی حاصل کر لے گا راوندی جماعت کے فتنہ کے دن یہ قصر کے دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا، منصور نے اس وقت ابو الخصب سے جوان دنوں دربانوں کا چاؤش تھا دریافت کیا کہ قصر کے دروازے پر کون کھڑا ہے اس نے کہا معن بن زائدہ، منصور کہنے لگے کہ یہ بڑا کڑوا عرب ہے لڑائی کا خوب تجربہ رکھتا ہے اور شریف ہے اسے اندر لے آؤ، معن اندر آیا منصور نے اس سے کہا کہو معن کیا کہتے ہو، اس وقت کیا تدبیر اختیار کرنا چاہیے اس نے کہا مناسب یہ ہے کہ آپ جنگ کے لیے شرکت کی عام منادی کر دیجیے اور جو لوگ لڑنے نکلے ان کو خوب روپیہ دیجیے۔ منصور نے کہا آدمی کہاں ہیں اور روپیہ اس وقت کہاں ہے اور بھلا کون شخص ان کافروں کے مقابلے کے لیے اپنی جان خطرے میں ڈالے گا معن تم نے کوئی مناسب رائے نہیں دی۔ میری رائے یہ ہے کہ میں خود ان کے مقابلے کے لیے نکلوں اور میدان میں ٹھہروں، لوگ مجھے دیکھ کر ان سے لڑیں گے، دادرمانگی دیں گے، ضرورت کے وقت میرے پاس پلٹ آئیں گے اور پھر مقابلہ کے لیے جائیں گے اور اگر میں یہیں ٹھہرا ہوں تو یہ مقابلے پر ثابت قدم نہ رہیں گے بلکہ پسپا ہو جائیں گے۔

معن بن زائدہ کی کارگزاری :

یہ سن کر معن نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا میں امیر المومنین کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسا نہ کریں ورنہ آپ اسی وقت

قتل کر دیئے جائیں گے اس کے بعد ابوالخضیب ان کے پاس آیا اور اس نے بھی وہی تقریر کی جو معن نے کی تھی، منصور نے ان دونوں سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اپنا گھوڑا طلب کیا بغیر رکاب کے سہارے اچھل کر گھوڑے کی پشت پر متمکن ہوا اپنے کپڑے برابر کیے اور اب مقابلے کے لیے نکلے معن اب بھی ان کی لگام تھامے تھا اور ابوالخضیب ان کے ہم رکاب تھا ایک جگہ جا کر منصور بھڑے ایک شخص ان کی طرف بڑھا انہوں نے معن سے کہا اس کا فرکو لینا۔ معن نے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا اسی طرح پے درپے اس نے چار کافروں کو قتل کیا۔ منصور کو دیکھ کر اور لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے اور پھر پلٹ کر دشمن سے لڑے ایک گھڑی میں ان سب کا صفایا کر دیا اس کا روائی کے ختم پر معن وہاں سے غائب ہو گیا۔

معن بن زائدہ کا امارت یمن پر تقرر:

ابو جعفر نے ابوالخضیب سے اسے دریافت کیا اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی منصور کہنے لگے کہ کیا اس قدر حسن کارگزاری کے بعد بھی اسے یہ اندیشہ ہے کہ امیر المومنین اس کی خطا معاف نہ کریں گے۔ تم جا کر اسے میری طرف سے امان دو اور میرے پاس لے کر آؤ۔ چنانچہ ابوالخضیب اسے لے آیا منصور نے دس ہزار درہم اسے دیئے اور یمن کا والی مقرر کر دیا۔ ابوالخضیب نے منصور سے آ کر کہا کہ جو روپیہ بطور انعام کے آپ نے اسے دیا تھا وہ اس نے سب تقسیم کر دیا ہے اور اب اسے کہیں سے کچھ نہیں ملتا کہ وہ اپنے علاقے پر جائے کہنے لگے اگر وہ ہزار مرتبہ تیری قیمت کے مساوی روپیہ چاہے تو اسے وہ مل جائے۔ یہ بات تو نے کیا کہی۔

اس سال منصور نے اپنے بیٹے محمد کو جو ولی عہد خلافت تھا متعدد فوجوں کے ساتھ خراسان بھیجا اور ہدایت کی کہ رے جا کر قیام کرے۔ محمد نے اس حکم کی بجا آوری کی۔

عبد الجبار بن عبد الرحمن عامل خراسان:

اسی سال منصور کے عامل خراسان عبد الجبار بن عبد الرحمن نے نفقہ بیعت کر کے بغاوت کی، جب منصور کو معلوم ہوا کہ عبد الجبار اہل خراسان کے عمائد کو قتل کر رہا ہے اور ان میں سے کسی نے منصور کو بھی یہ خط لکھا کہ ”چڑا متعفن ہو گیا ہے“ اس نے ابوالیوب سے کہا کہ عبد الجبار نے ہمارے طرف داروں کو فتنہ کر دیا ہے اس سے اس کی نیت صرف یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ بغاوت کرے گا۔ اس نے عرض کیا اس کی آسان تدبیر یہ ہے کہ آپ اسے لکھیں کہ آپ رومیوں سے جہاد کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے وہ اہل خراسان کے امراء اور رؤسا کی قیادت میں وہاں سے آپ کے پاس فوجیں بھیجے جس وقت یہ فوجیں خراسان کی سرحد سے نکل آئیں اس وقت آپ ان کی سرکوبی کے لیے جسے چاہیں بھیج دیں اس میں مزاحمت کی طاقت نہ ہوگی۔

عبد الجبار بن عبد الرحمن کی سرکشی:

منصور نے اس تجویز کے مطابق عبد الجبار کو خط لکھا اس نے جواب دیا کہ خود یہاں ترکوں نے سخت ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اگر میں نے کچھ بھی فوج یہاں سے بھیج دی تو خراسان ہاتھ سے نکل جائے گا اس خط کو منصور نے ابوالیوب کو دکھایا اور پوچھا اب کیا رائے ہے اس نے کہا اس جواب سے تو وہ خود آپ کے ہاتھ میں پھنس گیا ہے آپ اسے لکھئے کہ میں خراسان کو اور تمام صوبوں کے مقابلے میں بہت اہم سمجھتا ہوں اس خطرے کے روکنے کے لیے میں خود یہاں سے تمہارے پاس فوجیں بھیجتا ہوں یہ بات لکھ دینے کے بعد پھر آپ خراسان فوج بھیج دیں تاکہ اگر اس کی نیت بغاوت کی ہو تو یہ فوجیں اس کی گردن پکڑ لیں۔

جب یہ خط عبد الجبار کے پاس پہنچا اس نے جواب میں لکھا کہ اس سال خراسان کی بہت بری حالت ہے۔ قحط کی وجہ سے اشیاء مایحتاج اس قدر گراں ہو گئی ہیں کہ اگر بیرونی فوجیں یہاں آئیں تو وہ ہلاک ہو جائیں گی جب یہ خط منصور کے پاس آیا منصور نے اسے ابو ایوب کو دکھایا اس نے کہا اب کیا ہے اب تو اس خط سے اس نے اپنا عندیہ واضح کر دیا ہے اور اب صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس نے آپ کی بیعت سے انحراف کیا ہے اب اس کے معاملے میں آپ انتظار نہ کریں۔

عبد الجبار بن عبد الرحمن کی شکست و گرفتاری:

منصور نے اپنے بیٹے محمد بن المنصور کو خراسان روانہ کیا اور حکم دیا کہ رے جا کر پڑاؤ کرے مہدی خراسان روانہ ہوا اس نے اپنے مقدمہ الحیش پر عبد الجبار سے لڑنے کے لیے خازم بن خزیمہ کو اپنے آگے بھیجا اور اب خود آگے بڑھ کر نیشاپور آیا۔ جب خازم عبد الجبار کے مقابلے کے لیے چل پڑا اور اس کی اطلاع اہل مروالروڈ کو ہوئی وہ اپنے اپنے علاقوں سے سمٹ کر عبد الجبار پر چڑھ دوڑے اور اس سے لڑ پڑے نہایت شدید جنگ کے بعد عبد الجبار کو ہزیمت ہوئی وہ بھاگا اور ایک روٹی کے کھیت میں جا چھپا محشر بن مزاحم المروالروڈی نے وہاں جا کر اسے زندہ گرفتار کر لیا اور خازم کے وہاں آنے کے بعد اسے اس کے سامنے پیش کیا۔

عبد الجبار بن عبد الرحمن کا انجام:

خازم نے اسے پشیم کا ایک کرتہ پہنا کر اونٹ پر اس طرح سوار کیا کہ اس کا منہ اونٹ کی دم کی طرف رکھا اور اسی طرح یہ منصور کے پاس پہنچا اس کے ہمراہ اس کے بیٹے اور دوسرے خاص دوست تھے۔ منصور نے ان سب پر طرح طرح کی سختیاں کیں انہیں کوڑے لگوائے اور اس طرح جس قدر ہوسکا اتنا روپیہ ان سے اگلوایا پھر مسیب بن زہیر کو عبد الجبار کے ہاتھ پاؤں قطع کر کے اس کی گردن مارنے کا حکم دیا جسے وہ بجالایا۔ منصور نے اس کے بیٹوں کو دھلک لے جانے کا حکم دیا یہ یمن کے قریب سمندر میں ساحل سے کچھ فاصلہ پر ایک جزیرہ ہے اس جزیرے میں یہ لوگ ایک عرصہ تک قید رہے پھر اہل ہند نے ان پر غارت گری کی اور دوسرے قیدیوں کے ساتھ ان کو بھی قید کر لیا گیا بعد میں زرفدیہ دے کر انہیں رہائی ملی ان میں سے صرف عبد الجبار بن عبد الرحمن ایسا شخص ہے جسے خلفاء کی مصاحبت نصیب ہوئی ہے اور جس کا دیوان میں داخلہ ملتا ہے یہ بہت عرصہ تک زندہ رہا ۷۰۱ھ عہد ہارون میں اس نے مصر میں وفات پائی۔

قلعہ مصیصہ کی تعمیر:

اسی سال جبرئیل بن یحییٰ الخراسانی کی نگرانی میں قلعہ مصیصہ کی تعمیر مکمل ہوئی نیز اسی سنہ میں محمد بن ابراہیم الامام نے ملطیہ میں جہاد کی نیت سے چھاؤنی میں قیام کیا۔

عبد الجبار کی شورش کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے واقدی کے بیان کے مطابق یہ ۱۴۲ھ کا واقعہ ہے دوسرے ارباب سیر نے اسے ۱۴۱ھ کا واقعہ بیان کیا ہے۔

علی بن محمد کہتے ہیں کہ عبد الجبار ۱۰/ ربیع الاول ۱۴۱ھ کو خراسان آیا۔ (۱۴/ ربیع الاول بھی بیان کیا گیا ہے) اور بروز شنبہ ۶/ ربیع الاول ۱۴۲ھ اسے شکست ہوئی۔

مہدی کو طبرستان پر فوج کشی کا حکم:

دوسری روایت بغداد کی تعمیر سے پہلے منصور نے مہدی کو عبد الجبار سے لڑنے خراسان روانہ کیا یہ رے پہنچ کر ٹھہر گیا مگر قبل اس

کے کہ یہ اس کا مقابلہ کرتا خود دوسرے لوگوں نے اس کا خاتمہ کر دیا اور اسے گرفتار کر لیا اس وجہ سے اب منصور کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ مہدی کی مہم پر جو اخراجات ہو چکے تھے ان کو بغیر کسی دوسری جگہ کام میں لائے رائیگاں جانے دیا جائے منصور نے اسے طبرستان پر جہاد کرنے کا حکم دیا اور لکھا کہ تم خود رے میں ٹھہرے رہو اور ابو الخصب، خازم بن خزیمہ اور دوسری فوجوں کو اصہبہ کے مقابلے پر بھیج دو۔

اصہبہ اور مصمغان میں مصالحت:

اس زمانے میں اصہبہ مصمغان ملک دنیاوند سے لڑ رہا تھا اور اس کے مقابلہ فروکش تھا جب اسے معلوم ہوا کہ اسلامی عساکر اس کے علاقے میں گھس آئے ہیں اور ابو الخصب شہر ساریہ میں داخل ہو گیا ہے، تو اس واقعہ کا مصمغان پر بڑا اثر پڑا اور اس نے اصہبہ کو لکھا کہ تمہارے خلاف مسلمانوں کی پیش قدمی کو میں اپنے خلاف پیش قدمی سمجھتا ہوں، اس خیال کی بنا پر دونوں نے لڑنے کے لیے آپس میں سمجھوتہ کر لیا۔ اصہبہ اپنے علاقے میں واپس آ کر مسلمانوں سے لڑنے لگا۔

طبرستان کی فتح:

جب ان لڑائیوں نے بہت طول کھینچا تو ابو جعفر نے ابروہ مصمغان کے بھائی کے مشورے پر عمر بن العلاء کو طبرستان بھیجا اس کے متعلق ابروہ نے ابو جعفر سے کہا تھا کہ تمام لوگوں کے مقابلے میں عمر طبرستان سے سب سے زیادہ واقف ہیں ابروہ اس سے سباز اور راوندیہ شورشوں کے زمانے سے اچھی طرح واقف ہو گیا تھا، ابو جعفر نے خازم بن خزیمہ کو بھی عمر کے ساتھ کر دیا خازم نے رویان میں داخل ہو کر اسے فتح کر لیا نیز قلعہ طاق کو مسخر کر لیا اور اس میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ جنگ نے طوالت اختیار کی مگر خازم لڑنے چلا گیا آخر کار اس نے طبرستان فتح کر لیا اس کے اکثر باشندوں کو اس نے تہ تیغ کر دیا۔

اصہبہ کا انتقال:

اصہبہ نے اپنے قلعہ میں جا کر پناہ لی اور پھر وہاں اس نے قلعہ کو مع ہر شے کے جو اس میں تھی حوالہ کر دینے کی شرط پر امان کی درخواست کی مہدی نے اس کے بارے میں ابو جعفر کو لکھا انھوں نے صالح عابد و زاہد کو چند اور لوگوں کے ساتھ اس کام کے لیے بھیجا یہ لوگ قلعہ کی ہر شے کو قلم بند کر کے واپس آ گئے، اصہبہ کے چپک نکل آئی وہ دایم کے علاقے جیلان میں آیا اور یہیں وہ مر گیا، اس کی بیٹی قید کر لی گئی یہی ابراہیم بن العباس بن محمد کی ماں ہے۔

مصمغان کی گرفتاری:

اس سے فارغ ہو کر اب عساکر اسلامیہ نے مصمغان کا رخ کیا مسلمانوں نے اسے گرفتار کر لیا اس کے ساتھ بکتر یہ منصور بن مہدی کی ماں اور صمیہ علی بن ریطہ کی ام ولد مصمغان کی بیٹی مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ یہ طبرستان کی پہلی فتح کا ذکر ہے مصمغان کے مرنے کے بعد اس پہاڑ کے باشندے پراگندہ ہو کر حوزی ہو گئے اور حوزی ان کو اس وجہ سے کہتے تھے کہ یہ وحشی گدھوں کی طرح ہو گئے تھے۔

امیر حج صالح بن علی و عمال:

اس سال زیاد بن عبید اللہ الحارثی مدینہ مکہ اور طائف کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا، اور مدینہ پر محمد بن خالد بن عبد اللہ

القصری عامل مقرر ہو کر ماہِ رجب میں مدینہ آ گیا مکہ اور طائف پریشم بن معاویہ العتقی اہل خراسان کے ایک شخص کو عامل مقرر کیا گیا۔ اس سال موسیٰ بن کعب نے وفات پائی۔ یہ شخص منصور کا صاحبِ شرط اور مصر و ہندوستان کا والی رہ چکا تھا اور مرنے کے وقت ہندوستان پر اس کا بیٹا عیینہ اس کا قائم مقام تھا۔

اس سال موسیٰ بن کعب مصر کی ولایت سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ محمد بن الاشعث مقرر ہوا مگر پھر وہ بھی علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ نوفل بن فرات مصر کا والی مقرر ہوا اس سال صالح بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں جو قنسرین حصص اور دمشق کا والی تھا حج ادا ہوا۔ مدینہ کا عامل محمد بن خالد بن عبداللہ القصری تھا۔ مکہ اور طائف پریشم بن معاویہ تھا کوفہ اور اس کے علاقے پر عیسیٰ بن موسیٰ تھا بصرہ اور اس کے توابع پر سفیان بن معاویہ والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے مہدی خراسان کا صوبہ دار تھا اور اس کی طرف سے سری بن عبداللہ خراسان کا قائم مقام تھا نوفل بن الفران مصر کا والی تھا۔

۱۲۲ھ کے واقعات

عیینہ بن موسیٰ کی بغاوت:

اس سال عیینہ بن موسیٰ بن کعب نے سندھ میں خلافت عباسیہ کے خلافت بغاوت کر دی اس کے واقعات حسب ذیل ہیں:

اس کے اطاعت سے منحرف ہونے کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسیب بن زہیر شرطہ پر موسیٰ بن کعب کا خلیفہ تھا موسیٰ بن کعب کے مرنے کے بعد مسیب بدستور صاحبِ شرطہ تھا مگر اب اسے خوف پیدا ہوا کہ شاید منصور عیینہ کو بلا کر اس کی جگہ مقرر کر دے اس خطرے کو دور کرنے کے لیے اس نے یہ شعر عیینہ کو لکھ بھیجا مگر اس خط میں اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ وہ شعر یہ ہے:

فَارِضُكَ اَرْضُكَ اِنْ تَاتَا فَنَمِ نَوْمَةً لَيْسَ فِيهَا حُلُمٌ

ترجمہ: ”تم اپنے ہی علاقہ میں رہو اگر یہاں آؤ گے تو ایسی گہری نیند سو جاؤ گے کہ اس میں خواب تک دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔“

امارت سندھ پر عمرو بن حفص کا تقرر:

جب معلوم ہوا کہ عیینہ نے بغاوت کر دی ہے خود ابو جعفر اپنے دار الخلافہ سے روانہ ہو کر اپنی بصرے کی چھاؤنی آئے جو بڑے پل کے نزدیک تھی یہاں سے انھوں نے عمرو بن حفص بن ابی صفرة العتقی کو سندھ و ہند پر جا کر قبضہ کر لیا۔

اصبہذ کی عہد شکنی:

اس سال طبرستان کے اصبہذ نے معاہدہ شکنی کی اور ان تمام مسلمانوں کو جو اس کے علاقہ میں تھے شہید کر دیا۔

جب ابو جعفر کو اصبہذ کے اس غدر کی اطلاع ہوئی انھوں نے خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کو جن کے ساتھ مرزوق ابو النخعیب ابو جعفر کا مولیٰ بھی تھا اس کی سرکوبی کے لیے بھیجا انھوں نے جا کر اس کا اور اس کے ہمراہیوں کا اسی کے قلعہ میں محاصرہ کر لیا۔

ابو النخعیب کی حکمت عملی:

محصورین عرصہ تک لڑتے رہے جب محاصرہ نے بہت طول کھینچا تو ابو النخعیب نے دشمن کے مقابل یہ چال کی کہ اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم مجھے خوب پیو اور میرا سر اور داڑھی مونڈ ڈالو جب یہ سب کچھ اس کے ساتھ ہو لیا تو وہ اصبہذ رئیس قلعہ کے پاس

گیا اور کہنے لگا کہ مجھ پر بڑا ظلم ہوا ہے اور یہ تہمت رکھ کر کہ میں آپ کا ہوا خواہ ہوں میرا سراور داڑھی موٹ دی گئی ہے میں مسلمانوں کے پڑاؤ کے کمزور نقطہ سے واقف ہوں جہاں سے ان پر کامیاب حملہ کیا جاسکتا ہے، اصیبہ اس کی باتوں میں آ گیا اور اس نے اسے اپنے خاص مصاحبین میں شامل کر لیا، اس قلعہ بند شہر کا پھانک صرف ایک بڑے پتھر کا تھا جسے کھولنے کے وقت اٹھالیا جاتا تھا اور بند کرنے کے وقت وہیں جمادیا جاتا تھا اس کام کے لیے اصیبہ نے اپنے خاص معتمدین کو مقرر کر رکھا تھا اور اس کے لیے ان کی باریاں مقرر کر دی تھیں۔

اصیبہ کے معتمدین میں ابو الخصب کی شرکت:

ایک مرتبہ ابو الخصب نے اصیبہ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے اور آپ نے میرا مشورہ نہیں مانا اس نے پوچھا یہ کیونکر اس نے کہا کہ آپ مجھ سے کسی کام میں مدد نہیں لیتے اور نہ کسی اہم ذمہ داری کے کام کو میرے سپرد کرتے ہیں، اس گفتگو کے بعد سے اب اصیبہ اس سے بھی کام لینے لگا جسے ابو الخصب نہایت دیانت داری سے انجام دیتا تھا اور اس طرح اس نے اپنا اعتماد جمالیا۔ چنانچہ اب اصیبہ شہر کے پھانک کھولنے اور بند کرنے میں اس کی بھی باری مقرر کرنے لگا یہاں تک کہ اس نے اس کام پر اسی کو مامور کر دیا اور اس کی طرف سے بالکل مطمئن ہو گیا۔

طبرستان پر قبضہ:

ابو الخصب نے روح بن حاتم اور خازم کے نام ایک خط لکھ کر اسے تیر کے ذریعہ ان کے پاس باہر پھینک دیا۔ اس میں ان کو بتایا کہ مجھے اب موقع ہم دست ہو گیا ہے میں فلاں شب شہر کا دروازہ کھول دوں گا۔ چنانچہ شب معبود میں اس نے مسلمانوں کے لیے شہر کا دروازہ کھول دیا۔ مسلمانوں نے اندر داخل ہو کر جنگجو آبدی کو تہ تیغ کر دیا ان کے اہل و عیال کو لونڈی غلام بنالیا اسی میں بختیہ منصور بن مہدی کی ماں بھی مسلمانوں کے ہاتھ آئی یہ باکند بنت الاصیبہ بہرے کی بیٹی تھی اور یہ اصیبہ جو طبرستان کا بادشاہ تھا باکند کا بھائی نہ تھا نیز شکلہ ابراہیم بن المہدی کی ماں ہاتھ آئی یہ خرنا ماں مصمغان کے حاجب کی بیٹی تھی اصیبہ نے اپنی انگوٹھی کو جس میں زہر تھا چوس کر خود کشی کر لی۔

بیان کیا گیا ہے کہ روح بن حاتم اور خازم بن خزیمہ ۱۴۳ھ میں طبرستان میں داخل ہوئے۔

بصرہ میں عید گاہ کی تعمیر:

اس سال منصور نے حمان میں اہل بصرہ کے لیے عید گاہ بنائی۔ سلمہ بن سعید بن جابر جو ان دنوں ابو جعفر کی طرف سے فرات اور ابلہ کا عامل تھا اس تعمیر کا مہتمم تھا۔ ابو جعفر نے رمضان کے روزے رکھے اور اسی مصلیٰ یہ میں عید الفطر کی نماز پڑھی۔

سلیمان بن علی کا انتقال:

اس سال شب شنبہ ۲۱/ جمادی الآخر کو انسٹھ سال کی عمر میں سلیمان بن علی بن عبد اللہ نے بصرے میں انتقال کیا عبد الصمد بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

نوفل بن فرات کی برطرنی:

اس سال نوفل بن فرات مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اس کی جگہ محمد بن الاشعث مقرر ہوا پھر یہ بھی علیحدہ کر دیا گیا اور

اس کی جگہ پھر نوفل مقرر ہوا مگر دوبارہ وہ برطرف کیا گیا اور اب حمید بن قحطبہ مصر کا والی مقرر ہوا۔
امیر حج اسماعیل بن علی و عمال:

اس سال اسماعیل بن علی بن عبد اللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔ محمد بن خالد بن عبد اللہ مدینہ کا والی تھا۔ یثیم بن معاویہ مکہ اور طائف کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقہ کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور اس کے توابع کا والی تھا، سوار بن عبد اللہ بصرہ کے قاضی تھے اور حمید بن قحطبہ مصر کا والی تھا۔

اس سال واقدی کے بیان کے مطابق ابو جعفر نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ اور سرحدوں کا والی مقرر کیا بعض مشہور سپہ سالار اس کے ماتحت کر دیئے یہ اپنی مدت العمر اسی خدمت پر مامور رہا۔

۱۴۳ھ کے واقعات

اس سال منصور نے تمام مسلمانوں کو دینام سے لڑنے کی دعوت دی اس کی تفصیل یہ ہے:
دینام پر جہاد کا اعلان:

جب منصور کو معلوم ہوا کہ دینام نے مسلمانوں پر اچانک حملہ کر کے ان کے ہزاروں آدمیوں کو شہید کر ڈالا تو انھوں نے حبیب بن عبد اللہ بن غسان کو بصرہ بھیجا اور حکم دیا کہ وہاں جس شخص کی آمدنی دس ہزار درہم یا اس سے زیادہ ہو ان کے نام لکھ لیے جائیں اور ان کو مجبور کیا جائے کہ وہ خود دینام کے مقابل پر جہاد کے لیے جائیں اور ایک دوسرے شخص کو انھوں نے اسی غرض سے کوفہ بھیجا۔
یثیم بن معاویہ کی برطرفی:

اس سال یثیم بن معاویہ مکہ اور طائف کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ سری بن عبد اللہ بن الحارث بن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا گیا، سری یمامہ میں تھا کہ اسے مکہ کی ولایت کا فرمان تقرر ملا۔ یہ مکہ چل دیا اور ابو جعفر نے یثیم بن العباس بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو یمامہ بھیج دیا۔

امارت مصر پر یزید بن حاتم کا تقرر:

اس سال حمید بن قحطبہ مصر کی ولایت سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ نوفل بن الفرات مقرر ہوا مگر پھر وہ بھی علیحدہ ہوا اور اس کی جگہ یزید بن حاتم مصر کا والی مقرر کیا گیا۔

امیر حج عیسیٰ بن موسیٰ و عمال:

اس سال والی کوفہ عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج ہوا۔ سری بن عبد اللہ بن الحارث مکہ کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور اس کے توابع کا والی تھا، سوار بن عبد اللہ بصرہ کے قاضی تھے۔ یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔



باب ۴

محمد بن عبداللہ کا خروج

۱۴۴ھ کے واقعات

محمد بن ابی العباس کی دیلم پر فوج کشی:

اس سال محمد بن ابی العباس بن عبداللہ بن محمد بن علی امیر المومنین ابوالعباس کا بیٹا اہل کوفہ بصرہ واسط موصل اور جزیرے کے ساتھ دیلم سے لڑنے گیا۔

محمد بن ابی جعفر کی مراجعت عراق:

اس سال محمد بن ابی جعفر المہدی خراسان سے عراق واپس آئے۔ ابو جعفر قرماسین تک ان کے استقبال کو گئے اور وہاں سے دونوں جزیرہ پلٹ آئے۔ اس سال خراسان سے آ کر محمد بن ابی جعفر کی مگنی ان کے چچا کی بیٹی رابطہ بنت ابوالعباس سے ہوئی۔ امیر حج خلیفہ منصور:

اس سال منصور کی امارت میں حج ہوا انھوں نے اپنے مستقر اور خزانوں پر خازم بن خزیمہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا۔

محمد بن خالد کی برطرنی:

نیز اس سال انھوں نے محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو مدینہ کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ ریاح بن عثمان المری کو مقرر کیا۔ اس وقت محمد کی برطرنی اور اس سے پہلے زیادہ بن نبید اللہ کی برطرنی کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب بن سیدہ کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کی شخصیتوں نے منصور کو مرعوب کر دیا تھا اور جب یہ اپنے بھائی ابوالعباس کی زندگی میں ابومسلم کے ہمراہ حج کرنے آئے تو تمام بنی ہاشم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر یہ دونوں بھائی محمد اور ابراہیم ان سے ملنے نہیں آئے۔

بنی ہاشم کی مجلس مشاورت:

بیان کیا گیا ہے کہ محمد بیان کرتے تھے کہ جب بنی امیہ کی حکومت متزلزل ہو گئی اس وقت ایک رات مکہ میں تمام بنی ہاشم کا ایک جلسہ ہوا اور اس میں یہ بحث ہوئی کہ اب آئندہ کے لیے کسے خلیفہ بنایا جائے اور جب میرے لیے تمام ان معتزلہ نے جو وہاں اس وقت موجود تھے بیعت کی تو ابو جعفر بھی میری بیعت کرنے والوں میں تھے۔

محمد و ابراہیم پسران عبداللہ بن حسن کی ضمانت:

منصور نے زیاد سے ان دونوں کو دریافت کیا اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان کے معاملہ کو بہت اہم سمجھتے ہیں میں انہیں

آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا جب ۱۳۶ھ میں ابو جعفر مکہ آئے یہ زیاد بن عبد اللہ ان کے ہمراہ تھا اس وعدہ کے بعد منصور نے اسے اس کے علاقہ پر جانے کی اجازت دے دی اور محمد اور ابراہیم کی اس سے ضمانت لے لی۔
محمد بن عبد اللہ کے متعلق تفتیش:

خليفة ہونے کے بعد ابو جعفر کو سب سے زیادہ فکر محمد کی تھی انھوں نے دریافت کیا کہ محمد کہاں ہے اور کیا کرنا چاہتا ہے اس غرض سے انہوں نے تمام بنی ہاشم کو فردا فردا تحلیلہ میں بلایا اور محمد کو دریافت کیا ہر شخص نے یہی جواب دیا کہ چونکہ انہیں علم ہے کہ آپ اس بات سے واقف ہیں کہ وہ اس سے پہلے خلافت کے خود خواہاں تھے اس وجہ سے وہ آپ سے خائف ہیں مگر اسی کے ساتھ وہ آپ کی مخالفت یا نافرمانی کرنا نہیں چاہتے حسن بن زید کے سوا کسی اور شخص نے اس بیان پر شبہ نہیں کیا البتہ اس نے ابو جعفر کو اس کی پوری حالت سے باخبر کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ وہ آپ کے خلاف ہنگامہ برپا کرے گا کیونکہ وہ آپ کی طرف سے غافل نہیں ہے اب جو آپ کی سمجھ میں آئے کیجیے۔

محمد کہتا ہے کہ میں نے اپنے دادا موسیٰ بن عبد اللہ کو یہ کہتے سنا ہے اے خداوند اتو ہمارے خون کا بدلہ حسن بن زید سے لے۔
موسیٰ کہتا ہے کہ میرے باپ کہا کرتے تھے میں اس بات کو یقینی طور پر کہتا ہوں کہ ابو جعفر نے مجھ سے ایک بات بیان کی تھی جو مجھ سے صرف حسن بن زید نے سنی۔

محمد بن عبد اللہ کی روایت:

محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو جعفر نے مجھ سے ایک بات بیان کی تھی جسے مجھ سے صرف میرے بھائی عبد اللہ بن حسن اور حسن بن زید نے سنا تھا اور میں اس بات کو پورے اعتماد کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس کی اطلاع ابو جعفر کو عبد اللہ نے نہیں کی اور نہ منصور غیب دان تھے کہ بغیر کسی کے بیان کیے ہوئے معلوم کر لیتے۔

محمد کہتا ہے کہ حج کے سال ابو جعفر نے مجھ سے عبد اللہ بن حسن کو دریافت کیا۔ میں نے ان سے وہی کہہ دیا جو بنی ہاشم ان کے متعلق کہتے تھے اس پر اس نے مجھے بتایا کہ وہ اس جواب سے خوش نہیں ہوا اور یہ کہ میں اسے ان کے پاس حاضر کروں۔

محمد بن اسمعیل کا بیان:

محمد بن اسمعیل اپنے نانا کے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ انھوں نے ایک مرتبہ سلیمان بن علی سے کہا کہ اے میرے بھائی جو قرہبی تعلقات میرے اور تمہارے درمیان ہیں اس سے ہم دونوں اچھی طرح واقف ہیں اس معاملہ میں تم اپنی رائے ظاہر کرو سلیمان نے کہا بخدا! گویا اس وقت میں عبد اللہ بن علی کو دیکھ رہا ہوں جب کہ ہمارے اور اس کے درمیان پردہ حائل ہو چکا تھا کہ وہ ہماری طرف اشارہ کر کے بتا رہا ہے کہ تم لوگوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے اگر منصور معاف کرنے والے ہوتے تو وہ اپنے چچا کو معاف کرتے انھوں نے اس کے بیان کو قبول کر لیا اور اس صاف بیانی اور راست گفتاری کو عبد اللہ کی اولاد اس کا ایک احسان سمجھتی تھی۔

محمد بن عبد اللہ کی تلاش:

ابو جعفر نے اعرابی غلام خریدے ان میں سے ایک کو ایک اونٹ دیا ایک دوسرے کو دو اونٹ دیئے اور ایک کو چند اونٹنیاں دیں

اور انہیں مدینہ کے علاقہ میں محمد کی تلاش میں روانہ کیا ان میں سے ہر شخص چشمہ آب پر رگبیر اور گم کردہ راہ کی طرح آتا تھا یہ اسے چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے اور پھر تلاش شروع کرتے تھے۔

عقبہ بن سلم اور ابو جعفر منصور:

محمد بن عباد بن حبیب المہلبی کہتا ہے کہ مجھ سے سندی امیر المومنین کے مولیٰ نے پوچھا تم جانتے ہو کہ کیوں عقبہ بن سلم کا اتنا رسوخ امیر المومنین کے پاس بڑھا۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا اس نے کہا میرا چچا عمر بن حفص ایک وفد کے ساتھ جس میں عقبہ بھی تھا سندھ سے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا جب وفد نے ابو جعفر سے اپنی ضروریات عرض کر دیں اور ارکان وفد دربار سے اٹھ گئے تو انہوں نے عقبہ کو اپنے پاس واپس بلایا اور بیٹھنے کا حکم دیا پھر پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں امیر المومنین کا ایک عسکری اور خادم ہوں اور عمر بن حفص کے ساتھ رہا ہوں انھوں نے نام پوچھا اس نے کہا عقبہ بن سلم بن نافع، پوچھا کس قبیلہ سے تعلق ہے اس نے کہا ازد کے خاندان بنی ہناتہ سے کہنے لگے تمہاری صورت سے وجاہت اور قابلیت نکتی ہے میں تم سے ایک ایسا کام لینا چاہتا ہوں جس کا مدت سے ارادہ تھا اور اس کے لیے میں کسی مناسب آدمی کی تلاش میں تھا ممکن ہے کہ تم اسے سرانجام دے سکو اگر ایسا ہو تو میں تم کو بہت ترقی دوں گا، اس نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ جیسا امیر المومنین نے میرے متعلق خیال فرمایا ہے اسے پورا کر سکوں گا، فرمایا تم اپنے تئیں چھپائے رکھو کسی سے اس معاملہ کا ذکر نہ کرنا اور فلاں فلاں وقت میرے پاس آنا۔

ابو جعفر منصور کی عقبہ بن سلم کو ہدایات:

وہ اسی وقت پر خدمت میں حاضر ہوا منصور نے کہا میرے یہ دوھیالی رشتہ دار میری حکومت و خلافت کے خلاف بغاوت پر بالکل تلے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اچانک اس کا خاتمہ کر دیں خراسان کے فلاں گاؤں میں ان کے طرفداروں کی ایک جماعت ہے جو ان سے مراسلت رکھتی ہے اور وہ ان کو اپنے صدقات و زکوٰۃ کی آمدنی نیز اپنے علاقوں کے میوے ہدیہ بھیجتی رہتی ہے اب تم یہ کام کرو کہ کپڑے میوے اور نقد روپیہ لے کر اپنی ہیئت بدل کر اس گاؤں کے باشندوں کی طرف سے ان کے نام پر ایک خط لکھ کر ان کے پاس جاؤ اور انہیں منو لو اگر وہ اپنے ارادے کو ترک کر چکے ہیں تو بہت اچھا ہے اور اگر اب بھی وہ اسی ارادے پر قائم ہیں تو یہ بات مجھے معلوم ہو جائے گی اور اس طرح میں اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کر لوں گا اور ہر وقت ان کی طرف سے چوکنا رہوں گا، تم جا کر عبداللہ بن الحسن سے نہایت انکساری و عاجزی کے ساتھ ملو اگر وہ تم کو دھتکار دے اور وہ ضرور ایسا کرے گا تو تم خاموش رہنا اور پھر دوسری مرتبہ اس کے پاس جانا اگر اس مرتبہ پھر وہی سلوک تمہارے ساتھ ہو تو پھر بھی صبر کرنا۔

اور پھر جانا یہاں تک کہ وہ تم سے مانوس ہو جائے تمہاری بات سن لے اور جب تم کو اس کے دل کا بھید معلوم ہو جائے تم فوراً میرے پاس چلے آنا۔

عقبہ بن سلم اور عبداللہ بن حسن کی ملاقات:

یہ شخص جعلی خط لے کر عبداللہ کے پاس آیا عبداللہ نے اسے دھتکار کر نکلوا دیا اور کہا میں ان لوگوں سے قطعی واقف نہیں ہوں کئی مرتبہ آنے اور واپس جانے کے بعد عبداللہ نے اس کا خط اور تحائف قبول کر لیے اور اب اس سے بے تکلف ہو گیا، عقبہ نے خط کے جواب کی درخواست کی اس نے کہا میں خط تو کسی کو لکھتا نہیں تم ہی میرے خط ہو زبانی جا کر ان لوگوں سے میرا سلام کہنا اور کہہ دینا کہ

میرے دونوں بیٹے فلاں وقت خروج کرنے والے ہیں، عقبہ نے یہ بات ابو جعفر سے آکر بیان کر دی ابو جعفر نے فضل بن صالح بن علی کو ۱۳۸ھ میں امیر حج بنا کر مکہ بھیجا اور ہدایت کی کہ اگر تم عبداللہ بن حسن کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو دیکھ پاؤ تو انہیں پھر اپنے سے علیحدہ نہ ہونے دینا اور اگر نہ دیکھو تو ان کے متعلق کسی سے سوال نہ کرنا۔

فضل بن صالح اور عبداللہ بن حسن کی گفتگو:

فضل مدینہ آیا تمام باشندوں نے جن میں عبداللہ بن حسن اور تمام بنی حسن تھے اس کا استقبال کیا مگر محمد اور ابراہیم عبداللہ بن حسن کے بیٹے اس سے ملنے نہ آئے یہ خاموش رہا جب حج سے فارغ ہو کر سیالہ آ رہا تو اس نے عبداللہ بن حسن سے پوچھا کہ تمہارے دونوں بیٹے اپنے متعلقین کے ساتھ کیوں میری ملاقات کو نہ آئے اس نے کہا بخدا! ان کے نہ آنے کی وجہ کوئی برائی یا نیت فساد نہیں ہے بلکہ چونکہ وہ دونوں شکار کے بے حد دلدادہ ہیں اور ہر وقت اسی میں منہمک رہتے ہیں اس وجہ سے وہ کسی بھلائی یا برائی میں اپنے متعلقین کے ساتھ شریک نہیں ہوتے۔

یہ جواب سن کر فضل خاموش ہو گیا اور اس چوہرے پر آکر بیٹھا جو اس کے لیے سیالہ میں بنایا گیا تھا عبداللہ نے اپنے چرواہوں کو حکم دیا وہ اس کے ڈھوروں کو اس کے سامنے لائے اس نے ایک چرواہے کو دودھ دوہنے کا حکم دیا اس نے ایک بڑے پیالے میں دودھ دوہ کر اس میں شہد ملایا اور اسے لے کر چوہرے پر چڑھا۔ عبداللہ نے اسے اشارہ کیا کہ یہ پیالہ فضل کو پلاوہ اس کی طرف بڑھا جب اس کے قریب پہنچا فضل نے سختی سے اسے جھڑکا کہ دور ہٹ چرواہا پیچھے ہٹ گیا۔ یہ دیکھتے ہی خود عبداللہ جو بہت ہی متواضع اور خلیق آدمی تھا لپکا اور خود اس نے وہ پیالہ چرواہے کے ہاتھ سے لیا اور فضل کی طرف چلا جب فضل نے اسے خود اپنی طرف آتے دیکھا وہ شرمندہ سا ہو گیا اور اس نے پیالہ لے کر پی لیا۔

حفص بن عمر کے خلاف شکایت:

حفص بن عمر ایک کوفہ کا باشندہ زیاد بن عبید اللہ کا میرنشی تھا یہ شیعہ تھا اور یہی اسے محمد کی تلاش سے روکتا تھا، عبدالعزیز بن سعد نے اس کی شکایت ابو جعفر کو لکھ بھیجی انھوں نے اسے وہاں سے بلایا زیاد نے اس کے بارے میں عیسیٰ بن موسیٰ اور عبداللہ بن الربیع الحارثی کو لکھا ان دونوں نے اسے ابو جعفر کی گرفتار سے رہائی دلوائی اور وہ شخص پھر زیاد کے پاس آ گیا۔

محمد بن عبداللہ کا بنی راسب میں قیام:

علی بن محمد راوی ہے کہ محمد چالیس آدمیوں کے ہمراہ چھپ کر بصرے آیا۔ یہ جماعت عبدالرحمن بن عثمان بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام کے پاس آئی عبدالرحمن نے اس سے کہا تم نے مجھے ہلاک کر دیا اور مجھے تمام میں مشہور کر دیا مناسب یہ ہے کہ تم میرے پاس قیام کرو اور اپنے ساتھیوں کو منتشر کر دو محمد نے اس بات سے انکار کیا عبدالرحمن نے کہا تو اس صورت میں تم کو میں نہیں ٹھہرا سکتا بنی راسب میں جا کر قیام کرو چنانچہ یہ جماعت بنی راسب میں جا کر مقیم ہو گئی۔

ابو ہبار المازنی کہتا تھا کہ ہم محمد بن عبداللہ کے ساتھ بصرے میں قیام پذیر تھے اور وہ اپنے لیے دعوت دیتا تھا ابو جعفر کہتے تھے کہ جب مجھے بصرے میں بنی راسب کا مکان یاد آتا تھا تو میرے دل میں کبھی کوئی خواہش اس کے متعلق پیدا نہیں ہوئی تھی اور میں ان کی طرف سے بالکل مطمئن تھا۔

ابن جشیب کا بیان:

ابن جشیب اللہسی راوی ہے کہ میں ابن معاویہ کے عہد میں بنی راسب کے احاطہ میں جا کر فروکش ہوا ان کے ایک نو جوان نے مجھ سے میرا نام دریافت کیا اس پر ان کے ایک معمر شخص نے اسی نو جوان کے ایک تھنر مارا اور کہا کہ تجھ کو اس معاملہ سے کیا سروکار ہے پھر اس نے ایک بڑھے کی طرف دیکھا جو اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور کہا کہ اس بڑھے کو دیکھتے ہو اس کا باپ حجاج کے عہد میں ہمارے یہاں آکر اتر تھا اس وقت سے وہ برابر یہیں مقیم رہا ہے اور یہ بیٹا اس کے پیدا ہوا جس کی عمر اب یہ ہو گئی ہے نہ ہم اس کے نام سے واقف ہیں نہ اس کے باپ کے نام سے واقف ہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ یہ کس قبیلہ اور کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔

محمد بن عبداللہ کی بصرہ سے روانگی:

زعفرانی کہتا تھا کہ محمد بصرہ آکر عبداللہ بن شیبان (جو بنی مرہ بن عبید کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا) کے پاس فروکش ہوا چھ ماہ کے قیام کے بعد وہ یہاں سے چلا گیا اس کے بعد ابو جعفر کو اس کے بصرہ آنے کا حال معلوم ہوا وہ تیزی سے طے منازل کر کے بصرہ آئے اور بڑے پل کے پاس فروکش ہوئے ہم نے عمر سے خواہش کی کہ وہ ان سے جا کر ملے پہلے تو اس نے انکار کیا مگر آخر کار ہماری بات پیش کی گئی اور وہ ابو جعفر سے جا کر ملا۔ ابو جعفر نے اس سے پوچھا کہ اے ابو عثمان کیا بصرے میں کوئی ایسا شخص ہے جس سے ہم کو اپنی حکومت کے متعلق خطرہ ہو اس نے کہا کوئی نہیں ابو جعفر نے کہا میں صرف تمہارے بیان پر اکتفا کرتا ہوں اور واپس ہو جاتا ہوں۔ عمر نے کہا بہتر ہے ابو جعفر واپس چلے گئے۔

ابو جعفر اور عمرو بن عبید کی گفتگو:

ابو جعفر نے عمرو بن عبید سے پوچھا کیا تم نے محمد کی بیعت کر لی ہے اس نے جواب دیا اگر تمام امت مجھے اپنا خلیفہ بھی بنا لے تب بھی میں ان دونوں بھائیوں کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ ان کی طرف اعتنا کروں یا ان کی کوئی خدمت کرو۔

ایوب القزازی راوی ہے کہ میں نے عمرو سے پوچھا ایسے شخص کے بارے میں جس نے اپنا دین کھو کر صبر کر لیا ہو تمہاری کیا رائے ہے اس نے کہا میں خود ایسا شخص ہوں جس کا تم نے اشارہ کیا ہے میں نے پوچھا آپ نے یہ کیوں کیا اگر آپ چاہتے تو تیس ہزار جنگجو آپ کے ساتھ ہوتے اس نے کہا تمہارا خیال غلط ہے میں تو ایسے تین آدمیوں کو بھی نہیں جانتا جو اپنے عہد کو وفا کرتے اگر ایسے تین آدمی بھی مجھے مل جاتے تو میں کبھی علیحدہ نہیں رہتا بلکہ میں ان میں چوتھا ہوتا۔

محمد بن حفص اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ محمد اور ابراہیم ابو جعفر کے خوف سے عدن گئے وہاں سے سندھ چلے گئے اور پھر کوفہ آئے اور وہاں سے مدینہ آ گئے۔

ابو جعفر منصور کی آل ابی طالب میں داد و ہش:

جب زیاد نے ابو جعفر سے عبداللہ کے دونوں بیٹوں کے اخراج کا ذمہ لے لیا تو ابو جعفر نے اسے مدینہ کی ولایت پر بحال رکھا حسن بن زید کو ان کا پتہ چلتا تھا تو اس وقت تک وہ خاموش رہتا جب تک وہ اس جگہ مقیم ہوتے اور جب وہاں سے روانہ ہو جاتے تو وہ ابو جعفر کو ان کے مقام کی خبر کر دیتا ابو جعفر اطلاع کے مطابق پتہ پاتے اور اس کے بیان کو سچ سمجھتے رہے ۱۴۰ھ تک یہی نوبت رہی اس سال وہ خود حج کرنے گئے انہوں نے خاص کر آل ابی طالب میں بہت سارو پیہ تقسیم کیا۔

عبداللہ بن حسن اور ابو جعفر منصور میں تلخ کلامی:

ابو جعفر نے عبداللہ کو بلایا اور اس کے دونوں بیٹوں کو پوچھا اس نے اپنی بے خبری ظاہر کی اس پر دونوں میں سخت کلامی ہوئی ابو جعفر نے اس پر کم نسبی کا عیب لگایا اس نے کہا تم میری کس ماں کی وجہ سے مجھے طعنہ دیتے ہو کیا فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی بنا پر یا فاطمہ بنت اسد یا فاطمہ بنت حسین بن علیؑ یا ام احمق بنت طلحہ یا ام خدیجہ بنت خویلد بن سہیل کی وجہ سے انھوں نے کہا نہیں ان میں سے کسی کی بنا پر نہیں بلکہ جرباء بنت قسامہ بن زہیر کی وجہ سے۔ یہ بنی طے کی ایک عورت تھی۔ اس گفتگو پر مسیب بن زہیر غصہ میں بھرا ہوا کھڑا ہوا اور عرض پر داز ہوا امیر المومنین آپ مجھے اجازت دیں میں ابھی اس فاحشہ زادے کا کام تمام کیے دیتا ہوں مگر زیاد بن عبید اللہ نے اپنی چادر اس پر ڈال دی اور امیر المومنین سے کہا آپ میری خاطر انھیں معاف کر دیجیے اور میں ان کے دونوں بیٹوں کا کھوج نکالتا ہوں اور ان کو آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا اس طرح عبداللہ کی گلو خلاصی ہوئی۔

حزین الدلیلی ان دو شعروں میں جرباء کے نسب کی وجہ سے عبداللہ بن حسن پر طنز کرتا ہے:

لعلک بالجرباء اوبحکاكة تفاحرام الفضل و ابنة مشرح

و ما منہما الاحصان نجیبة لها حسب فی قومها مترجج

ترجمہ: ”شاید کہ تو جرباء اور حکاکہ کی بنا پر ام الفضل اور مشرح کی بیٹی کے مقابلہ میں اپنا فخر نسبی ظاہر کرتا ہے حالانکہ یہ دونوں عورتیں با عصمت شریف زادیاں تھیں اور ان کی قوم میں ان کا حسب با وقعت تھا۔“

عقبہ بن سلم کو عبداللہ بن حسن کے متعلق ہدایت:

سندی امیر المومنین کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب عقبہ بن سلم نے ابو جعفر کو اطلاع کی کہ میں بھی حج کے لیے جا رہا ہوں انھوں نے اس سے کہا کہ جب میں فلاں مقام میں پہنچوں تو ابناء حسن میری ملاقات کو آئیں گے ان میں عبداللہ بن حسن بھی ہوگا میں اس وقت اس کی بہت تعظیم کروں گا اور صدر مجلس میں اسے جگہ دوں گا پھر کھانا منگواؤں گا جب کھانے سے ہم فارغ ہو جائیں گے اس وقت میں تم کو آنکھ کا اشارہ کروں گا تم فوراً اس کے رو برو آ کر کھڑے ہونا وہ اپنی نگاہ تمہاری طرف سے پھیر لے گا تم گھوم کر اس کے پیچھے ہو جانا اور اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے اس کی پیٹھ میں ٹھوکا دینا تاکہ وہ تم کو اچھی طرح دیکھ لے بس مگر جب تک وہ کھانا کھاتا رہے تم ہرگز اس کے سامنے نہ آنا۔

عبداللہ بن حسن سے جواب طلبی:

ابو جعفر حج سے فارغ ہو کر اپنے علاقوں میں دورہ کرنے لگے ابناء حسن ان سے آ کر ملے انھوں نے عبداللہ بن حسن کو اپنے پہلو میں جگہ دی اور کھانا منگوا یا سب نے کھانا شروع کیا اس کے بعد انھوں نے عبداللہ کو صدر میں بٹھایا اور اسے مخاطب کر کے کہا تم جانتے ہو کہ تم نے مجھ سے اس بات کا حتمی وعدہ اور عہد کیا تھا کہ تم میری برائی نہ چاہو گے اور نہ میری حکومت کے خلاف کوئی سازش کرو گے عبداللہ نے کہا امیر المومنین میں اپنے اس وعدہ پر قائم ہوں اب ابو جعفر نے عقبہ کو دیکھا وہ گھوم کر عبداللہ کے رو برو کھڑا ہوا عبداللہ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور پھر اپنا سراٹھایا اب عقبہ اس کی پشت پر آ کر کھڑا ہوا اس نے اپنی انگلیوں سے اسے ٹھوکا دیا عبداللہ نے سراٹھا کر دیکھا تو عقبہ بالکل دو چار تھا وہ فوراً دوزانو ہو کر ابو جعفر سے اپنی خطا کی معافی کا خواست گاہر ہوا مگر انھوں نے کہا

ابو جعفر تو وہاں سے چلے آئے اور عبد اللہ بن حسن تین سال تک قید رہا۔

ابو جعفر منصور کو قتل کرنے کی سازش:

ابو ہبار المزنی راوی ہے کہ جب ۱۴۰ھ میں ابو جعفر نے حج کیا تو اس سے پہلے تو محمد اور ابراہیم عبد اللہ کے بیٹے روپوش تھے مگر حج کے موسم میں یہ مکہ آئے اور انھوں نے ابو جعفر کو قتل کر دینا چاہا۔ اشتر عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ نے ان سے کہا کہ میں اس کا کام تمام کیے دیتا ہوں مگر محمد نے اسے نہ مانا اور اصرار کیا کہ تا وقتیکہ ہم اسے اپنی بیعت کی دعوت نہ دیں تم اسے اچانک قتل نہ کرو اسی اختلاف رائے کی وجہ سے ان کا تمام منصوبہ بگڑ گیا اس سازش میں ابو جعفر کا ایک خراسانی سپہ سالار فوجی بھی ان کے ساتھ ہو گیا تھا۔ اسمعیل بن جعفر بن محمد الاعرج ابو جعفر کے سامنے آیا اور اس نے اس سازش کی ان کو اطلاع دی ابو جعفر نے اس خراسانی سردار کو گرفتار کرنے کے لیے آدمی بھیجے مگر وہ ہاتھ نہ آیا اس کے کچھ ساتھی پکڑ لیے گئے اس کا ایک غلام جس کے پاس تقریباً دو ہزار دینار تھے اور خود وہ سردار بچ کر نکل گئے یہ اس روپیہ کو لے کر محمد سے جا ملا محمد نے وہ روپیہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

ابو ہبار کا خراسانی سردار کے متعلق بیان:

ابو ہبار کہتا ہے محمد کے حکم سے میں نے اس شخص کے لیے اونٹ خریدے ان کو سفر کے لیے تیار کیا اور ایک کجاوے میں سوار کر کے میں اسے مدینہ لے کر چلا اور مدینہ تک اسے پہنچا دیا جب محمد مدینہ آیا تو اس نے اس شخص کو اپنے باپ عبد اللہ کے پاس بٹھرا دیا اور بعد ازاں ان دونوں کو خراسان کی ایک سمت بھیجا۔ ابو جعفر نے اس سردار کے آدمیوں کو جن پر ان کی دسترس ہوئی قتل کر دیا۔

زیاد بن عبد اللہ کی طبی:

محمد بن یحییٰ بن محمد اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس نے کہا کہ میں ایک دن سویرے زیاد بن عبد اللہ سے ملنے گیا اس زمانہ میں ابو جعفر مدینہ میں تھے زیاد نے مجھ سے کہا آج رات میرے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا (امیر المومنین کے مدینہ آنے کی وجہ سے زیاد سرکاری قصر کو چھوڑ کر اپنے مکان واقع محلہ بلاط میں ان دنوں سکونت پذیر تھا) رات کے وقت امیر المومنین کے ہرکارے میرے دروازے پر آئے اور اسے کھٹ کھٹایا اس وقت سوائے پاجامے کے اور کوئی کپڑا میرے جسم پر نہ تھا میں اسی کو سنبھالتا ہوا اپنی خواب گاہ سے نکلا میں نے اپنے خدمت گاروں اور خولچہ سرائوں کو جو بیرونی ڈیوڑھی میں سو رہے تھے جا کر بیدار کیا اور ان کو ہدایت کر دی کہ چاہے یہ لوگ اس بیرونی حصہ مکان کو ڈھادیں تب بھی تم لوگ ایک بات ان سے نہ کرنا وہ بہت دیر تک کھٹ کھٹانے کے بعد واپس چلے گئے اور پھر پلٹ کر آئے اور اب انھوں نے ایک گھڑی انتظار کے بعد گرز نکالے یہ گرز ایسے تھے جو ایک یا دو ہی مرتبہ مدت العمر میں ان کے پاس رہے ہوں گے اور اب ان لوہے کے گرزوں سے انھوں نے دروازہ پٹیا اور خود چیخنا چلانا شروع کیا اس مرتبہ بھی کسی نے ان کو جواب نہیں دیا وہ واپس چلے گئے اور ایک گھڑی کے بعد پھر واپس آئے اور اس مرتبہ تو انھوں نے ایسا اودھم مچایا کہ اس پر کسی طرح ضبط نہیں ہو سکتا تھا مجھے تو یہ گمان ہوا کہ شاید پورا مکان ہی مجھ پر گر پڑے گا میں نے مجبوراً دروازہ کھولنے کا حکم دیا میں ان کے پاس گیا انہوں نے مجھے فوراً چلنے کا حکم سنایا بلکہ وہ تو مجھے کندھوں پر لا دکر لے چلے میں ان کے ہانپنے کی آواز سنتا تھا اسی طرح کشاں کشاں وہ مجھے مروان کے مکان تک لے آئے یہاں سے دو شخصوں نے میرے مونڈھے تھامے اور زمین سے کچھ اوپر تھامے ہوئے لے چلے اسی طرح وہ مجھے قبۃ عظمیٰ کے حجرہ میں لائے۔

زیاد سے ربیع کی گفتگو:

یہاں میں نے دیکھا کہ ربیع کھڑا ہوا ہے مجھ سے کہنے لگا زیاد یہ آج رات تم نے اپنے اور ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ ربیع نے مجھے اپنے ساتھ لے لیا قبہ کے دروازے کا پر وہ اٹھا کر مجھے اندر کر دیا اور خود دونوں دروازوں کے درمیان میرے پیچھے کھڑا ہو گیا میں نے اندر آ کر دیکھا کہ قبہ میں ہر طرف شمعیں روشن ہیں ایک کونے میں ایک خدمت گار کھڑا ہوا ہے اور ابو جعفر اپنے تلوار کے گتکے کی گات لگائے ایک فرش پر بیٹھے ہیں جس کے نیچے نہ گدا ہے اور نہ مصلیٰ۔ سر جھکائے ہوئے ایک گرز سے زمین پیٹ رہے ہیں ربیع نے مجھ سے کہا کہ عشاء کی نماز کے بعد سے اب تک یہ اسی حال میں ہیں۔

زیاد بن عبید اللہ سے محمد و ابراہیم کے متعلق استفسار:

میں اسی طرح خاموش کھڑا ہوا اذان صبح کا انتظار کرنے لگا کہ شاید اذان صبح کے بعد یہاں سے رہائی ہو مگر اس سارے عرصہ میں انھوں نے ایک لفظ مجھ سے نہیں کہا بہت دیر کے بعد سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور کہنے لگے اے فاحشہ کے جنے! بتا محمد اور ابراہیم کہاں ہیں؟ اس جملہ کے بعد انھوں نے پھر سر نیچا کر لیا اور اب کے پہلے سے بھی زیادہ دیر تک زمین پر گرز کو پکڑتے رہے اور دوسری مرتبہ سر اٹھا کر مجھ سے پوچھا اے فاحشہ زادے! محمد اور ابراہیم کہاں ہیں؟ اللہ تجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے قتل نہ کر دوں میں نے عرض کیا ذرا میری بھی سن لیجیے۔ کہا کہو کیا کہتے ہو میں نے عرض کیا اس کے ذمہ دار خود آپ ہیں آپ نے ان کو اپنے سے متنفر کیا ہے جس کا قصد کے ہاتھ آپ نے بنی ہاشم میں روپیہ تقسیم کرنے بھیجا تھا اس نے قادیسیہ پہنچ کر ایک چھری نکالی اور اسے تیز کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مجھے امیر المومنین نے محمد اور ابراہیم کو ذبح کرنے بھیجا ہے اس بیان کی مسلسل خبریں ان کو معلوم ہوئیں اور اس وجہ سے وہ بھاگ گئے اس کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا کہ دور ہو میں وہاں سے پلٹ آیا۔

عبدویہ کا منصور کو قتل کرنے کا ارادہ:

نصر بن قادم بن محول الحناطیین کا مولیٰ کہتا ہے کہ جس سال ابو جعفر حج کرنے گئے عبدویہ اور اس کی جماعت مکہ میں تھی عبدویہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس بہانے سے صفا اور مروہ کے درمیان ابو جعفر کا کام تمام کر دوں عبد اللہ بن حسن کو یہ بات معلوم ہو گئی انہوں نے اسے منع کیا اور کہا کہ تم حرم میں ہو یہاں ایسا فعل نہ کرنا ابو جعفر کا ایک فوجی سردار خالد بن حسان تھا جسے ابو العسا کر کہتے تھے اور یہ ایک ہزار فوج کا قائد تھا اس نے عبدویہ اور اس کے ساتھیوں سے ساز باز کر لی تھی ابو جعفر نے اس سے دریافت کیا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو اور عبدویہ اور عطاروی اور تم یہاں مکے میں کس ارادے سے مقیم ہو اس نے صاف صاف بتا دیا کہ ہم یہ کرنا چاہتے تھے۔ ابو جعفر نے پوچھا پھر تم کیوں اپنے ارادے سے باز رہے اس نے کہا ہمیں عبد اللہ بن حسن نے منع کر دیا یہ سنتے ہی ان کو چکر آ گیا اور تھوڑی دیر تک انہیں کچھ سمجھائی نہیں دیا۔

ابو جعفر منصور کے جاسوس کی کارگزاری:

حارث بن احق بیان کرتا ہے کہ عبد اللہ کے قید کر دینے کے بعد ابو جعفر نے اس کے دونوں بیٹوں کی گرفتاری کے لیے سعی بلیغ کی شیعوں کی طرف سے محمد کے نام ایک جعلی خط لکھ کر ایک جاسوس کو دیا اس خط میں گویا شیعوں کے اپنی طاعت اور خروج کے لیے ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنی مستعدی کا اظہار کیا تھا نیز انہوں نے اس جاسوس کے ساتھ روپیہ اور تحائف بھی کر دیئے یہ شخص

مدینہ آ کر عبداللہ بن حسن سے ملا اور اس سے محمد کا پتہ پوچھا اس نے کہا وہ جہینہ کے کوہستان میں ہے نیز یہ بھی کہا کہ پہلے تم علی بن حسن کے پاس جاؤ وہ ایک نہایت ہی نیک آدمی ہیں وہ اگر پکارے جاتے ہیں وہ مقام ذی ابر میں سکونت پذیر ہیں وہ تم کو محمد کا پتہ بتا دیں گے یہ شخص علی بن حسن کے پاس آیا اور اس نے محمد تک اس کی رہنمائی کی۔

ابو ہبار کی مدینہ سے روانگی:

ابو جعفر کا ایک کاتب سر تھا یہ شیعہ تھا اس نے عبداللہ بن حسن کو اس جاسوس کے اور اس کے بھیجے جانے کی غرض سے مطلع کر دیا اس کا خط پڑھ کر عبداللہ بہت ہراساں ہوا انھوں نے ابو ہبار کو فوراً علی بن حسن اور محمد کے پاس دوڑایا کہ یہ جا کر ان دونوں کو متنبہ کر دے ابو ہبار علی کے پاس آیا علی نے کہا میں نے تو اس شخص کو محمد کے پاس بھیج دیا ہے ابو ہبار کہتا ہے کہ اب میں محمد کے پاس اس کے مقام پر پہنچا محمد ایک غار میں بیٹھا ہوا تھا اس کے ساتھ عبداللہ بن عامر الاسلمی شجاع کے دونوں بیٹے اور دوسرے لوگ اور وہ جاسوس بیٹھے تھے اسی کی آواز سب سے بلند سنائی دیتی تھی اور وہی اور دوسروں کے مقابلہ میں بہت خوشی کا اظہار کر رہا تھا مگر مجھے دیکھتے ہی کچھ آثار پریشانی اور اضطراب اس کے چہرے پر نمایاں ہوئے۔

ابو ہبار کا محمد بن عبداللہ کو جاسوس کے متعلق مشورہ:

میں بھی یاران صحبت کے ساتھ مجلس ہوا اور تھوڑی دیر تک باتیں کرتا رہا۔ اس کے بعد میں نے محمد کے کان میں کہا کہ میں تم سے علیحدہ کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ مجلس سے اٹھ آیا۔ میں بھی اس کے ساتھ اٹھ آیا اور تھلہ میں میں نے اس شخص کا سارا واقعہ سنایا محمد نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور مجھ سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیے میں نے کہا تین باتیں ہیں ان میں سے کسی ایک پر عمل کرو اس نے کہا اچھا بتاؤ میں نے کہا مجھے اجازت دو میں اسے قتل کر دیتا ہوں محمد نے کہا میں بغیر مجبوری کسی خون کا وبال اپنے سر نہیں لینا چاہتا پھر اس نے کہا اور کیا مشورہ دیتے ہو میں نے کہا تو پھر بہتر یہ ہے کہ اسے بھاری بھاری بیڑیاں پہنا کر اپنے ساتھ قید رکھو اور جہاں تم جاؤ اسے بھی لے جاؤ محمد نے کہا اس خوف و ہراس کی حالت میں ہمیں ایسی فراغت کہاں نصیب ہے کہ ہم اس طرح اسے ساتھ لیے پھریں پھر محمد نے کہا اچھا اور کیا مشورہ دیتے ہو میں نے کہا مناسب یہ ہے کہ اسے مفید کر کے بنی جہینہ کے اپنے کسی خاص بھروسہ کے آدمی کے پاس چھوڑ دیجیے اس نے کہا ہاں یہ مناسب ہے ایسا ہی میں کرتا ہوں۔

جاسوس کا فرار:

اب ہم دونوں واپس آئے مگر اسی اثنا میں وہ شخص مجھے تاڑ گیا تھا اور بھاگ چکا تھا ہم نے اور لوگوں سے اسے دریافت کیا۔ انھوں نے کہا کہ اس نے پانی کی چھاگل اٹھائی اس میں سے کچھ پانی گرا دیا اور پھر اس ٹیکری کے پیچھے طہارت کی غرض سے چلا گیا۔ اب ہم نے اس کی تلاش میں تمام پہاڑ اور اس کے اطراف کا علاقہ چھان مارا مگر اس کا پتہ نہ پایا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین میں سما گیا ہے۔ دوسری طرف وہ جاسوس اپنے پیروں بھاگ کر شاہراہ پر آ گیا یہاں اسے کچھ اعرابی مدینہ جاتے ہوئے ملے جن کے ساتھ اوٹوں سامان بار تھا اس نے ان میں سے ایک سے کہا کہ تم بورے کو خالی کر کے اس میں مجھے بٹھا لو اس طرح میں دوسری جانب کے بورے کے ہم پلہ ہو جاؤں گا اور تم کو اس قدر زہر پیہ معاوضہ میں دوں گا اس اعرابی نے یہ بات مان لی اور ایک جانب کا بورا خالی کر کے اس جاسوس کو اونٹ پر سوار کر کے مدینہ پہنچا دیا۔

ابراہم بنی کی گرفتاری:

مدینہ سے وہ شخص ابو جعفر کے پاس آیا انہیں سارا ماجرا سنایا مگر وہ ابو بہار کے نام اور کنیت کو بھول گیا اور بجائے اس کے اس نے و بر کہہ دیا ابو جعفر نے وبراہم بنی کی تلاشی کرائی۔ چنانچہ ایک شخص وبراہم بنی ان کے پاس بھیج دیا گیا انھوں نے اس سے محمد کا قصہ دریافت کیا اور جو جاسوس نے واقعہ بیان کیا تھا اس کی تصدیق چاہی اس نے قسم کھا کر کہا کہ میں ان واقعات سے قطعی نابلد ہوں ابو جعفر کے حکم سے سات سو درے اس کے لگے اور اسے قید کر دیا گیا یہ شخص ابو جعفر کے انتقال تک قید ہی رہا۔

محمد بن عبد اللہ سے زیاد بن عبید اللہ کا حسن سلوک:

ابو جعفر نے اب محمد کی تلاش میں بیش از بیش سعی شروع کی اور زیاد بن عبید اللہ الحارثی سے مطالبہ کیا کہ جو ذمہ تم نے لیا تھا اسے پورا کرو ایک مرتبہ محمد مدینہ آیا زیاد کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی زیاد اس کے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آیا اور اس نے وعدہ امان دے کر اس سے یہ خواہش کی کہ تم میرے ساتھ اہل مدینہ کو اپنا چہرہ دکھا دو محمد نے اس کا وعدہ کر لیا زیاد صبح اندھیرے سے سوار ہوا۔ اور اس نے محمد سے وعدہ کیا تھا کہ میں چوک بازار میں ملوں گا چنانچہ اسی مقام پر یہ دونوں ملے محمد اس وقت بغیر اپنے کو چھپائے کھلم کھلا باہر آیا تھا زیاد نے اس کے پاس کھڑے ہو کر بازار والوں سے کہا کہ دیکھ لو یہ محمد بن عبد اللہ بن حسن موجود ہے دوسری طرف اس نے محمد سے کہا کہ اب جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ اس کے بعد ہی محمد روپوش ہو گیا اس واقعہ کی متواتر خبریں ابو جعفر کو پہنچیں۔

محمد بن عبد اللہ کی روپوشی:

ایک دن ابراہیم بن عبد اللہ زیاد سے ملنے گیا اس نے کمزروں کے نیچے زرہ پہن رکھی تھی زیاد نے اسے چھو کر معلوم کیا اور کہنے لگا اے ابو اسحق کیا مجھ سے بدگمان ہو بخدا! میں تمہارے ساتھ کبھی کوئی برائی نہیں کروں گا۔

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ زیاد سوار کر کے محمد کو بازار میں لے کر آیا اسے دیکھتے ہی لوگوں نے مہدی مہدی کے نعرے بلند کیے محمد روپوش ہو گیا اور پھر خروج تک وہ ظاہر نہیں ہوا۔

زیاد بن عبد اللہ کی گرفتاری:

جب اس واقعہ کی مسلسل خبریں ابو جعفر کو پہنچیں انھوں نے ابو الازہر ایک خراسانی کو ایک خط دے کر مدینہ بھیجا اور بھی کئی خط اسے دیئے ہدایت کی کہ تا وقتیکہ وہ مدینہ کے قریب مقام اعوص پر نہ پہنچ جائے وہ اپنے موسمہ خط کو نہ پڑھے اس نے حسبہ اعوص پہنچ کر اپنا خط پڑھا اس میں عبدالعزیز بن المطلب بن عبد اللہ کی ولایت مدینہ کا عہد مرقوم تھا جو زیاد بن عبید اللہ کے قاضی تھے۔ زیاد کو بیڑیاں پہنا دی گئیں اس کی جائداد ضبط کر لی گئی اور جہاں اس کی کوئی چیز ملی اس پر قبضہ کر لیا گیا نیز اس کے مقرر کردہ عمال کو گرفتار کر کے زیاد کے ساتھ ابو جعفر کے پاس بھیج دیا گیا۔

ابو الازہر ۲۳/ جمادی الآخر ۴۱ھ میں مدینہ آیا زیاد اس وقت سواری میں تھا ابو الازہر نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سواری کے لیے گیا ہے۔ ہر کاروں نے جا کر ابو الازہر کے آنے کی اسے اطلاع دی وہ فوراً تیزی سے واپس آ کر مروان کے مکان میں جلوس پذیر ہوا ابو الازہر نے اس کے پاس جا کر ابو جعفر کے خط کا ایک ٹکٹ حصہ حوالے کیا جس میں اسے بے چون و چرا تعمیل ارشاد کا حکم تھا اس نے بسر و چشم تعمیل کا اقرار کیا اور اس سے کہا کہ تم جو چاہو حکم دو ابو الازہر نے کہا کہ عبدالعزیز بن المطلب

کو بلا بھیجو اس کے آنے کے بعد ابوالا زہر نے دوسرا خط عبدالعزیز کو دیا جس میں ہدایت کی گئی تھی کہ تم ابوالا زہر کی ہدایت پر عمل کرو عبدالعزیز نے بلا پس و پیش اس کے لیے آمادگی ظاہر کی اس کے بعد اس نے تیسرا خط زیاد کے حوالے کیا جس میں اسے عبدالعزیز کو اپنی خدمت کا جائزہ دینے کا حکم دیا گیا تھا اور اب اس نے عبدالعزیز کو اس کا فرمان تقرر دیا اور حکم دیا کہ تم ابویحییٰ کی مشکلیں بندھو اور۔

معز دل زیاد بن عبید اللہ کا احترام:

چنانچہ زیاد کو پابہ زنجیر کر کے اس کے مال و متاع کو ضبط کر لیا گیا، سرکاری خزانہ میں پچاسی ہزار دینار ملے اس کے تمام عامل بھی بلا استثناء گرفتار کر کے اس کے ساتھ پابجولاں ابوجعفر کے پاس بھیج دیئے گئے جب یہ مدینہ کی گلیوں سے گزرے تو اس کے دوسرے ماتحت اہل کاروں اور عہدے داروں نے کھڑے ہو کر اسے سلام کیا ان کے اظہار رنج و ہمدردی سے زیاد اس قدر متاثر ہوا کہ کہنے لگا کہ میرا باپ تم پر سے قربان ہوا اگر ابوجعفر تم کو اس طرح مجھے سلام کرتے دیکھ لیں تو پھر مجھے اس کی کچھ پروا نہ رہے کہ میرا کیا حشر ہوگا۔

محمد بن عبدالعزیز کا فرار:

علی بن عبدالحمید کہتا ہے کہ ہم لوگ زیاد کی مشائیت کے لیے ساتھ چلے ایک رات میں اس کے محل کے نیچے چل رہا تھا کہ اس نے مجھ سے کہا کہ سوائے اس کے کہ عبداللہ کے بیٹوں کا معاملہ ہو اور یہ کہ میں نے بنی فاطمہ کے خون کو بہت عزیز رکھا، اور اس کے بہانے سے پہلو تہی کی مجھے اپنا اور کوئی قصور نظر نہیں آتا جو میں نے امیر المومنین کے خلاف کیا ہو۔ جب یہ جماعت شقرہ پہنچی تو ان میں سے محمد بن عبدالعزیز فرار ہو کر مدینہ چلا آیا باقی اور لوگوں کو ابوجعفر نے قید کر دیا اور کچھ عرصہ کے بعد پھر رہا کر دیا۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ ابوجعفر نے مہبوت اور ابن ابی عاصہ کو محمد کی تلاش میں روانہ کیا مہبوت وہ شخص ہے جس نے زیاد کو گرفتار کیا تھا اس وقت زیاد نے یہ شعر پڑھا:

اکلف ذنب قوم لست منهم و ما جنت الشمال علی الیمین

میں ان لوگوں کے قصور میں پکڑا جا رہا ہوں جن سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے اور اس قضیہ کی صورت یہ ہے کہ بائیں ہاتھ نے داہنے کے خلاف کارروائی کی ہے۔

عمران بن ابی فروہ کا بیان:

عمران بن ابی فروہ راوی ہے کہ میں اور شیبانی ابوجعفر کا ایک فوجی سردار زیاد بن عبید اللہ کے پاس تھے جس زمانے میں ابوجعفر نے ابوالا زہر کو بنی حسن کی گرفتاری کے لیے بھیجا تھا ہم اس کے پاس اکثر جاتے تھے ایک دن میں ابوالا زہر کے ہمراہ جا رہا تھا کہ اچانک ایک شخص آ کر اس سے چٹ گیا اور کہنے لگا کہ میں محمد اور ابراہیم کے بارے میں ایک مفید بات کہنا چاہتا ہوں ابوالا زہر نے کہا دور ہو اس نے کہا اس میں امیر المومنین کی بھلائی ہے ابوالا زہر نے کہا دور ہو اب کیا ہو سکتا ہے جب کہ اس قضیہ میں ایک خلق کثیر کام آچکی ہے مگر وہ شخص برابر لپٹا رہا اور اس نے پلٹ جانے سے انکار کر دیا ابوالا زہر نے بھی اس سے تعارض کرنا چھوڑ دیا اور جب ذرا ویران راستہ آیا ابوالا زہر نے اپنی تلوار سے اس کے پیٹ میں اس زور سے ایک ٹھوکا دیا کہ وہ ایک سمت کو جا پڑا۔

محمد بن خالد کا امارت مدینہ پر تقرر:

زیادہ کے بعد ابو جعفر نے محمد بن خالد کو مدینہ کا والی مقرر کر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ محمد کی تلاش میں سعی بلیغ کرے اور یہ بھی اجازت دے دی کہ اس کام کے لیے جس قدر روپیہ چاہے صرف کرے۔ یہ مسلسل منزلیں طے کر کے غرہ ماہ رجب ۱۴۱ھ کو مدینہ آیا اس کے مدینہ آنے کی اہل مدینہ کو اس وقت تک کوئی اطلاع ہی نہ تھی جب تک کہ اس کے قاصد نے شقرہ سے آکر جو مقام عوص اور طرف کے درمیان مدینہ سے صرف دور اتوں کی مسافت پر واقع ہے اس کے والی ہو کر آنے کی مدینہ والوں کو اطلاع نہ دی اسے بیت المال میں ستر ہزار دینار اور دس لاکھ درہم ملے اس نے اس رقم کثیر کو محمد کی تلاش کی مد میں صرف کر دیا اور جو حسابات دار الخلافہ کو بھیجے ان میں اکثر خرچ اسی مد میں بتایا گیا مگر اس قدر خرچ کثیر کے بعد بھی جب محمد کی گرفتاری میں کامیابی نہیں ہوئی تو اب ابو جعفر نے اسے بلا وجہ کی تعویق خیال کیا اور اس رقم کی وجہ سے وہ محمد بن خالد کی طرف سے مشتبه ہو گئے۔

اہل مدینہ کی خانہ تلاشی:

ابو جعفر نے اسے مدینہ کی پوری خانہ تلاشی لینے کا حکم دیا محمد بن خالد نے اپنے اہل عملہ کو حکم دیا کہ کسی ایسے شخص سے معاملہ کرو جو محمد کا پتہ چلا دے انھوں نے رباع الغاضری مسخرے سے معاملہ کیا یہ ایک ہزار دینار پر لوگوں سے اہم کاموں کے لیے معاملہ کرتا تھا مگر یہ ساری رقم بھی برباد گئی اور کوئی پتہ نہ چلا اب سرکاری عہدے داروں نے تمام مدینہ کی خانہ تلاشی کی ٹھانی۔ قسری نے اہل مدینہ کو حکم دیا کہ وہ سات روز تک اپنے گھروں سے قدم باہر نہ نکالیں۔ اس اثناء میں اس کے ہر کارے اور سپاہی گھر گھر کی خانہ تلاشی کرتے پھرے مگر کوئی پتہ محمد کا نہ چلا اس ڈر سے کہ خود اس کے عہدے داروں کو دوسرا فریق رشوت دے کر اپنے ساتھ نہ ملا لے قسری نے اپنے تمام عہدے داروں کو چپک لکھ کر دیئے تھے مگر جب اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی اور ابو جعفر کو اس قدر رقم کا خرچ محسوس ہوا انھوں نے محمد بن خالد القسری کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔

ابو جعفر کا محمد بن عبد اللہ کے متعلق ابو العلاء سے مشورہ:

ابن قہ راوی ہے کہ محمد اور ابراہیم کے معاملے کو ابو جعفر بہت ہی اہم خیال کرنے لگے انھوں نے ابو العلاء قیس عیلان کے ایک شخص کو بلا کر اس سے ان دونوں کے معاملہ میں مشورہ چاہا اور ان کی طرف سے اپنی فکر پریشانی کا اظہار کیا اس نے کہا میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کام کے لیے آپ زبیر یا طلحہ رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے کسی شخص کو متعین کیجیے وہ بھلا وادے کر ان دونوں کی تلاش کرے گا اور میں یقین کامل رکھتا ہوں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ ان دونوں کو تمہارے پاس لے آئے گا انھوں نے کہا تمہاری رائے تو صائب ہے خود میرے ذہن میں بھی یہ بات آئی تھی مگر میں اللہ سے عہد کر چکا ہوں کہ اپنے اور ان کے مشترکہ دشمن کو اپنے خاندان والوں پر متعین نہ کروں گا البتہ میں عرب کے ایک مشہور ڈاکو کو اس کام پر مقرر کرتا ہوں اور وہ اس کو سرانجام کرے گا۔

امارت مدینہ پر ریاح بن عثمان کا تقرر:

موسیٰ بن عبد العزیز بیان کرتا ہے کہ جب ابو جعفر نے محمد بن خالد کو ولایت مدینہ سے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کیا وہ ایک دن سواری کے لیے چلے اپنے مکان سے نکلے تھے کہ یزید بن اسید السلمی نظر آیا ابو جعفر نے اسے بلایا اور وہ بھی ان کے ساتھ ہولیا پھر اس نے کہا تم مجھے قیس کا کوئی ایسا غریب بہادر آدمی بتاؤ کہ میں اسے دولت مند بنادوں اس کا مرتبہ بلند کروں اور یمنی عربوں کے سردار

یعنی ابن القسری کو اس کے حوالے کر دوں تاکہ وہ جس طرح چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے یزید نے کہا مناسب ہے ایک شخص میرے پیش نظر ہے ابو جعفر نے پوچھا کون؟ اس نے کہا ریاہ بن عثمان بن حیان المری ابو جعفر نے کہا اچھا اب کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرنا۔ سواری سے واپس آ کر انہوں نے بہت تیز رواؤنٹیاں اور ان کے زین سامان اور کجاوے منگوائے اور اب ان کو سفر کے لیے تیار کیا گیا۔ عشاء کی نماز پڑھ کر جب واپس آئے ریاہ کو بلایا اس سے عبداللہ کے بیٹوں کے معاملہ میں زیادہ اور قسری کی سہل انگاری اور بددیانتی کی شکایت کی اور اسی کو مدینہ کا والی مقرر کیا اور حکم دیا کہ اسی وقت اپنے گھر جانے سے پہلے ہی اپنے مستقر حکومت کو چلے جاؤ اور مدینہ جا کر ان دونوں کی تلاش میں پوری جدوجہد کام میں لاؤ ریاہ پے درپے منزلیں طے کرتا ہوا ۲۳/ رمضان ۴۴ھ کو جمعہ کے دن مدینہ پہنچ گیا۔

ریاہ بن عثمان کی منصور سے پیش کش:

ربیع کہتا ہے کہ جب ان دونوں بھائیوں کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ابو جعفر اس کی وجہ سے سخت متدد و پریشان رہنے لگے اس زمانہ میں ایک دن میں ان کے پاس سے باہر آیا تھا یا اپنے گھر سے ان کے پاس جانے کے ارادے سے نکلا تھا کہ ایک شخص پر میری نظر پڑی اس نے میرے قریب آ کر کہا کہ میں ریاہ بن عثمان کا قاصد ہوں اور آپ کی خدمت میں بھیجا گیا ہوں انھوں نے آپ کو یہ پیام دیا ہے کہ اسے محمد اور ابراہیم کی ساری کیفیت کا علم ہے اور ان کے معاملہ میں والیوں نے مداخلت سے کام لیا ہے اگر امیر المومنین مجھے مدینہ کا والی بنادیں تو میں یہ ذمہ لیتا ہوں کہ ان کو پکڑ لوں گا اور سامنے لے آؤں گا میں نے امیر المومنین سے جا کر یہ بات کہہ دی انھوں نے اسی وقت اس کی ولایت کا فرمان لکھ دیا وہاں اور کوئی شخص اس وقت موجود نہ تھا۔

موسٰی بن عبدالعزیز بیان کرتا ہے کہ ریاہ مروان کے محل میں پہنچ کر جب اس کے چہرے کے پاس آیا تو اپنے بعض ہمراہیوں سے کہنے لگا کیا یہی مروان کا محل ہے انھوں نے کہا جی ہاں! کہنے لگا یہ بھی عجیب محل سرا ہے کہ آج ایک یہاں آ کر اترتا ہے اور دوسرے دن یہاں سے کوچ کر جاتا ہے ہم خود سب سے پہلے یہاں سے کوچ کرنے والوں میں ہوں گے۔

ریاہ بن عثمان کی عبداللہ بن حسن سے ملاقات:

زہیر بن المنذر عبدالرحمن بن العوام کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ ریاہ کے ساتھ اس کا ایک دربان ابو النثری نام بھی مدینہ آیا چونکہ یہ ولید بن یزید کے زمانے میں میرے باپ کا دوست تھا اس تعلق کی وجہ سے میں اس سے ملنے جاتا تھا ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ ریاہ نے مروان کے قصر میں فروکش ہونے کے بعد مجھ سے کہا تھا کہ بخدا! یہ محل سرا بھی عجیب ہے کہ ادھر یہاں کوئی آ کر فروکش ہوا اور تھوڑے ہی عرصہ میں کوچ کر گیا عبداللہ اسی قصر کی ایک کوٹھڑی میں اس راستے پر جو مقصورہ کو جاتا ہے قید تھا جہاں اسے زیادہ قید کر رکھا تھا تو جب اور لوگ اس سے ملاقات کر کے چلے گئے تو ریاہ نے مجھ سے کہا کہ تم میرا ہاتھ پکڑو اور ہم اس معزز بزرگ سے ملنے چلیں چنانچہ وہ مجھ پر سہارا دیئے ہوئے عبداللہ بن حسن کے سامنے آ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے شیخ! امیر المومنین نے مجھے کسی قرابت کی وجہ سے یا کسی ایسے احسان کی وجہ سے جو میں نے ان کے ساتھ کیا ہو مجھے اس خدمت پر مامور نہیں کیا ہے بخدا! تم اس طرح مجھے اس معاملہ میں بے وقوف نہ بنا سکو گے جیسا کہ تم زیادہ اور قسری کے ساتھ کرتے آئے ہو یا تو اپنے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو حاضر کر دو ورنہ میں تمہاری جان نکال لوں گا۔

عبداللہ بن حسن کی ریاح کے متعلق پیشین گوئی:

اس پر اس نے سراٹھایا اور کہنے لگا، ہاں ٹھیک ہے تو ہی وہ ذلیل نیلگوں چشم قیسی ہے جو اس قضیہ میں بکری کی طرح ذبح کر دیا جائے گا۔ ابوالخثری کہتا تھا کہ اب ہم واپس آئے عبداللہ کے کہنے کا اس پر یہ اثر ہوا کہ اس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا مجھے اس کی سردی محسوس ہو رہی تھی اور اس کے دونوں پاؤں لڑکھڑا رہے تھے میں نے اس سے کہا کہ آپ اس کی بات پر التفات نہ کیجیے یہ غیب سے واقف نہیں کہنے لگا یہ کیا کہتے ہو اس نے جو کچھ اس وقت کہا ہے یہ ضرور اپنے بزرگوں سے سن کر کہا ہے راوی کہتا ہے کہ یہ شخص واقعی بکری کی طرح اس فتنہ میں ذبح کر دیا گیا۔

محمد بن خالد اور رزام پر جبر و تشدد:

ریاح نے مدینہ آ کر قسری کو طلب کیا اور اس سے سرکاری روپیہ کا حساب مانگا اس نے کہا میرا یہ منشی موجود ہے یہ مجھ سے زیادہ روپیہ کے حساب سے واقف ہے اس نے کہا میں تم سے پوچھتا ہوں تم اپنے منشی پر ٹالتے ہو اس کے بعد ریاح کے حکم سے اس کی گردن دبائی گئی اور اس پر بے شمار کوڑے پڑے پھر اس نے اس کے منشی رزام کو جو اس کا مولیٰ بھی تھا گرفتار کیا اس پر سخت مار پڑنے لگی صورت یہ تھی کہ ایک دن بیچ اس کے ہاتھ گردن پر باندھ دیئے جاتے تھے اور سویرے سے شام تک پندرہ کوڑے لگوائے جاتے نیز اسے مسجد نبوی کے صحن اور شہر کے چوک میں پھرا کر کوڑے لگائے جاتے اس سے کہا گیا کہ تو ابن خالد کے خلاف مواد دے دے مگر اس سے اس نے قطعی انکار کر دیا ایک دن اسے عمر بن عبداللہ الحجازی نائب کو تو ال نے باہر نکالا اور کوڑے مارنا چاہے مگر دیکھا کہ اس کے دونوں پیروں سے لے کر کانوں تک زخم ہی زخم ہیں عمر نے اس سے کہا کہ آج تمہارے بچنے کی باری ہے بتاؤ کہاں کوڑے لگائیں وہ کہنے لگا بخدا! کف دست کے علاوہ میرے تمام جسم پر کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں تم کوڑے لگا سکو کیونکہ ہر حصہ زخمی ہے اگر چاہتے ہو تو یہ ہتھیلیاں موجود ہیں ان پر کوڑے لگا لو اس نے اپنی ہتھیلیاں سامنے کر دیں اور ان پر پندرہ کوڑے لگائے گئے۔

ریاح بن عثمان اور رزام:

ریاح کے آدمی برابر اس شخص کے پاس آتے اور اسے پھسلاتے رہے کہ وہ کسی طرح سے ابن خالد کے خلاف مواد دے دے تو پھر اسے چھوڑ دیا جائے گا اس نے ریاح سے کہلا بھیجا کہ تم مجھے پھوٹا چھوڑ دو میں ایک تحریر لکھتا ہوں ریاح نے مارکی ممانعت کر دی اور پھر اس سے اصرار کیا اور کہا کہ آج شام تم وہ تحریر لے کر سب لوگوں کے سامنے مجھے دو شام کے وقت ریاح نے پھر اپنا آدمی اس کے پاس بھیجا اور اسے بلایا رزام اس کے پاس آ گیا اس وقت بہت سے لوگ ریاح کے پاس بیٹھے تھے اس نے کہا اے لوگو! تم گواہ رہو کہ امیر نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ایک تحریر لکھ کر دوں جن میں ابن خالد کو ملزم ثابت کروں میں نے اس قسم کی ایک تحریر لکھ دی ہے اور اس میں ابن خالد پر الزام عائد کیا ہے۔ مگر میں اب تم لوگوں کو گواہ کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے وہ سراسر جھوٹ اور غلط ہے۔ ریاح نے حکم دیا کہ اسے سو کوڑے لگائے جائیں چنانچہ اب سو کوڑے اسے مارے گئے اور پھر اسے جیل بھیج دیا گیا۔

عبید اللہ بن محمد کی آئینہ کے متعلق روایت:

عبید اللہ بن محمد بن عمر بن علی راوی ہے کہ جب اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اتار کر جبل ابوقیس پر کھڑا کیا تو تمام سطح

زمین ان کے سامنے آیا، اللہ نے فرمایا یہ ساری زمین تمہارے لیے ہے آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار! میں کیونکر جان سکوں گا کہ اس زمین میں کیا ہے اللہ نے ان کے لیے ستارے ظاہر کیے اور کہا کہ جب تم کو یہ ستارہ نظر آئے تم سمجھ لینا کہ یہ اور یہ واقعات ہوں گے اور جب فلاں ستارہ دیکھنا تو سمجھ لینا کہ اب فلاں واقعہ پیش آئے گا۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام تمام واقعات زمین ستاروں کے ذریعہ معلوم کرتے تھے اس کے بعد یہ طریقہ بھی آپ کے لیے مشکل ہو گیا تو اللہ نے آسمان سے ایک آئینہ نازل فرمایا جس میں وہ تمام روئے زمین کے واقعات دیکھ لیتے تھے ان کے انتقال کے بعد قفطس شیطان نے اس آئینہ پر قبضہ کر کے اسے توڑ ڈالا اور اس پر سرزمین مشرق میں ایک شہر جابر ت نام بسایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب اس آئینہ کو دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ وہ قفطس لے گیا۔ آپ نے اسے بلا کر اس آئینہ کو پوچھا اس نے کہا کہ وہ شہر جابر ت کی بنیادوں میں موجود ہے آپ نے اس سے کہا کہ وہ لے کر آئے اس نے کہا مگر ان بنیادوں کو کون منہدم کر سکے گا۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ اس شیطان سے کہیے کہ تو ہی یہ کام بھی کر۔ چنانچہ وہ شیطان اس آئینہ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس لے آیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے ٹکڑوں کو جوڑ کر اس کے چاروں طرف تسے باندھے اب وہ تمام جہان کی سیر اس میں کرنے لگے۔ آپ کے انتقال کے بعد بہت سے شیطان اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے لے گئے۔ اس کا ایک ٹکڑا بیچ گیا تھا جو بنی اسرائیل میں متواتر ہوتا ہوا قبیلہ جالوت کے سردار کے پاس آیا وہ اسے مروان بن محمد کے پاس لایا اس نے اسے رگڑ کر ایک دوسرے آئینہ پر چڑھا کر جب دیکھا تو اس میں سے اسے اپنے متعلق خلاف منشا واقعات نظر آئے مروان نے اسے پھینک دیا اور بنی جالوت کے سردار کو قتل کر دیا اور وہ آئینہ اپنی ایک جاریہ کو دے دیا اس نے اسے ایک تھیلی میں بند کر کے کوٹھڑی میں مقفل کر دیا۔ ابو جعفر نے خلیفہ ہونے کے بعد اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ فلاں عورت کے پاس موجود ہے چنانچہ اس کی تلاش ہوئی اور مل گیا ابو جعفر بھی یہ کرتے تھے کہ اسے رگڑ کر اور صاف کر کے ایک دوسرے آئینہ پر رکھتے تھے اور اس میں تمام زمین کی سیر کر لیتے تھے اسی میں انھوں نے محمد بن عبداللہ کو دیکھا اور ریا ح کو لکھا کہ محمد ایسے علاقے میں ہے جہاں لیموں اور عناب کثرت سے پیدا ہوتے ہیں وہاں اس کی تلاش کرو۔ مگر چونکہ ابو جعفر کے کسی خاص آدمی نے محمد کو یہ بات لکھ دی تھی کہ تم ایک مقام میں صرف اتنے دن قیام کرنا جتنے دن میں ذاک عراق سے مدینہ پہنچ جاتی ہے اس کے بعد وہ مقام چھوڑ دینا چنانچہ وہ ہمیشہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا تھا اسی اثناء میں ابو جعفر نے ایک مرتبہ اسے کوہ بیضا میں دیکھا جو جھاڑی سے تقریباً بیس میل کے فاصلہ پر ہے اور سب پہاڑوں سے زیادہ طویل ہے ابو جعفر نے ریا ح کو اطلاع دی کہ محمد آج کل ایسے علاقے میں ہے جہاں پہاڑ اور غار کثرت سے ہیں ریا ح نے ایسے مقام پر بھی اسے ڈھونڈا مگر نہ پایا۔ پھر ایک مرتبہ انہوں نے ریا ح کو لکھا کہ اب وہ ایسے پہاڑ میں ہے جہاں موگ اور تارکول ہوتا ہے ریا ح نے پڑھ کر کہا کہ یہ تو کوہ مری ہے چنانچہ اب اس نے یہاں محمد کو ڈھونڈا مگر نہ پایا۔

ابو صفوان نصر بن قید بن نصر بن سیار کہتا ہے کہ ابو جعفر کے پاس ایک ایسا آئینہ تھا جس میں دیکھ کر وہ اپنے دوست یا دشمن کو سمجھ جاتے تھے۔

ریا ح بن عثمان کی محمد بن عبداللہ کی تلاش:

حارث بن اسحق راوی ہے۔ ریا ح نے محمد کی تلاش میں اب اور بھی زیادہ کوشش شروع کی اسے معلوم ہوا کہ محمد کو ہستان جھینہ

کے جبل رضوی کی کسی گھاٹی میں ہے یہ مقام پنج کے علاقہ میں واقع ہے ریا ح نے عمرو بن عثمان بن مالک الجحفی (از بنی جشم) کو اس مقام کا عامل مقرر کیا اور محمد کی تلاش کی ہدایت کی اسے معلوم ہوا کہ وہ کوہ رضوی کی ایک گھاٹی میں موجود ہے یہ رسالہ اور پیدل سپاہ لے کر اس کی تلاش میں چلا محمد کو اس کے آنے کی اطلاع ہو گئی وہ تو بڑی سرعت سے نکل بھاگا مگر اس کا ایک بالکل کم سن بچہ جو اسی حالت خوف و ہراس میں پیدا ہوا تھا اور جسے اس کی ایک چھو کمری لیے ہوئی تھی پہاڑ پر سے گر پڑا اور پاش پاش ہو گیا۔ عمرو بن عثمان بے نیل مرام پلٹ آیا۔ وہ بچہ گر کر مر گیا جب اس کی اطلاع محمد کو ہوئی اسے اس کا سخت صدمہ ہوا۔

محمد بن عبداللہ کے بچہ کی ہلاکت:

خود محمد سے یہ روایت مذکور ہوئی ہے وہ کہتا ہے کہ جب میں جبل رضوی میں چھپا ہوا تھا اس وقت میرے ساتھ میری ایک ام ولد لونڈی تھی۔ میرا ایک شیر خوار بچہ اس کے پاس تھا جسے وہ دودھ پلا رہی تھی اتنے میں اچانک اہل مدینہ کے مولیٰ ابن سیوطی نے اس پہاڑ میں مجھے آگھیرا میں تو بھاگ کر بچ گیا میری جار یہ بھی بھاگی وہ بچہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور پاش پاش ہو گیا۔

اس بیان کا ناقل عبید اللہ کہتا ہے کہ ظہور کے بعد جب ابن سیوطی محمد کے سامنے پیش کیا گیا تو محمد نے اس سے پوچھا تم کو اس شیر خوار بچہ کا واقعہ یاد ہے۔ اس نے کہا ہاں! میں جانتا ہوں محمد نے اسے قید کر دیا اور یہ محمد کے قتل ہونے تک قید رہا۔

محمد بن عبداللہ کی ریا ح کے متعلق رائے:

خود محمد سے روایت ہے کہ میں وادی حرہ میں تھا کبھی پہاڑ پر چڑھ جاتا تھا اور کبھی وادی میں اتر آتا تھا اتنے میں ریا ح رسالہ لے کر آ پہنچا میں ایک کنویں کی طرف مڑ گیا اور اس کے دونوں ڈھادوں کے درمیان ٹھہر کر پانی پینے لگا یہ دیکھ کر ریا ح نے میرا تعاقب چھوڑ دیا اللہ اس کا بھلا کرے یہ اعرابی اپنے اخلاق میں کس قدر وسیع ظرف تھا۔

ریا ح کا محمد بن عبداللہ کی گرفتاری سے گریز:

عثمان بن مالک کہتا ہے کہ ریا ح نے عمداً محمد کو بچ کر نکل جانے دیا۔ محمد نے مجھ سے کہا کہ تم مجھے مسجد الفتح لے چلو وہاں ہم اللہ سے دعا مانگیں گے میں صبح کی نماز پڑھ کر محمد کے پاس آیا اور اب ہم دونوں چلے اس وقت محمد نے ایک موٹی قمیص پہن رکھی تھی اور ایک پھٹی ہوئی قرقرچی چادر اوڑھے ہوئے تھا جب ہم اس کی قیام گاہ سے نکل کر مسجد کے قریب آئے میں نے مڑ کر دیکھا تو مجھے ریا ح سواروں کے ایک دستہ کے ساتھ آتا ہوا نظر آیا میں نے اس سے کہا غضب ہو گیا ریا ح آ رہا ہے محمد نے بے پروائی سے مجھ سے کہا کہ چلے چلو میں آگے تو بڑھ کر خوف کی وجہ سے میرے پاؤں بھی کام نہ دیتے تھے خود محمد راستے سے ہٹ کر اور اس سے پشت پھیر کر بیٹھ گیا اور اپنی چادر کا آٹھل اپنے منہ پر ڈال لیا یہ جسیم تھا جب ریا ح اس کے برابر آیا تو اس نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی عورت ہے جو ہمیں دیکھ کر شرمائی ہے اور اس نے گھونٹ کر لیا ہے میں آفتاب کے طلوع ہونے تک چلتا رہا ریا ح آیا اور اس نے مسجد پر چڑھ کر دو رکعت نماز پڑھی پھر بطحان کی سمت سے واپس چلا گیا اس کے بعد محمد مسجد میں آیا اس نے نماز پڑھی اور دعا کی۔

بنی حسن کی گرفتاری کا حکم:

اپنے ظاہر ہونے تک محمد برابر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہا۔ جب اس پر قابو پانے میں منصور کو اس قدر دیر لگی تو وہ چڑ

گیا۔ عبداللہ بن حسن اس کی قید میں تھا اس وقت عبدالعزیز بن سعید نے ابو جعفر سے کہا کہ ایک طرف تو آپ محمد اور ابراہیم کے پکڑنے کی فکر میں ہیں اور دوسری طرف ابنائے حسن آزاد پھر رہے ہیں حالانکہ بخدا! ان کے ہر شخص کا رعب لوگوں کے قلوب میں شیر سے بھی زیادہ ہے عبدالعزیز کی یہی بات ان سب کی گرفتاری کا باعث ہوئی۔ ابو جعفر نے اس کے بعد عبدالعزیز سے بلا کر پوچھا تم کو کس نے یہ بات سمجھائی تھی اس نے فلیج بن سلیمان نے چنانچہ عبدالعزیز بن سعید کے مرنے کے بعد جو ابو جعفر کا جاسوس اور حاکم صدقات تھا انھوں نے فلیج بن سلیمان کو اس کی جگہ مقرر کر دیا ابو جعفر نے بنی حسن کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔

ابو جعفر نے ریاح کو حکم دیا کہ تم تمام بنی حسن کو گرفتار کر لو اور اس غرض کے لیے انھوں نے ابوالازہر المہری کو مدینہ بھیجا انہوں نے اس سے پہلے ہی عبداللہ بن حسن کو قید کر دیا تھا اور وہ تین سال تک قید رہا حسن بن حسن نے عبداللہ کے غم میں خضاب لگانا ترک کر دیا تھا اور اس پر ابو جعفر کہتے تھے کہ اس ماتمی شکل بنانے سے کیا فائدہ ہوگا۔

بنی حسن کی گرفتاری:

ریاح نے حسن بن حسن کے بیٹوں ابراہیم اور حسن کو حسن بن جعفر بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کو داؤد بن حسن کے بیٹوں سلیمان اور عبداللہ کو ابراہیم بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کے بیٹوں محمد اسمعیل اور اسحاق کو اور عباس بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر لیا آخر الذکر اس کے گھر کے دروازے ہی پر گرفتار کیا گیا تو اس کی ماں عائشہ بنت طلحہ بن عمر بن عبید اللہ بن معمر نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لیے اسے چھوڑ دو میں اسے لپٹا کر پیار کر لوں سرکاری عہدہ داروں نے اس سے انکار کر دیا اور کہا تم زندہ نہ رہو گی، نیز انہوں نے علی بن حسن بن حسن العابد کو گرفتار کر لیا۔ ابو جعفر نے ان کے ساتھ علی کے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کو بھی قید کر دیا۔

ریاح بن عثمان کی درگت:

اب ریاح نے اہل مدینہ اور عبداللہ کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو علی الاعلان گالیاں دینا شروع کیں ایک دن منبر پر کہا کہ یہ دونوں فاسق نقض بیعت کرنے، فتنہ جنگ برپا کرنے والے مفسد ہیں پھر ابو عبیدہ کی پوتی ان کی ماں کا نام لیا اور اسے گالیاں دیں اسے سن کر سب لوگوں نے انظہار تعجب و حیرت کے لیے سبحان اللہ کہا اور اس کے کہنے کو سخت برا سمجھا اس پر اس نے انہیں مخاطب کر کے کہا کہ ہمارے ان کو گالیاں دینے کی تمام ذمہ داری تم پر عائد ہوتی ہے۔ تم نے ہم کو اس کے لیے مجبور کر دیا۔ اللہ تم کو ذلیل و خوار کر دے میں اب تمہارے خلیفہ کو تمہاری منافقت اور ریاکاری کی شکایت لکھتا ہوں اس پر تمام لوگوں نے کہا اے اس شخص کے بیٹے جس پر حد شرعی جاری ہوئی ہے ہم تیری بات نہیں سنتے اور اب سب لوگ کنکرا اٹھا کر اس پر جھپٹے مگر یہ فوراً جھپٹ کر بھاگا اور قصر مروان میں گھس کر اس نے اس کا پھانک بند کر لیا تمام لوگ مسجد سے نکل کر اس کے مقابل صف بستہ ہوئے اس پر پتھر پھینکے اور خوب گالیاں دیں مگر پھر چھوڑ کر چلے گئے۔

علی بن محمد کی گرفتاری کا واقعہ:

مذکورہ بالا بنی حسن کے ساتھ موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ بھی قید کر دیا گیا اسی طرح علی بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ بھی مصر سے آنے کے بعد گرفتار کر لیا گیا۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ محمد نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا، والی مصر کو اس کا پتہ چل گیا۔ علی اچانک اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا اس نے اسے گرفتار کر کے ابو جعفر کے پاس بھیج دیا اس نے ابو جعفر سے اپنے مجرمانہ ارادے کا اقرار کیا اور اپنے باپ کے طرفداروں کا نام بتا دیا جن لوگوں کے نام اس نے ابو جعفر کو بتائے تھے اس میں عبدالرحمن بن ابی المولیٰ اور ابو حنین بھی تھے، ابو جعفر نے ان دونوں کو قید کر دیا اور سدرے ابو حنین کو لگوائے۔

ایک مرتبہ حسن بن حسن، ابراہیم بن حسن کے پاس آیا وہ اس وقت اپنے اونٹوں کو چارہ کھلا رہا تھا، حسن اس سے کہنے لگا کہ عبداللہ تو قید میں ہے اور تم یہاں اونٹ چرارہے ہو اے غلام اس کی رسی کھول دو، غلام نے ان کو چھوڑ دیا پھر اس نے انہیں واپس لانے کے لیے آواز بھی دی مگر ان اونٹوں میں سے ایک بھی ہاتھ نہ آیا۔

علی بن عبداللہ کا بیان:

علی بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بیان کرتا ہے کہ ہم مقصورہ میں ریاح کے دروازے پر حاضر ہوئے نقیب نے آکر کہا کہ بنی حسین میں سے جو لوگ یہاں ہوں وہ اندر آئیں میرے چچا عمر بن محمد نے مجھ سے کہا کہ ذرا اندر جا کر دیکھو کہ یہ لوگ کیا کرتے ہیں چنانچہ یہ لوگ باب مقصورہ سے اندر گئے اور باب مروان سے باہر چلے آئے ان کے بعد نقیب نے کہا کہ جو بنی حسین یہاں ہوں اب وہ اندر آئیں یہ بھی باب المقصورہ سے داخل ہوئے اور دوسری طرف باب مروان سے لوہا اندر گئے پھر بیڑیاں طلب ہوئیں۔

علی بن حسین کی گرفتاری کے لیے پیشکش:

عیسیٰ کا باپ راوی ہے کہ ریاح کا یہ دستور تھا کہ وہ صبح کی نماز پڑھ کر مجھے اور قدامہ بن موسیٰ کو اپنے پاس بلا بھیجتا تھا اور ہم لوگ کچھ دیر باتیں کر لیتے تھے ایک دن میں اس کے پاس بیٹھا تھا اور جب روشنی اچھی طرح پھیل گئی کہ ہم ایک دوسرے کی شکل پہچان سکے اس وقت ایک شخص توے سے منہ چھپائے سامنے آیا ریاح نے اسے خوش آمدید کہا اور کہا کہ آپ کیوں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے بھی میرے خاندان والوں کے ساتھ قید کر دیجیے۔ اب معلوم ہوا کہ یہ علی بن حسن بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ ہے ریاح کہنے لگا میں یہ بات امیر المومنین تک پہنچا دوں گا اور وہ اس بات پر ضرور تمہارا لحاظ کریں گے اس نے اسے بھی قید کر دیا۔

سعید بن ناثرہ، جعفر بن سلیمان کا مولیٰ راوی ہے کہ محمد نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا۔ یہ وہیں گرفتار کر لیا گیا اور ابو جعفر کی قید ہی میں اس کا انتقال ہوا۔

محمد بن عبداللہ کا عبداللہ بن حسن کو پیغام:

موسیٰ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جب ہم سب قید کر دیئے گئے تو جیل خانہ میں گنجائش نہ رہی اور ہمیں تکلیف ہونے لگی اس پر میرے باپ عبداللہ بن حسن نے ریاح سے کہا آپ اجازت دیں تو میں ایک مکان خرید لیتا ہوں اور اسی میں آپ ہمیں قید کر دیجیے۔ ریاح نے اسے منظور کر لیا۔ میرے باپ نے ایک مکان خرید لیا اور ہم سب اسی میں منتقل کر دیئے گئے جب قید بہت طول ہو گئی تو محمد اپنی ماں ہند کے پاس آئے اور کہنے لگا کہ میں نے اپنے باپ اور بچاؤں کو ایسی تکلیف میں مبتلا کر دیا ہے جسے وہ برداشت نہیں کر سکتے میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھ دوں شاید اسی طرح انہیں رہائی نصیب ہو۔

عبداللہ بن حسن کی محمد بن عبداللہ کو نصیحت:

ان کی ماں نے یہ کیا کہ اپنی بیعت بدل کر پرانے چیتھڑے گدڑے پہن کر پیام رساں کی طرح چیل آئی اسے اندر آنے کی اجازت دی گئی میرے باپ نے اسے دیکھ کر پہچان لیا اور خود اٹھ کر اس کے پاس گئے اس نے محمد کا قصہ کہا انھوں نے کہا اسے منع کر دو کہ وہ ہرگز ایسا نہ کرے ہم اپنی حالت پر صابر ہیں اور اللہ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اس میں ہمارے لیے بھلائی کرے گا تم جا کر اس سے کہہ دو کہ وہ اپنی حکومت کے لیے دعوت دے اور اس میں پوری کوشش کرے ہمارے مصائب کی کشاد اللہ کے ہاتھ میں ہے ان کی ماں نے واپس جا کر ساری گفتگو محمد سے بیان کر دی اب محمد اپنے ارادے پر پوری طرح جم گئے۔ اس سال حسن بن حسن بن علی کے بیٹوں پوتوں کو مدینہ سے عراق بھیج دیا گیا اس واقعہ کی تفصیل اور اس کے اسباب حسب ذیل ہیں۔

حسن بن حسن اور عبداللہ بن حسن کی گفتگو:

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ابو جعفر حج کرنے گئے انہوں نے محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ اور مالک بن انس کو ہمارے اعضاء کے پاس بھیجا اور درخواست کی کہ آپ عبداللہ کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو میرے حوالے کریں یہ دونوں آدمی ہمارے پاس آئے اس وقت میرے باپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ان دونوں نے وہ پیام پہنچا دیا اسے سن کر حسن بن حسن نے کہا کہ یہ اس بد بخت کے بیٹوں کی حرکت ہے بخدا! نہ ہماری یہ رائے ہے نہ ہمارے کنبہ کا ایسا خیال ہے اور نہ اس میں ہمیں کچھ دخل ہے اس پر ابراہیم نے حسن کو خطاب کیا کہ آپ ان کے بیٹوں کی وجہ سے اپنے بھائی کو برا کہتے ہیں اور اپنے بھتیجے کو ان کی ماں کی وجہ سے کیوں برا کہتے ہیں اتنے میں میرے باپ نماز پڑھ کر واپس آ گئے ان دونوں شخصوں نے ان سے وہ پیام کہہ دیا انہوں نے ان کے جواب میں کہا بخدا! میں ایک حرف بھی اس کے جواب میں نہیں کہنا چاہتا۔ البتہ اگر وہ مجھے اجازت دیں تو میں خود ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں ان دونوں صاحبوں نے یہ پیام ابو جعفر کو پہنچا دیا اسے سن کر ابو جعفر کہنے لگے کہ وہ اپنی سحر بیان سے مجھے موہ لینا چاہتے ہیں بخدا! جب تک وہ اپنے دونوں بیٹوں کو حاضر نہیں کریں گے میں ان کو اپنے پاس نہیں بلاؤں گا۔

ابن زبالہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے بعض علماء سے یہ بات سنی ہے کہ عبداللہ بن حسن کی تقریر میں یہ جادو بھرا تھا کہ جس کے ساتھ وہ ہم سفر ہوئے انھوں نے اسے اس کی رائے سے پھیر دیا۔

بنو حسن کی طلبی:

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد اسی سلسلہ میں ابو جعفر حج کرنے چلے گئے حج سے فارغ ہو کر مدینہ نہیں آئے بلکہ ربذہ چلے گئے اور اس کی نہر کے موڑ پر آئے حارث بن اتحق کہتا ہے کہ بنو حسن ریح کے پاس قید تھے کہ ابو جعفر ۳۴ھ میں حج کے لیے آئے ریح ربذہ آ کر ان سے ملا انھوں نے اسے مدینہ واپس جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ تم سب بنو حسن کو میرے پاس بھیج دو نیز ان کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو بھی بھیج دیا کیونکہ یہ بھی ماں کی طرف سے بنو حسن کا بھائی تھا ان سب کی دادی فاطمہ بنت حسین بن علی رضی اللہ عنہم بن ابی طالب تھی۔

بنو حسن کی روانگی ربذہ:

ریح نے اسے بھی طلب کیا یہ اس وقت بدر میں اپنی کسی جائداد پر مقیم تھا وہاں سے اسے ریح نے مدینہ بلایا اور پھر اس کے

ساتھ اور تمام بنی حسن کو لے کر ربذہ روانہ ہوا جب مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر قصر نفیس میں آیا تو یہاں اس نے لوہاروں کو مع بیڑیوں اور ہتھکڑیوں کے بلایا اور ہر شخص کو بیڑی اور ہتھکڑی پہنائی گئی عبداللہ بن حسن بن حسن کو بیڑی کے حلقے ان کی پنڈلی پر اتارنے تک تھے کہ وہ گوشت میں پیوست ہو گئے عبداللہ نے ایک مرتبہ ان کی تکلیف کی وجہ سے آہ کی اس پر اس کے بھائی علی بن حسن بن حسن نے ریاچ کو قسم دی کہ میری بیڑی کے حلقے اتارنے چوڑے ہیں کہ یہ اس کے پیر میں بخوبی آجائیں گے ان کو اسے پہنا دیا جائے چنانچہ وہ بدل دیئے گئے اور اب ریاچ انہیں ربذہ لے چلا۔

علی بن حسن کا استقلال و استقامت:

جویریہ بن اسماروی ہے کہ جب بنی حسن ابو جعفر کے پاس لے جائے جانے لگے تو بیڑیاں منگوا کر سب کے ڈال دی گئیں علی بن حسن بن حسن اس وقت کھڑا نماز پڑھ رہا تھا ان بیڑیوں میں ایک بھاری بیڑی تھی کہ جس کے ڈالے جانے پر کسی نے آمادگی ظاہر نہ کی تھی اور سب نے اس کے ڈالے جانے سے انکار کر دیا تھا جب یہ نماز سے فارغ ہو گیا تو کہنے لگا۔ ابھی تو ابتداء ہے اسی میں تم نے جزع و فزع شروع کر دی آئندہ نہ معلوم تم لوگوں کی کیا حالت ہوگی اب اس نے خود ہی اپنے پاؤں آگے بڑھا دیئے اور وہ وزنی بیڑی اس کے ڈال دی گئی۔

عبداللہ بن عمران کہتا ہے کہ ابوالا زہران سب کو ربذہ لایا تھا۔

بنو حسن کی منتقلی پر حسین بن زید کا اظہار تاسف:

حسین بن زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کہتا ہے جب صبح کی نماز کے لیے میں مسجد نبوی گیا تو میں نے دیکھا کہ بنی حسن کو مروان کے قصر سے نکالا جا رہا ہے ابوالا زہران پر متعین ہیں اور ان کو ربذہ لے جا رہے ہیں میں اپنے گھر واپس آ گیا اس وقت جعفر بن محمد نے مجھے بلا بھیجا میں ان کے پاس آیا انھوں نے پوچھا کیا واقعہ ہوا میں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ بنی حسن کو محملوں میں بٹھا کر لے جا رہے ہیں مجھے کہا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا پھر اپنے ایک غلام کو بلا لیا اور بہت دیر تک اپنے رب سے دعا مانگی غلام سے کہا کہ تو جا اور دیکھتا رہ جب وہ سوار کرادیئے جائیں تو مجھ سے آ کر خبر کرنا تھوڑی دیر میں اس نے آ کر کہا کہ اب وہ روانہ ہوئے جعفر بن محمد کھڑے ہوئے اور اونی پردہ کے پیچھے جہاں سے ان کو سب نظر آتے تھے مگر وہ خود کھائی نہ دیتے تھے آ کر کھڑے ہوئے سب سے پہلے عبداللہ بن حسن محمل پر سوار سامنے آیا اس کے ساتھ محمل پر دوسری جانب ایک حبشی بٹھایا گیا تھا اسی طریقہ پر اس کے تمام خاندان والے ایک ایک کر کے بٹھائے گئے تھے ان کو دیکھ کر جعفر آبدیدہ ہو گئے بلکہ ان کی داڑھی تک آنسو بہہ کر آئے پھر میری طرف دیکھ کر کہا اے ابو عبداللہ ان لوگوں کے بعد اب کوئی اللہ کا حرم محفوظ نہیں رہا۔

مصعب بن عثمان راوی ہے کہ جب بنی حسن کو قید کر کے لے گئے تو حارث بن عامر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام ربذہ میں ان کے پاس آ کر کہنے لگا خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمارے علاقہ سے تمہارا اخراج کر دیا حسن بن حسن اس پر دیدے نکال کر تیز ہوئے مگر عبداللہ نے کہا میں پر زور طریقہ پر تم سے کہتا ہوں کہ تم خاموش رہو۔

محمد اور ابراہیم کی عبداللہ بن حسن سے ملاقات:

ابن ابرود محمد بن عبداللہ کا حاجب بیان کرتا ہے کہ جب بنی حسن عراق جا رہے تھے تو محمد اور ابراہیم بدویوں کے لباس میں

اپنے چہرہ پر عمامہ اوڑھے اپنے باپ کے پاس آتے اور اس کے ساتھ ساتھ چلتے اور خروج کے لیے اجازت مانگتے مگر عبداللہ خروج میں جلدی کرنے سے ان کو روکتا اور کہتا کہ جب تک اچھی طرح انتظام نہ کرو خروج نہ کرنا اور یہ بھی کہا کہ اگر ابو جعفر تم کو کریموں کی زندگی بسر کرنے سے روک دے تو روک دے مگر وہ تم کو کریموں کی موت مرنے سے تو نہیں روک سکتا۔

ابو جعفر منصور اور عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہما:

جب بنو حسن ربذہ میں تھے اس وقت عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہما ایک پھولدار قیص اور اس کے نیچے کپڑے کی ازار پہنے ابو جعفر کے پاس آیا جب یہ اس کے سامنے آکھڑا ہوا تو ابو جعفر نے اسے دیوٹ کہہ کر خطاب کیا محمد نے کہا آپ یہ کیا فرماتے ہیں آپ جانتے ہیں کہ بچپن سے لے کر بڑھاپے تک میں نے کبھی کوئی ایسا فعل نہیں کیا جس کی وجہ سے مجھے یہ خطاب دیا جائے ابو جعفر نے کہا پھر کہاں سے تو نے اپنی بیٹی کو حاملہ کرایا۔ (اس کی بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن کے نکاح میں تھی) تو نے مجھ سے طلاق اور عتاق کی شرط پر قسم کھا کر عہد کیا تھا کہ تو مجھ سے منافقت نہیں برتے گا اور نہ میرے کسی دشمن سے تعلقات رکھے گا تو اپنی بیٹی کو حنا اور عطر لگائے دیکھتا ہے اور اسے حاملہ بھی پاتا ہے مگر اس کے حملہ کی تجھے ذرا پروا نہیں اب یا تو عہد شکن ہے یا تو دیوٹ ہے بخدا! میں تجھ پر حد شرعی جاری کروں گا محمد نے جواب دیا میں نے آپ سے جو عہد کیا تھا اس پر میں بدستور قائم ہوں اور جہاں تک میرے علم میں ہے میں نے کوئی بات آپ کے خلاف نہیں کی ہے آپ نے میری لڑکی پر جو الزام لگایا ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی اولاد ہونے کی وجہ سے اس تہمت سے مبرا ہے البتہ اس کے حاملہ ہونے پر میرا یہ گمان ہے کہ شاید ہماری لاعلمی میں اس کے شوہر نے اس سے خلوت اختیار کی۔

عبداللہ بن عمرو پر عتاب:

اس کی اس تقریر سے ابو جعفر بہت برہم ہوئے انہوں نے اس کے کپڑے پھاڑنے کا حکم دیا چنانچہ ان کی قیص ازار پر سے شق کر دی گئی اور اس کی شرم گاہ کھل گئی۔ اس کے بعد ابو جعفر کے حکم سے ڈیڑھ سو کوڑے اس کے لگے اور اس کے بدن کا کوئی حصہ ان کی ضرب سے باقی نہیں رہا اس اثنا میں ابو جعفر بلا توقف اسے پٹواتے رہے ایک کوڑا اس کے چہرے پر لگا اس پر اس نے کہا ذرا تو رحم کرو اور میرے چہرے کو تو بچاؤ اسے تو رسول اللہ ﷺ کی قرابت کی عزت و حرمت حاصل ہے اس کا لحاظ کرنا چاہیے اس بات سے ابو جعفر کو اور بھی طیش آیا اور جلاد سے کہا کہ اب سر پر لگاؤ چنانچہ تقریباً تیس کوڑے اس کے سر پر اور لگے اس کے بعد لکڑی کا ایک تختہ اس کے قد کے برابر منگوایا گیا عبداللہ بن عمرو بن عثمان طویل قامت تھا وہ تخت اس کی گردن میں باندھ دیا گیا پھر اس کا ہاتھ اس سے باندھا گیا اور اس طرح اسے تشبیر کے لیے نکالا گیا جب یہ ابو جعفر کے کمرے سے برآمد ہوا تو اس کے ایک مولیٰ نے لپک کر اس سے آکر کہا میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں اگر حکم ہو تو اپنی چادر آپ کو اوڑھا دوں اس نے کہا اللہ تم کو اس کی جزائے خیر عطا کرے تم نے بہت اچھا کیا جو یہ بات کہی بخدا! میری ازار کی درزیں جن سے میرا ستر کھلا ہوا ہے وہ اس مار سے جو مجھ پر پڑی ہے میرے لیے زیادہ تکلیف دہ ہے چنانچہ وہ چادر اسے اوڑھا دی گئی اور اسی طرح وہ اپنے دوسرے رشتہ داروں کے پاس جو پہلے سے قید تھے قید کر دیا گیا۔

عبداللہ بن حسن کا ابو جعفر پر طنز:

محمد بن ہاشم بن البرید معاویہ کا مولیٰ راوی ہے کہ جب بنی حسن قید کر کے ربذہ لائے گئے میں وہاں موجود تھا ان کے ہمراہ

عثمانی بھی تھا اس کا رنگ چٹھی تھا یہ سب لوگ باہر بٹھا دیئے گئے تھوڑی ہی دیر میں ابو جعفر کے پاس ایک شخص نے باہر آ کر پوچھا کہ محمد بن عبداللہ العثماني کہاں ہے یہ کھڑا ہوا اور اندر گیا اس کے اندر جاتے ہی ہم نے کوزوں کی آواز سنی اس پر ایوب بن سلمہ آخر دی نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ ابو جعفر کسی شخص کے ساتھ نری نہ برقیں گے اس لیے تم لوگ ابھی سے ہر بات کے لیے تیار رہو اور کسی قسم کی پریشانی کا اظہار نہ ہونے دو۔ اب عثمانی باہر نکلا گیا اس کے اتنے کوزے لگے تھے کہ اس کا رنگ بدل گیا تھا اور وہ زنگی معلوم ہوتا تھا تمام جسم پر خون جاری تھا ایک کوزہ اس کی ایک آنکھ پر لگا تھا اور اس سے بھی خون جاری تھا وہ اپنے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن کے پہلو میں لاکر بٹھا دیا گیا اس نے پانی مانگا عبداللہ بن حسن نے کہا اے لوگو! کون ہے جو ابن رسول اللہ ﷺ کو تھوڑا سا پانی پلائے کسی نے اس کا جواب نہیں دیا اور سب کنارہ کش ہو گئے مگر ایک خراسانی نے پانی لا کر اسے پلایا۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد ابو جعفر ایک خنجر پر حمل کی ایک شق میں سوار برآمد ہوئے ان کی دوسری جانب دائیں شق میں ربيع بیٹھا ہوا تھا ان کو دیکھ کر عبداللہ نے لکارا اے ابو جعفر بخدا جنگ بدر میں ہم نے تمہارے قیدیوں کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا تھا۔ اسے سن کر ابو جعفر جھینپ گئے اور اس کا کوئی جواب ان سے نہ بن پڑا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب محمد بن عبداللہ العثماني ابو جعفر کے پاس آیا تو اس نے اس سے ابراہیم کو پوچھا اس نے کہا مجھے اس کا کچھ علم نہیں ابو جعفر نے اس کے منہ پر گرز سے ضرب لگائی۔
ابو جعفر اور عبداللہ بن عمر میں تلخ کلامی:

بیان کیا گیا ہے کہ اس محمد کے بارے میں ابو جعفر کی رائے بہت عمدہ تھی مگر ریاچ نے ابو جعفر سے ایک مرتبہ کہا امیر المومنین اہل خراسان آپ کے شیعہ اور انصار ہیں اہل عراق آل ابوطالب کے شیعہ ہیں۔ اہل شام تو علی رضی اللہ عنہ کو کافر سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ ان کے کسی لڑکے کو نہیں مانتے مگر ان کا رشتہ دار محمد بن عبداللہ بن عمر و ایسا شخص ہے کہ اگر وہ دعوت دے تو ایک شامی بھی اس کی حمایت سے گریز نہ کرے گا اس تقریر نے ابو جعفر کے دل میں جگہ کر لی جب وہ حج کو آئے تو یہ محمد ان کے پاس آیا ابو جعفر نے اس سے پوچھا کیا تیری بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے نکاح میں نہیں ہے اس نے کہا میں صرف فلاں سنہ میں منی میں اس سے ملا تھا ابو جعفر نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ تیری بیٹی مہندی لگاتی ہے اور کنگھی چوٹی کرتی ہے اس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں۔ ابو جعفر نے کہا تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ زانیہ ہے محمد نے کہا امیر المومنین زبان بند کیجیے یہ آپ اپنے چچا کی بیٹی کی نسبت ایسا کہتے ہیں ابو جعفر نے اسے ماں کی گالی دی محمد نے کہا میری کس ماں کو گالی دیتے ہو ابو جعفر نے کہا تو فاحشہ زادہ ہے۔ اس کے بعد ابو جعفر نے اس کے منہ پر گرز مارا۔ محمد کی بیٹی رقیہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن کی بیوی تھی۔

سلیمان بن داؤد کا بیان:

سلیمان بن داؤد بن حسن بیان کرتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن حسن کو کبھی اس قدر بے چین اور رنجیدہ نہیں دیکھا جتنا کہ اس دن دیکھا جب کہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کا اونٹ بگڑ کر بے قابو ہو گیا اور خود محمد اس سے غافل تھا اس کے پیروں میں بیڑیاں اور گلے میں زنجیر بندھی تھی اونٹ کے بگڑنے سے یہ گرا اس کے گلے کی زنجیر حمل میں انک گئی اور وہ معلق لٹکا رہ گیا اسے دیکھ کر عبداللہ بن حسن زار و قطار رونے لگا۔

موسیٰ بن عبد اللہ پر عتاب:

موسیٰ بن عبد اللہ بن موسیٰ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب ہم ربذہ آئے تو ابو جعفر نے میرے باپ کے پاس اپنا قاصد اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ اپنے میں سے ایک شخص کو بھیج دو مگر یہ سمجھ لو کہ وہ اب کبھی تمہارے پاس واپس نہیں آئے گا ان کے تمام بھتیجے بڑھ بڑھ کر اپنے تئیں اس قربانی کے لیے پیش کرنے لگے ان کو انھوں نے دعادی مگر کسی کو قبول نہیں کیا اور ہم سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ تمہاری خاطر اپنے بھتیجوں کو مصیبت میں ڈالوں البتہ اے موسیٰ تم جاؤ۔ چنانچہ میں گیا اس وقت میری عمر بہت ہی کم تھی مجھے دیکھ کر ابو جعفر نے کہا اے لڑکے تو کوڑوں سے بچ نہیں سکتا۔ چنانچہ مجھ پر اتنے کوڑے پڑے کہ میں بے ہوش ہو گیا مجھے مار کی کچھ خبر نہ رہی جب وہ ختم ہوئی تو مجھے ہوش آیا انھوں نے مجھے اپنے بالکل قریب بلایا اور پوچھا جانتا ہے یہ کیا ہے۔ یہ وہ خون تھا جو میرے جسم سے بہا تھا مجھے ایک ڈول اپنا خون پینا پڑا اس کے بغیر چارہ نہ تھا کیونکہ اگر نہ پیتا مارا جاتا اس کے بعد میں نے کہا۔ امیر المومنین بخدا اس معاملہ میں میرا کوئی قصور نہیں ہے اور میں بالکل علیحدہ ہوں انھوں نے کہا تم جاؤ اور اپنے دونوں بھائیوں کو میرے پاس لے کر آنا۔

موسیٰ بن عبد اللہ کی روانگی مدینہ:

میں نے کہا آپ مجھے ریاچ بن عثمان کے پاس بھیج رہے ہیں وہاں جاتے ہی وہ میری نقل و حرکت کی دیکھ بھال کے لیے جاسوس و مخبر متعین کر دے گا وہ سایہ کی طرح میرے ساتھ رہیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ میرے بھائیوں کو ان جاسوسوں کا علم ہو جائے گا اور وہ مجھ سے دور بھاگتے رہیں گے ابو جعفر نے ریاچ کو لکھ دیا کہ تم کو موسیٰ پر کوئی اقتدار حاصل نہیں ہے اسے آزاد چھوڑ دو مگر اس کے ساتھ خود انھوں نے اپنے آدمی میرے ساتھ کر دیئے اور ان کو ہدایت کر دی کہ وہ میری تمام حالت ان کو لکھتے رہیں۔ میں مدینہ آ کر بلاط میں ابن ہشام کے مکان میں فروکش ہوا میں کئی ماہ اسی مکان میں مقیم رہا ریاچ نے ابو جعفر کو لکھا کہ موسیٰ اپنے مکان میں مزے سے سکونت پذیر ہے اور انتظار کر رہا ہے کہ کب امیر المومنین پر مصائب کا نزول ہو ابو جعفر نے اسے لکھا کہ موسیٰ کو میرے پاس بھیج دو چنانچہ ریاچ نے پھر مجھے ان کے پاس بھیج دیا۔

موسیٰ بن عبد اللہ کی طلبی:

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ میرے باپ نے ابو جعفر کو لکھا تھا کہ میں محمد اور ابراہیم کے نام ایک خط لکھتا ہوں آپ موسیٰ کو بھیج دیجیے ممکن ہے کہ یہ اپنے بھائیوں تک اس خط کو پہنچا دے اور اپنے خط میں تو ان دونوں کو یہ لکھا کہ تم ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ مگر موسیٰ نے ان سے زبانی یہ کہہ دیا کہ کہہ دینا کہ وہ کبھی نہ آئیں اس ترکیب سے اس کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح میں ابو جعفر کی گرفت سے نکل جاؤں چونکہ میں ہندک سب سے چھوٹا بیٹا تھا اس وجہ سے میرے باپ مجھے بہت ہی عزیز رکھتے تھے میں مدینہ آ کر کئی ماہ مقیم رہا میرے ساتھ ابو جعفر کے سپاہی متعین تھے جب میرے قیام کو عرصہ گزر گیا اور جس مقصد کے لیے مجھے چھوڑا گیا تھا وہ پورا نہ ہوا تو ریاچ نے ابو جعفر کو میری شکایت لکھ بھیجی ابو جعفر نے مجھے اپنے پاس بلالیا۔

عمران بن محرز راوی ہے کہ بنو حسن ربذہ روانہ ہوئے ان میں علی اور عبد اللہ حسن بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کے بیٹے بھی تھے ان کی ماں حبابہ بنت عامر بن عبد اللہ بن عامر بن بشیر تھی حسن بن حسن اور عباس بن حسن اسی قید میں انتقال کر گئے۔ ان کی ماں عائشہ

بنت طلحہ بن عمر بن عبید اللہ تھی اور عبداللہ بن حسن اور ابراہیم بن حسن تھے۔

پسران حسن و علی کی پیش کش:

ایک روایت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ جب عبداللہ بن حسن کو مع اپنے اہل و عیال کے قید کر کے عراق لایا جا رہا تھا نجف سامنے آیا عبداللہ نے نجف کی طرف اشارہ کر کے اپنے اہل سے کہا دیکھو اس گاؤں میں وہ شخص آرام کر رہا ہے جس کی وجہ سے ہم اس ظالم کے خلاف کارروائی کرنے سے رکے ہوئے ہیں اتنے میں حسن و علی کے دو بیٹے تلواریں بغل میں دبائے عبداللہ بن حسن کے پاس آئے اور اس سے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے ہم تمہارے پاس آئے ہیں جو آپ چاہیں ہم اسے بجالائیں گے عبداللہ نے کہا تم نے اپنا فرض ادا کر دیا اس معاملہ میں تم کچھ کارآمد نہیں ہو سکتے وہ دونوں واپس چلے گئے۔

محمد بن ابراہیم کا انجام:

ابو جعفر کے حکم سے ابوالازہر نے بنی حسن کو ہاشمیہ میں قید کر دیا جب یہ سب ابو جعفر کے سامنے پیش کیے گئے تو ان کی نظر محمد بن ابراہیم بن حسن پر پڑی۔ دیکھ کر کہنے لگے تو ہی دیباچہ اصغر ہے اس نے کہا جی ہاں ابو جعفر نے کہا بخدا میں تجھ کو اس طرح قتل کروں گا کہ اس طرح میں نے کسی اور تیرے خاندان والے کو قتل نہ کیا ہوگا ابو جعفر نے ایک چوڑے کے ستون کو بیچ میں سے شق کرنے کا حکم دیا جب وہ شق کر دیا گیا تو محمد بن ابراہیم کو اس میں زندہ چنوا دیا۔ یہ اس قدر حسین تھا کہ اس کی زندگی میں لوگ اس کی صورت دیکھنے جاتے تھے۔

ابوالازہر بیان کرتا ہے کہ ایک دن عبداللہ بن حسن نے مجھ سے کہا کہ حجام بلوادو میں نے امیر المومنین سے اس کے لیے اجازت طلب کی فرمایا بہت اچھا حجام بھیجا۔

بنی حسن جو قید کیے گئے تھے تیرہ تھے ان کے ساتھ عثمانی بھی تھا اور اس کے دو بیٹے بھی تھے یہ سب ابن ہبیرہ کے محل میں جو کوفہ کے مشرق میں بغداد سے متصل واقع ہے قید رکھے گئے ان میں سب سے پہلے ابراہیم بن حسن نے انتقال کیا پھر عبداللہ بن حسن کا انتقال ہوا یہ جہاں مرا تھا اس کے قریب ہی دفن کیا گیا عام طور پر جس قبر کو لوگ اس کی قبر بتاتے ہیں وہ اس کی قبر نہیں ہے بلکہ اس کے قریب دوسری قبر ہے۔

ابوعون کی محمد بن عبداللہ بن عمرو کے خلاف شکایت:

محمد بن ابی حرب راوی ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عمرو ابو جعفر کی قید میں تھا وہ اس کی برات کو جانتے تھے اتنے میں ابوعون نے خراسان سے ابو جعفر کو لکھا کہ اہل خراسان پر میرا رعب باقی نہیں رہا ہے اور وہ محمد بن عبداللہ کے معاملہ کو بہت اہم سمجھ رہے ہیں اس پر ابو جعفر نے محمد بن عبداللہ بن عمرو کو قتل کر کے اس کا سر خراسان بھیج دیا اور اپنا حلفی بیان بھی بھیجا کہ یہی محمد بن عبداللہ ہے اور اس کی ماں فاطمہ بنتی بنت رسول اللہ ﷺ تھی۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو کا قتل:

کوفہ آ کر ابو جعفر کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح اس فاسق اور فاسق خاندان والے سے چھٹکارا پاؤں انھوں نے محمد بن عبداللہ بن عمرو کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کیا تو نے اپنی بیٹی عبداللہ کے بیٹے سے بیاہ دی ہے اس نے کہا نہیں ابو جعفر نے پوچھا تو

کیا وہ اس کی بیوی نہیں ہے اس نے کہا اس کے چچا اور اس کے خسر یعنی عبداللہ بن حسن نے ان کا نکاح کر دیا تھا اور پھر میں نے اس نکاح کو برقرار رکھا ابو جعفر نے پوچھا تیرے وہ وعدے کہاں گئے جو تو نے مجھ سے کیے تھے۔ اس نے کہا میں ان پر قائم ہوں، انہوں نے کہا۔ کیا تو اپنی بیٹی کے مہندی لگانے سے ناواقف ہے اور کیا اس کے عطر کی خوشبو تجھ کو نہیں آتی۔ اس نے کہا میں ان سب باتوں سے قطعی بے خبر ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ تمام لوگ اس عہد اور اقرار سے واقف ہیں جو میں نے آپ سے کیا ہے۔ اس وجہ سے ان تمام باتوں کو مجھ سے پوشیدہ رکھا گیا ہے ابو جعفر نے کہا تم اپنی خطا کی اگر معافی مانگ لو تو میں تم کو خطا معاف کر دوں گا اور نیز اب جدید حلف اٹھا کر میری اطاعت و بی خواہی کا عہد کرو اس نے کہا چونکہ میں نے عہد شکنی نہیں کی اس وجہ سے اس کی تجدید مجھ پر ضروری نہیں اور نہ میں نے آپ کی کوئی خطا کی ہے جس کی میں معافی مانگوں اس پر ابو جعفر نے اسے اس قدر پٹوایا کہ وہ مر گیا اور اس کا سر کاٹ کر خراسان بھیج دیا۔ عبداللہ بن حسن کو جب اس کے قتل کی اطلاع ہوئی تو اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پڑھا اور کہا کہ کیا الٹی بات ہے کہ اس کے خاندان کے دور اقتدار میں ہم اس کی وجہ سے مامون رہے اور اب وہی ہمارے ساتھ ہمارے خاندان کے دور حکومت میں قتل کیا گیا۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو کے سر کی خراسان میں تشہیر:

ایک روایت یہ ہے کہ جب محمد بن عبداللہ بن حسن ابو جعفر کے مقابل ظاہر ہوا تو انھوں نے محمد بن عبداللہ بن عمرو کو قتل کر کے اس کا سر خراسان بھیج دیا اس کے ساتھ کئی شخصوں کو بھیجا جنہوں نے اہل خراسان کے سامنے قسم کھا کر یہ بات کہی کہ یہ محمد بن عبداللہ ابن فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کا سر ہے۔

محمد بن عبداللہ کے قتل کی وجہ:

عمر مورخ کہتا ہے کہ میں نے محمد بن جعفر بن ابراہیم سے محمد بن عبداللہ بن عمرو کے قتل کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ منصور کو اس کے سر کی ضرورت تھی۔ پھر جب محمد بن عبداللہ بن حسن کا سر خراسان ابو عون کے پاس محمد بن عبداللہ بن ابی الکرام اور ابن ابی العون کے ساتھ بھیجا گیا تو اہل خراسان کو اس پر شک پیدا ہوا اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو ایک مرتبہ اور قتل ہو چکا ہے اور اس کا سر ہمارے پاس آیا تھا۔ پھر جب ان کو اصل حقیقت معلوم ہوئی تو وہ کہا کرتے تھے کہ ابو جعفر نے صرف یہ ایک ہی جھوٹ بولا ہے۔

عبداللہ بن حسن کے قتل کا حکم:

عبداللہ بن عمران بن ابی فروہ راوی ہے کہ میں اور شعبانی ہاشمیہ میں رہتے تھے اور ابوالازہر کے پاس جایا کرتے تھے جب ابو جعفر اسے خط لکھتے تو اسے اس طرح شروع کرتے یہ خط عبداللہ بن عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے ابوالازہر اس کے مولیٰ کے نام بھیجا جاتا ہے اور جب ابوالازہر انہیں لکھتا تو اسے اس طرح شروع کرتا یہ خط ابو جعفر کے نام ابوالازہر کی طرف سے جو ان کا مولیٰ اور غلام ہے بھیجا جاتا ہے ایک دن ہم اس کے پاس بیٹھے تھے (ابو جعفر نے یہ قاعدہ بنا رکھا تھا کہ وہ ہفتہ میں تین دن اسے نہیں بلاتے تھے۔ انہیں خالی دنوں میں ہم اس کے پاس جایا کرتے تھے) کہ اتنے میں ابو جعفر کا خط اس کے پاس آیا اس نے اسے پڑھ کر پھینک دیا اور وہ بنی حسن کے پاس جو قید تھے چلا گیا اس کے جانے کے بعد میں نے اس خط کو اٹھا کر پڑھا اس میں لکھا تھا اے ابوالازہر میں نے اس مغرور اکڑ والے کے متعلق جو حکم تم کو دیا تھا اب اس پر عمل کرو اور جلدی اس کی بجا آوری کر دو۔

عبداللہ بن حسن کا قتل:

شعبانی نے بھی وہ خط پڑھا اور مجھ سے پوچھا جانتے ہو کہ یہ غرور ناز والا کسے کہا گیا ہے میں نے کہا میں نہیں جانتا اس نے کہا بخدا! یہ عبداللہ بن حسن ہے، دیکھو کہ اب یہ کیا کر کے آتا ہے تھوڑی ہی دیر کے بعد ابوالا زہر ہمارے پاس آ گیا اور بیٹھ گیا۔ کہنے لگا بخدا! عبداللہ بن حسن مر گئے۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر وہ اس کے پاس گیا اور وہاں سے غمگین صورت باہر آیا۔ مجھ سے پوچھا تمہارے خیال میں علی بن حسن کیسا آدمی ہے۔ میں نے کہا کیا آپ مجھے سچا سمجھتے ہیں۔ اس نے کہا اس سے بھی بڑھ کر میں نے کہا بخدا وہ اس سے بہتر ہے جس کی تم اتنی طول طویل تعریف کرتے رہتے ہو۔ ابوالا زہر کہنے لگا بخدا وہ بھی ختم ہو گیا۔

موسیٰ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ قید میں ہمیں نماز کے اوقات صرف ان اور ادوا حزاب سے معلوم ہوتے تھے جو علی بن حسن پڑھا کرتے تھے۔

بشیر الرجال کا عہد:

بنی دارم کا ایک مولیٰ کہتا ہے کہ میں نے بشیر الرجال سے پوچھا کہ تم نے کیوں اس شخص کے خلاف خروج میں جلدی کی۔ اس نے کہا عبداللہ بن حسن کو گرفتار کرنے کے بعد ایک دن اس نے مجھے بلا بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ اس کو ٹھڑی میں داخل ہو اس کے اندر جا کر میں نے عبداللہ بن حسن کو مقتول پایا اسے دیکھ کر مجھے غش آ گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اللہ سے یہ عہد کیا کہ اگر اس کا بدلہ لینے کے لیے کوئی بھی کھڑا ہوگا تو میں ضرور اس کا ساتھ دوں گا، مگر میں نے منصور کے قاصد سے جو میرے ہمراہ تھا یہ درخواست کی کہ وہ اسے میری اس حالت سے جو مجھ پر گزری ہے اطلاع نہ دے کیونکہ اگر اسے یہ بات معلوم ہو جاتی تو وہ ضرور مجھے قتل کر دیتا۔

عبداللہ بن حسن کے قتل کی دوسری روایت:

عمر مورخ کہتا ہے کہ جب میں نے یہ روایت ہشام بن ابراہیم بن ہشام بن راشد الہمدانی سے جو عباسی تھا بیان کی کہ ابو جعفر کے حکم سے عبداللہ بن حسن قتل کیا گیا تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ یہ غلط ہے انہوں نے ایسا حکم نہیں دیا تھا بلکہ واقعہ یہ ہوا کہ منصور نے اپنے کسی مخبر کے ذریعہ عبداللہ بن حسن کو یہ غلط خبر پہنچائی کہ محمد ظاہر ہوا اور قتل کر دیا گیا۔ اس خبر کو سن کر عبداللہ بن حسن کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

عیسیٰ بن عبداللہ کا بیان:

عیسیٰ بن عبداللہ کہتا ہے کہ ان کے ماقہی کوز ہر دے کر ختم کر دیا گیا ان میں سے صرف داؤد بن حسن بن حسن کے بیٹے سلیمان اور عبداللہ اور ابراہیم بن حسن بن حسن کے بیٹے اسحاق و اسمعیل اور جعفر بن حسن زندہ بچے اور جوان میں سے قتل ہوئے وہ محمد کے خروج کے بعد قتل کیے گئے۔ راوی کہتا ہے کہ آل حسن کی ایک آزاد کردہ لونڈی جعفر بن حسن کو دیکھ کر کہنے لگی۔ ابو جعفر آدمیوں کو خوب جانتے پہچانتے ہیں کہ انہوں نے تجھے چھوڑ دیا اور عبداللہ بن حسن کو قتل کر دیا۔



۱۳۴ھ کے واقعات

اسی سنہ میں ابو جعفر منصور بنی حسن بن حسن بن علی بن محمدؑ کو مدینہ سے عراق لائے۔

محمد بن عمر کی گرفتاری:

اس کی تفصیل یہ ہے کہ محمد بن عمر راوی ہے کہ جب ابو جعفر نے رباح بن عثمان بن حیان المری کو مدینہ کا والی مقرر کیا اسے تاکید کی کہ وہ عبداللہ بن حسن کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کی تلاش میں پوری جدوجہد کرتا رہے اور کبھی ان سے غافل نہ رہے چنانچہ رباح نے پوری مستعدی کے ساتھ ان کی تلاش شروع کی اس کے خوف سے وہ دونوں ہمیشہ نقل مقام کرتے رہے ابو جعفر ان کی سرکشی سے سخت پریشان و طویل تھے انھوں نے رباح کو حکم بھیجا کہ وہ ان کے باپ عبداللہ بن حسن اور اس کے بھائیوں حسن بن حسن، داؤد بن حسن، ابراہیم بن حسن اور محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کو جو ان کی دادی فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ان کا بھائی ہوتا تھا چند اور لوگوں کے ساتھ گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دے اور پھر ان کو ہمارے پاس بھیج دے۔ چنانچہ یہ سب لوگ قید کر کے ابو جعفر نے رباح کو میرے متعلق یہی لکھا کہ اسے بھی بھیج دیا جائے۔ مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ اسی سال میں نے بھی حج کیا تھا مجھے بھی بیڑیاں پہنائی گئیں اور ربذہ تک پایادہ چلایا گیا میں ان لوگوں سے آ ملا۔

بنی حسن پر جبر و تشدد:

راوی کہتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن حسن اور ان کے گھر والوں کو عصر کے بعد مروان کے قصر سے بیڑیاں پہنے نکلتا ہوا دیکھا پھر ان کو بغیر کسی زین کے محلوں میں سوار کیا گیا میں اس وقت چونکہ سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا۔ اس لیے جو میں نے دیکھا تھا وہ خوب یاد ہے۔

یہی راوی عبدالرحمن بن ابی المولیٰ سے روایت کرتا ہے کہ بنی حسن کے ساتھ تقریباً چار سو آدمی ہبینہ مزنیہ وغیرہ قبائل کے بھی گرفتار کیے گئے تھے میں نے ان کو ربذہ میں دیکھا کہ ان کی مشکلیں بندھی تھیں اور وہ دھوپ میں کھڑے تھے راوی کہتا ہے کہ میں بھی عبداللہ بن حسن اور ان کے اہل بیت کے ساتھ جیل میں ڈال دیا گیا حج سے فارغ ہو کر ابو جعفر ربذہ آئے۔ عبداللہ بن حسن نے ابو جعفر سے ملاقات کے لیے اجازت مانگی مگر انہوں نے ملنے سے انکار کیا اور پھر عبداللہ بن حسن نے ان کو مرنے تک نہیں دیکھا۔

محمد بن عمر پر عتاب:

اس کے بعد ان میں سے ابو جعفر نے مجھے بلایا میں سوار کر کے ان کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت عیسیٰ بن علی ان کے پاس تھا مجھے دیکھ کر عیسیٰ کہنے لگا یہی وہ ہے جس کا نام میں نے لیا تھا اگر آپ اس پر سختی کریں گے یہ ان دونوں کا پتہ بتا دے گا۔ میں نے ابو جعفر کو سلام کیا اس نے جواب دیا اللہ تجھ پر سلامتی نازل نہ فرمائے بتاؤ وہ دونوں فاسق اور جھوٹے فاسق اور جھوٹے کے بیٹے کہاں ہیں میں نے کہا امیر المومنین اگر میں سچی بات بیان کروں گا تو کیا اس کا نفع مجھے ملے گا انھوں نے پوچھا کہو کیا ہے۔ میں نے کہا میری

بیوی پر طلاق ہوا اور مجھ پر یہ اور یہ لعنت پڑے اگر میں ان دونوں کے مقام سے واقف ہوں مگر اس نے میرے اس بیان کو نہ مانا اور کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ میں دونوں عقابوں کے درمیان کھڑا کیا گیا اور مجھ پر چار سو کوڑے پڑے میں چونکہ بے ہوش ہو گیا تھا اس لیے اس وقت تو مجھے کچھ معلوم نہ ہوا مار کے بعد مجھے اسی حال میں اٹھا کر میرے دوسرے اعزاء کے پاس لے جایا گیا۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو پر جبر و تشدد:

اس کے بعد اس نے دیباچ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو جس کی بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی بیوی تھی بلوایا۔ جب یہ اس کے سامنے پیش کیا گیا اس نے محمد سے پوچھا مجھے بتاؤ کہ وہ دونوں کذاب کیا کر رہے ہیں اور کہاں ہیں اس نے کہا امیر المومنین بخدا مجھے ان کا مطلقاً علم نہیں ہے اس نے کہا تجھے بتانا پڑے گا۔ محمد نے کہا میں نے عرض کر دیا اور میں اپنے بیان میں سچا ہوں۔ آج سے پہلے میں جانتا بھی تھا مگر آج تو بخدا میں اس بات کو کہتا ہوں کہ مجھے ان کا علم نہیں ہے۔ منصور نے حکم دیا کہ اس کے کپڑے اتارے جائیں۔ چنانچہ ننگا کر کے سو کوڑے اس کے مارے گئے اس وقت لوہے کی تھکڑیاں بھی اس کے ہاتھ میں پڑی تھیں جو اس کی گردن سے بندھی تھی مار کے بعد اسے باہر لائے اس کی وہی قیص اسے پہنائی اور ہمارے پاس لے آئے اس کے بدن سے اس قدر خون بہا تھا کہ وہ قیص اس سے چپک گئی تھی اور اتاری نہیں جاتی تھی جب ایک بکری کا دودھ اس کے جسم پر ڈالا گیا تب وہ قیص اتر سکی اس کے بعد اس کی مرہم پٹی کی گئی۔

بنو حسن کی ہاشمیہ میں اسیری:

اب ابو جعفر نے ہم سب کو عراق لے جانے کا حکم دیا اور ہمیں ہاشمیہ میں لا کر وہیں قید کر دیا گیا۔ ہم میں سے سب سے پہلے اس قید کی حالت میں عبداللہ بن حسن نے انتقال کیا۔ جیل کے افسر نے آ کر کہا کہ تم میں جو اس کا قریب تر عزیز ہو وہ نماز جنازہ پڑھائے۔ چنانچہ حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اس کی نماز پڑھائی اس کے بعد محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ مرا اس کا سر کاٹ کر شیعوں کی ایک جماعت کے ساتھ خراسان بھیجا گیا خراسان کے تمام علاقہ میں اس کی تشہیر کی گئی جہاں وہ سر جاتا وہ شیعہ جماعت حلفیہ اس بات کو بیان کرتی کہ یہ سر محمد بن عبداللہ ابن فاطمہ رضی اللہ عنہ بنت رسول اللہ ﷺ کا ہے اس سے ان کی مراد محمد بن عبداللہ بن حسن ہوتا کیونکہ اسی کے متعلق ان کے ہاں یہ روایت مشہور تھی کہ وہ ابو جعفر کے خلاف خروج کرے گا۔ اس سال سری بن عبداللہ مکہ کا والی تھا ریاح بن عثمان المری مدینہ کا والی تھا عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ کا اور شعبان بن معاویہ بصرہ کا والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

۱۴۵ھ کے واقعات

ریاح بن عثمان کی محمد بن عبداللہ کی تلاش:

اس سال محمد بن عبداللہ بن حسن نے مدینہ میں اور اس کے بھائی ابراہیم نے اس کے بعد بصرے میں خروج کیا اور دونوں مارے گئے۔

ابو جعفر بنی حسن کو قید کر کے اپنے ساتھ عراق لے گئے ریاح مدینہ واپس آیا اس نے اب محمد کی تلاش میں ایسی مستعدی دکھائی

سب ذبح کر دیئے جائیں گے۔ مگر حسین بن علی نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ کو اس کا حق نہیں ہے کیونکہ ہم لوگ بدستور وفادار اور اطاعت کیش ہیں۔ اب ریاح اور محمد بن عبدالعزیز مجلس سے اٹھ کر یزید کے گھر کے ایک گنبد میں جا چھپے۔ ہم سب وہاں اٹھ کر عبدالعزیز بن مروان کے گھر سے راستے پر نکلے اور ایک برآمدے پر جو عاصم بن عمر کے کوچہ میں واقع تھا کود کر چڑھ گئے۔ اسمعیل بن ایوب نے اپنے بیٹے خالد سے کہا کہ مجھ سے برآمدے پر اچھلا نہیں جاتا، تم مجھے اٹھا دو۔ چنانچہ اس نے اپنے باپ کو اٹھا کر اس برآمدے پر چڑھا دیا۔

عبدالعزیز بن عمران کی روایت:

عبدالعزیز بن عمران اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ریاح کو قصر مروان میں یہ خبر معلوم ہوئی کہ آج ہی رات محمد خروج کرے گا اس نے میرے بھائی محمد بن عمران، عباس بن عبداللہ بن الحارث بن عباس، ان کے علاوہ اور کئی شخصوں کو بلا بھیجا۔ اپنے بھائی کے ہمراہ میں بھی گیا عشاء کے بعد ہم اس کے پاس آئے ہم نے سلام کیا مگر اس نے سلام کا جواب ہمیں نہیں دیا۔ ہم بیٹھ گئے میرے بھائی نے مزاج پرسی کی اس نے پست آواز سے خیر کہہ دیا۔ اس کے بعد دیر تک خاموش رہا پھر ایک دم چونک کر کہنے لگا۔ اے مدینہ والو! امیر المومنین جسے پکڑنا چاہتے ہیں اسے مشرق و مغرب میں تلاش کر رہے ہیں، حالانکہ وہ شخص تمہارے درمیان گھومتا پھرتا ہے بخدا! اگر اس نے خروج کر دیا تو میں بلا استثناء تم سب کو قتل کر دوں گا، میرا بھائی کہنے لگا اس کا خروج قطعی کوئی اہمیت نہیں رکھتا میں اس کا کفیل ہوں ریاح نے کہا مدینہ میں تمہارا خاندان بہت بڑا ہے اور تم امیر المومنین کے قاضی بھی ہو بہتر ہے کہ اپنے خاندان کو ہر موقع کے لیے خدمات انجام دینے پر آمادہ کرو اور ان کو دعوت دو۔

ثابت بن عمران کی بنی زہرہ کی طلبی:

میرا بھائی جانے کے لیے تیر کی طرح اٹھا مگر ریاح نے اسے بیٹھ جانے کا حکم دیا اور مجھ سے کہا کہ ثابت تم جاؤ چنانچہ میں فوراً وہاں سے اٹھ کر باہر آیا اور میں نے بنی زہرہ کو جوطلحہ کے باغیچہ سعد کے مکان اور بنی ازہرہ کے مکان میں رہتے تھے بلا بھیجا اور کہہ دیا کہ اپنے ہتھیار لے کر آؤ ان میں سے بشر اسی وقت آ موجود ہو انیز ابراہیم بن یعقوب بن سعد بن ابی وقاص اپنی کمان موڑے ہوئے آیا یہ سب سے زبردست قادر انداز تھا ان کی کثرت دیکھ کر میں نے ریاح سے آ کر کہا کہ لیجیے یہ بنی زہرہ مسلح ہو کر آ گئے ہیں یہ آپ کے ساتھ ہیں انہیں اندر آنے کی اجازت دیجیے ریاح کہنے لگا کیا تم چاہتے ہو کہ مسلح جماعتیں میرے پاس آئیں میں ان کو یہاں آنے کی اجازت تو نہیں دے سکتا البتہ ان سے کہو کہ وہ قصر کے صحن میں بیٹھ جائیں اگر کوئی واقعہ رونما ہو تو لڑیں میں نے ان لوگوں سے آ کر کہہ دیا کہ اس نے اندر آنے کی تو آپ کو اجازت نہیں دی اور وہاں جانے سے فائدہ بھی کیا ہے آؤ ہمارے پاس بیٹھ کر باتیں کرو۔

مدینہ کے قیدیوں کی رہائی:

وہاں بیٹھے ہوئے تھوڑی دیر گزری تھی کہ عباس بن عبداللہ بن الحارث رسالہ کے ساتھ رات کی گرد آوری کے لیے نکلا اور گھاٹی کی چوٹی تک جا کر اپنے مقام پر واپس آ گیا اور اس نے اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا، بخدا! میں اسی طرح ان سے باتیں کر رہا تھا کہ زوراء کی سمت سے دو شہسوار تیزی سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے آتے دکھائی دیئے یہ دونوں عبداللہ بن مطیع کے مکان اور محکمہ

قضاء کے احاطہ کے درمیان پانی پلانے کی جگہ آ کر ٹھہر گئے اب ہم نے کہا بخدا اب فتنہ جنگ برپا ہو گیا ہم نے بہت دور ایک آواز سنی ہم ساری رات وہیں ٹھہرے رہے اب محمد بن عبد اللہ نداد سے دوسو پچاس آدمیوں کے ہمراہ آگے بڑھا اس نے بنی سلمہ اور بطحان پہنچ کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بنی سلمہ کے راستے چلو اللہ نے چاہا تو سب سلامت رہو گے اس کے بعد ہم نے تکبیر سنی پھر اس کی آواز مدھم پڑ گئی وہ اور آگے بڑھ کر ابن جبین کے کوچہ سے برآمد ہوا اور بازار بازار ہولیا کھجور والوں کے محلے سے سرکی والوں میں ہوتا ہوا جیل خانہ آیا ان دنوں ابن ہشام کا مکان جیل تھا۔ جیل کا پھانک توڑ کر اس نے تمام قیدی رہا کر دیئے وہاں سے بڑھ کر جب وہ یزید اور اولیس کے مکانوں کے درمیان آیا تو اس وقت ایک بھیانک اور خوفناک منظر ہمیں نظر پڑا۔ ابراہیم بن یعقوب گھوڑے سے اتر پڑا اس نے اپنا ترکش سرنگوں کر کے کہا کہ میں تیر مارتا ہوں مگر ہم نے اسے منع کر دیا محمد کا مکان رچیہ میں تھا وہاں سے آگے بڑھ کر یہ عاتلہ بنت یزید کے مکان آیا اور اس کے دروازے پر بیٹھ گیا اور سب لوگ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوئے ایک سفدی مارا گیا یہ ساری رات مسجد نبوی میں بسر کرتا تھا محمد کے کسی آدمی نے اسے قتل کر دیا۔

محمد بن عبد اللہ کا خروج:

جہم بن عثمان بیان کرتا ہے کہ محمد نداد سے ایک گدھے پر سوار ہو کر برآمد ہوا ہم اس کے ساتھ تھے اس نے خوات بن کبیر بن خوات بن جبیر کو پیدل دستہ کا سردار مقرر کیا اور بھالہ عبدالحمید بن جعفر کے سپرد کیا اس سے کہا کہ میری طرف سے تم اسے سنبھالو پہلے تو اس نے اسے اٹھالیا مگر پھر اس کے لینے سے انکار کر دیا محمد نے اس کے انکار کو منظور کر کے اسے اپنے بیٹے حسن بن محمد کے ساتھ کر دیا۔

جعفر بن عبد اللہ بن یزید بن رکانہ راوی ہے کہ ابراہیم بن عبد اللہ نے اپنے بھائی کو کئی تلواریں بھیجیں وہ اس نے نداد میں رکھ دیں خروج کی رات اس نے ہمیں بلایا ہم سو آدمی بھی نہ تھے وہ ایک سیاہ اعرابی گدھے پر سوار تھا۔ وہاں سے دور استے پھٹتے تھے ایک بطحان کا دوسرا بنی سلمہ کا ہم نے پوچھا کون سا راستہ اختیار کریں کہنے لگا اللہ تم کو سلامت رکھے گا بنی سلمہ کا راستہ اختیار کرو۔ چنانچہ اب ہم اسی راستے بڑھتے ہوئے قصر مروان کے دروازے پہنچ گئے۔

ابو عمر المدنی اور محمد بن عبد اللہ کی ملاقات:

ابو عمر المدنی قریش کا شیخ بیان کرتا ہے کہ کئی روز سے مدینہ پر بادل چھایا ہوا تھا اور بارش ہو رہی تھی جب مدینہ کھلا تو اس وقفہ میں میں مدینہ سے ہسک گیا اگرچہ اب بھی بارش کا اندیشہ لگا ہوا تھا میں اپنے دیہاتی مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص آ کر میرے پاس بیٹھ گیا مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس سمت سے آیا تھا کثیف چھتھرے اس کے جسم پر ایک ایک میلا عمامہ سر پر تھا میں نے اس سے پوچھا کہاں سے آئے اس نے کہا اپنی تھوڑی سی بھیڑوں کے پاس سے آ رہا ہوں ان کے چرواہے سے ایک ضرورت تھی مگر اب گھر جانے کا ارادہ ہے میں اس سے مختلف موضوعات علوم پر گفتگو کرنے لگا اس کی وسعت علم کا یہ حال تھا کہ جس موضوع کو میں نے چھیڑا وہ اس میں مجھ سے کہیں آگے اور بہت زیادہ معلومات رکھتا تھا میں اس کے تجربہ علمی سے متحیر ہوا اور تعجب کرنے لگا کہ جو آنے کی وجہ اس نے بیان کی ہے وہ تو ٹھیک نہیں معلوم ہوتی میں نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا مسلمان ہوں۔ میں نے کہا یہ تو درست ہے مگر کس خاندان و قبیلہ سے تعلق ہے۔ اس نے کہا اس سے زیادہ کے دریافت کرنے کی تم کو ضرورت نہیں۔ میں نے کہا نہیں میں اسے

ضرور پوچھوں گا کہ تم کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو یہ سن کر وہ فوراً کھڑا ہو گیا اور یہ پڑھتا ہوا منخرق الخفین یشکو الوجی (اس کے دونوں پاؤں پتھر کی طرح سرد اور سر زمین پر چلتے چلتے پھٹ گئے ہیں اور وہ درد سے کراہ رہا ہے) آنا فانا نظر سے اوجھل ہو گیا نظر سے غائب ہو جانے کے بعد اس کا حال معلوم کرنے سے پہلے اسے چھوڑ دینے پر مجھے ندامت ہوئی میں اس کے پیچھے چلا کہ اس سے پھر پوچھوں مگر اسے نہ پایا۔ معلوم ہوتا تھا کہ زمین میں سما گیا ہے میں اپنے قیام گاہ واپس آ گیا۔ پھر مدینہ آیا مدینہ آئے مجھے ایک دن اور رات گزری تھی کہ میں مدینہ میں صبح کی نماز میں شریک ہوا میں نے دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھا رہا ہے جس کی آواز سے میں آشنا تھا نماز میں اس نے سورہ انا فتحنا لک فتحا مینا، تلاوت کی نماز سے فارغ ہو کر وہ منبر پر بیٹھا اب مجھے معلوم ہوا کہ یہی محمد بن عبداللہ بن حسن ہے جو مجھے بیرون شہر میں ملا تھا۔

اسلمیل بن ابراہیم کو ابو جعفر کا حکم:

اسلمیل بن الحکم بن عوامہ نے ایک اور شخص کا جس کا نام اس نے لیا تھا اسی قسم کا قصہ نقل کیا اور وہ کہتا ہے کہ جب اس واقعہ کو میں نے انبار کے ایک شخص سے جس کی کنیت ابو عبیدہ تھی بیان کیا تو اس نے یہ بیان کیا کہ محمد اور ابراہیم نے بنی نضہ کے ایک شخص اسلمیل بن ابراہیم بن ہود کو ابو جعفر کے پاس اس غرض سے متعین کر کے روانہ کیا کہ یہ ان کی خبریں بھیجتا رہے یہ شخص مسیب کے پاس پیش کیا گیا جو اس وقت ابو جعفر کا کوتوال تھا اس نے اپنی قرابت جتنی مسیب نے کہا جو کچھ ہو مگر تم کو امیر المؤمنین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ چنانچہ جب وہ حاضر خدمت ہوا تو اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا ابو جعفر نے پوچھا تم نے اسے کیا کہتے سنا ہے اس نے کہا:

شردہ الخوف فازی بہ کذاک من یکرہ حرا الجلا

”خوف اس کا لباس بن گیا ہے کہ اسے کہیں چین نہیں اور جو تلوار کی گرمی کو برا سمجھتا ہے اس کا حال خوف سے یہی ہو جاتا ہے۔“

و حطة ذل نجعل الموت دونها نقول لها للموت اهلا و مرحبا

”ہم موت کو ذلت پر ترجیح دیتے ہیں اور ذلت کے موقع پر موت کو خوش آمدید کہتے ہیں تم جاؤ اور یہ شعر اسے سنا دو۔“

از ہر بن سعید کا بیان:

از ہر بن سعید بن نافع جو اس ہنگامہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ یکم رجب ۱۴۵ھ کے دن محمد نے خروج کیا اس نے مع اپنے ساتھیوں کے رات نداد میں بسر کی اور رات ہی میں وہ مدینہ آیا جیل اور خزانہ پر قبضہ کر کے اس نے ریاہ اور ابن مسلم کو ایک ساتھ ہشام کے مکان میں قید کر دیا۔

خروج کے وقت محمد بن عبداللہ کا لباس:

علی بن ابی طالب راوی ہے کہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں ابھی دو راتیں باقی تھیں کہ محمد نے خروج کیا عمر بن راشد کہتا ہے کہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں دو راتیں ابھی باقی تھیں محمد نے خروج کیا۔ میں نے خروج کی رات میں اسے زرد رنگ کی مصری ٹوپی زرد رنگ کا جبہ اور عمامہ پہنے دیکھا۔ عمامہ سے اس نے اپنی دونوں کوکس باندھ رکھی تھیں اس کے علاوہ ایک دوسرے پھول

دار پچکے میں اس نے تلوار باندھ رکھی تھی۔ یہ اپنے آدمیوں سے کہہ رہا تھا کہ تم مت لڑو مگر جب سرکاری قصر میں آنے سے انہیں روکا گیا تو اس نے ان سے کہا کہ باب المقصورہ سے قصر میں داخل ہو جاؤ۔ انھوں نے اکٹھے ہو کر ایک دم دھاوا کر دیا مگر مدافعین نے اس دروازے میں جو باب الخوضہ تھا اسے جلاؤ الا کوئی شخص ادھر سے نہ جاسکا۔

ریاح بن عثمان کی گرفتاری:

البتہ قسری کے مولیٰ رزام نے یہ ترکیب کی کہ اپنی ڈھال آگ پر رکھی اور اس پر سے گذر گیا۔ دوسرے لوگوں نے بھی اس کی پیروی کی اور اسی طرح اس دروازے سے قصر میں گھس پڑے۔ اسی دروازے پر ریاہ کے سپاہیوں نے کچھ مقابلہ بھی کیا، قصر میں جو لوگ ریاہ کے ساتھ تھے وہ عبدالعزیز کے گھر سے ہو کر نکل گئے، خود ریاہ قصر مروان کے آب دار خانہ میں جا چھپا اور باہر سے اسے تینہ کرا دیا مگر اسے ڈھا کر لوگ چڑھ دوڑے اور اسے نکال لائے اور اب خود وہ قصر مروان میں قید کر دیا گیا اس کے ہمراہ اس کا بھائی عباس بن عثمان بھی قید کر دیا گیا، محمد بن خالد اس کا بھتیجا نذیر بن یزید اور رزام ریاہ کی قید میں تھے محمد نے ان سب کو رہا کر دیا اور تذکرہ کو حکم دیا کہ وہ ریاہ اور اس کے ہمراہیوں کو جکڑ بند کرے۔

ریاح اور ابن مسلم بن عقبہ کی اسیری:

عیسیٰ کہتا ہے کہ محمد نے ریاہ اس کے بھتیجے اور ابن مسلم بن عقبہ کو قصر مروان میں قید کر دیا تھا، راشد بن حفص بیان کرتا ہے کہ رزام نے نذیر سے درخواست کی کہ تم مجھے اجازت دو کہ میں جو چاہوں ریاہ کے ساتھ سلوک کروں کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ اس نے مجھے کیا کیا تکلیفیں اور سزائیں دی ہیں نذیر نے یہ بات مان لی اور کہا تم کو اس کا اختیار دیا جاتا ہے۔ یہ کہہ کر وہ باہر جانے کے لیے کھڑا ہوا ریاہ نے اس سے عرض کیا اے ابوقیس جو کچھ میں نے تمہارے ساتھ کیا وہ کیا مگر میں نے ہمیشہ تمہارے مرتبہ اور درجہ کا لحاظ رکھا نذیر نے جواب دیا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے جو اہلیت تم میں تھی اس کا اظہار تم نے کیا اب ہم میں جو اہلیت ہے اس کے مطابق ہم کریں گے۔ رزام نے اسے سنبھالا مگر ریاہ برابر اس کی منت سماجت کرتا رہا آخر کار وہ اپنے ارادے سے رک گیا اور کہنے لگا کہ اپنی حکومت اور اقتدار کے زمانے میں تو نہایت جلد مشغول ہو جاتا تھا اور اب مصیبت کے وقت اس قدر ذلیل ہے کہ اس طرح خوشامد کرتا ہے۔

موسیٰ بن سعید انجمی راوی ہے ریاہ نے اپنے عہد میں محمد بن مروان بن ابی سلیط الانصاری (از بنی عمرو بن عوف) کو قید کر دیا تھا اس نے قید ہی میں اس کی مدح میں اشعار لکھے تھے۔

محمد بن عبداللہ کا خطبہ:

اسماعیل بن یعقوب التمیمی بیان کرتا ہے کہ منبر پر بیٹھ کر محمد نے حمد و ثنا کے بعد کہا: لوگوں کو معلوم ہے کہ دشمن خدا ابو جعفر نے اپنے عہد میں بیت اللہ کے مقابلہ میں اس کی تحقیر کے لیے ایک قبہ خضر بنایا ہے جب فرعون نے کہا تھا کہ میں ہی تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں تو اسی وقت اللہ نے اسے پکڑ لیا، دین کے قیام کے لیے سب سے زیادہ اولین مہاجرین اور ہمدرد انصار کی اولاد کا حق ہے۔ اے اللہ! ہمارے دشمن نے تیرے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا ہے تیرے دشمنوں کو انھوں نے امان دی اور تیرے دوستوں کو انھوں نے خوف زدہ کر دیا اے اللہ تو ان سب کو ہلاک کر دے اور کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑا اے لوگو! میں نے تمہارے بھروسہ پر خروج نہیں کیا ہے کیونکہ میرے نزدیک تم میں کوئی قوت و طاقت نہیں ہے مگر میں نے تم کو اپنا بنایا ہے۔ کیونکہ بخدا! تمام روئے زمین میں کوئی

اسلامی بستی ایسی نہیں ہے جہاں میری بیعت نہ ہوگئی ہو۔

موسیٰ بن عبد اللہ کی رہائی و مراجعت مدینہ:

موسیٰ بن عبد اللہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب ریاہ نے مجھے ابو جعفر کے پاس روانہ کیا اس کی اطلاع میرے کو ہوگئی اس نے اسی رات خروج کر دیا ریاہ نے ان سپاہیوں کو جو میرے ساتھ متعین کیے گئے تھے روانگی سے پہلے ہی یہ ہدایت کر دی تھی کہ اگر مدینہ کی سمت سے کوئی شخص آتا ہوا انہیں نظر آئے تو وہ میری گردن اڑا دیں۔ چنانچہ جب ریاہ محمد کے سامنے پیش ہوا تو اس نے اس سے مجھے پوچھا کہ موسیٰ کہاں ہے اس نے کہا کہ اب اس تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے میں نے اسے عراق بھیج دیا ہے محمد نے کہا تم کسی کو بھیجو کہ وہ اسے واپس لے آئے اس نے کہا یہ ممکن نہیں کیونکہ میں نے اس کے ہمراہی سپاہیوں کو یہ ہدایت کر دی ہے کہ اگر مدینہ کی سمت سے کوئی آتا ہوا ان کو دکھائی دے وہ فوراً اسے قتل کر دیں اب محمد نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو موسیٰ کو میرے پاس لائے۔ ابن خضیر نے کہا میں اسے لاتا ہوں محمد نے کہا اس کام کے لیے خاص آدمی منتخب کر لو۔ چنانچہ اس نے کئی آدمی انتخاب کیے ہمیں قطعاً کچھ خبر نہ ہوئی کہ اچانک وہ اس طرح سے ہمارے پاس آپہنچا کہ گویا وہ عراق سے آ رہا تھا اسے دیکھ کر سپاہی کہنے لگے کہ یہ تو امیر المومنین کے فرستادے معلوم ہوتے ہیں جب وہ بالکل ہم میں آئے اس وقت انھوں نے ہتھیار عریاں کیے ان کے سردار اور دوسرے اس کے ساتھیوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے اوٹ کو بٹھا کر میری بیڑیاں کاٹیں اور مجھے چھڑا کر محمد کے پاس لے آئے۔

ابو جعفر کے محمد بن عبد اللہ کے نام جعلی خطوط:

علی بن الجعد کہتا ہے کہ ابو جعفر کا یہ دستور تھا کہ وہ محمد کے نام اپنے سربراہ آوردہ سپہ سالاروں کی طرف سے جعلی خط بھیج دیا کرتے تھے ان خطوط میں محمد کو ظاہر ہونے کی دعوت ہوتی تھی اور یہ لکھا جاتا تھا کہ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں اس بنا پر محمد کہتا کہ جب ہم دونوں کا مقابلہ ہوگا تو ابو جعفر کے تمام سپہ سالار اس کا ساتھ چھوڑ کر میرے پاس چلے آئیں گے۔

محمد بن عبد اللہ کے عمال:

حارث بن اسحاق راوی ہے۔ مدینہ پر قبضہ کر کے محمد نے عثمان بن محمد بن خالد بن الزبیر کو مدینہ کا عامل مقرر کیا۔ عبد العزیز بن المطلب بن عبد اللہ المخزومی کو مدینہ کا قاضی بنایا ابو القلمس عثمان بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کو تو ال مقرر کیا عبد اللہ بن جعفر بن عبد الرحمن بن المصور بن مخزوم کو بخشی مقرر کیا۔ محمد بن عبد العزیز سے کہلا کر بھیجا کہ مجھے تو یہ خیال تھا کہ تم ہماری مدد کرو گے اور ہمارا ساتھ دو گے۔ اس نے معذرت کہلا کر بھیجی اور کہا کہ میں تمہاری مدد کے لیے آتا ہوں مگر پھر چپکے سے مدینہ سے نکل گیا اور مکے چلا آیا۔

عبد الحمید بن جعفر راوی ہے پہلے تو میں محمد بن عبد اللہ کا افسر کو تو ال تھا پھر اس نے مجھے کسی ایک سمت کو بھیج دیا اور میرے بعد پھر زبیری کو اس نے کو تو ال بنایا۔

ضحاک ابو سلمہ اور حبیب کی محمد بن عبد اللہ سے علیحدگی:

ازہر بن سعید بن نافع کہتا ہے کہ سوائے حسب ذیل عمائد کے باقی کوئی سربراہ آوردہ شخص ایسا نہ تھا جو محمد کے ساتھ نہ ہو گیا ہو جو

لوگ اس کے شریک نہ ہوئے وہ یہ تھے۔ ضحاک بن عثمان بن عبد اللہ بن خالد بن حزام بن عبد اللہ بن المنذر بن العفیرہ بن عبد اللہ بن خالد بن حزام ابو سلمہ بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حبیب بن ثابت بن عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ۔

کلمہ بنت وہب کے اشعار:

کلمہ بنت وہب کہتی ہے کہ جب محمد نے خروج کیا اکثر مدینہ والے شہر چھوڑ کر چلے گئے ان میں میرا خاوند عبد الوہاب بن یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ بھی بقیع چلا گیا تھا میں اسماء بنت حسین بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس جا چھپی میرے خاوند نے کچھ اپنے کہے ہوئے شعر مجھے لکھے اس کے جواب میں میں نے یہ اشعار اسے لکھ بھیجے:

رحم الله شبابا قاتلوا يوم الثنية قاتلو عنه بنيات
واحساب نقيه فر عنه الناس طرا غير خيل اسديسه

ترجمہ: ”اللہ ان جوان مردوں پر اپنا رحم نازل فرمائے جو گھائی کی لڑائی میں مصروف کارزار ہوئے اس شخص کی حمایت میں بڑے نجیب الطرفین نو جوان لڑے جب کہ اسدی رسالہ کے علاوہ اور سب لوگ اس کا ساتھ چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے۔“

ان اشعار پر لوگوں نے یہ شعر زائد کر دیا:

قتل الرحمن عيسى قاتل نفس الزكيه

ترجمہ: ”خدا عیسیٰ کو قتل کرے جو نفس الزکیہ کا قاتل ہے۔“

امام مالک بن انس کا فتویٰ:

سعید بن عبد الحمید بن جعفر بن عبد اللہ بن الحکم بن سنان الحکمی انصار کے بھائی نے اسی روایت کو ایک سے زیادہ آدمیوں سے سنا ہے کہ محمد کے ہمراہ خروج کرنے کے متعلق امام مالک بن انس سے فتویٰ پوچھا گیا تھا اور یہ بھی کہہ دیا گیا تھا کہ ہم ابو جعفر کی بیعت کر چکے ہیں امام مالک نے کہا کہ تم نے بادل نا خواستہ بیعت کی تھی اور اس صورت میں فسخ بیعت کرنے کی حالت میں کفارہ یمین عائد نہیں ہوتا اس فتویٰ کی بنا پر اب لوگ جوق جوق محمد کے پاس جانے لگے امام مالک اپنے گھر ہی بیٹھے رہے۔

اسلمعیل بن عبد اللہ کا بیعت کرنے سے انکار:

ابن ابی ملیکہ عبد اللہ بن جعفر کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ خروج کے بعد محمد نے اسلمعیل بن عبد اللہ بن جعفر کو بیعت کرنے کے لیے بلایا یہ بہت معمر تھا اسلمعیل نے کہا اے میرے بھتیجے بخدا! میں جانتا ہوں کہ تم مارے جاؤ گے پھر میں کیوں بیعت کروں؟ یہ سن کر تھوڑی دیر کے لیے لوگ اس کی بیعت کرنے سے ٹھنک گئے چونکہ خروج کے بعد محمد کی بیعت کرنے میں بنی امیہ سب سے پیش پیش تھے۔ اس وجہ سے حمادہ بنت معاویہ اسلمعیل کے پاس آئی اور کہنے لگی چچا جان یہ آپ کیا کر رہے ہیں سب سے پہلے میرے بھائی اپنے نانہالی رشتہ داروں کی مدد کے لیے تیار ہوئے اگر آپ نے ایسا کہا تو تمام لوگ ان کی مدد کرنے سے رک جائیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ میرے ماموں زاد بھائی اور میرے بھائی سب مارے جائیں گے مگر اس سن رسیدہ بزرگ نے اس کے کہنے پر کوئی التفات نہیں کیا اور محمد کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ سے حمادہ ان کی دشمن ہو گئی اور اس نے ان کو مار ڈالا۔ محمد چاہتا تھا کہ ان کی نماز جنازہ پڑھے عبد اللہ بن اسلمعیل اس سے بحث کرنے لگا اور اس نے ہنگامہ برپا کیا اور کہا کہ ایک طرف تو میرے باپ کو قتل کراتا ہے

اور پھر اسی کی نماز جنازہ پڑھانے کھڑا ہوتا ہے مگر سپاہیوں نے اسے ایک طرف ہٹا دیا اور محمد ہی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔
عبید اللہ بن حسین اور محمد بن عبداللہ:

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ عبید اللہ بن الحسین بن علی بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہما محمد کے سامنے پیش کیا گیا۔ محمد نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا اور کہا کہ میں نے یہ قسم کھائی تھی کہ جب میں اسے دیکھوں گا قتل کردوں گا۔ عیسیٰ بن زید کہنے لگا کہ آپ مجھے اجازت دیں میں اس کا کام تمام کیے دیتا ہوں مگر محمد نے اسے اس بات سے روک دیا۔
محمد بن خالد القسری کی گرفتاری:

محمد بن خالد القسری کہتا ہے کہ محمد کے خروج کے وقت میں ابن حیان کی قید میں تھا محمد نے مجھے رہا کر دیا جب میں نے محمد کی تقریر سنی جو اس نے منبر نبویؐ پر بیٹھ کر دی تھی اور اس میں اس نے جو دعوت دی اسے سنا تو میں نے کہا کہ یہ دعوت حق ہے میں اس تحریک کو کامیاب کرنے میں اللہ کے لیے پوری محنت و جانفشانی کروں گا تب میں نے کہا امیر المومنین آپ نے ایسے شہر میں خروج کیا ہے کہ اگر اس کے ناکے بند کر دیئے جائیں تو تمام اہل شہر بھوک اور پیاس سے ہلاک ہو جائیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ عراق چلیے کل دس منزل کا فاصلہ ہے وہاں چل کر اس کا مقابلہ کیجیے ایک لاکھ تلواریں آپ کے ہمراہ ہوں گے محمد نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ ایک دن میں اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہ مجھ سے کہنے لگا ابن ابی فروہ ابو الخصب کے داماد کے پاس جو چیز مجھے ملی اس سے بہتر کوئی شے میرے دیکھنے میں نہیں آئی۔ محمد نے اس پر غارت گری کی تھی میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسی بہترین شے کو دیکھ پایا ہے اسی بنا پر میں نے امیر المومنین ابو جعفر کو اطلاع دی کہ بہت ہی کم آدمی اس کے ساتھ ہیں۔ محمد مجھ پر برہم ہوا اور اس نے پھر مجھے قید کر دیا۔ پھر عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کو قتل کرنے کے بعد مجھے قید سے رہا کیا۔
عبدالحمید کی محمد بن عبداللہ کے رویہ پر تنقید:

عبدالحمید راوی ہے کہ میں ایک دن محمد کے پاس تھا اس کے پاؤں میرے گود میں رکھے تھے خوات بن بکیر بن خوات بن بصیر اسی وقت اس سے ملنے آیا اس نے سلام کیا محمد نے بے اعتنائی سے اسے جواب دے دیا جس میں گرم جوشی نہ تھی۔ اس کے بعد ہی قریش کا ایک نوجوان اس سے ملنے آیا اس نے جب سلام کیا تو محمد نے بڑے تپاک سے اسے جواب دیا اس پر میں نے اس سے کہا کہ اب تک تمہارا تعصب نہ گیا اس نے کہا کیا ہوا میں نے کہا کہ جب انصار کے سردار نے تم کو سلام کیا تو تم نے اسے معمولی طریقہ پر جواب دے دیا اور جب قریش کے ایک ڈاکو نے آ کر تم کو سلام کیا تو اس کے جواب میں تم نے بڑی گرم جوشی کا اظہار کیا یہ کیا بات ہے۔ محمد نے کہا کہ ہرگز میں نے ایسا نہیں کیا جیسا کہ تم کو خیال ہے بات یہ ہے کہ تم اس طرح میرے افعال پر نظر رکھتے ہو کہ اس طرح دوسرے نہیں کرتے اسی وجہ سے تم کو شبہ ہوا۔

مکہ یمن اور شام پر عاملین کا تقرر:

محمد نے حسن بن معاویہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو مکہ کا عامل مقرر کیا اس کے ساتھ قاسم بن اسحاق کو یمن کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا۔

محمد نے قاسم بن اسحاق کو یمن کا عامل مقرر کیا اور موسیٰ بن عبداللہ کو شام کا عامل مقرر کیا تاکہ یہ دونوں ان علاقوں میں اس کے

لیے دعوت دیں مگر قبل اس کے کہ یہ دونوں اپنی اپنی منزل مقصود کو پہنچتے خود محمد ہی قتل کر دیا گیا۔ نیز محمد نے عبدالعزیز بن الدردردی کو اسلحہ کا محافظ مقرر کیا۔

محمد کا رنگ شدید سانولا بلکہ کالا تھا یہ بہت جسیم اور فربہ تھا کالے ہونے کی وجہ سے لوگ اسے قاری کہتے تھے بلکہ ابو جعفر بھی اسے محمد کے بجائے محمد پکارتے تھے۔

ابراہیم بن زیاد کا بیان:

ابراہیم بن زیاد بن عنبسہ کہتا ہے کہ جب کبھی محمد منبر پر چڑھا اس کے چرانے کی آواز میں نے سنی حالانکہ میں منبر سے دور ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ محمد منبر پر بیٹھا تقریر کر رہا تھا کہ اس کے حلق میں بلغم اڑ گیا یہ اسے نکل گیا، بلغم صدر سے نیچے اتر گیا مگر پھر آیا پھر اسے نکل گیا وہ پھر آیا محمد نے ادھر ادھر دیکھا اسے تھوکنے کی کوئی جگہ نظر نہ آئی آخر اس نے اپنا بلغم مسجد کی چھت پر تھوک مارا اور وہ وہیں چھٹ کر رہ گیا یہ بہت ہکلا تھا بعض مرتبہ اس کے سینے میں آ کر بات رک جاتی تھی اور پھر یہ اپنی چھاتی پر ہاتھ مار کر ادا کرتا۔

ایک دن عیسیٰ بن موسیٰ ابو جعفر سے ملنے آیا اور کہنے لگا امیر المومنین یہ سن کر بہت خوش ہوں گے کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کے مکان کا اگلا رخ بنی معاویہ یعنی حسن یزید اور صالح سے خرید لیا ہے ابو جعفر نے کہا کیا اس بات سے تم کو خوشی ہوئی ہے یہ بات قابل خوشی نہیں ہے تم کو معلوم رہے کہ یہ حصہ انہوں نے صرف اس لیے فروخت کیا ہے کہ اس کی جو قیمت ان کو ملے اسی سے وہ تمہارے خلاف بغاوت برپا کریں۔

عبداللہ بن ربیع اور ابو جعفر کی گفتگو:

عبداللہ بن الربیع بن عبید اللہ بن عبداللہ بن عبدالمدان بیان کرتا ہے جس وقت محمد نے مدینہ میں خروج کیا ہے اس وقت منصور اپنے شہر بغداد کی بانسوں کے ذریعہ حد بندی کر چکے تھے وہ کوئے روانہ ہوئے میں بھی ان کے ساتھ تھا مجھے لگا راہ میں بڑھ کر ان کے پاس پہنچا۔ دیر تک خاموش رہنے کے بعد مجھ سے کہا اے ابن ربیع محمد نے خروج کر دیا ہے میں نے پوچھا کہاں؟ انہوں نے کہا مدینہ میں میں نے کہا خدا کی قسم ہے وہ بارگیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی بتا دیا اس نے ایسی حالت میں خروج کیا ہے کہ نہ اس کے یار و مددگار ہیں اور نہ ساز و سامان امیر المومنین میں آپ کو ایک حدیث سنا تھا ہوں جو مجھ سے سعید بن عمرو بن جعدۃ الخزومی نے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ میں جنگ زاب کے دن مروان کے پاس کھڑا ہوا تھا اس نے مجھ سے پوچھا سعید تم جانتے ہو کہ یہ شخص کون ہے جو دشمن کے رسالے کے ساتھ مجھ سے لڑ رہا ہے میں نے کہا یہ عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہے مروان نے پوچھا ان میں وہ کون سا ہے ذرا مجھے اس کا حلیہ بتاؤ میں نے کہا وہ اچھے نقشہ کا زرد روپتی باہوں والا ہے۔ وہ تم سے سخت عداوت رکھتا ہے عبداللہ بن معاویہ کو شکست کھا جانے پر سخت برا کہتا ہے مروان کہنے لگا ہاں میں اسے پہچان گیا۔ بخدا میں چاہتا ہوں کہ اس کی جگہ علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ مجھ سے لڑتے تو مجھے کوئی باک نہ تھا۔ بخدا! علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کا خلافت میں کچھ حصہ نہیں ہے اور وہ کبھی اس سے بہرہ ور نہ ہوں گے البتہ یہ بنی ہاشم رسول اللہ ﷺ کے چچا کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا پوتا ہے۔ اس کے ساتھ شام کی ہوا ہے اور شامیوں کی مدد ہے۔ اے ابن جعدہ تم جانتے ہو کہ میں نے عبدالملک کو چھوڑ کر جو عبید اللہ سے بڑا ہے کیوں اپنے بیٹوں عبداللہ اور

عبداللہ کو اپنا ولی عہد بنایا میں نے کہا میں اس کی وجہ نہیں جانتا اس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ خلافت عبداللہ کو ملے گی چونکہ عبدالملک کے مقابلہ میں عبید اللہ عبداللہ سے قریب تر تھا اس وجہ سے میں نے اسے بھی اپنا ولی عہد بنا دیا۔

ابو جعفر کہنے لگے میں تجھے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا واقعی ابن جعدہ نے یہ بات بیان کی ہے۔ میں نے کہا اگر اس نے وہ بات جو میں نے آپ سے بیان کی ہے مجھ سے نہ کہی ہو تو میری بیوی سفیان بن معاویہ کی بیٹی پر طلاق ہے۔ محمد بن عبداللہ کے خروج کی ابو جعفر کو اطلاع:

جس رات کو محمد نے خروج کیا اسی رات ایک شخص جو عامر بن لوی کے خاندان اولیس بن ابی سرح سے تعلق رکھتا تھا ابو جعفر کے ارادے سے مدینہ سے روانہ ہوا اور نو دن مدینہ سے مسلسل سفر کر کے رات کے وقت دار الخلافہ کے دروازے پر آ کر ٹھہرا اور اس نے چلانا شروع کیا۔ آخر کار لوگوں کو اس کی طرف توجہ ہوئی اور اسے شہر سے بلالیا ربيع نے اس سے پوچھا کہ اس وقت تو امیر المومنین سو رہے ہیں تم کو اس وقت کیا کام ہے اس نے کہا مجھے ان سے بہت ہی ضروری کام ہے اور بغیر ان سے ملاقات ہوئے چارہ نہیں۔ ربيع نے کہا تم مجھ سے بیان کر دو میں ان سے جا کر کہہ دوں گا اس نے اس سے انکار کیا اب ربيع نے اندر جا کر امیر المومنین سے اس شخص کا ذکر کیا انہوں نے کہا کہ تم جا کر پوچھو جو وہ کہے وہ مجھ سے آ کر بیان کر دو ربيع نے کہا میں نے اس سے یہی کہا تھا مگر اس نے مجھے بتانے سے انکار کر دیا اور وہ آپ کی ملاقات کے لیے مصر ہے۔ آخر کار ابو جعفر نے اسے اپنے پاس بلایا اس نے ان کے پاس جا کر کہا کہ امیر المومنین محمد بن عبداللہ نے مدینہ میں خروج کر دیا ہے۔ ابو جعفر کہنے لگے بخدا! اگر تو اپنے بیان میں سچا ہے تو گویا تو نے اسے قتل کر دیا۔ مجھے بتا کون کون اس کے ساتھ ہے۔ اب اس نے ان عمائد اہل مدینہ کے اور ان کے خاندان والوں کے نام بتائے جنہوں نے محمد کے ساتھ خروج کیا تھا۔ ابو جعفر نے اس سے پوچھا کیا تو نے خود اسے دیکھا ہے اس نے کہا جی ہاں میں نے پچشم خود اسے دیکھا ہے اور جب وہ منبر رسول اللہ ﷺ پر بیٹھا ہوا تھا اس سے میں نے خود باتیں کی ہیں۔

ابو جعفر نے اسے ایک حجرہ دے دیا۔ صبح کے وقت عیسیٰ بن موسیٰ کے غلام سعید بن دینار کا جو عیسیٰ کی مدینہ کی جائداد کا مہتمم تھا ایک فرستادہ بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا اور اس نے اس خبر کی توثیق کی اس کے بعد اور ذرائع سے متواتر خبریں محمد کے خروج کی ابو جعفر کو موصول ہوئیں۔ اب اس نے اویسی کو اپنے پاس بلایا اور کہا میں تمہاری حفاظت کے لیے پہرہ دار مقرر کر دوں گا اور تم کو مال دار کر دوں گا۔ چنانچہ انھوں نے فی رات ہزار کے حساب سے نوراتوں کے نو ہزار درہم اسے دیئے۔

حارث مخم کی پیشین گوئی:

جب ابو جعفر کو محمد کے ظاہر ہونے کا علم ہوا تو وہ بہت ڈرے حارث مخم نے ان سے کہا آپ بلا وجہ پریشان ہیں بخدا! اگر وہ ساری روئے زمین کا بھی مالک ہو جائے تب بھی نوے راتوں سے زیادہ برقرار نہیں رہے گا۔

جب ابو جعفر کو محمد کے خروج کا علم ہوا وہ کوفے کی طرف چھپے۔ کہنے لگے میں ابو جعفر ہوں میں نے لومڑی کو اس کے بھٹ میں سے نکال ہی لیا۔

عبداللہ بن علی کا مشورہ:

جب ان دونوں بھائیوں محمد اور ابراہیم نے خروج کیا تو ابو جعفر نے عبداللہ بن علی سے جوان کی قید میں تھا پچھوایا کہ فلاں شخص

نے خروج کیا ہے۔ اس کے متعلق اگر تم کوئی مشورہ دے سکتے ہو تو دو (عبد اللہ بن علی عباسیوں میں بڑا مدبر مانا جاتا تھا) اس نے کہا کہ میں قید ہوں قیدی کی رائے بھی قید ہوتی ہے۔ پہلے تم مجھے آزاد کرو تو پھر میری رائے بھی آزاد ہو جائے گی۔ اس کے جواب میں ابو جعفر نے کہا کہ بھیجا کہ اگر وہ بڑھتا ہوا میرے دروازے تک بھی آجائے گا تب بھی میں تجھ کو رہا نہ کروں گا۔ یاد رکھو کہ میں اب بھی تمہارے حق میں محمد سے اچھا ہوں اور یہ حکومت تمہارے ہی خاندان کی ہے۔ اس پر عبد اللہ بن علی نے کہا کہ بھیجا۔ اچھا یہ کرو کہ فوراً کوئے جا کر اہل کوفہ کے سینوں پر بیٹھ جاؤ۔ چونکہ اہل کوفہ اس خاندان کے شیعہ اور انصار ہیں اس وجہ سے شہر کے چاروں طرف فوجی چوکیاں بٹھا دو جو شخص وہاں سے کسی طرف بھی جائے یا کسی سمت سے بھی آتا ہو اس کی گردن مار دو۔ سلم بن قتیبہ کو فوراً اپنے پاس بلاؤ (یہ اس وقت رہے میں تھا) پھر اہل شام کو لکھو کہ جو خاص بہادر اور جنگجو وہاں ہوں وہ ڈاک کے گھوڑوں کے ذریعہ تیزی سے منزلیں طے کر کے تمہارے پاس آئیں پھر ان کو خوب روپیہ اور انعام دے کر سلم بن قتیبہ کی قیادت میں محمد کے مقابلہ پر بھیجو۔ ابو جعفر نے یہی کیا۔

عبد اللہ بن علی کی ہدایات:

جب محمد کے ظاہر ہونے کی اطلاع ابو جعفر کو ہوئی اس وقت عبد اللہ بن علی قید تھا۔ ابو جعفر نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ جنگی معاملات میں اس احمق کی رائے ہمیشہ صائب ہوتی ہے تم اس سے جا کر اس معاملہ میں مشورہ کرو مگر اسے یہ نہ بتانا کہ میں نے تم کو اس کے پاس بھیجا ہے یہ سب کے سب اس کے پاس آئے انہیں دیکھ کر عبد اللہ بن علی کہنے لگا آج کیا بات ہے کہ تم میرے پاس آئے ہو تم نے تو ایک زمانے سے مجھے چھوڑ رکھا تھا۔ کہنے لگے کہ آپ سے ملنے کی ہم نے امیر المومنین سے اجازت مانگی انہوں نے اجازت دی تو ہم آئے ہیں۔ کہنے لگا یہ غلط ہے۔ اصل بات کہو کیوں آئے ہو؟ انھوں نے کہا ابن عبد اللہ نے خروج کیا ہے۔ اس نے پوچھا پھر ابن سلامہ (ابو جعفر) کیا کرے گا۔ انھوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا راستہ اختیار کریں گے اس نے کہا بخدا! بجل نے اسے تباہ کر دیا ہے جا کر کہو کہ روپیہ دل کھول کر خرچ کرے تمام اندوختہ فوجوں میں تقسیم کر دے اگر اسے کامیابی ہوئی تو مجھے یقین کامل ہے کہ یہ سب روپیہ اس کو مل جائے گا اور اگر اس کے حریف کو کامیابی نصیب ہوئی تو اسے اس کے روپیہ میں سے ایک درہم بھی نہ ملے گا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے پر ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو بلا کر کہا کہ تم اس کے مقابلہ کے لیے جاؤ۔ اس نے کہا امیر المومنین یہ آپ کے سب چچا موجود ہیں ان سے بلا کر مشورہ لیجیے مگر ابو جعفر نے اس کی بات نہ مانی اور ابن ہرمہ کے قول کے مطابق اس طرز کار روانی کو مصلحت و دوراندیشی کے خلاف سمجھا۔

ابو جعفر منصور اور محمد بن عبد اللہ کی خط و کتابت:

محمد بن یحییٰ راوی ہے کہ میں نے ان خطوں کو محمد بن بشیر سے سن کر قلم بند کیا ہے یہ سرکاری رسائل کا صحیح تھا نیز ابو عبد الرحمن کو عراق کے کاتبوں اور حکم بن صدقہ بن نزار سے بھی ان رسائل کی اصلیت کی تصدیق ملی ہے اور میں نے سنا ہے کہ ابن ابی حرب جو ان خطوط کی تصحیح کرتا تھا بیان کرتا تھا کہ جب محمد کا خط ابو جعفر کے پاس آیا تو ابو ایوب نے عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت دیجیے میں اس کا جواب لکھوں مگر ابو جعفر نے اسے نہ مانا اور کہنے لگے کہ چونکہ محمد شرافت نسبی میں ہماری برابری کرتا ہے اس وجہ سے خود مجھے اس کا جواب لکھنے دو محمد کے مدینہ میں خروج کے بعد ابو جعفر نے حسب ذیل خط لکھا تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”یہ خط عبداللہ بن عبد اللہ امیر المومنین کی طرف سے محمد بن عبد اللہ کو لکھا جاتا ہے:

﴿ إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ . ذَلِكَ لَهُمْ حِزْبِي فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ . إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ فَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾

”ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے۔ سولی پر لٹکا یا جائے ان کے ہاتھ اور پاؤں خلاف ترتیب کاٹ دیئے جائیں یا انہیں اس سرزمین سے جلاوطن کر دیا جائے۔ دنیا میں تو ان کی یہ رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا سخت عذاب ان پر ہوگا۔ البتہ وہ لوگ اس سے بچ سکیں گے جو قبل اس کے کہ ان پر تمہاری دسترس ہو سکے وہ توبہ کر لیں اس صورت میں تم کو معلوم رہنا چاہیے کہ اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

میں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے سامنے یہ عہد کرتا ہوں اور ذمہ لیتا ہوں کہ اگر تم قبل اس کے کہ میرا قابو تم پر چلے تا تب ہو کر اپنی حرکات سے باز آ جاؤ تو میں تم کو تمہاری اولاد کو تمہارے تمام بھائی اہل خاندان اور تمام پیروں کو ان کی جان و مال کے متعلق امان کلی دیتا ہوں اور اس اثناء میں تم نے جو خون بہایا جتنے روپیہ پر قبضہ کیا ہے اسے چھوڑ دوں گا اور اس کے متعلق کوئی مطالبہ نہ کروں گا اس کے علاوہ میں تم کو دس لاکھ درہم نقد دوں گا اور تمام وہ ضروریات جن کا تم مطالبہ کرو گے پوری کروں گا اور جس علاقہ میں تم سکونت اختیار کرنا چاہو گے وہیں تم کو فروکش کروں گا نیز تمہارے ان سب اعزاء و اقربا کو جو میرے پاس قید ہیں رہا کر دوں گا جس شخص نے تمہاری آ کر بیعت کی ہوگی اس نے تمہارا ساتھ دیا ہوگا اور اس معاملے میں تمہارے شریک رہا ہوگا اسے بھی امان دوں گا نیز اس سے اس وجہ سے پھر تمام عمر کسی قسم کا کوئی مواخذہ یا مطالبہ نہیں کروں گا اگر تم اپنے لیے اس وعدہ امان کی توثیق چاہتے ہو تو جسے چاہو میرے پاس بھیج دو تا کہ وہ اس طرح عہد و پیمان کرائے جس پر تم کو اعتماد ہو سکے۔“

سرنامہ پر تھا ”یہ خط عبداللہ بن عبد اللہ امیر المومنین کی طرف سے محمد بن عبد اللہ کو لکھا گیا ہے۔“ محمد بن عبد اللہ نے حسب ذیل خط اس کے جواب میں ابو جعفر کو لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”یہ خط عبد اللہ المہدی محمد بن عبد اللہ کی طرف سے عبد اللہ بن محمد کے نام لکھا جاتا ہے:

﴿ طَسَمَ . تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ نَتْلُو عَلَيْكَ مِنْ نَبَأِ مُوسَى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ . إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا أَهْلَهَا شِيْعًا يَسْتَضِعُّ مِنْهُمُ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضِعُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ وَنَمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِي فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا

يَحْذَرُونَ ﴿١٣٩﴾

”دسّم۔ یہ کتاب واضح اور روشن کی آیات ہیں ہم موسیٰ اور فرعون کا سچا واقعہ ایمان والوں کے لیے بیان کرتے ہیں‘ فرعون نے اس سرزمین (مصر) میں سر اٹھایا وہاں کے باشندوں کو اس نے اپنا پیر و بنالیا ان میں سے ایک گروہ کو کمزور سمجھ کر اس نے ان کے بیٹوں کو قتل کرنا اور ان کی عورتوں کو زندہ باقی رکھنا شروع کیا‘ بے شک وہ فساد برپا کرنے والوں میں تھا اب ہم نے ارادہ کیا کہ ان لوگوں پر احسان کریں جن کو اس سرزمین میں کمزور اور ناتواں سمجھا گیا اور انہیں کو سر برآوردہ اور اس ملک کا وارث بنا دیں اور ان کو اس سرزمین میں اچھی طرح جمادیں اور فرعون ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ دکھا دیں جس سے وہ ڈرا کرتے تھے۔“

جو وعدہ امان تم نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے وہی میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں خلافت ہمارا حق ہے اور تم نے بھی ہماری ہی خاطر اس کا دعویٰ کیا تھا۔ ہمارے ہی پیروں کے ساتھ تم نے اس کے حاصل کرنے کے لیے خروج کیا اور ہمارے اثر اور بزرگی کی وجہ سے تم کو یہ خلافت نصیب ہوئی‘ ہمارے دادا علی وصی اور امام تھے ان کی اولاد کی موجودگی میں تم کیونکر ان کی ولایت کے وارث بن گئے‘ علاوہ بریں تم جانتے ہو کہ آج تک اس خلافت کا مدعی کوئی ایسا شخص نہ ہوا جو شرافت نسبی اور فضیلت ذاتی کی بناء پر ہمارے مماثل ہو ہم ان کی اولاد میں نہیں ہیں جن پر لعنت بھیجی گئی ہو یا جن کو جلا وطن کیا گیا ہو یا ان کی ماؤں کو طلاق دی گئی ہو۔ کسی بنی ہاشم کو قرابت رسول اللہ ﷺ سے اسلام لانے میں سبقت اور وہ ذاتی فضیلت حاصل نہیں ہے جو ہم کو ہے ہمارا رشتہ رسول اللہ ﷺ سے جاہلیت اور اسلام دونوں میں ملتا ہے‘ ہم جاہلیت میں ان کی ماں فاطمہ بنت عمرو کی اولاد ہیں اور عہد اسلام میں ان کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہیں اور یہ شرف صرف ہم کو حاصل ہے تم کو نہیں‘ اللہ نے ہم کو ان کی اولاد اور انہیں ہمارا اسلاف اختیار کیا ہے۔ ہمارے نانا انبیاء میں محمد رسول اللہ ﷺ ہیں ہمارے دادا سب سے پہلے اسلام لانے والے علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی سب سے افضل بیوی خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قبلہ رو ہو کر نماز پڑھی نیز رسول اللہ ﷺ کی سب سے بہتر صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہیں جو تمام جنتیوں کی سیدہ ہیں اسی طرح ہم عہد اسلام میں پیدا ہونے والے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد ہیں جو جوانان جنت کے سردار ہیں‘ علی رضی اللہ عنہ دو طرح سے ہاشم کی اولاد ہیں اسی طرح حسن رضی اللہ عنہ دو طرح سے عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور میں حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے دو طرح سے رسول اللہ ﷺ کی اولاد ہوں میں نانبہالی اور دادھیالی دونوں رشتوں کے اعتبار سے تمام بنی ہاشم میں اشرف اور نجیب الطرفین ہوں‘ کسی عجمی عورت یا لونڈی کا خون میری رگوں میں نہیں ہے۔ اللہ نے ہمیشہ دونوں عہد‘ جاہلیت اور اسلام میں میرے باپ اور ماں بہتر بنائے یہاں تک کہ دوزخ میں بھی اس نے اس بات کا خیال رکھا ہے۔ چنانچہ میں اس شخص کا نواسہ ہوں جس کا مرتبہ جنت میں سب سے بڑھ کر ہے اور اس کا پوتا ہوں جس پر دوزخ میں سب سے سہل عذاب ہوگا۔ میں نیکوں میں سے سب سے بہتر کی اولاد ہوں اور بروں میں بھی جو سب سے کم برا تھا اس کی اولاد میں ہوں اس طرح میں سب سے اعلیٰ جنتی کا فرزند ہوں اس طرح سب سے بہتر دوزخی کا پوتا ہوں‘ اگر تم میری طاعت اختیار کر لو اور میری دعوت قبول کرو تو

میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ میں تمہاری جان و مال کے لیے امان دیتا ہوں اور اس اثناء میں سوائے اللہ کے محارم اور حقوق العباد کے چاہے وہ مسلمان کے ہوں یا مجاہدین کے جو تم نے کیا ہوگا اس پر تم سے کوئی باز پرس نہ کروں گا البتہ اللہ کے محارم اور حقوق العباد کے متعلق تم میری ذمہ داری سے واقف ہو کہ اسے میں خود معاف نہیں کر سکتا کیونکہ تمہارے مقابلہ میں اس خلافت کا میں زیادہ مستحق ہوں نیز مجھے اپنے عہد کا تم سے زیادہ پاس ہے کیونکہ تم نے مجھ سے پچھلے کئی آدمیوں کو عہد امان دیا تھا مگر اس کا لحاظ نہیں رکھا اب تم مجھے کس قسم کا وعدہ امان دیتے ہو ابن ہبیرہ کا یا اپنے چچا عبداللہ بن علی یا ابن مسلم کا۔“

اس کے جواب میں ابو جعفر نے حسب ذیل خط محمد کو لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”میں نے تمہارا خط پڑھا اور مجھے تمہارے مطلب سے آگاہی ہوئی۔ تم نے اپنے فخرنسی کی بنیاد زیادہ تر عورتوں کی قربت پر رکھی ہے تاکہ اس سے او باش عوام کو گمراہ کر دو تم کو معلوم رہے کہ اللہ نے عورتوں کا وہ حق مقرر نہیں کیا ہے جو چچا دادا یا عصبات اور اولیاء کا ہے اللہ نے چچا کو باپ کا مرتبہ عطا کیا ہے اور اپنی کتاب میں قریبی ماں پر بھی چچا کو ترجیح دی ہے۔ اگر اللہ عورتوں کے حق ان کی قربت کی وجہ سے قائم کرتا تو سب سے زیادہ حق اور مرتبہ اس دنیا میں اور آخرت میں دخول جنت کا شرف اولیت رسول اللہ ﷺ کی والدہ آمنہ کو عطا فرماتا۔ لیکن اللہ نے اپنے علم کے باوجود یہ شرف دوسروں کو دیا تم نے ابی طالب کی ماں فاطمہ کا ذکر کیا ہے اور ان کی اولاد ہونے پر فخر کرتے ہو حالانکہ اس کی اولاد میں سے چاہے بیٹا ہو یا بیٹی کسی کو اسلام لانے کا شرف نصیب نہیں ہوا۔ اگر کسی کو محض قربت رسول ﷺ کی وجہ سے شرف اسلام نصیب ہوا ہوتا تو وہ عبداللہ کو ہوتا جو رسول اللہ ﷺ کے آباء میں اس دنیا اور آخرت دونوں جگہ سب سے قریب تر ولی رسول تھے مگر اللہ جسے چاہتا ہے اپنے دین مبین کے لیے پسند فرماتا ہے فرمایا:

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾

”بے شک تم راہ راست پر نہیں لاتے جسے تم چاہتے ہو لیکن اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے پر لے آتا ہے اور وہی ہدایت پانے والوں سے خوب واقف ہے۔“

جب اللہ نے محمد ﷺ کو نبی مبعوث فرمایا اس وقت آپ کے چار چچا موجود تھے۔ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَإِنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾

”تم اپنے قریبی و اہل خاندان کو ڈراؤ۔“

چنانچہ آپ نے ان کو اللہ کا پیام پہنچایا اور دعوت اسلام دی، دو نے اسے قبول کیا ان میں سے ایک میرے دادا تھے۔ دو نے اسلام قبول نہیں کیا ان میں سے ایک تمہارے دادا ہیں اس وجہ سے اللہ نے تمہارے دادا کو ان دونوں یعنی اسلام لانے والے میرے دادا اور خود رسول اللہ ﷺ کی ولایت میراث عہد و ذمہ داری سے محروم کر دیا۔

تم نے دعویٰ کیا ہے کہ تم اس شخص کی اولاد میں ہو جسے دوزخ میں سب سے کم عذاب ہوگا اور جو اشرار میں بہترین تھا حالانکہ

نہ کفر میں چھوٹائی اور بڑائی ہے اور نہ اللہ کے عذاب میں کمی یا خفت ہے۔ بھلا شر میں خیر کہاں، کسی مومن کو جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو یہ زیبا نہیں کہ وہ دوزخ کی حالت پر کسی سے فخر کرے جو ایسا کرے گا وہ عنقریب دوزخ میں جائے گا اور تب اسے حقیقت معلوم ہو جائے گی:

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾

”عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس طرح کروٹ پلٹائے جاتے ہیں۔“

تم نے علی رضی اللہ عنہ کی ماں فاطمہؓ پر فخر کیا اور لکھا ہے کہ اس طرح علی رضی اللہ عنہ دوسری طرح سے ہاشم کی اولاد میں ہیں اور حسن رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہؓ رضی اللہ عنہا پر فخر کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس طرح حسن رضی اللہ عنہ دو واسطوں سے عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور یہ کہ تم نے خود اپنے متعلق لکھا ہے کہ تم دو واسطوں سے رسول اللہ ﷺ جو اگلے اور پچھلے سب میں افضل ہیں وہ ایک ہی واسطے سے ہاشم کی اولاد ہیں اور ایک ہی واسطے سے عبدالمطلب کے پوتے ہیں۔

تم نے اس بات پر فخر کیا ہے کہ تم بنی ہاشم میں نسب کے اعتبار سے اوسط ہو اور نجیب الطرفین ہو اور یہ کہ تم کسی عجمی بیوی کی اولاد ہو اور نہ لونڈیوں کا خون تمہاری رگوں میں موج زن ہے۔ یہ دعویٰ کر کے تم نے تمام بنی ہاشم پر اپنی فضیلت کا ادعا کیا ہے تم پر افسوس ہے کہ فردائے قیامت میں تم خدا کو اس فخر کا کیا جواب دو گے تم اپنی حد سے متجاوز ہو گئے اور تم نے اس کے مقابلہ میں اپنے نسب پر فخر کیا ہے جو ذاتی طور پر اور اپنے باپ کی وجہ سے اول و آخر تم سے بہتر ہے یعنی ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ اور خود رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ پر بھی تم نے اپنا نسب فخر بتایا ہے۔ حالانکہ خود تمہارے دادا کی بہترین اولاد باعتبار اپنی ذاتی بزرگی کی وہی ہے جو لونڈیوں کے بطن سے ہے تمہارے خاندان میں رسول اللہ ﷺ کے بعد علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے بہتر کوئی آدمی پیدا نہیں ہوا باوجودیکہ وہ چھوٹے بطن سے ہیں مگر وہ تمہارے دادا حسن بن حسن رضی اللہ عنہ سے بہتر تھے اسی طرح تمہارے خاندان میں ان کے بعد ان کے بیٹے محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوا حالانکہ ان کی دادی ام ولد تھیں اور وہ تمہارے باپ سے بہتر ہیں ان کے بیٹے جعفر ہیں ایسا بھی تمہارے خاندان میں اور کوئی نہیں ہوا ان کی دادی بھی ام ولد تھیں مگر وہ تم سے بہتر ہیں۔

تمہارا یہ دعویٰ کہ تم رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہو کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾

”تم لوگوں میں سے محمد (ﷺ) کسی کے باپ نہ تھے۔“

البتہ تم ان کی صاحبزادی کے بیٹے ضرور ہو اور یہ بہت قریب کی رشتہ داری ہے مگر اس سے تم کو میراث نہیں مل سکتی اور نہ اس سے تم ان کی ولایت کے وارث ہو سکتے ہو اور چونکہ لڑکی کو امامت نہیں ملتی اس وجہ سے بھلا امامت کے تم کیونکر وارث بن سکتے ہو تمہارے دادا نے تو اس کا مطالبہ کیا تھا اور علانیہ اور خفیہ طور پر اس کے لیے ہزار جتن کیے مگر لوگوں نے ان کے اس دعویٰ کو قبول نہیں کیا اور شیخین کو ان پر فضیلت دی۔ نیز تمام مسلمانوں میں بلا اختلاف یہ طریقہ رائج ہے کہ نانا ناموں اور خالہ ورشہ نہیں پاتے۔

تم نے علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہم پر اپنا فخر بتایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اسلام میں ان کو دوسروں پر سبقت حاصل تھی تو یہ بھی کوئی فخر کی بات نہیں ہو سکتی۔ وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ نے ان کو چھوڑ کر دوسرے کو امامت جماعت کا حکم دیا تھا پھر ان کے بعد لوگوں

نے اور دوسرے شخص کو اپنا امام بنالیا اور علی رضی اللہ عنہ کو امام نہیں بنایا چنانچہ اسی وجہ سے وہ ان چھ آدمیوں میں نامزد کیے گئے اور ان سب نے بھی خلافت اور امامت کا علی رضی اللہ عنہ کو مستحق نہیں سمجھا بلکہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے تو عثمان رضی اللہ عنہ کو علی رضی اللہ عنہ پر ترجیح دی جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ پر ان کے قتل میں شرکت کا شبہ تھا۔ طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہ تو ان سے لڑ ہی پڑے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت سے انکار کر دیا اور اپنا دروازہ بند کر لیا اور پھر ان کے بعد سعد رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے بیعت لینے کے لیے اپنا پورا زور صرف کر دیا بلکہ جنگ بھی کی جس میں خود ان کے ساتھیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور حکومت حاصل ہونے سے پہلے خود ان کی شیعہ جماعت نے ان کی اہلیت پر شبہ ظاہر کیا۔ پھر انھوں نے دو حکموں کے فیصلے پر اپنا معاملہ چھوڑ دیا ان کے انتخاب کو پسند کر کے ان لوگوں کے سامنے یہ عہد کر لیا کہ وہ ان کے فیصلہ کو مان لیں گے۔ ان دونوں نے متفقہ طور پر ان کی علیحدگی کا تصفیہ کیا۔ اس کے بعد حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چند چھتھڑوں اور درہموں کے عوض خلافت بیچ دی۔ خود حجاز جارہے۔ اپنے طرفداروں کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا اس طرح انھوں نے حکومت ایسے شخص کے حوالے کر دی جو اس کا اہل نہ تھا اور نیز ایسے شخص سے خلافت کے عوض قیمت قبول کر لی جو اس کا جائز وارث نہ تھا اگر خلافت کا تم کو کچھ ہی حق تھا تو وہ پہلے ہی تم نے روپیہ کے عوض فروخت کر دیا۔ تمہارے چچا حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے ابن مرجانہ کے مقابلہ پر خروج کیا مگر جمہور نے حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف ابن مرجانہ کا ساتھ دیا یہاں تک کہ انھوں نے ان کو قتل کر دیا اور خود ان کا سر لے کر اس کے پاس حاضر ہوئے پھر تم نے بنی امیہ کے خلاف خروج کیا مگر انھوں نے تم کو بری طرح قتل کر کے کھجوروں کے تنوں پر سولی دے دی تم کو آگ میں جلایا اور اپنے تمام علاقوں سے نکال دیا۔ اسی سلسلہ میں یحییٰ بن زید خراسان میں قتل کیا گیا انھوں نے تمہارے مردوں کو قتل کر کے بچوں اور عورتوں کو قید کر لیا اور بغیر گدے اور تکیے کے محملوں پر سوار کر کے حاصل کردہ لوٹری غلاموں کی طرح شام لے گئے۔ ہم نے ان پر خروج کر کے تمہارے خون کا مطالبہ کیا اور واقعی ہم نے تمہارا عوض ان سے لے لیا۔ ہم نے تم کو ان کے علاقوں اور آبادیوں کا مالک بنا دیا ہم تمہارے آباء کی سنت پر چلے اور اس طرح ہم نے ان کی بڑائی ثابت کر دی اب تم ہمارے اسی فعل کو ہمارے خلاف حجت کے طور پر پیش کرتے ہو اور کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم نے تمہارے دادا کا جو ذکر کیا یا ان کی فضیلت کا اظہار اس لیے کیا تھا کہ ہم ان کو حمزہ عباس اور جعفر رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتے ہیں اگر تمہارا ایسا خیال ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ ان سب ہمارے بزرگوں نے جب اس دنیا کو خیر باد کہا وہ اپنی موت مرے نہ ان کو کسی نے قتل کیا نہ انھوں نے کسی کو نقصان پہنچایا۔ سب لوگ باتفاق ان کی بزرگی کے قائل تھے اس کے برخلاف تمہارے دادا ہمیشہ جنگ و جدل ہی میں مشغول رہے بنی امیہ کا یہ حال تھا کہ وہ ان پر اس طرح لعنت بھیجتے تھے جس طرح کفار اپنی مکتوبہ نماز میں لعنت کرتے ہیں ان کی حمایت میں ہم نے مناقشہ کیا اور بنی امیہ کو تمہارے دادا کی فضیلت یاد دلائی اور ان پر جبر کر کے ان کو اس حرکت سے روک دیا۔ تم کو معلوم ہے کہ عہد جاہلیت میں زمزم نگرانی اور حجاج کو پانی پلانے کا شرف ہم کو حاصل تھا بعد میں زمزم کی تولیت ان کے اور بھائیوں میں سے صرف عباس رضی اللہ عنہ کو ملی اس بارے میں تمہارے دادا نے ہم سے تنازعہ کیا مگر عمر رضی اللہ عنہ نے ہمارے حق میں فیصلہ کیا۔ اس طرح ہم جاہلیت اور اسلام دونوں عہد میں زمزم کے مالک رہے ایک مرتبہ مدینہ میں بارش نہ ہونے سے قحط پڑا عمر رضی اللہ عنہ نے ہمارے ہی دادا کو اللہ کی جناب میں وسیلہ بنایا اور ان سے دعا کرائی۔ اللہ نے اہل مدینہ کو قحط کی مصیبت سے نجات دی اور بھرت بارش نازل فرمائی۔ اس وقت اگرچہ تمہارے دادا وہاں موجود تھے مگر عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اس کام کے لیے وسیلہ نہیں بنایا تم کو

معلوم ہے کہ نبی ﷺ کے بعد عبدالمطلب کے بیٹوں میں سے صرف عباس رضی اللہ عنہ زندہ تھے اس وجہ سے وہ اپنے چچا ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے وارث بنے، بنی ہاشم کے ایک سے زیادہ اشخاص نے اس حق کو طلب کیا مگر ان کے بیٹے کے سوا اور کسی کو وہ نہ ملا۔ اس لیے سقیانیہ بھی انہیں کو حاصل رہا اور نبی کی میراث بھی ان کو پہنچی اور اب خلافت بھی انہیں کی اولاد کو ملی اس طرح عہد جاہلیت ہو یا اسلام دنیا ہو یا آخرت کوئی شرف اور فضل ایسا نہ تھا کہ عباس رضی اللہ عنہ اس کے وارث اور مورث نہ ہوئے ہوں۔

تم نے بدر کے واقعہ کا ذکر کیا ہے اس کا حال یہ ہے کہ جب اسلام آیا تو اس وقت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوطالب کو پناہ دی اور سخت عسرت میں وہ ابوطالب کے گھر کے کفیل رہے اور اگر عباس رضی اللہ عنہ بادل نا خواستہ دوسروں کی زبردستی بدر نہ جاتے تو طالب اور عقیل بھوک سے مر جاتے اور ان کو شیبہ اور عتبہ کی دیکیں چاٹنا پڑتیں مگر چونکہ عباس رضی اللہ عنہ بڑے فیاض کہلانے والے تھے۔ اس وجہ سے انھوں نے اس ذلت سے تم کو بچا دیا اور تمہارے سارے اخراجات خود برداشت کیے پھر جنگ بدر میں انھوں نے عقیل کا فدیہ دے کر اسے رہا کر لیا۔ اب تم کس بات کی وجہ سے ہمارے مقابلہ میں فخر کرتے ہو۔ کفر کے زمانے میں ہم تم سے بڑے تھے اور ہمارا ہاتھ اوپر تھا ہم نے تم کو فدیہ دے کر قید سے رہائی دلوائی جو مکارم اور شرف ہمارے آباء کو حاصل ہوئے وہ تم کو نہیں ملے تم نہیں ہم خاتم الانبیاء کے وارث بنے ہم نے تمہارے خون کا عوض طلب کیا اور اسے لے لیا حالانکہ تم خود اس کے حاصل کرنے سے عاجز رہے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

موسیٰ بن عبداللہ کی روانگی شام:

حارث بن اسحق بیان کرتا ہے کہ ابن القسری نے محمد سے فریب کرنا چاہا۔ اور اس سے کہا کہ آپ موسیٰ بن عبداللہ کو میرے مولیٰ رزام کے ہمراہ شام بھیج دیجیے تاکہ یہ وہاں آپ کے لیے دعوت دیں۔ محمد نے ان دونوں کو شام روانہ کیا جب رزام موسیٰ کو لے کر شام روانہ ہو گیا تو اب محمد پر یہ بات کھلی کہ قسری نے ابو جعفر سے اس کے معاملہ میں کچھ خط و کتابت کی ہے۔ محمد نے اسے مع اس کے چند ہمراہیوں کے ابن ہشام کے گھر میں جو نماز جنازے کی جگہ کے سامنے واقع تھا اور ان دنوں خرج النخصی کی ملکیت میں تھا قید کر دیا۔ رزام موسیٰ کو لے کر شام آیا اور وہاں اس کو بے خبر چھوڑ کر ابو جعفر کے پاس چلا گیا۔

موسیٰ بن عبداللہ کا محمد بن عبداللہ کے نام خط:

موسیٰ نے محمد کو لکھا کہ یہاں لوگوں کی حالت یہ ہے کہ سب سے بہتر بات جو یہاں مجھ سے کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جنگ کے مصائب سے ہم سخت پریشان ہیں اور ہم میں اب اس کی قطعاً جرأت یا ہمت نہیں آپ کی دعوت کے لیے نہ یہاں گنجائش ہے اور نہ ہمیں اس کی ضرورت بلکہ اہل شام کی ایک جماعت نے تو حلفیہ اس بات کو کہا کہ اگر ایک شب دروز بھی ہم نے یہاں اور بسر کی تو وہ ہماری شکایت کر دیں گے اور ہمارا پتہ بتا دیں گے میں نے یہ خط تو آپ کو لکھ دیا ہے مگر اب میں روپوش ہوں اور مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ موسیٰ رزام اور عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمن بن المورایک جماعت کے ساتھ شام روانہ ہوئے یہ تیما پہنچے تھے کہ رزام زاد راہ کے خریدنے کے بہانے اس جماعت سے پیچھے رہ گیا اور عراق چل دیا موسیٰ اور اس کے ساتھی وہیں سے مدینہ آ گئے۔

موسیٰ بن عبداللہ کی گرفتاری:

عینی بیان کرتا ہے کہ خود مجھ سے موسیٰ بن عبداللہ نے بغداد میں اور رزام نے ساتھ ہی ساتھ یہ بات بیان کی کہ محمد نے مجھے اور رزام کو چھ دوسرے اشخاص کے ساتھ اس غرض سے شام بھیجا کہ ہم ان کے لیے دعوت دیں۔ جب ہم دومۃ الجندل پہنچے تو ہمیں سخت گرمی معلوم ہوئی ہم اپنے کجاووں سے اتر کر ایک تالاب میں نہانے لگے اس وقت رزام اپنی تلوار نیام سے کھینچ کر میرے سر پر آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ موسیٰ اگر میں تم کو قتل کر کے تمہارا سر ابو جعفر کو لے جا کر دوں تو جس قدر عزت و منزلت اس کے پاس میری اب ہوگی اور کسی کی نہ ہوگی۔ میں نے کہا ابو قیس تمہاری مذاق کی عادت نہیں چھوٹی، اللہ تم کو معاف کرے اپنی تلوار نیام میں رکھ لو۔ چنانچہ اس نے اپنی تلوار نیام میں کی اور اب ہم سب سوار ہو گئے، عینی کہتا ہے کہ شام پہنچنے سے پہلے موسیٰ اور عثمان بن محمد بصرہ آ گئے یہاں ان کی مجبوری کر دی گئی اور وہ گرفتار کر لیے گئے۔

نافع بن ثابت اور محمد بن عبداللہ:

عبداللہ بن نافع الاکبر راوی ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے کے بعد میرے والد نافع بن ثابت اس کے پاس نہیں گئے، محمد نے ان کو بلا بھیجا۔ یہ قصر مروان میں اس سے آ کر ملے محمد نے کہا اے ابو عبداللہ تم میرے پاس نہیں آئے انھوں نے کہا میں تمہارا ساتھ دینے کے لیے آمادہ نہیں ہوں محمد نے بہت اصرار کیا اور کہا کہ کم از کم تم ہتھیار ہی لگا لو تاکہ دوسرے لوگ تم کو مسلح دیکھ کر میری حمایت کے لیے آمادہ ہو جائیں انھوں نے کہا سنو جی! تم کو کامیابی نہ ہوگی تم نے ایسی جگہ خروج کیا ہے جہاں نہ دولت ہے نہ آدمی نہ ضروریات زندگی اور نہ ہتھیار نہ میں خود تمہارے ساتھ ہو کر اپنی جان دینا چاہتا ہوں اور نہ اپنی زندگی کے خلاف اعانت کرنا چاہتا ہوں محمد نے کہا اس گفتگو کے بعد مجھے آپ سے کوئی بات کہنا باقی نہیں، آپ جائیں، یہ محمد کے قتل ہونے تک برابر نماز کے لیے مسجد جاتے رہے جس روز محمد مارا گیا ہے اس روز مسجد نبوی میں صرف ایک نمازی یہی نافع تھے۔

امارت مکہ پر حسن بن معاویہ کا تقرر:

خروج کے بعد محمد نے حسن بن معاویہ کو مکے کا عامل بنا کر رکے روانہ کیا اس کے ہمراہ آل ابولہب میں سے ایک شخص عباس بن القاسم بھی تھا جب تک وہ مکے کے قریب نہ جا پہنچے سری ابن عبداللہ کو ان کے آنے کی کچھ خبر نہ ہوئی اب یہ ان کے مقابلہ کے لیے بڑھا ان کے سامنے پہنچ کر اس کے مولیٰ نے اس سے پوچھا کہ وہ اب کیا رائے ہے اس نے کہا اللہ کا نام لے کر پسپا ہو جاؤ اور سب ہیر میموں پر اکٹھا ہو چنانچہ وہ خود پسپا ہو گئے حسن بن معاویہ مکے میں داخل ہو گیا حسین بن صخر آل اوس کا ایک شخص اسی رات ابو جعفر کے ارادے سے روانہ ہوا اس نے نو شانہ روز منزلیں طے کر کے ابو جعفر کو اس بغاوت کی اطلاع دی ابو جعفر نے کہا ان باتوں سے کیا ہوتا ہے کہیں تیروں سے پہاڑ پھنسا کرتے ہیں اس شخص کو انھوں نے تین سو درہم انعام دیئے۔

محمد بن عبداللہ کی حسن بن معاویہ کو ہدایات:

جب محمد حسن بن معاویہ کو مکے کا عامل بنا کر بھیجے لگا تو حسن نے اس سے پوچھا کہ اگر ہماری سری کی فوج سے لڑائی ہو جائے تو سری کے متعلق آپ کیا ہدایت کرتے ہیں؟ محمد نے کہا سری ہمیشہ ان کا روائیوں کو جو ہمارے خلاف ہوتی رہی ہیں ناپسند کرتا رہا ہے نیز وہ ابو جعفر کی حرکات کو بھی ناپسند کرتا تھا اس لیے اگر تم اس پر قابو پا جاؤ تو نہ اسے قتل کرنا اور نہ اس کے متعلقین کو چھیڑنا اور نہ اس کی

کسی چیز پر قبضہ کرنا اگر وہ خود مقابلہ سے کنارہ کش ہو تو تم اس کا قطعی تعاقب نہ کرنا۔ حسن ان ہدایات کو سن کر کہنے لگا کہ مجھے یہ خیال نہ تھا کہ بنی عباس رضی اللہ عنہم کے کسی آدمی کے متعلق آپ کی یہ رائے ہوگی محمد نے کہا ہاں تمہارا خیال درست ہے مگر سری ہمیشہ ابو جعفر کی حرکتوں کو بری نظروں سے دیکھتا تھا۔

سری بن عبداللہ کی مدافعت کا رروائی:

عمر بن ارشد غنچ کا مولیٰ راوی ہے کہ میں مکے میں تھا ظاہر ہونے کے بعد محمد نے حسن بن معاویہ قاسم بن اسحاق محمد بن عبداللہ بن عتبہ کو جو ابو جبرہ کے نام سے مشہور تھا مکے بھیجا حسن بن معاویہ ان سب کا سپہ سالار تھا سری بن عبداللہ نے اپنے کاتب مسکین بن ہلال کو ہزار آدمیوں کے ساتھ اپنے مولیٰ مسکین بن نافع کو ایک ہزار کے ساتھ اور اہل مکہ میں سے ایک شخص ابن فرس نام کو جو بہت ہی دلاور تھا سات سو کی جمعیت کے ساتھ حملہ آوروں کے مقابلہ کے لیے بھیجا سری نے ابن فرس کو پانچ سو دینار بھی دیئے یطین اذ اخر میں دونوں گھاٹیوں کے درمیان اس گھاٹی پر جو ذی طوی کی طرف اترتی ہے اور جہاں سے رسول اللہ ﷺ مع اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مکہ پر آ گئے تھے اور جو حرم میں داخل ہے۔

سری بن عبداللہ کی ابن معاویہ کو مشروط پیش کش:

دونوں حریف ایک دوسرے کے مد مقابل ہوئے پہلے نامہ و پیام شروع ہوا۔ حسن نے سری سے کہلا بھیجا چونکہ ہمارے لیے یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ کے حرم میں خون ریزی کریں اس وجہ سے مناسب یہ ہے کہ تم مکے کو ہمارے لیے خالی کر دو اور مزاحمت نہ کرو نیز ان دونوں وکیلوں نے جو سری کے پاس آئے تھے حلفیہ اس بات کو بیان کیا کہ یہ بات ہم اس لیے کہہ رہے ہیں کہ ابو جعفر کا انتقال ہو چکا ہے اس کے جواب میں سری نے بھی انہیں کی طرح حلف اٹھا کر کہا کہ ابھی صرف چار راتیں گزری ہیں کہ امیر المومنین کے پاس سے میرے پاس قاصد آیا تھا تم مجھے چار راتوں کی مہلت دو میں دوسرے پیامبر کا انتظار کرتا ہوں اور اس اثناء میں تم کو اور تمہارے سواری کے جانوروں کو سامان خوراک بہم پہنچاؤں گا اگر اس کے بعد تمہاری بات سچ ثابت ہوئی تو میں مکے کو تمہارے حوالے کر دوں گا اور اگر غلط ہوئی تو پھر میں تمہارے خلاف پوری جدوجہد کروں گا یہاں تک کہ تم مجھ پر غالب آ جاؤ یا میں تم پر غالب آ جاؤں۔

حسن بن معاویہ اور سری بن عبداللہ کی جنگ:

مگر حسن نے یہ بات منظور نہیں کی اور کہا بغیر لڑے ہم یہاں سے نہیں ٹلیں گے اس کے ہمراہ ستر پیدل اور سات سو سوار تھے۔ جب حریف کے بالکل نزدیک پہنچ گئے تو حسن نے ان سے کہا کہ جب تک بگل نہ بجے تم میں سے کوئی آگے نہ بڑھے اور بگل بجتے ہی سب مل کر حملہ کرنا چنانچہ جب ہم نے ان پر دھاوا کرنے کی تیاری کی اور حسن کو یہ اندیشہ ہوا کہ اب اسے اور اس کی فوج کو چاروں طرف سے گھیر لیا جائے گا اس نے بچی کو حکم دیا کہ وہ حملہ کے لیے اجازت دے چنانچہ جب حملہ کا بگل بجا تو اب سب نے ہم پر یک جان ہو کر حملہ کیا سری کی فوج پسپا ہوئی اور ان کے سات آدمی مارے گئے۔

سری بن عبداللہ کی شکست:

سری اپنے چند ساتھی شہسواروں کو لے کر جو گھائی کے عقب میں متعین تھے اور جن میں کچھ آدمی قریش کے بھی تھے حسن کی

فوج پر نمودار ہوا یہ وہ جماعت تھی جسے وہ خود اپنے ساتھ لے کر نکلا تھا اور ان سے اپنی امداد کا عہد لے لیا تھا، سری کو دوسری پسپا ہونے والی جماعت کو دیکھ کر ان قریشیوں نے کہا کہ اب ہم لڑ کر کیا کریں تمہاری فوج تو پسپا ہو گئی۔ سری نے کہا ابھی جلدی مت کرو پہاڑوں میں ہماری سوار اور پیدل فوج جو جمع ہے اسے آ جانے دو اس سے کہا گیا کہ وہاں اب کوئی نہیں رہا۔ یہ سن کر اس نے کہا تو اچھا اب اللہ کا نام لے کر پسپا ہو جاؤ چنانچہ اب تمام فوج پسپا ہو کر سرکاری محل میں در آئی اس نے ہتھیار اتار پھینکے اور سپاہی ابو رزام کے گھر کی دیوار پر چڑھ کر اس کے گھر میں اتر آئے اور وہیں چھپے رہے، حسن بن معاویہ نے مسجد الحرام میں داخل ہو کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اس میں ابو جعفر کی موت کی خبر بیان کی اور محمد کے لیے دعوت دی۔

ایک دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ جب حسن کے مکہ پر قبضہ کرنے اور سری کے بھاگنے کی خبر ابو جعفر کو ہوئی تو کہنے لگے ابن ابی العقیل پر سخت ہے۔

سری بن عبد اللہ کا حسن بن معاویہ سے حسن سلوک:

ابن ابی مساور بن عبد اللہ بن مساور مولیٰ بن نائلہ جو بنی عبد اللہ بن مخیص کے خاندان سے تھا، راوی ہے میں سری بن عبد اللہ کے ہمراہ مکہ میں تھا محمد کے خروج سے پہلے حسن بن معاویہ سری کے پاس آیا وہ ان دنوں طائف میں تھا اور اس کی طرف سے ابن سراقہ جو عدی بن کعب کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا مکہ پر اس کا قائم مقام تھا عقبہ بن خدّاش اللہی نے حسن بن معاویہ پر اپنے قرضہ کی ادائیگی کا دعویٰ پیش کیا اور حسن کو قید کر لیا سری نے ابن ابی خدّاش کو لکھا کہ تم نے ابن معاویہ کو گرفتار کرنے میں غلطی کی ہے اور اس کا نتیجہ خود تمہارے لیے اچھا نہ ہوگا کیونکہ تم کو وہ رقم اس کے بھائی سے وصول ہو چکی ہے نیز سری نے ابن سراقہ کو حکم بھیجا کہ وہ ابن معاویہ کو رہا کر دے اور حسن بن معاویہ کو لکھا کہ تم میرے آنے تک ٹھہرو میں خود آ کر اس معاملہ کا تصفیہ کروں گا اسی اثناء میں محمد ظاہر ہو گیا اور حسن بن معاویہ مکہ کا عامل مقرر ہو کر چلا لوگوں نے سری سے کہا کہ یہ ابن معاویہ ہے جو تمہارے مقابلہ پر آ رہا ہے سری کہنے لگا کر یہ ہرگز میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گا کیونکہ جو احسان میں نے اس پر کیا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اسی طرح اہل مدینہ بھی میرے خلاف کیوں خروج کرنے لگے۔ مدینہ میں کوئی گھرا یا نہیں ہے کہ میں نے اس کے ساتھ احسان نہ کیا ہو مگر جب اس سے کہا گیا کہ آپ کس ہوا میں ہیں وہ تو کئے پہنچ گیا ہے تو اب سری طائف سے کئے آیا۔

ابن جریج کا حسن بن معاویہ کو مشورہ:

ابن جریج حسن بن معاویہ سے آ کر ملا اور اس سے کہا کہ تم ہرگز مکہ نہیں پہنچ سکتے تمام اہل مکہ سری کے ساتھ ہیں کیا وہ اس بات کو گوارا کریں گے کہ تم قریش پر غلبہ پا کر بیت اللہ پر قبضہ کر لو؟ حسن نے کہا اسے جلا ہے کیا تو مجھے اہل مکہ سے ڈراتا ہے۔ بخدا میں آج رات مکہ میں بسر کروں گا یا اس سے پہلے اپنی جان دے دوں گا۔

سری بن عبد اللہ کی روپوشی:

اب وہ اپنی جماعت کو لے کر پکا سری اس کے مقابلہ کے لیے آیا۔ مقام فح پر مقابلہ شروع ہوا حسن کی فوج کے ایک شخص نے مسکین بن ہلال سری کے میرنشی کے سر پر ایک ایسی ضرب لگائی جس سے وہ چکر کھا کر گر پڑا، سری اور اس کی فوج پسپا ہو کر کئے آئی خاندان عبد الدار کے ایک شخص ابو رزام نے اور پھر بنی شیبہ کے ایک شخص نے سری پر پکڑے اڑھا کر اپنے گھر میں چھپا لیا اور حسن کے

میں داخل ہو گیا، اس نے چند روز مکہ میں قیام کیا تھا کہ محمد کا خط اس کے پاس آیا جس میں اسے فوراً مدینہ آنے کی ہدایت لکھی تھی۔
حسن بن معاویہ کا مکہ پر قبضہ:

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب حسن اور قاسم نے مکہ پر قبضہ کر لیا تو انھوں نے تمام جنگی ضروریات کثیر مقدار میں مہیا کیں اور ایک بڑی جماعت تیار کر کے دونوں محمد کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوئے، تاکہ عیسیٰ بن موسیٰ کے خلاف اس کی مدد کریں انھوں نے ایک انصاری کو مکہ پر اپنا قائم مقام بنادیا۔ اور جب قدید پہنچے تو انھیں محمد کے قتل ہونے کی خبر معلوم ہوئی اس خبر کے مشہور ہونے ہی تمام لوگ ان کا ساتھ چھوڑ کر اپنے اپنے راستے ہو لیے حسن نے بسقہ کی راہ اختیار کی جو ریگستان عرب میں ایک نہایت ہی گرم مقام ہے اور بسقہ قدید کے نام سے مشہور ہے اور پھر وہ ابراہیم سے جا ملا اور ابراہیم کے قتل ہونے تک بصرے میں مقیم رہا۔ قاسم بن اسحق بھی ابراہیم کے ارادے سے چلا، علاقہ ندک کے مقام بدیع پہنچ کر اسے ابراہیم کے قتل کی اطلاع مل گئی۔ یہ مدینہ پلٹ آیا اور جب تک عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن جعفر کی پوتی نے جو عیسیٰ بن موسیٰ کی بیوی تھی اس کے اور اس کے بھائیوں کے لیے امان نہ لے لی وہ روپوش رہا۔ بعد میں بنو معاویہ نے اس سے رشتہ مناکحت قائم کیا اور اب قاسم ظاہر ہو گیا۔

حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی:

عمر بن راشد غنچ کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب حسن بن معاویہ نے سری پر فتح پائی تو یہ تھوڑے ہی دن کے میں قیام کرنے پایا تھا کہ محمد کا خط اس کے نام آیا جس میں اسے ہدایت کی تھی کہ تم فوراً میرے پاس چلے آؤ اور لکھا تھا کہ چونکہ عیسیٰ مدینہ کے قریب پہنچ گیا ہے اس لیے تم ممکنہ عجلت کے ساتھ میرے پاس پہنچ جاؤ، یہ دو شنبہ کے دن شدید بارش میں مکہ سے روانہ ہوا (ارباب سیر کا خیال ہے کہ اسی دن محمد قتل ہو چکا تھا) انج میں جو بنی خزاعہ کا تالاب ہے اور عسفان اور قدید کے درمیان واقع ہے۔ عیسیٰ بن موسیٰ کے ڈاک کے ہر کاروں کے ذریعہ اسے محمد کے قتل ہونے کی خبر ہو گئی اور یہ اور اس کے ساتھی بھاگ نکلے۔

ابراہیم کے خروج کی محمد بن عبد اللہ کو اطلاع:

ابو سیار کہتا ہے کہ میں محمد بن عبد اللہ کا حاجب تھا رات کے وقت ایک شتر سوار میرے پاس آیا اس نے کہا میں ابراہیم سے آیا ہوں اور ابراہیم نے خروج کر کے بصرہ پر قبضہ کر لیا ہے میں قصر مروان آ کر اس کمرے میں آیا جہاں محمد شب باش تھا میں نے دروازے پر دستک دی اس نے بہت بلند آواز سے پوچھا کون ہے میں نے کہا ابو سیار ہوں اس نے لاجول پڑھا اور کہا اے خداوند! میں رات میں آنے والوں کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ البتہ اس صورت میں کہ وہ کوئی خیر کی خبر لائے ہوں۔ اس نے پوچھا خیر ہے میں نے کہا جی ہاں خیر ہے۔ اس نے پوچھا کیا بات ہے میں نے کہا ابراہیم نے بصرہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ محمد کی یہ عادت تھی کہ نماز صبح و مغرب کے بعد ان کا ایک نقیب تمام نمازیوں سے درخواست کرتا تھا کہ وہ اپنے بصرے کے بھائیوں اور حسن بن معاویہ کی کامیابی کے لیے دعا مانگیں۔

ابو عمرو شامی کی محمد بن عبد اللہ کے متعلق رائے:

عیسیٰ کہتا ہے کہ ایک شامی ہمارے گھر آ کر مقیم ہوا ابو عمرو اس کی کنیت تھی میرے باپ نے اس سے پوچھا کہ تم نے محمد کو کیسا پایا

اس نے کہا کہ میں ان سے ملوں تو معلوم ہو پھر تم سے بیان کروں گا اس کے کچھ روز کے بعد میرے باپ پھر اس سے ملے اور محمد کو پوچھا اس نے کہا کہ ان میں تمام خوبیاں موجود ہیں مگر ان کا موناپا ان کی کمزوری ہے کیونکہ جنگجو آدمی اس قدر مونانہیں ہوتا اس کے بعد انھوں نے بھی اس کی بیعت کی اور اس کے ساتھ جنگ میں شریک رہے عبداللہ بن محمد بن مسلم ابن البواب منصور کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ ابو جعفر نے اعمش کے نام ایک خط محمد کی طرف سے لکھ بھیجا جس میں اسے ایڑ رت کی دعوت دی خط کو پڑھ کر اعمش نے کہا۔ اے بنی ہاشم! ہم نے تم کو مٹولا تو معلوم ہوا کہ تم لڑنا دنیا کو محبوب رکھتے ہو، قاصد نے ابو جعفر سے آ کر واقعہ سنایا اسی جملہ کو سن کر ابو جعفر کہنے لگے کہ بے شک یہ اعمش کا کلام ہے۔

ابراہیم بن عبداللہ کی روانگی بصرہ:

محمد بن عمر بیان کرتا ہے کہ جب محمد بن عبداللہ نے مدینہ پر قبضہ کر لیا اور ہمیں اس کی اطلاع ہوئی تو ہم نے بھی خروج کیا میں اس وقت بالکل عفتوان شباب میں تھا پندرہ سال کا سن تھا ہم اس کے پاس آئے اور بہت سے لوگ وہاں جمع تھے کسی کو اس کے پاس آنے کی روک ٹوک نہ تھی میں نے قریب پہنچ کر اسے غور سے دیکھا وہ گھوڑے پر سوار سفید چکن کی قمیص پہنے تھا سفید ہی عمامہ زیب سر تھا اس کا سینہ اندر گھسا ہوا تھا چہرے پر چچک کے داغ تھے۔ اس نے پھر اپنے سرداروں کو مکے بھیجا اور انھوں نے اس کے لیے مکے پر قبضہ کر لیا اور سفید جھنڈا بلند کر لیا۔ اس نے اپنے بھائی ابراہیم بن عبداللہ کو بصرہ بھیجا اس نے بصرہ پر قبضہ کر لیا اور اہل بصرہ نے بھی اس کی تائید میں سفید جھنڈا بلند کیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی مدینہ:

امیر المومنین ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد کے مقابلہ پر بھیجنے کا تصفیہ کر لیا اور کہنے لگے کہ مجھے اس کی پروا نہیں کہ ان میں سے کون اپنے حریف کو قتل کر دیتا ہے دونوں طرح میرا فائدہ ہے۔ چار ہزار باقاعدہ فوج اس کے ساتھ کی نیز محمد بن ابی العباس امیر المومنین کو اس کے ساتھ کر دیا۔

جب ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو روانہ ہونے کا حکم دیا تو اس نے ابو جعفر سے کہا کہ آپ اپنے چچاؤں سے بھی اس امر میں مشورہ لے لیجیے۔ ابو جعفر نے کہا تم جانتے ہی ہو بخدا! اس کے پیش نظر صرف میں ہوں یا تم ہو۔ اب یا تم اس کے مقابلہ پر جاؤ یا میں جاؤں۔ اس واقعہ کا راوی زید مسیع کا مولیٰ کہتا ہے کہ عیسیٰ عراق سے چل کر ہم پر آ گیا ہم اس وقت مدینہ میں تھے۔

جعفر بن حظلہ کی محمد بن عبداللہ کے خروج پر پیشگوئی:

عبدالملک بن شیبان راوی ہے ابو جعفر نے جعفر بن حظلہ البہرائی کو جو مبروص، طویل القامت جنگی معاملات کا سب سے بڑھ کر عالم تھا اور مروان کے ہمراہ اس کی جنگوں میں شریک ہو چکا تھا بلایا اور پوچھا کہ محمد نے خروج کر دیا ہے تمہاری کیا رائے ہے اس نے پوچھا محمد نے کس جگہ خروج کیا ہے ابو جعفر نے کہا مدینہ میں، جعفر نے کہا تو اب تم اللہ کا شکر ادا کرو۔ وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اس نے ایسی جگہ خروج کیا ہے جہاں نہ دولت ہے نہ آدمی ہیں نہ ہتھیار اور نہ سامان خوراک ہے تم اپنے کسی بھی مولیٰ کو بھیج دو کہ وہ وادی القریٰ پر جا کر مورچہ زن ہو جائے اور شام سے آنے والی رسد کو روک دے اس طرح وہ بغیر لڑائی کے اپنے مکان ہی میں بھوک سے ہلاک ہو جائے گا ابو جعفر نے اس مشورہ پر عمل کیا۔

کثیر بن حصین کا فید میں قیام:

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو جعفر نے کثیر بن حصین العبدی کو عیسیٰ کے آگے بھیج دیا تھا اس نے فید میں اپنی چھاؤنی ڈال دی اور اس کے گرد ایک خندق بنائی۔ جب عیسیٰ یہاں آیا تو پھر یہ بھی اس کے ساتھ مدینہ ہولیا، عبداللہ بن راشد اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس خندق کو دیکھا تھا یہ بہت مدت تک باقی تھی عرصہ کے بعد وہ پٹ گئی اور مٹ گئی۔

ابو جعفر کی عیسیٰ بن موسیٰ کو ہدایت:

ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ سے یہ بھی کہا کہ تم ابو العسکر سمع بن محمد بن شیبانی بن مالک بن سمع کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ کیونکہ اس کے اثر کا یہ جال ہے کہ میں نے دیکھا کہ اس نے سعید بن عمرو بن جعدہ بن ہبیرہ کو مروان کے داعی اہل بصرہ سے بچا لیا حالانکہ وہ رسالہ لے کر اس پر چڑھ آئے تھے۔

ابو العسکر اور مسعودی کی عیسیٰ بن موسیٰ سے علیحدگی:

سعید اس وقت ابو العسکر کے پاس تھا جو ہڈی کا گودا مصری کے ساتھ ملا کر کھارہا تھا عیسیٰ نے اسے اپنے ساتھ لے لیا جب یہ بطن نخل پہنچا تو ابو العسکر اور مسعودی بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن مسعودی کا ساتھ چھوڑ کر وہیں ٹھہر گئے، یہاں تک کہ محمد مارا گیا اور ابو جعفر کو اس کی اطلاع ملی تو انھوں نے عیسیٰ سے کہا کہ تم نے وہیں اس کو قتل کر دیا ہوتا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد بن عبد اللہ کے متعلق ہدایت:

عیسیٰ بن موسیٰ کو رخصت کرتے وقت ابو جعفر نے اپنے دونوں پہلوؤں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں تم کو اس کی طرف بھیج رہا ہوں جو میرے ان دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے اگر تم محمد کو زندہ پکڑ سکو تو اپنی تلوار نیام میں کرنا اور امان دے دینا۔ اگر وہ روپوش ہو جائے تو اہل مدینہ کو اس کی حاضری کا ضامن بنانا کیونکہ وہ اس کی آمد و رفت سے واقف ہیں چنانچہ مدینہ آ کر عیسیٰ نے ایسا ہی کیا۔

امیر مقدمہ الحجیش حمید بن قحطبہ:

ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بنی ہاشم کو جب محمد بن عبد اللہ کے مقابلہ کے لیے مدینہ بھیجا تو اس کے ساتھ محمد بن ابی العباس امیر المومنین اور نیز بعض دوسرے خراسانی سرداروں کو بھی کر دیا اور ان سرداروں کی فوجیں بھی ساتھ کیں، عیسیٰ بن موسیٰ کے مقدمہ الحجیش پر حمید بن قحطبہ سردار تھا۔ اس فوج کے ساتھ گھوڑے، خچر، اسلحہ اور سامان خوراک اور رسد اتنی کافی مقدار میں تھا کہ انھیں اثنائے راہ میں کسی جگہ منزل کرنے کی ضرورت نہ پڑی نیز اس کے ہمراہ ابو جعفر نے ابن ابی الکرام الجعفری کو بھیج دیا۔ یہ ابو جعفر کے مصاحبین میں تھا یہ بنی العباس کی طرف مائل تھا ابو جعفر کو اس پر پورا بھروسہ تھا اسی وجہ سے انہوں نے اسے بھی عیسیٰ کے ساتھ کر دیا۔

ابوزیاد کی دولت کی ضبطی:

ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو لکھا کہ آل ابی طالب میں سے جو شخص تم سے ملے آئے تم اس کا نام مجھے لکھ بھیجو اور جو نہ آئے اس کی املاک ضبط کر لو چنانچہ ابوزیاد کا روپیہ ضبط کر لیا گیا اس اثناء میں جعفر بن محمد اس سے ملے نہیں آیا اور جب ابو جعفر مدینہ آئے تو اس

نے ان سے گفتگو کی اور اپنا رویہ طلب کیا ابو جعفر کہنے لگے تمہارے مہدی نے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔
عیسیٰ بن موسیٰ کے اہل مدینہ کے نام خطوط:

فید بنج کر عیسیٰ نے حریر کے پارچوں پر کئی خط اہل مدینہ کے نام لکھے ان میں عبدالعزیز بن عبدالمطلب الحزونی اور عبید اللہ بن محمد بن صفوان الجمعی بھی تھے جب عیسیٰ کے خط مدینہ آئے تو بہت سے عمائد محمد کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے انہیں میں عبدالعزیز بن المطلب بھی تھا اسے گرفتار کر کے پھر محمد کے پاس لایا گیا یہ چندے قیام کر کے پھر چلا گیا دوبارہ پکڑا لیا گیا چونکہ اس کے بھائی علی بن المطلب کا محمد پر بہت اثر تھا اس نے محمد سے اس کی سفارش کی اور اب محمد نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا۔

عیسیٰ کہتا ہے کہ عیسیٰ بن محمد نے زرد حریر کے پارچہ پر خط لکھ کر میرے باپ کے پاس بھیجا ایک اعرابی خط کو اپنے جوتے کے تلے میں چھپا کر ہمارے گھر لایا۔ میں نے اسے اپنے مکان میں بیٹھا ہوا دیکھا تھا میں اس وقت کم سن تھا وہ خط اس نے میرے باپ کو دیا اس میں لکھا تھا۔ محمد نے ایسی شے کو لینا چاہا جو اللہ نے اسے نہیں دی اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے:

﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

”کہو اے بارالہ تو ملک کا مالک ہے جس کو تو چاہتا ہے حکومت عطا کرتا ہے جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ تیرے ہی یہ قدرت میں بھلائی ہے کیونکہ تو ہر شے پر قادر ہے۔“

تم بغیر انتظار کیے فوراً اس شخص سے نکل جاؤ اور اپنی قوم والوں کو بھی مدینہ سے خروج کی دعوت دو اور ان کو لے کر چلے آؤ۔
عمر بن محمد اور ابو عقیل کی مدینہ سے روانگی:

چنانچہ وہ مع عمر بن محمد بن عمر اور ابو عقیل محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عقیل کے مدینہ سے نکل گئے انھوں نے افسس حسن بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ساتھ چلنے کے لیے آگاہ کیا اس نے نہ مانا اور وہ محمد کے ہمراہ مدینہ میں جمار ہا محمد سے جب ان کے خروج کا ذکر کیا گیا اس نے تمام اونٹوں پر قبضہ کر لیا عمر بن محمد نے اس سے آکر کہا کہ تم تو عدل کی دعوت دیتے ہو اور ظلم و غضب کے مٹانے کے لیے اٹھے ہو میرے اونٹوں نے کیا تصور کیا ہے جو ان کو پکڑا جا رہا ہے میں نے تو ان کو اس غرض سے تیار کیا ہے کہ ان پر سوار ہو کر حج کروں یا عمرہ ادا کروں محمد نے وہ اونٹ اسے واپس دے دیئے اور یہ اسی شب مدینہ سے نکل کر چار یا پانچ منزل پر عیسیٰ سے جا ملے۔

ابو جعفر منصور کے عمائد مدینہ کے نام خطوط:

خود ابو جعفر نے متعدد خطوط قریش اور دوسرے عمائد کے نام لکھ کر عیسیٰ کو دے دیئے تھے اور ہدایت کر دی تھی کہ مدینہ کے قریب پہنچ کر یہ خطوط ان لوگوں کو پہنچا دینا۔ چنانچہ عیسیٰ نے اس ہدایت پر عمل کیا محمد کے پہرہ داروں نے قاصد اور خط گرفتار کیے ان میں ایک خط ابراہیم بن طلحہ بن عمر بن عبید اللہ بن معمر اور قریش کے دوسرے عمائد کے نام تھا محمد نے ابن عمر اور ابو بکر بن ابی بکر کے علاوہ ان سب لوگوں کو جن کے نام خط آئے تھے گرفتار کر کے ابن ہشام کے مکان واقع مصلیٰ میں قید کر دیا۔

ایوب بن عمر کی روایت:

اس بیان کا ناقل ایوب بن عمر اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ محمد نے مجھے اور میرے بھائی کو گرفتار کر کے اپنے پاس بلایا اور ہمیں تین تین سو کوڑے مارے گئے جب وہ مجھے مار رہا تھا اور وہ کہتا جاتا تھا کہ تو نے مجھے قتل کرنا چاہا تھا میں نے کہا میں نے اس وقت تم کو چھوڑ دیا تھا جب کہ تم پہاڑوں اور ان ہی خیموں میں چھپتے پھرتے تھے جب مدینہ پر تمہارا قبضہ ہو گیا اور تمہاری حکومت پائیدار ہو گئی تو میں تمہاری حمایت میں کھڑا ہوا اب میں کس کے بھروسہ پر کھڑا ہوں اپنی طاقت کے بھروسہ پر اپنی دولت کے بھروسہ پر یا اپنے خاندان کے بل پر۔

اس کے بعد اس نے ہم کو قید کر دینے کا حکم دیا اور ہمیں بھاری بھاری بیڑیاں اور ہتھکڑیاں پہنائی گئیں جن کا وزن اسی رطل تھا۔ محمد بن عجلان نے محمد سے جا کر کہا کہ میں نے ان دونوں شخصوں کو نہایت شدید مار ماری ہے اور ان کو اتنی بیڑیاں پہنا دی ہیں کہ وہ نماز نہیں پڑھ سکتے، عیسیٰ کے مدینہ میں داخل ہونے تک یہ دونوں قید رہے۔

محمد بن عبداللہ کی مجلس مشاورت:

عبدالحمید بن جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم بیان کرتا ہے کہ جب عیسیٰ مدینہ کے قریب آ گیا ان دنوں ایک رات میں محمد کے پاس بیٹھا ہوا تھا محمد نے اپنے دوستوں سے کہا کہ مجھے مشورہ دو کہ آیا اس وقت خروج کروں یا یہیں ٹھہرا ہوں اس معاملہ پر اختلاف رائے ہونے لگا محمد نے میری طرف متوجہ ہو کر مجھ سے کہا اے ابو جعفر! تم اپنی رائے بیان کرو میں نے کہا کیا آپ اس بات سے واقف نہیں ہیں کہ آپ اس شہر میں ہیں جہاں گھوڑے، سامان خوراک اور ہتھیار بہت ہی کم ہیں اور جہاں کے باشندے سب سے زیادہ کمزور واقع ہوئے ہیں محمد نے کہا بے شک میں اس حالت سے واقف ہوں میں نے کہا اور آپ اس بات سے واقف ہوں گے کہ آپ اس ملک کے مقابل ہیں جہاں کے باشندے بڑے کڑوے اور جہاں اسلحہ اور روپیہ کی افراط ہے اس نے کہا ہاں میں اسے جانتا ہوں۔ میں نے کہا ان حالات میں مناسب یہ ہے کہ آپ اپنی جماعت کو لے کر مصر چلے جائیں وہاں کوئی آپ کے معاملہ میں مخالفت نہ کرے گا اور وہاں سے پھر آپ اپنے حریف کا اسی ساز و سامان اسلحہ اور آدمیوں کے ساتھ مقابلہ کر سکیں گے جو وہ آپ کے مقابل میدان کارزار میں لائے گا۔ اس پر خنبن بن عبداللہ نے بلند آواز سے کہا میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں آپ مدینہ سے ہرگز باہر نہ جائیں پھر اس نے محمد سے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کی ”میں نے اپنے تئیں ایک مضبوط زرہ پہنے ہوئے دیکھا اور اس کی تعبیر میں نے یہ لی ہے کہ وہ مضبوط زرہ مدینہ ہے۔“

محمد بن عبداللہ سے قیسی قبائل کی برہمی:

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد اہل مدینہ اور اس کے مضافات کے باشندے اس کے ساتھ ہو گئے، قبائل عرب میں سے جھینہ، مزینہ، سلیم بنو بکر، اسلم اور غفار بھی اس کے ساتھ تھے مگر محمد بنی جھینہ کو سب سے مقدم رکھتا تھا اسی وجہ سے قیسی قبائل برہم ہو گئے۔

جابر بن انس کی خندق بنانے کی مخالفت:

عبداللہ بن معروف جو اس ہنگامہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ تمام بنو سلیم اپنے سرداروں کے ساتھ محمد کے پاس آئے ان کے وکیل خطیب جابر بن انس الریاحی نے محمد سے کہا آپ کے نانہالی رشتہ دار اور آپ کے ہمسایہ ہیں ہمارے پاس ہتھیار اور سواری

کے جانور کثرت سے ہیں۔ بدو اسلام میں تمام حجاز میں سب سے زیادہ رسالہ بنو سلیم ہی کا تھا اب بھی ہمارے پاس اس قدر سوار ہیں کہ اگر وہ کسی ایک عرب کے پاس ہوں تو تمام بدوی قبائل اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں آپ ہرگز خندق نہ بنائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف اس وقت خندق بنائی جب اللہ نے اس کا انھیں حکم دیا اگر آپ خندق بنالیں گے تو یہ لوگ پوری طرح اپنی جنگی قابلیت کو بروئے کار نہ لاسکیں گے کیونکہ نہ پیدل سپاہ خندق میں بیٹھ کر اچھی طرح لڑ سکتی ہے اور نہ رسالہ خندقوں کی درمیانی گلی کو چوں میں نقل و حرکت کر سکتا ہے۔ علاوہ بریں جس فوج کے مقابلے پر خندق ہوگی اس میں وہ لوگ ہیں جو خندقوں کی آڑ میں اچھی طرح لڑتے ہیں اور جن کے لیے خندق بنائی جائے گی ان کی آڑا نقل و حرکت میں خود وہی خندق رکاوٹیں ڈال دے گی۔

بنی شجاع کا جابر بن انس کی تجویز سے اختلاف:

اس پر بنی شجاع کے ایک شخص نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو خندق بنائی تھی تم یہ چاہتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی رائے کو چھوڑ کر تمہارا مشورہ اختیار کیا جائے اس نے جواب دیا اے شجاع کے بیٹے! تم اور تمہاری جمیعت پر حریف کا مقابلہ سخت دو بھر ہے اس کے مقابلہ میں میری جمیعت اور خود میں ان سے لڑنے کو اس وقت سب سے زیادہ دل سے چاہتا ہوں اس لیے تمہاری رائے اس معاملہ میں کچھ مؤثر نہیں محمد نے کہا خندق کے معاملہ میں ہم نے رسول اللہ ﷺ کی رائے پر عمل کیا ہے اور اس سے کوئی شخص مجھے ہٹا نہیں سکتا میں خندق کو ترک نہیں کرتا۔

مدینہ کے گرد خندق کی کھدائی:

جب محمد کو معلوم ہوا کہ عیسیٰ مدینہ کے قریب آ گیا ہے اس نے رسول اللہ ﷺ کی اس خندق کو جو حضور ﷺ نے جنگ احزاب میں بنائی تھی پھر کھود لیا۔ کھودنے کے وقت خود محمد سفید قبا پہنے اور کمر پٹی لگائے اپنے تمام ساتھیوں کے جلوس کے ساتھ اس خندق پر آیا اس مقام پر پہنچ کر وہ گھوڑے سے اتر پڑا اور سب سے پہلے خود اسی نے کھودنا شروع کیا اور رسول اللہ ﷺ کی بنائی ہوئی خندق کی ایک اینٹ اس سے برآمد کی اور نعرہ تکبیر بلند کیا اس کے ساتھ سب جماعت نے تکبیر کبی لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ کو فتح کی بشارت مبارک ہو۔ یہی آپ کے دادا رسول اللہ ﷺ کی خندق ہے۔

محمد بن عبداللہ کا اپنی جماعت سے خطاب:

جب عیسیٰ مقام اعوص آ گیا تو مدینہ میں محمد نے منبر پر ایک تقریر کی اور اس میں حمد و ثنا کے بعد کہا خدا کا اور تمہارا دشمن عیسیٰ بن ہوی اعوص آ گیا ہے حالانکہ دین کے قیام کا سب سے زیادہ حق مہاجرین اولین اور انصار کی اولاد کا ہے۔

عثمان بن محمد خالد الزبیری جسے ابو جعفر نے قتل کر دیا تھا بیان کرتا ہے کہ محمد کے ساتھ پہلے تو ایسی زبردست جمیعت آمادہ پیکار ہو گئی تھی کہ اس کی نظیر اس سے پہلے میری آنکھ سے نہیں گزری میرا خیال ہے کہ اس وقت ہماری تعداد ایک لاکھ ہوگی عیسیٰ کے قریب آ جانے کے بعد محمد نے ہمارے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں کہا کہ عیسیٰ بڑی زبردست فوج اور تمام ساز و سامان و اسلحہ کے ساتھ قریب آ گیا ہے میں اپنی بیعت کی ذمہ داری سے تم کو آزاد کرتا ہوں اب جس کا جی چاہے وہ میرے ساتھ رہے اور جس کا جی چاہے میرا ساتھ چھوڑ کر چلا جائے اس اذن کا یہ نتیجہ ہوا کہ سب لوگ کھسک گئے اور ایک چھوٹی سی حقیر جماعت اس کے ساتھ رہ گئی۔

اہل مدینہ کی محمد بن عبداللہ سے علیحدگی:

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ایک بہت بڑی جماعت اس کے ساتھ ہو گئی یہ ان سب کو لے کر ایک میدان میں آیا اور یہاں اس نے اس کا ساتھ دینے کے لیے ان سے سخت عہد و پیمان لیے مگر جب سنا کہ عیسیٰ اور حمید بن قحطبہ مقابلہ پر بڑھ رہے ہیں اس نے منبر پر تقریر کی اور کہا کہ میں نے آپ سب کو لڑنے کے لیے اکٹھا کیا تھا اور صبر و ثبات کے لیے راسخ عہد و پیمان لیے تھے۔ اب یہ دشمن زبردست فوج کے ساتھ آپ کے قریب پہنچ گیا ہے۔ مدد صرف اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اسی کے ہاتھ میں ہر شے کی باگ ہے اب مجھے یہ مناسب معلوم ہوا کہ آپ لوگوں کو اجازت دے دوں اور عہد و وعدوں سے بری الذمہ کر دوں اب جو چاہے وہ میرا ساتھ دے اور جھڑپے اور جو چاہے چلا جائے اس اجازت کے بعد ہزار ہا آدمی مدینہ سے نکل گئے جب یہ عریض پہنچے جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے تو یہاں انھیں رجبہ کے سامنے عیسیٰ بن موسیٰ کا مقدمہ لکھیش ملا ان کی پیدل سپاہ ایک ٹنڈی دل معلوم ہوتا تھا ہم بغیر تعرض ان کے پہلو سے گزر گئے اور وہ ہمارے پہلو سے مدینہ کے رخ چلے گئے۔

مدینہ کے بہت سے لوگ اپنے اہل و عیال کو لے کر پہاڑوں کے غاروں اور دروں میں جا چھپے تھے محمد نے ابوالقلمص کو حکم دیا کہ وہ ان سب کو مدینہ لوٹا لائے جس پر اس کی دسترس ہو سکی ان کو وہ واپس لے آیا مگر اکثر پر اس کا قابو نہ چل سکا اور اس نے بھی ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔

محمد بن عبداللہ اور غاخری:

غاخری کہتا ہے کہ محمد نے مجھ سے کہا کہ میں تجھ کو ہتھیار دیتا ہوں اور تو میرے ساتھ ہو کر لڑنا میں نے کہا بہت اچھا آپ مجھے نیزہ دیں گے تو میں اعوص ہی میں ان پر نیزہ چلاؤں گا اور اگر تلواریں باندھیں گے تو جب وہ ہسٹا میں ہوں گے تب ان پر ضرب لگاؤں گا تھوڑی دیر کے بعد محمد نے مجھ سے کہا بھیجا کہ اب کیا انتظار ہے میں نے جواب دیا خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کے نزدیک تو یہ بات بالکل محمولی ہے کہ میں اس ہنگامہ میں مارا جاؤں اور مزے دوسرے لوں میں اور اس وقت کہا جائے کہ چونکہ اس نے جنگ کی ابتداء کی تھی اس لیے اس کا خمیازہ بھی اسی کو بھگتنا پڑا۔ محمد نے کہا تم کو کیا ہوا ہے کیوں متردد ہوا ہل شام عراق اور خراسان نے میری حمایت میں علم سفید بلند کر دیا ہے میں نے کہا جناب والا میں تو اس دنیا کو سفید مسکد سمجھتا ہوں اور خود اپنے آپ کو دوات کی صوف میں پیچیدہ پاتا ہوں جب کہ عیسیٰ اعوص پہنچ چکا ہے مجھے ان باتوں سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔

ابن الاصم کا عیسیٰ بن موسیٰ کو مشورہ:

ابو جعفر نے عیسیٰ کے ہمراہ ابن الاصم کو بھیجا تھا اسی کے مشورہ سے فوج اپنی قیام گاہ اختیار کرتی تھی پہلے یہ آ کر مسجد رسول اللہ ﷺ سے ایک میل کے فاصلہ پر فروکش ہوئے تھے مگر ابن الاصم نے کہا کہ یہاں پیدل سپاہ کے ساتھ رسالہ کوئی موثر کارروائی نہ کر سکے گا اور مجھے خوف ہے کہ وہ تمہاری صفوں میں شگاف پیدا کر کے تمہارے فرود گاہ میں گھس آئیں گے اس خطرے کا احساس کر کے وہ اس تمام فوج کو یہاں سے اٹھا کر جرف لے گیا جو مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے اور یہاں ان کو سلیمان بن عبدالملک کے سقاہ کے پاس فروکش کیا اور کہنے لگا کہ پیدل سپاہ ایک ہلے میں دو تین میل سے زیادہ آگے نہ بڑھنے پائے گی کہ رسالہ اسے آ لے گا۔

محمد بن ابی الکرام کا شجرہ میں قیام کا مشورہ:

محمد بن ابی الکرام کہتا ہے کہ جب عیسیٰ طرقت القدوم پر فروکش ہوا اس نے آدھی رات کو مجھے بلا بھیجا میں نے اس وقت اسے بیٹھا ہوا پایا، پاس شمع روشن تھی اور روپیہ کا ڈھیر تھا مجھ سے کہا کہ مغربوں نے مجھے آکر کہا ہے کہ محمد کی حالت سقیم ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ راہ گریز اختیار کرے گا اور اب سوائے مکے کی سمت کے اور کوئی رخ اس کے لیے کھلا ہوا نہیں ہے تم اپنے ساتھ پانچ سو پیدل سپاہی لو اور شاہ راہ عام کو چھوڑ کر مکے کی سمت جاؤ شجرہ پہنچ کر ٹھہرے رہو پھر اس نے شمع کے سامنے ان کو عطا دی۔ میں ان کو لے کر روانہ ہوا بطحا ابن ازہر کے مقام بصرہ سے جو مدینہ سے چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے گزرا، ہمیں دیکھ کر اس مقام کے باشندے سہم گئے میں نے ان کو اطمینان دلایا کہ تم ہرگز خوف مت کرو تم کو ہم سے کوئی گزند نہ پہنچے گا میں محمد بن عبداللہ ہوں کچھ ستو ہوں تو لاؤ وہ لوگ ہمارے لیے ستولائے ہم نے اسے پی لیا اور محمد کے قتل ہونے تک ہم وہیں قیام پذیر رہے۔

قاسم بن حسن کی سفارت:

مدینہ کے قریب پہنچ کر عیسیٰ نے قاسم بن حسن بن زید کو محمد کے پاس بھیجا تاکہ وہ اسے سمجھا بجا کر اس مقابلہ سے باز رکھے اور محمد کو اطلاع دے کہ امیر المومنین ابو جعفر نے اسے اور اس کے اہل بیت کو امان دے دی ہے محمد نے قاسم سے کہا کہ اگر سفراء کو قتل نہ کیا جاتا ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا، میں بچپن سے تجھے دیکھتا ہوں کہ جب دو فریق ایک صاحب خیر اور دوسرا شر پر ہوتا ہے تو ہمیشہ خیر کے مقابلہ میں شر کا ساتھ دیتا رہا ہے۔

محمد بن عبداللہ کی عیسیٰ کو بیعت کی دعوت:

نیز محمد نے عیسیٰ سے کہا بھیجا کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ سے قرابت قریبہ حاصل ہے، میں تم کو کتاب اللہ کی اطاعت اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہوں اور اللہ کے انتقام سے اور اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں تم خود میرے مقابلہ سے باز رہو میں خود اس فرض سے جو اللہ نے عائد کیا ہے دست بردار نہیں ہو سکتا تم اس شخص کے ہاتھوں جو اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہے قتل ہونے سے ڈرو اور بچو ورنہ تم بہت برے مقتول ہو گے اور اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو اس کی ذمہ داری بھی تم پر بہت بڑی عائد ہو گی اور اس کا گناہ بھی بہت ہو گا۔ محمد نے یہ خط ابراہیم بن جعفر کے ہاتھ عیسیٰ کے پاس بھیجا ابراہیم نے اسے پہنچا دیا عیسیٰ نے اس سے کہا کہ تم اپنے صاحب سے جا کر کہہ دو کہ اب ہمارے درمیان سوائے جنگ کے اور کوئی صورت باعث تصفیہ نہیں رہی۔

ابن ابی الکرام کی سفارت:

ابراہیم بن محمد ابی الکرام بن عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن جعفر اپنے باپ کی روایت کرتا ہے کہ جب عیسیٰ مدینہ کے قریب آ گیا اس نے مجھے محمد کے لیے امان کا عہد دے کر اس کے پاس بھیجا محمد نے کہا یہ بتاؤ کہ تم لوگ مجھ سے کیوں لڑتے ہو اور کیوں میرے خون کو حلال کرتے ہو میں تو خود لڑائی سے بھاگتا ہوں میں نے کہا کہ ہماری جماعت اب تم کو امان دیتی ہے اگر تم اسے قبول نہ کرو گے اور بغیر ان سے لڑے باز نہ رہو گے تو پھر ان کو بھی مجبوراً تم سے اسی بنا پر لڑنا پڑے گا جس بنا پر تمہارے اشرف ترین دادا علی بن ابی طالبؑ، طلحہ بن ابی طالبؑ اور زبیر بن ابی طالبؑ سے لڑے تھے کیونکہ انھوں نے ان کی بیعت سے انحراف کر کے ان کی حکومت لینا چاہی اور خود ان کی جان کے خلاف جدوجہد کی تھی۔ جب میں نے ابو جعفر سے اس گفتگو کو نقل کیا تو انھوں نے کہا کہ اگر اس کے علاوہ تم اور کوئی بات اس

سے کہتے تو مجھے خوشی نہ ہوتی تم نے خوب کیا جو یہ کہہ دیا اب میں تم کو اس صلہ میں یہ انعام دیتا ہوں۔
ابراہیم بن جعفر بن مصعب:

ماہان بن بخت قطبہ کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب ہم مدینہ آئے تو ابراہیم بن جعفر بن مصعب بطور طلیعہ ہمارے ہاں آیا اس نے ہمارے پورے پڑاؤ کا چکر لگایا اور پھر واپس چلا گیا اس کی اس جرأت سے ہم لوگ سخت مرعوب ہوئے یہاں تک کہ خود عیسیٰ اور حمید بھی اس کی اس دلیری پر تعجب کر کے کہنے لگے کہ صرف ایک شخص تنہا اپنی فوج کے لیے طلیعہ کی خدمت انجام دینے چلا آیا۔ جب یہ ہماری حد نظر کے فاصلہ پر پہنچ گیا تو ہم نے دیکھا کہ وہ ٹھہر گیا ہے حمید نے کہا ذرا دیکھو تو سہی کہ اس شخص پر کیا گزری مجھے اس کا گھوڑا وہیں کھڑا ہوا نظر آ رہا ہے اور وہ جنبش ہی نہیں کرتا۔ خود حمید نے اپنے دو شخص دریافت واقعہ کے لیے روانہ کیے انھوں نے جا کر دیکھا کہ گھوڑے کے ٹھوک رکھانے کی وجہ سے سوار اوندھے منہ گر پڑا ہے اور ایک تنور سے اس کی گردن ٹوٹ گئی ہے۔ ان دونوں شخصوں نے اس کے لباس اور اسلحہ پر قبضہ کر لیا اور اس تنور کو بھی ہمارے پاس لے آئے، معلوم ہوا کہ یہ تنور مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کا تھا اس میں طلائی کام تھا کہ اس جیسا پہلے دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا حرف میں قیام:

۱۲/ رمضان ۱۴۵ھ سنچر کے دن عیسیٰ مقام جرف میں قصر سلیمان میں آ کر فروکش ہوا، یہ سنچر اتوار اور پیر کی صبح کو وہیں مقیم رہا البتہ پیر کے دن اس نے کوہ سلع پر چڑھ کر مدینہ کو اور وہاں آنے جانے والوں پر نظر کی پھر اس کے تمام ناکے اپنے رسالہ اور پیدل سپاہ سے بند کر دیئے البتہ مسجد ابی الجراح کی سمت جو بطحان پر واقع ہے بھاگنے والوں کے لیے خاص چھوڑ دی محمد اہل مدینہ کے ساتھ مقابلہ کے لیے برآمد ہوا۔

محمد بن زید راوی ہے کہ ہم عیسیٰ کے ہمراہ مدینہ آئے اس نے تین دن جمعہ، سنچر اور اتوار محمد کو جنگ سے باز رہنے کی دعوت دی۔
عیسیٰ بن موسیٰ کی اہل مدینہ کو امان کی پیش کش:

زید سمیع کا مولیٰ راوی ہے کہ عیسیٰ نے جب پڑاؤ ڈال دیا وہ ایک گھوڑے پر سوار ہو کر جس کے گرد تقریباً پانچ سو سپاہی تھے اور اس کے آگے آگے ایک علم ساتھ چل رہا تھا مدینہ کی سمت بڑھا، گھاٹی پر پہنچ کر وہ ٹھہر گیا اور اس نے اہل مدینہ کو خطاب کیا کہ اللہ نے ہمارا خون ایک دوسرے کے لیے حرام کر دیا ہے میں تم کو امان دیتا ہوں اسے قبول کر لو جو ہمارے علم کے نیچے آ جائے وہ مامون ہے جو اپنے گھر بیٹھ رہے گا، مامون ہے جو مسجد نبوی میں جا رہے گا، مامون ہے جو اپنے ہتھیار رکھ دے گا، مامون ہے جو مدینہ سے نکل جائے مامون ہے تم ہمارے اور ہمارے مد مقابل کے درمیان حائل مت ہو ہمیں اس سے نبٹ لینے دو اب چاہے ہمیں کامیابی ہو یا اسے اس کے جواب میں لوگوں نے اسے گالیاں دیں تیسرے دن وہ رسالہ اور پیدل سپاہ کی اس قدر کثیر جماعت کے ساتھ مدینہ پر بڑھا کہ میں نے کبھی ایسی فوج نہیں دیکھی تھی ان کے پاس ہتھیار ساز و سامان کثرت سے اور بہت ہی عمدہ تھا تھوڑی ہی دیر میں وہ ہم پر چھا گیا اس نے پھر امان کی دعوت دی اور اپنی فرو دگاہ کو واپس ہو گیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی محمد بن عبداللہ کو امان کی پیشکش:

عثمان بن محمد بن خالد راوی ہے کہ ہمارا مقابلہ ہوا تو خود عیسیٰ نے بلند آواز سے کہا کہ اے محمد امیر المؤمنین نے مجھے حکم دیا ہے

کہ جب تک میں تم کو امان کی دعوت نہ دے دوں تمہارے خلاف تلوار نہ اٹھاؤں لہذا تم کو تمہارے خاندان کو تمہاری اولاد کو اور تمہارے تمام ساتھیوں کو میں امان پیش کرتا ہوں تم کو اس قدر رقم دی جائے گی تمہارا قرضہ ہم ادا کریں گے اور دوسرے اور مراعات تمہارے ساتھ کی جائیں گی محمد نے کہا اس گفتگو کو ختم کرو اگر تم کو معلوم ہوتا کہ نہ کسی اندیشہ کی وجہ سے میں تمہارے مقابلہ سے منہ موڑوں گا اور نہ کسی طمع میں تمہارے پاس آؤں گا تو تم کبھی مجھ سے ایسی خواہش نہ کرتے اب عام لڑائی شروع ہو گئی محمد گھوڑے سے اتر پڑا اور میرا خیال ہے کہ اس دن اس نے ستر آدمی اپنے ہاتھ سے قتل کیے۔

آل ابی طالب کی سفارت:

محمد بن زید راوی ہے کہ دو شبہ کے دن عیسیٰ کوہ ذیاب پر کھڑا ہو گیا اس نے عبداللہ بن معاویہ کے ایک مولیٰ کو جو اس کے ہمراہ زرہ پوش دستہ کا سردار تھا بلایا اور کہا کہ اپنے دس زرہ پوش سپاہی لے کر آؤ وہ ان کو لے آیا پھر عیسیٰ نے ہم کو یعنی آل ابوطالب کو یہ حکم دیا کہ ہم میں سے دس آدمی انھیں کھڑے ہوں چنانچہ ہمارے دس آدمی اس کے ساتھ جا کر کھڑے ہوئے ہمارے ساتھ محمد بن عمر بن علی کے دونوں بیٹے عبداللہ اور عمر تھے محمد بن عبداللہ بن عقیل، قاسم بن الحسن بن زید بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن اسماعیل بن عبداللہ جعفر تھے عیسیٰ نے اس جماعت کو حکم دیا کہ وہ دشمن کے پاس جا کر اسے لڑائی سے باز رہنے کی دعوت دے اور امان دے۔ چنانچہ ہم اس مقصد کے لیے روانہ ہوئے اور سوق الحطابین آئے یہاں ہم نے ان کو دعوت دی انھوں نے ہم کو گالیاں دیں اور ہم پر تیر چلائے کہنے لگے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے فرزند ہمارے ساتھ ہیں اور ہم ان کے ساتھ ہیں۔ ہم تمہاری دعوت کی پرواہ نہیں کرتے۔

آل ابی طالب کی مراجعت:

قاسم بن الحسن بن زید نے ان سے کہا کہ میں خود رسول اللہ ﷺ کا فرزند ہوں اور جو لوگ تمہارے سامنے موجود ہیں ان میں بیشتر رسول اللہ ﷺ کے پوتے ہیں ہم تم کو کتاب اللہ سنت رسول اللہ ﷺ کی دعوت دیتے ہیں نیز وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارا جان و مال محفوظ رہے گا۔ اس پر انھوں نے پھر ہمیں گالیاں دیں اور تیر چلائے قاسم نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ یہ تیر اٹھاؤ اس نے اٹھا کر قاسم کو دیا قاسم اسے اپنے ہاتھ میں اٹھائے ہوئے عیسیٰ کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ اب کیا انتظار ہے یہ دیکھو انھوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے اب عیسیٰ نے حمید بن قحطبہ کو سو آدمیوں کے ہمراہ ان کے مقابلہ پر بھیجا۔

مدینہ منورہ کی ناکہ بندی:

دوسرا بیان قاسم بن حسن جس کے ہمراہ آل ابی طالب میں سے ایک اور شخص تھا وداع کی چوٹی پر کھڑا ہوا اور اس نے محمد کے سامنے عہد امان پیش کیا محمد نے ان کو گالیاں دیں یہ دونوں پلٹ گئے مدینہ پہنچ کر عیسیٰ نے اپنے سپہ سالاروں کو مختلف مقامات پر متعین کر دیا تھا۔ ہزار مرد کو ابن ابی الصعیہ کے حمام کے پاس متعین کیا تھا کثیر بن حصین کو ابن افح کے اس مکان کے پاس مقرر کیا تھا جو بقیع الغرقہ میں واقع تھا محمد بن ابی العباس کو بنی سلمہ کے دروازے پر متعین کیا اسی طرح اس نے اپنے تمام سرداروں کو مدینہ کے تمام ناکوں پر متعین کر دیا تھا خود عیسیٰ اپنی فوج کے ساتھ گھاٹی کی چوٹی پر آ کر ٹھہر گیا۔

اہل مدینہ کی عیسیٰ بن موسیٰ پر تیر اندازی:

اہل مدینہ نے یہاں اس پر تیر چلائے اور گوپھنوں سے تیر پھینکے۔ مسجد کے پردوں سے محمد نے اپنی فوج کے لیے زرہیں بنوائی

تھیں، مسجد نبوی کے شامیانوں کو کاٹ کر محمد نے اپنی فوج کے لبادے بنوادیئے، جہینہ کے دو شخص لڑائی میں شریک ہونے اس کے پاس آئے ان میں سے ایک کو اس نے ایک لبادہ دے دیا اور دوسرے کو نہیں دیا جسے لبادہ ملا تھا وہ جنگ میں شریک ہوا اور دوسرا علیحدہ رہا مگر کہ جنگ میں ایک تیرا کر اس لبادہ پوش کو لگا جس سے وہ ہلاک ہو گیا اس کے دوسرے ساتھی نے اس پر یہ شعر پڑھا:

یارب لا تجعلنی کمن خان و باع باقی عیشہ بخفتان

ترجمہ: ”اے میرے رب! تو مجھے ایسا نہ کرنا جو ہلاک ہو گیا اور اس نے اپنی بقیہ زندگی ایک لبادے کی خاطر بیچ دی۔“

محمد بن عبداللہ کو ایک تمیمی کا پیغام:

اسماعیل بن ابی عمر راوی ہے کہ میں بنی غفار کی خندق پر کھڑا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شخص گھوڑے پر سوار جس کی صرف دونوں آنکھیں نظر آتی تھیں سامنے سے آیا اور کہا امان دو لوگوں نے اسے امان دی وہ ہمارے بالکل قریب آ کر ہم میں مل گیا اور کہنے لگا کون شخص محمد کو میرا یہ پیام پہنچا دے گا۔ میں نے کہا میں اس کے لیے موجود ہوں اب اس نے اپنا چہرہ نمایاں کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک سن رسیدہ آدمی ہے جس نے داڑھی پر خضاب کر رکھا ہے اس نے مجھ سے کہا کہ تم محمد کو میرا یہ پیام پہنچا دو کہ فلاں تمیمی نے جو کہ کوہ جہینہ میں چنان کے نیچے تمہارا جلیس تھا یہ کہا ہے کہ رات ہونے تک تم صبر کرنا اور مقابلہ پر جے رہنا اس کے بعد تم کو فتح ہوگی کیونکہ فوج کا اکثر حصہ تمہارے ساتھ ہے۔

صبح باہر نکلنے سے قبل دو شنبہ کے دن جس روز کہ وہ قتل ہوا میں محمد کے پاس آیا۔ میں نے دیکھا کہ سفید شہد کی ایک کچی اس کے سامنے رکھی ہے اور اسے وسط سے کاٹ دیا گیا ہے ایک شخص اس شہد کی ایک کچی اس کے سامنے رکھی ہے اور اسے وسط سے کاٹ دیا گیا ہے ایک دوسرا آدمی اس کے پیٹھ پر گات باندھ رہا ہے میں نے وہ پیام اسے پہنچا دیا۔ اس نے کہا تم اپنے فرض سے سبکدوش ہوئے میں نے کہا میرے دونوں بھائی آپ کے قبضہ میں ہیں اس نے کہا جہاں وہ ہیں وہ جگہ ان کے لیے مناسب ہے۔

عثمان بن خالد کی علمبرداری:

محمد بن عثمان بن خالد بن الزبیر بیان کرتا ہے کہ میرے باپ محمد کے علمبردار تھے مگر ان کے بجائے میں علمبرداری کرتا تھا۔ عیسیٰ کہتا ہے افسطس حسن بن علی بن حسین کے پاس ایک زرد علم تھا جس میں سانپ کی تصویر تھی اس طرح آل علی رضی اللہ عنہم میں سے جو شخص اس کے ساتھ تھا اس کے پاس علیحدہ علیحدہ نشان تھے اور ہر ایک کا شعار جنگ بھی جدا جدا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ جنگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کا شعار جنگ بھی ایسا ہی تھا۔

محمد بن عبداللہ کی جماعت کی تعداد:

عبدالحمید بن جعفر بیان کرتا ہے کہ عیسیٰ کے مقابلہ میں ہماری تعداد وہی تھی جو اہل بدر کی مشرکین کے مقابلہ میں تھی۔ ہماری تعداد تین سو سے کچھ اوپر تھی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا لشکر:

عیسیٰ بن موسیٰ ۱۰۳ھ میں پیدا ہوا تھا محمد اور ابراہیم کے مقابلے میں جب وہ نبرد آزما ہوا اس وقت اس کی عمر تینتالیس سال تھی اس کے مقدمہ پر حمید بن قحطبہ، میمنہ پر محمد امیر المومنین ابوالعباس کا لڑکا، میسرہ پر داؤد بن کر از الخراسانی اور ساقہ لشکر پر یثیم بن

شعبہ متعین تھے۔

ابوالقلمس اور برادر اسد بن المرزبان کا مقابلہ:

سوق خطابین میں ابوالقلمس محمد بن عثمان کا مقابلہ اسد بن المرزبان کے بھائی سے ہو گیا دونوں تلواروں سے ایک دوسرے پر وار کرتے رہے اور دونوں کی تلواں ٹوٹ گئیں پھر یہ اپنی اپنی جگہ پلٹ گئے اسد کے بھائی نے ایک اور تلوار لے لی اور ابوالقلمس نے ایک پایہ اٹھالیا اسے اپنی زین کے ہرنے پر رکھ کر اسے اپنی زرہ سے چھپا لیا اب پھر دونوں لڑنے کے لیے معرکہ میں آئے قریب ہوتے ہی ابوالقلمس نے اپنی رکابوں پر کھڑے ہو کر اس پایہ سے اس کے سینہ پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ گھوڑے سے گر پڑا اس نے اتر کر اس کا سر کاٹ دیا۔

قاسم بن وائل کی مبارزت:

محمد کے طرفداروں میں سے ایک شخص آل زبیر کا مولیٰ قاسم بن وائل میدان جنگ میں نکل کر مبارزت کا خواست گارہوا اس کے مقابلہ کے لیے فریق ثانی کی طرف سے ایک ایسا وجیہ اور شاندار آدمی جو اس قدر مسلح تھا کہ دیکھنے میں نہیں آیا مقابلہ کے لیے برآمد ہوا ابن وائل اس کو دیکھ کر بغیر مقابلہ پلٹ گیا۔ اس واقعہ کا محمد کی فوج پر بہت بڑا اثر پڑا اور وہ مرغوب ہو گئی ابوالقلمس نے اس رنگ کو دیکھ کر کہا اللہ سفہا کے سردار کا برا کرے کہ اس نے ایسے شخص کو یوں ہی چھوڑ دیا جس سے وہ ہمارے مقابلہ میں اپنی دیدہ دلیری ظاہر کر رہا ہے اگر یہ شخص (اہل وائل) اس کے مقابلہ کے لیے بڑھتا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسا ثابت نہ ہوتا جیسا کہ ظاہر میں نظر آ رہا ہے پھر خود ابوالقلمس اس کے مقابلہ پر بڑھا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔

ابوالقلمس اور ہزار مرد کا مقابلہ:

ازہر بن سعید بن نافع راوی ہے کہ اس روز قاسم بن وائل خندق سے نکل کر مبارزت کا خواہاں ہوا اس کے مقابلہ میں ہزار مرد نکل کر آیا قاسم اسے دیکھ کر ڈر گیا اور پلٹ آیا اب ابوالقلمس اس کے مقابلہ پر نکلا اور کہنے لگا: آج تلوار کی بہار دیکھنا ہے پھر اس نے ہزار مرد کے شانے پر ایک ایسا وار کیا کہ اسے قتل کر دیا ابوالقلمس کہنے لگا: ”یہ لے میں فاروق رضی اللہ عنہ کا پوتا ہوں اس پر عیسیٰ کی فوج کے ایک شخص نے کہا تو نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو ہزار فاروقوں سے بڑھ کر تھا۔“

مسعود کا بیان:

مسعود الرجال کہتا ہے محمد کے قتل کے دن میں مدینہ میں موجود تھا میں کوہ سلع پر چڑھ کر زیت کے پتھروں کے پاس ان کو دیکھ رہا تھا میں نے دیکھا کہ عیسیٰ کی فوج کا ایک شخص جو سر سے پاؤں تک فولاد میں ڈھکا ہوا تھا اور جس کی صرف دونوں آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ گھوڑے پر سوار اپنی صف سے علیحدہ ہو کر دونوں صفوں کے درمیان آ کر کھڑا ہوا اور اس نے مبارزت طلب کی محمد کی فوج میں ایک شخص اس کے مقابلہ پر نکلا وہ سفید قبائے تھا جس کی آستینیں بھی سفید تھیں اور وہ پیادہ تھا اس نے اس سوار سے تھوڑی دیر کچھ باتیں کیں میرا یہ خیال ہے کہ اس نے اسے بھی پیدل ہو جانے کے لیے کہا ہو گا تاکہ دونوں برابر ہو سکیں وہ شہسوار اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور اب دونوں لڑنے لگے محمد کے طرف دار نے اس کے فولاد کی خود پر جو اس کے سر پر تھا ایسی ضرب لگائی کہ وہ چکر کھا کر اپنے چوڑے کے بل بے حس و حرکت بیٹھ گیا اس نے اس کا خود سر سے اتار کر اس کے سر پر ایک ہی وار ایسا لگایا کہ وہ مر گیا اس کے بعد یہ شخص

اپنی فوج میں واپس چلا گیا اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک دوسرا شخص عیسیٰ کی فوج میں سے ایسا قوی ہیکل و ہیبت نکل کر آیا جیسا کہ اس کا پیش رو تھا اس کے مقابلہ پر محمد کی طرف سے وہی شخص آیا جو پہلے لڑنے آچکا تھا اور اس کے ساتھ بھی اس نے وہی کیا جو پہلے کے ساتھ کر چکا تھا اور اسے قتل کر کے پھر اپنی صف میں چلا گیا اس کے بعد تیسرا شخص مبارزت کے لیے نکلا محمد کے آدمی نے اس کا کام بھی تمام کیا اور جب یہ تیسرے کو قتل کر کے اپنی صف میں جانے لگا تو عیسیٰ کی فوج کے بہت سے آدمی اس پر ٹوٹ پڑے اس پر تیر چلائے جس سے وہ ذرا سا ٹھنکا مگر پھر تیزی سے وہ اپنے دوستوں کے پاس جانے لگا مگر ان تک پہنچنے نہ پایا کہ زخمی ہو کر گرا اور بہت سے حملہ آوروں نے اسے اس کے ساتھیوں کے سامنے قتل کر دیا۔

حمید بن قحطبہ کی پیش قدمی:

محمد بن زید راوی ہے کہ جب ہم نے عیسیٰ سے جا کر بیان کیا کہ اہل مدینہ نے ہم پر تیر چلائے اس نے حمید بن قحطبہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ حمید سو آدمیوں کے ہمراہ جو سب پیدل تھے اور جن کے ساتھ تیر اور ڈھالیں تھیں آگے بڑھا یہ دھاوا کر کے اس دیوار تک پہنچ گئے جو محمد کی خندق کے سامنے قائم تھی اور جس پر اس کے کچھ آدمی متعین تھے حملہ آوروں نے مدافعت کو اس دیوار سے بے دخل کر دیا اور خود اس کے پاس ٹھہر گئے۔ حمید نے عیسیٰ سے اس دیوار کو گرا دینے کا مطالبہ کیا اس نے مزدور بھیج دیئے اور انھوں نے اسے منہدم کر دیا اور اب حملہ آور خندق تک پہنچ گئے۔ عیسیٰ نے خندق کے عرض کے برابر پھانک بھیج دیئے جن کو اس پر رکھ کر عبور کیا گیا اور اس طرح حملہ آور مدافعت کے عقب میں جا پہنچے اور یہاں صبح تڑکنے سے عصر کے وقت تک نہایت ہی خونریز جنگ ہوتی رہی۔

بنی جہینہ کی شجاعت:

محمد بن عمر بیان کرتا ہے عیسیٰ نے آ کر اپنی فوجوں سے مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ محمد بن عبداللہ اپنے تھوڑے سے ساتھیوں کے ساتھ مقابلہ کے لیے نکلا کئی روز شدید لڑائی ہوئی جہینہ کے بعض لوگ جن میں بنی شجاع تھے نہایت صبر و ثبات کے ساتھ محمد کے ساتھ ہو کر لڑتے رہے اور سب کے سب مارے گئے حالانکہ ان کو مقابلہ سے ہٹ جانے کی اجازت حاصل تھی۔

پہلا سلسلہ بیان: عیسیٰ کے حکم سے اونٹوں کی لادیاں خندق میں ڈالی گئیں پھر اس نے سعد بن مسعود کے اس مکان کے جو شنیہ میں واقع تھا دو پھانک خندق پر رکھوائے ان پر سے رسالہ گزر کر آگے بڑھا پھر خشرم کے گوداموں کے پاس فریقین عصر تک لڑتے رہے۔

ظہر سے پہلے محمد میدان جنگ سے قصر مروان میں واپس آیا اس نے غسل کیا خوشبو لگائی اور اب پھر مقابلہ کے لیے نکلا۔

عبداللہ بن جعفر کا محمد بن عبداللہ کو مکہ جانے کا مشورہ:

عبداللہ بن جعفر راوی ہے کہ میں نے اس کے قریب جا کر اس سے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں آپ میں ان کے مقابلے کی اب طاقت نہیں ہے اور آپ کے ساتھ کوئی بھی ایسا نہیں جو صداقت کے ساتھ آپ کی حمایت میں نبرد آزما ہو مناسب یہ ہے کہ آپ اسی وقت مدینہ سے چلے جائیں اور حسن بن معاویہ سے مکہ میں جا ملیں کیونکہ آپ کے طرف داروں کا بیشتر حصہ اس کے ساتھ مکہ میں موجود ہے اس نے کہا اے ابو جعفر اگر میں اس وقت یہاں سے نکل جاؤں تو تمام مدینہ والے قتل کر دیئے جائیں گے اب میں جب تک کہ دشمن کو قتل نہ کر دوں گا یا خود قتل نہ ہو جاؤں گا واپس نہیں آؤں گا۔ البتہ تم کو میری طرف سے بخوشی اجازت

ہے کہ جہاں چاہو چلے جاؤ میں ان کے ساتھ نکلا جب وہ ابن مسعود کے اس مکان پر آئے جو بازار میں واقع تھا تو میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور زبائین کا راستہ لیا وہ ثنیہ چلا گیا اس کے ساتھی تیروں سے ہلاک کر دیئے گئے اب عصر کا وقت آ گیا اس نے نماز پڑھی۔

ریاح بن عثمان کا قتل:

ابراہیم بن محمد کہتا ہے کہ میں نے محمد کو بنی سعد کے مکانات کے درمیان دیکھا وہ ایک بوسیدہ جبہ پہنے گھوڑے پر سوار تھا ابن خضیر اس کے پہلو میں موجود تھا وہ محمد کا واسطہ دے رہا تھا کہ وہ بصرہ یا کسی اور جگہ چلا جائے محمد اس کے جواب میں کہہ رہا تھا کہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم لوگوں کو دومرتبہ ہلاک ہونا پڑے تم کو کامل آزادی ہے جہاں چاہو چلے جاؤ ابن خضیر نے کہا کہ بھلا تم کو چھوڑ کر اب میں کہاں جاؤں اس گفتگو کے بعد ابن خضیر نے جاکر دفتر جلاد یا ریاہ کو قتل کر دیا اور پھر ثنیہ میں محمد کے پاس آ گیا اور مارا گیا۔

محمد بن عمر کا ابن خضیر کے متعلق بیان:

محمد بن عمر راوی ہے کہ محمد بن عبداللہ کے ساتھ مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں میں سے ایک شخص ابن خضیر بھی تھا جس دن کہ محمد مارا گیا اس نے یہ محسوس کیا کہ اس کے ساتھیوں میں خلل واقع ہو گیا ہے اور تلوار نے ان کا صفایا کر دیا ہے اس نے محمد سے مدینہ جانے کی اجازت لی محمد نے اسے اجازت دے دی مگر اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ کیوں جا رہا ہے اس نے ریاہ بن عثمان بن حیان المری اور اس کے بھائی کو زبردستی جیل میں گھس کر ذبح کر دیا واپس آ کر محمد کو اس کی اطلاع دی پھر آگے بڑھ کر حریف سے لڑا اور اسی وقت قتل کر دیا گیا۔

عباس بن عثمان کا قتل:

(روایت سابقہ کے سلسلہ میں) ابن خضیر نے واپس جا کر ریاہ اور ابن مسلم بن عقبہ کو قتل کر دیا۔ حارث بن اسحق کہتا ہے ابن خضیر نے ریاہ کو ذبح کر ڈالا مگر اس کا سر تن سے جدا نہیں کیا بلکہ دیوار سے ٹکرا کر اس کے اسے مار ڈالا نیز اس نے ریاہ کے بھائی عباس کو بھی قتل کر دیا۔ چونکہ یہ ایک نہایت شریف اور نیک چلن شخص تھا اس وجہ سے اس کے قتل کو لوگوں نے اچھا نہیں سمجھا ان سے فارغ ہو کر ابن خضیر ابن القسری کی طرف چلا جو ابن ہشام کے مکان میں مقید تھا مگر اسے ابن خضیر کے آنے کی اطلاع مل چکی تھی اس نے گھر کے دونوں دروازے مسدود کر لیے ابن خضیر نے ان کے کھولنے کی بہت کوشش کی مگر چونکہ تمام قیدی ان کی مدافعت میں لگ گئے اس وجہ سے ابن خضیر کا ان لوگوں پر قابو نہ چل سکا اب وہ محمد کے پاس واپس گیا اس کے سامنے لڑا اور مارا گیا۔

ریحہ بنت ابی الشاکر کی محمد بن عبداللہ سے درخواست:

جب عصر کا وقت آیا محمد نے نماز عصر بنی الدیل کی مسجد میں جو ثنیہ میں واقع تھی پڑھی سلام کے بعد پانی مانگا ریحہ بنت ابی الشاکر القرشیہ نے اسے پانی پلایا اور عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں آپ اپنی جان بچا کر چلے جائیں اس نے جواب دیا اگر میں ایسا کروں تو سارا مدینہ بے چراغ ہو جائے گا ایک مرغ کی آواز بھی سنائی نہ دے گی محمد اس مسجد سے پھر میدان جنگ چلا گیا جب یہ کوہ سلع کے نالے کے بطن میں پہنچا اس نے گھوڑے سے اتر کر اس کی کونچیں کاٹ دیں بنو شجاع نے بھی اپنے اپنے جانوروں کی

کو نجیب کاٹ دیں۔ نیز سب نے اپنے نیا م توڑ ڈالے۔ (اس بیان کا ناقل مسکین کہتا ہے کہ میں اس زمانے میں نو عمر لڑکا تھا مجھے خوب یاد ہے کہ ان نیاموں میں جو قیتی دھاتیں لگی ہوئی تھیں تقریباً تین سو درہم کی مالیت کی میں نے جمع کر کے اٹھالیں) محمد بن عبد اللہ کی استقامت:

اب محمد نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ بے شک تم نے میری بیعت کی ہے میں قتل ہوئے بغیر یہاں سے نہیں ہٹوں گا میں خوشی سے اجازت دیتا ہوں جس کا جی چاہے میدان کا رزار سے چلا جائے پھر ابن خضیر سے پوچھا کیا تم نے دفتر جلا دیا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں اس خوف سے کہ مبادا ہمارے دشمن کا اس پر قبضہ ہو جائے محمد نے کہا تم نے بالکل ٹھیک کیا۔ از ہر اپنے دو بھائیوں کا بیان نقل کرتا ہے ہم نے عیسیٰ کی فوج کو دو یا تین مرتبہ پسپا کر دیا اور ہم ایک مرتبہ بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹے جب ایک مرتبہ ہم نے اپنے حریف کو پسپا کر دیا تو ہم نے یزید بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر کو یہ کہتے سنا افسوس ہے کہ محمد کے پاس فوج نہ ہوئی ورنہ اسے ضرور فتح ہو جاتی۔

عبد العزیز بن عبد اللہ:

عیسیٰ ناقل ہے جو لوگ محمد کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے ان میں عبد العزیز بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی تھا محمد نے اپنے آدمی بھیج کر اسے پکڑ بلوایا اس پر شہر کے لڑکے اس پر آوازے کئے لگے اس واقعہ کے بعد عبد العزیز کہا کرتا تھا کہ مجھے تمام عمر میں ایسی اذیت کبھی نہیں ہوئی جیسا کہ ان لڑکوں کے میرا مذاق اڑانے سے ہوئی۔

ہشام بن عمارہ کی محمد بن عبد اللہ سے گفتگو:

ہشام بن عمارہ بن الولید بن عدی بن الجبار کا ایک مولیٰ ناقل ہے ہم محمد کے ہمراہ تھے ہشام نے آگے بڑھ کر جب کہ میں اس کے ساتھ تھا محمد سے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کے ساتھی آپ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ جائیں گے تم گواہ رہو میرا یہ غلام آزاد ہے اگر میں کبھی بھاگوں مگر یہ کہ تم قتل ہو جاؤ یا خود میں مارا جاؤں یا یہ کہ ہمیں ہر طرف سے بے بس کر دیا جائے۔ میں اس وقت اس کے ساتھ تھا ایک تیر اس کی ڈھال کے دو ٹکڑے کر کے اس کی زرہ میں پیوست ہو گیا اس نے مجھے مڑ کر دیکھا اور آواز دی میں نے کہا حاضر ہوں اس نے کہا بھلا کبھی تیر کی یہ توڑ تم نے دیکھی ہے۔ اب بتاؤ تم کو میری جان عزیز ہے یا خود تم میں نے کہا آپ کی جان زیادہ عزیز ہے اس نے کہا تو اچھا تم خدا کے لیے آزاد کیے جاتے ہو یہ کہہ کر اس نے راہ فرار اختیار کی۔

جہینہ کے بدوؤں کا کوہ سلع سے فرار:

محمد بن عبد الواحد بن عبد اللہ بن ابی فروہ ناقل ہے میں کوہ سلع پر چڑھا ہوا دیکھ رہا تھا اس پہاڑ پر جہینہ کے بدو بھی تھے اتنے میں ایک شخص ایک نیزہ لیے ہوئے جس پر کسی کا سر آویزاں تھا پہاڑ پر چڑھ کر ہماری طرف آیا اس سر کے ساتھ حلقوم کیلجی اور آنتیں بھی لپٹی ہوئی تھیں اس منظر کو دیکھ کر مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی بدوی اسے شگون بد سمجھ کر خوف زدہ ہو کر بھاگے اور پہاڑ سے اتر کر میدان میں چلے گئے وہ شخص اس نیزے کو لیے ہوئے پہاڑ پر چڑھا اور اپنے ساتھیوں کو سنانے کے لیے اس نے پہاڑ پر سے فارسی میں کہا ”کوہاں“ یہ سنتے ہی اس کی جمعیت والے چڑھ کر اس کے پاس آ گئے سلع کی چوٹی پر چڑھ کر انھوں نے اسی نیزہ پر ایک سیاہ علم لگا کر اسے بلند کیا اور اب وہ سب مدینہ کی طرف اتر کر اس میں در آئے۔

مسجد نبوی پر سیاہ علم:

دوسری طرف سے اسماء بنت حسن بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے جو عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی ایک سیاہ اور زہنی مسجد نبوی کے منارے پر بطور علم کے بلند کرادی اسے دیکھ کر محمد کے ساتھیوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ دشمن مدینہ میں گھس گیا یہ کہتے ہی وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ جب محمد کو معلوم ہوا کہ دشمن کو ہ سلع کی سمت سے مدینہ میں داخل ہو گیا ہے اس نے کہا ہر قوم کا پہاڑ اس کی حفاظت کرتا ہے اور ہمارا پہاڑ ایسا ہے کہ ہمیشہ اس سمت سے دشمن نے ہم پر یلغار کیا ہے۔

بعض معتبر لوگوں نے بیان کیا ہے کہ غفاریوں کے خاندان ابو عمرو نے بنی غفار میں سے مسعودہ جماعت کے لیے راستہ کھول دیا اسی راستے سے یہ لوگ محمد کے طرف داروں کے عقب میں پہنچ گئے۔

محمد بن عبداللہ کی حمید بن قحطبہ کو مقابلہ کی دعوت:

عبدالعزیز بن عمران ناقل ہے اس روز محمد نے حمید بن قحطبہ کو لکارا اگر ایسے ہی بہادر ہو اور اپنی بہادری خراسانیوں پر جتاتے ہو تو میرے مقابلہ پر آؤ میں محمد بن عبداللہ ہوں حمید نے کہا میں نے آپ کو پہچانا آپ کریم ابن کریم شریف ابن شریف ہیں۔ اے ابو عبداللہ بخدا! میں ہرگز اس وقت تک تمہارے مقابلہ پر نہ آؤں گا جب تک کہ ان اراذل و افکار کا صفایا نہ کر لوں گا جو میرے سامنے موجود ہیں اور جن میں صرف ایک ہی انسان ہے ان کے بعد میں ضرور آپ کے مقابلہ پر آؤں گا۔

ابن خضیر کی شجاعت و خاتمہ:

جس روز محمد قتل ہوا ابن خضیر اس کے ہمراہ تھا ابن قحطبہ نے اسے امان کی دعوت دی اور بہت کچھ موت سے ڈرا کر سلامتی جان کی ترغیب دی مگر اس نے ایک نہ سنی رجز پڑھتا ہوا پیا دہ حریف پر حملے کرتا رہا۔ بڑھتے ہوئے یہ دشمن کی بڑی فوج میں گھس پڑا وہاں کسی نے اس کے سر پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ جوڑ سے کھل گیا یہ اپنی فوج میں پلٹ آیا ایک کپڑا پھاڑ کر اس کی پٹیاں اس کٹے ہوئے حصہ کو سنبھالنے کے لیے اپنی پشت پر باندھیں اور پھر لڑنے آیا اس مرتبہ کسی نے اس کی بھویں پر تلواری جواس کی آنکھ میں پیوست ہو گئی اس صدمہ سے وہ گر پڑا اب بہت سے لوگوں نے رنہ کر کے اس کا سر کاٹ لیا اس کے قتل کے بعد محمد گھوڑے سے اتر پڑا اور اسی کی لاش پر کھڑے ہو کر لڑتا رہا اور مارا گیا۔

ابن خضیر کے سر کی کیفیت:

خراسانیوں کا یہ حال تھا کہ جب وہ ابن خضیر کو دیکھتے تو ایک دوسرے کو سنانے کے لیے پکارتے خضیر آمد خضیر آمد اور سب کے سب اس کے سنتے ہی مقابلہ سے ہٹ جاتے۔

ماہان بن بخت قحطبہ کا مولیٰ کہتا ہے ابن خضیر کا سر ہمارے پاس لایا گیا اس پر اتنے زخم تھے کہ ان کی وجہ سے وہ اٹھایا نہیں جاتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ بیگن ہے جو بیچ میں سے شق ہو گیا ہے سنبھالنے کے لیے سر کی ہڈیاں جوڑنا پڑتی تھیں۔

محمد بن عبداللہ پر حمید بن قحطبہ کا حملہ:

مسجد کے منارہ پر علم سیاہ دیکھ کر محمد کی فوج کے چٹکے چھوٹ گئے۔ ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے حمید نے اشج کی گلی سے نکل کر

بے خبری میں اچانک محمد کو قتل کر دیا اس کا سر کاٹ کر عیسیٰ کے پاس لایا حمید نے محمد کے ساتھ اور سب لوگوں کو قتل کر دیا۔
مسعود الرجال بیان کرتا ہے کہ اس دن میں نے خود محمد کو نہایت ہی شدید لڑائی لڑتے ہوئے دیکھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے اس کے بائیں کان کی لو کے نیچے تلوار ماری جس کی وجہ سے وہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اسی وقت بہت سے آدمیوں نے ایک دم اس پر حملہ کر دیا مگر حمید نے ڈانٹ بتائی کہ اسے قتل مت کر داس پر وہ لوگ رک گئے پھر خود حمید نے آکر اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔
حارث بن اسحق ناقل ہے کہ جب محمد اپنے گھٹنوں پر بیٹھ گیا تو اس وقت بھی اس نے اپنی مدافعت جاری رکھی وہ کہتا جاتا تھا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے میں تمہارے نبی کا مظلوم اور مجروح فرزند ہوں۔

عبداللہ بن جعفر بیان کرتا ہے ابن قطبہ نے اس کے سینہ پر نیزہ مارا مگر گریزا ابن قطبہ نے گھوڑے سے اتر کر اس کا سر کاٹ لیا اور اسے عیسیٰ کے پاس لے آیا۔

محمد بن عبداللہ کی شجاعت:

ابو الحجاج المصقری بیان کرتا ہے میں نے اس روز محمد کو دیکھا تھا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی جو حالت بیان کی گئی ہے اس وقت محمد کی وہی حالت تھی وہ گارمولی کی طرح انسانوں کو کاٹ رہا تھا جو شخص اس کے قریب پہنچا محمد نے اسے قتل کر دیا اس کے پاس صرف ایک تلوار تھی مگر اس کی کاٹ اس بلا کی تھی کہ کسی چیز کو نہیں چھوڑتی تھی ایک سرخ رنگ کنجی آنکھ والے شخص نے اس کے تیر مارا اس کے بعد رسالہ کی زبردست جمعیت ہم پر آ پڑی محمد دیوار کے پہلو میں کھڑا ہو گیا لوگ اس سے دور ہٹ گئے جب اس نے محسوس کیا کہ اب موت سے مصز نہیں رہا اس نے اپنی تلوار پر زور ڈال کر اسے توڑ ڈالا۔

رسول اللہ ﷺ کی شمشیر ذوالفقار:

اس بیان کا آخری راوی محمد بن اسماعیل کہتا ہے کہ میں نے اپنے دادا سے یہ سنا کہ محمد کے پاس رسول اللہ ﷺ کی تلوار ذوالفقار تھی۔

عمر بن المتوکل جس کی ماں فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کی خادمہ تھیں بیان کرتا ہے کہ اس دن محمد کے پاس رسول اللہ ﷺ کی تلوار ذوالفقار تھی جب اس نے دیکھا کہ اب موت سر پر آ گئی ہے اس نے وہ تلوار ایک تاجر کو جو اس کے ہمراہ تھا اور جس کے چار سو دینار محمد پر قرض تھے دے دی اور کہا کہ یہ تلوار اس رقم کے عوض میں قبول کرو آل ابی طالب کے جس شخص کے پاس تم اس تلوار کو لے جاؤ گے وہ اسے لے گا اور تمہاری رقم ادا کر دے گا چنانچہ جعفر بن سلیمان کے مدینہ کا والی مقرر ہونے تک وہ تلوار اسی تاجر کے پاس تھی جب جعفر کو اس کی خبر ملی اس نے اسے اپنے پاس بلایا اور اس تلوار کو لے کر چار سو دینار اسے دے دیئے مہدی کے برسر اقتدار آنے اور جعفر کے مدینہ کا والی ہونے تک وہ تلوار جعفر بن سلیمان کے پاس رہی۔ جب جعفر کو اس کا پتہ چلا اس نے اسے لے لیا پھر وہ موسیٰ کے پاس پہنچی۔ موسیٰ نے اسے ایک شے پر آ زمایا اور وہ تلوار ٹوٹ گئی۔

عبدالملک بن قریب الاصمعی کہتا ہے ایک مرتبہ طوس میں میں نے امیر المومنین رشید کو ایک تلوار باندھے دیکھا انھوں نے مجھ سے کہا اصمعی میں تم کو ذوالفقار دکھاتا ہوں۔ میں نے کہا اس سے بڑھ کر کیا بات ہو سکتی ہے ضرور مجھے اس کی زیارت کرائیے انھوں نے کہا یہ میری تلوار نیام سے نکالو۔ جب میں نے اسے نکالا تو اس میں اٹھارہ دندانے پڑے دیکھے۔

فضل بن سلیمان کی حملہ میں پہل کی ترغیب:

فضل بن سلیمان النمری کا بھائی کہتا ہے ہم محمد کے ساتھ تھے چالیس ہزار فوج نے ہم کو آ کر گھیر لیا ان کی تعداد اور اسلحہ سے ہمارے گرد کی زمین سیاہ نظر آتی تھی میں نے محمد سے کہا اگر آپ ان پر حملہ کریں تو ان کی ترتیب درجہ برہم ہو جائے گی اور ان میں رخنہ پڑ جائے گا۔ محمد نے کہا امیر المؤمنین خود حملہ آور نہیں ہوتا اس لیے کہ اگر وہ خود حملہ کر دے تو پھر کیا رہ جائے ہم نے بار بار اسی بات کا اصرار کیا چنانچہ اس نے حملہ کیا وہ ساری فوج اس پر پلٹ پڑی اور اس کو قتل کر دیا۔

محمد بن عبداللہ کی پیشین گوئی:

عبداللہ بن عامر ناقل ہے کہ میں محمد کے ساتھ عیسیٰ کے مقابلہ میں لڑ رہا تھا اتنے میں ایک بادل ہم پر محیط ہوا محمد نے مجھ سے کہا اگر یہ بادل برسا تو ہمیں فتح ہوگی اور اگر یہ بے بر سے نکل گیا تو میں قتل کر دیا جاؤں گا اور زیت کے چٹانوں پر تم میرا خون پڑا ہوا دیکھو گے۔ دیکھتے دیکھتے وہ بادل ہم پر ایسا چھا گیا کہ میں نے خیال کیا کہ یہ ضرور بر سے گا مگر وہ بغیر بر سے گزر گیا اور عیسیٰ اور اس کی فوج پر جابر سا اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد میں نے محمد کو زیت کی چٹانوں کے پاس مقتول دیکھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ اور حمید بن قحطبہ میں تلخ کلامی:

عصر کے وقت عیسیٰ نے حمید بن قحطبہ سے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم اس شخص کے معاملہ میں دیدہ و دانستہ دیر لگا رہے ہو حمزہ بن مالک کو اس سے لڑنے پر مقرر کر دو حمید نے برہم ہو کر کہا آپ یہ کیا فرماتے ہیں بخدا! اگر آپ نے یہ بغاوت کی ہوتی تو میں آپ کو بھی نہ چھوڑتا اب جب کہ میں نے سینکڑوں آدمیوں کا قلع قمع کر دیا ہے اور فتح سامنے ہے آپ مجھے یہ ہدایت کرتے ہیں یہ کہہ کر اس نے جنگ میں بہت زیادہ جدوجہد شروع کر دی یہاں تک کہ محمد قتل کر دیا گیا۔

محمد بن عبداللہ کا خاتمہ:

اس جنگ میں حمید رسالہ کا سپہ سالار تھا عیسیٰ کو اس کی کارروائی پر شبہ ہوا اور اس نے تاخیر کا الزام اس پر لگایا اور کہا کہ حمید میں سمجھتا ہوں کہ تم اس معاملہ میں پوری سرگرمی نہیں دکھا رہے حمید نے کہا کیا آپ مجھ پر اتہام لگاتے ہیں۔ بخدا! اب جہاں کہیں میں نے محمد کو پایا میں اسے قتل کر دوں گا یا خود قتل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ جب حمید محمد کے پاس آیا جو مقتول پڑا تھا اس نے اپنی قسم کو پورا کرنے کے لیے تلوار کا ایک ہاتھ اور اس کے مار دیا۔

۱۳/ رمضان بروز دوشنبہ بعد عصر محمد مارا گیا۔

محمد بن عبداللہ کے سر کی شناخت:

ایوب بن عمرا اپنے باپ کا بیان نقل کرتا ہے عیسیٰ نے اپنے آدمی جیل خانہ بھیجے انھوں نے دروازہ توڑ دیا۔ ہم سب عیسیٰ کے پاس لائے گئے اس وقت تک فریقین میں جنگ ہو رہی تھی اور ہم عیسیٰ کے سامنے مقید پڑے تھے اتنے میں محمد کا سر اس کے پاس لایا گیا میں نے اپنے بھائی یوسف سے کہا کہ عیسیٰ ضرور ہمیں اس کی شناخت کے لیے بلائے گا مگر ہمیں شناخت نہ کرنا چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ ہم غلطی کر جائیں چنانچہ جب اس کا سر آیا اس نے ہم دونوں سے پوچھا کیا تم اسے پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا جی ہاں! اس نے کہا اچھا دیکھو کیا یہ اسی کا سر ہے۔ میں نے یوسف کے زبان کھولنے سے پہلے کہہ دیا کہ اس پر اس قدر خون اور زخم ہیں کہ میں صحیح طور پر نہیں کہہ

سکتا کہ یہ اسی کا سر ہے اس کے بعد عیسیٰ نے ہماری بیڑیاں کٹوا دیں ہم نے تمام رات اسی کے پاس بسر کی پھر اس نے مجھے کے اور مدینہ کے درمیانی علاقہ کا عامل مقرر کر دیا میں جعفر بن سلیمان کے آنے تک اسی خدمت پر مامور تھا اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور وہیں متعین کر لیا۔

محمد بن عبداللہ کی سیرت و کردار:

ابو کعب بیان کرتا ہے جب محمد کا سر عیسیٰ کے سامنے لایا گیا میں اس وقت عیسیٰ کے پاس موجود تھا اسے دیکھ کر اس نے اپنے مصاحبین سے محمد کے متعلق رائے دریافت کی سب نے اس کی برائی کی اس کے ایک فوجی سپہ سالار نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا تم سب جھوٹے ہو اور تم نے سراسر غلط بیانی کی ہے ہم اس کی کسی ذاتی بری عادت کی وجہ سے اس سے نہیں لڑے تھے بلکہ محض اس لیے کہ اس نے امیر المومنین سے سرتابی کی اور مسلمانوں کے شیرازہ اتحاد کو توڑ دیا وہ نہایت ہی عابد و زاہد اور صوم و صلوة کا پابند تھا یہ سن کر وہ سب مصاحبین دم بخود ہو گئے اور کسی نے جواب نہیں دیا۔

اسلمی ناقل ہے ایک شخص نے مدینہ سے آ کر ابو جعفر سے کہا کہ محمد جنگ سے بھاگ گیا انھوں نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے ہم اہل بیت بھاگنا نہیں کرتے۔

ابو الحجاج الجہال کا بیان:

ابو الحجاج الجہال کہتا ہے میں ابو جعفر کے سراپے کھڑا تھا اور وہ مجھ سے محمد کے خروج کا حال پوچھ رہے تھے اتنے میں ان کو خبر پہنچی کہ عیسیٰ کو شکست ہوئی وہ اس وقت تکیہ لگائے بیٹھے تھے یہ سنتے ہی سنبھل کر بیٹھ گئے اور ایک عصا سے جو ان کے پاس تھا اپنی جان نماز پر ضرب لگائی اور کہا اب ہماری اولاد بھلا کہاں اس عصا سے منبر پر کھیل کرے گی اور عورتوں سے باتوں کا لطف اٹھائے گی۔ اب میں اس کا اہل نہیں رہا۔

ابو القلمس کا میدان جنگ سے فرار:

ایک تیر ابو القلمس کے گھٹنے میں لگا اور اس کا پھل اسی میں رہ گیا اس نے اس کا بہت علاج کیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر کو لوگوں نے کہا کہ اسے یوں ہی چھوڑ دو چند روز میں یہ خود بخود اچھا ہو نکل آئے گا مجھ کی شکست کے بعد جب اس کی تلاش ہوئی تو یہ حرہ چلا گیا اور اب تک اس کے گھٹنے کا زخم مندمل نہ ہوا تھا اور وہ تیر کا پھل بدستور اس میں پیوست تھا آخر اس نے اسے نکلوا یا اور پھر گھٹنے کے بل بیٹھ کر اپنا ترکش اوندھا کر دیا اور دشمن پر تیر برسائے لگا تعاقب کرنے والوں نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا اور یہ اپنے ساتھیوں میں جا ملا اور بچ کر نکل گیا۔

ابو القلمس کی فرار میں روپوشی:

عبداللہ بن عمر بن القاسم کہتا ہے جب اس دن ہم نے شکست کھائی تو میں اس جماعت میں تھا جس میں کہ ابو القلمس تھا میں نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا تو دیکھا کہ وہ ہنسی کے مارے لوٹا جا رہا ہے میں نے کہا بھلا یہ کیا ہنسی کا موقع تھا اتنے میں میری نظر ایک اور مغرور شخص پر پڑی جس کا کرتہ اس طرح پھٹ گیا تھا کہ اس کا صرف گریبان اور اتنا حصہ باقی تھا جس سے اس کا صرف سینہ پیتا نوں تک مستور تھا باقی اس کا تمام سترنگا تھا اور اسے جان کے خوف سے اس کی کچھ خبر نہ تھی۔ یہ تماشا دیکھ کر ابو القلمس کے ہنسنے کی

وجہ سے مجھے بھی ہنسی آ گئی۔ ابوالقلمس عرصہ تک فروع میں روپوش رہا۔
ابوالقلمس کا قتل:

پھر ایک زمانے کے بعد اس کے ایک غلام نے عداوت کی وجہ سے ایک بڑے پتھر سے اس کا سر پھیل کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ پھر اس کی ام ولد سے جا کر کہا کہ میں نے تمہارے آقا کا کام تمام کر دیا ہے آؤ میں تمہارے ساتھ شادی کر لوں اس نے کہا اچھی بات ہے ذرا ٹھہرو میں تیرے لیے بناؤ سنگھار کر لوں اس غلام نے اسے مہلت دے دی اس نے سرکار میں جا کر اس کی خبر کر دی سرکار نے اس غلام کو گرفتار کر کے اس کا سر پتھر سے پکڑوا دیا۔
ابوالشہد اند فالج بن معمر کا قتل:

جب بنی فزارہ کے ذرہ سے عیسیٰ کا رسالہ مدینہ میں داخل ہوا محمد مارا گیا تو کچھ لوگوں نے ابوالشہد اند کے گھر میں گھس کر اسے قتل کر دیا اور سر کاٹ لیا اس کی بیٹی ناعمہ بنت ابی الشہد اند اسے دیکھ کر چلائی اے میرے لوگو! فوج کے ایک سپاہی نے پوچھا تیرے کون لوگ ہیں جن کو مدد کے لیے پکارتی ہے اس نے کہا بنی فزارہ اس سپاہی نے کہا بخدا! اگر مجھے یہ بات پہلے سے معلوم ہوتی تو میں کبھی تیرے گھر میں نہ گھستا اب تم خوف زدہ مت ہو میں تمہارے ہی خاندان کے بنی بابلہ کا ایک فرد ہوں اس سپاہی نے اپنے عمامہ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اسے دیا اس عورت نے اسے اپنے دروازہ سے لٹکا دیا۔

جب اس کا سر عیسیٰ کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت ابن ابی الکرام اور محمد بن لوط بن مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب اس کے پاس بیٹھے تھے سردیکھ کر ان دونوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہنے لگے اب مدینہ میں کوئی شخص باقی نہ رہا یہ ابوالشہد اند فالج بن معمر الفزازی کا سر ہے جو پیٹوں سے بندھا ہوا ہے۔ اس کے بعد عیسیٰ نے اعلان کر دیا جو شخص ہمارے پاس اب کسی کا سر لے کر آئے گا ہم اس کا سر کاٹ دیں گے۔

ابن ہرمز کی گرفتاری:

عبداللہ بن برقی بیان کرتا ہے کہ عیسیٰ کا ایک قائد اپنی جماعت کے ساتھ ابن ہرمز کا پتہ پوچھتا ہوا آیا ہم اس کے گھر تک اسے پہنچا آئے ابن ہرمز باریک لمبل کا کرتہ پہنے باہر آیا سپاہیوں نے اپنے قائد کو گھوڑے سے اتار کر اس پر ابن ہرمز کو سوار کیا اور تیز بھگاتے ہوئے اسے عیسیٰ کے پاس لے آئے مگر اب بھی اس پر کوئی پریشانی کا اثر ظاہر نہ ہوا۔

قدامہ بن محمد کہتا ہے عبداللہ بن یزید بن ہرمز اور محمد بن عجلان نے بھی محمد بن عبداللہ کے ہمراہ خروج کیا تھا ان دونوں نے کمان بھی حائل کی۔ ہم کو یہ خیال ہوا کہ اس سے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ عوام کو معلوم ہو کہ وہ اس کے لیے تیار ہو کر آئے ہیں۔

ابن ہرمز سے جواب طلبی و رہائی:

حسن بن یزید کہتا ہے کہ محمد کے قتل کے بعد جب ابن ہرمز عیسیٰ کے پاس پیش ہوا تو عیسیٰ نے اس سے کہا، کہیے جناب آپ کی تمام فتنہ بیکار ہو گئی اور اس نے باغیوں کی شرکت سے آپ کو باز نہیں رکھا اس نے کہا ایک عام فتنہ رونما ہوا جس میں سب ہی کو شریک ہونا پڑا مجبوراً ہم نے بھی اس میں شرکت کی عیسیٰ نے کہا اچھا بخیر بیت اپنے گھر جائیے اور اسے چھوڑ دیا۔

امام مالک اور ابن ہرمز:

امام مالک کہتے ہیں میں ابن ہرمز سے ملنے جاتا تھا وہ اپنی چھوکری سے گھر کا دروازہ بند کر دیتے اور پردہ ڈلوادیتے۔ پھر امت اسلام کے ابتدائی زمانے کا ذکر کر کے اس قدر روتے کہ ان کی داڑھی اشکوں سے تر ہو جاتی۔ انھوں نے جب محمد کے ساتھ خروج کیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ میں اب کیا باقی رہا ہے۔ کہنے لگے ہاں میں اسے جانتا ہوں مگر محض اس لیے کہ جہلاء مجھے دیکھ کر میری اقتدا کریں۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی مراجعت جرف:

محمد بن زید کہتا ہے کہ محمد بن عبداللہ کے قتل کے بعد اس قدر موسلا دھار بارش ہوئی کہ اس سے پہلے اس کی نظیر دیکھنے میں نہیں آئی تھی، عیسیٰ نے اعلان کر دیا کہ کثیر بن حصین اور اس کی جمعیت کے علاوہ اور کوئی فوج مدینہ میں رات کو قیام نہ کرے جنگ کے بعد عیسیٰ مدینہ سے اپنے پڑاؤ کو جو جرف میں تھا واپس چلا گیا ساری رات اس نے جرف میں بسر کی دوسرے دن صبح کو قاسم بن حسن بن زید کو بشارت فتح پہنچانے کے لیے عراق روانہ کیا اور محمد کا سر ابن الکرام کے ہاتھ عراق بھیج دیا۔ محمد بن عبداللہ کی تدفین:

محمد کے قتل کے دوسرے دن اس کی بہن زینب بنت عبداللہ اور اس کی بیٹی فاطمہ نے عیسیٰ سے کہلا کر بھیجا کہ محمد کو قتل کر کے تمہاری غرض پوری ہو گئی۔ اگر تم اجازت دو تو ہم اسے دفن کر دیں عیسیٰ نے جواب میں کہلا بھیجا اے میری چچا زاد بہنو! تم نے اپنے پیام میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اس کا قتل کرنا میرا مقصود تھا، تمہارا یہ خیال غلط ہے نہ میں نے اس کے قتل کا حکم دیا اور نہ مجھے علم ہوا تم بڑی خوشی سے اسے دفن کر دو چنانچہ انھوں نے آدی بھیج کر اس کے لاشہ کو اٹھامنگایا اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی گردن میں جہاں سے سر کاٹا گیا تھا اسی قدر روئی بھر کر قلع میں دفن کر دیا۔ اس کی قبر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی گلی کے سامنے جہاں وہ گلی بڑی سڑک سے آ کر مل جاتی ہے یا اسی کے کہیں قریب واقع ہے۔

مدینہ میں امان کا اعلان:

عیسیٰ نے چند جھنڈیاں مدینہ بھیج دیں ان میں سے ایک اسماء بنت حسن بن عبداللہ کے دروازے پر ایک عباس بن عبداللہ بن الحارث کے دروازے پر ایک محمد بن عبدالعزیز الزہری کے دروازے پر ایک عبید اللہ بن محمد بن صفوان کے دروازے پر ایک ابو عمرو الغفاری کے دروازے پر نصب کر دی گئی اور اس نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ان جھنڈیوں کے پاس آ جائے گا یا نہ کو رالصدر کی مکان میں داخل ہو جائے گا وہ مامون ہے۔

بارش خوب ہوئی صبح ہوتے ہی تمام لوگ بازاروں میں اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئے عیسیٰ روزانہ جرف سے مسجد نبوی آتا تھا یہ چند روز مدینہ میں قیام کر کے ۱۹/ رمضان کی صبح کو مکہ کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔

ابن خضیر کی تدفین:

محمد کے قتل کے دوسرے دن عیسیٰ نے اس کے دفن کی اجازت دے دی اور دوسرے مقتولین کو بھی اللہ واداع سے لے کر عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے مکان تک سولی پر لٹکا دیا۔ ان لاشوں کی دو قطاریں تھیں جس تنے پر ابن خضیر کی لاش مصلوب تھی اس کے پاس

پہرہ بٹھا دیا گیا تھا مگر رات کے وقت کچھ لوگ اس کے لاشہ کو اتار لے گئے اور انھوں نے اسے دفن کر دیا لے جانے والوں کا پتہ نہ چل سکا اس کے علاوہ اور لاشیں تین دن تک لٹکی رہیں جب ان کی بدبو سے لوگوں کو ایذا ہونے لگی تو سیسی نے ان کو کوہ سلع پر سے المنفرج پر جو یہودیوں کا قبرستان تھا جلوادیا کچھ روز یہ لاشیں یہاں پڑی رہیں پھر کوہ زیاب کی جڑ میں ایک خندق کھود کر اس میں ڈال دیا گیا۔

جعفر بن محمد کی محمد و ابراہیم کے متعلق پیش گوئی:

ام حسین بنت عبد اللہ بن محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کہتی ہے کہ میں نے اپنے چچا جعفر بن محمد سے پوچھا کہ آپ محمد بن عبد اللہ کے معاملہ کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا یہ ایک فتنہ ہے جس میں محمد ایک رومی کے گھر کے پاس قتل ہو جائے گا اور اس کا بھائی عراق میں اس حالت میں قتل ہوگا جب کہ اس کے گھوڑے کے سم پانی میں ہوں گے۔

حمزہ بن عبد اللہ بن محمد:

محمد کے ہمراہ حمزہ بن عبد اللہ بن محمد بن علی نے بھی باوجود اپنے چچا جعفر کے منع کرنے کے خروج کیا تھا اور اس کی حمایت میں اس کا جوش و خروش بہت بڑھا ہوا تھا جعفر اس سے کہا کرتے کہ محمد ضرور اس فتنہ میں قتل ہوگا اس بناء پر حمزہ نے خود جعفر سے کنارہ کشی کر لی۔

محمد بن عبد اللہ کے سر کی روانگی:

ابن ابی الکرام کہتا ہے کہ عیسیٰ نے مجھے محمد کے سر کے ساتھ عراق بھیجا اور سو سپاہی میرے ساتھ کر دیئے جب ہم نجف کے سامنے آئے ہم نے تکبیر کہی عامر بن اسمعیل نے ان دنوں ہارون بن سعد العجلی کا واسطہ میں محاصرہ کر رکھا تھا۔ ابو جعفر نے ربیع سے پوچھا یہ تکبیر کیسی ہے اس نے کہا ابن ابی الکرام محمد بن عبد اللہ کا سر لے کر حاضر ہوا ہے ابو جعفر نے کہا اسے اور اس کے دس ہمراہیوں کو اندر آنے کی اجازت دو۔ میں نے اندر جا کر ایک ڈھال میں سر کو رکھ کر ان کے سامنے پیش کیا ابو جعفر نے پوچھا اس کے گھر والوں میں سے اور کون کون اس کے ساتھ قتل ہوئے میں نے کہا اور کوئی شخص نہیں ابو جعفر کہنے لگے بے شک ایسا ہی ہوگا پھر ربیع کی طرف دیکھ کر پوچھا کہو ربیع اس سے پہلے جو شخص آیا تھا اس نے کیا اطلاع دی تھی۔ ربیع نے کہا اس نے تو یہ بیان کیا تھا کہ اس کے خاندان کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ میں نے عرض کیا یہ بالکل غلط ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص کام نہیں آیا۔

محمد بن عبد اللہ کے سر کی کوفہ میں تشہیر:

علی بن اسمعیل بن صالح بن یثیم راوی ہے جب محمد کا سر ابو جعفر کے پاس کوئے لایا گیا تو انھوں نے ایک سفید طباق میں رکھ کر اسے تمام شہر میں گشت کرایا میں نے بھی اسے دیکھا تھا اس کا رنگ سانولا اور چہرہ پر چچک کے داغ تھے اسی دن شام کے وقت وہ تمام اطراف و اکناف سلطنت میں گشت کے لیے بھیج دیا گیا۔

ابو جعفر کی بنو شجاع کی تعریف:

جب بنو شجاع کے سر ابو جعفر کے سامنے پیش ہوئے تو وہ کہنے لگے لوگوں کو ان ایسا ہونا چاہیے۔ میں نے محمد کی سخت تلاش شروع کی۔ انھوں نے اسے چھپائے رکھا پھر یہ خود اسے لے کر نکلے اور اس کے ساتھ برابر نقل مقام کرتے رہے جب وہ لڑا تو یہ بھی لڑے اور ایسی پامردی سے لڑے کہ قابل مثال ہے آخر کار اسی طرح سب کے سب مارے گئے۔

موسیٰ بن عبداللہ کا بیان:

موسیٰ بن عبداللہ بن حسن راوی ہے محمد کے خروج سے قبل میں رات کو اپنے مکانوں سے سویقہ کے راستے سے نکلا وہاں مجھے کچھ عورتیں دکھائی دیں جن کے متعلق مجھے خیال ہوا کہ یہ ہمارے گھروں سے نکلی ہیں ان کو دیکھ کر مجھے غیرت آئی میں یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ کہاں جاتی ہیں ان کے پیچھے پیچھے ہولیا جب وہ غرس کے پہاؤ میں حمیرا کے کنارے پہنچیں تو ان میں سے ایک نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور یہ شعر پڑھا:

سویقة بعد ساکنها یباب لقد امست اجدبها الخراب

”جب سویقہ کے ساکن نہ رہیں گے تو یہ ویرانہ بن جائے گا اور ابھی سے اس پر ویرانی کا عمل شروع ہو گیا ہے۔“
یہ سن کر مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ باہر والیاں ہیں میں واپس آ گیا۔

محمد کے قتل کے بعد عیسیٰ نے بنی حسن کی تمام املاک پر قبضہ کر لیا نیز ابو جعفر نے بھی عیسیٰ کے اس فعل کی توثیق کی۔
جعفر بن محمد کرمانی:

ایوب بن عمر بیان کرتا ہے جعفر بن محمد ابو جعفر سے ملے اور کہا امیر المومنین آپ میری جاگیر عین ابی زیاد مجھے واپس دے دیجیے کیونکہ اس کا مستاجر اسے کھائے جاتا ہے ابو جعفر نے کہا تم اور مجھ سے اس قسم کی گفتگو کرتے ہو بخدا! میں تمہاری جان نکال لوں گا۔ جعفر نے کہا مہربانی فرما کر ذرا جلدی نہ کیجیے گا میں تریسٹھ سال کا ہو گیا ہوں اسی عمر میں میرے باپ اور دادا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے انتقال کیا ہے اگر میں نے اپنی مدت العمر تمہارے خلاف کوئی سازش کی ہو یا بشرط زندگی تمہارے بعد تمہارے جانشین کے خلاف کروں تو مجھ پر یہ اور یہ لعنت و عذاب نازل ہو اسے سن کر ابو جعفر کو ان پر رحم آ گیا اور معاف کر دیا۔
اپنی زندگی میں تو ابو جعفر نے یہ جاگیر جعفر کو نہیں دی البتہ ان کے بعد مہدی نے وہ جعفر کی اولاد پر بحال کر دی۔

اہل مدینہ کو بحری تجارت کی مخالفت:

محمد کے قتل کے بعد اہل مدینہ کو مزادینے کے لیے ابو جعفر نے بحری راستہ اہل مدینہ کے لیے بند کر دیا۔ چنانچہ سمندر کی راہ سے کوئی چیز انھیں نہیں پہنچ سکتی تھی مہدی نے اپنے عہد میں یہ ممانعت اٹھا دی اور اب سمندر کے ذریعہ ضروریات زندگی مدینے آنے لگیں۔

محمد بن عبداللہ کی املاک و جائداد کی بحالی:

موسیٰ بن عبداللہ کی بیوی ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نقل ہے کہ مخزومیہ کے بیٹوں عیسیٰ سلیمان اور ادریس عبداللہ بن حسن کے بیٹوں نے محمد بن عبداللہ بن حسن کے بیٹوں سے وراثت کے متعلق تنازع کیا اور کہا کہ چونکہ تمہارے باپ محمد قتل ہو چکے اس وجہ سے اس کے وارث اب بد اللہ ہوئے انھوں نے اس مقدمہ کو حسن بن زید کے سامنے پیش کیا اس نے امیر المومنین ابو جعفر کو لکھ بھیجا ابو جعفر نے حسن بن زید کو جواب لکھا کہ جب تم کو میرا یہ خط ملے تم محمد کے بیٹوں کو ان کے دادا کا ورثہ دلا دو کیونکہ میں نے ان کی قریبی رشتہ اور تعلق کی وجہ سے ان کی املاک انھیں واپس دے دی ہیں۔

ابو جعفر کا خروج محمد بن عبد اللہ پر اظہار تعجب:

بنی ہاشم کے حسب ذیل لوگ محمد کے ہمراہ شریک جنگ تھے۔ معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے حسن، یزید اور صالح، زید بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے حسین اور عیسیٰ ان آخر الذکر دونوں کے خروج پر ابو جعفر کہا کرتے تھے کہ ان پر مجھے سخت تعجب ہے کہ انہوں نے میرے خلاف کیوں خروج کیا حالانکہ میں نے ان کے باپ کے قاتل کو اسی طرح قتل کیا جس طرح اس نے ان کو قتل کیا تھا اسی طرح سولی دی۔ جس طرح اس نے ان کو سولی دی تھی اور اسی طرح جلادیا جس طرح اس نے ان کو جلایا تھا۔

علی وزید کے متعلق ابو جعفر کی حسن سے گفتگو:

حمزہ بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب اور حسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب کے بیٹے علی اور زید، ابو جعفر نے حسن بن زید سے ایک مرتبہ کہا گویا میں تمہارے دونوں بیٹوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ تلواریں لیے قبائیں پہنے محمد کے سر ہانے کھڑے ہیں، حسن بن زید نے جواب دیا امیر المومنین میں ان کی سرتابی اور سرکشی کی ہمیشہ آپ سے شکایت کیا ہی کرتا تھا اس میں میرا کیا قصور ہے انھوں نے کہا ہاں ٹھیک کہتے ہو اسی وجہ سے انھوں نے تمہاری مرضی کے خلاف اس کا ساتھ دیا ہے۔

ابو جعفر کا المرجی کے متعلق استفسار:

قاسم بن اسحاق بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب اور المرجی علی بن جعفر بن اسحاق بن علی بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب، ابو جعفر نے جعفر بن اسحاق سے پوچھا یہ مرجی کون ہے اللہ اسے برباد کرے اس نے کہا امیر المومنین یہ میرا ہی بیٹا ہے حکم ہو تو خدا کی قسم میں اسے اپنا بیٹا ہی تسلیم نہ کروں۔ بنی عبد شمس میں سے یہ لوگ محمد کے ساتھ شریک جنگ تھے۔ محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس۔

ابن عجلان کی رہائی:

عباد بن کثیر بیان کرتا ہے ابن عجلان نے بھی محمد کے ساتھ خروج کیا یہ ایک مادہ خنجر پر سوار تھا، جب جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی مقرر ہو کر آیا اس نے اسے قید کر دیا میں نے اس سے جا کر کہا فرمائیے کہ اس شخص کے متعلق اہل بصرہ کی کیا رائے تھی جس نے حسن کو قید کر دیا تھا اس نے کہا بخدا! بری رائے تھی میں نے کہا تو بس ابن عجلان کی حالت یہاں بعینہ وہ ہے جو بصرہ میں حسن کی تھی یہ سن کر جعفر نے اسے رہا کر دیا۔ یہ محمد بن عجلان فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کا مولیٰ تھا۔

عبید اللہ بن عمر بن حفص اور ابو جعفر منصور:

عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم نے بھی اس کے ہمراہ خروج کیا تھا۔ محمد کے قتل کے بعد جب یہ ابو جعفر کے سامنے پیش ہوا تو انھوں نے اس سے سوال کیا، کیا تم نے بھی محمد کے ساتھ میرے خلاف خروج کیا تھا اس نے کہا میں ایسا کرنے پر مجبور تھا ورنہ جو اللہ نے محمد ﷺ پر نازل فرمایا اس کا انکار لازم آتا۔ عمر کہتے ہیں کہ یہ محض وہم ہے۔

مگر عبد العزیز بن ابی سلمہ بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا ہے کہ عبید اللہ نے خروج کے لیے محمد سے وعدہ کیا مگر اس کے خروج سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا ہے۔

محمد بن عبد اللہ کے ساتھی:

محمد کے ہمراہ ابوبکر بن عبد اللہ بن محمد بن ابی سبرہ بن ابی رہم بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبد ود بن نصرہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی نے بھی خروج کیا تھا نیز عبد الواحد بن ابی عون از دکا مولیٰ بھی تھا۔ عبد اللہ بن جعفر بن عبد الرحمن بن المسور بن مخرمہ، عبد العزیز بن محمد الدراوردی عبد الحمید بن جعفر، عبد اللہ بن عطاء بن یعقوب بنی سباع کا مولیٰ، خزاعہ کا ابن سباع جو بنی زہرہ کا حلیف تھا اور اس کے بیٹوں میں سے ابراہیم، اسحاق، ربیعہ، جعفر، عبد اللہ، عطا، یعقوب، عثمان اور عبد العزیز عبد اللہ بن عطا کے بیٹے تھے۔

امینہ بنت خضیر کا سجدہ شکر:

زبیر بن حبیب بن ثابت بن عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتا ہے کہ میں مر میں جو کوہ اصم کے بطن میں واقع ہے، مقیم تھا میرے ساتھ میری بیوی امینہ بنت خضیر بھی تھی ایک شخص مدینہ سے عراق جاتا ہوا ہمارے پاس سے گزرا، میری بیوی نے اس سے پوچھا محمد کیسے ہیں؟ اس نے کہا وہ مارا گیا میری بیوی نے پوچھا ابن خضیر کیسے ہیں؟ اس راہ گیر نے کہا کہ وہ بھی مارا گیا یہ سنتے ہی وہ سجدہ میں گر پڑی مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے کہا کہ اپنے بھائی کے قتل پر سجدہ شکر ادا کرتی ہو کہنے لگی بے شک یہ شکر کے قابل ہے کہ وہ میدان جنگ سے نہ فرار ہوا اور نہ پکڑا گیا۔

ابو جعفر منصور کی آل زبیر رضی اللہ عنہ و آل عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے:

ابو جعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ سے پوچھا کن کن خاندانوں نے محمد کا ساتھ دیا تھا اس نے کہا آل زبیر رضی اللہ عنہ نے، انھوں نے پوچھا اور کس نے؟ اس نے کہا آل عمر رضی اللہ عنہ نے، ابو جعفر کہنے لگے بخدا! ان لوگوں نے محمد کا ساتھ کسی محبت یا خلوص کی بنا پر نہیں دیا۔ ابو جعفر کہا کرتے تھے اگر آل زبیر رضی اللہ عنہ کے ہزار آدمی مجھے ایسے ملیں جو سب کے سب نیک و متقی ہوں اور ان میں صرف ایک بد معاش ہو تو میں سب کو قتل کر دوں اور اگر آل عمر رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار آدمیوں میں ایک کے سوا سب برے ہوں تو میں سب کو معاف کر دوں۔

موسیٰ بن عبد اللہ و محمد بن عثمان کی بصرہ میں آمد:

محمد بن عثمان بن محمد بن خالد بن الزبیر بیان کرتا ہے کہ محمد کے قتل کے بعد میرے باپ اور موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن بھاگے، میں ان کے ہمراہ تھا اور ابو ہریرہ المزنی بھی ہمارے ساتھ فرار ہوا۔ ہم مکے آئے اور پھر وہاں سے بصرہ ہو لیے، ہم نے حکیم نام ایک شخص کے اونٹ کرایہ پر لیے رات کا ایک تہائی حصہ گزرنے کے بعد ہم جب بصرہ پہنچے تو اس وقت شہر کے تمام نا کے بند ہو چکے تھے، صبح تک ہم شہر کے باہر ہی بیٹھے رہے علی الصباح شہر میں داخل ہو کر مرید کے مکان میں فروکش ہوئے صبح ہونے کے بعد ہم نے حکیم کو اپنے لیے کھانا خرید کر لانے کے لیے بھیجا یہ ایک حبشی کے سر پر جس کے پاؤں میں لوہے کا کڑا پڑا ہوا تھا کھانا لے کر آیا وہ کھانا لیے ہوئے ہمارے پاس اندر چلا آیا، حکیم نے اسے اجرت دی اس پر وہ برہم ہوا کہ یہ بہت کم ہے۔ ہم نے حکیم سے کہا کہ اسے اور دو۔ اس پر بھی وہ راضی نہ ہوا۔ ہم نے حکیم سے کہا کہ اسے دو گنی اجرت دے دو مگر اس پر بھی وہ راضی نہ ہوا اور ہمارے متعلق اسے اب شبہ پیدا ہوا وہ ہمارے چہروں کو غور سے دیکھنے لگا۔ اور پھر چلا گیا۔

عثمان بن محمد کی جرأت و بے باکی:

عروہ بن ہشام بن عروہ بیان کرتا ہے جب عثمان ابو جعفر کے سامنے پیش کیا گیا میں ان کے پاس تھا لوگوں نے عثمان کو ان کے سامنے کر کے کہا کہ یہ عثمان بن محمد بن خالد ہے ابو جعفر نے اس سے پوچھا وہ سرکاری روپیہ جو تمہارے پاس تھا کہاں ہے؟ اس نے کہا وہ میں نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو دے دیا ابو جعفر نے پوچھا امیر المومنین کون؟ اس نے کہا محمد بن عبد اللہ ابو جعفر نے کہا تو نے اس کی بیعت کی تھی؟ عثمان نے کہا ہاں! میں نے اس کی بیعت کی تھی جس طرح تو نے بیعت کی تھی ابو جعفر نے اسے فاحشہ زادہ کہا اس نے جواب دیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی مانگیں کنیزیں ہوئی ہیں اس پر ابو جعفر برا فروختہ ہو گئے اور انھوں نے اس کے قتل کا حکم دیا لوگ اسے پیچھے ہٹا لے گئے اور اس کی گردن ماردی۔

محمد بن عبد اللہ کے طرف داروں کی تلاش:

محمد بن عثمان بن خالد الزبیری ایک دوسرے سلسلہ سے روایت بیان کرتا ہے جب محمد نے خروج کیا اس کے ساتھ خاندان کثیر بن الصلت کا ایک شخص بھی شریک جنگ ہوا تھا محمد کے قتل اور اس کی فوج کی ہزیمت کے بعد بقیہ لوگ روپوش ہو گئے تھے انھیں لوگوں میں میرا باپ اور یہ کثیری بھی تھے ایک عرصہ تک یہ دونوں روپوش رہے، جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی مقرر ہو کر آیا اس نے محمد کے طرف داروں کی تلاش اور گرفتاری میں بڑی تختی شروع کی میرے باپ نے کثیری سے ایک اونٹ کرایہ پر لیا اور اب ہم گرفتاری کے خوف سے بصرہ چلے جعفر کو اس کی اطلاع ہو گئی اس نے اپنے بھائی محمد کو ہمارے بصرہ جانے کا حال لکھ دیا اور مشورہ دیا کہ وہ ہماری تاک رکھے۔ ہمارے معاملہ اور بصرہ آنے سے ہوشیار رہے۔

عثمان بن محمد کے قتل کی دوسری روایت:

چنانچہ جب ہم بصرہ آئے محمد کو ہمارے آنے اور ٹھہرنے کا علم ہو گیا۔ اس نے اپنے آدمی بھیج کر ہم سب کو گرفتار کر لیا، ہم سب اس کے سامنے پیش ہوئے۔ میرے والد نے اس سے کہا کہ آپ کم از کم اس اونٹ والے کے معاملہ میں تو اللہ سے خوف کیجیے اس بچارے کا کیا قصور ہے یہ ایک اعرابی ہے جس کو ہمارا حال بالکل معلوم نہیں۔ محض پیٹ بھرنے کے لیے اس نے اپنا اونٹ ہم کو کرایہ پر دے دیا اگر اسے ہمارے جرم کا علم ہو جاتا تو وہ کبھی ہم کو اونٹ نہ دیتا آپ اسے بھی ابو جعفر کے سامنے پیش کر رہے ہیں حالانکہ ابو جعفر کی طینت سے آپ خوب واقف ہیں اس لیے اس کے خون کا گناہ آپ کے سر ہو گا۔ محمد بہت دیر تک سر نیچا کیے سوچتا رہا۔ پھر کہنے لگا بخدا! یہ ابو جعفر کا معاملہ ہے میں اس میں قطعاً دخل نہ دوں گا۔ اب ہم سب کو اس نے ابو جعفر کے پاس بھیج دیا ہم اس کے سامنے پیش کیے گئے اس وقت ابو جعفر کے پاس سوائے حسن بن زید کے دوسرا کوئی شخص کثیری کا شناسا نہ تھا۔ ابو جعفر نے اسے مخاطب کر کے کہا اے دشمن خدا! تو اپنے اونٹ امیر المومنین کے دشمن کو کرایہ پر دیتا رہا ہے۔ ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرتا رہا۔ کبھی تو نے اسے چھپایا اور کبھی ظاہر کیا۔ اس نے کہا امیر المومنین مجھے اس کا حال کچھ معلوم نہیں کہ یہ کون ہے یا اس کا کیا قصور ہے۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ آپ کا دشمن ہے۔ میں نے بالکل لاعلمی میں اسے ایک تخی خوش اخلاق مسلمان سمجھ کر اپنا اونٹ کرایہ پر دے دیا اگر اس کا حال مجھے معلوم ہوتا تو میں ہرگز ایسا نہ کرتا۔ اس تمام دوران میں حسن بن زید نیچی نظر کیے بیٹھا رہا۔ اب ابو جعفر نے کثیری کو خوب ڈرایا دھمکایا۔ پھر چھوڑ دیا یہ وہاں سے نکل کر غائب ہو گیا اب وہ میرے باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا

کہو عثمان تم نے امیر المومنین کے خلاف خروج کیا اور ان کے دشمن کی مدد کی۔ اس نے کہا سنیے میں نے اور آپ نے مکہ میں ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کی میں نے اسے پورا کیا اور آپ نے اس کی خلاف ورزی کی ابو جعفر نے اس کے قتل کا حکم دیا جس کی بجا آوری ہوگئی۔

عبدالعزیز بن عبداللہ کی رہائی:

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ابو جعفر کے سامنے پیش کیا گیا۔ اسے دیکھ کر وہ کہنے لگا اگر میں تم ایسے قریشی کو قتل کر دوں تو پھر دوسرا کون ہے جسے میں معافی دے سکتا ہوں۔ یہ کہہ کر ابو جعفر نے اسے رہا کر دیا۔ اس کے بعد عثمان بن محمد بن خالد پیش ہوا ابو جعفر نے اسے قتل کر دیا مگر بہت سے قریشیوں کو چھوڑ دیا اس پر عیسیٰ بن موسیٰ نے ابو جعفر سے کہا۔ جناب والا! یہ کچھ ان لوگوں سے زیادہ خطا وار نہ تھا ابو جعفر کہنے لگے ہاں مگر یہ میرے گھرانے والے ہیں۔

علی بن المطلب اور عبدالعزیز بن ابراہیم پر عتاب:

عیسیٰ کہتا ہے میں نے حسن بن زید کو یہ کہتے سنا کہ ایک دن صبح کو میں ابو جعفر سے ملنے گیا۔ انھوں نے ایک چہو ترہ بنوایا اور اس پر خالد کو کھڑا کیا اب علی بن المطلب بن عبداللہ بن خطاب ان کے سامنے پیش کیا گیا، ان کے حکم سے پانچ سو کوڑے اسے مارے گئے اس کے بعد عبدالعزیز بن ابراہیم بن عبداللہ بن مطیع پیش ہوا اسے بھی انھوں نے پانچ سو کوڑے لگوائے ان دونوں میں سے ایک نے بھی جنبش نہیں کی مجھ سے کہنے لگے دیکھتے ہو ان سے زیادہ جوانمرد اور صابر تم نے کبھی دیکھے ہیں۔ بخدا! میرے سامنے ایسے شخص پیش ہوئے کہ جن کی ساری زندگی سخت محنت و جفا کشی میں بسر ہوئی تھی پھر بھی وہ مار کے مقابلہ میں ایسے صابر نہیں رہ سکے حالانکہ یہ لوگ وہ ہیں جن کی ساری عمر عیش و آرام اور ناز و نعم میں بسر ہوئی مگر پھر بھی یہ اس قدر مستقل مزاج ثابت ہوئے میں نے کہا کیوں نہ ہوں یہ آپ کی قوم کے جلیل القدر ذی عزت و شرف اصحاب ہیں ان میں یہ خوبیاں کیوں نہ ہوں گی یہ سن کر انھوں نے منہ پھیر لیا اور پھر کہنے لگے تم میں خاندانی عصیت اب بھی باقی ہے۔

عبدالعزیز بن ابراہیم کو معافی:

اس کے کچھ عرصہ کے بعد انھوں نے عبدالعزیز بن ابراہیم کو مارنے کے لیے پھر اپنے سامنے طلب کیا اس نے کہا امیر المومنین ہم اپنے معاملہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں میں چالیس روز سے اوندھا پڑا ہوں اس اثنا میں اللہ کی نماز بھی ایک وقت کی نہیں پڑھ سکا کہنے لگے یہ تمہارے کیے کی سزا ہے تم خود اس کے ذمہ دار ہو عبدالعزیز نے کہا تو عفو کہاں گیا کہنے لگے اچھا تو ہم نے معاف کر دیا اور ابو جعفر نے اسے رہا کر دیا۔

امارت مدینہ پر عبداللہ بن ربیع کا تقرر:

محمد بن عمر ناقل ہے کہ کثیر التعداد فوج محمد پر ٹوٹ پڑی اور اس نے جنگ میں پوری جدوجہد صرف کر دی۔ نصف ماہ رمضان ۱۴۵ھ کو محمد مارا گیا اس کا سر عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھیج دیا گیا اس نے ابن ابی الکرام کو بلا کر وہ سردکھایا اس نے شناخت

کیا عیسیٰ نے اس پر سجدہ شکر ادا کیا اور اب مدینہ میں داخل ہو گیا۔ اور عام امان کا اعلان کر دیا۔ محمد بن عبداللہ کے ظاہر ہونے سے قبل تک دو ماہ سترہ روز گزرے۔ اس سنہ میں عیسیٰ بن موسیٰ نے محمد کے قتل کے بعد مدینہ چھوڑتے وقت کثیر بن حصین کو مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔ یہ ایک ماہ تک اسی خدمت پر رہا اس کے بعد ابو جعفر منصور نے عبداللہ بن الربیع الحارثی کو مدینہ کا والی مقرر کر کے بھیجا۔

اس سال مدینہ کے حبشی عبداللہ بن الربیع الحارثی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور عبداللہ ان سے ڈر کر بھاگ نکلا۔



باب ۵

مدینہ میں حبشیوں کی یورش

اور

تعمیر بغداد

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ کی گرفتاری:

ریاح بن عثمان نے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ کو بنی اسد اور بنی طے کے صدقات کا تحصیل دار مقرر کیا، محمد کے خروج کے وقت ابوبکر صدقات کی وصول شدہ رقم لے کر اس کے پاس آ گیا اور اس کے ہمراہ جنگ کے لیے مستعد ہو گیا، جب عیسیٰ نے کثیر بن حصین کو مدینہ کا عارضی والی مقرر کیا تو اس نے ابوبکر کو پکڑ کر ستر کوڑے اس کے لگوائے اور بیڑیاں پہنا کر قید کر دیا۔

عبداللہ بن ربیع کی مدینہ میں آمد:

عبداللہ بن ربیع ابوجعفر کی طرف سے مدینہ کا والی مقرر ہو کر بروز سنہجر ماہ شوال ۴۵ھ کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ مدینہ آیا اس کی فوج کے سپاہیوں کی بعض خرید کردہ اشیاء کے متعلق ان کے تاجروں سے تکرار ہو گئی انھوں نے قصر مروان آ کر جہاں ابن ربیع فروکش تھا سپاہیوں کی شکایت کی۔ ابن ربیع نے تاجروں کو ڈانٹ ڈپٹ کر کے نکلوا دیا۔ اس واقعہ سے سپاہی تاجروں پر اور چیرہ دست ہو گئے۔ جس سے تمام تاجروں میں ان کی بدنامی بڑھ گئی اور ہر شخص ان کو بری نظر سے دیکھنے لگا۔

مدینہ میں حبشیوں کی شورش:

بعض سپاہیوں نے بغیر قیمت ادا کیے بازار سے کچھ سامان لے لیا۔ اور ایک صبح کو وہ عثمان بن زید نام صراف کے پاس آئے اور اس کی تھیلی چھین لی عثمان نے فریاد رسی کے لیے دہائی دی اور بڑی مشکل سے اس کا مال اسے ملا۔ مدینہ کے عمائد نے جمع ہو کر ابن ربیع سے اس کی شکایت کی مگر نہ اس نے ان حرکات کو ناروا تسلیم کیا اور نہ ان کی روک تھام ہی کی، اس کے بعد یہ واقعہ ہوا کہ ایک سپاہی نے جمعہ کے دن ایک قصاب سے گوشت خریدا اس کی قیمت ادا کرنے سے انکار کیا اور قصاب پر تلوار نکال لی اس نے کندے کے نیچے سے ایک چھری نکال کر اس سے سپاہی کی چھنگلیا قطع کر دی سپاہی اپنے گھوڑے سے گر پڑا بہت سے قصاب اس پر جھپٹ پڑے اور اسے قتل کر دیا نیز انھوں نے حبشیوں کو جو نماز جمعہ کے لیے جا رہے تھے۔ سپاہیوں پر لٹکا ر حبشیوں نے ان کو ہر طرف جہاں وہ ملے عمداً ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنا شروع کیا شام تک یہ ہنگامہ برپا رہا۔ دوسرے دن صبح ابن ربیع مدینہ سے بھاگ گیا۔

حبشیوں پر ابن ربیع کا ظلم و ستم:

حارث بن اسحاق راوی ہے حبشیوں نے اپنا ایک بگل بجایا اس پر تمام شہر کے حبشیوں کی یہ حالت تھی کہ جہاں کسی نے وہ آواز سنی چاہے وہ کسی مشغلہ میں ہو اسے چھوڑ کر کان لگا کر اسے غور سے سنتا اور جب اسے یقین آ جاتا کہ یہ بگل ہمارے لیے بج رہا ہے وہ فوراً اس چیز کو جو اس کے ہاتھ میں ہوتی پھینک کر اس آواز کی سمت چلتا اور جہاں بگل بج رہا تھا وہاں آ جاتا۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور ۱۳۵ھ کے ماہ ذی الحجہ کے ختم میں ابھی سات راتیں باقی تھیں یہ تین شخص وثیق، یعقل اور رمتہ حبشیوں کے سرگروہ تھے۔ یہ سیدھے ابن الربیع پر بڑھے لوگ جمعہ کی نماز میں مشغول تھے مگر ان حبشیوں نے ان کو نماز بھی نہ پڑھنے دی اور جالیا۔ ابن الربیع ان کے مقابلہ پر نکلا پہلے تو یہ اس کے سامنے سے ہٹ گئے یہاں تک کہ وہ بازار میں آ گیا یہاں پانچ مسکین مسجد کے راستے میں بیٹھے بھیک مانگ رہے تھے ابن الربیع نے اپنی جمعیت کے ساتھ ان غریبوں پر حملہ کر کے ان سب کو قتل کر دیا پھر اسے چند چھوٹے بچے ایک مکان کے چھج پر نظر آئے اس نے خیال کیا کہ یہ باغیوں کے بچے ہیں اس نے ان بچوں کو پھسلا کر نیچے اترا دیا ان کو امان کا وعدہ دیا جب وہ نیچے اترا آئے اس نے ان سب کو قتل کر دیا۔

حبشیوں کا ابن ربیع پر حملہ:

پھر یہاں سے آگے بڑھ کر گندھیوں کے پاس کھڑا ہوا اب حبشیوں نے اس پر حملہ کیا مگر بھاگتے ہوئے اس نے ان کی صف میں رخنہ پیدا کر دیا اور نکل گیا، انھوں نے تعاقب کیا ابن الربیع بقیع آیا یہاں حبشیوں نے اسے ہر طرف سے آگھیرا جب اس نے دیکھا کہ اب مفر نہیں اس نے ان کے لیے درہم بکھیر دیئے۔ حبشی ان کے لوٹنے میں پڑ گئے اس طرح وہ ان سے بچ کر نکل گیا اس نے بطن نخل میں جو مدینہ سے دور اتوں کی مسافت پر واقع ہے آ کر منزل کی۔

عبداللہ بن ربیع کا مدینہ سے فرار:

عیسیٰ راوی ہے حبشیوں نے ابن الربیع پر خروج کیا، وثیق حدیا، عنقود اور ابوقیس ان کے سرگروہ تھے اگرچہ ابن الربیع نے ان کا مقابلہ کیا مگر حبشیوں نے اسے مار بھگا یا وہ بطن نخل چلا آیا اور یہیں فروکش ہو گیا۔

عمر بن راشد راوی ہے ابن الربیع کے بھاگ جانے کے بعد حبشیوں نے سرکاری بھنڈار خانہ کو لوٹ لیا جتنا ستوا، آنا، زیتون کا تیل اور چھوہارے وہاں تھے سب پر قبضہ کر لیا چنانچہ زرخ اشیاء اتنا رزاں ہوا کہ ایک بوجھ آنا دو درہموں میں اور زیتون کا ایک کپہ چار درہم میں ملنے لگا۔

حبشیوں کے خروج کی ابو جعفر کو اطلاع:

حارث بن اسحاق راوی ہے کہ حبشیوں نے قصر مروان پر اور یزید کے محل پر غارت گری کی ان دونوں مکانوں میں ذخائر خوراک کثیر تعداد میں جمع تھے جو بحری راستے سے لاکر فوج کی سربراہی کے لیے جمع کیے گئے تھے۔ حبشیوں نے ان میں کچھ نہ چھوڑا سب پر قبضہ کر لیا اسی دن سلیمان بن خلیج بن سلیمان مدینہ سے روانہ ہو کر ابو جعفر کے پاس آیا اور اس نے اس ہنگامہ کی اطلاع ابو جعفر کو دی۔

ان حبشیوں نے کئی سپاہیوں کو قتل کر دیا اس کی وجہ سے تمام سپاہی ان سے اس قدر مرعوب ہو گئے کہ اگر کسی شہ سوار کی حبشی سے مڈ بھیڑ ہو جاتی جو ستر پوشی کے لیے صرف تہبند لانا کرتا اور اس پر چھوٹا کوٹ پہنے ہوتا تو وہ حبشی حقارت کی نیت سے اپنا منہ اس شہ سوار کی طرف سے موڑ لیتا اور فوراً ہی بازار میں سے کوئی ڈنڈا لے کر اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیتا ان کی اس جرأت کی وجہ سے سپاہی کہتے تھے۔ کہ ہوں نہ ہوں یہ حبشی ضرور یا جادوگر ہیں یا بھوت۔

ابن ابی سبرہ کی مدینہ میں امامت:

مسور بن عبد الملک راوی ہے کہ جب ابن الربیع نے ابو بکر بن ابی سبرہ کو جس نے بنی طے اور اسد کے صدقات کی رقم وصول کر کے محمد کو لا کر دے دی تھی قید کر دیا تو قریشیوں کو اس کی جان کا خوف ہوا کہ مبادا یہ قتل کر دیا جائے اسی زمانے میں حبشیوں نے ابن الربیع کے خلاف یورش کی ابن ابی سبرہ نے جیل سے نکل کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اور انہیں حکومت کی اطاعت کی ترغیب و تحریص کی اور ابن الربیع کے مدینہ واپس آنے تک نماز پڑھائی۔

ابن ابی سبرہ کا اہل مدینہ سے خطاب:

حارث بن اسحق راوی ہے ابن ابی سبرہ بیڑیاں پہنے جیل سے نکل کر مسجد آیا اس نے محمد بن عمران، محمد بن عبد العزیز اور دوسرے عمائد کو بلا بھیجا یہ سب لوگ اس کے پاس جمع ہوئے اس نے خدا کا واسطہ دے کر ان سے کہا کہ یہ شورش بڑی مصیبت ہے اگر پہلی شورش کے ساتھ اس شورش کا برا اثر امیر المؤمنین کے دل میں پوری طرح جا گزیر ہو گیا تو سمجھ لیجیے کہ یہ ہمارا شہر اور اہل شہر تباہ ہو جائیں گے تمام غلام جماعت اس وقت بازار میں موجود ہے میں آپ سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ حضرات ان سے جا کر ملے اور حکومت کی اطاعت میں واپس آنے کے لیے گفتگو کیجیے اور اپنی رائے کے مطابق ان کے طرز عمل کو بدل دیجیے اور ان میں نہ کوئی نظام ہے اور نہ ان کی شورش کسی تحریک خاص پر مبنی ہے یہ لوگ تو محض جوش حمیت میں اٹھ کھڑے ہوئے ہیں یہ سب حضرات غلاموں سے جا کر ملے اور ان سے گفتگو کی انھوں نے کہا آپ ہمارے سردار اور آقا ہیں ہم آپ کی نصیحت پر بخوشی لبیک کہتے ہیں کیونکہ ہم نے تو محض اس نازیبا طرز عمل کے خلاف جو انھوں نے آپ حضرات کے ساتھ برتا تھا خروج کیا ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں اور اپنے معاملہ کو آپ کے سپرد کیے دیتے ہیں اس کے بعد عمائد مدینہ ان کو مسجد لے آئے۔

حسین بن مصعب کی حبشیوں سے گفتگو:

حسین بن مصعب راوی ہے حبشیوں کے خروج کے بعد ابن الربیع مدینہ سے بھاگ گیا میں کچھ لوگوں کے ساتھ حبشیوں کے پاس آیا جو اس وقت بازار میں مورچہ زن تھے ہم نے ان سے کہا کہ تم لوگ متفرق ہو جاؤ کیونکہ اس ہنگامہ سے نہ تو تم کو کوئی فائدہ ہوگا اور نہ ہمیں، وثیق نے کہا کہ اب جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا ابن الربیع ہمیں معاف نہ کرے گا اور نہ آپ لوگوں کو آپ ہمیں اس سے اب نبٹ لینے دیجیے تاکہ کم از کم ہم اپنا دل تو ٹھنڈا کر لیں مگر ہم نے اس کی بات نہ مانی اور برابر اصرار کرتے رہے کہ اس ہنگامہ سے باز آ جاؤ یہاں تک کہ وہ سب حبشی متفرق ہو کر اپنی اپنی راہ چل دیئے۔

عمر بن راشد کا بیان:

عمر بن راشد کہتا ہے کہ وثیق حبشیوں کا سرغنہ تھا اور یعقل قضائی اس کا خلیفہ تھا۔ ابن عمران نے اس سے جا کر پوچھا کہو وثیق

کسے حکمران بنانا چاہتے ہو اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ بنی ہاشم کے چار شخص قریش کے چار انصار کے چار اور مولیوں میں سے چار آدی باہمی مشورہ سے حکومت کریں۔ ابن عمران نے کہا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اگر اللہ ہماری حکومت میں تم کو شریک کرے تو وہ تمہارے عدل سے ہمیں بہرہ اندوز کرتا رہے و یثیق نے کہا کہ اللہ نے پہلے ہی حکومت میرے سپرد کر دی ہے۔

ابن عمران کا خطبہ:

حارث بن اخطی بیان کرتا ہے ابن ابی سبرہ کے ہمراہ حبشی مسجد نبوی میں جمع ہوئے وہ بیڑیاں پہنے منبر پر چڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی جگہ پر متمکن ہوا اس کے بعد محمد بن عمران منبر پر چڑھا اور یہ ابن ابی سبرہ سے ایک درجہ نیچے بیٹھا ان کے بعد محمد بن عبدالعزیز ان دونوں سے ایک درجہ نیچے بیٹھا اس کے بعد سلیمان بن عبد اللہ بن ابی سبرہ ان سب سے نیچے منبر پر جا بیٹھا۔ اب گفتگو شروع ہوئی۔ جتنے منہ اتنی باتیں بڑی سخت سخت تقریریں ہوتی رہیں مگر ابن ابی سبرہ تمام دوران گفتگو میں بالکل خاموش بیٹھا رہا ابن عمران نے کہا میں بازار جاتا ہوں یہ کہتے ہی وہ منبر پر سے اتر آیا جو لوگ اس سے نیچے بیٹھے تھے وہ بھی اتر آئے مگر ابن ابی سبرہ اپنی جگہ بیٹھا رہا اب اس نے تقریر شروع کی اور اس میں لوگوں کو امیر المومنین کی اطاعت اختیار کرنے کی ترغیب و تحریص کی اور محمد بن عبد اللہ کی شورش کا مفصل ذکر کیا۔ محمد بن عمران بازار آیا یہاں اس نے گیہوں کے ایک ٹاٹ پر کھڑے ہو کر عوام کو خطاب کیا اس کی تقریر سن کر تمام لوگ مسجد سے چلے آئے۔

اصغ بن سفیان کی امامت:

اس روز صرف مؤذن کی امامت میں نماز ادا ہوئی عشاء کی نماز کے وقت تک بہت سے لوگ مسجد آ گئے قریشی مقام مقصورہ میں جمع ہو گئے تھے اب جماعت کھڑی ہوئی محمد بن عمار مؤذن نے جس کا لقب کساکس تھا قریشیوں سے پوچھا کون نماز پڑھائے گا کسی نے اسے جواب نہیں دیا اس نے پھر کہا کیا آپ کو سنائی نہیں دیتا اس پر بھی کسی نے اسے جواب نہیں دیا اب اس نے ہر شخص کا نام لے کر کہ اے ابن عمران اے ابن فلاں کون نماز پڑھاتا ہے جب اس کا بھی کسی نے جواب نہیں دیا تو اب وہ خود کھڑا ہوا اس کے بعد اصغ بن سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میں نماز پڑھاتا ہوں اس نے امام کے مقام پر کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا کہ صفیں برابر کرو جب صفیں برابر ہو چکیں تو اب اس نے بلند آواز سے سارے نمازیوں کو مخاطب کر کے کہا سن لیجیے میں الاصغ بن سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان ہوں اور میں ابو جعفر کی اطاعت کے ساتھ تم سب کو نماز پڑھاتا ہوں اس جملہ کو اس نے دو یا تین مرتبہ کہا پھر تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دی۔

ابن ابی سبرہ کی ہدایت:

دوسرے دن صبح کو ابن ابی سبرہ سے لوگوں نے کہا کہ کل شام تم نے جو حرکت کی وہ سب کو معلوم ہے تم نے اپنے عامل کے قصر کی ہر شے کو لوٹ لیا نیز تم نے امیر المومنین کی فوج کے آذوقہ کو بھی لوٹ لیا میں سب سے بتا کید کہتا ہوں کہ جس کے پاس جوشے ہو وہ لا کر واپس کر دے اور اس کے لیے میں نے حکم بن عبد اللہ بن المغیرہ بن موہب کو متعین کیا ہے کہ وہ لوٹ کا سامان وصول کریں چنانچہ اب لوگوں نے لوٹ کا سامان لا کر اس کے سپرد کیا اور اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہزار دینار مالیت کا سامان اس کے پاس واپس آ گیا۔

ابن ابی سبرہ کی قائم مقامی:

مسور بن عبد الملک ناقل ہے کہ قریش کی یہ صلاح ہوئی کہ وہ ابن الربیع سے ہیں کہ تم مدینہ سے چلے جاؤ اور جب وہ اسے منظور کر لے تو پھر وہ اس سے یہ خواہش کریں کہ وہ ابن ابی سبرہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کر جائے تاکہ امیر المؤمنین کے دل میں اس کی طرف سے جو بدگمانی جاگزیں ہے وہ اس طرح دور ہو سکے۔ چنانچہ جب حبشیوں نے ابن الربیع کو مدینہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا تو ابن عبد العزیز نے اس سے کہا تم یہ کیا غضب کرتے ہو کہ بغیر کسی کو نائب بنائے دینے سے جاتے ہو یہ بات مناسب نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ کسی کو اپنا نائب بناتے جاؤ۔ اس نے پوچھا کسے بناؤں؟ اس نے کہا قدامہ بن موی کا نام لیا۔ چنانچہ اسے بلایا گیا۔ قدامہ اس کے پاس آیا وہ ابن الربیع اور ابن عبد العزیز کے درمیان بیٹھ گیا۔ ابن الربیع نے اس سے کہا قدامہ تم جاؤ میں نے تم کو مدینہ اور اس کے توابع کا والی مقرر کیا۔ قدامہ نے کہا جس شخص نے تم کو میری ولایت کے لیے رائے دی ہے وہ تمہارا خیر خواہ اور دور اندیش نہیں۔ میرے تقرر سے اس کا مقصد فساد پیدا کرنا ہے اس وقت مدینہ کی امارت کا ہم سب سے زیادہ مستحق اور اہل وہ شخص ہے جو گھر بیٹے سب پر حکومت کر رہا ہے یعنی ابن ابی سبرہ بہتر ہے کہ تم مدینہ واپس جاؤ کیونکہ مدینہ چھوڑنے کی کوئی معقول وجہ اب تک تمہارے پاس نہیں ہے۔ ابن الربیع مدینہ چلا گیا۔

عبداللہ بن ربیع کی مراجعت مدینہ:

حارث بن اسحق کہتا ہے ابن عبد العزیز چند قریشیوں کے ہمراہ ابن الربیع کے پاس بطن نخل میں جہاں وہ اس وقت مقیم تھا آیا اور ان سب لوگوں نے اسے مدینہ واپس آنے کا مشورہ دیا اور اس پر سخت اصرار بھی کیا مگر اس نے نہ مانا آخر کار ابن عبد العزیز نے خلوت میں کچھ دیر اس سے باتیں کیں اس سرگوشی کا یہ نتیجہ ہوا کہ ابن الربیع مدینہ چلا آیا اب سب طرف امن و امان ہو گیا اور لوگ بھی امان و سکون کی زندگی بسر کرنے میں مصروف ہو گئے۔

عمر بن راشد راوی ہے کہ ابن عمران وغیرہ ابن الربیع سے جا کر اعوص میں ملے جہاں وہ مقیم تھا۔ یہ اسے سمجھا بھجا کر مدینہ واپس لے آئے۔ اس نے مدینہ آ کر وثیق، ابوالنار، یعقل اور مسعر کا ایک ایک ہاتھ کٹوا دیا۔

منصور کا دار الخلافہ کی منتقلی کا ارادہ:

حکمران ہونے کے بعد منصور نے مدینہ ابن ہبیرہ کے سامنے اپنا ہاشمیہ بنایا ان دونوں کے درمیان فقط شاہراہ کا عرض حائل تھا۔ یہ مدینہ ابن ہبیرہ کوفہ کے ایک پہلو میں واقع ہے اس کے علاوہ منصور نے خود وسط کوفہ میں ایک شہر رصافہ نام بنایا۔ جب راوندیہ جماعت ہاشمیہ میں منصور پر چڑھ آئی تو اس ہنگامہ اور نیز کوفہ کے بالکل قریب ہونے کی وجہ سے منصور کو یہاں قیام کرنا اچھا معلوم نہ ہوا نیز وہاں کے باشندوں سے بھی اب خطرہ پیدا ہو گیا تھا ان حالات کی وجہ سے اس نے ان کی ہمسائیگی کو خیر باد کہہ دینا چاہا۔ وہ خود کسی مناسب اور ایسے خوش آب و ہوا مقام کی تلاش میں نکلا جسے وہ اپنا اور اپنی فوج کا مسکن بنا سکے اور وہاں ایک شہر بسائے۔ بغداد کی خصوصیات:

پہلے وہ جرجریا آیا یہاں سے بغداد گیا وہاں سے موصل جا کر پھر بغداد واپس آیا۔ بغداد کو دیکھ کر کہنے لگا۔ یہ فوجی چھاؤنی کے لیے بہت اچھا مقام ہے۔ اس کے ایک پہلو میں دجلہ رواں ہے یہاں سے لے کر چین تک ہمارے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں

ہمیں ہر قسم کا سامان معیشت بحری راستے سے وصول ہو سکتا ہے۔ اسی طرح تمام سامان خوراک جزیرہ اور ارمینیا اور اس کے گرد کے علاقوں سے ہمیں پہنچ سکتا ہے، دریائے فرات بھی ہمارے قریب ہی واقع ہے اس کے ذریعہ شام رتہ اور اس کے گرد کے علاقوں کی ہر قسم کی پیداوار ہمیں وصول ہو سکتی ہے ان تمام فوائد و مصالح کو پیش نظر رکھ کر منصور اسی مقام پر فروکش ہو گیا اور صراۃ پر اس نے اپنی چھاؤنی ڈال دی، شہر کی داغ بیل ڈالی اسے چار حصوں پر تقسیم کر کے ایک ایک حصہ ایک ایک مہتمم تعمیرات کی نگرانی میں دے دیا۔

بغداد کے متعلق پیشین گوئی:

سلیمان بن مجالد راوی ہے کہ کوفہ والوں نے اپنی دراندازیوں سے منصور کی فوج کی اطاعت و فرماں برداری ناقابل اعتماد کر دی، نقل مکان کے لیے منصور پہاڑی علاقہ کی طرف گیا تاکہ وہاں کوئی مناسب جگہ اپنے مقام کے لیے انتخاب کرے اس زمانے میں راستہ مدائن سے ہو کر آتا تھا چنانچہ ہم سا باط کی راہ ہو لیے میرا ایک رفیق آشوب چشم کی وجہ سے پیچھے رہ گیا اور اپنی آنکھوں کا علاج کرانے لگا طبیب نے اس سے امیر المومنین کے دورے کی غایت دریافت کی اس نے کہا کہ وہ اپنی سکونت کے لیے خوش منظر مقام کی تلاش میں ہیں۔ اس نے کہا کہ ہمارے یہاں کتب میں مذکور ہے کہ ایک شخص مقلاص نام دجلہ اور صراۃ کے درمیان زورانا آباد کرے گا۔ اور جب وہ اس شہر کی بنیاد ڈالے گا۔ اور ایک بنیاد بھر جائے گی اس وقت اسے حجاز میں فتنہ پیدا ہونے کی خبر ملے گی وہ اس کی تعمیر چھوڑ کر اس کے فرو کرنے میں مصروف ہو جائے گا اور جب حجاز کے فتنہ سے اسے اطمینان ہو جائے گا اسے بصرہ میں بغاوت برپا ہونے کی اطلاع ملے گی اس واقعہ کا اس پر پہلے سے زیادہ اثر ہوگا مگر تھوڑی ہی مدت میں یہ دونوں فتنے دب جائیں گے وہ اس کی پھر تعمیر شروع کرے گا اسے مکمل کر کے ایک عرصہ تک زندہ رہے گا اور حکومت اس کے ورثاء میں باقی چلی جائے گی۔

سلیمان کہتا ہے کہ امیر المومنین مقام کی تلاش میں اطراف جبل میں پھر رہے تھے کہ میرا رفیق مجھ سے آ ملا اس نے یہ واقعہ مجھ سے بیان کیا میں نے اس کی اطلاع امیر المومنین کو دی انھوں نے میرے رفیق کو بلایا اس نے ان کے سامنے پورا واقعہ نقل کیا۔ کہنے لگے بخدا وہ شخص میں ہوں، بچپن میں مجھے مقلاص کہہ کر پکارتے تھے بعد میں یہ عرف جاتا رہا۔

ابو جعفر کا اپنے مصاحبوں سے مشورہ:

ابن غیاش راوی ہے جب ابو جعفر نے ہاشمیہ سے نقل مکان کرنا چاہا انھوں نے معماروں کو ایک ایسے عمدہ مقام کے انتخاب کے لیے بھیجا جس کی جائے وقوع مرکزی ہو اور اس میں عوام اور فوج کو کوئی تکلیف نہ اٹھانا پڑے، بارما کے قریب ایک جگہ کی ان سے نشان دہی کی گئی جس کے منظر اور آب و ہوا کی خوبی کی تعریف کی گئی، منصور خود اس کے ملاحظہ کے لیے روانہ ہوئے وہیں شب باش ہوئے صبح کو پھر اسی مقام کو اچھی طرح دیکھا بھالا یہ مقام ان کو پسند آ گیا انھوں نے اپنے مصاحبوں سلیمان بن مجالد، ابوالیوب الخوزی اور میری منشی عبدالملک بن حمید وغیرہ سے بھی اس مقام کے متعلق رائے دریافت کی سب نے اتفاق اس کی تعریف کی اور کہا کہ اس سے بہتر جگہ دیکھنے میں نہیں آئی یہ مقام خوش فضا ہے اور یہاں کی آب و ہوا بہت معتدل و سزاوار معلوم ہوتی ہے منصور نے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو مگر مشکل یہ ہے کہ یہاں اتنی بڑی آبادی فوجیں اور دوسری جماعتیں آباد نہیں ہو سکتیں کیونکہ یہ ان کی ضروریات معیشت کو کافی نہیں ہو سکتی میں ایسی جگہ کا انتخاب کرنا چاہتا ہوں جو خوبی آب و ہوا کے علاوہ لوگوں کی ضروریات کی کفیل ہو سکے اور میرے

مزاج کے بھی موافق ہو، جہاں نرغ اشیاء مایحتاج گراں نہ ہوں اور زندگی گراں بار نہ ہو کیونکہ اگر میں نے اس جگہ قیام کیا جہاں خشکی و تری کے راستے سامان معیشت بہم نہ ہو سکے گا تو ضروری بات ہے کہ یہاں نرغ اشیاء بہت چڑھ جائے گا۔ ضروریات زندگی کم ہوں گی اور اس وجہ سے معیشت گراں ہو جائے گی اور اس سے لوگوں کو سخت تکلیف ہوگی، اثنائے سفر میں مجھے ایک ایسا مقام نظر پڑا ہے جہاں یہ تمام خوبیاں جمع ہیں آج رات وہاں بسر کر کے دیکھتا ہوں اگر آب و ہوا بھی اچھی ثابت ہوئی اور اسی کے ساتھ یہ بھی اندازہ ہو گیا کہ وہ مقام فوج اور عوام کی ضروریات کے لیے مکلفی ہوگا تو میں وہیں شہر آباد کروں گا۔

ابو جعفر منصور کا موضع قصر میں قیام:

ہشتم بن عدی راوی ہے کہ منصور پل کی سمت آ کر وہاں ٹھہرے جہاں اب قصر اسلام واقع ہے یہاں انھوں نے عصر کی نماز پڑھی گرمی کا زمانہ تھا موضع قصر میں ایک راہب کی خانقاہ تھی، انھوں نے یہیں رات بسر کی رات ان کو نہایت خوش گوار معلوم ہوئی۔ میٹھی نیند سوئے اور اس قدر لطف اندوز ہوئے کہ یہاں سے باہر روئے زمین میں ایسی سہانی رات بسر کرنے کا ان کو پہلے اتفاق نہیں ہوا تھا، دوسرے دن سارے دن وہاں ٹھہرے، ہر شے خیال کے مطابق نظر آئی کہنے لگے یہ جگہ ہے یہیں میں نیا شہر آباد کرتا ہوں یہاں فرات، دجلہ اور دوسرے دریاؤں کے ذریعہ دور دور کی پیداوار ہمیں پہنچتی رہے گی۔ نیز فوج اور عوام کے لیے بھی یہ جگہ ہر حیثیت سے بالکل کافی وانی ہوگی اب انھوں نے اس کی داغ بیل ڈالی اس کی تعمیر کا اندازہ قائم کیا، پہلی اینٹ خود اپنے ہاتھ سے رکھی بنیاد رکھتے وقت یہ کہا:

بِسْمِ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَالْأَرْضُ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ.

پھر کہنے لگے:

بنو علی برکتہ اللہ.

”اب بناؤ اللہ اس میں برکت دے۔“

ابو جعفر منصور کی بطریق سے ملاقات:

بشر بن میمون الشروی اور سلیمان بن مجالد سے روایت ہے، جب منصور جبال کی سمت سے پلٹے تو انھوں نے اس فوجی افسر کی اطلاع کا جس نے ایک طبیب کی روایت بیان کی تھی کہ ان کی کتابوں میں مخلص کا ذکر آیا ہے، ذکر کیا اور اس گرجا میں جو ان کے قصر خلد نام کے مقابل واقع ہے فروکش ہوئے۔ منصور نے گرجا کے مہتمم کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی، نیز اس نے اس بطریق کو جو رحاء البطریق کا مالک تھا، بغداد اور محرم کے ویسکھ اور بستان القس کے مشہور گرجا کے مہتمم کو اور عقیقہ کے ویسکھ کو اپنے پاس بلایا اور ہر شخص سے ان کے موضوعوں کا حال پوچھا کہ سردی اور گرمی میں اور بارش میں ان مقامات کی آب و ہوا کیسی رہتی ہے، کچھ کتنا ہوتا ہے، مچھر، کھنٹل، پھوسوں کا کیا حال ہے خشک سالی میں کیا کیفیت رہتی ہے، ہر شخص نے اپنے علم کے مطابق جواب دیا۔ منصور نے اپنے کئی آدمی ان کے ہمراہ کیے اور حکم دیا کہ ہر ایک ان کے موقع میں رات بسر کرے۔ چنانچہ ہر شخص نے علیحدہ علیحدہ موضع میں رات گزاری اور پھر منصور کو آ کر اس کی کیفیت بیان کی، اب منصور نے ان سب سے جن کو انہوں نے بلایا تھا مشورہ لیا ہر شخص کی اطلاع کی تنقیح و تنقید کر کے سب نے بالاتفاق بغداد کے زمیندار کو اختیار کیا، منصور نے اسے بلا کر اس سے مشورہ لیا اور اس کے گاؤں کا حال

پوچھا یہ وہی زمیندار ہے جس کا گاؤں اب تک اس مربع میں جو ابوالعباس الفضل بن سلیمان الطوسی کے نام سے مشہور ہے قائم ہے۔ گاؤں کے کچے مکانات کی صرف بنیادیں اور اس زمیندار کا پورا مکان بدستور اب تک قائم ہیں۔ بطریق کا ابو جعفر منصور کو مشورہ:

اس نے منصور سے کہا کہ جناب والا نے ان مقامات کی آب و ہوا اور فضا کے متعلق مجھ سے دریافت فرمایا ہے کہ کون سا مقام آپ کے لئے اختیار کیا جائے میری یہ رائے ہے کہ آپ ان چار پرگنوں کے درمیان سکونت پذیر ہوں۔ مغرب میں دو پرگنہ قطر بل اور بادوریا اور مشرق میں نہر بوق اور کلاؤڈی ہوں اس طرح آپ ایک ایسے وسطی مقام میں سکونت پذیر ہو جائیں گے جہاں کثرت سے نخلستان ہیں اور پانی بالکل قریب ہے اگر کبھی ایک پرگنہ میں خشک سالی ہوگئی اور اس کی وجہ سے اس کی فصل بچھڑ گئی تو دوسرے پرگنوں میں کافی پیداوار ہو جائے گی اور اس طرح آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی آپ صراۃ پر قیام کریں گے۔ دریائے فرات کے ذریعہ شام سے سامان خوراک کشتیوں میں بار ہو کر آپ کو پہنچتا رہے گا نیز مصر و شام کے میوے آپ کو ہم دست ہوتے رہیں گے دوسری طرف سے دجلہ کے ذریعہ چین، ہند، بصرہ اور واسطہ سے امان خوراک کشتیوں میں بار ہو کر آپ کو پہنچے گا آرمینیا اور اس کے ملحقہ علاقہ کا سامان خوراک دریائے تا مرا کی راہ دریائے زاب سے ہو کر آپ کے پاس پہنچا کرے گا اسی طرح روم، آمد، جزیرہ اور موصل کی پیداوار دجلہ کے راستے آپ کو پہنچا کرے گی۔

بغداد کی دفاعی حیثیت:

چونکہ آپ بہت سے دریاؤں کے بیچ میں متوطن ہوں گے اس وجہ سے کوئی دشمن دریا کو کشتیوں کے پل یا پختہ پل کے ذریعہ عبور کیے بغیر آپ تک نہیں پہنچ سکے گا اور اگر آپ دشمن کے لیے ان پلوں کو قطع یا برباد کر دیں گے تو کسی اور ذریعہ سے دشمن آپ تک پہنچ ہی نہ سکے گا آپ دجلہ اور فرات کے درمیان ہوں گے جو کوئی بھی مشرق یا مغرب سے آپ کے خلاف پیش قدمی کرے گا۔ اسے بہر حال دریا کا عبور کرنا لازمی ہوگا۔ نیز یہاں سکونت پذیر ہونے سے آپ ایک طرف بصرہ واسطہ اور کوفہ اور دوسری طرف موصل اور تمام علاقہ سواد کے درمیان رہیں گے نیز آپ صحرا، سمندر اور کوہستان سے قریب رہیں گے تاکہ جیسی ضرورت واقع ہو اس سے کام لیا جاسکے یہ گفتگوں کر منصور کا ارادہ اسی مقام پر فروکش ہونے کا جو اس شخص نے منصور کے لیے اختیار کی اور بڑھ گیا اتنے میں اس نے منصور سے یہ بھی کہا کہ ان تمام فوائد کے ہوتے ہوئے یہ بات بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ اللہ کے فضل و احسان سے امیر المومنین کی فوج اور عہدہ دار بہت کثیر ہیں اس وجہ سے آپ کے کسی دشمن کو آپ پر آنکھ اٹھانے کی جرأت نہیں ہو سکتی شہروں کی تعمیر میں اس بات کا خاص لحاظ رکھا جاتا ہے کہ اس کی فصیلیں ہوں، خندق ہوں اور قلعے ہوں یہاں یہ فائدہ ہے کہ قدرتی طور پر دجلہ اور فرات آپ کے شہر کے لیے خندق کا کام دیں گے۔

حماد التریکی کا بیان:

حماد التریکی کہتا ہے ۱۴۵ھ میں منصور نے کئی آدمیوں کو مضافات میں ایک ایسے مقام کے انتخاب کے لیے متعین کیا جہاں وہ اپنا شہر بسائیں ان اصحاب نے اس مقصد کے حاصل کرنے میں گو پوری جدوجہد کی مگر منصور کو کوئی جگہ پسند نہ آئی اور اس لیے وہ خود معائنہ کے لیے نکلے اور اسی گرجا میں جو صراۃ پر واقع ہے آ کر شب بامش ہوئے کہنے لگے کہ بس میں اسی مقام کو پسند کرتا ہوں یہاں

فرات، دجلہ اور صراۃ کے ذریعہ تمام ضروریات زندگی بہم پہنچیں گی۔

محمد بن جابر کی روایت:

محمد بن جابر کا باپ راوی ہے جب ابو جعفر منصور نے بغداد میں اپنا شہر بسانا چاہا تو ان کی نظر ایک راہب پر پڑی انھوں نے اسے آواز دے کر بلایا وہ حاضر ہوا انھوں نے اس سے پوچھا کیا تمہاری کتابوں میں کچھ اس بات کا ذکر آیا ہے کہ یہاں کوئی شخص ایک شہر بسائے گا اس نے کہا جی ہاں مقلاص نام ایک شخص یہاں شہر بسائے گا منصور کہنے لگے بچپن میں مجھی کو مقلاص عرف سے پکارتے تھے راہب کہنے لگا تو بس آپ ہی اس کی تعمیر کریں گے اسی طرح جب انھوں نے روم کے علاقہ میں شہر رافقہ بسانا چاہا تو اہل رقعہ نے اس کی مخالفت کی بلکہ لڑنے مرنے کے لیے آمادہ ہو گئے کہنے لگے کہ اس طرح آپ ہمارے ہاٹ بند کر دیں گے ہماری روزی جاتی رہے گی اور ہمیں اپنے گھروں میں رہنا مشکل پڑ جائے گا۔ ان کی اس معاندانہ روش کے مقابلہ میں خود منصور بھی ان سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے اور انھوں نے وہاں کے کلیسا کے راہب کو بلا بھیجا اور اس سے دریافت کیا کہ کیا آپ کی کتابوں میں کچھ اس بات کا ذکر آیا ہے کہ یہاں کوئی شہر آباد کیا جائے گا اس نے کہا جی ہاں مجھے روایت یہ بات پہنچی ہے کہ مقلاص ایک شخص اس مقام پر شہر بسائے گا۔ منصور نے کہا تو میں مقلاص ہوں چنانچہ انھوں نے یہاں بھی بالکل بغداد کے نمونے پر شہر بسایا، شہر کی تقسیم اور ترتیب بغداد جیسی تھی البتہ تفصیل اور شہر کے دروازوں میں فرق تھا اور صرف ایک خندق تھی۔

بغداد کی تعمیر کا حکم:

سلیمان بن جالدر راوی ہے اب منصور نے معماروں اور مزدوروں کے جمع کرنے کے لیے شام، موصل، جبال، کوفہ واسطہ اور بصرہ میں اپنے عمال پھیلا دیئے اور ان تمام مقامات سے معمار اور مزدور آ گئے نیز ان کے حکم سے امین قابل ہوشیار و سمجھدار اور فن تعمیر سے واقف لوگوں کی ایک جماعت منتخب کی گئی ان میں حجاج بن ارطاة اور ابو حنیفہ النعمان بن ثابت جڑیئے بھی تھے اس کے بعد انھوں نے شہر کی داغ بیل ڈالنے، بنیاد کھودنے، کچی اینٹوں کی ساخت اور ان کی پڑ کا حکم دیا، اب یہ کام شروع ہوا سب سے پہلے ۱۴۵ھ میں اس کی ابتداء ہوئی۔

بغداد کی ترتیب و تقسیم:

بیان کیا گیا ہے کہ جب بغداد کی تعمیر کا منصور نے مصمم ارادہ کر لیا تو اطمینان قلب کے لیے ان کی خواہش ہوئی کہ ترتیب و تقسیم کو وہ عیائنا مشاہدہ کر لیں اس غرض کے لیے انھوں نے حکم دیا کہ تمام شہر کی داغ بیل راکھ سے بنادی جائے۔ اب انھوں نے معائنہ شروع کیا ایک دروازے سے داخل ہو کر شہر کی تمام شاہراہوں، گلی کوچوں اور چوکوں سے ہوتے ہوئے گزرے اور چاروں طرف پھر کر خوب غور سے اسے اور خندقوں کی داغ بیل کو دیکھا اس طرح معائنہ کے بعد انہوں نے حکم دیا کہ ان خطوط پر بنولے جمائے جائیں اور ان پر مٹی کا تیل ڈال دیا جائے۔ چنانچہ اس طرح کر کے جب ان کو آگ لگائی گئی اور وہ اچھی طرح روشن ہو گئی تو منصور نے پھر بغور شہر کی ترتیب و تقسیم کا معائنہ کیا اس کو اچھی طرح سمجھ گیا اور وہی داغ بیل تعمیر کے لیے منظور کر کے اسی پر بنیاد کھودنے کا حکم دے دیا اور کام شروع ہوا۔

قریہ عتیقہ:

حماد التریکی بیان کرتا ہے منصور نے کئی شخصوں کو شہر بسانے کے لیے ایک عمدہ قطعہ کی تلاش میں روانہ کیا محمد بن عبد اللہ کے

خروج سے ایک سال یا تقریباً ایک سال قبل ۱۴۴ھ میں اس جماعت نے موضع بغداد کو جو صراۃ کے کنارے غلد سے متصل واقع تھا اس کام کے لیے اختیار کیا جس جگہ غلد واقع ہے وہاں پہلے ایک گرجا تھا نیز صراۃ کی کھاڑی میں غلد سے متصل جانب مشرق ایک اور قریہ اور بڑا گرجا تھا جسے سوق البقر کہتے تھے اور وہ قریہ حقیقہ کہلاتا تھا یہ وہی قریہ ہے جسے ثنی بن جارشہ اشیبانی نے فتح کیا ہے۔ ابو جعفر کا لقب ابوالدوانیق:

منصور اس گرجا میں آ کر فروکش ہوئے جو موقع غلد پر صراۃ کے کنارے واقع تھا یہاں ان کو مجھڑ، پشو، کھٹل اور بھنگے، کھیاں بہت ہی کم معلوم ہونیں کہنے لگے میں ایسے ہی مقام کو پسند کرتا ہوں یہاں تمام ضروریات زندگی فرات اور دجلہ کے ذریعہ بہم پہنچتی رہیں گی اور یہ جگہ ایک بڑے شہر کے بسا نے کے لئے مناسب معلوم ہوتی ہے منصور نے اس گرجا کے راہب سے بلا کر کہا کہ میں یہاں ایک شہر بسانا چاہتا ہوں تمہاری کیا رائے ہے کہنے لگا آپ ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ یہاں وہ بادشاہ شہر بسائے گا جس کا لقب ابوالدوانیق ہوگا۔ یہ سن کر منصور اپنے دل ہی دل میں ہنسے کہنے لگے کہ میں ہی ابوالدوانیق ہوں اب ان کے حکم سے شہر کی داغ بیل قائم کی گئی اس کے چار حصے کر کے ایک ایک حصہ ایک مہتمم کے سپرد کر دیا گیا۔ ابو جعفر منصور اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

سلیمان بن خالد راوی ہے منصور نے ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو قاضی بنانا چاہا انھوں نے اس عہدے کے قبول کرنے سے انکار کر دیا منصور نے قسم کھائی کہ میں ضرور ان کو سرکاری عہدہ دوں گا اس کے مقابلہ میں ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قسم کھائی کہ میں کبھی قبول نہ کروں گا۔ چنانچہ جب قضا کے عہدے سے انہوں نے انکار کر دیا تو اب منصور نے راوی کے خیال کے مطابق اپنی قسم کو پورا کرنے کے لیے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو شہر کی تعمیر نشت سازی، ان کا شمار اور مزدوروں سے کام لینے کی نگرانی پر متعین کر دیا۔ چنانچہ شہر کی خندق سے متصل دیوار کی تکمیل تک انھوں نے اس خدمت کو انجام دیا اس دیوار کی تکمیل ۱۴۹ھ میں ہوئی۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عہدہ قضا قبول کرنے سے انکار:

یثیم بن عدی بیان کرتا ہے منصور نے قضا اور تصفیہ مظالم کا عہدہ ابو حنیفہ کو دینا چاہا انھوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ منصور نے قسم کھائی کہ وہ ان کو سرکاری عہدہ دیئے بغیر نہیں چھوڑیں گے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اس کی خبر ہو گئی انھوں نے ایک بانس لے لیا اور جو شخص جتنی اینٹیں بناتا یہ اس بانس سے اس کا شمار کر لیتے اس طریقہ سے اینٹ کا شمار سب سے پہلے انھوں نے کیا ہے اس طرح انھوں نے ابو جعفر کی قسم بھی پوری کر دی اس کے بعد وہ بیمار ہوئے اور بغداد ہی میں انتقال کر گئے۔ بغداد کی تعمیر کا التواء:

بیان کیا گیا ہے کہ جب منصور نے خندق کے کھودنے اور بنیاد کے قائم کرنے اور خوب مضبوط بنانے کا حکم دیا تو یہ کہا کہ فیصل کا عرض نیچے سے پچاس گز اور اوپر پچاس گز ہو اور بنیاد کی ہر چوکھٹ میں لکڑی کے بجائے مضبوطی کے لیے بانس کی کھچیاں رکھوائیں جب فیصل قد آدم بلند ہو گئی یہ ۱۴۵ھ میں ہوا تو اسے محمد کے خروج کی اطلاع ملی یہ سن کر انھوں نے شہر کی تعمیر کوادی۔

احمد بن حمید بن جلد اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ مدینہ ابو جعفر اپنی تعمیر سے پہلے بغدادیوں کا ایک مزرع تھا اس کو مبارک کہتے تھے اس کے ساٹھ مالک تھے ابو جعفر نے اس کے عوض ان کو دوسری زمینیں دے دیں اور قیمت بھی دے کر ان کو راضی کر لیا

میرے دادا کو بھی اس میں سے ایک حصہ ملا تھا۔

بغداد کے نواحی مواضعات:

حماد التری کہتا ہے بنا سے پہلے مدینہ ابو جعفر کے گرد کئی گاؤں تھے۔ باب الشام کی طرف خطابیہ واقع تھا یہ باب و رب النورہ سے لے کر و رب الاقصاں تک آباد تھا اس کے بعض نخل خلیفہ مخلوع کے عہد تک باب الشام کی سڑک پر راستہ میں قائم تھے پھر فتنہ کے زمانہ میں کاٹ دیئے گئے اس قریہ خطابیہ کے مالک بعض زمیندار تھے جو بنو فروہ اور بنو قنورہ کے نام سے مشہور تھے اسمعیل بن دینار یعقوب بن سلیمان اور ان کے متعلقین انہی میں سے ہیں۔

محمد بن موسیٰ بن الفرات راوی ہے کہ جو قریہ مربعہ ابو العباس میں واقع تھا وہ میرے نانا کا تھا اور یہ لوگ زمیندار تھے ان کو بنو زرارہ کہتے تھے درانیہ اس کا نام تھا اس کے علاوہ ایک اور قریہ مربعہ ابو فروہ کے متصل تھا یہ اب تک قائم ہے۔

ابراہیم بن عیسیٰ راوی ہے جو مقام سعید خطیب کے گھر کے نام سے مشہور ہے یہاں شرقانیہ نام قریہ تھا ابو الجون کے پل کے متصل اس قریہ کے نخل اب تک قائم ہیں یہ ابو الجون اسی قریہ کا رہنے والا بغداد کے زمینداروں میں سے تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ربیع کے مقطع میں پرگنہ یاد دریا کے فروغ نام ہاٹ کے قریہ نیاوری کے باشندوں کے بہت سے مزرعے تھے۔

محمد بن موسیٰ بن الفرات اپنے باپ یاداد کی روایت بیان کرتا ہے (راوی کو اس معاملہ میں شبہ ہے) یاد دریا کا ایک کسان میرے پاس آیا جس کا جبہ پھٹا ہوا تھا میں نے اس کے پھٹنے کی وجہ دریافت کی اس نے کہا لوگوں کے ازدحام کی وجہ سے اور یہ بھیڑ ایسے موقع پر ہے جہاں میں نے مدت تک ہرنوں اور خرگوشوں کو ہنکایا ہے اس مقام سے اس کی مراد باب الکرخ تھی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ خارجہ نام ربیع کا مقطع ان مقطعوں میں کا ایک ہے جو اسے مہدی نے عطا کیے منصور نے اسے داخلہ دیا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ نہر طابق کردی اصل میں بابک بن بہرام بن بابک کی نہر ہے بابک ہی نے وہ جائداد آباد کی تھی جس پر اب عیسیٰ بن علی کا قصرواقع ہے اور یہ نہر بھی اسی نے بنوائی تھی۔ فرضہ جعفر وہ جاگیر ہیں جو ابو جعفر نے اپنے بیٹے کو دی تھیں اور پرانا پل ایرانیوں کا ساختہ ہے۔ ابو جعفر منصور کا گرجا میں قیام:

حماد التری کہتا ہے منصور دریائے دجلہ کے کنارے والے گرجا میں فروکش تھے یہ جگہ اب خلد کے نام سے مشہور ہے اس دن گرمی شدید تھی۔ یہ ۱۴۵ھ کا واقعہ ہے میں اپنے جائے قیام سے نکل کر ربیع اور اس کے مصاحبوں کے ساتھ جا بیٹھا اتنے میں ایک شخص آیا جو پہرہ دار سے گذر کر مقصورہ تک چلا آیا اور اب اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی ہم نے منصور سے اس کے لیے اندر آنے کی اجازت مانگی اس وقت سلم بن ابی سلم اس کے پاس تھا منصور نے اجازت دے دی۔

ابو جعفر منصور کی روانگی کوفہ:

اس شخص نے محمد کے خروج کی اطلاع اسے پہنچائی منصور کہنے لگے ہم ابھی مصر کو حکم بھیجتے ہیں کہ وہاں سے حرمین کو کسی قسم کا سامان خوراک نہ بھیجا جائے پھر کہنے لگے کہ اگر مصر سے غلہ کی بہم رسانی مسدود ہو جائے تو حجازیوں کی زندگی دو بھر ہو جائے گی اور قحط پڑ جائے گا نیز انھوں نے حکم دیا کہ عباس بن محمد والی جزیرہ کو ایک خط لکھ دیا جائے اس میں محمد کے خروج کی اطلاع دی جائے اور یہ بھی لکھ دیا جائے کہ اس خط کو لکھنے کے بعد ہی میں یہاں سے کوفہ میں جا رہا ہوں تم سے جس قدر ہو سکے اہل جزیرہ کی فوج روزانہ مجھے

بھیجتے رہو امراء شام کو بھی انھوں نے اسی مضمون کے خط لکھ دیئے اور کہا کہ چاہے ایک ہی آدمی روزانہ بھیج سکو مگر بھیجوتا کہ جو آدمی آئیں ان سے میری خراسانی فوجوں کی کمک ہو سکے جب اس کی اطلاع اس کذاب کو ہوگی اس کے حوصلے پست ہو جائیں گے۔ اس کے بعد ہی انھوں نے کوچ کا حکم دے دیا ہم سب نہایت شدید گرمی میں روانہ ہوئے اور کوفہ آ گئے اس کے بعد جب تک محمد اور ابراہیم کی بغاوت فرو نہ ہوگئی منصور نے کوفہ نہ چھوڑا اس کے بعد وہ پھر بغداد آ گئے۔

ابو جعفر کے متعلق اس کے مصاحبین کی آراء:

ابو جعفر کو بغداد میں یہ خبر ملی کہ محمد بن عبداللہ نے مدینہ میں خروج کیا ہے وہ بغداد سے کوفہ روانہ ہوئے اثنائے راہ میں عثمان بن عمارہ بن حریم، اسحق بن مسلم العقیلی اور عبداللہ بن الربیع المدانی نے ان کی طرف نظر کی یہ لوگ ان کے مصاحبین خاص تھے منصور اس وقت اپنے گھوڑے پر سوار سفر کر رہے تھے ان کے اعزاء اور اقرباء ان کے گرد تھے ان کو دیکھ کر عثمان نے کہا چونکہ اس عباسی نے چال بازی، ہوشیاری، موقع شناسی کو اپنی زینت لباس بنایا ہے اس وجہ سے میرا خیال ہے کہ محمد اور اس کے خاندان کو اس معاملہ میں ناکامی ہوگی علاوہ بریں جنگ و جدل میں بھی جس کے لیے محمد تیار ہوا ہے، منصور ابن جذل الطعان کے ان شعروں کا مصداق ہے:

فکم من غارة و رعیل خیل تدارکھا وقد حمی اللقاء

فرد فخیلھا حتی ثناھا باسمر ما یری فیہ التواء

ترجمہ: ”شدید جنگ میں بہت سے حملوں اور رسالوں کے دستوں کا اس نے تدارک کیا ہے اور اس کے سپہ سالار کو اس نے گندم گوں سیدھے نیزے کی ضرب سے مار بھگایا ہے۔“

اسحق بن مسلم کہنے لگا میں نے منصور کو اچھی طرح جانچا اور پرکھا ہے وہ سخت ترش رو اور کڑوا ہے مضبوط و طاقتور ہے اس کے گرد جو اس کے اعزاء ہیں وہ ربیعہ بن مکدم کے ان شعروں کے مصداق ہیں:

سمالی فرساں کان و جوههم مصایح تبدو فی الظلام زواھر

یقودھم کبش اخو مصمثلة عبوس السری قد لوحتہ الھواجر

ترجمہ: ”ایسے شہسوار میرے سامنے آئے جن کے چہرے اس طرح درخشاں تھے جس طرح شبِ ناز میں ستارے ان کی قیادت ایک ایسا جفاکش اور مضبوط بہادر سردار کر رہا تھا جس کا چہرہ دو پہر کی لوؤں میں جھلس کر پرشکن ہو رہا تھا۔“

ابو جعفر کی کوفہ میں آمد:

عبداللہ بن الربیع کہنے لگا جناب وہ نہایت کڑوا خشم آگیاں، شیر نیستاں ہے جو اپنے مقابل کو آٹا فنا پھاڑ ڈالتا ہے اور اس کی جان نکال لیتا ہے اور جنگ کے وقت تو اس کی حالت ابوسفیان بن الحارث کے اس شعر کی مصداق ہوتی ہے:

و ان لنا شیخا اذا الحرب شمרת یدبھتہ الاقدام قبل التوافر

ترجمہ: ”ہمارا ایسا سردار ہے کہ شدید جنگ میں وہ سب سے آگے نظر آتا ہے۔“

چلتے چلتے منصور قصر ابن ہبیرہ آئے کوفہ میں اقامت اختیار کی اور یہاں سے اپنی فوجیں معاندین کے مقابل بھیجیں، جنگ کے ختم کے بعد وہ پھر بغداد آ گئے اور اب اس کی تعمیر مکمل کی۔

باب ۶

ابراہیم بن عبد اللہ کا خروج

اس سال ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن نے جو محمد بن عبد اللہ بن حسن کا بھائی تھا۔ منصور کے خلاف بصرہ میں علم بغاوت نصب کیا منصور سے لڑا اور مارا گیا۔

ابراہیم بن عبد اللہ کی مراجعت کوفہ:

جب ابو جعفر نے عبد اللہ بن حسن کو گرفتار کر لیا تو اس واقعہ سے محمد اور ابراہیم دونوں چوکنے ہو گئے اور عدن چلے گئے یہاں بھی ان کو اپنے متعلق خوف دامن گیر ہوا وہ سمندر کی راہ سندھ آ گئے یہاں کسی نے عمرو بن حفص کو ان کا پتہ دے دیا انھوں نے سندھ بھی چھوڑا اور کوفہ آ گئے اس وقت ابو جعفر کوفہ میں موجود تھے۔

ابراہیم بن عبد اللہ کی کوفہ میں روپوشی:

منہ بنت ابی المنہال کہتی ہے کہ ابراہیم بن صبیحہ کے ایک خاندان حارث بن عیسیٰ کے مکان میں فروکش ہوا وہ دن کو باہر نہیں نکلتا تھا اس کے ہمراہ اس کی ایک ام ولد بھی تھی میں جا کر اس سے باتیں کیا کرتی تھی جب تک وہ ظاہر نہیں ہوا ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ کون لوگ ہیں اس کے ظاہر ہونے کے بعد میں اس کی ام ولد کے پاس آئی اور میں نے کہا کہ آپ ہی سے میں روز آ کر باتیں کرتی تھی اس نے کہا ہاں میں وہی ہوں مسلسل پانچ سال سے ہم کو کہیں قرار نصیب نہیں ہوا ہے کبھی فارس، کبھی کرمان، کبھی جبال، کبھی حجاز اور کبھی یمن میں قیام ہوا۔

ابراہیم بن عبد اللہ کی روانگی بصرہ:

مطہر بن الحارث کہتا ہے بصرہ آنے کے ارادے سے ہم مکہ سے ابراہیم کے ہمراہ چلے ہم دس آدمی تھے راستے کے کسی مقام سے ایک اعرابی ہمارے ساتھ ہولیا۔ ہم نے اس سے نام پوچھا اس نے فلاں بن ابی مصاد الکھی بتایا یہ بصرہ کے قریب پہنچنے تک برابر ہمارے ساتھ رہا ایک دن اس نے مجھ سے کہا سچ کہو کیا یہ ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن نہیں ہے میں نے کہا نہیں یہ تو شام کا باشندہ ہے جب ہم بصرہ سے ایک رات کی مسافت پر رہ گئے تو ابراہیم ہمیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا اور اس کی دوسری صبح کو ہم لوگ بصرہ میں داخل ہوئے۔

ابراہیم بن عبد اللہ کی بصرہ میں آمد:

ابوصفوان نصر بن قدید بن نصر بن سيار راوی ہے کہ ابتداء ۱۴۳ھ میں ابراہیم اس وقت بصرہ آیا جب کہ حجاج جج سے فارغ ہو کر اپنے اپنے وطن پلٹے۔ یحییٰ بن زیاد بن حسان الغنمی اسے لے کر آیا تھا اسی نے اس کا کرایہ دیا اور اس کے ساتھ دوسری جانب محمل میں بیٹھانی لیٹ کے ایک مکان میں اسے اتارا ایک عجمی سندھی جاریہ خرید کر اس کو دی یحییٰ بن زیاد کے گھر میں اس جاریہ کے بطن

سے ابراہیم کا ایک لڑکا پیدا ہوا۔ میں خود اس بچے کے جنازے میں شریک تھا۔ یحییٰ بن زیاد نے اس کی نماز پڑھی تھی۔ ابراہیم بن عبد اللہ کے متعلق ابو جعفر منصور کو اطلاع:

محمد بن معروف اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس سے قبل کا یہ واقعہ ہے کہ ابراہیم حیار واقع شام میں قنقاع بن خلید العیسیٰ کی اولاد کے پاس فروکش ہوا فضل بن صالح بن علی حاکم قنسرین نے ابو جعفر کو اس کی اطلاع ایک چھوٹے سے پرچہ پر جو اس نے اپنے مراسلہ کے نیچے شامل کر دیا تھا لکھ بھیجی اس اطلاع میں لکھا کہ ابراہیم یہاں آیا تھا میں نے اسے تلاش کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ بصرہ چل دیا ہے جب یہ خط ابو جعفر کو موصول ہوا انہوں نے اس کا ابتدائی حصہ خود پڑھا مگر چونکہ اس میں کوئی پریشان کن خبر ان کو نہ ملی انہوں نے وہ خط ابو ایوب الموریانی کے حوالے کر دیا اس نے بھی اسے بغیر پورے طور پر پڑھے داخل دفتر کر دیا البتہ جب دفتر پیشی والے صوبہ داروں کے خطوط کا جواب دینے کے لیے آمادہ ہوئے تو ابان بن صدقہ نے جو اس وقت ابو ایوب کا پیش کار تھا فضل کے خط کو تاریخ دیکھنے کے لیے کھولا پڑھتے پڑھتے اس کی نظر اس پرچہ پر بھی پڑی جب اس نے اس کا ابتدائی حصہ پڑھا جس میں تحریر تھا ”میں امیر المومنین کو اطلاع دیتا ہوں“ اس نے اس خط کو جدید موصول شدہ مراسلات میں رکھ لیا خود ابو جعفر کے پاس گیا ابو جعفر نے خط پڑھ کر حکم دیا کہ ابراہیم کی خبر کے لیے مجھ متعین کر دیئے جائیں اور پہرے چوکیاں بٹھادی جائیں۔ بصرہ میں ابراہیم بن عبد اللہ کی تلاش:

خود ابراہیم سے روایت ہے مجھے موصل میں سرکاری طلب نے اس قدر مضطر کر دیا کہ ایک مرتبہ مجھے ابو جعفر کے دسترخوان پر بیٹھ کر پناہ لینا پڑی اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب میں موصل پہنچا اتنی سختی سے میری تلاش شروع کی گئی کہ میں پریشان ہو گیا زمین میرے قدموں کے نیچے سے نکلی جاتی تھی میرے لیے کوئی مفر کی صورت باقی نہ رہی تھی ہر طرف میری گرفتاری کے لیے پہرے اور چوکیاں متعین تھیں عام لوگوں کو اب صبح کے کھانے کی دعوت دی گئی میں بھی ان کے ساتھ سرکاری دسترخوان پر جا بیٹھا دوسروں کے ساتھ کھانا کھا کر نکل آیا اس اثناء میں تلاش ملتوی ہو چکی تھی۔

ابو نعیم الفضل بن وکیع کہتا ہے کہ ایک شخص نے مطہر بن الحارث سے کہا کہ ابراہیم کوفہ سے گزرا تھا اور میں کوفہ میں اس وقت اس سے ملا بھی تھا۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ نہیں وہ کبھی کوفہ نہیں آیا۔ البتہ وہ پہلے موصل میں تھا وہاں سے انبار آیا پھر بغداد پھر مدائن اور نیل اور واسط آیا۔

ابراہیم بن عبد اللہ کے فوجی عہدیداروں کے نام خطوط:

نصر بن قدید بن نصر بیان کرتا ہے ابراہیم نے بہت سے شیعہ اہل بیت فوجی عہدہ داروں کے نام خط لکھے تھے انہوں نے جواب میں لکھا کہ آپ خروج کریں ہم ابو جعفر پر دھاوا کر دیں گے۔ اس وعدہ کی بنا پر ابراہیم نے خروج کیا، بڑھتا ہوا وہ ابو جعفر کے پڑاؤ تک پہنچ گیا، جوان دنوں بغداد کے ایک گرجا میں فروکش تھے انہوں نے بغداد کی داغ بیل ڈال دی تھی اور اس کی تعمیر کا عزم کر لیا تھا۔ ابو جعفر کے پاس ایک ایسا آئینہ تھا جس میں دیکھ کر وہ اپنے دشمن اور دوست میں تمیز کر لیتے تھے۔ اس کے متعلق ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ حسب دستور ایک دن ابو جعفر نے آئینہ میں دیکھا کہ اپنے لگے اے مسیب بخدا! میں ابراہیم کو اپنے پڑاؤ میں دیکھ رہا ہوں روئے زمین پر اس سے زیادہ میرا دشمن اور کوئی نہیں ہے اب تم کیا کرتے ہو۔

ابراہیم بن عبد اللہ اور سفیان العمی کی گفتگو:

عبد اللہ بن محمد بن البواب کہتا ہے کہ ابو جعفر نے صراۃ کے پرانے پل بنانے کا حکم دیا یہ اس کے دیکھنے کے لیے گئے وہاں ان کی نظر ابراہیم پر پڑی، ابراہیم بچھلے پاؤں ہٹ گیا اثر دھام میں مل کر ایک غلہ فروش کے پاس آیا اس کے پاس پناہ لی اس نے ابراہیم کو اپنے ایک بالا خانے پر چڑھا دیا اور وہاں چھپا دیا۔ ابو جعفر نے اس کی تلاش میں بڑی جدوجہد کی اور ہر مکان پر پہرہ بٹھا دیا مگر ابراہیم چپ چاپ اپنے مسکن میں چھپا بیٹھا رہا اگرچہ ابو جعفر نے اس کی تلاش میں اپنی انتہائی کوشش صرف کر دی مگر اسے اس کا پتہ نہ چلا۔ اس وقت سفیان العمی اس کے پاس تھا اس نے ابراہیم سے کہا کہ کب تک اس طرح چھپ کر بیٹھو گے کچھ نہ کچھ تو کرنا چاہیے چاہے اس میں خطرہ ہی کیوں نہ ہو ابراہیم نے کہا کہ جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو۔

سفیان العمی کی ابو جعفر منصور سے ملاقات:

سفیان ربیع کے پاس آیا اور امیر المومنین سے ملنے کی اجازت چاہی اس نے پوچھا تم کون ہو سفیان نے اپنا نام بتا دیا ربیع نے اسے ابو جعفر کے سامنے پیش کر دیا اس پر نظر پڑتے ہی انہوں نے اسے خوب گالیاں دیں سفیان نے کہا میں آپ کے اس عتاب کا مستحق ہوں مگر اب تو میں آپ کی خدمت میں معافی کا خواست گار ہو کر آیا ہوں اور اپنے کیے پر نادم اور تائب ہوں اگر آپ میری درخواست قبول کر لیں تو میں آپ کو ایسی بات بتاؤں جسے آپ دل سے چاہتے ہیں ابو جعفر نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا میں ابراہیم بن عبد اللہ کو آپ کے پاس لیے آتا ہوں میں نے اسے اور اس کے خاندان والوں کو اچھی طرح پرکھ لیا ہے وہ کامیاب نہیں ہو سکتے اگر میں ایسا کروں تو اس کا آپ مجھے کیا صلہ دیں گے۔ ابو جعفر نے پوچھا ابراہیم کہاں ہے اس نے کہا غالباً اب وہ بغداد پہنچ گیا ہو گا یا عنقریب پہنچ جائے گا میں اسے عبدی میں خالد بن نہیک کے مکان میں چھوڑ کر آیا ہوں آپ میرے لیے میرے ایک غلام کے لیے اور ایک فوجی افسر کے لیے پروانہ راہداری لکھ دیجیے اور میرے لیے ڈاک کے گھوڑوں پر سفر کرنے کا حکم دے دیجیے۔

سفیان العمی کے لیے پروانہ راہداری:

بعض راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ سفیان نے منصور سے کہا کہ ایک دستہ فوج اب میرے ساتھ کر دیجیے۔ میرے اور میرے ایک غلام کے لیے پروانہ راہداری لکھ دیجیے میں اسے آپ کے پاس لیے آتا ہوں ابو جعفر نے پروانہ راہداری لکھ کر اسے دے دیا فوج اس کے ساتھ کر دی نیز ایک ہزار دینار بھی دیئے کہا کہ اسے اپنی ضروریات زندگی میں صرف کرو سفیان نے کہا کہ مجھے اس ساری رقم کی ضرورت نہیں ہے اس نے اس میں سے صرف تین سو دینار لے لیے وہ اس رقم کو لے کر ابراہیم کے پاس آیا جو ایک کوٹھری میں مقیم تھا اس نے پشینہ کا ایک کرتہ پہن رکھا تھا اور ایک عمامہ باندھے تھا۔

ابراہیم بن عبد اللہ کا فرار:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اس وقت تک غلاموں کی قبا پہنے تھا۔ سفیان نے اسے آواز دی کہ کھڑا ہو وہ کانپتا ہوا کھڑا ہوا اب یہ اس پر حکومت جتانے لگا اسی طرح وہ مدائن آیا پل کے افسر نے ان کو عبور سے روکا سفیان نے پروانہ راہداری اس کے حوالے کر دیا اس نے پوچھا کہ تمہارا غلام کہاں ہے سفیان نے کہا یہ ہے جب پل کے افسر نے غور سے اس غلام کے چہرے کو دیکھا تو کہنے لگا بخدا! یہ غلام نہیں ہے یہ ضرور ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن ہے اچھا جاؤ میں تم کو نہیں روکتا اس نے ان دونوں کو چھوڑ دیا۔ ابراہیم بھاگ گیا۔

سفیان العمی کی روپوشی:

ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ دونوں ڈاک کے گھوڑوں پر سوار ہو کر عبدی آئے وہاں سے کشتی میں سوار ہو کر بصرہ آ گئے اور روپوش ہو گئے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ ابو جعفر کے پاس سے نکل کر بصرہ آ گیا اور ایک ایسے مکان میں جس کے دو دروازے تھے سپاہیوں سے آ کر ملتا دس کو ایک دروازے پر بٹھاتا اور کہتا کہ جب تک میں اندر سے نہ آؤں تم یہاں سے نہ جانا اور خود دوسرے دروازے سے نکل جاتا اسی طرح اس نے اس فوج کو جو ابو جعفر نے اس کے ساتھ کر دی تھی متفرق کر دیا اور جب تنہا رہ گیا تو اب وہ روپوش ہو گیا، سفیان بن معاویہ کو اس کی خبر پہنچی اس نے ان سرکاری سپاہیوں کو اپنے پاس بلا لیا، اب اس نے غمی کو تلاش کرایا مگر اس کا پتہ نہ لگ سکا۔

ابن عائشہ اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ اصل میں عمرو بن شداد نے ابراہیم کے لیے یہ چال نکالی تھی اور اس طرح اس نے ان دونوں کو ابو جعفر سے بچا دیا۔

عمرو بن شداد پر عتاب:

عمرو بن شداد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے روپوشی کی حالت میں ابراہیم میرے پاس مدائن آیا میں نے اسے اپنے ایک مکان میں دجلہ کے کنارے واقع تھا اتار دیا، کسی شخص نے عامل مدائن سے اس واقعہ کی بنا پر میری شکایت کر دی، اس نے سو کوڑے میرے لگوائے مگر میں نے ابراہیم سے آ کر سارا ماجرا بیان کیا اسے سن کر ابراہیم بصرہ کی سمت چل دیا۔ جب وہ شام سے بصرہ جا رہا تھا تو عبد الرحیم بن صفوان اس کے پاس گیا اور ہمر کا ب ہو گیا، ناصر گزار کر واپس آیا۔ ایک دیکھنے والے نے آ کر بیان کیا کہ میں نے عبد الرحیم کو ایسے شخص کے ساتھ جاتے دیکھا ہے جو بالکا معلوم ہوتا تھا مشجر کی ازار پہنے تھا ہاتھ میں جلاہق کی کمان تھی جس سے وہ تیر اندازی کر رہا تھا۔ جب عبد الرحیم واپس آیا تو اس سے اس کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ کون شخص تھا۔ اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی، روپوشی کی حالت میں ابراہیم اسی قسم کا لباس پہن کر بھیس بدلتا رہا۔

ابراہیم بن عبد اللہ کی دعوت بیعت:

نصر بن قنید کہتا ہے کہ بغداد سے پلٹ کر ابراہیم بنی کندہ میں ابو فزہ کے پاس فروکش ہوا، خود چھپا رہا یہاں اس نے خروج کے لیے لوگوں کو اپنے سفراء کے ذریعہ دعوت دینی شروع کی۔

ابراہیم بن عبد اللہ کی جزیرہ میں تلاش:

عبد اللہ بن الحسن بن حبیب اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ شہر اہواز کی ایک سمت میں ابراہیم دریائے دجلہ کے کنارے میرے پاس مقیم تھا، اور محمد بن الحسین اس کی تلاش کر رہا تھا ایک دن اس نے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے لکھا ہے کہ نجومیوں نے ان کو بتایا ہے کہ ابراہیم اہواز میں دو دریاؤں کے درمیان ایک جزیرہ میں مقیم ہے۔

میں نے اس جزیرہ کو یعنی وہ جزیرہ جو شاہ جرد اور دجلہ کے درمیان واقع ہے چھان مارا مگر وہاں تو اس کا پتہ نہ لگا اب میرا ارادہ ہے کہ میں کل شہر میں اسے تلاش کروں کیونکہ ممکن ہے کہ جزیرے سے امیر المومنین کی مراد وہ جگہ ہو جو دجلہ اور مرقان کے درمیان ہو، میں نے ابراہیم سے جا کر کہہ دیا کہ کل اس مقام میں تم کو تلاش کیا جائے گا میں نے بقیہ دن اسی کے ساتھ گزارا رات

ہوتے ہی میں اسے لے کر نکلا اور کث کے درے دشت ارمک کے ابتدائی حصہ میں ایک جگہ اسے ٹھہرا آیا پھر اسی رات میں ابواز واپس آ گیا اور انتظار کرنے لگا کہ اب صبح ہوتے ہی محمد اس کی تلاش میں آتا ہوگا مگر وہ نہ آیا یہاں تک کہ دن ڈھل کر غروب کے قریب پہنچا مگر میں ابواز سے چل کر ابراہیم کے پاس آیا اور اسے عشاء کے وقت تک شہر لے آیا ہم دونوں دو گدھوں پر سوار تھے جب ہم شہر کے اندر آئے اور جبل مقطوع کے قریب پہنچے ہمیں ابن حصین کے رسالہ کا اگلا دستہ ملا۔ اسے دیکھتے ہی ابراہیم گدھ سے کود کر دور چلا گیا اور وہاں پیشاب کرنے بیٹھ گیا اتنے میں رسالے نے مجھے آیا مگر کسی نے مجھ سے تعارض نہیں کیا جب میں ابن حصین کے پاس آیا تو اس نے مجھ سے پوچھا اے محمد اس وقت تم کہاں سے آرہے ہو میں نے کہا سرشام اپنے بعض عزیزوں سے ملنے چلا گیا تھا اب گھر واپس جا رہا ہوں کہنے لگا کہ تو کچھ سپاہی ساتھ کر دوں کہ وہ تمہارے گھر تک تم کو پہنچا آئیں میں نے کہا جی نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے اب یہاں سے گھر قریب رہ گیا ہے میں چلا جاؤں گا۔ میں چپ چاپ اسی طرح اپنے راستے ہولیا جب رسالہ کے آخری سوار مجھ سے گذر گئے میں مڑ کر پھر ابراہیم کے پاس آیا اس کا گدھا ڈھونڈا بارے اسے پالیا ابراہیم اس پر سوار ہولیا ہم دونوں چلے رات ہم نے اپنے گھر آ کر بسر کی۔ صبح کو ابراہیم نے کہا بخدا! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رات کو میں نے خون کا پیشاب کیا ہے کسی شخص کو بھیج کر دکھاؤ میں خود اس جگہ آیا جہاں بیٹھ کر اس نے پیشاب کیا تھا دیکھا کہ واقعی خون کا پیشاب ہے۔

فضل بن عبد الرحیم بن سلیمان بن علی کہتا ہے کہ ابو جعفر کہنے لگا کہ بصرہ کے بیابانوں کی وجہ سے جہاں ابراہیم نے پناہ لی ہے اس پر قابو پانا میرے لیے بہت کٹھن ہو گیا ہے۔

ابراہیم بن عبد اللہ کی نصر بن اسحاق کو دعوت بیعت:

محمد بن مسعر بن العلاء راوی ہے بصرہ آ کر ابراہیم نے دعوت شروع کی موسیٰ بن عمر بن موسیٰ بن عبد اللہ بن خازم نے سب سے پہلے لبیک کہا وہ پوشیدہ طور پر ابراہیم کو نصر بن اسحاق کے پاس لایا اور اس سے اس کی یوں تقریب ملاقات کی کہ یہ ابراہیم کا سفیر ہے ابراہیم نے اس سے گفتگو کی اور خروج کی دعوت دی نصر نے اس سے کہا چونکہ میرے دادا عبد اللہ بن خازم اور اس کے دادا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میں مخالفت تھی اس وجہ سے بھلا میں کیونکر تمہارے صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر سکتا ہوں ابراہیم نے اس سے کہا کہ گڑے ہوئے مردوں کو دوبارہ اکھاڑنے سے کیا فائدہ یہ دین کا معاملہ ہے گزشتہ واقعات کا خیال نہ کرو میں تم کو حق کی دعوت دیتا ہوں۔ نصر نے کہا معاف کیجیے گایہ بات تو میں نے محض مذاقاً کہی تھی اس کا خیال نہ کرنا حقیقت یہ ہے کہ ان گزشتہ واقعات کی بنا پر میں تمہارے صاحب کی نصرت سے باز نہیں رہتا ہوں بلکہ میں لڑائی کو نہ اچھا سمجھتا ہوں اور نہ لڑنا چاہتا ہوں۔

اس گفتگو کے بعد ابراہیم تو پلٹ آیا مگر موسیٰ وہیں ٹھہر گیا موسیٰ نے اس سے کہا کہ بخدا یہ خود ابراہیم تھا جو تم سے گفتگو کر رہا تھا نصر کہنے لگا تم نے بہت برا کیا کہ یہ بات مجھ سے چھپائی اگر تم مجھے بتا دیتے تو میں ان سے اس قسم کی گفتگو ہرگز نہ کرتا جو میں نے کی۔ ابراہیم بن عبد اللہ کی بیعت:

نصر بن قدید کہتا ہے اب ابراہیم نے عوام کو دعوت دینا شروع کی یہ ابو فروہ کے مکان میں فروکش تھا سب سے پہلے عیلمہ بن مرہ، غفواللہ بن سفیان، عبدالواحد بن زیاد، عمر بن سلمہ البھیمی اور عبید اللہ بن یحییٰ بن حصین الرقاشی نے اس کی بیعت کی انھوں نے سب کو ابراہیم کی حمایت پر ابھارا ان کے بعد عرب کے بعض اور بہادروں نے جن میں مغیرہ بن الفراع اور اس ایسے اور جو ان مرد تھے اس

کی دعوت کو قبول کیا، بعض راویوں کا خیال ہے کہ چار ہزار آدمیوں کے نام اس کے دیوان میں لکھے گئے اور اب اس کی تحریک علانیہ شروع ہوئی لوگوں نے ابراہیم سے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ آپ بصرہ کے وسط میں نقل مکان کریں کیونکہ وہاں سب لوگ بآسانی آپ کے پاس آسکیں گے ابراہیم ابوفروہ کے مکان سے منتقل ہو کر اب بنی سلیم کے مولیٰ ابومردان کے مکان میں جو اہل نیسابور میں سے تھا آ کر اقامت گزریں ہوا۔

یونس بن نجدہ کہتا ہے کہ ابراہیم بن راسب میں عبدالرحمن بن حرب کا مہمان تھا یہاں سے اس نے اپنے طرف داروں کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں عفوان بن سفیان، برو بن لبید، یثکر بن مضاء، تغلی، طہوی، مغیرہ بن الفزع، نمیرہ بن مرہ اور یحییٰ بن عمرو البہانی تھے خروج کیا یہ بنی عقیل کی گڑھی سے گزرتے ہوئے طفاوہ آئے وہاں سے کرزم اور نافع ابلیس کے مکانات سے گزرتے ہوئے بنی یثکر کے مقبرہ میں ابومردان کے مکان میں آئے۔

محمد بن عبد اللہ کا ابراہیم بن عبد اللہ کے نام خط:

عفوان بن سفیان کہتا ہے میں ایک دن ابراہیم سے ملنے آیا وہ پریشان خوف زدہ بیٹھا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ میرے بھائی کا خط آیا ہے اس میں انھوں نے اپنے خروج کی اطلاع دی ہے اور میرے خروج کی تحریک کی ہے اور اس کے بعد دیر تک سر نیچا کیے غمگین صورت بنائے سوچتا رہا میں یہ کہہ کر کہ یہ بالکل معمولی بات ہے اسے تسلی دیتا رہا میں نے کہا کہ اب آپ کو کیا فکر ہے آپ کا معاملہ مکمل ہو چکا ہے مضاء، طہوی، مغیرہ میں اور بہت سے عمائد آپ کے ساتھ ہیں ہم رات کو جیل خانہ پر دھاوا کر دیں گے صبح کو ایک عالم آپ کے ہمراہ ہوگا یہ سن کر اسے اطمینان ہو گیا۔

جعفر بن حنظلہ کا ابو جعفر منصور کو مشورہ:

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابو جعفر نے جعفر بن حنظلہ البہرانی کو جو بیڑا صائب الرائے اور تجربہ کار مدبر تھا بلایا اور کہا کہ محمد مدینہ میں ظاہر ہو گیا ہے تم مشورہ دو کہ اس موقع پر میں کیا کروں اس نے کہا جس قدر ممکن ہو کثیر تعداد میں اپنی فوجیں بصرہ بھیج دو ابو جعفر نے کہا اچھا اب تم جاؤ جب میں پھر بلاؤں تو آنا چنانچہ جب ابراہیم بصرہ آ گیا تو ابو جعفر نے پھر اسے بلایا اور یہ خبر سنائی اس نے کہا کہ مجھے اس بات کا خوف تھا بہتر یہ ہے کہ فوراً اس کے مقابلہ کے لیے فوجیں روانہ کرو ابو جعفر نے پوچھا کس بنا پر تم کو یہ خدشہ پیدا ہوا تھا اس نے کہا اس لیے کہ محمد نے مدینہ میں خروج کیا تھا چونکہ اہل مدینہ ایسے کچھ تلوار کے دھنی نہیں ہیں کہ وہ اپنی شان و شرافت نسبی کے مطابق لڑ سکیں اب رہے اہل کوفہ وہ آپ کے زیر قدم ہیں وہ آپ کے خلاف خروج کرنے کی جرأت نہ کریں گے اہل شام وہ آل ابی طالب کے يرانے دشمن ہیں وہ کبھی ان کا ساتھ نہیں دیں گے اب صرف بصرہ رہ گیا۔ اس مشورہ پر عمل کرنے کے لیے ابو جعفر نے عقیل کے دونوں بیٹوں کو جو بنی طے کے ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے خراسان میں بود و باش اختیار کر لی تھی اور مشہور سپہ سالار تھے بصرہ روانہ کیا اس وقت سفیان بن معاویہ بصرہ کا عامل تھا اس نے ان دونوں کے قیام کا انتظام کر دیا۔

بدیل بن یحییٰ کی ابو اوزفوج بھیجنے کی تجویز:

یحییٰ بن بدیل بن یحییٰ بن بدیل راوی ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابو جعفر نے ابو ایوب اور عبد الملک بن حمید سے پوچھا کیا تم کسی ایسے ہوشیار صاحب الرائے کو جانتے ہو جس سے ہم مشورہ کر سکیں انھوں نے کہا بدیل بن یحییٰ کوفہ میں موجود ہے

ابوالعباس بھی اس سے مشورہ لیتے تھے آپ ان کو بلا لیجیے۔ ابو جعفر نے اسے بلا بھیجا اور کہا کہ محمد نے مدینہ میں خروج کیا ہے کیا مشورہ دیتے ہو؟ اس نے کہا اہواز کو اپنی فوجوں سے بھر دو ابو جعفر کہنے لگے کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ محمد نے تو مدینہ میں خروج کیا ہے اس نے کہا میں اس بات کو جانتا ہوں مگر یاد رکھو اہواز اس کا دروازہ ہے جس سے وہ در آئیں گے ابو جعفر نے کہا بہتر ہے تمہاری رائے پر عمل کیا جائے گا۔

جب ابراہیم بصرہ آ رہا تھا تو اب پھر ابو جعفر نے بدیل کو بلا کر مشورہ لیا اس نے کہا جہاں تک جلد ممکن ہو اس کے خلاف فوجیں روانہ کرو اور اہواز سے اسے مدد نہ پہنچنے دو۔

محمد بن حفص کا بیان:

محمد بن حفص الدمشقی (مولیٰ قریش) بیان کرتا ہے محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابو جعفر نے اہل شام کے ایک سن رسیدہ صاحب رائے اور تجربہ کار شیخ کو مشورہ کے لیے بلا لیا اس نے کہا فوراً چار ہزار باقاعدہ شامی فوج بصرہ بھیج دو۔ ابو جعفر نے اس مشورہ پر کوئی اعتنا نہیں کی کہنے لگے کہ بڑھا سٹھیا گیا ہے اس کے بعد جب ابراہیم بصرہ آیا تو پھر انھوں نے اس بڑھے کو طلب کیا اور کہا کہ بصرے میں ابراہیم نے خروج کر دیا ہے اس نے کہا کہ شام کی فوج بصرہ بھجوا دو ابو جعفر کہنے لگے کہ اس کام کو کون انجام دے اس نے کہا کہ تم اپنے شام کے صوبہ دار کو حکم بھیجو کہ وہ روزانہ دس سپاہی ڈاک کے ذریعہ تمہارے پاس روانہ کرتا رہے۔ ابو جعفر نے اس کے لیے شام لکھ بھیجا، عمر بن حفص کہتا ہے کہ مجھے یہ سارا واقعہ خوب یاد ہے کیونکہ اس زمانے میں میرے باپ فوج کو عطا تقسیم کرتے تھے کیونکہ وہ رات کو تقسیم ہوتی تھی اس وجہ سے میں چراغ لے کر کھڑا رہتا تھا اس وقت میں بالکل نوجوان تھا۔

شامی فوج کی روانگی کوفہ:

سلم بن فرقد کہتا ہے کہ جب جعفر بن حظلہ نے ابو جعفر کو شام سے فوج بلانے کا مشورہ دیا تو اب شام کی فوجیں چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں پے در پے ان کے پاس آنے لگیں اہل کوفہ پر رعب قائم رکھنے کے لیے انھوں نے یہ کیا کہ جب اہل شام پر ان کی چھاؤنی میں رات طاری ہوتی تھی وہ ان کو حکم دیتے تھے کہ شام کا عام راستہ چھوڑ کر پھر تھوڑی دور تک شام کی سمت چلے جاؤ اور وہاں سے دوسری صبح کو شاہراہ عام سے کوفہ آؤ اس ترکیب سے اہل کوفہ کو بالکل یقین تھا کہ یہ نئی فوج ہے جو آج ہی وارد ہوئی ہے۔

محمد بن یزید کی بصرہ میں آمد:

عبد الحمید ابوالعباس کا ایک خادم بیان کرتا ہے کہ محمد بن یزید ابو جعفر کا ایک سپہ سالار تھا اس کے پاس شہری کمیت گھوڑ تھا جب ہم کوفہ میں تھے ہم نے اسے بارہا اس گھوڑے پر سوار اپنے پاس سے گزرتے دیکھا تھا۔ اس شہسوار کا سر گھوڑے کے سر سے مل جاتا تھا ابو جعفر نے اسے بصرہ بھیج دیا تھا یہ ابراہیم کے خروج تک بصرے میں متعین تھا پھر ابراہیم نے اسے پکڑ کر قید کر دیا۔

مجالد و محمد کی روانگی بصرہ:

سعید بن نوح بن مجالد الضبعی کہتا ہے کہ ابو جعفر نے یزید بن عمران کے بیٹوں مجالد اور محمد کو جوانیورو کے باشندے اور فوجی افسر تھے بصرہ روانہ کیا، مجالد محمد سے پہلے بصرہ آ گیا محمد اس رات بصرہ پہنچا جس رات کہ ابراہیم نے خروج کیا تھا سفیان نے ان دونوں کو اپنے پاس روکے رکھا اور پھر اپنے ہی پاس دارالامارۃ میں قید کر دیا۔ ابراہیم کے ظاہر ہونے کے بعد پھر اس نے ان دونوں کو

پکڑ کر ان کے بیڑیاں ڈلوادیں ابو جعفر نے ان کے ہمراہ عبدالقیس کا ایک فوجی سردار معمر نام بھی بھیجا تھا۔
 مجالد بن یزید الضبعی ابو جعفر کی طرف سے پندرہ سو سوار اور پانچ سو پیدل کے ہمراہ سفیان کے پاس آیا تھا۔
 ابو جعفر منصور کو کوفہ میں قیام کا مشورہ:

ابراہیم کے بارے میں ابو جعفر نے مشورہ لیا لوگوں نے کہا کہ اہل کوفہ اس کے شیعہ ہیں اور کوفہ کی حالت ایک دیگ ایسی ہے جو فوراً جوش زن ہو جاتی ہے آپ اس کا طباق ہیں کہ اگر وہ اس کے منہ پر رکھ دیا جائے تو اس کا جوش فرو ہو جائے اس لیے آپ خود کوفہ چل کر وہاں مستقل اقامت اختیار کریں ابو جعفر نے اس مشورہ پر عمل کیا۔
 کوفہ میں کر فیو کا نفاذ:

محمد بن سلیمان کا مولیٰ مسلم انحصی بیان کرتا ہے کہ ابراہیم کے ہنگامہ کے وقت میری عمر دس سال سے زیادہ تھی میں اس وقت ابو جعفر کی خدمت میں تھا انھوں نے ہم سب کو خاص کوفہ میں ہاشمیہ میں اتارا اور خود اس کی پشت پر رصافہ میں فروکش ہوئے اس وقت اس کی تمام چھاؤنی میں کل پندرہ سو فوج تھی، مسیب بن زبیر اس کے محافظ دستہ کا سردار تھا اس فوج کو بھی پانچ سو کے تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا مسیب ہر شب سارے کوفہ کا گشت کرتا تھا اور یہ عام منادی کر دی گئی تھی کہ عشاء کے بعد جو شخص چلتا پھرتا ملے گا اسے پکڑ کر مناسب سزا دی جائے گی چنانچہ عشاء کے بعد مسیب کو جو شخص ملتا اسے ایک عبا میں لپیٹ کر گھوڑے پر لاد لیتا رات بھر اپنے پاس رکھتا صبح کو اس سے باز پرس کرتا اگر اطمینان بخش صفائی ملتی تو اسے چھوڑ دیتا ورنہ قید کر دیتا۔
 سیاہ لباس پہننے کا حکم:

ابو جعفر نے تمام لوگوں پر سیاہ لباس لازم کر دیا لوگوں کی یہ حالت ہوئی کہ وہ سیاہی سے اپنے کپڑے رنگ لیتے تھے۔ اس زمانے میں یہ حال تھا کہ بقال تک سیاہ لباس پہننے لگے تھے کوئی انخاص سے کپڑا رنگ کر اسی کو پہن لیتا تھا۔
 مشتبہ کو فیوں کا قتل:

عباس بن مسلم قطبہ کا مولیٰ راوی ہے امیر المومنین ابو جعفر کو ابراہیم کی طرف میلان کا جس کوفہ والے پر شبہ ہوتا وہ میرے باپ مسلم کو اس کی گرفتاری کا حکم دیتے یہ رات کے آنے تک خاموش رہتا۔ جب رات اچھی طرح تاریک ہو جاتی اور خواب کی وجہ سے شہر میں سناٹا چھا جاتا یہ چپکے سے اس مشتبہ شخص کے مکان پر جاتا اور سیڑھی لگا کر اچانک گھر میں کود پڑتا اسے باہر لاتا قتل کر دیتا اور اس کی مہر پر قبضہ کر لیتا اس واقعہ کی بنا پر محمد بن ابی العباس کا مولیٰ جمیل عباس بن مسلم سے کہا کرتا تھا کہ اگر تیرے باپ نے اپنے ورثہ میں تیرے لیے ان مقتولوں کی صرف مہریں چھوڑی ہیں تب بھی اس کے تمام بیٹوں میں تو ہی سب سے زیادہ دولت مند ہوگا۔
 سلیمان بن مجالد کی ابو جعفر کو اہل کوفہ کے متعلق اطلاع:

سلیمان بن مجالد کا حاجب مسلم بن فرقد بیان کرتا ہے کہ کوفہ میں میرا ایک دوست تھا ایک دن اس نے محمد سے آ کر کہا کہ اہل کوفہ تمہارے آقا پر اچانک حملہ کر کے اسے قتل کر دینے کی تیاری کر رہے ہیں اگر ممکن ہو تو تم اپنے اہل کو کسی محفوظ مقام پر منتقل کر دو میں نے سلیمان بن مجالد سے آ کر یہ خبر سنائی اس نے ابو جعفر کو اطلاع دی اس زمانے میں کوفہ کا ایک صراف ابن مقرون نام ابو جعفر کا جاسوس تھا ابو جعفر نے اسے طلب کیا اور کہا کہ اہل کوفہ تیاری کر رہے ہیں اور تم نے اب تک مجھے اس کی اطلاع نہیں دی اس نے کہا

امیر المومنین یہ خبر بالکل غلط ہے میں ان کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ ابو جعفر نے اس کی بات پر یقین کیا اور اہل کوفہ سے مطمئن ہو گیا۔
بصرے کی ناکہ بندی:

ابو جعفر کی طرف سے فلاں بن معقل الخراسانی کو اس لیے قادیسیہ پر متعین کیا گیا تھا کہ یہ کسی کوفہ والے کو ابراہیم کے پاس نہ جانے دے اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ چونکہ بصرے کے راستہ پر پہرے متعین تھے اس لیے لوگ یہ کرنے لگے تھے کہ پہلے کوفہ سے قادیسیہ آتے وہاں سے غدیب اور وادی السباع ہوتے ہوئے بائیں جانب صحرا کا راستہ اختیار کر کے بصرہ آ جاتے ایک مرتبہ کوفہ کے بارہ آدمی اس غرض سے روانہ ہوئے جب یہ وادی السباع پہنچے وہاں ان کو بنی اسکا ایک مولیٰ بکر نام شراف کا جو واقصہ سے دو میل درے واقع ہے رہنے والا اور مسجد موالی کے اہالی سے تھا ملا۔ اس نے ابن معقل کو جا کر اس کی خبر کر دی اس نے ان کا تعاقب کیا قادیسیہ سے چار فرسخ درے مقام خفان پر ان کو پکڑ لیا اور سب کو قتل کر دیا۔

ابراہیم بن مسلم کہتا ہے کہ فرافضۃ العجلی نے اچانک طور پر کوفہ پر دھاوا کرنا چاہا تھا مگر ابو جعفر کی موجودگی سے اس کی جرأت نہ ہوئی۔ اور ابن ماجرا لاسدی خفیہ طور پر ابراہیم کے لیے بیعت کرتا پھرتا تھا۔
تجار کا قتل:

غزو ان پہلے قعقاع بن ضرار کی اولاد کا غلام تھا پھر اسے ابو جعفر نے خرید لیا تھا ایک دن اس نے ان سے کہا کہ یہ کشتیاں جو موصل سے آرہی ہیں ان میں سفید نشان والے ہیں اور یہ ابراہیم کے پاس جا رہے ہیں ابو جعفر نے فوج کی ایک جماعت اس کے ساتھ کر دی، موصل اور بغداد کے درمیان مقام باحشا پر اس نے انہیں جالیا اور سب کو قتل کر دیا۔ یہ مسافرتا جرتھے جن میں بعض بڑے عابد و زاہد اور دوسرے برگزیدہ اصحاب بھی تھے ان میں ایک شخص ابو العرفان شعب السمان کی اولاد میں تھا اور وہ کہنے لگا اے غزو ان کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے میں تو ابو العرفان تمہارا ہمسایہ ہوں میں تو آٹا لے کر آیا تھا وہ میں نے اس جماعت کے ہاتھ فروخت کیا ہے مگر غزو ان نے کسی کی کچھ نہ سنی بلا اشتیاء سب کو تہ تیغ کر دیا اور ان کے سروں کو کوفہ بھیج دیا جہاں وہ تشبیر کے لیے اسحق الارزق اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مکان کے درمیان مدینہ ابن ہبیرہ تک منظر عام پر سولی پر لٹکا دیئے گئے ابو احمد عبد اللہ بن راشد کہتا ہے کہ میں نے ان سروں کو مٹی کے تھوؤں پر نصب دیکھا۔

حرب الراوندی کی کارگزاری:

کھاروں کی ایک جماعت راوی ہے کہ ہم موصل میں مقیم تھے وہاں حرب الراوندی دو ہزار فوج کے ساتھ ان خارجیوں کی سرکوبی کے لیے جنھوں نے جزیرے میں سراٹھایا تھا چھاؤنی ڈالے پڑا تھا اتنے میں ابو جعفر کا حکم اسے ملا کہ تم میرے پاس واپس آ جاؤ یہ موصل سے روانہ ہوا جب یہ باحشا پہنچا تو اس مقام کے باشندوں نے اس سے تعرض کیا اور کہنے لگے کہ ابراہیم کے خلاف ابو جعفر کی مدد کے لیے ہم تم کو یہاں سے آگے نہ بڑھنے دیں گے اس نے کہا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو میں تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا میں تو مسافر ہوں میرا پیچھا چھوڑ دو مجھے جانے دو مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور کہا کہ ہم ہرگز ہرگز تم کو آگے نہ بڑھنے دیں گے حرب الراوندی ان سے لڑ پڑا اور ان کا بالکل قلع قمع کر دیا پانچ سو سر لے کر ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہوا ساری روئداد سنائی ابو جعفر کہنے لگے بشارت ہو یہ ہماری پہلی فتح ہے۔

دقیف بن راشد کی روانگی مصر:

بنی یزید بن حاتم کا مولیٰ دقیق بن راشد نے ابراہیم کے خروج سے ایک رات پہلے سفیان بن معاویہ سے آکر کہا کہ آپ سواروں کو میرے ساتھ کیجیے میں ابراہیم کو یا زندہ پکڑ کر آپ کے پاس لیے آتا ہوں یا اس کا سر لے آؤں گا سفیان نے کہا کیا تجھے اور کوئی کام نہیں تجھے اس میں دخل دینے سے کیا تو اپنا کام کر دقیق اسی رات عراق سے روانہ ہو کر یزید بن حاتم کے پاس آ گیا جو مصر میں تھا۔

جابر بن حماد کی سفیان سے شکایت:

جابر بن حماد سفیان کا کوتوال کہتا ہے کہ ابراہیم کے خروج سے ایک دن پہلے میں نے سفیان کو اطلاع دی تھی کہ میں جب بنی یشکر کے مقبرہ سے گزر رہا تھا تو وہاں لوگوں نے مجھ پر آوازے کئے اور پتھر مارے سفیان کہنے لگا کیا اس کے سوا اور کوئی راستہ تمہارے لیے نہ تھا۔

سفیان بن معاویہ اور ابو جعفر منصور:

عاقب سفیان کی کوتوالی کے سپاہیوں کا ایک افسر ابراہیم کے خروج سے ایک دن پہلے اتوار کے دن بنی یشکر کے مقبرہ سے گذر رہا تھا لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ ابراہیم موجود ہے اور خروج کی تیاری کر رہا ہے مگر اس نے اس خبر پر کوئی توجہ نہ کی اور اپنی راہ لی۔

ابو عمرو الحوضی کہتا ہے کہ جب سفیان محصور ہو گیا تو ابراہیم کے ساتھیوں نے اسے پکارنا شروع کیا کہ مخزومیوں کے مکان میں تم نے جو بیعت کی تھی اسے یاد کرو۔

ابراہیم کے قتل ہونے کے بعد سفیان ایک کشتی میں گزر رہا تھا اس وقت ابو جعفر اپنے قصر پر برآمد تھے اسے دیکھ کر کہنے لگے یہ سفیان معلوم ہوتا ہے۔ لوگوں نے کہا بجا ہے کہنے لگے بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ حرامزادہ اس طرح میرے قابو سے نکل جائے۔ اس پر سفیان نے ابراہیم کے ایک سردار سے کہا کہ تم میرے پاس ٹھہرو کیونکہ تمہارے سوا ہمارے دوسرے ساتھی اس معاملہ سے آگاہ نہیں ہیں۔ جو میرے اور ابراہیم کے درمیان پیش آیا ہے۔

سفیان بن معاویہ کی ابراہیم بن عبد اللہ سے چشم پوشی:

نصر بن فرقہ کہتا ہے باوجودیکہ کرزم السدوسی صبح و شام ابراہیم اور اس کے پاس آنے والوں کی اطلاع سفیان سے کرتا رہتا تھا مگر سفیان نے اس کے خلاف قطعاً کوئی کارروائی نہیں کی اور نہ اس کی تحقیق و تفتیش کی بیان کیا جاتا ہے کہ سفیان بن معاویہ جو ان دنوں منصور کی جانب سے بصرے کا عامل تھا ابراہیم بن عبد اللہ سے مل گیا تھا۔ اور اس وجہ سے وہ اپنے آقا کا وفادار و خیر خواہ نہیں رہا تھا۔

ابراہیم کے بصرہ آنے کے وقت میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض نے یہ کہا ہے کہ وہ یکم رمضان ۱۴۵ھ کو بصرہ آیا۔

ابراہیم بن عبد اللہ کی جماعت:

محمد بن عمر کہتا ہے جب محمد بن عبد اللہ بن حسن نے ظاہر ہو کر مدینے اور مکے پر قبضہ کر لیا اور لوگوں نے اسے خلیفہ تسلیم کر لیا اس

نے اپنے بھائی ابراہیم بن عبد اللہ کو بصرہ بھیجا ابراہیم یکم رمضان ۱۴۵ھ کو بصرہ میں داخل ہوا اور اس پر قابض ہو گیا بصرہ میں اس نے سفید لباس اختیار کیا اس کے ساتھ اہل بصرہ نے بھی سفید لباس پہنا جن اصحاب نے اس کی تائید میں خروج کیا تھا ان میں عیسیٰ بن یونس، معاذ بن معاذ، عباد بن القوام، اتحق بن یوسف، الارزق، معاویہ بن بشام اور علماء فتنہا کی ایک جماعت تھی یہ رمضان اور شوال بصرہ ہی میں رہا جب اسے اپنے بھائی محمد بن عبد اللہ کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو اب اس نے ابو جعفر کے مقابلہ کے لیے خود کوفہ پر پیش قدمی کرنے کی تیاری کی یہ محمد بن عمر کا قول ہے جن لوگوں نے ابراہیم کے بصرہ آنے کا زمانہ ۱۴۳ھ کہا ہے ان کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں البتہ یہ بات رہ گئی تھی کہ اس اثناء میں وہ پوشیدہ طور پر بصرہ میں اپنے بھائی محمد کے لیے دعوت دیتا رہا۔

سفیان بن معاویہ کی محصوری:

جن دوسرے داروں کو ابو جعفر نے سفیان کی مدد کے لیے بھیجا تھا ابراہیم کے خروج سے پہلے سفیان انھیں اپنے پاس بلا لیتا تھا اور ان کو کسی قسم کی کارروائی کرنے کا موقع نہیں دیتا تھا جب ابراہیم نے اس سے خروج کا وعدہ کر لیا تو سفیان نے اس رات ان دونوں سپہ سالاروں کو اپنے پاس بلا کر روک لیا اسی وقت ابراہیم نے خروج کیا اور اس نے سفیان اور ان دونوں کا محاصرہ کیا اور پھر گرفتار کر لیا۔

ابراہیم بن عبد اللہ کا خروج:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابو جعفر نے مجالد، محمد اور یزید کو جو تینوں بھائی تھے ابراہیم کے ظاہر ہونے سے پہلے ان کی فوجوں کے ساتھ بصرہ بھیجا تھا انھوں نے اپنی فوجیں اپنے سے آگے روانہ کر دی تھیں۔ یہ بصرہ میں پے در پے داخل ہونا شروع ہوئیں ان کو دیکھ کر ابراہیم کو خوف پیدا ہوا کہ اگر چندے میں اور خاموش رہا تو بہت زیادہ فوج یہاں آ جائے گی اس خیال سے اس نے فوراً خروج کر دیا۔

نمبرین قدید بیان کرتا ہے ابراہیم نے شب دوشنبہ غرہ ماہ رمضان ۱۴۵ھ کو خروج کیا یہ اپنے مکان سے دس بارہ جوان مردوں کے ساتھ جن میں عبید اللہ بن یحییٰ بن حصین الرقاشی بھی تھا، بنی یشکر کے مقبرہ آ گیا، نیز اسی شب میں ابو حماد الابرص دو ہزار فوج کے ساتھ سفیان کی مدد کے لیے بصرہ آیا باقاعدہ قیام کے انتظام ہونے تک یہ جمعیت چوک میں فروکش رہی۔

سفیان بن معاویہ کو امان:

اب ابراہیم مقابلہ پر بڑھا سب سے پہلے جو کامیابی اسے حاصل ہوئی وہ اس فوج کے جانور اور اسلحہ تھے جو اس کے قبضہ میں آ گئے اس نے جامع مسجد میں صبح کی نماز لوگوں کو پڑھائی، سفیان سرکاری محل میں قلعہ بند ہو بیٹھا اس کے ہمراہ اس کے دادھیالی کچھ رشتہ دار بھی تھے اب ہزار ہا آدمی ابراہیم کے پاس آنے لگے ان میں سے بعض تو محض تماشا شائق تھے اور بعض اس کی امداد کے لیے آئے تھے جب اس کے مددگاروں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی اور سفیان نے محسوس کیا کہ اب مقابلہ عبث ہوگا اس نے امان کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی اس غرض کی تکمیل کے لیے مطہر بن جویریۃ السدوسی خفیہ طور پر ابراہیم کے پاس آیا اس نے جب اس کے لیے وعدہ معافی لے لیا تو اب اس نے قصر کا دروازہ ابراہیم کے لیے کھول دیا۔ ابراہیم اندر آیا پیش دالان میں اس کے بیٹھنے کے لیے ایک حصر بچھا دی گئی اسی وقت ایسی تیز ہوا چلی کہ اس سے وہ الٹ گئی لوگوں نے فال بد لی گوا ابراہیم نے دکھانے کے لیے تو کہہ دیا کہ ہم شگون

کے قائل نہیں ہیں اور اس الٹی حیر پر ہی بیٹھ گیا مگر اس واقعہ کا اثر اس کے چہرے پر نمایاں ضرور تھا۔
سفیان بن معاویہ کی نظر بندی:

قصر میں آتے ہی ابراہیم نے وہاں سے سفیان بن معاویہ کے علاوہ اور سب لوگوں کو نکال دیا البتہ سفیان کو قصر ہی میں نظر بند کر دیا اور دکھاوے کے لیے معمولی ہلکی سی بیڑیاں بھی اسے پہنا دیں یہ قید محض اس لیے دی گئی تھی کہ ابو جعفر کو سفیان کی وفاداری پر شبہ نہ پیدا ہو بلکہ وہ یہی خیال کرے کہ ابراہیم نے تو اسے قید کر دیا تھا۔

آل سلیمان کو امان کا اعلان:

سلیمان بن علی کے بیٹوں جعفر اور محمد کو جو اس وقت بصرے میں تھے ابراہیم کے قصر امارت پر قابض ہونے اور سفیان کو قید کر دینے کی خبر معلوم ہوئی یہ اس کے مقابلہ پر جیسا کہ بیان کیا گیا ہے چھ سو فوج کے ساتھ جس میں پیدل سوار اور تیر انداز سب ہی تھے بڑھے ابراہیم نے ان کے مقابلہ پر مضاء بن القاسم الجزری کو صرف اٹھارہ سوار اور تیس پیدل سپاہیوں کی جمعیت کے ساتھ بھیجا۔ مضاء نے ان دونوں کو شکست دی اس کے ایک سپاہی نے محمد کو جا پکڑا اور اس کی ران میں نیزہ مار دیا۔ اس کے بعد ہی ابراہیم کے نقیب نے منادی کر دی کہ کسی مفور کا تعاقب نہ کیا جائے بلکہ وہ خود قصر سے نکل کر نہ بن بنت سلیمان کے دروازے پر آیا اور کہا کہ آل سلیمان کو امان کامل دی جاتی ہے ہمارا کوئی آدمی ان سے تعرض نہ کرے۔

ابراہیم بن عبد اللہ کا بصرہ پر قبضہ:

بکر بن کثیر بیان کرتا ہے جب ابراہیم نے جعفر اور محمد پر فتح پائی اور بصرے پر قبضہ کر لیا تو اسے بیت المال میں چھ لاکھ درہم ملے اس نے اس رقم کو بحفاظت رکھنے کا حکم دیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے دو کروڑ درہم ملے۔ بہر حال اس رقم سے اس کی طاقت بہت بڑھ گئی اس نے ہر شخص کو پچاس پچاس درہم دیئے۔

محمد بن حصین عامل ابواز کو شکست:

بصرہ پر قبضہ کے بعد ایک شخص حسین بن ثولا کو ابواز بھیجا تاکہ یہ وہاں اس کے لیے بیعت کر لے یہ شخص اس فرض کو بوجہ احسن انجام دے کر پھر ابراہیم کے پاس واپس آ گیا۔ اب ابراہیم نے پچاس آدمیوں کے ساتھ مغیرہ کو ابواز پر قبضہ کرنے بھیجا یہ اس کام پر روانہ ہوا ابواز پہنچتے پہنچتے پورے دو سو آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے اس وقت ابو جعفر کی طرف سے محمد بن حصین ابواز کا عامل تھا جب اسے مغیرہ کی پیش قدمی کا علم ہوا تو یہ ایک روایت کے مطابق چار ہزار فوج کے ساتھ اس کی مقاومت کو نکلا، قصبہ ابواز سے دو میل کے فاصلہ پر دشت اریک پر دونوں کا مقابلہ ہوا۔ ابن حصین اور اس کی فوج کو شکست ہوئی، مغیرہ ابواز میں داخل ہو گیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم کے بغیرہ سے باخبری جانے کے بعد مغیرہ ابواز گیا۔

ابراہیم بن عبد اللہ کا ابواز و فارس پر قبضہ:

محمد بن خالد المرہبی کہتا ہے کہ بصرہ پر قبضہ کر کے جب ابراہیم نے کوفہ کی سمت جانا چاہا تو اس نے نمیلہ بن مرۃ العیشی کو بصرہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور ہدایت کی کہ وہ مغیرہ بن الفرع کو جو بہدله بن عوف کے خاندان سے تھا ابواز بھیج دے محمد بن حصین العبدی ان دنوں ابواز کا عامل تھا، نیز ابراہیم نے عمرو بن شداد کو فارس کا عامل مقرر کر کے فارس بھیج دیا۔ یہ جب رام ہرمز سے گزرا تو وہاں

یعقوب بن الفضل سے اس کی ملاقات ہوئی جو وہاں کا عامل تھا اس نے اسے اپنی دعوت میں شرکت کی دعوت دی یعقوب اس کے ساتھ ہولیا۔ عمرو بن شداد فارس آیا۔ اسماعیل بن علی بن عبد اللہ ابو جعفر کی جانب سے فارس کا عامل تھا عبد الصمد بن علی اس کا بھائی بھی اس وقت اس کے پاس تھا۔ جب عمرو بن شداد اور یعقوب بن الفضل اصطخر پہنچ گئے جب اسماعیل اور عبد الصمد کو ان کے فارس کی جانب پیش قدمی کرنے کی اطلاع ہوئی یہ تیزی کے ساتھ دارا بگرد کی طرف بھاگے اور وہاں جا کر دونوں قلعہ بند ہو گئے اس طرح سارا علاقہ فارس بلا مزاحمت عمرو بن شداد اور یعقوب بن الفضل کے ہاتھ آ گیا اب بصرہ ابوازا اور فارس پر ابراہیم کی حکومت قائم ہو گئی۔

حکم بن ابی غسلان کی پیش قدمی:

سلیمان بن ابی شیخ راوی ہے کہ ابراہیم کے بصرہ میں ظاہر ہونے کے بعد حکم بن ابی غسلان الیشکری سترہ ہزار فوج کے ساتھ بصرے کی سمت چلا۔ یہ واسطہ آ گیا جہاں ہارون بن حمید الایادی ابو جعفر کی طرف سے متعین تھا، حکم کی پیش قدمی کی خبر سن کر یہ قصر کے ایک تنور میں جا چھپا مگر پھر وہاں سے نکال لیا گیا اہل واسطہ حفص بن عمر بن حفص بن عمر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام بن المغیرہ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ اس جمعی کے مقابلہ میں آپ واسطہ پر حکومت کرنے کے زیادہ اہل ہیں چنانچہ اب حفص نے واسطہ کو اپنے تصرف میں لے لیا یشکری وہاں سے چلا گیا حفص نے ابو مقرن الہبیمی کو اپنا کوتوال مقرر کیا۔

ابراہیم بن عبد اللہ اور ہارون بن سعد:

عمر بن عبد الغفار بن عمرو الفقیہ، فضل بن عمرو الفقیہ کا بھائی بیان کرتا ہے کہ ابراہیم، ہارون بن سعد سے ناراض تھا اس سے کلام بھی نہیں کرتا تھا۔ ابراہیم کے خروج کے بعد ہارون بن سعد سلم بن ابی واصل سے آ کر ملا اور اس سے کہا کہ اپنے صاحب کو میری اطلاع کرو اور پوچھو کیا ان کو اس اہم کام میں ہماری ضرورت نہیں ہے سلم نے کہا میں ابھی جاتا ہوں وہ ابراہیم کے پاس آیا اور کہا کہ ہارون بن سعد آپ کی خدمت میں حاضر ہے ابراہیم نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے سلم نے کہا آپ ہارون کے بارے میں ایسا نہ کریں اس نے اس معاملہ میں اس قدر اصرار کیا کہ آخر ابراہیم کو اس کی بات ماننا ہی پڑی اسے اندر بلا لیا۔ ہارون نے کہا آپ کا جو کام سب سے زیادہ مشکل اور اہم ہو وہ میرے سپرد کیجیے ابراہیم نے واسطہ اس کے سپرد کر دیا اور اسے اس کا عامل مقرر کر دیا۔

ہارون بن سعد عامل واسطہ:

ابو الصعدی کہتا ہے ہارون بن سعد العجلی (کوفی) جسے ابراہیم نے بصرے سے روانہ کیا تھا ہمارے ہاں آیا یہ ایک نہایت ذی اثر اور معزز سردار تھا جو اہل بصرہ اس کے ہمراہ تھے ان میں طہوی سب سے زیادہ مشہور و معروف بہادر تھا اہل واسطہ میں سے جو شخص بہادری میں اس کا ہمسر تھا وہ عبد الرحیم الکھمی تھا یہ بھی بڑا دلاور تھا جو سردار اس کی مدد کے لیے بھیجے گئے تھے یا خود آ گئے تھے۔ ان میں عبدویہ کرد ام الخراسانی تھا۔ اس جماعت کا مشہور دلیر و جری سردار صدقہ بن بکار بھی تھا۔ اسی کے متعلق منصور بن جہور کہتا تھا کہ اگر صدقہ میرے ساتھ ہو تو چاہے میرا مقابل کوئی ہو مجھے اس کی پروا نہیں رہتی ابو جعفر نے ہارون بن سعد کے مقابلہ پر عامر بن اسماعیل المسلمی کو بعض رایوں کے قول کے مطابق پانچ ہزار فوج کے ساتھ اور دوسرے کے قول کے مطابق بیس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ کئی جھڑپیں ان میں ہوئیں۔

ابن ابی الکرام سے روایت ہے جب میں محمد کا سر لے کر ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت عامر بن اسماعیل نے واسطہ

پر ہارون بن سعد کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ خود ابراہیم کے بصرہ سے نکلنے کے پہلے ہی ابو جعفر کی فوجوں اور اہل واسطہ کی جنگ ہو چکی تھی۔
عامر بن اسماعیل کی واسطہ پر فوج کشی:

سلیمان بن ابی الشیخ کہتا ہے کہ عامر بن اسماعیل نے نیل کے پیچھے اپنا پڑاؤ ڈالا تھا پہلے ہی معرکہ میں ایک بہشتی غلام نے عامر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ زخمی ہو کر گر پڑا اس سقہ کو اس کی شخصیت معلوم نہ تھی ابو جعفر نے عامر کو ایک ڈبیہ بھیجی جس میں ضمع عربی تھا اور کہلا کر بھیجا کہ اسے اپنے زخموں پر لگاؤ کئی مرتبہ دونوں حریفوں میں لڑائیاں ہوئیں جن میں اہل بصرہ اور واسطہ کے بے شمار آدمی مارے گئے ہارون ان کو لڑنے سے منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ بہتر یہ ہے کہ ہمارے صاحب کا ان کے مقابلہ سے مرگ جائے اس وقت ہمارے لیے بات بالکل صاف ہو جائے گی اب تم لوگ کیوں اپنی جانیں ضائع کرتے ہو ان کو بچاؤ مگر وہ کسی طرح نہ مانتے تھے مگر جب ابراہیم بصرے سے روانہ ہو کر باجری آیا تو اب دونوں فریق نے جنگ روک دی اور اس بات پر عارضی سمجھوتہ کر لیا کہ جب حریفوں کا مقابلہ ہوگا تو جوان میں غالب ہوگا ہم اس کا اتباع کر لیں گے چنانچہ جب ابراہیم مارا گیا تو عامر بن اسماعیل نے واسطہ میں داخل ہونا چاہا مگر اہل واسطہ نے اسے اندر نہ آنے دیا۔

عامر بن اسماعیل اور اہل واسطہ میں مصالحت:

سلیمان کہتا ہے جب ابراہیم کے قتل اور ہارون کے بھاگنے کی خبر اہل واسطہ کو ہوئی انھوں نے امان کے وعدے پر عامر سے صلح کر لی مگر ان میں سے ایک بڑی جماعت نے اس کے وعدہ معافی پر اعتبار نہیں کیا اور وہ واسطہ سے چلی گئی اب عامر بن اسماعیل واسطہ میں داخل ہو کر وہی مقیم ہو گیا مگر اس نے کسی کو نہ چھیڑا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ عامر نے اہل واسطہ سے معاہدہ صلح میں یہ شرط کی تھی کہ میں اہل واسطہ کو شہر واسطہ میں قتل نہ کروں گا مگر اب اس کی فوج والوں نے یہ حرکت شروع کی کہ وہ جس واسطہ کے باشندے کو شہر سے باہر پاتے اسے قتل کر دیتے۔ ابراہیم کے قتل کے بعد جب اہل واسطہ اور عامر کے درمیان صلح طے پا گئی تو ہارون بن سعد بصرے کی طرف بھاگ گیا مگر بصرہ پہنچنے سے پہلے ہی اثنائے راہ میں مر گیا۔

ہارون بن سعد کی روپوشی:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس صلح کے بعد وہ روپوش ہو گیا تھا اور محمد بن سلیمان کے کوفہ کا والی مقرر ہونے تک وہ برابر روپوش رہا البتہ پھر محمد بن سلیمان نے اسے امان دی اور اس کا پتہ چلایا یہ مطمئن ہو کر ظاہر ہو گیا محمد بن سلیمان نے اس سے کہا کہ تم اپنے خاندان کے دو سو آدمیوں کے نام دیوان میں لکھوادو تا کہ ان کی معاش مقرر کی جائے اس کا ارادہ اس کام کے کر دینے کا ہو گیا تھا اور اس کے لیے وہ سوار ہو کر محمد سے ملنے روانہ ہوا مگر راستے میں اس کا ایک چچیرا بھائی اس سے ملا اور اس نے ہارون سے کہا کہ تم کہاں جا رہے ہو بخدا! تم کو دھوکہ دیا گیا ہے یہ سنتے ہی وہ اٹنے پاؤں پلٹا اور روپوش ہو گیا۔ اسی حالت میں اس نے انتقال کیا اس کے روپوش ہو جانے کے بعد محمد نے اس کا مکان منہدم کر دیا۔

محمد بن عبداللہ کے قتل کی ابراہیم بن عبداللہ کو اطلاع:

یہ ظاہر ہونے کے بعد ابراہیم بصرے میں مقیم رہا اب یہاں سے وہ اپنے عہدہ دار اطراف اکناف میں قید کر کے روانہ کرنے

اور مختلف شہروں کو فوجیں بھیجنے لگا وہ اس کام میں مصروف تھا کہ اسے اپنے بھائی محمد کے مارے جانے کی اطلاع ملی۔
بصرہ میں خاص قوانین کا نفاذ:

نصیر بن قنید کہتا ہے ابراہیم نے بصرے میں بہت سے خاص قوانین نافذ کر دیئے تھے عید الفطر سے تین دن پہلے اسے اپنے بھائی محمد کی موت کی اطلاع ہوئی یہ سب لوگوں کو لے کر عید گاہ گیا اسی وقت اس کے چہرے سے رنج و غم کے آثار بویا تھے وہاں اس نے سب کو محمد کے قتل کی خبر سنائی اسے سن کر اب اس کے ساتھی ابو جعفر کے مقابلہ میں پہلے سے زیادہ حزم و احتیاط سے لڑنے لگے دوسرے دن صبح کو اس نے بصرہ سے روانگی کے لیے شہر سے باہر پڑاؤ ڈالا۔ نمیلہ کو بصرہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے حسن کو بھی بصرے میں چھوڑ دیا۔

علی بن داؤد کہتا ہے جب عید کے دن ابراہیم نے ہمارے سامنے خطبہ پڑھا تو میں نے اس کے چہرہ کو غور سے دیکھا موت کے آثار نمایاں تھے نماز سے فارغ ہو کر میں نے اپنے گھر والوں سے آکر کہہ دیا تھا کہ یہ شخص مارا جائے گا۔
ابو جعفر منصور کے پاس فوج کی کمی:

محمد بن معروف اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے جب سلیمان کے بیٹے جعفر اور محمد بصرہ سے چلے گئے تو انھوں نے مجھے ابراہیم کی خبر دینے ابو جعفر کے پاس روانہ کیا میں نے ابو جعفر سے پوری کیفیت بیان کی کہنے لگے اب میں کیا کروں میرے پاس اس وقت صرف دو ہزار فوج ہے میری فوج کا بڑا حصہ یعنی تیس ہزار فوج رے میں مہدی کے ساتھ ہے اسی طرح محمد بن الاشعب کے پاس افریقیہ میں چالیس ہزار فوج ہے اور باقی فوج عیسیٰ بن موسیٰ کے ساتھ ہے بخدا اگر میں اس قضیہ میں کامیاب ہو گیا تو آئندہ ہمیشہ کم از کم تیس ہزار فوج اپنے پاس متعین رکھوں گا اور اسے اپنے پڑاؤ سے باہر نہ جانے دوں گا۔

عبداللہ بن راشد کہتا ہے اس وقت ابو جعفر کے پاس کچھ فوج نہ تھی تھوڑے سے حبشی اور دوسرے لوگ تھے ان کے حکم سے چھاؤنی میں رات کے وقت آگ کے الاؤ روشن کیے جاتے تھے جو رات بھر جلنے رہتے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ بہت فوج ہے حالانکہ وہاں اس آگ کے سوا اور کوئی نہیں ہوتا تھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی طلبی:

جب ابراہیم کے خروج کی اطلاع ابو جعفر کو ہوئی انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مدینہ لکھا کہ اس خط کے دیکھتے ہی تم وہاں کے تمام کام چھوڑ کر فوراً میرے پاس آؤ عیسیٰ بن موسیٰ کچھ ہی دنوں کے بعد ابو جعفر کے پاس پہنچ گیا اس نے اسی کو فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا نیز سلم بن قتیبہ کو رے سے بلا کر جعفر بن سلیمان کے پاس بھیج دیا۔

ابو جعفر منصور کی ابراہیم کے متعلق پیشین گوئی:

سلم بن قتیبہ سے مذکور ہے کہ جب میں ابو جعفر کے پاس آیا انھوں نے کہا کہ تم فوراً روانہ ہو جاؤ عبداللہ کے بیٹوں نے خروج کیا ہے تم ابراہیم کا رخ کرو اس کی جمعیت سے خوف نہ کھانا بخدا یہ دونوں بنی ہاشم کے اونٹ ہیں یہ سب مارے جائیں گے دل کھول کر قتل کرنا جو بات میں تم سے اس وقت کہہ رہا ہوں اس پر پورا بھروسہ رکھو تم میری اس بات کو آئندہ یاد رکھو گے چنانچہ واقعہ بھی یہ ہوا کہ تھوڑی مدت میں ابراہیم مارا گیا۔ اس پر مجھے ابو جعفر کی وہ بات یاد آتی تھی اور میں تعجب کرتا تھا کہ ان کی پیشین گوئی کس قدر سچی

ثابت ہوئی۔

خازم بن خزیمہ کی روانگی اہواز:

سعید بن مسلم کہتا ہے ابو جعفر نے اسے فوج کے میسرہ کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔ بشار بن مسلم العقیلی، ابویحییٰ بن خزیمہ اور ابو ہر اسہ انسان بن خمیس القشیری کو اس کے ساتھ کر دیا مسلم نے اہل بصرہ کے نام خط لکھے ان میں ان کو اطاعت حکومت کی دعوت دی چنانچہ بنی ہاہلہ عرب اور ان کے موالی اس سے آ ملے، دوسری طرف منصور نے مہدی کو جو اس وقت رے میں تھا لکھا کہ تم خازم بن خزیمہ کو اہواز روانہ کرو مہدی نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے چار ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ خازم کو اہواز روانہ کیا یہ اہواز آ کر مغیرہ سے لڑا۔ مغیرہ بصرہ چلا آیا اور خازم اہواز میں داخل ہو گیا، اس نے تین دن تک شہر کو قتل و غارت کیا۔

ابراہیم کے خروج کے بعد ابو جعفر کی حالت:

سندھی کہتا ہے میں محمد کے قتل کے زمانہ میں منصور کا خادم تھا نہ یہ میں ان کے سر ہانے کھڑا ہوتا تھا جب ابراہیم کی شورش نے نازک صورت اختیار کر لی اور معاملہ دشوار ہو گیا تو میں نے منصور کو دیکھا کہ اس نے پچاس راتوں سے بھی زیادہ مسلسل مصلیٰ پر گزارے اسی پر رات کو سو جاتا تھا ایک رنگین جبہ اس نے پہن رکھا تھا اس کا گریبان اور داڑھی کے نیچے رہنے والا سارا حصہ میل سے آلودہ ہو گیا تھا، مگر جب تک اللہ نے اسے فتح نہ دے دی نہ اس نے وہ جبہ بدلا اور نہ مصلیٰ چھوڑا۔ البتہ اس زمانے میں جب وہ دربار کے لیے بیٹھتا تو اس جبہ پر ایک سیاہ کپڑا اوڑھ کر اپنی مسند پر آ کر بیٹھ جاتا مگر اندر جا کر اس کی پھر وہی ہیئت ہو جاتی، اس زمانے میں ریسانہ جس نے مدینہ سے دو خوبصورت عورتیں ایک فاطمہ بنت محمد بن عیسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ اور دوسری ام الکرمیم بنت عبد اللہ (جو خالد بن اسید بن ابی العیص کی اولاد میں تھیں) منصور کو ہدیہ بھیجی تھیں ان سے ملنے کوفہ آئیں چونکہ منصور نے ان دونوں عورتوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا اس وجہ سے اس نے ان سے شکایت کی کہ آپ کے اس عدم التفات اور سرد مہری کا ان دونوں پر بہت برا اثر ہوا اور ان کو آپ سے سوءظن ہو گیا ہے اس پر منصور نے اسے جھڑک دیا اور کہا کہ یہ زمانہ عورتوں سے تمتع کرنے کا نہیں ہے جب تک مجھے معلوم نہ ہو لے کہ ابراہیم کا سر میرے پاس آتا ہے یا میرا سر اس کے پاس جاتا ہے میں ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔

ابو جعفر منصور کا محمد و جعفر کے نام خط:

بصرہ چھوڑنے کے بعد سلیمان کے بیٹوں محمد اور جعفر نے ایک خرجی کے ٹکڑے پر کہ صرف وہی اس وقت اس کام کے لیے دستیاب ہو سکا منصور کو ابراہیم کے بصرہ پر قبضہ کرنے کی اطلاع لکھ بھیجی جب یہ خط اسے ملا اور اس نے قاصد کے ہاتھ میں خرجی کا ایک ٹکڑا دیکھا وہ فوراً تاڑ گیا کہ ضرور اہل بصرہ نے ابراہیم کے ساتھ ہو کر مجھ سے دعا کی ہے خط پڑھنے کے بعد اس نے عبد الرحمن الحنفی اور ابو یعقوب مالک بن یثیم کے داماد کو بلا کر رسالہ کی زبردست جمعیت کے ساتھ محمد اور جعفر کے پاس روانہ کیا اور ان دونوں کو ہدایت کی کہ ملتے ہی ان کو اپنے پاس روک لینا کہیں جانے نہ دینا البتہ جہاں وہ پڑاؤ کریں تم بھی فروکش ہو جانا ان کے ہر حکم کی تعمیل کرنا۔ نیز منصور نے ان دونوں کے نام بھی خط لکھا اس میں ان کو بہت ہی بزدل اور کمزور ٹھہرایا اور اس بات پر کہ ابراہیم کو ان کی موجودگی میں بصرہ پر حملہ کرنے کی جرأت ہوئی اور اس کے ارادے اور نیت سے یہ دونوں بے خبر رہے ان کی خوب زبردستی کی خط کے آخر میں یہ شعر لکھے۔

ابلف بسی ہاشم عنی مغلغلۃ فاستیقظوا ان هذا فعل ہوام

تعد والذئاب علی من لا کلاب لہ و تنقی مریض المستنفر الحام

ترجمہ: ”بباگ دہل بنی ہاشم سے کہہ دو کہ وہ بیدار ہو جائیں ان کی موجودہ حالت خواب کی ہے قاعدے کی بات ہے کہ جس ریوڑ کے حفاظت کے لیے کتے نہیں ہوتے اسی پر بھیڑیے حملہ آور ہوتے ہیں اور جس ریوڑ کے بچانے والے محافظ موجود ہوتے ہیں بھیڑیے ان کے پاس بھی نہیں آتے۔“

ابو جعفر منصور اور حجاج بن قتیبہ کی گفتگو:

حجاج بن قتیبہ بن مسلم کہتا ہے جس زمانے میں منصور محمد اور ابراہیم کے فتنہ میں مشغول تھے میں ان سے ملنے گیا اسی زمانے میں ان کو بصرہ، اہواز، فارس، مدائن، واسط اور علاقہ سواد کے اپنے قبضے سے نکل جانے کا حال معلوم ہوا تھا اس وقت منصور ایک چھڑی کو زمین پر مارتے تھے اور یہ شعر اپنی مثال میں ان کے ورد زبان تھا:

و نصبت نفسی للرماح دریۃ ان الرئیس لمثل ذاک فعول

ترجمہ: ”میں نے اپنی جان نیزوں کے لیے بطور نشانہ پیش کر دی ہے اور بے شک سردار ایسا ہی کیا کرتا ہے۔“

میں نے کہا اللہ امیر المؤمنین کے اعزاز کو تادم قائم رکھے اور ان کے دشمن کے مقابلہ میں ان کی نصرت کرے آپ پر عشی کے یہ شعر صادق آتے ہیں:

و ان حربہم اوقدت بینہم فحرت لہم بعد ابرادہا

وجدت صبوراً علی حرہا و کر الحروب و تردادہا

جب جنگ کا شعلہ ان میں روشن ہو جاتا ہے اور اس کی خفیف ٹھنڈک کے بعد وہ ان کے لیے پھر بہت گرم ہو جاتی ہے اس وقت میں باوجود اس کی حدت اور متواتر پلٹے کھانے کے نہایت ہی صابر اور مستقل مزاج ثابت ہوتا ہوں، منصور نے کہا اے حجاج ابراہیم کو میری شجاعت، بہادری اور ناقابل تسخیر ہونے کا علم ہے مگر اس علاقہ کوفہ کی وجہ سے جو میری فرد گاہ پر آنکھیں لگائے ہوئے ہے اور اس وجہ سے کہ اہل سواد میری سرکشی اور مخالفت پر آمادہ ہو کر اس کے ساتھ ہیں اسے یہ جرأت ہوئی کہ وہ بصرے سے خود مجھ پر چڑھائی کر رہا ہے مگر میں نے بھی ہر جگہ کا نہایت مناسب و معقول انتظام کر دیا ہے اور خود اہل بصرہ کے مقابلہ پر مشہور و معروف بہادر اقبال مند سعید و مبارک سردار عیسیٰ بن موسیٰ کو ایسی فوج کثیر کے ساتھ جو اچھی طرح تمام ضروریات جنگ سے مسلح ہے بھیج دیا ہے مگر میں اللہ سے مدد مانگتا ہوں اور وہی اس کے شر سے مجھے محفوظ رکھے گا اور جو طاقت و قوت مجھے حاصل ہے یہ سب اللہ ہی کی بدولت ہے۔

ابو جعفر منصور کی استقامت و مستقل مزاجی:

ایک دوسرے سلسلہ سے یہی حجاج بن قتیبہ بیان کرتا ہے جب اس دور میں منصور کے سلام کی غرض سے حاضر ہوا تو میرا گمان تھا کہ چونکہ پے در پے نقصان کی خبریں موصول ہوئی ہیں، نیز بے شمار فوجوں نے ان کو گھیر لیا ہے اس کے علاوہ خود کوفہ میں ان کی فرد گاہ کے سامنے ایک لاکھ تلواریں ایک اشارے پر ان کے خلاف اٹھنے کے لیے تیار ہیں وہ میرے سلام کا جواب بھی نہ دے سکیں

گئے مگر اس کے برعکس میں نے ان کو نہایت مستقل مزاج شاہین کی طرح تیز و جری پایا وہ ان حادثات اور واقعات کو کامل صبر و ثبات اور ہوش کے ساتھ برداشت کر کے ضروری اور مناسب تدابیر میں مصروف تھے حسب موقع عمل کرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان پر قابو رکھتے ہیں یہ نہیں تھا کہ ان واقعات کی وجہ سے وہ ہراساں یا ٹھہر دے ہو گئے ہوں۔

یونس الجرمی کا بیان:

یونس الجرمی کہتا ہے محمد بن عبد اللہ نے اپنے بھائی کو ابو جعفر سے لڑنے بھیجا تھا مگر عمرو بن سلمہ کی بیٹی نے اس کا دل تو اپنے مقصد سے اچاٹ کر دیا۔ برخلاف اس کے ان دنوں یتیمہ ابو جعفر کے پاس بھیجی گئی انھوں نے ابراہیم کے قضیہ سے فارغ ہونے تک نظر اٹھا کر بھی اسے نہیں دیکھا اور فرود گاہ کے کسی گوشہ میں اسے ڈال دیا۔ بصرہ آنے کے بعد ابراہیم نے ہلکنہ بنت عمرو بن سلمہ سے نکاح کر لیا تھا۔ یہ روزانہ خوب عطر و تیل لگا کر رنگین کپڑے پہن بن سنور کر اس کے پاس آتی تھی۔

ابراہیم بن عبد اللہ کی کوفہ کی جانب پیش قدمی:

جب ابراہیم نے ابو جعفر پر پیش قدمی کا ارادہ کیا تو بشر بن سلمہ نے نمیلہ طہوی اور اہل بصرہ کے فوجی سرداروں کی ایک جماعت کو ابراہیم کے پاس پیش کیا، انھوں نے اس سے کہا جب کہ بصرہ اہواز فارس اور واسط آپ کے قبضہ میں آچکے ہیں تو اب مناسب یہ ہے کہ آپ یہیں قیام کریں اور فوج کو مقابلہ پر بھیج دیں تاکہ اگر کوئی دستہ فوج شکست کھا جائے تو آپ دوسری فوج اس کی مدد کے لیے بھیج دیں اسی طرح اگر کسی سردار کو ہزیمت ہو تو کسی دوسرے سردار کو اس کی مدد پر بھیج دیجیے اس طرح دشمن پر آپ کا رعب و دبدبہ قائم ہو جائے گا وہ آپ سے خوف کرے گا، آپ اس سے محفوظ رہیں گے مال گزاری وصول کریں گے اس طرح آپ کی حکومت کو استحکام حاصل ہوگا اس کے بعد بھی آپ اپنی رائے کے مختار و مجاز ہیں۔ اس پر اہل کوفہ نے کہا کہ کوفہ میں بیشتر لوگ ایسے ہیں کہ وہ آپ کی صورت دیکھتے ہی آپ کے لیے اپنی جانیں قربان کر دیں گے اور اگر انھوں نے آپ کو نہ دیکھ پایا تو اس وقت مختلف اسباب و اثرات ایسے ہیں کہ ان کی وجہ سے وہ اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھ جائیں گے اور کوئی آپ کی مدد کے لیے نہیں آئے گا۔ اس بنیاد پر اہل کوفہ نے اس قدر اصرار کیا کہ آخر کار ابراہیم خود ہی کوفہ ہی روانہ ہوا۔

ابراہیم بن عبد اللہ کی اپنی فوج سے مایوسی:

عبد اللہ بن جعفر المدینی کہتا ہے کہ ہم ابراہیم کے ہمراہ بصرہ سے چل کر باخرمی آئے جب ہم نے وہاں پڑاؤ کر دیا تو ایک رات ابراہیم میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ ہم ساری فرود گاہ کا چکر لگاتے ہیں۔ لشکر میں اسے گانے بجانے کی آواز آئی۔ اسے سن کر وہ پلٹ آیا دوسری مرتبہ پھر وہ ایک رات کو میرے پاس آیا اور کہا کہ میرے ساتھ چلو ذرا لشکر کا ایک چکر لگائیں میں اس کے ساتھ ہوا اب پھر اس نے گانے بجانے کی آواز سنی اسے سن کر ابراہیم پلٹ آیا کہنے لگا کہ بھلا ایسی فوج سے نصرت کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔

ابراہیم بن عبد اللہ کی فوج:

عصفان بن مسلم الصغار بیان کرتا ہے کہ جب ابراہیم نے چھاؤنی ڈالی تو چونکہ میرے بہت سے ہمسایہ اس کے ساتھ ہو گئے تھے اس وجہ سے میں اس کی فرود گاہ میں آیا میرا اندازہ یہ ہوا کہ دس ہزار سے بھی کم آدمی اس کے ساتھ تھے مگر داؤد بن جعفر بن

سلیمان کہتا ہے کہ ابراہیم کے دیوان میں ایک لاکھ اہل بصرہ درج تھے۔
عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی:

ابو جعفر نے پندرہ ہزار فوج کے ساتھ عیسیٰ بن موسیٰ کو ابراہیم کے مقابلہ پر روانہ کیا، حمید بن قحطبہ کو تین ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقدمہ پر متعین کیا خود ابو جعفر نہر البصرین تک عیسیٰ کو پہنچانے گئے اور یہاں سے پلٹ آئے، اب ابراہیم اپنی ماخوڑ کی فرو دگاہ سے جو بصرہ کے ویرانے میں واقع تھی کوفہ کی سمت چلا اوس بن مہملہل القطعی کہتا ہے کہ اسی سفر میں ابراہیم کا گزر ہمارے پاس ہوا ہم اس وقت قباب میں جو قباب اوس کے نام سے مشہور ہے مقیم تھے میں اپنے باپ اور چچا کے ہمراہ اس کے پاس آ گیا اور ساتھ ہولیا جس وقت ہم اس کے پاس پہنچے وہ گھوڑے پر سوار فرو دگاہ کے لیے موزوں مقام تلاش کر رہا تھا اور اس وقت میں نے اسے اپنی حالت کی مثال میں قطامی کے چند شعر پڑھتے سنا ان کو سن کر میں نے اپنے ساتھی سے کہہ دیا کہ ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خود اپنے مقابلہ پر آنے سے نادم ہے۔

بنی ربیعہ کی ابراہیم بن عبد اللہ کو پیش کش:

جب یہ کرشنا پہنچا تو میں نے اس سے کہا کہ یہاں میری قوم آباد ہے میں ان سے خوب واقف ہوں آپ عیسیٰ اور اس کی فوج کے مقابلہ پر نہ بڑھیں اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو ایک خفیہ راستے سے کوفہ پہنچا دیتا ہوں ابو جعفر کو خبر بھی نہ ہونے پائے گی کہ آپ اس کی موجودگی میں کوفہ میں داخل ہو جائیں گے اس مشورے کو قبول کرنے سے اس نے انکار کر دیا تو میں نے کہا کہ ہم بنی ربیعہ ہیں۔ ہم شب خون مارنے کے عادی ہیں آپ اجازت دیں ہم عیسیٰ کی فوج پر شب خون مارتے ہیں مگر اس نے کہا کہ میں شب خون مارنے کو پسند نہیں کرتا۔

ہریم کا ابراہیم بن عبد اللہ کو مشورہ:

سعید بن ہریم اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ میں نے ابراہیم سے کہہ دیا تھا کہ تا وقتیکہ تمہارا کوفہ پر قبضہ نہ ہو جائے تم کو ابو جعفر پر کامیابی نہیں ہو سکتی البتہ باوجود اس کی کوفہ میں مدافعت کی ساری تیاری کے تم کوفہ پر قابض ہو جاؤ تو پھر کہیں وہ نہیں ٹھہر سکتا، اس کے علاوہ کوفہ میں میرے تھوڑے اعزہ ہیں مجھے اجازت دو کہ میں خفیہ طور پر ان کے پاس جاؤں اور خفیہ طور پر ہی تمہاری بیعت کے لیے دعوت دوں اور جب ایک اچھی جمعیت میرے ساتھ ہو جائے اس وقت علی الاعلان تمہارے لیے شعار بلند کر دوں جو شخص وہاں کسی کو تمہاری دعوت دیتے سنے گا فوراً اس پر لپیک کہے گا۔ جب خود کوفہ کے اطراف و اکناف میں ابو جعفر کو یہ مہیب آواز سنائی دے گی مجھے یقین ہے کہ حلو ان کے ادھر پھر کوئی چیز اسے اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتی اور وہ کہیں ٹھہر نہ سکے گا۔

بشیر الرجال کی ہریم کے مشورہ کی مخالفت:

ابراہیم نے بشیر الرجال سے پوچھا اے ابو محمد بتاؤ تم کیا کہتے ہو اس نے کہا کہ اگر اس تجویز میں کامیابی کا پورا اعتماد ہو تو بے شک اس پر عمل کرنا سزاوار ہے مگر مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اس دعوت پر ایک چھوٹی سی جماعت کوفہ سے نکل کر ہمارے پاس آ جائے گی اس کا خمیازہ کوفہ کی تمام آبادی کو یہ بھگتنا پڑے گا کہ ابو جعفر اپنے رسالہ سے ناکردہ گناہ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں سب کو بلا استثناء تباہ کر دے گا اور اس کا وبال تمہارے اوپر ہوگا نیز جس فائدے کی امید ہے وہ بھی حاصل نہ ہوگا اس جواب پر میں نے بشیر سے کہا کہ

میں سمجھتا ہوں کہ تم تو یہاں ابو جعفر اور اس کی فوج سے لڑنے آئے ہو پھر تم سن رسیدہ ضعیف العمر کم سن بچوں، عورتوں اور مردوں کے قتل سے کیونکر بچنا چاہتے ہو کیا تم کو یاد نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا تھا اور اس نے قتل عام کیا جسے تم پسند نہیں کرتے بشر نے کہا کہ ان کا معاملہ علیحدہ ہے وہ سب مشرک تھے ہمارا حریف مسلمان ہے ہمارا اور اس کا دین اور قبلہ ایک ہے اس کے ساتھ مشرکوں کا سلوک نہیں کیا جاسکتا، ابراہیم نے بشر کی رائے کا اتباع کیا اور مجھے کوفہ جانے کی اجازت نہیں دی، ابراہیم وہاں سے روانہ ہو کر باخمری آیا۔

سلم بن قتیبہ کا ابراہیم بن عبد اللہ کو پیغام:

خالد بن اسید الباہلی کہتا ہے جب ابراہیم نے باخمری پر پڑاؤ کیا تو سلم بن قتیبہ نے حکیم بن عبد الکریم کے ذریعہ اسے پیغام بھیجا کہ تم کھلے ہوئے میدان میں اتر پڑے ہو تمہاری زندگی اس سے بہت گراں مایہ ہے کہ وہ اس طرح خطرے میں پڑے بہتر یہ ہے کہ تم فوراً اپنے گرد خندق بنا لو تا کہ صرف ایک ہی سمت سے تم پر کوئی حملہ کر سکے اور اگر ایسا نہیں کرتے تو میں تم کو بتاتا ہوں کہ ابو جعفر نے اپنی فرو دگاہ کو بالکل نگا کر دیا ہے حفاظت کا کوئی ذریعہ وہاں نہیں ہے تم ایک چھوٹی سی جماعت لے کر بڑھو اور اس کی پشت سے اسے آلو۔

ابراہیم کے مصاحبین کی خندق بنانے کی مخالفت:

ابراہیم نے اپنے مصاحبین سے بلا کر اس باب میں مشہور لیا وہ کہنے لگے کہ ہمارا پلہ ان پر بھاری ہے ہمیں اپنے گرد خندق بنانے کی کیا ضرورت ہے بخدا! ہم کبھی ایسا نہ کریں گے، ابراہیم نے کہا تو اچھا ہم تو یہ کریں کہ اچانک عقب سے اس پر حملہ کر دیں کہنے لگے کہ اس کی بھی ضرورت نہیں، وہ ہماری مٹھی میں ہے نکل نہیں سکتا۔ ہم جب چاہیں گے اس کا قلع قمع کر دیں گے، ابراہیم نے سلم سے کہا، سن رہے ہو واپس ہو جاؤ میں کیا کر سکتا ہوں۔

ابراہیم بن عبد اللہ کی صف بندی:

ابراہیم بن سلم اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ہمارا اور دشمن کا مقابلہ ہوا تو ہمارے ساتھیوں نے دشمن کے مقابلہ پر ایک ہی صف قائم کی۔ میں نے صف سے نکل کر ابراہیم سے کہا کہ ایک صف ہونا مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر صف کا کوئی حصہ پسپا ہوتا ہے تو وہ چھوٹ جاتا ہے اور پھر کوئی ترتیب باقی نہیں رہتی بہتر یہ ہے کہ اس تمام فوج کے کئی دستے بناؤ تا کہ اگر ایک دستہ کو شکست ہو تو دوسرا تو اپنی جگہ قائم رہے اس پر سب چلا اٹھے کہ نہیں ہم تو اہل اسلام کے طریقہ ہی پر جنگی ترتیب قائم کریں گے اس سے ان کا اشارہ اللہ کے اس قول کی طرف تھا:

﴿يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا﴾ وہ ایک صف بنا کر اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔

ابراہیم بن عبد اللہ کی شبنون مارنے کی ممانعت:

عسفاء کہتا ہے کہ جب ہم باخمری پر فروکش ہوئے تو میں نے ابراہیم سے جا کر کہا کہ کل صبح دشمن تمہاری مغربی سمت کا راستہ تم پر اس لیے مسدود کر دے گا تا کہ اسلحہ اور سواری کے جانور ادھر سے تم کو نہ پہنچ سکیں تمہارے ساتھ اہل بصرہ کے بہت سے آدمی نہتے ہیں مجھے اجازت دو میں دشمن پر شب خون مارتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ان کی جماعتوں کے پرزے پرزے کر دوں گا، ابراہیم نے کہا

میں مفت میں لوگوں کا خون بہانا نہیں چاہتا اس پر میں نے کہا یہ خوب کہی، آپ حکومت بھی چاہتے ہیں اور قتل کو بھی ناپسند کرتے ہیں۔ یہ کیسے ناممکن ہے؟

عیسیٰ بن موسیٰ اور ابراہیم بن عبد اللہ کی جنگ:

محمد بن عمر راوی ہے۔ جب ابراہیم کو اپنے بھائی محمد بن عبد اللہ کے قتل کی خبر ملی۔ یہ ابو جعفر منصور سے لڑنے کو فہ کی طرف بڑھا انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو اس کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ تم میرے پاس آؤ ابو جعفر کا قاصد یہ خط اس وقت عیسیٰ کے پاس لے کر پہنچا جب کہ وہ عمرے کا احرام باندھ چکا تھا اس نے عمرہ ترک کر دیا اور ابو جعفر کے پاس چلا آیا انھوں نے اسے بہت سے سرداروں اور باقاعدہ فوج اور پورے ساز و سامان کے ساتھ ابراہیم بن عبد اللہ کے مقابلہ پر بھیج دیا۔ ابراہیم بھی ایک بڑی جماعت کے ساتھ جو اگرچہ عیسیٰ بن موسیٰ کی فوج سے تعداد میں زیادہ تھی مگر اس میں زیادہ تر معمولی آدمی تھے مقابلہ پر آیا مقام باخمری پر جو کوفہ سے سولہ فرسنگ فاصلہ پر واقع ہے دونوں حریف نہر آ زما ہوئے نہایت شدید خونریز جنگ ہوئی۔ حمید بن قحطبہ عیسیٰ بن موسیٰ کے افسر مقدمہ الحوش کو ہزیمت ہوئی اس کے ساتھ تمام فوج نے شکست کھائی اور راہ فرار اختیار کی مگر عیسیٰ بن موسیٰ نے ان کو روکا ثابت قدمی و جان ثاری کے لیے خدا کا واسطہ دیا مگر کسی نے اس کی نہ سنی اور بھاگتے چلے گئے۔

حمید بن قحطبہ کا فرار:

اب حمید بن قحطبہ بھاگتا ہوا عیسیٰ کے سامنے آیا عیسیٰ نے اس سے کہا 'اے حمید اللہ اللہ جا ثاری اور وفاداری کے اظہار کا یہی تو موقع ہے اس نے کہا جناب والا! اس ہزیمت میں طاعت کا خیال کسے؟ اسی طرح ساری فوج دشمن کے مقابلہ سے فرار ہو کر عیسیٰ کے پاس سے گزر گئی اس کے اور ابراہیم کی فرو دگاہ کے درمیان کوئی بھی باقی نہ رہا مگر عیسیٰ بن موسیٰ بدستور اسی مقام پر جہاں وہ ابتدائے جنگ سے کھڑا ہوا تھا اپنے سو خدمت گاروں اور دوستوں کے ساتھ ڈنار ہا کسی نے اس سے کہا بھی کہ تا وقتیکہ آپ کی فوج پلٹ کر آئے اس مقام کو عارضی طور پر چھوڑ دیجیے اور جب فوج پلٹ آئے تو پھر اسے لے کر جوابی حملہ کیجیے مگر عیسیٰ نے کہا میں اس مقام سے کبھی نہ ہٹوں گا اب چاہے اس میں مارا جاؤں یا اللہ مجھے فتح دے مگر میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگ کہیں کہ عیسیٰ بھاگ گیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا استقلال و دلیری:

عیسیٰ بن موسیٰ نے خود اپنے باپ سے ایک مرتبہ کہا کہ جب امیر المؤمنین نے مجھے ابراہیم کے مقابلہ پر بھیجنے کا ارادہ کر لیا تو انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ خبیثا یعنی نجومی یہ کہتے ہیں کہ جب دشمن سے تمہارا مقابلہ ہوگا تو ابتداء میں تمہاری فوج کو عارضی طور پر پسپا ہونا پڑے گا مگر وہ فوج پلٹ کر پھر تمہارے پاس آ جائے گی اور نتیجہ تمہارے موافق ہی ہوگا چنانچہ بخدا یہی واقعہ پیش آیا کہ جنگ شروع ہوتے ہی دشمن نے ہمیں شکست دی اس وقت میں نے اپنے گرد دیکھا تو صرف تین یا چار آدمی میرے ساتھ رہ گئے تھے میرے غلام نے جو میرے گھوڑے کی لگام تھامے تھا مجھ سے کہا کہ جب سب جا چکے ہیں تو آپ اکیلے کیوں ٹھہرتے ہیں میں نے کہا میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا اگر اب میں اپنے خاندان کے دشمن کے مقابلہ سے منہ موڑوں گا تو میرے خاندان والے کبھی میری صورت دیکھنا گوارا نہیں کریں گے زیادہ سے زیادہ جو اس وقت مجھے سوچھی وہ یہ بات تھی کہ اس مفروضہ سے جو میرے پاس سے گذرتا اور اس سے میری شناسائی ہوتی میں کہتا کہ ذرا میرے خاندان والوں کو میرا سلام کہہ دینا اور یہ بھی کہہ دینا کہ آپ لوگوں کے لیے

چونکہ میں اپنی جان سے زیادہ قیمتی کوئی اور شے فدیہ میں نہیں دے سکتا تھا اس لیے وہ آپ کی خاطر میں نے لگا دی۔
جعفر و محمد کا ابراہیم بن عبد اللہ پر حملہ:

میں اسی پریشانی میں تھا اور لوگ برابر بھاگے چلے جا رہے تھے کہ اتنے میں سلیمان کے بیٹے جعفر اور محمد نے ابراہیم کی پشت پر سے اس پر دھاوا کیا ابراہیم کی جو فوج ہمارا تعاقب کر رہی تھی اسے اس پیش قدمی کا کچھ علم نہ ہوا البتہ جب انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو انہیں معلوم ہوا کہ ان کے عقب میں لڑائی شروع ہے یہ دیکھتے ہی وہ ہماری فوج کا تعاقب چھوڑ کر ابراہیم کی طرف پلٹے اب ہماری فوج ان کا تعاقب کرتی ہوئی پھر پلٹ کر میدان کارزار میں آئی نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیں کامیابی اور فتح ہوئی یہ بات ضرور ہے کہ اس روز اگر سلیمان کے بیٹے نہ ہوتے تو ہماری ذلت و رسوائی میں کچھ شبہ باقی نہ رہا تھا۔ نیز خدا کی یہ کار سازی ملاحظہ کیجیے کہ جب ہماری فوج والے بے تحاشا بھاگے جا رہے تھے تو وہ بلند گھاٹیوں والی نہران کے سامنے حائل ہو گئی ان بلند گھاٹیوں کی وجہ سے وہ اس میں کود نہ سکے اور کسی اور مقام کی پابیالی کا حال ان کو معلوم نہ تھا اس وجہ سے بھی وہ سب کے سب پھر پلٹ آئے۔

محمد بن اسحاق کا بیان:

اس کے متعلق محمد بن اسحاق بن مہران کہتا ہے کہ طلحہ کی اولاد میں کچھ لوگ اس وقت باخمری میں سکونت پذیر تھے انھوں نے ابراہیم اور اس کی فوج کو پریشان کرنے کے لیے اس نہر کو ان کی سمت کاٹ دیا تھا چنانچہ صبح کو اس کی فرد گاہ میں پانی ہی پانی بھر گیا، مگر دوسرے راوی یہ کہتے ہیں کہ خود ابراہیم نے اس خیال سے کہ ایک ہی جانب سے دشمن اس پر حملہ کر سکے اس نہر کا پانی بہا دیا تھا اور اسی نے فرار کی حالت میں اس کے دشمن کو بھاگنے سے روک دیا۔ اب جب کہ ابراہیم کی فوج کو شکست ہوئی ابراہیم نے اپنے طرف داروں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ میدان میں جمار ہایہ جماعت اس کی حمایت میں کٹ کٹ کر لڑ رہی تھی اس کی تعداد میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض راوی کہتے ہیں کہ ان کی تعداد پانچ سو تھی، بعض نے چار سو اور دوسروں نے صرف ستر بیان کی ہے۔

حمید بن قحطبہ کی مراجعت:

محمد بن عمر کہتا ہے عیسیٰ کی فوج نے شکست کھا کر راہ گریز اختیار کی مگر عیسیٰ بدستور اپنی جگہ جمار ہا اب ابراہیم بن عبد اللہ اپنی فوج کے ساتھ عیسیٰ کی طرف بڑھا اس کی فوج کا غبار قریب تر ہوتا گیا یہاں تک وہ قریب آیا کہ عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں نے ابراہیم کو دیکھ لیا اسی نوبت پر ایک شہسوار سامنے آیا اور آتے ہی وہ پھر ابراہیم کی طرف پلٹ پڑا اور سیدھا اس کی طرف ہولیا یہ حمید بن قحطبہ تھا اس نے اپنے سر کے بال پلٹ لیے تھے اور ایک زرد رنگ کی پٹی سر پر باندھ رکھی تھی اس کے پلٹتے ہی تمام فوج اس کے ساتھ پلٹ پڑی چنانچہ جو لوگ بھاگے تھے وہ بلا استثناء سب کے سب پھر میدان جنگ میں واپس آ گئے اور دشمن سے پھر دست و گریبان ہوئے۔ نہایت ہی شدید و خونریز معرکہ جدال و قتال گرم رہا حریفوں نے ایک دوسرے کے ہزار ہا آدمی قتل کر دیے۔

ابراہیم بن عبد اللہ کا قتل:

اب حمید بن قحطبہ نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مشہور مقتولین کے سر بھیجنا شروع کیے ایک سر اس کے پاس ایسا آیا جس کے ہمراہ بہت سے لوگ شور مچاتے ہوئے ساتھ تھے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ ابراہیم کا سر ہے اس نے ابن ابی الکرام الجعفری کو بلا کر دکھایا اس نے کہا یہ

اس کا سر نہیں ہے اس کے بعد دوبارہ شدید جنگ مزید شدت و استقلال سے پھر شروع ہو گئی اور تمام دن ہوتی رہی یہاں تک کہ ایک بے اندازہ تیر جس کے متعلق معلوم نہیں کہ کس نے چلایا تھا ابراہیم کے حلقوم میں آ کر پیوست ہوا اس نے اسے گویا ذبح کر دیا ابراہیم اپنے مقام سے ہٹ گیا اور کہنے لگا کہ مجھے اتار لوگوں نے اسے سواری پر سے اتارا اس وقت وہ کہہ رہا تھا جو اللہ نے مقدر کیا تھا وہ پورا ہو کر رہا ہم نے کچھ ارادہ کیا اللہ نے اس کے خلاف ارادہ فرمایا اب وہ زخمی خون میں لت پت زمین پر اتار دیا گیا اس کے تمام خاص دوست اور ہمراہی اس کے گرد جمع ہو گئے اور نہایت بہادری سے اسے بچانے کے لیے جان فروشی کرنے لگے اس مجمع کو دیکھ کر حمید بن قتبہ کھٹک گیا اس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اس جماعت پر حملہ کرو اور جس طرح بنے اسے اس مقام سے ہٹا کر دیکھو کہ یہ کیوں ایک جگہ اس طرح جمع ہوئے ہیں حمید کی فوج نے اس جماعت پر نہایت دلیری اور بے جگری سے حملہ کیا اور بڑی سخت لڑائی کے بعد ان کو ابراہیم سے ہٹا دیا اور پھر اس کے قریب پہنچ کر حملہ آوروں نے اس کا سر کاٹ لیا اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس لے آئے اس نے ابن ابی الکرام الجعفری کو سر دکھایا اس نے کہا ہاں یہ ابراہیم کا سر ہے یہ سنتے ہی فرط انبساط میں عیسیٰ زمین پر اتر کر سر بسجود ہو گیا اس نے اس سر کو منصور کے پاس بھیج دیا۔ بروز دوشنبہ ۱۴۵ھ کے ماہ ذی قعدہ کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ ابراہیم قتل ہوا، قتل کے وقت اڑتالیس سال عمر تھے خروج سے قتل تک پانچ دن کم تین ماہ زندہ رہا۔

ابراہیم بن عبد اللہ کے قتل کی دوسری روایت:

ابو صلابہ سے دریافت کیا گیا کہ ابراہیم کیونکر مارا گیا کہنے لگا یہ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ ابراہیم اپنے گھوڑے پر سوار عیسیٰ بن موسیٰ کی اس فوج کو جو اس کے مقابلہ سے شکست کھا کر بھاگ رہی تھی دیکھ رہا تھا ابراہیم کی فوج والے بھگڑوں کو بری طرح قتل کر رہے تھے خود عیسیٰ نے اپنے گھوڑے قہقری کو پٹا لیا تھا ایک بڑے دھاگے کی موٹی تبا ابراہیم کے جسم پر تھی اس کی وجہ سے اسے سخت گرمی محسوس ہونے لگی اس نے اپنی قبا کے بند کھول دیئے جس کی وجہ سے وہ اس کے سینے سے اتر گئی اور اس کا پیٹ نظر آنے لگا اتنے میں ایک بے نشانہ تیر اس کے شکم میں آ کر پیوست ہو گیا۔ اس وقت میں نے اس کو دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے پر پلٹ گیا اور اس مقام سے پلٹ آیا۔ زیدیوں نے ہر طرف سے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا۔

ابراہیم بن عبد اللہ کی شکست کی وجہ:

محمد بن ابی الکرام راوی ہے جب عیسیٰ کی فوج نے شکست کھائی تو ابراہیم کی فوجیں اس کے تعاقب میں چلیں اتنے میں ابراہیم کے نقیب نے اعلان کیا کہ مفروز کا تعاقب نہ کیا جائے اس حکم کو سن کر تمام فوجیں اپنے اپنے نشان لیے ہوئے پلٹ آئیں ان کو واپس جاتا دیکھ کر عیسیٰ کے ہزیمت خوردہ فوج نے یہ خیال کیا کہ یہ شکست کھا کر پسا ہو رہے ہیں اس خیال کے ساتھ ان کے حوصلے بڑھ گئے وہ انہیں کے پیچھے خود پلٹ آئے اور جوابی حملہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ واقعی ابراہیم کو شکست ہو گئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب ابو جعفر کو عیسیٰ کی فوج کی پسپائی کی خبر ہوئی انھوں نے رے چلے جانے کا عزم کر لیا تھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی شکست کی ابو جعفر کو اطلاع:

سلم بن فرقد سلیمان بن جالد کا حاجب بیان کرتا ہے کہ جنگ شروع ہوتے ہی عیسیٰ کی فوج کو بری طرح شکست ہوئی ان میں

کوئی ترتیب یا قوت مقادمت باقی نہ رہی تھی، بلکہ عیسیٰ کی فوج کے بعض سپاہی کوفہ میں آچکے تھے مجھ سے میرے ایک کوئی دوست نے کہا کچھ خبر بھی ہے تمہارے ساتھی وفد آگئے ہیں یہ دیکھو ابو ہریرہ کا بھائی فلاں مکان میں موجود ہے، اور وہ فلاں فلاں شخص کے گھر میں موجود ہے اب تم اپنی جان اہل و عیال اور مال بچانے کا انتظام کر لو، میں نے سلیمان بن جالد سے یہ حال بیان کیا اس نے ابو جعفر سے جا کر بیان کیا کہنے لگے کہ خبردار! اس بات کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دینا بلکہ اس کا خیال ہی ترک کر دو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ خود کوفہ والے مجھ پر حملہ کر دیں گے، شہر کے ہر دروازے پر اونٹ اور گھوڑے تیار رکھے جائیں تاکہ اگر ایک سمت سے ہم پر دھاوا ہو تو ہم دوسری سمت سے بچ کر بھاگ سکیں، راوی سے جب دریافت کیا گیا کہ بصورت مجبوری ابو جعفر کہاں جانے کا ارادہ کرتے تھے کہنے لگا وہ رے جانا چاہتے تھے۔

ابراہیم بن عبد اللہ کے سر کی تشہیر:

انجنت نجم ابو جعفر کے پاس آیا کہنے لگا امیر المومنین فتح آپ ہی کو ہوگی اور ابراہیم مارا جائے گا ابو جعفر نے اس کی بات نہ مانی اس پر اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنے پاس روک لیجیے اگر میرا حکم سچ نہ ثابت ہو تو آپ میری گردن اڑا دیں ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ابو جعفر کو ابراہیم کے شکست کھانے کی اطلاع ملی، اس وقت انھوں نے معمر بن اوس بن حمار البارقی کا یہ شعر اپنے حسب حال پڑھا:

”اس نے اقامت کے لیے لکڑی ٹکا دی اور اس طرح جدائی جاتی رہی جیسے کہ مسافر کی مراجعت سے آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔“

ابو جعفر نے اس صلے میں اسی وقت انجنت کو دو ہزار جریب زمین نہر جوہر کے کنارے دے دی۔ شب سہ شنبہ کو جب کہ ماہ ذی قعدہ کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں ابراہیم کا سران کے پاس لایا گیا اس کی دوسری صبح کو انھوں نے اسے بازار میں تشہیر کے لیے نصب کر دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ سردیکہ کر ابو جعفر اتار دئے کہ ان کے آنسو ابراہیم کے رخسار پر گرے اور کہنے لگے کہ بخدا میں کبھی یہ نہیں چاہتا تھا کہ ابراہیم قتل ہو مگر مجبوری تھی کیونکہ صورت یہ ہو گئی تھی کہ یا وہی رہتا اور یا میں۔

ابراہیم بن عبد اللہ کے قتل پر ابو جعفر کو صدمہ:

منصور کا مولیٰ صالح بیان کرتا ہے کہ جب ابراہیم کا سران کے سامنے لایا گیا انھوں نے اسے اپنے سامنے رکھا اور دربار عام کیا اب جو شخص جاتا وہ پہلے منصور کو سلام کرتا پھر ان کو خوش کرنے کے لیے ابراہیم کی برائی کرنے لگتا، ابو جعفر اس اثناء میں خاموش بیٹھ رہے ان کے چہرہ کا رنگ غصہ سے متغیر تھا اتنے میں جعفر بن حظلۃ البہرانی دربار میں آیا اور ایک جگہ ٹھہر کر پہلے اس نے سلام کیا اور پھر اس نے کہا کہ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اپنے چچیرے بھائی کی موت کا اجر عطا فرمائے اور مرنے والے کی خطا کو جو اس نے آپ کے حق کے بارے میں کی تھی معاف کر دے یہ سن کر اب ابو جعفر کا رنگ زرد پڑ گیا اور انہوں نے اسے مخاطب کر کے

کہا اے ابو خالد آؤ یہاں آکر بیٹھو اس واقعہ سے لوگوں کو متنبہ ہوا کہ ابو جعفر کو اس کے قتل کا سخت رنج ہے چنانچہ اب جو لوگ آئے ان سب نے تعزیت ہی کی اور وہی کہا جو جعفر بن خطلہ نے کہا تھا۔

امیر حج سری بن عبداللہ و عمال :

اس سال باب الاہواب میں ترک اور خزر نے یورش کر کے آرمینا کے بہت سے مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ اس سال سری بن عبداللہ بن الحارث بن عباس بن عبدالمطلب بن ایشہ کی امارت میں جو ابو جعفر کی طرف سے مکہ کا عامل تھا فریضہ حج ادا ہوا۔ اس سال عبداللہ بن الریح الحارثی مدینہ کا والی تھا، عیسیٰ بن موسیٰ کو نے اور اس کے علاقے کا والی تھا، سلم بن قتیبہ الباہلی بصرہ کا والی تھا عباد بن منصور بصرے کے قاضی تھے یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔



باب ۷

تعمیر بغداد کی تکمیل

۱۴۶ھ کے واقعات

اس سال ابو جعفر نے اپنے شہر بغداد کو پورا کیا محمد بن عمر کہتا ہے کہ اس سال ماہ صفر میں ابو جعفر مدینہ ابن مہیرہ سے بغداد منتقل ہوئے اب وہیں انھوں نے مستقل سکونت اختیار کی اور شہر بغداد آباد کیا۔
تعمیر کے سامان کا اختلاف:

منصور نے بغداد کی تعمیر کے لیے حسب ضرورت کٹڑی سا گوان کے شہتر وغیرہ مہیا کر لیے تھے مگر جب انھیں محمد بن عبد اللہ کے خروج کی اطلاع ملی وہ بغداد سے کونے کو روانہ ہوئے روانہ ہوتے وقت وہ اپنے ایک مولیٰ اسلم نام کو بغداد میں اس لیے چھوڑ آئے کہ یہ اس سامان کی تعمیر کے لیے تیار کرائے جب اسلم کو یہ معلوم ہوا کہ ابراہیم نے ابو جعفر کی فوج کو شکست دے دی ہے اس نے اس تمام سا گوان اور کٹڑی کو جس کی نگرانی کے لیے ابو جعفر اسے مقرر کر آئے تھے اس اندیشہ سے کہ مبادا اس کے آقا کے مغلوب ہونے کی صورت میں یہ تمام سامان اس سے چھین لیا جائے جلاڈالا۔ جب ابو جعفر کو اس واقعہ کی اطلاع ملی انھوں نے اسے اس فعل پر ملامت لکھ بھیجی اس کے جواب میں اسلم نے لکھا کہ چونکہ مجھے اندیشہ ہو گیا تھا کہ ابراہیم کو ہم پر فتح ہو جائے گی اور پھر وہ اس تمام سامان پر قبضہ کر لے گا میں نے اس سامان کو جلا دیا۔ اس جواب کو دیکھ کر پھر ابو جعفر نے کچھ نہ کہا۔
ابن برمک کی عجیبی عصبيت:

ابراہیم الموصلی کہتا ہے کہ جب منصور نے بغداد کی تعمیر کا ارادہ کیا تو اس بارے میں اپنے دوستوں سے جن میں خالد بن برمک بھی تھا مشورہ لیا اس نے بغداد کا مشورہ دیا۔ اسی نے بغداد کی داغ بیل ڈال کر اسے منصور کو دیکھایا جب منصور کو ملبہ کی ضرورت ہوئی انھوں نے خالد بن برمک سے مشورہ لیا کہ اگر مدائن کے ایوان کسریٰ کا ملبہ میں اپنے اس شہر کی تعمیر کے لیے لے آؤں تو کیسا ہے اس نے کہا میں اس کا مشورہ نہیں دیتا منصور نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا کہ یہ اسلام کی بے تعصبی اور رواداری کی یادگار ہے اگر اس سے دنیاوی فوائد پیش نظر ہوں تو بھی یہ قائم رکھے جانے کا سزاوار ہے چہ جائیکہ اس سے دین کی عزت و وقار کا استقرار مد نظر ہے علاوہ بریں اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک مصلیٰ بھی ہے یہ جواب سن کر منصور نے کہا اے خالد اب تک تم میں اپنی عجیبی عصبيت باقی ہے۔

قصر ابیض کا انہدام:

منصور نے قصر ابیض کے انہدام کا حکم دیا اس کا ایک حصہ توڑ دیا گیا اس کا سامان و ملبہ بغداد لے آیا گیا مگر جب اس کے توڑنے اور ملبہ کے منتقل کرنے کے اخراجات کا اندازہ لگایا گیا تو اس کی لاگت نئے ترشے ہوئے مصالح سے بھی زیادہ آئی۔ اس کی

اطلاع باقاعدہ طور پر منصور کو کی گئی انھوں نے خالد بن برمک کو بلا کر اس سے ملے کی شکست اور پھر بار برداری کے کثیر اخراجات کا ذکر کیا اور کہا کہ اب مشورہ دو کہ کیا کیا جائے اس نے کہا کہ میں نے تو جناب والا سے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ اسے ہاتھ نہ لگائیے رجب آپ نے اس کام کو شروع کر دیا ہے تو اب میری رائے یہ ہے کہ آپ اسے بنیادوں تک منہدم کر ائے بغیر نہ چھوڑیں تاکہ کوئی یہ نہ کہنے پائے کہ آپ تو اسے تڑوا بھی نہ سکے مگر منصور نے اب اس کے انہدام کا خیال ترک کر دیا اور انہدام کی مسدودی کا حکم جاری کر دیا۔

واسط کے فولادی دروازوں کی منتقلی:

موسیٰ بن داؤد المہندی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مامون نے مجھ سے کہا اے موسیٰ تم جو عمارت میرے لیے تعمیر کرو اسے اس قدر پائیدار و مستحکم بنانا کہ لوگ آئندہ اسے توڑ نہ سکیں تاکہ کم از کم اس کے ٹھنڈا اور آثار ہی باقی رہ جائیں شہر کے لیے ابو جعفر کو کواڑوں کی ضرورت ہوئی۔ عبدالرحمن الہمانی کے خیال کے مطابق حجاج کے بنائے ہوئے شہر واسط کے قریب حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے ایک شہر زندور نام تعمیر کیا تھا اور اس کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے شیاطین نے فولاد کے پانچ جوڑ ایسے زبردست کواڑ تیار کیے تھے کہ آج اتنے بڑے کواڑوں کی ساخت لوگوں کے امکان سے باہر ہے کواڑوں کی یہ پانچوں جوڑیاں حجاج کے شہر واسط کی تعمیر تک بدستور اس شہر میں لگی رہیں واسط کی تعمیر کے بعد یہ قدیم شہر اجڑ گیا حجاج ان فولادی کواڑوں کو زندور سے واسط لے آیا اس نے ان کو نصب کر دیا۔ اب جب کہ ابو جعفر نے اپنا شہر بنایا انھوں نے انھیں کواڑوں کو لے کر اپنے شہر کے دروازوں میں لگا دیا جواب تک وہیں نصب ہیں۔

بغداد کے ابواب:

اس شہر کے آٹھ دروازے ہیں چار اندرونی اور چار بیرونی ان کواڑ کی جوڑیوں میں سے چار تو اس نے شہر کے چاروں اندرونی دروازوں پر نصب کر دیں اور پانچویں باب القصر کے بیرونی دروازے میں لگا دی۔ باب الخراسانی کے بیرونی در پر اس نے وہ جوڑی نصب کی جو فراغیہ کی بنائی ہوئی شام سے اسے موصول ہوئی تھی۔ باب الکوفہ کے بیرونی در پر وہ جوڑی نصب کی جسے خالد بن عبداللہ القسری نے تیار کیا تھا اور کوفہ سے لائی گئی تھی البتہ باب الشام کے دروازے میں نصب کرنے کے لیے ان کے حکم سے خود بغداد میں ایک جوڑ کواڑ بنائے گئے جو دوسرے دروازوں کے کواڑوں سے بہت کمزور ہیں۔

قصر منصور و جامع مسجد:

شہر کو گول دائرے کی شکل میں اس لیے بنایا گیا تھا کہ ہر حصہ شہر کی مسافت بادشاہ سے مساوی فاصلہ پر رہے اس میں کمی بیشی نہ ہو جس طرح جنگ میں فوج کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اسی مناسبت سے انھوں نے شہر کے چار دروازے رکھے دو فضیلیں بنوائیں اندرونی فضیل بیرونی سے زیادہ بلند ہے وسط شہر میں اپنا قصر بنایا اور اس کے گرد جامع مسجد بنائی۔ بیان کیا گیا ہے کہ ابو جعفر کے حکم سے حجاج بن ارطاة نے جامع مسجد کا نقشہ مرتب کیا تھا اور اس کی بنیاد قائم کی کہا جاتا ہے کہ اس کا قبلہ درست نہیں ہے اور مصلیٰ میں اس بات کی ضرورت ہے کہ اسے باب البصرہ کی سمت تھوڑا سا پھیر دیا جائے رصافہ کی مسجد کا قبلہ شہر کی مسجد کے قبلہ سے زیادہ صحیح ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شہر کی مسجد قصر کی تعمیر کے بعد اس کی متابعت میں تعمیر کی گئی اور مسجد رصافہ قصر سے پہلے بنی تھی اور پھر قصر مسجد

کے لحاظ سے بنایا گیا اسی وجہ سے یہ فرق پڑ گیا۔

خالد بن الصلت خزائنچی:

ابو تعمیر نے تعمیر کے لیے شہر کے چار حصے کر کے ایک حصہ ایک مہتمم تعمیر کے متعلق کر دیا تھا تا کہ جلد سے جلد تعمیر مکمل ہو جائے انھوں نے خالد بن الصلت کو ایک حصہ کے اخراجات کا خزائنچی مقرر کیا تھا خالد بیان کرتا ہے کہ جب اس حصہ کی تعمیر سے میں فارغ ہوا تو میں نے تمام اخراجات کا حساب ان کی خدمت میں پیش کیا انھوں نے انگلیوں کے ذریعہ حساب کر کے پندرہ درہم میرے ذمے نکالے اور اس کی پاداش میں چند روز تک انھوں نے مجھے شرفیہ جیل میں قید کر دیا یہاں تک کہ میں نے وہ رقم ادا کر دی جو اینٹیں شہر کے لیے بنائی گئی تھیں ان کا عرض و طول ایک ایک گز تھا۔ بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ باب المحلول کے قریب فصیل کا ایک حصہ منصور نے تڑوا دیا اس میں ایک اینٹ نکلی جس پر سرخ کھریا سے اس کا وزن ایک سوسترہ رطل لکھا ہوا تھا جب اسے ہم نے تو لا تو ٹھیک وہی وزن نکلا جو اس پر منقوش تھا۔ ابو جعفر کے اکثر فوجی عہدے داروں اور کاتبوں کے مکانوں کے دروازے مسجد کی طرف تھے۔

عیسیٰ بن علی کو ابو جعفر منصور سے شکایت:

عیسیٰ بن علی نے ابو جعفر سے شکایت کی کہ مجھے چوک کے دروازے سے قصر تک پیدل چل کر آنے میں زحمت ہوتی ہے میں بہت بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہوں ابو جعفر نے کہا تم محافظہ میں بیٹھ کر آیا کرو اس نے کہا محافظہ میں بیٹھتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے ابو جعفر نے کہا کیا اب بھی کوئی ایسا شخص زندہ ہے جس سے شرمایا جائے عیسیٰ نے کہا آپ مجھے کسی پیدل سپاہی کا ایک مکان سکونت کے لیے دیدیجیے کہنے لگے شہر میں جس قدر آبادی ہے وہ سب عسکری ہیں چاہے پیدل ہوں یا سوار۔

بغداد کے متعلق رومی بطریق کی رائے:

مگر اب منصور نے حکم دیا کہ تمام لوگ اپنے دروازے مسجد کے چوک کی سمت کے بجائے کمانوں کے کوچوں کی سمت نکال لیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب چوک میں جو شخص آتا وہ پیدل ہی ہو کر آ سکتا اس تبدیلی کا دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ شہر کی چاروں سڑکوں پر جو کمانوں کے بعد واقع تھیں چار بازار لگ گئے ہر کمان میں ایک ایک بازار لگ گیا۔ ایک مدت تک شہر کی یہی صورت قائم رہی اس کے بعد ایک رومی بطریق سرکاری کام پر ابو جعفر کے پاس آیا ابو جعفر نے رجب کو حکم دیا کہ وہ اسے شہر اور حوالی شہر کی سیر کرائے تاکہ یہ شہر کی آبادی اور ساخت کو دیکھ لے رجب نے اسے سب میں پھرایا جب وہ واپس آیا تو ابو جعفر نے اس سے پوچھا کہ شہر کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے یہ شہر کی فصیل اور دروازوں کی برجوں پر چڑھا تھا اس بطریق نے کہا عمارت نہایت عمدہ ہے مگر صرف یہ خرابی ہے کہ آپ کے دشمن آپ کے ساتھ وسط شہر میں موجود ہیں۔ ابو جعفر نے پوچھا وہ کون؟ کہنے لگا یہ بازاری یہ سنتے ہی اس وقت سے ابو جعفر کے دل میں بازاروں کی مخالفت بیٹھ گئی بطریق کے واپس جاتے ہی انھوں نے بازاروں کو شہر سے خارج کر دینے کا حکم دے دیا۔

بازاروں کی منتقلی:

جب یہ دونوں بازار بن چکے تو اب ابو جعفر نے بازاروں کو وہاں منتقل کر دیا اور ہر گز کے اعتبار سے اس کا کرایہ مقرر کیا۔ جب آبادی کی کثرت ہو گئی تو لوگ ایسے مقامات پر بھی دکانیں بنانے لگے جہاں ابراہیم بن حمیش اور جو اس کو ان کے بنانے کا خیال نہ آیا

تھا کیونکہ یہ بات ان کی ابتدائی تجویز میں شامل نہ تھی اس بنا پر ان دکانوں کا کرایہ سرکاری دکانوں کے کرایہ سے کم رکھا گیا۔
تجارت کا بغداد سے اخراج:

اس تبدیلی کی بعض راویوں نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ کسی نے ابو جعفر سے کہا کہ غریب بازاروں میں سو جاتے ہیں ممکن ہے کہ ان میں جاسوس اور منخر ہوں جو کسی وقت بھی موقع پا کر رات کو شہر کا دروازہ کھول دیں اس وجہ سے ابو جعفر نے تمام بازار شہر سے نکال دیا اور بازار کی دکانیں پولیس اور فوج خاصہ کے سپاہیوں کو رہنے کے لیے دے دیں اور تاجروں کے لیے طاق الحرانی۔ باب الشام اور باب الکرخ پر بیرون شہر دکانیں بنا دیں۔

ابوزکریا یحییٰ کا قتل:

ایک دوسرے صاحب نے اس تبدیلی کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ۱۵۷ھ میں منصور نے ایک شخص ابوزکریا یحییٰ بن عبد اللہ کو بغداد اور اس کے بازاروں کا محتسب مقرر کیا اس وقت تمام بازار شہر کے اندر ہی تھے اور منصور عبد اللہ بن حسن کے بیٹے محمد اور ابراہیم کے ساتھ خروج کرنے والوں کی ہر وقت تلاش و تعاقب میں تھا یہ محتسب ان لوگوں سے خفیہ تعلق رکھتا تھا اس کے اشارے سے شہر کے آوارہ گرد انصار و اراذل نے منصور کے خلاف جمع ہو کر مظاہرہ کیا اور شور و غل برپا کر دیا منصور نے ابو العباس الطوسی کو ان کے پاس بھیجا اس نے سمجھا بھجا کر ان کو خاموش کر دیا نیز اس نے ابوزکریا کو گرفتار کر کے اپنے ہی پاس قید کر دیا اور پھر منصور کے حکم سے ابو العباس کے حاجب موسیٰ نے اپنے ہاتھ سے چوک میں سب کے سامنے ابوزکریا کو قتل کر دیا۔ نیز انھوں نے حکم دیا کہ جو مکانات شہر کی سڑکوں پر نکلے ہوئے ہوں ان کو توڑ دیا جائے۔ شہر کی سڑکوں کی چوڑائی چالیس گز مقرر کر دی گئی اور اب اس معیار کے اعتبار سے جو مکان سڑک پر ذرا سا بھی نکلا ہوا پایا اسے اسی قدر منہدم کر دیا نیز انھوں نے تمام بازار کرخ میں منتقل کر دیئے۔

بقالوں کی دکانیں:

بیان کیا گیا ہے کہ جب ابو جعفر نے نقل بازار کا حکم دے دیا تو ابان بن صدقہ نے ایک بقال کے لیے منصور سے اجازت چاہی انھوں نے اسے منظور کر لیا اور پھر یہ کیا کہ شہر کے ہر ربع میں ایک ایک بقال کی دکان اس مثال کی بنا پر بننے دی۔

ابو جعفر کی فن تعمیر سے واقفیت:

فضل بن الربیع کہتا ہے کہ جب بغداد میں منصور کا قصر تعمیر ہو گیا تو وہ معائنہ کے لیے اس میں آئے سب پھر کر دیکھا اس کی عمارات اور فضا بہت ہی پسند آئی مگر جولا گت آئی تھی وہ ان کو بہت گراں گزری ایک مقام کو دیکھ کر اس کی بے حد تعریف کی مجھ سے کہا کہ ابھی جا کر ربیع کو میسب کے پاس بھیجو کہ وہ اس سے کہے کہ اسی وقت ایک نہایت ہوشیار معمار یہاں حاضر کرے میں خود ہی میسب کے پاس آیا اور میں نے امیر المومنین کا حکم سنایا اس نے اسی وقت میر عمارت کو بلا بھیجا اور اسے بارگاہ خلافت میں حاضر کر دیا۔ جب یہ ان کے سامنے پہنچا ابو جعفر نے اس سے پوچھا کہ تم نے اس قصر کو ہمارے عہدہ داروں کی نگرانی میں کس حساب سے بنایا ہے اور اس کی ہر ہزار خام اور پختہ اینٹ کی کیا اجرت لی ہے اس میر عمارت سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا وہ رعب کی وجہ سے سکت و صامت کھڑا ہوا اس سے میسب کو اندیشہ ہوا کہ دیکھئے یہ کیا کہہ دیتا ہے منصور نے پھر اس سے پوچھا کہ بولتے کیوں نہیں کچھ تو کہو اس نے کہا جناب والا! میں نہیں جانتا، منصور نے کہا تم ڈرو مت بلا تکلف ہر بات کہہ سکتے ہو تم کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس نے کہا جی نہیں

میں اس سے قطعی واقف نہیں ہوں اور نہ جانتا ہوں کہ اس پر کیا لاگت آئی ہے۔ منصور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چل میں تجھے دکھاؤں اور اب وہ اس کمرے میں لے کر آئے جو انھیں بے حد پسند آیا تھا اور اس کی شہ نشین دکھا کر کہا کہ اسے اچھی طرح دیکھ لو اور اس کے مقابل میرے لیے ایک ایسی محراب اور بنا دو جو اپنی نزاکت اور خوبصورتی میں تمام قصر کے مماثل ہو مگر اس میں کلڑی کہیں نہ لگائی جائے اس نے کہا بہت اچھا۔ اس پر وہ میر عمارت اور اس کے دوسرے ساتھی منصور کی اس ہوشیاری اور فن تعمیر کی واقفیت پر عیش کرنے لگے، میر عمارت نے تو یہاں تک کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ شاید میں اس ایسا طاق ٹھیک اسی پیمانہ پر نہ بنا سکوں گا جیسا کہ آپ چاہتے ہیں۔ منصور نے کہا میں اس بارے میں تمہاری مدد کروں گا اور تم کو مشورہ دیتا رہوں گا۔

میر عمارت مسیب کی گرفتاری:

ان کے حکم سے پختہ اینٹیں اور چونا لایا گیا اور اس جدید محراب کی تعمیر میں جس قدر اینٹ اور چونا صرف ہوتا منصور اسے شمار کر لیتے نیز اس کی تعمیر میں ایک دن تمام اور دوسرے دن کا کچھ حصہ صرف ہوا اسے بھی انھوں نے اجرت کی تشخیص کے لیے شمار کر لیا اس کے بعد مسیب کو بلا کر حکم دیا کہ جس شرح سے اب تک تم نے اجرت دی ہے وہ اب ادا کرو حساب کرنے سے پانچ درہم ہوئے منصور کو یہ رقم زیادہ معلوم ہوئی انھوں نے اسے منظور نہیں کیا اور اس کی کمی پر اصرار کر کے ایک درہم کم کر دیا۔ جب یہ شرح طے ہو چکی تو اب انھوں نے اس جدید محراب کو ہر سمت سے ناپ کر اس خاص کمرے کی مقدار معلوم کر لی۔ اور تمام گنتہ داروں اور مسیب کو بلا کر حسابات پیش کرنے کا حکم دیا اور دیانتدار معماروں اور انجینئروں سے ان کی جانچ پڑتال کرائی انہوں نے صحیح لاگت مشخص کر دی اس معیار پر منصور نے مسیب سے ایک ایک چیز کا حساب لینا شروع کیا اور اسی طاق کی لاگت کو معیار قرار دے کر تمام حسابات جانچے اس حساب سے مسیب پر چھ ہزار سے کچھ زیادہ درہم سرکاری رقم کے واجب الادا نکلے اس کا انھوں نے مطالبہ کیا اور اسے قید کر دیا اور جب تک اس نے یہ رقم ادا نہ کر دی اسے قصر سے رہائی نہ ملی۔

عیسیٰ بن منصور کہتا ہے کہ ابو جعفر کے خزانے کے دفتر کے معائنہ سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس نے ندیۃ السلام مسجد جامع، قصر الذہب، بازار، کوچے، خندق، برجیاں اور دروازوں پر چار کروڑ آٹھ سو تینتیس درہم خرچ کیے جن کے ایک ارب تیرہ ہزار پیسے ہوتے ہیں اس کا حساب اس طرح ہے کہ روزانہ راج کو ایک قیراط چاندی کا اجرت میں ملتا تھا اور مزدور کو دو پیسے سے تین پیسے تک روزانہ اجرت ملتی تھی۔

سلم بن قتیبہ کی معزولی:

اس سال منصور نے سلم بن قتیبہ کو بصرے کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان بن علی کو مقرر کیا۔ بصرہ والی مقرر کرنے کے بعد منصور نے سلم کو لکھا کہ ابراہیم کے ہمراہ خروج کرنے والوں کے مکان ڈھادے اور ان کی کھجوروں کے سر کاٹ دے۔ اس پر سلم نے منصور کو لکھا کہ جناب والا ارشاد فرمائیے کہ آیا پہلے مکان منہدم کراؤں یا کھجور کٹاؤں اس کے جواب میں منصور نے اسے لکھا میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ ہمارے دشمنوں کے کھجور برباد کر دو اس کے جواب میں تم مجھ سے سوال کرتے ہو کہ کون سے کھجور برنی یا شہر یز پہلے برباد کیے جائیں یہ بالکل مبہل سوال ہے اور اسی بنا پر منصور نے سلم کو بصرے کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور اس کی جگہ محمد بن سلیمان کو مقرر کیا۔

ابراہیم بن عبد اللہ کے حمایتیوں پر ظلم و ستم:

محمد نے بصرہ آ کر خوب ظلم ڈھائے۔ ابراہیم کی ہزیمت کے بعد سلم بن قتیبہ بصرہ کا والی مقرر ہوا اس نے ابو برقہ یزید بن سلم کو اپنا کوتوال مقرر کیا یہ پانچ ماہ اس عہدہ پر برقرار رہا پھر علیحدہ کر دیا گیا اور محمد بن سلیمان اس کی جگہ بصرہ کا والی مقرر ہو کر آیا محمد نے آتے ہی یعقوب بن الفضل اور ابو مروان کے مکانوں کو جو بنی یثکر کے محلہ میں واقع تھے منہدم کر دیا نیز عون بن مالک عبد الواحد بن زیاد اور خلیل بن الحصین کے مکانوں کو جو محلہ عدی میں واقع تھے اور عفو اللہ بن سفیان کے مکان کو منہدم اور ان سب کے نخلستانوں کو قطع کر دیا۔

عبد اللہ بن ربیع کی برطرفی:

اس سال موسم گرما کی مہم نے جعفر بن حظلہ البہرانی کی قیادت میں کفار سے جہاد کیا اس سال عبد اللہ بن الربیع مدینہ کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ جعفر بن سلیمان مقرر کیا گیا آخر الذکر ماہ ربیع الاول میں مدینے پہنچ گیا۔

امیر حج عبد الوہاب بن ابراہیم:

نیز اسی سال سری بن عبد اللہ مکہ کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ عبد الصمد بن علی مقرر ہوا۔ عبد الوہاب بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں اس سال حج ادا ہوا۔

۱۴۷ھ کے واقعات

ترکوں کی یورش:

اس سال استر خاں الخوارزی ترکوں کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ آرمینا کی سمت میں مسلمانوں پر یورش کر کے ہزار ہا مسلمانوں اور ذمیوں کو پکڑ کر تغلیس لے گیا۔ ترکوں نے حرب بن عبد اللہ الرائدی کو جس کے نام سے بغداد کا حربیہ مشہور ہے قتل کر دیا یہ ان خارجیوں کے ہنگامے کے فرو کرنے کے لیے جنھوں نے جزیرے میں اوہم مچا رکھا تھا دو ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ موصل میں مقیم تھا جب ابو جعفر کو ترکوں کی یورش کا علم ہوا انہوں نے جبریل بن یحییٰ کو ان سے لڑنے روانہ کیا اور اس کے ساتھ حرب کو بھی اس کے ہمراہ جانے کا حکم دیا۔ حرب جبریل کے ساتھ ہولیا لڑائی میں مارا گیا، جبریل نے شکست کھائی اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔

ابو جعفر کا عبد اللہ بن علی کو قتل کرنے کا حکم:

اس سال عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا اس کی وجہ موت میں اختلاف ہے ایک بیان یہ ہے کہ مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ پر ولی عہدی کے لیے مقدم کرنے کے کئی ماہ بعد ۱۴۷ھ میں ابو جعفر حج کے لیے گئے اس سے پہلے ہی انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو کوفہ اور اس کے ماتحت علاقہ کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان بن علی کو والی مقرر کر کے اسے اپنی جگہ نائب بنا کر مدینہ السلام بھیج دیا اب انھوں نے عیسیٰ کو بلا کر آدھی رات کو خفیہ طور پر عبد اللہ بن علی کو اس کے سپرد کیا اور کہا کہ اس شخص نے اس نعمت خلافت سے مجھے اور تم کو محروم کرنے کی کوشش کی مہدی کے بعد تم میرے ولی عہد ہو اور خلافت تم کو ملنے والی ہے تم اسے

لے جاؤ اور اس کی گردن مار دو اس معاملہ میں ہرگز ہرگز کمزوری اور بزدلی کا اظہار مت کرنا ورنہ میری یہ ساری محنت برباد جائے گی۔ یہ ہدایت کر کے ابو جعفر اپنے سفر حج پر روانہ ہو گئے اور اثنائے راہ سے انھوں نے تین مرتبہ عیسیٰ کو اس ہدایت پر عمل پیرا ہونے کی مزید تاکید لکھی، عیسیٰ نے جواب میں لکھا کہ میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کر دی ہے اس جواب پر ابو جعفر کو اپنی جگہ یقین کامل ہو گیا کہ عیسیٰ نے ضرور میرے حکم کی متابعت میں عبد اللہ کا کام تمام کر دیا ہے۔

یونس بن فروہ کا عیسیٰ بن موسیٰ کو مشورہ:

دوسری جانب جب عبد اللہ کو عیسیٰ بن موسیٰ کے سپرد کیا گیا اس نے اسے پاس چھپا لیا۔ اپنے میرنشی یونس بن فروہ کو بلا کر اس سے کہا کہ منصور نے اپنے چچا کو میرے سپرد کیا ہے اور اس کے بارے میں مجھے یہ ہدایت کی ہے یونس نے کہا اس سے ان کا مطلب یہ ہے کہ وہ تم کو اور اسے دونوں کو قتل کر دے اسی وجہ سے انہوں نے تم کو عبد اللہ کے خفیہ طور پر قتل کر دینے کا حکم دیا ہے تاکہ جب تم اس کا کام تمام کر دو تو پھر علانیہ طور پر وہ تم سے اس کا مواخذہ کرے اور قصاص لے، عیسیٰ نے کہا تو پھر کیا کیا جائے اس نے کہا کہ تم عبد اللہ کو اپنے پاس اس طرح چھپائے رکھو کہ کسی کو اس کا حال معلوم نہ ہو سکے تاکہ اگر منصور علانیہ طور پر اس کا تم سے مطالبہ کریں تم اس وقت سب کے سامنے عبد اللہ کو ان کے سامنے لا کر پیش کر دو مگر یہ خیال رکھنا کہ کبھی اسے خفیہ طور پر دوبارہ منصور کے حوالے نہ کرنا کیونکہ یہ مانا کہ اس نے عبد اللہ کو خفیہ طور پر قتل کیے جانے کے لیے تمہارے حوالے کیا ہے مگر یہ بات ظاہر ہو کر رہے گی، عیسیٰ نے اسی کی رائے پر عمل کیا۔

عبد اللہ بن علی کے متعلق سفارش:

حج سے واپس آ کر منصور نے اپنے چچاؤں کو اشارہ کیا کہ تم مجھ سے عبد اللہ کی معافی کے لیے سفارش کرو اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسے منظور کر لوں گا، اس قرارداد کے مطابق یہ سب کے سب منصور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت ہی لجاجت و عاجزی کے ساتھ اور اپنی قرابت قریبہ کا اظہار کر کے اس کے لیے معافی کے خواست گار ہوئے۔

عیسیٰ بن موسیٰ سے عبد اللہ بن علی کی طلبی:

منصور نے کہا اچھا عیسیٰ بن موسیٰ کو میرے پاس بلاؤ وہ آ گیا منصور نے اس سے کہا میں نے اپنے اور تمہارے چچا عبد اللہ بن علی کو حج کے لیے جانے سے پیشتر تمہارے سپرد کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ اسے اپنے مکان میں رکھنا۔ عیسیٰ نے کہا بے شک امیر المومنین نے ایسا ہی حکم دیا تھا، منصور کہنے لگا ہاں! تو اب تمہارے یہ سب چچا اس کی جاں بخشی کے لیے سفارش کرنے میرے پاس آئے ہیں اور میں بھی یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے معاف کر کے رہا کر دیا جائے تم اسے میرے پاس لے آؤ، عیسیٰ نے کہا امیر المومنین! آپ نے تو مجھے اس کے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا اور میں نے ارشاد کی بجا آوری میں اسے قتل کر دیا منصور نے کہا نہیں ہرگز نہیں، میں نے اس کے قتل کر دینے کا تم کو حکم نہیں دیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ اسے اپنے مکان میں قید رکھو، عیسیٰ نے کہا آپ نے مجھے اس کے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا منصور کہنے لگا تو جھوٹ بولتا ہے، میں نے کبھی اس کے قتل کر دینے کا حکم نہیں دیا تھا۔ پھر اپنے چچاؤں سے مخاطب ہو کر انھوں نے کہا دیکھئے یہ شخص آپ کے بھائی کے قتل کا اقرار کرتا ہے اور مدعی ہے کہ میں نے اسے اس کا حکم دیا تھا حالانکہ یہ بالکل جھوٹا ہے، انھوں نے کہا کہ آپ اسے ہمارے حوالے کیجیے ہم عبد اللہ کے عوض میں اسے قتل کریں گے۔ منصور نے کہا اچھی بات ہے جو تمہارا جی چاہے کرو۔

عبداللہ بن علی کی حوالگی:

اب یہ سب عیسیٰ کو قتل کرنے کے لیے چوک میں لے کر آئے۔ ہزار ہا آدمی تماشا کے لیے جمع ہو گئے تمام شہر میں یہ واقعہ مشہور ہو گیا ایک شخص اپنی تلوار نیام سے نکال کر عیسیٰ کی طرف بڑھاتا کہ اسے قتل کر دے۔ عیسیٰ نے اس سے کہا۔ کیا تم واقعی مجھے مارنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا بے شک، عیسیٰ نے کہا تو جلدی مت کرو مجھے امیر المومنین کے پاس واپس لے کر چلو۔ اب یہ پھر اسے منصور کے پاس لے آئے۔ عیسیٰ نے ان سے کہا کہ اس کے قتل کر دینے سے آپ کا اصلی مقصد یہ تھا کہ میں قتل کیا جاؤں، لیجیے آپ کے چچا صحیح و سالم زندہ ہیں۔ اگر آپ مجھے ان کی حوالگی کا حکم دیں تو میں ابھی ان کو پیش کیے دیتا ہوں، منصور نے کہا اسے حاضر کرو، عیسیٰ نے اسے حاضر کر دیا اور کہا کہ آپ نے میرے خلاف بڑی گہری سازش کی تھی مگر میں اسے تاڑ گیا اور اب میرا خیال بالکل درست نکلا اب آپ جانیں اور یہ آپ کے چچا۔ منصور نے کہا کہ سر دست اسے قصر میں بھیج دیا جائے پھر جو مناسب ہوگا ہم حکم دیں گے۔

عبداللہ بن علی کی ہلاکت:

اس کے تمام چچا جو سفارش کے لیے آئے تھے واپس چلے گئے۔ منصور نے عبداللہ کو ایک ایسی کوٹھڑی میں قید کر دیا جس کی بنیادوں میں لونی لگی ہوئی تھی منصور نے اس پر پانی بہا دیا جس کی وجہ سے وہ منہدم ہو گئی اور عبداللہ اسی میں دب کر مر گیا، اسی سال اس کی وفات ہوئی۔ باب الشام کے مقبروں میں دفن کیا گیا یہ پہلا شخص ہے جو وہاں دفن ہوا۔ ۱۴۷ھ میں باون سال کے سن میں اس کی وفات ہوئی۔

اس کی موت کے بعد ایک دن منصور ہوا خوری کے لیے باہر نکلے، عبداللہ بن عیاش ہمراہ تھا اور ان کے برابر برابر چل رہا تھا منصور نے پوچھا تم ایسے پانچ خلیفہ جانتے ہو جن کے نام کا پہلا حرف عین ہو اور انہوں نے پانچ خارجیوں کو قتل کیا ہو جن کے نام حرف عین سے شروع ہوتے ہوں، اس نے کہا میں اس بات سے تو خود پورے طور پر واقف نہیں ہوں البتہ عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ علی بن ابی طالب نے عثمان بن عفان کو قتل کیا مگر یہ بات بالکل غلط ہے۔ اور عبدالملک بن مروان نے عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث، عبداللہ بن الزبیر بن عوف اور عمرو بن سعید کو قتل کیا اور عبداللہ بن علی پر چھت گر پڑی منصور نے کہا، بے شک عبداللہ بن علی پر چھت گر پڑی، اس میں میرا قصور نہیں ہے۔ عبداللہ بن عیاش نے کہا، میں نے تو یہ بات نہیں کہی تھی کہ اس معاملہ میں آپ کی کوئی خطا ہے۔



باب ۸

مہدی کی ولی عہدی کی تقدیم

اس سال منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو منصب ولی عہدی خلافت سے علیحدہ کر کے اپنے بیٹے مہدی کے لیے لوگوں سے بیعت لی اور عیسیٰ کو مہدی کے بعد ولی عہد قرار دیا۔

ابو جعفر کا مہدی کو ولی عہد اول بنانے کا ارادہ:

ابوالعباس کی وفات کے بعد منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو کوفہ اور اس کے علاقے کا بدستور والی برقرار رکھا یہ اس کی بہت عزت و تعظیم کرتے تھے دربار میں اسے اپنی دہنی جانب بٹھاتے اور اپنے بیٹے مہدی کو اپنے بائیں ایک عرصہ تک یہی آئین جاری رہا، خلافت ملنے کے ایک عرصہ کے بعد اب منصور نے اپنے بعد بجائے عیسیٰ کے مہدی کو ولی عہد خلافت بنانے کا ارادہ کر لیا۔ ابوالعباس نے اپنے بعد منصور کو اور ان کے بعد عیسیٰ کو ولی عہد خلافت بنایا تھا، جب منصور نے اس تبدیلی کا عزم کر لیا تو انہوں نے اس بارے میں خود عیسیٰ سے بہت ہی نرم الفاظ میں گفتگو چھیڑی۔ عیسیٰ نے جواب دیا مگر یہ تو فرمائیے کہ اس منصب کو قبول کرتے وقت میں نے اور تمام مسلمانوں نے لونڈی غلام آزاد کرنے اور بیویوں کو طلاق دینے کی اس معاہدے کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں جو عہد و پیمان اور مغلط قسمیں اپنے اوپر عائد اور لازم کی ہیں ان کا کیا ہوگا۔ امیر المومنین یہ بات نہیں ہو سکتی اس کا کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا۔

ابو جعفر اور عیسیٰ بن موسیٰ میں کشیدگی:

جب ابو جعفر نے دیکھا کہ وہ ان کی اس بات کو کسی طرح ماننے کے لیے آمادہ ہی نہیں ہے ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور انہوں نے اسی وقت سے اپنے اور اس کے تعلقات میں تھوڑی سی کبیدگی اور کشیدگی کا اظہار شروع کر دیا اور حکم دیا کہ ملاقات کے لیے جب سب آیا کریں تو عیسیٰ سے پہلے مہدی کو اندر آنے کی اجازت دی جایا کرے۔

ابو جعفر کا عیسیٰ بن موسیٰ سے اہانت آمیز رویہ:

چنانچہ اب یہ دستور ہو گیا کہ جب مہدی آتا تو اسے پہلے دربار میں جانے کی اجازت ملتی اور وہ منصور کی داہنی جانب عیسیٰ کی نشست گاہ پر بیٹھنے لگا اس کے بعد عیسیٰ کو اجازت ملتی یہ اسی سمت مہدی سے فروتر جگہ میں بیٹھ جاتا مگر کبھی اس دربار میں جس میں مہدی شریک ہوتا یہ منصور کے بائیں جانب نہیں بیٹھتا اس کی اس آن سے منصور اور بھی برہم ہوا اور اسے ذلیل کرنے کے لیے اب اس نے یہ دستور کر لیا کہ سب سے پہلے مہدی کو دربار میں آنے کی اجازت ملتی اس کی تھوڑی دیر کے بعد عیسیٰ بن علی کو ملتی اس کے کچھ وقفہ کے بعد عبدالصمد بن علی کو اجازت ہوتی اور اس کے بھی بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو بار ہوتا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ دستور قرار پایا کہ مہدی کو تو ہر حال میں سب سے پہلے اندر آنے کی اجازت ملتی، مگر دوسرے دونوں اشخاص میں ترتیب کا لحاظ نہیں کیا جاتا بلکہ کبھی کسی کو اور کبھی دوسرے کو پہلے آنے کی اجازت ہوتی۔

عیسیٰ بن موسیٰ سے بدسلوکی:

عیسیٰ بن موسیٰ اس تمام اثناء میں یہی گمان کرتا رہا کہ ابو جعفر ان اصحاب کو کسی خاص ضرورت کی وجہ سے یا کسی معاملہ میں مشورے کی غرض سے پہلے بلا لیتے ہیں اس خیال کی بنا پر وہ بالکل خاموش رہا اس نے اس کے متعلق ایک حرف بھی شکایت کا زبان سے نہیں نکالا، مگر اب حالات بد سے بدتر ہو گئے اس کے ساتھ بدسلوکی کی یہ نوبت پہنچی کہ ایک مرتبہ بارگاہ خلافت میں جانے سے پہلے جب وہ اپنی مقررہ نشست میں آ کر بیٹھا اس کے ساتھ اس کا ایک لڑکا بھی تھا اس نے دیوار کی جڑ میں سے کھودے جانے کی آواز سنی اور اس دیوار کے گر پڑنے کا خوف پیدا ہوا مٹی تک اس پر گری اس نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ چھت کی کڑی ایک سمت سے ہٹائی گئی ہے اس درز کی وجہ سے اس کی ٹوپی اور کپڑوں پر مٹی گرنے لگی اس نے اپنے بیٹے کو اس جگہ سے ہٹا دیا اور خود نماز پڑھنے کھڑا ہوا اس کے بعد اسے اندر بلایا گیا یہ اسی طرح خاک جھاڑے بغیر منصور کے پاس آیا منصور کہنے لگا کہ کوئی شخص آج تک اس طرح خاک آلودہ کپڑوں کے ساتھ میرے پاس نہیں آیا کیا یہ تمام خاک راستے کی ہے؟ عیسیٰ نے جواب دیا۔ میرا خیال یہی ہے کہ راستے کی خاک ہے، اس استفسار کی تہہ میں منصور کی یہ نیت تھی کہ یہ کسی طرح کوئی شکایت اپنی زبان سے کرے مگر عیسیٰ نے ایک حرف شکایت کا زبان سے نہیں نکالا۔

منصور نے ولی عہدی کے مسئلہ کو اپنی منشاء کے مطابق طے کرانے کے لیے عیسیٰ بن علی کو عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھیجا تھا عیسیٰ بن موسیٰ کو اس معاملہ میں اس کا دخل دینا ناگوار گذرا اور اس سے وہ یہ سمجھا کہ منصور اس طرح اسے دق کر رہا ہے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی علالت:

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو کوئی مہلک شے کھلا دی گئی وہ مجلس سے ایک دم اٹھ کر جانے لگا منصور نے پوچھا اے ابو موسیٰ کہاں جاتے ہو اس نے کہا مجھے سخت گھبراہٹ معلوم ہو رہی ہے انھوں نے کہا تو صحن میں چلے جاؤ۔ عیسیٰ نے کہا مجھے اس قدر تکلیف ہے کہ میں صحن قصر میں نہیں ٹھہر سکتا منصور نے پوچھا تو آخر پھر کہاں اس نے کہا میں اپنے مکان جانا چاہتا ہوں تاکہ لیٹ جاؤں وہاں سے اٹھ کر عیسیٰ اپنے مکان کے آتش دان میں آیا منصور بھی اس کی طرف سے بہت پریشان صورت بنائے اس کے پیچھے ہی آتش دان میں آیا عیسیٰ نے اس سے کوفہ جانے کی اجازت مانگی، منصور نے کہا بہتر یہ ہے کہ یہیں رہ کر علاج کرو مگر اس نے نہ مانا اور کوفہ جانے پر اصرار کیا آخر منصور نے اسے کوفہ جانے کی اجازت دے دی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی کوفہ:

اس اصرار پر اسے اس کی طبیب معالج بنخیشوع بن جبرئیل نے جرأت دلائی تھی اور کہہ دیا تھا کہ منصور کے سامنے میں تمہارا علاج کرنے کی جرأت نہیں کروں گا کیونکہ مجھے خود اپنی جان کا خطرہ ہے، آخر منصور نے اسے کوفہ جانے کی اجازت دی اور کہا کہ چونکہ اس سال میں خود حج کرنے جا رہا ہوں تو میں تمہارے پاس بھی آ کر مہمان رہوں گا اس وقت تک ان شاء اللہ تمہاری طبیعت بھی سنبھل جائے گی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی صحت یابی:

اب حج کا زمانہ قریب آ گیا منصور مدینہ السلام سے کوفہ آئے اور یہاں رصافہ میں کئی روز تک قیام پذیر رہے، گھوڑ دوڑ بھی

کی، کئی مرتبہ عیسیٰ کی عیادت کو بھی گئے اور پھر مدینۃ السلام واپس چلے گئے اور مکہ کے راستے میں پانی کی قلت کا بہانہ کر کے حج کا ارادہ بھی ملتوی کر دیا۔ اس مرض سے عیسیٰ کی حالت نہایت زبوں ہو گئی یہاں تک کہ اس کے تمام بال گر پڑے مگر بہر حال اسے افاقہ ہو گیا۔

موسیٰ بن عیسیٰ کو ابو جعفر کی دھمکی:

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن علی نے منصور سے کہا کہ عیسیٰ بن موسیٰ اس وجہ سے مہدی کی بیعت سے رکتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے اس خلافت کا منتظر ہے اور دراصل موسیٰ ہی اسے مہدی کی بیعت سے روک رہا ہے، منصور نے اس سے کہا کہ تم جاؤ اور موسیٰ بن عیسیٰ سے اس معاملہ میں گفتگو کرو کہ اگر وہ نہ مانے گا تو اس کے باپ اور بیٹے دونوں کی جان خطرے میں پڑ جائے گی، عیسیٰ نے موسیٰ سے جا کر اس بارے میں گفتگو کی اسے حکومت کے ملنے کی طرف سے مایوس کر دیا اور منصور کے غضب سے خوب ڈرایا دھمکایا۔

موسیٰ بن عیسیٰ کی عباس بن محمد سے درخواست:

جب موسیٰ کو اس بات کا خوف پیدا ہو گیا کہ اس معاملہ میں اسے تکلیف اٹھانا پڑے گی وہ عباس بن محمد کے پاس آیا اور اس سے کہا اے میرے چچا! میں آپ سے ایک ایسی بات کہتا ہوں جو نہ اب تک میں نے کسی دوسرے سے کہی ہے اور نہ آئندہ زبان سے نکالوں گا مگر چونکہ میں آپ پر پورا بھروسہ رکھتا ہوں اور آپ کی طرف سے مجھے قطعی اطمینان ہے اس وجہ سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں وہ بات ایسی ہے کہ میں اپنی جان آپ کے ہاتھ میں دے رہا ہوں، عباس نے کہا اے میرے برادر زادے تم میری طرف سے بالکل اطمینان رکھو اور بلا خوف جو کہنا چاہتے ہو کہو، موسیٰ نے کہا مجھے معلوم ہے کہ میرے باپ کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ مہدی کے حق میں اپنی ولی عہدی سے دست بردار ہو جائیں اور اسی وجہ سے ان کو ہر قسم کی تکلیف دی جا رہی ہے کبھی ان کو دھمکی دی جاتی ہے کبھی ان کو دربار میں آنے کے لیے دوسروں کے بعد اجازت ملتی ہے، کبھی دیواریں ان پر ڈھائی جاتی ہیں اور کبھی مہلک اشیاء ان کو کھلا دی جاتی ہیں مگر ان تمام مصائب کے ہوتے ہوئے بھی میرے باپ اب تک انکار پر مصر ہیں اور آئندہ بھی کبھی وہ اسے منظور نہیں کریں گے۔ البتہ ایک شکل میری سمجھ میں آتی ہے اگر اس طرح انھوں نے دست برداری دے دی تو دے دی ورنہ اور کوئی دوسری صورت ان کو مجبور کرنے والی نہیں ہے۔

موسیٰ بن عیسیٰ کی تجویز:

عباس نے پوچھا وہ کیا ہے جلد بتاؤ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے جو بات سوچی ہوگی وہ درست ہوگی، موسیٰ نے کہا آپ میرے سامنے میرے والد کو امیر المومنین کے پاس بلائیے اور وہ ان سے کہیں کہ عیسیٰ میں خوب واقف ہوں کہ تم ولی عہدی سے مہدی کے حق میں دست بردار ہونے کے لیے جو انکار کر رہے ہو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ تم خود خلیفہ بننا چاہتے ہو کیونکہ ظاہر ہے کہ تمہاری عمر اتنی ہو گئی ہے کہ اب موت کا وقت قریب ہے اور تم کو معلوم ہے کہ اگر خلافت ملی بھی تو وہ کتنے دن کے لیے ہوگی تمہارا یہ انکار اپنے بیٹے موسیٰ کی خاطر معلوم ہوتا ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اسے زندہ چھوڑ دوں گا کہ وہ تمہارے بعد میرے بیٹے مہدی پر حکومت کرے بخدا! یہ ہرگز نہیں ہوگا میں تمہارے سامنے تمہارے بیٹے کا کام تمام کر دیتا ہوں تاکہ مجھے اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ اسے میرے بعد میرے بیٹے پر حکومت کرنے کا موقع نہیں رہا اور نیز تم بھی اس سے مایوس ہو جاؤ، کیا تم اس خام خیال میں ہو کہ میں تمہارے بیٹے کو

اپنے بیٹے سے زیادہ چاہتا ہوں، اس گفتگو کے بعد وہ میرے قتل کا حکم دیں اس وقت یا میرا گلہ گھونٹا جائے یا تلوار اٹھائی جائے اب اگر وہ اس بات کو منظور کرنے والے ہوں گے تو شاید اس طریقہ سے کر گذریں ورنہ اور دوسری کوئی صورت نہیں ہے کہ اس کام کے لیے ان کو مجبور کیا جاسکے۔

ابو جعفر کا موسیٰ بن عیسیٰ کی تجویز سے اتفاق:

عباس نے کہا اے میرے برادر! اے تم نے بڑی عمدہ تجویز سوچی ہے اللہ تم کو اس کی جزاء خیر عطا کرے تم اپنے آپ کو اپنے باپ کے عوض پیش کرتے ہو اور ان کی زندگی کی خاطر اپنے حق سے دست بردار ہو رہے ہو یہ بہت ہی عمدہ رائے ہے عباس نے ابو جعفر سے آ کر یہ بات بیان کی انھوں نے موسیٰ کو دعادی اس تجویز کو بہت پسند کیا اور کہنے لگے کہ میں انشاء اللہ اس پر عمل کروں گا، سب لوگ دربار میں جمع ہو گئے اور عیسیٰ بن علی بھی حاضر تھا منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تمہاری دلی منشاء سے واقف ہو گیا ہوں تم اس خلافت کو اپنے ایسے بیٹے کے لیے جو خود اپنے اور تمہارے دونوں کے لیے منحوس ہے حاصل کرنا چاہتے ہو اسی وقت عیسیٰ بن علی نے کہا، امیر المومنین مجھے پیشاب معلوم ہو رہا ہے منصور نے کہا ہم تمہارے لیے یہیں پیشاب کا برتن منگائے دیتے ہیں عیسیٰ نے کہا مجھ سے کبھی یہ گستاخی نہیں ہو سکتی کہ میں آپ کے دربار میں بیٹھ کر پیشاب کروں البتہ مجھے قریب تر نالی بتادی جائے کہ وہاں بیٹھ کر پیشاب کر لوں، منصور نے اس کام کے لیے اپنے ایک خدمت گار کو حکم دے دیا۔ عیسیٰ اٹھ کر چلا عیسیٰ بن موسیٰ نے اپنے بیٹے موسیٰ سے کہا کہ تم اپنے چچا کے ساتھ جاؤ ان کے کپڑے ان کے پیچھے تھام لینا اور اگر کوئی مندیل تمہارے پاس ہو تو وہ ان کو پیشاب جذب کرنے کے لیے دے دینا۔

موسیٰ بن عیسیٰ کا عیسیٰ بن علی کے قتل کا ارادہ:

عیسیٰ پیشاب کرنے بیٹھا، موسیٰ نے جا کر اس کے کپڑے اس کے پیچھے سے اٹھالیے، اختلاف رخ کی وجہ سے عیسیٰ نے اسے نہیں دیکھا پوچھا کون ہے۔ اس نے اپنا نام بتایا، عیسیٰ کہنے لگا میرا باپ تجھ پر قربان ہو جائے بخدا! میں خوب جانتا ہوں کہ تم دونوں کے بعد اس خلافت میں کوئی خیر نہیں اور تم دونوں اس کے سب سے زیادہ اہل اور حق دار ہو مگر منصور کو اس ولی عہدی کے معاملہ میں سخت طیش آ گیا ہے، موسیٰ نے اپنے جی میں کہا بخدا! اس وقت یہ میرے قابو میں ہے یہی منصور کو میرے والد کے خلاف بھڑکاتا رہتا ہے آؤ اس کے اس قول کی بنا پر میں اس کا کام تمام کر دوں اس کے بعد مجھے اس کی کچھ پروا نہیں کہ امیر المومنین مجھے قتل کر دیں اس کے قتل کر دینے میں دونوں فائدے ہیں کہ میرے باپ اس کے شر سے محفوظ ہو جائیں گے اور اگر اس کے عوض میں قتل کیا گیا تو ان کو میری طرف سے بھی یک سوئی ہو جائے گی۔

موسیٰ بن عیسیٰ اور عیسیٰ بن موسیٰ کی گفتگو:

جب یہ دونوں دربار میں اپنی اپنی جگہوں پر آ بیٹھے تو موسیٰ نے کہا امیر المومنین میں اپنے باپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں منصور اس اجازت طلبی سے خوش ہوا اور اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ اسی ہمارے معاملہ کا اس سے ذکر کرتا ہوگا انھوں نے موسیٰ کو دربار سے اٹھ جانے کی اجازت دے دی۔ وہ اپنے باپ کے پاس آیا اور کہنے لگا جناب والا کو معلوم ہے کہ عیسیٰ نے میرے اور آپ کے قتل میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی آج اس نے مجھے یہ موقع دیا ہے کہ ہم اس کا خاتمہ کر دیں، عیسیٰ نے پوچھا وہ کیا، موسیٰ

نے سارا واقعہ سنایا کہ عیسیٰ بن علی نے مجھ سے یہ اور یہ بات کہی ہے میں امیر المومنین کو اس کی اطلاع کر دیتا ہوں وہ اس کی پاداش میں اسے قتل کر دیں گے اور اس طرح آپ کا جی اس کی طرف سے ٹھنڈا ہو جائے گا اور قبل اس کے کہ وہ آپ کو اور مجھے قتل کرے خود آپ اس طرح اس کا کام تمام کر چکے ہوں گے اس کے بعد کیا ہو گا اس کی ہمیں پھر کوئی پروا نہ رہے گی، عیسیٰ بن موسیٰ نے سن کر کہا مجھے تمہاری اس نیت اور ارادے پر بہت افسوس ہے تمہارے چچا نے تم کو خوش کرنے کے لیے راز میں تم سے ایک بات بیان کی اور تم اسی کو بہانہ بنا کر اسے برباد اور ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ خبردار! آئندہ یہ بات تمہاری زبان سے نہ نکلے جاؤ اپنی جگہ بیٹھو۔

ابو جعفر کا موسیٰ بن عیسیٰ کو قتل کرنے کا حکم:

موسیٰ بن عیسیٰ پھر اپنی جگہ آ بیٹھا ابو جعفر اس اثناء میں اس بات کے منتظر تھے کہ موسیٰ کی اپنے باپ سے جو گفتگو ہو رہی ہے اس کا ضرور کوئی اثر نمایاں ہو گا مگر جب انھوں نے اس کا کوئی اثر نہ دیکھا تو اب پھر حسب سابق اسے ڈراؤ اور دھمکی دینے لگے کہ تیرے سامنے ہی تیرے بیٹے کا کام تمام کر دیتا ہوں تاکہ تجھے اپنے ارادے میں قطعی مایوسی ہو جائے رنج تو جا کر موسیٰ کے پر تلہ سے اس کی گردن گھونٹ دے رنج اٹھا اس نے موسیٰ کے پر تلہ سے اس کی گردن باندھی اور آہستہ آہستہ گھونٹنا شروع کیا۔ موسیٰ چلانے لگا، اے امیر المومنین میں اپنے معاملہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جو خیال اس معاملہ میں میرے متعلق کیا جاتا ہے میں اس سے کوسوں دور ہوں میرا قطعی کوئی تعلق نہیں ہے علاوہ بریں اگر مجھے قتل بھی کر دیا جائے تو عیسیٰ کو اس کی کیا پروا ہوگی اس کے بارہ تیرہ بیٹے موجود ہیں جن سے وہ وہی تعلق خاطر رکھتا ہے جو اسے میرے ساتھ ہے بلکہ ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اسے میرے مقابلہ میں زیادہ عزیز ہیں۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی اول سے دستبرداری:

اس دوران میں ابو جعفر برابر کہتے جاتے تھے ہاں رنج اس کا خوب گلا گھونٹو اسی طرح مار ڈالو رنج کو بھی اپنی جگہ یہ خیال ہو گیا کہ منصور واقعی اسے ہلاک کرنا چاہتے ہیں مگر وہ اپنی گرفت کو ڈھیل دیتا رہا موسیٰ شور مچاتا رہا یہ حالت دیکھ کر عیسیٰ بن موسیٰ سے نہ رہا گیا کہنے لگا امیر المومنین مجھے یہ خیال کبھی نہ تھا کہ اس معاملہ میں آپ یہاں تک بڑھ جائیں گے مہربانی فرما کر اسے چھوڑنے کا حکم دیجیے اگر اس معاملہ کی وجہ سے میرا ایک غلام بھی قتل ہو تو میں اپنے گھر واپس نہیں با سکتا چہ جائیکہ میرا بیٹا، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں مہدی کے ہاتھ پر بیعت کے لیے اسی وقت تیار ہوں اگر اس کے خلاف کروں تو میری بیویاں، مطلقہ، میرے مملوک آزاد اور میری ساری جائیداد اللہ کے راستے میں وقف سمجھی جائے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی دوم کی بیعت:

منصور نے اپنے حسب منشاء عیسیٰ سے مہدی کے لیے بیعت لے لی جب یہ مکمل ہو گئی تو اب منصور نے اس سے کہا کہ یہ کام تو تم نے بادل ناخواستہ میرے لیے کیا ہے اب میں چاہتا ہوں کہ ایک کام اپنی خوشی سے میرے لیے اور کر دو تاکہ اس فعل کی ندامت جو میں اپنے قلب میں محسوس کرتا ہوں دور ہو جائے، عیسیٰ نے پوچھا وہ کیا، منصور نے کہا میری یہ خوشی ہے کہ اب مہدی کے بعد تم ولی عہدی خلافت قبول کرو، عیسیٰ نے کہا ایک مرتبہ اس منصب جلیلہ سے علیحدہ ہونے کے بعد میں دوبارہ اسے قبول کرنا نہیں چاہتا مگر منصور اور اس کے اہل خاندان نے جو دربار میں موجود تھے اس پر اس معاملے میں اس قدر اصرار کیا کہ اسے قبول کرنا پڑا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی کے متعلق دوسری روایت:

کوفہ کا ایک شخص جس کے سامنے عیسیٰ اس روز کے دربار میں جاتے ہوئے گذر رہا تھا کہتا ہے کہ ولی عہدی سے علیحدگی کا قضیہ دوسرے دن طے ہو گیا۔ متذکرہ بالا بیان آل عیسیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہی اس معاملہ کو اس طرح بیان کرتے تھے ان کے علاوہ دوسرے ارباب سیر نے اس معاملہ کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ منصور نے مہدی کے لیے بیعت لینے کا ارادہ کر لیا۔ اس نے فوجی عہدہ داروں سے اس معاملہ میں گفتگو کر لی اس کے بعد سے فوج والوں کا یہ دستور ہو گیا تھا کہ جب وہ عیسیٰ کو دیکھتے تو اس پر ناسزا فقرے چرتے عیسیٰ نے منصور سے ان کی شکایت کی انھوں نے فوجیوں سے کہا تم میرے بھتیجے کو مت ستاؤ میں اسے بہت عزیز رکھتا ہوں اگرچہ ایک بات میں نے تم سے پہلے سے کہہ دی ہے مگر اس کی وجہ سے تم اس کی توہین نہ کرو ورنہ میں تمہاری گردن مار دوں گا اس ڈانٹ کا یہ اثر ہوا کہ چندے وہ لوگ خاموش رہتے مگر پھر اسے ستانے لگتے۔

ابو جعفر منصور کا عیسیٰ بن موسیٰ کے نام خط:

ایک عرصہ تک یہ حالت قائم رہی پھر منصور نے یہ خط عیسیٰ کو لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”یہ خط عبد اللہ عبد اللہ منصور امیر المومنین کی جانب سے عیسیٰ بن موسیٰ کو لکھا جاتا ہے:

اسلام علیک! میں تمہارے سامنے اس ذات پاک کی تعریف کرتا ہوں جس کے ماسوا اور کوئی ذات الوہیت نہیں ہے۔ اما بعد! اس خدا کی شاکرتا ہوں جس کا احسان قدیم ہے جس کا فضل عظیم ہے جس نے اس عالم کو ایک خوبصورت امتحان گاہ بنایا جس نے محض اپنے علم سے اس مخلوق کی ابتداء کی اپنے حکم سے اس کے متعلق فیصلہ نافذ کر دیا۔ مخلوق کا کوئی فرد اس کی ذات کی حقیقت کو نہیں پاسکتا اور نہ کوئی اس کی عظمت کو احاطہ ذکر میں محدود کر سکتا ہے جو چاہتا ہے اپنے حکم سے کر بیٹھتا ہے اسے نافذ کر دیتا ہے نہ کوئی وزیر اور مددگار ہے جو اسے مشورہ دے جو بات کرنا چاہتا ہے وہ اس پر مکہم نہیں رہتی بندے چاہے پسند کریں یا ناپسند کریں وہ ان کے لیے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے نہ اس کے حکم کو وہ روک سکتے ہیں اور نہ اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں وہ زمین اور ہر اس شے کا جو زمین پر ہے مالک ہے اسی نے پیدا کیا اور وہی حاکم مختار ہے تبارک اللہ رب العالمین۔

تم کو معلوم ہے کہ ظالموں کے عہد حکومت میں ہماری کیا حالت تھی ایک ملعون خاندان استبدادی طور پر ہم پر حکومت کرتا تھا جس کو انھوں نے والی مقرر کیا ہم اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے رہے ہم پر ہر طرح کے مظالم اور سختیاں ہوئیں مگر اس کا کوئی چارہ نہ کر سکے ہمیں ہمارے حقوق سے محروم کر دیا گیا تھا نہ کسی بری بات سے انکار کر سکتے تھے اور نہ اپنے حقوق حاصل کر سکتے تھے آخر کار ان کا وقت بھی پورا اور ان کی حکومت کی مدت بھی پوری ہو گئی اللہ نے اپنے دشمن کو ہلاک اور اپنے نبی کی اہل بیت پر نزول رحمت و برکت کا حکم دے دیا۔ مختلف ممالک سے اور مختلف اسباب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کے خون کا بدلہ لینے اور ان کے دشمن سے لڑنے کے لیے ان کے مددگار پیدا کر دیئے یہ ان کی محبت کے داعی اور ان کی دولت کے معین و مددگار بنے ان کی مختلف اغراض ہماری طاعت میں ایک ہو گئیں اللہ تعالیٰ نے ہماری

دوستی اور نصرت کے لیے ان کے دل یک جا کر دیئے اور ہماری نصرت سے ان کی عزت افزائی کی حالانکہ ہم نہ کبھی ان سے ملے اور نہ کبھی ان کے ہمراہ کسی معرکہ جنگ میں شریک شمشیر زنی ہوئے تھے مگر پھر بھی اللہ نے ان کے دلوں میں کچھ ایسی محبت ہماری ڈال دی تھی کہ اس کی وجہ سے وہ پوری طرح سوچ سمجھ کر اور مخلصانہ طاعت کے جذبات کو اپنے قلوب میں لیے ہوئے اپنے علاقوں سے ہماری مدد کے لیے امنڈ آئے جہاں گئے فتح و ظفر ہم رکاب رہی ان کا رعب ایسا تھا کہ جس سے مقابلہ ہوا اسے شکست دی جو کینہ دوز مقابل آیا مارا گیا اس طرح اللہ نے ہمیں وہ انتہائی کامیابی عطا کی جس کی ہمیں آرزو تھی اور جس کے لیے ہم نے یہ ساری جدوجہد کی تھی یہ اللہ کا ہم پر سب سے بڑا احسان و فضل ہے اور محض اس کی عطا ہے جس میں ہماری طاقت و قوت کو کچھ دخل نہ تھا۔

اللہ کے اس فضل سے ہم مسلسل بہرہ اندوز ہوتے رہے یہاں تک کہ یہ لڑکاسن شعور کو پہنچا اللہ نے اس مرتبہ پھر ہمارے ان حامی اور مددگاروں کے دلوں میں جن کی وجہ سے ہمیں یہ نعمت خلافت حاصل ہوئی ہے اس لڑکے کی کچھ ایسی محبت و وقعت جاگزیں کر دی ہے کہ وہ ہر وقت اس کی بزرگی و سعادت کا ذکر کرتے ہیں اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور اس خلافت کو صرف اس کا حق سمجھتے ہیں جب امیر المومنین نے دیکھا کہ اللہ نے اس کی محبت اور دوستی ہمارے مددگاروں کے دلوں میں جاگزیں کر دی ہے ان کی زبانوں پر اس کا ذکر جاری کر دیا ہے وہ اس کی علامات اور نام کی وجہ سے اس خلافت کا اس کو اہل اور مستحق سمجھتے ہیں اور عام لوگوں کا میلان بھی اسی کی جانب ہے تو امیر المومنین کو یقین آ گیا کہ یہ منصب اللہ نے براہ راست اسے دے دیا ہے اور اس کے لیے اس کا انتخاب کر لیا ہے اب بندوں کے لیے اس معاملہ میں دخل دینے یا صلاح و مشورہ کرنے کا بھی کوئی حق نہیں رہا اگرچہ پہلے ہی سب لوگ باتفاق اس کا نام لے رہے ہیں اسی وجہ سے امیر المومنین کا یہ گمان ہے کہ چونکہ یہ امر خلافت پہلے سے مہدی کے لیے مقدر ہو چکا ہے اس وجہ سے اگر باپ کی طرف سے اس کو اس کا حق نہ پہنچتا تب بھی وہی خلیفہ ہوتا اور جب کہ تمام لوگوں نے اس پر اتفاق کر لیا ہے تو امیر المومنین کے لیے سوائے اس کے تسلیم کرنے کے اور کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا امیر المومنین کے خاص احباب اور معتمدین میں چاہے وہ فوجی عہدے دار ہوں یا ملکی ہوں جو سب سے زیادہ قربت اور ان کے مزاج میں درخور رکھتے ہیں وہی اس سلسلہ میں سب سے زیادہ مصر بھی ہیں اب سوائے اس کے کہ امیر المومنین ان کی صلاح مان کر اس پر عمل پیرا ہوں اور کیا کر سکتے ہیں علاوہ بریں شخصی اور ذاتی طور پر خود امیر المومنین اور ان کے اہل بیت کو دوسروں کے مقابلہ میں اس بات کا زیادہ حق ہے کہ وہ اپنے ایک فرد کی اس فطری فضیلت و سعادت کو تسلیم کر کے اس کی برکت کے منتظر ہوں اور اس کے بارے میں جو روایت منقول ہے اس کی تصدیق کریں اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے ان کی اولاد میں ایک ایسا مرد صالح پیدا کیا ہے جس کے لیے انبیاء نے ان سے پہلے اللہ سے دعا مانگی تھی۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا مانگی:

﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَيَرِثْ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا﴾

”اے اللہ! تو مجھے اپنے پاس سے ایک ولی عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث بنے اور اے میرے رب! تو اسے

پسندیدہ اور مرغوب اخلاق والا بنا۔“

اس کے برخلاف اللہ نے خود ہی امیر المومنین کو ایسا ولی (بیٹا) عطا فرمایا ہے جو پاک مبارک مہدی اور رسول اللہ ﷺ کا ہم نام ہے اس کے علاوہ دوسرے جس شخص نے اس نام کا ادعا، باطل کیا اور مہدی کے ایسے مشتبہ لفظ کو جس میں خود ارباب غرض متخیر اور اس بد بخت تحریک کے اہل فتنوں میں مبتلا ہو چکے ہیں آڑ بنا کر اپنے لیے دعوت دی اللہ نے اس خلافت کو ان سے چھین لیا اور ان کو برباد و ہلاک کر دیا اور حق اسی کو دے دیا جو حقدار تھا اور بتا دیا کہ کون مہدی ہے اور کون اس کے دین کے انصار ہیں۔ امیر المومنین کو مناسب معلوم ہوا کہ وہ تم کو اس معاملہ سے جس پر ان کی رعایا نے اتفاق رائے کیا ہے آگاہ کر دیں۔ چونکہ امیر المومنین تم کو اپنے بیٹوں کے برابر سمجھتے ہیں اور تمہاری حفاظت، سعادت و عزت کے لیے وہی چاہتے ہیں جو وہ اپنے اور اپنی اولاد کے لیے چاہتے ہیں اس وجہ سے وہ اس بات کو تمہارے لیے مناسب سمجھتے ہیں کہ جب تم کو اپنے ابن عم کی یہ کیفیت معلوم ہو کہ سب لوگوں نے ان کی ولی عہدی پر اتفاق کر لیا ہے تو اس کی ابتداء خود تم اپنی طرف سے کرو تا کہ ہمارے خراسانی اور دوسرے تمام انصار و اعوان کو معلوم ہو کہ جس بات پر ان سب کا خود اتفاق ہو چکا ہے اسے تم نہایت خوشی سے سب سے پہلے قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو علاوہ بریں جس فضل و سعادت کا انھوں نے مہدی کے لیے اعتراف کیا ہے اور اس کی وجہ سے آئندہ جو توقعات قائم کی ہیں چونکہ تم مہدی سے قرابت قریبہ رکھتے ہو اس وجہ سے اس کا سب سے زیادہ نفع تم کو ہوگا اور تم کو سب سے زیادہ خوش بھی ہونا چاہیے امیر المومنین جو مشورہ تم کو دیتے ہیں اسے قبول کرو اس میں تمہاری فلاح و صلاح ہے۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ۔“

عیسیٰ بن موسیٰ کا ابو جعفر کے نام خط:

عیسیٰ بن موسیٰ نے اس خط کا حسب ذیل جواب لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”یہ خط عیسیٰ بن موسیٰ کی جانب سے عبد اللہ عبد اللہ امیر المومنین کے نام لکھا جاتا ہے السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔

اما بعد! مجھے آپ کا خط ملا جس میں آپ نے عوام کے اس اتفاق کا ذکر کیا ہے جو انھوں نے حق کے خلاف کیا ہے جس کی وجہ سے انہوں نے قطع قرابت و تعلقات کا گناہ اپنے سر لیا ہے اور اس عہد واثق کی خلاف ورزی کی ہے جو آپ کی خلافت اور میری ولی عہدی کے لیے لیا گیا تھا اور جس کا ایفاء سب پر یکساں طور پر لازم تھا۔ اس نا جائز کارروائی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ نے اپنے جس رشتہ نظام کو جوڑا ہے وہ قطع کر دیا جائے اپنی مخلوق میں جو یک جہتی اور اتحاد قائم کیا ہے وہ پراگندہ ہو جائے اور ہلاک و بربادی کے اسباب و علل جن کو اللہ نے پراگندہ کر دیا ہے وہ پھر جمع ہو جائیں۔ یہ اللہ کی علوشان کے مقابلہ میں ایک طرن کی گستاخی ہے اس کے فیصلہ کے خلاف اپنی طاقت کا اظہار باطل ہے اور شیطان کی اتباع ہے جو اللہ سے جھگڑا کرتا ہے اللہ اسے پچھاڑ دیتا ہے جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ اسے برباد کر دیتا ہے جو اس کے مقابلہ میں کسی شے کے حاصل کرنے کے لیے کوئی حیلہ کرتا ہے اللہ اسے ناکام و رسوا کر دیتا ہے جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے

اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے جو اللہ کے لیے انکساری کرتا ہے اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے جس بنیاد پر ہماری سلطنت کی عمارت قائم ہے وہ ایک عہد ہے جو خلیفہ سابق نے اللہ کے لیے میری ولی عہدی کے لیے کیا ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں ہم سب برابر ہیں اور اب کسی مسلمان کو اس میں دخل دینے یا تغیر و تبدل کا حق نہیں ہے کہ وہ ایک کو مان لے اور دوسرے کو تسلیم نہ کرے اگر اس کا ایفاء ضروری ہے تو اول الذکر کو آخر پر کچھ ترجیح نہیں ہے اور اگر دوسرے کے حق میں دست اندازی ہو سکتی ہے تو اس طرح پر پہلے کا حق بھی محفوظ و مصون نہ رہے گا۔ بلکہ ایسی صورت میں تو چونکہ اول الذکر خلیفہ معاہد سے متصل ہے جس نے اس کی فضیلت سوچ سمجھ کر قائم کی ہے اور اس طرح لوگوں کے گمانوں اور امیدوں کو اس کی جانب سے صاف کر دیا ہے اسے سب سے پہلے اس عدم ایفاء کا نقصان اٹھانا پڑے گا جس کا ذکر پہلے ہے وہی پہلے اس منصب سے ہٹائے جانے کا مستحق ہوگا۔ اللہ نے جو وقفہ دیا ہے اس کی وجہ سے آپ اس کے ابتلا کی مصیبت سے بے خبر نہ ہو جائیں اور لوگوں کو ایفاء عہد کے ترک کی اجازت نہ دیں یاد رکھیے کہ اگر کسی نے میرے حق یا عہد کے ترک یا نظر انداز کرنے میں آپ کی بات مان لی تو جب کبھی اسے موقع میسر ہوگا اسے آپ کے ساتھ بھی ایسا کرنے میں کوئی باک نہ ہوگا بلکہ اس وجہ سے کہ خود آپ کی طرف سے اس رسم قبیح کی بنیاد پڑے گی وہ آپ کے حق میں زیادہ بے باک اور مستعد ہوگا اس کے نتیجے پر غور کیجیے اللہ نے اپنے فضل و کرم سے جو دیا ہے اس پر راضی رہیے اور اسے مضبوطی سے تھامیں اور اس کا ہمیشہ شکر ادا کرتے رہیے۔ اللہ نے یہ سچا وعدہ کیا ہے جس میں خلاف ہو ہی نہیں سکتا کہ جو اللہ کی نعمت پر اس کا شکر کرتا ہے اللہ اس میں اور زیادتی کرتا ہے جو اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے جس نے اس کی مخالفت کا خیال تک اپنے دل میں پیدا کیا اللہ اس کی مدد سے ہاتھ اٹھالیتا ہے:

﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَغْنِيْنَ وَمَا تَخْفٰى الصُّدُوْرُ﴾

”اللہ آنکھوں اور دلوں کی چوریوں سے واقف ہے۔“

علاوہ بریں واقعات زمانہ اور افتاد موت سے ہم محفوظ نہیں ہے کیا معلوم ہے کہ اس منصب پر فائز ہونے سے پہلے ہی مجھے موت آجائے اور اس طرح آپ اس خفیہ کارروائی کی ذمہ داری سے خود ہی بچ جائیں گے اور اس خیال پر پردہ پڑ جائے گا اور اگر میں آپ کے بعد زندہ رہا تو چونکہ آپ نے میری مخالفت نہ کی ہوگی اور میرے رشتہ قرابت کو قطع نہ کیا ہو گا اور نہ میرے ساتھ اپنی دشمنی کا اظہار کیا ہوگا اس وجہ سے مجھے اس وقت آپ کے کسی خیال یا تجویز یا حکم پر عمل کرنے میں کسی قسم کا تردد نہ ہوگا۔ آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ ہر امر اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے جن کی تدبیر تقدیر اور تنقید وہ اپنی مشیت سے کرتا ہے بے شک اس باب میں شک ہی کیا ہے۔ آپ سچ فرماتے ہیں تمام معاملات اللہ کے ہاتھ ہیں تو اس شخص پر جو اس بات سے پوری طرح واقف ہے فرض ہے کہ وہ ایسا ہی عمل کرے اور تمام معاملات اللہ ہی کے سپرد کر دے آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم نے اپنی طاقت و قوت سے نہ کوئی فائدہ حاصل کیا ہے اور نہ کسی مضرت کو دفع کیا ہے۔ اگر ان امور کو ہم اپنی خواہشات نفسانی کے سپرد کر دیتے تو جس درجہ پر اللہ تعالیٰ نے ہم کو اب پہنچا دیا ہے ہم اپنی قوت و طاقت سے تو کبھی اس تک پہنچنے نہ پاتے، مگر حقیقت یہ ہے کہ جب کسی کام کے کرنے، کسی وعدہ کی ایفاء کسی

عہد کی تکمیل یا کسی بیثاق کی تاکید کا اللہ ارادہ کر لیتا ہے تو وہ تمام اسباب و علل بھی خود ہی پیدا کر دیتا ہے اور خود ہی اسے مستحکم و مکمل کر دیتا ہے جس شے میں اللہ نے تاخیر کی ہے بندوں کو یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ اسے جلد وقوع پذیر کر سکیں اور جس شے کے بروئے کار آنے کا وقت آچکا ہے اسے کوئی ملتوی نہیں کر سکتا ہاں شیطان ضرور انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طاعت سے ڈرایا اور اس کی عداوت کو ظاہر کر دیا ہے مگر پھر بھی یہ ارباب حق و طاعت کے درمیان پھوٹ ڈال دیتا ہے تاکہ ان کا اتحاد و اتفاق پر انگنہ ہو جائے اور یہ ان میں دشمنی ڈال دیتا ہے اور جب معاملات کی اصلی حقیقت ظاہر ہوتی ہے اور سخت مصیبت پڑتی ہے اس وقت شیطان ان سب سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾

”ہم نے کوئی رسول یا نبی تم سے قبل دنیا میں نہیں بھیجا مگر جب اس نے کوئی تمنا کی شیطان نے اس کی تمنا میں وسوسہ ڈال دیا تو جو وسوسہ شیطان ڈالتا ہے اللہ اسے مٹا دیتا ہے پھر اللہ اپنی نشانیاں مضبوط کر دیتا ہے اور وہ بڑا جاننے والا دانشمند ہے۔“ پھر اللہ نے اہل تقویٰ کی یوں تعریف کی ہے:

﴿إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ﴾

”جب کوئی وسوسہ شیطانی ان کے قلب پر طاری ہوتا ہے وہ اللہ کو یاد کر لیتے ہیں۔“

اور پھر ان کو سمجھ آ جاتی ہے اب اگر امیر المومنین کی نیت اور منشاء دلی اپنے پیش روؤں کے فیصلہ کی خلاف ورزی کرنا ہے تو میں آپ کو اللہ سے ڈراتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسا نہ کریں کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ اس سے قبل اپنے بیٹوں کی درخواست اور خود اپنی خواہشات کی وجہ سے ان لوگوں نے یہی کرنا چاہا تھا جس کا ارادہ اب آپ نے کیا ہے مگر پھر اچھی طرح غور و خوض کے بعد حق کو اختیار کر لیا اور دوسرے خیالات دل سے نکال ڈالے۔ ان کو معلوم تھا کہ اللہ کے فیصلہ کو کوئی روک نہیں سکتا اور نہ اس کی عطا کو کوئی رد کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ نعمتوں کے بدل جانے اور مصائب کے واقع ہو جانے سے وہ اپنے کو مامون نہیں سمجھتے تھے اسی وجہ سے انھوں نے مؤخر شے کو اختیار کیا اور موجودہ کے مقابلہ میں نتیجہ کو قبول کر لیا اور اپنے عہد و قیود میں کسی قسم کی تبدیلی پسند نہ کی اس فعل جمیل کی وجہ سے اللہ نے ان کے تمام معاملات پورے کر دیئے جو اہم واقعہ پیش آیا اللہ نے خود ہی اس کا تدارک کر دیا ان کی حکومت و اقتدار کی حفاظت کی ان کے یار اور مددگاروں کی عزت بڑھائی ان کی عمارت کو اور بلند کر دیا اور اپنی نعمتوں اور سرفرازیوں سے ان کو مالا مال کر دیا۔ اس پر وہ ہمیشہ شکر ادا کرتے رہے اللہ کو جو منظور ہوا وہ پورا ہوا حالانکہ اس کے دشمن اسے پسند نہ کرتے تھے و سلام علی امیر المومنین ورحمۃ اللہ۔“

عیسیٰ بن موسیٰ کے خط سے ابو جعفر کی برہمی:

ابو جعفر اس خط کو پڑھ کر سخت برہم ہوئے اس سے بات کرنا چھوڑ دی فوجیوں نے اس کے ساتھ زیادہ سخت کلامی اور بیہودگی

شروع کر دی۔ اسد بن المرزبان، عقبہ بن سلم اور نصر بن حرب بن عبد اللہ وغیرہ وغیرہ اس میں پیش پیش تھے۔ یہ عیسیٰ کی ڈیوڑھی پر آتے اور کسی کو اس کی ملاقات کے لیے اندر نہ جانے دیتے جب خود عیسیٰ سواری میں جاتا یہ اس کے پیچھے ہو لیتے اور کہتے کہ تو ہی وہ گائے ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَذَبْحُوْهُنَّاَوْ مَّا كُنَّا ذُوْاٰ يٰفْعَلُوْنَ۔ (آخر کار انھوں نے وہ گائے ذبح کر ڈالی حالانکہ وہ ایسا کرنے والے نہ تھے) عیسیٰ نے منصور سے آ کر ان کے اس طرز عمل کی شکایت کی اس نے کہا اے میرے بھتیجے! چونکہ یہ لوگ میرے بیٹے کی محبت میں سرشار ہو رہے ہیں اس وجہ سے ان کی طرف سے مجھے اپنی اور تمہاری دونوں کی جان کا خطرہ ہے بہتر یہ ہے کہ تم اسے اپنے پر مقدم کر دو اس طرح وہ میرے اور تمہارے درمیان مقرر ہو جائے گا تب یہ لوگ باز آ جائیں گے، عیسیٰ نے ان کی بات کے ماننے پر آمادگی ظاہر کی۔

ربیع کہتا ہے کہ جب عیسیٰ کے پاس سے منصور کو اپنے خط کا جواب موصول ہوا انھوں نے اس جواب کے آخر میں اپنے ہاتھ سے یہ جملہ لکھ دیا ”اس ولی عہدی خلافت سے کنارہ کشی کرو دنیا میں اس کا عوض تم کو ملے گا اور آخرت میں خلافت کی ذمہ داریوں کی جواب دہی سے مامون رہو گے۔“

ابو جعفر کا خالد بن برمک سے مشورہ:

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے علیحدگی کے متعلق متذکرہ بالا دو بیانیوں کے علاوہ حسن بن عیسیٰ الکاتب نے حسب ذیل واقعہ بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ جب ابو جعفر نے اس بات کا قصد کیا کہ وہ اپنے بیٹے مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ پر مقدم کر دے تو اس نے خود عیسیٰ سے اس بات کی خواہش کی مگر اس نے اسے ماننے سے انکار کر دیا جب ابو جعفر کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو انہوں نے خالد بن برمک سے بلا کر کہا کہ تم جا کر عیسیٰ سے اس بارے میں گفتگو کرو ہم سے تو اس نے قطعی انکار کر دیا ہے اور ہمیں اب کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا۔ تم سے کوئی تدبیر ہو سکتی ہو تو کرو خالد نے کہا بہتر ہے آپ تیس سربرآوردہ شیعوں کو منتخب کر کے میرے ساتھ کر دیجیے۔

خالد بن برمک کی حکمت عملی:

خالد اس جماعت کے ساتھ سوار ہو کر عیسیٰ کے پاس آیا اور انھوں نے منصور کا خط اسے دیا۔ عیسیٰ نے کہا چونکہ اللہ نے مجھے اس منصب پر فائز کر دیا ہے اس لیے اب میں خود اس سے دست بردار نہیں ہوتا خالد نے خوف و طمع کی تمام تدبیریں ختم کر دیں مگر وہ اپنے انکار پر جمار ہا۔ مایوس ہو کر خالد اس کے پاس سے باہر آ گیا۔ اس کے بعد وہ شیعہ بھی اٹھ آئے۔ خالد نے ان سے پوچھا کہ اس معاملہ میں اب آپ کیا کریں گے کہنے لگے کہ ہم اس کا خط امیر المومنین کو دے دیتے ہیں اور ہمارے اور اس کے درمیان جو واقعہ پیش آیا ہے اس کی ان کو اطلاع کر دیں گے خالد نے کہا یہ نہیں بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ عیسیٰ نے آپ کی تجویز کو قبول کر لیا ہے اور اگر بعد میں وہ اس سے انکار کرے گا تو ہم اس کے خلاف شہادت دیں گے انھوں نے کہا تم یہی کرو ہم بھی تیار ہیں خالد نے کہا بس یہ بات بالکل ٹھیک ہے اور میں امیر المومنین کو ان کے منشاء کے مطابق تصفیہ کی اطلاع دیتا ہوں یہ سب ابو جعفر کے پاس آئے خالد بھی ہمراہ تھا انھوں نے کہا کہ عیسیٰ نے اس بات کو منظور کر لیا ہے منصور نے اسی وقت مہدی کی بیعت کے لیے ایک فرمان لکھا اور اسے تمام حدود سلطنت میں ارسال کر دیا جب اس کی اطلاع عیسیٰ کو ہوئی اس نے ابو جعفر کے پاس آ کر اس معاملہ سے قطعی انکار کیا اور کہا کہ میں نے ہرگز ہرگز مہدی کو اپنے اوپر مقدم نہیں کیا ہے اور میں اس معاملہ میں آپ کو اللہ کی یاد دلاتا ہوں کہ آپ ایسا نہ کریں۔ ابو جعفر

نے اس جماعت کو بلا کر اس کے متعلق سوال کیا انھوں نے کہا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ اس نے یہ بات منظور کر لی ہے ابو جعفر نے اپنا فرمان نافذ کر دیا اور اس کا رروائی پر خالد کا شکر ادا کیا مہدی بھی ہمیشہ خالد کی اس خدمت کا اعتراف کرتا تھا اور اس معاملہ میں اس کی دانائی کی تعریف کرتا تھا۔

ابونخیلہ شاعر کی سلیمان بن عبد اللہ سے ملاقات :

عبد اللہ بن حارث بن نوفل کا مولیٰ عبد اللہ ابی سلیم کہتا ہے کہ جب ابو جعفر نے مہدی کو عیسیٰ پر مقدم کرنے کا عزم کر لیا تو اس زمانے میں ایک مرتبہ میں سلیمان بن عبد اللہ بن الحارث بن نوفل کے ساتھ سیر کے لیے جا رہا تھا اتنے میں ابونخیلہ شاعر جس کے ہمراہ اس کے دونوں بیٹے اور دونوں غلام اپنے گھر کا کچھ سامان اٹھائے ہوئے ساتھ تھے ہمیں ملا۔ ان کو دیکھ کر سلیمان بن عبد اللہ ٹھہر گیا اس نے ابونخیلہ سے پوچھا یہ کیا ہے تم کس حال میں ہو اس نے کہا میں خاندان زرارہ کے قلعہ نام ایک شخص کے پاس جو عیسیٰ بن موسیٰ کا صاحب شرط تھا مقیم تھا اس نے مجھ سے کہا کہ تم میرے پاس سے چلے جاؤ کیونکہ میں عیسیٰ بن موسیٰ کا ساختہ پر داختہ ہوں اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم نے اس بیعت کے قضیہ میں مہدی کی تعریف میں کچھ شعر کہے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اسے اس کی خبر ہو گئی تو تمہارے میرے پاس مہمان ہونے کی وجہ سے اس کی ذمہ داری مجھ پر عائد کی جائے گی اس باب میں اس نے اتنا اصرار کیا کہ مجھے وہاں سے نکلنا ہی پڑا۔

ابونخیلہ کی ابو جعفر کے دربار میں باریابی :

سلیمان نے مجھ سے کہا کہ تم ابونخیلہ کو اپنے ساتھ لے جا کر میرے مکان میں کسی اچھی جگہ ٹھہرا دو۔ خادموں سے کہہ دینا کہ وہ اس کے اور اس کے ہمراہیوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں اور خوب خاطر مدارات کریں اس کے بعد سلیمان نے ابو جعفر کو بھی ابونخیلہ کے وہ شعر سنائے جو اس نے مہدی کے لیے لکھے تھے جس روز ابو جعفر نے اپنے بیٹے مہدی کو عیسیٰ پر مقدم کر کے اس کے لیے بیعت لی ابو جعفر نے ابونخیلہ کو دربار میں بلایا اور اشعار سننے کی فرمائش کی اس نے شعر سنائے۔ سلیمان بن عبد اللہ نے ابو جعفر سے سفارش کی کہ ان اشعار کا آپ معقول صلہ دیں کیونکہ یہ بات ہمیشہ کے لیے کتابوں میں اور لوگوں کی زبانوں پر یادگار رہ جائے گی۔ اور دس ہزار درہم ان سے دلو اگر ہی چھوڑے۔

ابونخیلہ کا بیان :

ابونخیلہ کہتا ہے میں ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہوا ایک ماہ ڈیوڑھی پر حاضر رہا۔ مگر ان تک رسائی نہ ہوئی ایک دن عبد اللہ بن الربیع الحارثی نے مجھ سے کہا کہ امیر المومنین چاہتے ہیں کہ اپنے بیٹے کو ولی عہد خلافت مقرر کر دیں اور عیسیٰ پر اسے مقدم کر دیں مناسب ہوگا کہ تم ایسی نظم لکھو جس میں ان کو اس کام پر برا بھینٹے کرو اور اس میں مہدی کی فضیلت اچھی طرح ظاہر کرو۔ اس طرح ممکن ہے کہ وہ اور ان کے صاحبزادے تمہارے ساتھ کچھ سلوک کر جائیں میں نے کئی نظمیں ان کی مدح میں لکھیں اور ان کو خادموں کے سامنے پڑھا وہ ان کو یاد ہو گئیں ابو جعفر نے بھی سنا پوچھا کہ یہ کس نے کہی ہیں ان سے کہا گیا کہ ان کا قائل بنی سعد بن زید مناة کا ایک شخص ہے ابو جعفر خوش ہوئے انھوں نے مجھے بلایا میں ان کی بارگاہ میں پیش کیا گیا عیسیٰ بن موسیٰ ان کے داہنے بیٹھا تھا اور تمام بڑے فوجی اور ملکی عہدے دار دربار میں حاضر تھے جب میں ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے میں ان کو نظر آتا تھا۔ میں نے بلند آواز سے عرض کیا

امیر المومنین آپ مجھے اپنے قریب بلائیے تاکہ جو میں عرض کروں اسے آپ سن سکیں اور سمجھ سکیں انھوں نے ہاتھ کے اشارے سے قریب آنے کے لیے کہا میں بڑھتے بڑھتے ان کے بالکل سامنے جا پہنچا اور وہاں کھڑے ہو کر میں نے خوب بلند آواز سے ابتداء سے آخر تک اپنے اشعار سنائے اس وقت تمام حاضرین دربار خاموش بیٹھے میری نظم سنتے رہے اور خود منصور بہت توجہ سے میرے اشعار سن کر ان سے مزہ لیتے رہے۔

ابوخیلہ کا قتل:

جب شعر پڑھ کر میں باہر آیا تو عسقل بن شبہ نے میرے مونڈھے پر آ کر چپکے سے ہاتھ رکھا اور کہا کہ تم نے امیر المومنین کو مسرور تو کر دیا ہے اب اگر معاملہ اسی طرح رو براہ ہو گیا جیسا کہ تم چاہتے ہو اور جس کی تم نے اپنے شعر میں آرزو کی ہے تو بخدا! تم کو اس کا بہت صلہ ملے گا اور اگر معاملہ اس سے برعکس ہو گیا تو پھر تمہاری خیر نہیں پھر تم کو زمین میں دھنس کر یا آسمان پر چڑھ کر پناہ گزیں ہونا پڑے گا۔ منصور بنے والی برنے کے نام اسے صلہ دینے کا حکم لکھ بھیجا یہ رے روانہ ہوا عیسیٰ نے اپنے آدمی اس کے پیچھے لگا دیئے انھوں نے اسے راستے ہی میں جالیا اور ذبح کر کے اس کے چہرے کی کھال اتار لی اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب وہ اپنا صلہ لے کر رے سے واپس پلٹا اس وقت قتل کیا گیا۔

ولید بن محمد العنبری کی روایت:

ولید بن محمد العنبری کہتا ہے کہ عیسیٰ کے مہدی کو اپنے پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ سلم بن قتیبہ نے اس سے کہا تھا کہ تم مہدی کو اپنے پر مقدم کر کے اس کی بیعت کر لو وہ تم کو ولی عہد برقرار رکھنا چاہتے ہیں اس وجہ سے تم اس حق سے بھی محروم نہ ہو گے اور ان کی خوشی بھی ہو جائے گی عیسیٰ نے پوچھا کیا واقعی تمہاری یہ رائے ہے اس نے کہا ہاں! عیسیٰ نے کہا تو میں اس کے لیے تیار ہوں سلم نے منصور سے آ کر کہا کہ عیسیٰ اس بات کے قبول کرنے کے لیے آمادہ ہے یہ سن کر منصور بہت خوش ہوا اور اس وقت سے سلم کی وقعت ان کی نگاہ میں بہت زیادہ ہو گئی اب سب لوگوں نے مہدی اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے بیعت کر لی پہلے خود منصور نے اس معاملہ پر تقریر کی اور کہا کہ میں مہدی کو اپنے اوپر مقدم کرتا ہوں۔ اس معاملہ میں منصور نے جو وعدہ عیسیٰ سے کیا تھا اسے ایفا کیا۔

یحییٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے دستبرداری کی تیسری روایت:

اس معاملہ کے متعلق ابو جعفر کے بعض اصحاب آپس میں تذکرہ کر رہے تھے ان میں ایک سپہ سالار نے یہ بات خدا کی قسم کھا کر کہی کہ عیسیٰ کی ولی عہدی سے علیحدگی کسی ناجائز اثر یا دباؤ کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ خود عیسیٰ نے رویہ کے لالچ اور منصب خلافت کی عظمت سے ناواقفیت کی وجہ سے اپنی خوشی سے اس منصب جلیلہ کے بار عظمتی سے سبک دوشی اختیار کی جس روز اس نے علیحدگی اختیار کی میں مدینۃ السلام کے مقصورے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ابو عبیدہ مہدی کا کاتب کچھ خراسانیوں کے ساتھ ہمارے پاس آیا۔ عیسیٰ نے اس سے کہا کہ میں نے ولی عہدی کو محمد بن امیر المومنین کے لیے چھوڑ دیا ہے اور اسے اپنے اوپر مقدم کر دیا ہے ابو عبیدہ نے کہا جناب والا محض اس قدر کافی نہیں ہے بلکہ آپ یہ کہیں کہ میں اپنے حق سے خوشی کے ساتھ اس کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں نیز آپ اس معاملہ میں جو خواہش رکھتے ہوں اس کا اظہار کر دیں وہ خواہش پوری کر دی جائے گی۔

مہدی کی ولی عہدی کی تقدیم پر عیسیٰ بن موسیٰ کی رضا مندی:

عیسیٰ نے کہا اچھا عبداللہ امیر المومنین نے اپنے بیٹے محمد المہدی کو ولی عہدی میں جو تقدیم دی ہے میں اس شرط پر کہ اس کے عوض میں ایک کروڑ درہم مجھے دیئے جائیں، تین لاکھ میرے فلاں فلاں بیٹوں کو دیئے جائیں اور سات لاکھ میری فلاں بیوی کو دیئے جائیں اپنی دلی رضا مندی اور خوشی سے تیار ہوں کہ مہدی کو ولی عہد بنا دیا جائے کیونکہ وہ باعتبار اپنی اہلیت، حق، اثر و قوت کے خلافت کے بارگراں کو اٹھانے کے لیے مجھ سے زیادہ مستحق ہیں ان کی تقدیم کی وجہ سے اب آئندہ مجھے اس معاملہ میں کوئی حق نہ رہے گا اور اگر میں اس کا ادعا کروں تو وہ باطل متصور ہوگا۔

مہدی کی ولی عہدی کی تقدیم کا عہد نامہ:

اس معاہدے کو لکھتے ہوئے کئی مرتبہ وہ جملوں کو بھول جاتا تھا ابو عبیدہ اسے یاد دلاتا تھا تا کہ عہد میں کسی قسم کا قانونی نقص باقی نہ رہے۔ عہد نامہ کی تحریر کے بعد اس پر مہر اور گواہی کے ثبت کے بعد عیسیٰ نے اپنے دستخط اس پر کیے اور مہر لگا کر بہت سے لوگ اس وقت موجود تھے عہد کی تکمیل کے بعد سب لوگ باب المقصورہ سے قصر میں آئے، امیر المومنین نے بارہ لاکھ درہم کی مالیت کا خلعت عیسیٰ اور اس کے بیٹے موسیٰ کو عطا فرمایا۔

امارت کوفہ پر محمد بن سلیمان کا تقرر:

عیسیٰ بن موسیٰ تیرہ سال کوفہ اور سواد کا والی رہا اس کے بعد جب عیسیٰ نے مہدی کو اپنے اوپر مقدم کرنے سے انکار کیا تو منصور نے اسے کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان بن علی کو مقرر کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ محمد کو مقرر کرنے سے منصور کا مقصد یہ تھا کہ یہ عیسیٰ کی تحقیر و تذلیل کرے گا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ وہ ہمیشہ عیسیٰ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا رہا۔

محمد بن ابی العباس کا استعفیٰ و وفات:

اس سال ابو جعفر نے محمد بن ابی العباس اپنے بھتیجے کو بصرہ کا والی مقرر کیا، محمد نے اس عہدہ سے استعفیٰ پیش کیا جسے منظور کر لیا گیا ذی قعدۃ السلام واپس آ گیا اور وہیں مر گیا اس کی بیوی بغوم بنت علی الربیع نے ”واقبلاہ“ کہہ کر اس پر نوحہ کیا۔ ایک پہرہ دار نے ایک گٹھلی اس کی پشت پر پھینک ماری محمد بن ابی العباس کے خادم اس پر پل پڑے اور انھوں نے اس کا کام تمام کر دیا، اس مقتول کے خون کا کوئی معاوضہ نہیں لیا گیا، محمد بن ابی العباس نے بصرہ چلتے وقت عقبہ بن مسلم کو اپنا نائب مقرر کر دیا تھا منصور نے پھر اسی کو ۱۵۱ھ تک بصرہ کی ولایت پر بحال رکھا۔

امیر حج ابو جعفر منصور و عمال:

اس سال منصور کی امارت میں حج ہوا۔ ان کا چچا عبدالصمد بن علی مکہ اور طائف کا عامل تھا جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی تھا۔ محمد بن سلیمان کوفہ اور اس کے ماتحت علاقہ کا والی تھا، عقبہ بن مسلم بصرہ کا والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے، یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔



۱۴۸ھ کے واقعات

ترکوں کا آرمینیا سے فرار:

اس سال منصور نے حمید بن قحطبہ کو ان ترکوں سے لڑنے کا آرمینیا بھیجا، جنہوں نے حرب بن عبد اللہ کو قتل کر کے تغلیس میں قتل عام کیا تھا، حمید آرمینیا آیا مگر اس کے آنے سے پہلے ہی ترک تغلیس سے چلے گئے تھے، حمید واپس آ گیا اور کسی ترک سے اس کا مقابلہ نہ ہوا۔

امیر حج جعفر بن ابی جعفر منصور:

اس سال صالح بن علی نے وابق میں جہاد کے لیے چھاؤنی ڈالی مگر جہاں نہیں گیا، اس سال جعفر بن ابی جعفر منصور کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف ممالک کے صوبہ دار اس سال وہی لوگ تھے جو سنہ ماسبق میں رہے تھے۔

۱۴۹ھ کے واقعات

اس سال عباس بن محمد نے رومیوں کے علاقہ میں موسم گرما کی مہم کے ساتھ جہاد کیا۔ اس کے ہمراہ حسن بن قحطبہ اور محمد بن الاشعث بھی تھے آخر الذکر راستے ہی میں ہلاک ہو گیا۔

بغداد کی فسیل و خندق کی تکمیل:

اس سال منصور نے بغداد کی فسیل اور خندق وغیرہ کی مکمل تعمیر سے فراغت پائی۔ نیز وہ اس سال موصل کے جدید شہر کو دیکھنے آئے اور پھر مدینۃ السلام واپس چلے آئے۔

امیر حج محمد بن ابراہیم و عمال:

محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج ہوا۔ عبد الصمد بن علی مکہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ محمد بن ابراہیم مقرر کیا گیا۔ مکہ اور طائف کے علاوہ اور تمام ممالک کے صوبہ دار اس سال وہی لوگ تھے جو ۱۴۷ھ اور ۱۴۸ھ میں تھے البتہ مکہ اور طائف کا والی اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تھا۔

۱۵۰ھ کے واقعات

استاذ سیس کی بغاوت:

اس سال استاذ سیس نے صوبہ خراسان کے اضلاع ہرات، باغیس اور سجستان کے باشندوں کے ساتھ جن کی تعداد تقریباً تین لاکھ بیان کی جاتی ہے حکومت کے خلاف بغاوت برپا کی انھوں نے تقریباً سارے خراسان پر غلبہ حاصل کر لیا، اور اب آگے بڑھے اہل مرو اور ذکوان سے مقابلہ ہوا، ختم مرو ذی اہل مرو اور ذکوان کے ساتھ مقابلہ پر نکلا باغیوں نے اس کا نہایت شدید مقابلہ کیا، ختم مرو اور

اس کے ساتھ مروالروذ کے ہزار ہا آدمی گئے کئی بڑے مشہور سردار معرکہ سے بھاگ گئے ان میں معاذ بن مسلم بن معاذ، جبریل بن یحییٰ، حماد بن عمرو، ابوالنجم الجستانی اور داؤد بن کراز قابل ذکر ہیں منصور نے جو اس وقت بردان میں فروکش تھے، خازم بن خزیمہ کو مہدی کے پاس بھیجا، مہدی نے اسی کو استاذیس کے مقابلہ پر سپہ سالار مقرر کیا اور دوسرے فوجی سردار اس کے تحت کر کے اس کے ساتھ گئے۔

خازم کی ابن عبید اللہ کی شکایت:

مہدی کا وزیر معاویہ بن عبید اللہ خازم کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرتا تھا مہدی ان دنوں نسیاپور میں مقیم تھا۔ معاویہ خازم بن خزیمہ اور دوسرے اس کے تحت فوجی سرداروں کو اپنی طرف سے مختلف احکام بھیجتا رہا تھا۔ خازم نے اس کے تدارک کے لیے یہ تدبیر کی کہ بیمار پڑ گیا وہ اس وقت اپنی چھاؤنی میں مقیم تھا۔ دوا پی لی اور ڈاک کے ذریعہ مہدی کے پاس نسیاپور آیا۔ سلام کر کے خلوت چاہی، ابو عبیدہ اس وقت وہاں موجود تھا مہدی نے خازم سے کہا کہ ابو عبیدہ سے کوئی راز نہیں ہے تم جو کہنا چاہتے ہو وہ اس کے سامنے کہہ سکتے ہو۔ خازم نے اس بات سے انکار کیا اور کوئی بات اس سے نہیں کی، آخر کار ابو عبیدہ مجلس سے اٹھ کر چلا گیا اور جب تخلیہ ہو گیا تو اب خازم نے مہدی سے اس کی سخت شکایت کی اور کہا کہ یہ فرقہ داری تعصب میں مبتلا ہے اسے اور پیدا کر رہا ہے اس طرح کے خطوط اس نے مجھے اور میرے ماتحت دوسرے عہدہ داروں کو لکھے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ فوجی نظام اور اطاعت میں خرابی واقع ہو گئی ہے ہر شخص خود سر ہو کر اپنی رائے سے کام کرتا ہے، میری بات سنی نہیں جاتی ان کی اطاعت میں فرق پڑ گیا ہے۔

خازم کی شرائط کی منظوری:

جب تک کہ ایک سپہ سالار کے ذمہ تمام معاملات کی باگ نہیں ہوگی لڑائی میں کامیابی ممکن نہیں ہے تمام پڑاؤ میں صرف ایک شخص کا جھنڈا لہرائے اور کسی دوسرے عہدے دار کو اپنا نشان بلند کرنے کی اجازت نہ ہو اور اگر ہو تو اس کا اختیار سپہ سالار ہی کو رہے میں خود ان حالات میں استاذیس کے مقابلہ پر جانے کے لیے تیار نہیں ہوں البتہ اگر مجھے کامل اختیار دیا جائے ابو عبیدہ سے میرا تعلق نہ رہے مجھے اجازت ہو کہ میں اپنے ہمراہی عہدے داروں کو نشان اترادوں اور ان کو میرے ہر حکم اور ہدایت کی تسلیم کے احکام جاری ہوں تب میں اس ہم پر جانے کے لیے آمادہ ہوں۔ مہدی نے اس کی تمام باتیں منظور کر لیں۔

خازم کی فوجی ترتیب:

خازم اپنی چھاؤنی میں واپس آ گیا۔ اب اس نے باختیار خود کام کرنا شروع کیا ہر عہدہ دار کو اپنی جمعیت پر خود بخود قیادت کا حق نہیں رہا جسے چاہا اسے برقرار رکھا جسے چاہا اس منصب سے علیحدہ کر دیا ان فوجوں کو جو اس سے پہلے دشمن کے مقابلہ پر شکست یا بھوک چکی تھیں اس نے اپنے ساتھ ملا لیا مگر ان کو بطور مدد زاد تعداد بڑھانے کے لیے ساتھ لیا چونکہ ان کے دل دشمن سے مرعوب تھے اس وجہ سے اس نے اس فوج کو اپنی فوج کے عقب میں متعین کیا آگے نہیں بڑھایا اس فوج کی تعداد بائیس ہزار تھی پھر خازم نے باقاعدہ فوج کے چھ ہزار آدمی منتخب کیے اور ان کو ان بارہ ہزار چیدہ جوان مردوں کے ساتھ شامل کیا جو پہلے سے اس کی قیادت میں تھے، بکار بن مسلم العقیلی بھی منتخب شدہ سرداروں میں تھا اب خازم نے جنگ کی تیاری شروع کی اور خندق بنائی، یثیم بن شعبہ بن ظہیر کو میمنہ پر، نہار بن حصین العبدی کو میسرہ پر متعین کیا۔ بکار بن مسلم العقیلی مقدمۃ الجیش پر تھا، ترار خدا جو خراسان کے عجمی رؤسا کی اولاد میں تھا وہ

ساتھ جیش پر متعین تھا۔ زیرقان اس کا لوہا برادر اور اس کا مولیٰ تسدیم اس کا علمبردار تھا۔ اب اس نے دشمن کے خلاف ایسی مؤثر جنگی نقل و حرکت شروع کی کہ اس نے ان کو چکمہ دے کر کاٹ ڈالا یہ ساری جماعت پیدل تھی۔

استاذیس کا بکار بن مسلم پر حملہ:

اس کے بعد خازم ایک مقام پر جا کر فروکش ہو گیا وہاں اپنے گرد اس نے خندق بنالی اور تمام ضرورت اکٹھا کر کے اپنی ساری فوج خندق کے دور میں جمع کر لی اس کے چار دروازے بنائے ہر دروازے پر اپنی منتخب فوج متعین کی جس کی تعداد چار ہزار تھی بکار نے اپنے مقدمہ الجیش کے سردار کے ماتحت مزید دو ہزار فوج کردی اس طرح اٹھارہ ہزار کا تکملہ ہو گیا باغیوں کی اور جماعتیں آئیں ان کے پاس کدال، پھاوڑے اور ٹوکریاں تھیں یہ ان کو لے کر خندق کو پر کرنے اور پھر مسلمانوں کے پڑاؤ میں درآنے کے لیے بڑھے یہ جماعت اس دروازے سے خندق پر بڑھی جس پر بکار بن مسلم متعین تھا۔ دشمنوں نے بکار پر ایسا شدید حملہ کیا کہ اس کی فوج اس کی تاب مقادمت نہ لاسکی اور ان کو پسپائی کے بغیر چارہ نہیں رہا یہ فوج شکست کھا کر پیچھے ہٹی اور ترک خندق کو عبور کر کے ان پر آ پڑے بکار یہ رنگ دیکھ کر خو تیر کی طرح اس خطرہ کے مقام پر آیا۔ خندق کے دروازے پر گھوڑے سے اتر پڑا اور اپنے خاص آدمیوں کو اس نے لکارا کہ ”کیا کر رہے ہو کیا میری ہی سمت سے ہو کر دشمن مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرے گا۔“ یہ سن کر اس کے خاندان اور علاقہ کے تقریباً پچاس آدمی پیادہ پا ہو گئے انھوں نے نہایت شجاعت سے اپنے دروازے کی مدافعت کی اور دشمن کو وہاں سے بے دخل کر دیا۔

یشم بن شعبہ کو عقبی حملہ کا حکم:

جس دروازے پر خود خازم موجود تھا اس پر حریش السجستانی نام ایک شخص جو کہ استاذیس کے ہمراہ اور ان کے معاملات کا منصرم تھا حملہ آور ہوا۔ اسے اپنی سمت آتا دیکھ کر خازم نے یشم بن شعبہ صاحب مینہ کو حکم بھیجا کہ تم اپنی فوج لے کر اپنے مقابل دروازے سے وہ راستہ ترک کر کے جو بکار کے دروازے کو جاتا ہے دوسرے راستے چلے جاؤ اس وقت دشمن بکار سے لڑائی اور میری طرف پیش قدمی کرنے میں منہمک ہے جب تم ان کی حد نظر سے دور چلے جاؤ اس وقت ایک دم مڑ کر اس کے عقب سے اس پر حملہ کرنا۔

یشم بن شعبہ کا عقب سے حملہ:

اس وقت مسلمان ابوعمرو بن مسلم بن قتیہ کے طخارستان سے ان کی مدد کے لیے آنے کے متوقع بھی تھے اس وجہ سے خازم نے بکار سے کہلا بھیجا کہ جب تم کو اپنی پشت پر سے یشم بن شعبہ کی بیرقیں بڑھتی ہوئی نظر آئیں تم خوشی میں نعرہ تکبیر بلند کرنا اور کہنا کہ یہ اہل طخارستان ہماری مدد کے لیے آ پہنچے۔ یشم کی فوج نے اسی ہدایت کے مطابق عمل کیا۔ خود خازم قلب فوج کے ساتھ حریش السجستانی کے مقابلہ پر نکلا دونوں حریفوں نے تلواریں نیام سے نکالیں اور ایک دوسرے سے نہایت عزم و ثبات کے ساتھ دست و گریبان ہو گئے وہ اسی طرح کچھ دیر تک لڑتے رہے۔ اب یشم کی فوج اور جھنڈے ان کو بڑھتے ہوئے دکھائی دیئے ان کو دیکھ کر مسلمانوں نے ایک دوسرے کو سنانے کے لیے نعرہ لگایا کہ یہ دیکھو اہل طخارستان ہماری مدد کے لیے آ پہنچے۔ حریش کی فوج نیز ان لوگوں کی جو بکار بن مسلم کے مقابل نہر آ زما تھے ان جھنڈوں پر نظر پڑی تھی کہ خازم نے دشمن پر نہایت شدید حملہ کر کے ان کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا اتنے میں یشم کی فوج نے عقب سے ان پر حملہ کر دیا اور نیزوں اور تیروں سے ان کو سخت نقصان پہنچایا نہار بن

حصین اپنی فوج لے کر میسرہ کی سمت سے اور بکار بن مسلم اپنی سمت سے اپنی فوج لے کر ان پر حملہ آور ہوئے اور ان کو مار بھگا یا۔
استاذ سیس کی شکست و فرار:

ہزیمت کے بعد مسلمانوں نے دل کھول کر قتل کرنا شروع کیا صرف اس معرکہ میں دشمن کے تقریباً ستر ہزار آدمی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل اور چودہ ہزار مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر ہو گئے استاذ سیس نے جس کے ہمراہ بہت ہی تھوڑے آدمی رہ گئے تھے بھاگ کر پہاڑ میں پناہ لی۔ اس جگہ ابو عون اور عمرو بن مسلم بن قتیہ اپنی جمیعتوں کے ساتھ خازم سے آئے۔ خازم نے ان کو ایک سمت فروکش کر دیا اور کہا کہ آپ دونوں یہیں پڑے رہیں جب ہم کو ضرورت ہوگی ہم آپ کو مدد کے لیے بلا لیں گے۔
استاذ سیس کا محاصرہ و گرفتاری:

اس کے بعد خازم نے استاذ سیس اور اس کے ہمراہیوں کا محاصرہ کر لیا آخر کار انھوں نے ابو عون کے فیصلہ پر ہتھیار رکھ دیئے چونکہ سوائے اس شرط کے انھوں نے دوسری کسی شرط پر ہتھیار رکھنے کے لیے آمادگی ظاہر نہیں کی تھی اس وجہ سے مجبوراً خازم نے اسے منظور کر لیا اور ابو عون کو حکم دیا کہ تم جا کر ان سے وعدہ کر لو کہ وہ تمہاری صواب دید پر ہتھیار رکھ دیں ابو عون نے ان سے جا کر اپنی ذمہ داری کا اقرار کر لیا انھوں نے ہتھیار رکھ دیئے اطاعت قبول کرنے کے بعد اس کے حکم سے استاذ سیس اس کے بیٹوں اور غیرہ کے لوہے کی بیڑیاں ڈال دی گئیں اور دوسروں کو چھوڑ دیا گیا یہ تیس ہزار تھے۔ خازم نے بھی ابو عون کے اس تصفیہ کو برقرار رکھا اور ان کے ہر شخص کو دو دو پارچے دیئے اس نے اس فتح کی خوشخبری اور دشمن کی تباہی کی اطلاع مہدی کو لکھ بھیجی۔ مہدی نے امیر المومنین منصور کو اس کی اطلاع کی۔

محمد بن عمر کہتا ہے کہ استاذ سیس اور حریش نے ۵۰ھ میں خروج کیا اور ۵۱ھ میں استاذ سیس کو ہزیمت ہوئی۔

امارت مدینہ پر حسن بن زید کی تقرری:

اس سال منصور نے جعفر بن سلیمان کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو والی مدینہ مقرر کیا۔

جعفر الاکبر بن ابی جعفر کی وفات:

اس سال جعفر الاکبر بن ابی جعفر المنصور نے مدینۃ السلام میں وفات پائی، منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور وہ رات کے وقت قریش کی ہڑواڑ میں دفن کیا گیا۔

امیر حج عبدالصمد بن علی وعمال:

اس سال موسم گرما میں کوئی مہم جہاد کے لیے نہیں بھیجی گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال صائقہ پر منصور نے اسید کو سپہ سالار مقرر کیا تھا مگر وہ دشمن کی سر زمین پر اپنی فوج لے کر حملہ آور نہیں ہوا بلکہ مرج وابق میں پڑا رہا اس سال عبدالصمد بن علی بن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عامل مکہ اور طائف کی امارت میں حج ہوا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سال ان مقامات کا عامل محمد بن ابراہیم بن محمد تھا اور مدینہ کا والی حسن بن زید العلوی تھا۔ محمد بن سلیمان بن علی کوفہ کا والی تھا، عقبہ بن سلم بصرہ کا والی تھا، سوار بصرہ کے قاضی تھے، یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

۱۵۱ھ کے واقعات

عمر بن حفص کی امارت سندھ سے علیحدگی:

اس سال قوم کرک نے بندرگاہ جدہ پر براہ سمندر غارت گری کی، نیز اس سال عمر بن حفص بن عثمان بن ابی صفرہ سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر کے افریقیا کا والی مقرر کیا گیا اور اس کی جگہ سندھ پر ہشام بن عمرو التغلی والی مقرر ہوا۔ اس عزل و نصب کے اسباب اور واقعات ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔

منصور نے عمر بن حفص الصفری ہزار مرد کو سندھ کا صوبہ دار مقرر کیا یہ مدینہ میں محمد بن عبداللہ اور بصرہ میں ابراہیم بن عبداللہ کے خروج تک اپنے فرائض بخوبی انجام دیتا رہا۔ محمد بن عبداللہ نے خروج کرنے کے بعد اپنے بیٹے عبداللہ الاشتر کو چند یدویوں کے ساتھ بصرہ بھیجا اور ہدایت کی کہ وہاں سے نہایت عمدہ تیز رو گھوڑے خرید کر عمرو بن حفص کے پاس سندھ چلے جاؤ اس شخص کے پاس بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ بھی منصور کے ان سپہ سالاروں میں تھا جنہوں نے محمد کے لیے بیعت کی تھی اور نیز اس لیے کہ یہ آل ابی طالب کی طرف رجحان قلبی رکھتا تھا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی جماعت کو عمر بن حفص کی امان:

یہ جماعت ابراہیم بن عبداللہ کے پاس بصرہ آئی یہاں انہوں نے بہت سے اعلیٰ درجہ کے گھوڑے خریدے سندھ میں عمدہ گھوڑوں کی نہایت قدر و قیمت تھی یہ بحری راستے سے سندھ آئے اور عمر بن حفص کے پاس پہنچے اور بیان کیا کہ نخاس میں ہمارے پاس نہایت عمدہ گھوڑے ہیں، عمر نے کہا کہ وہ گھوڑے میرے سامنے پیش کیے جائیں انہوں نے وہ گھوڑے اس کے سامنے پیش کیے۔ جب یہ لوگ عمر کے قریب آ گئے تو ان میں سے کسی نے کہا کہ مجھے اپنے پاس آنے دیجئے میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اس نے پاس بلا لیا اس شخص نے کہا کہ ہم آپ کے پاس ایسی شے لے کر آئے ہیں جو آپ کے لیے ان گھوڑوں سے بہتر ہے اور جس میں آپ کی دنیا اور دین دونوں کی بھلائی ہے آپ ہمیں ان دو شرطوں پر امان دیجیے ایک یہ کہ یا تو جس غرض سے ہم آپ کے پاس آئے ہیں آپ اسے قبول فرمائیں اور یا اگر قبول نہ کریں تو آپ اس وقت اس معاملہ کو بالکل پوشیدہ رکھیں اور ہمیں کوئی اذیت اس کی وجہ سے نہ دیں ہم پھر خود ہی آپ کے علاقہ سے واپس چلے جائیں گے۔

عمر بن حفص کی عبداللہ بن محمد کی بیعت:

عمر نے ان کو امان دی انہوں نے کہا کہ ہم گھوڑے لے کر آپ کے پاس نہیں آئے بلکہ یہ دیکھتے رسول اللہ ﷺ کے پوتے عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پاس موجود ہیں۔ ان کے والد نے ان کو آپ کے پاس بھیجا ہے انہوں نے مدینہ میں خروج کر دیا ہے اور اپنی خلافت کی دعوت عام دے دی ہے ان کے بھائی ابراہیم نے بصرہ میں خروج کر کے اس پر قبضہ کر لیا ہے، عمر نے ان کی دعوت پر خوشی خوشی لبیک کہا اور محمد کے لیے ان کی بیعت کر لی۔ عبداللہ بن محمد کے لیے حکم دیا کہ اسے ہمارا مہمان بنایا جائے چنانچہ وہ اسی کے پاس فروکش ہو گیا عمر نے اپنے اہل خاندان اور خاص سرداروں اور اپنے علاقہ کے سربراہ و دروہ لوگوں کو محمد کی

بیعت کی دعوت دی جسے انھوں نے قبول کر لیا اور بیعت کر لی اب ان سب نے سفید جھنڈے اور نشانات اختیار کیے، سفید قبائیں اور سفید کلاہیں پہننا شروع کیں اور منبر پر پہننے کے لیے بھی سفید ہی لباس مہیا کر لیا ایک جمعرات کے دن اس نے اس سفید لباس کا اہتمام کیا۔

عمر بن حفص کا عبداللہ بن محمد کو مشورہ:

بدھ کے دن بصرہ سے ایک تباہ کن جہاز سندھ آیا اس میں عمر بن حفص کی بیوی خلیدہ بنت المعارق کا ملازم پیامبر عمر کے نام ایک خط لے کر آیا جس میں اسے محمد بن عبداللہ کے قتل کی اطلاع دی گئی تھی، عمر نے عبداللہ بن محمد سے آکر یہ واقعہ بیان کیا اور اس کے باپ کی ہلاکت پر تعزیت کی اور کہا کہ میں نے آپ کے والد کے لیے بیعت کی تھی مگر اب ان کے ساتھ یہ واقعہ پیش آ گیا، عبداللہ نے کہا میرا معاملہ اب شہرت پذیر ہو چکا ہے، میرا پتہ معلوم ہو گیا ہے اب میرے خون کی ذمہ داری تمہاری گردن پر ہے اب تم جیسا مناسب خیال کرو اپنے لیے راستہ اختیار کرو چاہے میری حفاظت کرو یا اس سے دست بردار ہو جاؤ۔ عمر نے کہا ایک بات میرے خیال میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں سندھ کا ایک بڑا زبردست رئیس ہے جس کا ملک وسیع اور جس کی رعایا کثیر ہے۔ یہ باوجود شرک کے رسول اللہ ﷺ کی حد درجہ تعظیم و تکریم کرتا ہے اور اپنے عہد کا پکا ہے میں اسے بلا کر تمہارے اور اس کے درمیان رشتہ مودت قائم کر دیتا ہوں اور تم کو اس کے پاس بھیج دوں گا تم وہیں رہنا اس کے ساتھ قیام کی حالت میں تم پر کسی کی دسترس نہیں ہو سکے گی۔

عبداللہ بن محمد کی جماعت:

عبداللہ نے کہا جو آپ مناسب خیال کرتے ہوں اس پر عمل کیجیے عمر نے اپنی تجویز پر عمل کیا عبداللہ اس رئیس کے پاس چلا گیا، اس نے اس کی بڑی تعظیم خاطر داری اور تواضع کی اور بہت سلوک کیا، اب زیدی رفتہ رفتہ اس کے پاس پہنچ کر قیام پذیر ہونے لگے اس طرح چار سو اچھے ذی اثر مدبر، بہادر اور علماء اس کے پاس جمع ہو گئے۔ عبداللہ ان کی معیت میں سیر و شکار کے لیے شہزادوں کی طرح پورے ترک و احتشام کے ساتھ سواری میں نکلتا تھا۔

عمر بن حفص کے ایک رشتہ دار کا قتل:

جب محمد اور ابراہیم دونوں مارے گئے تو عبداللہ الاشرقی اطلاع منصور کو ہوئی منصور نے اسے بڑی اہمیت دی اسے سخت غصہ آیا اس نے عمر بن حفص کو اپنی اطلاع لکھی بھیجی، عمر نے اپنے تمام رشتہ داروں کو جمع کر کے منصور کا خط سنایا اور کہا کہ اگر میں اس واقعہ کا اقرار کرتا ہوں تو وہ فوراً مجھے معزول کر دیں گے اگر ان کے پاس جاؤں قتل کر دیں گے اگر مقابلہ کروں تو وہ لڑ پڑیں گے، اس کے خاندان کے ایک شخص نے کہا کہ تم اس واقعہ کی تمام ذمہ داری میرے سر ڈال دو اور اسی وقت اس کی اطلاع امیر المومنین کو لکھ بھیج دو فوراً مجھے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دو اور قید کر دو وہ یقینی میری حاضری کا حکم دیں گے تم مجھے بھیج دینا میرا خیال ہے کہ سندھ میں جو قوت و دبدبہ تم کو حاصل ہے، نیز بصرہ میں تمہارے خاندان کا جو اعزاز اور اثر ہے اس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وہ میرے خلاف کوئی کارر

وائی نہیں کریں گے، عمر نے کہا تمہارا خیال غلط ہے مجھے تمہارے متعلق اس کے بالکل برعکس معاملہ کا اندیشہ ہے وہ کہنے لگا اگر میں مارا گیا تو میں بخوشی اس کے لیے تیار ہوں کہ میری جان تم پر قربان ہو جائے اگر زندہ رہا تو یہ عطیہ خداوندی سمجھوں گا، عمر نے اس کے قید کرنے کا حکم دے دیا وہ جیل میں ڈال دیا گیا پھر اس نے منصور کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی منصور نے اس کی حاضری کا حکم بھیجا جب یہ اس کے سامنے پیش ہوا انہوں نے اسے قتل کرادیا۔

امارت سندھ پر ہشام بن عمرو کا تقرر:

اس کے بعد وہ ایک طویل مدت تک غور کرتے رہے کہ کسے سندھ کا حاکم مقرر کریں کبھی کسی کا نام لیتے اور پھر خاموش ہو جاتے ایک دن سیر کے لیے جا رہے تھے ہشام بن عمرو ان کے ہمراہ تھا منصور جب تک اس روز سواری میں رہے اسے غور سے دیکھتے رہے اپنی فرد گاہ واپس آ کر جب کپڑے اتار دیئے تو ربیع نے آ کر ہشام کی باریابی کی اجازت چاہی منصور نے کہا کہ ابھی وہ میرے ساتھ تھا طے کی ایسی کیا ضرورت پیش آئی ربیع نے کہا اسے ایک نہایت اہم بات آپ سے عرض کرنا ہے، منصور ایک کرسی منگوا کر اس پر بیٹھ گئے اور اب ہشام بن عمرو کو باریاب کیا، اس نے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ جب سواری سے میں اپنے مکان واپس گیا تو میری فلاں بہن بنت عمرو میرے سامنے آئی اس کے حسن و جمال، ذہانت و فراست اور تقویٰ کو دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ تو امیر المومنین کے لائق ہے، اب میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ اسے آپ کے نذر کروں منصور دیر تک سر جھکائے بید سے زمین کھرچتے اور سوچتے رہے اور پھر کہا کہ اچھا اس وقت تو جاؤ جو فیصلہ ہوگا اس کے متعلق میرا حکم تم کو بعد میں مل جائے گا۔ اس کے جانے کے بعد منصور نے ربیع کو خطاب کر کے کہا اگر بنی تغلب کی ہجو میں جریر نے یہ شعر۔

لا تطلبن حوٰلة فی تغلب فالزنج اکرم منهم احوالا

”بنی تغلب میں کبھی اپنا نا نہال مت بتانا کیونکہ نا نہالی رشتہ داروں کی حیثیت میں زنگی ان سے کہیں اچھے ہیں۔“

نہ کہا ہوتا تو میں ضرور اس کی بہن سے شادی کر لیتا۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر اس سے میری اولاد ہوئی تو اس شعر کی وجہ سے ان کو عار آئے گا اچھا تم خود جاؤ اور اس سے جا کر کہو کہ امیر المومنین کہتے ہیں کہ اس رشتہ مناکحت کے علاوہ اگر امیر المومنین سے کچھ اور چاہتے ہو تو بیان کرو امیر المومنین اس کے قبول کرنے میں دریغ نہ کریں گے اگر آئندہ خود مجھے اس رشتہ مناکحت کی ضرورت ہوگی تو میں تمہاری تجویز قبول کروں گا، خدا تم کو اس کی جزائے خیر دے، میں اس بات کے عوض میں تم کو سندھ کا والی مقرر کرتا ہوں، تم اس رئیس سے مراسلت کرنا اگر وہ تمہاری اطاعت منظور کر لے اور عبد اللہ بن محمد کو تمہارے حوالے کر دے تو بہتر ہے ورنہ تم اس کے خلاف جنگ کرنا۔

امارت افریقیا پر عمر بن حفص کا تقرر:

دوسری طرف منصور نے عمر بن حفص کو افریقیا کا والی مقرر کر کے اسے اس کے متعلق حکم بھیج دیا، ہشام بن عمرو انغلی نے سندھ آ کر اپنے عہدے کا جائزہ لے لیا اور عمر بن حفص بعید المسافت ممالک طے کر کے افریقیا پہنچ گیا، سندھ آ کر ہشام کا جی نہ چاہا

کہ وہ عبداللہ کو پکڑ لے مگر دکھاوے کے طور پر وہ اپنے مصاحبین سے کہتا رہا کہ میں اس رئیس سے اس معاملہ میں خط و کتابت کر رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ صلح و آشتی سے کام نکل جائے اسی وجہ سے میں اپنی تحریر میں نرم لہجہ اختیار کرتا ہوں تاکہ جنگ کی نوبت نہ آنے پائے ابو جعفر کو اس کے دیدہ و دانستہ تساہل کی مسلسل اطلاعاتیں ملیں انھوں نے اپنے خط میں اس معاملہ کے لیے بار بار اسے اصرار سے لکھا کہ اس پر جلد عمل کرو۔

سفنج کی روانگی سندھ:

اسی اثناء میں سندھ کے ایک علاقہ میں کسی شخص نے شورش برپا کی ہشام نے اپنے بھائی سفنج کو باغیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا یہ اپنی فوج لے کر اس سمت چلا جس راستے سے یہ پیش قدمی کر رہا تھا وہ اس رئیس کی سرحد سے بالکل ملحق واقع ہوا تھا سفنج بڑھا چلا رہا تھا کہ اسے ایک غبار بلند ہوتا ہوا نظر آیا اصل میں تو یہ غبار عبداللہ بن محمد کی سواری کا تھا مگر سفنج کو یہ خیال گذرا کہ یہ اس دشمن کا مقدمہ الحیش ہے جس کے مقابلہ پر یہ جا رہا ہے اس خیال کی بنا پر دریافت حقیقت کے لیے اس نے اپنے طلایع روانہ کیے انھوں نے آکر بیان کیا کہ یہ وہ دشمن تو نہیں ہے جس کے مقابلہ کے لیے آپ جا رہے ہیں یہ عبداللہ بن محمد الاشتر العلوی سیر کے لیے دریائے سندھ کے کنارے کنارے جا رہا ہے۔

عبداللہ بن محمد اور اس کی جماعت کا خاتمہ:

یہ سنتے ہی سفنج نے اس کی گرفتاری کے لیے اس سمت جانے کا ارادہ کر لیا اگرچہ اس کے مشیروں نے کہا بھی کہ یہ ابن رسول اللہ ﷺ ہیں آپ خود جانتے ہیں کہ آپ کے بھائی نے عمداً ان سے کنارہ کشی کی تاکہ ان کے خون کا وبال اسے اپنے سر نہ لینا پڑے علاوہ بریں وہ آپ کے مقابلہ پر نہیں آئے بلکہ محض سیر و تفریح کے لیے نکلے ہیں اور آپ خود بھی ان کے مقابلے کے لیے نہیں آئے ہیں بلکہ دوسرے کے لیے آئے ہیں مناسب ہے کہ آپ ان سے اعراض کریں اور ان کو نہ چھیڑیں مگر سفنج نے کہا میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا ان کو پکڑ کر ان کی گرفتاری اور قتل کو منصور کی خدمت میں ذریعہ تقریب و رسوخ بنالے لہذا میں خود ہی کیوں اس موقع سے فائدہ نہ اٹھاؤں عبداللہ کے ہمراہ اس وقت دس آدمی تھے۔ سفنج ان کی طرف بڑھا اس نے اپنے مشیروں کی مداخلت کی مذمت کی اور عبداللہ پر حملہ کر دیا۔ عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے بہادری سے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا لڑے اور سب کے سب مارے گئے ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ بچا جو اس واقعہ کی جا کر اطلاع دیتا چونکہ عبداللہ دوسرے مقتولین میں خلط ملط پڑا ہوا تھا اس وجہ سے سفنج کو اس کا پتہ نہ چلا مگر اس کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس خوف سے کہ اس کا سر کاٹ لیا جائے قتل کے بعد اس کے ساتھیوں نے اسے دریائے سندھ میں ڈال دیا۔

سندھ کے رئیس پر حملہ کرنے کا حکم:

ہشام بن عمرو نے اس فتح کی اطلاع کے لیے منصور کی بارگاہ میں ایک عریضہ ارسال کیا اور اس میں یہ ظاہر کیا کہ میں خود ارادتا اس کے مقابلہ پر گیا تھا۔ منصور نے اپنے جواب میں اس کی اس کارروائی کو خوب سراہا اور ہدایت کی کہ اب تم اس رئیس کے

خلاف جنگ کرو جس نے عبداللہ بن محمد کو پناہ دی تھی اور یہ اس لیے کہ عبداللہ نے اس رئیس کے ہاں قیام کے زمانے میں چند لونڈیاں رکھی تھیں ان میں ایک کے ہاں محمد بن عبداللہ جو ابوالحسن محمد العلوی ابن الاشر کے نام سے مشہور ہے پیدا ہوا تھا سفنج اس رئیس سے لڑا اس پر فتح یاب ہوا اس نے اس کی ریاست پر قبضہ کر لیا اور اس رئیس کو قتل کر دیا، اس نے عبداللہ بن محمد کی ام ولد کو مع اس کے فرزند کے منصور کی خدمت میں بھیج دیا۔ منصور نے اپنے والی مدینہ کو اس لڑکے کی صحت نسب لکھ بھیجی اور خود اسی بچے کو بھی اس کے پاس بھیج دیا اور لکھا کہ تم آل ابی طالب کو جمع کر کے میرا یہ خط جو اس بچے کی صحت نسب کے متعلق ہے سنا دینا اور اسے اس کے اعزاء کے سپرد کر دینا۔

مہدی کی بغداد میں آمد:

اس سال ماہ شوال میں منصور کا بیٹا مہدی خراسان سے ان کے پاس آیا۔ مہدی کی ملاقات اور اس کے کامیاب واپس آنے پر منصور کو مبارک باد دینے کی غرض سے منصور کے تمام اعزاء، شام، کوفہ اور بصرہ وغیرہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، مہدی نے صلہ کے طور پر نقد لباس اور سواریاں ان کو دیں۔ منصور نے بھی ان کے ساتھ یہی سلوک کیا اور ان میں سے بعض کو مہدی کا مصاحب مقرر کیا اور ان کا پانچ پانچ سو درہم منصب مقرر کر دیا۔



رصافہ اور رافقہ کی تعمیر

اس سال منصور نے اپنے بیٹے مہدی کے لیے مدینۃ السلام کے مشرق میں رصافہ کی تعمیر شروع کی۔ جب مہدی خراسان سے آیا تو منصور نے اس کو جانب شرق فروکش کیا اور اس کے لیے رصافہ بنوایا۔ اس کی ایک فصیل اور خندق بنوائی میدان قائم کیا اور اس میں باغ لگوایا نیز اس کے لیے پانی جاری کر دیا چنانچہ پانی نہر مہدی سے رصافہ پہنچا تھا۔ راوندیہ فتنہ کے متعلق ابو جعفر کی قسم بن العباس سے گفتگو:

اس واقعہ کے متعلق دوسری روایت یہ ہے کہ جب راندویہ جماعت نے منصور کے حکم کے خلاف شور و شغب برپا کیا اور باب الذہب پر منصور سے ان کی لڑائی ہوئی تو قسم بن العباس بن عبید اللہ بن العباس جوان دنوں بہت ضعیف العمر ہو چکا تھا اور جس کی سب لوگ بہت عزت کرتے تھے منصور سے ملنے آیا منصور نے اس سے کہا آپ نے دیکھا کہ یہ سپاہی کس طرح ہم پر شیر بن گئے، مجھے تو یہاں تک اندیشہ ہو گیا تھا کہ اگر ان سب میں اتفاق رائے ہو گیا تو حکومت ہی ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی اس معاملہ میں آپ کا کیا مشورہ ہے، اس نے کہا ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے مگر وہ ایسی ہے کہ اگر میں آپ کے سامنے اس کا اظہار کر دوں تو سارا معاملہ خراب ہو جائے گا اور اگر آپ مجھے میری اپنی تجویز پر عمل کرنے کی اجازت دیں تو میں اسے کر گزروں گا اس طرح آپ کی خلافت پائیدار و مستحکم ہو جائے گی اور فوج پر آپ کا رعب و داب قائم رہے گا، منصور کہنے لگے، کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ میری خلافت کے عہد میں تم کوئی کام میرے علم کے بغیر کر گزرو، یہ ممکن نہیں، قسم نے کہا کیا اپنی حکومت کے بارے میں آپ کو میری نیت پر کچھ شبہ ہے؟ اگر آپ کا ایسا خیال ہے تو آپ مشورہ ہی کیوں لیتے ہیں اور اگر آپ مجھ پر کامل اعتماد رکھتے ہیں تو پھر آپ مجھے میری تجویز کو عمل میں لانے کی اجازت دیں اور اس کے لیے مجھے اختیار رکھی دے دیں، منصور نے کہا اچھا جو تم نے سوچا ہے اسے بروئے کار لاؤ۔

قسم بن العباس کی حکمت عملی:

اس ملاقات کے بعد قسم اپنے مکان آیا اپنے غلام کو بلا کر کہا کہ کل میرے دربار میں جانے سے پیشتر تم امیر المومنین کے قصر میں جا بیٹھنا جب تم دیکھو کہ میں وہاں آ گیا ہوں اور اپنے ذی رتبہ، مسروں میں پہنچ گیا ہوں تم آ کر میرے خچر کی باگ پکڑ کر مجھ سے ٹھہرنے کی درخواست کرنا اور اس کے لیے تم مجھے رسول اللہ ﷺ، عباس اور امیر المومنین کے حق کا واسطہ دے کر قسم دینا جب میں رک جاؤں گا اور تمہاری درخواست کو سن کر اس کا جواب دے لوں گا اس کے بعد میں تم کو سخت جھڑکی دوں گا اور برا بھلا کہوں گا تم ان باتوں سے پریشان نہ ہو جانا اور پھر مجھ سے اپنی درخواست بیان کرنا اس وقت میں تم کو گالیاں دوں گا اس سے بھی تم خائف نہ ہونا اور پھر اپنی بات پر اصرار کرنا اس وقت میں تم کو اپنے کوڑے سے ماروں گا اسے بھی برداشت کرنا اور پھر پوچھنا کہ یمن اور مصر میں کون شریف تر ہے جب میں اس بات کا جواب دے دوں اس وقت تم میرے خچر کی باگ چھوڑ دینا اور پھر تم آزاد ہو۔

یحییٰ و مضری مناقشت:

اس کے غلام نے دوسرے دن صبح یہی کیا کہ وہ امیر المومنین کے قصر میں اسی جگہ جا بیٹھا، جہاں بیٹھنے کا اس کے آقا نے حکم دیا تھا جب قسم قصر آیا تو اس غلام نے اس کے ساتھ وہی کیا جس کی اسے ہدایت کر دی گئی تھی پھر قسم نے پوچھا کیا کہنا چاہتے ہو اس نے کہا بتائیے کہ قبیلہ یمن اور مضری کون اشرف ہے؟ قسم نے کہا مضر وہ قبیلہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے اسی میں کلام اللہ نازل ہوا اسی میں بیت اللہ واقع ہے اور ہمارے خلیفہ بھی بنی مضر سے ہیں یہ جواب سن کر یمنی سرداروں نے بہت پیچ و تاب کھایا کہ اس نے ہمارے شرف کی کوئی بات بھی بیان نہیں کی بلکہ ایک یمنی سردار نے کہہ دیا کہ یہ بات غلط ہے کہ یمن میں کوئی خوبی یا شرف موجود ہی نہیں ہے پھر اس نے اپنے غلام سے کہا کہ تم اس بڑھے کے خچر کی باگ پکڑ کر اس کو سختی سے جھکا دے کر رو کو اور جب تک کہ وہ اس معاملہ میں تمہارا اطمینان بخش جواب نہ دے اسے آگے نہ بڑھنے دو۔

فوج میں افتراق:

غلام نے اپنے آقا کے حکم کی بجا آوری میں اس زور سے اس کے خچر کو روکا کہ قریب تھا کہ وہ پچھلے پیروں بیٹھ جائے یہ گستاخی دیکھ کر مضری سردار سخت برہم ہوئے اور کہنے لگے غضب ہے کہ ہمارے شیخ کی ایسی توہین کی جائے ان میں سے ایک سردار نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ تو اس غلام کا (جس نے قسم کو روکا تھا) جا کر ہاتھ کاٹ دے اس غلام نے جا کر یمنی کے غلام کا ہاتھ کاٹ دیا اب کیا تھا اس واقعہ سے دونوں فریق ایک دوسرے سے متنفر ہو گئے، قسم نے اپنے خچر کی باگ موڑی اور ابو جعفر کے پاس چلا آیا، فوج میں افتراق پیدا ہو گیا کئی فریق بن گئے، مضر کا ایک فرقہ، یمن کا ایک، خراسانیوں کا ایک اور بنی ربیعہ کا ایک فرقہ ہو گیا تھا۔

قسم بن العباس کا رصافہ تعمیر کرنے کا مشورہ:

قسم نے ابو جعفر سے جا کر کہا کہ لیجیے میں نے آپ کی فوج میں پھوٹ ڈال دی ہے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں اس طرح اب ہر فرقہ آپ کے خلاف کارروائی کرنے سے اس لیے ڈرتا رہے گا کہ آپ دوسری جماعت کی مدد سے اسے کچل دیں گے اب صرف ایک بات اور باقی ہے، منصور نے پوچھا وہ کیا اس نے کہا کہ آپ اپنے بیٹے کو دریا کی دوسری سمت ایک قصر میں فروکش کر دیجیے اسے اور اس کے ساتھ اپنی فوج کا ایک حصہ اس قصر میں منتقل کر دیجیے اس طرح آپ کے پاس دو علیحدہ شہر ہو جائیں گے تاکہ اگر اس کنارے کے باشندے کبھی آپ کے خلاف سراٹھائیں تو آپ دوسرے کنارے کے باشندوں سے ان کا مقابلہ کر سکیں اور اگر اس کے برعکس ہو تو اس کنارے والوں سے ان کا مقابلہ کریں اگر کبھی بنی مضر آپ کے خلاف ہو جائیں تو آپ یمن، خراسانی اور ربیعہ کے ساتھ ان کا مقابلہ کریں اور جب یمن مخالف ہوں تو اپنے مطیع بنی مضر وغیرہ کی مدد سے آپ ان کا مقابلہ کریں۔

رصافہ تعمیر کرنے کی وجہ:

منصور نے اس رائے کو قبول کر لیا، اس پر عمل کرنے سے اس کی حکومت مستحکم و استوار ہو گئی اصل میں یہ وجہ ہوئی جس کے لیے منصور نے دجلہ کے شرقی ساحل اور رصافہ میں عمارتیں بنائیں اور فوجی سرداروں کو علیحدہ علیحدہ بسایا۔ منصور نے صالح صاحب المصلیٰ کو جانب شرقی کی حد بندی، تقسیم شوارع اور تعمیر کا متولی مقرر کیا جس طرح کہ ابو العباس الطوسی کو انھوں نے مغربی سمت کا مہتمم تعمیرات مقرر کیا تھا، باب الجسر، سوق یحییٰ، مسجد خیر، رصافہ اور دجلہ کے کنارے زوار یق کی سڑک پر اس کی قابل تعمیر

زمینیں موجود ہیں یہ وہ زمین ہے جو محلوں اور احاطوں سے زاید بچ رہی تھی اور اسے اس نے اپنے لیے مانگ لیا تھا، صالح خراسان کا باشندہ تھا۔

محمد المہدی و عیسیٰ بن موسیٰ کی تجدید بیعت:

اس سال منصور نے اپنے بعد اپنے بیٹے محمد المہدی اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے اپنے تمام خاندان سے بیعت کی تجدید کرائی۔ ایک جمعہ کو انھوں نے اس غرض سے دربار منعقد کیا تمام اہل خاندان کو دربار میں اذن دیا بیعت کے بعد ہر شخص منصور اور مہدی کے ہاتھ کو بھی بوسہ دیتا، مگر عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ کو صرف چھو لیتا اور بوسہ نہیں دیتا۔

سلم کی بحرین پر فوج کشی:

اس سال عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا، اس سال عقبہ بن سلم بصرہ پر اپنے بیٹے نافع بن عقبہ کو اپنا نائب مقرر کر کے بحرین آیا یہاں اس نے سلیمان بن حکیم العبدی کو قتل کر کے اہل بحرین کو لونڈی غلام بنالیا۔ ان میں سے بعض لونڈی غلاموں اور کچھ جنگی قیدیوں کو اس نے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا ابوجعفر نے ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور بقیہ مہدی کو بخش دیئے، مہدی نے ان پر احسان کر کے ان کو آزاد کر دیا اور ہر ایک مرد کو دو پارچے دیئے۔ اس کے بعد عقبہ بن سلم بصرہ کی ولایت سے علیحدہ ہو گیا۔

سلم کے خلاف تحقیقات:

اسد بن المرزبان کی جاریہ افریک بیان کرتی ہے کہ اس قتل عام کے بعد منصور نے تحقیق حال کے لیے اسد بن المرزبان کو سلم بن عقبہ کے پاس بحرین بھیجا تا کہ اس کے اعمال و احکام کی جانچ پڑتال کرے، سلم نے خوشامد درآمد سے اسے اپنا ہمدرد بنالیا اسد نے اس سے کوئی جواب طلب نہیں کیا بلکہ اس کے اعمال کی پردہ پوشی کی، منصور کو اس کی اطلاع ہوئی نیز انھیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اسد نے اس معاملہ میں رشوت لی ہے انھوں نے ابوسوید الخراسانی کو جو اسد کا گہرا دوست اور رشتے کا بھائی تھا، اسد کے پاس بھیجا جب یہ ڈاک کے ذریعہ آتا ہوا دکھائی دیا تو اسد بہت خوش ہوا اگرچہ یہ عقبہ کے پڑاؤ کی ایک سمت فروکش تھا مگر وہ عرصہ تک اس کی ملاقات ہی کے لیے نہیں گیا اور کہنے لگا کہ کیا ہے وہ میرا دوست ہے خود ابوسوید اس کے پاس پہنچا۔

اسد بن المرزبان کا انجام:

اسد مستعدی سے اس کے استقبال کے لیے اٹھنے لگا مگر ابوسوید نے کہا آپ بیٹھے رہیے۔ اسد بیٹھ گیا ابوسوید نے اس سے پوچھا جو حکم میں دوں گا تم اسے بلا حجت مان لو گے، اس نے کہا جی ہاں! ابوسوید نے کہا ہاتھ پھیلاؤ، اس نے ہاتھ پھیلا دیا ابوسوید نے ایک ہی وار میں اسے قطع کر دیا، پھر اس نے پاؤں آگے کیا، پھر دوسرا ہاتھ اور پھر دوسرا پاؤں، اسی طرح جب اس نے باری باری سے چاروں ہاتھ پاؤں قطع کر دیئے تو اب کہا کہ گردن آگے کرو اس نے گردن بڑھا دی ابوسوید نے گردن اڑادی۔ افریک کہتی ہے کہ میں نے اس کا سر لے کر اپنی گود میں رکھ لیا ابوسوید نے وہ مجھ سے چھین کر منصور کے پاس بھیج دیا اسد کے مرنے کے بعد اپنے مرنے تک افریک نے گوشت نہیں کھایا۔

واقعی کہتا ہے کہ اس سال ابوجعفر نے معن بن زائدہ کو بختان کا والی مقرر کیا۔

امیر حج محمد بن ابراہیم:

اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج ہوا، محمد بن ابراہیم مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ حسن بن زید مدینہ کا والی تھا۔ محمد بن سلیمان بن علی کوفہ کا والی تھا۔ جابر بن توبہ الکلابی بصرہ کا والی تھا۔ سوار بن عبد اللہ بصرہ کے قاضی تھے۔ یزید حاتم مصر کا والی تھا۔

۱۵۲ھ کے واقعاتحمید بن قحطہ کی کابل پر فوج کشی:

اس سال خارجیوں نے لیست جستان میں معن بن زائدہ کو قتل کر دیا۔ اس سال حمید بن قحطہ نے جسے منصور نے ۱۵۲ھ میں خراسان کا والی مقرر کیا تھا۔ کابل پر جہاد کیا۔ عبد الوہاب بن ابراہیم کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے روانہ ہوئی مگر یہ فوج درہ سے آگے نہ بڑھی۔ یہ بھی بیان کیا گیا کہ اس سال موسم گرما کی مہم محمد بن ابراہیم کی قیادت میں جہاد کے لیے گئی تھی۔ منصور نے جابر بن توبہ کو بصرہ کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ یزید بن منصور کو مقرر کیا۔

ہاشم بن الاشثانج کی سرکشی و قتل:

اس سال ابو جعفر نے ہاشم بن الاشثانج کو جس نے افریقیہ میں سرکشی و نافرمانی کی تھی، قتل کیا یہ اور خالد المروزی کا بیٹا گرفتار کر کے منصور کی خدمت میں لائے گئے۔ منصور نے قادیسیہ میں مکہ جاتے ہوئے ابن الاشثانج کو قتل کر دیا۔

امیر حج ابو جعفر منصور:

اس سال منصور کی امارت میں حج ہوا۔ یہ ماہ رمضان میں حج کے ارادے سے مدینۃ السلام سے روانہ ہوئے مگر ان کی روانگی کی اطلاع محمد بن سلیمان حاکم کوفہ اور عیسیٰ بن موکی وغیرہ دوسرے عمائد کوفہ کو اس وقت تک نہ ہو سکی جب تک کہ منصور خود کوفہ کے قریب نہ آ گئے۔

عمال:

اس سال یزید بن حاتم مصر کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور محمد بن سعید مصر کا والی مقرر کیا گیا، بصرہ کے علاوہ اور تمام ممالک کے صوبہ دار وہی تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے البتہ بصرہ کا والی یزید بن منصور تھا، نیز مصر کا والی بھی اس سال یزید بن حاتم کے بجائے محمد بن سعید تھا۔

۱۵۳ھ کے واقعاتابو جعفر منصور کی بصرہ میں آمد:

منصور حج سے فارغ ہو کر مکہ سے بصرہ واپس آئے، یہاں انھوں نے قوم کرک سے جنگ کرنے کے لیے بحری بیڑہ تیار کر کے ان کے مقابل بھیجا، کرک نے جدہ پر غارت گری کی تھی۔ جب منصور اس سال بصرہ آئے انھوں نے کرک سے لڑنے کے لیے

ایک فوج تیار کی، اس مرتبہ جوان کے بصرہ آنے کا آخری موقع تھا وہ بڑے پل پر فروکش ہوئے تھے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آخری مرتبہ وہ ۵۵ھ میں بصرہ آئے تھے سب سے پہلے وہ ۱۳۵ھ میں بصرہ آئے تھے وہاں انھوں نے چالیس دن قیام کیا ایک قصر تعمیر کیا اور پھر مدینۃ السلام واپس آ گئے۔

ابو ایوب الموریانی پر عتاب:

ابو ایوب الموریانی پر منصور کا غضب نازل ہوا انھوں نے اسے اس کے بھائی اور بھتیجوں سعید، مسعود، مخلد اور محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور باز پرس کی ان کے مکانات مندر بنے ہوئے تھے اس کے غضب کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابان بن صدقہ ابو ایوب کے کاتب نے منصور سے اس کی شکایت کر دی تھی۔

عمر بن حفص کا قتل:

عمر بن حفص بن عثمان بن ابی صفرہ افریقیا میں ابو حاتم الالباضی، ابو عباد اور ان کے تابع بربروں کے ہاتھ جن کی تعداد تین لاکھ پچاس ہزار بیان کی جاتی ہے جن میں تین ہزار صرف سوار تھے قتل ہوا، اس باغی جماعت کے ساتھ ابو قرة الصفری بھی چالیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ شریک کارزار تھا اس معرکہ سے پہلے چالیس دن تک اسے خلیفہ کہہ کر سلام کیا جاتا رہا۔

منصور کا مولیٰ عباد ہرثمہ بن اعین اور یوسف بن علوان خراسان سے پابہ زنجیر بارگاہ خلافت میں لائے گئے ان پر عیسیٰ بن موسیٰ کی جانب داری کا اتہام تھا۔

لمبی ٹوپیاں پہننے کا حکم:

منصور نے لوگوں کو بہت ہی طول طویل ٹوپیاں پہننے کا حکم دیا، بیان کیا گیا ہے کہ ان کا طول نمایاں کرنے کے لیے لوگ ٹوپوں کے اندر سر کنڈے رکھ لیتے تھے اس پر ابودلامہ نے یہ شعر کہے:

وکنان رجسی من امام زیادة

فزاد الامام المصطفیٰ فی القلانس

تراها علی هام الرجال کا نها

دنان یهود حلت بالبرانس

ترجمہ: ”ہم امام سے اضافہ کے متوقع تھے سو ہمارے برگزیدہ امام نے ٹوپوں میں زیادتی کر دی اب وہ ٹوپیاں اس

قدر طویل ہو گئی ہیں کہ لوگوں کے سروں پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کے شراب کے مٹکے ہیں جن کے اوپر

برنس منڈھا ہے۔“

معیوف بن یحییٰ کا رومی قلعہ پر حملہ:

عبید بن بنت ابی لیلیٰ قاضی کوفہ کا انتقال ہوا ان کی جگہ شریک بن عبد اللہ التمیمی کوفہ کے قاضی مقرر کیے گئے، معیوف بن یحییٰ الحجری کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی اس سردار نے ایک رومی قلعہ پر اہل قلعہ کی بے خبری میں جب کہ وہ سوتے پڑے تھے شب خون مارا اور جتنے جنگ جو اس میں تھے ان سب کو قید کر لیا یہاں سے وہ لاذقیہ محترقہ آیا اسے بھی اس نے فتح کیا اور یہاں سے اسے بالغ مردوں کے علاوہ چھ ہزار لونڈی غلام ملے۔ منصور نے بکار بن مسلم العقیلی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا۔

امیر حج محمد بن ابی جعفر المہدی وعمال:

محمد بن ابی جعفر المہدی کی امارت میں حج ہوا۔ محمد بن ابراہیم مکہ اور طائف کا عامل تھا، حسن بن زید بن حسن مدینہ کا والی۔ محمد بن سلیمان کوفہ کا، یزید بن منصور بصرہ کا والی تھا۔ سوار قاضی بصرہ تھے، محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔ واقدی کے بیان کے مطابق یزید بن منصور اس سال ابو جعفر کی جانب سے یمن کا والی تھا۔

۱۵۴ھ کے واقعات

خوارج کے خلاف فوج کی روانگی:

منصور شام ہوتے ہوئے بیت المقدس آئے، انھوں نے یزید بن حاتم کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ ان خارجیوں کی سرزنش کے لیے روانہ کیا جنھوں نے افریقیا میں ادھم پچا رکھا تھا اور وہ ان کے عامل عمر بن حفص کو قتل کر چکے تھے، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس فوج پر انھوں نے چھ کروڑ تیس لاکھ درہم خرچ کیے۔

شہر رافقہ تعمیر کرنے کا ارادہ:

اس سال منصور نے شہر رافقہ بنانے کا ارادہ کیا، اہل رقبہ نے اس کی مزاحمت کی بلکہ لڑنے کے لیے تیار ہوئے، کہتے تھے کہ اس جدید شہر کے بس جانے سے ہمارے بازار کی دکانیں خالی ہو جائیں گی، ذریعہ معاش جاتا رہے گا، ہمیں اپنے موجودہ گھروں میں رہنا دشوار ہوگا، ان کی ضد کی وجہ سے منصور بھی ان سے لڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے، انھوں نے ایک راہب کو جو وہاں کی خانقاہ میں رہتا تھا بلایا اور پوچھا کیا تم کو اپنے آثار میں کوئی ایسی خبر ملی ہے کہ یہاں کوئی شخص شہر آباد کرے گا اس نے کہا جی ہاں مجھے روایت یہ خبر ملی ہے کہ متلاص نام ایک شخص یہاں شہر آباد کرے گا منصور نے کہا تو ٹھیک ہے بخدا! میں متلاص ہوں۔

محمد بن عمر نے بیان کیا ہے کہ اس سال مسجد حرام میں بجلی گری جس سے پانچ آدمی ہلاک ہو گئے۔

ابو ایوب اور اس کے خاندان کا انجام:

ابو ایوب الموریانی اور اس کا بھائی خالد ہو گئے۔ منصور نے ابو العباس الطوسی کے حاجب موسیٰ بن دینار کو ابو ایوب کے بھتیجوں کے ہاتھ پاؤں قطع کر کے ان کو قتل کر دینے کا حکم دیا اور مہدی کے نام اس کے متعلق باضابطہ حکم لکھ بھیجا، موسیٰ نے اس حکم کی حسب فرمان بجا آوری کر دی۔

امیر حج محمد بن ابراہیم وعمال:

منصور نے اس سال عبدالملک بن طہیان النمیزی کو بصرے کا والی بنایا، زفر بن عاصم الہلالی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی۔ زفر بڑھتا ہوا فرات تک جا پہنچا۔ اس سال محمد بن ابراہیم کی امارت میں جو ابو جعفر کی طرف سے مکہ و طائف کا عامل تھا حج ہوا، حسن بن زید مدینہ کا، محمد بن سلیمان کوفہ کا اور عبدالملک بن ایوب بن طہیان بصرے کا والی تھا، سوار بن عبداللہ بصرے کے قاضی تھے، ہشام بن عمرو سندھ کا والی تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

۱۵۵ھ کے واقعات

یزید بن حاتم نے افریقہ فتح کر لیا۔ اس نے ابو عاذ ابو حاتم اور ان کے تابعین کو قتل کر کے تمام بلاد مغرب میں پھر امن وامان قائم کر دیا۔ وہ قیروان آ گیا۔

رافقہ کی تعمیر:

منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو رافقہ کی تعمیر کے لیے رقبہ بھیجا۔ مہدی نے اس شہر کو بالکل بغداد کی ترکیب و ترتیب پر آباد کیا۔ جتنے دروازے، محلے، چوک اور سڑکیں بغداد میں تھیں اتنی ہی یہاں قائم کیں، فصیل اور خندق بھی بنائی اس کام کو ختم کر کے وہ اپنے شہر (رصافہ) واپس آ گیا۔

کوفہ و بصرہ میں خندق و فصیل بنانے کا حکم:

محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس سال منصور نے کوفہ اور بصرہ میں خندق بنائی فصیل قائم کی اور ان کی لاگت باشندوں کی مال گزاری سے وصول کی۔

اس سال انھوں نے عبدالملک بن ایوب بن ظلیان کو بصرے کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کے بجائے یثیم بن معاویہ العنکی کو والی مقرر کیا۔ سعید بن علیج کو اس کا مددگار مقرر کر کے اس کے ساتھ کیا اور اسے حکم دیا کہ شہر کے گرد ایک مکمل فصیل اور خندق اہل شہر کے خرچ سے بنائے، یثیم نے اس حکم کی بجا آوری کی۔

اہل کوفہ سے ٹیکس کی وصولی:

جب منصور نے کوفہ کی فصیل بنانے اور خندق کے کھودنے کا حکم دیا تو اس کام کے لیے انھوں نے ہر باشندے پر پانچ درہم عائد کیے اس قلیل رقم کے واجب الادا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح پہلے تمام باشندگان شہر کی اصلی تعداد معلوم ہو جائے چنانچہ جب پوری آبادی کا شمار ہو گیا تو انھوں نے فی کس چالیس درہم وصول کرنے کا حکم دیا۔ یہ رقم وصول کر لی گئی اور اسی کو فصیل اور خندق کی تعمیر میں صرف کیا گیا، اس رقم کی تحصیل پر اہل کوفہ کے ایک شاعر نے یہ شعر کہے:

یا لقموی ما لقینا من امیر المومنینا

قسم الخمسة فینا وحبانا الاربعینا

ترجمہ: ”امیر المومنین نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا کہ پہلے تو ہم پر پانچ پانچ درہم عائد کیے اور پھر چالیس چالیس وصول کیے۔“

قیصر روم کی ابو جعفر سے صلح کی درخواست:

قیصر روم نے جزیہ ادا کرنے کی شرط کو منظور کر کے منصور سے صلح کی درخواست کی یزید بن اسید السہمی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی۔ اس سال منصور نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ کی ولایت سے برطرف کر دیا اس پر ایک کثیر رقم جرمانہ کی اس پر سخت عتاب کیا اور قید کر دیا۔

عباس بن محمد پر عتاب و اسیری:

اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یزید بن اسید کے بعد منصور نے عباس بن محمد کو جزیرہ کا والی مقرر کیا پھر کسی وجہ سے اس سے ناراض ہو گئے وہ خفگی بدستور چلی آرہی تھی کہ منصور علی بن عبداللہ بن عباس بن عثمان کے بیٹوں میں سے اپنے کسی بچا پر جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اسماعیل بن علی ہے یا کوئی دوسرا ناراض ہوئے اس موقع پر ان کے تمام اعزاء اور اقربا جن میں ان کے تمام چچا اور ان کی عورتیں بھی شامل تھیں اس کی سفارش کے لیے منصور کے پیچھے پڑ گئے ہر وقت کہتے کہتے انھیں اتنا تنگ کر دیا کہ انھوں نے اسے معاف کر دیا اور وہ اس سے خوش ہو گئے۔

عباس بن محمد کو معافی:

اس موقع پر عیسیٰ بن موسیٰ نے منصور سے کہا دیکھئے باوجودیکہ آپ کا احسان و اکرام سب کے لیے برابر فیض رساں ہے مگر پھر بھی علی بن عبداللہ کی اولاد ہم سے حسد کرنے لگتی ہے آپ کو اسماعیل بن علی پر خفا ہوئے کچھ ہی دن گزرے تھے کہ انھوں نے اس کی سفارش کر کر کے آپ کو تنگ کر دیا عباس بن محمد پر آپ اتنی مدت دراز سے ناراض ہیں مگر اس کے بارے میں میں نے ان میں سے کسی کو آپ سے کچھ کہتے نہ دیکھا نہ سنایہ سن کر منصور نے عباس کو بلا بھیجا اور اس کی خطا معاف کر دی۔

یزید بن اسید کی معزولی و اہانت:

جب عباس نے یزید بن اسید کو جزیرہ کی ولایت سے علیحدہ کیا تھا تو اس عزل میں اس نے یزید کی توہین کی تھی یزید نے ابو جعفر سے اس کی شکایت کی انھوں نے اس سے کہا کہ تم میرے احسان اور اس کی توہین کا موازنہ کر لو تو تم کو شکایت کی کوئی وجہ باقی نہ رہے گی اس کے جواب میں یزید نے کہا امیر المومنین خطا معاف ہو اگر آپ کا احسان آپ کی کسی بدی کے کفارے میں ہے تو اب ہم آپ کی جوا طاعت و فرماں برداری کرتے ہیں یہ گویا ہماری طرف سے آپ پر احسان مزید ہے۔

محمد بن سلیمان والی کوفہ:

اس سال منصور نے موسیٰ بن کعب کو جزیرہ کا والی عام مقرر کیا جس کے ماتحت تمام ملکی اور جنگی شعبے تھے بعض راویوں کے بیان کے مطابق اس سال منصور نے محمد بن سلیمان بن علی کو کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ مسیب بن زہیر کے بھائی عمرو بن زہیر کو مقرر کیا مگر عمرو بن شبہ کہتا ہے کہ منصور نے محمد بن سلیمان کو کوفہ کی ولایت سے ۱۵۳ھ میں علیحدہ کر دیا تھا مگر مسیب بن زہیر کے بھائی عمرو بن زہیر الفسی کو انھوں نے اس ۱۵۵ھ میں کوفہ کا والی مقرر کیا۔ اسی نے کوفہ میں خندق بنائی۔

ابن ابی العوجا کی گرفتاری:

بیان کیا گیا ہے کہ اس کے عہد ولایت میں عبدالکریم ابن ابی العوجا۔ معن بن زائدہ کا ماموں اس کے پاس پیش کیا گیا اس نے اسے قید کر دیا اس کے سفارش کرنے والوں کی ایک بڑی جماعت مدینہ السلام آئی انھوں نے ابو جعفر پر اس قدر اثر ڈالا کہ آخر کار انھوں نے محمد کو لکھ بھیجا کہ میرے حکم ثانی تک تم اس کے ساتھ کوئی برا سلوک نہ کرنا ابن ابی العوجا نے ابو الجبار سے جس نے اپنی ساری عمر ابو جعفر محمد اور ان کے بعد ان کے بیٹوں کے پاس بسر کی کہا کہ اگر امیر مجھے تین دن کی مہلت دے دیں تو میں ان کو ایک لاکھ درہم دوں گا اور تم کو اس قدر دوں گا ابو الجبار نے اس بات کا ذکر محمد سے کیا اس نے کہا اچھا ہوا کہ تم نے مجھے اس کو یاد دلایا میں

اسے بھول گیا تھا، جب میں جمعہ کی نماز سے واپس آؤں تب تم مجھے یہ بات یاد دلادینا۔
ابن ابی العوجا کا قتل:

چنانچہ جب محمد جمعہ سے فارغ ہو کر پلٹا ابو الجبار نے ابن ابی العوجا کا تذکرہ کیا محمد نے فوراً اسے بلایا اور اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ جب اسے یقین آ گیا کہ اب تو میں مارا ہی جاؤں گا کہنے لگا کہ اگر تم مجھے قتل کرتے ہو تو تم جانو میں نے چار ہزار حدیثیں وضع کر دی ہیں جس میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال بتایا ہے جس دن روزہ رکھنا چاہیے اس روز میں نے کھانے کی اجازت دی ہے اور جس دن افطار کرنا چاہیے اس روز روزہ رکھوایا ہے، محمد نے اس کی ایک نہ سنی اور قتل کر دیا۔
ابو جعفر منصور کا ابن ابی العوجا کے متعلق فرمان:

اس کے قتل کر دینے کے بعد اب منصور کا خط محمد کے نام آیا جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ ابن ابی العوجا کے بارے میں کوئی کارروائی نہ کرے اور اگر وہ اس ہدایت کی خلاف ورزی کرے گا تو اسے اس کا خمیازہ اٹھانا پڑے گا۔ خط پڑھ کر محمد نے ابو جعفر کے پیامبر سے کہا یہ اس کا سر ہے اور یہ اس کا بدن کناسہ میں مصلوب حالت میں موجود ہے اب میں کیا کر سکتا ہوں جو بات تم کو معلوم ہو چکی ہے یہی امیر المؤمنین سے جا کر بیان کر دو۔

محمد بن سلیمان کی معزولی کا فرمان:

جب پیامبر نے اس کا پیام ابو جعفر کو پہنچا دیا وہ محمد پر سخت برہم ہوئے اسی وقت اس کی معزولی کا فرمان لکھ دیا۔ اور کہنے لگے: بخدا! میرا ارادہ ہے کہ اس پاداش میں میں اسے قید کر دوں، پھر عیسیٰ بن موسیٰ کو اپنے پاس بلا کر شکایت کی کہ میں نے محض تمہارے مشورے کی بنا پر اس نا تجربہ کار کم عمر جاہل کو اتنا بڑا منصب دے دیا اسی کا خمیازہ مجھے بھگتنا پڑا ہے اسے کچھ معلوم نہیں کہ اس کے اس فعل کا اثر کیا ہوگا وہ ایک شخص کو بغیر میری رائے لیے ہوئے قتل کر دیتا ہے اور میرے حکم کا انتظار تک نہیں کرتا۔ میں نے اس کی برطرفی کا فرمان لکھ دیا ہے اور خدا کی قسم دیکھو میں اسے اس کی کیسی سخت سزا دیتا ہوں کہ وہ بھی یاد رکھے۔
محمد بن سلیمان کی بحالی:

عیسیٰ بن موسیٰ اس خشم آگین کلام کو خاموشی سے سنتا رہا جب ان کا غصہ ذرا کم ہوا اس نے عرض کیا کہ جناب والا! محمد نے اس شخص کو زندہ کے الزام میں قتل کیا ہے اگر نتائج سے اس کا قتل ٹھیک ثابت ہوا تو اس کا فائدہ آپ کو ہوگا۔ اور اگر یہ فعل غلط ثابت ہوا تو اس کا خمیازہ محمد کو بھگتنا پڑے گا، امیر المؤمنین اگر محض اس فعل کی پاداش میں آپ اسے معزول کرتے ہیں تو یہ بڑی غلطی ہے اس سے اس کی نیک نامی اور شہرت زبان زد خاص و عام ہوگی اور آپ بدنام ہو جائیں گے، یہ سن کر منصور نے اس کی برطرفی کا فرمان چاک کر دیا اور محمد کو بدستور اپنی خدمت پر بحال رکھا۔

مسادر بن سوار الجرمی:

بعض ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ مسادر بن سوار الجرمی کو تو ال نے منصور سے محمد کی ایک خاص اخلاقی لغزش کی شکایت کر دی اور اس کی وجہ سے انھوں نے محمد کو کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔ یہ مسادر بڑا ذی اثر و نفوذ تھا جس سے سب ڈرتے تھے اسی کے بارے میں حماد نے یہ شعر کہا ہے:

لحسبك من عجيب الدهر انسى اخشاف و اتقى سلطان جرم

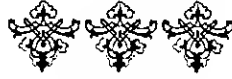
ترجمہ: ”زمانے کے عجائب میں سے یہ بات ہے کہ میں مسادر کے اقتدار و اثر سے ڈرتا ہوں۔“

حسن بن زید کی معزولی:

نیز اسی سال منصور نے حسن بن زید کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عبدالصمد بن علی کو مقرر کر دیا۔ فیج بن سلیمان کو بھی اس کا مشرف مقرر کر کے اس کے ہمراہ مدینہ میں متعین کر دیا۔

عمال:

اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد مکہ اور طائف کا والی تھا، عمرو بن زہیر کوفہ کا، یثیم بن معاویہ بصرہ کا، یزید بن حاتم افریقیا کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔



باب ۱۰

خالد بن برمک

۱۵۶ھ کے واقعات

عمرو بن شداد کا قتل:

اس سال ابراہیم بن عبد اللہ کا عامل فارس عمرو بن شداد ابو جعفر کے عامل بصرہ یثیم بن معاویہ کے ہاتھ آ گیا اسے بصرے میں قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا گیا اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

عمرو بن شداد نے اپنے ایک خادم کو مارا اس نے عامل بصرہ ابن علق یا یثیم بن معاویہ سے آ کر اس کا پتہ بتا دیا عامل بصرہ نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور مرید میں اس مقام پر جہاں اب اسحاق بن سلیمان کا مکان واقع ہے سولی پر لٹکا دیا۔ یہ عمرو بن شداد بنی جج کا مولیٰ تھا۔

عمرو بن شداد کے قتل کی دوسری روایت:

بعض راویوں نے اس واقعہ کے متعلق یہ بات بیان کی ہے کہ یثیم بن معاویہ نے اسے پکڑ لیا اب وہ اسے لے کر مدینۃ السلام کے ارادے سے روانہ ہوا اثنائے راہ میں یہ اپنے ایک قصر میں جو نہر معقل پر واقع تھا آ کر فروکش ہوا وہاں اس کے پاس ڈاک کا ہر کارہ آیا جو ابو جعفر کی طرف سے یثیم بن معاویہ کے نام خط لیے جا رہا تھا اور اس خط میں یثیم کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ عمرو بن شداد کو اس کے حوالے کر دے، یثیم نے عمرو کو اس کے حوالے کر دیا یہ اسے بصرہ لے آیا اور چوک کی سمت میں ایک مقام پر لا کر خلوت میں اس سے کچھ باتیں دریافت کرنے لگا مگر اس نے کوئی کام کی بات ظاہر نہیں کی سرکاری ہرکارے نے اس کے دونوں ہاتھ پاؤں قطع کرا کے گردن مار دی اور پھر مرید میں اس کے لاشہ کو شولی پر لٹکا دیا۔

یثیم بن معاویہ کی معزولی:

اس سال منصور نے یثیم بن معاویہ کو بصرہ اور اس کے توابع کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور سوار بن عبد اللہ القاضی کو بصرہ کا صدر الصدور مقرر کر دیا اس طرح قضاء اور صدارت دونوں ان کے تفویض کر دی گئیں نیز منصور نے سعید بن علق کو بصرہ کا کو تو ال اور عامل مقرر کیا۔

یثیم بن معاویہ کا انتقال:

اس سال یثیم بن معاویہ نے دفعۃً مدینۃ السلام میں بصرہ کی ولایت سے معزول ہونے کے بعد انتقال کیا انتقال کے وقت وہ اپنی ایک جاریہ سے مجامعت کر رہا تھا۔ منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی یہ بنی ہاشم کی ہڑ داڑ میں دفن کیا گیا۔

امیر حج بن عباس بن محمد و عمال:

زفر بن عاصم الہلالی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا، عباس بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال مکہ کا عامل محمد بن ابراہیم تھا مگر وہ خود تو مدینہ السلام میں مقیم تھا اور اس کا بیٹا ابراہیم محمد مکہ میں اس کا نائب تھا، مکہ کے ساتھ طائف بھی اس کے تحت تھا، عمرو بن زہیر کوفہ کا والی تھا، بصرے کا کوٹوال، ناظم کوٹوالی اور بصرے کی عرب نوآبادی کے صدقات کا محصل سعید بن دعلج تھا۔ سوار بن عبداللہ القاضی بصرے کے صدر الصدور اور قاضی تھے۔

عمارہ بن حمزہ اضلاع، دجلہ، اہواز اور فارس کا والی تھا۔ ہشام بن عمرو کرمان اور سندھ کا والی تھا، یزید بن حاتم افریقیا کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

۱۵ھ کے واقعاتقصر خلد کی تعمیر:

منصور نے دجلہ کے کنارے اپنا قصر خلد بنایا انھوں نے اس کی تعمیر کی نگرانی اپنے مولیٰ ربیع اور ابان بن صدقہ کے سپرد کی۔ اس سال یحییٰ ابو زکریا المستنصب قتل کر دیا گیا اس کے قتل کی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ نیز اس سال منصور نے تمام بازار مدینہ السلام سے باب الکرخ میں منتقل کر دیئے۔ اس تبدیلی کی وجہ بھی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ امارت بحرین پر سعید بن دعلج کا تقرر:

منصور نے جعفر بن سلیمان کو بحرین کا والی مقرر کیا ابھی اس نے اپنے منصب کا جائزہ بھی نہیں لیا تھا کہ منصور نے سعید بن دعلج کو اس کی جگہ مقرر کر دیا، سعید نے اپنے بیٹے تمیم کو بحرین بھیج دیا۔ ابو جعفر منصور کا فوج کا معائنہ:

اس سال منصور نے اپنی تمام فوج کا پوری طرح مسلح حالت میں معائنہ کیا رسالہ بھی معائنہ میں شریک تھا۔ معائنہ کے لیے انھوں نے دریائے دجلہ کے کنارے مقام قطریل کے درے ایک بیٹھک بنائی تھی۔ نیز اس روز کے لیے انھوں نے اپنے تمام اعضاء اقربا، مصاحبین اور دوستوں کو باقاعدہ پورا فوجی لباس پہننے اور اسلحہ لگا کر آنے کا حکم دیا تھا اور خود بھی انہوں نے زرہ پہنی، کلاہ کے اوپر ایک سیاہ مصری خود پہنا جس سے گردن ڈھکی ہوئی تھی۔ عامر بن اسماعیل و سوار بن عبداللہ کا انتقال:

عامر بن اسماعیل المسلی نے مدینہ السلام میں انتقال کیا، منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور یہ بنی ہاشم کی ہڑواڑ میں سپرد خاک کیا گیا۔ سوار بن عبداللہ نے انتقال کیا ابن دعلج نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، منصور نے ان کی جگہ عبید اللہ بن الحسن بن الحصین العنبری کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا۔ اس سال منصور نے باب الشعیر کے پاس دجلہ پر ایک پل بنوایا۔ ربیع حاجب کے حکم سے حمید بن قاسم الصیرفی کی نگرانی میں اس کی تعمیر پایہ تکمیل کو پہنچی، محمد بن سعید الکاتب مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا، اس کی جگہ ابو جعفر منصور کا مولیٰ مطر مصر کا والی مقرر ہوا، معید بن الخلیل سندھ کا والی مقرر کیا گیا اور ہشام بن عمرو سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ معبدان

دنوں خراسان میں تھا۔ یہیں اسے فرمان تقرر موصول ہوا۔ یزید بن اسید السلمی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا اس نے بطل کے مولیٰ سان کو بعض قلعوں پر یورش کے لیے بھیجا، سان نے وہاں مال غنیمت اور لونڈی غلام حاصل کیے۔ محمد بن عمر کہتا ہے کہ اس سال موسم گرما کی مہم نے زفر بن عاصم کی قیادت میں جہاد کیا تھا۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ و عمال:

ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی امارت میں حج ہوا۔ محمد بن عمر کہتا ہے کہ یہ ابراہیم مدینہ کا والی تھا مگر اس کے علاوہ دوسرے ارباب سیر و تاریخ کہتے ہیں کہ اس سال مدینہ کا والی عبدالصمد بن علی تھا مکہ اور طائف کا والی محمد بن ابراہیم تھا، فارس اور ابواز پر عمارہ بن حمزہ تھا۔ کرمان اور سندھ کا والی معبد بن الخلیل اور مصر کا والی منصور کا مولیٰ مطر تھا۔

۱۵۸ھ کے واقعات

خالد بن برمک پر عتاب:

اس سال منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو رقبہ روانہ کیا اور ہدایت کی کہ تم موصل کی ولایت سے موسیٰ بن کعب کو برطرف کر کے اس کے بجائے یحییٰ بن خالد بن برمک کو موصل کا والی مقرر کر دینا، اس تقرر کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ منصور نے خالد بن برمک پر تیس لاکھ درہم جرمانہ کیا ادائیگی کے لیے تین دن کی مہلت دی، عدم ادائیگی کی صورت میں قتل کی دھمکی دی۔ خالد نے اپنے بیٹے یحییٰ سے کہا کہ مجھ پر جو جرمانہ کیا گیا ہے اس کی ادائیگی میری طاقت سے باہر ہے اس سے مقصد صرف یہ ہے کہ چونکہ اتنی بڑی رقم میں اس مدت میں ادانہ کر سکوں گا اس بہانے سے میری جان لے لی جائے، اب تم اپنے حرم اور اہل و عیال کے پاس جاؤ اور جو سلوک میرے بعد تم ان کے ساتھ کرو گے وہ ابھی کر دو، پھر اس کے بعد خالد نے یحییٰ سے کہا مگر میری یہ حالت تمہارے لیے باعث یاس نہ ہونا چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ تم میرے عزیز دوستوں سے اس معاملہ میں جا کر ملو۔ عمارہ بن حمزہ، صالح (صاحب المصلیٰ) اور مبارک الترقی سے ضرور جا کر ملو، اور ان سے ہماری حالت بیان کرو۔

یحییٰ بن خالد کی عمارہ بن حمزہ سے امداد طلبی:

یحییٰ کہتا ہے کہ باپ کی ہدایت کے مطابق میں ان لوگوں سے ملا ان میں سے بعض تو بہت ترش روئی کے ساتھ مجھ سے پیش آئے مگر انھوں نے خفیہ طور پر مجھے روپیہ بھیج دیا بعض ایسے بھی تھے کہ انہوں نے مجھ سے ملنا تک گوارا نہیں کیا مگر میرے پیچھے ہی روپیہ بھیج دیا۔ میں عمارہ بن حمزہ سے ملنے آیا وہ اپنے مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا دیوار کی طرف دیکھتا رہا، میری طرف اس نے رخ بھی نہیں کیا جب میں نے سلام کیا تو اس نے معمولی طور پر سلام کا جواب دے دیا اور پوچھا کہ تمہارے باپ کیسے ہیں، میں نے کہا خیریت سے ہیں آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ میں آپ سے کہہ دوں کہ ان پر اس قدر روپیہ جرمانہ کیا گیا ہے۔ آپ مہربانی فرما کر ایک لاکھ درہم قرض دے دیجیے میری اس بات کا اس نے مطلقاً کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی اس سرد مہری کو دیکھ کر زمین میرے تلووں کے نیچے سے نکل گئی میں نے دوبارہ اپنے آنے کی غرض بیان کی اس نے کہا اگر کچھ ہو سکا تو میں تم کو بھیج دوں گا۔

عمارہ بن حمزہ کی اعانت:

جب میں اس کے پاس سے پلانا تو اپنے دل میں کہنے لگا کہ اس نخوت و تکبر کے ہوتے ہوئے اس روپیہ پر اللہ کی لعنت ہو جو تو بھیجے۔ میں نے گھر آ کر اپنے باپ کو سارا واقعہ سنایا اور یہ بھی کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو عمارہ بن حمزہ پر ضرورت سے زیادہ اعتماد ہے خالد نے کہا بے شک مجھے اسی قدر اعتماد ہے اتنے میں عمارہ بن حمزہ کا آدمی لاکھ درہم لیے ہوئے آ پہنچا، ہم نے دودن میں ستائیس لاکھ جمع کر لیے۔ اب صرف تین لاکھ باقی رہے کہ اگر ان کی بھرتی ہو جائے تو ہمارا مقصد پورا ہوا اگر وہ نہ ہو سکے تو ہماری یہ ساری جدوجہد رائیگاں جائے۔

ایک منجم کی پیشین گوئی:

میں بغداد کے پل سے بہت ہی رنجیدہ اور غمگین شکل بنائے اسی تردد و فکر میں منہمک گذر رہا تھا کہ ایک فال بتانے والے نے لپک کر مجھ سے کہا، مبارک ہو تمہارا کام بن جائے گا، میں اس کی طرف دھیان کیے بغیر آگے بڑھ گیا، مگر وہ فوراً میرے پاس آیا، میرے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہنے لگا کہ بخدا! معلوم ہوتا ہے کہ تم سخت رنجیدہ اور غمگین ہو مگر یہ تمہاری پریشانی اور فکر ان شاء اللہ ضرور دور ہو جائے گی اور تم کل اسی مقام سے پوری شان و شوکت اور پرچم و علم کے ساتھ جلوس میں گزر دو گے اب میں اس کی بات سے متعجب ہو کر اس کی طرف مڑا، اس نے کہا اگر میری بات پوری ہو تو آپ مجھے پانچ ہزار درہم دیں میں نے کہا منظور ہے۔ چونکہ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ اس بات کا پورا ہونا دشوار ہے، اس وجہ سے اگر وہ پچاس ہزار کہتا تو میں اسے بھی مان لیتا، میں اپنے راستے چلا گیا۔

ابو جعفر منصور کو موصل میں شورش کی اطلاع:

اسی دن منصور کو اطلاع ملی کہ موصل میں گڑبڑ مچ گئی ہے اور کردوں نے شورش برپا کی ہے، منصور نے پوچھا کون شخص اس کے بندوں کے لیے موزوں ہوگا، مسیب بن زہیر نے جو خالد بن برمک کا مخلص دوست تھا، عرض کیا کہ اس معاملہ کے متعلق میری ایک رائے ہے اگرچہ میں جانتا ہوں کہ آپ اسے خلوص پر مبنی نہ سمجھیں گے بلکہ رد کر دیں گے مگر چونکہ اس میں آپ کا فائدہ ہے اس وجہ سے میں اس کو ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ منصور کہنے لگے کہ ضرور بیان کرو میں اسے کسی بد نیتی پر محمول نہیں کروں گا۔

مسیب بن زہیر کی خالد بن برمک کی سفارش:

اس نے کہا امیر المومنین اس کام کے لیے خالد ایسا آدمی ہونا چاہیے، منصور نے کہا کیا کہتے ہو کیا تم سمجھتے ہو کہ جو سلوک ہم نے اس کے ساتھ کیا ہے اس کے باوجود وہ ہماری اطاعت و فرماں برداری میں پورا اترے گا، اس نے کہا بے شک میں اس بات کا یقین کامل رکھتا ہوں آپ نے تو محض اس معیار پر اسے جانچا ہے مگر میں اس کا خائن ہوں کہ وہ کبھی آپ کے خلاف کوئی بات نہیں کرے گا انھوں نے کہا اچھا تمہارے کہنے پر میں اسے اس منصب پر فائز کرتا ہوں کل صبح اسے میرے پاس لاؤ خالد پیش کیا گیا۔

امارت موصل پر خالد بن برمک کا تقرر:

منصور نے بقیہ تین لاکھ معاف کر دیئے اور اسے موصل کا والی مقرر کر دیا۔ میں آج پھر اس فال دیکھنے والے کے پاس سے گزرا مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا کہ میں کل صبح سے اسی جگہ بیٹھا ہوا آپ کا انتظار کر رہا ہوں میں نے کہا تم میرے ساتھ چلو وہ میرے ساتھ ہو گیا میں نے پانچ ہزار درہم اسے دے دیئے، میرے والد نے مجھ سے کہا کہ چونکہ عمارہ پر بہت سی ذمہ داریاں ہیں اور اسے غیر متوقع

واقعات پیش آتے رہتے ہیں تم جا کر اسے میرا سلام کہنا کہ اللہ نے امیر المومنین کی رائے کو ہمارے حق میں بدل دیا ہے انھوں نے بقیہ رقم معاف کر دی ہے اور مجھے موصل کا والی مقرر کر دیا ہے، نیز انہوں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں آپ کا قرض ادا کر دوں، میں عمارہ کے پاس آیا اس وقت بھی وہ میرے ساتھ اسی سردمہری سے پیش آیا جس طرح کہ پہلی مرتبہ آیا تھا میں نے سلام کیا اس نے سلام کا جواب بھی نہیں دیا صرف اتنا پوچھا کہ تمہارے باپ کیسے ہیں۔ میں نے کہا خیریت سے ہیں انھوں نے یہ پیام آپ کو دیا ہے اب وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کیا تم نے مجھے اپنے باپ کا صرف سا ہو کار سمجھا ہے کہ جب چاہا رو پیہ لے لیا اور جب چاہا ادا کر دیا میرے پاس سے چلے جاؤ۔ میں نے اپنے باپ سے آکر سارا واقعہ سنایا کہنے لگا یہ عمارہ ہے اس کی بات رو نہیں کی جاسکتی۔ منصور کی وفات تک خالد موصل کا اور میں آذربائیجان کا والی رہا۔

احمد بن محمد بن سوار الموصلی کہتا ہے سزا میں سختی یا جبر و استبداد کے بغیر جو رعب و داب اور ہیبت ہم سب پر خالد کی تھی وہ کسی دوسرے امیر کی کبھی نہ ہوئی، اس کی ہیبت ہمارے دلوں میں جا گزیں تھی۔

موسیٰ بن کعب کی معزولی و اسیری:

احمد بن معاویہ بن بکر الباہلی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ ابو جعفر اپنے عامل جزیرہ اور موصل موسیٰ بن کعب سے ناراض ہو گئے انھوں نے رافقہ کی تعمیر کے لیے مہدی کو روقہ روانہ کیا مگر ظاہر یہ کیا کہ وہ بیت المقدس جا رہا ہے اور اسے ہدایت کی کہ تم موصل ہوتے ہوئے جانا جب مہدی موصل آیا تو اس نے موسیٰ بن کعب کو پکڑ کر قید کر دیا اور اس کی جگہ خالد بن برمک کو موصل اور جزیرے کا والی بنا دیا۔ خالد کو موصل پر چھوڑ کر خود مہدی آگے بڑھا خالد کے دو بھائی حسن اور سلیمان مہدی کے ہمراہ ہو گئے۔

امارت آذربائیجان پر یحییٰ بن خالد کا تقرر:

اس سے قبل منصور نے یحییٰ کو حاضر دربار ہونے کا حکم دیا اور کہا کہ میں ایک نہایت اہم کام تم سے لینا چاہتا ہوں اور ایک اہم سرحدی مقام کی حکومت کے لیے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے تم سفر کی تیاری کر لو مگر تا وقتیکہ میں خود تم کو نہ بلاؤں تم کسی سے اس بات کا ذکر نہ کرنا۔ یحییٰ نے اپنے باپ سے بھی یہ بات پوشیدہ رکھی۔ دوسرے درباریوں کے ساتھ یہ بھی آستانہ خلافت پر سلام کے لیے حاضر ہوا رجب نے اندر سے نکل کر یحییٰ کو آواز دی یحییٰ کھڑا ہوا رجب اس کا ہاتھ پکڑ کر منصور کی خدمت میں لے گیا وہاں سے جب برآمد ہوا تو اس کی یہ شان تھی کہ آذربائیجان کی ولایت کا علم اس کے آگے آگے تھا تمام درباری جمع تھے اس کا باپ بھی موجود تھا اس نے سب لوگوں کو اپنے جلوس میں چلنے کی دعوت دی چنانچہ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے اور انہوں نے اسے اور اس کے باپ خالد کو ان سرفرازیوں پر مبارک باد دی اس طرح ان دونوں کا تقرر ساتھ ساتھ ہوا۔

احمد بن معاویہ کہتا ہے کہ منصور یحییٰ کو بہت چاہتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ باپ اپنی اولاد کے لیے باعث شرف ہوتے ہیں مگر یہ اپنے باپ کے لیے باعث فخر ہے۔

مسیب بن زہیر کی گرفتاری و رہائی:

اس سال منصور نے اپنے قصر خلد نام میں اقامت اختیار کی اس سال وہ مسیب بن زہیر سے ناراض ہو گئے اسے کو توالی کی خدمت سے برطرف کر دیا اور پکڑ کر قید کر دیا اس ناراضی کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے ابان بن بشیر الکاتب کو اتنے درے لگوائے کہ وہ اسی

صدمہ سے مرگیا اس پر الزام یہ تھا کہ جب مسیب بن زہیر کا بھائی عمرو بن زہیر کوفہ کا والی اور افسر مال گزاری تھا تو اس کی شرکت میں اس نے کوئی بے جا بات کی تھی، منصور نے اس کی جگہ حکم بن یوسف بھالے برادر کو کو تو ال مقرر کیا کچھ دنوں کے بعد مہدی نے اپنے باپ سے مسیب کی سفارش کی وہ پھر اس سے خوش ہو گئے، اسے چند روز قید ہی میں رہنا پڑا انہوں نے پھر اسے ناظم کو تو ال مقرر کر دیا۔ ابو جعفر منصور کا جرجرایا میں قیام:

اس سال منصور نے نصر بن حرب التمیمی کو سرحد فارس کا والی مقرر کیا، اس سال منصور مقام جرجرایا میں اپنے گھوڑے سے گر پڑے دونوں ابروؤں کے درمیان سخت چوٹ آئی اس کا واقعہ یوں پیش آیا کہ جب انھوں نے مہدی کو رقبہ روانہ کیا تو اس کی مشالیت کے لیے کچھ دور خود چلے، موضع جب سا قاتک آ کر خولایا کی سمت پلٹ گئے یہاں سے ہزداتات کا راستہ اختیار کیا، اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، چلتے چلتے ہزداتات کے ایک راج بہنے جو نہر دیالی کی سمت بہتا ہے پہنچے اور اس کی بند پر اٹھارہ دن مقیم رہے وہ مقام ان کی سربراہی سے عاجز ہو گیا یہ جرجرایا آئے وہاں سے عیسیٰ بن علی کی ایک جائداد دیکھنے کے لیے جو وہاں واقع تھی نکلے اسی روز وہ اپنے گھوڑے دیزج سے گر پڑے اس کی وجہ سے ان کے منہ پر چوٹ آئی۔

ہندوستانی قیدیوں کی جرجرایا میں آمد:

اسی مقام جرجرایا کے قیام کے زمانے میں ہندوستان سے براہ عمان کچھ قیدی ان کے سامنے پیش کیے گئے جن کو تنیم بن الحواری نے اپنے بیٹے کے ہمراہ بارگاہ خلافت میں بھیجا تھا، پہلے تو منصور کا ارادہ ان کو قتل کر دینے کا ہوا مگر جب ان سے سوالات کیے گئے تو انھوں نے ایسے جواب دیئے جس سے ان کے معاملہ میں شبہ پیدا ہو گیا اور اسی بنا پر انھوں نے ان کے قتل سے ہاتھ روک لیا البتہ ان کو اپنے فوجی سرداروں اور نوابوں میں تقسیم کر دیا۔

قصر ابیض کی مرمت کا حکم:

اس سال مہدی رقبہ سے رمضان کے مہینہ میں مدینۃ السلام واپس آ گیا۔ اس سال منصور نے کسریٰ کے قصر ابیض کی مرمت کا حکم دیا اور اعلان کر دیا کہ جس شخص کے پاس ایرانی بادشاہوں کی بنائی ہوئی عمارتوں کی اینٹیں ہوں چونکہ وہ تمام مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہیں۔ اس وجہ سے وہ سب ضبط کر لی جائیں مگر نہ اس حکم پر عمل ہو سکا اور نہ اس قصر کی مرمت ہوئی۔

اس سال معیوف بن یحییٰ موسم گرما کی مہم لے کر درہ حدث سے دشمن کے علاقہ میں درآ یا دشمنوں سے اس کا مقابلہ ہوا۔ جنگ ہوئی مگر بغیر کسی نتیجہ کے دونوں فریق علیحدہ ہو گئے۔

ابن جریج عباد بن کثیر اور ثوری کی گرفتاری:

اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی امیر مکہ نے منصور کے حکم سے ابن جریج، عباد بن کثیر، اور ثوری کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پھر بغیر ابو جعفر کی اجازت کے ان کو رہا کر دیا اس وجہ سے ابو جعفر اس سے ناراض ہوئے۔ محمد بن ابراہیم کا مولیٰ محمد بن عمران اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ منصور نے محمد بن ابراہیم امیر مکہ کو حکم بھیجا کہ تم آل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فلاں شخص کو جو مکہ میں مقیم ہے، قید کر دو نیز ابن جریج، عباد بن کثیر اور ثوری کو قید کر دو محمد بن ابراہیم نے ان سب کو قید کر دیا، اس کے پاس کئی افسانہ گو تھے جو رات میں اس سے قصے کہانیاں بیان کرتے تھے جب اس کا وقت مقررہ آیا وہ مجلس میں بیٹھ گیا مگر اس کی نظر میں زمین پر گر گئیں۔ اس

نے ایک حرف اس اثناء میں اپنی زبان سے نہیں نکالا۔

محمد بن ابراہیم کی پریشانی:

جب مجلس برخواست ہوئی اور سب لوگ چلے گئے تو میں نے اس کے پاس جا کر اس سے کہا کہ جس تردد و فکر میں آپ منہمک ہیں میں اسے تاڑ گیا ہوں فرمائیے کیا عندیہ ہے؟ اس نے کہا میں نے اپنے ایک عزیز قریب کو چکڑ کر قید کر دیا ہے اسی طرح دوسرے نہایت زبردست افراد ملک کو قید کر دیا ہے اب امیر المومنین کئے آرہے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ ان کا کیا حشر ہوتا ہے ممکن ہے کہ وہ ان سب کو قتل کر دیں ان کا تو اس سے کچھ نہیں بگڑے گا بلکہ ان کا رعب و داب اور بڑھ جائے گا مگر میری آخرت برباد ہو جائے گی۔

علوی قیدیوں کی رہائی:

میں نے کہا تو پھر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں کہنے لگا میں امیر المومنین کے مقابلہ میں اللہ کی خوشنودی کو اختیار کرتا ہوں اور ان سب کو رہا کر دیتا ہوں تم میرے اونٹوں میں سے ایک عمدہ سواری کی اونٹنی لو اور یہ پچاس دینار بھی ساتھ لے جاؤ یہ لے کر اس علوی کے پاس جاؤ میرا سلام کہو اور کہو کہ آپ کا برادر عم آپ سے درخواست کرتا ہے کہ آپ اپنے خون کی ذمہ داری سے اسے بچائیں اس اونٹنی پر سوار ہو کر جہاں چاہیں چلے جائیں نیز یہ پچاس دینار زادراہ کے طور پر قبول ہوں جب اس علوی نے مجھے اپنے پاس آتا دیکھا تو میری جانب سے اسے خوف پیدا ہوا کہ شاید میں اس کے قتل کے ارادے سے آتا ہوں اس نے میرے شر سے اللہ کی پناہ مانگنی شروع کی میں نے محمد بن ابراہیم کا پیام اس سے بیان کیا اس نے کہا وہ میرے معاملہ میں بری ہیں ان پر کوئی ذمہ داری نہیں اور مجھے نہ اس سواری کی ضرورت ہے اور نہ اس زادراہ کی میں نے کہا مگر ان کے دل کی خوشی یہ ہے کہ آپ اسے قبول کر لیں اس نے محمد کی درخواست مان لی اب میں ابن جریج سفیان بن سعید اور عباد بن کثیر کے پاس آیا اور محمد کا پیام ان لوگوں کو پہنچا دیا انھوں نے کہا کہ وہ بری الذمہ ہے میں نے کہا وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب تک منصور یہاں مقیم رہیں آپ لوگوں میں سے کوئی باہر نہ نکلے۔

محمد بن ابراہیم سے ابو جعفر منصور کی خفگی:

منصور کے قریب آگئے محمد بن ابراہیم نے بہت ساختگ و ترمیوہ اور مٹھائیاں دے کر مجھے ان کی خدمت میں بھیجا ان کو معلوم ہوا کہ محمد بن ابراہیم کا وکیل تحائف لے کر آیا ہے انھوں نے ہمارے اونٹوں کو پٹوایا اور اپنی فردگاہ میں نہیں آنے دیا جب وہ بزمیوں آگئے تو خود محمد بن ابراہیم استقبال کے لیے یہاں آیا ان کو اس کے آنے کی خبر ہوئی انہوں نے اس کی سواری کے جانوروں کے منہ پر ضرب لگوائی محمد سامنے سے ہٹ گیا اور ایک سمت کو ہو کر ساتھ ساتھ چلتا رہا ابو جعفر کو اصل راستے سے بائیں جانب ہٹا کر ایک جگہ اتارا گیا اس وقت محمد بن ابراہیم اپنے طبیب کو ساتھ لیے ان کے سامنے کھڑا ہوا تھا وہ سوار ہو کر چلے اس وقت ان کے اونٹ پران کی دوسری طرف رنج بیٹھا ہوا تھا محمد نے اپنے طبیب کو حکم دیا کہ تم ذرا جا کر دیکھو یہ طبیب اس مقام پر آیا جہاں ابو جعفر اترے تھے اس نے ان کا برازد دیکھا پھر محمد سے آکر کہا کہ میں نے ایسے شخص کا برازد دیکھا ہے جو زیادہ عرصہ اب جینے والا نہیں ہے چنانچہ یہی ہوا کہ مکے میں داخل ہوتے ہی ان کا انتقال ہو گیا ان کے مرنے سے محمد بن ابراہیم ان کی باز پرس سے بچ گیا۔

ابو جعفر منصور کی فریضہ حج کے لیے روانگی:

اس سال ماہ شوال میں ابو جعفر مدینۃ السلام سے مکہ کے ارادے سے روانہ ہوئے اثناء سفر میں قصر عبدویہ کے قریب

فروش ہوئے یہاں ایک رات جب کہ ماہ شوال کے ختم ہونے میں ابھی تین راتیں باقی تھیں کہ سپیدہ سحری کے نمودار ہونے کے بعد ایک بڑا ستارہ ٹوٹ کر گرا جس کی روشنی کا اثر طلوع آفتاب تک نمایاں رہا۔ ابو جعفر وہاں سے روانہ ہو کر کوفہ آئے اور رصافہ میں ٹھہرے اور یہاں سے وہ حج اور عمرے کی نیت کر کے جب کہ ماہ ذی قعدہ کے چند روز گزرے تھے روانہ ہوئے انھوں نے اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی ان کے بال کٹوا کر اور ان کے گلوں میں کلاہ ڈال کر لیے کوفہ سے چند منزل پہنچ کر ان کے پیٹ میں وہ درد اٹھا جس کے صدمہ سے وہ جان بحق ہو گئے۔

ابو جعفر منصور کی علالت:

اس درد کے سبب میں ارباب سیر و تاریخ کا اختلاف ہے علی بن محمد بن سلیمان النوفلی اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ ایک زمانے سے منصور کو ضعف معدہ کی شکایت تھی وہ طبیبوں سے اس کی شکایت کرتے تھے اور ان سے جوارشیں بنانے کے لیے خواہش کرتے مگر طبیب اس بات سے گھبراتے تھے اور ان کو غذا میں کمی کرنے کا مشورہ دیتے اور کہتے کہ تمام جوارشیں فوری اثر تو کر دیتی ہیں کہ کھانا ہضم ہو جائے مگر ان سے موجودہ سے زیادہ سخت بیماری پیدا ہو جائے گی اور اس وقت لینے کے دینے پڑ جائیں گے اسی زمانے میں ہندوستان سے ایک ویدان کی خدمت میں حاضر ہوا منصور نے اس سے بھی اپنے مرض کی شکایت کر کے کسی دوا کی تجویز کی خواہش کی اس نے ان کے لیے کئی سفوف اور جوارشیں تیار کیں جن کے اجزاء عنصر گرم تھے منصور نے ان کو کھانا شروع کیا اور ان کا کھانا ہضم ہونے لگا اس بنا پر انھوں نے اس وید کی تعریف کی۔

عراقی طبیب کی رائے:

عراق کے مشہور طبیب کثیر نے مجھ سے یہ بات کہہ دی تھی کہ منصور معدے کی بیماری سے مریں گے میں نے پوچھا آپ کو یہ کیسے علم ہوا اس نے کہا یہ جوارشیں کھاتے ہیں وہ کھانے تو ہضم کر دیتی ہیں مگر اس سے معدے کے خاروں میں روزانہ ایک نئی چیز پیدا ہو رہی ہے نیز ان کی آنکھوں میں چربی پیدا ہو رہی ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ معدے ہی کے مرض سے ہلاک ہوں گے اس بات کو زیادہ واضح کرنے کے لیے میں ایک مثال بیان کرتا ہوں فرض کرو کہ تم پانی کے مٹکے کو ایک چبوترے پر رکھو اور اس کے نیچے ایک کچی اینٹ رکھ دو اس گھڑے سے پانی رستا ہو تو اب بتاؤ کہ امتداد زمانہ سے کیا وہ رستا ہوا پانی اس اینٹ میں شگاف پیدا نہ کر دے گا اور کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہر قطرہ جو رس رہا ہے وہ اپنا نشان بناتا جاتا ہے۔ یہی ہوا کہ ابو جعفر معدے ہی کے مرض سے جاں بحق ہوئے اور اس طبیب کا کہنا پورا ہوا۔

ابو جعفر منصور کی وفات:

ایک دوسرے راوی نے یہ بات بیان کی ہے کہ موسم گرم ماکہ کی سخت گرم دو پہروں میں سفر کرنے کی وجہ سے ان کو لولگ گئی تھی اور اس وجہ سے یہ درد پیدا ہو گیا تھا باوجود کبر سنی کے وہ بہت محروم و المیزان واقع ہوئے تھے صفراء احمر کا غلبہ تھا اسی نے ان کے معدے کے فعل کو بگاڑ دیا تھا۔ بہت روز تک یہی کیفیت رہی جب وہ ابن عامر کے باغ میں فروکش ہوئے تو مرض نے بہت شدت اختیار کر لی یہ وہاں سے بھی کوچ کر گئے مکے پہنچنے میں دیر لگ گئی۔ ایک دن ابن المرتفع کے کنویں پر منزل کی وہاں سے چل کر بزمیموں آئے وہ ہر وقت پوچھتے تھے کہ ہم کب حرم میں داخل ہوں گے جتنی وصیتیں کرنا تھیں وہ رنج کو کر دیں۔ اور اسی مقام پر ۶/ ذی الحجہ سنہ ۱۶۱ کی رات

صبح تڑکے یا آفتاب کے طلوع ہونے کے وقت داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ وفات کے وقت سوائے خادموں اور ان کے مولیٰ ربیع کے اور کوئی شخص ان کے پاس نہ تھا، ربیع نے ان کی موت کو چھپایا عورتوں اور لونڈی باندیوں کو رونے اور نوہ کرنے سے منع کر دیا۔

محمد المہدی کی بیعت:

اب صبح ہو گئی حسب قاعدہ ان کے تمام اہل خاندان بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئے اور اپنی اپنی مخصوص جگہوں میں بیٹھ گئے۔ سب سے پہلے عیسیٰ بن علی کو اندر آنے کے لیے بلایا گیا اس کی تھوڑی دیر کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو اندر بلایا گیا چونکہ اس دن سے پہلے ہمیشہ دربار کا یہ دستور تھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو عیسیٰ بن علی سے پہلے بار ہوتا تھا اس وجہ سے آج اس تقدیم و تاخیر سے عیسیٰ بن موسیٰ کے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ ضرور کوئی غیر معمولی بات ہے اس کے بعد خاندان کے دوسرے اکابر و اعیان کو اندر بلایا گیا پھر اہل خاندان کے عام افراد کو اجازت ملی۔ ربیع نے موسیٰ ابن المہدی کے ہاتھ پر اوّل امیر المومنین مہدی کے لیے اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے سب سے خلافت کی بیعت لی جب بنی ہاشم بیعت کر چکے تو اب اس نے دوسرے سرداران فوج اور سپہ سالاران عساکر کو بیعت کے لیے بلایا عیسیٰ بن ماہان کے علاوہ اور ایک شخص نے بھی اس بیعت سے انحراف نہیں کیا البتہ اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کا نام سنتے ہی اس کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ محمد بن سلیمان نے ایک طمانچہ اس کے رسید کیا اور کہا کہ یہ کون کا فریچہ ہے اور اس سے چٹ گیا وہ تو اس کی گردن مار دینا چاہتا تھا یہ رنگ دیکھ کر عیسیٰ بن ماہان نے بیعت کر لی اس کے بعد دوسرے تمام لوگوں نے بیعت کی، مسیب بن زہیر پہلا شخص ہے جس نے بیعت کرتے وقت یہ استثناء کی کہ میں عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے بیعت کرتا ہوں اگر ایسا ہوا اس پر منصور کے تمام خاندان والے اس کے سر ہو گئے اب موسیٰ بن مہدی دربار عام کے لیے برآمد ہوا اور یہاں تمام بقیہ سرداران فوج اور دوسرے عمائد نے اس کی بیعت کی عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان مکہ روانہ ہوئے تاکہ جو لوگ وہاں ہوں ان سے مہدی کے لیے بیعت لیں ان دنوں عباس اپنے خاندان کا مقرر تھا اس نے رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان تمام لوگوں سے مہدی کے لیے بیعت لے لی، مہدی کے خاندان کے کچھ لوگ نواح مکہ اور فوج میں اس کی بیعت لینے کے لیے پھیل گئے اور سب لوگوں نے مہدی کی بیعت کر لی۔

ابو جعفر منصور کی تدفین:

اب منصور کی تجہیز و تکفین کی تیاری شروع ہوئی اس کام کے لیے ان کے گھر والوں میں سے عباس بن محمد، ربیع، ریان، چند خدمت گار اور دوسرے غلام مقرر ہوئے نماز عصر کے وقت ان کا جنازہ تیار ہوا ان کا چہرہ اور تمام بدن سر کے بالوں کی ابتداء تک کفن کی بیٹیوں سے ڈھانک دیا گیا تھا احرام کی وجہ سے سر کو کھلا چھوڑ دیا گیا تھا اب ان کے تمام گھر والے اعزاء اور خاص موالیٰ ان کا جنازہ لے کر چلے وادعی کے بیان کے مطابق عیسیٰ بن موسیٰ نے خور کی گھاٹی میں ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

ابراہیم بن یحییٰ کی امامت:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود منصور نے اس کی وصیت کی تھی کہ ابراہیم ان کی نماز جنازہ پڑھائے کیونکہ یہ بھی مدینۃ السلام میں ان کے بجائے نماز میں امام ہوتا تھا۔

علی بن محمد النوفلی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ ابراہیم بن یحییٰ نے ان کے فرودگاہ کے خیموں میں قبل اس کے کہ ان کو اٹھایا جائے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ربیع نے کہہ دیا کہ جو شخص خلافت کا آرزو مند ہو وہ نماز نہ پڑھائے اس بنا پر سب نے ابراہیم بن یحییٰ کو جو اس وقت بالکل نوجوان ہی تھا امامت کے لیے آگے بڑھا دیا۔ منصور ثنیۃ المدینین کے پاس والے قبرستان میں جو اسی نام سے مشہور ہے دفن کر دیئے گئے اس مقام کو ثنیۃ المحلاۃ بھی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مکہ سے بلندی پر واقع ہے عیسیٰ بن علی، عباس بن محمد، عیسیٰ بن موسیٰ، ربیع اور ریان ان کے دونوں موالی اور یقطین بن موسیٰ منصور کی قبر میں ان کو دفن کرنے کے لیے اترے۔

ابو جعفر منصور کی عمر و مدت حکومت:

ان کی مدت عمر میں اختلاف ہے بعض راویوں نے چونٹھ سال بیان کی ہے، بعض نے پینٹھ اور بعض نے تریٹھ سال بیان کی ہے۔ ہشام بن الکسبی نے اڑٹھ سال بیان کی ہے اور کہا ہے چودہ دن کم بائیس سال ان کا عہد حکومت ہوا ہے۔ مگر ابو معشر کو اس بارے میں ہشام بن الکسبی سے اختلاف ہے وہ کہتا ہے کہ ان کا عہد حکومت صرف تین دن کم بائیس سال ہے مگر ابو معشری سے ایک دوسرے واسطے سے یہ روایت نقل ہوئی ہے کہ منصور کا عہد حکومت سات رات کم بائیس سال ہوا ہے، واقعہ یہ کہ چھ دن کم بائیس سال سال ابو جعفر کی مدت خلافت ہے، عمر میں شبہ صرف دو دن کم بائیس سال بتاتا ہے۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ:

اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا اس سال رومیوں کا ظالم بادشاہ ہلاک ہوا۔



باب ۱۱

ابو جعفر منصور کی سیرت و وصایا

ابو جعفر منصور کا حلیہ:

ان کا رنگ سانولا تھا، دبلے پتلے دراز قامت تھے دونوں رخسار ہلکے تھے حمیمہ میں پیدا ہوئے تھے۔
عیسیٰ بن موسیٰ سے منصور کی خفگی:

ایک مرتبہ منصور کو معلوم ہوا کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے نصر بن سیار کے ایک لڑکے کو جو کوفہ میں روپوش تھا اس کا پتہ ملتے ہی قتل کر دیا۔
اس پر وہ ناراض ہوئے انھوں نے عیسیٰ کے اس فعل کو بہت بری نگاہ سے دیکھا بلکہ عیسیٰ کو ایسی سزا دینے کے لیے تیار ہو گئے جس میں
وہ ہلاک ہو جاتا مگر پھر یہ خیال کر کے کہ محض نادانی کی بنا پر عیسیٰ سے یہ حرکت سرزد ہو گئی وہ اپنے ارادے سے رک گیا۔
ابن نصر بن سیار کے متعلق منصور کا خط بنام عیسیٰ بن موسیٰ:

انھوں نے اس معاملہ کے متعلق یہ خط عیسیٰ کو لکھا:

”اما بعد! اگر امیر المومنین کی نظر عنایت اور شفقت تمہارے حال پر نہ ہوتی تو وہ نصر بن سیار کے بیٹے کے قتل اور اس
معاملہ میں تمہاری خود رائی کی تم کو سزا دینے میں کبھی تاخیر نہ کرتے تاکہ دوسرے عاملوں کو عبرت ہوتی اور ان کو اس قسم
کے موقعوں پر ایسا استہداد کرنے کی جرأت ہی نہ ہوتی‘ اب جس قدر لوگ تمہارے ماتحت ہیں چاہے وہ عرب ہوں یا عجم
سرخ رنگ والے ہوں یا سیاہ فام حبشی‘ تم ان سے علیحدہ رہو اور بغیر امیر المومنین کی رائے کے کسی ایسے شخص کو جس نے
پہلے کوئی قصور کیا ہے‘ سزا نہ دو کیونکہ وہ اس بات کو مناسب نہیں سمجھتے کہ کسی شخص کا ایسے قصور کے لیے جسے اللہ نے توبہ کے
ذریعہ معاف کر دیا ہو یا کسی ایسے فعل کی بنا پر جو کسی شخص سے ایسی لڑائی کے دوران میں سرزد ہوا ہو جس کا نتیجہ اللہ نے
امن و امان دیا ہو جس کی وجہ سے ایک کنبہ پروردشمن سے حفاظت ہو گئی ہو اور قلبی کلفتیں دور ہو گئی ہوں مواخذہ کیا جائے
جس طرح امیر المومنین اس بات سے بے خوف و خطر نہیں ہیں کہ اللہ کسی اقبال مند کو صاحب ادبار کر دے۔ اسی طرح
اگر خدا چاہے تو وہ اپنے اور کسی دوسرے کے لیے اس بات سے بھی مایوس نہیں ہے کہ وہ کسی صاحب ادبار کو اقبال والا کر
دے۔ والسلام۔“

عبدالعزیز کا مذاق:

فضل بن الربیع کا ششی بیٹی بن سلیم بیان کرتا ہے کہ منصور کے گھر میں ایک دن کے علاوہ کبھی کوئی لہو و لعب کی بات یا کوئی ایسی
بات جو لہو و لعب کے مشابہ یا فضول ہو نہیں دیکھی گئی البتہ ایک دن ہم نے اس کے بیٹے عبدالعزیز کو جو سلیمان اور عیسیٰ ابنائے ابو جعفر کا
حقیقی بھائی طلحیہ بیوی سے تھا (یہ بالکل شباب ہی کے عالم میں مر گیا) دیکھا کہ وہ ایک اعرابی لڑکے کی ہیئت بنائے کمان کندھے پر
ڈالے ایک عمامہ باندھے اور شالی چادر زیب تن کیے ایک اونٹ پر دونوں گونوں کے درمیان نشست پر بیٹھا سوار ہا ہے ان گونوں میں
وہی اشیاء جو عام طور پر اعرابی بیچنے کے لیے لایا کرتے ہیں مثلاً چھوڑے تھے اور مسواکیں ہاتھیں یہ دیکھ کر بہت لوگ متعجب ہوئے

اور انھوں نے اس سوانگ کو اس کے خلاف شانِ سمجھ کر اچھی نظروں سے نہیں دیکھا، وہ نوعمر امیر اپنے راستے چلا گیا۔ پل عبور کر کے رصافہ میں مہدی کے پاس آیا اور یہ سب چیزیں مہدی کو ہدیہ کیس ان گونوں میں جو کچھ بارتھا مہدی نے اسے قبول کیا اور اس کے عوض دو گونیں درہموں سے پر کرادیں اب وہ نوعمر امیر اسی طرح ان دونوں گونوں کے درمیان بیٹھا ہوا واپس آیا تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ ایک قسم کا مذاق ہے جو شہزادے کیا کرتے ہیں۔

ایک خدمت گار کو سزا:

حماد التریکی بیان کرتا ہے، میں ایک دن منصور کے سرہانے کھڑا ہوا تھا انھوں نے اپنے محل میں ایک شور سنا مجھ سے کہا کہ دیکھو یہ کیا شور ہے، میں اس مقام پر آیا جہاں سے وہ آواز آ رہی تھی میں نے دیکھا کہ ان کا ایک خدمت گار چھو کر یوں میں بیٹھا ہوا طنبورہ بجا رہا ہے اور وہ سب ہنس رہی ہیں، میں نے منصور کو آ کر اس کی اطلاع دی انھوں نے پوچھا یہ طنبورہ کیا شے ہے میں نے کہا کہ وہ لکڑی کا ایک آلہ ہے جس کی شکل ایسی ہوتی ہے اور اس طرح اسے بجاتے ہیں میں نے پوری طرح اسے بیان کیا کہنے لگے تم نے اس کی تعریف تو خوب بیان کر دی مگر تم کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اسی کو طنبورہ کہتے ہیں، میں نے کہا میں نے خراسان میں دیکھا تھا کہنے لگے ہاں وہاں دیکھا تھا اچھا امیر! جوتا لاؤ میں نے جوتا لا کر پیش کیا کھڑے ہوئے اور آہستہ آہستہ چل کر اس مجمع کے پاس آئے وہ سب چھو کر یاں اور خادم انھیں دیکھتے ہی پریشان ہو کر بھاگے حکم دیا کہ اسے پکڑ لو چنانچہ جب اسے پکڑ کر پیش کیا گیا حکم دیا گیا کہ یہی طنبورہ اس کے سر پر مارو میں نے طنبورہ سے اسے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گیا پھر مجھ سے کہا کہ اسے میرے قصر سے نکال دو اور کرخ میں حمران کے پاس لے جاؤ اور کہہ دو کہ اسے بیچ دے۔

ابو جعفر منصور کی ترش روئی:

سلام الا برش بیان کرتا ہے کہ میں منصور کا شاگرد پیشہ تھا، میں اور ایک دوسرا ان کا غلام گھر کے اندر ان کی خدمت گزاری کرتے تھے ان کا ایک حجرہ تھا جس میں ایک کوٹھری تھی ایک خیمہ تھا وہاں گدا بچھا ہوا تھا اور ایک لحاف رکھا تھا اسی میں وہ شب باشی کرتے تھے جب تک وہ دربار کے لیے باہر نہیں آتے تھے اس وقت تک وہ نہایت ہی بامروت و خوش خلق رہتے تھے بچوں کی شرارتوں یا کھیل کود سے فغان نہیں ہوتے تھے بلکہ اسے خوشی سے برداشت کر لیتے تھے البتہ جب وہ کپڑے پہن کر دربار کے لیے برآمد ہوتے تو اسی وقت سے ان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا، ترش رو ہو جاتے، آنکھیں لال ہو جاتیں۔ چنانچہ جب اس ہیئت سے دربار میں جلوس کرتے تو جو رنگ ان کا ہوتا اس سے سب ہی واقف ہیں دربار کے بعد پھر جب وہ اندر واپس آتے تو اس وقت بھی ان کی ترش روئی کی وہی کیفیت رہتی آتے وقت ہم ان کے استقبال کو بڑھتے اور بسا اوقات وہ اس حالت میں ہم پر عتاب کرنے لگتے ایک دن مجھ سے کہا اے میرے لڑکے! جب تم دیکھو کہ میں نے درباری لباس پہن لیا ہے یا میں دربار سے واپس آ رہا ہوں اس وقت تم میں سے کوئی میرے پاس نہ آئے کیونکہ ممکن ہے کہ میں کسی وقت اپنی جھنجھلاہٹ میں تم کو ایذا پہنچا دوں۔

ابو جعفر کے دربار میں مراتب کا احترام:

معن بن زائدہ بیان کرتا ہے منصور کے ہم سات سو مصاحب تھے جو روزانہ ان کے دربار میں حاضر ہوتے تھے میں نے ایک مرتبہ رنج سے کہا کہ تم مجھے سب کے آخر میں دربار میں آنے کی اجازت دیا کرو اس نے کہا تم تمام درباریوں میں سب سے اشرف

نہیں ہو کہ سب سے پہلے تم کو اذن حاصل ہو سکے اور اپنے نسب کے اعتبار سے سب سے کمتر بھی نہیں ہو کہ اس کی وجہ سے سب سے آخر میں تمہاری نوبت مقرر کی جائے تمہارا مرتبہ تمہاری شرافت نسب کے مطابق رکھا گیا ہے۔
المنصور اور معن بن زائدہ:

ایک دن میں منصور کی جناب میں اس صورت میں حاضر ہوا کہ میں نے ایک ڈھیلا ڈھالا بڑا سا کرتا پہن رکھا تھا ایک حنفی تلوار حمال تھی جس کی شام زمین سے ٹکراتی جاتی تھی ایک بڑا عمامہ باندھے تھا جس کا شملہ میرے پیچھے اور آگے لٹک رہا تھا۔ میں نے سلام کیا اور پچھلے پاؤں پلٹ آیا باہر نکلنے کے لیے سراپردہ سلطانی کے قریب پہنچا تھا کہ انہوں نے اس زور سے میرا نام لے کر مجھے پکارا کہ میں ڈر گیا میں نے عرض کیا لبیک یا امیر المومنین! فرمایا میرے پاس آؤ جب میں ان کے قریب آ گیا تو وہ اپنی مسند سے اتر کر زمین پر دو زانو بیٹھ گئے اور مسند کے دونوں گدوں کے نیچے سے ایک گز کھینچ لیا۔ اس کے ساتھ ہی ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور تیوریاں چڑھ گئیں کہنے لگے جنگ واسط میں تو ہی میرے مقابل لڑا تھا! اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر میں تیرا خاتمہ نہ کر دوں! میں نے عرض کیا امیر المومنین اس جنگ میں آپ کے دشمنوں کے ساتھ ہو کر جو باطل کے لیے لڑ رہے تھے میں نے جو جو انمردی اور شجاعت دکھائی تھی اس سے آپ واقف ہیں اب آپ خود ہی اندازہ فرمائیں کہ جب میں آپ کے مقصد حق کے لیے لڑوں گا تو کیا کچھ نہ کر گزروں گا! فرمایا پھر کہو کیا کہا! میں نے اعادہ کیا اسی طرح کئی مرتبہ اسی جملہ کا اعادہ کراتے رہے اب گز کو اس کے محل پر رکھ کر پابینتی بیٹھ گئے اور اب رنگ زرد پڑ گیا۔

والی یمن کی سرکشی کا خدشہ:

فرمایا معن یمن میں کچھ گڑ بڑ ہے۔ میں نے عرض کیا بے خبری کی رائے کیا؟ فرمایا اچھا ہم تم کو اپنا معتمد بناتے ہیں بیٹھ جاؤ! میں بیٹھ گیا رنج سے کہا کہ محل میں جس قدر آدمی ہیں سب کو باہر کر دو! رنج اس کام کے لیے باہر چلا گیا اب مجھ سے کہا کہ والی یمن مجھ سے سرتابی کرنا چاہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے گرفتار کر لوں اور اس کے رویہ میں سے ایک حبہ بھی میری دسترس سے نکل نہ سکے! بتاؤ اس معاملہ میں کیا کہتے ہو! میں نے عرض کیا آپ مجھے یمن کا والی بنا دیں اور ظاہر یہ کریں کہ آپ مجھے اس کی مدد کے لیے اس کے پاس بھیج رہے ہیں! رنج کو حکم دیا کہ وہ میری تمام ضروریات سفر کی فوراً سربراہی کر دے تاکہ میں آج ہی روانہ ہو جاؤں اور یہ خبر شہرت نہ پاسکے۔

معن بن زائدہ کی امارت یمن پر تقرری:

انہوں نے گدوں کے نیچے سے ایک فرمان تقرر نکالا اس میں میرا نام اپنے ہاتھ سے درج کر کے وہ فرمان میرے حوالے کر دیا۔ پھر رنج کو بلا کر کہا کہ میں نے معن کو والی یمن کی مددگاری پر مقرر کر دیا ہے تم ان کے سفر کے لیے جتنے سواری کے جانور اور اسلحہ کی ضرورت ہو اس کو فوراً بندوبست کر دو تاکہ شام سے پہلے ہی یہ یمن روانہ ہو جائے! پھر فرمایا آؤ مجھ سے رخصت ہو لو میں ان کو خیر باد کہہ کر چلا آیا دبلیز تک پہنچا تھا کہ ابوالوالی مجھ سے ملاتی ہوا کہنے لگا اے معن! میں اس میں تمہاری توہین سمجھتا ہوں کہ تم اپنے بھتیجے کے ماتحت بنائے جا رہے ہو میں نے کہا اگر خود سلطان کسی کو اس کے بھتیجے کا ماتحت و مددگار مقرر کرے تو اس میں اس شخص کے لیے کوئی عار نہیں ہے۔ میں یمن کی طرف روانہ ہو گیا وہاں پہنچ کر میں نے والی یمن کو پکڑ کر قید کر دیا اپنا فرمان تقرر اسے پڑھ کر سنا دیا اور اب میں

اس کی مسند ولایت پر بیٹھ گیا۔

ابو جعفر منصور کی معن بن زائدہ سے خفگی:

محمد بن عمر الیہامی ابوالردینہ کہتا ہے کہ معن کا ارادہ ہوا کہ وہ کچھ لوگوں کو ایک وفد کی حیثیت سے منصور کی خدمت میں بھیجے تاکہ یہ اس کے غصہ کو فرو کریں اور معن کی طرف سے ان کے دل میں جو گرانی پیدا ہو گئی ہے اسے دور کر کے پھر انھیں اس کے حال پر مہربان بنادیں۔ معن کہنے لگا میں نے ان کی طاعت و فرماں برداری میں اپنی تمام زندگی برباد کر دی، اس کے لیے خود اپنی جان پر طرح طرح کی سختیاں جھیلیں، یمینوں سے جنگ کرنے میں اپنے خاص اعزاء اور اقربا کو ہلاک کر دیا، اور اب وہ محض اس روپیہ کی وجہ سے جو میں نے ان کی سلطنت و حکومت کے قیام و بقا کے لیے خرچ کیا ہے مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔

معن بن زائدہ کے وفد کی روانگی بغداد:

اس کام کے لیے اس نے اپنے خاندان کے لوگوں کو ایک جماعت جو بنی ربیعہ کی شاخ تھی منتخب کی اس منتخب شدہ حضرات میں مجاہد بن الازہر بھی تھا۔ معن نے ایک ایک شخص کو علیحدہ علیحدہ بلا کر پوچھنا شروع کیا کہ اگر میں تم کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجوں تو تم کیا باتیں کرو گے، ہر شخص نے بیان کیا کہ میں یہ کہوں گا اور یہ کہوں گا جماعہ کی باری آئی اس نے کہا اللہ امیر کی عزت افزائی کرے آپ ایسے شخص سے گفتگو کے متعلق جو عراق میں ہے مجھ سے یمین میں دریافت کرتے ہیں کہ میں کیا باتیں کروں گا جب مجھے آپ کا مقصد معلوم ہے تو حتی الامکان جو وقت پر موزوں و مناسب معلوم ہوگا وہ میں کروں گا۔ معن نے یہ جواب سن کر کہا اچھا یہ کام میں نے تمہارے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد اس نے عبدالرحمن بن عقیق المزنی سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم اپنے اس ابن عم کے لیے قوت بازو بنو ان کو اپنے سے مقدم رکھنا اگر ان سے کوئی بات چھوٹ جائے تم اس کی پابجائی کر دینا، ان دو کے علاوہ اس نے اپنے مصاحبوں میں سے دوسرے آٹھ آدمی اور اپنے اور اس طرح جب یہ دس کی جماعت مکمل ہو گئی تو ان کو رخصت کر دیا۔

ابو جعفر کے دربار میں مجاہد کی تقریر:

یہ ابو جعفر کے پاس پہنچے جب سامنے آئے آگے بڑھے مجاہد نے اللہ کی حمد و ثنا اور اظہار تشکر کے ساتھ تقریر شروع کی وہ اس قدر عمدہ تھی کہ سب کو خیال ہوا کہ یہ اس کے لیے پہلے سے تیار ہو کر آیا ہے اب اس نے رسول اللہ ﷺ کی منقبت شروع کی کہ کیونکر اللہ نے عرب کے تمام قبائل میں سے آپ کو چن لیا، پھر اس نے آپ کی فضیلت کو اس خوبی سے بیان کیا کہ تمام حاضرین دربار متعجب ہو گئے۔ اور عرش عرش کرنے لگے اب اس نے امیر المومنین منصور کا ذکر شروع کیا اور بیان کیا کہ اللہ نے ان کو کیسا شرف عطا فرمایا ہے اور کس قدر اہم منصب ان کے تفویض کیا ہے۔ یہاں سے اس نے اپنے مطلب کی طرف عود کیا اور اپنے آقا کا تذکرہ کیا۔

مجاہد اور وفد کا دربار سے اخراج:

جب اس کی تقریر ختم ہو گئی تو منصور نے کہا کہ تم نے اللہ کی حمد میں جو کچھ بیان کیا اللہ اس بات سے بالاتر ہے کہ کوئی شخص اس کی مدح کو احاطہ کر سکے رسول اللہ ﷺ کے فضائل میں جو کچھ تم نے بیان کیا تو اللہ نے تمہارے بیان سے زیادہ خود ان کی فضیلت بیان کر دی ہے، تم نے امیر المومنین کی تعریف کی ہے بے شک اللہ نے اس منصب جلیلہ پر فائز کرنے سے ان کو بڑی فضیلت عطا فرمائی ہے اور ان شاء اللہ جب تک وہ اس کی اطاعت کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ ان کا معین و مددگار رہے گا البتہ اپنے آقا کے

بارے میں جو کچھ تم نے کہا ہے وہ سب جھوٹ اور لغو ہے جو قابل اعتناء نہیں یہاں سے نکل جاؤ تمہارا بیان مقبول نہیں مجاہد نے کہا امیر المومنین سچ فرماتے ہیں مگر بخدائے لایزال میں نے کوئی بات اپنے آقا کے متعلق جھوٹ نہیں کہی ہے اب یہ ساری جماعت حکماً دربار سے خارج کی گئی۔

مجاہد کی طلبی:

جب یہ ایوان دربار کے پائین میں پہنچے تو منصور نے اسے مع اس کے ہمراہیوں کے پھر سامنے بلایا اور کہا تم نے کیا بیان کیا تھا مجاہد نے اپنی پہلی تقریر اس طرح اعادہ کر دی کہ گویا وہ کسی ورق پر لکھی ہوئی ہے جسے دیکھ دیکھ کر وہ پڑھ رہا ہے۔

مجاہد کی خوش بیانی کی تعریف:

اس مرتبہ پھر منصور نے اس کو جھٹلایا یہ سب دربار سے نکال دیئے گئے جب سب کے سب دربار سے باہر چلے گئے تو پھر ان کے متعلق منصور نے حکم دیا کہ ان کو واپس لایا جائے وہ ٹھہر گئے اور جو مصری رؤسا، عرب دربار میں حاضر تھے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا خوش بیان شخص ہے بخدا! اس کی تقریر سے خود مجھے اس پر حسد آ گیا چونکہ یہ شخص بنی ربیعہ سے ہے اس لیے اگر تعصب کے الزام کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں قطعی طور پر اس شخص کو نکال دیتا میں نے آج تک ایسا بے باک خوش بیان اور گویا شخص نہیں دیکھا تھا غلام اسے پلٹا لاؤ۔

مجاہد کی معن بن زائدہ کی وکالت:

جب مجاہد ان کے سامنے حاضر ہوا تو اس نے اور اس کے ساتھیوں نے دوبارہ سلام عرض کیا، منصور نے کہا اچھا تمہاری اپنی اور تمہارے آقا کی جو ضرورت ہو اسے بیان کرو اس نے کہا امیر المومنین معن آپ کا بندہ ہے آپ کی تلوار اور وہ تیرے جو آپ نے دشمن پر چلایا ہے اس نے شمشیر زنی کی نیزہ زنی کی اور ناوک فگنی کی اس نے تمام سرکشوں کو رام کر دیا اور یمن میں جس شخص کے اندر بل نظر آیا اسے اس نے سیدھا کر دیا اب اہل یمن امیر المومنین (اللہ آپ کی عمر دراز کرے) بہترین رعایا بن گئے ہیں۔ اگر کسی غلام کی چغل خوری کی وجہ سے امیر المومنین کے دل میں اس کی طرف سے کوئی بات جاگزیں ہو گئی ہے تو آپ کو یہ زیبا ہے کہ آپ اپنے غلام کی جس نے اپنی تمام عمر آپ کی طاعت میں فنا کر دی ہے خطا معاف کر دیں۔

معن بن زائدہ کو معافی:

منصور نے ان کی وکالت تسلیم کر کے معن کا عذر قبول کر لیا ان کا دل اس کی طرف سے صاف ہو گیا اور انھوں نے ارکان و فدا کو واپس جانے کی اجازت دے دی جب یہ معن کے پاس آئے اور انھوں نے امیر المومنین کی خوشنودی کا مراسلہ پڑھ کر سنایا تو معن نے فرط انبساط میں مجاہد کی پیشانی چوم لی اس کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا ان کو ان کے حسب مراتب خلعت و انعام سے سرفراز کیا اور حکم دیا کہ تم میرے نمائندوں کی حیثیت سے امیر المومنین منصور کی جناب میں قیام کرنے کے لیے جاؤ۔

مجاہد کی تین خواہشوں کی تکمیل:

معن نے مجاہد کو یہ انعام دیا کہ اس نے اس کی یہ تین خواہشیں پوری کیں ایک یہ کہ وہ معین کے خاندان کی ایک امیرزادی زہرا نام پر عاشق تھا اب تک اس کی شادی نہیں ہوئی تھی جب کوئی شخص مجاہد کا ذکر اس سے کرتا تو وہ جواب دیتی کہ وہ کس بنا پر میرے

ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے وہ تو نہایت مفلس آدمی ہے کیا وہ اپنے پشیمینہ کے بچے یا اپنی چادر کی مالیت سے مجھے بیاہے گا؟ جب مجاہد منصور کے پاس سے ہو کر معن کے پاس واپس آیا تو سب سے پہلے اس نے معن سے یہی درخواست کی کہ آپ زہرا کے ساتھ میری شادی کر دیجیے چونکہ اس کا باپ معن کی فوج میں تھا اس وجہ سے مجاہد نے کہا کہ میں زہرا کو چاہتا ہوں اور اس کا باپ آپ کی فوج میں ہے۔ معن نے دس ہزار درہم اپنے پاس سے مہر ادا کر کے زہرا سے اس کی شادی کر دی اس کے بعد معن نے پوچھا کہ دوسری خواہش بیان کرو اس نے کہا کہ مقام حجر میں جو میرا گھر ہے اس میں ایک دیوار ہے وہ میں لینا چاہتا ہوں اس کا مالک آپ کی فوج میں ملازم ہے۔ معن نے وہ دیوار خرید کر مجاہد کو دلا دی۔ اب پوچھا، تیسری خواہش بیان کرو اس نے کہا روپیہ دلو ایسے معن نے تیس ہزار نقد دیئے۔ اس طرح ایک لاکھ درہم اسے دے کر اس کے گھر بھیج دیا۔

سلطنت کے چار اراکین کی اہمیت:

ابو الفرج: عبداللہ بن جملۃ الطالقانی کا ماموں کہتا ہے کہ میں نے ابو جعفر کو کتبے سنا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ چار آدمی نہایت دیانتدار اور پاکباز میرے پاس ہوں لوگوں نے عرض کیا امیر المومنین وہ چار کون ہیں؟ فرمایا وہ ارکان ملک و دولت جن کے بغیر کسی سلطنت کا انتظام درست نہیں ہو سکتا ان کی مثال تخت کے چار پایوں کی ہے کہ جب تک وہ چاروں پائے عمدہ اور مضبوط اور سیدھے نہ ہوں تخت مضبوط نہیں رہ سکتا، کیونکہ اگر ایک پایہ بھی خراب ہو جائے تو تخت کمزور ہو جائے گا، ایک قاضی وہ ایسا شخص ہو کہ اللہ کے حق میں اس پر کسی لعنت و ملامت کا اثر نہ ہو سکے دوسرے کو قوال وہ ایسا شخص ہو جو قوی کے مقابلہ میں ضعیف کے حق میں انصاف کر سکے، تیسرے افسر مال جو پوری مال گزاری وصول کرے مگر رعایا پر ظلم نہ کرے، کیونکہ میں اس بات سے بے نیاز ہوں کہ ان پر ظلم کیا جائے۔ چوتھے اس کے بعد انھوں نے اپنا انگوٹھ تین مرتبہ دانت سے دبایا اور ہر مرتبہ پر آہ کی لوگوں نے پوچھا امیر المومنین جو تھا کون ہے؟ فرمایا وہ افسر ذاک ہے کہ جو ان اعمال کی نہایت دیانت داری سے سچی سچی خبریں مجھے لکھتا رہے۔

ایک عامل سے باز پرس و معافی:

بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ منصور نے اپنے ایک عامل کو جس نے سرکاری مال گزاری کی وصولی میں بہت کمی کی تھی باز پرس کے لیے طلب کیا، کہا کہ جو تم پر نکلتا ہے ادا کرو اس نے کہا بخدا میرے پاس کچھ نہیں ہے اسی اثناء میں کسی منادی کرنے والے نے ندا دی اشہد ان لا الہ الا اللہ یہ سن کر اس عامل نے منصور سے کہا کہ امیر المومنین اللہ کے لیے اور اس شہادت کے لیے کہ میں بھی لا الہ الا اللہ کہتا ہوں آپ اس مطالبے کو جو مجھ پر عائد کیا گیا ہے بخش دیں منصور نے اسے معاف کر دیا۔

ایک شامی محصل کو نصیحت:

ایک مرتبہ انہوں نے ایک شامی کو کسی ایک لگان کا محصل مقرر کیا اس وقت اس کو نصیحت کی اور اس کی طرف بڑھ کر فرمایا اس وقت جو بات تمہارے دل میں ہے میں اس سے واقف ہوں تم میرے پاس سے اس وقت باہر نکل کر اپنے سے کہو گے، دیانت اور اندراج میں صحت اختیار کرو ہمیشہ خدمت پر بحال رہو گے۔

ایک عراقی محصل کو ہدایت:

پھر ایک مرتبہ ایک عراقی کو علاقہ سواد کے کسی ایک لگان کا محصل مقرر کیا اسے بھی کچھ نصیحت کی اور اس کی طرف آگے بڑھ کر

فرمایا جو تمہارے دل میں ہے میں اس سے واقف ہوں تم اس وقت میرے پاس سے جاؤ گے اور اپنے دل سے کہو گے کہ جو اس خدمت کے بعد بھی فقیر رہا اس کی حالت کبھی درست نہ ہوگی میرے پاس سے چلے جاؤ اور اپنی خدمت کا جا کر جائزہ لو اور یاد رکھو کہ اس قسم کے خیالات کو کبھی دماغ میں نہ آنے دینا ورنہ میں اس کی پوری پوری سزا دوں گا۔ ان دونوں شخصوں نے عرصہ تک ان کی ملازمت کی اپنا حساب کتاب ہمیشہ درست رکھا اور ان کے خیر سگال رہے۔

والی حضرت موت کے نام فرمان:

منصور نے ایک عرب کو حضرت موت کا والی مقرر کیا صدر مخبر نے ان کو لکھا یہ شخص اکثر شکاری باز اور شکاری کتوں سے شکار کھیلتا رہتا ہے، منصور نے اس والی کو برطرف کر دیا اور فرمان میں لکھا، اللہ تجھے ہلاک کر دے یہ کیا سامان ہے جو تو نے شکار کے جانوروں کے لیے مہیا کیا ہے میں نے تجھ کو مسلمانوں کے معاملات کا سربراہ کا مقرر کیا تھا نہ کہ وحشی جانوروں کا منصرم، ہماری جو خدمت تمہارے تفویض ہے اسے تم فلاں شخص کے سپرد کر دو اور خود ذلت و خواری کے ساتھ اپنے گھر چلے جاؤ۔

سہیل بن سالم پر عتاب:

ربیع بیان کرتا ہے سہیل بن سالم العنبری کو منصور کی خدمت میں پیش کیا گیا، یہ کسی کام پر مقرر کیا گیا تھا پھر برطرف کر دیا گیا تھا، اب منصور نے اس کے متعلق حکم دیا کہ اس کو قید کر دیا جائے اور سرکاری مطالبہ وصول کیا جائے۔ سہیل نے کہا میں آپ کا غلام ہوں، کہنے لگے تم برے غلام ہو سہیل نے کہا مگر آپ تو اچھے آقا ہیں، کہا تیرے لیے نہیں۔

المصور کی ایک خارجی سے بدزبانی و شرمندگی:

ربیع کہتا ہے میں ایک دن منصور کی سامنے یا ان کے سرہانے کھڑا تھا ایک خارجی جس نے ان کی کئی فوجوں کو شکست دی تھی پیش کیا گیا اس سے کہا کھڑے ہو جاؤ تا کہ تمہاری گردن مار دی جائے جب وہ کھڑا ہوا تو اب ان کی اس پر نظر پڑی کہنے لگے اے فاحشہ کے جنے تجھ ایسے نصرے نے میری فوجوں کو بھگا دیا، خارجی نے کہا یہ تمہارا کیا اخلاق ہے کل تک تو میرے اور تمہارے درمیان تلوار اور جنگ تھی اور آج تم گالی گلوچ پر اتر آئے اگر میں بھی تم کو اس کے جواب میں گالیاں دوں تو میرا کیا بگاڑ سکو گے میں تو اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں مجھے معلوم ہے کہ مجھے معاف نہ کیا جائے گا، یہ جواب سن کر منصور شرمندہ ہو گئے اور اسے چھوڑ دیا اور ایک سال اپنا منہ اسے نہ دکھایا۔

مہدی کو ابو جعفر کا انتباہ:

عمارہ بن حمزہ بیان کرتا ہے ایک دن میں منصور کی خدمت میں حاضر تھا دو پہر کے وقت اپنے گھر واپس جانے لگا اسی دن مہدی کے لیے بیعت ہوئی تھی میری واپسی کے وقت مہدی میرے پاس آئے کہنے لگے مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے باپ میرے بھائی جعفر کے لیے بیعت لینا چاہتے تھے، میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ اگر انھوں نے ایسا کیا تو میں اسے تو قتل کر دوں گا، میں اسی وقت امیر المومنین کے پاس آیا کیونکہ میں نے دل میں سوچا کہ یہ معاملہ ایسا نہیں ہے کہ اس میں تاخیر کی جائے اسی وقت ان کو اس کی اطلاع ہو جانا چاہیے، حاجب نے کہا کہ تم ابھی تو امیر المومنین سے مل کر گئے ہو، میں نے کہا ایک خاص واقعہ پیش آ گیا ہے، میرے لیے بیانی کی اجازت حاصل کرو، میں باریاب ہوا پوچھا خیر ہے کیوں آئے؟ میں نے عرض کیا ایک خاص واقعہ پیش آ گیا تھا، چاہتا ہوں

کہ آپ سے بیان کروں کہنے لگے تمہارے بیان کرنے سے پہلے ہم بیان کیے دیتے ہیں مہدی تمہارے پاس آیا تھا اور اس نے تم سے یہ کہا ہے میں نے کہا بے شک ایسا ہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین وہاں موجود تھے اور ہماری گفتگو سن رہے تھے کہا اس سے کہہ دو ہوش میں آؤ ہم خود جعفر سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ اس پر تمہاری دسترس نہیں ہو سکتی۔

منصور کی حجاج کے متعلق رائے:

ابراہیم بن صالح کہتا ہے ہم منصور کی جناب میں باریاب ہونے کے لیے قصر کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے باتوں باتوں میں حجاج کا ذکر آ گیا، ہم میں سے بعض نے اس کی تعریف کی اور بعض نے اس کی مذمت کی مداحوں میں معن بن زائدہ تھا اور مذمت کرنے والوں میں حسن بن زید اب ہم سب باریاب ہوئے حسن بن زید نے یہی ذکر دربار میں چھیڑ دیا اور کہا امیر المومنین مجھے یہ گمان کبھی نہ تھا کہ میں اتنے دن زندہ رہوں گا کہ آپ کے محل میں آپ کے فرش پر بیٹھے ہوئے حجاج کا ذکر ہوا اور اس کی تعریف کی جائے اور میں اسے سنوں پوچھا اس میں کون سی ایسی بات تھی جو تم کو ناگوار گزری ایک جماعت نے اپنا ایک اہم کام اس کے سپرد کر دیا اس نے نہایت دیانت داری خلوص اور ہوشیاری سے اس جماعت کی خدمت ادا کی بخدا میں خود چاہتا ہوں کہ مجھے ایسا شخص مل جاتا تو میں اسے اپنے خاص معاملات سپرد کر دیتا۔ اور کسی ایک جرم میں اسے ہمیشہ کے لیے متعین کر دیتا۔ معن نے کہا جناب والا کے پاس اب بھی ایسے اشخاص موجود ہیں کہ اگر آپ ان سے نہایت ہی اہم امور کی بجا آوری چاہیں تو وہ اسے کامیابی کے ساتھ سرانجام دیں پوچھا وہ کون معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے تئیں ایسا سمجھتے ہو معن نے کہا اگر میں اپنے آپ کو ایسا سمجھتا ہوں تو کچھ بے جا نہیں ہے فرمایا ہرگز نہیں تم ایسے نہیں ہو ایک جماعت نے حجاج کو امین بنایا اس نے ان سب کو وہ امانت دے دی اور ہم نے تم کو امین بنایا تو تم نے ہمارے ساتھ خیانت کی۔

ابو جعفر منصور کی ایک تنبیہی سے ملاقات:

ابو بکر البہذلی کہتا ہے میں امیر المومنین منصور کے ہمراہ مکہ گیا تھا ایک دن میں ان کے ہم رکاب تھا کہ ایک شخص ایک سرخ اونٹنی پر سوار ملل کا جبہ زیب بدن عدنی عمامہ زیب سر کیے ہاتھ میں ایک اتلا نا کوڑا لیے کہ جو زمین کو چھو رہا تھا اور جو اپنی عجیب و غریب ہیئت کی وجہ سے مشتبہ سا تھا صحرا سے آتا ہوا سامنے گزرا اسے دیکھ کر مجھے حکم دیا کہ میں اسے روکوں میں نے اسے بلایا وہ آیا۔ امیر المومنین نے اس سے اس کا نسب علاقہ اور اس کا قومی وطن پوچھا نیز دریافت کیا کہ تمہارے ہاں صدقات کے والی کون ہیں اس نے ان تمام سوالات کا اس خوبی سے جواب دیا کہ وہ بہت خوش ہوئے پھر اس سے کہا کہ کچھ شعر سناؤ اس نے اوس بن حجرہ وغیرہ اور قبیلہ بنی تمیم بن عمرو کے دوسرے شعراء کے سنائے نیز دوسرے افسانے سنائے اسی میں اس نے طریف بن تمیم العنبری کے یہ شعر پڑھے:

غمزہ الثفاف و لا دھن و لا نار

ان قناتسی لنبع لا یؤیسھا

و ان اخف آمنة تعلق به الدار

متی اجر حائفاتا من مسارحہ

ان الامور لھا ورد و اصدار

ان الامور اذا وردتھا صدرت

میرے نیزے کا بانس کامل طور پر پختہ ہے جس کو سیدھا کرنے کے لیے سیدھا کرنے والے آلے یا تیل یا آگ کی

ضرورت نہیں، جب میں کسی خوف زدہ کو پناہ دیتا ہوں تو اس کے لیے تمام راستے چاہے وہ کسی قدر وسیع ہوں بے خوف و خطر بن جاتے ہیں اور اگر میں کسی بڑے جتھے والے اور قلعوں والے کو دھمکی دے دوں تو وہ خود اپنے گھر میں بے چین و مضطرب ہو جاتا ہے میں جب اہم معاملات میں پڑتا ہوں تو باوجود ان کے بگڑ جانے کے میں ان کو ساحل مراد پر لے آتا ہوں اور بے شک معاملات بنتے بگڑتے رہتے ہیں۔

شعر بن کر پوچھا اچھا بناؤ تم میں یہ طریق کس حیثیت کا آدمی تھا جس نے یہ شعر کہے ہیں اس نے کہا وہ تمام عرب میں دشمن کے لیے نہایت سخت اور دہر تھا جس کی گرفت بہت ہی شدید تھی، وہ سب سے زبردست انتقام لینے والا اور نہایت مبارک نصیبی والا تھا، دشمن کے حق میں اس کا نیزہ نہایت سخت تھا سب سے بڑا مہمان نواز اور اپنے ہمسایہ کے لیے نہایت ہی پارسا اور قابل اعتماد تھا عکاظ کے میلہ میں تمام عربوں نے اس کی ان صفات کو تسلیم کیا البتہ ایک شخص نے اس کی تنقیض کی اور کہا کہ بخدا! لڑائیوں میں تمہاری کامیابیاں کچھ شہرت نہیں رکھتیں اور نہ تمہارا نشانہ درست ہے یہ سن کر اس نے عہد کیا کہ وہ سوائے اپنے شکار کے کوئی گوشت آئندہ سے نہ کھائے گا اور ہر سال کسی نہ کسی ایسی مہم میں مصروف پیکار ہوگا جس کی وجہ سے اس کی شجاعت و بسالت کا شہرہ آفاق میں پھیلے منصورہ نے کہا اے تمہی! تم نے اپنے سردار کی تعریف کا حق ادا کر دیا مگر بات یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں اس کے دونوں شعروں کا میں زیادہ مصداق ہوں اور معلوم ہوتا ہے کہ ان شعروں میں اس کی نہیں بلکہ میری تعریف کی گئی ہے۔

ابو جعفر منصور کی فرائض منصبی کی انجام دہی:

دن کے پہلے حصہ میں منصور امور سلطنت کو انجام دیتے، ہدایات دیتے، ممانعت کرتے، عزل و نصب کرتے، سرحدوں اور اطراف سلطنت میں فوج کو تعین کرتے، راستوں کے امن کا انتظام کرتے، آمدنی اور خرچ کو دیکھتے، رعایا کی معاش کی اصلاح پر غور کرتے تاکہ ملک سے افلاس کم ہو اور رعایا امن و سکون کے ساتھ زندگی بسر کرنے نماز عصر کے بعد اپنے گھر والوں سے بات چیت کرتے اس وقت اور کسی سے ملاقات نہ کرتے البتہ جس سے وہ رات کے وقت باتیں کرنا چاہتے صرف ان کو اس وقت ہی ملاقات کی اجازت ہوتی عشاء کی نماز کے بعد اطراف و اکناف سلطنت اور سرحدوں سے جو خط آئے ہوتے ان کو ملاحظہ کرتے اور حسب ضرورت ان کے متعلق اپنے دوستوں سے مشورہ لیتے ایک پہر رات گزرنے کے بعد خواب گاہ میں چلے جاتے اور ان کے خاص دوست اپنے اپنے گھروں کو پلٹ آتے دوسری پہر گزرنے کے بعد بستر سے اٹھتے وضو کرتے اور طلوع فجر تک اپنی محراب میں کھڑے ہوئے تہجد کی نماز پڑھتے رہتے پھر صبح کی نماز کو باہر تشریف لاتے اور خود ہی صبح میں امامت کرتے اس کے بعد پھر ایوان و دربار میں چلے آتے اور سرکاری کام شروع کر دیتے۔

مختلف علاقوں کے لوگوں کی خصوصیات:

ابو جعفر نے ایک مرتبہ اسمعیل بن عبد اللہ سے کہا کہ مختلف لوگوں کی خصوصیات بیان کرو اس نے کہا اہل حجاز کی یہ خصوصیت ہے کہ ان سے اسلام کی ابتداء ہوئی اور وہ عرب کی یادگار ہیں اہل عراق اسلام کے رکن اور اس کے جنگجو ہیں اہل شام امت اسلام کے لیے بمنزلہ قلعہ کے ہیں اور اماموں کے نیزے ہیں اہل خراسان بڑے سخت لڑنے والے سپاہی ہیں۔ ترک نہایت ثابت قدم جنگجو قوم ہے اہل ہند حکماء ہیں اور اپنے علاقہ کی سرسبزی اور زرخیزی کی وجہ سے وہ دوسرے اپنے متضاد ملک کی امداد سے بے نیاز ہیں رومی

اہل کتاب اور مذہبی لوگ ہیں جن کو اللہ نے مسلمانوں سے قریب ہونے کے بعد ایک سمت کو علیحدہ دور کر دیا ہے، نہطی قدیم زمانے میں حکمران تھے مگر اب تو وہ ہر قوم کے غلام ہیں۔

منصور نے پوچھا سب سے بہتر والی کی صفت بیان کرو اس نے کہا جو بخئی ہو اور برائی سے ہمیشہ اعراض کرتا رہے پوچھا سب سے احمق والی کون ہے اس نے کہا جو رعایا پر سخت ظلم کرتا ہو اور ہمیشہ اس سے حماقت اور عقوبت سرزد ہوتی ہو پوچھا شاہی مفاد کے لیے اطاعت خوف مناسب ہے یا اطاعت محبت اس نے کہا امیر المؤمنین خوف کی حالت میں جو اطاعت نمایاں رہتی ہے اس کی تہ میں غدر ہوتا ہے اور ہمیشہ اس کی نگرانی کی ضرورت ہے بخلاف اس کے جو اطاعت محبت پر مبنی ہوتی ہے اس میں قوت اجتہاد زندہ رہتی ہے اور اگر اس کی طرف سے غفلت بھی برتی جائے تب بھی اس میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا پوچھا کہ کن لوگوں کی طاعت بہتر ہے اس نے کہا جو زیادہ نقصان اور زیادہ نفع پہنچا سکیں پوچھا ان کی شناخت کیا ہے اس نے کہا ایسے اشخاص دعوت پر فوراً لبیک کہتے ہیں اور اپنی جانیں لڑا دیتے ہیں پوچھا بادشاہ کا وزیر کیسا ہو اس نے کہا جس کا قلب سلیم ہو اور حرص و آز کا اس کے پاس گزر نہ ہو ابو۔

منصور کی مہدی کو نصیحت:

ولی عہد مقرر کرنے کے بعد منصور نے مہدی سے کہا دیکھو ابو عبد اللہ ہمیشہ ہر نعمت پر شکر ادا کرنا جب قدرت ہو غفور کرنا رعایا کی اطاعت کی حالت میں ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا جب تم کو جنگ میں فتح ہو اس وقت تواضع کو پیش نظر رکھنا مغرور نہ ہونا دنیاوی لذائذ اور آرام کے ساتھ اللہ کی رحمت کو نہ بھول جانا کیونکہ وہ ان سب سے بہتر ہے۔

منصور نے مہدی سے کہا کہ جب تک تم کسی معاملہ پر اچھی طرح غور و فکر نہ کر لو اسے انجام نہ دینا کیونکہ ایک دانشمند کا تفکر اس کے لیے آئینہ کا کام دیتا ہے جس میں اسے اپنا حسن و قبح نظر آ جاتا ہے۔

ایک دوسرے موقع پر مہدی سے کہا حکمران بغیر تقویٰ کے درست نہیں ہوتا رعایا بغیر طاعت کے ٹھیک نہیں ہوئی ملک انصاف کے بغیر آباد نہیں ہوتا حکومت کا قیام اور دوام روپیہ سے ہے انتظام ملک ملک کی تمام خبروں کے حاصل کیے بغیر درست نہیں رہتا جو شخص معاف کرنے پر سب سے زیادہ قادر ہے وہی سزا دینے پر قادر ہوتا ہے سب سے کمزور شخص وہ ہے جو اپنے سے کمزور تر لوگوں پر ظلم کرتا ہے اپنے آدمی کے کام پر بھروسہ کرو مگر ہمیشہ اس کی حالت سے باخبر رہو ایک موقع پر کہا اے ابو عبد اللہ اپنی صحبت کو کبھی ایسے علماء کی شرکت سے خالی نہ رکھنا جو تم کو حدیث سناتے رہیں محمد بن شہاب الزہری نے کہا کہ حدیث نہ ہے اسے نہ پسند کرتے ہیں اور مادہ اسے برا سمجھتے ہیں اور جو کچھ انھوں نے کہا وہ بالکل سچ ہے مہدی سے کہا جو تعریف کو پسند کرتا ہے وہ اپنے اخلاق درست رکھتا ہے اور جو تعریف کو نہیں چاہتا اس کے اخلاق بھی بگڑ جاتے ہیں جس نے تعریف کو برا جانا لوگ اس مذمت کرنے لگتے ہیں اور جس کی مذمت کی گئی وہ آخر میں بے بس کر دیا جاتا ہے اور اس کی کچھ نہیں چلتی۔

ایک مرتبہ مہدی سے کہا عاقل وہ نہیں ہے جو مصیبت میں پڑ کر نکل آئے بلکہ وہ ہے جو افتاد سے پہلے اس کا انتظام کر دے اور اس میں پڑنے کی اسے نوبت ہی نہ آئے۔

مہدی کی لاعلمی پر انتباہ:

ایک مرتبہ مہدی سے پوچھا تم کو معلوم ہے کہ تمہارے پاس کتنی فوج ہے اس نے کہا میں نہیں جانتا کہنے لگے تم اس خلافت کو

تباہ کر دو گے تم کو فوج کی تعداد بھی معلوم نہیں، خیر میں نے تمہارے لیے اتنی فوج مہیا کر دی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے تمہاری اس عدم توجہ کا تم کو کوئی نقصان نہیں ہوگا مگر یہ بے پروائی اور بے خبری بہت بری بات ہے اللہ سے ڈرو۔

منصور کی مصنوعی علالت :

خالصہ کہتی ہے میں ایک مرتبہ منصور کی خدمت میں گئی معلوم ہوا کہ ڈاڑھ میں درد ہے میری آہٹ پا کر کہا آؤ میں پاس گئی دیکھا کہ دونوں ہاتھ جبروں پر رکھے ہوئے ہیں تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر مجھ سے پوچھا بتاؤ تمہارے پاس اس وقت کتنا مال ہے میں نے کہا ایک ہزار درہم فرمایا میرے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ اور پھر کہو کہ کتنا روپیہ تمہارے پاس ہے میں نے کہا دس ہزار فرمایا اچھا میرے پاس لے آؤ میں ان کے پاس سے واپس آئی اور مہدی اور خیزران سے یہ بات بیان کی مہدی نے اپنے پاؤں سے مجھے ٹھوکا دیا اور کہا کہ تم کیوں ان کے پاس گئی تھیں ان کو درد نہیں ہے یہ محض بہانہ ہے۔ بات یہ ہے کہ کل میں نے ان سے روپیہ مانگا تھا اس کو سنتے ہی وہ بیمار بن گئے۔ اب جو تم نے ان سے کہا ہے اتنا روپیہ ان کو لے جا کر دے دو میں نے روپیہ پہنچا دیا مہدی ان کے پاس آیا کہا اے ابو عبد اللہ تم نے اپنی ضرورت بیان کی تھی تو یہ خالصہ کے پاس سے وہ ضرورت پوری ہوگئی۔

المنصور کی کفایت شعاری :

واضح ان کا غلام بیان کرتا ہے کہ ایک دن مجھ سے فرمایا تمہارے پاس جتنے پرانے کپڑے ہوں وہ سب اکٹھے کر لو جب تم کو مہدی کے میرے پاس آنے کا علم ہو تو اس کے آنے سے پہلے وہ کپڑے میرے پاس لے آنا اور ان کے ساتھ مختلف پیوند بھی ہوں میں پرانے کپڑے جمع کر کے لے آیا اتنے میں مہدی بھی خدمت میں حاضر ہوا۔ منصور ان پیوندوں کا اندازہ کرنے لگے کہ یہ کس جگہ ٹھیک ہوگا اور یہ کہاں لگ سکے گا یہ رنگ دیکھ کر مہدی ہنس پڑا اور اس نے کہا امیر المومنین اسی وجہ سے لوگوں میں یہ چرچا ہے کہ دینار و درہم اور اس سے کم مالیت کے سکے تک پر امیر المومنین کی نظر رہتی ہے۔ منصور نے کہا جو شخص اپنے پچھے پرانے کی اصلاح نہیں کرتا وہ نئے کپڑے کا مستحق نہیں ہے جاؤ اس پر آگیا ہے ہمیں اپنے بال بچوں کے لیے جڑاواں کی ضرورت ہے کیا کیا جائے۔ مہدی نے کہا میں امیر المومنین اور ان کے بال بچوں کے لباس کا خرچ اپنے ذمہ لیتا ہوں کہنے لگے تمہاری خوشی ایسا ہی کرو۔

موکل شاعر کو عہدی کا انعام :

موکل بن امیال شاعر مہدی کی خدمت میں مقام رے پر اس کی ولی عہدی کے زمانے میں حاضر ہوا اس نے مہدی کی مدح میں چند شعر کہے تھے مہدی نے اس کے صلہ میں بیس ہزار درہم اسے دینے کا عمل میں منصور کو اس واقعے کی اطلاع لکھ بھیجی، منصور نے مہدی کو ایک خط لکھا اور اس میں اس فعل پر اس کی مذمت کی اور لکھا تمہارے لیے مناسب یہ تھا کہ اگر کوئی شاعر ایک سال کامل تمہارے دروازے پر پڑا رہتا اس وقت تم اسے صرف چار ہزار درہم دیتے اس سے زیادہ کا وہ مستحق نہیں۔

موکل شاعر کی تلاش :

ابو قدامہ اس روایت کا ایک ناقل کہتا ہے کہ اس خط کے موصول ہونے کے بعد مہدی کے معتمد نے مجھے لکھا کہ میں اس شاعر کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیج دوں میں نے اسے ہر چند تلاش کیا مگر وہ نہ ملا میں نے لکھ دیا کہ وہ مدینۃ السلام گیا ہے منصور نے اپنے ایک فوجی افسر کو نہروان کے پل پر متعین کیا اور حکم دیا کہ جو شخص پل پر سے گزرے تم اس کا حال دریافت کرو اور اس طرح موکل

کو پکڑ لاؤ اس فوجی سردار نے پوچھتے پوچھتے موکل سے اس کا نام دریافت کیا اس نے کہا میں موکل بن امیال امیر مہدی کا ملنے والا ہوں اس نے کہا ہاں مجھے تمہاری تلاش تھی موکل کہتا ہے کہ یہ سن کر ابو جعفر کے ڈر سے میرا دل پھنسا جاتا تھا کہ معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا وہ سردار مجھے اپنے ساتھ لے کر باب المقصورہ آیا اور یہاں اس نے مجھے ربیع کے حوالے کر دیا۔

موکل شاعر کے انعام کی ضابطی:

ربیع نے امیر المومنین سے جا کر عرض کیا کہ وہ شاعر کپڑا ہوا حاضر بارگاہ بنے کہا میرے پاس لاؤ ربیع نے مجھے پیش کیا میں نے سلام کیا اس کا انھوں نے جواب دیا اب میری جان میں جان آئی اور میں نے خیال کیا کہ خیریت ہے فرمایا تو موکل بن امیال ہے میں نے عرض کیا جی! فرمایا کیوں تو نے ایک سادہ دل نا تجربہ کار لڑکے کو جا کر دھوکا دے دیا میں نے عرض کیا۔ اللہ امیر المومنین کا بھلا کرے میں ایک شریف کریم نوجوان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے اسے دھوکا دیا وہ اس دھوکے میں آ گیا اب معلوم ہوتا تھا کہ میرے اس جواب کو انھوں نے پسند کیا کہا جو اشعار تم نے اس کی مدح میں کہے ہیں ذرا سناؤ میں نے وہ قصیدہ پڑھا سن کر کہنے لگے بے شک تم نے خوب کہا ہے مگر تمہارے اشعار بیزار کے مساوی نہیں ہیں اس کا صلہ بیس ہزار بہت زیادہ ہے اچھا وہ روپیہ کہاں ہے میں نے کہا یہ موجود ہے پھر ربیع کو حکم دیا کہ تم اس کے ساتھ جاؤ اور چار ہزار دے کر باقی ضبط کر لو۔ چنانچہ ربیع میرے ساتھ ہوا اس نے میرا سامان اتر دیا چار ہزار مجھے تول دیئے باقی لے کر چلا گیا۔

موکل شاعر کی درخواست کی منظوری:

اس کے بعد جب مہدی سربراہ آئے خلافت ہوا اس نے ابن ثوبان کو افسر شکایات مقرر کیا یہ رصافہ میں اجلاس عام کرتا تھا جب اس کی چادر عرضیوں سے پر ہو جاتی وہ ان کو مہدی کی خدمت میں پیش کر دیتا ایک دن میں نے بھی ایک عرضی اپنا سارا قصہ لکھ کر پیش کیا جب ابن ثوبان نے تمام عرضیاں پیش کیں تو مہدی نے ان کو دیکھنا شروع کیا میری درخواست دیکھ کر ہنسا ابن ثوبان نے پوچھا کہ امیر المومنین صرف اسی درخواست پر کیوں ہنسے کہا کہ اس درخواست کی وجہ میں جانتا ہوں اس شخص کو بیس ہزار درہم واپس دے دیئے جائیں۔ یہ مجھے مل گئے اور میں وہاں سے چلا آیا۔

منصور کی مہدی کو پسند و نصائح:

منصور کا مولیٰ واضح بیان کرتا ہے ایک دن میں ان کے سرہانے کھڑا تھا کہ مہدی ملاقات کے لیے آیا وہ اس وقت ایک نئی سیاہ قبا پہنے تھا اس نے آ کر امیر المومنین کو سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ پھر وہ کھڑا ہوا اور واپس جانے لگا ابو جعفر اپنی محبت اور پسندیدگی کی وجہ سے مسرت کے ساتھ برابر دیکھتے رہے۔ جب وہ ایوان دربار کی دہلیز میں پہنچا اس نے اپنی تلوار سے ٹھوکر کھائی اس کی سیاہ قبا پھٹ گئی مہدی اٹھا اور اس بات کی ذرا سی بھی پروا کیے بغیر اپنے راستے ہولیا۔ ابو جعفر نے حکم دیا کہ ابو عبد اللہ کو میرے پاس واپس بلاؤ ہم اسے لے آئے منصور نے کہا کہ تمہاری یہ بے پروائی کیا عطایائے الہی کی تحقیر یا عیش و آرام کی سرمستی یا مصیبت کی حقیقی غرض و غایت سے جہل کی بنا پر سرزد ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے نفع و ضرر سے ناواقف ہو جس حال میں تم ہو یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے اگر تم اس کا شکر بجالاؤ گے اللہ اس میں اور زیادتی کرے گا اور اگر اس حقیقت سے تم واقف ہو جاؤ کہ مصیبت امتحان کے لیے آتی ہے تو اللہ تم کو اس سے بچالے گا مہدی نے کہا اللہ تعالیٰ ہمیشہ امیر المومنین کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور ہم آپ کے ان ارشاد سے

بہرہ مند ہوتے رہیں میں خدا کی عطا یا اور نعمتوں پر اس کا شکر بجالاتا ہوں اور اس کی رحمت سے مصائب کا نعم البدل مانگتا ہوں یہ کہہ کر مہدی چلا گیا۔

ابو جعفر منصور اور وضین بن عطا:

وضین بن عطا کہتا ہے چونکہ خلیفہ ہونے سے پہلے سے میری ابو جعفر سے دوستی تھی اس وجہ سے انھوں نے مجھے ملاقات کے لیے بلایا میں مدینۃ السلام آیا ایک دن میری ان سے تنہائی میں ملاقات رہی پوچھا کہو تمہاری جائیداد کتنی ہے میں نے کہا جو کچھ ہے خود امیر المومنین اس سے واقف ہیں پوچھا تمہارے متعلقین کتنے ہیں میں نے کہا تین بیٹیاں ہیں ایک عورت ہے اور ایک ان کا خادم کہنے لگے تمہارے گھر میں چار ہیں میں نے کہا جی ہاں یہ بات انھوں نے کئی مرتبہ مجھ سے دہرائی جس سے مجھے خیال ہوا کہ شاید مجھے کچھ دیں گے مگر پھر اپنا سر میری طرف اٹھا کر کہا تم تو عربوں میں سب سے زیادہ دولت مند ہو ایسے شخص کی دولت کی کیا انتہا جس کے گھر میں چار چرنے چلتے ہوں۔

بشر نجومی کو انعام:

بشر نجومی کہتا ہے ایک دن مغرب کے وقت ابو جعفر نے مجھے بلایا اور ایک کام کے لیے بھیجا۔ جب میں واپس آیا انھوں نے اپنے مصلیٰ کا ایک کونا اٹھایا وہاں ایک دینار رکھا ہوا تھا مجھ سے کہا اسے لے لو اور حفاظت سے رکھو چنانچہ وہ دینار اب تک میرے پاس موجود ہے۔

ایک غلام کی رقم کی ضبطی:

ابو مقاتل الحرسانی کہتا ہے میرے ایک غلام کے متعلق ابو جعفر سے بیان کیا گیا کہ اس کے پاس دس ہزار درہم ہیں ابو جعفر نے وہ اس سے لے لیے اور کہا کہ یہ میرا روپیہ ہے۔ اس غلام نے کہا یہ روپیہ آپ کا کیسے ہو سکتا ہے میں کبھی آپ کی ملازمت میں نہیں رہا نہ میرے اور آپ کے درمیان کوئی رشتہ ناطہ ہے۔ کہنے لگے ہاں یہ ٹھیک ہے۔ مگر تو نے عیینہ بن موسیٰ بن کعب کی ایک لونڈی سے نکاح کیا تھا اس سے یہ روپیہ تجھ کو ورثہ میں ملا ہے اور یہ روپیہ اس لونڈی کو اس وقت ملا جب کہ عیینہ سندھ کا والی تھا اور اس نے میری نافرمانی کی اور میرے روپیہ کو نہیں کیا تو یہ روپیہ حقیقت میں وہی روپیہ ہے۔

والی باروسا سے ایک درہم کی طلبی:

ابو جعفر نے ایک شخص کو باروسا کا والی مقرر کیا جب یہ وہاں سے واپس آیا تو اس خیال سے کہ اسے کچھ دینا نہ پڑے وہ اسے ڈانٹنے لگے اور کہنے لگے میں نے تجھ کو اپنی امانت میں شریک بنایا اور مسلمانوں کی مال گزاری کا تحصیل دار مقرر کیا تو نے اس میں خیانت کی۔ اس شخص نے کہا اے امیر المومنین میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس روپیہ میں سے میرے پاس صرف ایک درہم مشقال ہے جسے میں نے اپنی جیب میں رکھ چھوڑا ہے تاکہ آپ کے پاس جب جاؤں تو خیر کرایہ کر کے اپنے گھر جا سکوں اس کے علاوہ آپ کے مال یا اللہ کے مال کا ایک حبہ میرے پاس نہیں ہے۔ کہنے لگے میں تجھ کو صادق القول سمجھتا ہوں اچھا وہ ہمارا درہم ہمیں دو منصور نے وہ درہم اس سے لے کر اپنے منہ سے کے نیچے رکھ لیا اور کہا کہ میری اور تمہاری مثال مجیرام عامر کی ہے۔ اس نے پوچھا یہ مجیرام عامر کون تھا۔ منصور نے اسے بجو اور اس کے پناہ دینے والے کا قصہ سنایا۔ کہ اسے کچھ دینا نہ پڑے۔ ابو جعفر نے اسے سخت

ست بھی کہا۔

قسم کے نام کی تشریح:

ہشام بن محمد کہتا ہے ایک مرتبہ قسم بن العباس کسی ضرورت سے ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگے کہ اپنی ضرورت تو ایک طرف رکھو پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا نام قسم کیوں رکھا گیا۔ اس نے کہا میں اس سے قطعی ناواقف ہوں۔ کہنے لگے قسم اس شخص کو کہتے ہیں جو کھاتا ہے اور گراتا جاتا ہے۔ کیا تم نے یہ شعر نہیں سنا:

وَاللَّكِبَاءُ أَكَلُ كَيْفِ شَاوِزَا وَالصَّغَرَاءُ أَكَلُ وَاقْتِشَامِ

ترجمہ: ”سن رسیدہ جس طرح چاہتے ہیں کھاتے ہیں اور کم سن کھاتے ہیں اور گراتے ہیں۔“

محمد بن سلیمان کے متعلق منصور کی رائے:

ایک مرتبہ منصور نے محمد بن سلیمان کو بیس ہزار درہم دیئے اور اس کے بھائی جعفر کو دس ہزار دیئے۔ جعفر نے عرض کیا کہ جناب والا! نے باوجود اس بات کے کہ محمد مجھ سے چھوٹا ہے اسے زیادہ دیئے اور مجھے کم۔ کہنے لگے اور کیا تم اس جیسے ہو ہم جس طرف جاتے ہیں ہمیں محمد کے رفقاء عام کے کاموں کے آثار نظر آتے ہیں۔ خود ہمارے گھر میں اس کے تحائف اب تک کچھ نہ کچھ موجود ہیں اور تم نے ان میں سے کوئی بات بھی کبھی نہیں کی۔

ابن ہبیرہ کی منصور کے متعلق رائے:

ایک دن ابن ہبیرہ اپنی مجلس میں بیٹھا بیان کر رہا تھا کہ میں نے جنگ وامن دونوں حالتوں میں کسی شخص کو منصور سے زیادہ ہوشیار و چالاک بیدار و چوکنا نہیں پایا باوجودیکہ میرے ساتھ عرب کے مشہور بہادر سردار تھے انھوں نے میرے شہر میں مجھے نو ماہ تک محصور رکھا۔ ہم نے اپنی تمام کوششیں اس بات میں صرف کر دیں کہ کوئی موقع ایسا میسر ہو سکے کہ ہم اس کے پڑاؤ پر کسی کمزور نقطے سے یورش کر سکیں اور اس طرح اس کی طاقت کو توڑ دیں گے مگر کبھی ایسا موقع ہمیں نصیب نہ ہوا۔ جب انھوں نے مجھے محصور کیا تھا۔ اس وقت میرے سر میں ایک بال بھی سفید نہ تھا اور جب میں محاصرہ سے نکل کر ان کے پاس آیا ہوں اس وقت ایک بال بھی سیاہ نہ رہا تھا۔

عشی کے یہ شعر اس پر صادق آتے ہیں:

يَقُومُ عَلَى الرَّغْمِ مِنْ قَوْمِهِ فَيَعْفُوا إِذَا شَاءَ أَوْ يَنْتَقِمُ

أَحِبُّوا الْحَرْبَ لَا ضَرْخَ وَاهِنْ وَلَمْ يَنْتَعِلْ بِنِعَالِ الْحِذَمِ

ترجمہ: ”وہ اپنی قوم کے غم کے نشاء کے خلاف ان کے مقابل جما ہوا ہے۔ جب چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے انتقام لے لیتا ہے وہ بڑا جنگجو بہادر ہے کمزور و بزدل نہیں ہے اور نہ اس نے پھٹے پرانے جوتے پہن رکھے ہیں۔“

منصور اور ازہر السمان:

ایک دفعہ ابو جعفر ازہر السمان کے پاس اپنے خلیفہ ہونے سے قبل مہمان رہے تھے (یہ ازہر السمان محدث نہیں ہے بلکہ دوسرا شخص ہے) ان کے خلیفہ ہونے کے بعد یہ مدینۃ السلام میں آیا اور ان کی جناب میں پیش کیا گیا۔ پوچھا کیوں آئے ہو۔ اس نے کہا

چار ہزار درہم مجھ پر قرض ہیں۔ میرا مکان شکستہ ہو گیا ہے۔ اور میرا لڑکا اپنی شادی کرنا چاہتا ہے۔ ابو جعفر نے اسے بارہ ہزار درہم دلوا دیئے اور پھر کہا از ہر اب کوئی غرض لے کر تم ہمارے پاس نہ آنا، اس نے کہا بہت اچھا۔ تھوڑی مدت کے بعد وہ پھر آیا پوچھا کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا محض آپ کے سلام کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ کہنے لگے مجھے خیال ہوتا ہے کہ اس مرتبہ تم اسی قسم کی ضروریات کے لیے آئے ہو گے جن کے لیے پہلی مرتبہ آئے تھے۔ اس مرتبہ پھر انھوں نے بارہ ہزار درہم اسے دلوادے اور کہا از ہر اب تم کبھی نہ کسی غرض کو لے کر آنا اور نہ سلام کے لیے آنا، اس نے کہا بہت بہتر ہے کچھ ہی روز کے بعد وہ پھر آیا۔ پوچھا اب کیوں آئے اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس کوئی دعا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ مجھے بتا دیں۔ کہنے لگے تم اس کا ورد ہرگز نہ کرنا وہ مستجاب نہیں ہے میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے تمہارے بار بار آنے سے بچائے مگر اس نے قبول نہیں کی۔ اس مرتبہ انھوں نے بغیر کچھ دیئے اسے جانے کی اجازت دے دی۔

ابن ہبیرہ کے نام منصور کا خط :

جب ابن ہبیرہ واسط میں محصور تھا اور ابو جعفر اس کے مقابل جھے ہوئے تھے اس نے ان سے کہلا بھیجا کہ چونکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم مجھے بزدل سمجھتے ہو۔ میں فلاں دن باہر آ کر تم سے مبارزت طلب کروں گا منصور نے اس کے جواب میں لکھا اے ابن ہبیرہ تو اپنے غرور و نخوت میں حد سے متجاوز ہو گیا ہے اللہ نے جو وعید تجھ سے کی ہے وہ اس کو سچ کر دکھائے گا اور شیطان نے تجھے جو امیدیں بندھائی ہیں وہ ان کو کبھی پورا نہ کرے گا جس شے کو اب تک اللہ نے دور رکھا ہے شیطان اسے قریب کر رہا ہے۔ وقت آتا ہے پھر خود ہی تجھ کو معلوم ہو جائے گا، میری اور تیری مثال اس قصہ کے مصداق ہے۔ میں نے سنا ہے کہ ایک شیر کی ملاقات سور سے ہوئی سور نے کہا میرے مقابلہ پر آؤ شیر نے جواب دیا تو سور ہے میرا جو نہیں، اگر میں تجھ سے لڑوں اور قتل کر دوں تو مجھ سے کہا جائے گا کہ تو نے سور کو مار ڈالا اس سے شرف و فضیلت حاصل نہیں ہوگی اور اگر مجھے تیرے ہاتھوں کچھ بھی گزند پہنچا تو اس میں میرے لیے رسوائی ہے سور نے کہا اچھا اگر تم مجھ سے نہیں لڑتے تو میں جا کر سب درندوں سے کہہ دیتا ہوں کہ تم میرے سامنے بزدل نکلے اور میرے مقابلے پر نہ آئے شیر نے کہا تیری اس جھوٹی رسوائی کا برداشت کرنا میرے لیے اس بات سے آسان ہے کہ میری مونچھیں تیرے خون سے آلودہ ہوں۔

منصور کی ایک وفادار شخص کی تعریف :

ایک مرتبہ کسی نے ابو جعفر سے ہشام بن عبد الملک کی ایک لڑائی میں کامیاب تدبیر و انتظام کا ذکر کیا، ابو جعفر نے اس کے متعلق دریافت کرنے کے لیے ایک شخص کو جو ہشام کے ساتھ اس کے مقام رصافہ ہشام میں قیام پذیر ہوتا تھا بلا بھیجا وہ شخص آیا ابو جعفر نے اس سے پوچھا تم ہشام کے ساتھ تھے اس نے کہا جی ہاں۔ پوچھا اچھا بتاؤ فلاں سنہ میں ہشام نے جو لڑائی لڑی اس میں اس نے کیا تدبیر اختیار کی تھی اس شخص نے کہا اللہ ان پر رحم کرے۔ انھوں نے یہ تدبیر کی تھی پھر اس کے بعد اس شخص نے کہا انہوں نے ایسا انتظام کیا تھا رضی اللہ عنہ اس جملہ کو سن کر منصور کو غصہ آ گیا، کہا اٹھ جا اللہ کا غضب تجھ پر نازل ہو تو میرے فرش پر بیٹھا ہوا میرے دشمن پر اللہ کی رحمت بھیج رہا ہے وہ بڑھایہ کہتا ہوا کہ آپ کے دشمن کا بار احسان میری گردن پر ہے جو موت سے پہلے کسی طرح نہیں اتر سکتا اٹھ کھڑا ہوا۔ منصور نے اسے واپس بلایا کہا بیٹھ جاؤ اور بیان کرو کہ یہ بات تم نے کس بنا پر کہی۔ اس نے کہا کہ جب میرا ان کا

مواجبہ ہوا انھوں نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ پھر مجھے کسی عرب یا عجمی کے در پر سوال کیا ضرورت پڑے تو اس احسان کی وجہ سے کیا مجھ پر یہ بات واجب نہیں ہے کہ میں ان کا ذکر خیر کروں اور ان کے بعد ان کی تعریف کروں۔ سور نے کہا وہ بہت اچھی ماں تھی جس کے تم بیٹے ہو۔ اور وہ بہت عمدہ رات تھی جس میں تم پیدا ہوئے میں شہادت دیتا ہوں کہ تم شریف و کریم ماں باپ کے بیٹے ہو اس کے بعد انہوں نے اس سے پورا واقعہ سنا اور اس کے صلہ کا حکم دیا اس نے کہا امیر المومنین اگرچہ مجھے آپ کے صلہ کی ضرورت تو نہیں ہے مگر اپنی عزت افزائی کے خیال سے میں اسے قبول کرتا ہوں اور نیز اس لیے کہ میں اس کا ذکر کروں صلہ لے کر وہ بڑھا چلا گیا اس کے جانے کے بعد منصور کہنے لگے کہ ایسے شخص کے ساتھ احسان اور اکرام نہ پاسیے افسوس ہے کہ ہماری فردگاہ میں کوئی ایسا شریف نظر نہیں آتا۔

اہل کوفہ کو منصور کا انتباہ:

کوفہ کے بعض لوگ ایسے تھے جو ہمیشہ اپنے عامل پر اعتراض اور اپنے امیر کے تشدد کی شکایت کرتے تھے اور اسی کے ساتھ ایسی باتیں بھی کرتے تھے جس سے حکومت پر طعن ہوتا تھا۔ صاحب برید نے اپنے خط میں اس کی شکایت لکھ بھیجی، منصور نے رنج سے کہا کہ بارگاہ خلافت میں جو کوفہ والے ہوں ان سے جا کر کہہ دو کہ امیر المومنین کہتے ہیں کہ اگر تمہارے دو شخص بھی ایک جابج پائے جائیں گے تو میں ان کے سر اور داڑھیاں منڈوا دوں گا۔ اور ان کی پیٹھ پر درے لگواؤں گا تم اپنے گھروں میں جا کر بیٹھو اور کوئی حرکت ایسی نہ کرو جس کی پاداش میں تم کو تکلیف اٹھانا پڑے۔ رنج نے یہ پیام ان کو آ کر سنا دیا ابن عیاش نے اس سے کہا اے عیسیٰ بن مریم کے شبیہ جس طرح تم نے امیر المومنین کا پیام ہمیں پہنچایا ہے تم ہماری گزارش بھی ان کے گوش گزار کر دو کہ ماری قوت برداشت ہمیں نہیں البتہ داڑھی کے منڈوانے کے متعلق جب امیر المومنین پسند کریں حکم دے سکتے ہیں۔ (ابن عیاش کی داڑھی میں بال ہی نہ تھے) رنج نے اندر جا کر منصور سے یہ بات کہہ دی سن کر ہنس پڑے اور کہا اللہ اس کو ہلاک کر دے وہ کس قدر مکار اور خبیث ہے۔

منصور کا اصغ سے حسن سلوک:

نصر بن حرب کا ایک پہرہ دار بیان کرتا ہے۔ کسی علاقہ سے ایک شخص جس نے حکومت کے خلاف فساد برپا کرنا چاہا تھا گرفتار کر کے میرے پاس لایا گیا میں نے اسے ابو جعفر کی خدمت میں پیش کیا اسے دیکھ کر انھوں نے کہا اصغ! اس نے کہا جی امیر المومنین کہنے لگے بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے تجھے آزاد کیا اور تیرے ساتھ احسان کیا اس نے کہا بجا ارشاد ہے کہنے لگے پھر بھی تو نے میری حکومت و سلطنت کی بربادی کے لیے جدوجہد کی اس نے کہا میں نے غلطی کی اور امیر المومنین معاف فرمائیں۔ اب انھوں نے عمارہ کو جو دربار میں حاضر تھا بلایا اور کہا دیکھو یہ اصغ موجود ہے اور یہ بری نظروں سے مجھے گھور رہا ہے۔ عمارہ نے کہا امیر المومنین بجا ارشاد فرماتے ہیں۔ کہنے لگے اچھا میری وہ تھیلی لاؤ جس میں عطا کی رقم رہتی ہے وہ تھیلی لائی گئی اس میں پانچ سو درہم تھے۔ اصغ کی طرف مخاطب ہو کر اس تھیلی کو ہلاتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اسے لویہ خالص درہم ہیں اور اپنی خدمت پر چلے جاؤ۔ عمارہ کہتا ہے میں نے اصغ سے پوچھا کہ امیر المومنین کے اس طرز عمل کو ذرا سمجھاؤ اس نے کہا جب میں غلام تھا تو رسیاں بٹا کرتا تھا اور میری محنت کی کمائی سے وہ بھی کھاتے تھے۔

اصح کی بغاوت و قتل:

نصر کہتا ہے اس کے بعد دوسری مرتبہ وہی شخص پھر گرفتار کر کے لایا گیا میں نے حسب سابق اسے امیر المومنین کی خدمت میں پیش کر دیا جب وہ ان کے رو برو جا کر کھڑا ہوا تو امیر المومنین نے تیز نظروں سے اسے دیکھا اور کہا ”اصح“ اس نے کہا جی امیر المومنین کہنے لگے تو نے ہماری حکومت کے خلاف یہ اور سازش کی تھی اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور کہا مجھ سے حماقت ہوئی۔ مگر اس مرتبہ امیر المومنین نے اسے قتل کر دیا۔

منصور کی ایک اموی سے جواب طلبی:

ابو جعفر زعفرانی خطاب اپنی داڑھی میں لگاتے تھے وجہ اس کی یہ تھی کہ ان کے بال اس قدر نرم تھے کہ کوئی اور خطاب وہ قبول ہی نہیں کرتے تھے داڑھی بھی ہلکی سی تھی۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ منبر پر خطبہ کے دوران میں وہ رو پڑے اور آنسو بالوں کی کمی اور نرمی کی وجہ سے تیزی کے ساتھ داڑھی پر دوڑتے ہوئے ٹپک جاتے۔ بنی امیہ کا ایک سربراہ وردہ شخص گرفتار کر کے منصور کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ منصور نے اس سے کہا میں تم سے چند باتیں پوچھتا ہوں تم ان کا صحیح جواب دے دو اور پھر تم کو امان ہے۔ اس نے کہا بہتر ہے سوال کیجیے۔ پوچھا بنی امیہ کے زوال کی حقیقی وجہ کیا ہوئی؟ اس نے کہا ”خبروں کا انتشار“ پوچھا کس مال کو انھوں نے زیادہ سودمند پایا؟ اس نے کہا ”جو اہرات کو“ پوچھا کون جماعت وفادار ثابت ہوئی؟ اس نے کہا ہمارے موالی۔ یہ سن کر پہلے منصور کا ارادہ ہوا کہ وہ خبروں کا انتظام اپنے خاندان کو سپرد کرے مگر اس میں اسے ان کی تحقیر نظر آئی تو پھر اس نے اس کام میں اپنے موالیوں سے مدد لی۔ ابو جعفر منصور کی سادہ زندگی:

محمد بن سلیمان بیان کرتا ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ منصور نے کوئی دوا کھائی ہے یہ جاڑے کا زمانہ تھا اور اس روز نہایت شدید سردی تھی میں ان کے پاس گیا تاکہ مزاج پرسی کروں اور دریافت کروں کہ آیا وہ دوا موافق طبیعت ہوئی یا نہیں۔ میں قصر کے ایسے راستے سے قصر میں داخل کیا گیا جہاں سے پہلے کبھی اندر جانے کا مجھے اتفاق نہیں ہوا تھا۔ میں ایک چھوٹے حجرے میں پہنچا جس میں صرف ایک کونھری تھی اس کے عرض میں ایک در تھا اور اس کا برآمدہ سا گوان کے ایک ستون پر قائم تھا۔ در پر مساجد کی طرح پردہ پڑا ہوا تھا۔ میں اندر گیا دیکھا کہ وہاں ایک ٹاٹ بچھا ہوا ہے اور وہاں سوائے ان کے بستر اور لحاف و توشک کے اور کچھ نہ تھا۔ میں نے کہا امیر المومنین اس حجرے کو آپ کی مدد کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ کہنے لگے چچا جان میں تو رات یہیں بسر کرتا ہوں۔ میں نے کہا کیا یہاں سوائے ان چیزوں کے جو میں دیکھ رہا ہوں اور کچھ نہیں ہے۔ کہنے لگے جی ہاں بس یہی کچھ ہے جو آپ کے پیش نظر ہے۔

بیت مال المظالم:

منصور جس والی کو معزول کرتے اسے خالد البظین کے مکان میں جو صالح المسکین کے مکان سے بالکل ملا ہوا دجلہ کے کنارے واقع تھا قید کر دیتے پھر اس معزول سے جرمانہ وصول کرتے اس کے بعد اس شخص کو قطعی برطرف کر دیتے۔ اس طرح جو روپیہ جمع ہوتا اس پر معزول کا نام لکھ کر بیت المال میں رکھوا دیتے۔ جس جگہ یہ رقم جمع کی جاتی اس کا نام انھوں نے بیت مال المظالم رکھا تھا مہدی سے کہا میں نے تمہارے لیے ایسی چیز مہیا کر دی ہے کہ اپنے روپیہ کو خرچ کیے بغیر تم اس کے ذریعہ سے سب کو خوش کر سکو گے میرے مرنے کے بعد تم ان سب لوگوں کو اپنے پاس بلانا جن سے میں نے یہ رقم حاصل کی ہے۔ جن کا نام میں نے رقم مظالم رکھا

ہے اسے تم ان سب کو واپس کر دینا اس طرح وہ سب اور ان کی وجہ سے عوام تمہارے مداح ہو جائیں گے۔ خلفیہ ہونے کے بعد مہدی نے اس مشورہ پر عمل کیا۔

محمد بن عبید اللہ کی معزولی و بحالی کا واقعہ:

منصور نے محمد بن عبید اللہ بن محمد بن سلیمان بن محمد بن عبد المطلب بن ربیعہ بن الحارث کو بلقا کا والی مقرر کیا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسے علیحدہ کر دیا اور حکم دیا کہ وہ اس تمام مال کے ساتھ جو اس کے پاس ہو قید کر کے ہمارے پاس بھیج دیا جائے یہ شخص ڈاک کے ذریعہ بارگاہ خلافت میں روانہ کر دیا گیا۔ دو ہزار دینار اس کے پاس سے دستیاب ہوئے تھے وہ بھی اس سامان کے ساتھ بھیج دیئے گئے۔ اس سامان میں سو خرو کا ایک مصلیٰ، ایک خیمہ ایک گداؤ، دو تکیے ایک طشت، ایک لونہ اور پتیل کی ایک سیلا پچی تھی یہ سب سامان اسی طرح رکھا ہوا تھا مگر سامان بہت بوسیدہ ہو چکا تھا۔ محمد بن عبید اللہ نے دو ہزار دینار تولے لیے۔ مگر اس سامان کو نکالتے ہوئے اسے شرم آئی، کہا کہ یہ میرا نہیں ہے۔ اس کے بعد مہدی نے اسے یمن کا اور اس کے بیٹے رشید کو جس کا لقب ابراہیم مدینہ کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔

صباح بن خاقان کی روایت:

صباح بن خاقان کہتا ہے جب ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن کا سر منصور کے پاس لایا گیا میں موجود تھا یہ ایک ڈھال میں رکھ کر ان کے سامنے رکھا گیا۔ ایک برہنہ تلوار بند پہرہ دار نے اس پر جھک کر اپنی تلوار سے اس میں شکاف کر دیا ابو جعفر نے بہت ہی خشگیں لگا ہوں سے اسے دیکھا۔ مجھ سے کہا کہ اس کی ناک پچی کر دو۔ میں نے گرز سے اس کی ناک پر ایسی سخت ضرب لگائی کہ اس کی ناک اس طرح پچک گئی کہ اگر ہزار دینار بھی اب خرچ کیے جاتے تو ویسی ناک نہ ملتی۔ اس کے بعد دوسرے پہرہ داروں کے گرزوں نے اسے سنبھالا اور مار مار کر ٹھنڈا کر دیا پھر اس کی ٹانگ ٹھیسٹ کر باہر پھینک دیا گیا۔

ابو جعفر منصور اور اشعب شاعر:

اصمعی کہتا ہے مشہور گویا اشعب ابو جعفر کے عہد میں بغداد آیا۔ بنی ہاشم کے تمام شوقین نوجوان نے اسے اپنے ہاں باری باری بلایا اس نے اپنا گانا ان کو سنایا اس کی ایک ایک تان ایسی غضب کی ہوتی کہ سب تڑپ جاتے مگر پھر بھی اس کے گلے پر اس کا بار نہ معلوم ہوتا۔ جعفر نے پوچھا یہ شعر کس کے ہیں:

لن تطلل بذات الحیش امسی دارسا خلقا
علون بظاہر البیداء فالمحزون قد قلقا

ترجمہ: ”بتاؤ کہ ذات الحیش میں یہ کس کے شکستہ منئے والے کھنڈرات ہیں۔ وہ تو صحرا میں چلی گئیں اور عاشق محزون و مجبور ہوا تھا ملتا رہا۔“

اشعب نے کہا کہ جہاں تک اس کے راگ میں نشست و ترتیب کا تعلق ہے وہ پہلے میں نے معبد سے سیکھا تھا میں اسی سے گانا سیکھتا تھا۔ پھر جب دوسروں نے معبد سے یہی چیز سیکھنا چاہی اس نے کہا تم اشعب سے سیکھو کیونکہ وہ اسے مجھ سے بہتر ادا کرتا ہے۔ ایک مرتبہ اشعب نے اپنے بیٹے عبیدہ سے کہا کہ میں عنقریب تجھے اپنے گھر سے نکال دوں گا اور کوئی واسطہ نہ رکھوں گا اس نے پوچھا کیوں؟ اشعب نے کہا میں تمام دنیا میں کسب معاش کے لیے پھرتا ہوں تو جوان ہو گیا میرے ساتھ میرے گھر میں رہتا ہے

اور کچھ کمائی نہیں کرتا۔ اس نے کہا آپ کا ارشاد بجا ہے۔ انشاء اللہ میں بھی کمانے لگوں گا۔ مگر ابھی تو میری مثال راج ہنس کی ہے جو اپنے ماں کے مرنے تک خود اپنی خوراک حاصل نہیں کرتی۔

خس کا رواج:

اکاسرہ ایران کا یہ دستور تھا کہ موسم گرما میں ان کے کمرے کا فرش روزانہ نئی مٹی سے لیپا جاتا اسی میں دو پہر کے وقت آرام کرتے۔ اس کے علاوہ کمرے کے چاروں طرف بانس اور گھاس کی موٹی موٹی بنائیاں بنا کر نصب کر دی جاتیں اور ان کے بندھنوں میں قدرتی برف کے ٹکڑے رکھ دیئے جاتے۔ بنی امیہ بھی یہی کرتے تھے منصور پہلے شخص ہیں جنہوں نے موسم گرما میں خس کا استعمال شروع کیا۔ ایک شخص بیان کرتا ہے کہ اپنے ابتدائی عہد میں منصور بھی روزانہ اپنے کمرے کو پلوایا کرتے تھے اور اسی میں دو پہر گزارتے تھے کچھ عرصہ کے بعد ابوا یوب الخوزی نے ان کے لیے موٹے موٹے کپڑے پانی میں تر کر کے ان کو ٹٹی پر جمایا اس کی خنکی منصور کو بہت خوش گوار معلوم ہوئی۔ کہنے لگے میرا خیال ہے کہ اگر ان کپڑوں کے مقابلہ میں زیادہ کثیف کپڑے ہوں تو وہ پانی کو زیادہ جذب کریں گے اور اس سے زیادہ ٹھنڈک ہوگی۔ اس کے بعد ان کے لیے خس لیا گیا۔ یہ ان کے قبہ پر جمادیا جاتا تھا۔ ان کے بعد دوسرے خلفاء نے خس کی بنائیاں بنوا کر استعمال کیں اور ان کو دیکھ کر پھر سب لوگوں نے ان کا استعمال شروع کر دیا۔

ابلق راوندی:

علی بن محمد بیان کرتا ہے۔ ”راوندی جماعت میں ایک مبروص شخص تھا جس کا لقب ابلق تھا یہ اپنے عقائد میں نہایت درجہ غلو رکھتا تھا۔ ان کی اشاعت کرتا تھا اور ان عقائد کو اپنی طرف منسوب کرتا تھا اس کا دعویٰ تھا کہ جو روح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام میں تھی وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میں آئی ان کے بعد دوسرے ائمہ میں ایک دور سے سے منتقل ہوتی ہوئی ابراہیم بن محمد میں درآئی۔ یہ سب ائمہ خدا ہیں۔ انھوں نے محرمات کو اپنے لیے حلال کر لیا تھا اس جماعت کا ایک شخص پوری جماعت کو اپنے گھر بلا کر کھانا کھلاتا شراب پلاتا اور پھر سب کو اپنی بیوی سے ہم بستر کرتا۔ اسد بن عبداللہ کو ان کی خبر لگ گئی اس نے ان سب کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ یہ دستور ان میں آج تک باقی تھا۔

ابو جعفر منصور اور راوندیہ فرقہ:

پھر انھوں نے ابو جعفر کی پرستش شروع کی۔ خضراء پر چڑھ کر وہاں سے اس طرح کودے گویا پرواز کریں گے۔ ان کی ایک جماعت مسلح ہو کر علی الاعلان نمودار ہوئی یہ ابو جعفر کے نام کے نعرے لگاتے ہوئے ”تو ہمارا معبود ہے تو ہمارا معبود ہے“ قصر کی سمت آئے خود ابو جعفر ان کے مقابلے کے لیے نکلے۔ اور ان سے لڑے راوندی ان سے لڑتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے ”تو ہمارا معبود ہے تو ہمارا معبود ہے۔ ان کی ایک جماعت خضراء پر چڑھ کر اس طرح کود پڑی کہ گویا وہ اڑ رہی ہے مگر ان میں سے کوئی ایسا نہ بچا جو زمین پر پہنچنے سے پہلے پاش پاش نہ ہو گیا یا اس کی روح نہ نکل چکی ہو۔

عبداللہ بن علی کا ایک اموی کو قتل کا حکم:

جب عبداللہ بن علی منصور کے خوف سے بصرہ میں سلیمان بن علی کے پاس روپوش تھا یہ ایک دن کو ٹھہرے پر برآمد ہوا اس وقت اس کے ساتھ اس کے بعض موالی اور سلیمان بن علی کا ایک مولیٰ تھے۔ اس کی نظر ایک شخص پر پڑی جو نہایت حسین و جمیل اور وجیہ تھا۔

اس کی چال میں حاکمانہ شان تھی۔ نخوت کی وجہ سے اس کے کپڑے زمین پر لوٹ رہے تھے۔ عبداللہ بن علی نے سلیمان بن علی کے مولیٰ سے پوچھا یہ کون ہے اس نے بتایا یہ فلاں بن فلاں اموی ہے یہ سنتے ہی عبداللہ کو طیش آ گیا فرط غضب میں حیرت سے دونوں ہاتھ سے تالی بجانے لگا۔ اور اس نے کہا خوب اب تک ہماری راہ میں ایک نوک دار پہاڑی باقی ہے۔ اب اس نے اپنے ایک مولیٰ سے اس کا نام لے کر کہا کہ تو ابھی اتر کر جا اور اس کا سر لے کر آ۔

شامی وفد کی ابو جعفر منصور سے معذرت:

جب ابو جعفر نے عبداللہ بن علی کو شکست دے کر بغداد میں قید کر دیا اس وقت اہل شام کا ایک وفد جس میں حارث بن عبدالرحمن بھی تھا ان کی خدمت میں حاضر ہوا کئی شخصوں نے تقریر کی بعد میں حارث نے تقریر کی اور کہا اللہ امیر المومنین کے تمام کام بناتا رہے۔ ہم کسی فخر و مباہات کے لیے حاضر نہیں ہوئے ہیں۔ بلکہ ہم اظہار توبہ کے لیے آئے ہیں۔ ہم ایک فتنہ میں الجھائے گئے جس میں ہمارے حلیم و کریم اشخاص بھی خفیف الحركات اور بے عقل ہو گئے جو کچھ ہم سے سرزد ہوا ہے ہم اس کا اعتراف کرتے ہیں اور معافی چاہتے ہیں۔ اگر آپ ہمیں سزا دیں تو آپ حق بجانب ہیں کیونکہ ہم نے جرم ہی ایسا کیا ہے کہ اس کی سزا ملے اور اگر معاف کر دیں تو یہ آپ کا خاص احسان اور فضل ہمارے حال پر ہوگا۔ جب اللہ نے آپ کو ہم پر قدرت دی اور ہمیں آپ کے بس میں کر دیا ہے تو آپ ہم سے درگزر کریں اور اس طرح اپنے احسان کا بار عظیم ہم پر رکھ دیں اور آپ تو ہمیشہ سے احسان کرتے رہے ہیں۔ ابو جعفر نے کہا میں نے معاف کر دیا۔

آل عیسیٰ بن نہیک سے منصور کا حسن سلوک:

عیسیٰ بن نہیک کا مولیٰ زید کہتا ہے۔ میرے آقا کے مرنے کے بعد منصور نے مجھے بلایا کہا ”زید“ میں نے کہا جی امیر المومنین۔ پوچھا ”ابو زید نے کتنا روپیہ چھوڑا میں نے کہا ایک ہزار دینار یا اس کے قریب“ پوچھا وہ کہاں ہیں میں نے کہا وہ بی بی نے ان کے ماتم میں خرچ کر دیئے۔ اسے سن کر ان کو بڑا تعجب ہوا۔ کہنے لگے اس کی بی بی نے ایک ہزار دینار اس کے ماتم میں خرچ کر دیئے۔ یہ تو بڑی تعجب کی بات ہے۔ اس کی بیٹیاں اب کتنی باقی ہیں میں نے کہا چھ۔ اس کے بعد دیر تک سر نیچا کیے غور کرتے رہے پھر سر اٹھا کر مجھ سے کہا کہ مہدی کی ڈیوڑھی جاؤ۔ میں دوسرے دن صبح کو مہدی کے آستانہ پر حاضر ہوا۔ اس نے پوچھا تمہارے ساتھ خچر ہیں۔ میں نے کہا مجھے تو نہ اس کا نہ اس کا حکم دیا گیا۔ مجھے تو یہ بھی خبر نہیں کہ کیوں بلایا گیا ہے۔ ایک لاکھ اسی ہزار دینار مجھے دیئے گئے اور حکم دیا گیا کہ میں عیسیٰ کی ہر بیٹی کو تیس تیس ہزار دینار دے دوں اس کے بعد ہی منصور نے مجھے طلب کیا۔ پوچھا تم نے وہ روپیہ جس کا ہم نے حکم دیا تھا لے لیا میں نے عرض کیا جی امیر المومنین کہا کل صبح تم ان لڑکیوں کے ہم کفو ہر اپنے ساتھ لے کر حاضر ہو۔ میں ان کی شادیاں کر دوں گا۔ دوسرے دن عکی کے بیٹوں میں سے تین کو اور تین ان لڑکیوں کے دادھیالی رشتہ دار آل نہیک کے تین شخصوں کو میں لے کر بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا۔ منصور نے ان سب لڑکیوں کا تیس تیس ہزار درہم مہر کے عوض ان کے ہم کفو اعزا کے ساتھ نکاح کر دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ شوہرا اپنی بیویوں کا مہر میرے خزانہ سے لے کر ان کو دے دیں مجھے یہ حکم دیا کہ میں ان لڑکیوں کے روپیہ سے ان کے لیے جائیداد خریدوں تاکہ اس سے ان کی گزراوقات ہو سکے۔ میں نے حسب الحکم بجا آوری کی۔

منصور کی اپنے خاندان پر نوازشات :

پیشم کہتا ہے کہ ایک دن میں منصور نے ایک کروڑ درہم اپنے اہل بیت میں تقسیم کیے اور صرف اپنے ایک چچا کو دس لاکھ دیئے ہمیں معلوم نہیں کہ ان سے پہلے یا بعد کسی خلیفہ نے اتنی کثیر رقم ایک دن میں کسی کو بھی دی ہو۔

منصور نے اپنے چچا سلیمان، عیسیٰ صالح اور اسماعیل علی بن عبد اللہ بن عباس بنی ہاشم کے بیٹوں کو دس لاکھ درہم مدد معاش کے طور پر بیت المال سے دیئے۔ منصور سب سے پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے دس لاکھ درہم بیت المال سے عطا دی یہ بات سرکاری دیوان میں ثبت ہوتی چلی گئی۔

ایک حزمی جوان کی منصور سے شکایت :

ایک مرتبہ اہل مدینہ کا ایک وفد منصور کے پاس آیا انھوں نے ان کے لیے بغداد میں دربار عام منعقد کیا اور ان سے کہا کہ تمہارا جو شخص مجھ سے ملنے آئے وہ اپنا نسب بیان کرے جو لوگ ان سے ملے ان میں عمرو بن حزم کی اولاد میں سے ایک نو جوان بھی آیا اس نے اپنا نسب بیان کرنے کے بعد کہا امیر المومنین احوض نے ہمارے متعلق کچھ شعر کہے تھے محض ان کی وجہ سے آج ساٹھ سال سے ہم اپنی جائداد سے محروم ہیں۔ ابو جعفر نے اس سے کہا کہ وہ شعر مجھے سنا۔ اس نے یہ شعر پڑھے :

لا تاوین لحزمی رائیت بہ فقر او ان القی الحزمی فی النار

الناحسین بمروان بذی حشب والداخلین علی عثمان فی الدار

ترجمہ : ”کسی حزمی کو جو ضرورت مند ہو ہرگز پناہ نہ دینا چاہیے وہ آگ ہی میں ڈال دیا گیا ہو۔ انھوں نے ذی حشب کی لڑائی میں مروان کو بہت ایذا پہنچائی تھی اور یہی عثمان بن عفان پر ان کے مکان میں چڑھ آئے تھے۔“

آل حزم کی املاک کی واپسی :

یہ شعر ایک قصیدہ کے ہیں جو احوض نے ولید بن عبد الملک کی شان میں کہا تھا جب احوض نے قصیدہ سنایا اور اس مقام پر پہنچا تو ولید کہنے لگا تم نے مجھے آل حزم کا جرم یاد دلایا اس نے ان کی تمام املاک ضبط کر لیں۔ اور یہ واقعہ سن کر ابو جعفر کہنے لگے جس طرح ان اشعار کی وجہ سے تم اپنی املاک سے محروم کر دیئے گئے۔ اسی طرح یقینی طور پر تم کو اب انہیں شعروں کی وجہ سے فائدہ بھی ہوگا۔ ابو ایوب کو حکم دیا کہ دس ہزار درہم لا کر اس شخص کو دو کیونکہ یہ ہمارے پاس استدعائے حاجت کے لیے آیا ہے۔ پھر حکم دیا کہ عمال کو لکھ دیا جائے کہ جہاں جہاں آل حزم کی املاک ہوں وہ سب ان کو واپس کر دی جائیں اور ان کی سالانہ آمدنی کا بقایا بنی امیہ کی املاک سے وصول کر کے آل حزم قانون وراثت اسلامی کے مطابق درجہ بدرجہ تقسیم کر دیا جائے۔ جوان میں مر گیا ہو اس کا حصہ اس کے وارثوں کو دیا جائے اس طرح جس قدر وہ نو جوان ان کی بارگاہ سے حاصل کر کے کامیاب پلٹا کسی دوسرے کو میسر نہ ہو سکا۔

ابو جعفر منصور اور رعایا :

ایک مرتبہ عرصہ تک منصور نہ برآمد ہوئے اور نہ سواری کے لیے نکلے۔ اس سے عوام میں چرچا ہوا کہ وہ علیل ہیں وہ کثیر تعداد میں آستانہ خلافت پر مزاج پرسی کے لیے حاضر ہوئے رجب نے منصور سے جا کر کہا اللہ امیر المومنین کی عمر دراز کرے لوگوں میں اس قسم کا چرچا ہے۔ پوچھا کیا ہے۔ اس نے کہا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ آپ علیل ہیں تھوڑی دیر سر نہ بچا کیے سوچتے رہے پھر کہا رجب عوام کو اب

ہماری کیا ضرورت رہی۔ رعایا کو تین چیزوں کی حاجت ہوتی ہے اور جب وہ پوری کر دی گئی ہوں پھر اسے ہماری کیا ضرورت باقی رہی جب ہم نے ان کے خصومات کے تصفیے کے لیے منصف مقرر کر دیئے ان کے راستوں کو تمام خطرات سے محفوظ کر دیا کہ وہ دن رات ہر وقت بلا خطر سفر کر سکتے ہیں اور اطراف ملک کی حفاظت کا پورا بندوبست کر دیا ہے کہ دشمن کو در آنے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ اب کیا باقی ہے اس کے بعد چند روز خاموش رہے پھر رنج کو حکم دیا کہ سواری کے اعلان کے لیے نقارہ پر چوب مارو۔ سواری میں برآمد ہوئے اور سب لوگوں نے ان کو دیکھ لیا۔

ابو جعفر کی محمد بن ابی العباس سے مخاصمت:

علی بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ ابو جعفر نے محمد بن ابی العباس کو امت کی نظروں میں بدنام کرنے کے لیے اس کے ساتھ کئی زندیق رند مشرب و باش کر دیئے ان میں حماد عجر دہی تھا یہ سب اہل خرافات محمد کے ساتھ اجرہ میں رہا کرتے تھے محمد نے زینب بنت سلیمان کے ساتھ اپنا عشق جنایا۔ یہ مرد آتا اور وہاں اس امید میں تاک جھانک کرتا کہ شاید اس کی محبوبہ دریچہ سے اسے دیکھتی نظر آ جائے۔ اسی حالت میں اس نے حماد سے اس باب میں شعر کہنے کی فرمائش کی۔ اس نے چند شعر لکھے۔ اس میں سے ایک یہاں نقل کیا جاتا ہے:

یا ساکن المرید قد هجت لی شوقا فما انفک بالمرید

ترجمہ: ”اے مرید کی رہنے والی! تو نے میرے دل میں اپنا ایسا اشتیاق پیدا کر دیا ہے کہ اب میں اس مقام سے کہیں اور نہیں جا سکتا۔“

راوی کہتا ہے کہ چونکہ منصور دو سال تک میرے باپ کے پاس مہمان رہے تھے اس وجہ سے میں ان کے طبیب خصب کو اس کے بارہا آنے کی وجہ سے خوب بچاؤتا تھا۔ علانیہ تو یہ اپنے آپ کو نصرانی کہتا تھا مگر دراصل یہ دہریہ تھا جسے کسی کام کے کرنے میں باک نہ تھا۔

محمد بن ابی العباس کا خاتمہ:

منصور نے اپنے کسی خاص آدمی کے ذریعہ اس سے کہلا کہ بھیجا کہ تم محمد کے قتل کا انتظام کر دو اس نے سم قاتل تیار کیا اور اس بات کا منتظر رہا کہ محمد کی طبیعت ذرا ناساز ہو اور میں اپنا کام کر دوں۔ چنانچہ ایک مرتبہ اسے حرارت ہو گئی۔ خصب نے کہا تم اس کے لیے ایک شربت پی لو محمد نے کہا اچھا اسے بنالو خصب اس میں زہر ملا کر لے آیا اور محمد کو پلا دیا۔ اسی کے اثر سے محمد جاں بحق ہو گیا۔ اس کی ماں ام محمد بن ابی العباس نے منصور کو لکھا کہ خصب نے میرے بیٹے کو زہر دے کر قتل کیا ہے۔ منصور نے حکم دیا کہ اسے ہمارے پاس پیش کیا جائے۔ خصب حاضر بارگاہ ہوا منصور نے تمیں دے اس کے لگوادئے مگر آہستہ آہستہ اور کچھ روز قید بھی رکھا پھر تین سو درہم انعام دے کر رہا کر دیا۔

ابو جعفر منصور کا ام موسیٰ الحمیریہ سے معاہدہ:

یہی راوی بیان کرتا ہے۔ منصور نے اپنی بیوی ام موسیٰ الحمیریہ سے یہ عہد کیا تھا کہ وہ اس کی زندگی میں نہ دوسری شادی کرے گا اور نہ لوٹنویوں سے متمتع ہوگا اس کے لیے انھوں نے باقاعدہ عہد نامہ لکھ کر اس پر گواہوں کے دستخط بھی ثبت کرادیئے تھے اپنی

خلافت کے عہد میں انہوں نے دس برس اسی کے ساتھ بسر کر دیئے۔ اس عرصہ میں منصور نے اہل حجاز کے کئی فقیہ یکے بعد دیگرے بارگاہ خلافت میں طلب کر کے ان سے فتویٰ لیا۔ حجازی یا عراقی جو فقیہ ان کے پاس آتا یہ اسے وہ معاہدہ دکھاتے کہ کہیں اس میں کوئی ایسا پہلو ہے جس کی وجہ سے وہ عقد کر سکیں۔ اس کے جواب میں ام موسیٰ کی یہ حالت تھی کہ جب اسے معلوم ہوتا کہ فلاں فقیہ کو منصور نے اس غرض سے بلایا ہے وہ فوراً بہت بڑی رقم پہلے ہی سے اسے بھیج دیتی۔ ابو جعفر وہ معاہدہ فتویٰ کے لیے پیش کرتے مگر اس معاہدے کی موجودگی میں اور اس کی تحریر کو دیکھ کر کوئی بھی ان کو دوسری بیوی کی اجازت نہ دیتا۔ ابو جعفر کو برسر حکومت آئے دس سال گزرے تھے کہ ام موسیٰ نے بغداد میں انتقال کیا۔ یہ اس وقت حلوان میں تھے ان کو اس کی خبر مرگ ملی اسی روز ایک نوجوان باکرہ عورت ہدینہ ان کو پیش کی گئی۔ منصور کے بیٹے جعفر اور مہدی اسی ام موسیٰ کے بطن سے تھے۔

تختیشوع کو شراب دینے کی مخالفت:

علی بن جعفر بیان کرتا ہے۔ تختیشوع الکبر سوس منصور سے ملنے آیا۔ یہ بغداد کے باب الذہب سے ان کے قصر میں آ کر باریاب ہوا منصور نے اس کے لیے کھانا منگوایا۔ جب دسترخوان اس کے سامنے بچھایا گیا، اس نے کہا ”شراب“ کہا گیا کہ امیر المؤمنین کے دسترخوان پر شراب نہیں پی جاتی۔ اس نے کہا میں ایسا کھانا نہیں کھاتا جس کے ساتھ شراب نہ ہو۔ منصور کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے کہا اسے یوں ہی بھوکا رہنے دو۔ جب رات ہوئی اور عشاء کا کھانا سامنے رکھا گیا، اس نے پھر شراب مانگی، اس مرتبہ بھی کہہ دیا گیا، کہ امیر المؤمنین کے دسترخوان پر شراب نہیں پی جاتی اب اس نے کھانا کھالیا اور اس پر دجلہ کا پانی پی لیا۔ دوسری صبح کو جب اس کی نظر پانی پر پڑی تو کہنے لگا میرا خیال تھا کہ کوئی شے شراب کا بدل نہیں ہو سکتی مگر یہ پانی شراب کا کام دیتا ہے۔

سرکاری باغات کے پھلوں کی فروختگی کا حکم:

منصور نے اپنے عامل مدینہ کو لکھا کہ سرکاری باغات کا ثمرہ بیچ دو مگر صرف ایسے لوگوں کے ہاتھ پہنچا جن پر ہم غالب آ سکیں اور وہ ہم پر غالب نہ آئیں۔ مفلس و قلاش ہم سے جیت جائے گا کیونکہ جب اس کے پاس کچھ نہیں ہوگا تو سزا دینے سے بھی کیا فائدہ ہوگا۔ ہمارا سارا روپیہ ڈوب جائے گا۔ اگر مفلس زیادہ قیمت پیش کرے تب بھی اس کے ہاتھ نہ فروخت کر دیا جائے۔

ابو جعفر منصور کا مقولہ:

ابو جعفر کا مقولہ تھا کہ جو شخص موت سے پہلے کسی احسان کو فراموش کر دے وہ انسان نہیں ہے۔

فضل بن ربیع کہتا ہے کہ میں نے منصور کو کہتے سنا کہ عرب کہا کرتے تھے سخت خشک سالی ایسی سیرابی سے جو بعد میں رسوا کرے بہتر ہے۔

ابو جعفر منصور کی دولت کے متعلق رائے:

یثیم القاری بصری نے ایک مرتبہ منصور کے سامنے کلام پاک کی یہ آیت **وَلَا تُبْذِرْ تَبَذِيرًا** آخر تک تلاوت کی۔ منصور اسے سن کر اللہ سے دعا مانگنے لگے کہ بارالہ، تو مجھے اور میرے بیٹے کو اپنے عطیہ کی فضول خرچی سے محفوظ رکھ۔

ایک مرتبہ یثیم نے ان کے سامنے یہ آیت **يَا أَيُّهَا النَّاسُ بِالْبُخْلِ** تلاوت کی سن کر کہا صاحبو۔ اگر دولت حکومت کے لیے حصن اور دین و دنیا کے لیے بمنزلہ رکن اور باعث عزت و زینت نہ ہوتی تو روپیہ خرچ کرنے کی لذت اور

بخشش کے ثواب کی عظمت معلوم ہونے کی وجہ سے میں آج رات دوسرے دن کے لیے ایک دینار یا درہم بھی اپنے پاس جمع نہیں رکھتا۔

ابو جعفر منصور کی ایک عالم سے ملاقات:

ایک مرتبہ ایک اہل علم ملاقات کے لیے آنے پہلے تو وہ کچھ نیچے نہیں اور ابو جعفر نے ان کو حقیر نگاہوں سے دیکھا پھر مختلف موضوع پر ہر طرح کے سوال کیے انھوں نے ہر سوال کا عالمانہ جواب دیا۔ پوچھا آپ کو یہ علم کیونکر حاصل ہوا انہوں نے کہا جو مجھے معلوم تھا اس کے بتانے میں میں نے غل نہیں کیا۔ اور جو بات سیکھنا ہوتی تھی اس کے معلوم کرنے میں کبھی شرم نہیں کی کہنے لگے بے شک آپ کے تبحر علمی کی یہی وجہ ہے۔

ابو جعفر منصور کے اقوال:

منصور اکثر یہ کہا کرتے تھے۔ جو شخص بغیر سوچے کوئی کام کرے گا یا بغیر اندازہ کوئی بات کہے گا لوگ ضرور اس کا مذاق اڑائیں گے۔ یہ بھی کہا کرتے تھے۔ افشائے راز حریم سے ساز باز اور حکومت میں دراندازی یہ باتیں بادشاہوں کے ہاں ناقابل معافی ہیں۔ ان کے علاوہ وہ دوسرے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ ان کا مقولہ تھا۔ راز زندگی ہے لہذا جسے اس کا حامل بنایا جائے اس کے متعلق خوب جانچ پڑتال کر لی جائے۔

عبدالجبار بن عبدالرحمن اور منصور:

عبدالجبار بن عبدالرحمن الازدی نے منصور سے بغاوت کی تھی جب یہ گرفتار ہو کر پیش ہوا تو کہنے لگا کہ مجھے عزت کے ساتھ قتل کیا جائے۔ کہنے لگے حرام زادے عزت کی موت کو تو چھوڑ آیا۔

ابو جعفر منصور کے خطبات:

۱۵۲ھ میں ایک روز منصور بغداد کی جامع مسجد میں خطبہ دے رہے تھے اثنائے تقریر میں کہا ”اے اللہ کے بندو! ایک دوسرے پر ظلم مت کرو کیونکہ ظلم ہی کی مکافات..... کے لیے روز قیامت آئے گا۔ اگر کوئی خطا وار اور ظالم نہ ہوتا تو میں تمہارے بازوؤں میں تم میں ملا جلا چلا پھرتا نیز اگر مجھے کوئی ایسا شخص نظر آتا جو اس حکومت کا مجھ سے زیادہ اہل ہوتا تو میں بخوشی خود اس کے پاس جاتا اور اس بارگراں کو اس کے حوالے کر دیتا۔

منصور کہا کرتے تھے۔ حلیم اپنی ناراضگی کا اظہار کنایہ کرتا ہے اور سفلہ صاف صاف کہہ دیتا ہے۔ ایک مرتبہ ابان قاری نے یہ آیت ”وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ آخِرَتِكَ“ ان کے سامنے تلاوت کی کہنے لگے میرے رب نے معاشرت کا کیسا عمدہ سبق ہمیں سکھایا ہے۔ ان کا مقولہ تھا۔ جس شخص نے احسان کے عوض میں احسان کر دیا اس نے پورا بدلہ دے دیا۔ جس نے اس سے بڑھ کر کیا اس نے گویا شکر ادا کیا اور شکر شرافت ہے۔ اور جو شخص باوجود دوسرے پر احسان کرنے کے یہ کہتا ہے کہ یہ احسان خود اس نے اپنے ساتھ کیا ہے تو لوگ خود بخود اس کے شکر گزار ہوں گے اور دوست رہیں گے اس لیے جو کچھ کسی نے اپنے ساتھ کیا ہے اور اس سے اپنی عزت و شرافت قائم رکھی اس کے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ دوسروں کی سپاس گزاری کا امیدوار ہو یہ یاد رہے کہ جو شخص تمہارے پاس کوئی حاجت لے کر آیا ہے اس نے اپنی عزت میں کوئی اضافہ نہیں کیا اب تمہیں چاہیے کہ اسے رد کر

کے اپنی آبروریزی نہ ہونے دو۔

اسحق بن عیسیٰ کہتا تھا۔ تمام بنو عباس میں صرف ابو جعفر داؤد بن علی اور عباس بن محمد ایسے مقرر تھے جو ان البدیہہ اپنے مطلب کو خوبی سے ادا کرتے تھے۔

احمیل بن ابراہیم الفہری کہتا ہے کہ عرفہ کے دن منصور نے بغداد میں دوسرے راوی کہتے ہیں ایام حج میں منیٰ میں یہ تقریر کی۔ صاحبو! میں اللہ کی زمین پر اس کا حکمران ہوں۔ اللہ کی توفیق و رہنمائی کے ذریعہ تم پر حکومت کرتا ہوں۔ میں اللہ کے اموال کا خزینہ دار ہوں اس کی مشیت کے ساتھ عمل کرتا ہوں۔ اس کے ارادے سے تقسیم کرتا ہوں۔ اس کی اجازت سے دیتا ہوں۔ اللہ نے مجھے اپنے روپیہ کا قفل بنایا ہے جب وہ چاہتا ہے تمہاری عطایا اور روزیوں کی تقسیم کے لیے وہ مجھے کھول دیتا ہے اور جب چاہتا ہے بند کر دیتا ہے۔ صاحبو! اللہ کی اطاعت کی طرف آؤ اور آج ایسے مقدس دن میں جس میں اللہ نے اپنے فضل و کرم سے تم کو وہ بشارت دی جس کے متعلق وہ خود اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾
 ”آج میں نے تمہاری شریعت تمہارے لیے مکمل کر دی اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین اختیار کیا۔“

اللہ سے دعا مانگو کہ وہ مجھے حق و صداقت کی توفیق عطا فرمائے۔ ہدایت پر فائز ہونے کے لیے میری مدد کرے مجھے تمہارے ساتھ نیکی اور احسان کی تلقین کرے اور عدل کے ساتھ تمہارے عطایا اور روزیوں کی تقسیم کے لیے میرے ہاتھ کو اکر دے کیونکہ وہ سننا ہے اور پاس ہے۔

ایک مرتبہ منصور نے اپنے خطبہ میں کہا، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں میں اس کی حمد کرتا ہوں۔ اس سے مدد طلب کرتا ہوں اس پر ایمان رکھتا ہوں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں میں اعلان کرتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی دوسرا معبود نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اس مقام پر ان کی داہنی جانب سے کسی معترض نے کہا اے شخص جس کا توذاکر ہے میں اسی کو تجھے یاد دلاتا ہوں۔ منصور نے خطبہ روک دیا اور کہا کہ میں اس شخص کی بات سننے کے لیے آمادہ ہوں جس نے اللہ کو یاد رکھا اور اس کی یاد دہانی کی میں اللہ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ سرکش و متکبر بن جاؤں اور محصیت کے فریب میں آ جاؤں اگر میں ایسا ہوا تو گویا میں گمراہ ہو گیا اور صراط مستقیم سے بھٹک گیا، مگر اے ٹوکنے والے بخدا! اس ٹوکنے سے تیرا ارادہ اللہ کی خوشنودی کا حصول نہ تھا بلکہ تیری نیت یہ تھی کہ لوگوں میں یہ چرچا ہو جائے کہ فلاں شخص نے خطبہ کے دوران کھڑے ہو کر یہ بات کہہ دی۔ اس پر غتاب ہوا۔ مگر اس نے صبر کیا، میں تجھے معاف کر چکا ہوں ورنہ اس گستاخی کے بعد میرے لیے یہ بات بالکل آسان تھی کہ میں چاہتا تو تجھے قتل کر کے تیری ماں کو تیرا سوگوار بنا دیتا مگر اب آئندہ تو اور تم سب لوگ اس قسم کی حرکت سے اجتناب کرنا۔ اللہ نے اپنے دین کو ہم میں نازل فرمایا ہے اور ہم سے اس کی تفصیل و تشریح کرائی ہے جو معاملہ ہوا اسے ان کے حوالے کر دو جو اس کے سرانجام دینے کے اہل ہیں وہی تم کو حسب موقع اس کے اتار چڑھاؤ پر لائیں گے اور لے جائیں گے۔ یہاں سے اب انھوں نے پھر خطبہ کا سلسلہ شروع کیا۔ اس ٹوک کا ان پر ذرا اثر نہ تھا علوم ہوتا تھا کہ لکھا ہوا آستین میں رکھا ہے دیکھ کر پڑھ رہے ہیں۔ کہنے لگے اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ محمد اس کے

بندے اور رسول ہیں۔

ابن ابی الجوزا کہتا ہے۔ ایک مرتبہ ابو جعفر بغداد کی مسجد جامع میں خطبہ پڑھ رہے تھے میں نے ان کے قریب جا کر یہ آیت **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ** (اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے) پڑھ دی۔ نماز کے بعد مجھے ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ کہنے لگے تو کون ہے۔ تیرا مطلب یہ تھا کہ میں تجھے قتل کر دوں۔ دور ہوا اب تیری صورت مجھے نظر نہ آئے۔ میں ان کے پاس بچ کر چلا آیا۔

ایک مرتبہ بغداد کی مسجد جامع میں منصور خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے جب اس مقام پر **اتَّقُوا اللَّهَ حَتَّى تُفَاتِهِ** (اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے) پہنچے تو ایک شخص نے ان کی طرف بڑھ کر کہا اے اللہ کے بندے! تم بھی اللہ سے اسی طرح ڈرتے رہو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے۔ ابو جعفر نے خطبہ روک دیا۔ کہا جس نے اللہ کو یاد دلایا میں اس کی بات بخوشی سنتا ہوں۔ اے اللہ کے بندے بتاؤ کہ اللہ سے ڈرنے کے کیا معنی ہیں وہ شخص یہ جواب سن کر کٹ گی کوئی بات اس کی زبان سے نہ نکل سکی۔ ابو جعفر نے کہا صاحبو اللہ سے ڈرتے رہو۔ ہمیں اپنے بارے میں ایسا موقع نہ دو جس کی پاداش کو تم پھر برداشت نہ کر سکو آئندہ کوئی شخص ایسی حرکت نہ کرے ورنہ میں اسے خوب پٹواؤں گا اور مدت تک کے لیے قید کر دوں گا۔ ربیع اس شخص کو اپنے پاس روک لو۔ ابراہیم بن عیسیٰ اس واقعہ کا راوی کہتا ہے کہ ربیع کا نام سن کر ہم سب کو اطمینان ہوا کہ اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ کیونکہ ان کا دستور تھا۔ کہ جب وہ کسی کو سزا دینا چاہتے تھے تو مسیب کو گرفتاری کا حکم دیتے اس خلل اندازی کے بعد اب انھوں نے اس مقام سے جہاں سے خطبہ روکا تھا اس طرح خطبہ کا سلسلہ جاری کیا کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔ یہ بات لوگوں کو بہت مستحسن معلوم ہوئی نماز سے فارغ ہو کر قصر تشریف لے چلے۔ عیسیٰ بن موسیٰ حسب دستور ان کے پیچھے تھا۔ آہٹ پا کر پوچھا۔ ابو موسیٰ! اس نے کہا جی امیر المومنین۔ کہا کیا تم کو یہ اندیشہ ہے کہ میں اس شخص کو کوئی سزا دوں گا۔ اس نے کہا بخدا! میرے دل میں کچھ اندیشہ تو اسی طرح کا پیدا ہوا تھا مگر امیر المومنین کا علم سب سے بڑھ کر ہے اور ان کی نظر اس سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے کہ وہ اس شخص کے معاملہ میں حق کے مساو کوئی بات کریں۔ کہنے لگے اس شخص کے متعلق بالکل اندیشہ نہ کرو۔ جب قصر میں آ کر بیٹھے اس کی حاضری کا حکم دیا وہ پیش کیا گیا اس سے کہا اے شخص جب تو نے مجھے منبر پر دیکھا تو نے اپنے دل میں سوچا کہ اس شان و دبہ والے شخص تک میری رسائی کا اور کوئی ذریعہ بجز اس کے نہیں ہے کہ میں اس وقت اسے ٹوک دوں اگر اس کے علاوہ تو اپنے نفس کو اور نیکیوں میں مصروف رکھتا تو وہ تیرے لیے زیادہ بہتر ہوتا۔ اب جاؤ دن کو ہمیشہ روزے رکھو رات بھر نماز میں گزارو اور حج کے لیے زحمت سفر گوارا کرو ربیع چار سو درہم اس کی کمر میں باندھ دے۔ جاؤ اب نہ آنا۔

عبداللہ بن صاعد امیر المومنین کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ بغداد کی تعمیر کے بعد حج کے لیے گئے مکے میں خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اس کا جو حصہ یاد رہ گیا ہے وہ یہاں نقل کیا جاتا ہے:

﴿وَلَقَدْ كُنَّا فِي الزُّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرْثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ﴾

”ہم نے زبور میں ذکر کے بعد یہ بات لکھ دی ہے کہ زمین کے وارث ہمارے صالح بندے ہوتے ہیں۔“

یہ قطعی فیصلہ ہے۔ سچی بات ہے۔ تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے اپنی حجت روشن کر دی ہے۔ ظالموں کی وہ

جماعت ہلاک ہو گئی جنہوں نے کعبہ کو قابل فروخت شے سمجھ لیا تھا۔ سرکاری مال گزاری کو باپ دادا کی وراثت سمجھتے تھے اور جنہوں نے قرآن کو خرافات کا ایک مجموعہ سمجھا تھا جس چیز کا وہ مذاق اڑاتے تھے اسی کا وبال ان کی گردنوں پر پڑا۔ اب ان کے کتنے کنوئیں اور سنگین محل ہیں جو ویران پڑے ہیں۔ جب اللہ نے ان کو ذلیل دی تو انہوں نے اس کی سنت کو بدل دیا۔ خاندان رسول اللہ ﷺ پر مظالم کیے۔ انہوں نے سرکشی کی، ظلم کیا اور متکبر بن گئے اور یہ اس کا دستور ہے کہ وہ ہر متکبر سرکش کو محروم کر دیتا ہے۔ اللہ نے ان کو ایسا سخت پکڑا کہ اب ان کا کوئی نام تک نہیں لیتا۔

ابن عیاش کہتا ہے کہ جب بہت سے حادثات پے درپے ابو جعفر کو پیش آئے تو انہوں نے یہ شعر اپنی مثال میں پڑھا:

تفرقت الظبأ علی خدش فمایدری خدش ما یصید

ترجمہ: ”اس کثرت سے ہرنیاں خدش کے سامنے پراگندہ پھر رہی ہیں کہ اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کس کا شکار کرے۔“

اس کے بعد ہی انہوں نے تمام سپہ سالاران فوج، موالی، مصاحبین اور اپنے اہل بیت کو طلب کیا حماد الترقی کو گھوڑے پر زین لگانے کا حکم دیا۔ سلیمان بن مجالد کو آگے بڑھایا اور مسیب بن زہیر کو حکم دیا کہ شہر کے تمام دروازوں کی ناکہ بندی کر لے پھر چند روز میں خود بھی ایک دن سواری میں نکلے اور منبر پر تقریر کے لیے چڑھے بہت دیر تک منبر پر خاموش بیٹھے رہے۔ ایک شخص نے شیب بن شبہ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ امیر المؤمنین اس قدر خاموش ہیں حالانکہ بخدا! وہ تو دشوار مباحث پر نہایت آسانی سے تقریر کرتے ہیں آج کیا ہوا۔ یہ بات پوری ہوئی تھی کہ انہوں نے بالکل ایک نئے طرز پر تقریر کی۔ اس میں یہ شعر پڑھے:

مالی اکفکف عن سعد ویشمتنی و لوشمت بنی سعد لقد سکنا

جھلا علی و جینا عن عدوہم لبئست الخلتان الجہل والجبن

ترجمہ: ”کس قدر تعجب کی بات ہے کہ میں تو سعد کے متعلق ایک لفظ اپنی زبان سے نہیں کہتا اور وہ مجھے گالیاں دے رہا ہے۔ حالانکہ اگر میں ان کو گالیاں دوں تو وہ بالکل ساکت ہو جائیں اور پھر کچھ نہ کہہ سکیں۔ اس کی دو وجہیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ وہ مجھ سے واقف نہیں ہیں دوسرے یہ کہ وہ اپنے دشمن کے مقابلہ میں بزدل نکلے۔ اور یہ جہل اور جبن دونوں سخت عیب ہیں۔“

ان شعروں کو پڑھ کر بیٹھ گئے پھر یہ شعر پڑھا:

فالقیث عن راسی القناع ونم اکن لا کشفہ الا لاحدی العظام

ترجمہ: ”اب میں نے اپنے سر سے رومال کھول دیا اور جب کوئی بہت نازک معاملہ پیش آتا ہے اسی وقت میں اپنا سر کھولتا ہوں۔“

جب وہ خود اس حکومت کے حاصل کرنے میں ناکام رہے تب ہم نے اسے قائم کر دیا انہوں نے ہماری اس اہم خدمت کا کوئی شکریہ ادا نہیں کیا بلکہ اور اگلے پھیلنے لگے اور ہمارے ساتھ ترش روئی اور گستاخی سے پیش آنے لگے انہوں نے حق سے آنکھیں بند کر کے اسے بالکل پس پشت ڈال دیا۔ کیا اب وہ چاہتے ہیں کہ میں بخوشی اس ذلت و توہین کو گوارا کر لوں بخدا یہ کبھی نہیں ہوگا۔ میں ہرگز ایسے شخص کی عزت افزائی نہیں کروں گا جو میری توہین کرے اگر وہ حق کو قبول نہیں کریں گے تو اس کا تمام خمیازہ ان کو اٹھانا پڑے گا۔ پھر وہ کبھی اس بات کی توقع نہ کریں کہ ان کے معاملے میں کوئی رعایت کروں گا۔ نیک بخت وہ ہے جو مثال سے عبرت حاصل کرتا

ہے۔ غلام گھوڑا لایا اس کے بعد وہ سوار ہو گئے۔

ابو جعفر منصور کا اہل خراسان سے خطاب:

محمد بن علی کا مولیٰ عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن بیان کرتا ہے کہ جب منصور نے عبداللہ بن الحسن اس کے بھائیوں اور اس کے دوسرے اعزاء کو جو اس کے ساتھ تھے گرفتار کر لیا تو منصور خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھے اور حمد و ثنا کے بعد انھوں نے کہا اے اہل خراسان تم ہمارے تابع اور انصار ہو اور تم نے ہماری حکومت قائم کی ہے اگر ہمارے سوا تم نے کسی دوسرے کی بیعت کی ہوتی تو ہم سے بہتر آدمی تم کو میسر نہ آتا۔ یہ جو میرے اہل خاندان یعنی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد بخدا اس حکومت کے معاملہ میں ہمارا ان سے کوئی جھگڑا نہیں ہم نے تو اس خلافت کو انہیں کے لیے چھوڑ دیا تھا اور اس میں تھوڑا یا زیادہ کچھ بھی حصہ نہیں لینا چاہا۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اس سلسلہ میں خون میں لت پت ہو گئے دو شخصوں نے ان کے مخالف فیصلہ کر دیا اس کی وجہ سے امت اسلام نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور لوگ ان کے مخالف ہو گئے پھر خود ان ہی کے شیعہ مددگار دوست رازدار اور معتدلوگوں نے ان پر یورش کی اور قتل کر دیا۔ ان کے بعد حسن بن علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے مگر بخدا وہ اس کے مرد نہ تھے جب ان کو روپیہ پیش کیا گیا انھوں نے اسے قبول کر لیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سبز باغ دکھایا کہ میں اپنے بعد تم کو اپنا ولی عہد بناتا ہوں وہ اس کے فریب میں آ گئے انھوں نے خلافت سے استعفیٰ دے دیا اور اسے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا اور خود عورتوں سے تمتع کرنے میں مصروف ہو گئے۔ روز ایک نکاح کرتے اور صبح کو طلاق دے دیتے۔ اسی طرح سے انھوں نے اپنی زندگی پوری کر دی۔ بستر پر پڑے پڑے انتقال کیا۔ ان کے بعد حسین بن علی رضی اللہ عنہ اٹھے عراقیوں اور کوفیوں نے ان کو دھوکا دیا (کوفہ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے) اس سیاہ سرزمین کے باشندے بخدا! بڑے جھگڑالو منافق اور ہر وقت فتنہ و فساد کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ یہ نہ جنگ ہے کہ میں ان سے لڑوں اور نہ صلح ہے کہ صلح کروں اللہ مجھے ان سے دور رکھے انھوں نے حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیا اور ان کو دشمن کے حوالے کر دیا وہ مارے گئے۔ ان کے بعد زید بن علی اٹھے ان سے بھی اہل کوفہ نے بڑے بڑے وعدے کیے جب وہ ان کے فریب میں آ گئے اور انھوں نے ان کو علانیہ خروج کے لیے مستعد کر دیا تو خود گھروں میں بیٹھ رہے ان کے خروج سے پہلے محمد بن علی نے خدا کا واسطہ دے کر ان کو خروج کرنے سے منع کیا تھا اور کہا تھا کہ تم کبھی اہل کوفہ کی باتوں میں نہ آنا کیونکہ ہمیں وراثتاً یہ خبر ملی ہے کہ ہمارے خاندان کے ایک فرد کو کوفہ میں سولی دی جائے گی۔ اور مجھے خوف ہے کہ شاید تم ہی وہ مصلوب ہو۔ اس کے علاوہ میرے چچا داؤد بن علی نے بھی ان کو منع کیا تھا اور اہل کوفہ کی غداری اچھی طرح جتادی تھی مگر انھوں نے کسی کی بات نہ مانی خروج کیا۔ مارے گئے اور کناسہ میں سولی پر لٹکے۔ اس کے بعد بنی امیہ ہم پر دوڑ پڑے انھوں نے ہمارے شرف اور عزت کو برباد کر دیا حالانکہ ہم نے تو ان کے کسی شخص کو قتل بھی نہیں کیا تھا جس کا انتقام ہم سے لیا جاتا بلکہ اللہ انہیں کی گردنوں پر ہمارے اعزاء کا خون خروج کی وجہ سے تھا۔ انھوں نے ہمیں شہروں سے جلا وطن کر دیا ہم کبھی طائف گئے کبھی شام اور کبھی شبراۃ آخر کار اللہ نے تم کو اے اہل خراسان ہماری مدد کے لیے بھیج دیا اور تمہارے ذریعہ اس نے ہمارے شرف و اعزاز کا احیا کیا۔ تمہارے ذریعہ اس نے اہل باطل کو پاش پاش کر دیا۔ ہمارے حق کو دنیا پر آشکارا کیا اور جو میراث نبی ﷺ سے ہم کو ملنی چاہیے تھی وہ بھی دلوادی۔ اب حق حقدار کو مل گیا حق کا منارہ سربفلک ہوا۔ اہل حق کو غلبہ اور تفوق نصیب ہوا۔ ظالموں کی جڑ کٹ گئی۔ تمام تعزینیں اس ذات واحد کے لیے ہیں جو تمام عالموں کا رب ہے۔

جب اللہ کے فضل و کرم اور ہمارے حق میں اس کے عادلانہ فیصلہ کی بنا پر ہماری حکومت اچھی طرح استوار ہو گئی تو ان کے بعض لوگوں نے بلاوجہ محض اس فضل و کرم پر جو اللہ نے اپنی خلافت اور اپنے نبی ﷺ کی میراث ہمیں دے کر ہم پر مبذول فرمایا ہے حسد کی وجہ سے ہم پر یورش کر دی:

جهلاً على جبناً عن عدوهم لبست الخللان الجهل والحبن

اے اہل خراسان بخدا! میں نے اس معاملہ میں بلاسوچے سمجھے صرف اس وجہ سے دست اندازی نہیں کی ہے کہ مجھے ان کے متعلق صرف یہ شکایت پہنچی کہ انھوں نے میرے حقوق میں کوئی کوتاہی کی ہے یا وہ میرے سامنے جھکتے نہیں بلکہ میں نے کئی شخصوں کو اپنا جاسوس بنا کر ان کے پاس بھیجا میں نے اپنے آدمیوں سے کہا تم جاؤ اس قدر روپیہ ساتھ لو اور یہ ہدایت ہیں ان پر عمل کرنا چنانچہ یہ لوگ مدینہ میں ان سے جا کر ملے اور وہ سب روپیہ ان کے حوالے کر دیا ان میں سے کوئی شخص بوڑھا ہوا یا جوان بڑا ہوا چھوٹا ایسا نہ بچا جس نے ان لوگوں کی ایسی بیعت نہ کی ہو جس کے بعد میرے لیے ان کا قتل اور غارت حلال نہ ہو گیا ہو۔ جب انھوں نے میری بیعت کو توڑ دیا بغاوت پر آمادہ ہو کر میرے خلاف خروج کے لیے تیار ہوئے تو مجھے بھی اس کا تدارک کرنا پڑا۔ ان واقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے تم یہ نہ سمجھو کہ میں نے بغیر یقین کیے ہوئے اس معاملہ میں ہاتھ ڈالا ہے۔

یہ تقریر کر کے وہ منبر سے اترے اترتے ہوئے منبر کے زینہ پر یہ آیت:

﴿وَجِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِّن قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُّرِيبٍ﴾

”اور رکاوٹ ڈال دی گئی ان کے درمیان اور اس شے کے درمیان جس کی ان کو خواہش تھی جس طرح کہ ان سے پہلے

ان جیسے لوگوں کے ساتھ کیا گیا وہ شبہ میں ڈالنے والے گمان میں (بتلا) تھے“۔ تلاوت کی۔

ابو مسلم خراسانی کے قتل کے بعد منصور کی تقریر:

ابو مسلم کے قتل کے وقت منصور نے مدائن میں تقریر کی اور کہا اے لوگو! طاعت کے اطمینان کو چھوڑ کر معصیت کی بے اطمینانی کی طرف نہ جاؤ اپنے ائمہ کی برائی اپنے قلوب میں پوشیدہ نہ رکھو کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جس کے دل میں بدی ہوتی ہے کبھی نہ کبھی اس کے فعل یا قول سے وہ ظاہر ہو جاتی ہے نیز خود خداوند عالم اپنے دین کے غلبہ اور اپنی صداقت کی برتری کے لیے اس بدی کو اپنے امام پر ظاہر کر دیتا ہے علاوہ بریں ہم نے تمہارے حقوق کی ادائیگی میں کوئی کمی نہیں کی اور نہ فرائض دین کو تم پر عائد کرنے میں کوئی کمی کی بخدا! جو اس قیص کے گریبان کی دھجی کے متعلق ہم سے نزاع کرے گا میں اسی تلوار سے اس کی خبر لوں گا ابو مسلم نے ہماری بیعت کی تھی اور اس شرط پر جو ہماری نقض بیعت کرے گا اس کا خون مباح ہو جائے گا۔ خود اس نے ہمارے لیے دوسروں سے بیعت لی تھی۔ اس نے ہم سے انحراف کیا تو ہم نے اس کے ساتھ وہی کیا جو وہ ہمارے لیے دوسروں سے کرتا تھا اور حق کی اقامت کے بارے میں ہم نے اس کی خدمات کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔

منصور اپنے دادا علی بن عبد اللہ کا یہ مقولہ بیان کرتے تھے کہ دنیا میں سیادت نخی کرتے ہیں اور آخرت میں انبیاء۔

کاتب محمد بن جمیل سے منصور کی ناراضگی:

ایک مرتبہ منصور اپنے کاتب محمد بن جمیل پر ناراض ہوئے (اصل میں یہ رندہ کا قدیم باشندہ تھا) حکم دیا کہ اسے زمین پر پٹک

دیا جائے۔ یہ اپنی برأت بیان کرنے لگا۔ حکم دیا کہ اسے کھڑا کیا جائے جب کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس کی سروال کتان کی ہے اس سے وہ اور بھی غضبناک ہوئے پھر حکم دیا کہ اسے زمین پر گرا کر پندرہ درے لگائے جائیں۔ اس حکم کی بجا آوری کر دی گئی۔ پھر اس سے کہا کہ آئندہ کتان کا پاجامہ مت پہنؤ یہ اسراف ہے۔

ابو جعفر منصور کا آل ابی طالب کے نام خط:

جب ابو جعفر نے محمد بن عبد اللہ کو مدینہ اور ابراہیم بن عبد اللہ کو باغری میں قتل کر دیا تو اب ابراہیم بن حسن بن حسن نے مرو میں خروج کیا یہ گرفتار کر کے ان کے پاس پیش کیا گیا ابو جعفر نے اس کے خروج کی شکایت کے لیے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اہل خاندان کو جو مدینہ میں تھے ایک خط لکھا اس میں ابراہیم بن حسن بن حسن کے خروج کا ذکر کیا اور لکھا کہ اس کا یہ خروج تمہارے اشارے اور مشورہ سے ہوا ہے۔ تم لوگ حکومت کے طلب گار ہو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ میں تمام تعلقات تم سے قطع کر لوں گا اور آئندہ کوئی تعلق قائم نہ رکھوں گا۔ تم نے پہلے بھی بنی امیہ کے مقابلہ میں حکومت کے حاصل کرنے کے لیے خروج کیا تھا مگر تم اپنے مقصد میں ناکام رہے اپنا بدلہ نہ لے سکے تم پر بنی امیہ نے جو جو ظلم کیے تھے اس کے انتقام کے لیے تمہارے ایک جدی اٹھے اور ہم نے تمہارے خون کا ان سے پورا بدلہ لیا اور حکومت ان کے ہاتھ سے چھین لی۔ خط کے آخر میں انھوں نے سہج بن ربیعہ بن معاویہ الیربوعی کے چند شعر حسب حال لکھے۔

منصور کے عہد میں منشیوں اور متصدیوں کی تنخواہ تین سو درہم تھی مامون کے عہد تک یہی شرح رہی پھر سب سے پہلے فضل بن سہل نے اس میں اضافہ کیا۔ اس سے پہلے تمام بنی امیہ اور اس سے پہلے بنی عباس کے عہد میں ان عہدہ داروں کی تنخواہیں تین سو اور اس سے کم ہوا کرتی تھیں۔ حجاج بن یوسف یزید بن ابی سلم کو تین سو ماہانہ دیتا تھا۔ عاملان پشہ روزانہ منصور کو اپنے مقامات کے نرخ اجناس اور اشیاء مایحتاج زندگی لکھتے تھے اسی طرح قاضی جو فیصلے کرتے یا والی جو احکام نافذ کرتے اس کی بھی اطلاع بارگاہ خلافت میں لکھ بھیجتے تھے جو روپیہ بیت المال میں داخل ہوتا تھا یا جو کوئی قابل ذکر واقعہ پیش آتا اسے بھی لکھ دیتے۔ عام طور پر نماز مغرب کے بعد وہ یہ خط لکھنا شروع کرتے صبح سے مغرب تک جو واقعات رونما ہوتے وہ مغرب کے بعد قلم بند کر لیتے اور پھر اٹائے شب میں جو بات پیش آتی اسے علی الصباح لکھ دیتے۔ ان کے تمام مراسلات کو منصور خود پڑھتے اگر نرخ قائم ہوں تو خاموش ہو جاتے اگر نرخ میں فرق نظر آتا فوراً اس علاقہ کے والی یا عامل کو اس طرف توجہ دلاتے اور اس کی وجہ دریافت کرتے اس کا جواب موصول ہونے کے بعد ایسی تدابیر اختیار کرتے جس کی وجہ سے نرخ اشیاء پھر اپنی پہلی شرح پر آ جاتیں اگر قاضی کے کسی فیصلے کے متعلق شک ہو جاتا تو خود اس قاضی کو اس کے متعلق لکھتے اور اس مقام کے دوسرے اصحاب سے اس کے کام کے متعلق دریافت رائے کرتے اگر کوئی بات خلاف ضابطہ نظر آتی تو اس پر اس قاضی کو زجر و توبیخ کرتے۔

ولید بن یزید کی شراب نوشی کا واقعہ:

محمد اور ابراہیم کے قضیہ سے فارغ ہو کر جب منصور بغداد کی تکمیل کے بعد اس میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہوئے تو کسی شخص نے ان کے سامنے غالباً مشابہت دینے کے لیے ولید کا ذکر کیا۔ سن کر کہا ”اللہ اس لٹکا فر پر لعنت کرے“ اس وقت ابو بکر الہندی ابن عیاش المنقوف اور شرقی بن قحطامی منصور کے خاص مصاحب دربار میں موجود تھے ابو بکر الہندی نے فرزوق کی یہ روایت اس وقت

بیان کی اس نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ ولید بن یزید کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے ہم مشرب ندیم اس کے پاس موجود تھے اس نے صبح کے وقت خوب شراب پی رکھی تھی۔

ولید بن یزید کی ابن عائشہ سے گانے کی فرمائش:

ابن عائشہ کو حکم دیا کہ ابن الزبیری کے یہ شعر گائے۔

لیت اشیاخی ببدر شہدوا جزع الخزر ج من وقع الاسل

و قتلنا الضعف من ساداتہم وعدلنا میل بدر فاعتدل

ترجمہ: ”کاش میرے بزرگ بدر میں موجود ہوتے تو وہ بنی خزر ج کو نیزوں کے پھلوں کے وار سے پریشان اور مضطرب دیکھتے جب ہم نے ان کے بہت سے سرداروں کو قتل کر دیا اور بدر کی کجی اس طرح نکال دی کہ وہ درست ہو گئی۔“

ابن عائشہ نے کہا امیر المومنین ان اشعار کو میں نہیں گاتا۔ ولید نے کہا تجھ کو گانا پڑے گا ورنہ میں تیرے گلے چیر دوں گا۔ اس نے مجبوراً اسناد دیے۔ سن کر خوش ہوا تعریف کی اور کہا میں ابن زبیری کے اس مسلک پر ہوں جس بنا پر اس نے یہ شعر کہے تھے۔ یہ واقعہ سن کر منصور نے اس پر لعنت بھیجی اور اس کے مصاحبین نے بھی لعنت بھیجی اور منصور نے کہا اس اللہ کا شکر ہے جس نے اپنی نعمت حکومت اور توحید سے ہم کو بہرہ ور کیا ہے۔

المنصور کا والی آرمینیا کے نام فرمان:

ابو بکر الہذلی کہتا ہے ایک مرتبہ والی آرمینیا نے ان کو لکھا کہ فوج نے سرکشی اختیار کی ہے اور خزانوں کو توڑ کر تمام مال پر قبضہ کر لیا ہے۔ منصور نے اسی کے خط پر آخر میں یہ حکم لکھا ”ہم تجھ کو ذلت و رسوائی کے ساتھ اپنے اس عہدہ سے معزول کرتے ہیں اگر تجھ میں عقل ہوتی تو فوج کی اطاعت میں کبھی فرق نہ پڑتا اور اگر تو قوی ہوتا تو اس کو سرکاری خزانہ لوٹنے کی جرأت ہی نہ ہوتی۔“

ایک ضعیف باغی سے منصور کا حسن سلوک:

ایک بیہودہ شخص نے فلسطین میں ابو جعفر کے خلاف خروج کیا۔ انھوں نے اپنے عامل فلسطین کو لکھا۔ ”تیری جان اس کے ساتھ وابستہ ہے اگر تو نے اسے پکڑ کر میرے پاس نہ بھیج دیا تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔“ عامل فلسطین نے اس کی گرفتاری میں پوری جدوجہد کی اور آخر کار وہ اس کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اسے ابو جعفر کی خدمت میں بھیج دیا ابو جعفر نے اسے اپنے پاس بلایا جب وہ سامنے آ کر کھڑا ہوا تو انھوں نے کہا تو نے میرے عامل پر یورش کی تھی۔ بخدا میں تیرا قیمہ کر دوں گا۔ اس شخص نے ان کے جواب میں بوجہ کبرنی کے نہایت پست آواز میں یہ شعر پڑھا:

اتروض عرسک بعد ماہرمت و من العناء ریاضۃ الہرم

ترجمہ: ”کیا اب بڑھاپے میں تو اپنی بیوی کو سنوارتا ہے حالانکہ بڑھاپے میں تزئین محض مشقت ہے جس کا کوئی نتیجہ نہیں۔“

اس کی پست آواز کی وجہ سے منصور اچھی طرح نہ سمجھ سکے ربیع سے پوچھا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے ربیع نے کہا یہ کہتا ہے:

العبد عبدکم و المال مالکم فہل عذابک عنی الیوم منصرف

ترجمہ: ”میں آپ کا غلام ہوں یہ میرا مال سب آپ کا ہے پس کیا میں آج آپ کی سزا سے مامون رہوں گا؟“

سن کر کہا ربیع ہم نے اسے معاف کر دیا اسے چھوڑ دو اسے یاد رکھو اور اسے کسی مقام کا والی مقرر کر دینا۔

المنصور کی عامل کو عدل کی تلقین:

ایک شخص نے منصور سے اپنے عامل کی شکایت کی کہ اس نے میری زمین میں منڈیر بنا کر اسے اپنی زمین میں شامل کر لیا ہے منصور نے اسی استغاثہ پر عامل کو لکھا ”اگر عدل کو اختیار کرو گے ہمیشہ سلامتی سے رہو گے۔ بہتر ہے کہ اس شاکی کی شکایت رفع کر دو“۔

ایک شخص نے درخواست دی کہ مجھے اپنے محلہ میں ایک مسجد بنانے کی اجازت دی جائے اسی درخواست پر لکھ دیا قیامت آنے کی شرطوں میں مساجد کی کثرت بھی ہے بہتر ہے کہ تم بھی اس میں شرکت کرو اور زیادہ ثواب حاصل کرو۔

ابو جعفر کے عمال کے نام احکامات:

علاقہ سواد کے ایک شخص نے کسی عامل کی شکایت لکھی اسی درخواست پر لکھ دیا اگر تم سچے ہو تو ہم تم کو اجازت دیتے ہیں کہ اس عامل کی مشکلیں باندھ کر حاضر کرو۔

ابو الہذیل العلاف راوی ہے کہ ایک مرتبہ ابو جعفر نے کہا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ سید بن محمد نے کرخ میں (راوی کہتا ہے یا انھوں نے واسطہ کا نام لیا) انتقال کیا ہے اور اس مقام کے باشندوں نے اسے دفن نہیں کیا اگر یہ بات میرے نزدیک پایہ ثبوت کو پہنچ گئی تو میں اس مقام کو آگ لگا دوں گا۔ مگر اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ صحیح یہ ہے۔

سید بن محمد نے مہدی کے عہد میں بغداد کے محلہ کرخ میں انتقال کیا تھا اہل کرخ نے اس کے دفن کرنے میں پس و پیش کیا مہدی نے اس کام کے لیے ربیع کو متعین کیا اور حکم دیا کہ اگر وہ اس کام میں رکاوٹ پیدا کریں تو تم ان کے مکانات کو موح ان کے جلا دینا۔ مگر ربیع کو ایسا کرنے کی نوبت نہیں آئی۔

مدائنی کی روایت:

مدائنی کہتا ہے جب منصور، محمد، ابراہیم، عبد اللہ بن علی، عبد الجبار بن عبد الرحمن کے فتنوں سے فارغ ہوئے بغداد آ رہے۔ اور اب تمام معاملات ان کے حسب منشاء طے پائے تو انھوں نے یہ شعر اپنی مثال میں پڑھا:

تبيت من البسوى على حدمهف مرارا و يكفى الله ما انت خائف

ترجمہ: ”بسا اوقات تم ایسی مصیبت میں پڑ جاتے ہو کہ اس کی وجہ سے تم کو کسی طرح چین نہیں آتا حالانکہ خداوند عالم اس مصیبت کو دفع کر دیتا ہے جس سے تم خائف تھے۔“

عبد اللہ بن ربیع نے کہا کہ منصور نے ان باغیوں کی سرکوبی کے بعد یہ شعر پڑھا تھا:

و رب امور لا تضيرك ضيرة و للقلب من مخشاتهن و حبيب

ترجمہ: ”بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ اگرچہ قلب ان کے عواقب بد سے سخت خائف ہوتا ہے مگر حقیقت میں اس سے تم کو کوئی ضرر ہی نہیں پہنچتا۔“

پسران عبد اللہ بن حسن کے متعلق منصور کے اشعار:

یشم بن عدی کہتا ہے۔ جب منصور کو معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن حسن کے بیٹے اس کے عذاب سے ڈر کر مختلف مقامات میں چھپے

پھرتے ہیں اس نے اپنی مثال میں یہ شعر پڑھا:

ان قناتى لنبع لا یوسیهَا
غمر الثفاف ولا دهن ولا نار
متى اجر خائفات امن مسارحه
وان اخف آمننا تقلق به لدار
سیروا الیسی و غضوا بعض اعینکم
انسی لکل امرئ من جاره جار

”میرے نیزے کا بانس مضبوط اور سیدھا ہے جسے شکنجہ کی گرفت نیل کی تری اور آگ کی گرمی کی ضرورت نہیں جب میں کسی خوف زدہ کو امن دیتا ہوں تو اس کے تمام دور دراز کے راستے اس کے لیے بے خطر ہو جاتے ہیں اور جب میں کسی مامون کو دھمکی دیتا ہوں تو گھر کی چار دیواری میں وہ مضطرب اور بے چین ہو جاتا ہے۔ تم میرے پاس چلے آؤ اور شرم سے آنکھیں بند کر لو میں ہر شخص کو جو میری امان میں آئے امان دیتا ہوں۔“

ابو جعفر کے مولیٰ واضح کا بیان:

ابو جعفر کا مولیٰ واضح بیان کرتا ہے کہ مجھے انھوں نے باریک اور نرم کپڑے کے دو قطعات خریدنے کا حکم دیا۔ میں ایک سوئس درہم میں خرید لایا۔ پوچھا کتنے میں لائے؟ میں نے کہا اسی درہم میں، کہنے لگے اچھے ہیں مگر ان کی قیمت کم کراؤ، کیونکہ ایک مرتبہ جب مال ہمارے پاس آتا ہے اور پھر وہ مالک کے پاس واپس جاتا ہے تو اس سے اس کی قیمت گھٹ جاتی ہے میں نے وہ دونوں پارچے اس کے مالک سے لے لیے دوسرے دن میں ان کو لے کر بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا پوچھا تم نے کیا کیا۔ میں نے کہا میں نے ان دونوں کو ان کے مالک کو لے جا کر واپس کر دیا تھا اس نے بیس درہم کم کر دیئے کہنے لگے تم نے ٹھیک کیا اچھا ان میں سے ایک کی قمیص قطع کرو اور ایک کو چادر بنا دو۔ میں نے حسب الحکم اسی طرح کر دیا۔ پندرہ دن تک بغیر بدلے وہ یہ ایک ہی قمیص پہنے رہے۔

ابو منصور کی اپنے خاندان کو ہدایات:

وہ ہمیشہ اپنے اہل خاندان کو اچھی ہیئت بنانے، لباس فاخرہ پہننے، خوشبو لگانے اور اللہ کی نعمت کو تشکر کے ساتھ ظاہر کرنے کی نصیحت کرتے رہتے تھے اگر کسی شخص کو دیکھتے کہ اس نے ان باتوں میں سے کمی کر دی ہے تو اس کو متنبہ کرتے اور کہتے۔ کہ تمہاری داڑھی کے بالوں میں غالیہ کی چمک نہیں دکھائی دیتی اس کے برخلاف فلاں شخص کی داڑھی کیسی چمک دار ہے۔ اس تنبیہ سے مقصد یہ ہوتا تھا کہ ان کے اہل خاندان ہمیشہ خوشبو کا استعمال کریں ظاہری شکل و صورت اچھی بنائیں اور لباس فاخرہ زیب تن کریں تاکہ عوام پر ان کا وقار اور رعب قائم رہے۔ اگر وہ کسی اپنے عزیز کو عمدہ لباس پہنے دیکھتے تو اس کی تعریف کرتے۔

ابو جعفر کی عجلان بن سہل کی تعریف:

احمد بن خالد بیان کرتا ہے کہ منصور اکثر مالک بن ادہم سے حوثرہ بن سہل کے بھائی عجلان بن سہل کے واقعہ کو پوچھا کرتے تھے۔ مالک نے بیان کیا کہ ایک دن ہم عجلان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ہشام بن عبد الملک ہمارے سامنے سے گزرا۔ ہم میں سے ایک شخص نے کہا وہ دیکھو احوال ہمارے پاس سے گزرا۔ عجلان نے پوچھا کس سے مراد ہے اس نے کہا ہشام، عجلان کہنے لگا تم امیر المومنین کو اس برے لقب سے یاد کرتے ہو بخدا اگر تمہاری قربت کا لحاظ نہ ہوتا تو میں تم کو قتل کر دیتا۔ منصور نے کہا بخدا! ایسے شخص کے ساتھ موت و زندگی نافع ہے۔

ابو جعفر اور ایک غلام عرب:

منصور کا ایک خادم تھا جس کا رنگ زرد مائل بہ سیاہی تھا۔ یہ اپنے کام میں بہت ہوشیار تھا اور اس میں کوئی برائی نہ تھی۔ ایک

دن انھوں نے اس سے اس کی قومیت پوچھی اس نے کہا میں عرب ہوں پوچھا کون؟ اس نے کہا قبیلہ خولان سے تعلق رکھتا ہوں۔ ہمارے دشمن یمن سے مجھے پکڑ لے گئے انھوں نے مجھے خسی کر دیا اور غلاموں کی طرح فروخت کر دیا۔ پہلے میں ایک اموی کے پاس رہا۔ پھر اب آپ کے پاس ہوں۔ کہنے لگے تم غلام تو بہت اچھے ہو مگر میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ کوئی عرب میرے قصر میں میرے حرم کی خدمت گزاری کے لیے مقرر ہو۔ اللہ اپنی عافیت میں رکھے تم آزاد ہو جہاں جی چاہے چلے جاؤ۔

فضیل بن عمران کے قتل کا حکم:

منصور نے کوفہ کے فضیل بن عمران کو اپنے بیٹے جعفر کا کاتب اور مصاحب مقرر کر دیا۔ نیز یہ اس کا کادر بھی تھا اس کی حیثیت جعفر کے پاس وہی تھی جو ابوعبید اللہ کی مہدی کے پاس تھی۔ منصور کا ارادہ تھا کہ وہ جعفر کو مہدی کے بعد ولی عہد خلافت مقرر کر دے۔ جعفر کی کھلائی عبید اللہ کی ماں کو فضل کے خلاف سازش کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ اس نے فضل کی منصور سے شکایت کی اور اشارہ یہ بات کہہ دی کہ فضل جعفر سے ناشائستہ حرکات کرتا ہے۔ منصور نے اپنے مولیٰ ریان اور ہارون بن غزو ان عثمان بن نہیک کے مولیٰ کو فضل کے پاس بھیجا وہ اس وقت جدید شہر موصل میں جعفر کے ساتھ قیام پذیر تھا اور حکم دیا کہ فضیل کو دیکھتے ہی اسے قتل کر دینا اس کام کے لیے منصور نے باقاعدہ فرمان لکھ کر ان کو دے دیا۔ مگر اسی کے ساتھ انھوں نے ان دونوں کو ہدایت کر دی کہ تا وقتیکہ تم اسے قتل نہ کر دو جعفر کے نام کا خط اسے نہ دینا۔

فضیل بن عمران کا قتل:

یہ دونوں منصور کے پاس سے روانہ ہو کر جعفر کے پاس آئے اور اندر جانے کی اجازت کے انتظار میں اس کے دروازے پر بیٹھ گئے اتنے میں خود فضیل باہر نکل کر ان کے پاس آیا انھوں نے اسے پکڑ لیا اور پھر منصور کا فرمان نکالا کسی نے ان کا تعارض نہیں کیا انھوں نے وہیں اس کا کام تمام کر دیا اس کے قتل ہو جانے تک جعفر کو اس واقعہ کی خبر بھی نہیں ہوئی۔ فضیل ایک نہایت متقی پرہیزگار اور دیندار آدمی تھا۔ منصور سے لوگوں نے کہا فضیل تو نہایت ہی پاک باز اور عقیف شخص تھا جو تہمت اس پر لگائی گئی ہے وہ اس سے دوسرے تمام لوگوں کے مقابلہ میں قطعی بری تھا آپ نے اس کے خلاف کارروائی کرنے میں بہت عجلت کی اس پر منصور نے ایک دوسرا پیا مبر دوڑایا اور اس سے کہا کہ اگر فضیل کے قتل سے پہلے تم اسے پالو گے تو دس ہزار درہم تم کو انعام دوں گا مگر یہ قاصد اس وقت پہنچا کہ ابھی فضیل کا خون بھی خشک نہ ہوا تھا۔

موید پر عتاب و معافی:

جعفر کا مولیٰ موید بیان کرتا ہے کہ جعفر نے مجھے بلا بھیجا اور کہا 'بتاؤ امیر المومنین ایک نیک متقی عقیف شخص کے بلا جرم و قصور قتل کا کیا جواب دیں گے۔ میں نے کہا وہ امیر المومنین ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں اس کے اسباب و علل سے وہی خوب واقف ہوتے ہیں۔ جعفر نے گالی دے کر کہا میں تجھ سے خاص لوگوں کی طرح کلام کر رہا ہوں اور تو مجھ سے عوام کی طرح کلام کرتا ہے۔ اس کے پاؤں باندھ کر دجلہ میں ڈال دو۔ مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ میں نے کہا اچھا میں اس کے متعلق آپ سے گفتگو کرتا ہوں۔ جعفر نے کہا اچھا اسے چھوڑ دو۔ میں نے کہا بھلا تمہارے باپ سے فضیل کے متعلق کیا سوال ہوگا اس نے اپنے چچا عبداللہ بن علی عبداللہ بن الحسن وغیرہ اور رسول اللہ ﷺ کے دوسرے اہل بیت کو صریحی ظلم سے قتل کر دیا پہلے ان لوگوں کے متعلق سوال ہوگا اس

کے بعد کہیں فضیل کی نوبت آئے گی تو شاید فرعون کے خواجہ سرا اس کی طرف سے جواب دے سکیں۔ یہ جواب سن کر جعفر ہنسنے لگا اور کہا اس پر اللہ کی لعنت ہو اسے چھوڑ دو۔
ابو جعفر منصور اور حفص اموی:

مشہور اموی شاعر اور ان کے مداح حفص کو جو حفص بن ابی جرحہ کے نام سے مشہور اور عباد بن زیاد کا مولیٰ تھا منصور نے اپنے بیٹے مہدی کا اتالیق مقرر کر دیا تھا کہ اس کی مجالس میں مودب کی حیثیت سے اسی کے ساتھ رہے یہ نہ صرف بنی امیہ کے عہد میں بلکہ منصور کے عہد میں بنی امیہ کا مداح تھا۔ مگر اس کے باوجود منصور نے اس کے فعل کو کبھی برا نہ سمجھا یہ مہدی کے عہد میں برابر اس کے ساتھ رہا مگر اس کے خلیفہ ہونے سے پہلے ہی مر گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حفص الاموی منصور کے پاس آیا اور اس سے ہم کلام ہوا چونکہ وہ اس سے واقف نہ تھے انھوں نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا امیر المومنین میں آپ کا مولیٰ ہوں انھوں نے کہا تمہارا سا کوئی مولیٰ میرا نہیں ہے۔ جسے میں پہچانتا نہ ہوں اس نے کہا میں آپ کا مولیٰ اور خادم ہوں۔ میں عبد مناف کا مولیٰ ہوں۔ یہ جواب منصور کو بہت پسند آیا اور اب ان کو معلوم ہوا کہ یہ بنی امیہ کا مولیٰ ہے انھوں نے اسے مہدی کے ساتھ کر دیا اور کہا کہ اس کا خیال رکھنا۔
منصور کی اولاد و ازواج:

ان کی اولاد میں مہدی ہے جس کا نام محمد ہے اور جعفر الاکبر ان دونوں کی ماں اردی بنت منصور یزید بن المنصور الحمیری کی بہن تھی یہ جعفر منصور ہی کے سامنے قتل کر دیا گیا تھا۔

سلیمان، عیسیٰ اور یعقوب ان کی ماں فاطمہ بنت محمد (یہ طلحہ بن عبید اللہ کی اولاد میں تھا) تھی۔
جعفر الاصغر اس کی ماں ام ولد ایک کردیہ لونڈی تھی منصور نے اسے خرید کر اپنی بیوی بنالیا تھا اس کے بیٹے کو ابن الکردیہ کہتے تھے۔

صالح المسکین: اس کی ماں بھی ایک رومیہ ام ولد تھی جو قتالی الفرائشہ کے نام سے مشہور تھی۔
قاسم: یہ منصور سے پہلے ہی دس سال کی عمر میں انتقال کر گیا تھا اس کی ماں ام ولد تھی جو ام القاسم کے نام سے مشہور ہے۔
بغداد کے باب الشام پر اس کا ایک باغ آج تک ”ام القاسم کے باغ“ کے نام سے مشہور اور موجود ہے۔
عالیہ: اس کی ماں ایک اموی تھی۔ منصور نے اسحاق بن سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن العباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کی شادی کر دی تھی خود اسحاق بن سلیمان سے روایت ہے کہ اس نے یہ بات بیان کی کہ میرے باپ نے مجھ سے کہا اے میرے فرزند! میں نے شریف ترین عورت عالیہ بنت امیر المومنین سے تمہاری شادی کی ہے۔ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ ہمارے کفو کون ہیں انھوں نے کہا ہمارے دشمن بنی امیہ ہمارے کفو ہیں۔



منصور کی وصایا

منصور کا قصر عبود یہ میں قیام:

جب اس سال یعنی ۱۵۸ھ کے ماہ شوال میں منصور حج کے ارادے سے مکہ روانہ ہوئے تو قصر عبود یہ میں آ کر فروکش ہوئے۔ کئی دن یہاں مقیم رہے مہدی ان کے ساتھ تھا۔ اثنائے سفر میں یہ اسے وصیت کرتے جاتے تھے اسی قصر کے قیام میں ماہ شوال کے ختم میں ابھی تین راتیں باقی تھیں کہ طلوع سحر کے وقت ایک ستارہ ٹوٹا جس کی روشنی طلوع شمس تک نمایاں رہی اب وہ صبح و شام روزانہ مہدی کو خزانہ اور ملک کی صیانت و حفاظت کے متعلق وصیت کرتے تھے اس قصر میں قیام کے دوران میں وہ اور مہدی ہر وقت ساتھ رہتے کسی ضرورت ہی سے جدا ہوتے تھے۔

محمد المہدی کی طلبی:

جب وہ دن آیا جس میں ان کا وقت کوچ کر جانے کا ہوا انھوں نے مہدی کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں نے تمام باتیں پہلے ہی تمہارے لیے مہیا کر دی ہیں تم کو کچھ کرنا نہیں البتہ اب میں اور چند نصیحتیں تم کو کرتا ہوں مگر امید نہیں کہ تم ان پر کار بند ہو گے ان کے پاس ایک پٹارہ تھا جس میں ان کے علم کا سارا دفتر محفوظ تھا وہ مقفل رہتا تھا اپنے سوانہ کسی دوسرے کو کھولنے دیتے تھے اور نہ اس کی کبھی دیتے تھے ہمیشہ اس کی کبھی اپنی قیص کی جیب میں محفوظ رکھتے تھے جب اس کی ضرورت ہوتی تھی تو صرف حماد التریکی کا یہ منصب تھا کہ وہ اس پٹارے کو ان کے پاس لاتا اگر وہ کسی وقت ان کے پاس نہ ہوتا باہر کا ہوتا تو پھر سلمہ خادم اس پٹارے کو ان کے پاس لاتا۔

علمی ذخیرہ کی حفاظت کی نصیحت:

مہدی سے کہا کہ اس پٹارے کو اچھی طرح حفاظت سے رکھنا کیونکہ اس میں تمہارے آباء کا سارا علمی ذخیرہ محفوظ ہے جو واقعات ہو چکے ہیں اور جو واقعات آئندہ قیامت تک پیش آئیں گے وہ سب اس میں درج ہیں۔ اگر کسی معاملہ میں تم کو دشواری پیش آجائے تو اس کے متعلق پہلے بڑے دفتر میں دیکھنا اگر تمہیں وہ بات اس میں معلوم ہو جائے جسے تم تلاش کرو تو فہماور نہ دوسرے اور تیسرے دفتر میں تلاش کرنا یہاں تک کہ ساتوں دفاتر ختم کر دو اگر ان میں سے کسی میں کوئی بات معلوم نہ ہو تو پھر وہ چھوٹی بیاض دیکھنا اس میں تم کو ضرور وہ بات معلوم ہو جائے گی۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر عمل پیرا نہ ہو گے۔

ابو منصور کا خزانہ:

اس شہر پر نظر رکھنا اور ہرگز اسے مت بدلنا یہ تمہارا گھر اور وجہ عزت ہے میں نے اس میں اس قدر روپیہ جمع کر دیا ہے کہ اگر دس سال تک بھی خراج وصول نہ ہو تو یہ اندوختہ باقاعدہ فوج کی تنخواہ انتظام مملکت کے اخراجات اہل و عیال اور اہل خاندان کی معاش اور سلطنت کی سرحدوں کی حفاظت و صیانت کے لیے بالکل کافی ہوگا۔ تم اس شہر کا خیال رکھنا۔ جب تک خزانہ معمور رہے گا تمہاری عزت برقرار رہے گی مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر کار بند نہ ہو گے۔

اہل خاندان سے حسن سلوک کی تلقین:

میں تم کو اپنے خاندان والوں سے نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں تم ہمیشہ لوگوں کے سامنے ان کی عزت افزائی کرتے رہنا۔ ان کو دوسروں پر مقدم رکھنا، ان کے ساتھ ہمیشہ احسان کرتے رہنا۔ ان کا بہت زیادہ خیال رکھنا۔ دربار میں سب سے پہلے ان کو آنے کی اجازت دینا۔ ان کو امیر بنانا کیونکہ ان کی عزت اصل میں تمہاری عزت ہے اور ان کی نام آوری و شہرت تمہاری نام آوری اور شہرت ہے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر عمل نہ کرو گے۔

موالیوں کے متعلق ہدایت:

اپنے موالیوں کا بہت خیال رکھنا ان پر احسان کرنا اپنی قربت کا فخر ان کو دینا۔ ان میں اضافہ کرنا۔ کیونکہ ضرورت کے وقت یہی تمہارا ساتھ دیں گے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر بھی عمل نہ کرو گے۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اہل خراسان کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آنا یہ تمہارے انصار اور شریک کار ہیں۔ یہی وہ ہیں جنہوں نے تمہاری حکومت کے قیام کے لیے جانیں اور مال قربان کیا ہے اگر تم ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو گے تو کبھی بھی ان کے دلوں سے تمہاری محبت زائل نہ ہوگی ان کے خطا کار سے درگزر کرنا، ان کی خدمات کا صلہ دینا۔ جو ان میں سے مرجائے اس کی جگہ اس کی اولاد یا اعزا میں سے کسی کو مقرر کرنا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر بھی عمل نہ کرو گے۔

مدینہ شریف کی تعمیر کی ممانعت:

مدینہ شریف کبھی مت بنانا کیونکہ تم اس کی تعمیر پوری نہ کر سکو گے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم میری اس وصیت پر بھی عمل نہ کرو گے۔ بنی سلیم کے کسی شخص سے اعانت نہ لینا۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم ضرور ایسا کرو گے۔ حکومت کے معاملات میں عورتوں کو مشیر نہ بنانا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم ضرور ایسا کرو گے۔

قرض کی ادائیگی کی ہدایت:

وصایا کے متعلق مذکورہ بالا بیان پشتم کا ہے اس کے علاوہ دوسرے راویوں نے بیان کیا ہے کہ مکہ جاتے وقت منصور نے مہدی کو بلا کر کہا کہ میں اب جا رہا ہوں اور واپس نہیں آؤں گا۔ کیونکہ بہر حال ایک دن ہمیں اللہ کے یہاں جانا ہی ہے میں اپنے اس خط کو اللہ کی برکت کے ساتھ سر بہرہ تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ جب تم کو میری موت کا علم ہو اور تم حکمران ہو جاؤ اس وقت اس خط کو دیکھ لینا۔ مجھ پر قرض ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ تم ادا کرو مہدی نے کہا بس و چشم میں اس کے لیے حاضر ہوں کہنے لگے تین لاکھ درہم سے کچھ زیادہ ہے اسے میں اچھا نہیں سمجھتا کہ مسلمانوں کے بیت المال سے یہ رقم دی جائے۔ یہ تم اپنے ذمہ لے لو کیونکہ جس منصب پر تم فائز ہو گے اس کی قدر و قیمت اس روپیہ سے کہیں زیادہ مہدی نے کہا میں اس کے لیے حاضر ہوں۔

املاک کے متعلق وصیت:

پھر کہا یہ میرا قصر میری ذاتی ملک ہے اسے میں نے اپنے روپیہ سے بنایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس میں تمہارا جو حصہ ہے وہ تم اپنے چھوٹے بھائیوں کو دے دینا۔ مہدی نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ کہنے لگے میرے جو خدام خاص ہیں ان کو تم اپنی ہی خدمت میں لے لینا۔ برطرف نہ کر دینا۔ کیونکہ خلیفہ ہونے کے بعد تم کو تو ان کی چنداں ضرورت نہ رہے گی مگر ان کو اس وقت برسر کار رہنے

کی اب سے زیادہ ضرورت ہو جائے گی مہدی نے اس کے لیے بھی اقرار کیا۔ کہنے لگے البتہ میری ذاتی جائداد کے متعلق میں تم کو اس قسم کی تکلیف نہیں دینا چاہتا البتہ اگر تم خود ایسا کرو تو یہ بات میری خوشی کا باعث ہوگی۔ مہدی نے اس کا بھی اقرار کیا۔ کہا تو اچھا تم اپنے چھوٹے بھائیوں کو جو میں نے کہا ہے دے دینا اور جائداد میں البتہ تم ان کے برابر کے شریک رہو گے۔ میرے کپڑے اور دوسرا سامان اپنے بھائیوں کو دے دینا۔ مہدی نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ اس پر کہا اللہ اس خلافت کو تمہارے لیے مبارک و سرفراز کرے اور ہمیشہ تمہارا کارساز رہے۔ حکومت ملنے کے بعد ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا۔ ان وصایا کے بعد وہ کوفہ کی سمت روانہ ہوئے۔ قربانی کے اونٹ ساتھ لیے ان کے بال کٹوائے ان کے گلے میں قلادہ باندھا۔ ابھی ماہ ذی قعدہ کے کچھ ہی دن گزرے تھے۔

ریطہ بنت ابی العباس کو ہدایات:

جرۃ العطارہ جو منصور کی عطا رہ تھی بیان کرتی ہے کہ جب وہ حج کے لیے جانے لگے تو اپنی بہو ریطہ بنت ابی العباس مہدی کی بیوی کو پاس بلایا مہدی اس وقت رے میں تھا جو وصایا کرنا تھیں وہ سب اس سے کہہ دیں اور ایک عہد لکھ کر اس کے سپرد کیا۔ تمام خزانوں کی کنجیاں اسے دے دیں۔ ہر بات اچھی طرح سمجھا دی اور سخت قسم دے کر یہ اقرار واثق لے لیا کہ ان خزانوں کے کوٹھوں میں سے بعض کو کبھی نہ کھولا جائے اور سوائے مہدی کے اور کسی دوسرے کو ان کی اطلاع نہ ہونے پائے اور یہ بھی صرف اس وقت ہو جب کہ تم کو میری موت کی سچی خبر معلوم ہو۔ میرے مرنے کے بعد البتہ صرف وہ اور مہدی ان کوٹھوں کو کھولیں وہاں کوئی تیسرا شخص بھی نہ ہو۔ جب مہدی رے سے مدینہ السلام آیا تو ریطہ نے خزانوں کی کنجیاں اس کے حوالے کیں اور کہہ دیا کہ منصور مجھے یہ دے گئے ہیں اور تاکید کر دی ہے کہ جب تک تمہیں میرے مرنے کی صحیح اطلاع نہ پہنچے اس وقت تک تم نہ کوٹھے کھولنا اور نہ اس کی کسی دوسرے کو اطلاع دینا چنانچہ جب مہدی کو ان کے مرنے کی خبر ہوئی اور وہ خود اب غلیفہ ہوا تو اس نے کوٹھے کا دروازہ کھولا ریطہ بھی اس کے ہمراہ تھی متعدد دستونوں کا ایک بڑا کمرہ نظر آیا اس میں آل ابی طالب کے مقتولوں کی بہت سی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ان کے کانوں میں رقعے بندھے ہوئے تھے جن میں ان کا نسب درج تھا۔ ان کثیر تعداد مقتولوں میں کم سن بچے، جوان اور بوڑھے سب ہی تھے اس منظر کو دیکھ کر مہدی لرز گیا۔ اس نے ایک گڑھا کھدوایا اور ان سب لاشوں کو اس میں دفن کر کے اس پر ایک قبہ بنوادیا۔

منصور کی اپنی موت کی پیشین گوئی:

اسحق عیسیٰ بن علی اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے ۱۵۸ھ میں مکہ جاتے ہوئے منصور کو مہدی سے رخصت کے وقت یہ کہتے سنا اے ابو عبد اللہ! میں ذی الحجہ میں پیدا ہوا تھا اور ذی الحجہ ہی میں مجھے خلافت ملی اب میرے قلب میں یہ بات خود بخود آئی ہے کہ اس سال کے ذی الحجہ میں میری موت واقع ہوگی اس خیال نے مجھے حج پر آمادہ کیا ہے۔

ابو جعفر کی مہدی کو وصیت:

میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ جب میرے بعد مسلمانوں کے حکومت کی باگ تمہارے ہاتھ میں آئے تم ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا اگر اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہاری مشکل کو آسان کر دے گا۔ تم کو سلامتی اور نتیجہ میں کامیابی دے گا اور غیر متوقع طریقوں سے تم کو کامیابی ہوتی رہے گی۔ اے میرے فرزند! مسلمانوں کے ساتھ سلوک کرنے میں محمد ﷺ کا خیال رکھنا۔ اللہ تمہارے معاملات کی حفاظت کرے گا۔ کسی کو بلا وجہ قتل کرنے سے اجتناب کرنا کیونکہ یہ اللہ کے نزدیک بڑا ہی سخت گناہ ہے اور دنیا میں مستقل

عار ہے جو عمر بھر نہیں جاتا۔ ہمیشہ جہاد کرتے رہنا کیونکہ دین و دنیا دونوں جگہ اس کا ثواب اور فائدہ تم کو حاصل ہوگا۔ حدود شرعیہ کو قائم کرنا مگر اس میں حد سے متجاوز نہ ہونا ورنہ برباد ہو جاؤ گے اگر اللہ اپنے دین میں ان کی اصلاح اور بندوں کو معاصی سے روکنے کے لیے حدود مقررہ کے علاوہ اور تدابیر مناسب سمجھتا تو اس کے متعلق اپنی کتاب میں حکم دے دیتا۔ البتہ یہ تم کو معلوم رہے کہ ان مفسدین کے لیے جو اللہ کی حکومت اور اس کی سرزمین میں فتنہ و فساد برپا کرنا چاہتے ہیں اس پر اپنی کتاب میں نہایت سخت سزا اور عذاب کا حکم دیا ہے چنانچہ اس کے متعلق ارشاد ہے:

﴿ إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعُونَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ﴾ (پوری آیہ)

”بے شک ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنا چاہتے ہیں (یہ ہے)۔“

اے میرے فرزند! حکومت اللہ کی مضبوط رسی مستحکم دستہ اور پائیدار مسلک الہی ہے۔ اس کی اچھی طرح نگرانی رکھنا اسے مضبوط کرنا اس کی مدافعت کرنا جو اس میں الحاد پیدا کریں یا اس سے نکل جائیں یا خروج کریں انھیں ہلاک کر دینا انھیں عذاب دینا ان کے دست و پا قطع کر دینا اللہ نے اپنے کلام مستحکم میں جو احکام دیئے ہیں ان سے سرمو تجاوز نہ کرنا ہمیشہ عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرنا اس سے آگے نہ بڑھنا۔ انصاف ایسا حربہ ہے جس کے ہوتے ہوئے بغاوت نہ سرسبز ہو سکتی ہے اور نہ دشمن کو کسی قسم کی کامیابی ہو سکتی ہے اگر کوئی تکلیف رونما بھی ہو جائے تو وہ فوراً دفع ہو جاتی ہے سرکاری مال لزاری میں سے کبھی کچھ اپنے لیے نہ لینا کیونکہ جو کچھ میں تمہارے لیے چھوڑ جاؤں گا۔ اس کے ہوتے ہوئے اس کی تم کو حاجت ہی نہ پڑے گی۔ برسر حکومت آتے ہی اپنی فرماں روائی کی ابتداء عزیز و اقربا کو انعام و صلہ دینے سے کرنا، سرکاری روپیہ میں نہ اسراف کرنا اور نہ اسے اپنوں پر خرچ کرنا، سرحدوں پر ہمیشہ کافی فوج و اسلحہ تیار رکھنا۔ اطراف سلطنت کو اپنے ضبط میں رکھنا، راستوں کو مامون رکھنا اپنے اور رعایا کے درمیانی لوگوں کو بہت ہی خاص طور پر سوچ سمجھ کر مقرر کرنا۔ مدد معاش میں اضافہ کرنا، عوام کو جمعیت خاطر عطا کرنا، رفہ عام کے لیے انتظام کرنا۔ ان کی تکالیف کو دور کرنا، سلطنت کی آمدنی میں اضافہ کرتے رہنا اور اسے جمع رکھنا۔ کبھی فضول خرچی نہ کرنا کیونکہ معلوم نہیں کہ کس وقت غیر متوقع مصائب و حوادث پیش آجاتے ہیں بلکہ زمانے کی عادت مستمرہ ہی یہ ہے کہ مصائب غیر متوقع ہوتے ہیں جس قدر تم سے ممکن ہو اس قدر سپاہی جانور اور باقاعدہ فوج مستعد رکھنا۔ کبھی ایسا نہ کرنا کہ آج کا کام کل پر اٹھا رکھو۔ کیونکہ اس طرح پھر ہجوم کار ہو جائے گا اور کوئی کام بھی ٹھکانے سے نہ ہو سکے گا۔ جو امور تصفیہ طلب پیش آئیں انھیں ان کے حسب ترتیب وقوع اسی وقت انجام دینا اس میں ہرگز تاخیر نہ کرنا بلکہ پوری مستعدی اور آمادگی سے تمام کام اسی وقت انجام دینا اور خود ہی تمام مہمات امور پر غور و خوض کرتے رہنا اس سے نہ گھبرانا نہ در ماندہ اور سست ہونا اپنے رب کے متعلق ہمیشہ حسن ظن رکھنا اور اپنے عالموں اور کاتبوں کے متعلق ہمیشہ بدگمان، شب بیدار رہنا۔ جو لوگ تمہارے دروازے پر شب باش ہوں ان کا حال اور ضرورت دریافت کرنا، اپنے دربار میں آنے کے لیے سہولت دینا تاکہ ہر شخص آسانی سے تم تک بار پاسکے جو لوگ اپنا جھگڑا تمہارے پاس لائیں اس پر غور کر کے مناسب احکام نافذ کرنا۔ ان تمام نزاعات کو ایسی آنکھ کے سپرد کرنا جو ہر وقت بیدار ہو اور تصفیہ نزاعات میں اپنے نفس کو دخل دینے کی اجازت نہ دینا۔ سوتے مت رہنا۔ کیونکہ جس روز تمہارا باپ خلیفہ ہوا وہ نہیں سویا اگر کبھی اس کی آنکھ لگ بھی گئی تو اس کا دل ہمیشہ بیدار رہا۔ یہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں اور تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو۔

راوی کہتا ہے کہ یہ وصیت کر کے منصور نے مہدی کو خیر باد کہا۔ اس وقت دونوں کے قلب امنڈ آئے اور وہ رو پڑے۔

وصایا کے متعلق سعید بن حریم کی روایت:

سعید بن حریم کی روایت ہے کہ اپنے سنہ وفات میں جب منصور حج کے لیے روانہ ہوئے تو مہدی نے ان کی مشایعت کی۔ منصور نے کہا اے میرے بیٹے میں نے تمہارے لیے اس قدر روپیہ جمع کر دیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی خلیفہ نے نہیں کیا تھا اسی طرح میں نے اس قدر موالی تمہارے لیے جمع کر دیئے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی خلیفہ نے نہیں کیے تھے اسی طرح میں نے تمہارے لیے ایک ایسا عمدہ شہر بنا دیا ہے جو کسی دوسرے نے عہد اسلام میں آج تک نہیں بنایا تھا مجھے تمہارے متعلق صرف ان دو شخصوں عیسیٰ بن موسیٰ اور عیسیٰ بن زید سے اندیشہ ہے کہ یہ تمہارے خلاف شورش برپا کریں گے، عیسیٰ بن موسیٰ نے ایقائے بیعت کے لیے میرے سامنے ایسے عہد و پیمان کیے ہیں کہ ان کی موجودگی میں مجھے اس سے زیادہ اندیشہ نہیں اگر مجھے اپنی بدنامی کا اندیشہ نہ ہوتا تو بخدا! میں اس کا کام ہی تمام کر دیتا اور تم کو اس اندیشے کی نوبت ہی نہ آتی اب بھی تم اس تو اپنے دل سے نکال ہی دو اب رہا عیسیٰ بن زید تو اس پر فتح پانے کے لیے اگر تم یہ تمام روپیہ خرچ کر دو اور اپنے یہ تمام موالی کو ادا دو اور یہ شہر بھی منہدم کر دو تب بھی مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

ابو جعفر کی قیام گاہ پر اشعار:

موسیٰ بن ہارون بیان کرتا ہے کہ مکہ جاتے ہوئے جب منصور آخر منزل میں فروکش ہوئے تو ان کی نظر مکان کے صدر پر پڑی وہاں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابا جعفر حانت وفاتک وانقضت سنوک و امر اللہ لا بد واقع

ابا جعفر هل کا هن او منجم لك اليوم من حر المنية مانع

ترجمہ: ”اے ابو جعفر تمہاری موت قریب آگئی ہے اور تمہاری عمر پوری ہو چکی ہے اور اللہ کا حکم ضرور ہو کر رہے گا کیا اب کوئی کاہن یا منجم تم کو موت کی تکلیف سے بچا سکتا ہے؟“

میر عمارت کی جلی:

یہ پڑھ کر انھوں نے منزلوں کے میر عمارت کو طلب کر کے پوچھا کہ آیا میں نے تم کو یہ حکم نہیں دے رکھا ہے کہ میری قیام گاہ میں کسی بد معاش کو گھسنے نہ دینا۔ پھر یہ کیا ہے۔ اس نے عرض کیا امیر المومنین بخدا! اس مکان کی تعمیر کے ختم ہونے کے بعد سے اب تک کوئی شخص اس کے اندر داخل نہیں ہوا۔ انھوں نے کہا اوپر پڑھو کیا لکھا ہے۔ اس نے عرض کیا مجھے تو وہاں کچھ نظر نہیں آتا۔ انھوں نے میر حاجب کو طلب کر کے اس سے کہا کہ پڑھو اس مکان کے اوپر کیا لکھا ہے اس نے عرض کیا مجھے تو وہاں کچھ بھی لکھا نظر نہیں آتا۔ تب انھوں نے وہ دونوں شعر خود املا کرائے جو ضبط تحریر میں لائے گئے۔

میر حاجب کو کلام پاک کی تلاوت کا حکم:

اس کے بعد انھوں نے میر حاجب سے کہا کہ کلام پاک کی کوئی ایسی آیت اس وقت تلاوت کرو جس سے اللہ عز و جل کے حضور میں جانے کا شوق پیدا ہو اس نے پڑھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾

”اور ظالموں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس کروٹ پلٹائے جاتے ہیں۔“

سن کر غصہ میں حکم دیا کہ اس کے منہ پر تھپڑ مارو چنانچہ اس کے جبروں پر تھپڑ رسید کیے گئے۔ کہنے لگے اس آیت کے علاوہ تجھے تلاوت کے لیے اور دوسری کوئی آیت ہی نہ ملی اس نے کہا، امیر المؤمنین اس آیت کے ماسوا تمام قرآن میرے حافظہ سے محو کر دیا گیا۔ اس واقعہ کو فال بد سمجھ کر حکم دیا کہ اسی وقت یہاں سے کوچ کیا جائے ایک گھوڑے پر سوار ہوئے جب سقر نام وادی میں آئے جو مکہ کے راستہ کی آخری منزل تھی تو یہاں ان کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی یہ گرے جس سے ان کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی وہیں انھوں نے انتقال کیا اور پیر میمون میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔

محمد بن عبد اللہ بنی ہاشم کا مولیٰ ایک اہل علم و ادب کی روایت بیان کرتا ہے کہ منصور نے اپنے مدینہ کے قصر میں ایک ہاتف غیبی سے کچھ شعر سنے اور پھر کہا کہ اب میری موت کا وقت آ پہنچا۔

عبد العزیز بن مسلم کا بیان:

عبد العزیز بن مسلم کہتا ہے۔ ایک دن میں منصور کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا۔ میں نے سلام کیا مگر وہ کچھ ایسے مبہوت تھے کہ جواب ہی نہ دیا۔ تھوڑی دیر توقف کے بعد میں ان کی اس حالت کو دیکھ کر واپسی کے لیے مڑا تو انھوں نے چونک کر کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ کوئی شخص مجھے شعر سنارہا ہے جس میں میری موت کی خبر ہے اسی خواب کی وجہ سے میں اس قدر پریشان اور غمگین ہوں کہ اسے تم نے بھی محسوس کر لیا۔ میں نے کہا یہ تو کوئی برا خواب نہیں ہے۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ اس واقعہ کے کچھ ہی عرصہ کے بعد وہ حج کے لیے روانہ ہوئے اور اسی سفر میں ان کا انتقال ہو گیا۔

ہشام بن محمد اور محمد بن عمرو وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال مکہ میں اسی رات کی صبح کو جس میں منصور نے انتقال کیا تھا محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن العباس رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ سنیچر کا دن تھا اور ۶ ذی الحجہ ۱۸۵ھ تاریخ تھی۔ واقعہ یہ کہتا ہے کہ مہدی کے لیے اس سال کے ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں نوراتیں باقی تھیں جب بغداد میں بیعت لی گئی۔ اس کی ماں ام موسیٰ بنت منصور بن عبد اللہ بن یزید بن شمر الحمری تھی۔



باب ۱۲

خلیفہ محمد بن عبد اللہ مہدی

علی بن محمد النوفلی کا بیان:

علی بن محمد النوفلی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے جس سال ابو جعفر کا انتقال ہوا۔ میں بھی بصرہ کے راستے سے حج کے لیے روانہ ہوا۔ ابو جعفر نے کوفہ کا راستہ اختیار کیا تھا میں ذات عرق میں ان سے جاملہ۔ یہاں سے میں ان کے ساتھ ہو گیا جب وہ سوار ہوتے میں سامنے آ کر سلام کر لیتا۔ بیماری کی وجہ سے وہ بہت نحیف والا غرتھے۔ صورت سے موت کے آثار ہویدا تھے بیر میموں پہنچ کر انھوں نے منزل کی اور ہم مکہ میں داخل ہو گئے۔ میں نے عمرہ ادا کیا۔ میں روزانہ ان کے قیام گاہ جایا کرتا تھا اور زوال کے وقت کے قریب تک ٹھہرتا پھر مکہ واپس آ جاتا۔ دوسرے تمام بنی ہاشم کا بھی یہی دستور تھا۔

ابو جعفر منصور کی شدید علالت:

ان کا مرض اور شدید ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ اسی اثناء میں وہ رات آئی جس میں ان کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ ہمیں ابھی ان کے مرنے کی خبر نہیں ہوئی تھی اس لیے میں نے حسب معمولی علی الصباح صبح کی نماز حرم میں پڑھی اور اپنے صرف دونوں کپڑوں (احرام) کو پہنے سوار ہوا ان کے اوپر سے تلوار حائل کر لی۔ میں محمد بن عون بن عبد اللہ بن الحارث کے ساتھ جو بنی ہاشم کے سربراہ اور وہ بزرگوں میں سے تھے ہو لیا آج وہ بھی گلابی رنگ دو کپڑے پہنے تھے یہی ان کا احرام تھا ان کے اوپر سے انھوں نے بھی تلوار حائل کر لی تھی۔ بنی ہاشم کے بزرگ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن جعفر کی حدیث نیز اس کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی وجہ سے گلابی رنگ کا احرام باندھتے تھے۔

ابو جعفر منصور کی وفات کی اطلاع:

جب ہم اسطرح پہنچے تو وہاں ہمیں عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان رسالہ دار پیدل سپاہ کے ساتھ مکہ آتے ہوئے ملے۔ ہم نے ان کی طرف مڑ کر ان کو سلام کر لیا اور پھر اپنی راہ ہو لیے۔ محمد بن عون نے مجھ سے پوچھا ان دونوں کی ظاہری حالت اور اس وقت مکہ میں داخل ہونے سے تم کیا سمجھے۔ میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ منصور کا انتقال ہو چکا ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ مکہ کو حصن بنالیں۔ واقعہ بھی یہی تھا۔ ابھی ہم چل ہی رہے تھے کہ ایک شخص کبل پوش جس کی صورت باوجود سپیدہ سحری نمودار ہونے کے اچھی طرح دکھائی نہ دیتی تھی ہمارے سامنے سے آ کر ہمارے دونوں کے گھوڑوں کی گردنوں کے درمیان سے ہوتا ہوا ہمارے قریب آیا اور اس نے یہ بات کہی کہ بخدا! منصور کا انتقال ہو گیا۔ یہ کہتے ہی وہ غائب ہو گیا ہم اپنے راستے چلتے ہوئے ان کی چھاؤنی آئے۔ اس شامیانی میں آئے جہاں آ کر روز بیٹھتے تھے وہاں دیکھا کہ موسیٰ ابن مہدی شامیانی کے ستونوں کے پاس ہم سے پہلے آ کر کھڑا ہوا ہے۔ اسی طرح قاسم بن منصور بھی شامیانی کے ایک کونے میں موجود ہے جب سے ہم ذات عراق میں منصور کے ساتھ ہوئے تھے ہم نے یہ

دیکھا کہ جب منصور اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تو یہ قاسم کے ان آگے آگے ان کے اور صاحب شرطہ کے بیچ میں ہو کر چلتا اور لوگوں سے کہتا جاتا کہ جسے کوئی درخواست دینا ہو مجھے دے دے۔ جب میں نے اسے شامیانے کے ایک سمت میں اور موسیٰ کو برآمد پایا تو مجھے یقین آ گیا کہ منصور کا انتقال ہو چکا ہے۔ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے کہ حسن بن زید وہاں آیا اور میرے پہلو میں مجھ سے بھڑک رہا ہوا تھا اب اور تمام درباری آگئے کہ تمام شامیانہ بھر گیا۔ ان میں ابن عیاش المفتوف بھی تھا ہم سب خاموش بیٹھے تھے کہ ہمیں آہستہ آہستہ رونے کی آواز آئی، حسن نے مجھ سے پوچھا کیا تمہارے خیال میں ان کا انتقال ہو چکا ہے میں نے کہا نہیں ایسا تو نہیں معلوم ہوتا، البتہ معلوم ہوتا ہے کہ اب یا تو آخری وقت ہے یا غفلت طاری ہو گئی ہے۔

ابوالعنبر حبشی کی آہ وزاری:

ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ ابوالعنبر حبشی منصور کا خاص خدمت گار سینے اور پشت پر سے اپنی قبادریدہ کیے سر پر خاک ڈالے سامنے آیا اور کہا ”ہائے امیر المومنین“ ہم سب کے سب فوراً کھڑے ہوئے اور ابو جعفر کے خیموں کی طرف چلے جاتے تھے کہ ان کے پاس جائیں مگر خادموں نے اندر جانے سے روک دیا اور اٹے پاؤں پلٹا دیا۔ ابن عیاش المفتوف نے کہا سبحان اللہ آپ حضرات کو کیا ہو گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کسی خلیفہ کی موت کا واقعہ آپ کے سامنے نہیں گزرا۔ دل ٹھکانے رکھیے اور تشریف رکھئے۔ سب لوگ بیٹھ گئے۔ قاسم نے کھڑے ہو کر اپنے کپڑے چاک کر دیئے اور اپنے سر پر مٹی ڈال لی مگر موسیٰ چونکہ کم سن بچہ تھا وہ اسی طرح خاموش اپنی جگہ بیٹھا رہا۔

ابو جعفر کی وصیت کا اعلان:

اس کے بعد ربیع اندر سے آیا اس کے ہاتھ میں کاغذ کا ایک طومار تھا جس کا نچلا سرا زمین سے لگ رہا تھا اب اس نے اس کا سرا ہاتھ میں لے کر اسے پڑھنا شروع کیا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم! یہ منشور عبداللہ المنصور امیر المومنین کی طرف سے اپنے بعد کے بنی ہاشم اپنے خراسانی شیعہ اور عام مسلمانوں کے نام ہے۔ اتنا پڑھا تھا کہ وہ کاغذ اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور ربیع رو پڑا اس کی حالت دیکھ کر دوسرے تمام حاضرین رو پڑے اب اس نے پھر وہ کاغذ ہاتھ میں لیا کہنے لگا اگرچہ آپ کو ضبط گریہ پر قدرت نہیں ہے مگر مجبوری ہے کیا کیا جائے۔ یہ امیر المومنین کا عہد ہے۔ جو بہر حال مجھے آپ کو سنانا ہے مہربانی فرما کر خاموش رہیے جب سب چپ ہو گئے۔ اس نے پڑھنا شروع کیا: اما بعد! میں یہ تحریر حالت زندگی میں لکھ رہا ہوں آج میرے لیے اس دنیا کا آخری اور آخرت کا پہلا دن ہے میں آپ پر سلامتی بھیجتا ہوں اور اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے بعد آپ کو فتنوں میں مبتلا نہ کرے اور جتنا بندی سے محفوظ رکھے تاکہ آپ ایک دوسرے کے گزند سے مامون و مصون رہیں میں خاص طور پر بنی ہاشم اور اہل خراسان کو مخاطب کرتا ہوں اس کے بعد ربیع نے ان کی وہ وصیت پڑھنا شروع کی جو انھوں نے مہدی کے بارے میں کی تھی اس بیعت کو یاد دلایا جو ان سب نے اس کے لیے پہلے سے کی تھی اور انہیں اپنی سلطنت کے قیام اور عہد کی وفا پر ترغیب و تحریض دی تھی یہ منشور آخر تک پڑھا گیا۔

حسن بن زید کی بوقت بیعت تقریر:

راوی کہتا ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آخری جملے ربیع نے اپنی طرف سے بڑھا کر ان کے منشور میں لاحق کر دیئے تھے

بہر حال اس کے بعد اس نے لوگوں کے چہروں پر نظر دوڑائی۔ بنی ہاشم کے قریب آ کر حسن بن زید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا اے ابو محمد اٹھو اور بیعت کرو۔ حسن اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ رنج اسے موسیٰ کے پاس لایا اور اس کے سامنے بٹھایا حسن نے موسیٰ کا ہاتھ پکڑا اور پھر حاضرین کو مخاطب کر کے کہا، حضرات امیر المومنین منصور نے مجھے مارا تھا میری جائیداد ضبط کر لی تھی مہدی نے ان سے میری سفارش کی وہ مجھ سے خوش ہو گئے تھے مہدی نے ان سے میری املاک کی بحالی کے لیے بھی کہا مگر اس بات کو انھوں نے نہ مانا اس پر مہدی نے اپنے پاس سے میری تمام املاک کی نہ صرف پابجائی کی، بلکہ ایک کے عوض دو چند عطا کیں اس لیے مجھ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے جو خلوص دل اور طیب خاطر سے ان کے لیے بیعت کرے۔

ابو جعفر منصور کے جنازہ کی روانگی مکہ:

اب اس نے مہدی کے لیے موسیٰ کی بیعت کی اس کے ہاتھ کو چھو لیا اس کے بعد ربیع محمد بن عون کے پاس آیا اور ان کی کبر سی کی وجہ سے ان کو اس نے مقدم کیا ان کے بعد وہ میرے پاس آیا مجھ سے کہا اٹھو اس طرح بیعت کرنے والوں میں اس روز میں تیسرا تھا ہمارے بعد پھر دوسرے تمام حاضرین نے بیعت کی اس سے فارغ ہو کر وہ خیموں میں چلا گیا وہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر ہم بنی ہاشم کے پاس آیا اور کہا کہ اندر تشریف لے چلے۔ ہم سب بنی ہاشم اس کے ساتھ اندر گئے۔ اس روز ہماری کثیر تعداد وہاں موجود تھی ہم میں اہل عراق، اہل مکہ اور اہل مدینہ سب ہی تھے جو اس سال حج کے لیے آئے تھے اندر گئے۔ دیکھا کہ منصور اپنے تختے پر کفن پہنے پڑے ہیں۔ چہرہ کھلا ہوا ہے ہم نے ان کو اٹھایا اور اسی طرح تین میل چل کر مکہ لائے۔ اس وقت بھی ان کی صورت میری آنکھوں میں پھر رہی ہے تختے کے پائے کے قریب ہو کر جب میں کا نہا دیتا تو ان کا چہرہ نظر آ جاتا، چونکہ موسم میں منڈوانے کے لیے انھوں نے اپنے بال چھوڑ دیئے تھے اس لیے ہوا سے ان کی داڑھی کے بال اڑ رہے تھے۔ خضاب بھی جاتا رہا تھا۔ ہم اسی طرح انہیں ان کی قبر پر لائے اور ان کو اتار دیا۔

علی بن عیسیٰ کی عیسیٰ بن موسیٰ کو دھمکی:

راوی کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جس رات ابو جعفر نے انتقال کیا علی بن عیسیٰ بن ماہان نے سب سے پہلے یہ بات اٹھائی کہ ان سب نے مل کر عیسیٰ بن موسیٰ سے کہا کہ آپ مہدی کی تجدید بیعت کریں اس تجویز کا بانی اصلی تو ربیع تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس سے انکار کیا اس بناء پر جو سرداران فوج وہاں موجود تھے وہ اس کے پاس آتے اور جاتے رہے۔ آخر کار علی بن عیسیٰ بن ماہان اٹھا اس نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور نگلی تلوار لے کر عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف بڑھا کہنے لگا، سیدھی طرح سے بیعت کرو ورنہ ابھی کام تمام کیے دیتا ہوں۔ یہ رنگ دیکھ کر عیسیٰ نے بیعت کی اس کے بعد دوسرے لوگوں نے بیعت کی۔

موسیٰ بن ہارون کا بیان:

موسیٰ بن ہارون بیان کرتا ہے کہ موسیٰ بن مہدی اور ربیع منصور کے مولیٰ نے منارہ منصور کے دوسرے مولیٰ کو ان کی خبر مرگ اور مہدی کے لیے بیعت لیے جانے کی خبر پہنچانے کے لیے مہدی کے پاس روانہ کیا اس کے جانے کے بعد حسن الشروی کے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کا عصا مبارک اور وہ چادر جو خلفاء میں متواتر چلی آتی تھی مہدی کے پاس بھیجی۔ نیز ربیع نے ابو العباس الطوسی کو بھی خاتم خلافت دے کر منارہ کے ہمراہ کیا ان انتظامات کے بعد سب کے سب مکہ سے نکلے۔ عبد اللہ بن المسیب بن زہیر حسب

دستور بھالا لے کر صالح بن المنصور کے آگے ہوا۔ منصور کی زندگی میں یہ خدمت اسی کے تفویض تھی۔ قاسم بن نصر بن مالک نے جو اس روز موسیٰ بن المہدی کا صاحب شرط تھا۔ بھالے کو توڑ ڈالا۔

علی بن عیسیٰ اور عیسیٰ بن موسیٰ میں کشیدگی:

اس کے علاوہ چونکہ علی بن عیسیٰ بن مہان کو عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھوں اذیت پہنچی تھی اور یہ اذیت اس کے راوندیہ فرقہ میں ہونے کی وجہ سے پہنچی تھی اس کے دل میں عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف سے عداوت جاگزیں تھی اس وقت چلتے چلتے اس نے عیسیٰ بن موسیٰ پر طعن آمیز نا ملائم فقرے چست کیے ابو خالد المروزی اس جماعت کا سرغنہ تھا قریب تھا کہ بات کا بنگلڑ بن جائے اور آپس میں تلوار چل جائے لوگوں نے ہتھیار تک لگا لیے تھے مگر محمد بن سلیمان نے اس موقع پر بڑی سرگرم کوشش کی اور سب کو خاموش کر دیا اگرچہ اس کے خاندان کے دوسرے لوگ بھی اس معاملہ میں پڑ گئے مگر محمد کا طرز عمل اور روش نہایت ہی قابل تحسین تھی اسی کی جدوجہد سے یہ شورو غوغا دب گیا اور سب ٹھنڈے پڑ گئے۔

علی بن عیسیٰ کی برطرفی:

محمد بن سلیمان نے اس تمام واقعہ کی اطلاع مہدی کو لکھ بھیجی۔ مہدی نے علی بن عیسیٰ کو موسیٰ بن المہدی کے محافظ دستے کی سرداری کی خدمت سے برطرف کر دینے کا حکم لکھ بھیجا اور اس کی جگہ ابو حنیفہ حرب بن قیس کو مقرر کیا اس طرح فوج میں جو فتنہ پیدا ہونے کو تھا وہ دب گیا، عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان دوسروں سے پہلے مہدی سے جا ملے ان میں بھی عباس بن محمد سب سے پہلے مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا۔ منارہ منگل کے دن نصف ذی الحجہ میں مہدی کے پاس آیا اس نے ان کے خلیفہ ہونے کی ان کو خبر دی نیز ان کے باپ کی موت پر تعزیت کی اور تمام اطراف و اکناف سلطنت سے اسی مضمون کے خطوط ان کو موصول ہوئے۔ اب مدینۃ السلام کے تمام باشندوں نے ان کی بیعت کر لی۔

منصور کی مکہ معظمہ پہنچنے کی خواہش:

ربیع کہتا ہے جس سفر حج میں منصور نے انتقال کیا اسی میں مکہ کے راستہ میں غدیب یا کسی اور منزل میں انھوں نے ایک خواب دیکھا (اثنائے سفر میں ربیع ان کا عدیل تھا) اس خواب سے وہ بہت متوحش ہو گئے، مجھ سے کہا ربیع بس اب میں زندہ نہیں رہوں گا۔ موت سر پر آ پہنچی ہے۔ اب تم ابو عبد اللہ المہدی کے لیے پختہ بیعت لے لینا۔ میں نے عرض کیا آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں اللہ آپ کو طول حیات دے گا۔ اور ان شاء اللہ آپ خود ابو عبد اللہ سے ملیں گے۔ کہنے لگے اس وقت ان کی حالت زیادہ خراب ہو چکی تھی جس طرح سے ہو سکے مجھے جلد سے جلد میرے رب کے حرم اور جائے امن میں پہنچا دو اس خواہش کا بار بار اعادہ کرتے تھے کہ جس طرح ممکن ہو جلد سے جلد میں اپنے گناہوں اور اپنے نفس پر زیادتیوں کے بار سے سبکدوش ہونے اپنے رب کے حرم میں پہنچ جاؤں۔ اسی حالت میں بیریموں پہنچے میں نے کہا لیجیے۔ یہ بیریمون آ گیا ہے آپ اب حرم میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر الحمد للہ کہا اور اسی دم جاں بحق تسلیم ہوئے۔

مہدی کی بیعت کے لیے ربیع کی حکمت عملی:

میں نے حکم دیا کہ خیمے نصب کیے جائیں اور قاتیں گھیر دی جائیں۔ جب یہ سب ہو گیا تو اب میں امیر المومنین کی خدمت میں

حاضر ہونے کے ارادے سے اندر گیا میں نے ان کو ایک بڑی اور ایک چھوٹی کفن پہنا دی تکیے کے سہارے بٹھا دیا ان کے چہرے پر ایک باریک نقاب ڈال دی جس میں ان کی صورت تو نظر آتی تھی مگر ان کا اصلی حال معلوم نہ ہو سکتا تھا۔ اس خیال سے کہ کوئی زیادہ قریب آ کر ان کی حالت معلوم نہ کر سکے ان کی بیوی کو اس نقاب کے پاس بٹھا دیا۔ یہ بیعت بنا کر اب میں ان کے پاس گیا اور اس مقام پر کھڑا ہوا جہاں سے لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ وہ مجھ سے گفتگو کر رہے ہیں پھر میں نے باہر آ کر کہا خدا کا احسان ہے کہ امیر المومنین کی طبیعت اب رو بہ افاقہ ہے وہ آپ سب کو سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تمہاری حکومت مضبوطی سے برقرار رکھے تمہارے دشمنوں کو ذلیل کرے اور تمہارے ولی کو خوش کرے۔ میری یہ خواندہش ہے کہ تم اب پھر ابو عبد اللہ المہدی کے لیے تجدید بیعت کرو تا کہ کسی دشمن یا باغی کو تمہارے خلاف کارروائی کرنے کا لالچ ہی نہ پیدا ہو۔ اس پر تمام حاضرین نے کہا اللہ امیر المومنین کو توفیق حسن عطا فرمائے ہم اس کے لیے بسر و چشم حاضر ہیں میں اندر گیا اور پھر نکلا اب میں نے سب سے کہا بیعت کے لیے تشریف لائیے۔ سب نے بیعت کی۔ حاضرین میں جس قدر عمائد و اکابر اور سردار جمع تھے سب نے بلا استثناء مہدی کے لیے بیعت کی جب بیعت سے فراغت ہو گئی۔ اس بیان کا پہلا راوی یثیم بن عدی کہتا ہے تو اب ربيع اندر گیا اور وہاں سے روتا پیٹتا گریبان چاک سر پیٹتا ہوا باہر آیا۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا اے بکری کے بچے مجھے تجھ پر ترس آتا ہے اس سے قائل کی مراد ربيع تھا۔ کیونکہ جب یہ بالکل بچہ تھا جب ہی اس کی ماں مر گئی تھی اور یہ اپنی ماں ہی کا دودھ پیتا تھا اس کے مرنے کے بعد پھر اس نے بکری کے دودھ پر پرورش پائی۔

منصور کے لیے سو قبروں کی کھدائی:

منصور کے لیے سو قبریں کھودی گئیں وہ ان سب میں اس خوف سے کہ مبادا بعد میں کوئی اس کے جسد کے ساتھ بے حرمتی کرے دفن کیا گیا اس کے باوجود ظاہری طور پر اس کی ایک معروف قبر ہونے کے اس کی اصلی قبر کا حال مشتبہ ہی رکھا گیا۔

مہدی کی ربيع سے خفگی:

تمام خلفائے بنی عباس کی قبروں کا یہی حال ہے ان کی اصلی قبر کا حال کسی کو صحیح طور پر معلوم نہیں۔ اس تمام سرگذشت کی اطلاع مہدی کو ہوئی جب ربيع ان کے پاس آیا تو مہدی نے اسے ڈانٹ کر پوچھا۔ اے غلام زادے امیر المومنین کی جلالت تیری ان حرکات میں جو تو نے مرنے کے بعد ان کے ساتھ کیں مانع نہ آئی، بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مہدی نے اسے مارا۔ مگر یہ بات صحیح نہیں ہے۔

ایک ایسا شخص جو اس حج میں منصور کے ساتھ تھا بیان کرتا ہے کہ جاتے ہوئے میں نے یہ رنگ دیکھا کہ تمام لوگ صالح بن المنصور کے جواپنے باپ کے ہمراہ تھا جلو میں تھے اور خود موسیٰ بن مہدی بھی اس کے پیچھے تھا جب مکہ سے واپسی ہوئی تو اب سب موسیٰ کے جلو میں تھے اور خود صالح بھی اسی کے ہم رکاب تھا۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ و عمال:

بصرہ میں سب سے پہلے خلف الاخر نے منصور کی خبر مرگ پہنچائی۔ اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ منصور نے اس کے لیے وصیت کر دی تھی۔ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس سال مکہ

کا عامل تھا، عبد الصمد بن علی مدینہ کا عامل تھا۔ عمرو بن زہیر انصاری مسیب بن زہیر کا بھائی کوفہ کا عامل تھا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسماعیل بن اسماعیل انصاری کوفہ کا عامل تھا۔ اس کے متعلق یہ بھی ایک ضعیف روایت ہے کہ یہ قیس کے بنی نصر کا موٹی تھا۔ شریک بن عبد اللہ انصاری کوفہ کے قاضی تھے اور ثابت بن موسیٰ کوفہ کا ناظم مال تھا۔ حمید بن قحطبہ خراسان کا والی تھا کوفہ کے ساتھ بغداد کی قضاء بھی شریک بن عبد اللہ ہی کے تفویض تھی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ منصور کی موت کے وقت عبید اللہ بن محمد بن صفوان الجمعی بغداد کے قاضی تھے اور شریک صرف کوفہ کے قاضی تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ قضا کوفہ کے ساتھ شریک اہل کوفہ کے امام نماز بھی تھے۔ منصور کی موت کے وقت بغداد کا کوتوال عبد الجبار بن عبد الرحمن کا بھائی عمر بن عبد الرحمن تھا۔ بعض راویوں نے کہا ہے کہ موسیٰ ابن کعب بغداد کا کوتوال تھا، بصرہ اور اس کے علاقہ کا افسر مال عمارہ بن حمزہ تھا، عبید اللہ بن الحسن العنبر ی بصرے کے قاضی اور پیش امام تھے، سعید بن دلج بصرہ کی مہماتی فوج کا سردار تھا۔ محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس سال ایسا شدید ہیضہ ہوا کہ ہزاروں بندگان خدا نذر اجل ہو گئے۔

۱۵۹ھ کے واقعات

انگورہ کی مہم:

اس سال عباس بن محمد نے موسم گرما کی مجاہدانہ مہم کی قیادت کی۔ اس مرتبہ پیش قدمی کرتے ہوئے یہ انگورہ تک پہنچا اس کے مقدمہ لہجش پر حسن خدمت گار موالیوں کی جماعت کے ساتھ متعین تھا۔ مہدی نے عباس کے ہمراہ اہل خراسان اور دوسرے فوجی سرداروں کی ایک جماعت بھی ساتھ کر دی تھی۔ خود مہدی نے بغداد سے نکل کر بردان میں پڑاؤ ڈالا اور جب تک عباس اور اس کے ساتھ جانے والی مہماتی فوج اپنے مقصد پر روانہ نہ ہو گئی یہ وہیں مقیم رہے۔ اگرچہ حسن اس غزوہ میں عباس کے ساتھ تھا مگر مہدی نے اسے عباس کے ماتحت نہیں کیا تھا بلکہ عزل و نصب اور دوسرے جنگی امور میں وہ آزاد تھا اس مہم میں اس جماعت نے رومیوں کے ایک شہر اور اس کے ساتھ غلہ کے ایک تہ خانہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد یہ جماعت ایک مسلمان کا بھی نقصان برداشت کیے بغیر صحیح و سالم واپس آ گئی۔

عباس کا عزل و نصب:

اسی سال حمید بن قحطبہ جو مہدی کی جانب سے خراسان کا عامل تھا ہلاک ہوا۔ مہدی نے اس کی جگہ اب عون عبد الملک بن یزید کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔ اس سال حمزہ بن مالک بھٹان کا والی بنایا گیا اور جبرئیل بن یحییٰ سمرقند کا والی مقرر کیا گیا۔ اس سال مہدی نے رصافہ کی مسجد بنوائی اور اسی سال رصافہ کی فصیل اور خندق بنائی۔ انھوں نے عبد الصمد بن علی کو مدینہ رسول اللہ ﷺ کی ولایت سے ایک شکایت کی بنا پر برطرف کر کے اس کی جگہ عبید اللہ بن محمد بن عبد الرحمن بن صفوان الجمعی کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔

باریدی کی مہم:

اس سال مہدی نے عبد الملک بن شہاب المسمعی کو بیڑہ کے ساتھ ہندوستان روانہ کیا۔ اس مہم کے لیے انھوں نے تمام فوجی دستوں میں سے دو ہزار اہل بصرہ اور ان رضا کاروں میں سے جو چھاؤنیوں میں رہتے تھے پندرہ سو اور شامی سرداروں کی اولاد میں

سے ایک سردار ابن حبان المذحجی کو سات سو شامیوں کے ساتھ روانہ کیا نیز عبد الملک کے ہمراہ اہل بصرہ کے ایک ہزار مجاہد رضا کار اپنے خرچ سے جہاد کے لیے ساتھ ہوئے۔ ان میں الربیع بن صلیح بھی تھا۔ اور اسوار کین اور سباہجہ کے چار ہزار آدی عبد الملک کے ساتھ ہوئے اس نے المنذر بن محمد الجارودی کو اہل بصرہ کے ایک ہزار مجاہد رضا کاروں کا سردار مقرر کیا اور اپنے بیٹے غسان بن عبد الملک کو اہل بصرہ کی دو ہزار مہماتی فوج کا سردار بنایا اپنے دوسرے بیٹے عبد الواحد بن عبد الملک کو ان پندرہ سو رضا کاروں کا سردار مقرر کیا جو چھاؤنیوں میں جہاد کے لیے قیام کرتے تھے البتہ یزید بن الحباب اپنی شای جماعت کے ساتھ آزاد قاصر ہا۔ اب یہ تمام فوج روانہ ہوئی مہدی نے ابوالقاسم محرز بن ابراہیم کو اس مہم کی تمام ضروریات کی سربراہی اور انتظام کے لیے مقرر کیا تھا۔ یہ فوج اپنی منزل مراد کی طرف روانہ ہوئی اور ۱۶۰ھ میں ہندوستان کے شہر بارید پہنچی۔

قیدیوں کی رہائی:

اس سال معبد بن خلیل مہدی کے عامل سندھ نے انتقال کیا مہدی نے اس کی جگہ ابو عبد اللہ وزیر کے مشورہ سے روح بن حاتم کو سندھ کا عامل مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے حکم دیا کہ ان تمام لوگوں کو رہا کر دیا جائے جن کو منصور نے قید کیا تھا البتہ اس وعدہ معافی سے وہ لوگ مستفید نہیں ہو سکتے جو کسی ضرب شدید یا قتل کی پاداش میں ماخوذ ہوں یا جو مشہور فتنہ انگیز مفسد ہوں یا جو کسی قابل تعزیز جرم یا مطالبہ حقوق میں ماخوذ ہوں۔ چنانچہ اس حکم کی بنا پر تمام لوگ رہا کر دیئے گئے ان میں یعقوب بن داؤد بنی سلیم کا مولیٰ بھی تھا نیز اس کے ہمراہ حسن بن ابراہیم بن عبد اللہ بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی قید تھا۔

یعقوب بن داؤد کی رہائی:

اس سال مہدی نے حسن بن ابراہیم کو اس جیل خانہ سے جہاں وہ قید تھا نصیر خادم کی نگرانی میں منتقل کر دیا۔ نصیر نے اسے اپنے پاس قید کر دیا۔ جب مہدی نے منصور کے عہد کے تمام قیدیوں کی رہائی کا حکم دے دیا اور اس حکم کی بنا پر یعقوب بن داؤد بھی جو حسن بن ابراہیم کے ہمراہ قید تھا رہا کر دیا گیا تو حسن کو اب اپنی جان کا اندیشہ پیدا ہوا کہ شاید میں قتل کیا جاؤں گا۔ اس خوف کی وجہ سے اس نے قید سے رہائی کی یہ سبیل سوچی کہ اپنے بعض خاص معتمد دوستوں سے سازش کی جس مقام پر وہ قید تھا اس کی سیدھ میں باہر کی جانب سے ایک سرنگ اس کے نکالنے کے لیے کھودی گئی۔

یعقوب بن داؤد کی مہدی سے ملاقات کی خواہش:

رہائی کے بعد یعقوب بن داؤد ابن علاشہ کے پاس جو مدینۃ السلام میں مہدی کے قاضی تھے بہت جایا کرتا تھا از یاد ملاقات کی وجہ سے ابن علاشہ اس پر اعتماد کرنے لگا۔ یعقوب کو معلوم ہوا کہ حسن بن ابراہیم اس طرح قید سے بھاگنے کی فکر کر رہا ہے اس نے ابن علاشہ سے آکر کہا کہ میں مہدی کے ساتھ ہی خواہی کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے ابو عبید اللہ سے ملا دیجیے۔ ابن علاشہ نے پوچھا وہ کیا ایسی بات ہے جو تم امیر المومنین سے بیان کرنا چاہتے ہو یعقوب نے اس کے اظہار سے انکار کیا اور کہا اس معاملہ میں عجلت کرنا چاہیے۔ اگر یہ موقع نکل گیا تو اس کے عواقب خطرناک ہوں گے۔ ابن علاشہ نے ابو عبید اللہ سے مل کر یعقوب کی اس خواہش کو بیان کیا ابو عبید اللہ نے اسے اپنے سے ملنے کی اجازت دے دی جب یعقوب اس سے آکر ملا تو اس نے ابو عبید اللہ سے درخواست کی کہ آپ مجھے مہدی کی خدمت میں پیش کر دیجیے تاکہ میں ان سے ان کے نفع کی بات کہہ دوں۔

یعقوب کی حسن بن ابراہیم کے متعلق مہدی کو اطلاع:

ابوعبیدہ نے اسے مہدی کی خدمت میں باریاب کر دیا۔ اس نے مہدی کے پاس جا کر سب سے پہلے اپنی رہائی پر ان کے اس احسان عظیم کا شکریہ ادا کیا اور پھر کہا کہ میں آپ سے ایک خاص بات کہنا چاہتا ہوں انھوں نے ابوعبیدہ اللہ اور ابن عیاض کی موجودگی ہی میں اس سے بیان کرنے کی خواہش کی یعقوب نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ دونوں حضرات بھی یہاں سے چلے جائیں۔ مہدی نے کہا مجھے ان پر پورا اعتماد ہے مگر یعقوب نے کہا کہ تاوقتیکہ یہ دونوں اٹھ نہ جائیں گے میں کوئی بات زبان سے نہیں نکالوں گا۔ مہدی نے ان دونوں کو چلے جانے کا حکم دیا جب تکلیف ہو تو اب یعقوب نے حسن بن ابراہیم کے ارادے کی اطلاع دی اور کہا یہ بات آج ہی رات پیش آنے والی ہے۔

حسن بن ابراہیم کی جیل خانہ سے منتقلی:

مہدی نے اس اطلاع کی تحقیق کے لیے ایک خاص معتمد کو بھیجا اس نے تحقیق کر کے یعقوب کی اطلاع کی تصدیق کی اس بنا پر مہدی نے حسن کو جیل خانہ سے منتقل کر کے نصیر کے پاس قید کر دیا۔ حسن بہت زمانے تک اس کے پاس قید رہا پھر اس نے اور اس کے حامیوں نے اس کی رہائی کے لیے تدبیر نکال لی وہ اس کی قید سے نکل بھاگا اور تلاش سے ہاتھ نہ آ سکا تمام سلطنت میں اس کے بھاگنے کی اطلاع کر دی گئی اور ہر چند اس کی جستجو کی گئی مگر وہ نہ مل سکا۔ اب مہدی کو یہ بات یاد آئی کہ اس سے پہلے یعقوب نے حسن کے بھاگنے کی اطلاع دی تھی ممکن ہے کہ اس وقت بھی اس سے اس معاملہ میں کوئی پتہ کی بات معلوم ہو سکے انھوں نے عبید اللہ سے یعقوب کو دریافت کیا اس نے کہا وہ حاضر ہے یعقوب اب عبید اللہ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔

یعقوب بن داؤد سے حسن بن ابراہیم کے متعلق استفسار:

مہدی نے تنہائی میں اس سے ملاقات کی اور اس کی وہ بات یاد دلائی جو اس نے پہلے حسن بن ابراہیم کے ارادہ فرار سے ان کو مطلع کر کے ان کی خیر خواہی کی تھی اور کہا کہ اب وہ پھر اسی طرح بھاگ کر روپوش ہو گیا ہے اگر تم کو معلوم ہو تو رہنمائی کرو اس نے کہا کہ اس وقت مجھے اس کے مقام سے قطعی واقفیت نہیں ہے۔ البتہ اس وقت آپ مجھ سے خاص طور پر عہد و پیمان کریں کہ اگر میں اسے آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں تو آپ اس عہد کو پورا کریں گے نیز اس خدمت کا مجھے صلہ دیں گے اور میرے ساتھ احسان کریں گے۔ مہدی نے اس کی خواہش کے مطابق اسی مجلس میں اس سے عہد کر کے اس کے ایفاء کا اقرار واثق کر لیا۔

یعقوب بن داؤد کا مہدی کو مشورہ:

یعقوب نے کہا مناسب یہ ہے کہ آپ قطعی تذکرہ نہ کریں اور اس کی طلب و تلاش چھوڑ دیں کیونکہ اس مسلسل طلب سے وہ ہر وقت چوکنہ ہوگا اور کسی ایک مقام پر زیادہ دیر تک ٹھہرنا نہ ہوگا اب اس کے معاملہ کو آپ قطعی میرے اوپر چھوڑ دیجیے میں اپنی تدبیر سے اسے آپ کے پاس حاضر کیے دیتا ہوں۔ مہدی نے اس بات کو بھی مان لیا۔ یعقوب نے کہا امیر المومنین آپ نے اپنی رعایا کے ساتھ ایسا انصاف برتا ہے اور ان پر اپنے فضل و کرم کی ایسی بارش کی ہے کہ ان کی امیدیں آپ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ بہت بہت وسیع ہو گئی ہیں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ اگر میں ان کو آپ سے بیان کر دوں تو آپ ان پر بھی ویسا ہی غور و خوض فرمائیں جو ویسی ہی دوسری باتوں میں آپ نے کیا ہے مگر باوجود اس کے بہت سی باتیں آپ کے دروازے کے باہر ہوئی ہیں مگر آپ کو ان کی خبر

نہیں ہوئی اگر آپ مجھے اپنے پاس آنے اور بیان کرنے کی اجازت دیں تو میں اس خدمت کے لیے حاضر ہوں۔
یعقوب بن داؤد کا عروج و زوال:

مہدی نے اس کی یہ درخواست بھی مان لی اور سلیم حبشی خدمت گار کو جو منصور کا بھی خادم تھا یہ کام تفویض کر دیا کہ جب یعقوب ملنے آئے تو وہ امیر المومنین کو اس کے آنے کی اطلاع کر دے۔ اس کے بعد سے یعقوب کا یہ دستور تھا کہ وہ رات کو مہدی کی خدمت میں حاضر ہوتا اور تمام امور سلطنت اور معاشرت مثلاً سرحدوں کی حفاظت، قلعوں کی تعمیر، مجاہدین کی تقویت، ناکتخداؤں کی شادی، قیدیوں کی رہائی، گرفتاروں کی آزادی، اہل ضرورت کی رفع حاجت اور باغیرت حاجت مندوں کی دستگیری میں حسب موقع نہایت عمدہ اور نیک مشورہ دیتا اس کی اس ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے مہدی کی جناب میں اس قدر اثر اور نفوذ حاصل ہو گیا کہ اسے یہ توقع ہو گئی کہ اگر میں حسن بن ابراہیم پر قابو پا سکا تو مجھے ان سے بہت فائدہ ہوگا۔ نیز مہدی نے اسے اللہ کے لیے اپنا بھائی بنا لیا اور اس کے لیے ایک باضابطہ فرمان شائع کر دیا جو سرکاری دفاتر میں ثبت کر لیا گا نیز اسے ایک لاکھ درہم دیئے گئے۔ یہ پہلا صلہ تھا جو مہدی نے یعقوب کو دیا تھا غرض کہ اسی طرح اس کی قدر و منزلت دن دوئی رات چو گئی مہدی کے پاس بڑھتی رہی یہاں تک کہ اس نے حسن بن ابراہیم کو مہدی کے حوالے کر دیا اور پھر ایک وہ زمانہ آیا کہ یعقوب کی منزلت گر گئی اور مہدی نے اسے پھر قید کر دیا۔ اسی انقلاب زمانہ پر علی بن خلیل نے کچھ شعر کہے۔

والی کوفہ ابن اسمعیل کی برطرفی:

اس سال مہدی نے اسمعیل بن اسمعیل کو کوفہ کی ولایت اور مہماتی فوج کی سرداری سے برطرف کر دیا اس کے جانشین کے بارے میں اختلاف رائے ہے بعض راوی کہتے ہیں کہ مہدی نے شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ کے مشورے سے اسحق بن صباح الکندی ثم الاشعشی کو اس عہدہ پر مقرر کیا مگر عمر بن شبہ کہتا ہے کہ مہدی نے عیسیٰ بن لقمان بن محمد بن حاطب بن الحارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جح کو کوفہ کا والی مقرر کیا اس نے اپنے بھتیجے عثمان بن سعید بن لقمان کو کوفہ کا کوتوال بنایا۔
قاضی کوفہ شریک بن عبداللہ:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شریک بن عبداللہ قاضی اور پیش امام تھے اور عیسیٰ کو توالی کا سردار تھا پھر صرف شریک والی مقرر ہوئے اور انھوں نے اسحق بن الصباح الکندی کو اپنا کوتوال مقرر کیا، اس زمانے میں کسی شاعر نے یہ شعر کہا:

لست تعدوا بان تکون ولو نلت سهيلا صنيعا لشریک

ترجمہ: ”تو کسی طرح شریک کے احسان کا بدلہ نہیں کر سکتا چاہے تو سہیل ستارہ تک پہنچ جائے۔“

بعض ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ اسحق نے شریک کے اس احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا بلکہ اس کی مخالفت کی، اس پر شریک نے یہ شعر اس کے لیے کہا:

صلی و صام للدنیا کان یا ملها فقد اصاب و لا صلی و لا صام

ترجمہ: ”اس نے دنیا کی خاطر نماز پڑھی اور روزہ رکھا تھا۔ دنیا تو اسے مل گئی مگر نہ اس کی نماز ہوئی نہ روزہ۔“

عمر کہتا ہے کہ جعفر بن محمد قاضی کوفہ نے بیان کیا ہے کہ خود مہدی نے قضاء کے ساتھ امامت نماز بھی شریک کے تفویض کر دی

تھی اور اسحق بن الصباح بن عمران بن اسمعیل بن محمد الاشعث کو کوفہ کا والی مقرر کیا اور اس نے نعمان بن جعفر الکندی کو اپنا صاحب شرط مقرر کیا نعمان کا انتقال ہو گیا۔ اسحق نے اس کے بھائی یزید بن جعفر کو اس کی جگہ مقرر کر دیا۔
سعید بن دعلج کی برطرفی:

اس سال مہدی نے سعید بن دعلج کو بصرہ کی جندارمہ کی سرداری سے علیحدہ کر دیا اور عبید اللہ بن الحسن کو بصرہ کی قضاء اور امامت سے برطرف کیا اور ان دونوں کی جگہ انھوں نے عبد الملک بن ایوب بن ظبیان الثمیری کو مقرر کیا۔ نیز انھوں نے عبد الملک کو حکم دیا کہ جس اہل بصرہ کو سعید بن دعلج کے ہاتھوں ظلم برداشت کرنا پڑا ہو وہ اس کا انصاف کرے پھر انھوں نے اسی سنہ میں جندارمہ کو عبد الملک کی ماتحتی سے نکال کر اسے عمارہ بن حمزہ کے ماتحت کر دیا۔ اس نے بصرہ کے ایک شخص میسور بن عبد اللہ بن مسلم الباہلی کو اس خدمت پر متعین کیا اور عبد الملک کو بدستور امامت پر برقرار رکھا۔

عمال کا عزل و نصب:

اس سال مہدی نے قثم بن العباس کو ناراض ہو کر یمامہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔ اس کی برطرفی کا فرمان اس وقت یمامہ آیا جب کہ قثم کا انتقال ہو چکا تھا۔ مہدی نے اس کی جگہ بشر بن الہمذر الجہلی کو یمامہ کا عامل مقرر کیا، نیز اسی سال انھوں نے یزید بن منصور کو یمن سے علیحدہ کر کے رجاء بن روح کو متعین کیا، اور یثیم بن سعید کو جزیرہ سے برطرف کر کے فضل بن صالح کو جزیرہ کا والی مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے اپنی ام ولد خیزران کو آزاد کر کے اس کے ساتھ باقاعدہ شادی کی اسی سال مہدی نے ام عبد اللہ بنت صالح بن علی سے جو فضل اور عبد اللہ ابنائے صالح کی حقیقی بہن تھیں شادی کی۔ اس سال کے ماہ ذی الحجہ میں بغداد میں عیسیٰ بن علی کے قصر کے پاس کشتیوں میں آگ لگی، جس سے بہت سے آدمی جل کر مر گئے اور تمام کشتیاں مع اپنے بارے کے نذر آتش ہو گئیں اس سال منصور کا مولیٰ مطر مصر کی ولایت سے برطرف کیا گیا اور اس کی جگہ ابو حمزہ محمد بن سلیمان مصر کا عامل مقرر کیا گیا۔

موسیٰ بن مہدی کی واپسی کی تحریک:

اس سال بنی ہاشم اور ان کے خراسانی شیعوں میں عیسیٰ بن موسیٰ کی ولایت عہد سے علیحدگی اور اس کے بجائے موسیٰ بن مہدی کے ولی عہد مقرر کرنے کے لیے تحریک ہوئی۔ جب مہدی کو اس تحریک کا علم ہوا۔ انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو جو اس وقت کوفہ میں تھا اپنے پاس طلب کیا۔ عیسیٰ تاڑ گیا کہ ان کے طلب کرنے کا یہ مقصد ہے اس اندیشہ سے اس نے مہدی کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا ولی عہدی سے دستبرداری سے انکار:

- عمر کہتا ہے کہ خلیفہ ہوتے ہی مہدی نے عیسیٰ بن موسیٰ سے یہ خواہش کی کہ وہ خود ہی ولایت عہد سے استعفا دے دے مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے انکار کی وجہ سے مہدی نے اسے ستانا چاہا اور اس نیت سے اس نے روح حاتم بن قبیصہ بن الہملب کو کوفہ پر والی متعین کیا۔ اس نے خالد بن یزید بن حاتم کو کوفہ کا کوتوال مقرر کیا، مہدی چاہتا تھا کہ روح کوئی ایسی بات عیسیٰ کے خلاف پیش کرے جس کی موجودگی میں خود مہدی پر عیسیٰ کے خلاف کارروائی کرنے میں کوئی ذمہ داری عائد نہ ہوتی ہو مگر تلاش کے بعد بھی روح کو ایسا کوئی موقع میسر نہ آتا تھا۔ عیسیٰ نے یہ کیا کہ رجب میں جو اس کی جائداد تھی وہاں جا رہا سال کے صرف ماہ رمضان میں

نماز جمعہ پڑھنے اور عید میں کوفہ آتا یا ماہ ذی الحجہ کے اوائل میں کوفہ میں آ جاتا اور عید الاضحیٰ کی نماز پڑھ کر پھر اپنی جائیداد کو چلا جاتا جمعہ کے دن جب وہ کوفہ آتا تو اپنی سواریوں پر سوار ہو کر مسجد کے دروازوں پر پہنچ کر دروازوں کی چوکھٹ پر اترتا اور وہیں نماز پڑھنے کھڑا ہو جاتا۔

روح حاتم بن قبیصہ کی عیسیٰ بن موسیٰ کے خلاف شکایت:

روح نے مہدی کو لکھا کہ عیسیٰ سال کے صرف دو ماہ میں کوفہ آتا ہے اس کے علاوہ نہ جمعہ پڑھنے آتا ہے اور نہ کسی اور وجہ سے کوفہ آتا ہے۔ جب جمعہ کے لیے آتا ہے تو مسجد کے چوک میں ہو کر جو نماز کی جگہ ہے اپنی سواری کے جانوروں کو لیے ہوئے مسجد کے دروازوں تک چلا آتا ہے اس کے جانور نماز کی جگہ بول و براز کر دیتے ہیں اس کے سوا دوسرا کوئی شخص ایسا نہیں کرتا۔ مہدی نے لکھا کہ مسجد کے متصل جو راہیں ہیں ان کے ناکوں پر لکڑیوں کی آڑ لگا دو روح نے اس کی بجائے آوری کی۔ یہی جگہ شبہ کہلاتی ہے۔ جمعہ سے پہلے ہی عیسیٰ کو بھی اس کی اطلاع ہو گئی۔ مختار بن عبید کا مکان مسجد سے بالکل ملا ہوا تھا عیسیٰ نے منہ مانگی قیمت دے کر اسے مختار کے ورثہ سے خرید لیا۔ اسے آباد کیا اور اس میں ایک حمام بنایا۔ جمعرات ہی کے دن وہ اس مکان میں آ جاتا اور وہیں ٹھہرتا اگر جمعہ کی نماز کے لیے مسجد میں آتا تو ایک گدھے پر سواری کرتا وہ گدھا ان لکڑیوں پر سے کود کر اسے مسجد کے دروازے تک لے آتا عیسیٰ مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھ کر پھر اپنے مکان میں واپس ہو جاتا کچھ عرصہ کے بعد پھر اس نے کوفہ ہی میں مستقل طور پر سکونت اختیار کر لی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے دست برداری:

استغفائے ولایت عہد کے متعلق مہدی مسلسل عیسیٰ پر زور دیتا رہا کہ وہ اپنے حق سے دست بردار ہو جائے تاکہ وہ اپنے بعد موسیٰ و ہارون کو اپنا ولی عہد بنائیں۔ انھوں نے یہاں تک کہا کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تم کو وہ مزا دوں گا جو مجرم کو دی جاتی ہے اور اگر تم میری بات مان جاتے ہو تو اس کا وہ معاوضہ دوں گا جس سے تم مالا مال ہو جاؤ اور اس کا نفع فوراً ہی تم کو پہنچے۔ آخر کار عیسیٰ نے ان کی بات مان لی اور ہارون کے لیے بیعت کر لی مہدی نے اسے ایک کروڑ درہم یا بقول دوسروں کے دو کروڑ درہم تو نقد دیئے اس کے علاوہ بہت بڑی جاگیر دی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی طلبی:

عمر کے علاوہ دوسرے ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ جب مہدی نے چاہا کہ عیسیٰ کو ولی عہدی سے علیحدہ کر دے تو انھوں نے اسے اپنے پاس طلب کیا۔ عیسیٰ کو ان کی نیت کا پتہ چل گیا اس نے ان کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔ تعلقات اس قدر کشیدہ ہوئے کہ اس کی جانب سے بغاوت کا اندیشہ ہو گیا اس اندیشہ کی بنا پر مہدی نے اپنے چچا عباس بن محمد کو لکھا کہ آپ عیسیٰ کے پاس جائیں اور میری طرف سے یہ اور یہ باتیں اس سے کہیں عباس مہدی کا خط لے کر عیسیٰ کے پاس آیا اور ان کی طرف سے جو پیام پہنچانا تھا وہ اس نے پہنچا دیا نیز اس معاملہ میں عیسیٰ نے جو جواب دیا وہ عباس نے مہدی سے آ کر بیان کر دیا۔ عباس کے آ جانے کے بعد مہدی نے محمد بن فروخ ابو ہریرہ افسر فوج کو ایک ہزار ہوشیار شیعوں کے ساتھ عیسیٰ کی طرف بھیجا ان میں سے ہر شخص کو ایک طبل دیا گیا اور یہ حکم ملا کہ کوفہ پہنچنے کے ساتھ سب اپنے اپنے طبل بجائیں۔ رات کے بالکل آخری حصے میں جب صبح نمودار ہونے کو تھی یہ جمعیت کوفہ

میں داخل ہوگئی داخلہ کے ساتھ سب نے مل کر ایک دم اپنے اپنے پیل پر ضرب لگائی جس کی آواز سے زمین و آسمان گونج اٹھے اس شور سے عیسیٰ بن موسیٰ پرخت ہیبت طاری ہوگئی ابوہریرہ نے اس سے مل کر چلنے کے لیے کہا اس نے اپنی علالت کا حیلہ کیا مگر ابوہریرہ نے ایک نہ سنی اور اسی وقت اسے مدینہ السلام روانہ کر دیا۔

امیر حج یزید بن منصور و عمال:

اس سال مہدی کے ماموں یزید بن منصور کی امارت میں جب کہ وہ یمن سے مدینہ السلام آ رہا تھا حج ہوا۔ خود مہدی نے اسے اپنے پاس مراجعت کا حکم دیا تھا اور لکھا تھا کہ اس سال تم ہی امیر حج بنائے جاتے ہو نیز انھوں نے اپنے خط میں اس کی ملاقات کا اشتیاق اور اپنی قربت کا بھی اظہار کیا تھا۔

اس سال عبید اللہ بن صفوان الجمعی مدینہ کا امیر تھا اسحاق بن صباح الکندی کوفہ میں پیش امام اور افسر احداث تھے۔ ثابت بن موسیٰ والی خراج تھا۔ شریک بن عبداللہ قاضی تھے۔ عبدالملک بن ایوب بن ظبیان النمیری بصرہ کا پیش امام تھا۔ عمارہ بن حمزہ افسر احداث تھا اور اس کی طرف سے میسور بن عبداللہ بن مسلم الباہلی احداث پر اس کا قائم مقام تھا۔ عبید اللہ بن الحسن بصرہ کے قاضی تھے۔ عمارہ بن حمزہ اضلاع دجلہ، اہواز اور فارس کا عامل تھا۔ بسطام بن عمر سندھ کا والی تھا۔ رجاؤ بن روح یمن کا والی تھا بشر بن المنذر یمامہ کا عامل تھا۔

ابوعون عبدالملک بن یزید خراسان کا ناظم تھا۔ الفضل بن صالح جزیرے کا والی تھا۔ محمد بن سلیمان ابو حمزہ مصر کا والی تھا۔

۶۰ھ کے واقعات

یوسف البرم کی بغاوت و قتل:

اس سال یوسف بن ابراہیم المعروف بہ یوسف البرم اور اس کے متبعین نے مہدی کے طرز حکومت اور طرز زندگی سے ناراض ہو کر خراسان میں علم بغاوت بلند کیا ایک خلقت کثیر اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئی مہدی نے یزید بن مزید کو اس کے مقابلہ پر بھیجا فریقین میں نہایت شدید جنگ ہوئی لڑتے لڑتے یہ دونوں ایک دوسرے سے چٹ گئے یزید نے اسے گرفتار کر لیا اور مہدی کے پاس بھیج دیا۔ نیز اس کے ساتھ کچھ اس کے عمائد ہمراہی بھی بھیجے جب یہ جماعت نہروان پہنچی تو وہاں یوسف البرم اور اس کے ہمراہیوں کو اس طرح اونٹوں پر سوار کیا گیا کہ ان کے منہ دم کی طرف کر دیئے گئے اسی حالت میں ان کو رصافہ لائے اور مہدی کے سامنے پیش کیا۔ انھوں نے ہرثمہ بن اعین کو ان کے متعلق حکم دے دیا۔ اس نے یوسف کے دونوں ہاتھ اور پاؤں پہلے قطع کر کے اس کی گردن اڑا دی اس کے دوسرے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا۔ پھر ان سب کو عسکر مہدی کے متصل دجلہ اعلیٰ کے پل پر سولی پر لٹکا دیا۔ چونکہ اس یوسف نے ہرثمہ کے ایک بھائی کو خراسان میں قتل کیا تھا اسی وجہ سے مہدی نے یوسف کو ہرثمہ کے سپرد کیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی مدینہ السلام میں آمد:

اسی سنہ میں ۶/ محرم کو عیسیٰ بن موسیٰ ابوہریرہ کے ہمراہ جمعرات کے دن مدینہ السلام آیا اور محمد بن سلیمان کے اس مکان میں جو عسکر مہدی میں دجلہ کے کنارے واقع تھا فروکش ہوا۔ چند روز تک عیسیٰ مہدی کے پاس آتا رہا۔ اسی راستے آتا جس راستے سے وہ

ہمیشہ آیا کرتا تھا۔ زبان سے کچھ نہ کہتا مگر اس نے دربار میں کسی قسم کی بے رخی، بے اعتنائی یا خلاف مزاج کوئی بات یا آداب میں کمی بھی محسوس نہیں کی اس طرح مہدی سے کچھ تھوڑا سا انس بھی اسے ہو چلا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی نظر بندی:

ایک دن مہدی کے برآمد ہونے سے پہلے وہ ایوان آیا اور چھوٹے کوٹھے پر ربيع کی جوشست گاہ تھی وہاں آ کر بیٹھ گیا اس حجرے میں ایک دروازہ بھی تھا دوسری طرف تمام شیعہ عمائد نے آج یہ ارادہ کر لیا تھا کہ عیسیٰ کو ولایت عہد سے علیحدہ کر دیا جائے اور اس پر حملہ کیا جائے اس ارادے کو بروئے کار لانے کے لیے یہ سب کے سب بڑھے وہ اس وقت مقصورہ میں ربيع کی نشست میں موجود تھا ان کے حملہ آور ہوتے ہی اس نے مقصورہ کو بند کر لیا اس جماعت نے اپنے گزر اور ڈنڈوں سے مار مار کر دروازہ توڑ دیا قریب تھا کہ وہ اسے بھی کچل ڈالتے۔ انھوں نے نہایت مغفل اور فحش گالیاں اسے دیں اور وہیں اسے محصور کر لیا۔ اگرچہ بعد میں مہدی نے ان کے اس فعل کو پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھا مگر ان پر اس کا ذرا اثر نہ ہوا۔ بلکہ انہوں نے اپنے طرز عمل میں اور شدت کر دی چند روز اسی طرح گزرے آخر کار اس کے خاندان کے بعض سربراہ و دروہ لوگوں نے مہدی کے سامنے دریافت حقیقت کے لیے اس مسئلہ کو اٹھایا۔

محمد بن سلیمان کی شدید مخالفت:

اس کے مخالفین اس کی علیحدگی کے سوا کسی بات پر راضی نہیں ہوئے اور مہدی کے رو برو انھوں نے عیسیٰ کو گالیاں دیں۔ مخالفین میں سب سے پیش پیش محمد بن سلیمان تھا جب مہدی نے محسوس کیا کہ یہ سب کے سب عیسیٰ اور اس کی ولایت عہد کے اس قدر مخالف ہیں انھوں نے موسیٰ کو ولی عہد بنانے کے لیے ان سے کہا اور اب وہ خود بھی انہی کے ہم خیال اور ہم زبان ہو گئے۔ انھوں نے عیسیٰ اور اس جماعت پر زور ڈالا کہ وہ بھی اس تجویز کو قبول کر لیں اور وہ اپنی ولایت عہد سے استعفا دے کر لوگوں کو اپنی بیعت کی ذمہ داری سے بری کر دے۔ مگر عیسیٰ نے اس بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اس عہدے کو قبول کرتے وقت میں نے اپنے اہل و عیال کے متعلق نہایت غلیظ قسم کھائی ہے۔ اس سے میں کسی طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

فقہاء و قضاة کا فتویٰ:

مہدی نے چند فقہاء اور قضاة کو دربار میں طلب کیا ان میں محمد بن عبد اللہ بن علاشہ اور زنجی بن خالد المکی وغیرہ علماء قابل ذکر ہیں۔ انھوں نے صورت حالات کو پیش نظر رکھ کر فتویٰ دے دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسیٰ کی بیعت کی جو ذمہ داری لوگوں پر عائد تھی اس سے بری کرنے کے لیے جس قدر روپیہ درکار ہو وہ مہدی ادا کریں نیز چونکہ خود عیسیٰ پر عہد کی پابندی مغفل قسموں سے واجب تھی اس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے جس قدر روپیہ کی ضرورت واقعی ہو اسے بھی مہدی دیں اس کی مقدار دس کروڑ درہم تھی اس کے علاوہ زاب اعلیٰ اور سکسر پر جاگیر دینے کا اقرار بھی انھوں نے کیا عیسیٰ نے اسے قبول کر لیا۔

خلیفہ مہدی کا خطبہ:

جس وقت سے مہدی نے عیسیٰ سے استعفا عہد کی خواہش کی تھی یہ انھیں کے پاس رصافہ میں دفتر کی عمارت میں محبوس تھا آخر کار اس نے استعفا پر رضا مندی ظاہر کی اور بدھ کے دن ماہ محرم کے ختم میں چار راتیں باقی تھیں کہ نماز عصر کے بعد عیسیٰ نے اپنی ولایت عہد سے قطعی برأت کر لی دوسرے دن بروز پنجشنبہ جب کہ ماہ محرم کے ختم ہونے میں تین راتیں باقی رہ گئی تھیں کہ دن چڑھے

اس نے اب مہدی کے لیے اور ان کے بعد موسیٰ کے لیے بیعت لی۔ جب سب سے اسی طرح بیعت لے لی تو اب وہ رصافہ کی جامع مسجد آئے منبر پر چڑھے۔ موسیٰ بھی چڑھا مگر اس طرح کہ مہدی سے نیچے بیٹھا۔ اس کے بعد عیسیٰ منبر کے پہلے درجہ پر کھڑا ہوا۔ مہدی نے تقریر شروع کی۔ حمد و ثنا کے بعد انہوں نے حاضرین مسجد کو عیسیٰ بن موسیٰ کی علیحدگی کے متعلق اس تصفیہ کی جو ان کے اہل بیت تابعین، سرداران فوج اور خراسان کے اعوان و انصار نے کیا تھا اطلاع دی اور بتایا کہ ولایت عہد کو حسب قرار داخل پذیر لانے کی جو ذمہ داری آپ حضرات کے سر پر عائد تھی اب وہ موسیٰ بن امیر المومنین کی طرف ان کے حق میں منتقل ہو گئی ہے کہ ان تمام مذکورہ عمائد و اکابر نے اس منصب جلیلہ کے لیے موسیٰ کو اختیار کیا ہے۔ میں نے بھی ان کی خدمات اطاعت اور الفت کے مد نظر ان کی اس بنی بر مصلحت تجویز کو قبول کیا کیونکہ انکار میں اختلاف و افتراق جماعت کا پورا اندیشہ تھا۔ نیز خود عیسیٰ اپنے حق تقدم سے دست بردار ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے اب آپ حضرات عہدہ برآ ہو چکے اور جو ذمہ داری رعایت عہد کی اب تک آپ پر عیسیٰ کے بارے میں تھی وہ اب موسیٰ بن امیر المومنین کے حق میں منتقل ہو گئی۔ کیونکہ ہم نے ہمارے اہل بیت اور تمام دوسرے اعوان و انصار نے اب موسیٰ کو ولی عہد خلافت مقرر کیا ہے۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ موسیٰ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے بالکل مطابق حکمرانی کرے گا۔ اب آپ حضرات اٹھیے اور اس کی بیعت کیجیے جس طرح کہ دوسروں نے اس کی بیعت کی تمام بھلائیاں جماعت میں ہیں اور تفریق برائیوں کا معدن ہے میں اپنے اور آپ کے لیے اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں سب کو اپنی رحمت سے حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے اور وہ عمل کرائے جو اس کی خوشنودی کا باعث ہو، میں اپنے لیے اور آپ کے لیے اللہ سے اپنے اعمال کی معافی کا خواست گار ہوں۔

موسیٰ ان کے نیچے منبر سے علیحدہ ہو کر بیٹھ گیا تا کہ جو شخص مہدی کی بیعت اور ان کے ہاتھ کو مسح کرنے کے لیے آئے یہ اس کی راہ میں مزاحم نہ ہو نیز اس خیال سے بھی کہ ان کا چہرہ چھپ نہ جائے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی مہدی کی بیعت:

عیسیٰ اپنی جگہ اسی طرح کھڑا رہا اب اسے وہ تحریر پڑھ کر سنائی گئی جس میں ولایت عہد سے اس کی علیحدگی کا ذکر تھا نیز یہ بھی ذکر تھا کہ عیسیٰ نے اپنی خوشی سے بغیر کسی جبر و اکراہ کے نہ صرف اپنے کو ولایت عہد کی ذمہ داری سے عہدہ برآ کر لیا ہے بلکہ وہ تمام اشخاص بھی جنہوں نے اس کی ولی عہدی کے لیے بیعت کی تھی اب اپنی قسموں اور مواثیق کی ذمہ داری سے بری الذمہ ہو چکے۔ عیسیٰ نے اس بیان کا اقرار کیا پھر منبر پر جا کر مہدی کی بیعت کی ان کے ہاتھ چھوئے اور اپنی جگہ پلٹ آیا۔ اس کے بعد مہدی کے خاندان والوں نے تقدیم سن کے اعتبار سے فردا فردا بڑھ کر پہلے مہدی اور پھر موسیٰ کی بیعت کی دونوں کے ہاتھوں کو مسح کیا جب سب خاندان والے بیعت کر چکے تو اب حاضرین میں جو دوسرے سربراہان و امراء عساکر اور عمائد شیعہ تھے انھوں نے اسی طرح بیعت کی۔

موسیٰ بن مہدی کی ولی عہدی کی عام بیعت:

مہدی منبر سے اتر آئے اور اپنی جگہ بیٹھ گئے بقیہ خواص و عوام سے بیعت لینے کا کام انھوں نے اپنے ماموں یزید بن منصور کے سپرد کر دیا اس نے اس خدمت کو سرانجام پہنچایا اور سب سے بیعت لے لی مہدی نے اس کے معاوضہ میں جو وعدہ عیسیٰ سے کیا تھا اسے پورا کیا اور آئندہ شہادت اور حجت کے لیے اس کی علیحدگی کے متعلق ایک باقاعدہ تحریر لکھوائی جس پر اس کے اہل بیت کی ایک

جماعت نے مصاحبین نے تمام شیعوں کا جوں اور باقاعدہ فوج نے اپنی شہادت ثبت کی یہ تحریر تمام سرکاری دفاتر میں بحفاظت رکھے جانے کے لیے بھیج دی گئی تاکہ آئندہ عیسیٰ کو اس حق کے متعلق جس سے وہ دست بردار ہو چکا ہے کسی قسم کا دعویٰ باقی نہ رہے اور ہو تو یہ تحریر اس کے خلاف بطور حجت قطعی کے کام دے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا تحریری عہد نامہ:

عیسیٰ کی وہ تحریر حسب ذیل ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم! یہ تحریر عبد اللہ المہدی محمد امیر المومنین اور ولی عہد مسلمین موسیٰ بن المہدی کے لیے ان کے خاندان والوں کے لیے تمام سرداران فوج کے لیے ان کی خراسانی سپاہ کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے ہے وہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں ہوں میں لکھ رہا ہوں اس تحریر کے ذریعہ میں اس منصب ولی عہدی کو جس پر میں مقرر کیا گیا تھا اب اس لیے موسیٰ بن المہدی محمد امیر المومنین کو دیے دیتا ہوں کہ تمام مسلمانوں نے متفقہ طور پر ان کی ولایت عہد کو پسند کیا ہے۔ اس تحریر کے خط سے میں خوب واقف ہوں یہ میرا خط ہے نیز میں خود دوسرے مسلمانوں کی طرح اپنی خوشی اور رضا مندی سے موسیٰ بن امیر المومنین کی ولی عہدی کو پسند کرتا ہوں میں نے ان کی بیعت کر لی ہے نیز ولایت عہد کی ذمہ داری سے خود میں عہدہ برآ ہو چکا ہوں اور اسی طرح تمام مسلمان میری ولایت عہد سے بری الذمہ ہو گئے۔ اب آئندہ اس کے متعلق مجھے کسی قسم کا کوئی دعویٰ نہ رہا اور نہ کوئی حق و مطالبہ اسی طرح عام مسلمانوں پر بھی میری ولایت عہد کا۔ اب امیر المومنین مہدی کی زندگی میں یا ان کے بعد یا مسلمانوں کے اب ولی عہد خلافت موسیٰ کے بعد جب تک میں بقید حیات رہوں مجھے کوئی دعویٰ یا حق اس کے عہدے کے متعلق باقی نہیں رہا۔

میں نے امیر المومنین مہدی اور ان کے بیٹے موسیٰ کے لیے ان کے بعد خلافت کی بیعت کر لی ہے نیز ان کے سامنے نیز تمام مسلمانوں اور اہل خراسان وغیرہ کے سامنے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں اپنی اس شرط کو اس معاملہ کے متعلق جس سے میں دست بردار ہو چکا ہوں بہر حال پورا کروں گا اب میں خدا کے سامنے بھی اس کے متعلق عہد کرتا ہوں کہ میں ہمیشہ امیر المومنین مہدی اور ان کے ولی عہد موسیٰ کا بدل و جان جاں نثار عقیدت کیش، مطیع منقاد رہوں گا اور ظاہر اور باطن میں کوئی بری نیت یا برا خیال ان کے متعلق اپنے ذہن میں نہ آنے دوں گا اور رنج و راحت تکلیف و مصیبت ہر حال میں اس کا وفادار رہوں گا ان کے دوستوں سے دوستی رکھوں گا اور ان کے دشمنوں کو دشمن سمجھوں گا چاہے وہ اب ہوں یا آئندہ پیدا ہوں اگر میں آئندہ اس امر کے متعلق جس سے میں دست بردار ہو چکا ہوں کوئی بات اس عہد واثق کے خلاف ظاہر یا باطن میں کروں یا جس بات کا میں نے اس تحریر میں امیر المومنین مہدی اور ان کے ولی عہد موسیٰ بن امیر المومنین اور تمام مسلمانوں کے لیے اپنے ذمہ عہد واثق کیا ہے اس کی خلاف ورزی کروں اور اسے پوری طرح بروئے کار نہ لاؤں تو آج اس تحریر کی تاریخ سے آئندہ تیس سال تک میری ہر بیوی جواب ہے یا آئندہ ہو وہ مطلقہ قطعی ہے جس کی رجعت نہیں ہو سکتی نیز ہر میرا غلام یا لونڈی چاہے اب ہو یا آئندہ تیس سال کے عرصہ میں میرے قبضہ میں آئے وہ اللہ کے لیے آزاد ہے۔

میری تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد جو نقد قرض زمین کی شکل میں ہو یا کثیر قدیم ہو یا جدید یا جسے میں آج سے تیس سال کے عرصہ میں حاصل کروں وہ سب مساکین کے لیے صدقہ سمجھا جائے اور والی صدقات کو حق ہو گا کہ وہ اسے جس کام میں چاہے صرف کرے۔ علاوہ بریں مجھ پر تین پاپا دہ حج مدینۃ السلام سے بیت اللہ کے واجب ہوں گے جس کا کوئی کفارہ علاوہ خود ہی حج

کرنے کے نہیں ہوگا۔ میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ ان تمام امور کی بجا آوری میرے ذمہ ہے اور اسی کی شہادت کافی ہے نیز مجھ راقم الحروف عیسیٰ بن موسیٰ کے مندرجہ امور کے متعلق چار سو تیس بنی ہاشم اموالی، قریش کے مصاحبین وزراء، ملکی عہدہ دار اور قضاۃ نے شہادت ثبت کی ہے۔

یہ تحریر صفر ۱۶۰ھ میں لکھی گئی اور عیسیٰ بن موسیٰ نے اس پر اپنی مہر ثبت کر دی اس پر کسی شاعر نے طنزاً دو شعر کہے جن کا مفہوم یہ ہے کہ موسیٰ نے موت سے ڈر کر جس میں نجات اور عزت تھی حکومت سے دست کشی کی اور اس طرح ملامت کا ایسا لباس زیب بر کیا کہ اس سے پہلے اس کی نظیر نہیں ملتی۔

باربد کی تسخیر:

اس سال ۱۶۰ھ میں عبدالملک بن شہاب المسمعی اپنے ہمراہی مجاہد رضا کاروں وغیرہ کے ساتھ باربد آیا۔ وہاں پہنچنے کے دوسرے ہی دن اس نے اہل شہر پر دھاوا کر دیا اور دو دن مسلسل اس پر حملہ کرتا رہا۔ پھر انھوں نے مخنیقیں نصب کیں اور تمام آلات جنگ سے حملہ آور ہوا۔ مجاہدین کا یہ حال تھا کہ وہ شرکت جنگ کے لیے پلے پڑتے اور کلام پاک اور اللہ کے ذکر سے ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے۔ اللہ نے بزور شمشیر یہ شہر مسلمانوں کے ہاتھوں مسخر کر دیا ان کا رسالہ ہر طرف سے اس طرح شہر میں در آیا کہ اہل شہر کو سوائے اپنے مندر کے کہیں جائے پناہ نظر نہ آئی مسلمانوں نے روغن نطف چھڑک کر اس میں آگ لگا دی جس سے ہزاروں جل مرے بعض نے نکل کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا اللہ نے ان سب کو مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کر دیا اس کے مقابلہ میں بیس بائیس مسلمان شہید ہوئے اللہ نے بہت سی غنیمت بھی ان کو دی جنگ کے بعد سمندر متلاطم ہو گیا۔ چونکہ بحری سفر خطرناک خیال کیا گیا اس لیے مسلمان تلاطم کم ہو جانے کے انتظار میں وہیں مقیم رہے۔

مجاہدین کی مراجعت:

دوران قیام میں مسلمان کے منہ میں ایک مرض حمام قریب پیدا ہوا جس سے تقریباً ایک ہزار مجاہد جان بحق ہو گئے ان میں ربیع بن قتیج بھی تھا۔ جب انھوں نے بحری سفر کا امکان پایا تو اب وہ سب واپس پلٹ یہ ساحل فارس پر جسے بحر حران کہتے ہیں پہنچے تھے کہ یہاں ان کو ایک رات شدید طوفان باد نے آگھیرا اس طوفان میں مسلمانوں کے اکثر جہاز تباہ ہو گئے کچھ غرق ہو گئے اور کچھ بچ کر ساحل مراد پر پہنچے۔ ان قیدیوں میں جن کو مسلمان اپنے ساتھ لائے تھے باربد کی راجہ کی ایک بیٹی بھی تھی جسے انھوں نے محمد بن سلیمان والی بصرہ کے حوالے کر دیا۔

امارت خراسان پر معاذ بن مسلم کا تقرر:

اس سال ابان بن صدقہ ہارون بن المہدی کا کاتب اور وزیر مقرر ہوا۔ مہدی نے ابو عون کو کسی بات پر ناراض ہو کر خراسان کی ولایت سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ معاذ بن مسلم کو مقرر کیا اس سال ثمامہ بن الولید العباسی کی قیادت میں صائفہ نے جہاد کیا۔ نیز عمر بن العباس اعمیٰ نے بحر شام میں جہاد کیا۔

آل ابی بکرہ کی مہدی سے درخواست:

اس سنہ میں مہدی نے آل ابی بکرہ کو ان کے ثقفی نسب سے نکال کر پھر ولای رسول اللہ ﷺ کی فضیلت سے مشرف کر دیا

اس تبدیلی کی وجہ یہ ہوئی کہ اس خاندان کا ایک شخص کسی شکایت کو پیش کرنے مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا اور اس نے اپنے تقرب کے لیے ولائے رسول اللہ ﷺ کا واسطہ دیا۔ مہدی نے یہ سن کر کہا کہ یہ نسبت اور تعلق وہ ہے جس کا اقرار تم اسی وقت ہمارے سامنے کرتے ہو جب کسی شدید ضرورت کی وجہ سے تم کو ہماری جناب میں تقرب حاصل کرنا ہوتا ہے۔ حکم نے کہا امیر المومنین چاہے جس نے اس بات سے انکار کیا ہو مگر ہم تو اس کا ہمیشہ سے اقرار کرتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اور آل ابی بکرہ کو پھر ولائے رسول اللہ ﷺ کے شرف سے متعلق کرنے کے لیے حکم دیں۔ اور آل ابی زیاد بن عبید کے متعلق حکم دیں کہ وہ اس جھوٹے نسب سے خارج کر دیئے جائیں جس میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو شامل کر دیا ہے محض رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے حکم سے بچانے کے لیے کہ ان الولد للفراش وللعاهر الحجر۔ (میثا تو بیوی ہی سے ہوتا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے) شامل کر دیا تھا۔ آپ حکم دیں کہ ان کی نسبت ثقیف کے موالی میں کی جائے۔

آل ابی بکرہ کے نسب کے متعلق مہدی کا فرمان:

اس درخواست کے مطابق مہدی نے حکم دیا کہ آل ابی بکرہ اور آل ابی زیاد دونوں اپنے صحیح نسب کے ساتھ معنوں کیے جائیں۔ اس کے متعلق انھوں نے محمد بن سلیمان کو ایک فرمان لکھا کہ تم جامع مسجد میں سب کے سامنے اس بات کا اعلان کرو اور آل ابی بکرہ کو ان کی رسول اللہ ﷺ کی دوستی سے مشرف ہونے اور تعلق بن مشروح کی اولاد میں ہونے کا اعلان کر دو نیز ان میں جو اس نسبت کا اقرار کرے اسے ان کی وہ جائداد جو بصرے میں ہو۔ اس کام کے لیے متعینہ ناظروں کے ذریعہ واپس کر دو جو اس نسبت سے انکار کرے اسے کچھ واپس نہ دیا جائے اور تم حکم بن سرقند کو اس معاملہ کی جانچ پڑتال کے لیے متحن مقرر کر دو۔ محمد نے آل ابی بکرہ کے تمام افراد کے متعلق سوائے ان کے جن کا حال خود اس خاندان والوں کو معلوم نہ تھا اور وہ غائب تھے اس حکم کو نافذ کر دیا۔

آل زیاد کے نسب کے متعلق سلیمان کی روایت:

البتہ آل زیاد کے متعلق جس بات نے مہدی کی رائے میں شدت پیدا کر دی وہ یہ واقعہ ہوا کہ علی بن سلیمان کے باپ نے بیان کیا ہے کہ میں ایک دن مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ استغاثے پڑھ رہے تھے اتنے میں آل زیاد کا ایک شخص صغدی بن سلم بن حرب ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں آپ کا ابن عم ہوں انھوں نے پوچھا کیسے اس نے زیاد سے اپنی نسبت نسبی بیان کی۔ مہدی نے کہا اے سبیہ فاحشہ کے جنے تو میرا ابن عم کیوں کر ہوا وہ غضب آلود ہوئے اور انھوں نے اس کی گردن پکڑوا کر اسے دربار سے نکلوا دیا۔ سب لوگ دربار سے اٹھ گئے میں بھی باہر نکلا۔

آل زیاد کے متعلق مہدی کا فرمان:

عیسیٰ بن موسیٰ یا موسیٰ بن عیسیٰ میرے ساتھ ہو گیا اور اس نے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ آپ کو بلوا بھیجوں کیونکہ آپ کے اٹھ آنے کے بعد امیر المومنین ہماری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ تم میں کون آل زیاد کی تاریخ سے واقف ہے مگر ہم میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کے حال سے پوری طرح واقف ہو۔ اے ابو عبد اللہ! آپ جو کچھ جانتے ہوں ہمیں بتائیے۔ میں زیاد اور آل زیاد کے بارے میں باتیں کرتا ہوا اس کے ساتھ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم دونوں اس کے مکان واقع باب المحول پر آ گئے اس نے مجھ سے کہا کہ میں اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دے کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ سب واقعہ آپ لکھ کر دیجیے تاکہ میں آج ہی شام کو امیر المومنین

کی خدمت میں پیش کر دوں اور آپ کا بھی تذکرہ کر دوں۔ میں نے اپنے مکان آ کر سارا واقعہ لکھ دیا اور اپنی تحریر اس کے پاس بھیج دی وہ اسی شام کو مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی اطلاع دی انھوں نے وہ تحریر ہارون الرشید کو جو ان کی طرف سے بصرے کا والی تھا بھیج دی اور حکم دیا کہ تم اپنے والی کو ہدایت کر دو کہ وہ آل زیاد کو قریش ان کے دیوان اور عربوں سے خارج کر دے اور نیز یہ کہ آل ابی بکرہ کے سامنے ولایت رسول اللہ ﷺ کی نسبت کو پیش کرے جو ان میں سے اس نسبت کا اقرار کرے اس کی وہ جائداد جو وہاں سرکار کے قبضہ میں ہو اس مقرر کو واپس دے دے اور جو ان میں سے اپنے آپ کو ثقیف کے ساتھ منسوب کرے اس کی جائداد بحق سرکار ضبط رہے۔ والی بصرہ نے یہ بات ان کے سامنے پیش کی تین آدمیوں کے سوا سب نے اس نسبت کا اقرار کیا۔ جن تین آدمیوں نے اقرار نہیں کیا ان کی جائداد ضبط کر لی گئی۔ اس کے بعد آل زیاد نے سردفتر کو رشوت دے دی اس نے ان کو پھر حسب سابق ان کے معروف نسب میں شامل کر دیا۔

خالد النجار کے اشعار:

خالد النجار نے اس بارے میں یہ دو شعر کہے:

ان زیاداً و نافعاً و اباً بکرة عندی من اعجب العجب

ذا قرشیسی کما یقول و ذا مولیٰ و هذا بزعمہ عربی

ترجمہ: ”مجھے زیاد نافع اور ابو بکرہ پر نہایت ہی تعجب آتا ہے کہ ایک یہ اپنے آپ کو قرشی کہتا ہے اور یہ دوسرا مولیٰ ہے۔ اور یہ تیسرا اپنے دعوے کے مطابق عرب بنتا ہے۔“

والی بصرہ کے نام مہدی کا فرمان:

ذیل میں وہ خط جو مہدی نے اس بارے میں والی بصرہ کو لکھا تھا نقل کیا جاتا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم! ابا بعد! مسلمانوں کے صاحبان امراء اپنے اپنے خاص لوگوں اور عوام کے امور میں تصفیہ کے لیے اس بات کے سب سے زیادہ سزاوار ہیں کہ وہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق احکام نافذ کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں یہ ان کا فرض ہے کہ وہ اس اتباع میں استقامت اور دوام قائم رکھیں اور ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ ان احکام کی چاہے وہ اس کے موافق ہوں یا مخالف، خوشی کے ساتھ بجا آوری کرے کیونکہ صرف اسی طرح اللہ کے حقوق و حدود کی اقامت ہو سکتی ہے۔ اس کے حقوق کی معرفت ہو سکتی ہے۔ اس کی خوشنودی کی اتباع ہے اسی طرح اس کا ثواب ملتا اور جزا حاصل ہو سکتی ہے اور جو اس کی مخالفت کرے گا جو غلبہ خواہش نفس کی وجہ سے ان احکام سے روگردان ہوگا اسے دین و دنیا میں خسارہ و نقصان ہے۔

زیاد بن عبید کو (یہ ثقیف کے غیر عرب کفار کا غلام تھا) اگرچہ معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے نسب میں شامل کر لیا تھا مگر اس کے بعد ہی تمام مسلمانوں نے جن میں اکثر اس زمانہ میں زیاد ابی زیاد اور اس کی ماں کی اصل نسل سے اچھی طرح واقف تھے اور خود وہ لوگ بڑے عالم زائد فقیہ متقی اصحاب تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس کارروائی کو غلط سمجھ کر اس کے ادعائے نسب سے انکار کر دیا تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ کارروائی کسی نیک نیتی اتباع سنت یا گزشتہ ائمہ حق کے طریقہ محمود کی پیروی میں نہیں کی تھی بلکہ اپنے دین اور آخرت کو برباد کرنے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں کی تھی نیز اس وجہ سے کہ چونکہ زیاد کی جلالت اور

ہو شیاری و چالاکی کا اس پر بہت اثر ہوا تھا اس نے اس ترکیب سے اپنے اعمال بد اور ظالمانہ طرز حکومت میں اس کی مدد اور اعانت حاصل کرنے کے لیے یہ کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الولد للفراش و للعاهر الحجر اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اپنے باپ کے سوا یا اپنے اعزاء کے علاوہ کسی دوسرے سے اپنے کو منسوب کرے اس پر اللہ ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو نیز اللہ اس کے کسی عمل کو شرف قبولیت نہ بخشے گا میں اپنی عمر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ زیادہ ہرگز ہرگز ابوسفیان کے گھریا اس کے بسر پر پیدا نہیں ہوا تھا اور نہ عبید ابوسفیان کا غلام تھا اور نہ سمیہ اس کی لونڈی تھی نہ یہ دونوں اس کے کبھی مملوک رہے اور نہ کسی اور سبب سے ان کا اس سے کوئی تعلق پیدا ہوا حالانکہ محدثین پوری طرح واقف ہیں کہ نصر بن الحجاج بن علاء السہمی کے متعلق اس کے ہمراہی بنی المغیرہ کے مخزومی موابیوں کو جب انھوں نے نصر کو اپنے میں شامل کرنا چاہا اور اپنے دعوے کو ثابت کر دیا۔ معاویہ نے یہ جواب دیا کہ اپنی مسند کے نیچے سے ایک پتھر جسے پہلے سے اس نے چھپا رکھا تھا نکال کر اس کے سامنے ڈال دیا۔ اس پر انھوں نے کہا کہ آپ نے زیادہ کے بارے میں جو کچھ کیا اسے ہم نے مان لیا مگر اب آپ ہمارے آدمی کے متعلق اسی قسم کے تصفیہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ کا تصفیہ تمہارے لیے معاویہ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ سے بہتر ہے مگر زیادہ کے متعلق جو کارروائی اس نے کی کہ اسے اپنے نسب میں شامل کر لیا اس نے صریحی طور پر اللہ کے حکم اور اس کے رسول کے فیصلہ کی خلاف ورزی کی اور یہ اس نے محض اپنے ذاتی منفعت اور خواہش نفس کی بنا پر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ اتَّبَعَ هَوَاهُ بَغْيٍ هُدًى مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾

”اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جس نے بغیر اللہ کے حکم کے اپنی خواہش کی اتباع کی۔ اللہ حد سے متجاوز ہونے والوں کو کبھی راہ ہدایت نہیں دکھائے گا۔“

حضرت داؤد علیہ السلام سے جن کو اللہ نے حکومت، نبوت، دولت اور خلافت الہی عطا کی تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ﴾ آخِر آیت تک

”اے داؤد! ہم نے تجھ کو زمین میں اپنا نائب مقرر کیا۔“

امیر المومنین اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ان کے نفس اور دین کو غلبہ خواہش سے بچاتا رہے اور ہر بات میں توفیق نیک عطا فرمائے۔ جس سے اس کی خوشنودی حاصل ہو۔ اب امیر المومنین نے اس امر کو مناسب سمجھا ہے کہ زیادہ اور اس کی اولاد جو اپنی ماں اور نسب معروف کے ساتھ منسوب ہے وہ پھر اپنے باپ عبید اور اپنی ماں سمیہ سے منسوب کر دیئے جائیں تاکہ اس میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان اور صلحا اور ائمہ ہادئین کے قول متفق علیہ کا اتباع ہو۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی خلاف ورزی میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں جو جرات کی ہے وہ کسی طرح جائز قرار نہیں دی جاسکتی۔ اور امیر المومنین رسول اللہ ﷺ سے قربت قریبہ رکھتے ہیں ان کے افعال کی اتباع کرتے ہیں ان کی سنت کا احیاء چاہتے ہیں اور بدعات کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کا حق ہے کہ وہ اس معاملہ میں جائز کارروائی کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَمَاذَا بَعُدَ الْحَقُّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنَّى تُصِرُّوْنَ﴾

”حق کے علاوہ سب ضلالت ہے تو اب کہاں پلٹ کر جاسکتے ہو۔“

اس بارے میں امیر المومنین کی رائے اب تم کو معلوم ہو چکی ہے اس لیے تم زیادہ اور اس کی اولاد کو ان کے باپ زیادہ بن عبید اور اس کی ماں سمیہ کے ساتھ منسوب کرو۔ ان کو مجبور کرو کہ وہ اس فیصلہ کو قبول کریں اور آئندہ اسی پر کار بند ہوں تمہارے ہاں جس قدر مسلمان ہوں ان سب کے سامنے اس کا اعلان کرو تا کہ ان کو بھی اس کی اصل معلوم ہو جائے۔

ہم نے بصرہ کے قاضی اور صاحب دیوان کو بھی اسی کے مطابق احکام بھیج دیئے ہیں وہلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عبدالملک بن ایوب کی فرمان مہدی کی خلاف ورزی:

اس مراسلہ کو معاویہ بن عبید نے لکھا تھا۔ جب یہ حکم محمد بن سلیمان کے پاس پہنچا اس نے اس کے نافذ کر دینے کے احکام جاری کر دیئے مگر پھر کچھ لوگوں نے اس بارے میں اس سے گفتگو کی۔ اور محمد بن سلیمان نے ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔ مہدی نے اس مضمون کا فرمان عبدالملک بن ایوب بن ظبیان النمری کے نام بھی بھیجا تھا چونکہ یہ قیس کا سردار تھا اس نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ ان کے قبیلہ کا کوئی شخص ان سے نکل کر دوسروں میں شامل کر دیا جائے۔ اور اسی خیال سے اس نے اس فرمان کو نافذ نہیں کیا۔

امارت مدینہ پر زفر بن عاصم کا تقرر:

اسی سال والی مدینہ عبداللہ بن صفوان الجمعی نے انتقال کیا۔ اس کی جگہ محمد بن عبداللہ الکثیر مقرر ہوا۔ یہ تھوڑے ہی روز اپنے منصب پر فائز رہا تھا کہ برطرف کر دیا گیا اور اس کے بجائے زفر بن عاصم الہملی مقرر ہوا۔ اسی سال مہدی نے عبداللہ بن محمد بن عمران اللطیفی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔ اسی سال عبدالسلام الخارجی نے خروج کیا اور وہ قتل کیا گیا، بسطام بن عمرو سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس کی جگہ روح بن حاتم مقرر ہوا۔

امیر حج خلیفہ مہدی:

اس سال خود مہدی کی امارت میں حج ہوا۔ اپنے شہر سے روانہ ہونے کے بعد انھوں نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اپنے ماموں یزید بن منصور کو اس کے ساتھ وزیر و مشیر مقرر کر کے چھوڑا۔ اس سال ان کے ہمراہ ان کا بیٹا ہارون اور بہت سے دوسرے خاندان والے حج کے لیے ساتھ ہوئے۔ اپنے عہدہ کی اہمیت اور رسوخ کی وجہ سے یعقوب بن داؤد بھی مہدی کے ہمراہ ہوا۔ جب یہ مکہ پہنچ گئے تو حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن جس کے لیے یعقوب ہی نے مہید سے امان لی تھی مہدی کی خدمت میں بار یاب ہوا۔ مہدی نے بہت سامان و متاع صلہ میں دیا اور حجاز میں اپنے صرف خاص کے علاقہ سے جاگیر بھی دی۔

خانہ کعبہ کی غلاف پوشی:

اس سال مہدی نے کعبہ کے غلاف کو اتار کر نیا غلاف چڑھایا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حاجیوں نے شکایت کی کہ اس قدر غلاف کعبہ پر چڑھائے گئے ہیں کہ ان کے بوجھ سے انہدام کا اندیشہ ہے۔ مہدی نے حکم دیا کہ تمام غلاف اتار لیے جائیں چنانچہ تمام غلاف اتار لیے گئے، اور کعبہ کھلا رہ گیا اب خلوق (ایک خوشبو) کی دھونی دی گئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب غلاف اتارتے اتارتے ہشام کے چڑھائے ہوئے غلاف کی نوبت آئی تو وہ دبا کا ٹکلا جو نہایت مضبوط اور عمدہ بنا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ اور تمام غلاف یمن کے ساختہ تھے۔

منبر رسول اللہ ﷺ کو اصلی حالت پر لانے کی تجویز:

مہدی نے مکہ اور مدینہ میں بے انتہار و پیہ خیرات کیا۔ حساب دیکھنے سے معلوم ہوا کہ تین کروڑ درہم تو وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے، تین لاکھ دینار مصر سے اور دو لاکھ یمن سے اور ان کو راہ میں وصول ہوئے تھے۔ یہ تمام رقم انھوں نے صرف کر دی۔ ڈیڑھ لاکھ تھان کپڑے کے تقسیم کیے۔ مسجد نبوی کو وسیع کیا۔ مقصورہ کو مسجد نبوی سے نکال دیا۔ ارادہ تھا کہ منبر رسول اللہ ﷺ کو چھوٹا کر دیں تاکہ وہ پھر اپنی اصلی حالت و جماعت پر ہو جائے اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو زیادتی کی تھی وہ نکل جائے۔

امام مالک کی تجویز سے مخالفت:

مگر امام مالک کے بیان کے مطابق جب انھوں نے اس بارے میں علماء و فقہاء سے مشورہ لیا تو انھوں نے کہا منبر میں جو معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیادتی کی ہے اس کی کنیلیں اس جدید لکڑی سے قدیم منبر کی لکڑی تک سرایت کر گئی ہیں اس لیے اندیشہ یہ ہے کہ چونکہ پہلی لکڑی بہت پرانی ہو چکی ہے مبادا اس اضافہ کو توڑنے سے اصلی منبر کو صدمہ پہنچے اور وہی ٹوٹ پڑے۔ اس خیال سے مہدی نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

انصاریوں کا حفاظتی دستہ:

انھوں نے اپنے قیام مدینہ کے دوران میں پانچ سو انصاری اپنی ذات کی حفاظت کے لیے بھرتی کیے تاکہ یہ عراق میں ان کی محافظت کریں اور بوقت ضرورت فوج خاصہ کا کام دیں ان کی مقررہ عطا کے علاوہ اور مزید اضافہ دیا گیا نیز جب یہ جماعت ان کے ہمراہ بغداد آگئی تو مہدی نے ان کو ایک جاگیر بھی دی جو ان کے نام سے مشہور ہے۔ اسی قیام مدینہ کے زمانے میں مہدی نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ سے شادی کی۔

اس سال محمد بن سلیمان نے مہدی کے لیے برف بھیجی جو ان کو مکہ میں مل گئی۔ مہدی پہلے خلیفہ ہیں جن کے لیے برف مکہ بھیجی گئی ہے۔ مہدی نے اپنے خاندان والوں اور دوسرے لوگوں کی وہ جاگیریں جو ضبط کر لی گئی تھیں پھر انھیں واپس دے دیں۔

عمال:

اس سال اسحاق بن صباح الکندی کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث تھا۔ شریک قاضی تھے۔ محمد بن سلیمان بصرے کا نیز اس کے ملحقہ علاقہ اور اضلاع دجلہ بحرین عمان اہواز اور فارس کا والی تھا یہی اس تمام علاقہ کا افسر احداث تھا عبید اللہ بن الحسن بصرے کے قاضی تھے معاذ بن مسلم خراسان کا ناظم تھا۔ فضل بن صالح جزیرہ کا والی تھا روح بن حاتم سندھ کا اور یزید بن حاتم افریقیا کا والی تھا اور محمد بن سلیمان ابو حمزہ مصر کا ناظم تھا۔

۱۶۱ھ کے واقعات

مقتع کا خروج:

اس سال حکیم المقتع نے خراسان میں مرو کے ایک قریہ میں خروج کیا۔ یہ تناخ ارواح کا قائل تھا اور اپنے آپ کو ارواح کا مرکز خیال کرتا تھا۔ ایک خلقت عظیم اس کے ساتھ گمراہ ہو گئی۔ اس کی تحریک نے بڑی طاقت حاصل کر لی اور وہ اپنی جماعت کو لے

کر ماوراء النہر کے علاقہ میں ہو رہا۔ مہدی نے اس سے لڑنے کے لیے اپنے کئی سپہ سالار بھیجے ان میں معاذ بن مسلم بھی جو ان دنوں خراسان کا ناظم تھا شریک تھا اس کے ہمراہ عقبہ بن مسلم، جبرئیل بن یحییٰ اور لیث خود مہدی کا مولیٰ بھی تھے کچھ عرصہ کے بعد مہدی نے صرف جرجی کو اس کے مقابلہ پر متعین کیا اور دوسرے سپہ سالار اس کے ماتحت کر دیئے اور متوقع محاصرہ کے اندیشہ سے کس کے ایک قلعہ میں سامان خوراک جمع کرنے لگا۔

نصر بن محمد خزاعی کی گرفتاری:

اس سائل نصر بن اشعث الخزاعی نے شام میں عبداللہ بن مروان کو گرفتار کر لیا اور اسے مہدی کے پاس لے آیا یہ واقعہ نصر کی ولایت سندھ سے پہلے پیش آچکا تھا۔ مہدی نے عبداللہ کو سرکاری جیل خانہ میں قید کر دیا۔

عبداللہ بن محمد بن مروان کی بے باکی و جرأت:

ابو الخطاب نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن محمد بن مروان مہدی کے پاس پیش کیا گیا۔ ابوالحکم اس کی کنیت تھی۔ مہدی نے رضافہ میں دربار عام منعقد کیا اور پوچھا کون اسے جانتا ہے۔ عبدالعزیز بن مسلم العقیلی اپنی جگہ سے اٹھ کر عبداللہ کے پاس جا کھڑا ہوا اور اسے ابوالحکم کہہ کر مخاطب کیا۔ اس نے کہا ہاں میں ابوالحکم ابن امیر المومنین ہوں۔ عبدالعزیز نے پوچھا میرے بعد تم کیسے رہے؟ اس کے بعد اس نے مہدی کو مخاطب کے کہا۔ امیر المومنین بے شک یہ عبداللہ بن مروان ہے۔ تمام حاضرین دربار اس کی اس جرأت پر عرش عرش کرنے لگے اور مہدی نے بھی اس بات کا قطعی برانہ مانا۔

عبداللہ بن محمد بن مروان کے خلاف مقدمہ:

جب مہدی نے اسے قید کر دیا تو اب اس کے قتل کے لیے ایک بہانہ بنانا چاہا عمر بن سہلۃ الاشعری نے مہدی کے سامنے استغاثہ دائر کیا کہ عبداللہ نے میرے باپ کو قتل کیا تھا۔ مہدی نے اس استغاثہ کو تصفیہ کے لیے قاضی عافیہ کے پاس بھیج دیا۔ قاضی نے عبداللہ کے خلاف فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ مقتول کے عوض میں اسے قتل کیا جائے قریب تھا کہ اس حکم کی توثیق ہو جائے اور وہ قتل کر دیا جائے۔

عبداللہ بن محمد بن مروان کی برأت:

مگر عین وقت پر عبدالعزیز بن مسلم العقیلی قاضی کے اجلاس میں لوگوں کے سروں پر گزرتا ہوا قاضی کے سامنے آیا اور اس نے کہا کہ عمرو بن سہلہ مدعی ہے کہ اس کے باپ کو عبداللہ بن مروان نے قتل کیا ہے۔ یہ الزام قطعی بے بنیاد اور افتراء ہے مدعی جھوٹا ہے بخدا! میرے سوا کسی نے اس کے باپ کو قتل نہیں کیا۔ میں نے مروان کے حکم سے اس کو قتل کیا تھا۔ عبداللہ بن مروان قطعاً اس کے خون سے بری ہے۔ اس طرح عبداللہ کے سر سے یہ الزام دور ہوا اور چونکہ عبدالعزیز نے عمرو بن سہلہ کے باپ کو مروان کے حکم سے قتل کیا تھا اس لیے مہدی نے اس بارے میں اس سے کوئی باز پرس بھی اب نہیں کی۔

ثمامہ بن بن الولید کا جہاد:

اس سال موسم گرما کی جہادی مہم ثمامہ بن الولید کی قیادت میں جہاد کے لیے گئی۔ ثمامہ نے والبق میں پڑاؤ ڈالا۔ تمام سلطنت رومہ میں ہلچل پڑ گئی اور مقابلہ کی بڑے پیمانے پر تیاری ہو گئی مگر ثمامہ کو اس کی خبر نہ ہوئی اس کے اطلاع اور مخبروں نے اس تیاری

کی آکر اسے اطلاع بھی دی مگر اس نے اس پر اعتنا نہ کی اور رومی علاقہ کی طرف بڑھ گیا۔ میخائیل روم کا شہنشاہ تھا۔ یہ مقابلہ کے لیے نہایت تیز دم۔ سریع السیر رسالہ لے کر بڑھ آیا۔ کچھ مسلمان اس جنگ میں کام آئے۔ چونکہ اس وقت عیسیٰ بن علی مرعش میں چھاؤنی ڈالے پڑا رہا اس کی وجہ سے اس سال اور کوئی موسم گرما کی جہادی مہم مسلمان نہ بھیج سکے۔

مہدی کا عمارات تعمیر کرنے کا حکم:

مہدی نے حکم دیا کہ مکہ کے راستہ میں قادسیہ سے زیادہ تک جو مکان ابو العباس نے بنوائے تھے ان سے زیادہ وسیع مکان بنائے جائیں اس نے حکم دیا کہ ابو جعفر کے ساختہ مکان اپنے حال پر چھوڑ دیئے جائیں اور ابو العباس کے ساختہ مکانوں میں اضافہ کر دیا جائے نیز اس نے ہر چشمہ آب پر عمارات بنانے کا حکم دیا اور علامات میل قائم کیے تالابوں کو پھر کھدوایا نیز جدید کنوئیں کھدوائے۔ یہ کام یقطین بن موسیٰ کے زیر اہتمام کیا گیا ۷۱۷ھ تک یہ کام اس شخص کے تفویض رہا اس کام کے لیے اس کا بھائی ابو موسیٰ اس کا مددگار اور نائب تھا۔

جامع مسجد بصرہ کی توسیع:

موسیٰ نے بصرہ کی جامع مسجد میں توسیع کرائی پیش سے قبلہ کے متصل تک اضافہ کیا گیا اور مسجد کے داہنے حصہ میں بھی جو بنی سلیم کے چوک کے متصل ہے اضافہ کیا گیا۔ اس تعمیر کا اہتمام محمد بن سلیمان والی بصرہ کے سپرد تھا۔ مہدی نے حکم دیا تھا کہ تمام جامع مساجد سے مقصورے نکال دیئے جائیں۔ منبر بھی چھوٹے کر کے منبر رسول اللہ ﷺ کے برابر رکھے جائیں۔ اس کے لیے انھوں نے اپنی تمام سلطنت میں فرامین بھیج دیئے جن کے مطابق عمل درآمد ہوا۔

یعقوب بن داؤد کے اختیارات میں اضافہ:

اس سال مہدی نے یعقوب بن داؤد کو تمام آفاق سلطنت میں امین مقرر کر کے بھیجے کا حکم دیا اس حکم کی تعمیل کی گئی اور اب طریقہ کار یہ ہوا کہ مہدی کا کوئی فرمان جو ان کے عاملوں کے نام جاری ہوتا ہے وہ اس وقت تک نافذ نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ یعقوب اپنے خاص امین اور معتدلوگوں کو اس کے نفاذ کے لیے حکم نہ بھیج دیتا۔

عمال:

اس سال ابو عبید اللہ مہدی کے وزیر کی منزلت میں فرق پڑ گیا۔ یعقوب نے بصرہ کو فہ اور شام کے متعدد مقننین مہدی کے دربار میں متعین کر لیے اسماعیل بن علیہ الاسدی اور محمد بن میمون العنبری فقہاء بصرہ کے رئیس اور منصرم تھے۔ عبدالاعلیٰ بن موسیٰ الحلمی اہل کوفہ اور اہل شام کے فقہاء کا رئیس تھا۔

ابو عبید اللہ کے خلاف شکایات:

مہدی کو رے بھیجتے وقت جس وجہ سے منصور نے ابو عبید اللہ کو ان کے ہمراہ کیا تھا اسے ہم بیان کر چکے ہیں اب اس کے زوال کے متعلق فضل بن الربیع کہتا ہے کہ موالی ہمیشہ مہدی سے ابو عبید اللہ کی شکایت کرتے رہتے تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی موقع ان کو ایسا ملے کہ وہ اسے ذلیل کریں۔ مگر منصور ابو عبید اللہ کے مراسلات کے موافق ہی احکام نافذ کر دیتے تھے اس سے موالی اور چڑ جاتے تھے اور تحلیہ میں مہدی سے ہر وقت اس کی شکایت کرتے اور انھیں اس کے خلاف بھڑکاتے۔

ابوعبیدہ کے زوال کا سبب:

ابوعبید اللہ کے خطوط میرے باپ کے پاس مسلسل موابیوں کی شکایت میں آئے وہ منصور سے اس کی اور اس کے حسن انتظام کی تعریف کر دیتے اور مہدی کو لکھوا دیتے کہ وہ ابوعبید اللہ کے ساتھ مہربانی اور عزت سے پیش آئیں اور اس کے متعلق کسی کی شکایت کو قبول نہ کریں۔ مگر جب عبید اللہ نے موابیوں کے اثر کو مہدی کے مزاج میں روز بہ روز بڑھتا دیکھا اور محسوس کیا کہ وہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں اس نے مختلف قبائل کے چار عالم اور ادیب اشخاص کو منتخب کر کے مہدی کی مصاحبت میں شریک کیا اور یہ انتظام کیا کہ اب صرف موابیوں کو کبھی مہدی سے تخلیہ کا موقع نہ مل سکے۔ ان میں سے کسی نے جب مہدی کی کسی بات پر اعتراض کیا تو مہدی نے ابوعبید اللہ سے اس گستاخی کی شکایت کی، مگر اس نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ خاموش رہا ان کی مجلس سے اٹھ آیا اور اس شخص کو دربار میں جانے کی ممانعت کر دی اس واقعہ کی خبر میرے باپ کو بھی ہو گئی۔

ابوعبید اللہ اور ابوالفضل ربيع کی ملاقات:

جس سال منصور نے انتقال کیا اس سال میرے والد بھی ان کے ساتھ حج کرنے گئے۔ ان کے مرنے کے بعد میرے باپ ہی نے مہدی کے لیے بیعت لینے کا تمام کام سرانجام دیا۔ اور وہی منصور کے گھر موابی اور فوجی سرداروں کی افسری کرتے رہے جب واپس آئے تو میں مغرب کے بعد قصر میں ان سے ملنے گیا واپس ہوتے ہوئے میں ان کے ساتھ تھا چلتے چلتے وہ اپنے مکان سے بھی آگے نکل گئے مہدی کا قصر بھی چھوڑا ابوعبید اللہ سے ملنے کے لیے چلے مجھ سے کہا چونکہ یہ امیر المومنین کے خاص آدمی ہیں اس لیے اب ہمارے لیے ان کے ساتھ اس طرح پیش آنا مناسب نہیں جس طرح کہ ہم پہلے آتے تھے۔ نیز ان کے نفوذ و اثر کے قیام میں جو مدد ہم نے ان کی کی ہے اس کا محاسبہ بھی اب ہمارے لیے مناسب نہیں۔ یہی باتیں کرتے کرتے ہم اس کے دروازے پر پہنچے۔ میرے باپ کھڑے رہے اندر آنے کی اجازت ہی نہ ملی یہاں تک کہ میں نے وہیں عشاء کی نماز پڑھ لی۔ کہیں اس کے بعد دربان نے نکل کر ان کو اندر بلایا وہ اور ہم دونوں اندر جانے کے لیے بڑھے۔ حاجب نے کہا ابوالفضل میں نے صرف آپ کو اندر آنے کی اجازت دی ہے انھوں نے حاجب سے کہا کہ ابوعبید اللہ سے کہو کہ فضل میرے ساتھ ہے۔ اس کے بعد انھوں نے مجھ سے کہا کہ اس طرز عمل میں تبدیلی کی توجیہ میں تم سے کر چکا ہوں۔ اتنے میں حاجب نے باہر آ کر ہم دونوں کو اندر بلایا۔ ہم دونوں اندر گئے۔

ابوعبید اللہ کا ربيع سے ناروا سلوک:

ابوعبید اللہ صدر مجلس میں اپنے مصلیٰ پر گاؤں تک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ جب میرے والد اس کے سامنے آئیں گے تو یہ ضرور ان کی تعظیم کے لیے اٹھے گا مگر وہ نہیں اٹھا پھر میرا خیال ہوا کہ کم از کم سیدھا ہو کر بیٹھے گا مگر اس نے یہ بھی نہیں کیا میں نے سوچا کہ ان کے لیے بھی مصلیٰ منگوا دے گا مگر اس نے یہ بھی نہیں کیا میرے والد اس کے روبرو فرش ہی پر بیٹھ گئے اور وہ اسی طرح تکلیہ لگائے بیٹھا رہا اب عبید اللہ میرے باپ سے سفر کے حالات پوچھنے لگا۔ میرے باپ کو توقع تھی کہ وہ ان سے مہدی کی خلافت اور بیعت کے لیے جو کام انھوں نے انجام دیا تھا اس کے متعلق سوالات کرے گا۔ مگر اس نے تو پوچھا بھی نہیں خود انھوں نے اس کے ذکر کی ابتداء کی تھی کہ اس نے یہ کہہ کر کہ ہمیں سب اطلاع ہے بات کاٹ دی۔ میرے والد نے اٹھ آنے کا ارادہ کیا اس نے کہا کہ مکان کے تمام دروازے بند ہو چکے ہیں۔ اس پر بھی تم جانا چاہتے ہو تو تم کو اختیار ہے۔ میرے والد نے کہا کوئی میری راہ میں سد باب نہیں

ہو سکتا۔ اس نے کہا ہاں! مگر سب دروازے بند ہو چکے ہیں۔ اس سے میرے باپ کو یہ خیال ہوا۔ کہ شاید حالات و واقعات سفر دریافت کرنے کے لیے روکنا چاہتا ہے۔ اس بنا پر انھوں نے کہا اچھا میں ٹھہر جاتا ہوں۔ ابو عبید اللہ نے اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اور محمد بن ابی عبید اللہ کی خواب گاہ میں ابو الفضل کے سونے کا انتظام کر دو۔ یہ کہہ کر جب میرے باپ نے محسوس کیا کہ یہ تو اس مجلس سے اٹھنا چاہتا ہے وہ خود ہی کھڑے ہو گئے اور کہا بس اب میں جاتا ہوں اور مجھے کوئی نہیں روک سکتا یہ کہہ کر وہ جانے کے لیے پورے ارادے سے کھڑے ہو گئے۔

ربیع کا ابو عبیدہ سے انتقام لینے کا مصمم ارادہ:

جب ہم اس مکان سے نکل آئے تو میرے باپ نے مجھ سے کہا اے میرے بیٹے! تم احق ہو میں نے عرض کی مجھ سے کیا حماقت سرزد ہوئی۔ کہنے لگے تم اپنے دل میں کہتے ہو گے کہ آپ کو چاہیے تھے کہ میں اس کے پاس ملنے ہی نہ آتا، اور اگر آیا تھا اور ہم روک دیئے گئے تھے اس وقت تم کو پھر اس کے دروازے پر اتنی دیر توقف کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ میں نے نماز عشاء پڑ بھی اسی وقت تم کو واپس ہو جانا چاہتے تھا اور اس سے ملنے اندر نہ جانا چاہیے تھا۔ پھر جب اندر چلے گئے اور اس نے کھڑے ہو کر تعظیم نہیں کی اسی وقت پلٹ آنا چاہئے تھا۔ اور اس سے ملنے اندر نہ جانا چاہئے تھا۔ پھر جب اندر چلے گئے اور اس نے کھڑے ہو کر تعظیم نہیں کی اسی وقت پلٹ آنا چاہیے تھا۔ مگر تم نہیں سمجھتے۔ میں نے جو کچھ کیا وہ سب ٹھیک ہے بخدائے لایزال میں اب ابو عبید اللہ سے اس کا بدلہ لے کر چھوڑوں گا چاہے اس میں میری عزت اور دولت سب کچھ خرچ ہی کیوں نہ ہو جائے۔

ربیع کا ابو عبیدہ کے متعلق قشیری سے استفسار:

اس واقعہ کے بعد ان کا یہ رویہ ہوا کہ وہ اس کے خلاف کسی موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے اور اس کی خرابی کے درپے تھے۔ اس اثناء میں ان کو وہ قشیری یاد آیا جسے ابو عبید اللہ نے مہدی کے دربار میں جانے کی ممانعت کر دی تھی میرے والد نے اسے بلایا اور کہا جو سلوک ابو عبید اللہ نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس سے تم خوب واقف ہو اس نے میری بے عزتی کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھانہیں رکھا۔ میں نے تو اس کی بربادی کے لیے پوری کد و کاوش کی مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی مگر تم البتہ اس کے خلاف کامیاب ہو سکتے ہو۔ قشیری کا ربیع کو مشورہ:

اس نے کہا میں یہاں چند باتیں وہ بیان کرتا ہوں کہ اس کے ذریعہ اس پر حملہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ شخص اپنے عہدے کی قابلیت نہیں رکھتا تو یہ بات کسی کو اس لیے باور نہیں آئے گی کہ وہ اپنے کام میں سب سے زیادہ ہوشیار اور اس سے واقف ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اپنے منصب کی جلالت کی وجہ سے اس کی دیانت مشتبہ ہے تو یہ بات بھی اس لیے کسی کو باور نہیں آئے گی کہ وہ سب سے زیادہ امین اور باعفت ہے۔ اگر مہدی کی بیٹیاں بھی اس کے گھر ہوتیں تو وہ ان کی وجہ سے بھی اپنی دیانت کو مشتبہ نہ ہونے دیتا۔ اگر کہا جائے کہ وہ حکومت کی مخالفت پر مائل ہے تو اس پر کوئی اعتنا نہیں کرے گا۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ وہ تھوڑا سا قدریہ عقائد کی طرف رجحان طبع رکھتا ہے۔ مگر یہ بات کوئی ایسی نہیں کہ اس سے اسے نقصان پہنچایا جاسکے۔ البتہ یہ تمام باتیں اس کے بیٹے میں جمع ہیں۔ یہ سن کر ربیع نے اسے گلے سے لگا لیا اس کو پیشانی چومی اور اب اس نے ابو عبید اللہ کے بیٹے کے خلاف مسلسل سازش کرنا شروع کی اور مہدی سے یہ شکایت کرتا رہا کہ یہ ان کے بعض حرم سے ناجائز تعلقات رکھتا ہے۔

محمد بن عبید اللہ کا قتل:

بار بار کہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بات مہدی کے دل میں بھی جاگزیں ہو گئی اور وہ محمد بن ابوعبید اللہ سے بدگمان ہو گئے۔ اسے دربار میں طلب کیا جب وہ آ گیا تو انھوں نے ابوعبید اللہ کو دربار سے اٹھ جانے کا حکم دیا اور اب محمد سے قرآن پڑھنے کی خواہش کی محمد نے قرأت قرآن کا ارادہ بھی کیا مگر ایک لفظ بھی اس کی زبان سے نہ نکل سکا۔ گویا قرآن اس کے حافظ سے بھلا دیا گیا۔ مہدی نے ابوعبید اللہ سے بلا کر کہا اے معاویہ! تم نے تو مجھ سے بیان کیا تھا کہ تمہارا بیٹا حافظ قرآن ہے۔ اس نے کہا بے شک امیر المومنین میں نے آپ سے یہ بات کہی تھی مگر میں کیا کروں وہ کئی سال سے مجھ سے علیحدہ ہو گیا ہے۔ اس مدت میں اس نے قرآن بھلا دیا۔ مہدی نے حکم دیا کہ اچھا اب تم ہی اللہ کے تقرب کے لیے اس کی گردن مارو وہ اٹھنے لگا مگر گر پڑا۔ عباس بن محمد نے اس کی سفارش کی کہ امیر المومنین مناسب سمجھیں تو خود اس شیخ کو اس کام سے معاف فرمائیں مہدی نے اسے چھوڑ دیا اور اس کے بیٹے کو قتل کرا دیا۔

مہدی کی ابوعبید اللہ سے بدگمانی:

اب مہدی کے دل میں ابوعبید اللہ کی طرف سے سوء ظن پیدا ہو گیا ربيع نے بھی ان سے کہا کہ آپ نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے اب مناسب نہیں کہ وہ آپ کے ساتھ رہے یا آپ اس پر اعتماد کریں ربيع کی اس بات نے مہدی کو زیادہ پریشان کر دیا۔ اس طرح ربيع نے ابوعبید اللہ سے اپنا پورا بدلہ لے کر اپنا جی ٹھنڈا کیا۔

ایک اشعری پر مہدی کا عتاب:

یعقوب بن داؤد نے بیان کیا ہے کہ مہدی نے ایک اشعری کو بہت پتوایا چونکہ یہ شخص ابوعبید اللہ کے خاندان کا مولیٰ تھا اس وجہ سے اس نے اس کی حمایت کے جذبہ سے متاثر ہو کر مہدی سے کہا کہ امیر المومنین اس مار کے مقابلہ میں تو قتل اولیٰ ہے انھوں نے کہا اے یہودی تجھ پر اللہ کی لعنت ہو تو اسی وقت میری چھاؤنی سے نکل جا اس نے کہا اب سوائے دوزخ کے میرا ٹھکانا اور کہاں ہے۔ میں نے عرض کیا امیر المومنین مناسب ہے کہ آپ اسے جہنم دکھا دیں کیونکہ یہ اسی کی آرزو رکھتا ہے۔ اس پر اس نے مجھ سے کہا۔ ابوعبید اللہ آپ کا بھی کیا کہنا۔

امارت سندھ پر نصر بن محمد کا تقرر:

اس سال عمر بن العباس نے سمندر میں جہاد کیا۔ روح بن حاتم کی جگہ نصر بن محمد بن الاشعث سندھ کا والی مقرر ہوا اور اس نے سندھ آ کر اپنی خدمت کا جائزہ لے لیا۔ مگر پھر یہ معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ محمد بن سلیمان سندھ کر والی مقرر ہوا۔ اس نے عبد الملک بن شہاب المسمعی کو اپنے سے پہلے سندھ بھیج دیا۔ مگر نصر نے حکومت اس کے حوالہ کر دینے سے انکار کیا اور مقابلہ کی ٹھانی۔ پھر عبد الملک نے اسے سندھ سے چلے جانے کی اجازت دے دی یہ وہاں سے روانہ ہو کر منصورہ سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر دریا کے کنارے فروکش ہو گیا۔ یہیں سندھ پر اس کی صوبہ داری کا فرمان اسے موصول ہوا۔ یہ پھر اپنے علاقے کو پلٹ گیا۔ عبد الملک صرف اٹھارہ دن سندھ میں مقیم رہا۔ نصر نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ اور وہ بصرہ چلا آیا۔

عمال کا عزل و نصب:

اس سال مہدی نے عافیہ بن یزید الاسدی کو قاضی مقرر کیا۔ یہ اور ابن علائہ رصافہ میں مہدی کی چھاؤنی میں قضا کے فرائض

انجام دیتے تھے اور عمر بن حبیب العدوی مدینہ شریفہ کے قاضی تھے۔ اس سال فضل بن صالح جزیرہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ عبدالصمد بن علی مقرر کیا گیا۔ عیسیٰ بن لقمان مصر کا عامل مقرر کیا گیا۔ یزید بن منصور سواد کوفہ کا، حسان الشروی موصل کا اور بسطام بن عمرو تغلبی آذربائیجان کا عامل مقرر کیا گیا۔ اس سال ابوالیوب سلیمان الہکی دیوان خراج سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ ابوالوزیر عمر بن مطرف مقرر کیا گیا۔

امیر حج موسیٰ بن محمد و عمال:

اس سال نصر بن مالک نے مرض فالج میں انتقال کیا۔ یہ بنی ہاشم کی ہڑواڑ میں دفن کیا گیا۔ مہدی نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ابان بن صدقہ ہارون بن المہدی کی اتالیقی سے موسیٰ بن المہدی کی مصاحبت میں منتقل کیا گیا۔ مہدی نے ابان کو موسیٰ کا وزیر اور میرنشی مقرر کیا اور اس کی جگہ ہارون کے پاس۔ یحییٰ بن الخالد بن برمک مقرر کیا گیا۔ اس سال کے ماہ ذی الحجہ میں مہدی نے ابو حمزہ محمد بن سلیمان کو مصر کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ سلمہ بن رجاء کو مقرر کیا۔ موسیٰ بن محمد بن عبداللہ الہادی کی امارت میں جو اپنے باپ کا ولی عہد تھا فریضہ حج ادا ہوا۔

اس سال جعفر بن سلیمان طائف مکہ اور یمامہ کا عامل تھا اسحاق بن الصباح الکندی کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث تھا۔ یزید بن منصور سواد کوفہ کا عامل تھا۔

۱۶۲ھ کے واقعات

عبدالسلام خارجی کا خروج:

اس سال عبدالسلام خارجی قسریں میں قتل کیا گیا اس کے قتل کی تفصیل حسب ذیل ہے:

اس سال عبدالسلام بن ہاشم الیشکری نے جزیرہ میں خروج کیا۔ ہزار ہا آدمی اس کے پیرو ہو گئے اور اس کی طاقت و شوکت بہت بڑھ گئی۔ مہدی کے متعدد سپہ سالاروں سے اس کا مقابلہ ہوا۔ ان میں عیسیٰ بن موسیٰ بھی تھا۔ عبدالسلام نے اسے مع اس کے بہت سے ساتھیوں کے قتل کر دیا اور اس کے ساتھی دوسرے سپہ سالاروں کو شکست دی مہدی نے اس کے مقابلہ پر متعدد فوجیں روانہ کیں مگر ایک سے زیادہ سپہ سالار عبدالسلام کے مقابلہ میں ناکام رہے۔ اور اسے پسپا ہونا پڑا۔

عبدالسلام خارجی کا قتل:

ان میں شعیب بن داج المرور و ذی بھی تھا۔ جب شعیب بھی اس کے مقابلہ پر ناکام ہو کر پسپا ہوا تو اب مہدی نے مشہور شہسواروں کو ان کی رضامندی سے منتخب کرے اور ہر ایک کو مدد و معاش کے طور پر ایک ایک ہزار درہم دے کر شعیب کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ لوگ اس کے پاس جا پہنچے وہ اب عبدالسلام کی تلاش میں چلا۔ اس جماعت سے مرعوب ہو کر اس نے راہ فرار اختیار کی قسریں آ شعیب نے وہیں اسے جا پکڑا اور قتل کر دیا۔

محکمہ پیائش و بندوبست کا قیام:

اس سال مہدی نے محکمہ پیائش اور بندوبست قائم کیا عمر بن بزیع اپنے مولیٰ کو افسر بندوبست مقرر کیا اس نے نعمان بن عثمان

کو عراق کا مہتمم بندوبست بنایا۔ مہدی نے تمام جذامیوں اور قیدیوں کے روزینے مقرر کیے۔ شمامہ بن ولید العنسی کو صائفہ کا سردار مقرر کیا۔ مگر یہ کام اس سال پایہ تکمیل کو نہ پہنچا۔
حسن بن قحطبہ کی رومیوں پر فوج کشی:

اس سال رومیوں نے حدت پردھاوا کر کے اس کی فصیل توڑ ڈالی حسن بن قحطبہ نے تیس ہزار باقاعدہ سپاہ کے ساتھ موسم گرما میں جہاد کیا۔ رضا کاروں کی جماعت اس تیس ہزار کے علاوہ تھی۔ یہ حمہ اور زولہ پہنچا اگرچہ اس نے نہ کوئی قلعہ فتح کیا اور نہ کسی رومی فوج سے اس کا مقابلہ ہوا مگر اس نے بہت سے مقامات کو آگ لگا دی اور تباہ و برباد کیا، رومی فوج اسے تین کنبے لگے بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ حسن مبروس تھا۔ یہ ضمہ علاج کے لیے گیا تھا۔ پھر تمام مسلمانوں کو لے کر صحیح سالم دارالسلام میں واپس آ گیا۔ اس سال یزید بن اسید السلمی نے براہ درہ قالیقلا کفار کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اس جہاد میں اسے بہت سامان غنیمت ملا۔ اس نے تین قلعے سر کیے اور بہت سے قیدی اور لونڈی غلام اس کے ہاتھ آئے۔

عمال کا عزل و نصب:

اس سال علی بن سلیمان یمن کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی بجائے عبداللہ بن سلیمان مقرر کیا گیا اس سال سلمہ بن رجاہ مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ محرم میں عیسیٰ بن لقمان مقرر کیا گیا وہ بھی اس سال کے ماہ جمادی الآخر میں برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ واضح مہدی کا مولیٰ مصر کا والی مقرر ہوا۔ پھر یہ بھی ذیقعدہ میں اس خدمت سے برطرف کر دیا گیا اور یحییٰ العرشی والی مصر مقرر ہوا۔ اس سال محرمہ نے جرجان میں سر اٹھایا۔ ایک شخص عبدالقہار ان کا سر غنہ تھا۔ اس نے جرجان پر غلبہ حاصل کر کے وہاں بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا عمر بن العلاء نے طبرستان سے بڑھ کر اس کے خلاف چڑھائی کی اور عبدالقہار اور اس کے ساتھیوں کو تہ تیغ کر دیا۔

امیر حج ابراہیم بن جعفر و عمال:

ابراہیم بن جعفر بن منصور کی امارت میں حج ہوا۔ ابراہیم کے امیر حج مقرر ہو جانے کے بعد اسی سال عباس بن محمد نے بھی مہدی سے حج کے لیے اجازت طلب کی مہدی اس پر برہم ہوئے کہ کیوں اس سے پہلے اس نے اپنا ارادہ حج ظاہر نہیں کیا تا کہ وہ اسی کو امیر حج بناتے۔ عباس نے عرض کیا امیر المومنین میں نے ارادہ اجازت لینے میں تاخیر اس وجہ سے کی کہ میں امارت حج نہیں چاہتا تھا۔

اس سال تمام ممالک کے عمال وہی تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے البتہ جزیرے کا عامل اس سال عبدالصمد بن علی تھا۔ طبرستان اور رویان سعید بن دلاج کے تحت تھے اور جرجان مہمل بن صفوان کے تحت تھا۔



۱۶۳ھ کے واقعات

مقتع کی ہلاکت:

اس سال مقتع ہلاک ہوا۔ واقعہ یہ ہوا کہ سعید الحرشی نے اسے کش میں محصور کر لیا۔ جب شدت محاصرہ کی وجہ سے اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہوا اس نے خود بھی زہر کھالیا اور اپنے بیوی بچوں کو بھی زہر دے دیا اس کے اثر سے وہ سب مر گئے۔ مسلمانوں نے اس کے قلعہ میں داخل ہو کر اس کا سر تن سے جدا کر لیا اور اسے مہدی کی بارگاہ میں جو اس وقت حلب میں فروکش تھے بھیج دیا۔ مہماتی فوج کے سپاہیوں کا انتخاب:

اس سال مہدی نے صائفہ کے لیے مہماتی فوج تمام باقاعدہ سپاہ سے جبری قانون کے تحت منتخب کی اس میں خراسانی اور دوسری فوجیں سب ہی شریک تھیں۔ مہدی نے اپنے عاصمہ سے نکل کر بردان میں چھاؤنی قائم کی تقریباً دو ماہ وہ اس چھاؤنی میں فوج کی تیاری کے لیے مقیم رہے۔ اس مہماتی فوج کو انھوں نے تمام اسلحہ سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ ان کو عطا تقسیم کی نیز اپنے ان خاندان والوں کو جوان کی ہمراہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر آئے تھے صلے دیئے۔ عیسیٰ بن علی کی وفات:

اسی سال عیسیٰ بن علی نے ماہ جمادی الآخر میں بغداد میں انتقال کیا۔ اس کے انتقال کے دوسرے ہی دن مہدی مہماتی فوج کے پاس آنے کے لیے بردان روانہ ہو گئے اپنے بیٹے موسیٰ بن المہدی کو بغداد پر اپنا نائب مقرر کر آئے۔ اس زمانہ میں ابان بن صدقہ ان کا میرنشی تھا۔ عبد اللہ بن علاشہ مہر بردار علی بن عیسیٰ محافظ اور عبد اللہ بن خازم کوتوال تھا۔ آل مسلم سے مہدی کا حسن سلوک:

عباس بن محمد کہتا ہے جب اس سال مہدی نے بارون کو صائفہ پر روانہ کیا تو یہ خود اس کی مشایعت کے لیے کچھ دور تک گئے۔ میں ان کے ہمراہ تھا جب وہ مسلمہ کے قصر کے برابر آئے تو میں نے عرض کیا کہ جناب والا مسلمہ کا احسان ہماری گردن پر ہے جب محمد بن علی اس کے پاس آئے تھے تو اس نے چار ہزار دینار ان کو دیئے اور کہا کہ اے میرے ابن عم دو ہزار سے اپنا قرضہ ادا کرو اور دو ہزار دوسرے مصارف میں خرچ کرو۔ اور جب یہ رقم خرچ ہو جائے اس وقت اپنی حاجت طلبی میں مجھ سے ہرگز شرم نہ کرنا۔ اس واقعہ کو سننے کے بعد مہدی نے حکم دیا کہ اس مقام پر مسلمہ کی اولاد میں جو موجود ہوں وہ حاضر کیے جائیں۔ جب وہ آئے۔ انھوں نے بیس ہزار دینار اس وقت ان کو دلائے اور ان کے یومیئے بھی مقرر کر دیئے۔ مجھ سے کہا اے ابو الفضل دیکھو ہم نے مسلمہ کے احسان کا بدلہ کر دیا۔ میں نے کہا بے شک یہی نہیں بلکہ امیر المومنین نے اس کے حق سے زیادہ کیا ہے۔

نیشم بن عدی بیان کرتا ہے کہ مہدی نے بارون الرشید کو علاقہ روم پر جہاد کے لیے روانہ کیا اور اپنے حاجب رنچ اور حسن بن قطبہ کو اس کے ساتھ کیا۔

حسن بن قطبہ کا جہاد میں شریک ہونے سے گریز:

محمد بن عباس کہتا ہے میں امیر المومنین کے قصر میں اپنے والد کی نشست میں جو ان کے محافظ دستہ کے افسر تھے بیٹھا تھا حسن بن

قطبہ وہاں آیا اس نے مجھے سلام کیا اور میرے باپ کی مسند پر بیٹھ گیا پھر اس نے ان کو مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ وہ کہیں سوار ہو کر گئے ہیں اس نے مجھ سے کہا کہ جب آئیں تو میرے آنے کا ذکر کرنا میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ امیر المومنین سے یہ بات کہیں کہ حسن بن قطبہ کہتا تھا کہ امیر المومنین نے اللہ مجھے ان پر خدا کر دے ہارون کو جہاد کے لیے بھیجا ہے اور مجھے اور ربیع کو بھی اس کے ساتھ کر دیا ہے حالانکہ میں ان کا سب سے بڑا اور معتمد علیہ سپہ سالار ہوں اور ربیع ان کا سب سے بڑا اور معتمد علیہ حاجب ہے۔ مجھے یہ بات گوارا نہیں کہ ہم دونوں ان کے پاس سے غیر حاضر ہوں۔ یا وہ مجھے ہارون کے ساتھ کر دیں اور ربیع کو اپنے پاس رہنے دیں یا ربیع کو بھیج دیں اور میں ان کی خدمت میں حاضر رہوں۔ جب میرے باپ آئے تو میں نے حسن کا یہ پیام ان کو سنا دیا۔ انھوں نے اسی وقت مہدی سے جا کر یہ بات کہہ دی۔ کہنے لگے بخدا اس نے بڑی خوبی سے اس خدمت سے سبک دوشی اختیار کی۔ اس نے حجاج بن حجاج کی طرح انکار نہیں کیا۔ اس سے مراد عامر بن اسماعیل تھا حسن نے ابراہیم کے ساتھ جہاد پر جانے سے انکار کیا تھا۔ وہ اس پر سخت ناراض ہوئے تھے اور اس کی جائد اضبط کر لی تھی۔

ہارون الرشید کی جہاد کے لیے روانگی:

ابو بدیل بیان کرتا ہے کہ مہدی نے رشید کو جہاد کے لیے بھیجا۔ موسیٰ بن عیسیٰ عبد الملک بن صالح بن علی اور اپنے باپ کے دونوں مولیٰ ربیع اور حسن حاجب کو اس کے ساتھ کیا۔ رشید کے روانہ ہونے کے دو یا تین روز بعد میں مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگے تم کیوں ولی عہد کا ساتھ چھوڑ کر رہ گئے اور خاص طور پر تم نے اپنے خاص دوستوں ربیع اور حسن کا بھی ساتھ نہیں دیا۔ میں نے کہا جناب والا کے حکم کی بنا پر چونکہ آپ نے مجھے مدینۃ السلام میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا اس لیے میں ان کے ساتھ نہیں گیا۔ اب اگر ارشاد ہو تو میں جانے کے لیے آمادہ ہوں۔ کہنے لگے اچھا جاؤ اور ولی عہد اور ربیع و حسن سے جاملو جس بات کی ضرورت ہو بیان کرو میں نے عرض کیا مجھے سفر کے لیے کسی تیاری کی ضرورت نہیں ہے امیر المومنین مجھے رخصت ہونے کی اجازت دیں۔ پوچھا کب جاؤ گے میں نے کہا کل ہی میں ان سے رخصت ہوا یا اور اپنے دوستوں سے جاملا۔

ابو بدیل کی تجویز:

چھاؤنی میں آ کر میں نے رشید کو دیکھا کہ وہ خیمے سے باہر بلے سے گیند کھیل رہے ہیں اور موسیٰ بن عیسیٰ اور عبد الملک بن صالح دونوں اس پر ہنس رہے ہیں۔ میں نے ربیع اور حسن سے جا کر کہا (ہم ہمیشہ ساتھ رہتے تھے) خدا کرے کہ وہ شخص جس نے تم کو بھیجا ہے اور وہ شخص جس کے ساتھ تم کیے گئے ہو تم کو تمہاری خدمات کی جزائے خیر نہ دے۔ انھوں نے کہا خیر ہے کیا بات ہے۔ میں نے کہا موسیٰ بن عیسیٰ اور عبد الملک بن صالح امیر المومنین کے صاحبزادے کی ہنسی ازار ہے ہیں۔ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ تم ان دونوں کی باریابی کا ایک خاص دن مقرر کر دو کہ صرف اسی مقررہ دن میں وہ اور دوسرے ہمراہی سرداران فوج ان سے مل سکیں۔ اور جمعہ کا دن ملاقات کے لیے مخصوص کر دیا جائے۔ تاکہ دوسرے دنوں میں کوئی ان کی خدمت میں بغیر اجازت باریاب نہ ہو سکے۔

ابو بدیل کا حسن اور ربیع کو مشورہ:

اس سفر میں ایک رات ان دونوں نے مجھے بلایا۔ میں ان کے پاس آیا ایک اور شخص ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا مجھ سے کہا کہ یہ عمر بن یزید کا غلام ہے۔ ہمیں اس کے پاس خلفاء کے عہد حکومت کا نوشتہ ملا ہے میں نے اس تحریر کو کھول کر پڑھا۔ اور مہدی کی مدت

حکومت دیکھی تو اس میں دس سال لکھی ہوئی تھی۔ میں نے کہا تم دونوں سے زیادہ بوالعجب روئے زمین پر شاید کوئی اور نہ ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ اس غلام کی خبر اور اس تحریر کا مضمون پردہ خفا میں رہے گا اور کسی کو اس کی اطلاع نہ ہوگی انھوں نے کہا ہم ہرگز ایسا خیال نہیں کرتے۔ میں نے کہا تو اب جب کہ امیر المومنین کی عمر اس قدر گھٹ گئی ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ تم ہی نے سب سے پہلے خبر مرگ ان کو سنائی۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں سر دپڑ گئے۔ وہ تحریر ان کے ہاتھ سے گر پڑی۔ دونوں نے مجھ سے کہا کہ اب بتاؤ کہ کیا کیا جائے؟ میں نے اس غلام سے کہا کہ تم ابھی عنبرہ (اس کے قاتل کی مراد وراق الاعرابی مولیٰ آل ابی بدیل تھا) کو میرے پاس بلا لاؤ وہ اسے بلا لایا۔ میں نے اس سے کہا بینہ اس خط اور کاغذ کے مطابق ایک دوسری تحریر لکھ دو اور اس میں بجائے دس کے چالیس لکھو۔ وہ حسبہ دوسری تحریر لکھ لایا۔ جو اصل سے اس قدر مشابہ تھی کہ اگر میں نے اصل میں دس کا عدد نہ دیکھا ہوتا تو مجھے اصل اور نقل کی شناخت ہی نہ ہو سکتی۔

آل برمک کی جہاد میں شرکت:

جب مہدی نے اپنے ولی عہد رشید کو رومیوں سے جہاد کے لیے بھیجا تو اس کے ہمراہ خالد بن برمک حسن بن برمک اور سلیمان بن برمک کو بھی بھیجا۔ فوج کا انصرام، اخراجات کی نگرانی، سرکاری مراسلات اور خود رشید کے ذاتی کاروبار کا انصرام یہ سب کچھ یحییٰ بن خالد کے متعلق تھا خود مہدی کی جانب سے جہاد میں شریک ہونے کے لیے اس کا حاجب ربیع ہارون کے ساتھ کیا گیا تھا۔ ربیع اور یحییٰ کو خاص اقتدار حاصل تھا۔ ہارون ہر معاملہ میں ان کا مشورہ لیتا اور اسی پر عمل کرتا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو اس مہم میں بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں ان کو بہت مال غنیمت ملا اور ان کی عزت و شوکت میں اضافہ ہوا۔ سالو کی جنگ میں خالد نے جو خدمات انجام دیں وہ کسی دوسرے سے میسر نہ آسکیں۔ اس جماعت کا جو نجم تھا اب اس کا نام بھی خالد بن برمک کے اقبال مندی کی وجہ سے لوگوں نے برکی رکھ لیا۔

یحییٰ بن خالد برکی کا انتخاب:

جب مہدی نے ہارون کو جہاد کے لیے بھیجنے کا ارادہ کیا تو حکم دیا کہ دعوت عباسیہ کے داعیوں کی اولاد میں جو نشی ہوں حاضر کیے جائیں تاکہ ان میں سے وہ کسی شخص کو ہارون کے ساتھ بھیجنے کے لیے انتخاب کریں اس سلسلہ میں خود یحییٰ بیان کرتا ہے کہ دوسرے منشیوں کے ہمراہ میں بھی پیش کیا گیا اور سب تو ان کے سامنے ایک قطار میں کھڑے ہو گئے مگر میں ارادۂ اس جماعت کے عقب میں ہو گیا۔ مجھ سے مہدی نے کہا یحییٰ ایک سامنے آؤ میں سامنے گیا، کہا بیٹھ جاؤ۔ میں دوزانو سامنے بیٹھ گیا۔ پھر کہا میں نے اپنی سلطنت کے ارکان داعیان اور حامیوں کی اولاد میں سے اپنے بیٹے ہارون کی معیت و مصاحبت، فوج کے انتظام و انصرام اور تمام معاملات سرکاری کی نگرانی کے لیے ایک مناسب شخص کے انتخاب کے لیے کافی غور و خوض کرنے کے بعد تم کو اس لیے اختیار کیا ہے کہ تم اس کے اتالیق رہ چکے ہو اور اس کے خاص آدمی ہو میں نے تم کو اس کا میرنشی اور میربخشی مقرر کیا۔

یحییٰ بن خالد کی روانگی:

یحییٰ کہتا ہے اس حکم کو سن کر میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کا ہاتھ چوما۔ زادراہ کے لیے انھوں نے ایک لاکھ درہم مجھے عطا کیے اور اب میں اس فوج سے جاملہ جو اس مہم پر بھیجی گئی تھی۔ ربیع نے سلیمان بن برمک کو کسی معاملہ پر گفتگو کرنے کے لیے مہدی کی

خدمت میں ایک وفد کے ہمراہ بھیجا مہدی نے سلیمان اور دوسرے ارکان وفد کی بہت خاطر مدارات کی یہ اس کام سے فارغ ہو کر پھر اپنی جگہ چلے آئے۔

عبدالصمد کی برطرفی کے اسباب:

اس سال جب کہ مہدی اپنے بیٹے ہارون کی مشایعت کے لیے کچھ دور تک گئے تھے انھوں نے جزیرے کی نظامت سے عبدالصمد بن علی کو برطرف کر کے اس کی جگہ زفر بن عاصم الہدالی کو مقرر کیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس سفر میں مہدی نے موصل کا راستہ اختیار کیا تھا اس وقت عبدالصمد بن علی جزیرہ کا صوبہ دار تھا جب مہدی موصل سے روانہ ہو کر جزیرہ کے علاقہ میں پہنچے تو عبدالصمد نے نہ ان کا استقبال کیا نہ ان کے فروکش ہونے کے لیے فرودگا میں درست کرائیں اور نہ پل۔ اس کی اس بے پروائی سے مہدی کے دل میں اس کی طرف سے عداوت جاگزیں ہو گئی اور جب عبدالصمد ان سے ملنے آیا تو وہ سردمہری سے اس سے ملے اور بے رخی ظاہر کی۔ عبدالصمد نے بہت سے تحائف نذر گزرائے، مگر ان کو مہدی نے قبول نہیں کیا اور عبدالصمد کے پاس واپس بھیج دیئے۔ اب وہ اس سے زیادہ ناراض ہو گئے انھوں نے عبدالصمد کو اپنی فرودگا ہوں کی اصلاح اور تیاری کا حکم دیا۔ اس معاملہ میں اس نے بے پروائی برتی اور روپوش ہو گیا۔

عبدالصمد کی اسیری:

اسی طرح اور بھی اس نے ایسی حرکتیں کیں جس سے مہدی کی ناراضگی بڑھتی چلی گئی۔ جب یہ حصن مسلمہ پہنچے اسے طلب کیا۔ دونوں میں سخت کلامی ہوئی مہدی نے اسے بہت سخت و سخت کہا۔ عبدالصمد نے بھی بجائے اس کے کہ برداشت کرتا اور خاموش رہتا ان کو ویسے ہی جواب دیئے۔ مہدی نے اسے قید کر دیا اور جزیرہ کی نظامت سے برطرف کر دیا۔ جب تک مہدی اس سفر میں رہے اور واپس آئے وہ قید رہا پھر وہ اس سے خوش ہو گئے۔

زندیقوں کا قتل:

عباس بن محمد نے مہدی کے لیے فرودگا ہوں کا انتظام کیا جب یہ حلب پہنچے تو ان کو وہاں مقنع کے قتل کی بشارت ملی۔ حلب ہی سے انھوں نے عبدالجبار محتسب کو اس کام پر مقرر کیا کہ اس علاقہ میں جس قدر زندیق ہوں ان کو تلاش کر کے گرفتار کر لائے۔ مہدی وابق میں تھے کہ عبدالجبار نے زندیقوں کو ان کی خدمت میں پیش کیا مہدی نے ایک جماعت کو قتل کر کے سولی دے دی ان کی کچھ کتابیں بھی پیش ہوئیں۔ مہدی نے چھریوں سے ان کو پارہ پارہ کر دیا۔ یہاں انھوں نے فوج کا معائنہ کیا اور پھر اسے جہاد کے لیے کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔ ان کے اعزاء میں سے جو لوگ یہاں آ کر ان سے ملے تھے ان کو انھوں نے اپنے بیٹے ہارون کے ساتھ روم سے جہاد کرنے کے لیے بھیج دیا وہ بھی اس کی مشایعت میں درے سے نزر کر جیجان آئے یہاں انھوں نے مہدیہ نام شہر بسایا اور دریائے جیجان پر ہارون کو خیر باد کہا۔

قلعہ سالو کی تسخیر:

اب ہارون نے بڑھ کر رومیوں کے علاقہ میں ایک باٹ میں پڑاؤ کیا۔ یہاں سالو نام ایک قلعہ تھا اڑتیس راتیں اسے محصور رکھا۔ اس کے خلاف منجیقین لگا دیں۔ محصورین کو بھوک پیاس کی شدید تکلیف اٹھانا پڑی اور مسلمانوں نے قلعہ کو مسما کر دیا۔ اور اس

طرح اللہ نے یہ قلعہ سر کرایا۔ مسلمانوں کے بھی بہت سے آدمی اس معرکہ میں مقتول اور مجروح ہوئے چند شرائط کے ساتھ اہل قلعہ نے ہتھیار رکھے وہ شرائط یہ تھے کہ ان کو قتل نہ کیا جائے گا، جلاوطن نہ کیا جائے گا، ان کو اپنوں میں ایک دوسرے سے جدا نہ کیا جائے گا۔ مسلمانوں نے یہ شرطیں مان لیں اور ان کو پورا کیا۔ اس معرکہ میں جو مسلمان شہادت حاصل کر چکے تھے وہ لوگ کام آئے بقیہ کو بارون صحیح و سالم دارالسلام واپس لے آیا۔

اس سال اور اسی سفر کے اثنا میں مہدی بیت المقدس بھی گئے۔ وہاں نماز پڑھی۔ عباس بن محمد فضل بن صالح، علی بن سلیمان اور ان کا ماموں یزید بن منصور اس سفر میں ان کے ہمراہ تھے۔

عمال کا عزل و نصب:

اس سال مہدی نے ابراہیم بن صالح کو فلسطین کی ولایت سے برطرف کر دیا تھا مگر یزید بن منصور نے اس کی سفارش کی اور وہ پھر اپنی جگہ بحال کر دیا گیا۔ اس سال مہدی نے اپنے بیٹے بارون کو تمام مغربی ولایات آذربائیجان اور آرمینیا کا ناظم مقرر کیا۔ ثابت بن موسیٰ کو اس کا افسر مال گزاری اور یحییٰ بن خالد بن برمک کو اس کا میر منشی مقرر کر دیا۔

اس سال زفر بن عاصم جزیرے کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن صالح بن علی مقرر ہوا۔ بیت المقدس جاتے ہوئے مہدی کا گزر اس کے پاس ہوا یہاں مقام سلمیہ میں انھوں نے اس کی جوشان و شوکت اور کروفر دیکھا اس سے وہ بہت متعجب ہوئے اور اس غیر معمولی حالت کو دیکھ کر انھوں نے اسے برطرف کر دیا۔ معاذ بن مسلم کو خراسان کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کے بجائے میتب بن زہیر مقرر ہوا۔ نیز یحییٰ الحارثی اصہبان کی ولایت سے برطرف کیا گیا اور اس کی جگہ حکم بن سعید مقرر کیا گیا۔ سعید بن دلج طبرستان اور رویان کی ولایت سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ عمر بن العلاء مقرر ہوا مہمل بن صفوان جرجان سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ ہشام بن سعید مقرر ہوا۔

امیر حج علی بن المہدی:

علی بن المہدی کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال جعفر بن سلیمان بیامہ مدینہ مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث اسحق بن الصباح تھا۔ شریک کوفہ کے قاضی تھے بصرہ اس کے ملحقات ضلع دجلہ بحرین عمان فرض اور اطلاع ابواز اور فارس کا عامل محمد بن سلیمان تھا۔ میتب بن زہیر خراسان کا ناظم تھا۔ نصر بن محمد بن الاشعث سندھ کا عامل تھا۔

۱۶۴ھ کے واقعات

عبدالکبیر بن عبد الحمید کی اسیری:

اس سال عبدالکبیر بن عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید بن الخطاب نے ورہ حدت کی راہ سے روم کے علاقہ میں پیش قدمی کی۔ بطریق میخائیل نوے ہزار سپاہ کے ساتھ جن میں بطریق طازاذ الارمنی بھی تھا مقابلہ کے لیے آیا۔ عبدالکبیر اس جماعت سے مرعوب ہو گیا۔ اس نے مسلمانوں کو لڑنے سے روک دیا۔ اور پلٹ آیا اس کی اس بزدلی کی پاداش میں مہدی اسے قتل کر دینا چاہتے تھے مگر لوگوں نے اس کی سفارش کی اور بجائے قتل کے اسے سرکاری مجلس میں قید کر دیا گیا۔

محمد بن سلیمان کی برطرفی:

اس سال مہدی نے محمد بن سلیمان کو اس کی جگہ سے برطرف کر کے صالح بن داؤد کو مقرر کیا اور وہ تمام علاقہ جو محمد کے ماتحت تھا اب انھوں نے داؤد کے تحت دے دیا۔ عاصم بن موسیٰ الخراسانی کا تب کو اس کا افسر مال گزاری مقرر کر کے اس کے ساتھ کیا اور حکم دیا کہ حماد بن موسیٰ محمد کے کا تب اور عبید اللہ بن عمرو اس کے نائب اور دوسرے تمام عمالوں کو گرفتار کر کے ان کے حالات کی باضابطہ تحقیقات کرے۔

قصر اسلامیہ کی تعمیر:

اس سال مہدی نے عیسا بازالکبریٰ میں کچی اینٹوں کا ایک قصر تعمیر کرایا۔ نیز انھوں نے بروز چہار شنبہ ماہ ذی قعدہ میں قصر اسلامیہ کی بنیاد پکی اینٹوں سے رکھی اس کام کے کرنے کے بعد وہ حج کی نیت سے کوفہ چلے رصافہ کوفہ میں کئی دن قیام کیا۔ پھر وہاں سے حج کے لیے روانہ ہوئے۔ جب عقبہ پہنچے تو ان کو اور ان کے ساتھیوں کو پانی کی قلت محسوس ہوئی اور یہ اندیشہ ہوا کہ یہاں پانی کافی نہ ہوگا۔

مہدی کی عقبہ سے مراجعت:

علاوہ بریں مہدی کو بخار بھی آ گیا وہ عقبہ سے واپس ہوئے اور پانی کی اس قلت کی وجہ سے یقطین پر جو سفر میں مقامات و منازل کا سربراہ تھا سخت برہم ہوئے۔ واپسی میں آدمیوں اور جانوروں کو پیاس سے اس قدر تکلیف پہنچی کہ قریب تھا کہ سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔ اس سال نصر بن محمد الاشعث نے سندھ میں وفات پائی۔

عبد اللہ بن سلیمان کی معزولی:

مہدی نے عبد اللہ بن سلیمان کو کسی بات پر ناراض ہو کر یمن کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور جس شخص کو وہاں بھیجا اسے حکم دیا کہ وہ عبد اللہ پر مقدمہ چلائے اس کے مال و متاع کی تحقیقات کر کے اس کی فرد قلم بند کر لے۔ جب یہ یمن سے آیا تو اسے ربیع کے پاس قید کر دیا۔ اب اس نے تمام روپیہ جو اہر اور غنیمت کا جو اس کے ذمہ تھا اقرار کر لیا۔ اور سب ادا کر دیا مہدی نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی جگہ منصور بن یزید بن منصور کو یمن کا والی مقرر کیا۔

امیر حج صالح بن ابی جعفر و عمال:

اس سال انھوں نے صالح بن ابی جعفر المنصور کو عقبہ سے واپسی میں مکہ بھیجا تاکہ یہ امارت حج کرے چنانچہ اس سال اسی کی امارت میں حج ہوا۔

جعفر بن سلیمان مدینہ کوفہ طائف اور یمامہ کا عامل تھا۔ ہاشم بن سعید بن منصور کوفہ کے پیش امام اور افسر احداث تھے۔ شریک بن عبد اللہ قاضی کوفہ تھے۔ بصرہ ضلع دجلہ بحرین عمان فرض اور اضلاع ابواز اور فارس کا پیش امام اور افسر احداث صالح بن داؤد بن علی تھا۔ سطح بن عمر سندھ کا عامل تھا۔ مستب بن زہیر خراسان کا ناظم تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا ناظم تھا۔ یحییٰ الحارثی طبرستان، رویان اور جرجان کا والی تھا دناوند اور قومس کا عامل فراتہ مولیٰ امیر المومنین تھا۔ رے پر خلف بن عبد اللہ تھا اور جستان کا عامل سعید بن دعلج تھا۔

۱۶۵ھ کے واقعات

ہارون الرشید کی فتوحات:

اس سال ہارون محمد المہدی نے موسم گرما میں جہاد کیا اتوار کے دن جب کہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں گیا رہ راتیں باقی تھیں کہ ہارون کو اس کے باپ نے روم کے علاقہ پر جہاد کے لیے روانہ کیا۔ اپنے مولیٰ ربیع کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔ ہارون روم کے علاقہ میں بہت دور تک گھس گیا اور اس نے ماجدہ کو فتح کر لیا۔ نقیٹا قوس القوامہ کا رسالہ اس کے مقابلہ پر آیا۔ یزید بن مزید سے اس کا تہا مقابلہ ہوا۔ اس نے یزید کو گھوڑے سے نیچے اتار دیا پھر نقیٹا گرا یزید نے اسے مار مار کر زخموں سے چکنا چور کر دیا۔ تمام روم کی فوج میدان سے اکھڑ گئی۔ یزید نے ان کے پٹاؤ پر قبضہ کر لیا۔ یہاں سے اب وہ دمشق بنجھو دیہ کی طرف جو سرحدی جنگی چوکیوں اور استحکامات کا افسر تھا بڑھا۔ بڑھا۔ (۹۳، ۹۵)

ملکہ روم کی ہارون الرشید سے صلح کی درخواست:

اس مہم میں ہارون کے ساتھ پچانوے ہزار سات سو ترانوے فوج تھی اس کے اخراجات کے لیے اس کے ساتھ ایک لاکھ چورانوے ہزار چار سو پچاس دینار سرخ اور دو کروڑ دس لاکھ چودہ ہزار آٹھ سو درہم سفید تھے۔ ہارون روم کے علاقہ میں بڑھتے بڑھتے خلیج قسطنطنیہ پہنچا ان دنوں اگستہ الیون کی بیوی روم کی ملکہ تھی کیونکہ اس کا بیٹا ابھی کم سن تھا اس کا باپ اس وقت مر چکا تھا جب کہ یہ لڑکا ابھی گود میں تھا ہارون کے اور اس کے درمیان سلسلہ نامہ و پیام شروع ہوا۔ طرفین کے سفر ایک دوسرے کے پاس صلح اور آئندہ کے لیے زرفندیہ پر امن برقرار رکھنے کے لیے ایک سمجھوتہ کرنے کے لیے آئے گئے۔

ہارون الرشید اور ملکہ روم کی مصالحت:

ہارون نے اس کی درخواست قبول کر لی اور اس کے ذمہ یہ شرط عائد کی کہ جو عہد دوستی اس نے کیا ہے وہ اسے پورا کرے گی۔ نیز ان کی فوج کی سربراہی کے لیے اشیاء مایحتاج کے لیے واپسی سفر میں مناسب مقامات پر ہاٹ اور بازار قائم کرادے گی اور رہنما دے گی ان شرطوں کے طے کرنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ مسلمان ایک سخت دشوار مقام میں آ گئے تھے اور ان کی سلامتی کا اندیشہ ہو گیا تھا۔ ملکہ روم نے یہ شرائط مان لیں۔

صلح نامہ کی شرائط:

شرائط صلح یہ تھے کہ ملکہ ہر سال کے ماہ نیساں اول میں ستر ہزار یا نوے ہزار دینار اور اسی قدر ماہ خریدان میں بطور خراج دیا کرے۔ ہارون نے یہ تصفیہ منظور کر لیا۔ ملکہ نے مسلمانوں کے لیے ان کی واپسی میں جا بجا بازار قائم کرادیئے نیز اس نے ہارون کے ہمراہ اپنا ایک خاص سفیر بھی جس قدر ہو سکا سونا چاندی اور دوسرے تحائف کے ساتھ مہدی کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس صلح کے لیے باقاعدہ معاہدہ لکھا گیا۔ تین سال مدت صلح مقرر ہوئی اور جنگی قیدی حوالے کر دیئے گئے۔

مال غنیمت:

ہارون کو اس جہاد میں بالآخر روم کے جزیہ قبول کرنے تک پانچ ہزار چھ سو تینتالیس قیدی ہاتھ آئے تھے اور چون ہزار رومی

مختلف لڑائیوں میں مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو چکے تھے۔ دو ہزار نوے قیدیوں کو ہارون نے بے بس کر کے قتل کیا تھا۔ بیس ہزار سواری کے جانور مع ان کے تمام سامان ضروری کے ہاتھ آئے۔ ایک لاکھ گائے اور بکریاں مسلمانوں نے اپنے کھانے کے لیے ذبح کی تھیں۔ ہارون کے ساتھ اس جہاد میں رضا کاروں اور تابعین کے علاوہ ایک لاکھ باقاعدہ معاش یا ب سپاہی تھے۔ اس قدر سامان ملا تھا کہ ایک گھوڑے کی قیمت ایک درہم ہو گئی تھی ایک خچر دس درہم سے کم میں دستیاب ہو جاتا تھا۔ زرہ کی قیمت ایک درہم سے بھی کم تھی اور بیس تلواریں ایک درہم میں مل جاتی تھیں۔

مروان بن ابی حفصہ کے اشعار:

مروان بن ابی حفصہ نے اسی واقعہ کے متعلق یہ شعر کہے:

اطفت بقسطنطنیۃ الروم مسندا الیہا القناحتی اکتسی الذل سورہا

و مارمتہا حتی اتتک ملو کھا بحزیتہا والحرب تغلی قدورہا

ترجمہ: ”شدید جنگ کے بعد تو نیزے لے کر قسطنطنیہ کے گرد جا پہنچا اور تو نے اس کی مضبوط فصیل کو منہدم کر دیا اور اس کے فرماں رواؤں کو جزیہ دینا ہی پڑا۔“

امیر حج صالح بن ابی جعفر و عمال:

اس سال خلف رے کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ مہدی نے جعفر کے مولیٰ عیسیٰ کو مقرر کیا۔ صالح بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں اس سال حج ہوا۔ اس سال تمام ممالک کے عامل وہی لوگ تھے جو گذشتہ سال تھے البتہ بصرہ کا پیش امام اور افسر احداث اس سال روح بن حاتم تھا اور ضلع دجلہ بحرین عمان کسکر ضلع اہواز اور فارس کا عامل امیر المومنین مہدی کا مولیٰ معلی اس سال عامل تھا اور لیث مہدی کا مولیٰ سندھ کا عامل تھا۔

۱۶۶ھ کے واقعات

ہارون الرشید کی مراجعت:

اس سال ہارون اپنی فوج کے ساتھ خلیج قسطنطنیہ سے ماہ محرم کے ختم ہونے میں تیرہ راتیں باقی تھیں کہ واپس آیا۔ نیز رومی سفرا جزیہ لے کر حاضر بارگاہ خلافت ہوئے، بیان کیا گیا ہے کہ وہ چونستھ ہزار دینار طلائی رومی دو ہزار پانچ سو دینار طلائی عربی اور تیرہ ہزار رطل نہایت باریک اور نرم اون اپنے ساتھ لائے تھے۔

ہارون الرشید کی ولی عہدی کی بیعت:

اس سال مہدی نے موسیٰ بن المہدی ولی عہد کے بعد اپنے دوسرے بیٹے ہارون کے لیے موسیٰ کے بعد اپنے تمام عمامہ سے عہد خلافت لیا۔ اور ہارون کا نام رشید رکھا۔

عبید اللہ بن الحسن و جعفر بن سلیمان کی معزولی:

اس سال مہدی نے عبید اللہ بن الحسن کو بصرے کی قضا سے برطرف کر کے ان کی جگہ خالد بن طلیق بن عمران بن حصین کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا۔ مگر ان سے کام نہ چل سکا اور اہل بصرہ نے ان سے استعفا لے لیا۔ اس سال جعفر بن سلیمان مکہ مدینہ اور تمام علاقہ کی ولایت سے جو اس کے تفویض تھے علیحدہ کر دیا گیا۔

داؤد بن طہمان:

اس سال مہدی یعقوب بن داؤد سے ناراض ہو گئے۔

علی بن محمد النوفلی بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے یہ واقعہ سنا کہ داؤد بن طہمان (یہی ابو یعقوب بن داؤد ہے) اور اس کے بھائی نصر بن یسار کے کاتب تھے۔ داؤد نصر سے پہلے کسی دوسرے والی خراسان کا کاتب بھی رہ چکا تھا۔ یحییٰ بن زید کے زمانے میں جو بات یہ نصر سے سنتا اس کی خبر یحییٰ کو کر دیتا اور اس طرح اسے نصر کی گرفت سے بچاتا رہا۔ جب ابو مسلم نے یحییٰ کے انتقام کے لیے دعوت دے کر خروج کیا اور اس کے قاتلوں کو اور نصر کے ان لوگوں کو جنہوں نے یحییٰ کے قتل میں اعانت کی تھی قتل کر دیا تو اب داؤد بن طہمان اس ساز باز کی وجہ سے جو پہلے سے اس سے تھی بے خوف و خطر ابو مسلم کے پاس چلا آیا۔ ابو مسلم نے اسے امان دی اس کی ذات کے متعلق قطعاً کوئی تعارض نہیں کیا البتہ اس جائیداد کو جو اس نے نصر کے عہد حکومت میں حاصل کی تھی ضبط کر لیا اس کے علاوہ اس کے دوسرے مکانات اور موروثی جائیداد بحال رکھی۔

یعقوب بن داؤد کے آل حسین رضی اللہ عنہ سے تعلقات:

داؤد کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے بڑے فاضل ادیب اور مورخ نکلے انھوں نے محسوس کیا کہ چونکہ ان کا باپ نصر کا کاتب رہ چکا ہے اس وجہ سے بنی عباس کے دربار میں ان کی کوئی وقعت اور منزلت نہ ہوگی اور اسی خیال سے انھوں نے ہم عہد دربار میں رسوخ حاصل کرنے کا خیال ہی نہیں کیا۔ بلکہ زید یہ تحریک کی حمایت کا ارادہ کر کے انھوں نے آل حسین رضی اللہ عنہ سے اپنے تعلقات قائم کیے تاکہ اگر حکومت ان کو مل جائے تو یہ لوگ پھر مزے کریں۔ اس غرض کی تکمیل کے لیے بارہا یعقوب نے تمام ممالک کا دورہ کیا اور بعض اوقات ابراہیم بن عبداللہ کے ساتھ بھی اس نے محمد بن عبداللہ کی بیعت لینے کے لیے مختلف ممالک کے سفر کیے۔ محمد اور ابراہیم کے خروج پر علی بن داؤد نے جو یعقوب سے عمر میں بڑا تھا ابراہیم کی حمایت میں خطوط لکھے خود یعقوب نے اپنے چند بھائیوں کے ساتھ ابراہیم کی حمایت میں خروج کیا۔

یعقوب بن داؤد کی گرفتاری و رہائی:

محمد اور ابراہیم کے قتل کے بعد یہ منصور کی گرفت سے بچنے کے لیے روپوش ہو گئے مگر منصور نے ان کا کھوج نکالا اور یعقوب اور علی دونوں گرفتار ہو گئے۔ منصور نے ان کو سرکاری جیل میں اپنی مدت العمر قید رکھا۔ ان کے انتقال کے بعد مہدی نے اپنے حلوں کی خوشی میں جہاں اور قیدی رہا کیے وہاں ان دونوں کو بھی رہا کر دیا۔ ان کے ہمراہ جیل میں اسحق بن الفضل بن عبد الرحمن بھی قید تھا یہ ہر وقت اس کے اور اس کے ان دوسرے بھائیوں کے ساتھ رہے جو اسحق کے ساتھ قید تھے اس طرح ان میں نہایت گہری اور راسخ محبت پیدا ہو گئی۔ اسحق بن الفضل بن عبد الرحمن کا یہ خیال تھا کہ خلافت تمام بنی ہاشم میں سب سے زیادہ صالح شخص کے لیے

جائز ہے۔ نیز وہ کہا کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافت صرف بنی ہاشم کو زیبا تھی اور آج بھی وہی اس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں اور اس بات کو وہ بار بار کہتا تھا کہ بنی عبدالمطلب میں جو عمر میں سب سے بڑا ہو وہی خلیفہ ہو۔ یہ اور یعقوب اسی خیال کی اشاعت کرتے تھے۔

یعقوب بن داؤد اور خلیفہ مہدی:

جب مہدی نے یعقوب کو رہا کر دیا تو اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد مہدی کو عیسیٰ بن زید اور حسن بن ابراہیم بن عبداللہ کی جو ان کی قید سے بھاگ گیا تھا گرفتاری کی فکر دامن گیر ہوئی۔ انھوں نے ایک دن کہا کیا اچھا ہو کہ مجھے زید یہ جماعت کا کوئی ایسا شخص مل جائے جو آل حسن رضی اللہ عنہ اور عیسیٰ بن زید کو اچھی طرح جانتا ہو اور اسی کے ساتھ وہ فقیہ بھی ہوتا کہ میں اسے فقیہ ہونے کی وجہ سے اپنی مصاحبت میں رکھ لوں اور اس طرح وہ میرے اور آل حسن رضی اللہ عنہ اور عیسیٰ بن زید کے درمیان ذریعہ معلومات بن سکے اس کام کے لیے یعقوب بن داؤد کا نام پیش کیا گیا۔ یعقوب مہدی کی خدمت میں پیش کیا گیا اس وقت مہدی پوتین اور چمڑے کے موٹے موزے پہنے تھے۔ سفید ململ کا عمامہ زیب سر اور ایک موٹی سفید کسا زیب برتھی۔ مہدی نے اس سے گفتگو کی اور ٹٹولا تو اسے کامل پایا۔ عیسیٰ بن زید کو دریافت کیا۔

یعقوب بن داؤد کی وزارت:

یہاں بعض ارباب سیر یہ بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے مہدی سے ان کے اور عیسیٰ بن زید کے درمیان واسطہ بننے کا اقرار کر لیا مگر خود یعقوب اس الزام سے بالکل منکر ہے مگر باوجود اس کے لوگوں کا یہی گمان ہے کہ مہدی کے پاس اس کے تقرب اور رسوخ کا ذریعہ آل علی کی چغلی ہی تھی غرض کہ اب اس کی منزلت اور رسوخ روز بروز بڑھتا گیا یہاں تک کہ مہدی نے اسے اپنا وزیر مقرر کر کے تمام امور خلافت اس کے حوالے کر دیے۔ اس نے اپنے زید یہ فرقہ کے لوگوں کو دور دور سے بلا کر اطراف و اکناف خلافت میں اہم اور مفید عہدے دیے۔ دنیا اس کے ہاتھ میں تھی۔

بشار بن برد کے اشعار:

اسی لیے بشار بن برد نے یہ شعر کہے:

بنی امیہ ہبوا طال نومکم
ضاعت خلافتکم یا قوم فاطلبوا
ان الخلیفۃ یعقوب ابن داؤد
خلیفۃ اللہ بین الدف و العود

ترجمہ: ”اے بنی امیہ تو تم بہت سوچے اب تو جاگوا اس وقت خلیفہ یعقوب بن داؤد ہے۔ اے میری قوم والو! اپنی ضائع شدہ خلافت کو حاصل کر لو کیونکہ آج خلیفہ وقت محفل رقص و سماع میں مشغول ہے۔“

یعقوب بن داؤد سے آل حسن رضی اللہ عنہ کی بدظنی:

یعقوب کے اس غیر معمولی اثر و اقتدار کی وجہ سے مہدی کے تمام مولیٰ اس کے دشمن بن گئے اور اب انھوں نے اس کی شکایتیں شروع کیں۔ یعقوب کے اثر کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ باوجود سخت دشمنی کے اس نے حسن بن ابراہیم بن عبداللہ کے لیے مہدی سے معافی لے لی اور بیچ میں پڑ کر مکہ میں دونوں کی ملاقات بھی کرا دی اس واقعہ سے آل حسن بن علیؑ اس کی طرف سے بدظن ہو گئے۔

یعقوب بن داؤد سے مہدی کی ناراضگی:

اب یعقوب نے محسوس کیا کہ اگر حکومت آل حسن رضی اللہ عنہ کو مل گئی تو یہ اس میں زندہ بھی نہ رہ سکے گا۔ دوسری طرف اس کی مسلسل شکایتوں کی وجہ سے اس نے یہ بھی دیکھا کہ مہدی اس سے اتنے ناراض ہیں کہ نظر اٹھا کر بھی اسے نہیں دیکھتے وہ اسحق بن الفضل کی طرف مائل ہو گیا اور انتظار کرنے لگا کہ کسی طرح اسحق کے دن پھریں۔ اب اسحق کے خلاف بھی مسلسل شکایتیں مہدی کو موصول ہونے لگیں۔ یہاں تک کہا گیا کہ تمام مشرق اور مغرب یعقوب اور اس کے آدمیوں کے ہاتھ میں ہے اس نے سب سے مراسلت کر کے معاملہ طے کر لیا ہے اگر وہ چاہے تو وہ سب کے سب ایک دن اور ایک وقت میں اس کی تحریک پر اٹھ کھڑے ہوں اور حکومت کو اسحق بن الفضل کے لیے اپنے قبضہ میں لے لیں۔ اس خبر سے مہدی کا دل یعقوب کی طرف سے پھر گیا۔

یعقوب بن داؤد کی اسحق بن فضل کے لیے سفارش:

علی بن محمد النوفلی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے مہدی کے ایک خادم نے یہ واقعہ بیان کیا کہ وہ ایک دن مہدی کے سر ہانے کھڑا ہوا کھیاں اڑا رہا تھا اتنے میں یعقوب ان کی خدمت میں حاضر ہوا دوزانو بیٹھ گیا اور عرض پر داز ہوا کہ جناب والا کو مصر کے اضطراب کا علم ہے۔ آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ کسی ایسے شخص کی نشان دہی کروں جو وہاں کا انتظام درست کر دے۔ عرصہ کے غور کے بعد مجھے ایسا شخص نظر آیا ہے جو اس کام کا اہل ہے۔ مہدی نے پوچھا وہ کون ہے؟ اس نے کہا آپ کا قریبی عزیز اور بھائی اسحق بن الفضل۔

مہدی کا یعقوب بن داؤد کو قتل کرنے کا ارادہ:

اس نام کے سنتے ہی یعقوب نے دیکھا کہ مہدی کا منہ بگڑ گیا ہے یعقوب چپکے سے اٹھ کر چلا گیا مہدی برابر دوڑتے ہوئے اسے دیکھتے رہے پھر کہنے لگے اللہ مجھے ہلاک کرے اگر میں اس کا کام تمام نہ کر دوں پھر میری طرف دیکھ کر کہا خبردار اس بات کو کسی سے بیان نہ کرنا۔

تمام شاگرد پیش اور موالی برابر مہدی کو اس کے خلاف ابھارتے اور شکایتیں کر کے ناراض کرتے رہے۔ آخر کار انہوں نے یعقوب کی برطرفی اور محرومی کا ارادہ ہی کر لیا۔

مہدی کی یعقوب بن داؤد سے کشیدگی کی وجہ:

موسیٰ بن ابراہیم الحمودی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مہدی نے بیان کیا کہ خواب میں مجھے یعقوب کی صورت نظر آئی اور اس کے ساتھ یہ سفارش بھی کی گئی کہ میں اسے اپنا وزیر بنالوں۔ جب مہدی نے اسے حالت بیداری میں دیکھا تو کہنے لگے کہ یہی شکل میں نے خواب میں دیکھی تھی انھوں نے اسے اپنا وزیر مقرر کر لیا اور یعقوب کا رسوخ و اقتدار مہدی کی جناب میں بے حد بڑھ گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مہدی نے عیسا باذآیا کیا ان کے ایک منہ لگے خدمت گار نے ان سے کہا کہ احمد بن علی نے مجھ سے یہ بات کہی کہ امیر المومنین نے مسلمانوں کے بیت المال سے پانچ کروڑ کے صرف میں اپنے لیے ایک سیرگاہ بنائی ہے۔ اس خدمت گار کی یہ بات تو مہدی کو یاد رہی مگر وہ احمد بن اسماعیل کا نام بھول گئے اور بعد میں ان کو یہ گمان رہا کہ یعقوب بن داؤد نے یہ رائے ظاہر کی تھی ایک مرتبہ یعقوب سامنے بیٹھا تھا انھوں نے اسے گود میں اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ یعقوب نے کہا امیر المومنین ایسا کیا قصور مجھ سے سرزد ہوا؟ مہدی نے کہا کیا تو نے یہ بات نہیں کہی کہ میں نے اپنی ایک سیرگاہ پر پانچ کروڑ درہم خرچ کر ڈالے۔ اس نے عرض کیا یہ بات

میرے دونوں کانوں نے بھی مجھ سے نہیں سنی اور نہ کرانا کاتین نے اسے لکھا۔ ان کے آپس کے تعلقات کی خرابی کا یہ پہلا سبب تھا۔
مہدی اور یعقوب بن داؤد کے تعلقات:

عورتوں اور جماع کے متعلق مہدی نہایت بے باکی سے فحش اور بیہودہ باتیں یعقوب سے کرتے تھے اور اس بنا پر خود یعقوب بھی عورتوں کے متعلق من گھڑت قصے ان سے آزادی سے بیان کرتا تھا۔ رات کے وقت اس کے مخالفین خلوت میں ان سے اس کی برائیاں کرتے اور یہ اثر لے کر اٹھتے کہ صبح ہوتے ہی یہ یعقوب کا کام ختم کر دیں گے۔ اس گفتگو کی اطلاع یعقوب کو بھی ہو جاتی وہ صبح ہی سلام کے لیے حاضر ہوتا اسے دیکھتے ہی مہدی مسکرا دیتے اور خیریت دریافت کرتے وہ کہتا جی ہاں سب خیریت ہے کہتے میری عمر کی قسم! ذرا بیٹھ جاؤ کچھ باتیں کرو وہ کہتا آج شب میں نے اپنی جاریہ کے ساتھ بسر کی اور اس سے میری یہ گفتگو ہوئی اس گفتگو کے لیے وہ ایک نیا قصہ بنا کر سناتا اس کے جواب میں مہدی بھی ویسی ہی کوئی بات بیان کر دیتے اور اس کے بعد دونوں باہم خوش ہو کر علیحدہ ہو جاتے اس کی اطلاع جب یعقوب کے دراندازوں کو ہوتی تو وہ بڑے متعجب ہوتے کہ مہدی کو یہ کیا ہو گیا ہے۔

ایک مرتبہ کسی کام کے متعلق جسے مہدی کرنا چاہتے تھے یعقوب نے ان سے کہا تھا کہ یہ اسراف ہے۔ مہدی نے کہا کیا کہتے ہو۔ یعقوب اسراف ہی اسراف کو زیبا ہے۔ اگر اسراف نہ ہوتا تو سختی اور بخیل میں امتیازی نہ ہو سکتا۔
خلیفہ مہدی کی یعقوب بن داؤد کو پیش کش:

خود یعقوب بن داؤد کہتا ہے کہ ایک دن مہدی نے مجھے بلا بھیجا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ایک ایوان میں بیٹھے تھے جس میں تمام گلابی فرش خانہ باغ کے سرو کے درختوں تک بچھا ہوا تھا اس باغ میں اور بھی درخت تھے جن کے سرے ایوان کے صحن کے ساتھ ساتھ مناسب ترتیب میں ایستادہ تھے۔ یہ درخت شفتالو اور سیب کے گلابی رنگ کے پھول اور ٹلیوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ فرش ایوان کے جواب میں ان سب کا رنگ بھی گلابی تھا۔ اس قدر خوش نما ایوان میری نظر سے نہیں گزرا تھا اسی کے ساتھ ان کے پاس ایک عدیم المثال حسین جاریہ بیٹھی تھی جو اپنے حسن و قامت و ساخت کے تناسب میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھی اس نے بھی گلابی کپڑے پہن رکھے تھے۔ ان تمام مناسب باتوں نے مجلس کی زیبائش میں انتہائی حسن و لطف پیدا کر دیا تھا جس کی نظیر نہیں دیکھی گئی امیر المومنین نے مجھ سے پوچھا ہماری اس مجلس کو تم نے کیسا پایا۔ میں نے عرض کیا نہایت ہی خوب اللہ امیر المومنین کو یہ مبارک کرے۔ کہنے لگے یہ سب کچھ میں تم کو دیتا ہوں اسے لے جاؤ اور یہ جاریہ بھی اسی کے ساتھ تم کو دی جاتی ہے تاکہ تم پوری طرح مسرور ہو سکو۔ اس پر میں نے مناسب الفاظ میں ان کو وداعی۔

خلیفہ مہدی کی ایک علوی کو قتل کرنے کی فرمائش:

اس کے بعد مجھ سے کہا کہ مجھے تم سے ایک کام ہے یہ سنتے ہی میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین مجھ سے ناراض ہیں۔ میں امیر المومنین کے غضب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہنے لگے نہیں یہ بات نہیں ہے۔ مجھے ایک ضرورت پیش آگئی ہے میں چاہتا ہوں تم اسے پورا کرو اور جو تم نے خیال کیا ہے وہ بات نہیں ہے مجھے درحقیقت ایک ضرورت پیش آگئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس کے پورا کرنے کا اقرار واثق کر لو اور اسے پورا بھی کرو میں نے عرض کیا آپ جو حکم دیں گے میں اس کی بجا آوری کروں گا۔ کہنے لگے بخدا! اس وعدہ پر قائم رہو گے میں نے کہا بخدا! میں اس کی بجا آوری کروں گا میں نے یہ اقرار

تین مرتبہ کیا پھر کہا اچھا میرے سر کی قسم کھا کر وعدہ کرو۔ میں نے کہا آپ کے سر کی قسم۔ کہا نہیں میرے سر پر ہاتھ رکھ کر پھر اس کی قسم کھاؤ۔ میں نے ان کے سر پر ہاتھ رکھا اور قسمیہ وعدہ کیا کہ آپ جو حکم دیں گے میں اس کی بجا آوری کروں گا اور آپ کی حاجت برآوری کروں گا۔ جب انھوں نے مجھ سے عہد واثق لے لیا تو اب کہا کہ فلاں بن فلاں علوی کے متعلق میں چاہتا ہوں کہ تم اس کا کام تمام کر کے مجھے اس کی جانب سے مطمئن کر دو اور اس کام کو جلد ہی کر دیا جائے میں نے کہا بہتر ہے۔ اب انھوں نے مجھ سے کہا کہ یہ لے جاؤ میں اس جاریہ اور اس کے ساتھ اس ایوان میں جس قدر ساز و سامان اور فرش وغیرہ تھا سب اپنے گھر لے آیا اس کے علاوہ ایک لاکھ درہم انھوں نے اور دیئے میں ان سب کو لے کر اپنے گھر آ گیا۔

یعقوب بن داؤد اور علوی کی گفتگو:

چونکہ اس جاریہ کے ساتھ مجھے انتہائی لطف پیدا ہو گیا تھا اس لیے میں نے اسے ایسی جگہ فروکش کیا کہ میرے اور اس کے درمیان صرف ایک پردہ ہی حاجب تھا میں نے اس علوی کو بلا بھیجا اور اپنے اوپر پورا اعتماد لا کر اس کا حال پوچھا اس نے چند جملوں میں اپنا حال بیان کر دیا اس سے گفتگو کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ نہایت ہی دور اندیش فریس اور خوش بیان شخص ہے اثنائے گفتگو میں اس نے ایک مرتبہ یہ بھی کہا یعقوب تم کو کیا ہوا ہے کیا تم میرے خون کا بار لیے ہوئے اللہ کے سامنے جاؤ گے یاد رکھو کہ میں فاطمہ بنت محمد ﷺ کی اولاد میں ہوں۔ میں نے کہا آپ بالکل متردد نہ ہوں بھلا آپ کے لیے میں سوائے بھلائی کے کچھ اور بھی کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا اچھا اگر تم میرے ساتھ نیکی کرو گے تو میں تمہارا شکر گزار رہوں گے دعا دوں گا اور تمہارے لیے دعائے مغفرت کروں گا۔

علوی کی روانگی:

میں نے کہا اچھا تو آپ کون سا طریقہ اپنے لیے بہتر سمجھتے ہیں اس نے بتایا کہ یہ راستہ بہتر ہے میں نے پوچھا یہاں ایسے کون آپ کے خاص دوست ہیں جن پر آپ کو پورا بھروسہ ہو اس نے ان کے نام بتائے میں نے کہا آپ ان کو بلا لیں۔ یہ روپیہ لیجیے۔ اور ان کے ساتھ اللہ کی حفاظت و نگرانی میں روانہ ہو جائیے۔ مناسب یہ ہے کہ اسی میرے مکان میں ان کو بلائیے اور یہیں سے آپ آج ہی رات ان کے ہمراہ فلاں مقام کو روانہ ہو جائیں۔

یعقوب بن داؤد کے خلاف مہدی کو شکایت:

اس جاریہ نے میری یہ تمام گفتگو سن لی تھی اس نے اپنے ایک خادم کے ذریعہ اس کی اطلاع مہدی کو کر دی اور کہلا بھیجا کہ یہ اس شخص نے آپ کو جزا دی ہے جس کو آپ نے اپنے پر ترجیح دی اور سارا قصہ پہنچا دیا۔ مہدی نے اسی وقت اپنے آدمی بھیج کر تمام راستے اور نا کے بند کرادیئے اور ان تمام مقامات کی جن کا ذکر میں نے اور علوی نے اپنی گفتگو میں کیا تھا اپنے پیادوں سے تفتیش شروع کرادی۔

علوی کی گرفتاری:

تھوڑی دیر میں سپاہی خود اس علوی اس کے دونوں ہمراہیوں اور اس روپیہ کو اسی صورت میں جس کی اس جاریہ نے نشان دہی کی تھی گرفتار کر کے مہدی کی خدمت میں لے آئے۔ دوسرے دن سویرے مہدی کا ہر کارہ مجھے بلانے آیا میں علوی کے معاملہ سے

بالکل خالی الذہن تھا۔ اب میں مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا۔ وہ کرسی پر متمکن تھے اور ہاتھ میں بیر کی چھڑی تھی مجھ سے کہا یعقوب اس شخص کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے امیر المومنین کو راحت دے دی ہے۔ پوچھا مرگیا؟ میں نے کہا جی ہاں کہا واقعی میں نے کہا بخدا وہ مرگیا، کہا اچھا اٹھو اور میرے سر پر اپنا ہاتھ رکھ کر میرے سر کی قسم کھاؤ۔ میں نے ان کے سر کی قسم کھائی۔

یعقوب بن داؤد پر عتاب:

اب انھوں نے غلام کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو سامنے حاضر کرو جو اس کو ٹھڑی میں ہیں اس نے دروازہ کھولا تو وہاں علوی مع اپنے دونوں ہمراہیوں اور اس روپیہ کے جو میں نے دیا تھا موجود تھا۔ اسے دیکھ کر میرے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور زبان گنگ ہو گئی۔ مہدی نے کہا اب اگر میں چاہوں تو میں تجھے قتل کر سکتا ہوں، مگر میں قتل تو نہیں کرتا البتہ اسے لے جا کر سرکاری جیل میں قید کر دو اور کبھی اس کا تذکرہ میرے سامنے نہ آنے دو میں سرکاری جیل میں قید کر دیا گیا اور اس میں بھی ایک کنوئیں میں اتار دیا گیا ایک زمانہ طویل میں نے اس زندان بلا میں گزار دیا۔ مجھے دنوں کا شمار بھی یاد نہ رہا تھا بصارت پٹی گئی۔ بال اتنے بڑھ گئے تھے کہ جانوروں کی صورت ہو گئی تھی۔

یعقوب بن داؤد کی رہائی و مکہ میں قیام:

میں اس مصیبت میں دن بسر کر رہا تھا کہ یکا یک مجھے باہر نکالا گیا اور لوگ مجھے کہیں لے چلے، مجھے علم نہ تھا کہ کہاں لے جا رہے ہیں۔ ایک جگہ پہنچ کر لوگوں نے مجھ سے کہا کہ امیر المومنین کو سلام کر میں نے سلام کیا۔ پوچھا کس امیر المومنین کو سلام کرتے ہو؟ میں نے کہا مہدی کو، انھوں نے کہا مہدی پر اللہ نے رحم کیا، میں نے کہا ہادی کو، کہا گیا اللہ نے ان پر بھی اپنا رحم کیا۔ میں نے کہا رشید کو، انھوں نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ میں نے عرض کیا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین کو میرا سا حال معلوم ہے انھوں نے کہا ہمیں سب معلوم ہے اور اس کا احساس بھی ہے تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا آپ مجھے مکہ میں اقامت کی اجازت مرحمت فرمائیں، کہا بہتر ہے اس کے علاوہ اور کوئی حاجت ہو تو بیان کرو، میں نے کہا اب کوئی لذت باقی ہے نہ تمنا، کہا تو مناسب ہے مکہ چلے جاؤ۔ اسی کے بعد میں نے مکہ کی راہ لی۔ یعقوب کا بیٹا بیان کرتا ہے کہ یہ مکہ آ گئے، مگر کچھ ہی روز کے بعد وہیں انھوں نے انتقال کیا۔

یعقوب بن داؤد کی مہدی کو نصیحت:

یعقوب بن داؤد سے روایت ہے کہ مہدی نبیذ نہیں پیتے تھے اور اس احتراز کی وجہ ان کے خیال میں حرمت نہ تھی بلکہ وہ ان کو مرغوب نہ تھی البتہ ان کے احباب میں سے عمر بن بزیع، معلیٰ ان کا مولیٰ مفضل اور تمام دوسرے خدام ان کے سامنے پیتے تھے میں ان کے دوستوں کی اس شراب اور سماع مجلسوں میں اس قدر انہماک پر پند کرتا تھا اور کہتا تھا کہ آپ نے مجھے اس لیے وزیر نہیں بنایا ہے کہ میں اس قسم کی صحبتوں میں آپ کی شرکت کروں ایک طرف تو آپ بیچ وقت نماز جامع مسجد میں ادا کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ کے سامنے آپ کے مصاحب نبیذ پیتے ہیں اور آپ بھی راگ گانے کی مجلس میں ان کے ساتھ شریک صحبت ہوتے ہیں میری اس نصیحت کا محض وہ یہ جواب دیتے اچھا عبد اللہ میں نے تمہاری بات سن لی۔ میں نے ایک دن کہا کہ جناب والا اس سے آپ کے حسنات میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا بلکہ جو شخص روزانہ اس نصیحت کو سنتا ہے اس کے دو ہی نتیجے ہیں کہ یا تو اللہ سے اس کی قربت میں

اضافہ ہوتا ہے یا اس سے بعد بڑھتا جاتا ہے۔

یعقوب بن داؤد کی عہدہ وزارت سے سبک دوشی کی درخواست :

یعقوب کا بیٹا راوی ہے کہ میرے باپ مہدی کو برابر نبیذ پلانے اور گانا سننے سے روکتے رہے یہاں تک کہ اب مہدی کو ان کی نصیحت ناگوار گزرنے لگی اور وہ اس سے تنگ آ گئے دوسری طرف خود یعقوب اپنی بات کے بگڑ جانے سے برداشتہ خاطر تھے انھوں نے اللہ سے اپنا معاملہ رجوع کیا اور اس بات کا تہیہ کر لیا کہ وہ اپنی خدمت سے سبک دوش ہو جائیں گے۔

یعقوب کہتا ہے کہ اس خیال سے میں نے ایک دن مہدی سے آ کر کہا کہ امیر المومنین بخدا! جس منصب جلیلہ پر میں ہوں اس سے شراب پینا بہتر ہے کہ ایک نہ ایک دن میں شراب سے اللہ کی جناب میں توبہ تو کر لوں گا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اس عہدے سے سبکدوش فرمادیں اور اگر میری کوئی خطا سرانجام امور میں پیش نظر ہو تو اسے معاف کر دیں اور جسے چاہیں میری جگہ مقرر کر لیں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میرے اور میری اولاد کے دوستانہ مراسم آپ سے ہمیشہ قائم رہیں۔ آپ نے تمام اہمات امور میرے سپرد کر دیئے ہیں۔ فوجوں کی معاش کی سربراہی میرے متعلق ہے یہ اس قدر بار عظیم ہے کہ مجھے نیند نہیں آتی اور میں آپ کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت فروخت کرنا نہیں چاہتا کہ یہ سب ذمہ داریاں اپنے سر لوں میری اس گزارش پر وہ کہتے اے بارالہ تو اسے معاف کر دے اور اس کے قلب کی اصلاح کر دے۔ اس پر ان کے شاعر نے یہ شعر کہا:

فدع عنك يعقوب بن داؤد جانباً واقبل على صهبا طيبة النشر

ترجمہ: ”تو ابن داؤد کی طرف سے منہ پھیر لے اور شراب لے جس کی مہک دور تک ہے۔“

ابن سلام کی روایت :

ابن سلام سے روایت ہے کہ اپنے مقام ضعف کے قیام کے وقت مہدی نے یعقوب بن داؤد کے بیٹے کو ایک جاریہ عطا کی چند روز کے بعد مہدی نے اس کو دریافت کیا اس نے عرض کیا کہ امیر المومنین اس ایسی میری نظر سے نہیں گذری کوئی دوسری عورت میرے تصرف میں ایسی نہیں آئی کہ جس سے مجھے ایسی لذت حاصل ہوئی ہو یا اس نے اس قدر اپنی تکلیف کا اظہار کیا ہو اور میرا کہا مانا ہو۔ اس جملہ کو سن کر مہدی نے یعقوب کی طرف دیکھا اور کہا کہ اس جملہ کا اشارہ کس طرف ہے میری طرف یا تمہاری طرف یعقوب نے کہا حق کو ہر بات سے بچایا جاتا ہے مگر اس کے نفس سے نہیں بچایا جاسکتا۔

یعقوب بن داؤد کی علالت :

علی بن محمد النوفلی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ یعقوب روزانہ شب مہدی سے خلوت میں ملاقات کرتا تھا اور وہ پھر دونوں رات گئے تک باتیں کرتے رہتے۔ اسی طرح وہ ایک رات اس کا جلیس تھا باتوں میں بہت رات گزر گئی اس وقت وہ ان کے پاس سے رخصت ہو کر باہر آیا وہ ہاشمی رنگی ہوئی طلسمان پہنے تھا یہ تھوڑا گنجا تھا طلسمان میں اس قدر کلف تھا کہ اس میں سے رف رف کی آواز آتی تھی۔ اس کا غلام اس کے شہبا گھوڑے کی لگام پکڑے تھا نبیذ کی وجہ سے غافل تھا۔ یعقوب اپنے لبادے کو برابر کرنے لگا اس میں کلف کی آواز ہوئی۔ گھوڑا بھڑک گیا۔ یہ غفلت میں اپنے لبادے کو برابر کرتا ہوا گھوڑے کے قریب جا پہنچا اور سوار ہونے کے لیے اسے پیچھے ہٹانے لگا۔ گھوڑے نے یعقوب کی پنڈلی پر ایک ایسی لات ماری کہ وہ ٹوٹ گئی۔

یعقوب کی علالت پر مہدی کی بے قراری:

یعقوب نے زور سے ایک ایسی چیخ ماری کہ اسے مہدی نے بھی سنا وہ ننگے پاؤں اپنی خواب گاہ سے برآمد ہوئے اور اس کی چوٹ دیکھ کر اس قدر بے چین ہو گئے کہ خود بھی جزع فزع کرنے لگے پھر کمری پر بٹھا کر اسے گھر بھجوا دیا۔ صبح ہوتے ہی اس کی عیادت کو گئے۔ اس واقعہ کی اطلاع عام ہوئی تمام لوگ یعقوب کی عیادت کو گئے۔ تین دن مسلسل مہدی اس کی عیادت کے لیے جاتے رہے۔ اس کے بعد روزانہ آدی کے ذریعہ خیریت دریافت کرا لیتے اس حادثہ کی وجہ سے جب یعقوب دربار میں حاضر نہ ہو سکا تو اب اس کے مخالفوں کو اس کی شکایت کرنے کا زریں موقع ہاتھ آ گیا۔

مہدی کی یعقوب بن داؤد سے برہمی:

اس حادثہ کو دس دن بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ مہدی اس سے برہم ہو گئے اسے اب یوں ہی اپنے مکان میں علاج کے لیے چھوڑ دیا اور اپنے تمام مصاحبوں میں اعلان کر دیا کہ اب کوئی شخص یعقوب بن عبا اور ٹوپی نہ پہنے جو پہنے پایا جائے گا اس کے کپڑے اتار لیے جائیں گے نیز انھوں نے یعقوب کو نصر کی قید میں محبوس کر دیا۔ اس کے بعد ان کے حکم سے یعقوب کے تمام مقرر کردہ عمال اطراف و اکناف سلطنت میں برطرف کیے گئے نیز ان کے حکم سے اس کے تمام گھروالے گرفتار کر کے قید کر دیئے گئے۔

یعقوب بن داؤد پر عتاب:

جب یعقوب بن داؤد اور اس کے گھرانے والے قید کر دیئے گئے اور اس کے مقرر کردہ تمام عمال موقوف ہو کر متفرق ہو کر روپوش ہو گئے تو ایک روز مہدی سے یعقوب اور اسحاق ابن الفضل کا واقعہ بیان کیا گیا۔ مہدی نے ایک رات دونوں کو دربار میں طلب کیا اور یعقوب سے سوال کیا کہ کیا تم نے مجھ سے یہ بات نہیں کہی تھی کہ یہ اسحاق اور اس کے خاندان والے مدعی ہیں کہ وہ خلافت کے ہم سے زیادہ مستحق ہیں اور ان کو ہمارے مقابلے میں بزرگی سن حاصل ہے۔ یعقوب نے کہا کہ میں نے آپ سے کبھی یہ بات نہیں کی، مہدی نے کہا اب تم مجھے جھٹلاتے ہو اور میری بات کی تردید کرتے ہو، مہدی نے درے طلب کیے اور ان سے بارہ ضربیں نہایت سخت ماریں اور پھر جیل خانہ بھیج دیا۔ اب اسحاق نے مہدی سے حلفیہ کہا کہ میں نے ہرگز یہ بات نہیں کہی تھی اور نہ یہ میری شان ہے کہ ایسی بات زبان سے نکالوں۔ آپ خود ہی غور کریں کہ یہ بات میں کیسے کہہ سکتا ہوں۔ میرا دوازا مانہ جاہلیت میں مرچکا تھا اور آپ کے پدر بزرگوار رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی باقی تھے اور وہی ان کے وارث تھے۔ یہ سن کر مہدی نے حکم دیا کہ اسے نکال دو۔

مہدی کی یعقوب بن داؤد سے معذرت:

دوسرے دن صبح کو مہدی نے یعقوب کو دوبارہ طلب کیا اور پھر وہی بات کہی جو شب گزشتہ میں کہی تھی، اس نے کہا کہ ذرا مہلت دیجیے میں ابھی آپ کو یاد دلاتا ہوں آپ باغ میں دریا کے کنارے چوٹی بنگہ میں قیام پذیر تھے میں آپ کے ساتھ تھا اس وقت ابو الوزیر حاضر ہوا تھا۔ (راوی کہتا ہے کہ یہ شخص یعقوب کا اس طرح داماد تھا کہ صالح بن داؤد کی بیٹی اس کی بیوی تھی) اس نے یہ بات آپ سے کہی تھی۔ کہ اسحاق اس بات کا مدعی ہے۔ مہدی نے کہا ہاں! اب مجھے یاد آیا، تم سچے ہو پھر انھوں نے کل کی مار پر اس سے معذرت چاہی مگر پھر جیل خانہ بھیج دیا۔ مہدی اور موسیٰ کے تمام عہدیدان وہ اسی طرح قید میں پڑا ہا البتہ جب رشید خلیفہ ہوئے تو انھوں نے اس رجحان کی وجہ سے جو یعقوب کو ان کے ساتھ ان کے باپ کے زمانے میں تھا اسے رہا کر دیا۔

مہدی کا قصر السلامہ میں قیام:

اس سال موسیٰ الہادی جرجان روانہ ہوئے اور انھوں نے ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم کو جرجان کا قاضی مقرر کیا اس سال مہدی نے عیساباز میں آکر سکونت اختیار کی یہی قصر السلامہ ہے۔ دوسرے تمام لوگ بھی ان کے ساتھ یہیں قیام پذیر ہو گئے۔ نیز یہاں انھوں نے درہم و دینار مضروب کیے۔ اس سال مہدی کے حکم سے پہلی مرتبہ مدینہ سے مکے اور یمن تک خجروں اور اونٹوں کے ذریعہ باقاعدہ سلسلہ رسل و رسائل قائم کیا گیا۔

خراسان میں شورش:

اس سال مسیب بن زہیر کے خلاف خراسان میں شورش ہو گئی۔ مہدی نے فضل بن سلیمان الطوسی ابو العباس کو خراسان کا ناظم مقرر کیا اور خراسان کے ساتھ سجستان بھی اس کے تحت دے دیا۔ فضل نے مہدی کے حکم سے تمیم بن سعید بن دلج کو سجستان پر اپنا نائب مقرر کیا۔

زند یقوں کی گرفتاری:

اس سال داؤد بن روح بن حاتم۔ اسمعیل بن سلیمان بن مجالد محمد بن ابی ایوب المکی اور محمد بن طیفور زندقہ کے الزام میں گرفتار کیے گئے انھوں نے اعتراف جرم کیا مہدی نے ان سے توبہ لی اور چھوڑ دیا۔ داؤد بن روح کو اس کے باپ روح کے پاس جو ان دنوں بصرے کا عامل تھا بھیج دیا اور اس کی اصلاح کی بھی ہدایت کی۔

اس سال الواضاح الشردی عبد اللہ بن عبید اللہ الوزیری کو (یہی معاویہ بن عبد اللہ الاشعری ہے) یہ شامیوں میں تھا پکڑ کر دربار میں لایا ابن شبابہ ہمیشہ اس کی شکایت کرتا تھا اس پر بھی زندقہ کا الزام تھا۔ ہم اس کے واقعہ اور قتل کی کیفیت پہلے بیان کر چکے ہیں۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ و عمال:

اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد مدینہ رسول کا عامل مقرر ہوا۔ اس سال طائف اور مکہ کا عامل عبد اللہ بن قثم تھا۔ اس سال مہدی نے منصور بن یزید بن منصور کو یمن کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عبد اللہ بن سلیمان الربعی کو مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے عبد الصمد بن علی کو اپنی قید سے چھوڑ دیا۔ اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔ عامل کوفہ ہاشم بن سعید تھا اور عامل بصرہ روح بن حاتم تھا۔ خالد بن طلح بصرہ کے قاضی تھے۔ دجلہ کسکر متعلقات بصرہ بحرین اضلاع ابواز فارس اور کرمان کا عامل معلیٰ امیر المومنین کا مولیٰ تھا۔ مصر کا والی ابراہیم بن سلیمان تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا والی تھا۔ یحییٰ الحرشی بخران رویان اور جرجان کا والی تھا۔ فراشہ امیر المومنین کا مولیٰ دناوند اور قوس کا والی تھا۔ اور سعد امیر المومنین کا مولیٰ رے کا والی تھا اس موقت صلح کی وجہ سے جو روم سے ہو چکی تھی اس سال موسم گرما میں کوئی مہم جہاد کے لیے نہیں بھیجی گئی۔



۱۶۷ھ کے واقعات

موسیٰ بن مہدی کی رؤسائے طبرستان پر فوج کشی:

اس سال مہدی نے اپنے بیٹے موسیٰ کو ایک زبردست فوج کے ساتھ جو بے نظیر ساز و سامان سے آراستہ تھی ونداہر مز اور شرویں رؤسائے طبرستان سے لڑنے جرجان روانہ کیا۔ اس مہم کو بھیجتے وقت انھوں نے ابان بن صدقہ کو موسیٰ کا قانع نویس مقرر کیا۔ محمد بن جمیل کو منصرم فوج، نصیع منصور کے مولیٰ کو اس کا حاجب، علی بن عیسیٰ بن ماہان کو اس کا محافظ اور عبداللہ بن حازم کو اس کا حاجب، علی بن عیسیٰ بن ماہان کو اس کا محافظ اور عبداللہ بن حازم کو اس کا محافظ اور عبداللہ بن حازم کو اس کا محافظ اور عبداللہ بن حازم کو اس کا محافظ کے لیے یزید بن مزید کی قیادت میں فوجیں روانہ کیں اس نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کا انتقال:

اس سال عیسیٰ بن موسیٰ نے کوفہ میں انتقال کیا۔ اس وقت روح بن حاتم کوفہ کا عامل تھا۔ یہ جنازے میں شریک ہوا۔ لوگوں نے کہا آپ امیر ہیں آپ نماز پڑھائیں۔ اس نے کہا کہ کاش! اللہ ایسا نہ کرتا کہ روح کو عیسیٰ کی نماز جنازہ پڑھانی پڑتی۔ مناسب یہ ہے کہ ان کا سب سے بڑا بیٹا نماز پڑھائے۔ عیسیٰ کے لڑکوں نے اس سے انکار کیا مگر اس نے بھی اپنے انکار پر اصرار کیا بالآخر عباس بن عیسیٰ نے بڑھ کر اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ مہدی کی روح بن حاتم سے خفگی:

مہدی کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی روح پر بگڑے اور اسے لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے عیسیٰ کی نماز جنازہ پڑھانے سے ابا کیا۔ تم اپنے باپ یا دادا کی وجہ سے نماز کے لیے مدعو نہیں کیے گئے تھے اگر میں خود وہاں ہوتا تو میں خود پڑھاتا اور جب میں نہ تھا تو سرکاری عہدہ دار اور میرے نمائندہ کی حیثیت سے تم ہی کو نماز پڑھانا تھا۔ اس واقعہ کی وجہ سے انھوں نے اس کے حسابات کی تنقید کا حکم دیا۔ نماز اور انتظام سلطنت کے ساتھ کوفہ کی مال گزاری کا اہتمام بھی اسی کے متعلق تھا۔ اگرچہ جب عیسیٰ نے وفات پائی اس وقت مہدی اس سے اور اس کے بیٹوں سے ناراض چلے آتے تھے مگر اس کی جلالت شان کی وجہ سے اس کے خلاف کسی کارروائی کی انھوں نے جرأت نہیں کی۔

زندہ یقوں کے خلاف سرگرمی:

اس سال مہدی نے زندہ یقوں کے استیصال میں بڑی سرگرمی کو شش شروع کی تمام اطراف و اکناف دنیائے اسلام میں ان کی تفتیش کی اور قتل کر دیا عمر الکواذی کو اسی کام پر متعین کیا۔ اسی سلسلہ میں منصور کے کاتب یزید بن الفیض کو گرفتار کیا گیا چونکہ اس نے اعتراف جرم کر لیا۔ اسے محض قید کی سزا دی گئی مگر یہ کسی طرح قید سے فرار ہو گیا اور پھر گرفتار نہ کیا جاسکا۔

ابوعبید اللہ معاویہ بن عبید اللہ کی برطرفی:

اس سال مہدی نے ابوعبید اللہ معاویہ بن عبید اللہ میرنشی کو اس وجہ سے برطرف کر دیا کہ یہ امیر المومنین کے اختیارات، ناجائز

طور پر استعمال کرنے لگا تھا۔ مہدی نے اس کی جگہ ربیع اپنے حاجب کو میرنشی مقرر کیا اس نے سعید بن واقد کو اس عہدہ پر اپنا نائب مقرر کیا۔

اس سال بغداد اور بصرہ میں سخت متعدی کھانسی نزلہ پھوٹ پڑا جس سے ہزاروں جانیں ضائع ہوئیں۔
اس سال ابان بن صدقہ موسیٰ کے وقایع نگار نے جرجان میں انتقال کیا۔ مہدی نے اس کی جگہ ابو عبید اللہ کے مددگار ابو خالد الاحول یزید کو موسیٰ کے پاس بھیج دیا۔
مسجد الحرام میں توسیع:

اس سال مہدی کے حکم سے مسجد الحرام میں اضافہ کیا گیا۔ بہت سے مکانات مسجد میں شامل کیے گئے یہ تعمیر جدید یقطین بن موسیٰ کے زیر اہتمام ہوتی رہی۔ تعمیر جاری تھی کہ مہدی نے وفات پائی۔
یحییٰ الحارثی کی معزولی:

اس سال یحییٰ الحارثی طبرستان رویان اور دوسرے ان علاقوں کی ولایت سے جو اس کے تفویض تھے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ فراشہ مہدی کا مولیٰ مقرر کیا گیا۔ اس سال ذی الحجۃ الحرام کے ختم میں چند راتیں باقی رہ گئی تھیں کہ ایک روز ایسا سخت کھر چھایا کہ دنیا اندھیر ہو گئی پھر بہت دیر کے بعد آفتاب طلوع ہوا۔ اس وقت صلح کی وجہ سے جو روم اور مسلمانوں کے درمیان ہو چکی تھی اس سال بھی موسم گرما میں کوئی جہادی مہم نہیں بھیجی گئی۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ و عمال:

ابراہیم بن یحییٰ عامل مدینہ کی امارت میں حج ہوا۔ یہ حج سے فارغ ہو کر مدینہ آ گیا مگر آنے کے چند ہی روز بعد اس کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اسحاق بن عیسیٰ بن علی مدینہ کا والی مقرر کیا گیا۔

اس سال عقبہ بن مسلم النہائی کو عیسایاؤں میں جب کہ وہ عمر بن بزلیج کے مکان میں تھا کسی نامعلوم شخص نے خنجر سے ہلاک کر دیا۔
اس سال عبید اللہ بن النعمان اور طائف کا عامل تھا۔ سلیمان بن یزید الحارثی بن یزید الحارثی یمن کا والی تھا۔ عبداللہ بن مصعب الزبیری یمامہ کا عامل تھا۔ روح بن حاتم کوفہ کا والی تھا انتظام ملک اور امامت صلوٰۃ اس کے متعلق تھی۔ اسی طرح محمد بن سلیمان بصرہ کا والی اور امام تھا۔ عمرو بن عثمان القیمی بصرہ کے قاضی تھے۔ اضلاع دجلہ کسر متعلقات بصرہ بحرین عمان اور اضلاع ابواز فارس اور کرمان کا والی المعلیٰ مہدی کا مولیٰ تھا۔ فضل بن سلیمان الطوسی خراسان اور جستان کا ناظم اعلیٰ تھا۔ موسیٰ بن مصعب مصر کا والی تھا۔ یزید بن حاتم افریقیہ کا والی تھا۔ طبرستان اور رویان پر عمر بن العلاء تھا جرجان دناوند اور قوس کا والی فراشہ مہدی کا مولیٰ تھا۔ رے پر سعد امیر المومنین کا مولیٰ عامل تھا۔



۱۶۸ھ کے واقعات

اہل روم کا نقض عہد:

اس سنہ کے ماہ رمضان میں رومیوں نے اس صلح کو توڑ دیا جو ان کے اور ہارون کے درمیان طے پائی تھی۔ صلح کے انعقاد کے پہلے دن سے نقض تک پورے بتیس ماہ گزرے تھے۔ علی بن سلیمان والی جزیرہ اور قنسرین نے یزید بن بدر بن البطل کو ایک سریہ کے ساتھ رومی علاقے پر غارتگری کے لیے بھیجا۔ اس مہم نے بہت سی غنیمت اور فتوحات حاصل کیں۔

متفرق واقعات:

اس سال مہدی نے سعید الحارثی کو چالیس ہزار فوج کے ساتھ طبرستان بھیجا۔ اس سال عمر الکواذی زندیقوں کے محتسب نے انتقال کیا اور اس کی جگہ حمود بن محمد بن عیسیٰ جو اہل مہمان سے تھا مقرر کیا گیا۔

اس سال مہدی نے زندیقوں کو بغداد میں قتل کیا۔ نیز انھوں نے اپنے خاندان کے انساب اور روایات کے دفتر کو دمشق سے مدینے منتقل کر دیا۔

اس سال مہدی نہر الصلہ واقعہ زیرین واسطہ آئے اسے نہر الصلہ اس لیے کہتے ہیں کہ مہدی کا ارادہ تھا کہ اس کی تمام آمدنی اپنے اعزہ کو جاگیر میں دے دیں اور اس طرح ان سے صلہ رحمی کریں۔

دفتر بند و بست پر علی بن یقطین کا تقرر:

اس سال مہدی نے عمر بن بزیع کے اوپر علی بن یقطین کو دفتر بند و بست کا ناظم مقرر کر دیا۔ سب سے پہلے اسی نے مہدی کی خلافت میں اس محکمہ کو قائم کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب بہت سی اسناد اس کے پاس جمع ہوئیں تو اس نے سوچا کہ جب تک ان سب کا باقاعدہ دفتر میں داخلہ نہ ہو وہ نہ یاد رہ سکتی ہیں اور نہ اس پر باضابطہ کارروائی کی جاسکتی ہے۔ اس خیال سے اس نے دفتر دیوانی بنایا اس کے مختلف شعبے قائم کیے ہر شعبہ کو ایک ایک شخص کی نگرانی میں دیا۔ چنانچہ مال گزاری سے متعلقہ اسناد کے دفتر کا افسر اسماعیل بن صبیح تھا۔ اسناد کا ایسا کوئی دفتر بنی امیہ کے عہد میں نہ تھا۔

امیر حج علی بن محمد:

اس سال علی بن محمد المہدی ابن ریطہ کی امارت میں حج ہوا۔

۱۶۹ھ کے واقعات

مہدی کی ہادی کی ولی عہدی پر ہارون کی تقدیم کی خواہش:

اس سال ماہ محرم میں مہدی ماسذان روانہ ہوئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اپنے آخر مدت میں مہدی کا ارادہ ہو گیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے ہارون کو اپنے بیٹے موسیٰ البہادی پر مقدم کر دیں۔ ہادی اس وقت جرجان میں تھا۔ مہدی نے اپنے بعض خاندان والوں کو اس غرض سے اس کے پاس بھیجا کہ وہ بیعت کے معاملہ کا تصفیہ کر دے اور رشید کو اپنے اوپر مقدم کر دے مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس پر

مہدی نے اپنے ایک مولیٰ کو اس کے پاس بھیجا۔ ہادی نے ان کے پاس آنے سے انکار کر دیا اور قاصد کو مارا۔ اس بنا پر خود مہدی اس سے ملنے جرجان روانہ ہو گئے۔ مگر اثناء راہ میں ان کو حادثہ پیش آ گیا۔

مہدی کی روانگی ماسبذان:

علی بن یقطین نے مہدی سے درخواست کی کہ کل صبح کا کھانا آپ میرے ساتھ تناول فرمائیں انھوں نے وعدہ کر لیا۔ مگر پھر نہ معلوم ان کے دل میں کیا آئی کہ ماسبذان جانے کے لیے بالکل تیار ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی چیز ان کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ علی نے عرض کیا کہ جناب والا نے تو کل کے لیے میری دعوت قبول کی تھی۔

انھوں نے کہا کہ دعوت کا کھانا نہروان لے آؤ، علی کھانا لے گیا، مہدی نے نہروان میں سبج کا کھانا کھایا۔ اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔

مہدی کی وفات کے متعلق مختلف روایات:

ان کی سبب موت میں اختلاف ہے۔ واضح مہدی کا داروغہ بیان کرتا ہے کہ وہ ماسبذان کے قریہ زد میں شکار کے لیے گئے، میں عصر کے بعد تک ان کے ہمراہ تھا۔ اس کے بعد میں اپنے خیمہ میں چلا آیا۔ میرا خیمہ ان کے خیمہ سے فاصلہ پر ایستادہ تھا علی الصباح نوبت مقرر کرنے کے لیے میں سوار ہو کر صحرا میں گزر رہا تھا۔ میں تنہا تھا میرا غلام اور دوسرے آدمی پیچھے رہ گئے تھے۔ اس وقت مجھے ایک برہنہ حبشی کجاوہ کی کانٹھی پر سوار نظر پڑا۔ اس نے میرے قریب آ کر مجھ سے کہا۔ ابو سہل اللہ تمہارے آقا امیر المومنین کی موت کا تم کو اجر دے۔ میرا ارادہ ہوا کہ اس کے چابک ماروں مگر وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ میں قاتلوں کے قریب آیا۔ مسرور سامنے آیا اور اس نے کہا اللہ تمہارے آقا امیر المومنین کی موت کا تم کو اجر دے۔ اب میں ان کے مقام میں داخل ہوا۔ دیکھا وہ اپنے خیمہ میں مردہ پڑے ہیں۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ کیا بات ہوئی۔ عصر کے بعد میں تم سے جدا ہوا ہوں اس وقت تک وہ بالکل ہشاش اور تندہ رہا تھا۔ آخر ہوا کیا۔ مسرور نے کہا شکاری کتوں نے ایک ہرن کا پیچھا کیا وہ بھاگتے بھاگتے ایک ویران مکان کے دروازے میں گھس گیا۔ کتے بھی اس کے پیچھے اس میں در آئے ان کے پیچھے امیر المومنین کا گھوڑا بھی اس میں داخل ہوا۔ دروازہ اس قدر چھوٹا تھا کہ ایک دم گھسنے میں ان کی ریڑھ ٹوٹ گئی اور وہ اسی وقت جاں بحق ہو گئے۔

علی ابن ابی نعیم کا بیان:

علی بن ابی نعیم المزوری کہتا ہے کہ مہدی کی ایک جاریہ نے اپنی ایک سوکن کو مسموم کھیں بھیجی۔ مہدی اس وقت عیساباذ سے چل کر ایک باغ میں بیٹھے ہوئے تھے اس کھیں کو منگوا کر اس میں سے کچھ کھائی اور اس جاریہ نے خوف کی وجہ سے اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ اس میں زہر ملا ہے۔

احمد بن محمد الرازی کی روایت:

احمد بن محمد الرازی کہتا ہے کہ مہدی ماسبذان کے قصر کے ایک کوٹھے پر بیٹھے تھے۔ جہاں سے تمام نیچے کا حصہ نظر آتا تھا اس کی جاریہ حسنہ نے دو بڑی بڑی ناشپاتیاں تراش کر ایک قاب میں رکھیں ان میں جو اعلیٰ تھی اس میں زہر ملا دیا اور پھر دونوں کو اچھی طرح ملا کر عمدہ ناشپاتی کے ٹکڑے قاب کے اوپر رکھے۔ مہدی کو ناشپاتی بہت مرغوب تھی پھر اس نے اپنی خادمہ کے ہاتھ وہ ناشپاتیاں

مہدی کو ایک دوسری جاریہ کو جسے وہ بہت چاہتے تھے بھیج دیں۔ تاکہ اس کا کام تمام ہو وہ خادمہ اس قاب کو لیے ہوئے مہدی کے سامنے سے گزری مہدی نے جب دیکھا کہ خادمہ ناشپاتیاں کہیں لیے جا رہی ہے اس نے اسے بلایا اور جو مسموم ناشپاتی قاب کے اوپر تھی اس کو اٹھا کر کھالیا وہ معدے میں پہنچی تھی کہ مہدی نے چیخ ماری، حسہ نے بھی آواز سنی اور جب اسے واقعہ کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنا سر پیٹتی روتی ہوئی آئی۔ کہنے لگی میں نے تو چاہا تھا کہ آپ صرف میرے ہو رہیں۔ یہ کیا ہوا کہ میں نے ہی آپ کو ہلاک کر دیا۔ مہدی نے اسی دن انتقال کیا۔

مہدی کی وفات پر ابوالعتاہیہ کے اشعار:

عبداللہ بن اسماعیل مہتمم سواری کہتا ہے کہ جب ہم ماسذان آئے تو میں نے قریب جا کر ان کے گھوڑے کی باگ تھام لی اس وقت وہ بالکل اچھے تھے کوئی عارضہ لاحق نہ تھا۔ دوسری صبح کو معلوم ہوا کہ وہ انتقال کر گئے۔ حسہ اس وقت ان کے پاس سے اپنے خیمہ میں واپس آ گئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ اس کا خیمہ ماتم میں سیاہ کبل پوش ہے۔ اس پر ابوالعتاہیہ نے یہ شعر کہے:

ارحن فی الوشی واصبحن علیہن المسوح کل نطاح من الدهر لہ یوم نطوح

لست بالباقی و لو عمرت ما عمر نوح فعلى نفسك نح ان كنت لا بد تنوح

ترجمہ: ”ان عورتوں نے رات لباس فاخرہ اور سہاگ میں بسر کی اور انھیں کو صبح کے وقت اتنی لباس پہننا پڑا۔ ہرز بردست نکر مارنے والے کو ایک دن زمانہ اپنی نکر سے گرا دیتا ہے۔ باوجودیکہ تجھ کو عمر نوح حاصل ہو پھر بھی بقائیں اس لیے رونے کے بغیر چارہ نہیں تو اپنے اوپر نوچ کر۔“

مہدی کی وفات کے متعلق علی بن یقظین کی روایت:

ایک دوسرے سلسلہ سے علی بن یقظین کہتا ہے کہ ہم سب ماسذان میں مہدی کے ہمراہ تھے ایک دن صبح کو انھوں نے کہا مجھے بھوک معلوم ہوتی ہے۔ چند روٹیاں اور باسی گوشت جس میں سرکہ پڑا ہوا تھا۔ پیش کیا گیا اسے انھوں نے کھایا اور کہا کہ میں زنانہ حصہ میں جا کر سوتا ہوں۔ جب تک میں خود نہ بیدار ہوں کوئی مجھے نہ اٹھائے۔ یہ کہہ کر وہ اندر جا کر سو گئے۔ ہم لوگ باہر رواق میں پڑ کر سو رہے اسی حالت میں ہم یکایک ان کے رونے کی آواز سن کر بیدار ہوئے اور دوڑ کر پاس گئے انھوں نے کہا کچھ دیکھا، ہم نے عرض کیا جناب والا ہمیں تو کچھ نظر نہیں آیا کہنے لگے دروازے پر مجھے ایک ایسا شخص کھڑا ہوا نظر آیا ہے کہ اگر ہزار اور لاکھ میں بھی وہ ہو تب بھی میں اسے آسانی سے شناخت کر لوں اس کے بعد انھوں نے یہ شعر پڑھے:

کانی بهذا القصر قد بادهلہ و اوحش منه ربعہ و منازلہ

ترجمہ: ”مجھے یہ قصر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس کے اہل ہلاک ہو چکے ہیں اور اس کا صحن اور خواب گاہیں ویران ہو گئی ہیں۔“

و صار عمید القوم من بعد بھجۃ و ملک الی قبر علیہ حنادلہ

ترجمہ: اور سردار قوم حکومت اور عیش و نشاط کے بعد قبر میں جس پر پتھر کی کڑیاں چنی ہوئی ہیں دفن ہو چکا ہے۔

فلم یبق الا ذکرہ و حدیثہ تنادی علیہ معولات حلالہ

ترجمہ: اور اب صرف اس کا ذکر باقی رہ گیا ہے اور اس کی بیویاں اس پر بین کر رہی ہیں۔“

مہدی کی وفات:

اس واقعہ کو گزرے دس دن بھی نہ ہوئے تھے کہ انھوں نے انتقال کیا۔ ابو معشر اور واقدی کے بیان کے مطابق ۱۶۹ھ کے ماہ محرم کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں کہ پنج شنبہ کی رات کو مہدی نے انتقال کیا۔ دس سال ڈیڑھ ماہ ان کی مدت خلافت ہے۔

مہدی کی مدت حکومت:

دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ مہدی کی مدت خلافت دس سال انچاس دن ہوئی اور تینتالیس سال عمر پائی۔ ہشام بن محمد کہتا ہے کہ ابو عبد اللہ المہدی محمد بن عبد اللہ ۶/ ذی الحجہ ۱۵۸ھ کو برسر خلافت ہوئے دس سال ایک ماہ بائیس دن حکمران رہے اور انھوں نے تینتالیس سال کی عمر میں ۱۶۹ھ میں وفات پائی۔

مہدی کی تجہیز و تکفین:

مہدی نے ماسذان کے ایک قریہ رذ میں انتقال کیا۔ ان کے بیٹے ہارون نے ان کی نماز جنازہ پڑھی وہاں چونکہ کوئی جنازہ نہ تھا جس پر انھیں اٹھایا جاتا اس لیے ایک دروازے پر ان کی نعش رکھ کر اٹھائی گئی اور وہ اس جوز کے درخت کے نیچے دفن کیے گئے جس کے نیچے وہ بیٹھا کرتے تھے۔ یہ طویل القامت دبلے پتلے تھے ان کے بال گھونگر والے تھے رنگ کے متعلق اختلاف ہے بعض لوگوں نے سانولا بیان کیا ہے اور بعض نے گورا۔ بعض ارباب سیر کے بیان کے مطابق داہنی آنکھ میں پھولی تھی۔ بعض کہتے ہیں بائیں آنکھ میں تھی۔ یہ ایزج میں پیدا ہوئے تھے۔



خلیفہ مہدی کی سیرت

جب مہدی مظالم کی سماعت کرتے تو قاضیوں کو اپنے پاس بلا لیتے اور اس کے متعلق کہتے اگر میں ان ہی لوگوں کے خیال سے مظالم کا انسداد کروں تو بہت ہے۔

ایک دن وہ اپنے خاص اعزاء اور قائدین کو صلہ تقسیم کرنے لگے ایک ایک شخص کا نام لیا جاتا وہ ہر نام کے ساتھ دس ہزار یا بیس ہزار یا اسی قسم کی رقم زیادہ کر دیتے اسی سلسلہ میں جب ایک قائد کا نام لیا گیا تو انھوں نے کہا اس کے صلہ میں پانچ سو کم کر دو۔ اس نے عرض کیا کہ امیر المومنین میرے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ کہا میں نے تجھے اپنے فلاں دشمن کے مقابلے پر بھیجا تھا تو نے مقابلہ سے گریز کی۔ اس نے عرض کیا کیا آپ کو میرے قتل سے خوشی ہوتی۔ انھوں نے کہا نہیں اس نے کہا تو قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے منصب خلافت پر آپ کو معزز فرمایا ہے اگر میں مقابلہ پر جمار ہتا تو ضرور مارا جاتا۔ یہ جواب سن کر وہ شرمائے اور حکم دیا کہ اس کے صلہ میں پانچ ہزار کا اضافہ کیا جائے۔

مہدی کا جذبہ عفو:

ایک دن مہدی اپنے ایک سردار پر برہم ہوئے جس سے وہ پہلے بھی ایک سے زیادہ مرتبہ ناراض ہو چکے تھے اور اس سے کہا کہ تم کب تک قصور کرو گے اور میں معاف کرتا رہوں گا اس نے کہا مجھ سے مدت العبر لغزش ہوتی رہے گی اور اللہ آپ کو جب تک بقید حیات رکھے گا آپ معاف ہی کرتے رہیں گے اس جملہ کو زور دے کر اس نے کئی مرتبہ کہا مہدی خاموش ہو گئے اور اسے کچھ نہ کہا۔

ہشام الکلی کی طلبی:

حفص مزینہ کا مولیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ہشام الکلی میرے دوست تھے ہم دونوں اکثر ملتے باتیں کرتے اور ایک دوسرے کو اشعار سناتے۔ وہ بہت مفلوک الحال نظر آتے تھے۔ پھٹے پرانے کپڑے پہنتے ہوتے ایک ضعیف و لاغر خنجر پر سوار ہوتے فلاکت ان کی اور ان کے خنجر کی حالت سے نمایاں ہوتی، ایک دن میں نے دیکھا کہ وہ ایک بہت عمدہ کیت رنگ کے خنجر پر جو خلافت کے اصطبل کی تھی سوار ہیں۔ زین اور لگام بھی سرکاری ہے خود بھی بہت عمدہ لباس پہنے اور خوشبو ملے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑی مسرت ہوئی اور میں نے ان سے اس کا اظہار کیا کہ اب تو حالت بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے کہنے لگے ہاں ٹھیک ہے میں تم سے بیان کرتا ہوں مگر اسے پوشیدہ رکھنا۔

ہشام الکلی کو خط پڑھنے کا حکم:

میں کئی روز سے ظہر اور عصر کے درمیان اپنے گھر میں رہتا تھا کہ ایک دن مہدی کا آدمی مجھے بلا لے گیا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس وقت تنہا تھے ان کے سامنے ایک خط رکھا تھا۔ مجھ سے کہا ہشام قریب آؤ میں ان کے بالکل قریب جا کر سامنے

بیٹھ گیا۔ پھر مجھ سے کہا اس خط کو پڑھو اور جو کچھ خرافات اس میں ہوں اس کی مطلق پروا نہ کرنا تمام خط پڑھ جاؤ، میں اسے پڑھنے لگا کچھ حصہ اس کا میں نے پڑھا تھا کہ نہایت ناگوار باتیں لکھی ہوئی نظر پڑیں۔ میں نے وہ خط رکھ دیا۔ اور کہا کہ اس کے کاتب پر اللہ کی لعنت ہو۔

مہدی کے نام امیر اندلس کا ہجو آمیز خط:

مہدی نے مجھ سے کہا میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا تھا کہ اگر اس کا مضمون تم کو برا معلوم ہو اس کی پروا نہ کرنا۔ پورا خط پڑھ جانا۔ میں اپنے حق خلافت کا واسطہ دے کر تم سے کہتا ہوں کہ تم اس خط کو آخر تک پڑھ لو۔ اب میں نے اسے پورا پڑھا۔ وہ خط مہدی کی ہجو سے مملو تھا۔ اس کے لکھنے والے نے یہ ستم کیا تھا کہ کوئی عیب ایسا نہ تھا جو مہدی کے ساتھ منسوب نہ کیا گیا ہو۔ میں نے پوچھا امیر المومنین یہ کس ملعون کذاب نے لکھا ہے۔ انھوں نے کہا فرماں روا نے اندلس نے۔ میں نے عرض کیا کہ واقعہ تو یہ ہے کہ وہ خود اور اس کے آباء اور امہات مخزن عیوب ہیں پھر میں بنی امیہ کے معائب بیان کرنے لگا اس سے وہ بہت خوش ہوئے پھر مجھے قسم دے کر تاکید کی کہ ان کے جملہ معائب میں کسی کاتب سے قلم بند کرادوں۔

امیر اندلس کے نام مہدی کا خط:

اس غرض سے انھوں نے اپنا ایک خاص صیغہ راز کا کاتب طلب کیا۔ اور اسے ایک کونے میں بٹھا دیا۔ مجھ سے کہا کہ باورزن اس کے پاس آ گیا۔ اس نے جواب کا سرنامہ تو خود ہی لکھ لیا تھا باقی ان کے معائب کی تمام داستان اول سے آخر تک میں نے نصہ دی اور اس میں کوئی بات اٹھا نہ رکھی۔ جب خط پورا ہو گیا میں نے اسے مہدی کی خدمت میں پیش کیا۔ پڑھ کر بہت خوش ہوئے میرے سامنے ہی انھوں نے خط پر مہر ثبت کرائی اسے ایک خریطہ میں رکھ کر عامل پٹہ کے حوالہ کر دیا۔ اور حکم دیا کہ جہاں تک جلد ہو سکے اسے اندلس پہنچاؤ۔ اس کے بعد ایک مندیل منگوائی اس میں نہایت عمدہ دس پارچے اور دس ہزار درہم تھے اور پھر یہ خچر زین اور لگام کے ساتھ منگوائی یہ سب کچھ انھوں نے مجھے عطا کیا اور کہا کہ جو کچھ تم نے سنا اسے کسی سے بیان نہ کرنا۔

خلیفہ مہدی کے خلاف استغاثہ:

مسور بن مساور راوی ہے کہ مہدی کے مختار نے مجھ پر ظلم کیا اور میری زمین دہالی۔ میں سلام صاحب المظالم کی خدمت میں حاضر ہوا اس سے استغاثہ کیا اور باقاعدہ تحریر داخل کر دی اس نے وہ تحریر مہدی کو دے دی۔ اس وقت ان کا چچا عباس بن محمد ابن علاشہ اور عافیہ قاضی ان کے پاس موجود تھے۔ مہدی نے میرے متعلق حکم دیا کہ قریب آؤں۔ میں قریب گیا۔ پوچھا کیا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا آپ نے میرے اوپر ظلم کیا ہے۔ انھوں نے کہا اچھا کہو یہ دونوں صاحب یہاں موجود ہیں۔ یہ جو فیصلہ کریں گے وہ تو تم کو منظور ہوگا میں نے کہا جی ہاں! کہا میرے قریب آؤ۔ میں اتنے قریب پہنچا کہ مسند سے لگ گیا کہا اب کہو کیا کہتے ہو۔

قاضی کا خلیفہ مہدی کے خلاف فیصلہ:

میں نے قاضی کو مخاطب کر کے کہا کہ اللہ آپ کو ہمیشہ نیک توفیق عطا کرے۔ امیر المومنین نے میری فلاں جائداد پر ظلماً قبضہ کر لیا ہے۔ قاضی نے مہدی سے پوچھا فرمائیے آپ کیا جواب دیتے ہیں۔ انھوں نے کہا وہ میری تھی اور میرے قبضہ میں ہے۔ میں نے کہا قاضی صاحب آپ ان سے دریافت کریں کہ وہ جائیداد خلافت سے قبل ان کے قبضہ میں آ چکی تھی یا آپ کے بعد آئی ہے۔

قاضی نے یہ بات مہدی سے پوچھی انھوں نے کہا خلیفہ ہونے کے بعد۔ قاضی نے کہا تو آپ اس سے فوراً مدعی کے حق میں دست بردار ہو جائیں۔ انھوں نے کہا میں دست بردار ہوا، اس واقعہ پر عباس بن محمد کہنے لگا بخدا امیر المومنین یہ محبت میں کروڑ درہم سے زیادہ مجھے عزیز ہے۔

مہدی اور ایک ٹھٹھی کسان:

مجاہد شاعر بیان کرتا ہے کہ ایک دن مہدی سیر و شکار کے لیے نکلے عمر بن بزلیج ان کا مولیٰ ان کے ہمراہ تھا۔ ہم اپنے پڑاؤ سے منقطع ہو گئے۔ تمام دوسرے لوگ شکار میں منہمک تھے۔ مہدی کو بھوک محسوس ہوئی۔ پوچھا کچھ ہے عمر نے کہا یہاں تو کچھ بھی نہیں۔ انھوں نے کہا یہ سامنے جھونپڑی ہے یہاں باڑی ہوگی۔ ہم اس کی طرف چلے۔ وہاں ایک ٹھٹھی کسان بیٹھا ہوا تھا اور ترکاری کی کاشت تھی۔ ہم نے اسے سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا ہم نے پوچھا کچھ کھانے کے لیے ہے اس نے کہا جی ہاں میرے پاس ریپٹا اور جو کی روٹی ہے۔ مہدی نے کہا اگر زیتون کا تیل ہو تو پھر کھانا پورا ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں زیتون کا تیل بھی ہے مہدی نے کہا اور گندنا۔ اس نے کہا جی گندنا بھی ہے جتنا آپ چاہیں حاضر ہے اور کھجور بھی ہیں اب وہ اس باڑی میں آئے کسان نے سبزی، گندنا اور پیاز ان کو لا کر دی۔ انھوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھا لیا۔

مہدی کی کسان پر نوازش:

مہدی نے عمر بن بزلیج سے کہا کہ اس پر کچھ کہو اس نے یہ شعر کہے:

ان من يطعم الریثا بالزیت و خبز الشعیر بالکراث

لحقیق بصفعة او ثنتین لسوا الصنیع او بثلاث

”جو ریپٹا کو زیتون کے ساتھ اور جو کی روٹی کو گندنے کے ساتھ کھلاتا ہے وہ اس بات کا سزاوار ہے کہ اس ناشائستہ

حرکت پر اس کو دو تین مکے مارے جائیں۔“

مہدی نے کہا تم نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل برا ہے یہ مناسب نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیے:

لحقیق ببدرۃ او ثنتین لحسن الصنیع او بثلاث

بترجیحہ: ”اس احسان پر وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسے دو تین تھیلیاں دی جائیں۔“

یہ اپنے پڑاؤ آئے جہاں خزانہ اور خدمت گار موجود تھے۔ اس کسان کو تین تھیلیاں درہم کی دلوائیں اور اپنے مقام کو چلے آئے۔

زید الہلالی بنی حلال کا ایک مشہور و معروف سخی اور شریف آدمی تھا اس کا نقش خاتم تھا۔ افلح یا زید من زکی عملہ۔ اے زید وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنے اعمال روشن کیے۔

مہدی کی دعا:

حسن خدمت گار بیان کرتا ہے کہ ان کے عہد میں ایک دن ایسی شدید آندھی آئی کہ ہم سمجھے کہ اب قیامت آگئی ہے۔ میں امیر المومنین کو دیکھنے نکلا ان کو دیکھا کہ زمین پر اپنا رخسار رکھے اللہ کی جناب میں یہ دعا مانگ رہے ہیں۔ کہ الہی! میری امت کے

بارے میں تو میری لاج رکھ لے۔ اور دوسری قوموں کو ہم پر طعن کرنے کا موقع نہ دے اگر میرے گناہ کی پاداش میں تو نے اس عالم پر عذاب نازل کیا ہے تو لے یہ میری پیشانی سامنے ہے تھوڑی دیر کے بعد آندھی کم ہوگئی اور مطلع صاف ہو گیا۔

مہدی کی موابیوں کے متعلق رائے:

ایک مرتبہ عبدالصمد بن علی نے مہدی سے کہا کہ آپ خود واقف ہیں کہ ہم اہل بیت ہیں ہمارے قلوب موابیوں کی محبت سے معمور ہیں اور ہم خود ان کو ہر جگہ پیش پیش رکھتے ہیں مگر آپ نے تو اس معاملے میں حد سے تجاوز کیا ہے کہ اپنے تمام کام ان کے سپرد کر دیئے ہیں۔ دن اور رات ہر وقت وہ لوگ آپ کے مصاحب خاص بنے ہوئے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ ان کی اس خصوصیت کی وجہ سے آپ کے خراسانی جاں نثار اور ان کے سرداروں کے قلوب آپ کی طرف سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ مہدی نے کہا اے ابو محمد موابی اس سلوک کے مستحق ہیں ان کے علاوہ مجھے کوئی دوسرا ایسا نظر نہیں آتا کہ دربار عام میں اسے اپنے پاس اس قدر قریب بٹھالوں کہ اس کا زانو میرے زانو سے بھڑ جائے اور پھر وہ اسی وقت دربار سے اٹھے اور میں اس سے کہوں کہ میرے گھوڑے کی سائیں کرو اور وہ اسے بغیر اکراہ کے فوراً منظور کر لے یہ کام صرف موابی کر سکتے ہیں۔ میری خاطر ان کو اس کام سے بھی عار نہیں اگر میں کسی دوسرے سے ایسی خواہش کروں تو وہ فوراً پلٹ کر جواب دے کہ ہم آپ کے حامی ہیں ہم نے ہی سب سے پہلے آپ کی دعوت کو قبول کیا اور اس کے لیے لڑے آپ ہم سے ایسا کام لیتے ہیں اور یہ ایسی بات ہے کہ اس کا میں کوئی جواب بھی نہیں دے سکتا۔

عبداللہ بن مالک کی مہدی کے مولیٰ سے کشتی:

ایک دن مہدی نے عبداللہ بن مالک سے کہا کہ میرے اس مولیٰ سے کشتی لڑو۔ عبداللہ اس سے لپٹ گیا۔ مگر اس کی گردن پکڑی گئی اس پر مہدی نے کہا اب تو بندھ گیا۔ جب عبداللہ نے یہ رنگ دیکھا کہ اب گرا۔ اس نے اس مولیٰ کا پاؤں اٹھالیا جس سے وہ سر کے بل گرا اور عبداللہ نے اسے فوراً چیت کر دیا اور مہدی سے کہا کہ جناب والا اس کشتی کا تو خیال نہ فرمائیں ہمیشہ مجھ پر نظر عنایت رکھیں۔ مہدی نے کہا کیا تم نے کسی کا یہ شعر نہیں سنا ہے:

و مولاً لا یهضم لذلک فانما هضيمته مولی القوم جدع المناخر

”ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ تمہارے سامنے تمہارے مولیٰ کی بے عزتی ہو کیونکہ یہ بے عزتی تمام قوم کے لیے باعث ننگ ہے۔“

قاسم بن مجاشع کی مہدی کے نام وصیت:

جب قاسم بن مجاشع اموی کا مرو کے ایک قریہ باران نام میں وقت آخر ہوا تو اس نے مہدی کے نام اپنی آخری وصیت لکھ بھیجی اس میں لکھا:

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ.

”اللہ نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ سوائے اس کے اور کوئی دوسرا معبود نہیں اور ملائکہ اور اہل علم نے بھی اس کی شہادت دی اور وہ عدل کا قائم کرنے والا ہے۔ سوائے اس کے جو قابو یافتہ اور حکمت والا ہے کوئی دوسرا معبود نہیں بے

شک مذہب تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔“

اس کے بعد لکھا اور قاسم بن مجاشع بھی اس کی شہادت دیتا ہے۔ نیز وہ اس کی شہادت دیتا ہے کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے فرستادہ ہیں اور یہ کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے وصی اور ان کے بعد امامت کے وارث ہیں۔ یہ وصیت مہدی کے پاس پیش کی گئی اور جب وہ اس موقع پر پہنچے تو انھوں نے اسے پھینک دیا اور پھر کچھ نہ دیکھا کہ اور کیا ہے۔ مہدی کی یہ بات ان کے وزیر عبد اللہ کے دل میں بیٹھ گئی اور جب خود اس کا وقت آخر ہوا تو اس نے بھی اپنی وصیت میں اسی آیت کو لکھا۔

مہدی سے عزت چٹک کے معاوضہ کا مطالبہ:

ایک مرتبہ ایک شخص نے مہدی سے آکر کہا کہ منصور نے مجھے گالیاں دی تھیں اور میری ماں پر زنا کی تہمت لگائی تھی آپ حکم دیں کہ یا تو میں اس تہمت کو غلط ثابت کروں ورنہ آپ مجھے اس جہنم کی حرمت کا معاوضہ دیں اور میں ان کے لیے دعائے مغفرت کروں۔ مہدی نے پوچھا انھوں نے کس بات پر تم کو گالیاں دی تھیں اس نے کہا میں نے ان کے سامنے ان کے دشمن کو گالیاں دیں اس پر وہ سخت برہم ہو گئے۔ مہدی نے پوچھا وہ کون سا دشمن تھا جس کے سب و شتم پر وہ اس قدر بگڑے اس نے کہا ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن مہدی نے کہا انھوں نے بالکل ٹھیک کیا۔ بے شک ابراہیم سے ان کی اس قدر قربت تھی کہ ان پر ضروری تھا کہ وہ اس کا حق ادا کرتے اور تمہارے بیان کے مطابق اگر انھوں نے اس بنا پر تم کو کچھ برا کہا تو وہ اپنی اسی قربت کی وجہ سے انھوں نے ابراہیم کی حمایت کی۔ اس جواب نے اس شخص کو خاموش کر دیا اور جب وہ واپس جانے لگا تو مہدی نے کہا کہ اس بات سے شاید تمہارا مقصد کچھ اور تھا مگر اس دعوے سے عمدہ کوئی اور ذریعہ مقصد برآری کا تم کو نہ مل سکا اس نے کہا بے شک یہی بات ہے۔ مہدی مسکرائے اور پانچ ہزار درہم اسے دلوائے۔

مہدی اور ایک مدعی نبوت:

ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ مہدی کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اسے دیکھ کر انھوں نے کہا آپ نبی ہیں اس نے کہا ہاں! مہدی نے پوچھا کن لوگوں کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں اس نے کہا کہ آپ مجھے رہائی دیں تو میں ان کے پاس جاؤں صبح کو مجھے بھیجا گیا اور شام آپ نے گرفتار کر کے مجھے جیل میں ڈال دیا۔ اس جواب پر مہدی ہنس پڑے اور اسے چھوڑ دیا۔ موسیٰ بن جعفر کی ضمانت پر رہائی:

ربیع نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ چاندنی رات میں میں نے مہدی کو برآمدے میں نماز پڑھتے دیکھا اس وقت ان کی ہیئت کچھ اس قدر بھلی معلوم ہوئی کہ میں متحیر تھا کہ یہ خود زیادہ خوبصورت ہیں یا وہ برآمدہ چاندیاں ان کے کپڑے۔ انھوں نے نماز میں یہ آیت پڑھی:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ أَنْ تُلَئِيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَ تَقَطُّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾

”اگر تم کو حکومت ملی تو تم ضرور زمین میں فساد برپا کرو گے اور اپنے رشتوں کو قطع کرو گے۔“

تلاوت کی نماز پوری کرنے کے بعد انھوں نے مجھے پکارا میں نے عرض کیا حاضر ہوں کہنے لگے موسیٰ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ اتنا حکم

دے کر وہ پھر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے، میں نے اپنے دل میں سوچا کہ موسیٰ سے مراد کون سا موسیٰ ہے، ان کا بیٹا موسیٰ یا موسیٰ ابن جعفر جو میرے پاس قید تھا۔ مگر غور کے بعد میں نے کہا کہ ضرور اس سے مراد موسیٰ ابن جعفر ہے۔ چنانچہ میں اسے لے آیا انھوں نے اپنی نماز توڑ کر موسیٰ سے کہا کہ میں نے قرأت میں یہ آیت فہل عسیتم ان تولیتہم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم۔ پڑھی اس سے مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید میں نے تم سے قطع رحم کیا ہو تم اس بات کی ضمانت دے دو کہ میرے خلاف خروج نہ کرو گے۔ موسیٰ نے کہا میں اس کے لیے آمادہ ہوں چنانچہ جب اس نے ضمانت دے دی تو مہدی نے اسے چھوڑ دیا۔

ایک مرتبہ مہدی نہایت سوز و گداز کے لہجہ میں سورہ نساء کی یہ آیت پڑھ رہے تھے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلٰی الَّذِیْنَ اَوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجُبُتِ وَالطَّاغُوْتِ ﴾

”کیا تم نے ان کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ ملا ہے اور وہ پھر بھی جادو اور کہانت پر ایمان رکھتے ہیں۔“

ایک زبیری کا بحالی جانداد کے لیے استغاثہ:

علی بن محمد بن سلیمان اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ایک دن مہدی استغاثے سننے کے لیے دربار میں بیٹھے آل زبیر کے ایک شخص نے بڑھ کر عرض کیا کہ ہماری جانداد کو بنی امیہ کے کسی بادشاہ نے ضبط کر لیا ہے اور اب یہ مجھے یاد نہیں رہا کہ وہ ولید تھا یا سلیمان۔ مہدی نے ابو عبد اللہ کو حکم دیا کہ دیوان میں اس کا داخلہ دیکھو اس نے اسے دیکھ کر مہدی کو سنایا۔ مثل دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ مسئلہ بنی امیہ کے کئی خلفاء کے سامنے حتیٰ کہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے سامنے میں پیش ہوا تھا مگر کسی نے اس جانداد کو واگداشت نہیں کیا۔ یہ معلوم کر کے مہدی نے مستغیث سے کہا۔ اے زبیری جب کہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ تک نے جو تمہارے ہی عزیز فریش تھے اس کی بحالی مناسب نہ سمجھی تو اب میں اس باب میں کیا کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا تو کیا عمر کی تمام باتیں پسندیدہ تھوڑی تھیں۔ مہدی نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا ان کا تو یہ حال تھا کہ بنی امیہ کے نوزائیدہ بچہ تک کی نہایت بیش عطا مقرر کرتے اور بنی ہاشم کے شیوخ کی عطا صرف ساٹھ مقرر کرتے۔ مہدی نے اپنے وزیر سے پوچھا۔ اے معاویہ! تم بتاؤ کیا عمر ایسا ہی کرتے تھے۔ اس نے کہا جی ہاں! اس پر مہدی نے کہا اچھا تم اس زبیری کو اس کی جانداد واپس دے دو۔

مسئلہ قدر کے پیروکاروں کی گرفتاری و رہائی:

مہدی نے جعفر بن سلیمان اپنے مدینہ کے عامل کو حکم بھیجا کہ جو لوگ مسئلہ قدر کے ماننے والے ہیں ان کو میرے پاس گرفتار کر کے بھیج دو اس نے کئی اشخاص کو جن میں عبد اللہ بن ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن یزید بن قیس البہذلی، عیسیٰ بن یزید بن داب اللیش اور ابراہیم بن محمد بن ابی بکر الاسامی تھے مہدی کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ مہدی کے سامنے پیش کیے گئے تو عبد اللہ بن ابی عبیدہ نے جماعت میں سے آگے بڑھ کر کہا کہ یہی مذہب اور عقیدہ تمہارے باپ کا تھا، مہدی نے کہا نہیں بلکہ یہ میرے چچا داؤد کا عقیدہ تھا۔ عبد اللہ نے کہا نہیں جناب یہ آپ کے باپ کا مذہب تھا اور اسی پر وہ آخر دم تک قائم تھے۔ یہ جواب سن کر مہدی نے ان کو رہا کر دیا۔

محمد بن عبد اللہ کی روایت:

محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت ہے کہ بنی امیہ کے آخر عہد میں میں نے خواب دیکھا کہ میں مسجد رسول ﷺ میں داخل ہوا میری نظر اس کتاب پر پڑی جو ولید بن عبد الملک کے حکم سے مسجد میں پتھر کے چوکے پر کندہ

کیا گیا تھا۔ جس پر نقش تھا کہ مسجد کی تعمیر امیر المومنین ولید بن عبد الملک کے حکم سے ہوئی۔ اس وقت میں نے محسوس کیا کہ کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ یہ تحریر مٹ جائے گی اور اس کی جگہ بنی ہاشم کے ایک شخص محمد کا نام ولید کے بجائے لکھا جائے گا۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ میں محمد ہوں بنی ہاشم ہوں اور محمد کس کا بیٹا ہوگا اس ہاتھ غیبی نے کہا وہ عبد اللہ کا بیٹا ہے۔ میں نے کہا میں عبد اللہ کا بیٹا ہوں۔ اچھا وہ کس کا بیٹا ہوگا اس نے کہا وہ محمد کا بیٹا ہوگا۔ میں نے کہا میرا دادا محمد تھا۔ اچھا پھر وہ کس کا بیٹا ہوگا اس نے کہا علی کا میں نے کہا میرے پردادا بھی علی تھے پھر میں نے پوچھا وہ کس کے بیٹے ہوں گے اس نے کہا عبد اللہ کے میں نے کہا تو میرے پردادا کے باپ بھی عبد اللہ تھے۔ پھر میں نے پوچھا وہ کس کے بیٹے ہوں گے اس نے کہا عباس کے اگر میں عباس تک نہ پہنچا ہوتا تو مجھے اپنے صاحب امر ہونے میں کوئی شبہ ہی نہ تھا۔ اس زمانے میں میں نے اس خواب کو عام طور پر بیان کر دیا تھا۔ ہم اس وقت مہدی کو جانتے بھی نہ تھے۔ اب عام طور پر لوگوں کی زبان پر اس خواب کا چرچا تھا۔ ایک مرتبہ مہدی مسجد رسول اللہ ﷺ میں آئے، نظر اٹھائی تو ولید کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ کہنے لگے کہ اب بھی مجھے ولید کا نام یہاں نظر آ رہا ہے۔ انھوں نے ایک کرسی منگوائی جو ان کے لیے صحن مسجد میں رکھ دی گئی۔ یہ اس پر بیٹھ گئے اور کہا کہ میں اس وقت تک اب یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک کہ ولید کا نام مٹا کر میرا نام اس کی جگہ نہ لکھ دیا جائے گا اور حکم دیا کہ راج بلائے جائیں اور سیڑھیاں اور دوسری اشیائے ضروریہ منگوائی جائیں۔ چنانچہ جب تک ولید کا نام مٹا کر ان کا نام اس جگہ نہ لکھ دیا گیا وہ وہیں ٹھہرے رہے۔

ایک اعرابی عورت سے مہدی کا حسن سلوک:

عبد اللہ بن محمد بن عطا سے روایت ہے کہ جب رات خاموش ہو گئی تو مہدی بیت اللہ کے طواف کے لیے آئے مسجد کے ایک پہلو سے ایک اعرابی عورت کو کہتے سنا۔ میری قوم مصائب میں مبتلا ہے، قحط زدہ ہے، مقروض ہے۔ کئی سال کی خشک سالی نے اسے تباہ کر دیا ہے ان کے مرد ہلاک ہو گئے۔ ان کے مویشی پریشان ہو گئے۔ ان کے بال بچے زیادہ ہیں جواب حالت غربت میں در بدر پھرتے ہیں۔ جس سے حسن سلوک کی اللہ اور رسول ﷺ نے وصیت کی تھی۔ اب کیا کوئی ایسا امیر ہے جو مجھے کچھ خیرات دلوائے۔ سفر میں اللہ اس کی حفاظت کرے گا اور اس کی غیبت میں اس کے اہل و عیال کی حفاظت کرے گا اس کے اس سوال کو سن کر مہدی نے اپنے خدمت گار نصیر کو حکم دیا۔ کہ اسے پانچ سو درہم دے دے۔

مندے کے فرش کا استعمال:

سب سے پہلے مندے کا فرش مہدی نے استعمال کیا اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ یہ اپنے باپ کے حکم سے رے میں مقیم تھے وہاں طبرستان سے مندے بطور ہدیہ ان کو بھیجے گئے انھوں نے اس کا بستر بنالیا اور برف اور گھاس اس کے گرد لگائی۔ جب تک خس کا استعمال معلوم نہ ہوا اسی طرح سے وہ گرمی بسر کرتے رہے اور اس ترکیب سے بہت آرام سے بسر ہوئی۔

امثال کی تدوین کا حکم:

مفضل کہتے ہیں کہ مہدی نے مجھے حکم دیا کہ عرب بادیہ سے جو امثال میں نے سنی ہیں اور جن کی صحت میرے خیال میں مسلم ہے ان سب کو میں ایک جاان کے لیے جمع کر دوں۔ چنانچہ میں نے تمام امثال اور عربوں کی لڑائیاں قلم بند کر دیں۔ انھوں نے اس کام کا مجھے بہت کچھ صلہ اور انعام دیا۔

ایک سمری سے مہدی کی برہمی :

عبدالرحمن بن سرہ کی اولاد میں سے کسی نے شام میں بغاوت برپا کرنا چاہی وہ گرفتار کر کے مہدی کے پاس پیش کیا گیا۔ مہدی نے اسے رہا کر دیا اس کو اپنی جود و عطا سے مالا مال کر دیا اور اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔ ایک دن انھوں نے اس سے کہا کہ زہیر کا وہ قصیدہ جس کی ردیف راہے مجھے سناؤ جس کا پہلا مصرع یہ ہے۔ لسن الدیار بقنة الحجر۔ سمری نے وہ قصیدہ پڑھ کر سنایا اور پھر کہا اب ایسے لوگ کہاں رہے جن کی شان میں ایسا قصیدہ کہا جائے۔ یہ سن کر مہدی برہم ہو گئے۔ اسے جاہل قرار دیا اور سامنے سے ہٹا دیا مگر عتاب نہیں کیا۔ دوسرے لوگوں نے اس کے اس فعل کو حماقت پر محمول کیا۔

عبدالملک بن یزید کی علالت :

ایک مرتبہ ابو عون عبدالملک بن یزید بیمار پڑا مہدی اس کی عیادت کو گئے۔ یہ جس کمرے میں مقیم تھا وہ بہت ہی کشیف اور تنگ و تاریک تھا۔ عمارت بھی ادنیٰ تھی۔ اس کی شہ نشین کی محراب میں کچی اینٹیں نکلی ہوئی تھیں مگر وہاں نہایت پر تکلف مسند بچھا دی گئی تھی۔ مہدی مسند پر بیٹھ گئے ابو عون ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ مہدی نے مزاج پرسی کی اور اس کی علالت پر اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ ابو عون نے کہا میں تو قلع رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے صحت عطا فرمائے اور بستر پر مجھے نہ مارے بلکہ میں آپ کی اطاعت میں قتل کیا جاؤں اور مجھے اعتماد کامل ہے کہ جب تک میں آپ کی اطاعت کا اللہ کے سامنے پورا حق ادا نہ کروں گا مجھے موت نہیں آئے گی۔ کیونکہ اس بات کو ہم سے ہمارے اسلاف نے روایت کیا ہے اور ہم نے بھی اس کی روایت دوسروں سے کی ہے۔

مہدی سے عبداللہ بن عون کی سفارش :

اس تقریر سے مہدی بہت خوش ہوئے اور کہا کہ جو ضرورت ہو مجھ سے کہو اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی جس بات کی تم کو ضرورت ہو مجھ سے کہہ دو۔ اگر اپنے بعد کے لیے تم کوئی وصیت کرنا چاہو یا کرچکے ہو اور اس کی پابجائی تمہاری دولت نہ کر سکتی ہو تو بلا تکلف مجھ سے کہہ دو میں اسے پورا کر دوں گا۔ ابو عون نے ان کا بہت شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ عبداللہ بن عون سے خوش ہو جائیں اور اسے بلا لیں کیونکہ آپ کو اس سے ناراض ہوئے طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ اب اس کی خطا معاف کر دیجیے۔ مہدی نے کہا ابو عون وہ مسلک اعتدال سے ہٹا ہوا ہے اور ہمارے دونوں کے مذہب سے مخالفت رکھتا ہے۔ وہ شیخین ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو برا سمجھتا اور برا کہتا ہے۔ ابو عون نے کہا بخدا! امیر المومنین یہی تو وہ بات ہے جس کی بنا پر ہم نے خروج کیا اور اس کی دعوت دی اب اگر بعد میں کوئی بات آپ پر منکشف ہوئی ہو تو کہئے ہم اسی کو تسلیم کریں گے۔

مہدی کی اپنے بیٹوں کو نصیحت :

جب مہدی وہاں سے ملے تو اثنائے راہ میں انھوں نے اپنے اس وقت کے ہمراہی بیٹوں اور اعزاء سے کہا کہ تم کو بھی ابو عون کی طرح زندگی بسر کرنا چاہیے۔ مجھے یقین تھا کہ ابو عون کا مکان سونے اور چاندی کا ہوگا اور تمہارا یہ حال ہے کہ کچھ بھی کہیں سے مل جاتا ہے تو اسی کو بیش قیمت تعمیر میں صرف کر دیتے ہو اور ساگوان کی لکڑی لگاتے ہو اور اس پر سنہرا کام کراتے ہو۔

ایک نبطی کی مہدی پر تنقید :

ایک مرتبہ مہدی نے اپنی تقریر میں کہا ”اے اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا تم خود اللہ سے ڈرو

کیونکہ تم حق کے خلاف کرتے ہو۔ اس شخص کو سپاہیوں نے پکڑ لیا اور اب تلوار کی کوتھیوں پر اسے رکھ لیا۔ جب یہ مہدی کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اسے ڈانٹا۔ حرام زادے تو مجھے منبر پر ٹوکتا ہے کہ اللہ سے ڈر اس نے کہا گالی دینا آپ کی خو ہے اگر کوئی اور ایسا کہتا تو میں آپ ہی کے سامنے اس پر دعویٰ کرتا۔ مہدی نے کہا تو بھٹی معلوم ہوتا ہے اس نے کہا اس سے آپ کو اور زیادہ شرم آتا چاہیے۔ کہ ایک معمولی بھٹی آپ کو اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہے۔ مہدی نے اسے کچھ نہیں کہا اور وہ بھٹی بعد میں اس واقعہ کو عام طور پر بیان کرتا تھا۔

مہدی کا حسن سلوک کا جذبہ:

ایک مرتبہ مہدی نے کہا کہ مجھ سے فائدہ اٹھانے کا سب سے بہتر ذریعہ یا وسیلہ یہ ہے کہ میرے کسی سابقہ احسان کو جو میں نے کیا ہو مجھے یاد دلایا جائے تاکہ ویسا ہی احسان پھر میں کر دوں کیونکہ بعد کو احسان کرنے سے دست کش ہو جانا سابقہ احسانات کے شکر کو قطع کر دیتا ہے۔

بشار بن برد شاعر کے خلاف شکایت:

جب صالح بن داؤد بن طہمان، یعقوب بن داؤد کا بھائی بصرے کا والی مقرر ہوا تو بشار بن برد بن یرجوخ نے اس کی بجو میں یہ شعر کہا۔

ہم حملوا فوق المنابر صالحا اخاک فضحت من اخیک المنابر

ترجمہ: ”انھوں نے تیرے بھائی صالح کو والی بنا کر منبر پر سوار کر دیا تو تمام منابر تیرے بھائی کی وجہ سے تنگ آ گئے۔“

یعقوب بن داؤد کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے مہدی سے جا کر عرض کیا کہ امیر المومنین دیکھئے یہ اندھا مشرک آپ کی ہجو کرتا ہے۔ انھوں نے پوچھا اس نے کیا ہجو کی ہے۔ یعقوب نے عرض کیا جناب والا اس کے سننے سے مجھے معاف رکھیں۔ مہدی نے کہا نہیں ضرور سناؤ یعقوب نے یہ شعر پڑھے۔

خلیفۃ یزنی بعماتہ یلعب بالدبوق و الصولجان

ابدلنا اللہ بہ غیرہ ودس موسیٰ فی حرا الخیزران

ترجمہ: ”یہ خلیفہ ہے جو اپنی پھوپھیوں سے زنا کرتا ہے لاسہ سے چڑیاں پکڑتا ہے اور پولو کھیلتا ہے۔ اللہ اس کے بدلے ہمیں دوسرا خلیفہ عطا کرے اور خیزران کے اندام نہانی میں استرا بھونک دے۔“

بشار کی طلبی:

مہدی نے یعقوب کو حکم دیا اسے حاضر کرو یعقوب کو خوف پیدا ہوا کہ وہ جب ان کے سامنے آئے گا تو ان کی مدح کرے گا۔ اور یہ اسے معاف کر دیں گے۔ اس نے اپنے ایک خاص آدمی کو مقرر کر دیا کہ جب بشار آنے لگے تو یہ محلہ خرارہ کی پہاڑی پار اس سے جا ملے اور واپس کر دے۔

شاعر مروان ابی حفصہ پر عنایت:

جب مروان ابی حفصہ مہدی کے پاس آیا تو اس نے اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں وہ کہتا ہے:

انی بکون و لیس ذاک بکائن لبنی البنات و راثۃ الاعمام
 ”یہ نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہو کہ چچاؤں کی وراثت نواسوں کو ملے مہدی نے اسے ستر ہزار درہم دیے۔ اس پر مروان نے یہ شعر کہا۔“

بسبعین الفاراشنی من حبائہ و ما نالہا فی الناس من شاعر قبلہ
 اس نے مجھے ستر ہزار درہم رشوت دے کر خرید لیا اور اتنی بڑی رقم کسی شاعر کو مجھ سے پہلے نہیں ملی۔“
عمارہ بن حمزہ سے مہدی کا اجتناب:

ایک مرتبہ مہدی نے عمارہ بن حمزہ سے پوچھا سب سے زیادہ درد کس کے کلام میں ہے اس نے کہا والیہ بن جناب الاسدی اور اس کے یہ شعر ہیں:

ولہا ولا ذنب لہا حب کاطراف الرماح
 فی القلب یقدح والحشا فالقلب مجروح النواحی
 ”اس کی محبت کی خلش اگرچہ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں اس طرح سے میرے قلب و جگر میں چھ رہی ہے۔ جیسے نیزوں کی انی اور اس کی وجہ سے میرا دل ہر سمت سے چھلنی ہو رہا ہے۔“
 مہدی نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو عمارہ نے کہا پھر آپ اسے کیوں اپنا ندیم نہیں بناتے وہ عرب ہے شریف ہے بذلہ شیخ شاعر ہے مہدی نے کہا اس کا یہ شعر مجھے اس کی محبت سے روکتا ہے:

قلت لساقینا علی خلوة اذن کذا راسک من راسی
 ونم علی وجهک لی ساعة انی امرء انکح حلاسی
 ”میں نے خلوت میں اپنے ساتی سے کہا کہ اس طرح تو اپنا سر میرے سر سے قریب کر اور تھوڑی دیر کے لیے اوندھا سو جا۔ کیونکہ میں اپنے حلیسوں سے صحبت کرتا ہوں۔“
 کیا تم چاہتے ہو کہ اس شرط پر اس کی صحبت گوارا کی جائے۔

مہدی کا ایک شاعر سے استفسار:

مہدی کے عہد میں ایک معمولی شخص تھا جو شعر بھی کہتا تھا اس نے مہدی کی مدح میں بھی کچھ کہا۔ اسے ان کے سامنے پیش کیا گیا اس نے اپنے شعر سنائے جن میں ایک جگہ وجوار زفرات آیا تھا مہدی نے پوچھا یہ زفرات کیا شے ہے اس نے کہا کیا امیر المؤمنین نہیں جانتے مہدی نے کہا میں تو نہیں جانتا۔ اس نے کہا کہ جب آپ امیر المؤمنین مسلمانوں کے سردار اور رسول اللہ کے چچا کے بیٹے ہو کر اس سے واقف نہیں تو میں تو خدا کی قسم ہے ہرگز اس سے واقف نہیں ہوں کہ یہ کیا ہے۔
طریح بن اسلمعل شاعر اور مہدی:

ایک مرتبہ طریح بن اسلمعل اشقی مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا اپنا تعلق بتایا اور درخواست کی کہ آپ میرا کلام سنئے مہدی نے کہا کیا تو نے ولید بن یزید کے لیے یہ شعر نہیں کہا۔

انت ابن مسلنطح البطاح و لم تطرق عليك الحنى والولج
 ترجمہ: ”میں ہرگز اسے پسند نہیں کرتا کہ میرے متعلق ایسا شعر کہا جائے۔ میں تمہارا کلام نہیں سنتا یوں چاہتے ہو تو کچھ دیے دیتا ہوں۔“

لقیط بن کبیر کے مہدی کے متعلق اشعار:

۶۶ھ میں مہدی نے حکم دیا کہ سب لوگ روزہ رکھیں اور چوتھے دن وہ نماز استسقاء پڑھائیں گے۔ تیسری رات گزری تھی کہ خوب برف باری ہو گئی۔ اس پر لقیط بن کبیر الحارثی نے یہ شعر کہے:

يسا امام الهدى سقيناك الغيث و زالت عنايك اللواء

ترجمہ: ”اے امام برحق آپ کی وجہ سے بارش نے ہمیں سیراب کیا اور قحط کی شدت سے ہمیں نجات ملی۔“

ابودلامہ شاعر سے مہدی کا حسن سلوک:

ایک سال مہدی کے عہد خلافت میں شدید گرمیاں ماہ صیام واقع ہوا۔ اس زمانے میں ابودلامہ جس سے مہدی نے کسی انعام کا وعدہ کیا تھا مہدی سے بار بار درخواست کرتا تھا کہ اس کا ایفا ہو اسی مضمون کو اس نے ایک منظوم درخواست میں لکھ کر جس میں گرمی اور روزے کی تکلیف کا بیان تھا مہدی کی خدمت میں پیش کیا اس درخواست میں اس نے یہ شعر لکھے تھے:

ادعوك بالرحم التى جمعت لنا فى القرب بين قريتنا والابعد

الاسمعت و انت اكرم من مشى من منشد يرجو جزاء المنشد

حل الصيام فصمته متعبدا ارجو ثواب الصائم المتعبدا

وسجدت حتى جبهتى مشحوجة مما اكلف من نطاح المسجد

ترجمہ: ”میں آپ کو اس قربت کا واسطہ دے کر جس نے قریب اور بعید میں قربت کر دی ہے درخواست کرتا ہوں کہ کیا آپ نے میری گزارش کو سنا نہیں حالانکہ آپ وہ بہترین انسان ہیں کہ جس سے شاعر صلہ کی امید رکھ سکتا ہے۔ ماہ صیام آیا میں نے نہایت خلوص کے ساتھ ثواب جزیل کی توقع میں روزے رکھے اور اتنے سجدے کیے کہ میری پیشانی صحن مسجد کی کنکریوں سے مجروح ہو گئی۔“

مہدی نے درخواست پڑھ کر اسے بلایا اور کہا اے حرامزادے میرے اور تیرے درمیان کوئی قربت ہے اس نے کہا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہما السلام کے واسطے سے اس جواب پر وہ ہنسے اور انعام دلوا دیا۔

خالد المعیطی کی روایت:

خالد المعیطی سے روایت ہے کہ میری موسیقی کی مہدی سے تعریف کی گئی تھی اس وجہ سے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے مجھ سے موسیقی کی تعریف پوچھی اور یہ بھی پوچھا کہ میں کہاں تک اس سے واقف ہوں اور کہا کہ نواقیں ادا کرو۔ میں نے کہا مناسب ہے امیر المومنین اگر حکم ہو تو صلیب کا راگ بھی سناؤں میری یہ بات سن کر ناراض ہو گئے مجھے نکلوا دیا مجھے معلوم ہوا کہ میرے چلے آنے کے بعد انہوں نے کہا کہ مجھے ایسے معیطی وغیرہ کی ضرورت نہیں اور نہ میں کبھی ایسے شخص کو اپنا مصاحب خاص بناؤں گا۔

مشہور گوئے معبد نے ان اشعار میں نواقیں گایا ہے:

سلادار لیلیٰ هل تجيب فتندق و انی ترد القول بیداء سملق

وانی ترد القول دار کانها ل طول بلاها و التقادم مهرق

ترجمہ: ”ذرا لیلیٰ کے قیام گاہ سے پوچھ کر دیکھو کہ آیا وہ کچھ جواب دیتی ہے اور اس کے لیے زبان سے کچھ کہتی ہے؟ بھلا نرم اور مسطح زمین کہاں جواب دیتی ہے اور بھلا وہ قیام گاہ جو امتداد زمانہ اور مسلسل بربادی کی وجہ سے ایک صاف اور چمیل میدان ہو گئی ہے کہاں جواب دیتی ہے۔“

ان اشعار کی روایت اصمعی نے بھی کی ہے۔

حکم الوادی پر مہدی کی نوازش:

جب مہدی بیت المقدس کے لیے روانہ ہوئے تو اثنائے راہ میں حکم الوادی جس کے سر پر پٹے دار بال تھے دف بجاتا ہوا سامنے آیا اور کہا کہ میں نے یہ شعر کہے ہیں:

فمتی تخرج العرو س فقد طال حبها

قد دنال الصبح اوبدا وھی لم تقض لبها

ترجمہ: ”لہن کب نکلے گی اسے آرائش کے لیے علیحدہ ہوئے بہت دیر ہو گئی۔ اب صبح نمودار ہونے کو آئی بلکہ ہو چکی ہوگی اور اس کا بناؤ سنگھار ہی ابھی ختم نہیں ہوا۔“

پھر ہ دار اس کی طرف لپکے مگر اس نے ڈانٹا کہ الگ رہو۔ مہدی نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا گیا یہ حکم الوادی شاعر ہے۔ مہدی نے اسے اپنے پاس بلایا اور صلہ دیا۔

مہدی کا شعر:

ایک مرتبہ مہدی اپنے کسی مکان میں آئے وہاں ان کو اپنی ایک عیسائی جار یہ نظر آئی اس کے گریبان کا چاک وسیع تھا اور دونوں پستانوں کے درمیان کا مقام کھلا ہوا تھا اور وہاں ایک سنہری صلیب آویزاں تھی۔ مہدی کو اس کی یہ ادا بہت پسند آئی انھوں نے ہاتھ بڑھا کر اس سے صلیب لے لی وہ جار یہ اس پر بے قرار ہو گئی مہدی نے اس پر یہ شعر کہا:

یوم نازعتها الصلیب فقالت و یح نفسی اما تحل الصلیبا

ترجمہ: ”جس روز میں نے اس کی صلیب چھین لی تو اس نے کہا میرا برا ہوا آپ صلیب کو بھی گوارا نہیں کرتے۔“

مہدی نے کسی شاعر کو طلب کر کے اس سے کہا کہ اس پر اور شعر کہو چنانچہ اس نے اور شعر کہہ دیئے اور پھر ان کے حکم سے وہ راگ سے ادا کیے گئے اور مہدی ان کے طرز ادا کو بہت ہی پسند کرتے تھے۔

مہدی کافی البدیہہ مصرع:

ایک مرتبہ مہدی نے اپنی کسی جار یہ کو دیکھا کہ اس کے سر پر ایک تاج ہے اور اس میں سونے چاندی کے کام کا ایک نرگس کا

پھول بٹا ہوا ہے۔ مہدی کو یہ پھول بہت بھلا معلوم ہوا اور انھوں نے فی البدیہہ یہ کہا:

یا حید النرجس فی التاج

ترجمہ: ”نرگس کا پھول تاج میں کیا بھلا معلوم ہو رہا ہے۔“

پورا شعر ان سے نہ ہوسکا اور زبان رک گئی انھوں نے پوچھا کون حاضر ہے۔ خادموں نے کہا عبد اللہ بن مالک موجود ہے۔
عبد اللہ بن مالک سے مصرع ثانی کی فرمائش:

مہدی نے اسے اپنے پاس بلایا اور واقعہ سنا کر یہ مصرع پڑھا۔ اور خواہش کی کہ اگر تم سے ہو سکے تو اس پر کچھ اور کہو۔ اس نے کہا بہت خوب مجھے تھوڑی مہلت دیجیے کہ میں علیحدہ بیٹھ کر فکر کروں۔ مہدی نے کہا مناسب ہے عبد اللہ ان کے پاس سے چلا آیا اور اس نے اپنے بیٹے کے اتالیق کو بلا کر کہا کہ اس پر مصرع لگاؤ اس نے یہ مصرع چسپاں کیا۔ علی جبین لاح کا العاج۔ (وہ تاج ایسی پیشانی پر ہے جو ہاتھی دانت کی طرح سفید اور روشن ہے) نیز اس نے اس پر چار شعر کا ایک قصیدہ لکھ دیا۔ عبد اللہ نے اسے مہدی کی خدمت میں بھیج دیا، مہدی نے چالیس ہزار درہم عبد اللہ کو صلہ میں دیئے۔ اس میں سے صرف چار ہزار تو اس نے اپنے بیٹے کے اتالیق کو دیئے باقی اپنی جیب میں رکھ لیے۔ ان اشعار کو عام طور پر گایا جاتا ہے۔

توزی کے اشعار:

ابوعلی کہتا ہے کہ توزی نے اپنے حسب ذیل شعر جو اس نے مہدی کی جا رہے حسینہ کے بارے میں کہے تھے مجھے سنائے:

اری ماء وبی عطش شدید . و لکن لا سبیل الی الورود

ترجمہ: ”پانی بھی ہے اور سخت پیاس بھی۔ مگر کوئی سبیل پانی تک پہنچنے کی نہیں ہے۔“

اما یسکفیک انک تفلکینی و ان الناس کلہم عیدی

ترجمہ: کیا تیرے لیے یہ کافی نہیں کہ تو میری مالک بن جا اور پھر تمام بنی نوع انسان میرے غلام ہیں۔

وانک لو قطع یدی و رجلی لقلت من الرضی احسنت زیدی

ترجمہ: اور اگر تو میرے ہاتھ پاؤں بھی قطع کر دے تو میں یہی کہوں کہ بڑی خوشی سے تو نے خوب کیا۔“

بانوقہ بنت مہدی:

اور علی بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب مہدی بصرہ آئے تو میں نے ان کو قریش کی شاہراہ سے شہر میں داخل ہوتے دیکھا ان کی صاحبزادی بانوقہ ان کے ہمراہ تھی یہ صاحب شرطہ اور مہدی کے درمیان تھی اور نوجوان لڑکوں کی طرح اس نے سیاہ قبا پہنی تھی اور تلوار کو حائل کیا تھا میں نے اس کے پستانوں کا ابھار بھی محسوس کیا۔

شاہراہ قریش پر مہدی کا جلوس:

علی بن محمد اپنے باپ کی دوسری روایت بیان کرتا ہے کہ جب مہدی بصرہ آئے تو قریش کی شاہراہ سے گزرے ہمارا مکان اسی میں تھا ان سے پہلے اور تمام والیوں کا یہ حال تھا کہ وہ فال بد کی وجہ سے اس سڑک سے کبھی پہلی مرتبہ بصرہ میں داخل نہیں ہوتے تھے اس کے متعلق یہ عام شہرت تھی کہ جو والی اس سڑک سے داخل ہوا وہ تھوڑے ہی دن والی رہ سکا۔ اور کوئی خلیفہ تو مہدی کے علاوہ کبھی اس سڑک پر گزرا ہی نہ تھا۔ بلکہ تمام والی اور خلفاء عبد البطان بن سمرہ کی سڑک پر جو اس سڑک کے پہلو بہ پہلو واقع ہو گزرتے تھے۔ میں نے مہدی کو جلوس کے ساتھ اس سڑک پر گزرتے دیکھا۔

بانوقہ بنت مہدی کا انتقال:

عبداللہ بن مالک ان کا کوتوال ان سے کچھ ہی آگے ہاتھ میں چھوٹا بھالا لیے چل رہا تھا۔ ان کی بیٹی بانوقہ ان کے اور کوتوال کے درمیان نوعمر لڑکوں کی ہیئت میں سیاہ قبا پہنے کارچو بی بگوس لگائے تلوار حائل کیے ساتھ تھی مجھے اس کی قبائیں اس کے پستانوں کا ابھار نظر آ رہا تھا۔ بانوقہ کارنگ سانولا تھا قیامت تھی اور نہایت دلفریب لڑکی تھی جب بغداد میں اس کا انتقال ہوا تو مہدی کے رنج و اندوہ کی کوئی حد نہ رہی ان کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔

بانوقہ کی وفات پر تعزیت کے لیے دربار عام:

وہ تعزیت لینے کے لیے دربار عام میں بیٹھے کسی کی روک ٹوک نہ تھی ہزار ہا آدمی تعزیت کے لیے آئے اور اس کے اظہار میں بہتر سے بہتر فصاحت و بلاغت صرف کی جو علماء اس طرز بیان کے نقاد ہیں ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شمیم بن شیبہ سے بہتر اور بلغ الفاظ میں کسی نے تعزیت نہیں کی۔ اس نے کہا:

یا امیر المومنین اللہ خیر لہا منك و ثواب اللہ خیر لك منها و انا اسأل اللہ الا یحزنك و لا یفتنك.

”اے امیر المومنین! اس کے لیے اللہ آپ سے زیادہ بہتر ہے اور آپ کے لیے اللہ کا اجر اس سے بہتر اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اب محزون نہ کرے اور نہ اور کسی مصیبت میں مبتلا کرے۔“

صبح بن عبداللہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ بانوقہ کے مرنے پر شمیم بن شیبہ مہدی کے پاس آیا اور اس نے کہا:

اعطاك اللہ یا امیر المومنین علی مارزئت اجرا و اعقبك صبرا لا اجهد اللہ بلاءك بنقمة ولا نزع منك نعمة. ثواب اللہ خیر لك منها و رحمة اللہ خیر لہا منك و احق ما صبر علیہ ما لا سبیل الی ردہ.

”اے امیر المومنین! جو مصیبت آپ پر نازل ہوئی ہے اللہ اس کا اجر آپ کو دے اور صبر جمیل عطا فرمائے اور کسی مزید تکلیف سے اس میں اضافہ نہ کرے اور نہ کسی نعمت کو آپ سے سلب کرے آپ کے لیے اللہ کا ثواب اس مرحومہ سے بہتر ہے اور اس کے لیے اللہ کی رحمت آپ سے زیادہ بہتر ہے اور جو شے کسی طرح واپس نہ مل سکے اس پر صبر بہر حال اولیٰ ہے۔“



خلیفہ موسیٰ بن محمد ہادی

ربیع کی بغداد میں قائم مقامی:

اس سال موسیٰ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن العباس رضی اللہ عنہ مہدی کی وفات کے دن خلیفہ ہوئے یہ اس وقت جرجان میں مقیم اور اہل طبرستان سے جنگ میں مصروف تھے مہدی نے ماسذان میں وفات پائی ان کا بیٹا ہارون ان کے ہمراہ تھا اور اپنے مولیٰ ربیع کو وہ بغداد میں اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ آئے تھے۔
امیرائے عساکر کی مراجعت کی تجویز:

بیان کیا گیا ہے کہ مہدی کے مرنے کے بعد تمام موالی اور امرائے عساکر ہارون کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ اگر مہدی کی وفات کا علم فوج کو ہو گیا تو ہنگامہ اور شورش برپا ہو جائے گی۔ اس لیے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو سوار کرا لیا جائے اور فوج کو واپسی کا حکم دیا جائے اور پھر بغداد میں ان کو سپرد خاک کیا جائے۔ ہارون نے کہا اچھا ذرا ٹھہرو میں اپنے باپ یحییٰ بن خالد برکی کو بلاتا ہوں۔

ہارون الرشید کا یحییٰ بن خالد سے مشورہ:

مہدی نے انبار سے لے کر منتہائے افریقیہ تک تمام ممالک مغربی کا ناظم ہارون کو مقرر کیا تھا مگر ان کے حکم سے ان تمام ممالک کا نظم و نسق عملی طور پر یحییٰ بن خالد کے سپرد تھا وہی عمال مقرر کرتا، دفاتر کی نگرانی رکھتا، خود بھی ان امور کو سرانجام دیتا اور دوسروں کو بھی اپنا نائب بناتا۔ مہدی کی وفات تک اس کی یہی بات قائم رہی۔ یحییٰ ابن خالد ہارون کے پاس آیا۔ ہارون نے اس سے کہا اے میرے باپ عمر بن بزیج، نصیر اور مفضل جو کچھ کہتے ہیں اس میں آپ کی کیا رائے ہے اس نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں، یحییٰ سے پورا واقعہ بیان کیا گیا۔

یحییٰ بن خالد کی تجویز:

اس نے کہا میں اس رائے کو مناسب نہیں سمجھتا، ہارون نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اس لیے کہ ان کی موت کا واقعہ ایسا نہیں جو چھپ جائے مجھے اندیشہ ہے کہ جب فوج کو یہ بات معلوم ہوگی تو وہ ان کے محل سے لپٹ جائیں گے اور کہیں گے کہ جب تک ہمیں تین سال کی یا اس سے بھی زیادہ معاش نہ دی جائے گی ہم ان کو نہیں چھوڑتے۔ نیز وہ سرکشی کریں گے اور پھر متفرق ہو جائیں گے اس وقت بڑی مصیبت پیش آئے گی مجھے تو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کو یہیں دفن کر دیا جائے اور نصیر کو امیر المومنین ہادی کے پاس مہر اور عصائے خلافت دے کر تہنیت اور تعزیت کے لیے فوراً روانہ کر دیا جائے اور چونکہ نصیر محکمہ ڈاک و رسائل کا عامل ہے اور اس وجہ سے اگر وہ اپنے متعلقہ علاقہ کی ڈاک پر روانہ ہوگا تو کسی کو اس کے جانے کو کوئی اچنبھا بھی نہ ہوگا۔ علاوہ بریں دوسری بات آپ یہ کریں کہ جس قدر فوج آپ کے ساتھ ہے ان سب کو دو دو سو درہم بطور انعام کے دے دیجیے اور پھر ان کو مراجعت کا حکم دیجیے جس وقت درہم ان کے ہاتھ میں آجائیں گے اس وقت ان کو سوائے اپنے مکان اور بال بچوں کے اور کوئی بات یاد نہ رہے گی اور نہ

بغداد سے ادھر پھر وہ کہیں رکیں گے۔

عباسیوں کی مراجعت بغداد:

ہارون نے اس مشورے پر عمل کیا اور واقعہ بھی یہی ہوا کہ جب فوج کو درہم مل گئے تو انھوں نے بغداد چلو بغداد چلو کے نعرے لگائے اور ماسذان چھوڑ کر بغداد کی طرف لپکے۔ بغداد پہنچ کر جب ان کو خلیفہ کی موت کی خبر ملی وہ ربیع کے بھانک پر آئے اسے جلادیا اور اپنی معاش کا مطالبہ کرنے لگے اور ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ ہارون بغداد آیا۔ خیزران نے ربیع اور یحییٰ بن خالد کو مشورہ کے لیے اپنے پاس بلایا۔ ربیع تو اس کے سامنے چلا آیا مگر چونکہ یحییٰ کو یہ بات معلوم تھی کہ موسیٰ سخت غیور ہے اس نے اس کے سامنے جانے سے احتراز کیا۔ خیزران نے تمام روپیہ جمع کر کے فوج کی دو سال کی معاش ادا کر دی اس سے وہ سب خاموش ہو گئے۔

یحییٰ بن خالد کے طرز عمل کی تعریف:

جب اس واقعہ کی اطلاع ہادی کو ہوئی انھوں نے ربیع کو ایک خط لکھا اس میں اس کی اس کارروائی پر اسے ڈانٹا اور قتل کی دھمکی دی اور ایک خط یحییٰ بن خالد کو لکھا اس کے طرز عمل کو سراہا اور حکم دیا کہ جس طرح ہمیشہ سے تم ہارون کے تمام معاملات اور اس کے اعمال کا عزل و نصب کرتے آئے ہو اسی طرح اب بھی اپنے اختیارات سے کام لیتے رہو۔

ربیع کو یحییٰ بن خالد کا مشورہ:

ہادی کی اس برہمی پر ربیع نے یحییٰ کو جسے وہ اپنا مخلص دوست سمجھتا اور ہمیشہ اس کے مشورے پر اعتماد کرتا تھا بلوایا اور کہا اے ابوعلی اب میں کیا کروں مجھ میں تو قتل ہونے کی ہمت نہیں ہے۔ اس نے کہا ایک تو یہ کرو کہ اپنی جگہ سے کہیں اور نہ جاؤ دوسرے یہ کہ اپنے بیٹے فضل کو مختلف الوان نعمت فواکہ اور تحائف کے ساتھ جن کا تم اپنی انتہائی قدرت سے انتظام کر سکتے ہو ان کے استقبال کو بھیجو۔ اس ترکیب سے میں اللہ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ جب وہ یہاں واپس آئیں گے تو جس بات کا ہمیں خوف ہے وہ جاتی رہے گی۔ ربیع کے بیٹے فضل کی ماں ان دونوں کی اس سرگوشی کو کہیں سے سن رہی تھی اس نے بے ساختہ کہا کہ جو رائے یحییٰ نے دی ہے وہ بے شک خلوص پر مبنی ہے۔

ربیع کی وصیت:

ربیع نے کہا چونکہ معلوم نہیں کہ کیا افتاد پیش آئے میں چاہتا ہوں کہ اپنے بعد کے لیے تم کو وصیت کر جاؤں یحییٰ نے کہا مجھے تنہا اس کام کے لیے مقرر نہ کر اگرچہ میں کسی ضروری بات سے پہلو تہی نہیں کروں گا اور یہ معاملہ ہو یا کوئی اور ہر بات میں تمہارے ساتھ ہوں مگر مناسب یہ ہے کہ اس معاملہ میں میرے ساتھ تم اپنے بیٹے فضل اور اس عورت کو جو اپنی اصابت رائے اور ہوش مندی کی وجہ سے اس کی مستحق ہے شریک کر دو ربیع نے یہ بات مان لی اور ان تینوں کو اپنے بعد کے لیے وصیت کر دی۔

ربیع کے خلاف بغداد میں ہنگامہ:

فضل بن سلیمان کہتا ہے کہ جب بغداد میں فوج نے ربیع کے خلاف ہنگامہ برپا کیا تو انھوں نے ان تمام لوگوں کو جو اس کے پاس نظر بند تھے آزاد کر دیا اس کے مکان کے دروازے میدان میں لا کر عباس بن محمد عبدالملک بن صالح اور حرز بن ابراہیم کی موجودگی میں جلا ڈالے۔ عباس نے چاہا کہ یہ کسی طرح اپنی معاشیں لے کر خاموش ہو جائیں اور چلے جائیں اس نے اس کے لیے

پوری کوشش صرف کی مگر وہ نہ مانے اور اس کی ضمانت پر اعتماد نہیں کیا۔ البتہ جب محرز بن ابراہیم نے ان کی معاش دینے کی ضمانت کی تو اسے انھوں نے مان لیا اور متفرق ہو گئے۔ محرز نے اپنی ضمانت کے ایقان میں ان کو اٹھارہ ماہ کی معاش دے دی۔

مہدی کی وفات کا اعلان:

یہ ہنگامہ ہارون کے بغداد آنے سے پہلے ہوا۔ جب وہ خود ہادی کے نائب کی حیثیت سے بغداد آیا اور ربیع اس کے وزیر کی حیثیت سے اس کے ساتھ تھا تو اب اس نے تمام اطراف و اکناف مملکت میں وفد روانہ کیے تاکہ وہ خلیفہ مہدی کی موت کی اطلاع دیں اور موسیٰ الہادی کی خلافت اور اس کے بعد ہارون کی ولی عہدی کے لیے بیعت لیں اس نے بغداد کا انتظام بھی ٹھیک کر لیا۔

ہادی کی مراجعت بغداد:

نصیر خادم مہدی کی وفات ہی کے دن ماسذان سے جرجان روانہ ہوا تاکہ ہادی کو مہدی کی خبر مرگ اور ان کی خلافت کی اطلاع دے۔ جس وقت یہ جرجان پہنچا ہادی نے اسی وقت کوچ کا اعلان کر دیا اور وہ فوراً ہی تیز روڈ اک کے گھوڑوں پر بغداد روانہ ہو گئے۔ ان کے اعزاء میں سے ابراہیم اور جعفر اور وزراء میں سے عبید اللہ بن زیاد الکاتب میرنشی اور محمد بن جمیل بخشی فوج ان کے ہمراہ تھے۔ جب یہ مدینۃ السلام کے قریب پہنچے تو ان کے تمام اہل بیت اور دوسرے اعیان و اکابر ملک نے ان کا استقبال کیا۔ ربیع نے ان کی غیبت میں وفود کے بھیجنے اور فوج کی معاش دینے کی جو کارروائی کی تھی اسے انھوں نے منظور کیا۔

ہادی کا بغداد میں استقبال:

ربیع نے اپنے بیٹے فضل کو بہت سے تحائف کے ساتھ ان کے استقبال کو بھیجا تھا فضل نے ہمدان میں ان کا استقبال کیا۔ ہادی نے اسے اپنے پاس بلایا اس کے تحائف قبول کر کے عزت افزائی کی اور پوچھا کہ تم نے میرے مولیٰ (ربیع) کو کس حال میں چھوڑا؟ فضل نے اپنے باپ کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی، ربیع بھی استقبال کے لیے آیا ہادی اس پر برہم ہوئے مگر اس نے معذرت کی اور اپنی کارروائی کا سبب بیان کیا۔

عمال کا عزل و نصب:

ہادی نے اس کی معذرت قبول کر کے اسے عبید اللہ بن زیاد بن ابی لیلیٰ کی جگہ منصب وزارت پر مقرر کیا نیز محکمہ زمام کی نگرانی بھی جواب تک عمر بن بزیج کے ماتحت تھی ربیع کے سپرد کی۔ محمد بن جمیل کو دونوں عراقوں کا افسر خراج مقرر کیا، عبید اللہ بن زیاد کو شام اور اس سے ملحقہ علاقوں کا افسر خراج مقرر کیا، علی بن عیسیٰ بن ماہان کو بدستور اپنی جگہ افسر محافظہ دستہ برقرار رکھا نیز فوج کا دفتر بھی اسی کے سپرد کر دیا۔ عبید اللہ بن حازم کی بجائے انھوں نے عبید اللہ بن مالک کو اپنا کو تو ال مقرر کیا۔ مہر خلافت بدستور علی بن یقطین ہی کے پاس رہنے دی۔ اس سنہ کے ماہ صفر کے ختم میں دس راتیں باقی تھیں کہ ہادی جرجان سے بغداد واپس آئے بیان کیا گیا ہے کہ اس سفر میں صرف بیس دن صرف ہوئے۔ بغداد آ کر پہلے غلد نام قصر میں فروکش ہوئے ایک ماہ وہاں قیام کر کے بستان ابی جعفر میں قیام پذیر ہوئے اور پھر چند روز کے بعد عیسیٰ باذ چلے گئے۔ اس سال ابو جعفر المنصور کے مولیٰ ربیع نے وفات پائی۔

ہادی کی ایک جاریہ کا شعر:

ہادی کی ایک منہ لگی جاریہ تھی اور وہ ان پر جان دیتی تھی جب یہ جرجان میں تھے جہاں ان کو مہدی نے بھیج دیا تھا تو اس جاریہ

نے کچھ شعر ان کو جرجان لکھ کر بھیجے ان میں ایک مصرعہ یہ تھا:

یا بعید المحل امسی بجر جان نازلا

ترجمہ: ”اے وہ شخص جو یہاں سے بہت ہی دور دراز مقام میں فروکش ہے اب کیا وہ ہمیشہ جرجان ہی میں رہے گا۔“

جب ہادی کو اپنی خلافت کی اطلاع ہوئی اور وہ بغداد واپس آئے تو اس جا ریہ کی ملاقات کے سوا اور کوئی دوسری بات ان کے پیش نظر نہ تھی آتے ہی سیدھے اس کے پاس گئے۔ وہ اس وقت بھی اپنے فراقیہ اشعار گار رہی تھی۔ قبل اس کے کہ کسی شخص سے بھی ملتے انھوں نے ایک دن ورات کامل اس کے پاس بسر کی۔

زندلیقوں کی ایک جماعت کا قتل:

اس سال موسیٰ نے زندلیقوں کی تلاش میں اور شدت کردی ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ جن لوگوں کو انھوں نے قتل کیا ان میں یزدان بن باذان یقطین کا کاتب اور اس کا بیٹا علی بن یقطین بھی تھا۔ یہ نہروان کے رہنے والے تھے اس یقطین کے متعلق یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک مرتبہ حج کے لیے گیا۔ وہاں جب اس نے لوگوں کو حالت طواف میں تیز قدم چلتے دیکھا تو کہنے لگا کہ ان حجاج کی مثال تو ان بیلوں کی ہے جو کھلیان میں درشدہ فصل کو روندتے ہیں اسی پر علاء بن الحداد الاعلیٰ نے یہ شعر بھی کہے ہیں:

ایا امین اللہ فی خلقه و وارث الکعبہ و المنبر

ماذا تری فی رجل کافر یشبه الکعبہ بالیدر

و یجعل الناس اذا ماسعوا حمرا تدوس البرو الدوسر

ترجمہ: ”اے وہ شخص جو کہ اللہ کی طرف سے بندوں پر امین مقرر کیا گیا ہے اور کعبہ اور منبر کا وارث ہے اس کافر کے لیے جو کعبہ کو کھلیان سے اور حالت سعی میں حجاج کو ان گدھوں سے جو گیہوں اور بھوسہ کو روند کر علیحدہ کرتے ہیں تشبیہ دیتا ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے۔“

موسیٰ نے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا اتفاق سے سولی کی لکڑی ایک راہ گیر حاجی پر گری جس سے وہ اور اس کا گدھا دونوں ہلاک ہو گئے۔ اسی سلسلہ میں بنی ہاشم میں سے یعقوب بن الفضل قتل کیا گیا۔

ابن داؤد اور یعقوب بن الفضل کا اعتراف ارتداد:

علی بن محمد البہاشمی کی روایت ہے کہ داؤد بن علی کا ایک زندیق بیٹا اور یعقوب بن الفضل بن عبد الرحمن بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب جو زندیق ہو گیا تھا دو مختلف مجلسوں میں مہدی کے سامنے پیش کیے گئے۔ جب ان دونوں نے اپنے ارتداد کا اقرار کر لیا تو مہدی نے دونوں سے ایک ہی قسم کی گفتگو کی۔ یعقوب بن الفضل نے مہدی سے کہا کہ میں اپنے جرم کا اقرار صرف آپ کے سامنے کرتا ہوں اگر آپ یہ چاہیں کہ میں علانیہ طور پر اس کا اقرار کر لوں تو یہ غیر ممکن ہے چاہے میرے ٹکڑے ٹکڑے ہی کیوں نہ کر دیئے جائیں مہدی نے اس سے کہا کہ تجھے شرم آنا چاہیے تجھے تو چاہیے تھا کہ اگر آسمان کے پردے بھی تیرے لیے کھول دیئے جاتے اور تب حقیقت امر بھی وہی ثابت ہوتی جس کا تو مدعی ہے تب بھی تجھے محمد ﷺ کی ہر بات تسلیم کرنا اور ان کی حمایت کرنا چاہیے کیونکہ اگر ان کا وجود ذی جو نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔ تو بھی دوسرے اشخاص و انصار میں ہوتا۔ خیر کیا کیا جائے چونکہ میں نے اللہ سے یہ عہد

کیا تھا کہ خلیفہ ہونے کے بعد میں کسی ہاشمی کو قتل نہیں کروں گا اس وجہ سے میں چپ ہوں ورنہ جس وقت تو میرے سامنے آیا تھا میں اسی وقت تیرا کام تمام کر دیتا۔

مہدی کی ابن داؤد اور یعقوب کے متعلق ہدایت:

اس کے بعد انھوں نے موسیٰ الہادی سے کہا کہ میں تم کو اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کہ جب میرے بعد منصب خلافت تم کو ملے تم ان کے بارے میں ایک گھڑی کا بھی انتظار نہ کرنا اور فوراً دونوں کو قتل کر دینا۔ ان دونوں زندیقوں میں سے داؤد بن علی کا بیٹا حالت قید میں مہدی کی وفات سے پہلے مر گیا۔ البتہ یعقوب زندہ رہا چنانچہ جب مہدی کا انتقال ہو گیا اور موسیٰ جرجان سے بغداد آئے تو آتے ہی ان کو مہدی کی وصیت یاد آ گئی۔

یعقوب بن فضل کا قتل:

انھوں نے ایک شخص کو یعقوب کے لیے متعین کر دیا اس نے لحاف اس پر ڈال کر اس قدر دبایا کہ اس کا کام تمام ہو گیا۔ موسیٰ بیعت لینے اور اپنی خلافت کے استحکام میں اس قدر منہمک ہوئے کہ یعقوب کا خیال ہی ان کے دل سے محو ہو گیا۔ جس روز یہ واقعہ پیش آیا اس روز نہایت شدید گرمی تھی۔ کچھ رات گئے لوگوں نے موسیٰ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین یعقوب کی لاش پھول گئی ہے اور اس میں سے بو آ رہی ہے۔

یعقوب بن فضل کی تدفین:

موسیٰ نے حکم دیا کہ اسے اس کے بھائی اسحاق بن الفضل کے پاس لے جاؤ اور کہہ دینا کہ جیل خانہ میں یہ اپنی موت مر گیا ہے۔ اس کی نعش کو ایک چھوٹی کشتی میں رکھ کر اسحق کے پاس لائے اس نے لاش کی حالت دیکھی تو اندازہ کیا کہ اب غسل دینے کا موقع ہی نہیں اسی طرح اس نے اسی وقت اس کو اپنے ایک باغ میں سپرد خاک کر دیا اور صبح کے وقت تمام بنی ہاشم کو اطلاع دی کہ یعقوب کا انتقال ہو گیا ہے۔ سب جنازے میں شریک ہوں اس نے قد آدم لکڑی کا ایک تابوت تیار کر لیا اس میں روٹی بھر دی گئی اور اوپر سے کئی تہ چادریں لپیٹ دی گئیں۔ پھر اسے ڈولے پر رکھ کر جنازے کی شکل میں اٹھایا۔ باوجود ان تمام ترکیبوں کے جتنے شرکاء تھے وہ سب جانتے تھے کہ یہ محض مصنوعی جنازہ ہے۔ اس کی اولاد میں دو بیٹے عبدالرحمن اور فضل اور دو بیٹیاں ارویٰ اور فاطمہ تھیں یہ آخر الذکر اپنے باپ کے نطفہ سے حاملہ تھی اور اس کا خود اس نے اقرار کیا تھا۔

فاطمہ بنت یعقوب بن فضل کا انجام:

علی بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس سے پہلے فاطمہ اور یعقوب بن الفضل کی ایک بیوی خدیجہ نام جو خاندان بنی ہاشم سے نہ تھی۔ ہادی یا مہدی کے سامنے پیش کی گئیں ان دونوں نے اس کے زندیق ہونے کا اقرار کیا اور فاطمہ نے یہ بھی اقرار کیا کہ میں اپنے باپ سے حاملہ ہوں۔ یہ دونوں ریٹھ بنت العباس کے پاس پیش کی گئیں۔ ریٹھ نے دیکھا کہ وہ دونوں خوب بناؤ سنگار کیے سرمہ اور مہندی لگائے ہوئے ہیں اس نے دونوں کو خوب لعنت ملامت کی اور اس کی بیٹی پر خاص طور پر زیادہ لعن طعن کی۔ اس نے کہا کہ میرے باپ نے میرے ساتھ زبردستی کی تھی ریٹھ نے کہا اگر زبردستی کی تو پھر تو نے یہ مہندی اور سرمہ کیوں لگایا ہے اور تجھ پر یہ سرور و نشاط کیوں طاری ہے۔ ریٹھ نے ان دونوں کو خوب لعنت ملامت کی اس کے بعد ان دونوں کو موصل سے اس قدر پھینکا گیا

کہ ان کا کام تمام ہو گیا۔ البتہ یعقوب کی دوسری لڑکی اروی سے اس کے ابن عم فضل بن اسمعیل بن الفضل نے جس کے عقد میں کوئی خرابی نہ تھی شادی کر لی۔

اس سال طبرستان کا رئیس وفد ہرمز نذر دینے موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ موسیٰ نے اسے ضلعت اور انعام سے سرفراز کر کے طبرستان واپس بھیج دیا۔

حسین بن علی بن حسن:

اس سال حسین بن علی بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خروج کیا اور وہ فتح میں مارا گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

محمد بن موسیٰ الخوارزمی بیان کرتا ہے کہ مہدی کی وفات اور ہادی کی خلافت میں آٹھ دن کا فصل ہوا جس وقت ان کو مہدی کی وفات کی اطلاع ملی یہ جرجان میں تھے ان کے مدینہ السلام آنے اور حسین بن علی بن الحسن کے خروج سے لے کر اس کے قتل تک نو ماہ اٹھارہ دن گزرے۔

امارت مدینہ پر عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ کی قائم مقامی:

محمد بن صالح ابو حفص السلمی کی روایت بیان کرتا ہے کہ اسحق بن عیسیٰ بن علی مدینہ کا والی تھا۔ مہدی کی وفات کے بعد جب موسیٰ خلیفہ ہوئے تو یہ ان سے ملنے کے لیے عراق روانہ ہوا اور اس نے مدینہ پر اپنی جگہ عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔ فضل بن اسحق الہاشمی بیان کرتا ہے کہ اسحق بن عیسیٰ بن علی والی مدینہ نے ہادی کی خدمت میں اپنے عہدہ سے استعفا دے دیا اور بغداد آنے کی اجازت مانگی۔ ہادی نے استعفا قبول کر لیا اور ان کی جگہ عمر بن عبدالعزیز کو والی مدینہ مقرر کر دیا۔

حسین بن علی بن حسن کے خروج کا سبب:

حسین بن علی بن الحسن کے خروج کا سبب ابو حفص السلمی کی روایت کے مطابق یہ ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ کا والی ہونے کے بعد ابو الزنت حسن بن محمد بن عبداللہ بن الحسن، مسلم بن جندب الہندی شاعر اور آل عمر کے ایک مولیٰ عمر بن سلام کو شراب پیتے گرفتار کیا، اور سب کو پہلے اچھی طرح پٹوایا اور پھر ان کی گردنوں میں رسی کے حلقے ڈال کر سارے مدینہ میں تشہیر کے لیے پھرایا، کئی آدمیوں نے ان کی سفارش کی۔ حسین بن علی نے بھی عمر سے آ کر ان کی سفارش کی اور کہا جو الزام ان پر عائد کیا گیا ہے وہ بے بنیاد ہے تم نے ان کو خوب پٹوایا ہے حالانکہ تم کو یہ زیانہ تھا کیونکہ عراقی شراب پینے کو برا نہیں سمجھتے اور پھر تم نے ان کی تشہیر بھی کی ہے۔ یہ کسی طرح مناسب نہ تھا۔ عمر نے ان کو واپس لانے کا حکم دیا۔ یہ لوگ بلاط پہنچ چکے تھے وہاں سے پلٹا کر لائے گئے۔ عمر نے ان سب کو قید کر دیا یہ ایک دن اور رات قید رہے پھر لوگوں نے ان کی سفارش کی اور وہ سب رہا کر دیئے گئے البتہ ان کی نگرانی ہوتی تھی اور حاضری لی جاتی تھی اسی حالت میں حسن بن محمد غائب ہو گیا اور یہ حسن بن علی اس کا ضامن ہوا تھا۔

حسن بن محمد کی روپوشی:

عمر بن عبدالعزیز والی مدینہ نے اس موقع پر بعض لوگوں کو ان گرفتار شدہ اشخاص کا ضامن بنایا تھا۔ حسین بن علی بن الحسن اور

یحییٰ بن عبد اللہ بن الحسن، یہ حسن بن محمد بن عبد اللہ بن الحسن کے ضامن تھے اس نے ان کی ایک حبشی باندی سے جو ابولیس عبد اللہ بن الحسن کے مولیٰ کی پوتی تھی نکاح کیا تھا۔ یہ اپنی بیوی کے پاس آتا اور شب باش ہوتا تھا۔ یہ بدھ جمعرات اور جمعہ کے دن حاضری کے وقت موجود نہ رہا۔ والی مدینہ کے نائب نے جمعہ کی رات کو ان سب کی حاضری لی تو حسن بن محمد کو موجود نہ پایا اس نے حسین بن علی اور یحییٰ بن عبد اللہ سے اس کے متعلق باز پرس کی اور اس میں ذرا سخت الفاظ استعمال کیے اور پھر عمر بن عبد العزیز کو جا کر تمام واقعہ کی اطلاع دی اور کہا کہ حسن بن محمد آج تین دن سے غائب ہے۔

عمر بن عبد العزیز بن عبد اللہ اور یحییٰ بن عبد اللہ میں تلخ کلامی:

عمر نے حکم دیا کہ حسین بن یحییٰ کو حاضر کرو۔ یہ ان دونوں کو ان کے پاس بلا لایا، عمر نے ان سے پوچھا کہ حسن کہاں ہے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں وہ بیمار ہو گیا ہے ہمارا خیال تھا کہ آج حاضری نہ لی جائے گی ورنہ ہم اس کی تلاش کرتے، اس جواب پر عمر نے ان سے بہت سخت کلامی کی اس پر یحییٰ بن عبد اللہ نے قسم کھا کر کہا کہ میں اس وقت تک سوؤں گا نہیں جب تک کہ یا تو حسن بن محمد کو اس کے پاس پیش نہ کر دوں گا اور یا اس کے خلاف خروج نہ کروں گا۔

یحییٰ بن عبد اللہ اور حسین بن علی کی گفتگو:

حسین بن علی نے اس سے کہا بھی کہ بھلا ایسی بات کا اظہار اپنی زبان سے کیوں کرتے ہو جو تم سے نہ ہو سکے تم نے حسن کے لانے کی قسم کھائی ہے حالانکہ تم اس پر قابو نہیں پاسکتے۔ پھر کیوں تم نے حسن کی قسم کھائی ہے؟

یحییٰ نے کہا ہاں بے شک میں نے قسم کھائی ہے۔ حسین بن علی نے کہا یہ کیوں اس نے کہا بے شک میں نے قسم کھائی ہے، بخدا میں سونے سے پہلے اس پر خروج کروں گا اور اس کے پھانک کو تلوار کی ضرب سے شکستہ کروں گا، حسین نے کہا اس طرح ہمارے اور ہمارے شیعوں کے درمیان جو قرارداد طے ہو چکی ہے وہ برباد ہو جائے گی۔ یحییٰ نے کہا اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اور کوئی دوسرا چارہ کار نہیں اس سے پہلے سادات اور شیعوں میں یہ قرارداد ہوئی تھی کہ حج کے موقع پر مقام منیٰ میں یا مکہ میں خروج کریں گے۔

حسین بن علی کا خروج:

بیان کیا گیا ہے کہ کوفہ کے ان شیعوں کی ایک جماعت جنہوں نے حسین کے لیے بیعت کی تھی اس وقت بھی ایک مکان میں پوشیدہ تھی چنانچہ اسی رات یہ وہاں سے باہر آئے اور انہوں نے خروج کا انتظام شروع کیا اور آخر شب میں خروج کر دیا۔ یحییٰ بن عبد اللہ نے مروان کے محل کی پھانک پر تلوار سے عمر کے خلاف ضرب لگائی مگر وہاں عمر نہ ملا۔ یحییٰ اس کی تلاش میں عبد اللہ بن عمر کے مکان کے اس حصہ میں جہاں عمر بن عبد العزیز شب باش ہوتا تھا آیا مگر وہ یہاں بھی نہ ملا بلکہ روپوش ہو گیا۔ شورش پسندوں کی جمعیت ہر سمت سے امنڈ آئی اور سب کے سب مسجد نبویؐ میں در آئے۔ جب صبح کی اذان ہوئی تو حسین منبر پر چڑھا اس وقت وہ ایک سفید عمامہ باندھے تھا۔ لوگ آنے شروع ہوئے اور اس کو دیکھ کر بغیر نماز پڑھے واپس چلے گئے۔

حسین بن علی کی بیعت:

البتہ جب اس نے صبح کی نماز پڑھ لی تو اب لوگ اس کے پاس آ کر کتاب اللہ سنت رسول اللہ ﷺ اور آل محمد ﷺ میں سے بہترین شخص کے انتخاب کے وعدہ پر اس کی بیعت کرنے لگے۔ خالد البربری جو ان دنوں مدینہ کی خالصہ زمینوں کا محصل اور مدینہ کے

متعینہ باقاعدہ فوج کے دوسو نفر کا افسر تھا اپنی فوج کے ساتھ مقابلہ کے لیے بڑھا۔ عمر بن عبدالعزیز، وزیر بن اسحاق الارزق اور محمد بن واقد العزوی ایک خلقت عظیم کے ساتھ جس میں حسین بن جعفر بن الحسین بھی ایک گدھے پر سوار ساتھ تھا، شورش پسندوں کے مقابلے کے لیے نکلے۔

خالد البربری کا قتل:

خالد البربری نے فوراً شہر کے چوک پر قبضہ کر لیا اس نے دہری زرہیں پہن رکھی تھیں اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور کمر بند میں کئی گرز لٹکے ہوئے تھے اس نے تلوار نکلی کر رکھی تھی اور حسین کو لاکار رہا تھا سامنے آؤ میں بچکی کا پاٹ ہوں۔ اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے قتل نہ کر دوں۔ یہ کہہ کر اس نے باغیوں پر حملہ کیا۔ جب یہ ان کے بالکل قریب پہنچا تو عبداللہ بن الحسن کے بیٹے یحییٰ اور ادیس اس کے مقابلے پر آئے۔ یحییٰ نے اس کے خود کے بانسے پر ایسی ضرب لگائی کہ تلوار اسے کاٹ کر اس کی ناک کاٹ گئی۔ بربری کی دونوں آنکھیں خون سے ڈھک گئیں اور چونکہ اب اسے کچھ نظر نہیں آتا تھا وہ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑا ہو کر تلوار سے اپنا بچاؤ کرنے لگا مگر اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ادیس نے پلٹ کر اس کی پشت سے ایسا وار کیا کہ وہ اوندھے منہ گر پڑا پھر تو ان دونوں نے تلواروں سے اتنے وار کیے کہ اس کا کام تمام کر دیا۔ ان کے دوسرے ساتھیوں نے بڑھ کر اس کی دونوں زرہوں پر دھاوا کر دیا اور ان دونوں کو اور نیز اس کے تمام اسلحہ اتار کر اٹھا لائے۔ پھر ان کے حکم سے اسے بلاط تک گھسیٹ کر لے گئے نیز حسین اور یحییٰ اور ان کے شیعوں نے بربری کی جمعیت پر حملہ کر کے اسے مار بھگا گیا۔

خالد بربری کے قتل کی دوسری روایت:

عبداللہ بن محمد جس نے یہ تمام واقعہ پنجم خود دیکھا ہے، کہتا ہے کہ خالد نے یحییٰ کے سر پر تلوار کا وار کیا جس سے کلاہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور اس وار کا اثر یحییٰ کے ہاتھ تک میں محسوس ہوا۔ یحییٰ نے اس کے منہ پر وار کیا اور پھر جزیرہ کے رہنے والے ایک کانے نے مڑ کر خالد کی پشت پر سے اس کے دونوں پیروں پر تلوار ماری اس کے بعد کئی شخصوں نے ایک دم تلواروں سے اس پر وار کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔ جس وقت حسین بن جعفر گدھے پر سوار مسجد میں داخل ہوا تو سیاہ پوش جماعت نے باغیوں کو مسجد سے بے دخل کر دیا مگر پھر سفید پوش جماعت نے ان پر حملہ کر کے ان کو مسجد سے نکال دیا اور حسین نے ان کو لاکار کہ شیخ (حسین بن جعفر) کے ساتھ ملائمت برتی جائے اور ان کو گزند نہ پہنچے۔ باغیوں نے سرکاری خزانہ لوٹ لیا۔ اس میں صرف دس بارہ ہزار دینار تھے جو معاش کی ادائی سے بچ رہے تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت خزانہ میں ستر ہزار دینار تھے جن کو عبداللہ بن مالک نے بنی خزاعہ کے وظائف دینے کے لیے بھیجا تھا۔

اہل مدینہ کی احتیاطی تدابیر:

اس جھڑپ کے بعد سب لوگ تتر بتر ہو گئے۔ اہل مدینہ نے ان کی مدافعت کے لیے شہر کے دروازے بند کر لیے دوسرے دن صبح کو اہل مدینہ اور آل عباس رضی اللہ عنہم کے دوسرے شیعہ جمع ہو کر بلاط کے اس میدان میں جو الفضل کے مکان کے احاطہ اور زور کے درمیان واقع ہے باغیوں سے لڑنے آئے۔ سیاہ پوش فریق اپنے حریف پر حملہ کر کے اسے الفضل کے مکان کے گھیر تک دھکیل دیتا تھا اور اسی طرح سفید پوش جماعت اپنے حریف پر حملہ کر کے اسے زور تک دھکیل دیتی تھی۔ کئی مرتبہ یہی کش مکش ہوئی۔ دونوں فریق

بڑی تعداد میں مجروح ہوئے مگر ظہر کے وقت تک اسی طرح لڑنے کے بعد علیحدہ ہو گئے۔
معمر کہ بلا طہ:

اتوار کے دن پچھلے پہر جو اس ہنگامہ کا دوسرا ہی دن تھا۔ یہ خبر معلوم ہوئی کہ مبارک ترکی پیر المطلب پر فروکش ہوا ہے اس خبر سے اہل مدینہ بہت خوش ہوئے اس کے پاس شیعہ آئے اور اس سے کہا آپ ہماری مدد کے لیے آئیے۔ دوسرے دن علی الصباح وہ گھائی پر آ کر ٹھہر گیا۔ یہاں شیعان بنی عباس اور دوسرے جنگجو اس کے پاس اکٹھے ہوئے۔ اور اب بلاط میں دونوں فریقوں کے درمیان دو پہر تک نہایت شدید جنگ ہوئی اس کے بعد پھر دونوں فریق ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ ایک فریق مسجد نبویؐ چلا آیا اور دوسرا فریق مبارک ترکی کے پاس عمر بن عبدالعزیز کے مشنہ والے مکان میں جہاں وہ دو پہر بسر کرتا تھا چلا گیا۔ مبارک نے ان سے وعدہ کیا کہ اب عصر کے وقت پھر تمہارے ساتھ لڑائی میں شریک ہوں گا۔ مگر جب لوگ اس کی طرف سے غافل ہو گئے وہ چپکے سے اپنی ساریوں پر سوار ہو کر چلتا بنا، عصر کے وقت لوگوں نے اسے تلاش کیا تو نہ پایا ایک چھوٹی جھڑپ اس جماعت کو اور برداشت کرنا پڑی۔

حسین بن علی کی مدینہ چھوڑنے کی تیاری:

مغرب کے بعد دونوں فریق الگ ہو گئے اس کے بعد چند روز تک حسین اور اس کے ساتھی رخت سفر تیار کرتے رہے وہ مدینہ میں گیارہ دن مقیم رہے پھر چوبیس ذیقعدہ کو مدینہ سے روانہ ہوئے ان کے جانے کے بعد مسجد نبوی کے مؤذن وغیرہ پھر اپنے اپنے کام پر آئے اور انھوں نے مسجد میں اذان دی اب دوسرے لوگ بھی مسجد میں نماز کے لیے آنے لگے یہاں آ کر دیکھا کہ تمام مسجد میں ہڈیاں اور بول و براز پڑا ہوا ہے۔ اس پر نمازیوں نے اس جماعت کی ہلاکت کی بددعا دی اور اللہ نے اسے قبول بھی کیا۔

مسجد نبوی کی بے حرمتی:

جب مکہ جاتے ہوئے حسین بازار پہنچا تو اس نے اہل مدینہ کو مخاطب کر کے کہا اللہ تمہارا برا کرے۔ اہل مدینہ نے اس کے جواب میں اس سے کہا کہ اللہ تیرا برا کرے اور تو کبھی نہ پلٹے۔ اس کے ساتھی مسجد ہی میں بول و برا کرتے تھے ان کے جانے کے بعد لوگوں نے ساری مسجد کو دھو دیا۔

غلاموں کی آزادی کا اعلان:

عبداللہ بن ابراہیم کا ایک بیٹا بیان کرتا ہے کہ حسین کے سپاہیوں نے مسجد کے پردے اتار کر ان کے موزے بنائے تھے انھوں نے مکہ میں جا کر اعلان کیا کہ جو غلام ہمارے پاس آئے گا وہ آزاد ہے بہت سے غلام حسین کے پاس آ گئے میرے والد کا ایک غلام بھی اس کے پاس چلا گیا اور ساتھ ہو گیا۔ جب اس نے خروج کا ارادہ کیا تو میرے والد نے اس سے مل کر اپنے غلام کے متعلق گفتگو کی اور کہا کہ تم دوسروں کے غلاموں کو اغوا کرتے ہو اور اس طرح ان کو آزادی دے رہے ہو حالانکہ تم کو اس کا حق نہیں ہے۔ حسین نے اپنے آدمیوں سے میرے باپ کے لیے کہا کہ ان کو لے جاؤ اور غلاموں کو دکھاؤ جس کی یہ شناخت کر لیں وہ ان کو دے دو۔ میرے باپ نے اپنا غلام لے لیا اور دو غلام اور بھی لے لیے جو ہمارے پڑوسیوں کے تھے۔

محمد بن سلیمان کے نام سپہ سالاری کا فرمان:

حسین کے خروج کی اطلاع ہادی کو ہوئی اس سال ان کے اعز میں محمد بن سلیمان بن علی عباس بن محمد اور موسیٰ بن عیسیٰ بھی تھے حج کے لیے مکہ آئے تھے۔ ان کے علاوہ فوج محفوظ کے بھی بہت سے آدمی حج میں شریک تھے سلیمان بن ابی جعفر امیر حج تھا۔ ہادی نے حکم دیا کہ حسین سے مقابلے کے لیے محمد بن سلیمان کا فرمان تقرر لکھا جائے۔ مصاحبین نے عرض کیا کہ آپ کے چچا عباس بن محمد بھی تو موجود ہیں۔ ہادی نے کہا کیا بات کہتے ہو میں خود اپنے ہاتھوں اپنے تئیں خطرے میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ چنانچہ اب انھوں نے محمد بن سلیمان ہی کو سپہ سالار مقرر کر دیا۔ اور اس کے لیے باقاعدہ فرمان اس کے نام بھیج دیا۔ یہ فرمان محمد کو اس وقت ملا جب وہ اور اس کے ساتھی حج کو ترک کر کے واپس ہو رہے تھے۔

محمد بن سلیمان کی مراجعت مکہ:

محمد جب حج کرنے روانہ ہوا تھا تو راستہ کے خطرات بدویوں کی لوٹ مار اور راستہ کی دشواری کی وجہ سے اس نے کافی ساز و سامان اور مسلح جمیعت اپنے ساتھ لی تھی مگر حسین نے ان کے مقابلہ کی کوئی تیاری نہیں کی تھی اسے معلوم ہوا کہ یہ جماعت اس کی طرف مقابلے کے لیے بڑھ رہی ہے وہ اپنے خدمت گاروں اور اعز کے ساتھ مقابلے کے لیے نکلا موسیٰ بن علی بن عیسیٰ کو بھی جو اس وقت بطن نخل پہنچ چکا تھا جو مدینہ سے تیس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اس کی اطلاع ملی اس کے ہمراہ اس کے اعز اور لوڈی غلام تھے۔ نیز عباس بن محمد بن سلیمان کو بھی اس کی اطلاع ہوئی۔ محمد نے ان کو خط بھی لکھ دینے تھے۔ یہ سب مکہ روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ گئے۔ محمد بن سلیمان نے بھی مکہ کا رخ کیا اس تمام جماعت نے عمرہ کا احرام باندھا اور ذی طویٰ میں آ کر پڑاؤ کیا۔ ان کے ساتھ سلیمان بن ابی جعفر بھی تھا۔ بنی عباس کے دوسرے شیعہ موالیٰ اور سرداران فوج جو اس سال شریک حج تھے وہ سب بھی اس جماعت میں شامل ہو گئے۔

محمد بن سلیمان کی جماعت کا طواف کعبہ:

اس سال معمول سے زیادہ حجاج حج کے لیے آئے تھے محمد بن سلیمان نے اپنے آگے نوے سواروں کو جن میں اسپ سوار اور خچر سوار دونوں تھے بڑھا دیا خود وہ ایک بہت عمدہ طاقتور اور بڑی اونٹنی پر سوار تھا اس کے پیچھے چالیس ناقہ سوار کجاووں میں سوار تھے ان کے پیچھے گدھے اور پیادے وغیرہ تھے۔ ان کی اس ترتیب اور تنظیم کا عوام پر بہت اثر پڑا وہ مرعوب ہوئے اور انھوں نے ان کی تعداد کو اصل سے دو چند محسوس کیا۔ اس جماعت نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر کے اپنا عمرہ پورا کیا اور پھر ذی طویٰ اپنے پڑاؤ میں چلے آئے۔ یہ جمعرات کا واقعہ ہے۔ جمعہ کے دن محمد بن سلیمان نے۔

حسین بن علی اور ابوبکر کا مل کی جنگ:

اسلمیل بن علی کے مولیٰ ابوبکر کو بیس پچیس شہ سواروں کے ساتھ حسین کے مقابلہ کے لیے بھیجا اور حسین نے اس کا مقابلہ کیا اس کے ساتھ ایک شخص زید نام تھا۔ یہ دنیا سے قطع تعلق کر کے عباس کی خدمت میں رہتا تھا۔ چونکہ یہ بڑا عبادت گزار تھا اس وجہ سے عباس نے اسے حسین کے ہمراہ حج کے لیے بھیج دیا تھا۔ دشمن کے سامنے آتے ہی اس نے اپنی ڈھال اونڈھی اور تلوار نیچی کر لی اور بغیر نڑے اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلا گیا۔ یہ واقعہ بطن مرہ کا ہے۔ اس کے بعد محمد بن سلیمان کی فوج نے اسے اس حالت میں

کرفار کیا کہ گرزوں کی ضرب سے وہ چکنا چور ہو رہا تھا۔

عبداللہ بن حمید:

سینچر کی رات کو انھوں نے پچاس شہسوار مقابلہ کو بھیجے سب سے پہلے انھوں نے عیاح ابو الذیال کو آواز دی اس کے بعد دوسرے شخص کو پھر تیسرے کو پھر کسی اور کو محمد کا مولیٰ ابوخلوۃ خدمت گار پانچواں تھا۔ یہ سب کے سب مہدی کے مولیٰ مفضل کے پاس آئے اور اسے اپنا سردار بنانا چاہا۔ اس نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ کسی دوسرے شخص کو سردار بناؤ اور میں بھی سب کے ساتھ ہوں چنانچہ اس جماعت نے عبداللہ بن حمید بن رزین السمرقندی کو جو اس وقت میں سالہ جوان تھا اپنا سردار بنالیا۔ یہ پچاس سوار سینچر کی رات کو مقابلہ پر بڑھے جب دشمن قریب آیا تو یہ رسالہ پلٹ آیا۔

معرکہ رخ:

اب تمام فوج کی باقاعدہ ترتیب قائم کی گئی۔ عباس بن محمد اور موسیٰ بن عیسیٰ میسرہ میں متعین تھے محمد بن سلیمان فوج کے میمنہ میں تھا۔ معاذ بن مسلم محمد بن سلیمان اور عباس بن محمد کے درمیان متعین تھا۔ صبح صادق کے نمودار ہونے سے پہلے حسین اپنی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آ گیا سلیمان بن علی کے تین موالیوں نے جن میں ایک حسان کا غلام زنجو یہ بھی تھا حسین کی جمعیت پر حملہ کیا اور ایک سر لا کر محمد بن سلیمان کے سامنے ڈال دیا۔ اس سر لانے کی وجہ یہ تھی کہ یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ جو ایک سر لائے گا اسے پانچ سو درہم انعام دیا جائے گا۔

حسین بن علی کو شکست:

محمد کی جمعیت نے آ کر اونٹوں کے پچھلے پیروں پر ضرب لگائی جس کی وجہ سے وہ کجاوے جواں پر کسے ہوئے تھے گر پڑے انھوں نے دشمن کو خوب قتل کیا اور بھاگ دیا۔ یہ وہ جماعت تھی جو ان گھائیوں سے نکل کر آئی تھی۔ محمد بن سلیمان کے سامنے جو جماعت نکل کر آئی تھی وہ دشمن کی بہت ہی قلیل جماعت تھی ان کی بڑی جماعت موسیٰ بن عیسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی سمت سے نکل کر ان پر حملہ آور ہوئی تھی چنانچہ موسیٰ کی جماعت پر دشمن کا دباؤ بہت سخت تھا اسی وجہ سے جب محمد بن سلیمان اپنی سمت کے دشمنوں سے فارغ ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ وہ مقابلہ سے پسپا ہو گئے ہیں تو اس کی نظر ان باغیوں پر پڑی جو موسیٰ بن عیسیٰ کے قریب تھے اور وہ ایک جگہ سوت کی کٹڑی کی طرح اکٹھا تھا اور قلب اور میمنہ ان سے چمٹا ہوا تھا۔

حسین بن علی کا خاتمہ:

محمد بن سلیمان کی جمعیت مکہ کی طرف پلٹی ان کو حسین کی کچھ خبر نہ تھی۔ کہ اس پر کیا گزری۔ یہ ذی طویٰ یا اس کے قریب پہنچے تھے کہ ایک خراسانی چلاتا ہوا سامنے آیا کہ خوش خبری ہو خوشخبری۔ یہ حسین کا سر موجود ہے اس نے اس سر کو سامنے ڈالا سامنے اس کی تمام پیشانی مضروب تھی اور گردی پر دوسری ضرب تھی۔

حسن بن محمد کا قتل:

لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد عام معافی کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ ابوالدفت حسین بن محمد ایک آنکھ بند کیے ہوئے جسے شاید لڑائی میں کوئی صدمہ پہنچا تھا آیا اور محمد اور عباس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ موسیٰ بن عیسیٰ اور عبداللہ بن عباس نے اس کو سامنے بلایا اور

موسیٰ بن عیسیٰ کے حکم سے وہ قتل کر دیا گیا۔ اس کی اطلاع جب محمد بن سلیمان کو ہوئی تو وہ بہت ناراض اور برہم ہوا۔ محمد بن سلیمان ایک راستہ سے اور عباس بن محمد دوسری راہ سے مکہ میں داخل ہوئے۔ مقتولین کے سر کاٹے گئے جو سو سے زیادہ تھے ان میں سلیمان بن عبداللہ بن حسن کا سر بھی تھا۔ یہ آٹھویں ذی الحجہ کا واقعہ ہے۔

حسین بن علی کی جماعت کی روپوشی:

حسین کی بہن جو اس کے ہمراہ تھی گرفتار کر لی گئی اور اسے زہنہ بنت سلیمان کے پاس چھوڑ دیا گیا۔ نکست خوردہ جماعت حاجیوں میں گڈمڈ ہو کر چلتی بنی چونکہ سلیمان بن ابی جعفر کی طبیعت ناساز تھی اس وجہ سے وہ جنگ میں شریک نہ ہوا۔ اس سال عیسیٰ بن جعفر بھی حج میں شریک ہوا۔

حسین کے ہمراہ ایک شخص نایاب تھا وہ اس کی جماعت کو گزشتہ واقعات سناتا تھا اس کو قتل کر دیا گیا اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا شخص بے بس کر کے قتل نہیں کیا گیا۔

اسیران جنگ کی طلبی:

موسیٰ بن عیسیٰ نے کوفہ کے چار آدمیوں کو اور بنی بخل کے ایک مولیٰ اور ایک دوسرے کو قید کر لیا خود موسیٰ بن عیسیٰ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے ان چھ قیدیوں کو لے کر مدینہ السلام آیا ہادی نے کہا تم نے میرے قیدی کو کیوں قتل کر دیا۔ میں نے عرض کیا میں نے اس کے بارے میں بہت غور و خوض کیا اور مجھے اندیشہ ہوا کہ عائشہ اور زینب امیر المومنین کی والدہ کے پاس آ کر اپنا دکھڑا روئیں گی اور ان سے عرض کریں گی اور وہ آپ سے اس کی سفارش کریں گی اور آپ اسے چھوڑ دیں گے۔ پھر انھوں نے کہا کہ اچھا دوسرے قیدیوں کو حاضر کرو۔ میں نے عرض کیا فوراً حاضر کرو ان میں سے دو کو تو انھوں نے قتل کر دیا۔ تیسرے سے وہ واقف نہ تھے۔

موسیٰ بن عیسیٰ کی ایک قیدی کی سفارش:

میں نے عرض کیا کہ یہ آل ابی طالب کے حالات سے بہت زیادہ واقف ہے۔ مناسب ہو کہ آپ اس کی جان بخشی فرمائیں اور یہ آپ کی ہر خواہش میں آپ کی رہنمائی کرے گا۔ اس پر اس شخص نے بھی عرض کیا کہ امیر المومنین میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری زندگی سے آپ کو فائدہ پہنچے گا۔ امیر المومنین دیر تک سر جھکاے سوچتے رہے اور پھر کہا کہ میرے ہاتھ سے تیری رہائی ممکن نہیں میری گرفت شدید ہے وہ شخص برابر ہادی سے عرض پر داز رہا۔ ہادی نے کہا اچھا اسے پیچھے کر دو اور بعد میں اس کے لیے گزارش پیش ہو اس کے بعد جو شخص پیش ہوا اسے انھوں نے معاف کر دیا اور عذرا فر الصیر فی اور علی بن سابق الفلاس الکوفی کے قتل کا اور سولی پر لٹکانے کا حکم دے دیا چنانچہ یہ دونوں باب الحسیر پر مصلوب کر دیئے گئے۔ یہ فتح میں گرفتار ہوئے تھے۔

مبارک ترکی پر عتاب:

ہادی مبارک التری پر بہت ناراض ہوئے اور اسے گھوڑوں کا سائیکس بنا دیا نیز اس کی تمام املاک ضبط کر لی۔ اسی طرح وہ موسیٰ بن عیسیٰ پر حسن بن محمد کو قتل کرنے کی وجہ سے بہت برہم ہوئے اور اس کی تمام املاک بھی ضبط کر لی۔

ادریس بن عبداللہ کی بربریوں کو دعوت بیعت:

ادریس بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب مدینہ ہادی کی خلافت میں واقعہ فتح سے بچ کر مصر پہنچا۔ صالح بن

امیر المومنین منصور کا مولیٰ واضح جو بڑا خبیث رافضی تھا مصر کا عامل پٹہ تھا اس نے ادریس کو ڈاک کے ذریعہ مغرب بھیج دیا۔ یہ علاقہ طنجہ کے ایک شہر دلیلہ نام میں وارد ہوا اس مقام اور گرد و پیش کے بربروں نے اس کی دعوت پر بلیک کہا ہادی کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی انھوں نے واضح کو قتل کرا کے سولی دے دی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ رشید نے اس کی گردن ماری تھی۔

شماخ یمامی کی کارگزاری:

نیز اسی نے مہدی کے مولیٰ شماخ الیمامی کو بطور اپنے جاسوس کے ادریس کے پاس بھیج دیا اور ابراہیم بن الاغلب اپنے افریقیا کے عامل کو اس کے متعلق مراسلہ بھی لکھ دیا۔ شماخ دلیلہ آیا یہاں اس نے اپنے کو طیب ظاہر کیا اور نیز اپنے کو محب آل بیت بتایا۔ یہ ادریس کے پاس پہنچا۔ ادریس سے اس کے دوستانہ تعلقات بڑھ گئے اور وہ اس کی طرف سے مطمئن ہو گیا۔

ادریس بن عبداللہ کی ہلاکت:

شماخ نے اپنا یہ طرز رکھا کہ وہ ادریس کی حد درجہ تعظیم و تکریم کرتا تھا اور اس کی ہر بات ماننا اور ہر خواہش کو پورا کرتا اس طرح ادریس کی نظر میں اس کی وقعت و عزت بہت زیادہ ہو گئی ایک مرتبہ ادریس نے اس سے اپنے دانتوں کی تکلیف کی شکایت کی۔ شماخ نے سم قاتل میں بجھے ہوئے کئی مسواک اسے دیئے اور ہدایت کی کہ کل تر کے ہی اس سے مسواک کر لینا۔ اور ادریس نے اس کی ہدایت پر عمل کیا انھیں مسواک سے مسواک کی اور خوب اچھی طرح کئی مرتبہ اسے دانتوں پر پھیرا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا زہر فوراً تمام جسم میں سرایت کر گیا اور اسی سے وہ ہلاک ہو گیا۔

ادریس کی موت پر نازی شاعر کے اشعار:

لوگوں نے شماخ کو ہر چند تلاش کیا مگر نہ پایا وہ ابراہیم بن الاغلب کے پاس آ گیا اور اپنی کارروائی کی اسے اطلاع دی اس کے آنے کے بعد اور خبروں سے ادریس کی موت کی اطلاع مل گئی ابن الاغلب نے رشید کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی۔ رشید نے شماخ کو مصر کا عامل پٹہ اور خبر نویس مقرر کر دیا ادریس کے اس فرار اور قتل کے متعلق کسی شاعر نے جس کے متعلق میرا گمان ہے کہ وہ نازی ہے یہ شعر کہے ہیں:

اتظن یا ادریس انک مفلت	کید الخلیفة او یفید الفرار
فلید رکنک او تحل ببلدة	لا یھتدی فیہا الیک نہار
ان السیوف اذا انتضاھا سخطہ	طالت و قصر دونھا الا عمار
ملک کأن الموت یتبع امرہ	حتی یقال تطیعہ الاقدار

ترجمہ: ”اے ادریس! کیا تو سمجھتا ہے کہ تو خلیفہ کی گرفت سے نکل سکے گا یا فرار سے تجھے کوئی فائدہ ہوگا؟ تیرا یہ خیال غلط ہے تجھ کو جس طرح ہوگا پکڑ لیا جائے گا یا تجھے موت آ جائے اور اندھیری قبر میں جا چھپے تو خیر جب خلیفہ کا غصہ تلواروں کو نیام سے باہر نکالتا ہے تو ان کا طول بڑھ جاتا ہے اور ان کے سامنے عمریں کوتاہ ہو جاتی ہیں۔ وہ ایسا بادشاہ ہے کہ موت اس کے حکم کے پیچھے پیچھے ہوتی ہے اور اسی بنا پر اب یہ کہاوت ہو گئی ہے کہ تقدیر اس کے تابع فرمان ہے۔“

حسین بن علی کے خروج کے متعلق دوسری روایت:

فضل بن اسحق البہاشی بیان کرتا ہے کہ حسین بن علی نے جب مدینہ میں خروج کیا تو عمر ہی مدینہ کا والی تھا۔ اس نے عبدالحسین کے خروج کو جب تک وہ مدینہ میں رہا چھپایا۔ اور کوئی باز پرس نہیں کی یہاں تک کہ حسین مکہ روانہ ہو گیا۔ اس سال ہادی نے سلیمان بن ابی جعفر کو امیر حج مقرر کر کے بھیجا تھا اور اس کے ہمراہ اس کے خاندان والوں میں سے عباس بن محمد موسیٰ بن عیسیٰ اور اسمعیل بن عیسیٰ بن موسیٰ بھی حج کے ارادے سے روانہ ہوئے تھے انھوں نے بصرے کا راستہ اختیار کیا تھا، موالیوں میں مبارک التری، مفضل خدمت گار اور ہادی کا مولیٰ صاعد تھے مگر امیر قافلہ سلیمان تھا۔ دوسرے سربراہ آردہ لوگوں میں سے یقطین بن موسیٰ، عبید بن یقطین اور ابو الوزیر عمر بن مطرف بھی حج کے لیے چلے تھے جب ان کو حسین اور اس کی جمعیت کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ مکہ جا رہے ہیں یہ سب کے سب ایک جا ہو گئے اور انھوں نے سلیمان بن ابی جعفر کو اس کے امیر حج ہونے کی وجہ سے اپنا سردار بنایا۔

عام معافی کا اعلان:

ابو کامل اسمعیل کا مولیٰ جماعت طلیعہ کا قائد مقرر کیا گیا تھا۔ اس جماعت نے مقام فح میں حسین کو جالیا۔ انھوں نے عبد اللہ بن قثم کو مکہ اور اہل مکہ کے انتظام اور نگرانی کے لیے مکہ چھوڑ دیا تھا۔ اس سے پہلے عباس بن محمد نے مفضل خدمت گار کے ذریعے ان شورش پسندوں سے ان کے خروج پر معافی کا وعدہ کیا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ میں تمہارے ساتھ حسن سلوک اور صلہ کی ضمانت لیتا ہوں مگر انہوں نے اس بات کو نہ مانا لڑائی ہوئی ان میں بہت سے کام آئے باقی دوسروں نے شکست کھائی اب ان کے لیے معافی عام کا اعلان کر دیا گیا اور کسی مفروک کا تعاقب نہیں کیا گیا۔

ادریس بن عبد اللہ کی تاہرت میں آمد:

بھاگنے والوں میں عبد اللہ بن حسن کے بیٹے یحییٰ اور ادریس بھی تھے۔ ادریس بلاد مغرب کے مقام تاہرت چلا گیا۔ اور وہاں بربروں کے پاس پناہ لی انھوں نے اس کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ یہ بہت عرصہ تک وہیں مقیم رہا اور پھر دھوکے سے اسے ہلاک کر دیا گیا۔ اس کا بیٹا ادریس بن ادریس اس کا جانشین ہوا اور آج تک اس کی اولاد اس ملک کی فرماں روا ہے اور اب مہاتی فوجیں بھی اس کے خلاف نہیں بھیجی جاتیں۔

خاندان حسین بن علی کی املاک کی بربادی:

مفضل بن سلیمان کہتا ہے کہ جب عمری کو مدینہ میں معلوم ہوا کہ حسین فح میں قتل کر دیا گیا اس نے اس کے خاندان والوں اور اس کے ساتھ دوسرے خروج کرنے والوں کے مکانات پر دھاوا کر کے ان کو منہدم کر دیا۔ ان کے نخلستان کو جلا ڈالا اور جسے نہ جلا یا اسے ضبط کر کے خالصہ کر لیا۔

موسیٰ بن عیسیٰ کی جائداد کی ضبطی:

جب ہادی کو معلوم ہوا کہ مبارک ترکی نے حسین کے مقابلے سے باوجود مدینہ پہنچ جانے کے بعد پہلو تہی کی ہے وہ اس پر بہت ناراض ہوئے انھوں نے اس کی تمام جائداد ضبط کر لی اور اسے اپنے گھوڑوں کی سیاست پر متعین کر دیا۔ یہ ان کی موت تک اسی حالت میں رہا۔ اسی طرح وہ ابو الزلف حسن بن محمد بن عبد اللہ کو قتل کر دینے کی وجہ سے موسیٰ بن عیسیٰ پر بہت برہم ہوئے کہ اس نے

اپنی رائے سے کیوں یہ عمل کیا۔ اور کیوں اس نے اسے ان کی خدمت میں پیش نہ کیا۔ تاکہ وہ خود اس کے متعلق جو چاہتے فیصلہ کرتے۔ بادی نے اس کی تمام جائیداد ضبط کر لی اور ان کی تمام زندگی میں وہ ضبط ہی رہی۔

غذا فرالصیر فی اور علی کو فی کا قتل:

جو لوگ فتح میں گرفتار کیے گئے تھے ان میں غذا فرالصیر فی اور علی بن سابق الفلاس الکوفی بھی تھے۔ بادی کے حکم سے ان کو قتل کر کے بغداد کے باب الجسر پر سولی پر لٹکا دیا گیا۔ انھوں نے اپنے مولیٰ مہرویہ کو کوفہ بھیجا اور حکم دیا کہ کوفہ کا جو شخص حسین کے ساتھ شریک ہوا ہو اس کی اچھی طرح خبر لے اور اس پر تشدد کرے۔

حسین بن علی کی سخاوت:

یوسف البرم آل حسن کا مولیٰ جس کی ماں فاطمہ بنت حسن کی باندی تھی بیان کرتا ہے کہ جب حسین مہدی کے پاس گئے تو میں ان کے ہمراہ تھا مہدی نے چالیس ہزار دینار ان کو دیئے انھوں نے بغداد اور کوفہ میں وہ تمام روپیہ تقسیم کر دیا اور وہ جب کوفہ سے روانہ ہوئے تو صرف کرتہ اور پاجامہ اور ایک پوتین ان کے بدن پر تھا نقد کی صورت میں کچھ بھی نہ تھا چنانچہ مدینہ کے تمام سفر میں ان کی یہ کیفیت رہی کہ جب منزل پر قیام کرتے تو اپنے موالیوں سے بقدر کفاف روزیہ قرض لیتے اور اس طرح کام چلتا۔

حسین بن علی کے خروج کے متعلق تیسری روایت:

ابو بشر سری بنی زہرہ کا حلیف بیان کرتا ہے کہ جس روز حسین بن علی بن الحسن نے خروج کیا میں نے ان کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر جا بیٹھے اور قمیص پہنے اور سر پر ایک سفید عمامہ باندھے تھے جس کا شملہ آگے اور پیچھے پڑا ہوا تھا نیکی تلوار سامنے رکھی تھی اتنے میں خالد البربری اپنی جماعت کو لیے ہوئے سامنے پیش آیا۔ نیکی نے جھپٹ کر اس کے منہ پر ایسا وار کیا کہ اس کی دونوں آنکھیں اور ناک جاتی رہی، نیز تلوار خود اور کلاہ کو کاٹ کر کاٹہ سر تک اتر گئی تھی۔ جو مجھے اپنی جگہ سے الگ اڑی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اس کے بعد نیکی نے اس کی جمیعت پر حملہ کر کے ان کو بھگا دیا اور پھر حسین کے پاس واپس آیا اور سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس وقت بھی اس کی تلوار برہنہ تھی اور اس سے خون ٹپک رہا تھا۔

حسین بن علی کی تقریر:

اب حسین نے تقریر شروع کی۔ حمد و ثنا اور لوگوں کو پسند و نصیحت کے بعد اپنی تقریر کے آخر میں کہا: اے صاحبو! میں رسول اللہ ﷺ کا بیٹا رسول اللہ ﷺ کے حرم رسول اللہ ﷺ کی مسجد اور ان کے منبر پر تم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہوں اگر میں اس عہد کا ایقانہ کروں تو تم پر میری بیعت کی کوئی ذمہ داری باقی نہ رہے گی۔

مسجد نبوی میں زائرین کا اجتماع:

اس سال ہزار ہا زائرین زیارت نبوی کے لیے آئے تھے اس وجہ سے مسجد نبوی کچھ کچھ بھری ہوئی تھی۔ حاضرین کے وسط میں سے ایک بڑا وجیہ دراز قامت شخص اٹھا اس کی چادر چاک چاک تھی اس نے اپنے جوان خوبصورت اور شاندار لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں کے سروں پر سے ہوتا ہوا منبر کے پاس پہنچا اور اس نے کہا۔ اے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے! میں ایک بعید المسافت

مقام سے اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر حج بیت اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی قبر کی زیارت کے ارادے سے نکلا ہوں۔ میرے دل میں بھی یہ بات نہ زری تھی کہ تم ایسا کرو گے جو تم نے کہا اسے میں نے اچھی طرح سنا ہے تو کیا واقعی جو تم نے اپنے اوپر عہد کیا ہے اسے پورا کرو گے، حسین نے کہا ضرور۔ اس شیخ نے کہا تو اچھا باتھ لاؤ میں بیعت کرتا ہوں اس نے بیعت کی اور اپنے بیٹے سے کہا جا اور بیعت کرو۔ راوی کہتا ہے کہ چونکہ اس سال میں بھی حج کرنے گیا تھا اس وجہ سے میں نے دونوں باپ بیٹوں کے سروں کو دوسرے مقتولین کے سروں میں پڑا ہوا مقام منیٰ میں دیکھا۔

مبارک ترکی کی حسین بن علی سے سازش:

اہل مدینہ کی ایک جماعت نے یہ بات بیان کی ہے کہ مبارک ترکی نے حسین بن علی سے کہا: بھجھا کہ بخدا! اگر مجھے آسمان سے بھی اس طرح پھینک دیا جائے کہ کوئی پرند مجھے اچک لے یا ہوا کسی دور دراز مقام میں مجھے لے جا کر پٹک دے تب بھی یہ بات میرے لیے اس سے زیادہ آسان ہے کہ میں آپ سے لڑوں یا آپ کا ایک بال بھی بیکا کروں۔ مگر اسی کے ساتھ کچھ نہ کچھ دکھاوے کے طور پر تو ہونا چاہیے۔ آپ مجھ پر شب خون ماریں اور میں آپ سے اللہ کے سامنے عہد واثق کرتا ہوں کہ بغیر مقابلہ ہٹ جاؤں گا۔ اس قرارداد کے مطابق حسین نے کسی دوسرے کو بھیجایا وہ خود ہی چند آدمیوں کے ساتھ اس کی طرف چلا۔ اس کے پڑاؤ کے قریب پہنچ کر اس جماعت نے لکارا اور تکبیر کہی۔ محض اتنی کارروائی سے مبارک اور اس کے ساتھی بھاگے اور جب تک کہ موسیٰ بن عیسیٰ سے جانہ ملے پھر کسی دوسری جگہ ٹھہر نہ سکے۔

حسین بن علی کے اشعار:

جن لوگوں نے حسین سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کا ساتھ دیں گے اور پھر خروج کے بعد انھوں نے اپنے وعدہ کو ایفا نہیں کیا اور

گھر بیٹھے رہے ان کی شکایت میں حسین نے یہ شعر کہے:

موتنا علی عجل او عاش منتصفا

من عاد بالسيف لاقى فرصة عجبا

لن تدركو المجد حتى تضربوا عنقا

لاتقربوا السهل ان السهل يفسدكم

ترجمہ: جس نے صرف تلوار کو اپنا ذریعہ مدافعت قرار دیا اس نے بڑی غفلت کی کیونکہ اس ذریعے سے یا تو فوری بلا تکلیف موت ملتی ہے یا انسان پھر عزت کی زندگی پاتا ہے۔ سہولت کے قریب نہ جاؤ اس سے تم تباہ ہو جاؤ گے یاد رکھو کہ دنیا میں عزت صرف دشمنوں کو قتل کر کے مل سکتی ہے۔

موسیٰ بن عیسیٰ کی پریشانی:

جب موسیٰ بن عیسیٰ واقعہ فح سے فراغت پا کر بغداد واپس ہونے لگا۔ تو عیسیٰ بن داب اس سے ملنے گیا۔ عیسیٰ نے دیکھا کہ وہ

اس بات سے خائف ہے کہ جن جن لوگوں کو اس نے قتل کر دیا ہے اس کے متعلق امیر المومنین کو کیا جواب دے گا۔ عیسیٰ ابن داب نے اس کی اس پریشانی کو دیکھ کر کہا کہ اللہ آپ کے تمام کام برلائے میں آپ کو وہ شعر سناتا ہوں جو یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد بطور معذرت اہل مدینہ کے پاس لکھ بھیجے تھے۔ موسیٰ کے حکم سے اس نے وہ اشعار سنائے۔ ان کو سن کر اس کے تردد میں کچھ کمی تو ضرور ہوئی۔

ہادی کو اہل رُخ کی بغاوت کی اطلاع:

علاء کہتا ہے کہ جب ہادی کو اہل رُخ کی بغاوت کی اطلاع ملی اس رات وہ بالکل تنہا بیٹھے اپنے ہاتھ سے ایک خط لکھتے رہے۔ ان کی اس طرح پریشانی کی حالت میں تنہائی ان کے مولیوں اور مصاحبین خاص پر شاق گزری انھوں نے چپکے سے ایک غلام کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھ کر آئے کہ کہاں تک لکھ چکے ہیں وہ غلام ان کے پاس پہنچا ہادی نے اسے دیکھ کر پوچھا کیا ہے اس نے کچھ بہانہ کر دیا وہ سر جھکا کر سوچتے رہے پھر سر اٹھا کر اس سے کہا:

وقد الالی لیس السری من شانہم و کفاهم الادلاج من لم یرقد
 ”جن کو نہ سونا چاہیے تھا وہ پڑے سو رہے ہیں اور رات کے وقت کے حملہ سے ان کو وہ شخص بچا رہا ہے جس کی آنکھیں
 ممنون خواب نہیں ہونیں۔“

عمر و بن ابی عمر کا تیر اندازی سے انکار:

اصمعی کہتا ہے کہ محمد بن سلیمان نے واقعہ رُخ کی رات میں عمرو بن ابی عمرو المدنی سے جو شیطانوں پر رمی کر رہا تھا کہا یہ کیا کر رہے ہو تیر چلاؤ اس نے کہا بخدا میں رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے پر کبھی قادر اندازی نہ کروں گا میں تمہارے ساتھ رمی حجر کے لیے آیا ہوں نہ یہ کہ مسلمانوں کو اپنا نشانہ بناؤں اس پر ایک مخزومی نے خود بڑھ کر کہا میں تیر اندازی کرتا ہوں اس نے تیر چلایا اس کی سزا اسے دنیا میں یہ ملی کہ اسے کوڑھ ہو گیا تھا اور اسی مرض میں وہ مرا۔
 وظائف کی ضبطی:

حسین کے قتل کے بعد جب یقظین بن موسیٰ اس کے سر کو لے کر ہادی کے سامنے آیا اور اسے ان کے سامنے ڈال دیا تو ہادی نے اس سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی بڑے کافر کا سر لے کر آئے ہو اس کی سب سے کم سزا تم کو یہ دی جاتی ہے کہ تمہارا سب کا تمام وظیفہ بند کر دیا جاتا ہے چنانچہ ہادی نے ان کو محروم کر دیا اور کچھ نہ دیا۔ حسین کے قتل کے بعد ہادی نے اپنی مثال میں یہ شعر پڑھا:

قد انصف القارة من رامها انا اذا مافئة نلقاها

نرد اولها علی اخرها

”بھلا کہیں سیاہ اور سخت پتھر میں بھی شکاف ہو سکتا ہے جو جماعت ہمارے مقابل آتی ہے ہم اس کی اگلی اس کی پچھلی پر الٹ دیتے ہیں۔“

اہل روم کی پیش قدمی:

اس سال معیوف بن یحییٰ نے درب الرہب کے راستہ سے بڑھ کر رومیوں کے علاقہ میں موسم گرما میں جہاد کیا۔ رومی بطریق کی قیادت میں حد تک بڑھ آئے تھے ان کی پیش قدمی کی خبر سن کر حد کا والی باقاعدہ فوج اور بازار والے سب بھاگ آئے دشمن نے اس پر قبضہ کر لیا تھا دوسری طرف سے معیوف بن یحییٰ رومیوں کے علاقہ میں گھس پڑا اور بڑھتا ہوا آتش پہنچا وہاں اس نے بہت سے قیدی پکڑے اور بہت سامان اور لونڈی غلام غنیمت میں حاصل کیے۔

امیر حج سلیمان بن ابی جعفر المصنوع:

اس سال سلیمان بن ابی جعفر المصنوع کی امارت میں حج ہوا۔ عمر بن عبد العزیز العمری مدینہ کا والی تھا۔ عبید اللہ بن قثم مکہ اور طائف کا والی تھا۔ ابراہیم بن سلمہ بن قتیبہ یمن کا والی تھا۔ سپہ سالار سوید بن سوید الخراسانی یمامہ اور بحرین کا والی تھا حسن بن تسنیم الحواری عمان کا والی تھا، کوفہ کا امام افسر کو توالی اور محصل صدقات نیز بہقباذ الاسفل کا والی محمد بن سلیمان تھا۔ عمر بن عثمان بصرہ کے قاضی تھے۔ ہادی کا مولیٰ ججاج جرجان کا والی تھا۔ زیاد بن حسان قوس کا والی تھا۔ صالح بن شیخ بن عمیرۃ الاسدی طبرستان اور رویان کا والی تھا ہادی کا مولیٰ طیفور اصہبان کا والی تھا۔

۷۷۰ھ کے واقعات

اس سال یزید بن حاتم نے افریقیا میں وفات پائی اس کے بعد روح بن حاتم افریقیا کا والی مقرر ہوا۔
ہادی کی وفات کے متعلق مختلف روایات:

اس سال عبد اللہ بن مروان بن محمد نے جیل خانہ میں انتقال کیا نیز اس سال موسیٰ البہادی نے عیساباڈ میں انتقال کیا ان کے سبب مرگ میں اختلاف ہے۔ بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ان کے پیٹ میں ایک ذنبل ہوا تھا وہی وجہ ہلاکت ہوا۔ دوسرے ارباب سیر یہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی ماں خیزران کے اشارے اور حکم سے بعض لونڈیوں نے ان کو ہلاک کر دیا۔ ایسا کیوں ہوا اس کے بعض اسباب ہم بیان کرتے ہیں۔

ہادی کا خیزران کو اغتباہ:

خلیفہ ہونے کے بعد ہادی نے اپنی ماں کو برا بھلا کہا اور وہ اس سے متنفر ہو گئے۔ ایک دن خالصہ ان کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ آپ کی ماں کو کپڑوں کی ضرورت ہے اور وہ آپ سے مانگتی ہیں ہادی نے کپڑوں سے بھرا ہوا پورا ایک کوٹھا اس کو دے دیا۔ بعد میں اس کے مکان سے اٹھارہ ہزار منقش انگلیاں برآمد ہوئی تھیں۔ یہ خیزران موسیٰ کے ابتدائی عہد خلافت میں تمام سیاسی امور میں ان کو مشورہ دیتی تھی اور ان کے باپ کی طرح اسے بھی اپنی رائے پر چلاتی تھی۔ جب اس کی مداخلت حد سے متجاوز ہو گئی تو ہادی نے اس سے کہلا بھیجا کہ آپ اپنے عزت اور وقار کے حرم کو چھوڑ کر ان متبدل امور میں حصہ نہ لیں کیونکہ عورتوں کے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ سیاسی امور میں دخل دیں آپ اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز و تسبیح میں اپنا سارا وقت صرف کریں اس کے بعد آپ کے شایان شان میں آپ کی اطاعت کروں گا۔

ہادی اور خیزران میں تلخ کلامی:

ان کے عہد میں اس کا یہ حال تھا کہ وہ ہر قسم کی اپنی ضروریات ان سے بیان کرتی اور وہ اسے پورا کرتے چار ماہ اسی طرح گزرے اس کے اس رسوخ کو دیکھ کر تمام لوگ اس کی طرف جھک پڑے اور اپنی اغراض اس سے بیان کرنے لگے چنانچہ اس کی ڈیوڑھی اب مرجع خلایق بن گئی اور بڑے بڑے عمائد اور اکابر اس کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ اسی دور عروج میں اس نے کسی بات کے لیے ہادی سے کہا۔ ہادی کسی وجہ سے اسے نہ منظور کر سکے اور انھوں نے کوئی بہانہ کر دیا۔ خیزران نے کہا تم کو میری

درخواست ماننا پڑے گی ہادی نے اس کے ماننے سے انکار کر دیا اس نے کہا میں عبداللہ بن مالک سے اس بات کے پورا ہونے کی ضمانت کر چکی ہوں یہ سن کر وہ بہت برہم ہوئے اور کہا کہ اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ ضرورت اس حرام زادے کی ہے بخدا! تمہاری وجہ سے میں اسے کبھی پورا نہ کروں گا۔ خیزران نے کہا تو اب میں آئندہ کبھی تم سے کسی بات کی خواہش نہ کروں گی۔ ہادی نے کہا مجھے اس کی بالکل پروا نہیں اور غصہ کی وجہ سے وہ متمنا گئے۔

ہادی اور خیزران میں کشیدگی:

خیزران بھی خفا ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ ہادی نے کہا ٹھہر و خوب کان کھول کر میری بات سن لو۔ بخدا! اگر اب مجھے یہ اطلاع ملی کہ میرے سرداران فوج مصاحبین خاص یا خدمت گاروں میں سے کوئی شخص بھی تمہارے دروازے پر کسی غرض سے آیا ہے میں اسے قتل کر کے اس کی تمام جائیداد ضبط کر لوں گا ورنہ میں رسول اللہ ﷺ کی قرابت سے خارج سمجھا جاؤں۔ جسے اپنا جان و مال عزیز ہو وہ اس حکم پر عمل کرے کیوں روزانہ صبح و شام تمہارے دروازے پر ان سوار یوں کا تانتا بندھا رہتا ہے؟ کیا دنیا میں چیز نہیں کہ تم بیٹھ کر کا تو یا قرآن نہیں ہے کہ اس کی تلاوت کرو اور کیا ایک گھر نہیں کہ وہاں بیٹھ کر چپ چاپ زندگی بسر کرو اور کسی ملی یا ذمی کے لیے اپنا دروازہ وا نہ کرو۔ یہ گفتگو سن کر خیزران وہاں سے پلٹی مگر اس حالت میں کہ اسے زمین دکھائی نہ دیتی تھی اور اس کے بعد پھر کبھی اس نے ہادی سے تلخ یا شیریں کسی قسم کی گفتگو نہیں کی۔

ہادی کی خیزران کو ہلاک کرنے کی کوشش:

خالصہ نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ نے ایک دن اپنی ماں کو کچے ہوئے چاول بھیجے اور کہا کہ بھیجا مجھے یہ بہت پسند آئے۔ میں نے بھی ان کو کھایا ہے آپ بھی کھائیں میں نے خیزران سے کہا کہ ذرا توقف کرو پہلے اس کا امتحان کر لینا چاہیے ممکن ہے کہ اس میں تمہارے خلاف طبع کوئی چیز ہو۔ چنانچہ ایک کتا لایا گیا اور اسے وہ چاول کھلائے گئے جس سے اس کا تمام گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ اس کے کچھ روز کے بعد ہادی نے اس سے پوچھوایا کہ وہ چاول کیسے تھے؟ اس نے کہا وہ بہت خوش ذائقہ تھے اس پر ہادی کہنے لگے تو نے کھائے نہیں اگر کھا جاتی تو تیری طرف سے مجھے اطمینان ہو جاتا۔ وہ خلیفہ کبھی کامیاب نہ ہو سکا جس کی ماں زندہ ہو۔

ہادی کی موت کی وجہ:

بنی ہاشم کے بعض لوگوں نے ہادی کی موت کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ جب ہادی نے ہارون کو ولی عہدی سے علیحدہ کرنے اور اس کے بجائے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد بنانے کی انتہائی کوشش کی تو خیزران کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا یہ ہارون کو کوئی گزند پہنچائے اس لیے جب ہادی بیمار ہوئے تو اس نے اپنی چھو کر یوں کے ذریعہ ان کا گلا گھنوا کر ہلاک کر دیا اور پھر یحییٰ بن خالد کو اطلاع دی کہ اس کا کام تمام ہو چکا ہے اب تم اپنی کارروائی کرو اور اس میں ذرا بھی کوتاہی نہ کرنا۔

ہادی کی خیزران کے متعلق امرائے عسا کر سے گفتگو:

فضل بن سعید اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ہادی کو پے درپے اس بات کی اطلاع ملی کہ اس کے امرائے عسا کر اس کی ماں خیزران کے پاس جاتے ہیں اور اس کی گفتگو سے یہ امید کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ ان کی درخواستیں امیر المومنین کی خدمت

میں شرف قبولیت حاصل کریں گی خیزران کی نیت یہ تھی کہ جس طرح مہدی کے عہد میں وہ سیاہ و سفید کی مالک ہو گئی تھی وہی بات اسے ہادی کے زمانے میں نصیب ہو جائے۔ ہادی اسے مداخلت سے روکتے تھے کہ عورتوں کو مردوں کے معاملات میں دخل دینا زیانہیں۔ جب کثرت سے ان کے پاس امراء عساکر کی خیزران کے پاس جانے کی خبریں پہنچیں تو انہوں نے سب کو ایک دن دربار میں جمع کر کے پوچھا میں بہتر ہوں کہ تم انہوں نے کہا امیر المؤمنین آپ سب سے بہتر ہیں ہادی نے پھر سوال کیا کہ میری ماں بہتر ہیں یا تمہاری ماںیں سب نے کہا آپ کی ماں۔ ہادی نے پوچھا کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو اس بات کو پسند کرتا ہو کہ لوگ اس کی ماں کا چرچا کریں اور کہیں کہ فلاں کی ماں نے ایسا کیا اور ایسا کیا انہوں نے کہا ہم میں کوئی شخص ایسا نہیں جو اسے گوارا کرے۔ ہادی نے کہا اب بتاؤ ان لوگوں کے ساتھ کیا کیا جائے جو میری ماں کے پاس جاتے ہیں اور پھر ان کا تذکرہ کرتے پھرتے ہیں یہ سن کر انہوں نے قطعاً خیزران کے پاس جانا چھوڑ دیا۔ یہ بات اسے بہت شاق گزری خیزران نے بھی ہادی سے قطع تعلق کر لیا اور عہد کیا کہ وہ اب اس سے بات بھی نہیں کرے گی چنانچہ پھر ان کے مرنے تک وہ اس کے پاس نہیں آئی۔

ہارون الرشید کو ولی عہدی سے محروم کرنے کا فیصلہ :

ہارون کو ولایت عہد سے علیحدہ کرنے کا واقعہ یہ ہوا کہ جب ہادی خلیفہ ہوئے تو انہوں نے یحییٰ بن خالد کو ان ممالک مغربی کی صوبہ داری پر بحال رکھا جو اس سے پہلے ہارون کی ولایت میں تھے اور ارادہ کیا کہ ہارون کو ولایت عہد سے علیحدہ کر کے اپنے بیٹے جعفر بن موسیٰ البہادی کو ولی عہد بنادیں۔ یزید بن مزید، عبد اللہ بن مالک، علی بن موسیٰ اور ان ایسے اور سرداران فوج نے اس خیال میں ہادی کی تائید کی اور ہارون کی بیعت فسخ کر کے جعفر کی ولی عہدی کے لیے بیعت کر لی نیز انہوں نے خفیہ طور پر اس کارروائی کو کامیاب بنانے کے لیے بیعت کر لی نیز انہوں نے خفیہ طور پر اس کارروائی کو کامیاب بنانے کے لیے شیعوں سے ساز باز کی اور اپنی قومی مجلس میں اس معاملہ پر گفتگو کی جس میں ہارون کی مذمت اور تنقیص کی گئی اور انہوں نے کہا کہ ہم کبھی اس کی خلافت کو تسلیم نہ کریں گے مگر اس جماعت کو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی اس لیے یہ راز کھل گیا۔

ہارون الرشید سے ناروا سلوک :

ہادی نے ہارون کو ذلیل کرنے کے لیے یہ حکم دیا کہ اب آئندہ سے ہارون کے سامنے بھالا بردار نہ رہے۔ ہادی کے اس طرز عمل کا لوگوں پر یہ اثر ہوا کہ وہ بھی ہارون سے اجتناب کرنے لگے کوئی شخص اس سے ملنے نہ جاتا بلکہ سلام کرنے کی بھی جرأت نہ کرتے البتہ یحییٰ بن خالد اور اس کے بیٹے ہی ایسے تھے جنہوں نے اس حالت میں بھی کبھی ہارون کا ساتھ نہ چھوڑا بلکہ ہمیشہ اس سے ملتے جلتے رہے۔

اسمعیل بن صبیح کی طلبی :

اسمعیل بن صبیح یحییٰ بن خالد کا کاتب تھا۔ یحییٰ کو خیال پیدا ہوا کہ وہ اسے ایسی جگہ متعین کر دے جہاں سے وہ دربار خلافت کی خبریں ان کو بھیجتا رہے۔ ابراہیم الحمرانی موسیٰ کا وزیر تھا۔ اس نے اسمعیل کو اپنا کاتب مقرر کر لیا۔ اس کی خبر ہادی کو ہو گئی مگر یحییٰ کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی کہ ہادی اس راز سے آگاہ ہو گئے ہیں۔ اس نے اسمعیل سے کہا کہ فوراً حراں چلے جاؤ کئی ماہ کے بعد ہادی نے ابراہیم الحمرانی سے پوچھا تمہارا منشی کون ہے اس نے نام لے کر بتایا کہ فلاں شخص میرا منشی ہے۔ ہادی نے کہا مگر مجھے تو یہ اطلاع ملی تھی

کہ اسماعیل بن صبیح تمہارا منشی ہے۔ اس نے کہا جناب والا یہ بات بالکل غلط ہے اسماعیل تو حران میں ہے۔
یحییٰ بن خالد اور ہادی میں کشیدگی:

ہادی سے شکایت کی گئی کہ ہارون تو آپ کی تجویز کا کچھ ایسا مخالف نہیں ہے یہ پس پردہ یحییٰ ہے جو اسے بہکاتا ہے۔ انھوں نے یحییٰ کو طلب کیا اسے قتل کی دھمکی دی اور کفر کا الزام لگایا یہ اطلاع ہادی کے یحییٰ سے ناراض ہونے کا سبب ہوئی۔
یحییٰ بن خالد کی طلبی:

محمد بن یحییٰ بن خالد بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت ہادی نے یحییٰ کو طلب کیا اس وقت کی طلبی سے اس کے ہوش و حواس جاتے رہے وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ اس نے اپنے اہل و عیال کو خیر باد کہا خوشبو لگائی اور نیا لباس پہنا۔ اسے یقین تھا کہ میں ضرور قتل کر دیا جاؤں گا۔ جب یہ ہادی کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اس سے کہا میں کیا سن رہا ہوں۔ یحییٰ نے کہا میں آپ کا غلام ہوں اور غلام بجز اپنے آقا کی اطاعت کے اور کیا کر سکتا ہے۔ ہادی نے کہا تو پھر کیوں تم میرے اور میرے بھائی کے درمیان آڑے آتے ہو۔ اور اسے میرے خلاف بھڑکاتے ہو۔ یحییٰ نے کہا بھلا امیر المؤمنین میں آپ لوگوں کے بیچ میں دخل دینے والا کون آپ کے باپ نے مجھے ان کا اتالیق اور داروغہ مقرر کیا تھا ان کے حکم کی بجا آوری میں نے کی پھر جناب والا نے بھی مجھے اسی فرض کے انجام دینے کا حکم دیا اور میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کی ہادی نے پوچھا پھر ہارون نے یہ کیا حرکت کی۔ اس نے کہا جی نہیں اس نے کچھ نہیں کیا ہے اور نہ اس کے دل میں کچھ ہے۔ اس گفتگو سے ان کا غصہ فرو ہو گیا۔
ہارون الرشید کو یحییٰ بن خالد کا مشورہ:

واقعہ تو یہ تھا کہ ہارون اپنی ولی عہدی سے علیحدہ ہونے کے لیے خوشی سے تیار تھا مگر یحییٰ نے اسے روک دیا اس پر ہارون نے اس سے کہا کہ میں کیوں اس جھگڑے میں پڑوں استعفا کے بعد بھی مزے سے چین کروں گا کس چیز کی کمی ہے اپنی چچیری بہن کے ساتھ مدت العمر گزار دوں گا۔ ہارون اپنی بیوی ام جعفر پر فریفتہ تھا یحییٰ نے کہا بھلا خلافت کے مقابلے میں ان باتوں کی کیا حقیقت ہے اور ممکن ہے کہ استعفا دینے کے بعد تمہارے ہاتھ میں یہ بات بھی نہ رہے بلکہ سب ہی سے ہاتھ دھونا پڑے۔ کبھی اس معاملہ میں ہادی کی بات نہ ماننا۔

ہادی اور یحییٰ بن خالد کی گفتگو:

ہادی نے جو عیسیٰ باز میں مقیم تھے ایک رات یحییٰ کو طلب کیا۔ اس بے وقت کی طلبی سے یحییٰ خوفزدہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ اس وقت خلوت گاہ میں تھے۔ یحییٰ کے آنے کے بعد انھوں نے اس شخص کو بھی طلب کیا جس نے ہادی کو یحییٰ سے ڈرایا تھا مگر وہ موجود نہ تھا ہادی کا مطلب یہ تھا کہ یہ اس سے باتیں کرے اور ہارون کے پاس نہ جائے۔ چنانچہ وہ بہت دیر تک ان سے باتیں کرتا رہا۔ یحییٰ نے ہارون کے بارے میں بھی ان سے گفتگو کی اور ہادی نے یحییٰ سے وعدہ کیا کہ وہ میری طرف سے اطمینان رکھے نیز ہادی نے ایک یا قوت سرخ کی انگٹھی بھی جو وہ پہنے تھے اسے دی اور کہا کہ یہ میری امانت ہے احتیاط سے رکھنا۔ اس کے بعد یحییٰ ان کے پاس سے چلا آیا۔ اس شخص کی پھر تلاش ہوئی اور وہ ہادی کے پاس پیش ہوا۔ اس ملاقات کے بعد ہادی یحییٰ سے خوش ہو گئے۔ ایک سے زیادہ اشخاص نے یہ بات بیان کی ہے کہ جس شخص کی تلاش کی گئی تھی وہ ابراہیم الموصلی تھا۔

ہادی کی یحییٰ بن خالد سے معذرت:

صالح بن سلیمان بیان کرتا ہے کہ ایک دن ہادی نے ربیع سے کہا یحییٰ بن خالد کو سب کے بعد میرے پاس آنے کی اجازت دینا۔ ربیع نے یحییٰ کو بلا بھیجا مگر وہ اس کی زندگی سے مایوس ہو گیا جب صبح کو وہ دربار میں بیٹھتے تو کوئی ایسا نہ تھا جسے دربار میں بار نہ دیا گیا ہو اس وقت عبدالصمد بن علی بن عباس بن محمد اور ان کے دوسرے تمام اعزاء اور سپہ سالار عساکر دربار میں موجود تھے سب کے آخر میں یحییٰ کو اجازت ملی ہادی اسے اپنے قریب بلا رہے یہاں تک کہ جب وہ ان کے بالکل سامنے آ گیا تو اسے بیٹھنے کا حکم دیا اور اس سے کہا میں تم پر ظلم کرتا رہا ہوں اور تمہاری تکفیر کرتا رہا ہوں تم مجھے معاف کرو تمام لوگ یحییٰ کی اس عزت افزائی اور ہادی کے اس جملہ سے متحیر ہو گئے۔ یحییٰ نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور شکر ادا کیا۔ ہادی نے پوچھا کسی شاعر نے تمہارے لیے یہ شعر کہا ہے:

لو یمس البخیل راحة یحییٰ
لسخت نفسه بیدل النوال

ترجمہ: ”اگر بخیل یحییٰ کی ہتھیلی کو چھو لے تو وہ ایسا سخی ہو جائے کہ بخشش کے ساتھ اپنی جان بھی بخش دے۔“

یحییٰ نے کہا یہ اثر امیر المومنین کی ہتھیلی میں ہے نہ کہ آپ کے اس غلام کی ہتھیلی میں۔

ہارون کی یحییٰ بن خالد کی تعریف:

رشید کی ولایت عہد سے علیحدگی کے متعلق جب ہادی نے یحییٰ سے گفتگو کی تو یحییٰ نے کہا اگر آپ خود لوگوں کو فسخ عہد اور ترک حلف کی ترغیب دیں گے تو پھر قسم کی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رہے گی۔ مناسب یہ ہے کہ اپنے بھائی کے عہد کے متعلق تو آپ ان کو نہ چھیڑیں البتہ اس کے بعد کے لیے جعفر کی بیعت کرالیں اس طرح اخلاقاً جعفر کی ولی عہدی زیادہ مؤثر ہوگی۔ ہادی نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ تمہاری رائے خلوص پر مبنی ہے اس کے متعلق غور کرتا ہوں۔

جعفر کی ولی عہدی کے متعلق یحییٰ بن خالد کا مشورہ:

خزیمہ بن عبداللہ کہتا ہے کہ جب رشید کی علیحدگی کے خیال میں یحییٰ نے ہادی کی تائید نہیں کی تو انھوں نے اسے قید کر دیا یحییٰ نے ان کی خدمت میں معروضہ پیش کیا کہ میں آپ کو ایک مخلصانہ مشورہ دینا چاہتا ہوں ہادی نے اسے بلایا اس نے کہا کہ میں آپ سے تنہائی میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تخلیہ ہو گیا۔ یحییٰ نے کہا اے امیر المومنین! نصیب دشمنان اگر آپ کو موت آ جائے تو کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ یہ سب لوگ جعفر کی خلافت کو تسلیم کر لیں گے۔ حالانکہ ابھی وہ سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچا ہے اور کیا وہ اسے اپنی نماز حج اور جہاد میں امام بنائیں گے۔ ہادی کے کہا بخدا! یہ خیال تو میرا بھی نہیں ہے۔ یحییٰ نے کہا کیا آپ اس بات سے مطمئن ہیں کہ خود آپ کے اعزاء میں سے بیشتر مثلاً فلاں اور فلاں نیز ان کے علاوہ دوسرے لوگ اس کے عہد میں خلافت کے لیے جدوجہد نہ کریں گے اور اس طرح یہ منصب عظمیٰ آپ کے باپ کی اولاد سے نکل جائے گا۔ ہادی نے کہا یحییٰ تم نے مجھے آگاہ کر دیا۔ اس بنا پر یحییٰ کہا کرتا تھا کہ جتنے خلفاء سے میری گفتگو ہوئی ہے ان میں موسیٰ سب سے زیادہ عقلمند تھا۔ یحییٰ نے ان سے یہ بھی کہا کہ اگر رشید تمہارا بھائی پہلے سے ولی عہد نہ بھی ہوتا تب بھی آپ کے لیے مناسب یہی تھا کہ خود آپ اسے ولی عہد بنا دیں چہ جائیکہ آپ خود اسے اس ولی عہدی سے جو مہدی نے اس کے لیے مقرر کی ہے اسے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ امیر المومنین میں تو یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اس معاملے کو علی حالہ رہنے دیں جب جعفر سن بلوغ کو پہنچ جائے تو خود رشید اپنی ولی عہدی سے دست بردار ہو جائے گا اور سب سے پہلے وہی جعفر

کے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔ ہادی نے اس کے مشورہ اور رائے کو قبول کیا اور اسے رہا کر دیا۔
ہارون الرشید کی ہادی سے علیحدگی:

محمد بن یحییٰ کہتا ہے کہ رشید کو ولی عہدی سے علیحدہ کرنے کے متعلق امیر چہ میرے والد نے ہادی سے گفتگو کی تھی مگر پھر بھی اپنے اکثر موالیوں اور سرداران فوج کی تحریک پر ہادی نے رشید کی علیحدگی کا مستقل ارادہ کر لیا۔ یہ بات صحیح طور پر معلوم نہیں کہ آیا رشید نے یہ تجویز قبول کی یا نہیں کی مگر ہادی اس سے بہت سخت ناراض ہو گئے اور اس کی زندگی دو بھر ہو گئی۔ یحییٰ نے ہارون کو مشورہ دیا کہ آپ شکار کی اجازت لے کر ان سے دور چلے جائیں اور جس طرح بنے علیحدہ رہ کر یہ زمانہ گزار دیں۔ ہارون نے اس کے متعلق ایک معروضہ ہادی کی جناب میں پیش کیا ہادی نے اسے اجازت دے دی۔ ہارون مدینۃ السلام سے چل کر قصر مقاتل آیا اور یہاں چالیس دن مقیم رہا۔ اب ہادی کو محسوس ہوا کہ ان کی کارروائی عادلانہ نہ تھی نیز انھیں ہارون کی یہ ارادی علیحدگی اور کشیدگی محسوس ہونے لگی انھوں نے اسے لکھنا شروع کیا کہ پلٹ آؤ مگر ہارون نالتار ہا اس طرح یہ معاملہ بہت بڑھ گیا۔ ہادی نے اسے بہت برا بھلا کہا نیز اس کے موالی اور سرداران فوج نے بھی اس پر زبان درازیاں کیں۔ اس وقت فضل بن یحییٰ رشید اپنے باپ کی طرف سے آستانہ خلافت پر متعین تھا وہ تمام واقعات کی اطلاع رشید کو لکھ دیتا تھا رشید اپنے مقام سے پلٹ آیا اور اب معاملہ نے بہت طول کھینچا۔
خیزران کا یحییٰ بن خالد کو پیغام:

یحییٰ بن خالد کا موالی یزید بیان کرتا ہے کہ خیزران نے عاتکہ کو جو ہارون کی دامیہ تھی یحییٰ کے پاس بھیجا اس نے یحییٰ کے سامنے رونا پینا شروع کیا اور کہا کہ سیدہ آپ سے کہتی ہیں کہ خدا کے لیے تم میرے بیٹے کو قتل نہ کرو، جو خواہش اس کے بھائی کی ہے اسے قبول کرنے دو۔ دنیا اور اس کی تمام چیزوں کے مقابلہ میں مجھے ہارون کی زندگی زیادہ محبوب ہے۔ یحییٰ نے اسے ڈانٹا کہ تجھے ان امور میں دخل دینے کا کیا حق ہے اگر ایسا ہوا جیسا کہ تم کہتی ہو تو پہلے میں میری اولاد اور تمام کنبہ قتل ہو جائے گا تب کہیں اس تک نوبت آئے گی۔ میں اس کو دھوکا دے سکتا ہوں مگر اپنے نفس اور اپنی اولاد کو تو دھوکا نہیں دے سکتا۔
ہادی کی یحییٰ کو قتل کی دھمکی:

جب ہادی نے دیکھا کہ انعام اکرام جاگیر کسی چیز کا ہارون کے معاملہ میں یحییٰ پر اثر نہیں ہوتا تو انہوں نے یحییٰ کو پیام بھیجا کہ اگر تم اپنے طرز عمل سے باز نہ آؤ گے تو میں تم کو قتل کر دوں گا۔ اسی خوف و خطر کی حالت میں یہ سارا زمانہ بسر ہوا۔ اسی زمانہ میں یحییٰ کی ماں نے انتقال کیا مگر وہ بغداد کے قصر خلد میں ہارون کی خدمت میں تھا۔ جنازے میں شریک بھی نہ ہو سکا۔ ہارون بغداد میں اپنی ولی عہدی کے زمانے میں اسی قصر میں فروکش ہوتا تھا اور یحییٰ اس کے ہمراہ ہوتا اگرچہ وہ فروکش اپنے مکان میں ہوتا مگر صبح و شام ہارون کی خدمت میں حاضر رہتا۔

ہادی کا ہارون سے خطاب:

ہادی نے اپنے خلافت کے ابتدائی عہد میں ایک مرتبہ دربار خاص منعقد کیا۔ ابراہیم بن جعفر بن ابی جعفر ابراہیم بن سلم بن قتیبہ اور حرانی کو دربار میں بلایا یہ سب لوگ ہادی کے بائیں جانب بیٹھ گئے ان کے ساتھ وہاں ہادی کا حبشی خدمت گار اسلم نامی جس کی کنیت ابو سلیمان تھی موجود تھا ہادی اس پر بہت اعتماد کرتے تھے یہ اسے اپنے پاس بلا رہے تھے کہ اتنے میں صالح مصلی بردار نے آ

کر عرض کیا کہ ہارون بن المہدی حاضر ہے، حکم ہوا کہ آنے دو۔ اس نے دربار میں آ کر ہادی کو سلام کیا اس کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر دوسری سمت سے ہو کر ان کے داہنے جانب آخری نشست پر بیٹھ گیا موسیٰ دیر تک سر جھکائے اسے غور سے دیکھتے رہے پھر ہارون کو مخاطب کر کے کہا مجھے یقین ہے کہ تم اس خواب کے پورا ہونے کے متوقع ہو اور اس وقت بھی تمہارے دل میں وہی آرزو موج زن ہے حالانکہ اس سے تم کو سوں دور ہو اس کے حاصل ہونے میں تم کو بڑے بڑے مصائب جھیلنا پڑیں گے کیوں نہ ہو تم خلافت کے امیدوار ہو۔

ہارون الرشید کے ہادی سے وعدے:

یہ سن کر ہارون دوزانو بیٹھ گیا اور اس نے کہا اے موسیٰ یاد رکھو اگر تم نے سراٹھایا ذلیل ہو جاؤ گے اگر انکسار اختیار کرو گے تمہاری عزت اور بڑھنے گی اگر ظلم کرو گے تباہ کر دیئے جاؤ گے میں اللہ سے اس بات کا امیدوار ہوں کہ یہ منصب مجھے نصیب ہوگا اس وقت میں ان لوگوں کے ساتھ انصاف کروں گا جن پر تم نے ظلم کیا ہے ان سے رشتہ قائم کروں گا جن کو تم نے علیحدہ کر دیا ہے تمہاری اولاد کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھوں گا اور اپنی بیٹیوں سے ان کی شادیاں کر دوں گا اور اس طرح امام ہادی کا جو حق مجھ پر عائد ہوتا ہے اس سے پوری طرح عہدہ بردار ہونے کی سعی بلیغ کروں گا۔ موسیٰ نے کہا اے ابو جعفر بے شک تم سے اسی قسم کی توقع کی جاتی ہے میرے قریب آؤ۔ ہارون ان کے پاس گیا اور اس نے ان کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر اپنی نشست پر واپس جانے لگا۔

ہادی کا ہارون الرشید سے حسن سلوک:

ہادی نے کہا یہ نہیں ہوگا ہمارے معزز شیخ اور شریف فرمانروا یعنی تمہارے دادا منصور نے ہمیشہ تم کو میرے ساتھ بٹھایا ہے۔ چنانچہ اب ہادی نے اسے بھی اپنے برابر صدر مجلس میں جگہ دی اور حرانی کو حکم دیا کہ اسی وقت دس لاکھ دینار میرے بھائی کو لے جا کر دو نیز جب خراج وصول ہو جائے تو اس میں سے نصف ان کو دینا۔ اس کے علاوہ اس وقت ہمارے توشہ خانہ میں اور خزانوں میں جو کچھ ہو اور جو ہمیں بیش بہا اشیاء ملے ان خاندان (بنی امیہ) سے دستیاب ہوئی ہیں وہ سب ان کو لے جا کر دکھاؤ اور جس قدر یہ چاہیں اس میں سے لے لیں۔ حرانی نے حکم کی بجا آوری کی۔ جب ہارون دربار سے اٹھا تو ہادی نے صالح کو حکم دیا کہ ان کا گھوڑا فرش دربار تک لاؤ۔

مہدی کا خواب:

عمر والروئی اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے چونکہ ہارون مجھ سے مانوس تھے میں اٹھ کر ان کے پاس گیا اور میں نے پوچھا اے میرے آقا وہ کیا خواب ہے جس کی طرف امیر المومنین نے اشارہ کیا ہے۔ ہارون نے کہا مہدی نے یہ بات بیان کی تھی کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں نے ایک شاخ موسیٰ کو دی اور ایک ہارون کو دی موسیٰ کی شاخ صرف چوٹی پر تھوڑے سے پتے نکلے ہیں اور ہارون کی شاخ میں نیچے سے لے کر اوپر تک پتے نکلے ہیں مہدی نے حکم بن موسیٰ القمیری ابو سفیان کو بلایا اور اس خواب کی تعبیر دریافت کی اس نے کہا حکومت دونوں کو ملے گی مگر موسیٰ کا زمانہ قلیل ہوگا البتہ ہارون اپنی مدت العمر خلیفہ رہے گا اور اس کا عہد خلافت بہترین عہد ہوگا۔

ہارون الرشید کا پابندی عہد:

کے چند ہی روز کے بعد موسیٰ بیمار پڑے اور صرف تین دن علیل رہ کر انھوں نے انتقال کیا۔ ہارون نے خلیفہ ہونے کے بعد نہ و نہ کی شادی جعفر بن موسیٰ اور فاطمہ کی شادی اسماعیل بن موسیٰ سے کر دی، خلافت سے پہلے جو وعدے اس نے کیے تھے وہ سب پورے کیے اور واقعی اس کا عہد بہترین عہد ثابت ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ہادی حدیثہ الموصول گئے تھے وہاں بیمار ہو گئے جب مرض نے شدت اختیار کی تو پلٹ آئے۔

عمالوں کی طلبی کا فرمان:

عمر ویشکری شاگرد پیشہ بیان کرتا ہے کہ شرق و غرب میں اپنے تمام عاملوں کو حاضری دربار کا فرمان لکھ کر ہادی حدیثہ سے پلٹے۔ جب ان کی حالت نازک ہوئی تو وہ تمام عمائد اور اکابر جنھوں نے ہادی کے ایمان سے ان کے بیٹے جعفر کی ولایت عہد کی بیعت کی تھی مشاورت کے لیے جمع ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اگر یحییٰ کو یہ اقتدار حاصل ہو گیا تو وہ ہم سب کو قتل کر دے گا کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ طے یہ پایا کہ ہم میں سے کوئی ایک ہادی کا حکم لے کر یحییٰ کے پاس جائے اور اسے قتل کر دے مگر پھر ان لوگوں نے کہا کہ اگر امیر المومنین اچھے ہو گئے تو ہم اپنی اس کارروائی کا ان کو کیا جواب دے سکیں گے اس خوف سے یہ سب لوگ چپ ہو گئے۔

خیزران کی یحییٰ بن خالد کو ہدایت:

خیزران نے یحییٰ کو اطلاع دی کہ اب اس کا وقت آخر ہے جو مناسب ہو وہ انتظام کر لو اور پوری طرح تیار رہو رشید کی تمام زندگی میں حقیقی اقتدار حکومت اسی کو حاصل رہا۔ یحییٰ نے بہت سے منشی بلائے ان کو فضل بن یحییٰ کے مکان میں ایک جا بٹھایا انھوں نے اس تمام رات رشید کی جانب سے تمام والیوں اور عمال سلطنت کو مراسلے لکھے جس میں ہادی کی وفات کی اطلاع لکھی اور یہ لکھا کہ میں رشید تم کو تمہارے موجودہ مناصب پر برقرار رکھتا ہوں، جب ہادی کی روح پرواز کر گئی تو اب یہ مراسلے ڈاک کے ذریعہ تمام اقطاع اور اکناف سلطنت میں دوڑا دیئے گئے۔

خیزران کا عہد:

فضل بن سعید اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ خیزران نے قسم کھائی کہ وہ موسیٰ الہادی سے بات نہیں کرے گی اور اسے چھوڑ کر علیحدہ جا رہی تھی جب ہادی کی موت کا وقت قریب آیا اور قاصد نے اس کی اطلاع اسے دی تو اس نے کہا کہ میں کیا کروں۔ خالفہ نے کہا بی بی یہ وقت خفگی اور غصہ کے اظہار کا نہیں ہے آپ ضرور اپنے بیٹے کے پاس جائیں اس نے کہا وضو کے لیے پانی لاؤ تا کہ نماز پڑھ لوں اس کے بعد کہنے لگی کہ ہم پہلے سے اس بات کو ایک دوسرے سے بیان کرتے آئے ہیں کہ آج رات کو ایک خلیفہ مرے گا دوسرا برسر خلافت فائز ہوگا اور تیسرا پیدا ہوگا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ اسی رات موسیٰ نے انتقال کیا رشید خلیفہ ہوئے اور مامون پیدا ہوا۔

فضل بن سعید کی روایت:

فضل بن سعید اس روایت کا بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عبداللہ سے بیان کی اس نے مجھ سے بالکل وہی واقعہ بیان کیا جو میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ خیزران کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی تھی اس نے کہا خیزران نے یہ بات اوزاعی سے سنی تھی۔

خیزران کو ہادی کی موت کی اطلاع:

سلیمان کی پوتی زینب بیان کرتی ہے کہ جب موسیٰ نے عیسیٰ باذ میں انتقال کیا تو خیزران نے ہمیں یہ خبر سنائی اس وقت وہاں ہم چار عورتیں موجود تھیں ایک میں ایک میری بہن اور ام الحسن اور عائشہ سلیمان کی بیٹیاں۔ ہمارے ساتھ رابطہ ام علی بھی تھی۔ خالصہ آئی خیزران نے اس سے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا موسیٰ نے انتقال کیا اور لوگوں نے اسے دفن کر دیا۔ خیزران نے کہا اگر موسیٰ مر گیا تو ہارون تو زندہ ہے۔ ستولا۔ خالصہ ستولائی۔ خیزران نے بھی پیسا اور ہم سب کو بھی پلایا پھر اسے حکم دیا کہ میری ان آقا زاد یوں کو چار لاکھ دینار لا کر دو۔ پھر پوچھا میرے بیٹے ہارون نے اب تک کیا کیا؟ اس نے کہا انھوں نے قسم کھائی ہے کہ وہ ظہر بغداد میں پڑھیں گے۔ خیزران نے کہا تو سواریاں منگواؤ میں اب یہاں بیٹھ کر کیا کروں وہ تو بغداد روانہ ہو گئے۔ خیزران بھی بغداد میں ہارون سے آئی۔

ہادی کی وفات و مدت حکومت:

ابومعشر کہتا ہے کہ موسیٰ نے جمعہ کی رات کو ربیع الاول کے نصف میں وفات پائی، واقدی کہتا ہے کہ موسیٰ نے عیسیٰ باذ میں ماہ ربیع الاول کے نصف میں وفات پائی۔ ہشام بن محمد کہتا ہے کہ موسیٰ الہادی نے جمعہ کی رات ۱۴/ربیع الاول ۱۸۰ھ میں انتقال کیا۔ بعض ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ ہادی نے جمعہ کی رات ۱۶/ربیع الاول کو وفات پائی اور ایک سال تین مہینے حکومت کی ہشام کہتا ہے کہ ہادی نے چودہ ماہ حکومت کی اور چھیس سال عمر پائی۔ واقدی کہتا ہے کہ ہادی کی مدت خلافت ایک سال ایک ماہ اور بائیس دن ہے۔ متذکرۃ بالا ارباب سیر کے علاوہ اور راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ہادی نے سنچر کے دن ۱۰/ربیع الاول کو یا جمعہ کی رات میں تئیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ایک سال ایک ماہ اور ۲۳ دن حکومت کی۔ اس کے بھائی ہارون بن محمد الرشید نے نماز جنازہ پڑھی ابو محمد کنیت تھی۔ ان کی ماں خیزران ام ولد ہے۔ یہ عیسیٰ باذ الکبریٰ میں اپنے ہی باغ میں دفن کیے گئے۔

ہادی کا حلیہ:

یہ دراز قامت، فرہ اندام، جمیل و شکیل اور گورے تھے۔ سرخ مونچھیں تھیں بالائی ہونٹ سکڑا ہوا تھا طبق لقب تھا یہ رے کے علاقہ میں شیروان میں پیدا ہوئے تھے۔

ہادی کی ازواج و اولاد:

نوبچے تھے سات لڑکے اور دو لڑکیاں، ایک لڑکا جعفر تھا جسے وہ خلافت کے لیے تیار کر رہے تھے اور دوسروں کے نام یہ ہیں۔ عباس، عبداللہ، اسحاق، اسمعیل، سلیمان اور موسیٰ الاعلیٰ یہ اندھا تھا اور ہادی کے مرنے کے بعد پیدا ہوا تھا ان سب کی مائیں لونڈیاں تھیں، بیٹیوں میں ایک ام غیلی مامون کی بیوی تھی اور دوسری ام العباس بنت موسیٰ تھی جس کا لقب نو نہ تھا۔



باب ۱۵

خلیفہ ہادی کی سیرت

سعید بن مسلم کا بیان:

سندھی بن شاہک بیان کرتا ہے کہ جب مہدی کے مرنے اور ہادی کے خلیفہ ہونے کی خبر آئی اس وقت میں ہادی کے ساتھ جرجان میں موجود تھا۔ یہ فوراً ڈاک کے ذریعہ بغداد روانہ ہوئے۔ سعید بن مسلم بھی ان کے ہمراہ تھا۔ مجھے انھوں نے خراسان بھیج دیا تھا یہ حسب ذیل واقعہ مجھ سے اسی سعید نے بیان کیا کہ جب ہم جرجان کے مکانات اور باغوں کے درمیان سے گزر رہے تھے تو ہادی کو ان باغوں میں سے ایک شخص کے گانے کی آواز آئی انھوں نے اپنے صاحب شرطہ کو حکم دیا کہ اس شخص کو ابھی میرے پاس حاضر کرو۔

سلیمان بن عبد الملک اور گویئے کا واقعہ:

میں نے کہا امیر المومنین اس بیہودہ کا قصہ بالکل سلیمان بن عبد الملک کے قصہ کے مشابہ ہے۔ ہادی نے کہا وہ کیا ہے میں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ سلیمان بن عبد الملک اپنے حرم کے ساتھ اپنی کسی سیرگاہ میں مصروف عیش و نشاط تھا کہ ایک دوسرے باغ سے اسے ایک مرو کے گانے کی آواز آئی اس نے اپنے صاحب شرطہ کو حکم دیا کہ اس گانے والے کو ابھی حاضر کرو وہ اسے لے آیا اور جب وہ گانے والا سلیمان کے روبرو آ کر کھڑا ہوا تو اس نے پوچھا تجھے معلوم ہے کہ میں تیرے قریب فروکش ہوں میرے ہمراہ میری حرم ہیں پھر اسی وقت تجھے گانے کی کیا ضرورت پیش آئی، کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب گھوڑی زکی آواز سنتی ہے تو اس کی طرف گرویدہ ہو جاتی ہے اے غلام اسے نامرد بنا دے۔ چنانچہ اس شخص کو نامرد کر دیا گیا۔ دوسرے سال سلیمان پھر اسی سیرگاہ میں آیا اور وہیں آ کر بیٹھا جہاں گزشتہ سال بیٹھا تھا اسے اس گانے والے کا قصہ بھی یاد آیا اور اب پھر اس نے اپنے کوتوال کو اس کی حاضری کا حکم دیا وہ حاضر کیا گیا اور وہ اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا تو سلیمان نے اس سے کہا تجھے کسی نے فروخت نہیں کیا کہ ہم ہی خرید لیتے اور نہ کسی نے تجھے یوں ہی بخشا ورنہ ہم تیرے عوض کسی غلام کو دے کر تجھے لے لیتے۔ اس کے جواب میں بخدائے لایزال اس شخص نے لفظ خلیفہ بھی سلیمان کو مخاطب نہیں کیا، بلکہ بے باکانہ طور پر کہنے لگا، اے سلیمان! اللہ سے ڈرو تم نے میری نسل قطع کر دی، میری آبرور باد کر دی اور مجھے لذت سے محروم کر دیا اور پھر تم مجھ سے اس قسم کا سوال کرتے ہو بخدا! میرا تمہارا معاملہ خدا کے سامنے پیش ہو گا یہ واقعہ سن کر موسیٰ الہادی نے غلام کو حکم دیا کہ کوتوال کو واپس بلاؤ وہ بلا لایا انھوں نے اسے کہا کہ اس شخص سے کوئی تعارض نہ کرو جانے دو۔

ہادی کا دربار عام منعقد کرنے کا حکم:

ابوموسیٰ ہارون بن محمد بن اسماعیل بن موسیٰ الہادی کہتا ہے کہ مجھ سے علی بن صالح نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میں اپنے لڑکپن میں ایک دن ہادی کے سرہانے کھڑا تھا، انھوں نے مسلسل تین دن سے مظالم کی سماعت نہیں کی تھی۔ حرانی آیا اس نے عرض کیا کہ آپ نے تین دن سے مظالم کی سماعت نہیں کی ہے اس طرح تو عوام آپ کے مطیع اور منقاد نہیں رہ سکتے۔ یہ سن کر انھوں نے مجھے دیکھا اور کہا، اے علی جاؤ دربار عام منعقد کرو اور دربار خاص نہ ہو، یہ حکم سن کر تیزی سے اڑتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ میں ذرا ٹھہرا اور چونکہ اس مفہوم کے

لیے انھوں نے جو جملہ کہا تھا وہ مبہم تھا میں نے سوچا کہ اس جملہ سے امیر المومنین کا مطلب کیا ہے مجھے کچھ معلوم نہیں انھیں سے پلٹ کر پوچھوں تو وہ کہیں گے کہ تو میرا حاجب ہو کر میری بات نہیں سمجھتا اب میرے دل میں بات آگئی میں نے اس اعرابی کو طلب کیا جو امیر المومنین کی خدمت میں باریاب ہونے آیا تھا اور اس سے ان کے جملہ کے معنی پوچھے اس نے بتا دیئے۔ میں نے حکم دیا کہ تمام پردے اٹھا دیئے جائیں اور دروازے کھول دیئے جائیں چنانچہ اب لوگ بالکل سویرے سے بارگاہ خلافت میں جوق در جوق آنے لگے رات ہونے تک وہ مظالم کی سماعت کرتے رہے۔

علی بن صالح کی ایک اعرابی کی سفارش:

جب دربار درخواست ہوا تو میں سامنے جا کر کھڑا ہوا۔ پوچھا کچھ کہنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں امیر المومنین جناب والا نے آج مجھ سے ایسا جملہ کہا تھا کہ پہلے تو میں اس کا مطلب ہی نہ سمجھ سکا کیونکہ میں نے اسے آج سے پہلے کبھی سنا نہ تھا مگر میں اس بات سے بھی ڈرا کہ آپ کے پاس واپس آ کر اس کا مطلب دریافت کروں کیونکہ آپ یہ نہ کہیں کہ میرے حاجب ہو کر تم میری بات نہیں سمجھتے اس خوف سے میں نے اس اعرابی کو بلایا جو باریابی کے لیے آستانہ خلافت پر حاضر تھا اس نے مجھے آپ کے جملہ کا مطلب سمجھا دیا اس کی اس خدمت کا آپ میری طرف سے کوئی صلہ دے دیجیے انھوں نے کہا اچھی بات ہے ایک لاکھ درہم لے جا کر دے دو میں نے عرض کیا، امیر المومنین وہ نرا بددی ہے اسے دس ہزار بہت ہیں اتنے میں وہ خوشحال ہو جائے گا، کہنے لگے علی میں سخاوت کرتا ہوں اور تم بخل کرتے ہو۔

خیزران کی عیادت پر مظالم کی سماعت کو ترجیح:

یہی راوی علی بن صالح دوسرے سلسلہ سے بیان کرتا ہے ایک مرتبہ خیزران کچھ بیمار ہوئی ہادی اس کی عیادت کے لیے چلے راستہ میں عمر بن بزیع نے سامنے آ کر عرض کیا کہ اس سے زیادہ ضروری فرض موجود ہے۔ پہلے ادھر چلے۔ پوچھا کیا عمر نے کہا مظالم کی آپ نے تین روز سے سماعت نہیں فرمائی ہے اس عیادت سے یہ زیادہ ضروری ہے۔ ہادی نے اپنی جلو میں چلنے والی جماعت کو اشارہ کیا کہ دربار عام کی طرف چلو اور اپنے ایک خدمت گار کو خیزران کے پاس اپنے اس وقت کے نہ آنے کی معذرت کے لیے بھیج دیا اسے ہدایت کی کہ کہہ دینا کہ عمر بن بزیع نے ہمیں متنبہ کیا کہ اللہ کے حق کی ادائیگی ہم پر تمہارے حق سے زیادہ ضروری ہے اس وجہ سے ہم آج تمہارے پاس نہ آ سکے، ان شاء اللہ کل صبح عیادت کو آئیں گے۔

عبداللہ بن مالک سے جواب طلبی:

عبداللہ بن مالک مہدی کا کو تو ال بیان کرتا ہے کہ مہدی ہادی کے ندیموں اور گویوں کو طلب کر کے مجھے ان کے مارنے کا حکم دیتے ہادی مجھ سے ان کی سفارش کرتے کہ میں ان کے ساتھ ملائمت اور نرمی برتوں۔ مگر میں ہادی کی سفارش پر ذرا توجہ نہ کرتا اور مہدی کے حکم کی بجا آوری کر دیتا۔ جب ہادی خلیفہ ہوئے تو اب مجھے یقین تھا کہ میں مارا جاؤں گا ایک دن انھوں نے مجھے طلب کیا۔ میں سر سے کفن لپیٹ کر اور حنوط مل کر حاضر دربار ہوا وہ ایک کرسی پر متمکن تھے تلوار اور چمڑا سامنے رکھا تھا۔ میں نے سلام کیا اس کے جواب میں انھوں نے کہا تجھ پر سلامتی نہ ہو تم کو وہ دن بھی یاد ہے جب میں نے حرانی کے متعلق تم سے کہلا بھیجا تھا اور امیر المومنین نے اس کے مارنے اور قید کرنے کا حکم دیا تھا۔ تم نے میری سفارش نہیں مانی، نیز فلاں اور فلاں ندیموں کے

معاملہ میں بھی تم نے میری کچھ نہ سنی۔

عبداللہ بن مالک کی معذرت:

میں نے عرض کیا امیر المومنین بجا ارشاد فرماتے ہیں۔ اجازت ہو تو کچھ میں بھی اس کے متعلق عرض کروں۔ انھوں نے مجھے عذر پیش کرنے کی اجازت دی میں نے عرض کیا امیر المومنین میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ مجھے اسی عہدہ پر مقرر کریں جس پر آپ کے والد نے مجھے کیا تھا اور پھر آپ مجھے کسی کام کا حکم دیں اور آپ کا کوئی لڑکا مجھے اس کی خلاف ورزی کا حکم دے میں اس کا حکم بجالاؤں اور آپ کے حکم کی نافرمانی کروں تو کیا یہ بات آپ کو اچھی معلوم ہوگی، انھوں نے کہا یہ تو نہیں ہو سکتا، میں نے کہا تو بس یہی طرز میرا آپ کے اور آپ کے والد کے ساتھ تھا۔

عبداللہ بن مالک کی معافی و بحالی:

یہ جواب سن کر انھوں نے مجھے اپنے قریب بلایا میں نے ان کے ہاتھ چومے، انھوں نے مجھے خلعت سے سرفراز کیا اور کہا کہ میں تم کو اسی عہدہ پر مقرر کرتا ہوں جس پر تم پہلے فائز تھے جاؤ اپنا کام کرو۔ میں ان کے پاس سے اٹھ کر اپنے مکان چلا آیا۔ مگر اپنے اور ان کے آئندہ تعلقات پر غور کرتا رہا کہ کیونکر نہیں گے۔ یہ بالکل نوجوان ہیں شراب کے عادی ہیں وہی لوگ ان کے ندیم، وزیر اور اہل کار ہیں جن کے متعلق میں نے ان کی بات نہیں مانی تھی۔ مجھے تو یہ نظر آ رہا ہے کہ جب یہ شراب سے بدست ہو جائیں گے تو وہ لوگ میرے متعلق ان کی رائے کو خراب کر دیں گے اور وہ کام کر انیں گے جن کا مجھے اندیشہ ہے۔

ہادی کی عبداللہ بن مالک کے مکان پر آمد:

میں بیٹھا ہوا تھا اور اس وقت میری ایک چھوٹی بچی میرے سامنے بیٹھی تھی آنکلیٹھی سامنے رکھی تھی اور میں چپاتیوں کے ٹکڑے شور بے میں بھگو کر ان کو آگ پر سینک کر بچی کو دے جا رہا تھا، اتنے میں ایک زبردست شور سنائی دیا۔ شور کی کثرت اور ناپوں کی آواز سے میں نے تو خیال کیا کہ دنیا تہ و بالا ہو گئی اور اب میں نے اپنے دل میں کہا یہ وہی ہے جس کا مجھے ان کی طرف سے اندیشہ تھا اب میری خیر نہیں۔ یکا یک دروازہ کھلا خدمت گار اور چوب دار اندر آئے میں نے دیکھا کہ امیر المومنین ہادی بھی ان کے وسط میں ایک گدھے پر سوار موجود ہیں ان کو دیکھتے ہی میں اپنے جگہ سے تڑپ کر لپکا اور میں نے ان کے پاس پہنچ کر ان کے ہاتھ پاؤں چومے بلکہ ان کے گدھے کے کھروں کو بھی بوسہ دیا۔

ہادی کی عبداللہ بن مالک پر عنایت:

کہنے لگے اے عبداللہ میں نے تمہارے معاملہ پر غور کیا تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ تمہارے دل میں یہ خطرہ گزرا ہوگا کہ جب میں پی لوں گا اور میرے گرد تمہارے دشمن ہی دشمن ہوں گے تو وہ میرے حسن رائے کو جو تمہارے متعلق قائم ہوئی ہے بدل دیں گے اور پھر میں تم کو اذیت پہنچاؤں گا اس اندیشہ کی وجہ سے میں خود تمہارے مکان پر آیا ہوں کہ تم سے اپنا انس ظاہر کروں اور بتاؤں کہ میرے دل سے تمہاری برائی نکل گئی ہے لاؤ میں بھی وہی کھاؤں گا جو تم کھا رہے تھے تاکہ تمہارے کھانے میں شریک ہونے اور خود تمہارے گھر آنے سے تمہارا حق مجھ پر قائم ہو اور اس طرح تمہارے دل سے خوف اور وحشت جاتی رہے۔ میں نے چپاتیاں اور سالن کا سکورا ان کے سامنے رکھ دیا، انھوں نے اسے کھالیا اور پھر اپنے خدمت گاروں کو حکم دیا کہ وہ تحفہ لاؤ جو ہم عبداللہ کے لیے

اپنے دربار سے لائے ہیں چار سو فخر درہموں سے لدے ہوئے میرے گھر کے اندر لائے گئے، مجھ سے کہا لو یہ تمہارا ہدیہ ہے ان کو اپنے کام میں لاؤ البتہ یہ فخر میرے ہیں ان کو تم اپنے پاس امانت رکھو شاید کبھی کسی سفر کے لیے مجھے ان کی ضرورت ہوئی تو میں منگوا لوں گا۔ پھر کہنے لگے اللہ تم کو اپنے سایہ میں خیریت سے رکھے۔ یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔

موسیٰ بن عبد اللہ بن مالک کا بیان:

عبد اللہ بن مالک کا بیٹا موسیٰ کہتا ہے ہمارے محل کے وسط میں جو باغ تھا وہ انھوں نے مجھے دے دیا تھا اسی باغ کے گرد انھوں نے ان فخریوں کے اصطبل بنائے اور جب تک ہادی زندہ رہے یہ خود ان فخریوں کی نگہداشت کرتے رہے۔

عبد اللہ بن یعقوب کو سزا دینے کا حکم:

محمد بن عبد اللہ بن یعقوب بن داؤد بن طہمان المسلمی کہتا ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ علی بن عیسیٰ بن مہمان کا غضب اور خوشنودی خلفاء کی سی تھی میرے باپ کہا کرتے تھے کہ کسی عربی یا عجمی کا میں اس قدر ممنون نہیں ہوں جس قدر عیسیٰ بن مہمان کا ہوں یہ ایک روز میری قید کی حالت میں میرے پاس آیا اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا کہنے لگا، امیر المومنین موسیٰ الہادی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سو کوڑے ماروں اب وہ میرے ہاتھ اور موٹہ ہے پر اس طرح کوڑا رکھنے لگا کہ وہ فقط ان کو مس کرتا اسی طرح اس نے سو شمار کیے اور چلا گیا ہادی نے اس سے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کر دی۔ انھوں نے پوچھا پھر اس پر کیا گزری اس نے کہا وہ مر گیا، کہنے لگے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تم نے یہ کیا غضب کیا وہ نیک آدمی تھا تم نے سب کے سامنے مجھے بدنام کیا، سب یہی کہیں گے کہ امیر المومنین نے یعقوب کو قتل کر دیا جب میرے باپ نے ان کو اتنا پریشان پایا تو کہا کہ امیر المومنین وہ مرانہیں زندہ ہے۔ اس پر ہادی نے خوشی کے اظہار میں الحمد للہ کہا۔

ہادی کی فضل بن ربیع کو ہدایت:

ربیع کے بعد ہادی نے اس کے بیٹے فضل کو حاجب خاص مقرر کر دیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ لوگوں کو میرے پاس آنے سے نہ روکنا ورنہ برکت جاتی رہے گی۔ کوئی ایسی بات میرے سامنے پیش نہ کرنا کہ جب میں اس کی تحقیق کروں تو وہ غلط ثابت ہو کیونکہ اس سے حکومت اور رعایا دونوں کو ضرر پہنچے گا۔

ایک مجرم کی رحم کی درخواست:

موسیٰ بن عبد اللہ بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص ہادی کے سامنے پیش کیا گیا ہادی اس کے جرائم بیان کر کے اسے دھمکی دینے لگے، اس نے عرض کیا امیر المومنین بڑی مشکل ہے اگر میں اس فرد جرم کی جواب دہی کروں تو آپ کی بات رد ہوتی ہے اور اگر تسلیم کروں تو جرائم کی پاداش کا مستوجب ہوتا ہوں مگر میں اس کے جواب میں یہ شعر پڑھ دیتا ہوں:

فان كنت ترجوا في العقوبة رحمة فلا ترهدين عند المعافاة في الاجر

ترجمہ: ”جب کہ وجوب سزا کے بعد بھی آپ کے رحم و کرم کی امید کی جاتی ہے تو پھر ضرور ہے کہ آپ معافی کے قبول کرنے میں تو کچھ دریغ نہ کریں گے۔“

یہ سن کر ہادی نے اس شخص کو رہا کر دیا۔

عمر بن شبہ کا بیان :

عمر بن شبہ بیان کرتا ہے کہ سعید بن مسلم ہادی کی خدمت میں حاضر تھا کہ رومیوں کا وفد حاضر دربار ہوا۔ سعید اگرچہ جوان تھا مگر اس کے سر کے بال جا چکے تھے اس وجہ سے اس نے ایک بڑی ٹوپی پہن رکھی تھی موسیٰ نے اس سے کہا کہ اپنی ٹوپی اتار دو تا کہ اپنے سر کی صفائی کی وجہ سے تم کبیر بن نظر آؤ۔

ہادی اور حسن بن عبدالمالحق :

یحییٰ بن الحسن بن عبدالمالحق اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ میں فضل بن الربیع کی ملاقات کے لیے عیسا باذ جارا تھا اثنائے راہ میں امیر المومنین موسیٰ الہادی سے جواب خلیفہ تھے مڈ بھٹڑ ہوئی میں ان کو پہچانتا نہ تھا وہ شلو کہ پہنے گھوڑے پر سوار تھے ان کے ہاتھ میں ایک لانا بانس تھا جو راستہ میں ملتا اسے وہ ٹھوکہ دیتے۔ مجھے لاکرا اے فاحشہ زادے! اب جو میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ انسان کیا ہے ایک بڑا بہت ہے جو میرے سامنے ہے جسے میں نے شام میں دیکھا تھا اور اس کی دونوں رانیں اتنی بڑی ہیں جیسے کہ اونٹ کی رانیں میں نے فوراً تلوار کے قبضہ پر ہاتھ بڑھایا اس شخص نے کہا معلوم ہے امیر المومنین ہیں۔ یہ سنتے ہی میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی میرا یہ جانور بار بردار تھا یہ مجھے فضل بن ربیع نے دیا تھا اور اس نے اسے چار ہزار درہم میں خریدا تھا میں محمد بن القاسم صاحب الحرم کے مکان میں گھس گیا امیر المومنین اس کے دروازے پر ٹھہر گئے۔ بانس ان کے ہاتھ میں تھا انھوں نے مجھ سے کہا اے فاحشہ زادے! باہر آ مگر میں نہیں گیا وہ اپنی راہ چلے گئے۔ میں نے فضل سے کہا کہ آج امیر المومنین سے میرا مواجہہ ہو گیا تھا اور یہ واقعہ پیش آیا اس نے کہا سوائے بغداد کے کسی اور جگہ میں تمہاری صورت نہ دیکھوں فوراً بغداد چلے جاؤ جب میں جمعہ کی نماز کے لیے وہاں آؤں مجھ سے ملنا۔ اس کے بعد میں ہادی کی زندگی میں پھر کبھی عیسا باذ نہیں گیا۔ حسین بن معاذ بن مسلم ہادی کا دودھ شریک بھائی بیان کرتا ہے کہ جب میں اور موسیٰ تنہا ہوتے تو ان کا ذرا بھی رعب میں محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ بسا اوقات میرے ان کے کشتی بھی ہوئی اور میں نے ان کو زمین پر پٹک دیا مگر جب وہ خلیفہ کا لباس پہن کر دربار کرتے اور اس میں اوامرو انہی نافذ کرتے تو میں ان کے سر ہانے کھڑا ہوتا اس وقت بخدا! ان کے رعب اور ہیبت کی وجہ سے میرا دل قابو میں نہ رہتا۔

ابراہیم بن مسلم سے ہادی کی تعزیت :

ہادی کے عہد میں ابراہیم بن مسلم بن قتیبہ صاحب مرتبت تھا ابراہیم کا کوئی بیٹا مر گیا ہادی اس کی تعزیت کے لیے اس کے گھر آئے وہ اس وقت ایک دورنگے گدھے پر سوار تھے کسی شخص کی روک ٹوک نہ تھی جو چاہتا سلام کر لیتا اسی طرح وہ ابراہیم کے ایوان میں اتر پڑے اور اس سے کہا اس کی پیدائش سے تم کو خوشی ہوئی ہوگی مگر ممکن ہے کہ وہ تمہارا دشمن اور باعث مصیبت ثابت ہوتا اور اب اس کی موت سے تم کو رنج پہنچا ہے ممکن ہے کہ اس میں اللہ نے تمہارے لیے کوئی بھلائی مضمحل رکھی ہو ابراہیم نے کہا امیر المومنین آپ کے ارشاد سے میرے ہر جزو بدن میں جہاں اب تک غم متمکن تھا اب صبر جاگزیں ہو گیا ہے جب ابراہیم مر گیا تو اس کے بعد سعید بن مسلم صاحب مرتبت مقرر ہوا۔

علی بن حسین پر مہدی کا عتاب :

عمر بن شبہ بیان کرتا ہے کہ علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب الملقب بالجزی نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ

سے جو مہدی کے نکاح میں رہ چکی تھی شادی کی اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں موسیٰ الہادی کو اس واقعہ کی خبر ہوئی انہوں نے علی کو بلا کر اسے ڈانٹا اور جاہل ٹھہرایا اور کہا کہ امیر المومنین کی بیوی کے علاوہ کیا دنیا میں اور عورت تیرے لیے نہ تھی اس نے کہا میرا دادا رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کے علاوہ اللہ نے کسی دوسرے کی بیوی کو محرم قرار نہیں دیا ہے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے علاوہ کسی کو کوئی فضیلت حاصل نہیں اس جواب پر ہادی نے اسے چھڑی ماری اور حکم دیا کہ پانچ سو درے لگائے جائیں چنانچہ اس حکم کی بجا آوری ہوئی انھوں نے علی کو حکم دیا کہ تم اسے طلاق دے دو مگر اس نے نہ مانا یہ ایک چڑے پر اٹھا کر ایک کونے میں ڈال دیا گیا اس کے ہاتھ میں ایک پراسرار انگلی تھی کسی خدمت گار کی نظر اس پر پڑی کوڑوں کی مار سے علی پر غشی طاری تھی خدمت گار انگلی اتارنے جھکا علی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے توڑ ڈالا وہ چلاتا ہوا ہادی کے پاس آیا اور ان کو اپنا ہاتھ دکھایا۔ ہادی نے علی کو گالیاں دیں اور کہنے لگے کہ اس کی یہ جرات ہوئی کہ میرے باپ کے حق کے ساتھ اس نے استحقاق کیا اور مجھ سے یہ گفتگو کی اور اب اس نے میرے خدمت گار کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

علی بن حسن کی رہائی:

ہادی نے ایک شخص کو بھیجا کہ وہ علی سے اس حرکت کی وجہ دریافت کرے اس نے کہا اسی خدمت گار سے پوچھو اسے حکم دو کہ وہ تمہارے سر پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھائے اور حق بات بیان کر دے موسیٰ نے اسی طرح حلف لے کر اس سے پوچھا خدمت گار نے علی کے بیان کی تصدیق کی۔ ہادی کہنے لگے کہ میں اس پر احسان کروں گا بخدا! میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ میرا چچیرا بھائی ہے اگر وہ یہ طرز اختیار نہ کرتا تو میں اس کی قرابت سے انکار کر دیتا اس کے بعد ہادی نے علی کو رہا کر دیا۔

ابو ابراہیم الموزن بیان کرتا ہے کہ دہری ز رہیں پہنچے ہوئے ہادی اپنے گھوڑے پر کود کر سوار ہو جاتے تھے۔ مہدی ان کو کہتے

تھے کہ یہ میری ریحان ہے۔

زندہ یقیوں کو قتل کرنے کی ہدایت:

ایک زندیق مہدی کے سامنے پیش کیا گیا مہدی نے اس سے توبہ کرانا چاہی اس نے انکار کیا مہدی نے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا اور موسیٰ سے جو موجود تھا کہا اے میرے بیٹے۔ جب خلافت تم کو ملے تو تم اس جماعت یعنی پیروان مانی کی تلوار سے خبر لینا یہ ایک فرقہ ہے جو ظاہر طور پر تو لوگوں کو حسن اخلاق کی مشافہش سے اجتناب ترک دنیا اور آخرت کے لیے عمل کی دعوت دیتا ہے جب کوئی شخص ان باتوں کو قبول کر لیتا ہے تو یہ جماعت پھر گوشت کھانے صاف پانی استعمال کرنے اور کپڑے مکوڑوں کے مارنے کو قطعی حرام کر دیتی ہے اس کے بعد وہ دو یعنی نور اور ظلمت کی پرستش کی دعوت دیتی ہے جب اسے بھی کوئی شخص قبول کر لیتا ہے تو اس کے بعد اس شخص کے لیے بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح کرنا پیشاب سے نہانا اور راستہ میں سے چھوٹے بچوں کو چرا کر لے جانا تا کہ ان کو گمراہی کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کی روشنی بتائی جائے مباح ہو جاتا ہے۔ اس فرقہ کو خوب دل کھول کر قتل کرنا اور سولی پر لٹکا دینا اور اس طرح اللہ وحدہ لا شریک لہ کی جناب میں تقرب طلب کرنا میں نے تمہارے دادا عباس کو خواب میں دیکھا کہ انھوں نے میری کمر میں دو تلواریں باندھی ہیں اور ان شیعوں کے قتل کا حکم دیا ہے۔

اپنے خلیفہ ہونے کے دس ماہ کے بعد ایک دن موسیٰ نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو اس فرقہ کا ایک شخص بھی زندہ نہ چھوڑوں

گاسب کو تہ تیغ کر دوں گا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے حکم دیا تھا کہ سولی کے لیے ایک ہزار درخت کے تنے تیار کیے جائیں لوگوں نے کہا کہ یہ مقدار فلاں ماہ میں مہیا ہو سکے گی مگر اس کے دو ماہ بعد ہادی نے وفات پائی اس لیے ان کا یہ منصوبہ صرف منصوبہ ہی رہا۔

ہادی اور عیسیٰ بن داب:

عیسیٰ بن داب حجازیوں میں سب سے بڑا ادیب اور شیریں گفتار تھا ہادی کے مزاج میں اسے اس قدر درخور حاصل ہو گیا تھا جو کسی دوسرے کو میسر نہ تھا، صرف یہی ایک ایسا شخص تھا کہ ہادی کے دربار میں اس کے لیے تکیہ منگوا یا جاتا جس کے سہارے وہ بیٹھتا کسی دوسرے کی یہ عزت نہ تھی ہادی اس سے کہا کرتے، رات یا دن میں کوئی موقع ایسا نہیں آیا جب کہ تمہاری ملاقات اور موجودگی مجھے دوہر ہوئی ہو جب تم میری نظروں سے غائب ہوتے ہو مجھے پھر تمہاری دید ہی کی آرزو ہوتی ہے۔ اس کی گفتگو بہت پر لطف ہوتی تھی نہایت عمدہ اور نادر قصے کہانیاں بیان کرتا، بہت سے منتخب اشعار یاد تھے جن کو وہ موقع اور محل کی مناسبت سے پڑھتا۔

عیسیٰ بن داب پر ہادی کی عنایت:

ایک رات ہادی نے حکم دیا کہ اسے تیس ہزار دینار دیئے جائیں، صبح کو ابن داب نے اپنے داروغہ کو ہادی کی ڈیوڑھی پر بھیجا، اور ہدایت کی کہ حاجب سے جا کر کہنا کہ یہ رقم ہمیں بھیج دیجیے اس کا داروغہ حاجب سے ملا اور اسے اس کا پیام پہنچا دیا حاجب نے تبسم کیا اور کہا کہ یہ بات میرے اختیار میں نہیں ہے، تم فرمان نویس سے جا کر ملو کہ وہ اس کے لیے باقاعدہ حکم لکھ دے اور پھر اسے وہاں لے جاؤ اور یہ کرو۔ داروغہ اس طول طویل کارروائی کو سن کر ابن داب کے پاس واپس آ گیا اور اسے ساری داستان سنائی ابن داب نے کہا جانے دو، خاموش ہو رہو اور اب اس کے متعلق کسی سے کچھ مت کہو۔ اسی زمانے میں موسیٰ اپنے بغداد کے ایک بالا خانہ پر سیر کے لیے برآمد تھے انھوں نے ابن داب کو اس حالت میں آتا ہوا دیکھا کہ اس کے ساتھ صرف ایک غلام تھا ابراہیم الحرانی سے کہنے لگے، یہ کیا بات ہے کہ ہم ابن داب کی حالت میں کوئی تغیر نہیں پاتے اور نہ اس نے ہماری ملاقات کے لیے کچھ اچھا لباس زیب بدن کیا ہے۔ حالانکہ کل رات ہی ہم نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے کہ اس کا اثر نمایاں ہونا چاہیے تھا ابراہیم نے عرض کیا امیر المومنین حکم ہو تو اس میں سے کچھ لے جا کر ابھی اسے دے دوں، کہنے لگے نہیں تم کو اس کی ضرورت نہیں وہ خود اپنے معاملہ کو خوب جانتا ہے۔ اب ابن داب بھی ان کے پاس آ گیا اور حسب عادت ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا یہاں تک کہ خود ہادی نے اس کے معاملہ کو چھیڑا اور کہا کہ تمہارے کپڑے بہت میلے ہو گئے ہیں سردی کا زمانہ ہے اس میں نئے اور نرم لباس کی ضرورت ہو کرتی ہے اس نے کہا امیر المومنین اپنی ضروریات کی تکمیل کی مجھ میں استطاعت نہیں۔ ہادی نے پوچھا یہ کیسے؟ ہمارا تو خیال تھا کہ جو سلوک ہم نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس سے تمہاری حالت درست ہو جائے گی اس نے کہا نہ وہ رقم اب تک میرے پاس آئی اور نہ میں نے وصول کی۔

ہادی نے اسی وقت اپنے صرف خاص کے خزانہ دار کو بلا کر حکم دیا کہ اسی وقت تیس ہزار دینار ابن داب کو دیئے جائیں چنانچہ وہ رقم لائی گئی اور ان کے سامنے ہی ابن داب کو دے دی گئی۔

علی بن یقطین کا بیان:

علی بن یقطین بیان کرتا ہے کہ ایک رات دوسرے مصاحبین کے ساتھ میں بھی مویٰ کی خدمت میں حاضر تھا ایک خدمت گار آیا اور اس نے اشارے میں کوئی بات ان سے کہی وہ فوراً اٹھے اور ہم سب سے کہہ گئے کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ اٹھے سب بیٹھے رہیں وہ خود چلے گئے اور بہت دیر کے بعد باپتے ہوئے آئے اور اپنی مسند پر لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد تنفس کم ہوا اور ان کو سکون ہوا ان کے ساتھ خدمت گار بھی ایک طباق لیے جو کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا ساتھ آ یا تھا یہ ان کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔
دو باندیوں کا قتل:

جب وہ دربار میں آئے کانپ رہے تھے اس پر ہم سب اچنبھے میں پڑ گئے، انھوں نے خدمت گار کو حکم دیا اسے رکھ دے اس نے رکھ دیا، پھر حکم دیا کہ طباق پر سے خوان پوش اٹھا دے اس نے اٹھایا تو ہم نے دیکھا کہ اس طباق میں دو باندیوں کے سر ہیں، ہم نے ان سے زیادہ خوبصورت چہرے یا بال کبھی نہیں دیکھے تھے ان کے سر کے بالوں میں جواہرات لٹکے ہوئے تھے اور خوشبو مہک رہی تھی اس خونی منظر کو دیکھ کر ہم پر بڑا اثر ہوا خود انہوں نے پوچھا جانتے ہو کہ یہ کیوں ہوا ہے ہم نے عرض کیا کہ ہم لوگوں کو کیا خبر کہنے لگے مجھے یہ خبر ملی تھی کہ یہ ایک دوسرے سے محبت کرتی ہیں اور فحش کرتی ہیں میں نے اپنے اس خدمت گار کو ان کی خبر کے لیے متعین کیا تھا اس نے ابھی آ کر مجھے اطلاع دی کہ وہ دونوں جمع ہیں، میں نے جا کر دیکھا کہ وہ دونوں ایک ہی لحاف میں لپیٹی ہوئی فحش کر رہی ہیں میں نے ان کو قتل کر دیا اس کے بعد انھوں نے غلام کو حکم دیا کہ یہ دونوں سر لے جا اس کے جانے کے بعد اب پھر انہوں نے اپنی سابقہ گفتگو اس طرح شروع کر دی کہ گویا کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔

خیزران کی ہادی سے عطر لیف کی سفارش:

عبداللہ بن محمد البواب بیان کرتا ہے کہ میں کبھی کبھی فضل بن ربیع کے نائب کی حیثیت سے ہادی کا حجب ہوا کرتا تھا میں ایک دن ان کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا انھوں نے صبح کا کھانا کھایا اور پھر نبیذ طلب کی اس سے پہلے وہ اپنی ماں خیزران سے ملنے گئے تھے اور اس نے ان سے کہا تھا کہ آپ اپنے ماموں عطر لیف کو یمن کا والی مقرر کر دیں ہادی نے کہا کہ پینے سے پہلے مجھے یاد دلانا چنانچہ جب وہ پینے بیٹھے تو خیزران نے منیرہ یا زہرہ کو یاد دہانی کے لیے ان کے پاس بھیجا۔
ہادی کی خیزران کو مشروط پیش کش:

انھوں نے کہا جا کر اماں جان سے کہہ دو کہ یا آپ اس کی بیٹی عبیدہ کے طلاق کو یا یمن کی ولایت کو پسند کر لیں باندی پوری بات تو سمجھی نہیں اس نے صرف یہی سمجھا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ جو آپ اس کے لیے پسند کر لیں اس نے جا کر خیزران سے یہی کہہ دیا اس نے کہا کہ میں نے اس کے لیے یمن کی ولایت پسند کی ہے ہادی نے اس کی بیٹی عبیدہ کو طلاق دے دی اب وہاں سے رونے چلانے کی آواز آنے لگی ہادی نے پوچھا کیا ہے۔ خیزران نے کہا یہ واقعہ ہوا ہے۔ ہادی نے کہا آپ ہی نے اس کو پسند کیا ہے اس نے کہا جی نہیں مجھے تو آپ کا پیام اس طرح پہنچایا گیا تھا۔

ہادی کا ندیموں پر عتاب:

ہادی نے صالح مصلیٰ بردار کو حکم دیا کہ ننگی تلواریں لے کر تمام ندیموں کے سر پر کھڑے ہو جاؤ اور حکم دو کہ سب اپنی بیویوں کو

طلاق دیں، خدمت گاروں نے مجھ سے آ کر یہ واقعہ سنایا اور اطلاع دی کہ میں کسی کو بھی اندر نہ جانے دوں۔

اسود بن عمارہ کے اشعار:

آستانہ خلافت پر ایک شخص کھڑا ہوا تھا اس نے اپنے لبادہ سے اپنا منہ ڈھانک رکھا تھا اور آہستہ آہستہ ٹہل رہا تھا مجھ سے کہا کہ وہ شعر سنانا میں نے وہ شعر سنائے جو یہ ہیں:

خلیلی من سعد الما فسلما علی مریم لایبعد اللہ مریم
وقولا لها هذا الفراق عزمته فہل من نوال بعد ذاك فیعلما

ترجمہ: ”اے میرے بنی سعد کے دونوں دوستو! تم منزل کر کے مریم پر سلامتی بھیجنا اللہ اسے دور نہ کرے۔ اور کہنا کہ جدائی کے بعد جس کا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ارادہ ہی کر لیا ہے، کیا بخشش وصال ہوگی؟ جو کچھ ہوگا تم دونوں کو معلوم ہو جائے گا۔“

اس شخص نے جو اپنے لبادے سے چہرے کو ڈھکے ہوئے تھا مجھ سے کہا کہ یعلما نہیں بلکہ تعلما ہے۔ میں نے کہا ان دونوں میں فرق کیا ہوا اس نے کہا شعر کا حسن و قبح معنی پر موقوف ہے، ہمیں اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ لوگ ہمارے اسرار سے واقف ہو جائیں، میں نے کہا مگر میں اشعار سے تمہارے مقابلہ میں زیادہ واقف ہوں اس نے کہا اچھا بتاؤ یہ کس کے شعر ہیں۔ میں نے کہا یہ اسود بن عمارہ النوفلی کے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں اسود بن عمارہ ہوں میں نے اس کے قریب جا کر اس سے کہا کہ امیر المومنین کی یہ کیفیت ہے۔ میں مجبور ہوں اس حالت میں آپ کو ان سے ملنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ یہ سن کر اس نے اپنے گھوڑے کی باگ موڑی اور یہ کہہ کر یہاں سے چل دینا ہی مناسب ہے۔ اپنی راہ چلا گیا۔

خیزران کا ذکر کرنے کی مخالفت:

ابوالمعانی کہتا ہے کہ میں نے موسیٰ اور ہارون کی مدح میں عباس بن محمد کو یہ شعر سنائے:

یا خیزران هناک ثم هناک ان العباد یسوسہم ابنناک

ترجمہ: ”اے خیزران تجھے دہری مبارک بادی ہو کیونکہ تیرے دونوں بیٹے بندگان خدا پر فرمانروائی کرتے ہیں۔“

عباس بن محمد نے مجھ سے کہا دیکھو میں تمہاری بھلائی کے لیے تم سے یہ بات کہہ دیتا ہوں کہ موسیٰ نے کہا ہے کہ میری ماں کا کوئی تذکرہ بھلائی یا برائی سے نہ کیا جائے۔

یوسف الصیقل شاعر کا بیان:

یوسف الصیقل الواسطی شاعر بیان کرتا ہے کہ قبل اس کے کہ ہادی خلیفہ ہوئے ہوں اور بغداد آئے ہوں ہم جرجان میں ان کے پاس تھے یہ اپنے ایک پر تکلف اور خوبصورت بالا خانہ پر بیٹھے تھے کہ وہاں کسی نے یہ شعر گایا:

واستقلت رجالہم بالردینی شرعا

”ان کے مردوں نے روینی نیزے تان لیے۔“

اسے سن کر ہادی نے کہا پورا قصیدہ سنایا جائے، چنانچہ پورا قصیدہ سنایا گیا، کہنے لگے، میں چاہتا ہوں کہ اس کی لے ایسے اشعار میں ہوتی جن میں درد ہوتا۔

یوسف الصیقل سے جا کر کہو کہ وہ اس طرز میں دوسرے شعر کہہ دے۔ لوگوں نے مجھ سے امیر المومنین کی فرمائش بیان کی میں نے اسی وقت یہ شعر کہہ دیئے:

تلمنی ان اجزعا سیدی قد تمنعا
وابلائی ان کان ما بینا قد تقطعا
ان موسی بفضله جمع الفضل اجمعا

ترجمہ: ”چونکہ میرے آقا نے مجھ سے اعراض کیا ہے اس لیے اگر میں اپنے رنج و غم کا اظہار کروں تو مجھے ملامت نہ کرو بلکہ معذور سمجھو! اگر وہ تعلقات جو میں نے مدت کی محنت کے بعد قائم کیے تھے منقطع ہو جائیں تو میری مصیبت کی کیا انتہا ہو سکتی ہے بے شک موسیٰ نے اپنے اخلاق کریمانہ کی وجہ سے تمام کرامتیں اپنے میں جمع کر لی ہیں۔“

اشعار پڑھ کر انھوں نے نظر اٹھائی تو ایک گدھا نظر پڑا حکم دیا کہ اس گدھے کو درہم و دینار سے لاد کر یوسف کو لے جا کر دو! چنانچہ لدا ہوا گدھا میرے پاس آ گیا۔
عیسیٰ بن داب سے مہدی کی فرمائش:

ابوزہیر کہتا ہے کہ ہادی کے مزاج میں ابن داب کو سب سے زیادہ درخور حاصل تھا۔ ایک دن فضل بن ربیع نے باہر آ کر کہا کہ جو لوگ ملاقات کے لیے آئے ہیں ان کے لیے امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ وہ واپس جائیں وہ آج نہیں مل سکتے البتہ ابن داب تم اندر چلو۔ ابن داب کہتا ہے کہ میں ہادی کے پاس گیا وہ اپنے بستر پر پڑے ہوئے تھے تمام رات کی بیداری اور مے خواری کی وجہ سے دونوں آنکھیں سرخ تھیں مجھ سے کہا کہ شراب کے متعلق کوئی دلچسپ واقعہ سناؤ میں نے عرض کیا امیر المومنین ایک مرتبہ بنی کنانہ کے کچھ لوگ شراب پینے کے لیے شام آئے وہاں ان کا ایک دوست مر گیا وہ سب کے سب اس کی قبر پر بیٹھ کر شراب پینے لگے اور ان میں سے کسی نے یہ شعر کہے:

لا تصردھامة من شربھنا اسقہ الخمر وان کان قبر

ترجمہ: ”ہامہ کو شراب کا پیا سامت رکھو اگر ہمارا دوست دفن ہو چکا ہے تو اس کے عوض میں اسی کو خوب شراب پلاؤ۔“

اسق او صالا و ہاما و صدی قاشعا یقشع قشع المبتکر

ترجمہ: وصیلہ ہام اور صدی کو ایسی تیز اور تند شراب پلا جو ان کو اس طرح اڑالے جائے جیسے تیز آندھی موسم بہار کے ابر کو اڑا کر لے جاتی ہے۔

کان حرا فھوی فیمن ھوی کل عود و فنون منکسر

ترجمہ: وہ ایک شریف آدمی تھا اسے بھی موت آ گئی اور ہر لکڑی اور درخت کی شاخیں ایک دن ٹوٹنے والی ہیں۔“

عیسیٰ بن داب کا حرانی سے معاہدہ:

انھوں نے دوات منگوائی اور یہ اشعار لکھ لیے اور پھر حرانی کو حکم لکھا کہ چالیس ہزار درہم ابن داب کو دے دو مجھ سے کہا دس ہزار تمہارے سنانے کے اور تیس ہزار تینوں شعروں کے ہیں۔ میں حرانی کے پاس آیا اس نے کہا کہ دس ہزار پر تمہارا ہمارا اس شرط پر

ما منزلان علی التقادم و البلی
ابکی لماتحت الجوانح منکما
بترجمہ: کیونکہ باوجود طول مدت اور محو ہوجانے کے آج بھی کوئی اور منزل تم سے زیادہ میرے دلی سوز و فراق کی ہمدردی میں رونے والی نظر نہیں آتی۔

رد السلام علی کبیر شاقہ
طللاق قد درسا فہاج فسلما
بترجمہ: تم ہی دونوں اس بڑھے کو سلام کا جواب دو جس کے قلب میں ان دونوں بے نشان تودوں نے شوق کا ایک طوفان برپا کر دیا ہے۔

اسی قصیدہ میں میں نے ان کی مدح بھی کہی تھی۔ جب میں اس شعر پر پہنچا۔

سبط الانامل بالفعال حالہ
ان لیس یترو فی الخزائن درہما
بترجمہ: اس کی انگلیاں دینے میں ایسی تیز چلتی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ تمام خزانوں میں ایک درہم بھی باقی نہ بچے گا۔
اس شعر کو سن کر وہ احمد خزینہ دار کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا احمد معلوم ہوتا ہے کہ کل شام ہمیں یہ دیکھ رہا تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ گذشتہ شب میں انھوں نے بہت سارے پونپہ خزانوں سے نکلوا کر تقسیم کیا۔
ابراہیم موصلی سے ہادی کی گانے کی فرمائش:

ابراہیم الموصلی مشہور گویا بیان کرتا ہے۔ ایک دن ہم موسیٰ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اس وقت ابن جامع اور معاذ بن الطیب بھی موجود تھے۔ یہ پہلا دن تھا کہ معاذ ہمارے ساتھ شریک جلسہ ہوا تھا۔ یہ راگوں سے خوب واقف تھا اور پرانے پرانے راگ اسے معلوم تھے موسیٰ نے کہا جو اپنے گانے سے مجھے بے خود کر دے گا میں اس کی منہ مانگی بات پوری کروں گا ابن جامع نے اپنا گانا سنایا مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا میں سمجھ گیا تھا کہ یہ کسی قسم کے راگ کو چاہتے ہیں۔ مجھ سے کہا ابراہیم تم گاؤ میں نے یہ گیت گایا:

سلیمی اجمعت بینا
فاین نقولہا اینا

بترجمہ: ”سلیمی ہم میں موجود ہے مگر کیونکر کہیں کہ کہاں ہے؟“۔

اسے سن کر ان کو وجد آ گیا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک بلند آہ کی ”مجھ سے کہا دو بارہ گاؤ“ میں نے پھر گایا۔ کہنے لگے ہاں اب میری غرض پوری ہوئی میں اسی کو سننا چاہتا تھا کہہ کیا مانگتے ہو۔

ابراہیم موصلی کے مطالبہ پر ہادی کی برہمی:

میں نے کہا امیر المومنین عبدالملک کی دیوار اور اس کا چشمہ آب خرارہ یہ سن کر ان کی آنکھیں پھر گئیں اور غصہ میں انگاروں کی طرح دھکنے لگیں کہنے لگے حرامزادے تو چاہتا ہے کہ تمام دنیا میں میری بدنامی ہو اور لوگ اس بات کا چرچا کریں کہ ایک گویے کے گانے سے امیر المومنین نے بے خود ہو کر اس کی منہ مانگی جاگیر دے دی اگر میں اس بات کو جانتا نہ ہوتا کہ یہ تیری فوری جہالت ہے جو تیری عقل اور دانش سلیم پر غالب آ گئی تو میں تیرا سراڑا دیتا۔

ابراہیم موصلی پر نوازش:

اس کے بعد وہ تھوڑی دیر تک سر نیچا کئے سوچتے رہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا ملک الموت میرے اور ان کے درمیان

کھڑا ہوا ان کے حکم کا منتظر ہے۔ پھر ابراہیم الحرائی کو بلا کر حکم دیا کہ اس جاہل کو بیت المال کے اندر لے جاؤ اور جو یہ چاہے وہاں سے لے لے۔ ابراہیم مجھے بیت المال کے اندر لے آیا، مجھ سے کہا کتنا چاہتے ہو، میں نے کہا سو تھیلیاں، اس نے کہا اچھا ان سے پوچھ آئے دو، میں نے کہا اسی سہی اس نے کہا ذرا ان سے پوچھ آؤ، اب میں سمجھا کہ اس لیت و لعل سے اس کا کیا مقصد ہے۔ میں نے کہا اچھا ستر مجھے دو اور تیس تمہاری، کہنے لگا، اب معاملہ ٹھیک ہوا لے لو، میں سات لاکھ لے کر گھر آیا اور ملک الموت نے میرا پیچھا چھوڑا۔

ہادی کا مرغوب راگ:

حکم الوادی بیان کرتا ہے کہ ہادی اس درمیانی راگ کو بہت پسند کرتے تھے۔ جس میں پلٹے کم ہوں اور بار بار کی تکرار سے وہ بے مزہ نہ ہو جائے۔ ایک مرتبہ میں ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ ابن جامع، موصلی، زبیر بن دہمان اور غنوی بھی حاضر تھے، ہادی نے تین تھیلیاں منگوائیں اور ان کے حکم سے وہ سب کے بیچ میں رکھی گئیں پھر ان کو کھول کر یک جا کر دیا گیا۔ اب انہوں نے کہا کہ تم میں سے جو مجھے اس طرز پر گاکر سنائے گا جو مجھے مرغوب ہے تو یہ تمام رقم اس کو دے دی جائے گی۔ ہادی اس قدر بامروت واقع ہوئے تھے کہ اگر کوئی بات ان کو ناپسند ہوتی تو اس کا اظہار نہ کرتے، البتہ اس سے اعراض کر لیتے۔ سب گویوں نے گایا مگر کسی کا گانا ان کو پسند نہیں آیا۔

حکم الوادی کو انعام:

سب کے آخر میں میری نوبت آئی میں نے جو راگ اٹھایا وہ بالکل ان کے مذاق کے موافق تھا سنتے ہی پھڑک گئے کہنے لگے خوب خوب مجھے شراب پلاؤ، اب انہوں نے شراب پی اور وجد میں آ گئے، میں اپنی جگہ سے اٹھ کر ان تھیلیوں پر بیٹھ گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ میری ہو چکیں۔ اس موقع پر ابن جامع نے نہایت عمدہ طرز عمل اختیار کیا اور عرض پرداز ہوا کہ امیر المؤمنین جناب والا نے جس راگ کو پسند فرمایا ہے واقعی وہ قابل ستائش ہے ہم سب نے آپ کے مرغوب طبع طرز ادا کو چھوڑ دیا تھا۔ ہادی نے مجھ سے کہا یہ رقم تمہاری ہے اور پھر شراب پی۔ اب ان کو ذرا بلند آواز سے حکم دینے کی ضرورت ہوئی وہ اٹھے اور حکم دیا کہ تین فراشوں کو حکم دیا جائے کہ وہ اس رقم کو حکم الوادی کے ساتھ لے جائیں، ہم سب دربار سے اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے کے لیے قصر کے صحن میں آئے، ابن جامع میرے پاس آیا، میں نے اس سے کہا، اے ابوالقاسم! تم ایسے شریف آدمی کو ایسا ہی کرنا چاہیے تھا یہ روپیہ موجود ہے اس میں سے جتنا چاہو وہ تمہاری نذر ہے اس نے کہا یہ تمہیں کو مبارک رہے میں تو چاہتا تھا کہ تم کو کچھ اور زیادہ ملے، موصلی بھی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کچھ دو، میں نے کہا کہ کس بات کا مانگتے ہو تم نے تو ایک لفظ بھی اس موقع پر میرے لیے نہیں کہا بخدا! میں ایک درہم بھی تم کو نہیں دیتا۔

یزید بن مزید کی ہادی کی باندی کو دھمکی:

محمد بن عبد اللہ کہتا ہے کہ قاری ابان کے استاد قاری سعید العلاف نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک دن ہادی کی خدمت میں اس کے ندیم اور مصاحبین خاص حرائی اور سعید بن سلم وغیرہ موجود تھے اور ہادی کی ایک باندی ان سب کو شراب پلا رہی تھی چونکہ وہ بہت پر مذاق اور بذلہ سنچ تھی اس لیے وہ ان سب پر فقرے بھی چست کر رہی تھی اتنے میں یزید بن مزید بھی وہاں آیا اس نے وہ

فقرے سے جو وہ باندی حاضرین مجلس پر چست کر رہی تھی اس نے کہا خدائے بزرگ و برتر کی قسم ہے اگر تو نے مجھے ایسے القاب اور الفاظ کہے تو میں اس تلوار سے تیری خبر لوں گا۔ ہادی نے بھی اس باندی سے کہہ دیا کہ یہ اسی قماش کا آدمی ہے اس سے مذاق مت کرنا یہ ضرور اپنی بات کو پورا کرے گا۔ اس کی دھمکی سے وہ بھی مرعوب ہو گئی اور اس نے یزید کو کوئی نازیبا لفظ نہیں کہا۔ راوی کہتا ہے کہ سعید العلاف اور قاری ابان اباضیہ فرقہ کے خارجی تھے۔

امۃ العزیز:

ربیع کی ایک لونڈی امۃ العزیز تھی جو نہایت خوبصورت تھی اور جس کے پستان ابھرے ہوئے تھے۔ ربیع نے اسے مہدی کے نذر کر دیا۔ مہدی نے جب اس کے حسن اور جو بن کو دیکھا کہا کہ یہ موسیٰ کے لیے مناسب ہے انھوں نے اسے موسیٰ کو دے دیا۔ موسیٰ اسے بہت چاہتے تھے اور ان کی تمام اولاد اسی کے بطن سے پیدا ہوئی۔

ہادی کا ربیع کو قتل کرنے کا فیصلہ:

ربیع کے کسی دشمن نے موسیٰ سے کہا کہ میں نے ربیع کو یہ کہتے سنا ہے کہ امۃ العزیز سے زیادہ مجھے کسی دوسری عورت سے اس قدر لطف و صل حاصل نہیں ہوا۔ یہ سن کر موسیٰ کو شدید غیرت لاحق ہوئی اور انھوں نے ربیع کو قتل کر دینے کی قسم کھائی چنانچہ جب خلیفہ ہوئے تو ایک دن ربیع کو بلا کر اس کے ساتھ کھانا کھایا اس کی بہت خاطر تواضع کی اور شہد کی شراب کا ایک پیالہ اسے دیا۔

ربیع کو مسموم شہد پینے کا حکم:

ربیع نے بیان کیا ہے کہ میں جانتا تھا کہ میری جان اس پیالہ میں ہے مگر مجبوری یہ تھی کہ اگر میں اسے رد کر دیتا تو وہ مجھے قتل کر دیتے، کیونکہ میں جانتا تھا کہ میرے ان کی باندی سے محبت کرنے کی جو شکایت ان سے کی گئی ہے اس کی وجہ سے وہ میرے دشمن ہو گئے ہیں میرا کوئی عذر اس وقت قابل پذیرائی نہ ہوگا اس خیال سے مجھے اس پیالہ کو پینا پڑا۔

ربیع کی وصیت:

وہاں سے ربیع اپنے گھر آیا اس نے تمام بال بچوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں آج ہی ور نہ کل مر جاؤں گا اس کے بیٹے فضل نے پوچھا آپ یہ کیا فرماتے ہیں اس نے کہا موسیٰ نے اپنے ہاتھ سے مجھے زہر کا پیالہ دیا ہے اس کا عمل شروع ہو گیا ہے جسے اب میں محسوس کر رہا ہوں اس کے بعد ربیع نے اپنی سب اولاد کو جو وصیت کرنا تھی وہ وصیت کی اور اس دن یا دوسرے دن اس نے انتقال کیا موسیٰ البادی کے مرنے کے بعد رشید نے امۃ العزیز سے نکاح کر لیا۔ اور اسی سے علی بن رشید پیدا ہوا۔

فضل بن سلیمان کا بیان:

فضل بن سلیمان بن اسحق البہاشی کا یہ بیان ہے کہ اپنی خلافت کے پہلے ہی سال جب ہادی عیسا باذ میں منتقل ہو گئے انھوں نے ربیع کو منصب وزارت اور دفتر رسائل سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عمر بن بزیع کو مقرر کیا البتہ انھوں نے ربیع کو دفتر بندوبست کا ناظم بحال رکھا اور اس خدمت پر یہ اپنی وفات تک قائم رہا۔ ہادی کی خلافت کے چند ماہ بعد ربیع نے انتقال کیا۔ ہادی کو بھی اس کے مرنے کی اطلاع دی گئی مگر وہ شریک جنازہ نہیں ہوئے۔ ہارون نے جو ولی عہد تھا اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ہادی نے ربیع کی جگہ ابراہیم بن

ذکوان الحمرانی کو مقرر کر دیا۔ اور ابراہیم کی جگہ اسماعیل کو شام اور اس کے ملحقہ علاقوں کے دفتر بندوبست کا ناظم مقرر کیا۔

ربیع کی ہلاکت کے متعلق یحییٰ بن حسن کی روایت:

یحییٰ بن الحسن بن عبدالحق، فضل بن الربیع کا ماموں بیان کرتا ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے یہ بات کہی کہ ایک مرتبہ ہادی نے کہا کہ میں ربیع کو قتل کر دینا چاہتا ہوں مگر اس کی کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آتی سعید بن مسلم نے کہا کہ آپ کسی کو حکم دیں کہ وہ مسموم خنجر سے اس کا کام تمام کر دے اور جب وہ ربیع کو ختم کر دے پھر آپ اس قاتل کو فوراً قتل کر دیں۔ ہادی نے کہا یہ رائے مناسب ہے انھوں نے ایک شخص کو اس کام پر متعین کر دیا اور وہ ربیع کی تاک میں اس کے راستے پر بیٹھ گیا۔ ربیع کے ایک نائب نے دربار سے اٹھ کر فوراً ربیع کو اس سازش کی اطلاع دی کہ تمہارے متعلق ایسا حکم دیا گیا ہے اس نے اپنا قدیم معمول کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا اور گھر پہنچ گیا۔ پہلے ارادۂ بیمار بنا۔ پھر اس کے بعد واقعی بیمار ہو گیا اور آٹھ روز بیمار رہ کر وہ اپنی موت مر گیا۔ اس کی وفات ۱۶۹ھ میں واقع ہوئی یہی ربیع بن یونس ہے۔

